ہومان نامہ

متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم

دفتر اول

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات واقف ہین کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہی جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہی جن حضرات نے ان داستانون کو سنایا دیکھا ہی وہ آگاہ ہین کہ برسون ان داستانون کو سنو اور پھر تمام نہون آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین مین کیسی عرق ریزی کی اس داستان ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

الحمد للہ کہ یہ کل داستانین مطبع ہذا مین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدر دانان طبع مکرر کی نوبت آئی۔ دفتر اول نوشیروان نامہ جلد دوم کے متعلق ایک داستان موسوم بہ ہومان نامہ باقی تھی

جسکو

بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل سرسبد گلشن بلاغت سخن سنج و سخنور منشی احمد حسین صاحب قمر نے حسب الحکم جناب فیضمآب سرآمد تاجران دیار وہمصار رئیس والاتبار جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار دام اقبالہ اردوے معلی مین نہایت عمدگی اور تناسب الفاظ و بندش کے ساتھ فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا۔

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

سنہ ۱۹۰۱ء

اطلاع عہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انہین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہی۔	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ شی نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اِسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی۔

نام کتاب	قیمت
ا۔ نوشیروان نامہ جلد اول۔	عکا/ ب
۲۔ 〃 جلد دوم۔	عکا/ ب
۳۔ ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ/ ب
۴۔ کوچک باختر۔	عکا/ ب
۵۔ بالا باختر۔	عکا/ ب
۶۔ ایرج نامہ جلد اول۔	عکا/ ب
۷۔ 〃 جلد دوم۔	عکا/ ب
۸۔ طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عکا/ ب

نام کتاب	قیمت
۹۔ طلسم ہوش ربا جلد دوم۔	عکا/
۱۰ 〃 جلد سوم۔	عکا/
۱۱ 〃 جلد چہارم۔	سے/
۱۲ 〃 جلد پنجم کا حصہ اول۔	عکا/ ۴
۱۳ 〃 〃 حصہ دوم۔	عکا/ ۴
۱۴ 〃 جلد ششم۔	سے/ ۸
۱۵ 〃 جلد ہفتم۔	سے/
۱۶۔ بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر۔	[illegible]
۱۷۔ ایضاً حصہ دوم۔	عکا/ ب
۱۸۔ صندلی نامہ دفتر ششم۔	عکا/ ب
۱۹۔ تورج نامہ ہر دو جلد دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سے/ ب
۲۰۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عکا/ ۴ ب
۲۱۔ ایضاً جلد دوم	عکا/ ۱۲ ب
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہی۔	سے/ ب
۲۔ 〃 جلد دوم۔	سے/ ۸ ب
۳۔ 〃 جلد سوم۔	للعہ/ ب
کامل جلد یکمشت۔ ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ/ ب
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول۔	عہ/ ۸ ب
۲۔ 〃 جلد دوم۔	عہ/ ۱۲ ب
۳۔ 〃 جلد سوم۔	سے/ ب
طلسم خیال سکندری۔ ہر سہ جلد مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	[illegible] ۱۰ ب
قصہ ٹھگ۔ در سہ حصہ۔	عہ/ ب

فہرست مضامین ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم دفتر اول

ہومان نامہ

متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم

دفتر اول

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

یہ تو سب حضرات واقف ہین کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک بحر مواج ہی جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہی جن حضرات نے اِن داستانون کو سنایا دیکھا ہی وہ آگاہ ہین کہ برسون ان داستانون کو سُنو اور پھر تمام نہون آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کیسی عرق ریزی کی اس داستان ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ جلد	ششم	صندلی نامہ	۱ جلد
سوم	بالا باختر	۱ جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	۱ جلد

الحمد للہ کہ یہ کل داستانین مطبع ہذا مین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش قدردانان طبع مکرر کی نوبت آئی۔ دفتر اول نوشیروان نامہ جلد دوم کے متعلق ایک داستان موسوم بہ ہومان نامہ باقی تھی

جسکو

بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل سرسبد گلشن بلاغت سخن سنج و سخنور منشی احمد حسین صاحب قمر نے حسب الحکم جناب فیضمآب سر آمد تاجران دیار و امصار رئیس والا تبار جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار دام اقبالہ اُردوے معلّی مین نہایت عمدگی اور تناسب الفاظ و بندش کے ساتھ فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا۔

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

سنہ ۱۹۰۰ع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق رب صمد عجب بے نیاز و کارساز ہی حقیقت مین بے نیاز ہی چارہ ساز بے چارگان دستگیر افتادگان خیال کرو کہ کیفیت دنیا کس رنگ سے بنائی ہی دیوزاد و پریزاد و جنات و انسان و حیوان کس تکلف سے پیدا کیے کیا خوب بات ہی کہ انسان کو دیو پری سے علیحدہ پیدا کیا از روے تواریخ کے معلوم ہوا کہ دیوزاد و جنات و پریزاد پردۂ قاف مین رہتے ہین افعال اُنکے یہ ہین کہ اپنے مقدمات مین صاحب اختیار ہین مگر کیا مجال ہی کہ انسان ضعیف البنیان پر دست انداز ہون یا پریشان کرین اگر اُنھون نے کسی انسان کے ستانے کا قصد کیا وہ اسما مقرر فرمائے ہین کہ اگر اُنکا عامل باعمل ہو تو جلا کر خاک کر دے یہی خوف انسان کی طرف سے اُنکے دلون مین ڈالدیا ہی کہ اُنکو خوف ہی جب انسان قصد کریگا تو ہمکو جلا دیگا اسی خوف سے انسان سے ملاقی نہین ہوتے بلکہ اُنکا قول ہی کہ انسان کی بدحت سے خدا بچائے اکثر جو کسی پر قصد کیا ہی تو عاملان باعمل نے اُنکو فوراً جلا دیا توبہ توبہ کرتے ہوے بھاگے قوم بھر مین خبر ہو گئی کہ فلان جن نے فلان انسان کو ستایا تھا اسماے الٰہی کے خوف سے بھاگ آیا اسی وجہ سے قوم مذکور انسان سے نہین ملتی انسان کی کیا مجال ہی کہ اُس کریم و رحیم کے اوصاف بیان کر سکے رحیم و کریم سمیع و علیم ان اسماسے کیا تقویت ظاہر ہی فقط ایکدن صفت قہاری و جباری دکھائیگا وہ روز حشر ہی کتب ہاے مستند مین تحریر پایا کہ اُس روز پیغمبران ماسلف نفسی نفسی پکارینگے سواے ہمارے پیغمبر برحق کے کہ وہ البتہ اُس روز قیامت مین بھی اپنی امت گنہگار کو یاد رکھین گے اور اُمتی اُمتی فرمائین گے بہر طور اپنی اُمت گنہگار کو بخشائین گے اور چہاردہ معصوم اسی فکر مین ہونگے کہ جس طرح بنے اِن گنہگارون کو بخشوائین سامنے رب اکبر کے سُرخ رو کر کے لے جائین پس ایسے نحیف و ضعیف کج مج زبان کی کیا لیاقت جو اُسکی حمد کر سکے اب عنانِ خامہ کو اس وادی سے پھیرتا ہون اور اوصاف باانصاف جناب اشرف انبیا مین زبان کھولتا ہون ظاہر ہو

وہ حبیب رب اکبر ہی جسپر پروردگار نے اپنا قرآن مبین نازل کیا

نعت اشرف انبیا حبیب رب دوسرا مقبول بارگاہ کبریا

زہے جاہ وجلال جناب اشرف انبیا وخہے عز وشان حبیب خدا کیا اُنکے اوصاف باالفاظ انسان لکھ سکتا ہی پروردگار نے جب کلیدہاے دنیا براے عظم وشان جناب اشرف انبیا بھیجین تو حضرت نے اُن کنجیون کو واپس دیا اور عرض کی کہ ای پروردگار مین یہ چاہتا ہون کہ ایک دن فاقہ کرون کہ تجھسے رزق طلب کرون اور ایکدن تیرے خوان نعمت سے رزق ملے کہ تیرا شکر بجالاؤن یہ نہین چاہتا کہ کلیدہاے خزانہ عالم میرے قبضے مین رہین خواہش زر نہین تیری یاد بھولیگی مصیبت مین انسان خوب خدا کو یاد کرتا ہی ایک اہل ہند اسی مضمون کو کیا خوب ادا کرتا ہی کہ دُکھ مین ہر کو بھجین سُکھ مین بھجے نہ کوئے۔ جو سُکھ مین ہر کو بھجین تو دُکھ کاہے کو ہوے۔ تیری یاد دلمین آٹھ پہر رہے صاحب زر ومال محبت مین زر کی اکثر تجھ کو بھولجاتا ہی حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام مور و مار وجن والنس کے حاکم ہوے لکھا ہی کہ جب بساط پر سوار ہوتے تھے تو ستر ہزار کرسیان علما و فضلا کی دست راست کو ہوتی تھین جن و انس کے حاکم دست چپ پر اسی قدر ہوتے تھے مگر واضح ہو ناظرین پر کہ اس حکومت کا کیا باعث ہوا ایک انگشتر حضرت کے پاس تھی اُسکی برکت سے یہ جاہ وجلال ہوا ماہ لیاقت کو کمال ہوا ظاہرا یہ امر معلوم ہوتا ہی کتب ہاے معتبرہ مین تحریر ہی کہ اُس انگوٹھی پر نام نامی پنجتن پاک تحریر تھے اُسی کی برکت سے یہ عظم وشان ممکن ہوا یہ سب بزرگ اس مرتبے کے تھے کہ ہر وقت یہی چاہتے تھے کہ یاد خدا مین فرق نہ آئے کل قول وفعل حضرت کے موافق حکم رب اکبر تھے ایک قصیدہ شان جناب اشرف انبیا کا اس مقام پر تحریر کرتا ہون اور باقی انسان کی کیا مجال ہی کہ اوصاف اُن کے تحریر کرے

قصیدہ

قرآن سے اگر بحث کرے روے محمدؐ
بسم اللہ قرآن ہد ابروے محمدؐ
کہتے ہین جسے سلسلۂ بخشش امت
تھا پیش نظر کعبۂ ابروے محمدؐ
ہر چند گئے چرخ چہارم پہ مسیحا
گرچاہئے یوسف مین نہ تھی بوے محمدؐ
جاری جو ہوا روز ازل لوح پہ خامہ
ہی شیر یہی قوت بازوے محمدؐ
کسطرح دبلانے سے دبون پیر فلک کے
حق ہو طرف چہرۂ نیکوے محمدؐ
یوسف ہی نہین شیفتۂ روے محمدؐ
گیسوے محمدؐ ہی وہ گیسوے محمدؐ
بیہوش ہوے دیکھ کے جس نور کو موسے
پہونچے نہ مگر تا سر زانوے محمدؐ
ہر روز بھرا بادۂ عرفان سے خدا نے
ہر سطر لکھی صورت گیسوے محمدؐ
سطرح کہ پہلو مین قمر کے ہون ستارے
ہن بھی ہون اسیر ایک سگ کوے محمدؐ
ہی صفحۂ قرآن ورق روے محمدؐ
موسے بھی ہین وابستۂ گیسوے محمدؐ
کیون سجدۂ آدم سے ملک شاد نہوتے
وہ طور پہ تھی روشنی روے محمدؐ
روشن ہوئین کسو جسے یعقوب کی آنکھین
خالی نہ رہا کاسۂ زانوے محمدؐ
سب دیکھ کے کہتے تھے ید اللہ کی جرأت
سبطینؑ سے تھی زینت پہلوے محمدؐ

لہذا نعت پسندیدۂ جناب اشرف انبیا کسکی مجال ہی کہ جو لکھ سکے عنان خامہ کو طرف منقبت حیدرؑ کرار غیر فرار کے پھیرتا ہون +

منقبت جناب علیؑ مرتضی وصی بلافصل حبیب خدا زوج فاطمۂ زہرا والد ماجد سبطین مصطفےؐ

سبحان اللہ جیسا نبی ویسا وصی ہمہ دان وہمہ گیر جرأت مین بے نظیر لکھا ہی کہ روز جنگ خندق جب عمرو بن

عبدود برائے پامالی لشکر اسلام آیا اور نعرہ کیا کہ کون میرے مقابلے مین آتا ہی ہر چند کہ بڑے بڑے جری و بہادر خدمت مین حاضر تھے مگر کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ برائے مقابلہ اُس دیو خصال کے نکلتا لیکن قوت بازوے جناب پیغمبرؐ کہ جنکے چہرے سے دبدبۂ رب اکبر ظاہر وباہر ہی یہ عرض کرکے اُٹھے کہ یا حضرت مین مقابلے مین اس کافر کے جاؤن جان کو قدم اقدس پر نثار کرون حضرت نے فرمایا کہ ای جری و بہادر مجکو خیال تھا کہ شاید کوئی اور دعوی کرے مگر سبحان اللہ یا علیؑ تم مقابلۂ عمرو بن عبدود مین جاؤ کُل کفر اسلام کا سامنا ہی بعض اصحاب کہ جنکا نام لکھنا مناسب وقت نہین ہی حاضر خدمت تھے بول اُٹھے کہ یا حضرت یہ وہ شخص ہی کہ ہم ایک سفر مین اسکے ساتھ تھے شب کو قزاق آئے اور کشت و خون شروع کیا اُس شب تیرہ و تار مین جو یہ خیمے سے نکلا تو سپر پشت پر نہ لگائی اور ایک اونٹ کو بجاے سپر اُٹھا لیا قزاق یہ زور دیکھکر مال و اسباب چھوڑکر بھاگے اس سے کون مقابلہ کرسکتا ہی جناب حیدرؑ کرار نے کچھ جواب نہ دیا اور مُنھ پھیر لیا حضرت نے اپنے دست حق پرست سے سلاح جنگ جسم پر جناب حیدرؑ کرار غیر فرار کے آراستہ کیے اور پشت پر دست حق پرست رکھکر دعاے فتح و ظفر پڑھی علیؑ مرتضے سوار ہوے بیت

چو شیرے کہ گیرد برآہو کمین ٭ بجست از زمین و برآمد بہ زین ٭ مقابلے مین اُس کافر کے پہونچے اُسنے جو حیدرؑ کرار کو دیکھا ہنس کر کہا یا علیؑ سامنے سے ہٹ جاؤ کہ تمہارے باپ سے اور مجھسے ملاقات تھی حضرت نے جواب دیا کہ کبھی کافر خاسر سے اہل دین ملاقات نہین رکھتے اُسنے وار کیا حضرت نے دفع کردیا کتب مین لکھا ہی کہ عرصۂ دراز تک ردو قدح رہی جو وار وہ کرتا تھا حضرت روک لیتے تھے آخر حضرت نے نعرۂ حیدری کرکے ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا دو رفیق ساتھ لیکر آیا تھا وہ خوف ضرب دست زبردست یداللہ نامور سے خائف ہوکر بھاگے اہل اسلام کی فتح ہوئی ایک قصیدہ صفت شہنشاہ اژدر در مین تحریر کرتا ہون کہ جلالت و جرأت اُن حضرت کی مثل آفتاب عالمتاب ساطع و لامع ہی قصیدہ

پیاسا ہون بہت دیر سے یا ساقیٔ کوثر
داماد نبیؐ شیر خدا ساقیٔ کوثر ٭
ہر نقش قدم آپ کا مومن کی نظر مین
ہی اور یہان آب وہوا ساقیٔ کوثر
دنیا سے گئے تشنہ دہن حضرت شبیرؑ
کوثر پہ یہی دینگے صدا ساقیٔ کوثر
سرچشمۂ الطاف و عطا منبع ہمت
دیتے ہین جسے آب بقا ساقیٔ کوثر
پائی ہی یہ توقیر پیمبرؐ کی طرف سے
ہر درد کی رکھتے ہین دوا ساقیٔ کوثر
تر خون مین ہوے آپ میلے ہوے نیور
ہر چند تھے دنیا مین گدا ساقیٔ کوثر
سرو قد رعنا کو کہون نخل تجلی ٭

دو ساغر کوثر مجھے یا ساقیٔ کوثر
ہی خضر بھی اک تشنۂ دیدار تُمھارا
ہی جام جہان بین سے سوا ساقیٔ کوثر
ہر سنگ سے پیدا ہوا بھی چشمۂ شیرین
کیا خاک ہو پانی کا مزا ساقیٔ کوثر
ہر موج زبان بنکے یہی کہتی ہی ابتک
دریاے کرم بحر سخا ساقیٔ کوثر +
موسے نے کہا روشنی طور یہی ہی
ہین زوج بتول عذرا ساقیٔ کوثر
ہر مور یہ سمجھا ہی کہ مین بھی ہون سلیمان
تھے قلزم تسلیم و رضا ساقیٔ کوثر
ہوتا مین جدا کس لیے حضرت کے قدم سے
ہی مظہر انوار خدا ساقیٔ کوثر ٭

کیا کیا نہ لقب حیدرؑ کرار نے پائے
لطف آپکا ہی آب بقا ساقیٔ کوثر
کسطرح نجف مین نہ مریضونکو شفا ہو
جس کو وہ پر رکھدے کف پا ساقیٔ کوثر
پانی پیو یہ نذر حسینؑ ابن علیؑ ہی
ای صل علی صل علی ساقیٔ کوثر
باطن مین وہ مرتا نہین تا روز قیامت
جس جا کہ ہوے جلوہ نما ساقیٔ کوثر
کس زخم کی مرہم نہین حضرت کی محبت
ہین بسکہ معین الضعفا ساقیٔ کوثر
اللہ سے عقبی مین ملا رتبۂ شاہی
ہوتی مری قسمت جو رسا ساقیٔ کوثر
صدمو سنے اسیر آپکا مضطر ہی خبر لو

یا شاہ غریب الغربا ساقی کوثر	علیؑ کا نام بھی نام خدا کیا راحت جان ہے	عصاے پیر ہے تیغ جوان ہے حرز طفلان ہے

سبب تالیف کتاب

یہ احقر بعد تمام کرنے طلسم خیال سکندری کے سات آٹھ مہینے بیکار رہا اسکے بعد خدمت مین آقاے نامدار کی ایک روز مین نے عرض کی کہ ہرمز نامہ و ہومان نامہ کا اشتہار میرے نام سے ہوا تھا جناب فیض مآب سرپرست کارگزاران نے ارشاد فرمایا کہ فی الحال ہومان نامہ موجود ہے اور ہرمز نامہ تو تحریر ہو گیا یہ ہومان نامہ باقی ہے اسے تحریر فرمائیے پھر اور کام دیا جائے گا حقیر نے ارشاد فیض بنیاد جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ قبول کیا اور تحریر پر اسکے آمادہ ہوا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان آنا ہومان بن ہام دمشقی کا اور پھر اُسی زمانے مین آنا راے اعظم برادر سکندر کا عاشق ہونا ہومان کا ملکہ مہران فیل زور دختر راے اعظم پر اور خفیف ہونا مقابلہ کر کے ملکہ سے لیکن ہاے واے کرنا عشق مین ملکہ کے ملکہ نے رنجیدہ ہو کر دربار مین آنا موقوف کیا اور باپ سے کہا کہ اگر مین ایسا جانتی تو دربار نوشیروان مین نہ آتی۔ ساقی نامۂ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
نہین دلمین باقی ہے اب جاے غم
امیر جہانگیر والا تبار
کہ شیرون سے لڑتے ہین روباہ بھی
لکھون داستان جلالت نشان
کہ سامان جنگ و جدل ہے بہم
کسی ساحرہ کے غرض زور پر
حقیقت مین گلزار کا رنگ ہے
جو آیا ہے ہومان پے مکر و غدر
کہ مغرور ہے ساحرہ پر سوا
قران حبش صاحب سوز و ساز
عمرو کی غلامی مین ثابت رہون

کہ ہومان نامے کی ہو داستان
چل اے ساقی بے خبر سیم بر
سکندر سے ہین مائل کارزار
چل اے ساقی سیمتن بے خبر
قمر زور پر اب ہے طبع روان
کہ ہومان بد کیش و مکار ہے
کہا چلکے یون شاہ کی بھی خبر
سُنگھائون گل فتح کی بھی جو بو
سکندر نے کی خوب ہے اُسکی قدر
مگر خواجۂ نامور ذیحشم
عمرو کی غلامی یہ ہے جسکو ناز
یہ سب حال لکھون بہ لطف تمام

اُٹھا ابر ہین مست صہباے غم
ملے کچھ تو لشکر کی مجکو خبر
کہ اک سمت ہے لشکر شاہ بھی
کہ مستو نکی بھی آکے لے تو خبر
چل اے توسن کلک شیرین رقم
کہ باغ صعوبت کا یہ خار ہے
عجب داستان یہ خوش آہنگ ہے
نکل جائے پھر دلکی سب آرزو
مقام بلندی پہ بیٹھا یہ تھا
کرین ساحرہ کو بشوکت قلم
یہی فکر ہے نام کچھ مین کرون
کہ ہون ناظرین خوش بہ ذوق تمام

چہرہ پر نوشان ساغر عقل و شعور و فتاحان منازل نزدیک و دور اس داستان شوکت بیان کو یون نئے رنگ سے تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان جوش ؛ وہ زمانہ ہے کہ لشکر صاحبقران زمان مقابلۂ نوشیروان مین فروکش ہے اور سکندر بن ہیکلان عاد مغربی چوسٹھ لاکھ مغربیون سے براے مدد نوشیروان آیا ہے اول کرب غازی نے لشکر سکندر پر ایسے

شبخون مارے کہ سکندر حیران ہوگیا کرب نے تاج وتلوار سکندر کی لی سکندر جب آکر مقابلۂ امیر
مین اترا تو کرب غازی ایلچی ہوکر آئے تب سکندر نے بختک سے کہا کہ دیکھ تو میرے کہنے کو خلاف
جانتا تھا یہی حمزہ ہی جسنے شبخون مارے بختک نے کہا کہ ای شاہ یہ کرب غازی بیٹا پہلوان عادی کا ہی
طلسم توڑکر آیا امیر سے ملا اب برسم سفارت یہ آیا ہی تو اسکو حمزہ سمجھتا ہی حمزہ کا دستور نہین کہ کسی
پر شبخون مارے کرب نے مردانہ وار سفارت ادا کی اور لڑتے بھڑتے لشکر مین امیر کے آئے امیر نے
خلعت ہاے فاخرہ مرحمت کیے مگر سکندر و نوشیروان بہت منتشر ہورہے ہین اور کہتے ہین کہ مسلمانون
سے کون مقابلہ کریگا لیکن امیر نے جبکہ شہر دمشق کو فتح کیا تھا ہام وہوم دمشقی ہاتھ سے امیر کے
مارے گئے تھے ہومان بن ہام دمشقی کہ اسکا سن سات برس کا تھا مان اسکو ہاتھ پکڑکے دربار مین
صاحبقران کے لائی کہا ای شہریار یہ یتیم ہی مین جوش محبت مین بخدمت حضور لیکر آئی ہون اس کو
سرفرازی حاصل ہو امیر نے ہومان کو تخت پر بٹھایا چند فنون سپہگری تعلیم کیے اور وہان سے
کوچ کیا تعاقب مین نوشیروان کے چلے مگر ہومان واسطے شکار کے جایا کرتا تھا ایک دن جو صحرا
مین پہونچا ایک ہرن معقول جھول زربفت کی اسکی پشت پر جست وخیز کرتا ہوا سامنے آیا ہومان نے
گھوڑا اڈالا وہ آہو ایک باغ مین پہونچا ہومان بھی بلاتکلف اس باغ مین آیا محلدار سے کہا کہ میری
خبر ملکہ کو کردو کہ ہومان بن ہام شاہزادہ دروازے پر کھڑا ہی محلدار نے آکر ملکہ سے کہا ملکہ نے
کہا بلاے چلمن ڈالدے ہومان بارہ دری مین آکر بیٹھا ملکہ نے صورت اپنی دکھائی ہومان عاشق
ہوگیا آہو کو بھول گیا آپس مین میخواری ہوئی جب دونون کو نشہ ہوا آپس مین مصروف عیش وعشرت ہوے
لیکن ملکہ نے اصلی امر کا انکار کیا ہومان نے سبب پوچھا اسنے کہا کہ میرا نام مہلہل جادو ہی تو
قسم کھا کہ سوا تیرے اور کسی عورت سے خبر نہ ہونگا ہومان نے قسم کھائی اس وقت وہ راضی ہوئی
بعد اسکے ہومان نے امیر کا حال کہا کہ میرے باپ او چچا کو قتل کیا اسنے کہا تو با کر حمزہ کے سردارون
سے سامنا کر حمزہ سے سامنا نہ کرنا تو کسی سے زیر نہ ہوگا ایک ہیکل بھی سحر کی ہومان کو دی اور کہا کہ مین
تیرے سر پر بشکل عقاب رہونگی تو سب کا استیصال کرنا مہلہل نے چالیس ہزار کس ہمراہ کیے اور
شہر مین آکر بت پرستی کو رواج دیا اسی ہزار سوار لیکر ہومان شہر بصرہ مین نوشیروان کے پاس
آیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی کہ ہومان بن ہام دمشقی آتا ہی نوشیروان نے اس کو استقبال
کرا کے بلوایا دربار مین سب سے بالا دست بٹھایا ہومان نے طبل جنگی بجوایا یہ خبر صاحبقران کو ہوئی
کہ ہومان بن ہام آیا ہی اور اسنے طبل جنگی بجوایا ہی عمرو سے کہا کیا وجہ ہی کہ ہومان کی ہمکو خبر نہ ملی
عمرو نے کہا کہ کوئی تو زور اسکو ملا ہی کہ ہومان میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مقابلہ کرے باپ اور چچا کے خون کا معاوضہ لینے آیا ہون یہ سن کر
جمہور جہان سوز نکلا آکر نگاور زن ہوا سب نے دیکھا کہ ہومان زبردست معلوم ہوتا ہی امیر
نے جمہور سے فرما دیا تھا کہ اسکو سمجھانا شاید مسلمان ہو پہلے ہومان نے جمہور کا نام پوچھا اور کہا کہ تو نے
لات ومنات کو کیون چھوڑا ای جمہور تو چل نوشیروان سے تیری خطا معاف کرا دونگا جمہور نے کہا کہ
تیرا باپ اور چچا مارا گیا مین فہمایش کرتا ہون اپنی جان کیون دیتا ہی دیکھ مین مسلمان ہوا امیر نے

کیا مرتبہ عنایت فرمایا چل مین تیری خطا معاف کرا دون ہومان نے نیزہ مارا جمہور نے چند طعنون مین
نیزہ ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اور آسمان کی طرف دیکھا لکہ ابر تھا جمہور نے تلوار کو روکر کے ہاتھ
مارا ہومان کا گھوڑا مارا گیا ہومان جمہور پر چلا جمہور بھی گھوڑے سے کود پڑا آپسمین کشتی ہونے لگی
مگر ہومان آسمان کی طرف دیکھتا جاتا ہی اور مہلہل جادو ماش کے دانے پھینک رہی ہی کہ اسمین
جمہور کا زور کم ہوا ہومان نے جمہور کو باندھ لیا بختک نے طبل امان بجوا دیا دوسرے دن
ہومان نے بہرام کو بھی باندھ لیا غرض سولہ سردار مہلیل جنگ عراقی و الاگرد و مالاگرد وغیرہ
کو باندھ لیے گیا علمشاہ کو بڑا صدمہ ہوا نوشیروان نے ہومان کی بڑی خاطر داری کی امیر نے
عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جمہور و بہرام و مہلیل جنگ عراقی و آلاگرد و مالاگرد وغیرہ کیسے پہلوان
تھے کہ ہومان نے تین تین دن مین زیر کیا تھا یہ دو پہر مین باندھ کر لے گیا کچھ حال اسکا نہ کھلا عمرو نے
کہا کہ بوقت جنگ بطرف آسمان کے دیکھتا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی
انشاء اللہ حال کھل جائیگا اب نوشیروان کے یہان خبر آئی کہ ملکہ مہران فیل زور دختر بلند اختر
راے اعظم کہ بھائی سکندر کا ہی براے مدد حضور آتی ہین سکندر نے نوشیروان سے عرض کی
کہ راے اعظم میرا بھائی ہی دختر اُسکی نہایت زبردست ہی کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا بہ اعزاز
اُسکو بلوائیے نوشیروان نے چند سردار واسطے استقبال کے روانہ کیے راے اعظم دربار مین آیا
ہومان بن ہام کہ پہلوے نوشیروان مین بیٹھا ہی دیکھا اسنے کہ ایک نقابدار عالی مقدار گھٹنہ
چُست چڑھا ہوا زرہ سُنہری زیب جسم سپر یا قرص قمر پہلوے آفتاب مین تیغہ ہلالی زیب کمر کفش پاؤن
مین کہ جسمین حقیر عرض کرتا ہی ناظرین ملاحظہ فرمائین بیت اکڑکے پنجون کے بل یہ چلنا نگیون کہ گشتہ ہونا
اس ادا کا + سجا سجایا کھنچا کھنچایا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا + دیگر زلفین معنبر بر مہ رویت تیرہ شب و
وادی موسے + جامۂ صبرم درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + ہومان مہران کو دیکھکر عاشق ہوا
اور پوچھنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہی کہان سے آنا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر بختک نے پہچان لیا کہ
ہومان مائل ہوا خنجر ابرو سے گھائل ہوا کہ ہومان نے کہا ملکجی میری مدد کرو اسکو راضی کردو ہومان
کی تو آج کل بڑی خاطر ہی بختک نے ملکہ سے کہا مہران نے جواب دیا کہ غلامی مین کیونکر قبول کرون
میری شرط ہی کہ جو کوئی مجکو زیر کرے اُسکی کنیز ہون بختک نے ہومان سے کہا ہومان نے کہا کہ
میرا مقابلہ مسلمانون سے موقوف رکھیے اس سے فیصلہ ہولے تب مسلمانون سے سمجھ لونگا یہ خبر امیر کو بھی
ہوئی یہ بھی تماشا دیکھنے آئے ہومان میدان مین آیا ملکہ بادبان اُڑا کر سامنے آئین ہومان نے ہاتھ
باندھ کر کہا تمام عمر غلامی کرونگا میرے چمڑے کی جوتیان بنا کر پہنو تو مجکو گوارا ہی ملکہ نے کہا او ہومان
تو نے بیہودہ ہی باتین نکالین ملکہ خفا ہوئی اور نیزہ مارا ہومان نے عورت جان کر سہلا لڑنا شروع کیا
ملکہ نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اور ایک ڈانڈ نیزے کی ماردی کہ ہومان گھوڑے سے
گرا ملکہ نے نیزہ چھاتی پر رکھدیا ہومان منتین کرنے لگا ملکہ نے نیزہ ہٹا لیا کہا نامرد کو کیا مارون اور
نوشیروان سے کہا کہ ای شہریار اسکو منع کیجیے ورنہ مین آپ کی بارگاہ مین نہ آؤنگی نوشیروان نے
ہومان کو بہت منع کیا ملکہ مہران فیل زور کو سمجھا کر بائین پہ دنگل دیا ملکہ نے کہا کہ ای شہنشاہ سب

مقدمے مین ہارے واے کی کیا ضرورت ہی میرا تو عہد ہی کہ جو مجکو زیر کرے خواہ کنیز بنائے خواہ قتل کرے یہ نامرد جھوٹا ہی بیہودہ ہانے واے کرتا ہی ناحق کو مرتا ہی از صدقۂ پاپوش پھر مقابلہ کرلے جس فن مین جی چاہے امتحان لے ہومان نے جان جہان کہکر ہاتھ بڑھایا مہران نے ٹھوکر مارکر ہومان کو دنگل سے گرا دیا اہل دربار ہنسنے لگے کہتے تھے عجب طرح کی بات ہی کہ جمہور و بہرام ایسے پہلوانون کو زیر کرکے لایا یہ ایک عورت میدان مین غالب آئی دربار مین بھی دنگل سے گرا دیا اور پھر بےحیا ہنس رہا ہی نہین معلوم اسکا کیا باعث ہی بختک نے کہا کہ یارو عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگرنی اسپر عاشق ہی پہلوانون کو اُسنے زیر کرایا عورت کے مقدمے مین دخل نہین دیتی اسکی اتنی حقیقت ہی سب خاموش ہو رہے ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہی حقیقت ہی مگر ہومان جو دنگل سے گرکر اُٹھا بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ سوسو بار کا ٭ رنگ رُخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین کیا ازدحام خلق ہی ٭ رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا
حد نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر ٭ طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا
اتنو ہر زخم جگر ہی دامن ابر بخیل ٭ تر نہین ہوتا ہی سوسو لینے لب سوفار کا
جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے ٭ آبلون کے مُنھ مین آجانا لب سوفار کا
ایک نقطہ دے کے خامے نے پتہ بتلا دیا ٭ آج ثابت ہو گیا ہونا دہان یار کا
رہگیا ہی کچھ جو کانٹون مین اُلجھ کر جا بجا ٭ تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا
کس طرح آگے بڑھون مانع ہی کچھ پاس ادب ٭ آنہ جائے زیر پا سایہ تری دیوار کا
شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف ٭ باغبان گوشہ بنا دے دامن گلزار کا
جو اسے سُنتا ہی پھر سوتا نہین آرام سے ٭ اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا
چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم ٭ شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا

مہران نے جو یہ اشعار سُنے غصہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای شاہ مین تو آپ کی مدد کو آئی تھی مگر اس پاجی نے بہت پریشان کیا اب مین رخصت ہوتی ہون یہ کہکر مہران اُٹھی ہرچند سکندر و ہیکلان نے بھی روکا مگر مہران نہ رُکی اپنے لشکر مین آکر اپنی بارگاہ مین آئی حکم دیا کہ شکار کی تیاری کرو یہ تو واسطے شکار کے جاتی ہی کہ حال اسکا تحریر ہوگا جنگل مین جاکر اُتری دن کو شکار کھیلتی ہی رات کو صحبت عیش و جشن رہتی ہی یہان مہلہل جادو کا یہ کام ہی کہ دن کو عقاب بنکر سر پر ہومان کے رہتی ہی شب کو ہومان کے پاس آتی ہی رات کو جو آئی ہومان رونے لگا کہا تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھے ایک عورت سے ذلیل کرایا مہلہل نے کہا کہ او بےحیا تو مجھسے وعدہ کرچکا ہی پھر تو نے یہ کیا حرکت کی سر دربار عشق بگھارتا ہی اگر اب اپنی اُس خالہ سے مقابلہ کریگا تجھے اُسی کے ہاتھ سے قتل کراؤنگی یہ کہکر صبح کو چلی گئی ہومان لرزان و ترسان بارگاہ نوشیروان مین آیا سوچا یہ تو کہہ گئی ہی کہ جس سے لڑیگا مین تیری مدد کرونگی یہ سوچکر اُسنے طبل جنگی بجوایا اور میدان مین آیا سلطان سعد نے ادھر سے نکل کر مقابلہ کیا بعد نیزہ و شمشیر جب نوبت کشتی کی آئی اُسی طرح سلطان سعد کو بھی زیر کرکے لے گیا سولہ سردار ستر ہوین سلطان سعد ان سب کو ہومان اپنے لشکر مین لایا سب کو قید کیا چوکی پہرا مقرر کر دیا علمشاہ و عمرو بن حمزہ و امیر کو

ہمراہ

نہایت سلطان سعد کا رنج ہوا عمرو کو کچھ دیگر آمادہ کیا کہ جاکر سلطان سعد کو رہا کرو خواجہ عمرو نقب لگاکر جہان سب قید تھے وہان پہونچے نوک خنجر پانوٗن مین بہرام کے لگی بہرام نے کہا کون عمرو نے کہا کہ چپ رہو ایسا نہو کہ کوئی سن لے مین ہون عمرو نقب لگا کر آیا مُہرہ نقب سے سر نکالا سبکی قید کاٹی سلطان سعد کو عطر دیا کہا امیر اسکو اکثر سونگھتے ہین سلطان سعد سونگھ کر بیہوش ہوے عمرو نے پشتارہ سلطان سعد کا لگایا اور سب سے کہا کہ نکل چلو اسی نقب سے غرض سب چلے عمرو نے کہا جلدی چلو بہرام وغیرہ نے کہا کہ خواجہ ہمکو سواری کی عادت ہے پیدل چلا نہین جاتا لشکر یہانسے دور ہے یہ کہتے تھے کہ سامنے پہاڑ کے ایک نالہ معلوم ہوا عمرو نے کہا کہ یا خدا بچائیو کہ ابر معلوم ہوا آندھی سیاہ چلی عمرو نے کہا کہ دیکھو غضب ہوا دال مین کچھ کالا ہے یہ کہکر عمرو نے گلیم اوڑھ لی ایک جانب بھاگا دیکھا نالے مین ایک جانب نہنگ منہ کھولے بیٹھا ہے عمرو حیران ہوا کنارے نالے کے ایکطرف بھاگا مہلمل نے کہا گیر عمرو تو نکل چکا تھا یہ سب گرفتار ہوگئے مہلمل جادو نے نالے سے نکل کر سب کو گرفتار کیا اور چہار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر عمرو کو دیکھا کچھ معلوم نہوا حیران تھی کہ آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا مگر مہلمل جادو دیر تک چہار جانب دیکھا کی عمرو کو نہ پایا حیران تھی کہ کہان غائب ہوا مہلمل جادو نے مٹی کے پنجے بنائے سب سرداروں کو اُٹھا کے چلے آکر ہومان سے کہا کہ تو بڑا غافل ہے اگر تجھے بھی کوئی مار ڈالتا تو کسی کو خبر نہ ہوتی اور سب حال بیان کیا کہ اس طرح عمرو آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگیا مین کیا تدبیر کرتی ناچار ہوکر ان سردارون کو لے آئی مگر میری جان نکل گئی کہ اس کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اور اب مجھپر دن بھی سخت ہین تو یہانسے اپنے شہر کو چل یہان انتظام نہ ہو سکے گا ہومان بموجب فہمایش مہلمل سوار ہوا رات ہی کو کوچ کیا اور یہان عمرو نے سلطان سعد کو لاکر امیر کو دیا اور فتیلۂ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا کہا ای آقاے نامدار آج مین نے اُس ساحرہ کو دیکھا سب کو چھڑا کر لایا تھا مگر پھر سب گرفتار ہوگئے امیر خاموش ہوے فرمایا سمجھا جائیگا

دو کلمہ داستان جانا عمرو کا دمشق کو براے رہائی سرداران اور وہان پہونچکر تلاش مین قیدیون کی باغ ہومان مین جانا اور ہومان کو بیہوش کرنا عین وقت پر آجانا مہلمل جادو کا اور بزور سحر خواجہ عمرو کو گرفتار کرنا

غرض امیر و رستم و عمرو بن حمزہ نے عمرو کو ایسا کچھ دیا کہ عمرو راضی ہوگیا طرف دمشق کے روانہ ہوا یہان مہلمل جادو آٹھ پہر ہومان کی خبرگیری کرتی ہے عمرو شہر مین آیا صورت اپنی بدلکر پھرنے لگا لیکن ایک صورت سے نہین کبھی مشعلچی کبھی خوانچہ والا صورت بدلے ہوے پھرتا ہے کہین قیدخانیکا پتہ نہین ملتا کبھی سر پر گٹھا لکڑیون کا اس شکل پر میان عمرو پھر رہے ہین ہرچند دریافت کیا مگر نشان قیدخانے کا نہ ملا یہان مہلمل نے ہومان سے کہا کہ عمرو میری فکر مین آیا ہے ہوشیار رہنا ایسا نہو غافل پاکر اپنا کام کرے ہومان نے کہا کہ مین ہر وقت ہوشیار رہتا ہون شب آہنگ نامے عیار ہومان کا ہے کئی سو عیار ہومان نے دیے اور کہا کہ عمرو کو تلاش کر شب آہنگ فکر مین خواجہ کی چلا راہ مین عمرو نے دیکھا کہ شب آہنگ عیار آتا ہے چاہا منہ پھیر کر نکل جاؤن فورًا ایک کوچے مین عمرو جاکر غائب ہوا لیکن

شب آہنگ ڈھونڈھتا پھرتا ہی ساتھ والونسے کہتا ہی یار و یہ لکڑیون کا گٹھا لیے عمرو تھا کیسا جھپٹکر نکل گیا مین تلاش کرتا پھرتا ہون ادر ہومان سے وعدہ کرکے آیا تھا مگر افسوس نہ پایا عمرو پھرتا پھرتا ہوا سامنے ایک باغ کے پہونچا وہانکے دربانون سے پوچھا کہ بھائیو یہ باغ کسکا ہی سبھون نے کہا کہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان ہومان بن ہام دمشقی اسمین رہتے ہین عمرو بہوشی اڑاتا ہوا اندر آیا سب کو بیہوش کیا ہومان کو دیکھا پلنگ پر سو رہا ہی عمرو نے چاہا اسکو بیہوش کرکے مارون اور مہلہل جادو کو قتل کرون ہومان کو عمرو نے بیہوش کیا چاہا پشتارہ اٹھائون کہ آواز آئی او ساربان زادے خبردار آگے نہ بڑھنا منم مہلہل جادو عقاب بنی ہوئی آسمان پر تھرا رہی تھی جیسے ہی مہلہل نے نعرہ کیا عمرو نے پشتارہ تو پھینک دیا اور گلیم اوڑھ لی مگر مہلہل نے سحر کیا تھا کہ پانون عمرو کے زمین نے پکڑ لیے تھے مگر بسبب گلیم کے اسکی نگاہون سے مخفی ہین مہلہل نے شب آہنگ کو بلاکر بہت جھڑکا اور خفا ہو کر کہا اسی طرح نگہبانی کرتے ہین ہومان کو عمرو لیچلا تھا کہ مین وقت پر آگئی مگر تعجب کرتی ہون مین نے وہ سحر کیا تھا کہ نکل کر یہ جانے نہ پائے اسی بیس گز کے اندر ہی تلوارین اور نیزے ہلاؤ شاید خوف سے اپنے کو ظاہر کردے ساحر نیزے اور تلوارین ہلانے لگے عمرو ہر مرتبہ خم ہوجاتا ہی اپنے کو بچاتا ہی جب سب نیزے ہلاکر حیران ہوے مہلہل نے ہومان کو ہوشیار کیا عمرو کی جان نکلگئی کہ اب کیونکر بچین گے پکارکے مہلہل نے کہا کہ ای عمرو اپنے کو ظاہر کر مین قسم کھاتی ہون کہ تجکو قتل نکرونگی بلکہ تجکو چھوڑ دونگی عمرو سوچا کہ اب جان جاناظاہر ہی اپنے تئین ظاہر کردو جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اور مہلہل قسم بھی کھائی ہی پکار کر کہا کہ مین حاضر ہون گلیم سر سے عمرو نے اتاری لوگون نے جو آواز سُنی کسی نے کہا کدھر سے آواز آتی ہی عمرو گلیم اتار کر سامنے آیا مہلہل نے بڑی تعریف کی کہ خواجہ تم کیا کمال کرتے ہو جہان چاہے جاؤ مین نہ روکونگی کہ اس عرصے مین ہومان نے آکر عمرو کو پکڑ لیا مہلہل نے کہا ہان ہان اے کیا کرتا ہی مین قسم کھاچکی ہون ہومان نے کہا مین نے تو قسم نہین کھائی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین نے تو آپکے کہنے پر اپنے کو ظاہر کیا ورنہ کوئی مجکو نہ پاسکتا مہلہل نے ہومان بن ہام کو اشارہ کیا کہ قتل عمرو کی تدبیر کر میرے کہنے کو نہ مان ہومان نے عمرو کو قید کیا اور سب قیدیون کو منگواکر مع عمرو و شب آہنگ عیار کو دیا کہا انکو قید کرو ہر چند مہلہل نے کہا ای ہومان آج عمرو کی خطا معاف کر دو اب اگر آئیگا گرفتار کرلینا اس وقت مین نے قسم کھائی ہی مگر اُسنے نہ مانا خواجہ نے چند اشعار گائے کہ جنکا مضمون یہ تھا

نظم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا

کیا جانتا تھا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا

وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
کچھ دم کو عکس مہ جو ردائے مزار تھا

ہیبت سے بخیہ گر کی مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا

کرتی تھی مرگ بازوِ قاتل پہ آفرین
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا

ای جوشِ شوق تونے کیا پھر امیدوار … ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر … میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سُنی … مانند قول یار مین سب بے اعتبار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور … مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین … تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش مسند سے ای نسیم … انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

مہلمل کہتی ہی کہ ای ہومان مین نے قسم کہائی ہی کہ تجھکو رہا کرودنگی ہومان جواب دیتا ہی کہ مین نے گرفتار کیا ہی تجھے اختیار ہی خواہ قتل کرون خواہ بخشون یہ کہکر عیار سے کہا کوٹھے پر لیجا کر سب کو قتل کر اور سر اُنکے لٹکا دے لاشون کو بیرون قلعہ پھینک دے عیار جب عمرو کو کوٹھے پر لے گیا اور قتل کرنے لگا عمرو نے بڑے بڑے غل مچائے مگر عیار نے کچھ نہ سُنا سب کو قتل کیا سر اُن کے کنگرہ ہاے قلعہ پر لٹکا دیے لاشے پھینک دیے عیاران اسلام مثل گلباد و کلباد جو عمرو کے ساتھ براے خبر آئے تھے بیرون قلعہ کھڑے تھے لاش جو اپنے اُستاد کی دیکھی اور سر لٹکا ہوا دیکھا گریبان چاک کیے خون عمرو کا چہرے پر ملا لاشہ عمرو کا اُٹھا یار دوتے پیٹتے طرف لشکر اسلام کے لے چلے راہ مین جو ملا وہ لاش عمرو دیکھکر پیٹتا تھا ہر ایک کا قول تھا کہ یارو لشکر اسلام پر زوال آیا امیر لاش عمرو دیکھکر اپنی جان دینگے لشکر مین کون ایسا ہی کہ جسپر عمرو کا احسان نہین سب سردار اپنی جان دیدینگے اب مقدمات ساحرہ مین کون کد و کوشش کریگا جب لشکر مین لاش لیکر عیار پہونچے سب خُرد و کلان از پیر تا جوان داڑھین مار مار کے روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ لشکر اسلام کا سرپرست مرگیا اب کون ساحرہ کا انتظام کریگا امیر نے جو سُنا امیر بھی پیٹتے ہوے دوڑے فرماتے تھے ای یار وفادار و ای مونس غمگسار حمزہ کا ساتھ چھوڑا ہمارے تمھارے تو وعدہ تھا کہ ہمارے جنازے کی تم شرکت کروگے عین وقت پر تمنے ساتھ چھوڑا محبت سے مُنھ موڑا اب یہ بتاؤ کہ ہم کیا کرین ای رہرو ملک عدم و ای مونس رنج و غم ہمکو اپنے پاس بُلاؤ ہم بدون تمھارے زندگی نہ کرینگے اُسی وقت مقبل کو حکم دیا کہ چند سوار و پیدل تیار کرو مرکب ہمارا لاؤ کہ یہ سواری آخر ہی ہم اپنے بھائی کے پاس جاوینگے اور اپنی جان دینگے شاید دستیاب ہوا تو مین اُسکا سر لیکر آتا ہون ہومان نے ہمکو بے مونس و غمگسار کر دیا اب ہو سکتا ہی کہ عمرو ایسا رفیق نہو اور مین زندگی کرون مین اپنے عمرو کے واسطے جاؤنگا مین اب نہ رُکونگا امیر یہ کہکر دمشق پر چلے یہان ہومان نے مہلمل سے کہا کہ ای معین و مددگار ہرکارون نے خبر دی ہی کہ حمزہ آتا ہی وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنکو کون روکیگا مہلمل کو بھی خبر ہوئی کہ امیر آتے ہین اُسنے ہومان سے کہا کہ اُنکے پاس اسم اعظم ہی مین بند کرتی ہون ایک پُتلہ آٹے کا بنایا اور اُسکو شیشے مین اُتارا اور ایک مقام موسوم بہ لامکان اپنے رہنے کے واسطے تیار کیا اُسمین جاکر اسم اعظم امیر کا بند کیا جب امیر برابر دمشق کے پہونچے مہلمل نے کہا اب تو امیر کا سامنا کر تو زیر کرلیگا کیسا نام ہوگا کہ امیر کو زیر کیا مین چاہتی ہون تو صاحبقران ملک دمشق مشہور رہے ہومان شہر سے باہر آیا طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے امیر کو اطلاع کی اور عرض کی کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو یاد کیا بالکل محو پایا صاحبقران زمان نے کہا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بس اب ہماری قضا آئی اور میدان مین ہومان آیا امیر کو آواز دی کہ یا
صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے مجکو ناچاری اپنے باپ اور چچا کی یاد ہے امیر نے گھوڑا بڑھایا چند
قدم امیر اور دو قدم ہومان کا گھوڑا ہٹا ہومان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا باڑھ بچاکر امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ اُٹھا لون
اُسنے گریبان پکڑا امیر و ہومان نیچے کود دے آپس مین کُشتی ہونے لگی مہلہل آسمان سے سحر کر رہی ہے
ماش کے دانے پڑھ پڑھ کر پھینکتی ہے امیر کی قوت کو زوال ہے اُسپر بھی امیر اُلجھ اُلجھ کر تین پہر برابر
لڑے مگر ہومان نے بزور سحر امیر کو باندھ لیا بہرام کے لوگ لڑے مقبل بھی خوب لڑا صدہا مارے گئے
اور بہت سے گرفتار ہوے باقی جان بچاکر بھاگے ہومان نے مع امیر سب کو بزور سحر مہلہل قتل کیا
سرہنگ مصری نے جو یہ حال دیکھا اشقر کو لیا خون مین امیر کے اپنے کپڑے رنگے بدن پر اشقر کے خون
ملا اور روتا ہوا طرف لشکر کے چلا یہان لشکر مین ذکر ہو رہا تھا کہ صدا گریہ و زاری کی بلند ہوئی سردار
روتے ہوے دوڑے قباد آکر لاشۂ امیر پر گرے فرماتے تھے کہ یارو کوئی سرپرست ہمارا نہین رہا ہم
کہتے تھے کہ ساتھ امیر کے چلو تم لوگون نے نہ قبول کیا اب چل کر لڑو مرو سب کو قتل کرو بختک نے
منع کیا تھا کہ امیر کے قتل کی خبر آے تو پھر انکا مار ڈالنا کیا بڑی بات ہے یہان تو یہ چرچے تھے کہ
سرہنگ مصری عیار مع اشقر پہونچا جسنے اشقر کو دیکھا پیٹنے لگا قباد بھی حیران و پریشان تھے
کہ سرہنگ مصری نے منع کیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ اپنے کو سنبھالیے اللہ پھر آرام و چین
عطا کریگا اگر کفار آپ کا حال سُنین گے اور زیادہ خوش ہونگے اور سب کے مرتے چلے آتے ہین اور
امیر تو سحر مین مبتلا ہین خدا سے امید رکھیے غرض سب کے کہنے سے قباد تخت پر پھر بیٹھے مگر سیاہ
کپڑے سب نے پہنے لیکن عمرو بن حمزہ چالیس دن کی مہلت قباد سے لیکر طرف دمشق کے چلے نو
لاکھ سوار اور بہت سردارون کو ساتھ لیکر گئے اور ملکہ مہرنگار بھی مع جملہ زنان محل سیاہ پوش ہوئی
اور نتھین اور گہنا بڑھا ڈالا اور سوگ نشین ہوئی اور باہر لندھور کو سودا ہو گیا کھانا پینا
بالکل چھوٹا تین روز گذرے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا ہر وقت یہی قول تھا کہ صاحبقران کہان ہین یہ
خبر نوشیروان کو ہوئی بہت کڑھا بختک نے کہا کہ اے شاہ تم نے خبر سنی لندھور و کل لشکر کا
رونا آٹھ پہر ہاے واے کا شور ہے خوشی کرو غرض اب لندھور کا حال غیر ہونے لگا اپنی بارگاہ مین
پڑا رہتا ہے دربار مین آنا چھوڑ دیا آٹھ پہر ہاے واے حمزہ زبان پر ہے آخر حکیمون نے یہ
تجویز کیا کہ لندھور کو صحرا مین لیجاؤ شکار کھلواؤ کیا عجب ہے کہ بہل جائے لندھور بن سعدان
کو سب لوگ لے کر براے شکار چلے

دو کلمۂ داستان مہران فیل زور کا براے شکار جانا اور وہین پہونچنا لندھور کا اور عشق مہران و لندھور اور بختک کی صلاح سے واسطے بارگاہ سلیمانی کے قباد بادشاہ لشکر اسلام سے جنگ کرنا

آٹھ پہر لشکر اسلام مین رونے کی صدا بلند ہے محلات کا رونا بیبیون کا پیٹنے کو آنا اور مہرنگار کے

بین ہر مرتبہ پکارتی ہین کہ ای وارث میرے مجکو کسکے سپرد کیا بچپن مین ہمارا تمھارا عشق ہوا اب یہ بیوہ کہان بیٹھ کر بسر کرے اس بیوہ کو بیبیان طعنے دینگی کہ یہ کیسی عاشق ہی کہ امیر نے تو انتقال کیا اور یہ زندہ بیٹھی ہی بڑی سخت جان ہی ای شہریار مجکو اپنے پاس بلائیے کل محلات مین پر مہر نگار کے روئے اور ہر ایک کا قول ہی کہ یہ بیوائین کہان جاکر بیٹھین رونا ہم سبھونکا تو اس باعث سے ہی کہ ہم لوگونکے نام پر بڑے بڑے پہلوان عاشق ہین اب وہ بیجا بلوہ کرینگے یہ کنیزین جان دیکر آپ کے پاس پہونچین گی ہم لوگون کی عزت و آبرو رہنا دشوار ہی ملکہ مہر نگار فرماتی ہین کہ میرا دشمن تروین کامرانی ہی جس وقت وہ بیجا خبر پائیگا ضرور لشکر کشی کریگا لیکن مہران فیل زور کہ واسطے شکار کے گئی تھی صحرا مین جاکر بارگاہ استادہ کرائی آگے خیمے کے بیٹھی ہوئی سیر صحرا کر رہی ہی اور ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ مسلمانون پر وہ آفت آئی کہ انکا رونا پیٹنا سُنا نہین جاتا مین تو اس امید پر آئی تھی کہ صاحبقران کے سردارون سے مقابلہ کرونگی حال جرأت کھلیگا مگر مسلمانون پر وہ آفت آئی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی کہ خبر آئی لندھور شکار کھیلتا ہوا آتا ہی مہران فیل زور نے منع کیا کہ ہمارے لشکر مین نہ آنے پائے لندھور نے ایک تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے جاکر تیہو کو گھیرا تیہو گھبرا کر مائل بہ پستی ہوا جس مقام پر مہران بیٹھی تھی اُسی مقام پر آکر گرا باز نے آکر تیہو کو دبوچا لندھور گھوڑا اُڑائے ہوئے جب قریب پہونچا جمال جہان آرائے مہران فیل زور پر نگاہ پڑی فوج مژگان سے جو صف آرا تھی تیر چلے ابروِ خمدار ہلے خنجر ابرو دل پر چل گیا مگر لندھور کو دیکھکر مہران مسکرائین سفیدی و براقی دانتون کی اس طرح چمکی کہ برق عشق نے کلیجہ لندھور کا جلایا لندھور نے کہا اس کے لشکر مین چلو مہران فیل زور کے لوگون نے منع کیا آپس مین قبضہ و بانچک چلنے لگا لندھور سے کہا یہان زنانہ ہی ملکہ سامنے بیٹھی ہین آپس مین تہتک ہونے لگا یہ خبر ملکہ کو ہوئی اُسنے کہا خبردار ادھر نہ آنے پاوین جب تہتک زیادہ ہوا لندھور نے پوچھا یہ غل کیسا ہی سبھون نے حال بیان کیا لندھور نے کہا ہرگز ہرگز نہ ٹھہرو اور اُدھر ہی چلو لوگ لندھور کے آگے بڑھے یہ خبر ملکہ کو ہوئی کہ وہ لوگ زیادتی کرتے ہین بڑھے آتے ہین یہ جو سُنا تلوار ٹیک کر اُٹھی گھوڑے پر سوار ہوکے اپنی بارگاہ مین چلی گئی لندھور نے جو یہ خبر سُنی کہا اُدھر ہی چلو یہ خبر قباد کو بھی ہوئی علمشاہ و کرب وغیرہ لندھور کو بُرا کہنے لگے قباد نے منع کیا کہا دل سے ناچار ہی وہ آپ مین نہین ہی ایسے کلمے لندھور کو نہ کہو اور وہان لندھور لشکر مین مہران کے پہونچ کر پالکی سے اُترا اور در خیمے پر آیا لوگون نے ملکہ کے روکا اور ہاتھ باندھ کر لندھور سے کہا کہ ہم سب کی روٹی جاتی رہیگی ہماری آبرو بچائیے ہم آپ کو نہین روک سکتے ہم پر خفگی ہوگی لندھور نے جو سُنا زین پوش بچھا کر دروازے پر بیٹھ گیا اب ہمراہیان لندھور بھی حیران ہوکر لندھور کو بُرا کہنے لگے کہ اسکو کیا ہوگیا یا تو یہ غم امیر کا تھا تین روز ہوئے کہ یہ حرکت کی کہ کافرہ کے لشکر مین آئے لوگون نے یہ خبر ملکہ کو کی کہ لندھور دروازے پر بیٹھا ہی ملکہ نے نوشیروان سے کہلا بھیجا کہ میرا پیچھا لندھور نے لیا ہی یا تو اسکو اُٹھوا دو اور نہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون یہ سُن کر نوشیروان گھبرایا ہیکلان و سکندر نے ارادہ کیا کہ فوج لیکر جاوین لندھور کو مار کر ہٹا دین مگر بختک نے کہا ای شاہ دیکھو مین لندھور کو ہٹائے دیتا ہون

یہ کہکر بختک خچری پرسوار ہوا لشکر مہران مین آیا اور دروازے پر اُترا لندھور کو مجرا کیا اور پوچھا کہ
مزاج کیسا ہی آپ یہان کیون بیٹھے ہین لندھور نے سلام کیا اور کہا ملکجی اچھی طرح رہے بختک نے
کہا کہ ای رستم ماشاء اللہ کیا کہنا لندھور نے کہا ذرا ملکجی میرے پاس آؤ میرا پیغام ملکہ کو پہونچادو
غرض بختک لندھور کے پاس آیا لندھور نے کہا کہ ای وزیر اعظم میری جان جاتی ہی ملکہ سے کہنا
کہ اگر دو گھڑی کے واسطے مجکو اپنے پاس بُلالین تو جو کہو گی وہ کرونگا بختک نے کہا کہ یہ میرا ذمہ ہی
اُسکو راضی کردونگا ملکہ کے حُسن کی تعریف کرنے لگا اور کہا تجھسا جوان اُسکو کہان ملیگا مین جاکر ابھی
راضی کرتا ہون لندھور نے کہا ملکجی تمام عمر تمھارا احسان مانونگا غرض بختک اندر ملکہ کے پاس آیا
ملکہ نے سلام کیا اور کہا تمنے دیکھا لندھور نے کیا فتور برپا کیا ہی بختک بولا نوشیروان نے مجھے
بھیجا ہی مین اُسکو اُٹھائے دیتا ہون مین خوب سُوچ کر آیا ہون دیکھو تو کیا رنگ کرتا ہون ملکہ نے کہا کہ
ملکجی مین عزیز ہیکلان ہون میرے واسطے بدنامی ہوگی بختک نے کہا کہ یہ سب میرا ذمہ ہی مین بخوبی
سمجھ لونگا ملکہ رونے لگی کہا ملکجی اہل مغرب کہین گے کہ مہران فیل زور بڑی بے باک ہی اسی واسطے شکار
کو آئی تھی کہ لندھور سے آشنائی کرلی بختک نے کہا کہ ملکۂ عالم بدنامی نہ ہونے پائیگی اقرار کرتا ہون
اب آپ چین سے بیٹھیے ملکہ کو سمجھا کر بختک باہر آیا لندھور بختک کو دیکھکر کھڑے ہوگئے کہا کیون ملکجی
ملکہ نے کیا جواب دیا بختک نے کہا کہ ای دارائے ہند تم ایسا جری و بہادر اور ایسی خواہش کرے
وہ کہتی ہی کہ مین نام لندھور کا سُنکر عاشق ہوکر آئی ہون اموز فردا پیغام دیتی مگر یہ تمنے بُرا کیا
کہ مجکو سب مین ذلیل کیا دروازے پر آکر بیٹھے تو کسی طرح اسکا دفیعہ ہوجائے عقد شادی جو منظور ہو
مین اُسپر راضی ہون لندھور نے کہا ملکجی جو ملکہ کہین بدل وجان قبول کرون بختک نے کہا کہ ملکہ
کہتی ہین کہ بارگاہ سلیمانی برپا ہو اُسمین میرا عقد ہو تاکہ سب مین میری آبرو ظاہر ہو سب جانین کہ
جس بارگاہ مین مہرنگار کا عقد ہوا اُسی مین میرا بھی ہیکلان سے جائے کلام رہے مجکو طعن و تشنیع
نہ دین سرحد مغرب مین میری بدنامی نہ ہو لندھور نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی کہ مین جانشین حمزہ
کا ہون فرزندان حمزہ مجکو یہ بزرگی مانتے ہین بخوشی بارگاہ دینگے اور عقد مین قباد کو بھی لاؤنگا
سب شریک ہونگے مین ابھی بارگاہ لاتا ہون بختک نے کہا کہ وہ ہرگز بارگاہ نہ دینگے کہ اُسمین
فرش ماتم پڑے کاہی لندھور نے کہا کہ مین بہر نوع لونگا اگر خوشی سے دینگے فبہا ورنہ بجرأت لونگا
کیا کسی بات مین اُنسے کم ہون مجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی علاوہ اسکے ادھنے ادنے کنجڑے قسائی شادی
مین بادشاہون سے خیمہ و بارگاہ طلب کرلیتے ہین بختک نے کہا کہ اگر یہ ہو تو ابھی عقد کرائے دیتا ہون
لندھور نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر لندھور اُٹھا چلا بختک نوشیروان کے پاس آیا
ملکہ نے جو سُنا کہ بختک نے لندھور کو اُٹھا دیا بہت خوش ہوئی بختک نے شیکے سے سارا حال
لندھور کا نوشیروان سے کہا کہ مین نے یہ مکر کرکے لندھور کو اُٹھایا ای شاہ تب نام میرا
بختک ہی کہ لندھور کے ہاتھ سے سب کو قتل کراؤن دیکھیے کیا رنگ کرتا ہون ہرکارون نے یہ
خبر قباد سے کہی کہ لندھور بارگاہ لینے آتا ہی بختک نے بہکایا ہی علمشاہ و کرب سامنے قباد
کے بڑھے اور کہا کہ کیا مجال ہی اس ہندی بیتی خور کی کہ شاہ سے کلام کرے بادشاہ نے فرمایا کہ

ای عم نامدار اگر آپ مجکو بادشاہ جانتے ہین تو میری رائے پر رہیے اگر مین بارگاہ دیدون تو مجکو قباد
نہ کہنا مگر بوجہ احسن ٹالونگا جب دیکھا کہ مجھسے کوئی گفتگو بیجا کرتا ہی پھر تم سب کو اختیار ہی علمشاہ
دکرب نے دست بستہ عرض کی کسکی مجال ہی کہ حکم شہنشاہی سے گردن پھیرے لیکن ہم لوگ ملازمان
قدیم ہین اور جان نثار ہین اگر کوئی کلام سخت آپ سے کریگا تو ہمسے نہ سُنا جائیگا فوراً جان دینگے
بادشاہ نے ان دونون کو سامنے سے ہٹوا دیا کہ لندھور دربارگاہ سے آیا قباد کو سلام کیا قباد
نے طرف دنگل کے اشارہ کیا لندھور اپنے دنگل پر بیٹھا بادشاہ نے مزاج پوچھا اور چپ ہو رہے
کہ لندھور آپ کہیگا لندھور بھی چپ ہی کہ بادشاہ کچھ پوچھین تو کہون جب دیکھا کہ بادشاہ
خاموش بیٹھے ہین لندھور نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مین ایک چیز مانگنے آیا ہون امیدوار ہون
کہ برائے چند ساعت ملے بادشاہ نے فرمایا کہ سب کچھ موجود ہی لندھور نے کہا کہ میری جان بچتی ہی
بارگاہ سلیمانی دیجیے تاکہ مین اپنا اُسمین عقد کرون اور بختک نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اُسکو راضی
کردیا قباد نے کہا کہ ای دارائے ہند بارگاہ حاضر ہی بلکہ تمام عمر کو مین لکھے دیتا ہون چالیس روز
تامل کرو اگر دیدونگا تو لوگ مجکو اور تمکو کیا کہین گے کہ سوگ امیر کا اُٹھا کر صحبت عیش ہوئی باعث
بدنامی ہی کہ امیر کا چالیسوان نہ ہوا اور تم شادی کرو یہ سب بختک کی حرامزدگی ہی واللہ تم کو
اُسنے بہکایا ہی مین ذمہ کرتا ہون کہ ملکہ سے تمکو ملاؤنگا لندھور نے کہا اگر ایک غریب بارگاہ مانگتا
ہی تو اُسکو ملتی ہی نہ کہ مین تو جانشین حمزہ ہون دوسرے یہ کہ امیر تو مارے گئے جو زندہ ہین اُنکی
خبر منائیے ورنہ باعث خرابی ہوگا میری جان بچائیے اور بختک کو کیا کام تھا اُسنے میرے ساتھ سلوک
کیا اور آپ بہت ہوگا عیار سے چرا منگوائیے گا یہ مجکو منظور نہین کہ معشوقہ آزردہ ہو چالیس روز
مین کیونکر زندہ رہونگا مجھپر کرم کیجیے اور بارگاہ دیجیے سوگ دوسری بارگاہ مین رکھیے اور مین
تو بارگاہ آپ سے لونگا یہ باتین لندھور کی کرب و علمشاہ نے جو سُنین بگڑ کر سامنے آئے اور کہا
کہ او ہندی پہنی خور خاموش رہ بادشاہ سے کیا کلام کرتا ہی قباد نے کہا کہ ہان ہان بھائی تم بیٹھو
اگر تمسے سُنا نہین جاتا تو باہر چلے جاؤ مین نے تمسے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مجکو بادشاہ نہین جانتے یہ جو
قباد نے کہا دونون ٹھنڈے ہوے لندھور بھی گرم ہونے کو تھا جب دیکھا بادشاہ نے آپ میری
طرف سے اُنکو روکا لندھور بھی خاموش ہو رہا اور اُٹھ کھڑا ہوا مگر یہ کہا کہ مین نے آپ سے عرض کی
مین بارگاہ لونگا قباد نے کہا مین دونگا لندھور اپنے خیمے مین آئے بادشاہ نے علمشاہ سے
کہا کہ میری رائے پر اس مقدمے کو چھوڑ دو اگر مین بارگاہ دیدون اُس وقت سمجھ لینا علمشاہ
نے کہا کہ ہم غلام ہین ہماری کیا مجال کہ ہم خلاف رائے کرین قباد ملکہ مہرنگار کے پاس گئے
مہرنگار نے حال پوچھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا ملکہ نے کہا بیٹا بلاسے بارگاہ دیدو لندھور
سے نہ بگاڑو قباد نے کہا کہ آپ کے کہنے کی بات ہی مجکو تو کیا کہین گے دیکھیے کیا ہوتا ہی لندھور
نے آکر ایک رقعہ بختک کو لکھا کہ قباد سے اور مجھسے یہ گفتگو ہوئی تم ملکہ سے کہنا کہ مین بارگاہ لیکر
آتا ہون خاطر جمع رکھو بختک نے پہلے ہی یہ حال اور رستم کا بگڑنا سنا تھا جواب لکھا کہ ای لندھور
ملکہ کہتی ہین کہ مین بارگاہ سے باز آئی لیکن تم یہان چلے آؤ کہ وہ تمھارے واسطے اپنے شہر سے آئین

مناسب یہ ہی وہان نہ ٹھہرو سکندرو ہبکلان و نوشیروان تمھاری مدد کو موجود ہین مین تمھاری پریشانی نہین چاہتی لندھور یہ رقعہ دیکھ کر اور زیادہ بیقرار ہوا کہا ہاے ملکہ کو یہ صدمے پہونچتے ہین صبح کو پھر بارگاہ مین لندھور آیا قبادنے کرب اور علمشاہ کو پردے مین ہٹا دیا کہ تم سے نہ سُنا جائیگا لندھور نے پھر آکر بارگاہ بادشاہ سے طلب کی قبادنے کہا بعد چالیس روز کے دونگا لندھور نے کہا بس اب مین کہ چکا اب جس طرح سے بنے گا بارگاہ لونگا علمشاہ و کرب نے جو یہ سُنا باہر نکل آئے کہا او ہندی نمک حرام کیا بکتا ہی کرب نے کہا مالک بارگاہ مین ہون ابھی ندونگا قباد نے پھر انکو روکا اور لندھور خفا ہو کر اُٹھ گیا اور پھر بختک سے رقعہ بازی ہوئی ان رقعہ بازیون سے اور آتش افروزی ہوئی لندھور کی آتش عشق بھڑک رہی ہی مگر یہان اب قباد شہریار نے سیف ذوالیدین سے کہ لندھور سے دوستی بھی تھی کہا جاکر میری طرف سے لندھور کو سمجھاؤ اور کہنا کہ مین تمکو اپنا عمو جانتا ہون بارگاہ کیا چیز ہی جان تک حاضر ہی اور بختک تمکو خراب کرتا ہی سیف ذوالیدین تو اُدھر چلے وہان لندھور مسند پہ بیٹھا ہی عادل شیردل و فاضل شیردل و ارشیون پریزاد سامنے بیٹھے تھے کہ ارشیون پریزاد نے ہاتھ باندھ کر لندھور سے کہا کہ آپ بادشاہ سے نہ بگاڑین کہنا اُنکا مانیے یا تو لشکر مین ہماری دھاک تھی اب انگشت نما ہوتے ہین بختک حرامزادہ ہی خدا کے واسطے ہمپر کرم و رحم کیجیے لندھور نے کہا دور ہو او جوانا مرگ تو مجکو سمجھاتا ہی قباد کو نہین سمجھاتا یہ کہکر اُٹھ کر لدان کھینچ مارا بھون ارشیون کی زخمی ہوئی لہو بہنے لگا اُسیوقت سیف ذوالیدین آئے سلام علیک کی لندھور نے سہلًا جواب دیا سیف نے کہا اللہ رے لندھور ایک تو مجھسے تجھسے دوستی تھی دوسرے یہ کہ صاحبقران میری تعظیم کرتے تھے اور تونے مجھسے بے اعتنائی کی مجکو قبادنے بھیجا ہی لندھور خفا بیٹھا تھا کہا او منشی زادے تو بھی مجکو سمجھانے آیا ہی دور ہو کہدینا کہ اب بُری طرح بارگاہ لونگا سیف نے کہا بے شک تو نمک حرام ہو گیا ہی لندھور نے یہ سُن کر تلوار ماری بیلا انکے بھی لگا لہو نکلا کل اہل لشکر مع علمشاہ و کرب تیار ہوے کہ ایسے بزرگ کو اسنے مارا اسکے چل کر ٹکڑے اُڑا ئیے لندھور کے بھی ہمراہی بُرا بھلا کہنے لگے لندھور نکل کر ہاتھی پر سوار ہوا ہندیون کو تیار کیا بختک کو بھی خبر معلوم ہوئی اسنے خرتاک عیار کو مع رقعہ کے بھیجا لندھور کے پاس جو رقعہ آیا لندھور نے پڑھا بختک نے ملکہ کی طرف سے لکھا تھا کہ ای لندھور مین بارگاہ سے باز آئی مجکو بے وارث نہ کر تاراج و سُہاگ میرا تُمھارے دم سے ہی اب تم وہان کیون پڑے ہو میرے پاس چلے آؤ جو کہوگے وہ مجکو منظور ہی

دو کلمۂ داستان لندھور کا خفا ہو کر نوشیروان کے پاس جانا اور خاطر کرنا نوشیروان کا اور طبل جنگی بجوانا اور مقابلہ کرنا اول زخمی ہونا ارشیون کا پھر علمشاہ سے مقابلہ کرنا اور زخمی ہونا علمشاہ کا اور کرب کا اور زخمی ہو کر قریب مرگ ہونا اور علمشاہ کا گرفتار ہونا اور سرداروں کو قید کرکے صلاح کرنا کہ ان قیدیون کو طرف قلعۂ مغرب کے روانہ کرین

غرض لندھور نے وہ رقعہ پڑھ کر ہاتھی طرف لشکر نوشیروان کے پھیرا اور کہا اب تو بگڑ گئی یہان

رہنے مین فساد برپا ہوگا جب امیر یہان نہین تو میرا رہنا کیا ضرورت ہی حمزہ میرا قدردان تھا یہ کہتا ہوا
چلا عادل شیردل و فاضل شیردل و ارشیون پریزاد نہ گئے تھے لاکھ ہندی جو ساتھ تھے وہ رہگئے
اور چار لاکھ لندھور کے ہمراہ ہوے کہتے تھے بھئی اب کیا کرین تمام عمر اسکا نمک کھایا ہی بھلا ہی یا
بُرا ہی چلو اسی کے ساتھ چلین یہ کہتے ہوے ہمراہ ہوے بختک نے نوشیروان سے خبر کی کہ لندھور
آتا ہی بڑی خاطر کرنا نوشیروان نے قبول کیا سکندر رہیکلان نے بھی اپنے سردارون کو حکم دیا
کہ لندھور کے استقبال کو جاؤ اور سب افسرون کو سمجھا دیا کہ خبردار کسی طرح کا ملال لندھور کو نہ
پہونچے بہ اعزاز و اکرام استقبال کرکے لاؤ سب کے آگے دونون شاہزادے ہرمز و فرامرز لندھور
نے جو ان سب کو آتے دیکھا فورًا ہاتھی سے کود پڑا آپس مین بغلگیر ہوا اس اعزاز و اکرام سے لندھور
کو ساتھ لیکر سامنے نوشیروان کے آئے نوشیروان نے نیم قد تعظیم کی سکندر رہیکلان بھی ملے
لندھور کو تسکین دی کہ ای دارا اے ہند ہم سب تمھاری مدد کو موجود ہین لندھور نے کہا کہ مین
کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا چشم زدن مین بارگاہ لے لونگا نہین معلوم قباد کیا سمجھے ہین ایک دن
مین قیامت برپا کرونگا یہ کہکر نوشیروان سے کہا کہ طبل جنگی بجوائیے اب مین سر میدان مقابلہ کرونگا
ایک دن مین حال کھل جائیگا طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکارون نے قباد سے کہی قباد نے بھی
طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین عیار و سردار کہتے تھے کہ لندھور نے بُرے وقت پر بغاوت
کی ایسے وقت مین طبل جنگی بجوایا ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو لشکر کفار مین خوشی ہی ہر ایک کا قول ہی
کہ لندھور سے کون مقابلہ کریگا جب صبح کو میدان تیار ہوا اور جانبین مین صفین جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا مع اپنے ہندیون کے آیا اُسطرف
دونون بھانجے اور بیٹا لندھور کا کھڑا تھا کہ لندھور نکلا نوشیروان سے اجازت میدان مانگی
نوشیروان نے کہا کہ ای رستم ہند ہم تو سوا لات و منات کے اور کسی کو نہین جانتے کسے سپرد کرین
لندھور نے کہا صرف آپ کی مہربانی کافی ہی اور میدان مین آکر پکارا کہ کون ہی میرے مقابلہ مین
آئے یہ سُن کر ارشیون پریزاد نکلا قباد سے رخصت مانگی قباد نے روکا اُسنے کہا اب مجکو نہ روکیے
ارشیون آیا اور لندھور کو پھر سمجھانے لگا لندھور نے کہا او ملعون تو مجھسے لڑنے آیا ہی اس نے
ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری کیا مجال ہی کہ آپ سے لڑون سراسر باعث خرابی ہی آپ کیا سوچتے ہین لندھور
نے خفا ہو کر چماق ماری اسنے روکی لیکن اُسپر بھی جھپٹ لگی ارشیون کو چکر آیا لہو نکلا جب تو ارشیون
نے تلوار کھینچی اور لندھور پر وار کیا لندھور نے خفا ہو کر پھر چماق ماردی اور تلوار ارشیون
کی گرز پر روکی اور چاہا کہ ارشیون کا سر کاٹ لون علمشاہ کو تاب نہ آئی مرکب نکالا لندھور
پر آپڑے کہا او نمک حرام کیا کرتا ہی لندھور نے کہا او شُہدے تو نے قباد کو خراب کیا میرے سامنے
آیا ہی کیا مجکو بھی قوبیل و دوبیل سمجھا ہی علمشاہ نے کہا تیری کیا حقیقت ہی دیکھ تیری توند پھاڑتا ہون
لندھور نے وہ ہی چماق ماردی علمشاہ بھی زخمی ہوے علمشاہ نے جو تیغہ مارا لندھور نے گرز
پر روکا سواسی من کا ٹکڑا گرز کا کٹکے ہودے مین گرا لندھور کا شانہ زخمی ہوا لندھور نے وہی
گرز مارا ایک ہوا اسی علمشاہ کو لگی علمشاہ کی آنکھین بند ہوئین لوگ دوڑ پڑے کرب لندھور پر

آپڑا تلوار ماری سوا سیرمن کا اور ٹکڑا گرز کا کٹکر گرا لندھور نے جھنجلا کر وہی ڈنڈ وکہ کھینچ مارا ایسی
ضرب کرب پر آئی کہ دونون گردے اِنکے پھٹ گئے پھر توکل لشکر دوڑ پڑا اُدھر سے لندھور کے ہندی
آپس مین مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی اب ہندی کسکو قتل کرین آپس مین عزیز بھی اور مسلمان
بھی ہین لندھور اور امیر کے لوگون نے مل کر نوشیروان کے لوگون کو قتل کیا مگر لندھور کے
گرز کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا یا زخمی ہوا سلطان سعد گھوڑا اُڑا کر برابر لندھور کے آئے
اُدھر سے قریب نوشیروان کے پہونچے تلوار لگائی نوشیروان کو بختک نے بچا لیا فیلبان نے جو
گھوڑے کے پیٹ مین گجباگ ماری گھوڑا تڑپا سلطان سعد نیچے آئے گھوڑا مارا گیا سلطان سعد
نے پیدل تلوار کی خوب لڑے اور خوب مغلوبہ ہوئی آخر سلطان سعد و علمشاہ وغیرہ مع سولہ
سردارون کے گرفتار ہوگئے کرب کا تو عجب حال تھا ان کو پہلے ہی سب اُٹھا کرلے گئے زنانی ڈیوڑھی
پر اِن کی لاش ڈال دی سانس کا شمار تھا بختک نے جلدی طبل امان بجوا دیا کہ لندھور پر کوئی
آفت نہ آجائے اور سولہ سردار جو قید ہوے تھے بختک نے کہا انکے باب مین آپ کیا کہتے ہین لندھور
نے کہا شاہ کو اختیار ہی چاہے قتل کرین چاہے رہا کرین مجھے کچھ کام نہین بختک نے کہا ابھی صلاح
مار ڈالنے کی نہین کسواسطے کہ عمرو بن حمزۂ یونانی کا مارا جانا بھی سُن لین تب انکو قتل کرین اور یہان
لشکر مین بھی نہین رکھ سکتے عیاران اسلام کا ڈر ہی لہذا سومنات مغرب پر ان کو بھیجدیا جائے
یہ سُنکر لندھور نے کہا بہتر ہی

دوکلمۂ داستان صلاح بختک سے قید علمشاہ و سلطان سعد مع سولہ سردارون کے
طرف سومنات مغرب کے بھیجنا اور نوشیروان کا بختک کو خلعت دینا اور ملکہ مہرنگار کا
قباد کو فہمایش کرنا اور قباد کا نہ ماننا اور لندھور کا طبل جنگی بجوانا اور سیف ذوالیدین
سے مقابلہ کرنا اور زخمی کرنا سیف کو اور جنگ مغلوبہ ہونا لندھور کا آکر بارگاہ لینا
اور ملکہ مہرنگار کا بالین کرب پر رونا اور جانا واسطے لینے بارگاہ کے اور قباد کا راہ سے
پھیر لانا اور عیار کا دعا مانگنا اور نمودار ہونا نقابدارون کا اور لندھور کا صلاح
بختک سے نامہ لکھنا نقابدارون کو اور زخمی ہونا دونون نقابدارون کا اور بارگاہ
لے لینا لندھور کا اور خبر کرنا بزرگ مہر کا ملکہ مہرنگار سے کہ تم قران صعب مین ہو قلعۂ
چمن کوہ پر چلی جاؤ اور کرب کا واسطے لینے بارگاہ کے جانا

غرض سولہ سردار مع علمشاہ و سلطان سعد کے طرف سومنات مغرب کے روانہ ہوے اور
نوشیروان نے بڑی خوشی کی بختک کو بہت سا مال دیا اور خلعت بھی دیا یہان قباد کو نہایت رنج ہوا
اور مہرنگار روتی بیٹھی ہین کہ بیٹا تمنے لندھور سے کیون بگاڑی قباد نے کہا اور بھائی تو لڑے
کیسا کیسا کام کیا مجکو لوگ کیا کہین گے غرض لندھور نے آٹھ میدانداریون مین بہت سے لوگ
مارے اور زخمی کیے اب کوئی مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور یہان لندھور نے بختک سے کہا کہ ایک

دو گھڑی کے واسطے ملکہ سے مجھسے ملاقات ہو جاتی بختک نے کہا ابھی ملکہ بھی مجھسے یہی کہتی تھین کہ لندھور
کو میرے پاس لے آؤ مین نے یہ کہکر روکا کہ ایک لڑائی لندھور اور لڑلین جو بات مین سوچا ہون ایسی
کہونگا کہ آپ بہت پسند کرین گی ابھی میداندار ی پر خاتمہ ہی ملکہ کو اسکا خیال ہی کہ ہیکلان کے آگے
ذلیل ہونگی جو مین لندھور کو بُلالون تو بُرائی ہی اگر بارگاہ لیکر چلیے تو پھر شوق سے آپ جیین بیچیے
لندھور نے کہا ملکجی جلد طبل جنگی بجواؤ بختک نے جاکر طبل جنگی بجوایا صبح کو لندھور پھر نکلا قباد نے
خنگ سیاہ کو طلب کیا سیف ذو الیدین نے روکا اور کہا جب تک ہم لوگ زندہ ہین حضور کو
نہ جانے دینگے غرض بادشاہ کو نہ جانے دیا اور سیف ذو الیدین نکلے سیف ذو الیدین بھی فنون
جرأت مین دخل رکھتے ہین خالی منشی نہین ہین لندھور نے کہا او منشی پھر تو میرے سامنے آیا ہی انھون
نے کہا او نمکحرام تیری طرح ہم بھی قباد سے منحرف ہو جائین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر لندھور نے
نیزہ مارا انسے چار گھڑی برابر نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین گر گئین لندھور نے تلوار ماری
سیف ذو الیدین زخمی ہوے کُل لشکر نے آکر لندھور کو بیچ مین لے لیا ہاتھی کو بھی زخمی کیا قباد
بھی خنگ سیاہ پر سوار ہو کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہوئی دیکھا آج سب طرح لندھور پھنسا بختک
نے کنتارۂ کابلی عیار کو بھیجا کہ تو لندھور سے کہہ کہ مین نے جو تمسے کہا تھا جا کر بارگاہ سلیمانی لیلو
کنتارۂ کابلی چلا کبھی ہاتھی کے نیچے کبھی گھوڑے کے پیٹ کے تلے سے گرتا پڑتا قریب لندھور کے
پہونچا اور لندھور سے کہا لندھور نے کہا مین سمجھ گیا اپنا ہاتھی نکالا اور دو کوس چڑھ کر پیچھے
سے لشکر امیر کے آیا کچھ لوگ بارگاہ کے واسطے جو مقرر تھے وہ لڑے لندھور بارگاہ چھینکر لیچلا
یہ خبر مہر نگار کو ہوئی کہ لندھور بارگاہ لیے جاتا ہی مہر نگار نے وزیر زادی کو بھیجا کہا لندھور
سے کہنا کہ چل تجکو ملکہ بُلاتی ہین وزیر زادی نقاب ڈال کر پہونچی اور لندھور آیا سامنے آکر
دامن مُنھ پر ڈالکر کھڑا ہوا ملکہ نے کہا کیون لندھور وصیت حمزہ کو بھول گیا مجھسے کہا کرتے تھے کہ سوا
لندھور کے کوئی تمھارا رنڈاپا نہ کاٹیگا کیون ای لندھور خوب وصیت پر حمزہ کی عمل کیا یہ سُنکر
لندھور نے کہا کہ بیٹے کو نہ سمجھایا مجھسے فساد کرکے کیا مزہ پایا آخر کو یہ نوبت ہوئی ملکہ نے بہت
کہا کہ میرے فرزند کے قتل پر کیون کمر باندھی ہی لندھور دامن مُنھ پر رکھ کر رونے لگا کہا ای ملکہ
افسوس قباد نے یہ دن دکھایا ملکہ بیٹھی رہگئی لندھور بارگاہ لیکر چلا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی
نوشیروان بھی دیکھ رہا ہی کہ لندھور نے بارگاہ فیروز ہندی کو دی اور ہزار سوار ساتھ
کیے کہا پانچ کوس صحرا سے چل کر لشکر نوشیروان مین آنا اور آپ پھر آکر جنگ مین مصروف ہوا
بختک نے جو لندھور کو دیکھا سمجھ گیا کہ بارگاہ لے آیا طبل بازگشت بجوا دیا سوچا کہ اب جنگ
کیا ضرور ہی نوشیروان بارگاہ مین آیا اور مہر نگار پاس کرب کے آئی پکار کر کہا کہ ای داروغۂ
بارگاہ جلد اُٹھو کہ نمکحرام بارگاہ لیے جاتا ہی کرب پڑا تڑپ رہا تھا عین خواب مین بزرگان دین کو
دیکھا کہ پہلو پر ہاتھ پھیر رہے ہین کرب نے آنکھ کھولدی یا تو یہ نوبت تھی کہ ہر مرتبہ ہچکی آتی تھی
لختہاے خون مُنھ سے نکلتے تھے یا سب موقوف ہو گیا کلمہ پڑھ کر اُٹھا ملکہ دعا کر رہی ہین کرب نے
ملکہ مہر نگار کو دیکھ کر کہا آپ اندر جائیے مین ابھی بارگاہ لاتا ہون یہ خبر اندلس کو ہوئی کہ آفا

تیرا زندہ ہوا یہ روتا ہی اور خاک مین لوٹ رہا ہی لوگون نے کہا کہ تیرا آقا آیا اندلس نے دیکھا اور
قدمون پر گر پڑا کہا ای آقائے نامدار بڑا غضب ہوا کہ لندھور بارگاہ لے گیا کرب نے کہا کہ مین جانے
نہ دونگا غرض فتاح کو بھی بلوایا اور جاؤ کرکے سوچا کہ بادشاہ تو گھرے ہوے ہین جب تک مین بارگاہ
لاؤنگا قباد کا کام تمام ہو جائیگا پھر کسکے واسطے بارگاہ لاؤنگا اُنکی جاکر مدد کرون بعد اُسکے بارگاہ جاکر
لشکر نوشیروان سے لے آؤنگا اب جو کرب میدان کو چلا یہان قباد جو پھرے ہوے آتے تھے
کرب کو دیکھکر حیران ہوے کہا ای کرب غازی یہ کیا معرکہ ہی کرب نے تمام حقیقت بیان کی اور
کہا بارگاہ لندھور لے گیا مین ابھی جاکر لاتا ہون بادشاہ نے کہا پہلے عیار سے خبر منگالو کہ بارگاہ
پر کیا گذری تب جانا اندلس کو قباد نے بھیجا یہ راہ مین جاتا تھا اسنے دیکھا کہ فیروز ہندی کا عیار
شکست خوردہ آتا ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ دو نقابدار ایک یاقوت پوش اور دوسرا
زمرد پوش فیروز ہندی سے لڑے اور بارگاہ چھین لی اندلس لشکر نقابداران مین پہونچا
دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہی اور نقابدار اُتر رہے ہین اندلس بارگاہ مین پہونچا کہا ای بہادرو بڑا
کام کیا کہ بارگاہ تمنے نمکحرام سے چھین لی مگر قباد نے فرمایا ہی کہ بارگاہ لیکر یہین چلے آؤ نقابدارون
نے کہا ہمارا شہریار سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہدینا کہ ہمنے بارگاہ اس واسطے چھینی ہی
کہ اسکی زیارت کرین یہ نشانی حمزۂ عرب کی ہی اب آپ مطمئن رہین اتنے دنون بارگاہ آپ کے
قبضے مین رہی اب بارگاہ کی ہم زیارت کرینگے کہنا حضور مطمئن رہین اب وہ ہندی بارگاہ نہین
پا سکتا ہم بھی اسکے وارث ہین اندلس یہ حال سُن کر روانہ ہوا اور یہان بزرگ جمہر نے مہرنگار
سے کہا کہ بیٹا لندھور پر سر پرخاش ہی مناسب یہ ہی کہ یہ زمین تمھارے واسطے خلاف ہی جسطرح
بنے قباد کو چرن کوہ پر لیجاؤ ملکہ مہرنگار نے بُلا کر قباد سے کہا قباد نے کہا کہ ای مادر مہربان
مین تو سامنے سے اُس نمکحرام کے نہ جاؤنگا بزرگ جمہر نے پھر ملکہ کو رقعہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای فرزند
جسطرح ہو سکے اُس طرح قباد کو لیجاؤ مہرنگار نے قباد کو بیہوش کیا اور لشکر تیار ہوا طرف
چرن کوہ روانہ ہوئین یہان لندھور بیٹھا تھا کہ فیروز ہندی دریائے خون مین نہایا ہوا آیا کہا
نقابدارون نے بارگاہ چھین لی لندھور تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا ابھی جاکر لاتا ہون بختک طرف ملکہ
کے گیا وہان سے روتا ہوا آیا کہا ای دارائے ہند ملکہ رو رہی ہین اور فرماتی ہین کہ میرے وارث
کو روکو مجکو بیوہ نہ کرین اگر ایسا ہی جانا منظور ہی تو رات کو جاکر شبخون مارین کہ کوئی چشم زخم نہ پہونچے
لندھور نے کہا یہ تو بڑی نامردی ہی بختک نے کہا پھر عورت کو کون سمجھائے وہ یہی کہ رہی ہین
لندھور نے کہا خیر خوشی اُنکی لشکر تیار کرو مین شب ہی کو جاؤنگا یہان نقابدار اُترے ہوے ہین
کہ دو پہر رات گئے نعرۂ لندھور کی آواز آئی نقابدار اُٹھے مگر نقابدار یاقوت پوش لڑتا بھڑتا
سامنے لندھور کے آیا دونون مین اوجھڑ چلی مرکب نقابدار نے دونون ٹاپین اپنی مستک پر ہاتھی
کے رکھدین لندھور نے تلوار ماری چار اُنگل کا گہرا زخم لگا نقابدار زخمی ہوکر بھی خوب لڑا سر سے
پاتک دونون زخمی ہوے آخر ناچار ہوکر گھوڑون کی گردنون مین ہاتھ ڈال دیے گھوڑے اُن کو
کسی طرف نکال لے گئے باقی جو رہے تھے وہ بھاگے لندھور بارگاہ لیکر اپنے لشکر مین آیا اور یہان

قباد کو ملکہ مہرنگار نے جب منزل پر قیام ہوا ہوشیار کر دیا ہی کہ اندلس قباد کے پاس آیا حال نقابدارو
کے بارگاہ چھینے کا بیان کیا بادشاہ نے یہ سُن کے کہا اُن سے بڑے محبت آتی ہی خیر اُسنے کہلا بھیجو کہ
ہمارے لشکر مین آؤ یہان بارگاہ کی زیارت کرو چاہا تھا کسی کو بھیجین کہ پرچۂ اخبار آیا قباد کا چہرہ
رنگ سُرخ ہو گیا اور صدمہ گذرا کرب نے کہا حضور خیر تو ہی اسمین کیا لکھا ہی قباد شہریار نے
زخمی ہونا اور شکست کھانا نقابداروں کا اور چھن جانا بارگاہ کا شبخون مین لندھور کے ہاتھ سے
بیان کیا لوگون نے سُنکر کہا کہ ای لعنت ہی لندھور نامرد ہو گیا کہ شبخون مارا کرب نے کہا کہ حضور
مین بارگاہ لاتا ہون کرب چلا یہان آج بزرگ مہر نے ملکہ کو پھر لکھ بھیجا کہ جلدی یہان سے بھی
کوچ کر کے قباد کو لیجاؤ یہان ٹھہرنا بہتر نہین جب تک اس سرحد مین رہوگی رنج و ملال پہونچین گے

دو کلمۂ داستان حیرت عنوان کہنے سے بزرگ مہر کے ملکہ مہرنگار کا قباد کو بیہوش کر کے طرف چرن کوہ کے لیجانا اور کرب کا واسطے بارگاہ کے جانا اور راہ مین مہتر قران کا ملنا اور قسم کھا کر روکنا کرب کو کہ جا کر عیاری سے بارگاہ لیکر قلعۂ چرن کوہ پر پہونچا دونگا اور قباد کا خفا ہونا ملکہ مہرنگار پر کہ مجکو یہان کیون لائین پھر بزرگ مہر کا واسطے لڑنے کے منع کرنا اور قباد کا صلاح سے ملکہ مہرنگار کی کام کرنا اور حال عادل شیردل و فاضل شیردل کا بارگاہ لندھور مین جانا اور لندھور کو زخمی کرنا قباد کا نامہ لکھنا لندھور کو واسطے مہلت چالیس روز کے اور فیروزہ بن عمرو کے ہاتھ روانہ کرنا لندھور کا نامہ پڑھ کر بگڑنا اور گفتگوے سخت کرنا فیروزہ کا اور نیچہ مارنا لندھور کا روک کر ہاتھ تلوار کا مارنا عادل شیردل اور فاضل شیردل کا بچانا فیروزہ کو

ملکہ مہرنگار نے یہ سُن کر قباد کو پھر بیہوش کیا طرف چرن کوہ کے روانہ ہوئین اور کرب غازی
جو چلے راہ مین سامنے سے ایک بونڈلہ گرد کا دیکھا کہ قران چلا آتا ہی آکر کرب کو سلام کیا پوچھا کہ
آپ کہان جاتے ہین کرب نے کہا بارگاہ لینے مہتر قران نے کہا کہ جس طرح تم نظر کردہ ہو اسیطرح
مین بھی نظر کردہ ہون اُنھین کی قسم کھاتا ہون اور آقا کو درمیان مین دیتا ہون کہ آپ نہ جائین
اور مین بارگاہ قباد کے پاس پہونچا دونگا کرب نے فتاح اور قزاقون کو راہ مین چھوڑ دیا تھا
اور کہا تھا تم کیون سب جان دیتے ہو اگر چالیس لاکھ ہونگے تو کچھ نہ کر سکینگے میرا نام کیون مٹے فتاح
نے منتین کین کرب نے اُنکو خفا ہو کے ساتھ نہ لیا یہ سب پیچھے ہین دور دور تا کہ کرب نہ دیکھے کرب
نے مہتر قران سے کہا کہ ایسا نہ ہو تم بارگاہ نہ لاؤ قران نے کہا کہ شب بھر کا وعدہ کرتا ہون بارگاہ
خدمت شاہ مین پہونچ جائیگی اگر نہ لاؤن تو صبح کو آپ کو اختیار ہی کرب غازی رُک گئے پھر سامنے
سے دیکھا کہ فتاح چلا آتا ہی کرب غازی نے کہا کہ تم کیون آئے فتاح نے کہا الفت سے چلا آیا کہ
موقع ہوگا تو ہم لڑینگے کیونکہ آپ کو تنہا چھوڑین کرب نے قران کا حال بیان کیا اور وہین صحرا مین

ٹھہرے اندلس سے کہا تو جاکر دیکھ اگر بارگاہ لشکر مین پہونچے مجکو خبر دینا تب مین طرف دمشق کے جاؤنگا ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑ جائے تو مجکو بڑا قلق ہوگا اندلس واسطے خبر کے چلا مگر لندھور نے بارگاہ لشکر بین پہونچائی اور ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ لشکر مین کوئی نہ آنے پائے ہندی جابجا بیٹھے ہین روشنی ہو رہی ہی کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ سواری آتی ہی لوگون نے روکا کہ ادھر نہ آؤ یہان راہ نہین ہی وہ سواری چلی آئی یہ غل مچایا کیے جواب تک نہ دیا آخر جب زیادہ غل مچایا تو پالکی سے خواجہ سرا نے منھ نکالا دیکھا سب نے کہ ایک خواجہ سرا ہی کمسن پالکی مین سوار لوگ اور مشعلچی ساتھ چلے آتے ہین قران خواجہ سرا بنا ہوا لوگون سے کہنے لگا کہ مین ملکہ کا خواجہ سرا ہون لندھور کا یہان خیمہ کو سنا ہی لوگون نے جاکے لندھور سے کہا لندھور بہت خوش ہوے یہان سب لوگ خواجہ سرا سے حال سُن کر آپس مین خوشیان کرنے لگے کہتے تھے جب وقت آیا تو آج خواجہ سرا آئے مگر لندھور نے قباد سے بہت بے اعتنائی کی مہتر قران کہہ رہے ہین یہ سب بختک کی شیطنت ہی لوگ کہہ رہے ہین کہ آج کل بختک کی بڑی خاطر ہوتی ہی اُسی نے یہ فساد برپا کرایا ہی خواجہ سرا کہتے ہین اب صفائی ہو جائیگی اگر رنجیدہ ہین تو ہم سمجھا لین گے بارگاہ کا کیون جھگڑا لگایا ہی سب ملازمان لندھور خوش ہین مہتر قران نے کہا بختک سے یہ خبر نہ کرنا یہ تو میرا ذمہ ہی کہ لندھور کو اب لیجاؤنگا اور عقد کرا دونگا ملازمان لندھور نے مہتر قران کو لندھور کے پاس پہونچایا مہتر قران نے کہا مجکو خوف ہی کہ بختک کہین نہ آجائے تو پھر ساری بات بگڑ جائیگی لندھور نے کہا کہ مجال ہی جو بختک آنے پائے اُسی وقت ملازمون کو بُلا کر حکم دیا کہ خبردار کسی طرح سے بختک نہ آنے پائے مہتر قران نے اپنی کمر ٹٹولی لندھور نے کہا کیا ہی قران نے کہا کچھ نہین خاصدان ہی یہ کہہ کر اُسکو کمر سے نکالا ورق لگی گلوریان اُسمین تھین مہتر قران نے کہا ملکہ پان بنا رہی تھین مجکو بھی گلوریان لگا کے اپنے ہاتھ سے دین لندھور نے کہا میان مجکو بھی دیدو میری معشوقہ کے ہاتھ کی ہین مہتر قران نے حوالے کین لندھور نے جو اُسکو کھولا قران نے اپنا اُگال ڈال دیا تھا کہا ملکہ نے کہا ہی کہ دونون بارگاہین برابر استاد کراؤ ایک اس طرف اور ایک اُس طرف فلان مقام پر جب بارگاہین برپا ہو جائین تو پھر میرا عقد ہو لندھور نے کہا کہ میان صاحب آپ کا نام کیا ہی قران نے کہا کہ مجکو میان فرحت کہتے ہین لندھور نے کہا آپ کو اختیار ہی جہان مناسب ہو اور ملکہ نے کہا ہو وہان استاد کرائیے مہتر قران نے کہا نہین مین تو اب جاتا ہون ایسا نہ ہو کہ عرصہ ہو اور بختک آجائے لندھور نے کہا کہ کیا مجال ہی یہ ایسا مقام نہین کہ جسکو ہم روکین وہ چلا آئے اور وہان باہر بختک آیا لوگون نے روکا یہ گھبرایا اور کہنے لگا کہ تم مجھے روکتے ہو دیکھو مین تم سے کیسا سمجھونگا اُنھون نے نہ جانے دیا بختک بڑبڑاتا ہوا چلا خفا ہو کے چلا گیا لندھور نے کہا جانے دو مہتر قران نے کہا مین جاتا ہون آپ بارگاہ سلیمانی کو استاد کرائیے لندھور نے کہا نہین میان صاحب تمھین استاد کرا دو پھر لندھور نے نشواط ہندی اور جیبور ہندی کو بُلا کر حکم دیا کہ آپ کے ساتھ جاؤ جہان میان صاحب فرمائین وہان بارگاہ استاد کراؤ غرضکہ مہتر قران دونون کو ساتھ لیکر چلے رات بھی کم رہگئی تھی

کوس دو کوس نکل گئے تھے ایک جگہ مہتر قران نے زنبیل جودی پانچ سو عیار زنگی بچے نکلے اور آکر نفت کے حقے مارے ایک ڈیوڑھ جو لگائی سر سے پاتک سب کو جھلس دیا تین ڈیوڑھ مین صد بامارے گئے مہتر قران نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران۔ سریع السیر چون باد بہاری + جہان سرہنگ در خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + مہتر قران نے لشواط ہندی اور جیبو رہندی کو زخمی کیا وہ بھاگے اور مہتر قران بارگاہ لیکر طرف چرن کوہ کے چلے زادہ بارگاہ سلیمانی یعنے کرب غازی انتظار مین تھے جب قریب چرن کوہ کے پہونچے اندلس نے دیکھا اور جاکر کرب سے کہا کرب گھبرا رہا تھا کہ اندلس نے آکر سب احوال بیان کیا اول کرب غازی خفا ہوے اندلس نے کہا ای شہریار ابھی تو قران آیا تب مین آپ سے خبر کرنے کو آیا یہ سُنکر کرب مع لشکر طرف دمشق کے روانہ ہوے یہان مہتر قران نے بارگاہ سلیمانی خدمت مین بادشاہ کی پہونچا دی بادشاہ حیران ہوے مہتر قران نے ساری حقیقت بیان کی قباد شہریار نے مہتر قران کو خلعت مرحمت فرمایا لیکن اپنے آنے کا بڑا ملال ہی مان کو بہت کچھ کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا مجکو یہان لیکر چلی آئین ملکہ نے کہا کہ ای فرزند حکیم صاحب نے کہلا بھیجا تھا اُنکے کہنے مین فرق نہین پڑتا اس وجہ سے مین چلی آئی اگر نہ آتی تو دشمنون کو صدمے پہونچتے یہان بختک رات بھر تڑپا ہی نیند نہین آئی صبح کو اُٹھ کر لندھور کے سامنے آیا لندھور نے کہا ملکچی تمھارا فریب مجھپر کُھل گیا بختک حیران ہو کہ مین نے کیا کیا اور یہان قباد نے دیکھا کہ سردارون مین سب زخمدار ہین بارگاہ کسکے سپرد کرون آخر سیف ذوالیدین کو دونون بارگاہین دین کہ ان کو اپنے پاس رکھو عادل شیردل و فاضل شیردل وارشیون بریزاد موجود تھے اور انکو خیال تھا کہ ہمنے اپنے باپ سے بگاڑی یقین ہی کہ بارگاہ ہمکو ملے جب بادشاہ نے بارگاہ سیف ذوالیدین کو دی تو تینون نے آپس مین صلاح کی کہ ہم لاکھ سرفروشی کرین گے مگر آبرو نہ ہوگی لندھور کا ساتھ نہ دیا لیکن قباد کا ساتھ نہ چھوڑا افسوس ہی کہ قباد نے ہمارا خیال نہ کیا اور بارگاہ ہمکو نہ دی اس عہدے کے ہم مستحق تھے سیف ذوالیدین کو کیا دخل تھا مگر معلوم ہوا کہ قباد کو ہماری طرف سے خیال ہوگا کہ یہ لندھور کے بھانجے اور بیٹے ہین ایسا نہ ہو کہ بارگاہ لندھور کو دیدین یہ سوچ کر طرف لندھور کے چلے اور بارگاہ نوشیروان مین آئے نوشیروان کو حیرت ہوئی کہ یہ لوگ کیونکر آئے پوچھا انھون نے سب حقیقت بیان کی کہ ہمکو کاذب تصور کیا سمجھے کہ خیانت کرینگے قران بارگاہ لے گیا اور قباد نے سیف ذوالیدین کو مالک کیا اس وجہ سے ہم چلے آئے یہ سُنکر نوشیروان نے جواب دیا کہ خوب کیا چلے آئے لندھور سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ان کی خطا معاف کرو لندھور نے انکو گلے سے لگایا بختک خوب ناچا کہا ای لندھور تمنے ہماری محنت ضایع کی لندھور نہایت خفیف ہوا کہا کہان جاتے ہین اب سر میدان بارگاہ لاؤنگا اور یہان بزرگ مہر نے پھر ملکہ مہرنگار کو لکھا کہ جس طرح بنے چالیس دن مقابلہ نہ کرنا قباد کو منع کرو کہ لاکھ لندھور آوے مگر تم مقابلے کو نہ نکلنا چالیس دن قران صعب ہی یعنے ستارہ گردش مین ہی ملکہ مہرنگار نے قباد سے کہا قباد نے کہا کیا خوب وہ تو آکر مقابلہ کرے اور مین کہون نہ لڑونگا

مہر نگار نے کہا کہ لندھور کو نامہ لکھو چالیس روز کی مہلت تو قباد نے کہا اسکا مضائقہ نہین آپکو
اختیار ہی مین تو جانتا ہون وہ نہ مانیگا پہلے اُسنے چالیس دن کا تامل نہ کیا اور یہ رسوائی ہوئی ملکہ
مہر نگار نے کہا بیٹا حکیم صاحب نے لکھا ہی حجت تو ختم کر لو آگے خدا کو اختیار ہی قباد نے کہا پھر نامہ
لیجیے لیکن کون لیجائیگا نہ یار ہے نہ مددگار ہے مہر نگار نے کہا فتنہ اپنے بیٹے کو لینے گئی ہی کہ اتنے مین
فتنہ آئی فیروزہ بن عمرو کو لائی اور قباد پر سے تصدق کیا اور کہا ای ملکہ یہ حاضر ہی آپکے اوپر
جان نثاری کریگا آخر سیف ذوالیدین سے نامہ لکھوایا کہ ای لندھور ہمکو چالیس روز کی
مہلت دے یا تو ہم بارگاہ دینگے یا لڑینگے یہ نامہ لیکر فیروزہ بن عمرو روانہ ہوا لندھور کے پاس
آیا تو نوشیروان وغیرہ سب بارگاہ مین بیٹھے ہین فیروزہ بن عمرو نے آکر سلام علیکم کہی ہندیون
نے جواب سلام دیا لندھور کو بھی صدمہ ہوا کہ اب قباد کی یہ نوبت ہی کہ کوئی معین باقی نہین رہا
فیروزہ جو کبھی گھر سے باہر نہین نکلتا تھا وہ نامہ لیکر آیا ہی پُکار کر کہا کہ کیون او فیروزہ اب قباد
کی یہ نوبت پہونچی کیونکر آیا ہی اور کیا لایا ہی اسکے لوگ بھی رنجیدہ ہوے لیکن ذکر قید علمشاہ وغیرہ
کیا جاتا ہی کہ قید ان سب کی سومنات مغرب مین پہونچی ہی کہ اس عرصے مین ہلال کا بیٹا یعنے
فرامرز عاد مغربی بہت بڑا بہادر ہی خبر سُنکر آیا اور علمشاہ نے جو دیکھا سلطان سعد سے کہا کہ نہنے
دیکھا ایسا جوان مغربیون مین نہین ہی اسپر فرامرز نے کہا کہ ای رستم تم اپنی بڑائیان کیون کرتے ہو
علمشاہ نے کہا کہ یہ تو جب معلوم ہو کہ ایک ہاتھ میرا کھولدو اور پھر کوئی باندھدے جب مین
اپنی بڑائیان نہ کرون فرامرز نے کہا کہ آہنگرون کو بُلاؤ باپ نے اسکے منع کیا کہ بیٹا تمکو کیا مطلب
ہی مین تمکو زور آور جانتا ہون لیکن ہبکلان کو کیا جواب دوگے اور یہ بھی وہ شخص ہی کہ جس نے
قویل کو مارا فرامرز نے کہا کہ اسکا جواب مین ہبکلان کو دے لونگا اور مین اسکے ہاتھ پھر اسی طرح
باندھدونگا اور پھر پکار کر کہا کہ آہنگر کو بُلاؤ علمشاہ سوچے کہ تمھاری بات جاتی ہی یہ کہیگا کہ مین نے
تمکو رہا کیا خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب
دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرۂ تکبیر کرکے قید مثل تار عنکبوت
توڑ ڈالی سلطان سعد نے بھی قید توڑی لوگون کے ہوش اُڑ گئے علمشاہ کی کہنیون سے لہو بہنے لگا
فرامرز طرف علمشاہ کے دوڑا علمشاہ سنبھلے فرامرز نے کہا مین بلاگردان ہونگا آکر گرد پھرا اور کہا
بعد ایک ہفتے کے مین تمسے آزمایش کرونگا علمشاہ نے کہا مین ابھی موجود ہون فرامرز نے کہا یہ شجاعت
سے بعید ہی کہ تم فاقہ کشی سے اس مصیبت مین آئے ہو ایک ہفتہ تو آرام کر دیہ کہکر اپنی بارگاہ مین لیگیا
اور باقی سب کو رہا کیا اور بلاکر شراب وکباب وہمہ نعمت اپنے ساتھ کھلانے لگا علمشاہ نے کہا بھائی
فرامرز کیا کہنا سب باتین تم مین اچھی ہین سواے ایک چیز کے فرامرز نے کہا وہ کیا علمشاہ نے کہا
لات ومنات پر لعنت کرو تو پھر کوئی تمسا نہ ہو یہ سُن کر تیور پر بل ڈال کر کہنے لگا یہ دین تو قدیم ہی اور
خدا پرستی تمھارے باپ نے نکالی اگر مجھکو زیر کرو تو مین اطاعت کرون نہین تو تم لات ومنات کو
سجدہ کرنا غرض سات روز بخوبی تمام رکھا اور آٹھوین دن سارا شہر جمع ہوا ہلال زرین تاج بھی
سات لاکھ سوار لیکر میدان مین آیا اُدھر سے فرامرز نے علمشاہ اور سب کو سوار کیا اور سبکو لباس

دیے اور ساتھ اپنے لایا باپ کے پاس گیا اور کہا کہ جو حق دیکھنا وہ کہنا اور یہ نہ ہو کہ میری تعریف کرو
اور یہ بھی نہ کرنا کہ شاید مین زیر ہون اور لوگ اُسپر دوڑ پڑین یہ شجاعت سے بعید ہی چاہیے کہ ایک سے
ایک لڑے یہ کہکر باپ سے رخصت لیکر میدان مین آیا اور کہا کہ ای شہریار آئیے علمشاہ جو آئے
ہمتگا ور ہوے مگر خیال ہی کہ حریفانہ لڑائی تو ہی نہین بلکہ آزمایش ہی فرامرز نے کہا شروع کیجیے علمشاہ
نے کہا تمکو نہین معلوم ہمارا آئین پیش دستی کا نہین ہی فرامرز نے کہا یہ اور زیادہ باعث جرأت
ہی جسکا وار چلادہ ہی عمدہ ہی یہ کہکر نیزہ مارا علمشاہ نے سنان نیزے کو نیزے پر روکا لوگون نے
واہ واہ بلند کی یہ نہین معلوم ہوا کہ کسکی تعریف کی یہان تک نیزہ چلا کہ خلال ہو گئے ایک جگہ ایسا
نیزہ فرامرز نے گانٹھا معلوم ہوتا تھا کہ علمشاہ کے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لوگون نے شہر کے بہت غل
وشور مچایا لیکن علمشاہ نے وہ پیچ کیا کہ نیزہ بچایا کسی نے تعریف نہ کی بس فرامرز الگ ہوا کہا ای
شہریار مین آپ سے نہ لڑونگا علمشاہ نے کہا کیا وجہ فرامرز نے کہا مجکو معلوم ہو گیا کہ باپ بھی میرا
نامنصف ہی منصفی جہان سے اُٹھ گئی کہ آپ کی کسی نے تعریف نہ کی مین اب آپ سے سامنے نوشیروان
و ہیکلان و سکندر کے لڑونگا کہ اِدھر میرا لشکر اور اُدھر آپ کا لشکر ہوگا البتہ حال کھل جائیگا
اگر مین یہان لڑا تو کسنے دیکھا بہتر یہ ہی کہ آپ اپنے لشکر کو جائین بعد ایک ہفتے کے مین خود وہان آکر
موجود ہونگا علمشاہ نے کہا بھی کہ بھائی فرامرز واللہ مجکو اسکا خیال نہین مین یہان بھی موجود ہون
اور وہان بھی فرامرز نے کہا بس شہریار اب وہین لڑونگا اور علمشاہ کو بخوبی تمام دوسرے دن
ہمراہ ہوکر کئی کوس آیا رخصت کیا اب علمشاہ مع جملہ سرداران طرف لشکر کے چلے فرامرز نے بھی
بصد کر وفر اپنے شہر سے کوچ کیا

دو کلمہ داستان کرب کا دمشق مین آنا اور مہلہل جادو کا بزور سحر آگاہ ہوکر ہومان کو
واسطے لڑنے کے کرب سے منع کرنا کہ وہ نظر کردہ ہی اور آپ لامکان کو جانا یہ کہکر کہ
مین سترہ دن نہ آؤنگی مجھپر یہ دن سخت ہین اور قلعہ بند ہونا ہومان کا کہنے سے مہلہل جادو
کے قران کا اندر شہر کے جانا اور پتہ مہلہل کا لگاکر آکر کرب سے کہنا اور پھر واسطے
لڑنے کے کرب غازی کو منع کرنا

غرض کرب جو دمشق کو چلے مہلہل جادو نے بزور سحر معلوم کیا ہومان سے کہا کہ کرب غازی آتے ہین
اور وہ نظر کردۂ شاہ مردان ہین اور میرا قاتل بھی چل چکا ہی خبردار تو سامنا کرب غازی کا نہ کرنا اور
مین سترہ دن نہ آؤنگی کہ مجھپر یہ روز کڑے ہین مین نے ایک لامکان بنایا ہی کہ وہان رہونگی یہ جو
سترہ دن باقی ہین اس درمیان مین تو بھی سامنا نہ کرنا یہ جو سختی ہی نکل جائیگی ورنہ تو اُسکے ہاتھ سے
مارا جائیگا دروازہ قلعے کا خبردار بند کرا دے اور نہ نکلنا یہ کہکر چلی گئی ہومان کو خوف ہوا اور
دروازہ قلعے کا بند کر لیا پل تختہ تک اُٹھا لیا اور قلعے کو آلات حرب وضرب سے آراستہ کرا دیا
اور شب آہنگ عیار کو بلا کے کہا کہ تو شہر سے خبردار رہنا جو کوئی غیر دکھائی دے اُسکو پکڑ لینا اور
یہان کرب غازی پانچ کوس دمشق سے اِدھر اُترے اندلس کو بھیجا کہ جاکر شہر کو دیکھ تو آ اندلس نے

دیکھا کہ کھڑکی تک بند ہی جاکر کرب غازی سے کہا کہ قلعہ بند ہی کرب غازی بھی آئے اور آکر دیکھا آخر کو فتاح سے کہا کہ کل ہم آہ کرینگے یہ کیا بات ہی کہ صاحبقران سے لڑا لیکن مجھپر تو دروازہ بند کیا پھر ہین کا ہے کو کون جان دیگا سب نے بہت سا روکا مگر کرب غازی نے نہ مانا اور طبل جنگی بجوا کے صبح کو مع اپنے قزاقون کے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے بگولہ گرد کا چرخ مارتا ہوا پیدا ہوا اور اُسمین سے قران نمودار ہوا اور کرب غازی سے کہا کہ آپ کہان جاتے ہین کرب نے سارا حال قران سے کہا قران نے کہا پلٹیے تا بہ قلعہ جانا محال ہی اگر شاید بہ جانبازی پہونچے اور شاید ہومان کو مارا تو اُسکے مارنے سے امیر اور سب زندہ نہ ہونگے آپ چل کر اُترئیے مین ساحرہ کی خبر لاؤن جب وہ ماری جائیگی تو اسکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی اور کاہنون سے مین نے پوچھا تھا تو معلوم ہوا کہ اسکی قضا تمھارے ہاتھ سے ہی کرب نے کہا کہ بھائی قران مجکو زندگی منظور نہین چاہتا ہون اپنی جان دون مہتر قران نے واسطہ شاہ مردان کا دلا کر کرب غازی کو پھیرا اور رات کو قران نکلا آکر دیکھا کہ پانچ کوس تک روشنی ہی وہ جو گیند عیاری کے روشن ہین پانچ کوس تک اُنکی روشنی پہونچتی ہی اور جہتا ہین روشن ہین قران گھبرایا ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا اور کلاہ اُتار کے دعا کی

نظم

خداوندا شبم را روز گردان		چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید		درین شب روسپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس		بہ فریاد من فریاد کن رس
شاہا ز کرم بر من درویش نگر	دیگر	بر حال من خستہ و دلریش نگر

ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو نے قندیل ہائے شمس و قمر کو روشن کیا گل ہائے سبزرنگان دین سے خارستان دنیا کو رشک گلشن کیا مجکو قلعے مین پہونچا یا باب فتح و ظفر وا کر دے جیسے ہی مہتر قران نے بیقرار ہو کر دعا کی دیکھا کہ ایک ابر سیاہ آیا اور ہوا چلی وہ گیند گل ہوگئے مہتر قران خوش ہو کے چلے ہوا موقوف ہو گئی وہ گیند پھر روشن ہوگئے قران گھبرایا اب جو دیکھا تو سب طرف روشنی ہو گی لیکن ایک برج مین اندھیرا ہی بس مہتر قران اُس سمت کو چلا خندق مین آکے شناوری کی سامنے اُس برج کے آیا عقل سے دریافت کیا کہ شاید اس برج کے لوگ سوتے ہین اگر جاگتے ہوتے تو یہ بھی روشنی کرتے قران نے کمند برج پر ڈالی اور اوپر برج کے آیا ایک سپاہی کی چارپائی کا پایہ قران کے ہاتھ مین آیا قران نے جو دیکھا شراب کے نشے مین پڑا سو رہا ہی دل مین آیا اسکو قتل کرون پھر خیال مین آیا اسکے مارنے سے غل ہوگا اور کچھ فائدہ نہین یہ سوچ کر زینے کی طرف چلا اور چارپائیون مین اُلجھا ایک سپاہی پر گرا اُسنے کہا کون اب قران ناچار ہوے اور اُسکو خنجر مارا وہ تو مر گیا اور اُسکے پکارنے سے بعض کی آنکھ کھلی مگر نیند ایسی تھی کہ کوئی نہ اُٹھا اور قران نیچے اُتر کے شہر مین آیا کوئی چھ گھڑی رات باقی تھی دوکانون مین شہدے پڑے سو رہے تھے قران بھی ایک دوکان مین بوریا بچھا تھا لیٹ رہا کبھی اُٹھا کبھی لیٹا بیقراری مین وہ رات کاٹی صبح کو صورت بدل کر شہر مین پھرنے لگا کبھی اُس گلی مین کبھی دوسرے کوچے مین خود سے شب آہنگ کے

قران پھرتا تھا دوپہر کو قران نے ایک آزاد فقیر کی صورت بنائی پنجرا لال کا ہاتھ مین کاکن کھیدن مین بھری ہوئی بیچ چوک مین آیا کھڑا تھا کہ سامنے سے شب آہنگ عیار آیا قران گھبرایا دل مین سوچا کہ اگر بھاگتے ہو تو یہ پکڑ لیگا کہ کچھ تو تھا جو یہ بھاگا اور اگر کھڑا رہا تو یہ پہچان لیگا آخر قران نے پنجرا بلند کیا بھوسی کاکن کی پھونکنے لگا کہ جو کوئی دور سے دیکھے جان جائے کہ کاکن پھونک رہا ہی شب آہنگ سامنے سے نکل گیا مہتر قران ایک طرف چلے نقارخانے کے پاس آئے دیکھا کہ ایک سواری آرہی ہی یہ دل مین اپنے سوچے کہ فقیر کی صورت بنے ہو سوال کرنا فقیر کو واجب و لازم ہی آخر ناچار ہو کر سوال کیا کہ بابا بھلا ہو گا کچھ فقیرون سے بھی واحد شاہد ہوتا ہی ایک جوان نے نفس سے سر نکال کر دیکھا اور چوبدار سے کہا کہ ان شاہ صاحب کو لیتے آؤ چوبدار قران کے پاس آیا اور کہا چلیے قران نے کہا کہ بابا جو کچھ دینا ہو وہ دیجیے ہم وہان کہان جاوینگے چوبدار نے کہا کہ صاحب ہم کیا جانین مالک نے کہا انکو لیتے آؤ آخر مہتر قران چوبدار کے ساتھ مکان پر اُسکے آیا باغ بہت عمدہ نہرین جاری بارہ دری مین چھت پر دستگے ہیں وہ جوان مسند پر بیٹھا تھا چوبدار نے مہتر قران سے کہا کہ تم غلام گردش مین بیٹھو قران بیٹھ گیا جوان پاس آیا اور کہا بابا صاحب آپ کا کہانسے آنا ہوا قران نے کہا عدم سے جوان نے کہا کہان جاؤگے قران نے کہا عدم کو اُسنے کہا یہ تو سچ ہی لیکن مرشد کا ڈھیر کہان ہی قران نے کہا کہ بابا ایک جگہ ہو تو بتاؤن اُسنے کہا اللہ تو ہر جگہ موجود ہی قران نے کہا بہت سے لات پرست بھی رہتے ہین اور خدا پرست بھی اُسنے کہا تو آپ دور دور گئے ہونگے بھلا بالفعل کہان سے آنا ہوا قران نے کہا شہر بصرہ کوئی جگہ ہی جہان نوشیروان و ہیکلان ہین حمزہ کوئی شخص ہی اُس سے سامنا تھا حمزہ اور عمرو یہ سب کے سب مارے گئے وہ جوان جاکر ایک توڑا اشرفیون کا لایا اور کہا یہ لو میرا کام کردو قران نے پوچھا کیا کام ہی اُسنے کہا میرا پیغام پہونچا دو قران نے کہا تمھارا پیغام کس سے کہون اُسنے کہا عمرو کا بیٹا ہوا شاگرد رشید وہ جو جانبخش عمرو کہلاتا ہی اُسکو پیغام پہونچا دو کہ تجھے فلان شخص نے بلایا ہی اور اگر مہتر قران آئیگا تو مین اپنا مطلب کہونگا مہتر قران نے دل مضبوط کرکے کہا منم مہتر قران اُس جوان نے جو نام قران سُنا گلے سے لپٹ گیا کہا ای مہتر قران مجھے ایک بزرگ نے خواب مین فرمایا کہ مہلہل کی قضا قران کے ہاتھ سے ہی اور تو اُسکی مدد کر اور تم مجکو کلمہ بتاؤ اور اُس حرامزادی کو قتل کرو اور امیر اور عمرو وغیرہ کو قید سے چھڑاؤ مہلہل مجکو چاہتی تھی اور میرے پاس آتی تھی اور کہتی تھی مجکو قبول کر مین نے اُسکو نہ قبول کیا آخر اُسنے جل کے ہومان کو کیا اور مجھسے کہا کہ اگر تو مجھے قبول کرتا تو یہی مرتبہ تیرا ہوتا دیکھ ہومان کا کیسا نام ہوا تمام دنیا مین مشہور ہی صاحبقران ملک دمشق کہلاتا ہی کیا مرتبہ پایا نوشیروان و ہیکلان و سکندر کے دربار مین جاکر سب سے بالادست بیٹھا اور صاحبقران کو میدان مین زیر کیا عمرو ایسا عیار قتل ہوا مین نے اُسکا جواب دیا کہ میری تقدیر مین یہ آبرو نہ تھی اُسنے کہا اب تو مین جاتی ہون تجکو دیکھنے آئی تھی پہلے جب تیرے پاس آلیتی ہون تو بعد ہومان کے پاس جاتی ہون اب مین نے ایک مکان لامکان بنایا ہی وہان جاتی ہون اگر زندہ رہی تو پھر آکر ملونگی مین نے بہت پوچھا کہ لامکان کہان ہی اُسنے

ہ بتایا جب مین نے بہت پوچھا تب اُسکا ہاتھ اُٹھ گیا کہ اس طرف لامکان ہی ای مہتر قران جاؤ اور اُس بے حیا کو قتل کرو یہ تمکو خبر دیتا ہون کہ قتل امیر و عمرو بوجہ سحر ہوا ہی وہ سب قید ہین اس کے قتل پر رہائی پاوینگے غرض مہتر قران نے اُسکو مسلمان کیا اُس جوان نے کہا میرے باغ مین نقب ہی بیرون قلعہ جا سکتے ہو مہتر قران نے کہا ایک تنبورہ مجکو لا دیجیے اُسنے تنبورہ لا کے دیا اب مہتر قران نقب مین اُتر کر لشکر کرب مین آئے دیکھا چلنے کی تیاری ہو رہی ہی قران نے کرب کو پھر روکا کہا اتنی خبر تو مین نے لگائی ہی اب مین جاتا ہون آپ تامل کرین کرب کہنے سے مہتر قران کے رُک گئے

دو کلمہ داستان جانا مہتر قران کا لامکان کو اور مارنا مہلہل کو اور کرب کا حملہ کرنا اور ہومان کا قلعے سے نکل کر مقابلہ کرنا اور امیر و عمرو کا رہا ہونا اور آکر شریک جنگ ہونا ہومان کا ہاتھ سے کرب غازی کے جنگ مین مارا جانا اور امیر کا نقابدار کو زیر کرنا وہ نقابدار صاحبقران سے بانہاے صاحبقرانی مانگتا تھا جب نقابدار زیر ہوا تو عیار نے کہا یہ نقابدار آپکا بیٹا شاہزادہ سعد طوقی ہی امیر کا طرف شہر بصرہ کے جانا

غرض قران کرب غازی کو بخوبی سمجھا کے روانہ ہوا اور جہان خسرو شیر دل نے بتایا تھا اُس سمت کو چلا ریگستان ملا کہ جسکو دیکھ کر قران کا عجب حال ہوا بڑی مشکل سے وہ راستہ طے کیا شام کو ایک کوہ ملا وہان پر بیٹھ کر تنبورہ بجانے لگا ایسا گایا کہ تمام جانور آئے مہلہل جادو کا بھانجا خنقار جادو کہ اس کوہ کا نگہبان ہی اُسنے جو صدا گانے کی سُنی بیتاب ہوا ایک اونٹ پر سوار ہو کر چلا قران نے جو دیکھا اُس شب ماہ مین کوہ سے ایک ستارہ سا ٹوٹا اور ایک شخص اونٹ پر سوار آکر پہونچا اور کھڑے ہو کر گانا سننے لگا قران جی توڑ توڑ کر یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

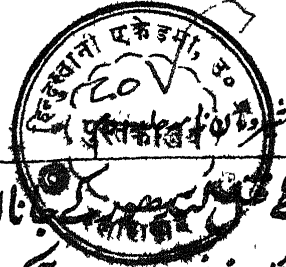
عضو تن میرے دہکتے رہے اخگر ہو کر + پرورش روح نے پائی ہی سمندر ہو کر
مختصر ہو کے دکھا لطف درازی ای زلف میری آغوش مین آجا شب محشر ہو کر
کیسا پایا قفس تنگ الٰہی تو یہ +: طائر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر +:
روح بھی کوئی دھن تھی کہ مرے قالب سے مُنھ چھپائے ہوے نکلی تہِ خنجر ہو کر +
یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہو + جی مین ہی خلق کو لون دامن محشر ہو کر
خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر
آب شمشیر سے محروم نہ رکھ ای قاتل سوکھے جاتے ہین لب زخم مرے تر ہو کر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہی دل مین روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر +
کسقدر راحت آغوش نے بالیدہ کیا اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہو کر
کیا اثر ہی لب شیرین جو ترے چوسے تھے زہر گھلتا ہی دہن مین مرے شکر ہو کر
مضطرب تھا دم تحریر مفرد صانع رہگیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر +:
سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوے قاتل + شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر +

کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہی نسیم		شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	

مہتر قران سنے یہ اشعار جی توڑ توڑ کر گائے بعد چار گھڑی کے گانا موقوف کیا وہ قران کے پاس آیا اور
کہا شاہ صاحب جو کچھ مانگو وہ تمکو مین دون اور بہت تعریف کی قران نے کہا مین سیاح ہون اگر مجکو اس
کوہ کے اُدھر پہونچا دو تو بڑا احسان ہوگا خنقار نے کہا یہ تو نا ممکن ہی قران نے کہا میری خواہش
یہی ہی اُسنے دل مین کہا کہ یہ فقیر آدمی سیر کا مشتاق ہی ایسے لوگون کے واسطے ممانعت نہین علاوہ اسکے
ملکۂ عالم بیٹھی ہوئی یہ جا کر رہی ہونگی وہان تک یہ کہان پہونچیگا یہ ایسا مکان اُسنے تیار کیا ہی کہ کوئی نہین آسکتا
یہ سوچکر قران کو کوہ کے اُدھر پہونچا دیا قران ایک دریا کے کنارے درخت کے نیچے آکر بیٹھا اور گانا بجانا
شروع کیا پہر رات باقی تھی کہ مہلہل کے کان مین گانے کی آواز آئی اسکو گانے سے نہایت ذوق
ہی بیتاب ہوکر گانے کی آواز پر آئی مہتر قران نے دیکھا کہ ایک عورت اُس پار سے چلی آتی ہی عقل سے کہا کہ
مہلہل یہی ہی جب وہ اِس پار آئی اور پانْون تک دریا مین نہ ڈوبے قران جی مین کہتے ہین کہ
ای مہتر قران یہی مکارہ ہی اور جی توڑ توڑ کر گانے لگا مہلہل آکے سامنے مہتر قران کے بیٹھ گئی دیکھا
کہ ایک فقیر ہی دل مین حیران ہوئی کہ یہ یہان کس طرح آیا لیکن بسبب گانے کے نہ پوچھا آنکھون سے
آنسو جاری ہین بیہوش سُن رہی تھی کہ سر زمین پر جھک گیا مہتر قران نے دل مین خیال کیا بس اب
حربہ کرو یا تو اسے مار یا اپنی جان دی مہتر قران نے کہا او مہلہل اُسنے سر اُٹھایا اوپر سے بغدہ پڑا
سر کٹ کر جدا ہوگیا بیرون نے بہت غل مچایا قران نے آنکھین بند کر لین غرض صبح بھی ہو گئی تھی قران
تو بھاگا وہان وہ دن پورا ہوا کہ جو ہومان سے مہلہل کہہ گئی تھی یہان کرب غازی نے حملہ کیا لڑتے
بھڑتے قریب قلعہ پہونچے چاہا کہ دروازہ توڑ کر اندر جاوٗن ہومان قلعے سے باہر فوجین لیکر نکلا
کرب کا سامنا ہوا لڑائی ہونے لگی اِدھر تین ہزار قزاق اُدھر دو لاکھ کفار مغلوب ہونے لگی ہزارون
مارے گئے اب ہومان بار بار آسمان کی طرف دیکھتا ہی لیکن امیر و عمرو اور باقی سب سردار کہ اُسی
نقار خانے مین مہلہل نے بزور سحر قید کیے تھے سوا اندھیرے کے آسمان تک نہ معلوم ہوتا تھا
قران چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی کہ امیر و عمرو وغیرہ کہان ہین نعرے مار مار کے رو رہا ہی کہ ای رب
میرے اُستاد و الانژاد کہان ہین کچھ حال نہ معلوم ہوا سب طرف دوڑا پھرتا تھا اسی ارادے مین ہی
کہ اپنے کو تا بہ قیدخانہ پہونچاوٗن اُدھر سے امیر بھی اُترے قران سے ملاقات ہوئی عمرو نے کہا
کہ یا امیر بس اسی کا خیال تھا کہ یہ ہمیشہ جان بخشی کرتا ہی قران نے امیر کو نہایت ضعیف دیکھا امیر نے
کہا بھائی قران نوشیروان و ہیکلان و سکندر کا کیا حال ہوا قران نے کہا وہ تو اُسی طرح ہین
لیکن بیچ مین ایک سانحہ عجیب ہوا کہ لندھور نوشیروان سے مل گیا امیر کو یقین نہ ہوا فرمایا ای مہتر
قران کیا بات ہوئی کہ لندھور نے ایسی حرکت کی قران نے عاشق ہونا لندھور کا مہران فیل زور
پر ظاہر کیا اور بختک کا بہکانا بیخودی مین یہ حرکت کی صاحبقران نے کہا انجام کیا ہوا مہتر قران
نے کہا بڑی تباہی ہی قباد پر بڑی سختی ہی امیر کو بُرا معلوم ہوا عمرو کا تو یہ سُن کر عجب حال ہوا کرب
لڑ رہا تھا ہومان لڑتا ہوا سامنے کرب کے آیا وہ زور و شور اب کہان کرب غازی ہومان کو دیکھکر
جا پڑے اُسنے کئی تلوارین ماریں کرب نے روک کر تیغۂ طلسمی مارا کہ ہومان کے دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان

ہومان فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہمکو امان دیجیے خوف سے جان کے بت پرستی اختیار کی تھی ورنہ ہم لوگ دل سے مسلمان ہین امیر نے سب کو امان دی غرض امیر بارگاہ ہومان مین آکر بیٹھے قران نے خسرو شیر دل کو لاکر قدمون پر امیر کے گرایا امیر نے گلے سے لگا لیا تمام حکومت ملک دمشق کی خسرو شیر دل کو دی اور اپنے سب تبرکات جو مندر مین تھے وہ لیے اور خزانہ ہومان و جہلهل جادوگر کا اسباب وغیرہ سب لیکر جلد کوچ کیا کہ چل کر قبادا اور ناموس کی خبر لون کہ اُنپر کیا گذری راہ مین تھے کہ گرد اُڑی اور ایک نقابدار مع چالیس ہزار سوار کے آیا اپنے شاطر کو صاحبقران کے پاس بھیجا کہ بانہا ے صاحبقرانی مجکو دیدیجیے یا مجھسے مقابلہ کیجیے امیر نے عیار کو جواب صاف دیا اور کہا کہ ہمسے بانہاے صاحبقرانی چھین لے ہم بخوشی نہ دین گے نقابدار نے یہ سُن کر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو نقابدار میدان مین آیا امیر جو مقابلے مین آئے نقابدار نے نیزہ مارا امیر نے بجرأت صاحبقرانی نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری امیر نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پکڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ نقابدار کس جرأت سے لڑ رہا ہی مگر امیر اُسکے زور کو روک رہے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے دو شبانہ روز برابر نقابدار امیر سے لڑا تیسرے دن پہر دن چڑھے اِسنے کہا یا صاحبقران دو شبانہ روز گذرے میرے آپکے مقابلہ ہو رہا ہی دونون لشکر بے خور و خواب ہین ایک زور آخر کرتا ہون یا زیر کیا یا زیر ہوا یہ کہہ کر صاحبقران کو ریل کر لے دوڑا پانچ قدم امیر ہٹے وہان پر آکر نقابدار نے ہکہ مارا کہ بایان گھٹنہ صاحبقران کا چمکا امیر نے تڑپ کر لنگر مارا زانو تک غرق زمین ہوے نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اس طرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو جڑ سے اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین اُس کوہ وقار کے حرکت نہ پائی تھک کر اپنا ہاتھ ہٹا لیا امیر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے تھام کر لے دوڑے وہان پر آکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا بزمین ہوے امیر نے کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ کیا نظم یکے نعرہ زد میر منزل مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف + یکے نعرہ زد آن ز حلقش بدر + کہ آہن دلان را درید جگر + پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا چاہا چرخ دیکر زمین پر مارین کہ عیار نے آواز دی ای شہریار یہ آپ کا فرزند یعنی شاہزادہ سعد طوقی ہی ایسا نہ ہو کہ آپ اسے مار ڈالین امیر نے ہاتھ سے رکھدیا نقابدار قدمون پر گر پڑا نقاب چہرے سے ہٹائی امیر با توقیر نے اپنی صورت سے مشابہ پایا شاہزادے کو ہمراہ لے کے بشوکت تمام طرف شہر بصرہ کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان نوشیروان کا خبر سُنکے آنا نیچے چہن کوہ کے اور کہنے سے بختک کے لندھور کا طبل جنگی بجوانا اور نوشیروان کی طرف سے مقابلہ کرنا عین وقت پر پہونچنا علمشاہ کا اور لندھور کو مع فیل میمونہ اُٹھا لینا امیر کا آکر نعرہ کرنا اور لندھور کا ندامت سے لنگر مارنا علمشاہ کا بیہوش ہو کر گرنا اور لندھور کا بھاگنا اور بختک کا طبل بازگشت بجوا دینا امیر کا بالین رستم پر آکے رونا اور اچھا ہونا رستم کا اور کرب غازی کا تنہا



واسطے [stamp] کے بھیجا جانا اور گرفتار ہونا پھر قید توڑ کر آنا امیر کے پاس اور لندھور کا بارگاہ نوشیروان مین آکر حال کرب بیان کرنا اور خلعت عاد کا بارگاہ نوشیروان مین طبل جنگی بجوانا برائے مقابلۂ قباد اور قباد کا شدون سے گرفتار ہونا بختک کا صلاح دینا کہ قید قباد مع ارتھی خلعت عاد بھمراہی تیس ہزار سوار سومنات مغرب کو بھیجدو

جب فیروزہ بن عمرو نامۂ قباد لیکر آیا اور لندھور نے ہنس کر کہا کہ اب قباد کی یہ نوبت پہونچی کہ بختک نامہ دیکر بھیجا ہی فیروزہ نے کہا او ہندی وہ شہنشاہ غرب و شرق ہین اگر مین نامہ لیکر آیا تو کیا نقصان ہوا علاوہ میرے اور بہت سے آنے والے تھے فیروزہ نے جو یہ فصاحت کلام کیا لندھور کو بہت ناگوار گذرا کہا او فیروزہ مجھسے فساد کرکے قباد کی جان و آبرو نہ بچیگی فیروزہ کو تاب باقی نہ رہی کہا او نمک حرام فرزند صاحبقران کو ایسا کلمہ کہتا ہی لے یہ نامہ تیرے شاہ کا ہی لندھور نے نامے کو ٹھوکر مار دی فیروزہ نے تیغچہ مارا شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے اپنی تلوار جنبش دیکر ماری کہ فیروزہ تا دو ابرو زخمی ہوا لندھور نے چاہا فیروزہ کا سر کاٹ لون ارشیون پر نزاد بیٹا لندھور کا جو پہلو مین بیٹھا ہی اسنے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا انجو لی تمام سر لندھور کا زخمی ہوا لندھور پلٹا چاہا کہ ارشیون کو جواب دون کہ عادل شیر دل نے بالین پر سے اُٹھ کر نعرہ کیا کہ الامر فوق الادب ماموںجان معاف فرمائیے گا آپ کو کچھ شرم نہین کہ عمرو کے فرزند کو آپ قتل کرتے ہین اُسکے کیسے کیسے احسان ہین یہ کہکر عادل نے بھی ہاتھ مارا لندھور کا زخم سرچپارہ ہوگیا مگر لندھور نے اپنے تئین سنبھال کر چاہا بیٹے اور بھانجے کو بیک ضرب شمشیر قتل کرون سب ہندی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئے اور عادل و فاضل و ارشیون فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ سے نکلے ہندیون نے کہا آپ لوگ نکل جائیے ورنہ لندھور آفت برپا کریگا تین لاکھ ہندیون کو ساتھ لیے ہوے یہ تینون جوان لشکر نوشیروان سے نکلے آپس مین صلاح کی کہ بادشاہ سے یون بگاڑی ماموںجان سے یون بگڑی اب چلو جنگل مین نکل چلین پہاڑون سے سر ٹکرا کر اپنی جان دینگے مگر فرزند عمرو کو کوئی تکلیف نہ پہونچنے پائے ہوادار پر فیروزہ کو سوار کرلیا ہی تینون جوان قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوے ہمراہ ہوادار ہین مگر ہرکارون نے یہ سب خبرین مفصل قباد شہریار کو پہونچائین کہ تینون جوان صحرا نورد ہوتے ہین اپنی بدنصیبی پر روتے ہین قباد نے فرمایا جلد مرکب لاؤ مین اپنے بھائیون کو لینے کو جاؤنگا حقیقت مین مین خطاوار ہون مین نے بارگاہ سیف کو کیون دی اُن کی خفگی جاسے ہی اب جو قباد تخت سے اُٹھے سات سو تاجدار و جملہ سردار ہمراہ رکاب ہوے بادشاہ قلعۂ چرن کوہ سے اُترے کسی سوار نے بڑھ کر ارشیون کو خبر دی کہ بادشاہ اپنی حرکت پر نادم ہین تُمھارے لینے کو آتے ہین بس یہ تینون جوان گھوڑون سے کود کے کہتے ہوے چلے کہ بے شک وہ فرزند صاحبقران ہین ہم سپاہیون کی قدر شناسی اُنھین کی ذات پر ہی کیا کیا کارہائے نمایان کیے جھپٹ کر آئے قباد کو سلام کیا اور کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی ایک غلام کو حکم دیا ہوتا ہم آنکھون سے

حاضر ہوتے غرض کہ بادشاہ ان تینون جوانون کو ساتھ لیکر قلعہ حیرن کو روانہ ہوئے فیروزہ کا علاج کیا اور زخم روزی ہوئی بادشاہ نے ان تینون سے بہت عذر کیا انھون نے عرض کی [illegible] فرمائی تو ہوگئی کہ حضور بدولت و اقبال ہمارے لینے کو آئے ہماری کیا حقیقت ہی کہ آپ سرفراز کرین اور ہمکو لینے آئین یہ سب خبرین ہرکارون نے بختک و نوشیروان کو پہونچائین کہ بادشاہ نے باعزاز و اکرام اُن تینون جوانون کو بلا لیا بختک نے کہا مسلمان خوب جنگ زرگری کرتے ہین کیا مزے سے مہلت لی ہی جانتے تھے کہ لندھور مہلت نہ دیگا پہلے سے یہان آکر بیٹھ رہے خوب فیروزہ کو بچالے گئے لندھور اس حال مین ہین کہ بارگاہ نوشیروان مین نہین آتے اپنی بارگاہ مین پڑے رہتے ہین مگر بیقراری و اشکباری ہی ہر وقت یاد ملکہ مہران فیل زور پریشان کرتی ہی تصور سے اُسکے فرما رہے ہین کہ ای تصور یار جانی و ای خیال محبوب جادو دانی یہ اشعار اپنے اوپر موزون ہوتے ہین نظم

ای شہ حُسن اگر بوسۂ رُخ مل جاتا	کیا دعا دیتا ہو آج یہ سائل جاتا
ایک بوسہ گُلِ عارض کا اگر مل جاتا	ای صنم دل مرا غنچہ کی طرح کھل جاتا
عید ہوتی مجھے مقتل مین جو قاتل جاتا	دوڑ کر مین ابھی خنجر سے گلے مل جاتا
قیس کہتا تھا جو لیلی کا پتہ مل جاتا	ای صنم دل ترا پتھر ہی مگر ہل جاتا
ہون وہ بیتاب جو سُنتا ترے آنے کی خبر	شوق مین تیرے تڑپتا کئی منزل جاتا
لاکھ ڈھونڈھا مگر اُس بت کا پتہ بھی نہ ملا	جستجو ایسی جو کرتے تو خدا مل جاتا
اپنے دیوانے پہ آتا اُسے کچھ رحم ضرور	کان تک اُسکے اگر شور سلاسل جاتا
باغبان ہنسنے پہ اُس کے ہی تعجب تجکو	گوش گل تک نہین کیا شور عنادل جاتا
چاندنی رات مین کرتا جو وہ محبوب بناؤ	آئنہ سامنے بن کر مہ کامل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت	گر لطافت سا نہ اُستاد مجھے مل جاتا

مگر بختک جب آتا ہو تو کہتا ہی کہ ای دارا ے ہند ہیکلان و سکندر ولو نوشیروان کہتے ہین کہ مسلمانون نے تمکو خوب دھوکھا دیا ہم کہتے ہین کہ تمھاری مدد کرین لندھور کہتے ہین مین کیا کسی سے پا یہ کمی کار رکھتا ہون لشکر قباد مین کون لڑنے والا ہی دربان بچہ بھی گیا وہ شہدا جو ہر مرتبہ میرے مُنھ چڑھتا تھا وہ قید ہو کر مغرب کو گیا اگر قباد نکلین گے تو میرے ہاتھ سے مارے جائین گے اب مین کسی کا پاس نہ کرونگا بس اب اُسکا ملاحظہ کر چکا زخم بھی اچھے ہوے اور وہ چالیس دن بھی گذر گئے اُن کا بھی کہنا ہوا بختک نے کہا ای لندھور اب چالیس دن گذر جاوینگے گردش مسلمانان مٹجاویگی اور مین بھی کتاب نمدی مین دیکھ چکا کہ اگر اس زمانے مین سامنا ہوا تو تمھین غالب آؤگے یہ سُنکر لندھور نے کہا کہ اب جاکر طبل جنگی بجوائیے یہ کہکے لندھور بختک کے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کہا ای شاہ طبل جنگی بجوائیے مین قباد سے مقابلہ کرونگا نوشیروان نے کہا کہ ای لندھور تم ٹھہر جاؤ ہیکلان و سکندر کو لڑنے دو لندھور نے کہا ای شاہ اب مین اچھا ہون غرض طبل جنگی بجا ہرکارون نے یہ خبر قباد اور مہر نگار کو پہونچائی مہر نگار تو پیٹنے لگی کہا ای فرزند اب لندھور کو کون جواب دیگا بلکہ اب تم طبل جنگی نہ بجواؤ قباد نے کہا ای مادر مہربان پھر آپ نے وہی کلام کہا مہر نگار نے کہا ای فرزند مین

تجکو میدان مین نہ جانے دونگی لندھور سے کہنا میری مادر مہربان منع کرتی ہین قباد نے کہا بہت اچھا جو آپ کہتی ہین وہی کرونگا یہ بہانہ کر کے باہر نکلے اور طبل جنگی بجوایا پھر تو اندر سے رونے اور پیٹنے کی صدائین بلند ہوئین ہر ایک کا قول تھا کہ لندھور کو کل کون جواب دیگا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار
علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

صبح کا سناٹا شاہ خاور کا بلند ہونا تمام صحرا مین روشنی ہوئی جانور اپنے اپنے آشیانون سے نکلے قباد بھی تخت پر سوار ہو کر نیچے اُترے لشکر مین قایم ہوے اُدھر سے نوشیروان کرور سوار کا لشکر لیکر آیا اور ہبیکلان چوسٹھ لاکھ فوج سے آیا اور سکندر کے ہمراہ ساٹھ لاکھ کا لشکر ہی اور لندھور فیل میمونہ پر سوار ہو کر تمام اسلحہ لگا کر اپنے ہندیون سے نوشیروان کے ساتھ میدان مین قایم ہوا اور لندھور نوشیروان کے سامنے آیا مجرا کیا اور رخصت مانگی پھر نوشیروان نے منع کیا اور سمجھایا کہ اور کسی کو بھیجو مگر لندھور نے نہ مانا نوشیروان نے کہا تیرے اعتقاد کو تیرے سپرد کیا غرض لندھور میدان مین آیا پھر تو مہرنگار و ملکہ رابعہ وغیرہ سب شاہزادیان فریاد کرنے لگین لندھور کو جو آتے دیکھا سب پیٹنے لگین اور لندھور میدان مین آکر پکارا کہ ای قباد اب کون مقابلے مین آئیگا کوئی یار و مددگار تمھارا نہ رہا قباد نے آواز دی کہ او ہندی نمکحرام مین خود تیرے مقابلے مین آتا ہون اور پکار کر کہا کہ خنگ سیاہ قیطاس لاؤ ملکہ مہرنگار بلبلانے لگین بلک بلک کر دعائین مانگتی تھین کہ پروردگار تو قباد کی مدد کر ای خالق بے نیاز وای رب کارساز نظم

وے چارۂ کار خام کاران
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش
مگذار کہ تشنہ لب بمیرم
چون آمدہ ام بہ عذر خواہی
احسان تو زان بسے فزون است
گر آتش قہر سوزناک است
دادہ ز شرار چشم روشن
مگذار چنین ذلیل و خوارم
بنمائے رخم بجانب خویش
خجلت زدہ ام ز کردۂ خویش
نومید مکن مرا الٰہی
رخش غضبت اگرچہ تند است
چون ابر کرم بود چہ باک است
ای مرہم ریش دلفگاران
از راہ کرم برار کارم
در وادی معصیت اسیرم
و از شرم سرفگندہ درپیش
عصیان من از حد برون است
در پیش سمند لطف کند است
لطف تو بہ زاغ دود گلخن

ای کریم کارساز وای سامع الدعوات جلد مدد کر اس آفت کو رد کر یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی سب نے دیکھا کہ از پردۂ بیابان گرد ے برخاست اب جو دامنۂ گرد ہوا سے شگافتہ ہوا دیکھا کہ علمشاہ آگے آگے پیچھے سلطان سعد مع سولہ سردارون کے آئے آکے پایۂ تخت قباد کو چوما قباد نے کہا بھائی صاحب خوب ہوا کہ آپ تشریف لائے اب ناموس حمزہ اور سب آپ کے سپرد کیا اور آپ کو خداوند کریم کی حفظ مین دیا اب رخصت عنایت فرمائیے علمشاہ نے کہا ای شہریار خدا اُس دن کو مجکو نہ رکھے غلام آپ کا جاتا ہی اور اُدھر ملکہ رابعہ نے خواجہ سرا کو علمشاہ کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ بیٹا قباد پر تصدق ہو جاؤ تو مین بخوشی دودھ بخشونگی یہ باتین سُنکر ملکہ مہرنگار بہت خوش ہوئین بلکہ بہت ممنون ہوئین کہ خواجہ سرا نے آکر وہی پیغام علمشاہ کو

پہونچایا علمشاہ نے کہا میرا آداب عرض کرنا اور کہنا کہ ارشاد آپ کا مین نے آنکھون سے قبول کیا
بس اب مین رخصت ہوتا ہون ہرچند قباد نے روکا مگر رستم نے نہ مانا گھوڑا اُڑا کر سامنے لندھور
کے آئے لندھور نے دیکھ کر کہا او رومی بچے تو پھر میرے سامنے آیا علمشاہ نے کہا مین تیرا ملک الموت
ہون کیون نہ آتا تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی آج مع ہاتھی کے دریاے بصرہ مین تجکو پھینکدونگا
لندھور خفا ہوا کہا او شہدے تو نے قباد کو خراب کیا مگر قباد نے جو دیکھا کہ رستم اور لندھور
سے باتین ہو رہی ہین تاج سر سے اُتار ادعائین مانگنے لگے عرض کرتے تھے کہ ای کریم کارساز میرے
بھائی کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لینا اب بعد صاحبقران کے یہی میرے سرپرست ہین میرے
میرے سرپرست کو نہ اُٹھانا آئینۂ خیال مین صورت فتح وظفر دکھانا ہرچند کہ یتیم ہون مگر تو کریم و کارساز ہی
مالک بے نیاز ہی مدد کر مگر لندھور نے غصے مین دودستی گرز مارا اور یہان علمشاہ نے سپر پر روکا
ہاتھ تو قایم رہے مثل ستون کے لیکن آنکھین بند ہوگئین بہر موے تن سے پسینہ جاری ہوا مرکب بیٹھ گیا
یعنے کمر مرکب کی ٹوٹی علمشاہ برج خاک سے نکلے رومال سے گرد چہرے کی جھاڑتے ہوے لندھور پکارا
کہ زدم وپست کردم بیت کجا پہلوانان گردن کشان ۔۔ اگر خاک جوئی نیابی نشان ۔۔ اگر چھلنی لے کر
خاک چھانوگے تو بھی اس شہدے کی ہڈیان نہ ملین گی مگر رستم جیتے سب نے دیکھ کر تعجب کیا بختک تو
صلوات پڑھنے لگا علمشاہ زیر شکم فیل میمونہ آئے لندھور پکارا کہ او رستم کیا تجکو قوت ہندی سمجھا
ہی علمشاہ نے کہا تو میرا نام رستم اُسکو تو اکیس قدم پر پھینکا تھا تجکو پچاس قدم پر پھینکونگا یہ کہکر ہاتھی
کے پیٹ مین ہاتھون کو ستون کرکے اُٹھا لیا پھر تو دونون لشکرون مین غل ہوا واہ واہ سبحان اللہ کی
صدا بلند ہوئی لندھور کیا سمجھے کہ میرے گرز کی سب تعریف کر رہے ہین یہ سب کو سلام کرنے لگے رستم
پچھلا ہر ایک قدم شمار کرکے اُٹھاتا ہی دوسرا قدم بڑھاتا ہی لشکرون مین لوگ کہہ رہے ہین کہ واہ رستم
یار و یہ زور آخر کا ہی کہ لندھور کو مع ہاتھی اُٹھا لیا کہ زنگ کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بن
اُمیہ ضمری زنگولے بجاتا ہوا سامنے آیا عمرو نے جو معرکہ دیکھا کہ رستم لندھور کو لیے ہوے طرف
دریاے بصرہ کے جاتا ہی دوڑ کر صاحبقران سے کہا کہ اپنے فرزند رستم کو دیکھو کہ لندھور کو مع
ہاتھی اُٹھا لیا اور لیے ہوے طرف دریاے بصرہ کے جاتا ہی صاحبقران نے بھی اپنی آنکھون سے
دیکھا اور جلدی اشقر دیوزاد کو اُڑا کر آئے اور نعرہ کیا لندھور نے جو نعرۂ امیر کی صدا سُنی بڑی
غیرت اور ندامت ہوئی کہ امیر عین وقت پر آگئے اب لندھور نے مجوب ہو کر لنگر مارا کہ علمشاہ
غش کھا کر گر پڑے گردن کی رگین ٹوٹ گئین اور لندھور لشکر نوشیروان مین بھاگا ہوا آیا بختک
نے جلدی طبل بازگشت بجوادیا ادھر امیر اپنے بیٹے کے پاس آئے اور سر زانو پہ رکھ لیا اور پکار کر
آواز دی کہ بیٹا باپ آیا ہی کچھ بات کرو اور کبھی عمرو بن حمزہ و عمرو اپنے کو گرا دیتے ہین ملکہ مہر نگار
و رابعہ ہاے فرزند کہکر پیٹ رہی ہین پکارتی ہین کہ بیٹا رستم جواب دو بین کرتے کرتے شاہزادیان
باہر نکل پڑین مقبل نے بڑھ کر انتظام کیا اہل لشکر نے آنکھین بند کرلین صاحبقران نے خواجہ عمرو سے
کہا کہ خواجہ براے خدا ناموس کو روکو عمرو یہ سُنکر سامنے ملکہ مہر نگار کے آیا کہا ہان ہان ای ملکۂ عالم
علمشاہ اچھا ہی عمرو نے سب کو خیمے مین بٹھایا یہان صاحبقران رو رہے تھے اور بین کر رہے تھے دمبدم

پکارتے تھے **نظم** رفتی و مراخبر نہ کردی ٭ بریکسیم نظر نہ کردی ٭ ای راحت جان و دل ہمارے ٭ تنہا ہمین چھوڑ کے سدھارے ٭ کہ **علمشاہ** کو ہوش آیا **صاحبقران** خوش ہوے **علمشاہ** نے کہا ایک بزرگ نے میری گردن پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ باپ کو جواب دو ورنہ باپ تیرا مرجائیگا غرض تصدق اُترے نذرین گذرنے لگین **صاحبقران علمشاہ** کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلے اور آکر لوگون سے کہا کہ مین بیٹے کی چھٹی کرونگا **خواجہ عمرو** کو حکم دیا چالیس روز جشن رہیگا نورے بندی ہونے لگی لیکن ملکہ رابعہ کا غیر حال تھا **مہرنگار** نے کہا بی بی جاؤ فرزند کو گلے سے لگاؤ خدا نے راج وسہاگ ہمارا تمھارا روشن کیا ملکہ **رابعہ** نے آکر **علمشاہ** کو گلے سے لگایا پیشانی کے بوسے لیے غرض جب **علمشاہ** اندر آئے سب عورتون کو بھی یقین ہوا اور وہان **لندھور** جو بھاگا تھا بختک نے جلدی سے طبل بازگشت بجوا دیا تھا لندھور کو لیکر پھرا لندھور امیر کو دیکھ کر ایسا شرمایا کہ بارگاہ نوشیروان مین آیا یہ سُن کر **صاحبقران** کو اور زیادہ رنج ہوا فرمایا کہ جو **قران** و **کرب** نے مجھسے بیان کیا تھا مین اُسکو خلاف سمجھا تھا مگر اب مجکو ظاہر ہوا کہ اسنے سب کچھ کیا ہوگا **فرزند** میرا اس حال مین تھا اور یہ نالائق بھاگ کر لشکر نوشیروان مین گیا اگر میرے پاس چلا آتا تو مین قباد کے کہنے کو خلاف جانتا خیر سمجھا جائیگا خواجہ خبر دمبدم کی پہونچانا عمرو نے کہا خبر سب آپ کو پہونچیگی کوئی خبر مخفی نہ رہیگی مگر لندھور پلٹ کر بارگاہ نوشیروان مین آیا غم مین سر جھکاکے بیٹھا دل سے باتین کر رہا ہے کہ ای لندھور افسوس جسکے واسطے تونے پانی چڑھا فرزندان حمزہ کا دشمن کہلایا اُسکے ملنے کی کوئی صورت نہ ہوئی اب مین کیا منھ لیکر سوال عقد کرون یا تو پہلے ہی انکار کرتا کہ پرائی بارگاہ مین نہین لاسکتا حقیقت مین واسطے ملکہ مہران کے بدنامی ضرور ہوئی اس خیال سے آنکھون مین آنسو بھر آئے سکند روہیکلان نے لندھور کو رنجیدہ دیکھا شانے پر لندھور کے ہاتھ رکھ کر کہا ای دارائے ہند ہم سب طرح تمھارے شریک ہین اگر بارگاہ نہ آئی نہ آئی ہم تو تمھارا عقد کرینگے ہمین کیا یہ بھی اختیار نہین ہے فوراً رائے اعظم کو راضی کرینگے روپیہ اپنا لگائینگے ایسی دھوم سے شادی کرین کہ دیکھنے والون کو رشک ہو ہر ایک یہ کہے کہ ایسی شادی کبھی نہین ہوئی تھی مگر شاگردان خواجہ عمرو بصورت مبدل داخل بارگاہ نوشیروان تھے یہ خبر لیکر بھاگے امیر بانوقیر کے سامنے آئے صاحبقران جشن مین بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین **نظم**

غیر کے آگے جو مین اُسکو بُلا کر رہگیا ٭ شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا
ہم یہ سمجھے تھے قفس سے آج کر دیگا رہا ٭ پر چمن صیاد بلبل کو دکھا کر رہگیا ٭
واہ ری قسمت سوال وصل جب مین نے کیا ٭ شرم سے اقرار اُسکے لب تک آکر رہگیا
اُسکو تھا مد نظر مجکو تڑپتا دیکھنا ٭ ہاتھ اک تلوار کا قاتل لگا کر رہگیا
آج شاید بے گناہی میری ثابت ہوگئی ٭ وہ ستمگر قتل کا بیڑا اُٹھا کر رہگیا ٭
جبکہ مجکو راہ مین دلبر کوئی آیا نظر ٭ دونون ہاتھون سے مین دل اپنا چھپا کر رہگیا
کوچۂ دلدار کی جانب جو نکلا مین نحیف ٭ ناتوانی کے سبب اک گام اُٹھا کر رہگیا
شرم آئی پیش منعم جب گیا بہر سوال ٭ کچھ نہ بولا منھ سے ہاتھ اپنا بڑھا کر رہگیا

تلخی فرقت تھی جو بیحد نہ ہرگز کھا سکا	ہڈیان میری سگ جانان چبا کر رہگیا
کربلا مین کی نہ کیون تو نے سکونت اختیار	ہاے سطوت ہند مین بیکار آکر رہگیا

صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین اور فرما رہے ہین کہ رستم نے آج حقیقتاً وہ کارنمایان کیا کہ لندھور کو مع فیل میمونہ اُٹھالیا سب سردار تعریفین کر رہے ہین عرض کرتے ہین حضور حقیقت مین آج رستم نے وہ زور دکھایا کہ کبھی کسی سے ایسا نہین ہوا اس ذکر مین صاحبقران تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار اب لندھور کی شادی ہوگی آج سر دربار سکندر نے کہا کہ ای دارای ہند ہم تمھاری شادی کرین گے امیر نے یہ سُن کر جواب دیا کہ خبردار اب لشکر کفار مین جو سامان ہو ہمکو برابر خبر دینا صاف تو یہ ہی کہ وہ شادی کرنے والا کون ہی اگر شادی کرونگا لندھور کی تو مین کرونگا میرا جانشین ہی اگر سکندر شادی کرینگے تو ایسی تلوار چلے گی کہ بارگاہ مین اُنکی دریاے خون بہ جائیگا یہ فرما کر ہرکارون کو پھر روانہ کیا مگر کرب غازی ایک طرف بیٹھے ہین حال جرأت رستم سُنکر جوش جرأت آیا دل سے کہتے ہین کہ مین داروغۂ بارگاہ سلیمانی تھا ایسا کام کوئی میرے ہاتھ سے نہ ہوا کہ صاحبقران خوش ہوتے اب جاکر لندھور کا سر لاؤن کہ اُسنے قبا دپر تلوار کھینچی رگ دیوانگی جو جنبش مین آئی پھر ا گئے کرب غازی اُٹھا تلوار قبضے مین لے کر ایک مرکب پر سوار ہوا طرف لشکر لندھور کے چار رات کا وقت تھا راستہ بھول کر لشکر سکندر مین آئے طلا یہ پھر رہا ہی لوگ جا بجا کھڑے ہین کرب نے ایک شخص سے پوچھا کہ خیمہ اُس ہندی بے دولت کا کہان ہین مغربیون نے کہا لو اور غضب دیکھو جسپر ہمارے شاہ مہربان ہین اُسکو بُرا کہتا ہی ایک شخص نے کرب غازی کو پہچان کر کہا یہ تو وہ ہی شخص ہی کہ جو ہمپر شبخون مارتا تھا سب کرب غازی پر ٹوٹ پڑے کرب نے بھی تلوار کھینچی نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیاو ای نابکاران پر دغا منم کرب غازی مغربیون سے لڑائی ہونے لگی کئی سو پہلوان ہاتھ سے کرب کے مارے گئے ہلڑ جو زیادہ ہوا سکندر بارگاہ سے نکل آیا گلیم گوش عیار سے کہا کہ اس کو بہ عیاری گرفتار کرے کئی سو عیارون نے پشت پر سے آکر حلقہاے کمند مارے کرب کو از روے بلوے کے گرفتار کرلیا ہتھکڑیان بیڑیان پنہا کر سامنے نوشیروان کے لایا بختک نے کہا ہم اِنکو نہین قتل کر سکتے لندھور کے پاس لیجاؤ اُسکو اختیار ہی چاہے قتل کرے چاہے بخشے لندھور نے جو کرب غازی کو دیکھا ہنس کر کہا کہ او دربان بچے اس دن کی تجکو خبر نہ تھی کرب نے کہا کہ او ہندی نمکحرام تیرے قتل کو آیا تھا بے قتل کیے تجکو نہ جاؤنگا لندھور نے کہا ای کرب اب جان بچ جائے تو غنیمت جانو یہ کہکر لندھور نے زنجیر دار کو اشارہ کیا کہ اسے سامنے سے میرے لیجا زنجیر دار نے جو زنجیر کو کھینچا کرب نے ایک ہتھکڑی ماردی کہ زنجیر دار کا سر پھٹا مغربیون نے چار طرف سے تلوارین مارین مگر ہندی کرب کو بچا رہے ہین اِس ہنگامے مین کسی کی تلوار ہتھکڑی پر پڑگئی ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کے کٹتے ہی کرب غازی نے نعرہ کیا نظم شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من ٭ گرمی بازار عشق از تف خون من است ٭ بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من ٭ باک ندارم ز دار چوب ستون من ست ٭ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق ٭ بشکنم این بند را وقت جنون من است ٭ قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا ایک مغربی کو مار کے تلوار لی لڑنا شروع کیا اندلس نے فتاح پلنگینہ پوش کو خبر دی کرب لڑتا ہوا بیرون بارگاہ پہونچا ہی

مغربیون نے چاہا گھیر لین کہ قزاق آگرگرے تہلکہ ڈال دیا لڑبھڑ کر بیچ مین کرب کو لیا گھوڑے پر سوار کر کے
لڑتے بھڑتے لے نکلے لندھور نے جو نکل کر دیکھا صدہا لاشے دروازے پر پڑے ہین کرب لڑبھڑ کر نکل گیا
لندھور کو بڑی حیرت ہوئی ہندیون سے پوچھا کہ یہ کیونکر نکل گیا مغربیون نے نہ روکا ہندیون نے
کہا کہ وہ نظر کردۂ بزرگان ہی لشکر سکندر پر چھ سٹھ لاکھ مغربیون مین بارہ ہزار قزاقون سے آتا تھا
لشکر مین ایک قیامت برپا ہو جاتی تھی کبھی کوئی نہ روک سکا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ لشکر سکندر
حیران ہو گیا راتون کی نیند جاتی رہی تھی کوئی سوال وجواب نہ کر سکتا تھا لڑبھڑ کر وہ نکل گیا مغربیون نے
کچھ روکا مگر وہ تو نام سے کرب غازی کے کانپتے ہین از سومنات مغرب تا چین کوہ چالیس شبخون مارے
دس لاکھ مغربی قتل ہوے کیسے کیسے پہلوانون نے دعویٰ کیا مگر کوئی بھی نہ روک سکا وہان صاحبقران
کو ہرکارون نے خبر دی کہ کرب غازی اکیلے لشکر لندھور پر جا پڑے صاحبقران زمان گھبرا کے
باہر نکل آئے دیکھا سامنے سے کرب غازی آتے ہین دریاے خون مین نہائے ہوے ہتھکڑیون کا نشان
ہاتھون پر خون جسم سے بہتا ہوا صاحبقران نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا
کہ ای نظر کردۂ بزرگان تمنے میری زیارت مٹائی ہوتی مین تمکو دیکھ لیتا ہون تو میرے قلب کو قوت اور
روح کو راحت ہوتی ہی مگر خلف عاد مغربی بیٹا سکندر کا نہایت صاحب جرأت وطاقت ہی اُسنے
جورات کا معرکہ سُنا بارگاہ سکندر مین جھومنے لگا کہا ای والد نامدار آپ نے مجکو نہ بلوا بھیجا مین
ایک تمانچے مین اُسکا کام تمام کرتا مگر اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے جسکو کہیے اُسکو قتل کرون یہ سنکر
بختک قہقہہ مار کر ہنسا کہا او ناخلف وہ تدبیر بتاؤن کہ تیرا نام ہو جائے فرزندان صاحبقران مین
قباد سب سے زیادہ کم زور ہی اور صاحبقران اُسپر جان دیتے ہین تو میدان مین قباد کو ٹوکنا
اگر تو نے قباد کو مار لیا تو صاحبقران اپنی جان دین گے مہر نگار فقیرنی بنکر بیٹھے گی رستم اپنے تئین
خنجر مار لے گا کوئی غم قباد گوارا نہ کریگا بس خلف عاد نے یہ کہ کر طبل جنگی بجوایا کہ کل قباد سے سر میدان
مقابلہ کرونگا ہرکارے یہ خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین آئے اول ہاتھ اُٹھا کر دعاے شاہی
بجالائے نظم تا سر زند آفتاب سرور باشی ؛؛ تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی ؛؛ تا تاج حیات بر سر خضر بود ؛؛
درخانۂ اقبال سکندر باشی ؛؛ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز وگداز ہو آج فرزند سکندر نے
یہ کہکر طبل جنگی بجوایا ہی کہ قباد شہریار کو ٹوکونگا بختک نے بہکایا ہی سرگوشی بھی دیر تک رہی عمرو بن
حمزہ نے کہا کہ ہم ایسے جسکے ملازم موجود ہین وہ کیون مقابلہ کرین رستم پیلتن اپنے مقام سے اُٹھے
اُنھون نے کہا بھائی صاحب پر سے مین اپنی جان نثار کرونگا خلف عاد مغربی جھک مارتا ہی صاحبقران
نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور فرمایا کہ ای فرزندان نامی وای سرداران گرامی جسکا وہ نام لیکر پکاریگا
اُسی کو میدان مین جانا ہوگا ہمارا ضابطہ یہی ہی قباد نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ ای برادران عالیوقار
وای جان نثاران والاتبار آپ سب صاحبون کو مجھسے محبت قلبی ہی آپ لوگ دعا کرین کہ ضابطے مین قبلۂ
کعبہ کے فرق نہ آئے مین خلف ناخلف سے لڑونگا یک ضرب شمشیر دو پرکالے کرونگا یہ ذکر تھا کہ جاسوسان
لشکر اسلام آئے اُنھون نے آکر خبر دی کہ نام پر خلف ناخلف کے طبل جنگی بج گیا کل وہ ملعون آکر
قباد شہریار کو للکاریگا صاحبقران و عمرو بن حمزہ و علمشاہ وغیرہ پریشان ہوے مگر قباد نے

سب کو تسکین دی کہا بھائیو اگرچہ مین کمزور ہون مگر تم لوگون کی جرأت دیکھی ہی انشاء اللہ اسطرح
لڑونگا یہ کہکر دربار برخاست کیا محل مین جو آئے ملکہ مہر نگار کو دیکھا کہ صحن بارگاہ مین سر برہنہ کھڑی ہین
جیسے ہی قباد آئے سر سے پا تک بلائین لین کہا ای نور نظر تم بادشاہ لشکر ہو کسی کے مقابلے مین نکلو
اور سردار لڑین گے قباد نے کہا کہ ای مادر مہربان رستم نے کیا کار نمایان کیا اور مین انہین بیجاؤن
مہر نگار نے کہا صاحبقران اس قانون کو مٹاد ین کہ ایک ذلیل بادشاہ لشکر کو پکارے اور وہ
اُسکے مقابلے مین جائے قباد نے کہا کہ ای مادر مہربان اس مقدمے مین دخل نہ دیجیے ملکہ مہر نگار
خاموش ہو رہین رابعہ نے آکر قباد کی بلائین لین اور کہا ای شہنشاہ رستم کو مین آپ پر سے نثار
کر چکی کل کے روز وہ ہی مقابلہ کرے اور اُس خلف ناخلف کو مارے ملکہ مہر نگار بہت خوش ہوئین کہا
بی بی اُس بے حیا کی کیا مجال ہو کہ قباد پر ہاتھ اُٹھا سکے یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین رستم سلیتن انکے
بڑے بھائی ہین نوکری کیسی قباد اُن کو بجائے قبلہ و کعبہ کے تصور کرتے ہین میرا فرزند رستم ہی کس
زور و شور سے لندھور کو مع فیل میمونہ اُٹھایا کہ دونون لشکر دنگ ہوگئے لہذا دعائین دو سب
بی بیون نے آکر قباد کو گھیر لیا اپنے اپنے فرزندون کے نام لینے لگین کہ یہ سب آپ پر نثار ہین قباد نے
آخر ناچار ہو کر کہا کہ مین میدان مین نہ جاؤنگا مہر نگار نے خاصہ طلب کیا اپنے سامنے کھانا کھلایا
فیروزہ چپی پر آکر مقرر ہوا لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین مغربی بہت خوش ہین کہہ رہے ہین کہ کل
خلف عاد مغربی قباد کو قتل کریگا لشکر اسلام تباہ ہو جائیگا خلف کی جرأت جانتے ہین ملک مغرب
کے بڑے بڑے پہلوانون کو للکار اکسی کا اکھاڑہ جمنے نہین دیا جسنے اکھاڑہ تیار کیا جاکر اُسکو توڑا اور
زیر کیا چت لنگوٹ چھین لیا قباد کو جھکائیان دیکر مار لیگا اہل اسلام کو تردد ہی ہر سردار اپنے خیمہ مین
بیٹھا رو رہا ہی کہ دیکھیے کل ہمارے شاہ پر کیا گذرے بڑے پہلوان سے مقابلہ ہی بعض کہتے ہین یار و قباد
نے کیا کیا کارہائے نمایان کیے فرنگستان کو تہ تیغ کیا کپتان فرنگی ایسے شخص کو مارا رستم سے آکر کیسا
بدلہ لیا ایک تمانچہ کھایا تھا سات تمانچے لگائے اور دو شبانہ روز لڑے اُس ناخلف کی کیا بساط ہی آنکھ
ملتے ہی مار لین گے چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی نظم علم آفتاب نکلا جب ٭ فوج انجم ہوئی
گریزان سب ٭ شہ خاور سپہر گرد ہوا ٭ رونق تخت لاجورد ہوا ٭ ہوا میدان چرخ سے اک بار ٭
مہ انجم سیاہ رو بہ فرار ٭ صبح کے ہوتے ہی لشکر خیل خیل ذیل ذیل تشون تشون پلٹنین رسالے
سوارونکے دستے میدان مین آکر ٹھہرنے لگے صاحبقران مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے سلاح ذات پر
آراستہ کرکے پشت اشقر پر سوار ہوئے سردارون نے خبر دی کہ بادشاہ برآمد ہوئے صاحبقران زمان
در دولت پر آئے قباد کو سلام کیا قباد نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ آپ کی جگہ ہمارے دل مین
ہی تخت پر سوار ہو کر چلے صاحبقران سب کے آگے بڑھے ہوئے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر اُس پیکر بیجان
سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا آتی تھی طوق حران گرد و ابو المحجن گرد علم سنبھالے ہوے
ہمراہ صاحبقران ہین قباد شہریار تخت پر سوار سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی سات سو تاجدار گھیرے ہوے
کلغیان تاجون کی پھڑک رہی ہین فوجین پشت پر ہر ایک کو یہی آرزو ہی کہ آج تو وہ تلوار چلے کہ دریائے
خون بہ جائے اُس ناخلف کو آرزوے جنگ رہجائے اُدھر سے سکندر دو ہیکلان و نوشیروان کو دو سواند

پیدل بے شمار ہمراہ رکاب ضلالت انتساب نقیب اشعار پڑھتے ہوے چلے فرد بلا تو جوانو بڑھے جائیو + دو جانب سے باگین لیے جائیو + کہ یکا یک گرد اُڑی نوشیروان تخت پر کرور سوار و پیدل کا لشکر ہمراہ ہمکلان بھی تخت ہر سکندر گینڈے پر خلعت ناخلف اوسپر بنا ہوا گینڈے کو بڑھائے ہوے سب کے آگے میدان مین آکر قایم ہوا صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ ہوے پھر نقباے بلند آواز جانبین سے نکلے گویون کے لڑکے آکر موجود ہوے اِنکے ایک ایک انگوٹھی کان مین پڑی ہوئی آتے ہی سرود چھیڑے آوازین بلند کین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اس کا کیا اعتبار ہی شاہان کلان کیا ہوے مصرع یہ سبکے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر + سب کو ایک دن فنا ہی بس ایک اُسی خالق کون و مکان کی ذات کو بقا ہی نظم

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا +
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین +
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اِسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس چمن کی ہوا سے بہن ودی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا +
جب مٹے میکشان محفل درد
تب نظر آئے گیسوء سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہی کبود لباس

عاقلان باغ یہ نہین دلکش +
آستین زن چراغ عقل یہ ہی +
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان +
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
غافلو کل من علیہا فان +
دیکھ کر بے ثباتی عالم +
خاک اُڑ انے لگی نسیم سحر +
یہ گلستان نہین ہی قابل اسیر

یہ اشعار عبرت آثار سُن کر سب اہل دل رونے لگے آنکھون سے اشک جاری ہوے عالم بیقراری مین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یا رو پروردگار عالم قباد شہریار کو اس دیو خصال کے ہاتھ سے بچالے ہم بھی آج ایسے لڑین کہ مغربیونکے دانت کھٹے کردین کیا مجال کیا تاب و طاقت ہی کہ ہمارے شہریار سے لڑسکین نقیب جب اشعار پڑھ کر ہٹے تو خلف نے گینڈا اپنا پھیرا سامنے سکندر کے آیا کہا اے والد نامدار اجازت میدان سکندر نے کہا اے نور نظر جا کر قباد کا سر لا تجکو کل فوج کا سپہ سالار کرونگا جھومتا ہوا خلف ناخلف سامنے نوشیروان کے آیا جھک کر سلام کیا کہا اے شاہ ہفت کشور مالک بحر و بر اجازت میدان عطا فرمائیے آج آپ کے نواسے کا سر لاتا ہون یہ سُن کر نوشیروان نے سر جھکا لیا کہا پونے دو سو خداؤن کے تجھے سپرد کیا بختک نے کہا اے شاہ یہ نہ کہیے پونے دو سو اگر ایک ایک بوٹی لیجاوینگے تو اسکا خاتمہ ہوگا خلف گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے لشکر خدا پرستان وا ے زبردستان چاہتا ہون کہ قباد میرے مقابلے مین آوین یہ سُنکر قباد نے تاج اُتار کر تخت پر رکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس طلب فرمایا اُس پر سوار ہوے عمرو بن حمزہ و علمشاہ کی بیقراری چاہتے ہین کہ ہم مقابلۂ خلف مین جادین آخر قباد نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھلی کہا بھائیو مجکو جانے دو ورنہ مین اپنے کو ذبح کرونگا صاحبقران نے آکر ہاتھ تھام لیا

فرمایا کہ ای نور نظر جاؤ تمھین کون روکتا ہی بادشاہ پشت مرکب پر سوار ہو کر مرکب اُڑاتے ہوے چلے لط

قم وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہراک نعل ہی نیمچہ بے مثال ٭
وہ کوہِ گران ہی یہ پاسنگ ہی

کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی ٭
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین ا
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھو
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ

اس شوکت وحشم سے سامنے خلف عاد کے پہونچے خلف عاد نے جو ردے زیبائے قباد شہریار دیکھ شوکت وشان وتہور وشجاعت چہرے سے ہویدا و ظاہر دیکھ کر آواز دی کہ ای قباد میرا بھائی تمھارے ہاتھ سے مارا گیا بدلہ خون کا لونگا قباد نے کہا ادعا دمین تجکو تیرے بھائی کے پاس پہونچادونگا وہ جہنم مین تیرا انتظار کر رہا ہی یہ سُن کر خلف عاد نے نیزہ مارا قباد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی صاحبقران زمان رستم سے فرمارہے ہین کہ ای فرزند کس خوبی سے قباد نیزہ بازی کر رہے ہین ماشاء اللہ رستم کہتے ہین ای شہریار وہ سب کے بادشاہ ہین زور وطاقت مین بھی کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتے ایک مقام پر قباد نے نیزہ اُسکا گانٹھا مرکب اُڑاکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے اُسکے نکل گیا خلف عاد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قباد شہریار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا تیغۂ قمقام کو نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغۂ قمقام کا مارا خلف عاد نے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جو آکر گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر تلوار جو گری خود وغیرہ کو کاٹ کر سراسر کلّے اور جبڑے کو کاٹتا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب گذر کر زین کو کاٹتا نمدزین کو کاٹ کر مع گینڈے خلف عاد کے چار ٹکڑے کیے سکندر نے کل مغربیون کو اشارہ کیا کہ ارے اس جوان نے غضب کیا میرے نور نظر کو مٹایا اسکو گھیر کر مار لو چہار طرف سے مغربی آپڑے قباد نے دیکھا کہ گھٹا کفر کی آتی ہی مرکب بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ قباد شہریار منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس وجم ٭ منم صاحبِ شوکت وعز وشان ٭ گل نخل بُستان صاحبقران ٭ چو تیغ یلی برکشم از غلاف ٭ تزلزل فتد درمیان مصاف ٭ یہ فرما کر فوج پر جا پڑے ادھر سے صاحبقران وعمرو بن حمزہ وعلمشاہ نوجوان سب کے سب برائے مدد قباد پہونچے دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی مگر بادشاہ لڑتے ہوے طرف نوشیروان کے چلے بختک نے کہا کہ ای سکندر تمنے جرأت قباد دیکھی سکندر نے کہا کہ او بے حیا تو ہی کہتا تھا کہ قباد سب مین کمزور ہی مگر تو ہی دیکھ کہ کس زور وشور سے خلف عاد کو مارا لیکن سکندر نے گلیم گوش عیار کو بلا کے کہا قباد کو حلقہاے کمندون مین گرفتار کرلے گلیم گوش سات سو عیارون کو لیکر پشت قباد پر آیا حلقہاے کمند مار کر قباد کو ازروے بلوے کے گرفتار کرلیا بختک نے طبل امان بجوا دیا کہنے لگا کہ اب جنگ کی کیا ضرورت ہی جب سب عیار قباد کو گرفتار کرکے سامنے سکندر کے لائے بختک نے کہا ای سکندر یہ تمہیر بڑا معرکہ گذرا تمام اہالی مغرب مشتاق ہونگے پرورش خلف عاد نے مغرب مین پائی سب اُسکی لاش بھی تو دیکھین مناسب یہ ہی کہ مع ارتھی خلف عاد قید قباد طرف سومنات مغرب کے روانہ کردیجیے جب موقع ہوگا لکھ بھیجین گے سر قباد کا کاٹ کر وہ لوگ بھیجدین گے آخر رات ہی راتا تیس ہزار سوار ساتھ کرکے

ارتھی خلف عاد و قید قباد کو طرف سومنات مغرب کے روانہ کر دیا کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان امیر کا عمرو کو حکم دینا واسطے تلاش قباد کے تیسرے دن عمرو کو معلوم ہونا کہ قید قباد طرف سومنات مغرب کے گئی اور پہونچنا قید قباد کا مغرب مین اور عاشق ہونا ماہ مغربی دختر سکندر کا قباد شہریار پر اور پریچہرہ وزیرزادی کا شمیم عاد عیار کے پاس جانا شمیم عاد کا ملکہ کو قباد شہریار کے پاس پہونچانا اور ملکہ کا اظہار نام و نسب اور اپنے عاشق ہونے کا ذکر کرنا اور قباد کا قید توڑنا ملکہ ماہ مغربی کا قباد کو ساتھ لیکر گلشن حصار مین آنا سہیل عاد کا کہنا کہ قباد کو نکالدو قباد شہریار کا باہر آنا اور سہیل عاد کو زیر کرنا مع کل شہر کے سہیل کا مسلمان ہونا

جب صاحبقران میدان کارزار سے پلٹے سب سردار واپس آئے اور جب قباد نہ آئے کہا خواجہ عمرو دریافت تو کرو قباد پر کیا معرکہ گذرا خواجہ عمرو گئے مرکب خنگ سیاہ قیطاس کوتل ملا لشکر کفار مین آکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قید قباد مع ارتھی خلف عاد طرف سومنات مغرب کے روانہ ہو گئی ہو آکر صاحبقران سے بیان کیا صاحبقران نے قصد کیا کہ کسی کو روانہ کرین مگر موقع نہ آیا اس عرصے مین قید قباد کی سومنات مغرب مین پہونچ گئی دوکانین رنگی گئین تمام مرد و زن تماشے کو آئے خلف عاد کو توپھونک دیا قباد جب شہر مین داخل ہوے ایک مقام پر قباد نے لنگر مارا ارابہ رک گیا غل چیہوا سب منتین کرنے لگے مگر ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر یہ بھی ایک قصر مین آکر بیٹھی تھی ہلڑ سنکر اُٹھی چلمن ہٹاکر دیکھنے لگی جمال جہان آرائے قباد پر نگاہ پڑی ہر چند کہ بھائی کے غم مین سیاہ پوش تھی کھمبے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی مگر نگاہ کے پڑتے ہی غش کھاکے گری آدھا دھڑ کمرے کے اندر اور آدھا دھڑ باہر تھا خواصون نے اور پریچہرہ وزیرزادی نے جو غل مچایا قباد کی بھی نگاہ اُٹھ گئی اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوے قباد کو تو سب نے ایک مکان مین قید کیا اور ملکہ کو بھی سب خواصین سوار کرکے گھر مین لائین شعلہ عرف پریچہرہ دسمن و یاسمن گرد آکر بیٹھین ملکہ بیہوش پڑی ہین یہ خبر انکی مان کو ہوئی حکیمون کو بھیجا کچھ عامل بھی آئے مگر کسی سے کچھ علاج نہ ہوسکا ملکہ ہوشیار تو ہوئین مگر آب و دانہ چھوٹ گیا جب کئی دن گذرے پریچہرہ وزیرزادی نے کس کس طرح ملکہ سے پوچھا ملکہ نے کچھ نہ بتایا آخر ایک دن ملکہ ماہ مغربی نے خواب مین قباد کو دیکھا کہ قباد آئے ہین اور مین کھڑی ہون ملکہ نے کہا ای شہریار آئیے قباد درخت نخلستان مین چھپ گئے ملکہ کی آنکھ کھل گئی یہی کہتی ہوئی اُٹھی کہ واہ واہ شہریار آپ مجھسے کیون چھپتے ہین یہ کہکر گویا قدمون پر جھکی سر زمین سے لگ گیا پریچہرہ نے جو یہ حال دیکھا عقل سے دریافت کیا کہا کیون بی بی تمسے کیون چھپاتی ہو قباد کہان ہین یہ جو کہا اسکو ہوش آیا پریچہرہ سے سب حال کہا پریچہرہ نے کہا مین آپ کی شریک ہون ملکہ نے کہا ہوا اگر تم نے حال پوچھا ہی تو کچھ تدبیر کرو پریچہرہ نے کہا بی بی مین تو گوشہ نشین ہون مگر آپ کا کوکا یعنی شمیم عاد عیار بھی ہی وہ اگر قصد کرے

تو بے شک نہ جاے ملکہ نے کہا میرے بھائی کو بلاؤ شمیم عاد کو بلا یا اُسنے جو ملکہ کا حال دیکھا کہ رنگ رو
متغیر چہرہ زرد ہو گیا ہی گھبرا کر پوچھا کیون حضور خیر تو ہی پری چہرہ نے سب حال بیان کیا شمیم نے کہا بہ
جان سے موجود ہون جو مجھسے کہیے وہ کرون ملکہ نے کہا بھیا شمیم مین قباد شہریار کا جمال جہان آرا دیکھ
چاہتی ہون شمیم نے ملکہ کو چادر اُڑھائی چند کنیزون کو ساتھ لیا اور ملکہ کو لیکر چلا دروازے پر دو سپاہی
بیٹھے تھے اُنھون نے روکا کہا ارے تو کون ہی ملکہ نے کہا مین ہون پری چہرہ میرے گھر سے صندوقچے جواہ
کے آئے سنکر ایک سپاہی اُسمین سے روانہ ہوا ایک بیٹھا رہا ملکہ نے پھر دوسرے سے کہا کہ تو جلدی جاو
اپنے ساتھ والے کو بلا کر لا وہ جا کر بیٹھ رہا یہ مارے ڈر کے سکندر کے نہ گیا ملکہ نے دیکھا یہ نہین جاتا عہد
جو ہو گا دوسرا ابھی آجائیگا جھپٹ کر ایک تیغچہ مارا کہ اُس سپاہی کے دو ٹکڑے ہوے شمیم نے کہا کہ یہ حضور
آپ نے کیا کیا ایسا نہ ہو آپ کے لیے بدنامی ہو ملکہ نے کہا مین یہ نہ کرتی تو کیا کرتی یہ ڈاٹا ہوا بیٹھا تھا
غرض شاہزادی اور وزیرزادی سپاہی کو مار کر محل سے باہر نکلین شمیم عاد کے ہمراہ چلین شمیم عاد
شاہزادی کو اپنے مکان پر لایا اور تر حلوا پکا کر خوانون مین رکھا خواصون سے کہا اسکو اُٹھا لو دو
ہاتھ مین مشعلین دین اور پری چہرہ کو عمدہ پوشاک پہنائی روشنی مین تو پری چہرہ کو لے چلا اور ملکہ کو چادر
اُڑھا کر سب کے پیچھے رکھا اور قیدخانے کی طرف چلا جب سامنے آیا سپاہیون نے روشنی دیکھی ایک سپاہی
نے پکار کر کہا کہ تم کون لوگ ہو شمیم نے جواب نہ دیا نزدیک آیا کہا بھلا کوئی غیر آسکتا ہی ملکہ نے وزیرزادی
کو بھیجا ہی کہ جا کر قیدی کو حلوا کھلاؤ ملکہ نے منت مانی تھی سپاہی نے جو وزیرزادی کو دیکھا دل مین کہتا
ہی کہ وزیرزادیان ایسی ہوتی ہین کمیدان بھی دیکھ کر بھونچکا رہگیا پری چہرہ سے کہا بیٹھو پلنگ پر پری چہرہ کو
بٹھا لیا شمیم نے کہا ملکہ نے لات و منات کی نذر مانی تھی مین اچھی ہونگی تو قیدی کو دو نوالے کھلاؤنگی
ذرا دروازہ کھولدو کہ یہ کھلا آوین کمیدان نے کہا کہ یہ تمکو نہین معلوم کہ بختک نے کیا کیا لکھا ہی اور کہدیا ہی
کہ ایک وقت دروازہ قیدخانے کا کھلے سو میری طاقت نہین شمیم نے کان مین کہا تمھین اختیار ہی چاہے
کھلاؤ چاہے نہ کھلاؤ ہم ملکہ سے کہدینگے کہ کھلا آئے یہ کہکر خوان سامنے رکھے شمیم سب کو لیکر چلا جب موڑ
پر پہونچا ملکہ اور پری چہرہ کو رہنے دیا خواصون سے کہا تم چلی جاؤ کمیدان نے جو حلوا دیکھا سب سے کہا اسکا
اپنا اپنا حصہ کر لو دو ہرا حصہ اپنا لیا سبھون نے خوب کھایا گھر کے لیے بھی رکھا بعد دو گھڑی کے بیہوشی نے
اثر کیا ایک نے کہا وزیرزادی میرے سامنے کھڑی تھی مجھی کو دیکھ رہی تھی کمیدان خفا ہوا کہا یار د
کیا بکتے ہو مارنے کو اُٹھا گر کر بیہوش ہوا غرض جو اُٹھا بیہوش ہو گیا شمیم نے جانا کہ اب یہ سب
بیہوش ہوے ملکہ کو لیکر آیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین پری چہرہ سے کہا کہ ملکہ کو ساتھ لیجا کر ایک نگاہ
دکھالاؤ شمیم نے سب کے سر کاٹ ڈالے پری چہرہ نے ملکہ سے کہا کہ جا کر دیکھ آؤ ملکہ نے دیکھا کہ قفل لگا
ہی پیچھے سے کنڈا کاٹا اور اندر آئی قباد نے دیکھا تو یہ سمجھے کہ تمکو تصور تھا یہ خواب ہی مگر ملکہ مارے حجاب
کے خاموش کھڑی دیکھ رہی ہی قباد نے کہا آئیے بیٹھیے ملکہ اُسی بوریے پر بیٹھ گئین قباد نے نام پوچھا
ملکہ نے اپنا اور سکندر کا نام بتایا اور اپنا عاشق ہونا بیان کیا مگر عرصہ جو ہوا شمیم نے پری چہرہ سے
کہا کہ جا کر ملکہ سے کہو صبح ہوا چاہتی ہی پری چہرہ سمجھی کہ شاید عاشق و معشوق راز و نیاز کی باتین کر رہے
ہین یہ سوچ کر پکاری کہ اے ملکۂ عالم مین آؤن ملکہ نے کہا آؤ کیون رکتی ہو ہم ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہین

بھیجا شمیم کو بلاؤ شمیم عاد جو آیا ملکہ نے کہا قید قباد کی برطرف کرو قباد نے جو سُنا قید توڑ ڈالی تمام جسم سے لہو جاری ہوا ملکہ گھبرائی قباد سے لپٹ گئی دو چٹ پھاڑ کے باندھا قباد شہریار اور ملکہ باہر آئے شمیم عاد نے قباد کو بچا لیا ملکہ نے کہا ای شمیم تین گھوڑے جلد لاؤ شمیم عاد جلدی سے جاکر گھوڑے لایا ایک پر قباد کو سوار کیا اور ایک پر ملکہ کو اور ایک پر پریچہرہ کو سوار کیا مگر شمیم سوار نہ ہوا پیدل چلا ملکہ نے کہا مین اپنے قلعۂ گلشن حصار مین جاؤنگی یہ قلعہ گلشن حصار سکندر نے اِسکے نام کا کردیا ہی چالیس ہزار سوار اور سہیل عاد سردار ملکہ کی طرف سے مقرر تھا ملکہ چار گھڑی رات رہے داخل باغ ہوئی شمیم سہیل کے پاس آیا کہا ملکہ واسطے شکار کے آئی تھین سہیل نے تمام باغ کا بندوبست کیا اور کہا ای شمیم مین نے خیال کرکے دیکھا ایک مرد بھی گھوڑے پر تھا شمیم عاد نے کہا مرد کہان سے آیا حواس اُنکی ہوگی سہیل نے کہا مین سکندر کی طرف سے مقرر ہون ایسا نہ ہو کہ کچھ بدنامی ہو جاؤ ملکہ سے کہو کہ مرد کون ساتھ آیا ہی اُسکو نکال دیجیے قباد ملکہ کے ساتھ باغ مین آگئے ہین ہاتھ ملتے ہوے ٹہل رہے ہین کہ شمیم نے آکر کہا ای ملکۂ عالم سہیل نے قباد شہریار کو دیکھ لیا کہتا ہی کہ اُنکو باہر بھیجدیجیے ورنہ مین اندر آتا ہون ملکہ بدحواس ہوگئین کہا بھیجا جاؤ سہیل سے کہنا کہ یہان کوئی مرد نہین ہی اُسکو ہزار دو ہزار [illegible] دیکر راضی کرو شمیم عاد نے کہا حضور کسکو سمجھاؤن چالیس ہزار سوار تیار ہین باغ کو گھیر لیا ہی اور اپنے ہمراہیون کو اُسنے حکم دے دیا ہی کہ خبردار کوئی کسی طرف سے نکل کر جانے نہ پائے کہتا ہی ملکہ کے آنیکا حکم ہی مگر یہ حکم نہین ہی کہ کسی کو اپنے ساتھ لائین قباد نے کہا کہ مین ابھی جاکے اُسے سمجھائے دیتا ہون ملکہ دامن تھام کر قباد کا رونے لگین کہا ای شہریار مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اُس بیحیا کے مقابلے مین جائین میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

دل عشق شیفتۂ حسن پریزاد ہوا
جسکو برباد کیا آپ بھی برباد ہوا
دوست دشمن ہوا رسوا ہوا برباد ہوا
جب سے عاشق ہین ترا او ستم ایجاد ہوا
ہار پھولون کے قفس پر مرے ڈالے لاکر
مہربان سُنکے کہانی مری صیاد ہوا
ای صبا جاکے مرے رشک پری سے کہدے
دشت ویران ترے دیو انے سے آباد ہوا
عمر بھر رنج دیے ہجر کے غم مین گذری
خوش کبھی تجھسے نہ میرا دل ناشاد ہوا
عمداً وصل کے وعدے کو بھلا دیتے ہو
فقرہ یہ کسکے پڑھانے سے تمہین یاد ہوا
فائدہ عشق مین کوئی نہ ہوا جز نقصان
غم سے جان گئی مفت مین برباد ہوا
باہین گردن مین مری ڈالکے سطوت و شوخ
[illegible] کہتا ہی کہ ابتو ترا دل شاد ہوا

قباد نے جو دیکھا کہ آنکھون سے ملکہ کی اشک حسرت جاری ہین [illegible] آگئی [illegible] اسقدر نہ گھبراؤ اگرچہ چالیس ہزار جوان ہین مگر مین سہیل کو سمجھا دونگا یہ سب اطاعت کرینگے یہ کہکر قباد نے گھوڑا اُبڑھایا ملکہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے چلی قباد ملکہ کو سمجھا کر باہر آئے لیکن سہیل عاد گینڈے پر سوار کھڑا تھا چاہتا تھا کہ اندر جاؤن بیحیا یک دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ ایک شیر گرسنہ پشت مرکب پر سوار مگر آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شبستان افروز جہانداری حسین و جمیل تیغ زن و صف شکن گھوڑے کو اُڑاکر باہر آیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باش او سہیل عاد کیون غلغلہ کرتا ہی مین تیرے مقابلے مین آیا اُسکو

نکالیگا مین خود تیرے سامنا آیا اسقدر بلوہ نہ کر ایسا نہ ہو کہ زیادہ غلغلہ ہو مین کیا تجھسے کسی بات مین باہر ہون سہیل عاد نے گینڈا اپنا مہمیز کیا بڑھکر قباد کو نیزہ مارا قباد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ بازی ہونے لگی چالیس ہزار جوان کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ سہیل ہمارا قباد ہی دم بھر مین مار لیگا مگر قباد نے نیزہ سہیل کا گانٹھکر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہیل کے نکل گیا سہیل نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا قباد نے سپر کو گردش دی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہیل لپٹ پڑا کہتا ہو اب کیونکر بچیگا دل مین خوش ہو کہ اگر اسکو پکڑا تو سکندر بہت خوش ہوگا قید سے بھاگ کر آیا ہو پریچہرہ اور ملکہ کوٹھے پر چڑھکر تماشا دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کبھی بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھتی ہین

نظم

کب مین رویا ہر شکوہ کیون بُلایا آپنے | بیٹھے بٹھلائے نیا طوفان اُٹھایا آپ نے
پاس اک لحظہ نہ محفل مین بٹھایا آپ نے | رفتہ رفتہ خاک مین مجھکو ملایا آپ نے
جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑکر | مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپ نے
اشک کہتے ہین کہ اب دامن سے اُٹھ سکتے نہین | اپنی نظرون سے ہمین ایسا گرایا آپ نے
گرد آکر عندلیبون نے کیا ہو کیون ہجوم | عطر گُل پوشاک مین شاید لگایا آپ نے
کیا ہوا ہر سون جمایا جو حنائے اپنا رنگ | خون ہاتھون مین مرا آخر لگایا آپ نے
بعد مرنے کے تو دل ہوتا شگفتہ قبر مین | پھول اک آکر نہ تربت پہ چڑھایا آپنے
غیر کو بوسہ مژہ کا سامنے میرے دیا | خوب ہی دل پر مرے نشتر لگایا آپنے
یا حسینؑ ابن علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا | کربلا مین پھر نہ سطوت کو بُلایا آپ نے

ملکہ نے بال کھولدیے ہین اور بلک بلک کر پکار رہی ہو کہ ای خدا اے نادیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا ہو میرے شہریار کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے مین تیرا اعتقاد کرتی ہون اس شیر بیشۂ جرأت کو اس بیچارہ پر غالب کر قباد شہریار سہیل عاد سے لڑ رہے ہین جب پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی نکلنے نہین دیتے سہیل کیا کیا عاجز ہوتا ہو آخر پہر دن چڑھے تک سہیل اُلجھ اُلجھ کر لڑا اب روشنی مین دنکے وقت جو سب نے جمال جہان آرا دیکھا ہمراہیان سہیل عاشق جمال و محو دیدار ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس شہریار کی اطاعت کرین ایسے دلیر کے ہمراہ رہین کیا دلیر ہو اور کیا شیر ہو سہیل عاد ایسے شخص کو برابر لڑا رہے ہین جہان پر چاہین زیر کرین دیکھو کیسے حسین و جمیل ہین ہر چند کہ تنہا ہین مگر جرأت مین یکتا ہین ایک مقام پر سہیل قباد شہریار کو ریل کرلے دوڑا قباد سات قدم ہٹکر آئے سہیل نے لکہ مارا بایان گھٹنہ شاہ کا چمکا بادشاہ نے تڑپ کر لنگر مارا سہیل اوپر آکر چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر لنگر مین اُس شہریار کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قباد تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے تھام کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کرلائے وہان پر لاکر لکہ مارا دونون گھٹنے سہیل کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا تڑپکر لنگر قایم کرون بادشاہ نے ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا معلوم ہوتا تھا کہ پھول کو اُٹھا لیا سر سے بلند کرکے چاہا زمین پر مارون سہیل عاد نے آواز دی کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا امان بشرط ایمان سہیل عاد نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم یعنی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا

ملکہ کو ٹھے سے اشارے کر رہی ہین کہ اسکا سر کاٹ لیجیے اِسنے بڑی بغاوت کی بادشاہ اشارہ کرتے ہین ہم مسلمان ہوتا ہی مگر سہیل نے کلمہ پڑھکر سب افسرون کو قدمون پر گرایا سارے شہر کو مسلمان کیا کہا حضور اندر جائین آرام فرمائین غلام اب انتظام کریگا قباد بارگاہ مین آئے شہر کے رئیسون نے آکر نذرین گذرانین بادشاہ دن کو بارگاہ مین رہتے ہین شب کو محل مین ملکہ کے پاس رہتے ہین

دو کلمۂ داستان نوشیروان و ہیکلان کا بہ صلاح بختک واسطے شادی کرنے کے لندھور کی مغرب کو جانا اور رائے اعظم کو راضی کرنا اور جاسوسان مغرب کا آکر امیر سے حال بیان کرنا اور امیر کا جام رکھنا کہ کوئی واسطے روکنے شادی کے جائے اول علمشاہ کا اُٹھنا اور بعد کرب غازی کا جانا اور راہ مین ملاقات ہونا ملکہ چلنا ایک صحرا مین ٹھہرنا یہان لندھور کی منہدی و ساچق ہوگئی برات لیجانا ملکہ کا خواب دیکھنا کرب اور علمشاہ کو ملنا پھر لشکر امیر کو چلنا راہ مین سیاہک کا چالیس ہزار سوار سے آنا اور کہنا کہ یہ میری منگیتر ہی کرب کا بڑھکر اُسکو زیر کرنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا

ہیکلان نے نوشیروان سے کہا کہ مین نے جو وعدہ لندھور سے کیا ہی اب آپ لندھور کیطرف ہون اور شادی کرین یہ سُنکر بختک نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوسکیگا کہ منزل بھر پر صاحبقران ہین یہ خبر اُنکو ضرور پہونچیگی وہ اسمین حارج ہونگے صاحبقران نے جب یہ ذکر سُنا تھا اپنی بارگاہ مین بیٹھکر کہا تھا کہ ایسا نہ ہو شادی مرگ ہوجائے ہیکلان نے کہا پھر کیا کرین اُنکے کہنے سے شادی نکرین بختک نے کہا ایک صلاح ہی آپ مغرب کو جائین وہان شادی کرین یہ بات سب کو پسند آئی رات کو کوچ کیا اور شہر مغرب کو پہونچے لشکر نوشیروان اندر شہر کے نہ جاسکا سارا لشکر باہر رہا لیکن نوشیروان نے لندھور کی شادی کی تیاری کی اور ہیکلان نے ملکہ مہران فیل زور کی اور اُسکے باپ رائے اعظم کو راضی کیا رائے اعظم نے بیٹی کو یہ کہکر راضی کیا کہ بادشاہ کُل ہندوستان کا یہی ہی یہان صاحبقران کو تیسرے دن خبر ہوئی کہ نوشیروان بھاگ گیا صاحبقران زمان نے جانا کہ جس طرح ہمیشہ بھاگ کر مدائن کو جاتا ہی اُسی طرح اب بھی گیا ہوگا صاحبقران کو خبر شادی کی نہ تھی مگر مغرب مین جو جاسوس امیر کی طرف سے موجود تھے وہ یہ سوچ کر چلے کہ یہ خبر صاحبقران سے جلدی کرین ایسا نہ ہو کہ یہ شادی ہوجائے صاحبقران کی بات مین فرق آئے آکے صاحبقران سے کہا صاحبقران کو یہ سُنکر نہایت رنج ہوا کہا کیا مشکل ہی اگر مین لشکر لے کر جاتا ہون تو جب تک یہ اثالہ بارگاہ کا پہونچیگا تب تک وہان شادی ہوجائیگی یہ کہکر امیر نے جام رکھا اور کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ شادی مرگ جاکر کرے کرب غازی نے پانون بڑھایا تھا کہ علمشاہ اپنے دنگل کے اوپر سے کود ہی پڑے جام پی لیا کرب خاموش ہوکر رہگئے خیال ہی کہ یہ آقازادے ہین انکا پاس کرنا چاہیے ہرچند کہ صاحبقران کے خلاف ہوا مگر خیال ہوا کہ یہ جوان جاہل اجہل ہی ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے

آشتجو ئی جانتے ہین لیکن علمشاہ تو جام پیکر چلے گئے جب کرب غازی نے دیکھا کہ علمشاہ جاچکے تو نگاہ صاحبقران کی بچا کے بھی اُٹھے باہر آئے گھوڑے پر سوار ہوے صحرا کی طرف چلے یہان رستم دو کوس پر آکے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے ہین کئی طرف راستے ہین حیران ہین کہ کس طرف جاؤن چہار جانب حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ لشکر کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ کرب غازی گھوڑا اڑاے ہوے آتے ہین رستم کو بہت ناگوار ہوا جیسے ہی کرب غازی قریب آئے رستم پیلتن نے کہا کہ ای سردار قزاقان کیونکر آئیکا اتفاق ہوا کرب غازی نے کہا مین سوچا کہ آقاے نامدار تشریف لے گئے ہین جہان کہین گھوڑے پر سے اُترینگے تو مرکب کو کون سنبھالیگا اس عجز سے کرب غازی نے کہا کہ رستم بہت خوش ہوے کہا ای نظر کردۂ بزرگان راستہ مغرب کا کونسا ہی کرب غازی نے کہا کہ بائین پر چلیے علمشاہ اور کرب ہنس ہنس کے باتین کرتے چلے کرب غازی علمشاہ کی تعریفین کر رہے ہین کہ آپ کے دست حق پرست سے بڑا کام ہوا صاحبقران فرماتے تھے کہ رستم نے وہ زور کیا کہ ایسا زور کبھی مین نے نہین کیا علمشاہ ان تعریفون پر بہت خوش ہوتے ہین کرب غازی نے تعریفین کر کر کے غصہ علمشاہ کا اُتارا اور تعریفین کرکے کہا اگر حکم ہو تو نمک حرام کو مارون آپ دُلھن کو لیجیے شادی کو مبدل بہ غم کر دیجیے علمشاہ نے گھوڑے کو روک کر کہا کہ ای نظر کردۂ بزرگان تمنے پھر بانکپن کی لی کہ لنڈھور کو تمھارے سپرد کردن اور عورت کو مین لون اگر ایسے ارادے ہون تو میرے ساتھ نہ چلیے الگ الگ جائیے کرب غازی نے دست بستہ عرض کی کہ جو کام حضور غلام کو عنایت فرمائین گے اُسی خدمت کو بجالاؤنگا کیا مجال کہ حکم سے قدم ہٹاؤن مین آپکی نعلین اُٹھانے کے لیے ساتھ آیا ہون جو حکم ہوگا وہی بجالاؤنگا جب اس طرح کا عجز کرب غازی کرتے ہین تب رستم فرماتے ہین کہ ای نظر کردۂ بزرگان تمھاری جرأت کا شہرہ ہی سکندر کو تمنے کیسا کیسا حیران کیا مگر ای نظر کردۂ بزرگان کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ شادی ہوئی یا نہین ہوئی کرب غازی نے کہا سب حال کُھل جائیگا غرض اب دونون ملکر چلے جب منزل بھر مغرب رہگیا اور گھوڑے بھی تھک گئے کرب غازی نے کہا کہ اب آپ رات کو اسی مقام پر آرام کرین صبح کو مغرب مین پہونچ جاوینگے علمشاہ نے کہا اچھا گھوڑے چراگاہ مین چھوڑ دیے آپ بہ اطمینان ایک درخت کے نیچے بیٹھے کرب غازی نے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو کسی آبند و روند سے آگے بڑھ کر حال پوچھون علمشاہ نے کہا کہ او دیو انے مین تیرا مطلب سمجھا کہ مین تو اسی مقام پر بیٹھا رہون اور تو جاکر کارنمایان کرے کرب نے قسم کھائی کہ کیا مجال ہی جو خلاف حکم حضور کرون رستم یہ سُنکر خاموش ہوے مگر کرب کی تعریف شروع کی کہ بھائی تمنے دربار نوشیروان مین کیا سفارت کی جبکا ذکر اتبک ہوتا ہی سکندر نے سب سے یہی پکار کر کہا کہ اگر کرب بے ادبی کرے تو اُس کو بھی پکڑ لانا غرض جب سکندر خفا ہوا اور کہا کہ او نامہ بر مین نے تیری کیسی خاطر کی وہ ہی حرکتین تو کرتا ہی یہان عمرو نے بختک کی پگڑی اُچھالی بختک نے پھر وہ ہی حرکتین شروع کین عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا بختک اوندھا ہو گیا خواجہ نے سکندر سے کہا ارے یہ سچ کہنا ہی کہ اور بھی لوگ آئے ہین جسقدر اسکی عزت کروگے تمھارا انام زیادہ ہوگا سکندر نے اشارہ کیا اکیس کشتیان جواہرات کی آئین تم نے ایک ایک کشتی کو نامے پر نثار کرکے سب کشتیان پھینکدین خواصون و چوبدارون نے لوٹنے کا قصد کیا عمرو نے دل مین کہا کہ محنت تو ہمنے کی اور یہ اوپر سے اوپر لیے جاتے ہین جال الیاسی نکالا اور معجزہ

طلب کیا کہ سارا مال اسی مین آجائے اور لوٹنے والون کیواسطے چند دانے مٹر کے زنبیل سے نکالے اور سب پر پھینکدیے جب خواجہ نے جال کھینچا تمام جواہرات اور پگڑیان خواصون کی بھی آگئین ایکنے دوسرے کو سربرہنہ دیکھ کر کہا کہ تمھاری پگڑی کیا ہوئی دوسرے نے آکر دھول ماری کہا کیون بے دست درازی کرتا ہی ہماری پگڑی اُتار کر اپنی پگڑی بھی اُتار لی اُسنے اُسکو دھول ماری آپسمین دھول دھپا ہونے لگا سکندر کو بُرا کہنے لگے خوب جوتی پیزار چلی سکندر نے نامہ طلب کیا تم نے کہا اُٹھ کر یہ نامہ لو کیونکہ یہ نامہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا ہی سکندر نے نامہ پڑھا نامے مین مرقوم تھا کہ او سکندر تیری حرکات پر لعنت ہی کوئی مکار ہی کہ تجکو دام فریب مین پھنسائے ہوے ہی سکندر نے نامہ بختک کو دیا کہ تو پڑھ بختک نے اپنا رنگ جمایا اور نامہ اپنے طور پر بنا کر پڑھنا شروع کیا یہ مضمون پڑھا کہ لات و منات پر لعنت ہی او سکندر تو مارا جائیگا اسپر تم نے کہا یہ سب جھوٹ ہی حمزہ نے یہ لفظین نہین لکھین سکندر نے بختک سے لیکر خواجہ بزرجمہر کو نامہ دیا خواجہ بزرجمہر نامہ صحیح طور پر پڑھنے لگے سکندر نے کہا او بختک یہ کیا مضمون ہی بختک نے کہا کہ اُستاد و شاگرد مین کچھ فرق بھی چاہیے تم طرف نامے اور سکندر کے متوجہ تھے لوگون نے زنجیر شیر مردم در کی کھولی اور تمھاری طرف اشارہ کیا کہا یہ تیرے شاہ کا دشمن ہی اسکو جا کر کھالے جب بزرجمہر نے دیکھا نامہ پڑھنا موقوف کیا اور تم کو اشارہ کیا جب تم نے پیچھے پھر کے دیکھا اُسنے جھپٹ کر پنجہ مارا کڑیان زرہ کی ٹوٹ گئین تم اپنے دنگل سے نیچے جھکے اپنے کو سنبھالا پھر کے ایک قبضہ جو اُسکے سر پر مارا اُسکا سر پھٹ کر بھیجا نکل آیا مع سکندر سب کو سناٹا آگیا مگر اپنے کیے کا کیا علاج سکندر نے پشت پر نامے کے جواب جنگ لکھا تم فوراً اُٹھ کھڑے ہوے آواز دی او سکندر رو نوشیروان یہ سب بیٹھے ہین جسکا کچھ ارادہ ہو وہ اُٹھے مین موجود ہون ایسا نہو کہ بعد میرے جانے کے لاف زنی کرے عمرو کی تو جان نکل گئی کہ اب کیون نہین چلا جاتا سکندر نے کہا کہ نامہ بر مین نے تیری سب طرح خاطر کی تو کون ہی جو ایسے لاف و گزاف کرتا ہی تم نے کہا او سکندر تو مجکو نہین جانتا مین وہ ہون کہ دامن اندلس سے ناچرن کوہ اٹھائیس شبخون مارے مین وہ ہون کہ اپنے نانا کو چھڑا کر لے گیا مین وہ ہون کہ تیرے افسرون کو ناک چنے چبوائے اور تیرا گھوڑا خود لے گیا پھر تجکو زخمی کیا اُسپر بھی مجکو نہین پہچانتا نوشیروان اور بختک وغیرہ دنگ ہو گئے عمرو نہایت خوش ہوا کہ اسنے یہ کار نمایان کیے مغربی جو بیٹھے ہوے تھے یہ باتین سُنکر جل گئے تلوار چلنے لگی عمرو نے بھی کاغذ کی سپر و شمشیر معجزہ کی نکالی جب ہاتھ مارا پچاس ٹانگین کٹین تم نے بھی تیغہ کر کے عاد مغربی مارنا شروع کیا دریا لہو کا بہا دیا اور بوق بجا دیا فتاح بھی تن دس ہزار سوار کے اندر گھس آیا پھر تو خوب تلوار چلی نکل مغربی اور ہمراہیان نوشیروان بھی خوب لڑے مگر قزاقون نے وہ جم کر شمشیر زنی کی کہ کوئی اُنکو نہ رد کر سکا ای کرب نامدار تمھارے ہاتھ سے کئی کام ہو چکے ہین اب پیش قدمی نہ کرو کرب غازی نے کہا کہ کیا مجال جو خلاف حکم قدم ہٹاؤن پھر رستم نے کہا کہ ای کرب تم وہ بہادر ہو کہ عمرو نے ایسے آکر تمھاری سفارت کا حال بیان کیا کہ کرب نے اس طور پر ایلچی گری کی صاحبقران بہت خوش ہوے فرمایا کہ کرب غازی نے سکندر کا خوب پیچھا لیا مقبل کے ہاتھ صاحبقران نے خلعت سلیمانی تمھارے واسطے بھیجا اور فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ کرب کو استقبال کر کے لائے سب سردار واسطے استقبال کے گئے مگر مین نہ گیا بیٹھا رہا

عمرو بن حمزہ دروازے تک آئے جب تم امیر کے سامنے آئے امیر نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کر کے
کرسی پر سامنے بٹھایا اور اب تجویز ہونے لگی کہ تم کو کہاں کرسی ملے صاحبقران نے فرمایا مین نے اس کو
داروغۂ بارگاہ سلیمانی کیا غرضکہ سکندر جو لندھور کو لیکر مغرب مین آیا شادی کا سامان کیا ایکطرف
سکندر اور ایکطرف نوشیروان اُس سامان کا کیا بیان ہو ناچ راگ و رنگ و آتشبازی لندھور مکان
پر دُلھن کے اُترا سکندر و نوشیروان بھی ساتھ ہین مگر شعلہ نامے وزیر زادی مہران فیل زور کو دلھن
بنائے ہوے لیے بیٹھی ہی ناچ وغیرہ دکھارہی ہی شعلہ نے مہران فیل زور سے کہا واری جاگنے سے تمھارے
سر مین خلل ہوتا ہی ایک گھڑی بھر کو آرام کرو شعلہ نے سرزانو پر رکھ کر ملکہ کو لٹایا ملکہ کی جو آنکھ لگی دیکھا کہ
ایک مکان ہی گویا مین دُلھن بنی ہوئی ہون اُس مکان مین بیٹھی ہون کنگنا ہاتھ مین بندھا ہی اور بہت سے لوگ
بیٹھے ہین اُنکو فرشتے مارتے ہین ملکہ نے اُن فرشتون سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اُنھون نے جواب دیا یہ سب
لات پرست ہین یہ سُنکر ملکہ نے خیال کیا کہ میرا بھی یہی حال ہوگا کہ مین نے تمھارا م کو قبول کیا جو ہتک حمزہ کی
چاہتا ہی اور کافرون سے ملا ہی کسی نے کہا کہ اگر تو چاہتی ہی کہ بچون تو لندھور سے شادی نہ کر صاحبقران
کے پاس جا وہ شادی کرینگے مہران فیل زور کا خوف سے جسم سارا کانپ رہا ہی پسینے پسینے ہو رہی ہی
لیکن ڈر کے اُٹھی کہ مجکو کوئی نہ مارے وہان ایک بزرگ کو دیکھا اُنھون نے کہا اے مہران کیا ہی ملکہ نے کہا مجکو
بچائیے وہ لوگ کہتے ہین تجکو بھی مار پڑیگی تو لات پرستون مین بیٹھی ہی یہ حال دیکھکر اسکی آنکھ کھُل گئی دل
مین سوچنے لگی کہ صاحبقران کے پاس کیونکر جاؤن وہان جانا تو بہت مشکل ہی ہاتھ سے انگوٹھی ہیرے کی
اُتاری سوچی کہ اپنی جان دیدون اے مہران مرجانا ہی بہتر ہی نہین تو تو لاکھ انکار کریگی نوشیروان اور
ہیکلان اور باپ تیرا از بردستی تجھے لندھور کے حوالے کردیگا شعلہ نے دیکھا کہ ملکہ گھبرا کے اُٹھی اور اُٹھکر
کچھ پینے لگی شعلہ نے کہا واری خیر تو ہی مہران نے کہا مرجانا بہتر ہی مجکو پینے کو کوئی شے لادے کہ مین نمک
پیس کر سر مین لگاؤنگی کہ سر مین خلل ہی شعلہ نے کہا واری مین یہ معما نہین سمجھی نمک بہت سا پسوا کر لاؤن
کہ آپ کا مطلب نکل جائے کیا نمک کی کمی ہی آپ مجکو دم دیتی ہین صاف صاف بیان کیجیے مین نے آپکو
گودیون مین پالا ہی جو کچھ ہو مفصل بیان کیجیے تب تو ملکہ نے رو رو کے حال خواب بیان کیا اور کہا کہ مین لات
ومنات پر لات مارتی ہون اگر صاحبقران تک نہ جاؤنگی تو اپنی جان دونگی شعلہ نے کہا مین ابھی گھوڑا
لاتی ہون آپ چلین خدانخواستہ بات کیون دین ملکہ نے کہا اچھا اے شعلہ تیرا بڑا احسان ہوگا شعلہ
باہر گئی اصطبل مین آکے دیکھا ایک دو سائیس بڈھے بیٹھے اونگھ رہے ہین شعلہ نے کہا دو گھوڑے جلد
تیار کرکے چلو کہ دُلھن کے گھر سے صندوقچے آوین تو نکاح ہو اُن دونون سائیسون نے کہا کہ جو جوان
تھے وہ تو ناچ دیکھنے گئے ہین خیر ہم گھوڑے لیے چلتے ہین غرض جب دو گھوڑے تیار ہو کے دروازے پر آئے
شعلہ نے ملکہ کو چادر اُڑھا کر گھوڑے پر سوار کیا سپاہیون سے کہا کہ ملکہ کی دو خواصین ہین وہ اسباب
لینے کو جاتی ہین کہ جسکے بغیر نکاح نہین ہوسکتا سب نے کہا آپ کو اختیار ہی غرض وزیر زادی اور ملکہ چلین
جاتے جاتے وہان آئین کہ جہان علمشاہ اور کرب غازی تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ سامنے سے دو عورتین
معلوم ہوئین کرب غازی نے علمشاہ سے کہا کہ اگر فرمائیے تو اُنسے بڑھکر پوچھون کہ یہ بھی مغرب سے
آتی ہین علمشاہ نے کہا اچھا کرب چلے اور قریب آکر کہا کہ باش ملکہ کی تو جان نکل گئی کرب غازی نے کہا

تم کون ہو شعلہ نے کہا ہمپر رحم کرو جو کچھ ہاتھ گلے مین ہو وہ لے لو ہمسے مزاحم نہ ہو کہ اس عرصے مین علمشاہ بھی آئے کہا بھائی نظر کردۂ شاہ مردان خیر تو ہی کرب غازی نے کہا کہ ای شہریار کچھ حال نہین کھلتا یہی کہتی ہین کہ ہمکو جانے دو اور کچھ نہین بتاتین ملکہ نے جو علمشاہ کو دیکھا پہچانا کہ اسی نے لندھور کو مع فیل اُٹھایا تھا کرب کو نہ پہچانا شعلہ سے کہا کہ خدا نے اپنا فضل کیا ارے یہ تو بیٹا صاحبقران کا ہی پھر تو ملکہ نے ساری حقیقت اپنی علمشاہ سے بیان کی کرب غازی نے کہا ای ملکۂ عالم رستم پیلتن و فیل کن تمہارے ہی لینے کو چلے تھے شادی کو شادی مرگ کرتے علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ بھی منظور نظر صاحبقران داروغۂ بارگاہ سلیمانی ہین تمنے انکو نہین پہچانا غرض علمشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہا دیکھو کیا خدا نے صاحبقران کی بات رکھی ہی کہ نکسیر تک نہ چھوٹی اور کام ہو گیا غرض ملکہ نے کہا کہ ای شہریار اب جلد چلیے ورنہ لندھور وغیرہ آگئے ہونگے یہ جو ملکہ مہران نے کہا رستم نے اور باگ کو روک لیا کرب غازی سے کہا کہ انکو سمجھا دو کرب نے کہا کہ ای ملکہ تم انکو نہین جانتی ہو کہ دو سوار پر شادی مرگ کرنے چلے تھے ان کو اُس نمکحرام کا کیا خوف ہی وہان قریب صبح کے واسطے نکاح کے وکیل آئے اب جو دیکھا نہ دُلھن ہی اور نہ شعلہ ہی غرض تمام مکان ڈھونڈھا جب کہین پتہ نہ لگا خواجہ سرا گھبرایا ہوا سامنے لندھور کے آیا کہا دُلھن کو کوئی لے گیا لندھور نے جو یہ سُنا ایک تھپڑ مارا اور کہا کہ او گیدی سب کے سامنے میری دُلھن کو کہتا ہی کہ کوئی لے گیا وہ چرخ کھا کے گرا اور بیہوش ہو گیا لندھور سہرا اُلٹ کر بیٹھا دوسرا جو آیا اُسنے اپنے ساتھ والے کو بیہوش دیکھا دور ہی سے کہنے لگا کہ حضور وہ سچ کہتا تھا لندھور نے کہا کہ قریب تو آ وہ پاس نہین آتا دور ہی سے کہ رہا ہی کہ جسکو آپنے مارا وہ سچا تھا لندھور نے کہا ادھر تو آ وہ توبہ توبہ کرتا ہوا بھاگا محل مین گھس آیا آخر کو بخوبی ثابت ہوا لندھور نے کہا کہ یہ اُسی ساربان زادے کا کام ہی عمرو آیا اور چُرا کر لیگیا بارگاہ صاحبقران مین جا کے خون کے دریا بہا دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تو میرا نام لندھور کہ بارگاہ امیر جا کے لاؤن یہ کہہ کے لندھور مرکب پر سوار ہو کر چلا قریب دو پہر کے فاصلہ گذر چکا تھا یہان ملکہ منتین کرتی جاتی ہین کہ جلدی چلیے علمشاہ اور زیادہ رُکتے ہین کہ داہنی طرف سے گرد اُڑی ملکہ کی تو گرد کو دیکھ کر جان نکل گئی جانا کہ لندھور آیا افسوس کرنے لگی دل مین کہا کہ ہاے میرے واسطے اس شہریار کی بھی جان گئی اب جو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جوان آگے آگے پیچھے چالیس ہزار کا لشکر ملکہ نے پہچانا اُس جوان نے شاطر کو علمشاہ کے پاس بھیجا اور کہا تم کون ہو علمشاہ نے جو مفصل حال تھا وہ بیان کر دیا شاطر نے سیامک یعنی اپنے سردار سے بیان کیا سیامک سُن کر بہت خوش ہوا اور کہلا بھیجا کہ حضور ملکہ میری مدت سے منگیتر ہی مجھے حوالے کر دیجیے رستم پیلتن نے جواب دیا کہ تم مسلمان ہو کر میرے ساتھ خدمت صاحبقران مین چلو اُنکو اختیار ہی مین تیری طرف سے بہت سفارش کرونگا اور دوسرے یہ ملکہ بھی راضی ہو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار مین نے لات و منات پر لعنت کی مین نے لندھور تک کو نہین قبول کیا ہر چند کہ یہ منگیتر ہی مگر کافر ہی سیامک نے جو سُنا کہا کہ مین بزور شمشیر لونگا مین تو لندھور سے لڑنے چلا تھا یہ تو دکس مین انکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی دم بھر مین انکو گرفتار کر لونگا میرا کہنا نہین مانتے بہت بُرا کرتے ہین

علمشاہ نے جو یہ سُنا کرب غازی سے کہا کہ ای نظر کردۂ بزرگان اسکو جا کر سمجھاؤ کرب تو بموجب حکم علمشاہ چلا مگر ملکہ کا عجب حال ہوا دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم و رحیم مجکو صاحبقران سے شرمندہ نہ کرنا ای بندہ نواز میرے مین اس واسطے مان باپ سے جدا ہوئی کہ صاحبقران کو اختیار ہی چاہے شادی کرین چاہے یونہین بٹھار کھین مین نے ایسا کچھ خواب مین دیکھا یقین کامل ہی کہ صاحبقران کی کنیزی سے مقام اعلیٰ ملیگا مگر کرب نوجوان جو مقابلہ سیامک مین آئے پہلے بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ ای سیامک اسپر ناز نہ کر کہ مین لندھور سے لڑنے چلا تھا مسلمان ہو جا رستم پیلتن کے ساتھ چل کیا عجب ہی کہ تیری شادی مہران کے ساتھ ہو جائے جب کئی مرتبہ کرب غازی نے یہ کہا سیامک نے جھلا کر نیزہ مارا کرب نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ دے کر اُٹھا لیا چرخ دیتے ہوے سامنے علمشاہ کے لائے علمشاہ نے کہا کہ ای نظر کردۂ بزرگان ماشاءاللہ کیا کار نمایان کیا کرب غازی نے سیامک سے کہا کہ اب مسلمان ہو سیامک نے دیکھا کہ اب اگر مسلمان نہ ہونگا تو جان جائیگی دل مین تو کچھ اور خیال ہی غرض سیامک نے مکر سے کلمہ پڑھا کرب غازی نے چھوڑ دیا اِسنے بارگاہین استادہ کرائین ایک بارگاہ مین مہران کو اُتارا رستم کو ساتھ لے کر اپنی بارگاہ مین آیا جام شراب لبریز کرکے دونون صاحبون کے سامنے لایا کہا ای شہریار مین شکر کرتا ہون کہ آپ کی وجہ سے دائرۂ اسلام مین آیا اب جام لیکر حاضر ہوا ہون اسکو نوش فرمائیے پھر کوچ کرکے خدمت صاحبقران مین چلیے تاکہ انجام میرا بخیر ہو ایک ایک جام پلا کر دونون کو بیہوش کیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر ہوشیار کیا اِن دونون کو تو قیدخانے مین بھیجا آپ لباس فاخرہ پہن کر چلا کہ جا کر مہران سے ملاقات کرون مہران نے جو خبر سُنی تڑپنے لگی کہ ای معبود یہ کیا معرکہ ہی مین کافر کے پہلو مین بیٹھون اس سے تو ہزار درجہ لندھور بہتر تھا کہ مسلمان تو ہی مالک ہندوستان جانشین صاحبقران یہ بے حیا نجس بادۂ کبر و نخوت سے مست لات و منات پرست اسکے پہلو سے مجکو بچائیو مگر سیامک لباس فاخرہ پہن کر در خیمۂ مہران پر آیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان بڑی مدت سے تمھارے اشتیاق مین ہین ان دونون کو تو مین نے گرفتار کر لیا میرے پاس قید ہین اگر حکم ہو تو قتل کر ڈالون مہران فیل زور نے پکار کر کہا کہ ای سیامک اگر آگے قدم بڑھایا تو مجکو زندہ نہ پائیگا ہرچند سیامک منتین اور خوشامدین کرتا ہی مگر مہران فیل زور جواب سخت دیتی ہین اور فرماتی ہین کہ او بے حیا تو کافر خاسر ہی مین اپنی جان دونگی اور تیرا سامنا نہ کرونگی سیامک اپنی ہی کہے جاتا ہی بلکہ مہران رو رو کے فرماتی ہین کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار میرا تو یہ حال ہی نظم

بڑا اشہ ہی ترا حسن ای مہ کامل کیسا	ہی سدا مثل کتان چاک مرا دل کیسا
ہای بیرحم ہی وہ حور شمائل کیسا	ملکے غیرون سے جلاتا ہی مرا دل کیسا
جبکہ مین یار سے کہتا ہون مرا دل دیدے	ہنس کے کہتا ہی ہمارا ہی ترا دل کیسا
ذبح کرکے مجھے تم آہ چلے جاتے ہو	دیکھتے جاؤ تڑپتا ہی یہ بسمل کیسا
اُسکو جسوقت محبت مری یاد آئیگی	بعد مرنے کے مرے روئیگا قاتل کیسا

چشم بد دور ستارون کی نظر پڑتی ہی
خوش نما آپ کے رخسار پہ ہی تل کیسا

لون دھونے کبھی آتا ہی جو وہ بحر کرم
بوسے بڑھ بڑھ کے ہی لیتا لب ساحل کیسا

گر یہ پہلے سے سمجھتا تو نہ دیتا مین کبھی
تمنے برباد کیا ہے کے مرا دل کیسا

یاد آئینگی وفائین جو مری میرے بعد
قتل کرکے مجھے پچتائیگا قاتل کیسا

کوئی شی عشق مین ای یار نہین تجسے عزیز
جان بھی دینے کو موجود ہون مین دل کیسا

آہ مجنون کی ہوا نجد مین اسطرح چلی
ہوش لیلی بھی اُڑے پردۂ محمل کیسا

پھر نجف کی ہی زیارت کا ارادہ سطوت
ہند مین رہ کے تڑپتا ہی مرا دل کیسا

مگر سیامک اس بیقراری کو نہین مانتا کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم ایک نگاہ روے زیبا دیکھ تو لون جب نسبت آپ سے قرار پائی تھی تب مین نے تصویر آپ کی دیکھی تھی شکل تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی آج تو قدمبوسی کرون مہران فیل زور خنجر لے کر کھڑی ہوئی ہی ارادہ ہی کہ اس نے قدم بڑھایا اور مین نے خنجر مار لیا یہ بخوف جان ملکہ مہران کے رُک جاتا ہی منتین اور خوشامدین کر رہا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا حضور ذرا باہر آئیے ایک خبر ضروری کہنا ہی سیامک جو باہر آیا ہرکارون نے کہا کہ لندھور آتا ہی پوچھ رہا ہی کہ یہ کسکا لشکر ہی سیامک یہ سُن کر گھبرا گیا ساتھ والون نے کہا کہ جس طرح علمشاہ اور کرب غازی کو گرفتار کیا اُسی طرح سے لندھور کو بھی گرفتار کیجیے سیامک دلیر ہو کر بڑھا لندھور کو آکے سلام کیا کہا ای دارای ہند مین نے آپ کے دشمنون کو پکڑ لیا اور دُلھن آپ کی میرے قبضے مین ہی مین عزیز دار بہیکلان ہون خبر شادی کی سُن کر چلا تھا راہ مین یہ معرکہ دیکھا آپکے دشمنون کو پکڑ لیا لندھور طرف خیمۂ مہران کے چلے سیامک نے ہاتھ تھام لیا کہا ای دارای ہند ابھی آپ دور سے آتے ہین پسینے پسینے ہو رہے ہین ذرا ٹھہر جائیے یہ کہکر دامن سے گرد و غبار پوچھنے لگا خوشامدین کرتا ہوا لندھور کو اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا ایک جام شربت کا بھر کر لایا کہا اس جام کو نوش فرمائیے کہ پریشانی دفع ہو لندھور بے اندیشہ وہ جام پی گئے پیتے ہی آثار بیہوشی ظاہر ہوے لندھور نے کہا کہ ای سیامک اس شربت مین کیا تھا سیامک نے کہا کہ ای دارای ہند اب پہلو مین علمشاہ کے تمکو بھی پہونچاتا ہون لندھور جھلا اُٹھے بیہوش ہو کر گرے سیامک نے لندھور کو دُہری قید پہنائی اور وہین قیدخانے مین لایا لندھور جو ہوشیار ہوے علمشاہ نے پکار کے کہا کہ او ہندی بے حیا نمکحرام تو بھی آیا لندھور نے کہا کہ او شُہدے دیکھ تو کیسا سمجھتا ہون اب تیرا زندہ رہنا دشوار ہی علمشاہ نے کہا کہ مین تیرا ملک الموت ہون زنجیرین جو ہلائین خانۂ زنجیر مین غل ہوا ہرکارون نے سیامک کو خبر دی کہ قیدی قید توڑا چاہتے ہین سیامک نے بیچ مین کچھ لوگ مقرر کیے کہ ایک کو ایک نہ دیکھنے پائے پھر طرف درِ خیمۂ مہران کے آیا قصد کرتا ہی کہ اندر جاؤن مہران وہ ہی جو ابدیتی ہی کہ ای سیامک لاش میری پائیگا زندہ نہ دیکھ سکیگا اُدھر لندھور اور علمشاہ مین پھر تکرار ہونے لگی سیامک چاہتا ہی کہ کسی طرح مہران کو دیکھون مگر خوف ہی کہ کہین یہ خنجر نہ مار لے سیامک سمجھتا ہی کہ مہران صاحبقران پر عاشق ہی اور مہران کو خوف انجام ہی کہ ہرکارے پھر دوڑے ہوے آئے کہا ای شہریار ایک نقابدار آیا ہی

اور اُن سب قیدیون کو مانگتا ہی کہتا ہی علمشاہ اور کرب غازی کو چھوڑ دونگا اور لندھور کو اُنکے حوالے کر دونگا کہ اُن کے باپ کا ملازم ہی اُسکی قید بھی اُنھین کو دیدون وہ صاحبقران کے پاس لیجا کین اگر ایسا نہ کریگا تو مین آتا ہون سیاماک نے جاکر کہا کہ او نامرد تو کون ہی مین تجھسے لڑونگا نقابدار چالیس ہزار سوار لے کر آیا سیاماک سے سامنا کیا پہلے نیزہ اس کا ہوائی گیا سیاماک نے تلوار ماری نقابدار نے رد کر کے ہاتھ مارا سیاماک کے دو ٹکڑے ہوے سیاماک کے لشکر اور نقابدار کے سوارون مین تلوار چلی نقابدار بھی خوب لڑا آخر کو لشکر بے سردار تھا ملازمان سیاماک لاش سیاماک کی لیکر بھاگے فتح نقابدار بہادر کی بخوبی تمام ہو گئی تمام مال و خیمہ و خرگاہ نقابدار کے ہاتھ آیا نقابدار نے بہت عمدہ کھانا واسطے علمشاہ اور کرب غازی کے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ خاطر جمع رکھیے اب تو رات ہو گئی ہی صبح کو رہا کرونگا اور لندھور کو آپ کے حوالے کرونگا لندھور سے کہلا بھیجا کہ تو ملازم ہو کے امیر سے پھر گیا صبح تیری قید علمشاہ کے حوالے کرونگا اُنکو اختیار ہی مہران فیل زور سے کہلا بھیجا کہ اے ملکۂ عالم تم نہ گھبراؤ تمکو علمشاہ کے ساتھ کرونگا وہ صاحبقران کے پاس لے جاوین گے صاحبقران کو اختیار ہی چاہے شادی کرین چاہے نہ کرین مہران تو نقابدار کو دعائین دینے لگی جو پیغام دے کے آیا تھا اُس سے کہا نقابدار بہادر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اے بہادر مین لندھور کو بوجہ ناراضی صاحبقران کے قبول نہین کرتی آپ کو اختیار ہی مجکو خدمت صاحبقران مین روانہ کر دیجیے وہ جو مناسب جانین گے کرین گے اِدھر میدان کارزار مین نقابدار اپنے کشتے اُٹھوا رہا ہی اُدھر علمشاہ نے لندھور کو ڈانٹا کہ او نمک حرام کہو کیونکر بچیگا نقابدار ہمارا طرفدار ہی پھر رات گئی تھی کہ یکایک ہلال زرین تاج و فرامرز عاد مغربی سات لاکھ کا لشکر لیکر آئے اِنکو بھی ہیکلان نے شادی مین بلایا تھا اِنھون نے جو یہ حال سُنا کہ لندھور و علمشاہ وغیرہ قید ہین مہتر سہیل عیار کو پاس نقابدار کے بھیجا کہ ہمنے سُنا ہی لندھور تمھارے پاس قید ہی لندھور کو مع مہران کے حوالے کر دو ہم نوشیروان کے پاس لے جائین علمشاہ اور کرب غازی کی بھی قید مجکو دو وہ جائین اور لندھور جائین یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ جو مین نے کہا ہی وہی کرونگا صبح کو علمشاہ کو چھوڑ دونگا لندھور کے بارے مین اُن کو اختیار ہی کہ اُن کے باپ کا ملازم ہی آخر جنگ کی ٹھہری فرامرز تو عاشق ہو گیا کہ کیا بہادر ہی کہان سات لاکھ سوار اور کہان چالیس ہزار سوار باپ سے فرامرز نے کہا کہ خبردار سوا چالیس ہزار کے تم بھی زیادہ نہ لے جانا ہلال زرین تاج نے کہا کہ اے فرزند اگر فوج زیادہ ہوتی ہی تو کیا اُسکو بہا دیتے ہین اِسنے کہا کچھ ہو نہین تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا یہ خبر ہرکارون سے نقابدار نے بھی سُنی بہت تعریف کی غرض دونون طرف طبل جنگی بجے صبح کو نقابدار اور فرامرز کا سامنا ہوا اسقدر نیزہ چلا کہ نیزے بیکار ہو گئے نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے سر کو بچایا تلوار جو گری مرکب کا ایک کان کٹ گیا فرامرز نے پیترا بدل کے جو تلوار نقابدار یعنی فرخ شہسوار پر ماری تا دو ابرو تلوار در آئی نقابدار زخمی ہوا لشکرون نے جو دیکھا دونون آپس مین مل گئے فرخ نے بھی زخم سر باندھا تلوار کی آخر غش آنے لگا مرکب فرخ کو کسی طرف لے گیا فرامرز کی فتح ہوئی وہ جو خیمے سیاماک کے تھے اُنپر قبضہ فرامرز کا ہوا شام تو ہو گئی تھی لندھور کے واسطے کھانا بھیجا اور بہت سی خاطر جمع کہلا بھیجی کہ

ابتو رات ہو گئی صبح کو آپ کو رہا کر دونگا علمشاہ اور کرب غازی کو تمکو دیدونگا کہ جانشین حمزہ ہیں اور یہی نقابدار سے بھی کہا تھا اُسنے میرا کہنا نہ مانا مگر بڑا بہادر تھا کہ مجھسے مقابلہ کیا مہران سے کہلا بھیجا کہ تم لندھور کی زوجہ ہو اُسی کو دے دونگا تم کچھ رنج نہ کرنا ملکہ پیٹنے لگین کہتی تھین کہ یہ مغربی بچہ کون ہی میری لاش دیگا مجھے کچھ لندھور سے کام نہین پروردگار میری آبرو بچانے والا ہی کہا ای شعلہ اگر فرامرز ایسا کریگا تو اپنی جان دونگی لندھور کے ساتھ نہ جاؤنگی ہلال زرین تاج نے جو یہ سب باتین سُنین فرامرز سے کہا کہ ای فرزند لندھور کو بھی بُلالے اپنی بارگاہ مین جگہ دے لندھور نے رستم سے پکار کر کہا کہ اور ومی بچے دیکھ صبح کو تیری کیا گت کرتا ہون کرب غازی کو آواز دی کہ او فراش بچے بتا تو تونے کس خیال پر یہ حرکتین کین علمشاہ و لندھور و کرب غازی سے ایسی گفتگو ہوئی کہ زنجیرین ہلانے لگے فرامرز سے آکر لوگون نے کہا کہ اب وہ لوگ قید توڑے ڈالتے ہین فرامرز نے بھی لوگ مقرر کیے مگر نقابدار کا بڑا صدمہ ہوا باپ سے اپنے کہتا تھا کہ کیا بہادر تھا اُسکی خبر منگواؤ ہلال زرین تاج نے کہا ای فرزند تونے لندھور کو رات ہی کو کیون نہ رہا کر دیا ہم اور وہ ایک ہی جگہ کھانا کھاتے فرامرز نے کہا کہ اب تو مین کہہ چکا صبح کو رہا کرونگا لیکن مہران نے کھانا نہین کھایا بال کھولدیے دعائین بلک بلک کر مانگ رہی ہی دو پہر رات آئی تھی کہ آندھی چلی لشکر تمام تلے اوپر ہوا ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے نعرۂ صاحبقران کی آواز بلند ہوئی علمشاہ نے سُنا کرب غازی سے کہا کہ قبلہ و کعبہ آ گئے کرب غازی نے بھی پہچانا پس علمشاہ کو غیرت آئی کہ صاحبقران کیا کہین گے اور کیا تونے وعدہ کیا تھا غصہ تو انتہا کا تھا قید توڑ ڈالی کرب غازی نے جو دیکھا کہ علمشاہ نے قید توڑ ڈالی اُنھون نے بھی قید توڑ ڈالی دونون باہر آئے گھوڑے تو چھوٹے پھرتے تھے اُنپر سوار ہوکے امیر کی آواز پر چلے آگے بڑھ کے اِنھین کے مرکب یعنی اسپ مالا کیو و ابرش گُل اندام سکندری ملے اُن پر دونون جوان سوار ہوکر چلے پیادے تو بسبب آندھی کے حیران تھے اپنا اپنا اسباب بچاتے پھرتے تھے لندھور نے نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی اسکو بھی غیرت آئی کہ صاحبقران کو کیا مُنھہ دکھاؤنگا غیرت مین آکے قید توڑ ڈالی اور باہر نکلا یہ خبر فرامرز کو ہوئی کہ لندھور قید توڑ کر قید خانے سے باہر آتا ہی ہلال اور فرامرز آکے لندھور کو اپنی بارگاہ مین لیگئے اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ کرب غازی اور علمشاہ بھی قید توڑ کے چلے گئے فرامرز نے لندھور سے کہا کہ مین نے تو کہا تھا صبح کو ملکہ مہران کو تمھارے حوالے کردونگا اب یہ نعرۂ صاحبقران کی صدا کہانسے آئی لندھور نے کہا کہ صاحبقران کے نعرے کی آواز بارہ کوس تک جاتی ہی بعض نے کہا کہ چونسٹھ کوس تک آواز جاتی ہی مجکو غیرت آتی ہی کہ صاحبقران کو کیونکر صورت دکھاؤن مجھسے حقیقتاً بڑی خطاے فاش ہوئی مین ملازم اُن کا ہون فرامرز نے عیار سے کہا کہ خبر تو منگاؤ صاحبقران کہان ہین اُسنے شاطر کو بھیجا اور لندھور کی آپ خاطرداری مین مصروف ہوا لندھور بن سعدان فرامرز کی خاطرداری پر بہت خوش بیٹھے ہین مگر مہران فیل تن و زیادہ مین صاحبقران کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے	چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے

اور اُن سب قیدیون کو مانگتا ہی کہتا ہی علمشاہ اور کرب غازی کو چھوڑ دونگا اور لندھور کو اُنکے
حوالے کرونگا کہ اُن کے باپ کا ملازم ہی اُسکی قید بھی انھین کو دیدون وہ صاحبقران کے پاس لیجا
اگر ایسا نہ کریگا تو مین آتا ہون سیامک نے جاکر کہا کہ او نامرد تو کون ہی مین تجھسے لڑونگا نقابدار چالیس ہزار
سوار لے کر آیا سیامک سے سامنا کیا پہلے نیزہ اس کا ہوائی کیا سیامک نے تلوار ماری نقابدار نے
روکر کے ہاتھ مارا سیامک کے دو ٹکڑے ہوے سیامک کے لشکر اور نقابدار کے سوارون مین
تلوار چلی نقابدار بھی خوب لڑا آخر کو لشکر بے سردار تھا ملازمان سیامک لاش سیامک کی لیکر بھاگے
فتح نقابدار بہادر کی بخوبی تمام ہو گئی تمام مال و خیمہ و خرگاہ نقابدار کے ہاتھ آیا نقابدار نے بہت عمدہ
کھانا واسطے علمشاہ اور کرب غازی کے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ خاطر جمع رکھیے اب تو رات ہو گئی ہی
صبح کو رہا کرونگا اور لندھور کو آپ کے حوالے کرونگا لندھور سے کہلا بھیجا کہ تو ملازم ہو کے امیر
سے پھر گیا صبح تیری قید علمشاہ کے حوالے کرونگا اُنکو اختیار ہی مہران فیل زور سے کہلا بھیجا کہ ای
ملکۂ عالم تم نہ گھبراؤ تمکو علمشاہ کے ساتھ کرونگا وہ صاحبقران کے پاس لے جاوینگے صاحبقران
کو اختیار ہی چاہے شادی کرین چاہے نہ کرین مہران تو نقابدار کو دعائین دینے لگی جو پیغام دے کے
آیا تھا اُس سے کہا نقابدار بہادر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ای بہادر مین لندھور کو بوجہ ناراضی
صاحبقران کے قبول نہین کرتی آپ کو اختیار ہی مجکو خدمت صاحبقران مین روانہ کر دیجیے وہ جو
مناسب جانینگے کرینگے اِدھر میدان کارزار مین نقابدار اپنے کشتے اُٹھوا رہا ہی اُدھر علمشاہ نے
لندھور کو ڈانٹا کہ او نمک حرام کہو کیونکر بچیگا نقابدار ہمارا طرفدار ہی پہر رات گئی تھی کہ یکایک
ہلال زرین تاج و فرامرز عاد مغربی سات لاکھ کا لشکر لیکر آئے انکو بھی ہیکلان نے شادی مین
بلایا تھا انھون نے جو یہ حال سُنا کہ لندھور و علمشاہ وغیرہ قید ہین مہتر سہیل عیار کو پاس نقابدار کے
بھیجا کہ ہمنے سُنا ہی لندھور تمھارے پاس قید ہی لندھور کو مع مہران کے حوالے کردو ہم نوشیروان
کے پاس لے جائین علمشاہ اور کرب غازی کی بھی قید مجکو دو وہ جائین اور لندھور جائین یہ سُنکر
نقابدار نے کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ جو مین نے کہا ہی وہ ہی کرونگا صبح کو علمشاہ کو چھوڑ دونگا لندھور
کے بارے مین اُن کو اختیار ہی کہ اُن کے باپ کا ملازم ہی آخر جنگ کی ٹھہری فرامرز تو عاشق ہو گیا کہ
کیا بہادر ہی کہان سات لاکھ سوار اور کہان چالیس ہزار سوار باپ سے فرامرز نے کہا کہ خبردار
سوا چالیس ہزار کے تم بھی زیادہ نہ لے جانا ہلال زرین تاج نے کہا کہ ای فرزند اگر فوج زیادہ ہوتی ہی
تو کیا اُسکو بہا دیتے ہین اِسنے کہا کچھ ہو نہین تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا یہ خبر ہرکارون سے نقابدار نے
بھی سُنی بہت تعریف کی غرض دونون طرف طبل جنگی بجے صبح کو نقابدار اور فرامرز کا سامنا ہوا اسقدر
نیزہ چلا کہ نیزے بیکار ہو گئے نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے سر کو بچایا تلوار جو گری مرکب کا
ایک کان کٹ گیا فرامرز نے پینترا بدل کے جو تلوار نقابدار یعنی فرخ شہسوار پر ماری تا دو ابرو
تلوار در آئی نقابدار زخمی ہوا لشکرون نے جو دیکھا دونون آپس مین مل گئے فرخ نے بھی زخم سر باندھا
تلوار کی آخر غش آنے لگا مرکب فرخ کو کسی طرف لے گیا فرامرز کی فتح ہوئی وہ جو خیمے سیامک کے تھے
اُنپر قبضہ فرامرز کا ہوا شام تو ہو گئی تھی لندھور کے واسطے کھانا بھیجا اور بہت سی خاطر جمع کہلا بھیجی کہ

ابتو رات ہوگئی صبح کو آپ کو رہا کردونگا علمشاہ اور کرب غازی کو تمکو دیدونگا کہ جانشین حمزہ ہو اور یہی نقابدار سے بھی کہا تھا اُسنے میرا کہنا نہ مانا مگر بڑا بہادر تھا کہ مجھسے مقابلہ کیا مہران سے کہلا بھیجا کہ تم لندھور کی زوجہ ہو اُسی کو دے دونگا تم کچھ رنج نہ کرنا ملکہ پیٹنے لگین کہتی تھین کہ یہ مغربی بچہ کون ہی میری لاش دیگا مجھے کچھ لندھور سے کام نہین پروردگار میری آبرو بچانے والا ہی کہا ای شعلہ اگر فرامرز ایسا کریگا تو اپنی جان دونگی لندھور کے ساتھ نہ جاؤنگی ہلال زرین تلج نے جو یہ سب باتین سُنین فرامرز سے کہا کہ ای فرزند لندھور کو بھی بُلالے اپنی بارگاہ مین جگہ دے لندھور نے رستم سے پکار کر کہا کہ اورومی بچے دیکھ صبح کو تیری کیا گت کرتا ہون کرب غازی کو آواز دی کہ او فراش بچے بتا تو تونے کس خیال پر یہ حرکتین کین علمشاہ و لندھور و کرب غازی سے ایسی گفتگو ہوئی کہ زنجیرین ہلانے لگے فرامرز سے آکر لوگون نے کہا کہ اب وہ لوگ قید توڑے ڈالتے ہین فرامرز نے بھی لوگ مقرر کیے مگر نقابدار کا بڑا صدمہ ہوا باپ سے اپنے کہتا تھا کہ کیا بہادر تھا اُسکی خبر منگواؤ ہلال زرین تلج نے کہا ای فرزند تونے لندھور کو رات ہی کو کیون نہ رہا کردیا ہم اور وہ ایک ہی جگہ کھانا کھاتے فرامرز نے کہا کہ اب تو مین کہہ چکا صبح کو رہا کرونگا لیکن مہران نے کھانا نہین کھایا بال کھولدیے دعائین بلک بلک کر مانگ رہی ہی دو پہر رات آئی تھی کہ آندھی چلی لشکر تمام تلے اوپر ہوا ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے نعرۂ صاحبقران کی آواز بلند ہوئی علمشاہ نے سُنا کرب غازی سے کہا کہ قبلہ و کعبہ آ گئے کرب غازی نے بھی پہچانا بس علمشاہ کو غیرت آئی کہ صاحبقران کیا کہین گے اور کیا تونے وعدہ کیا تھا غصہ تو انتہا کا تھا قید توڑ ڈالی کرب غازی نے جو دیکھا کہ علمشاہ نے قید توڑ ڈالی اِنھون نے بھی قید توڑ ڈالی دونون باہر آئے گھوڑے تو چھوٹے پھرتے تھے اُنپر سوار ہو کے امیر کی آواز پر چلے آگے بڑھ کے اِنھین کے مرکب یعنی اشقر ماکیو دو ابرش گل اندام سکندری ملے اُن پر دونون جوان سوار ہو کر چلے پیادے تو بسبب آندھی کے حیران تھے اپنا اپنا اسباب بچاتے پھرتے تھے لندھور نے نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی اسکو بھی غیرت آئی کہ صاحبقران کو کیا مُنھ دکھاؤنگا غیرت مین آکے قید توڑ ڈالی اور باہر نکلا یہ خبر فرامرز کو ہوئی کہ لندھور قید توڑ کر قید خانے سے باہر آتا ہی ہلال اور فرامرز آکے لندھور کو اپنی بارگاہ مین لیگئے اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ کرب غازی اور علمشاہ بھی قید توڑ کے چلے گئے فرامرز نے لندھور سے کہا کہ مین نے تو کہا تھا صبح کو ملکہ مہران کو تمھارے حوالے کردونگا اب یہ نعرۂ صاحبقران کی صدا کہاں سے آئی لندھور نے کہا کہ صاحبقران کے نعرے کی آواز بارہ کوس تک جاتی ہی بعض نے کہا کہ چونسٹھ کوس تک آواز جاتی ہی مجکو غیرت آتی ہی کہ صاحبقران کو کیونکر صورت دکھاؤن مجھسے حقیقتاً بڑی خطاے فاش ہوئی مین ملازم اُن کا ہون فرامرز نے عیار سے کہا کہ خبر تو منگاؤ صاحبقران کہاں ہین اُسنے شاطر کو بھیجا اور لندھور کی آپ خاطرداری مین مصروف ہوا لندھور بن سعدان فرامرز کی خاطرداری پر بہت خوش بیٹھے ہین مگر مہران فیل زور یاد مین صاحبقران کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے		چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے	

ہرگز ہوا نہ اُن کی نصیحت سے فائدہ ؛ ناصح بھی آکے محفل رندان مین بک گئے
آواز بھی سنائی نہ تونے ہزار حیف ؛ ہم در پہ تیرے آئے بھی سر بھی پٹک گئے
پہلو مین میرے آکے جو بیٹھا وہ گلعذار ؛ خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے
نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن ؛ خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے
جام شراب اُسنے دیا جب رقیب کو ؛ اشکون سے میری چشم کے ساغر چھلک گئے
آیا جو دل مین رہنے کی خاطر شب فراق ؛ لینے کو میری آہ کے شعلے بھڑک گئے
خط دیکے بدگمان ہوے سطوت ہم اسقدر ؛ قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

عرض کرتی ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای چارہ ساز وحاکم غریبان و ای دستگیر اُفتادگان میری آبرو کو بچانا کہ صاحبقران کے پاس پہونچ جاؤن ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے مگر رب غازی اور علمشاہ جو صدائے نعرۂ صاحبقران پر جاتے تھے ایک درخت کے سائے مین صاحبقران کو دیکھا خواجہ نے حال پوچھا علمشاہ نے سب کیفیت بیان کی پھر خواجہ عمرو سے صاحبقران کا حال پوچھا کہ کس طرح آنا ہوا عمرو نے کہا کہ صاحبقران برائے شکار آئے تھے چھ سردار ساتھ ہین لشکر جو دیکھا نعرہ کیا کہ شائد لشکر حریف ہو علمشاہ نے آکے صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا اور سارا حال بیان کیا یہ باتین تھین کہ شاطر فرامرز آیا دور سے صاحبقران کو دیکھ کر بھاگا فرامرز کے پاس چلا خواجہ عمرو بھی اُس کے پیچھے پیچھے چلے صورت اپنی بدلے ہوے ہین عیار نے آکر فرامرز سے کہا کہ صاحبقران مع عمرو آٹھ آدمیون سے فلان درخت کے نیچے بیٹھے ہین واسطے شکار کے آئے تھے ہلال یہ سُن کر گھبرایا کہ اب کیا کرین صاحبقران آتے ہین وہ روا رکھین گے کہ مہران لندھور کو ملے فرامرز نے کہا کہ ای باپ اگر یہ ارادہ ہی کہ ملکہ مہران کو نہ دین اور لڑین تو آٹھ آدمیون سے میدان مین چلو تم سمیت آٹھ آدمی ہون لندھور نے کہا مین تو صاحبقران کا سامنا نہ کرونگا ہلال زرین تاج یہ سُنکے بہت گھبرایا کہا کہ ای فرزند امیر سے لڑائی اور لشکر کشی نہ ہو فرامرز نے کہا میرا آئین یہی ہی خواجہ عمرو نے جو زبان سے فرامرز کی یہ سُنا فرامرز کی بہادری پر لوٹ گیا فرامرز نے طبل جنگی بجوا دیا اب خواجہ عمرو صاحبقران زمان کے پاس آئے اور شجاعت و بہادری فرامرز کی بیان کی علمشاہ نے کہا کہ سچ ہی وہ بہت بانکپن کی لیتا ہی صاحبقران کو فرامرز کی بات نہایت پسند آئی علمشاہ کو منع کیا کہ اُسکو کچھ نہ کہو علمشاہ نے امیر سے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو فرامرز سے مین لڑون صاحبقران نے فرمایا اب تو میرا سامنا ہی وہ رات تو اس ذکر مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ؛ یکایک ہوا دان سحر کا ظہور
وہ طاؤس مغرب کا تھا بادشاہ ؛ بہت گرمخو اور روشن نگاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا ؛ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ؛ کیا دبدبہ خلق پر آشکار

صبح کا ہونا تھا کہ فرامرز بھی آٹھ آدمی لیے ہوے میدان مین آیا باقی لشکر کو کئی کوس پر چھوڑا کہدیا کہ تماشا دیکھنے بھی نہ آنا لندھور تو مُنھ چھپا کر الگ کھڑا ہوا اور فرامرز میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ سوا صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا اب کون نکل سکتا ہی ورنہ ہر ایک کا ارادہ تھا کہ آقا کو نہ لڑنے دین ہم لوگ نکل کر مقابلہ کرین صاحبقران اشقر کو چھیڑکے

میدان مین آئے اُدھر سے فرامرز جو آیا تگاور زن نہ ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے کہا بھائی فرامرز مین نے تمھاری شجاعت وبہادری علمشاہ سے سُنی لیکن اگر اس شجاعت پر مسلمان ہو تو بہتر ہے لات ومنات تیتا وبیتا پر لعنت کرو فرامرز یہ سُن کر چین بر جبین ہوا صاحبقران نے کہا پھر کیا ارادہ ہے فرامرز نے کہا یا صاحبقران زمان مجکو لندھور سے تو کام نہین آپ انصاف تو کرین کہ ہکلا میرا چچا ہے اُسکو کیا جواب دونگا صاحبقران نے کہا تمنے سُنا ہوگا کہ لندھور میرا ملازم ہے مجھسے پھر گیا اور وہان جاکر شادی پھیلائی مین نے قسم کھائی کہ شادی مرگ کرونگا پھر اب کیونکر روا رکھون کہ خوشی خوشی لندھور ملکہ مہران کو لے جائے فرامرز نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اگر حضور مین بھی ناچار ہون مین نے آپ کا پاس کیا میرے خداوندون کو بُرا نہ کہیے اگر مجکو زیر کیجے گا تو مین آپ کی اطاعت کرونگا اور اگر مین غالب آیا صاحبقران نے کہا مین تمھاری اطاعت کرونگا فرامرز نے کہا مین جانتا ہون کہ آپ کا آئین پیش دستی نہین ہوشیار رہیے گا مین نیزہ مارتا ہون صاحبقران نے کہا بسم اللہ فرامرز گھوڑا پیچھے ہٹا کر نیزے کو ہلاتا ہوا آگے بڑھا

دو کلمۂ داستان لڑنا فرامرز کا صاحبقران سے اور پہنچ کا صاحبقران کو اُٹھاکے عین کشتی مین لیجانا اور فرامرز کا طرف ہیکلان کے مع ملکہ مہران و لندھور جانا اور اثنائے راہ مین ملکہ کا قباد کے پاس گلشن حصار مین جانا اور فرامرز کا مع لندھور و مع لشکر کے آنا قباد کو عرضی واسطے ملکہ کے بھیجنا قباد کا نہ ماننا لندھور کا فرامرز سے خفا ہوکے طبل جنگی بجوانا نوشیروان اور سکندر کا آنا لندھور کا بمقابلۂ قباد نکلنا علمشاہ اور کرب غازی کا عین وقت پر آنا اِن سب سرداران نامی کا زخمی ہونا لندھور کے ہاتھ سے اور کسی قدر لندھور کا بھی زخمی ہونا اور لشکر کا صاحبقران کے آنا پھر جنگ کا ہونا لندھور کا خوب زخمی ہونا اور طبل بازگشت کا بجنا عمرو کا مع ملکہ مہرنگار وغیرہ کے آنا اور بعد کئی دن کے بختک کا پھر واسطے جنگ کے ترغیب دینا

صاحبقران پر نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کامل نیزہ چلا کہ سنانین بیکار ہوگئین ہلال زرین تاج نے لندھور سے کہا کہ فرامرز کی تمنے لڑائی دیکھی لندھور نے کہا کہ ای ہلال زرین تاج حمزہ وہ شخص ہے کہ آجتک اُنپر کوئی غالب نہین ہوا تین برس میرے ملک مین لڑے کُل ہندوستان کو مسلمان کیا آخر کو مین بھی مطیع ہوا میری لڑائی کے بعد اُٹھارہ برس کا سن صاحبقران کا تھا کہ پردۂ قاف گئے دیو راہ دار و دیو عفریت و سمندون وغیرہ کو مار کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا فرامرز کی کیا حقیقت ہے لوگون نے کہا دیکھو آخر مسلمانی کی لی کہ حمزہ کی تعریف کی فرامرز وہ پہلوان ہے کہ بہارستان مغرب مین جسکا کوئی مثل نہین علمشاہ سب سے کہہ رہے ہین کہ صاحبقران اسکو لڑوا رہے ہین خیر جب نیزہ کسی کا نہ نکلا دونون نے ہاتھون سے

ڈانڈ مین پھینک دین فرامرز نے تلوار لگائی صاحبقران نے رومال ہاتھ مین لپیٹ کر سپر کو گردش دی کر تلوار چھین لون فرامرز نے ہاتھ روک لیا کہا یا صاحبقران یہ کونسا پیچ ہی صاحبقران نے کہا کہ یہ مجکو منظور نہین کہ میرے تمھارے تلوار چلے اور تم ضائع ہو یا مین ضائع ہو جاؤن یہ اچھی بات نہین فرامرز عاشق ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو ہمارے آپ کے کشتی ہو صاحبقران نے قبول کیا دونون گھوڑون سے کود دامن گردانے آستینین چڑھا کر کشتی ہونے لگی فرامرز صاحبقران زمان کو پکڑ لایا وا ہنا گھٹنہ صاحبقران کا آشنا بہ زمین ہوا فرامرز اوپر آکے چھایا ہلال لندھور سے کہ رہا ہی کہ دیکھو فرامرز صاحبقران کو اُٹھائے گا لندھور نے کہا کہ صاحبقران پچیت ہین دیکھو صاف نکل جائینگے ہلال سمجھا کہ یہ صاحبقران کی طرفداری کرتا ہی ادہر صاحبقران زور کرکے اُٹھے فرامرز نیچے اور صاحبقران اوپر فرامرز نے لنگر مارا صاحبقران نے چاہا کہ اسکو اُٹھالون ایک پنجہ آسمان سے گرا صاحبقران کو اُٹھائے گیا سب مُنھ دیکھ کر رہگئے خواجہ عمرو کو نو بڑا صدمہ ہوا اگر فرامرز نے کہا کہ بس معلوم ہوا صاحبقران کی پہلوانی پردۂ قاف پر ہی دیوان قاف سے کہی بدی ہی کہ جب حریف زبردست ہو تو مجکو اُٹھا لیجاؤ لندھور نے قسم کھا کر کہا کہ ہرگز صاحبقران زمان کا یہ فعل نہین ہی فرامرز لندھور پر خفا ہوا غرض فرامرز تو بحوشی تمام پھرا علمشاہ نے کہا کہ مین سامنا کرونگا خواجہ عمرو نے منع کیا اور سمجھایا کہ دیکھو اگر فرامرز ملکہ مہران کا لندھور کو دینے کا ارادہ کرے تو لشکر قریب ہی سب کو لیکر تابہ مغرب سامنا کرنا اور مجکو تو یقین ہی وہ کبھی نہ دیگا اُس بات کا میرا ذمہ ہوا در اگر خدانخواستہ ایسی بات ہوئی تو مین ملکہ مہران کو چرا لاؤنگا علمشاہ نہ مانتے تھے آخر خواجہ عمرو کہ سُن کر پھیرے گئے اب فرامرز لشکر مین آیا اور خواجہ عمرو بھی واسطے خبر کے اسکے لشکر مین آئے کہ دیکھون کیا ہوتا ہی اور یہان فرامرز و لندھور جو برابر خیمۂ ملکہ مہران کے آگے لندھور مارے اشتیاق کے اندر جانے لگا فرامرز نے روکا اور کہا خبردار اندر جانے کا ارادہ نہ کرنا ہیکلان نے اسکی تیرے ساتھ شادی کی ہی اُسکے پاس لیے چلتا ہون وہ تجکو دیگا مجکو کیا تو نے قرمساق بنایا ہی اور دوسرے یہ کہ ابھی صاحبقران سے فیصلہ نہین ہوا وہ اگر آوینگے تو مجھے کیا کہینگے سب میری بات مٹجائیگی خواجہ عمرو تو یہ سُنکے بہت خوش ہوے اور فرامرز عاد مغربی نے دروازۂ ملکہ مہران فیل زور پہ اپنے آدمی بٹھا دیے اور کہا اگر میرا باپ بھی آئے تو اندر نہ جانے دینا ورنہ مین تم سب کو بہت سا ذلیل کرونگا اور یہانسے طرف ہیکلان کے کوچ کر دیا خواجہ عمرو یہ دیکھ کر طرف اپنے لشکر کے چلے فرامرز و لندھور جو چلے قریب دو منزل کے مغرب تھا کہ ایک صحرا مین پہونچے لندھور کو نہایت رنج ہی مقام نہین کرنے دیتا کہ اس عرصے مین ابر آیا اور مُنھ برسنے لگا اب مقام کیا ایسا پانی برسا کہ رات ہوگئی مارے سردی کے سب کا بُرا حال ہوا ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے جو جہان ہی وہ وہین رہگیا اور سب خیمون مین پانی بھر گیا مگر ملکہ مہران کو بڑا صدمہ ہی کہ پھر اُسی بلا مین پھنسونگی افسوس صد ہزار افسوس شعلہ نے جو دیکھا کہ مُنھ برس رہا ہی اور بجلی چمک رہی ہی کہا بی بی خدا نے پھر تم پر رحم کیا تمھاری دعا سے پانی برسا اور اسقدر سردی ہی اب چُپکے سے سوار ہو کر کسی طرف نکل چلو یہ سُن کر ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین وزیرزادی کو ہمراہ لیکر باہر خیمے کے نکلین اور سوار ہو کر ایک جانب روانہ ہوئین صبح ہوتے ہی

منھ بھی کھل گیا زمین سخت ملنے لگی اب جو ملکہ نے دیکھا ایک بڈھا زمیندار کھیت پر کھڑا ہی ملکہ کو جو دیکھا تو
عاشق ہو گیا شعلہ نے سامنا کیا اور پوچھا کہ یہ جگہ کسکی عملداری مین ہی اُسنے کہا کہ آپکو نہین معلوم
یہ سرحد گلشن حصار ہین ہی قباد دہیان کے مالک ہین صاحبقران کے فرزند دلبند آپ چلیے میرا
مکان حاضر ہی ملکہ مہران نے کہا تیرے کوئی ہی اسنے کہا ایک جورو اور دو بیٹے ہین ملکہ مہران نے
کہا کہ اُسکو جاکر طلاق دو اور بیٹون کو گھر سے نکالدو بڈھا دوڑا ہوا گھر مین آیا جورو کھانا پکارہی تھی
کہا اری کھانا تیار ہوا اُسنے کہا ابھی تو سویرا ہی کھانا کیسا بڈھے نے کہا مین نے تجھے طلاق دی عورت
اُسکی کہنے لگی کہ نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی کہ بُڑھاپے مین طلاق دیتا ہی بڈھا دوڑا ہوا کھیت پر آیا ملکہ
کو نہ پایا سڑی ہو گیا ناچنے لگا کہتا تھا آئی تھی چلی گئی پری تھی پر نہ تھی بیٹون نے جو آکے ماں کو دیکھا کہ
چولھا اوندھا دیا ہی بیٹھی رو رہی ہی پوچھا ای مادر مہربان خیر تو ہی کہا تمھارا باپ مجھکو طلاق دے گیا دونون
یہان سے چلے جاکر باپ کو پکڑ کر گھر مین لائے بڈھے نے چاہا کہ پھر جورو سے نکاح کرون جورو نے کہا کہ دور کرو
نگوڑے کو مجکو بے خطا طلاق دی اب مین اسکے پاس نہ رہونگی یہان ملکہ مہران گلشن حصار مین جو
پہونچین پتے تو سارے زمیندار سے پوچھ لیے تھے دروازے پر قباد کے آکر کھڑی ہوئین دربانون نے ڈیوڑھی
کے دیکھا کہ دو عورتین ایسی حسین و جمیل کھڑی ہین کہ جس سے وہ جگہ نورانی ہو رہی ہی ملکہ مہران نے
نگہبانون سے کہا کہ قباد کو ہماری خبر کرو وہ کہتے ہین کہ ہمارے گھر چلو شعلہ نے جھلا کر کہا کہ جاکر کہو
ملکہ مہران حاضر ہین وہ سمجھ جاوینگے محلدار نے جاکر کہا کہ ملکہ مہران معشوقۂ لندھور در دولت پر
حاضر ہی ماہ مغربی نے جو سُنا قباد سے کہا کہ صاحب تم تو کہتے تھے کہ مجھے کسی سے واسطہ نہین اب مجھسے کیون
چھپاتے ہو مین مکان خالی کرا دون اُس مین بلالو قباد قسمین کھاتے ہین ماہ مغربی بگڑی ہوئی ہی کہ
محلدار پھر پوچھ کر آئی کہا حضور وہی معاملہ ہی قباد نے کہا بلالو ملکہ مہران فیل زور اندر آئین
قباد کو اور ماہ مغربی کو سلام کیا قباد نے حال پوچھا ملکہ مہران نے کُل حال بیان کیا کہ صاحبقران
کو عین گرمی جنگ مین کھینچ لے گیا مینھ کا برسنا اور اپنا نکل آنا زمیندار کا عاشق ہونا اور اُس سے
فقرہ کرنا یہ سب حال بیان کیا قباد نے مہران کی بڑی خاطر کی ماہ مغربی سے کہا کہ اب تو سمجھین
اور وہان جو صبح ہوئی پانی موقوف ہوا لندھور کو ملکہ مہران کا خیال آیا فرامرز سے کہا کہ ملکہ کی
خبر تو منگواؤ یہان لوگ جو آئے دروازے پر شعلہ کو پکارا اور کہا کہ ہم آتے ہین جب جواب نہ آیا
تو اندر آئے کسی کو نہ پایا یہ خبر لندھور کو ہوئی لندھور نے کہا کہ ای فرامرز تو نے بڑا غضب کیا ملکہ
کو کھو یا فرامرز کو بھی رنج ہوا لندھور کے طعنہ دینے کا بڑا اقلق ہی اپنے عیار کو حکم دیا کہ جاکر مہران
کو تلاش کرو یہ جو نکلا گیلی زمین پر مرکب کے سم کے نشان پائے اُسی پر وہ عیار وہان آیا کہ جہان زمیندار تھا
اُسی طرح دیوانہ وار بک رہا ہی بیٹے جو سمجھاتے ہین تو جواب دیتا ہی کہ تمھاری ماں بڑھیا ہو گئی اب اُس سے
گھر کا کام نہین ہو سکتا عیار نے اُسکے بیٹون سے پوچھا اُنھون نے کہا دو عورتین آئی تھین بس عیار سمجھ گیا
کہ وہی ہونگی اور گلشن حصار کی سرزمین بھی ملی اندر شہر کے آیا لوگون سے سارا حال پوچھا سب حال
دریافت کرکے پھرا اور فرامرز سے آکر کہا بس فرامرز مارے غیرت کے تنہا اُس عیار کو ہمراہ لیکر گلشن حصار
مین آیا اور عیار سے کاغذ منگوا کر عرضی واسطے قباد کے لکھی اور سارا حال ملکہ مہران کا اُسمین تحریر کیا

اور اُس عرضی کو قباد کے پاس بھیجا قباد نے عرضی پڑھ کر جواب لکھا کہ ای فرامرز تم بہادر ہو اگر کوئی تمھارے دامن مین آکر چھپے تو تم دے دوگے اسکا جواب ہمکو لکھو تو ہم جواب صاف دین فرامرز کے پاس جو یہ جواب پہونچا پڑھ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا بجا ارشاد فرماتے ہین کون ایسا ہی کہ جو کوئی دامن مین پناہ لے اور بہادر دشمن کو حوالے کر دے خیر سمجھ کر پھر لکھونگا ایک نخل کے سائے مین فرامرز بیٹھا ہی خود بخود باتین کر رہا ہی کہ اسکے لشکر کی آمد شروع ہوئی ہلال زرین تاج کُل فوج سے آکر پہونچا اور کہا کہ ای فرزند تم نے قباد کو لکھا قباد نے کیا جواب دیا یہ بتاؤ کہ ہیکلان کو کیا جواب دوگے فرامرز نے کہا کہ ای باپ سپاہ گری بہت نازک مقدمہ ہی قباد نے ایسا فقرہ لکھا ہی کہ جسکا مین جواب نہین دیسکتا یہ ذکر تھا کہ لندھور بھی آکر پہونچا لندھور نے کہا کہ ای فرامرز مین بھی خبر پا چکا کہ مہران قباد کے پاس ہین تمنے کوئی نوشتہ بھیجا تھا اُسکا قباد نے کیا جواب دیا فرامرز نے کہا وہ فقرہ لکھا ہی کہ جسکا جواب خاموشی ہی لندھور نے کہا کہ تم کنارے ہو جاؤ مین ملکہ مہران کو لے لونگا فرامرز نے کہا کہ تم جانو مین تمھارے مقدمے مین دخل نہ دونگا لندھور نے کہا کہ مجھکو تیری کیا پرواہ ہی تو کہان تھا جب مین لشکر حمزہ سے لڑا یہ کہکر لندھور نے طبل جنگی بجوا دیا یہ خبر قباد کو ہوئی سہیل سے کہا کہ تمھارے یہان بھی کوئی نقارہ ہی سہیل نے کہا حاضر ہی قباد نے کہا تو اُسکو بجوا دو یہ کہکر قباد شہریار اندر آئے سہیل نے سب کو جمع کیا کہا یارو رستم و افراسیاب باقی نہ رہے نام ہی اُنکا رہگیا تمھارا بھی نام ہوگا ایسے لڑو کہ لندھور کے دانت کھٹے کر دو سب نے کہا کہ ہم سب حاضر ہین جان اپنی قباد پر نثار کرینگے اور وہان قباد اندر آئے ملکہ نے جو صدائے طبل جنگی سُنی عجب حال ہوا کہنے لگین کہ ای شہریار یہ کیا ہنگامہ ہی قباد شہریار نے کہا کہ صبح کو ظاہر ہو جائیگا ملکہ ماہ مغربی یہ سُنکر رونے لگین اور کہا کہ ای شہریار مین تو آپ سے محبت کر کے عجب آفت مین پھنسی میرا تو یہ حال ہی زندگی محال ہی **نظم**

اشک اُمڈے تہِ دامن سے ٹپک کر باہر
قعرِ دریا سے نکل آئے شناور باہر

اسقدر جوشِ محبت سے گلو نے کھینچا
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دمِ خنجر باہر

خلعتِ مرگ مین بھی تنگ دلی ای قاتل
پاؤن ڈھانکے جو کفن سے تو رہا سر باہر

جذبِ مشتاقِ شہادت کو نظر کر ظالم
اُگل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر

خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہی صبا
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر

نہ ملا حضرتِ دل کا تو پتہ وقتِ شگاف
نکل آئے مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر

کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
وحشتِ دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر

خوفِ آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی تسیم
طفلِ اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

قباد ملکہ کو سمجھا رہے ہین صبح کو ملکہ سے رخصت ہو کر اور وصیت کر کے کہ تم دعا کرنا یہ کہکر باہر آئے تخت پر سوار ہوے قلعے سے باہر نکلے اُدھر لندھور ہندیون کو لیکر آیا ادھر فرامرز اپنے مغربیون کو لیکر الگ کھڑا ہوا باپ نے کہا کہ بیٹا ہیکلان کو کیا جواب دوگے فرامرز نے کہا کہ مقدمہ سپاہ گری بہت نازک ہی لندھور سات لاکھ فوج سے تیس ہزار فوج پر چڑھ آیا ہی اور قباد کی جرأت دیکھو تیس ہزار جوان سے نکلا ہی ایسے بہادر میری نگاہ سے نہین گذرے اور لندھور ایسا نامرد نہین دیکھا قباد شہریار

تیس ہزار سوار ساتھ لائے اور جو نامرد اور بزدلے تھے اُنکو قلعے مین چھوڑ آئے اور دروازہ بند کرا دیا اب
لندھور میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ کیون قباد آخر بارگاہ نہ دی یہ انجام ہوا خیر اب بارگاہ نہین
چاہتا ملکہ مہران کو مجکو حوالہ کر دو نہین تو مقابلہ کرو قباد شہریار نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہون کہ صحرا سے
گرد اُٹھی تمام صحرا تاریک ہو گیا دیکھا تو نوشیروان و ہیکلان و سکندر مع لشکر آئے فرامرز واسطے
استقبال کے چلا لندھور نے جو یہ دیکھا کہ نوشیروان آگیا سوچا بدون حکم نوشیروان کیونکر لڑون
لندھور بھی چلا پہلے فرامرز سامنے نوشیروان کے آیا آج نوشیروان اور بختک نے بھی فرامرز کو
دیکھا بختک نے حال پوچھا فرامرز نے سارا حال بیان کیا قباد کا آنا اور لندھور کا سامنا کرنا پھر کہا کہ
ملکہ مہران قباد کے پاس چلی آئی ہین بختک یہ سُنکر خوب ناچا اور صلوات پڑھنے لگا اور یہ اشارہ
لوگون سے پوچھا کہ ہیکلان اور سکندر کی کوئی بیٹی یا پوتی ہی کیونکہ گلشن حصار مین سکندر کی
عملداری تھی اب قباد یہانکے حاکم ہین اور وہ سہیل کیا ہوا فرامرز نے کہا وہ چالیس ہزار جوان
سے مسلمان ہوا اب وہ قباد کے ساتھ لڑنے آیا ہی بختک چہ گوئیان کرنے لگا سکندر بہت بگڑا
کھسیانا ہوا بختک کو بُرا کہنے لگا کہ اس عرصے مین لندھور بھی آیا نوشیروان اور ہیکلان سے فرامرز
کی شکایت کی اور کہا اِسنے ایسا کچھ کیا جب اسکے قبضے مین ملکہ مہران آئی تھین اِسنے مجکو
ایک نگاہ دیکھنے نہین دیا مین تڑپتا رہگیا فرامرز نے کہا اے شاہ یہ تو میرے کہنے پر نہ رہا مین کیا کرون غرض
سب مل کر نوشیروان کو لے چلے لندھور نے پھر بختک سے بھی فرامرز کی شکایت کی کہ اس نے
مجکو تباہ کیا بختک نے کہا کہ اے لندھور چلو خوب ہوا مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ مگر
بختک ایک ایک سے پوچھ رہا ہی آخر معلوم ہوا کہ ماہ مغربی دختر سکندر قباد پر عاشق ہوئی اور
قباد کو چُرا کر گلشن حصار مین لائی نوشیروان سے بختک نے سب حال بیان کیا مگر سکندر خوب
بگڑا کہا او بختک تو دیوانہ ہوا ہی جو چاہتا ہی وہ کہنے لگتا ہی بختک نے کہا مین نے سچ کہا ہی تمہارا تو
شہر چھن گیا اور سب مسلمان ہو گئے آخر شہر تو اپنا لو گے سکندر خاموش ہو رہا اور فرامرز کا حال جو بختک
نے سُنا بہت سی تعریف کی کہا ظاہر ہی کہ یہ جوان مسلمانون کے لائق ہی فرامرز نے بختک کو کہا کہ یہ کون
صاحب ہین جو چاہتے ہین وہ کہ رہے ہین لوگون نے کہا کہ یہ سگ سپید کی اولاد مین ہی وزیر اعظم نوشیروان
ہی غرض بارگاہ نوشیروان کی برپا ہوئی شام بھی ہو گئی فرامرز نے کہا کہ اب تو رات ہو گئی لڑائی
موقوف رہی قباد پلٹ کر قلعے مین آئے اور آکر ملکہ سے کہا کہ دیکھا تمنے خدا نے کیا صورت پیدا کی چرچے
ہونے لگے کہ آج تو نہین صبح کو دیکھیے گا کہ کیا ہوگا لندھور نے پھر طبل جنگی بجوایا صبح کو لندھور اپنے
ہندیون کو لیکر میدان مین آیا اور فرامرز اپنے سات لاکھ مغربیون کو لے کر الگ ہو گیا لندھور
کو بُرا بھلا کہ رہا ہی اور اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ اگر قباد پر کوئی افتاد پڑی تو مین شریک
قباد ہونگا باپ اسکا منع کرتا ہی کہ بیٹا ہیکلان سے مجکو خجالت ہو گی آپس کا حقہ پانی اُٹھ جائیگا
فرامرز نے نہ مانا الگ ہی کھڑا رہا لندھور پھر نکلا قباد نے تخت رکھوا کے مرکب مانگا ہی کہ صحرا سے
پھر گرد اُٹھی دیکھا کہ علمشاہ اور کرب غازی گھوڑون کو بگٹٹ ڈالے چلے آتے ہین علمشاہ نے
آتے ہی بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا قباد نے کہا بھائی صاحب آپ کا آنا بہت مناسب ہوا اب

اپنی بھاوج سے خبردار رہیے گا علمشاہ نے نہ مانا مرکب چھیڑ کے سامنے لندھور کے آئے لندھور نے
کہا کہ او شہدے تو پھر آیا علمشاہ نے کہا کہ او نمک حرام تیری اجل میرے ہاتھ سے ہی کیونکر نہ آتا لندھور
خفا ہوا علمشاہ نے جو مرکب کو گدگدایا مرکب نے ایک پاؤن مستک پر اور ایک آنکھ پر ہاتھی کی
رکھا ہاتھی نے گھبرا کر سر ہلایا علمشاہ کا مرکب اُٹھا لندھور نے گرز مارا علمشاہ نے رد کیا لیکن ذرا
سی ہوا لگ گئی علمشاہ کا کلہ اور رخسارہ سرخ ہوگیا علمشاہ نے تلوار ماری لندھور نے گرز پر
روکی روک کر ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ زخمی ہوے کرب غازی کو تاب نہ آئی آکر لندھور کو تلوار ماری
لندھور کا ہاتھ زخمی ہوا لندھور نے کرب غازی کو بھی زخمی کیا قباد نے چاہا کہ جاوین کہ نعرہ
مالک ہوا مالک نے لندھور کو نیزہ مارا کہ ہودے کو توڑ کر ران کے پار نکل گیا لندھور نے جو ہاتھ
تلوار کا مارا مالک بھی زخمی ہوے کہ دوسری طرف سے عمرو بن حمزہ کا نعرہ ہوا انکی جو تلوار پڑی تو
لندھور کا شانہ خوب کٹا عمرو بن حمزہ بھی آخر کو زخمی ہوے قباد بھی سوار ہو کے چلے پھر تو سہیل
بھی اپنے لوگون کو لیکر آیا ہندیون سے تلوار چلنے لگی بہرام اور جمہور عین وقت پر آگئے اب تو
سب سردار جمع ہوگئے نوشیروان دیکھ کر گھبرایا بے ساختہ کہا کہ ملکجی طبل بازگشت بجوا دو جب قباد چلے
فرامرز بھی اپنے لوگون کو لیکر چلا تھا کہ قباد کا شریک ہون آدھی دور آیا تھا کہ طبل بازگشت بجگیا
فرامرز کا حال نہ کھلا لوگون نے جانا کہ لندھور کی حمایت کو جاتا تھا لیکن قباد سبکو لیکر قلعے مین آئے
زخمون مین ٹانکے دلوائے قباد نے علمشاہ سے کہا کہ اپنی بھاوج کے پاس جاؤ علمشاہ نے کہا کہ
ای شہریار مین زخمی ہون عورت کے سامنے کیونکر جاؤن عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ علمشاہ نے سچ فرمایا
پہنچی نہ گئے یہ سب خبرین جاسوس لیکر طرف بارگاہ نوشیروان کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ نوشیروان
تخت پر بیٹھا ہی ایک طرف ہیکلان اور سکندر بیٹھے ہین لندھور بن سعدان دنگل شوکت پر بیٹھا
جھوم رہا ہی بختک نے ذکر کیا کہ ای دارائے ہند اب کہو کیا ہوگا سکندر بہت کھسیا اور کہا کہ
یہ حرامزادہ مجھپر آوازہ کستا ہی ای سکندر افسوس کی بات ہی کہ تیرے بھی دھبہ لگا لندھور سے کہا آپ
مین خود مقابلہ کرونگا لندھور نے کہا کہ مین ایسا کچھ زخمی نہین ہون مین خود ہی موجود ہون یہ کہہ کے
طبل جنگی بجوادیا قباد کو خبر ہوئی ادھر بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا صبح کو ارادہ ہوا کہ طرف میدان کے چلین
علمشاہ نے قباد سے کہا کہ ای شہریار جو مین عرض کرون وہ قبول ہو یعنے آپ قلعے سے باہر جائین اور
دروازہ کھلا اور مین پیچھے بیٹھونگا جب وہ ہندی اندر آئیگا پہلے مین مقابلہ کرونگا پھر آپکو اختیار
ہی کرب غازی نے کہا کہ ای شہریار مین بھی ایک طرف بیٹھونگا اب قباد دلمین سوچے کہ یہ مقدمہ
ناموس ہی اگر نہین مانتا ہون تو یہ بھائی ہین ایسے سرفروش کہان ملین گے ہر وقت جان دینے پر آمادہ ہین
کہ ہمیشہ سینہ سپر رہتے ہین غرضکہ علمشاہ اور کرب غازی صحنچون مین آکر بیٹھے قباد شہریار تخت
پر سوار ہو کر چلے ہمراہیان سہیل پیچھے ہین ادھر نوشیروان وغیرہ سب آئے ہین لشکر جانبین کے
جمے ہوے ہین لیکن بختک نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا ای دارائے ہند آج مشکل معلوم ہوتی ہی سکندر
نے کہا مجکو بھی تو فکر ہی کہ قلعہ لون قلعہ ہی ہاتھ آجائے بختک نے کہا قلعے کا ملنا دشوار ہی آج نیا رنگ
ہی لندھور نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مین جاکر قلعہ لیتا ہون فرامرز عاد مغربی مسلح و مکمل ہو کر ایکطرف

کھڑا ہی باپ سے کہہ رہا ہی کہ دیکھیے قباد پر کس طرح کی سختی ہی مگر کس زور و شور سے آیا ہی قلعے سے باہر نہین نکلے مگر پھاٹک کھلا ہی لندھور کی سراسر بے ایمانی ہی چاہیے تھا دو چار روز تامل کر کے طبل جنگی بجواتا لیکن لندھور تابو پرست ہی غرضکہ لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا اول وسط میدان مین آیا خوب نیزہ ہلایا اپنا نام لیا نعرہ کیا ہاتھی کو بڑھاتا ہوا چلا جب سامنے پھاٹک کے پہونچا آواز آئی کہ او ہندی بے حیا اس طرف آ لندھور نے سر اُٹھایا رستم کو دیکھا کہ ڈانٹ رہے ہین کہ او نمکحرام اس طرف تو آ تجکو حال جرأت کھل جائے لندھور اُدھر پلٹنے لگے تھے کہ دوسری طرف سے آواز آئی کہ او نمکحرام اس طرف تو آ اب لندھور اِدھر پلٹا دیکھا قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار پٹیان زخمون پر چڑھی ہوئین بیٹھا جھوم رہا ہی لندھور اِدھر پلٹا کہ پھر آواز آئی او نمکحرام اِدھر آ لندھور رستم پر جا پڑا کرب غازی نے گالیان دینا شروع کین کہ او بے حیا اس طرف نہین آتا اب لندھور عجب خرابی مین ہی جو اِدھر پلٹتا ہی تو اُدھر سے آواز آتی ہی اُدھر چلتا ہی تو اِدھر سے آواز آتی ہی کہ او نمکحرام ادھر تو آ لندھور اس کشاکش مین ہی اُدھر سامنے قباد پکار رہے ہین لندھور کو کچھ بن نہین پڑتا دیوانہ وار وحشی مثال کبھی طرف علمشاہ کے جاتا ہی کبھی کرب غازی کی طرف متوجہ ہوتا ہی بختک بہت حیران و پریشان ہی جو لوگ کہ قریب بیٹھے ہین اُن سے کہہ رہا ہی کہ دیکھو لندھور عجب آفت مین ہی آخر کیا کرے کدھر جائے دروازہ کھلا ہی لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا دروازے مین آیا علمشاہ نے للکارا کہ او بے حیا کہان جاتا ہی لندھور پھر اکہا او شہدے مین آتا ہون کہ کرب غازی نے کہا او نمکحرام کہان جاتا ہی بس لندھور اسطرف پھرا کہا او دربان بچے کیا بکتا ہی بین وہین آتا ہون آکے بدزبانی کی سزا دیتا ہون کرب غازی نے جب بہت کچھ کہا تو لندھور ناچار ہوا جدھر پلٹا دوسری طرف سے آواز طعن و تشنیع کی آنے لگی لندھور ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی علمشاہ نے جو سخت و سست زیادہ کہا لندھور نے لپک کر ہاتھ تلوار کا مار دیا زخم سر رستم چہارہ ہوا تلوار کھاکے علمشاہ نے بھی ہتکٹی کا ہاتھ مارا کہ لندھور بھی زخمی ہوا کرب غازی نے جو تلوار ماری لندھور کا ماتھا زخمی ہوا قباد بھی سامنے کھڑے تھے لندھور کے ہمراہیون کو ہمراہیان سہیل نے گھیر لیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی اُسنے کہلا بھیجا کہ اے لندھور لڑتے ہوے باہر نکل آؤ ایسا نہو کہ وہان سب گھیر کر تمھارے دشمنون کو مارلین قباد بھی اپنے لوگون کو لے کر پہونچے تلوارین مارتے ہوے چلے لندھور کا ہاتھی بیچ مین لے لیا علمشاہ اور کرب غازی نے اپنے تئین گھوڑون پر بندھوا دیا لڑتے ہوے باہر نکلے لندھور بھی لڑ رہا ہی چاہتا ہی قباد پر جا پڑون کہ بہرام گرد کا نعرہ ہوا کہ او لندھور کہان جاتا ہی یہ کہہ کر لندھور پر تلوار ماری پھر جمہور اور سلطان سعد کا نعرہ ہوا کہ زنگ کی آواز آئی سب نے دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین اور ناموس صاحبقران ساتھ ہین خواجہ عمرو نے جو تلوار چلتے دیکھی مہرنگار کو خبر کی کہا آپ قلعے مین جاوین مین قباد کو لیکر آتا ہون جب نوشیروان نے دیکھا کہ کل لشکر صاحبقران کا آگیا بختک سے کہا کہ طبل امان بجوا دے نہین تو سرداران نامی صاحبقران کے لندھور کو زندہ نہ چھوڑین گے بختک نے جلدی سے طبل بازگشت بجوا دیا خواجہ عمرو قباد کو لے کر قلعے مین آئے اُدھر نوشیروان لندھور کو لے گیا یہان ملکہ مہرنگار کئی ہزار خواصون سے اُتریں مگر خوشی خوشی کہ خدا نے مجھے قباد کی دُلھن دکھائی مہران نے بھی آکے مجرا کیا کل حقیقت سُنی قباد کو بُلوایا

قباد نے کہا ملکہ ماہ مغربی کو ہٹا دو تو مین آؤن مین مادر مہربان کو کیا جواب دونگا غرض قباد بھی آکے ملے یہان تو نذر و نیاز و خوشیان ہونے لگین جب کئی دن گذرے بختک نے پھر لندھور کو چھیڑا کہ ای رستم ہند اب کیا ہوگا سکندر سوچا کہ یہ مجھپر طعن کرتا ہی کہا او حرامزادے تو ایسی باتون سے باز نہین آتا اپنی ہی کہے جاتا ہی بختک نے کہا آخر ای شاہ اب کیا ہوگا فقط صاحبقران کا آنا باقی ہی سکندر نے کہا مین تو موجود ہون بختک نے کہا آپ کیون برا مانتے ہین یہ مصیبت ہمارے شاہ پر بھی پڑ چکی ہی یہ جو شیر لڑ رہا ہی قباد شہریار ہمارے شاہ کا نواسا ہی کوئی اس سے بہتر نہین فرامرز نے کہا مسلمان جو ہی بختک نے کہا کیا مضائقہ ہی سکندر نے تلوار پر ہاتھ ڈالا بختک نے سر جھکا دیا سکندر نے ایک ٹھوکر ماری کہ کلاہ اسکی دور جا کر گری بختک نے کہا کہ لات جوتی تو مین ہمیشہ سے اٹھاتا ہون یہ کہکر کلاہ اٹھا کر پہن لی قدمون پر گر پڑا کہتا تھا کہ ای شاہ مجھپر خفا نہ ہو جسے مین نمک صحبت ہون اصل بات کہتا ہون آپ لوگ میری بات کو طعن سمجھتے ہین

دو کلمۂ داستان لندھور کا پھر طبل جنگی بجوانا سلطان سعد کا زخمی ہونا اور جنگ مغلوبہ مین قباد کا گرفتار ہونا اور عقابین پر باندھنا عمرو کا عیاری کرنا اور صلاح بختک سے عقابین قباد لیکر لندھور کا قلعے پر جانا قباد کا فرامرز کو واسطے ناموس کے وصیت کرنا فرامرز عاد مغربی کا لندھور بن سعدان کو روکنا پنجے کا قباد شہریار کو لے جانا اور پھر قباد شہریار کا اپنے لشکر مین آنا

لندھور نے جو دیکھا کہ مین اچھا ہون نوشیروان سے کہکر پھر طبل جنگی بجوایا یہ خبر قباد کو ہوئی انھون نے بھی عمرو سے کہکر طبل جنگی بجوایا ملکہ مہرنگار نے جو آواز طبل سکندری کی سنی کہا کیا صاحبقران آگئے عمرو نے کہا کہ صاحبقران تو نہین آئے دوبارہ لندھور نے طبل جنگی بجوایا مہرنگار نے کہا کہ ای نور نظر مناسب ہو تو قلعہ بند کر لو قباد نے کہا کہ ای مادر مہربان یہ ہتک مین کبھی گوارا نہ کرونگا ملکہ مہرنگار نے کہا مان واری تم بادشاہ ہو تمکو نہین چاہیے کہ کس و ناکس سے لڑو اب تو تمھارے ملازم بھی آگئے انکو بھیجنا قباد شہریار نے کہا کہ بہت اچھا غرض دونون لشکر صبح کو میدان کارزار مین آئے لندھور نکلا اور پکار کر آواز دی کہ اے قباد کسی کو بھیج یہ سنتے ہی سلطان سعد نکلے قباد سے رخصت مانگی قباد سوچنے لگے عمرو بن حمزہ نے آگے عرض کی کہ اسکی عزت حضور کے ہاتھ ہی اب تو یہ نکلا ہی سب کا نام ہوا اسکا بھی نام ہو قباد نا چار ہو کے اجازت میدان دی سلطان سعد برابر لندھور کے آئے مرکب کو جو گدگدایا مرکب نے مستک پر ہاتھی کی قدم رکھے ہاتھی نے سر ہلایا لندھور نے کہا کہ او سلطان سعد تو نے بھی شہدون کا ساتھ دیا حمزہ میری کسقدر خاطر کرتا تھا مین بجائے تیرے دادا کے ہون سلطان سعد نے کہا بہت بجا ہی اب تو تو نمک حرام ہی تجکو شرم نہین آتی کہ اپنے ہی منھ سے میان مٹھو بنتا ہی اپنے ہندیون سے تو پوچھ کہ سب تجکو لعنت کرتے ہین اور بُرا بھلا کہتے ہین لندھور نے جو یہ سنا ہاتھ تلوار کا مارا سلطان سعد نے سپر پر روکا سپر کو کاٹ کر تلوار تا دماغ پہونچی عمرو بن حمزہ نے جو اپنے فرزند کا یہ حال دیکھا آنکھون مین خون اتر آیا فرزند کے بچانے کو چلے ایک طرف سے

علمشاہ چلے بہرام د مالک وجمہور بھی چلے لندھور کو گھیر لیا آج آپس مین صلاح کی کہ اسکے ٹکڑے اڑائین
نوشیروان اور ہیکلان نے بھی لشکر کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ایسی
جنگ ہوئی کہ دونون طرف کے لاکھون آدمی مارے گئے لندھور بھی زخمی ہوا ہاتھی بھی چور چور ہو گیا قباد
جو کھڑے تھے خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھا کر چلے ساتون صفون کو چیر کر برابر نوشیروان کے پہونچے مگر
نوشیروان کو نوبختک نے بچا لیا فیلبان نے بوڑی مرکب کو ماردی قباد مرکب سے جدا ہوے لیکن
نوشیروان نے پکار کر آواز دی کہ جانے نہ پائے گلیم گوش کئی سو عیارون سے آیا قباد شہریار کو کمند دن
مین پکڑ لیا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوا دیا اب سب پھرے قباد شہریار اپنے لشکر مین نہ آئے مگر مرکب
انکا یعنی خنگ سیاہ قیطاس زخمی ملا قلعے مین ایک کہرام برپا ہوا آخر کو معلوم ہوا کہ گرفتار ہو گئے ادھر
بختک نے کہا کہ یہان قید قباد نہ رہ سکیگی ہیکلان نے کہا کیون بختک نے کہا کہ شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ ضمری نامدار موجود ہین وہ لے جاوینگے ہیکلان نے کہا کیا مجال بختک نے کہا کہ جب وہ
آوینگے تو ہم دیکھینگے کہ اُن کو کون روکتا ہی سب مُنھ دیکھ کر رہ جاوینگے مگر یہ تدبیر ہی کہ قباد کو پنجرے
مین بند کرو عقابین پر چڑھا دو یہ کہکے ایک کاغذ نکالا اُسکو بصورت عقابین کتر اکہ سامنے تو خندق کھدی
ہوئی اُس طرف خندق کے لٹھا گڑا ہوا کہا اسطور پر بنا کر تیار کرو اور وہان لوگ بہانے نگہبانی بیٹھین اور چوکی پہرا
خوب رہے نہین تو عمرو خیمے مین آکر ضرور لیجائیگا غرضکہ جو نمونہ کاغذ کا بختک نے کترا تھا اُسی طرح سے
خندق وغیرہ بنکر تیار ہوئی ایک لٹھا بھی اُسپار گاڑا گیا بختک بھی اُسی لٹھے کے نیچے بیٹھا ہیکلان اور
سکندر بھی تیر وکمان لیکر موجود ہوے اور تمام فوج کو لیکر بیٹھے اور پنجرہ قباد کا اُس لٹھے مین لٹکایا گیا
وہان خواجہ عمرو نے قلعہ بند کر لیا لوگ بند نہ کرتے تھے خواجہ عمرو نے کہا جلد بند کرو وہ باتین قباد کے
ساتھ گئین آخر قلعہ بند کر لیا اب خواجہ عمرو رات کو وہان آئے جہان قباد عقابین پر پنجرے مین قید تھے
عمرو نے خوب خوب ذہن لڑایا جب کوئی عیاری ہاتھ نہ آئی قلعے کی طرف پلٹ آیا تیسرے دن جو گیا اُسیطرح
لوگون کو بیٹھے ہوے دیکھا آخر مجبور ہو کر خواجہ عمرو نے ایک پتلہ بانس کا بنایا نیچے اُسکے پہیے لگائے اور اُنمین
تار باندھا ایک ٹیکرے پر بیٹھ کر اُسکو نکالا جیسے پتلیان نچاتے ہین ایک خواص نے کہ پیچھے بختک کے
بیٹھا تھا اشارہ کیا کہ وہ دیکھیے کوئی جھانک رہا ہی بختک نے گلیم گوش عیار کو بلایا کہا وہ دیکھو عمرو
جھانک رہا ہی گلیم گوش نے تیر مارا خواجہ عمرو نے اُس پتلے کو اُچھالا اور اُچھال کر اُس خندق مین جلدی
سے گرا دیا سب نے کہا وہ مارا تلوارین لے کر دوڑے خندق مین تلوارین اور نیزے مارنے لگے خواجہ
خندق فرا کر ادھر آئے اب جو جست کی پنجرے پر آئے قباد سے کہا کہ ای شہریار کچھ کھانا لاؤن مہرنگار
کا عجب حال ہی آپ کو لیے چلتا ہون قباد نے کہا ای خواجہ مین بادشاہ ہون میرے واسطے ہتک ہی
کہ زنبیل مین بیٹھ کر جاؤن جب پروردگار چاہیگا رہا ہو جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا کھانا تو کھائیے کلچے
نکال کر عمرو نے دیے اور اُن سب نے تیر وتلوار ونیزے پتلے کو خوب مارے جب سمجھے کہ یہ مر گیا ہوگا اب
جو باہر نکالا بانس کا ڈھانچا دیکھا بختک نے کہا ارے دیکھو وہ ضرور پنجرے پر ہوگا نہین تو اس عیاری سے
اُسکو کیا فائدہ تھا اب جو سب نے پنجرے پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ عمرو پنجرے پر ہی اب قباد حیران ہوے
کہا کہ ای عمر نامدار کیونکر جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تو چلا جاؤنگا خواجہ نے یہ کہکر ایک لاٹھی مین

کملی باندھی اور اپنی صورت کا ایک پتلہ اُسمین باندھ دیا اور ہلانا شروع کیا جس طرف اُسکو ہلاتا ہو اُسی طرف لوگ دوڑتے ہین کہ ایسا نہ ہو کود پڑے اور نکل جائے جب خوب سب کو تھکا چکا ایک طرف وہ پتلہ پھینکا سب لوگ اُسپر گرے عمرو دوسری طرف سے کود اپیچھے سے آکر بختک کو دھول ماری پگڑی لیکر گلیم گوش کو تھپڑ مار کے نکل گیا سب شرمندہ ہو کر پھرے بختک نے کہا حضرت عمرو نے آج تو تمکو ذلیل کر ڈالا اسکندر وہیکلان سے کہا کہ آپ نے دیکھا اگر مین نہ ہوتا تو عمرو قباد کو لیجاتا مجھے یہی خوف رہتا ہو مگر ایک نہ ایک دن کوئی ایسی عیاری کریگا کہ قباد کو لیجائیگا ایک تدبیر مین نے سوچی ہو اگر وہ مناسب ہو تو کیا عجب ہو کہ قلعہ فتح ہو جائے اِدھر خواجہ عمرو نے آکر یہ سب حال مہر نگار سے کہا ملکہ مہر نگار پیٹنے لگین کہا بھیا قباد کو کیون نہ لائے خواجہ عمرو نے کہا وہ خود نہ آئے انشاء اللہ اب آئین گے یہان بختک نے لندھور سے کہا کہ اب مین تمکو قلعے کے اندر بھیجے دیتا ہون نوشیروان نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہو بختک نے کہا طبل جنگی بجوائیے بتا دونگا آخر نقارۂ رزمی دونون لشکرون مین بجے بختک نے لندھور سے کہا کہ ایک ہاتھ مین گرز لو اور دوسرے ہاتھ مین پنجرہ قباد کا لو جو کوئی گولہ مارے اُسی پر رکھو پھر کوئی گولہ مارنے کا ارادہ نہ کریگا نوشیروان وہیکلان یہ سُن کر خوش ہوے لندھور پنجرہ قباد کا لیکر ہاتھی پر سوار ہوا اور چلا خواجہ عمرو نے قلعے پر سے دیکھا یا تو مہتاب لیے بیٹھا تھا کہ توپین داغون اب جو دیکھا کہ پنجرہ قباد کا ٹھٹے پر لٹکا ہوا الندھور اُسکو بغل مین دبلئے آتا ہو خواجہ عمرو بے اختیار ہو کر رونے لگے کہا مین سمجھا یہ صلاح اُسی پاجی کی ہو حقیقت مین بختک ایسی ہی سوچتا ہو کہ جسکا توڑ نہ ہو سکے دیکھو تو بے حیا نے کیا تدبیر کی ہو سب سے کہا دعائین مانگو سبھون نے سر کھول دیے اور ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیے پکار رہے ہین کہ ای کارساز و ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر رباعی شاہا ز کرم برمن درویش نگر ٭ بر حال من خستہ و دل ریش نگر ٭ ہر چند نیم لایق بخشایش تو ٭ برمن منگر بر کرم خویش نگر دیگر ای خالق ہر بلند و پستی ٭ بخشش چیز عطا بکن بہ ہستی ٭ علم و عمل و فراخ دستی ٭ ایمان و امان و تندرستی ٭ عمرو کہتا ہو اگر گولہ مارتا ہون تو ڈر ہو کہ کہین پنجرہ نہ اُڑ جائے اگر نہین مارتا ہون تو قلعے مین ناموس ہین افسوس کیا کرون مگر خواجہ عمرو بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین لندھور ہاتھی کو ہولے ہولے آتا ہو قباد نے کہا کہ ای دارائے ہند کچھ وصیت کرنا چاہتا ہون وہ سُن لو اُسپر عمل کرو ملکہ مہر نگار تو ناموس صاحبقران ہی مہران تمہارا ناموس ہو مگر ماہ مغربی کا خیال رکھنا لندھور نے یہ سُنکر مُنھ پھیر لیا مگر فرامرز عاد مغربی گھوڑا اڑائے ہوے آتا تھا لندھور کو بُرا کہتا ہوا کہ کیا نامرد ہو کس طور سے قلعہ مین جاتا ہو اسنے جو سُنا کہ قباد وصیت کرتے ہین اور لندھور نہین سُنتا پُکار کر کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام مجھسے فرمائیے مین حکم شہنشاہی بجالاؤن قباد نے کہا کہ ای فرامرز یہ ظاہر ہو کہ قلعے مین ناموس ہین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہی مہران فیل زور اس نمک حرام کا ناموس ہو مگر ماہ مغربی کہ میرا ناموس ہو اُسکا پاس رہے فرامرز نے فورًا گھوڑا بڑھایا قریب فیل لندھور آیا گرد اسپر کا ہاتھی کی مستک پر رکھا کہا ای لندھور آگے نہ بڑھنا ورنہ ایک ہاتھ مارونگا کہ تیرا سر اُڑ جائیگا لندھور ہاتھی کو پیٹ رہا ہو ہاتھی اپنے مقام سے نہین ہلتا لندھور نے کہا کہ او فرامرز تو نے یہ کیا کیا فرامرز نے کہا ہاتھی نے بادشاہ کا کہنا مانا گھڑی بھر کامل ہاتھی اُس مقام پر رُکا رہا لندھور ہاتھی کو مارتے مارتے تھک گیا سب نے

کہا بھی کہ ای فرامرز تم ہٹ جاؤ مگر فرامرز نہ ہٹا آخر سبھون نے دیکھا کہ پنجرہ لٹھے پر سے ندارد قلعے پر رکھا ہی اب تو خواجہ عمرو نے توپون کو سیدھا کیا لندھور فرامرز کے پیچھے چھپا نوشیروان اور سکندر بھی آگے تھے سب پیچھے فرامرز کے چھپنے لگے فرامرز نے پکار کر کہا کہ خواجہ عمرو مین نے تمھارے بادشاہ کا کہا مانا اب تم میرا کہنا مانو یہ سب میرے عزیز دار ہین ایک باڑھ مین سب اُڑ جائینگے خواجہ عمرو نے یہ سُنکر ہاتھ روک لیا سب فرامرز کی تعریفین کر رہے ہین فرامرز نے سب کو آگے کیا اور آپ سب کے پیچھے ہوا اس طرح فرامرز نوشیروان وغیرہ کو لیکر لشکر مین آیا وہان قباد شہریار کا پنجرہ جو برج قلعہ پر آیا ہی قباد کے آنے کی سب کو خوشی ہوئی

دو کلمہ داستان فرامرز کا گلیم پوش سے واسطے چُرالانے ملکہ مہران کے کہکر مع لندھور قلعے مین جانا اور وہانسے نجّار کے سبب سے ملکہ مہران کو لانا اور عمرو کا عیاری کرکے ملکہ مہران کو لیجانا اور بجاے مہران کے نجار کی مان کا پشتارہ باندھنا اور لندھور کا شرمندہ ہونا اور سکند کا واسطے بجنے طبل جنگی کے نوشیروان سے کہنا

یہان فرامرز کو بڑی خجالت تھی چاہا کہ ملکہ مہران کو کسی طرح چُرا کے لندھور کو حوالے کرون تا کہ مجھپر سے یہ ندامت مٹے گلیم گوش عیار سے کہا کہ تو ہمکو قلعے مین لے چل اور ملکہ مہران کو چُرا دے گلیم گوش نے کہا اچھا غرض لندھور و فرامرز ہمراہ گلیم گوش کے قلعے کیطرف چلے دروازہ قلعے کا قباد کے آنے سے کھل گیا تھا یہ تینون قلعے مین داخل ہوے مگر گلیم گوش سے ایک نجار سے ملاقات تھی اُسکے دروازے پر آکے گلیم گوش نے دستک دی یہ سو رہا تھا اُٹھکر باہر آیا گلیم گوش نے کہا یہ شاہزادہ بہارستان مغرب ہی اور یہ لندھور ہی بادشاہ کل ہندوستان کا تو اندر چل تو مین بیان کرون نجار کی جان نکل گئی دل مین کہتا ہی کہ عمرو کی بڑی تاکید ہی اگر وہ سُنیگا تو میرا گھر کھد جائیگا گلیم گوش نے کہا کہ ای نجار گلشن حصار کی تجکو حکومت دلا دونگا جو تو ملکہ مہران کے گھر لیچل جب نجار نے حکومت کا نام سُنا تو کہا مین نے تو باغ مین ملکہ مہران کے ابھی بنگلہ خس کا جو بنا تھا اُس مین جوڑیان دروازے کی چڑھائی تھین اُسنے مانا تھا کہ قباد کی سلامتی کی چاندنی دیکھونگی تو آج وہ غسل کرکے شب ماہ دیکھین گی یہ جو لندھور نے سُنا بہت خوش ہوا دو پہر رات گئی تھی کہ نجار سب کو لے کر چلا قریب دیوار باغ کے ایک درخت تھا اُسپر سے چارون چڑھے ملکہ مہران ابھی گانا سُنکے پلنگ پر سوئی تھی کہ لندھور نے جو دیکھا فرامرز سے کہا کہ دیکھو جسکی ایسی معشوقہ ہو اُسکو کیونکر چین آوے فرامرز نے کہا چپ رہو گلیم گوش برابر پلنگ کے آیا ایک خواص جاگ رہی تھی اُسنے جو دیکھا کہ کوئی درخت سے اُترا سمجھی کہ کوئی بلا یا این ماش ہی اسنے اُدھر سے کروٹ لے لی گلیم گوش نے بخوبی تمام ملکہ کو بیہوش کیا پشتارہ بدے کے آیا لندھور نے گلے سے لگایا اور لیکر چلے راہ مین خواجہ طلا یہ دے رہے تھے لندھور و فرامرز کو پہچانا جب تو یقین کامل ہوا کہ عیاری ہوئی لندھور نے چاہا کہ اپنے لشکر کو چلون فرامرز نے کہا یہ نہ ہوگا ماہ مغربی کو نوے چلو سکندر کو کیا جواب دونگا فرمائین گے قلعہ مین گئے

اور ماہ مغربی کو نہ لائے پشتارہ نجار کے گھر مین رکھ کر ملکہ ماہ مغربی کو بھی لے بین لندھور نے کہ
کہ او فرامرز تو پھر رخنہ ڈالتا ہی فرامرز نے کہا کہ ایسا موقع پھر نہ ملے گا غرض نجار کے گھر سے سب
لیکر فرامرز آیا عمرو پیچھے گلیم عیاری اوڑھے ہوے دیوار پر آیا بخوبی تمام دیکھ لیا لندھور نے پشتار
چھپا کر رکھا ملکہ ماہ مغربی کو لیتے چلے خواجہ عمرو نے دیوار پر سے اُتر کے پشتارہ ملکہ مہران کا نکالا
نجار کی ماں کو پشتارے مین باندھ کر چھپا دیا اور آپ نیچے اُترے گلیم اوڑھے ہوے چلے یہان لندھ
و گلیم پوش و فرامرز قریب قصر ماہ مغربی پہونچے کہ خواجہ عمرو نے کوتوال سے اشارہ کیا کہ دوڑ یہ چو
چور کا ہلڑ کرو کہ یہ بھاگین کوتوال نے غل مچایا فرامرز و لندھور دونو بھاگے اور مکان پر نجار کے
آئے لندھور نے پشتارہ اُٹھا کے پشت پر لگا لیا کوتوال غل مچاتا ہوا آتا ہو نقارہ بھی پھونک گیا اتنے
یہ سب بھاگے مگر لندھور پشتارہ لیے ہوے جاتا ہی خوشی کے مارے قدم نہین اُٹھتا یہان تک غل ہو
کہ کرب غازی و علمشاہ و عمرو بن حمزہ و ... و بہرام وغیرہ سب اُٹھے فرامرز و لندھور
سے تلوار بھی چلنے لگی یہ سب زخمی بھی ہوے اور سب کو زخمی کیا لیکن لڑتے بھی جاتے ہین اور نکلتے بھی
جاتے ہین آخر قلعے کے باہر نکلے اور سب تو رہگئے لیکن قباد و شہریار جو اُٹھے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے کہ
کہ صاحبقران کو کیا مُنھ دکھاوینگا وہ کہین گے کہ تو نے مہران کو کھو دیا خواجہ عمرو نے جو قباد کو
جاتے ہوے دیکھا راہ مین آ کے روکا چپکے سے کہا پلٹ چلیے ملکہ مہران میرے پاس موجود ہین جب عمرو نے
قسم کھائی اُس وقت قباد پھرے خواجہ عمرو نے آ کے ملکہ مہران کو نکالا فتیلہ شمع بیہوشی دیا جب سب کو
یقین آیا وہان لندھور اپنے خیمے مین آیا فرامرز بھی آ کے بیٹھا کہ دیکھون لندھور کیا باتین کرتا ہی لیکن
لندھور نے مارے لحاظ کے پشتارہ نہ کھولا جب چار گھڑی گذری تو فرامرز نے لندھور سے کہا کہ مین
جاتا ہون لندھور خوش ہوا کہا اچھا فرامرز باہر نکلا بختک سامنے آیا فرامرز نے سب حال بیان کیا
بختک نے قنات چاک کی دونون دیکھنے لگے لندھور نے پشتارہ کھولا اور کہا کہ ای جان جہان وا ای آرام
دل مشتاقان مین نے تیرے واسطے کسقدر محنت اُٹھائی اُدھر نجار کی ماں کو بھی ہوش آیا اُس نے
جانا کہ میرا بیٹا ہی ضعیفہ نے کہا کہ ای فرزند کون کسکو کہتا ہی لندھور نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ہی کہا او
چڑیل تو کون ہی یہ کہہ کے گلا جو دبایا وہ مرگئی بختک اور فرامرز کے مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ گئے اور آ کر
نوشیروان سے سب حال بیان کیا لندھور کو بھی بلوایا کہ دروازے پر نجار آیا کہا میری ماں
کو لندھور نے مار ڈالا اب جو اقرار کیا ہی وہ تو مجکو دیجیے لندھور نے کہا اسکو مار کے نکال دو اور
اسکی ماں کو بانس مین باندھ کر کہا کہ جا کے سامنے قلعے کے خواجہ عمرو کو دکھاؤ کہ وہ ذلیل ہو خواجہ عمرو
نے جو دیکھا لوگون سے کہا کہ تم پکار کر کہو کہ لو معشوقہ لندھور کی بانس پر چڑھی ہی لندھور کو یہ سُن کر
بڑی ندامت ہوئی غرض جب کئی دن گذرے سکندر نے نوشیروان سے کہا کہ اب مین قلعہ لونگا
یہ کہہ کر طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے

دو کلمہ داستان پہنچے کا امیر کو قاف مین بطلب آسمان پری لیجانا اور ملکہ آسمان پری کا
واسطے جنگ کریت بن قہقہہ دیو کے کہنا ملکہ آسمان پری سے امیر کا کہکر نوشیروان

اور لندھور و سکندر وغیرہ کو بُلوانا کریت کا چھین لینا اور بصلاح بختک واسطے
کھا جانے لشکر امیر کے جانا ملکہ آسمان پری کا مع صاحبقران نو لاکھ دیو سے آنا لشکر امیر
اور نوشیروان کا میدان میں آنا علمشاہ و کرب غازی و عمرو بن حمزہ کا دیوون سے لڑنا
پھر بحکم ملکہ آسمان پری دیوون کا دیوون سے لڑنا بختک کا طبل بازگشت بجوانا
ملکہ آسمان پری کا رخصت ہونا فرامرز کا آکے منع کرنا علمشاہ سے لڑنا علمشاہ کا
مع اپنے لشکر کے چلے جانا خواجہ عمرو کا عیاری کرکے مع صاحبقران جاکر علمشاہ
کو لانا بختک کا ہیکلان سے کہنا کہ گلیم گوش عیار کو بھیجکر ملکہ مہران کو پکڑ والو
وہان ملکہ مہران کا غسل کرنا اور چاندنی دیکھنا

صاحبقران کو جو پچھ اُٹھا کر لے گیا تھا لا کر قاف مین سامنے ملکہ آسمان پری کے اُتار دیو پیش
لے کر آیا تھا صاحبقران نے جو دیکھا ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان تخت پر بیٹھی ہین ملکہ قریشہ
نے اُٹھ کر صاحبقران کو مجرا کیا اور تخت پر بٹھایا صاحبقران بہت خفا ہوے آسمان پری سے کہا
کہ یہ تُمنے کیا کیا لندھور سے اور مجھسے لڑائی ہو اب جو مین یہان آگیا تو وہ سب کا خاتمہ کر دے گا
مہران کو لے جائیگا آسمان پری نے کہا کہ یا صاحبقران مین بھی ناچار تھی کہ کریت پر ستقہیہ سات لاکھ
دیوزادون سے آیا ہی ملکہ قریشہ سلطان کا خواستگار ہی مجکو شکستین ہوئین آخر ناچار ہو کر آپکو بلوایا
صاحبقران یہ سُن کر چپ ہوے آسمان پری سے کہا کہ جلدی اُس سے سامنا ہو تو مین اُس سے
فراغت کرکے جاؤن آسمان پری نے کہا کہ اب وہ طبل جنگی بجوائیگا جب چار پانچ روز گذرے اُسنے
خبر آمد صاحبقران کی سُنکے طبل جنگی نہ بجوایا جب تو صاحبقران گھبرائے ملکہ آسمان پری سے کہا
کہ تم نوشیروان و بختک و فرامرز و سکندر و ہیکلان و لندھور کو اُٹھوا منگواؤ جب مین جاؤنگا
اُن کو بھی ساتھ لیتا جاؤنگا آسمان پری نے چند دیو روانہ کیے کہ جاکر ان لوگون کو اُٹھا لاؤ یہان ہیچ کو
دونون لشکر جمع تھے سکندر نے چاہا کہ مین نکلون لندھور نکل آیا قباد سے کہا کسی کو بھیج علمشاہ نے
چاہا کہ مین جاؤن عمرو بن حمزہ نکل آئے علمشاہ سے کہا کہ بھائی صاحب آپنے تو بڑا کارنمایان کیا کہ لندھور
کو مع ہاتھی اُٹھا لیا اور مین یونہین رہا آج میری باری ہی قباد نے کہا آپ دونون صاحب آرام کرین
مین جاکر مقابلہ کرونگا یہ کہکر سر اُٹھایا دیکھا کہ فیل لندھور خالی ہی کہ اس عرصے مین نوشیروان بھی اپنے
تخت پر سے غائب ہو گیا بختک تو مارے ڈر کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے چھپا مگر پنجہ ڈھونڈھ کر لیگیا جب
بختک مارے ڈر کے رو رو کر کہنے لگا کہ میرا گوشت طوطے کا ہی اور زہر بھی ملا ہی اور جو تو لات پرست ہی
یا خدا پرست ہی وہ ہی مین بھی ہون وہ دیو لشکر کریت پر گذرے کریت نے آواز آدمی سُنی کہ جیسے کوئی
غل مچاتا ہی چند دیوزادون کو حکم دیا کہ لڑ بھڑ کے سب کو چھین لو سبنے یہی کیا ملازمان آسمان پری نے
جب سب کا بلوہ دیکھا تو ان سب کو چھوڑ کے بھاگے جب ملازمان کریت ان سب کو سامنے کریت کے لائے

اِسنے حال پوچھا کہ تم کون لوگ ہو بختک نے کہا کہ نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم جو تمنے سُنا ہو وہ یہی ہین اور یہ بادشاہ مغرب ہی کریت بن قہقہہ نے نوشیروان کو اپنے پاس تخت یا قوتی پر بٹھایا اور سب کے نام پوچھ کر دنگل دیے بختک سے کہا تو کون ہی بختک نے کہا مین وزیر ہون اسکو بھی کرسی ملی بختک نے پوچھا آپ کون ہین اور یہ مکان کسکا ہی کریت نے سارا حال کہا بختک نے کہا کہ تم حمزہ سے بیخوف مقابلہ کرو اور وہ جو تمھارے عزیز تھے یعنی عفریت وسمندون وغیرہ اِن سب کو حمزہ نے مارا اُن کے خون کا بدلہ لو کریت بن قہقہہ نے کہا کہ مین اُسنے مغلوب ہون بختک نے کہا کہ ایک کام کرو مع فوج چلو حمزہ کے لشکر کو مع بیٹے اور پوتے کھا لو جب حمزہ سُنے گا آپ ہی جان دیگا پھر حمزہ کو بھی کھا لینا اور میرا ایک دشمن ہی کہ جسکا نام عمرو ہی ایک دیو مجکو دو کہ پہلے جاکے اُسکو کھلوا دون کریت بن قہقہہ نے ایک دیو کو حکم دیا بختک کو اُسنے کاندھے پر سوار کیا بختک کو لے کر چلا اور یہان جو دیو بھاگ کر آئے سب حال ملکہ آسمان پری سے بیان کیا صاحبقران یہ سُن کر بہت گھبرائے فرمایا کہ اب مین دنیا مین جاکر کیا مُنھ دکھاؤنگا اگر وہ لوگ مارے گئے تو مین بھی اپنی جان دونگا آسمان پری نے دیو تندک کو حکم دیا کہ خبر لاؤ کہ وہان کیا گذری تندک نے آکے دیکھا کہ نوشیروان تخت پر کریت کے بیٹھا ہی اسنے آکر صاحبقران سے کہا کہ وہ سب چین سے بیٹھے ہین اور یہان کریت نے دیوون کو لے کر طرف دنیا کے کوچ کیا آسمان پری نے دیوزادون کو حکم دیا کہ جاکے کسی طرح نوشیروان اور بختک کو چُرا لاؤ وہ جو آئے دیکھا کہ اُس مقام پر سنّاٹا پڑا ہی مگر ایک دیو بیٹھا ہی اُس سے جو پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا کہ وہ سب طرف پردۂ دنیا کے گئے اُن سب نے آکے صاحبقران کو خبر دی آسمان پری نے کہا کہ آپ بھی چلین تندک نے کہا کہ مین اپنے اُستاد خواجہ عمرو کو جاکر بچاؤن تندک چلا یہان خواجہ عمرو جو بارگاہ مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرائے کبھی بارگاہ کے اندر جاتے ہین کبھی باہر آخر قباد کے تخت کے نیچے چھپے تندک جو آیا خواجہ عمرو کو تخت کے نیچے سے لیا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای شہریار بچائیے مقبل نے تیر مارا تندک نے خالی دیا خواجہ عمرو کو لاکے ایک پہاڑ پر رکھا اور سامنے خواجہ کے آکر تسلیم کی خواجہ عمرو نے کہا کہ او نالائق یہ کیسی حرکت کی مین نے راہ بچھرو اسطے دیے اور دم بھی دیا کہ میرا گوشت طوطے کا ہی تونے جواب تک نہ دیا تندک نے کہا کہ اُستاد سب عیاریان تو آپ نے بتائی تھین مگر یہ کلمے نہین بتائے تھے واسطے سیکھنے کے نہ بولا پھر تندک نے کہا بختک ایک دیو کو لے کر چلا ہی آپ کو کھلوانے کے لیے خواجہ عمرو نے کہا کہ تو نے میری جان بچائی بھلا مین اُس دیو سے لڑ سکتا تندک نے کہا کہ آپ کے اقبال سے اگر ویسے چار ہون تو مار ڈالون خواجہ تندک پر سوار ہوے اور چلے سامنے سے بختک جو آیا خواجہ عمرو کو دیکھا کہ یہ بھی دیو پر سوار آتے ہین جس دیو پر یہ سوار تھا اُس سے کہا کہ ارے بھاگ دیو کی عقل ناقص ہوتی ہی آگے ہی چلا بختک نے جون تون کر کے اُسکو پھیرا وہ دیو بختک کو لے کر بھاگا خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ کھڑا تو رہ اب جو خواجہ عمرو پلٹے گرد اُٹھی عمرو نے تندک سے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہی تندک نے کہا کہ کریت بن قہقہہ آتا ہی عمرو نے کہا اب تو بھاگ تندک خواجہ عمرو کو لے کر چلا بختک لشکر کریت مین آیا خواجہ کا حال بیان کیا اور کریت سے کہا کہ دنیا قریب ہی مین اپنے لشکر کا جاکر نشان دے آؤن ایسا نہ ہو کہ دیو اُن کو بھی کھا جائین بختک اُسی دیو پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم سب نہ گھبراؤ نوشیروان

سات لاکھ دیوون سے آتا ہی اور مین بختک ہون تم ایک ایک تیر واسطے نشانی کے اپنے اپنے گریبان مین رکھ لو تاکہ اُس نشانی کی وجہ سے دیوون کے شر سے محفوظ رہو لوگون نے دیکھا کہ بختک ہوا پر کھڑا ہی سبھون نے اپنے اپنے گریبان مین تیر رکھ لیے بختک پھر کریت کے پاس آیا اپنے لشکر کی نشانی بتائی کہ سب اہل لشکر کے گریبانون مین تیر ہین اُنپر کوئی دیو دست درازی نہ کرے اب تم یہین رہو ہم جاکر طبل جنگی بجواتے ہین صبح کو تمھاری دعوت ہی سب کو کھا جانا یہ کہکر نوشیروان کو لشکر مین لایا اور طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے قباد شہریار کو پہونچائی کہ نوشیروان سات لاکھ دیو لیکر آیا ہی اور طبل جنگی بجوایا ہی یہ سُنکر سب حیران ہوے لیکن علمشاہ و کرب غازی و عمرو بن حمزہ وغیرہ بہت خوش ہوے آپس مین کہا کہ صاحبقران کا تو قاف مین نام ہوا ہمکو خدا نے دیوزاد یہین بھیجدیے ہم لوگ لڑینگے سب نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہریار طبل جنگی بجوائیے یہان بھی طبل جنگی بجا مگر لشکر نوشیروان مین بڑی خوشی ہی کہ صبح کو دیوزاد سب کو کھا جائینگے رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو کریت کے لشکر کا دیو حرمان سب کے کھانے کو چلا اُدھر سے علمشاہ نکلے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑکے علمشاہ کو کھا لون علمشاہ نے تیغ ماری اُسکا ایک ہاتھ قلم ہو گیا اُسنے دوسرا ہاتھ بڑھایا علمشاہ نے جوہولا تیغ کا مارا دیو حرمان کی آنتین نکل پڑین واصل جہنم ہوا اُسکا بھائی سُرخ چشم نکلا اُسنے آکر ترسول مارا علمشاہ نے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغ کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے قباد نے مقبل کو بھیجا کہ علمشاہ کو پھیر لاؤ وہان صاحبقران اور ملکہ آسمان پری جو نو لاکھ دیو سے آئے رات کو ملکہ آسمان پری نے دیکھکر کہا کہ یا صاحبقران اگر مین نہ آتی تو آپکا سارا لشکر دیوزاد کھا جاتے صاحبقران کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا کہا ای ملکہ مین نہ جاؤنگا اور تمھارے دیوزادون کو نہ لڑنے دونگا اپنے بیٹے اور پوتون کو تو دیکھون کہ دیوون سے لڑ سکتے ہین یا نہین آسمان پری نے بہت کچھ کہا کہ مجھسے خطا ہوئی مین نے یہ کلمہ طعن سے نہین کہا معاف فرمائیے خواجہ نے بھی صاحبقران کو بہت سمجھایا امیر نے نہ مانا ایک پہاڑ کے اوپر بارگاہ مین ٹھہرے امیر و آسمان پری و ملکہ قریشہ و خواجہ عمرو نے دیکھا کہ علمشاہ نے کئی دیو قتل کیے قباد نے علمشاہ کو بلوا لیا اُسوقت آسمان پری نے پھر صاحبقران سے کہا کہ اب تو بیٹا آپکا لڑ چکا حکم دیجیے صاحبقران نے کہا ابھی نہین اُدھر سے دیو ہوشنگ نکلا اِدھر سے کرب غازی آئے دیو ہوشنگ نے کرب غازی کو باتون مین لگاکر اپنی طرف گھوڑے سے کھینچ لیا اور کولی مین دبا لیا کرب غازی نے خنجر مارا کہ آنتین اُسکی نکل آئین اور مر گیا قباد نے کرب غازی کو بلوا لیا اُدھر سے ہرنائیس کوچک نکلا یہ کریت کے باورچی خانے کا داروغہ ہی اِدھر سے عمرو بن حمزہ نکلے اُسنے باگ گھوڑے کی پکڑکے کھینچی عمرو گھوڑے سے گرے ہرنائیس نے دبا لیا چاہتا تھا کہ اب کھاؤن عمرو بن حمزہ نے اُسکا سینگھ پکڑکے توڑ ڈالا وہ چیخ مارکے لپٹ پڑا عمرو بن حمزہ سے کُشتی ہونے لگی اِنھون نے دوسرا سینگھ کُشتی مین توڑا اور نیچے دبوچ کر لائے اور اوپر اُسکے سینے کے پاؤن رکھا اُسنے کہا امان اِنھون نے کہا ابلیس پر لعنت کر اُسنے لعنت کی اِنھون نے چھوڑ دیا وہ سامنے سے بھاگا کریت کے پاس آیا کریت نے غصہ کرکے کہا کہ تو نے خداوند رأس الشیاطین کو بُرا کہا اُسنے کہا اگر بُرا نہ کہتا تو جان کیونکر بچتی دیو اشراق دعوی کرکے چلا میدان مین آکر عمرو بن حمزہ کے

گھوڑے کی باگ کھینچی عمرو بن حمزہ نے ہاتھ تیغے کا مارا دیو تڑپنے لگا اور یہ مرکب پر سوار ہوے کریت نے
جو دیکھا خفا ہوا کہا تم سب مل کر اسکو کھالو یہ سنکر سات لاکھ دیو چلے عمرو بن حمزہ نے جو دیکھا انھون نے اپنا
مرکب کو آگے بڑھایا فرامرز تو عش عش کر رہا ہی کہتا ہی کیا بہادر ہین آسمان پری کو اب تاب نہ آئی
دیو تندک کو حکم دیا کہ تو بھی دیو لیکر جا صاحبقران خفا ہونگے تو مین سمجھ لونگی بس ادھر سے دیو تندک
نو لاکھ دیو لے کر چلا صاحبقران نے منع بھی کیا مگر آسمان پری نے نہ مانا کہا اب مین ایک نہ سنونگی بس دو
طرف کے دیو اڑے اور لڑائی ہونے لگی ہر طرف سے سر کٹ کٹ کے دیوون کے گرنے لگے صاحبقران نے
بھی نعرہ کیا یہ بھی آئے پھر تو قباد شہریار اور کل سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے بختک نے نوشیروان
اور کل سردارون سے کہا کہ پیچھے ہٹو اگر کسی دیو کا ایک سر بھی گریگا تو دب جاؤگے ادھر قباد بھی پیچھے ہٹے
خواجہ قباد کے پاس آئے سارا حال بیان کیا جب کئی لاکھ دیو کریت کے مارے گئے بختک نے امیر کا
نعرہ سنا طبل بازگشت بجوا دیا کریت نے کہا کیون ملکجی یہ کیا کیا بختک نے کہا ہمارا آئین یہی ہی غرض
دونون لشکر پھرے صاحبقران ملکہ آسمان پری کو چھوڑ کر اپنی بارگاہ مین تشریف لائے قباد مع سردار
کے واسطے استقبال صاحبقران کے آئے صاحبقران گلشن حصار مین جا کے ملکہ مہران سے ملے
اور اسکی بہت تعریف کی ماہ مغربی نے بھی آکے تسلیم کی صاحبقران نے باہر آکے خواجہ کو خلعت دیا
خواجہ عمرو حیران ہوے کہ فرزندون نے کام کیا مجھکو کیون خلعت دیا عیارون سے کہا کہ اب تمھارے
ہاتھ میری عزت ہی غرض خواجہ عمرو نے بڑا بند و بست کیا وہان بختک نے کریت سے کہا کہ اب تم اپنے
قاف مین جاؤ تاکہ آسمان پری بھی جاوین مین نے چاہا تھا کہ دو ماہ تک تمھاری دعوت کرون لیکن امیر
کے بیٹون سے کچھ زور نہ چلا صاحبقران بھی آگئے اب تم جاؤ پھر تمکو بلا بھیجینگے یہ کلمہ تو پکار کر سر بارگاہ کہا
اور چپکے سے کان مین کریت کے کچھ کلام کیے کریت نوشیروان سے رخصت ہو کے چلا مگر کریت بن قہقہہ
نے قاف مین پہونچکر قصد کیا کہ گلستان ارم لے لون آسمان پری نے صاحبقران سے کہا کہ یا
امیر یقین ہی کہ کریت جا کر فساد برپا کرے آپ بھی تشریف لے چلیے صرف سلاسل پری گلستان ارم
مین ہی اور دو لاکھ نرہ ہاے دیو ہین مگر کریت بن قہقہہ جو سامنے گلستان ارم کے آیا ہرکارون نے
اسکے خبر دی کہ سلاسل پری چند دیوزادون سے قلعے مین ہی کریت نے آکر گھیرا سلاسل پری نے
قلعہ بند کر لیا کریت نے طبل یورش بجوا دیا رات بھر تیاری کی صبح کو قلعے کی طرف چلا سلاسل پری نے
دیوزادون کو حکم دیا کہ تیر وغیرہ مارو مگر کریت ان تیرون کو کب مانتا ہی قلم کرتا ہوا برابر خندق کے
پہونچا چاہا کہ جا کر پھاٹک توڑ دون سلاسل پری نے بال سر کے کھول دیے اور پکار اٹھی کہ ای کریم و رحیم
و ای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو کریم و کارساز ہی نظم

گہرہاے روشن تر از آفتاب
جواہر تو بخشی دل سنگ را
زمین نا در دتا نہ گوئی ببار

پدید آری از لطف گوہر پدید
تو بر روے جوہر کشی رنگ را

تو ئی کافریدی زیک قطرہ آب
بجوہر فروشان تو دادی کلید
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار

ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت سے بچالے سب بلک رہے ہین
اور دعائین مانگ رہے ہین پر بزادین آمادہ ہین کہ اپنی جان اپنے ہاتھ سے دین ورنہ یہ دیوزاد آکے
ہماری آبرو لینگے ای خالق ہمارے اس آفت سے بچالے ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے کریت نے

چاہا کہ بڑھ کر بھاگ تاک توڑون کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر نمایان ہوے نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کربیت نعرۂ صاحبقران کی صدا سُن کر کانپ گیا صاحبقران نے آسمان پر سے اُتر کر کربیت کا مقابلہ کیا کربیت نے دو ہی دار ماری صاحبقران نے تیغۂ عقرب سے قلم کی کربیت کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ ہوئی کہ اتنے مین آسمان سے آسمان پری بھی آکر پہونچین دو پہر جنگ رہی لاکھون دیوزاد مارے گئے آخر کربیت شکست کھا کر بھاگا دس کوس پر جا کر اُترا آسمان پری صاحبقران کو قلعے مین لائین محفل عیش و جشن آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز موجود ہوے رقص ہونے لگا پریزادین بالحان داؤدی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آنسو نہین ہین یہ مژۂ اشکبار پر
افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر تار پر
تائب ہون مدتون سے سمجھانا اور کچھ
جلوے دکھا رہا ہی عجب رنگ سوسنی
کس طرح آئے چین مجھے ہجر یار مین
رہنے دے کوے یار مین جز و ضعیف ہون
امیدوار جوش جنون چند روز سے
تارے بھرے ہین دامن شب نے یہ ہی گمان
مدت کے بعد چند نفس چین آگیا
کھائے ہین داغ ہمنے یہانتک کہ ای نسیم
گویا نمود آبلہ ہی نوک خار پر
کیا کیا گمان ہین ہمین گیسوے یار پر
تم سو رہو بس آج مرے اعتبار پر
نام خدا البون کی مسی ہی بہار پر
بجلی گری ہی غم کی دل بیقرار پر
احسان کر ای صبا مرے مشت غبار پر
بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر
افشان چمک رہی ہی جو گیسوے یار پر
رکھا ہی کسنے پانون ہمارے مزار پر
دھوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر

لیکن صاحبقران تو مصروف جشن ہین کربیت بن قہقہہ شکست خوردہ حیران و پریشان ایک صحرا مین جا کر اُترا کہہ رہا ہی کہ یارو کیا تدبیر کرون قریشہ سلطان پر میری جان جاتی ہی صبح کا وقت ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا کربیت نے کہا یارو خیر تو ہی سب نے کہا صرصر آہو تاگ عیار آپ کی ملاقات کو آتا ہی کربیت نے کہا بلاؤ صرصر سامنے آیا یہ ایک دیو ہی کہ اسکو عیاری مین بڑا دخل ہی کربیت بن قہقہہ نے اس کی تعظیم کی برابر تخت کے بٹھا لیا کہا ای صرصر مجکو سا لہا سال گذرے کہ فراق مین قریشہ سلطان کے جان جاتی ہی کل مین نے قلعہ لے لیا ہوتا مگر عین وقت پر حمزہ آگیا آخر مین شکست کھا کے بھاگا میرے دل کی عجب کیفیت ہی اگر گلستان ارم دستیاب ہوجاتا تو پھر مجھسے کوئی نہ لڑ سکتا اگر ہو سکے تو قریشہ سلطان کو چُرا لا قصر البحرین مین لے جا کر قید کر مین بھی آؤنگا صرصر آہو تاگ چلا لشکر مین صاحبقران کے آیا جا بجا پھرنے لگا بارگاہ قریشہ سلطان کو تاک لیا رات کو ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر نقب لگائی مہرہ نقب کا بارگاہ ملکہ قریشہ مین توڑا دیکھا ملکہ پڑی سو رہی ہین اس بے حیانے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرلے بھاگا صاحبقران پڑے سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ قریشہ کو لیے جاتا ہی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے اور نعرہ کیا آسمان پری نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی گھبرا کر آئین کہا کیون خیر تو ہی صاحبقران نے کہا مین نے ابھی خواب دیکھا ہی کہ قریشہ کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی فرمایا ای تندک خبر تو لو تندک نے جا کے دیکھا پلنگ خالی پایا مہرہ نقب کا دیکھا پیترہ صرصر آہو تاگ کا پہچانا روتا ہوا

سامنے صاحبقران کے آیا کہا ہی شہر یار اس پردۂ قاف مین ایک دیو ہی کہ صرصر آہو تنگ اُسکا نام ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ ملکہ قریشہ سلطان کو لے گیا مین نے اُسکا پتیرہ پہچانا صاحبقران نے چند دیو واسطے خبر کے روانہ کیے مگر صرصر جو بھاگا قصر البحرین مین آیا وہ مکان بیچ دریا مین ہی گرد دریاے قہار و زخارہ ہی بیچ مین وہ قصر بنا ہی قریشہ سلطان کو لاکر صرصر آہو تنگ نے مسلسل و مطوق کیا اور قصر البحرین مین ملکہ کو چھوڑ کے بھاگا کہ جاکر کریت بن قہقہہ سے خبر کرون ملکہ قریشہ اُس مکان مین بیٹھی ہی چاہتی ہی قید اُوڑ کر نکل جاؤن مگر دُہری قید صرصر نے پہنائی ہی قضاے کار فاروق جنّی کہ مالک پردۂ ششم قاف ہی واسطے سیر کے اُس قصر مین آیا آواز زنجیر سُنی آکے قریشہ سلطان کو دیکھا مبہوت ہو گیا قریب آکر پوچھا کہ آپ کون ہین کس ظالم نے آپ کو قید کیا ہی قریشہ نے بیان کیا کہ مین دختر آسمان پری ہون مجکو یہان صرصر آہو تنگ عیار لاکر قید کر گیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کریت کو خبر کرنے گیا ہی فاروق نے کہا مین تمکو اپنے ساتھ لے چلون مجکو بشوہری قبول کرو مین بھی پردۂ ششم قاف کا بادشاہ ہون کُل سلطنت کا آپ کو مالک و مختار کرونگا قریشہ سلطان نے کہا او بے حیا میرے مان باپ کے قبضے مین کُل پردۂ قاف ہی پردۂ ششم کی کیا حقیقت ہی مگر فاروق نے نہ مانا قریب ملکہ قریشہ آیا ملکہ نے بیقرار ہوکے کہا خبردار مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتائیگا میری جان جائیگی تیرے ہاتھ کیا آئیگا فاروق چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن قریشہ سلطان اُسکو منع کر رہی ہین کہ یکایک نقارے کی آواز آئی صرصر آہو تنگ نے کریت سے اطلاع کی ہی کریت تین لاکھ نرہ ہاے دیو لیکر آپہونچا دیکھا کہ تمام قصر جنات سے بھرا ہی دہین سے نعرہ کیا کہ خبردار کون ہی میری معشوقہ کے پاس نہ جانا مین نے اپنا لاکھون روپیہ صرف کرکے اسکو بلوایا ہی اگر اسکو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگا فاروق نے جو دیکھا کہ کریت آپہونچا ہی جنون کو حکم دیا کہ اسکو مار لو جانے نہ پائے تمام جنات جا پڑے اُدھر سے کریت بھی آپڑا اور جنون سے لڑنے لگا جسپر چوب دست ماردی وہ پیرا ہوکے رہگیا عین گرمی جنگ مین قریشہ سلطان نے جو دیکھا کہ سب مجھسے غافل ہین ہتھکڑی توڑی ایک دیو نے قریب آکر دار ماری ملکہ نے وہی ہتھکڑی کھینچ ماری دیو کا سر پھٹا ملکہ نے قید کو توڑ کر پھینکدیا فاروق جنّی قریب تھا اُسنے جو دیکھا کہ قریشہ اُٹھین قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا قریشہ نے تلوار چھین کر فاروق کو دریا مین پھینکدیا فاروق تو غرق دریاے لعنت ہوا اِدھر کریت نے سب جنون کو بھگا دیا دریاے خون مین نہایا ہوا اب طرف قریشہ سلطان کے چلا قریشہ سلطان نے اسکو بھی زخمی کیا کئی سو دیوزاد مارے ایک دیو کو پکڑ لیا اُس سے کہا کہ مرکب بر پشت مرکب پر سوار ہوئین قصر البحرین سے نکلین مرکب اُڑاتی ہوئی جاتی ہین قضاے کار گذر اُنکا شکارگاہ سلیمانی مین ہوا ایک آہو کو شکار کرکے کباب کھائے پھر سوار ہوئین چاہا کہ چلون سامنے سے گرد اُڑی دیو شب آہنگ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو سے شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ملکہ قریشہ کو دیکھکر عاشق ہوا دیوزادون سے کہا کہ اس معشوقہ کو گھیر لو قریشہ سلطان نے تلوار کھینچی دیوزادون سے لڑنے لگین کئی سو نرہ ہاے دیو مارے بارہ ہزار دیو ونکے حربے روک رہی ہین مگر شب آہنگ آسمان پر اُڑ رہا تھا اُسنے جو ملکہ قریشہ کو مصروف جنگ دیکھا تڑپ کر آسمان سے گرا اور ملکہ قریشہ کو اُٹھا لے گیا تموج ہوا سے ملکہ بیہوش ہوئین شب آہنگ ملکہ قریشہ کو لیے ہوے

اُسی قصر البحرین مین آیا لاکر ملکہ قریشہ کو قید کیا طالب وصل ہوا ملکہ نے جواب سخت دیا شب آہنگ
نے کہا کہ مین تمھارے واسطے شراب وکباب لاؤن ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا شب آہنگ تو اُدھر گیا مگر
چند دیوزاد جو صاحبقران نے واسطے خبر کے بھیجے تھے اُنھون نے ملکہ قریشہ کو آکر دیکھا دیکھ کر بھاگے
آکر صاحبقران کو خبر کی صاحبقران اُسی وقت سوار ہوے قصر البحرین کی طرف چلے جوش محبت دختر
مین گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین جب شکارگاہ سلیمانی مین آئے اُدھر سے دیو شب آہنگ اسباب
عیش و نشاط ہمراہ لیے ہوے آتا ہی کئی ہزار نرہ ہاے دیو ساتھ ہین بارگاہ زربفتی لیے ہوے دور سے
جو اسنے صاحبقران کو دیکھا کہا لو یارو آج مین نے قاتل عفریت کو تنہا دیکھا گھیر کر مار لو کئی ہزار
نرہ ہاے دیو صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شده
همه شهر آباد اسلام شد

منم ماهتاب سپهر کمال
همه قاف از کفر شد پاک و صاف
که صاحبقران در جهان نام شد

تمندون ز پیشم فراری شده
سلیمان کوچک لقب شد بقاف

تلوار چلنے لگی مگر صاحبقران جنگ
دیوان کے عادی ہین لشکر کو تہ و بالا کر دیا ہی مصروف جنگ ہین مگر شب آہنگ دور سے لینا لینا کر رہا
ہی قریب صاحبقران کے نہین آتا صاحبقران ہرچند چاہتے ہین کہ اسکو بڑھ کر مارون لیکن تا بہ
شب آہنگ نہین پہونچتے بیقرار ہو کر صاحبقران نے دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران نے
دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش ہوا خواہ بدیع الزمان واسطے شکار کے آیا تھا صاحبقران کو جو لڑتے ہوے
دیکھا وہین سے نعرہ کر کے آگرا شب آہنگ کو گھیر کے سامنے کیا شب آہنگ نے وار شمشاد کا
وار کیا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا شب آہنگ کے دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان
شب آہنگ شکست کھا کر بھاگے نقابدار نے پوچھا کہ حضور کا یہان آنا کیونکر ہوا صاحبقران نے
سب حال بیان کیا کہ مین قصر البحرین تک جاتا ہون نقابدار سوچا کہ مین جا کر قریشہ سلطان کو
رہا کرون آسمان پری پر احسان ہوگا صاحبقران سے رخصت ہو کر بڑھا یہان قریشہ سلطان
قید مین بیٹھی ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار بارہ ہزار نرہ ہاے دیو
پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی جب قریب قصر کے پہونچا دیوزادون نے تخت اُتارا یہ قصر مین آکے
پھرنے لگا خانہ زنجیہ مین غل ہوا اُس صدا پر آیا قریشہ سلطان کو جو بیٹھے دیکھا منتین کرنے لگا ملکہ
نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا اشراق تاجدار ملکہ آسمان پری کا خراجگزار قریشہ سلطان نے
کہا کہ ہماری مان کا خراجگزار ہی اور ہمکو نہین پہچانتا اب اشراق نے پہچانا ہاتھ باندھنے لگا اور
کہتا تھا کہ میری بے ادبی کو معاف فرمائیے مین نے نہین پہچانا یہ کہہ کر قریشہ سلطان کی قید کاٹی تخت
پر سوار کر کے لے چلا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتا ہی کہ ملکہ براے خدا جو بے ادبی مجھسے ہوئی
ہی اسکا ذکر ملکہ آسمان پری سے نہ کیجیے گا ورنہ مجھسے بیزار ہونگی قتل کا حکم دینگی قریشہ سلطان اُس سے
فرماتی ہین تو کیون گھبراتا ہی نادانی مین ایسی خطا ہوئی کہ کلمہ خلاف کہا مین مادر مہربان سے اس بات
کا ذکر کرونگی بلکہ تیرا احسان ہوا کہ مجبور ہا کر کے لے چلا مگر کریت بن قہقہہ جو شکست کھا کر قصر البحرین
سے بھاگا تھا ایک صحرا مین پہونچا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش گھوڑے پر سوار چو طرف

قصر البحرین کے چلا تھا اسنے کریت کو دیکھ کر مرکب پر چڑھی جاتی لشکر کریت پر جا پڑا مگر نقابدار زمرد پوش کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین کریت دو لاکھ دیوون سے جاتا تھا تلوار چلنے لگی نقابدار چاہتا ہی کریت کو مارون کہ میرا نام ہو ہر مسال آسمان پری پر لشکر کشی کرتا ہی مگر جب چاہتا ہی کریت کو بڑھکر مارون تب پشت پر کوئی وار لگائے زخمی کر دیتا ہی کئی زخم نقابدار نے کھائے جب کئی زخم کاری کھا چکا تو ڈر ہوا کہ اب اگر کوئی زخم لگا تو گھوڑے سے گر پڑونگا چاہا کہ نکل جاؤن چار جانب سے گھرا ہوا ہی نکلنا دشوار ہی ساتھ والے بھی زخمی ہونے لگے کئی ہزار جوان ہاتھ سے دیوون کے مارے گئے نقابدار نے دیکھا کہ اب سامنا شکست فاش کا ہی ایسا نہ ہو کہ مجکو گھیر کر گرفتار کر لین ایک نخل کے نیچے آکے کھڑا ہوا دل کو خدا کی جانب رجوع کیے ہوئے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار کوئی معین ایسا بھیج کہ مجکو اس آفت سے بچائے ای رب کریم وای رحیم وحکیم تو معین و مددگار ہی میری دعا قبول کر اگر مین گرفتار ہو گیا تو بیسب ذلیل کرکے قتل کرین گے نہین معلوم کیا کیا ذلت دین گے بیقرار ہو کر جو نقابدار نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صاحبقران زمان برائے رہائی ملکہ قریشہ جو طرف قصر البحرین کے چلے تھے مرکب پر سوار آتے تھے کہ دیکھا نقابدار گھرا ہوا ہی عاجز و ناچار ہو رہا ہی صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ امیر امیر عرب صیتم روزگار ؛ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ؛ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ؛ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام ؛ ہمہ کافران از جہان پاک کرد ؛ سر سرکشان جملہ درخاک کرد ؛ نعرہ کرکے لشکر کریت پر گرے نقابدار کو آکر سنبھالا فرمایا کہ ای نقابدار بہادر ہوشیار ہو مین ابھی کریت کو شکست دیتا ہون یہ کہکر لڑتے ہوے قریب کریت کے پہونچے للکارے کہ او نامرد شرم نہین آتی تین لاکھ فوج سے بارہ ہزار پر یہ یورش اب مردان عالم سے تو آنکھ چار کر کریت بن قہقہہ نے بڑھ کر صاحبقران پر حملہ کیا صاحبقران نے وار اسکا روکر کے اسکو زخمی کیا کریت کو زخمی کرکے فوج پر گرے افسرون کو بھی زخمی کیا کئی کو جان سے مارا آخر کو کریت شکست کھا کے بھاگا چاہتا تھا مگر اور دیوزاد اسکی مدد کو آگئے پھر یہ جم کر لڑنے لگا دیوزادون نے چار جانب سے صاحبقران کو گھیر لیا امیر ہر چند کہ چاہتے ہین نکلون دیوزادون کے پرے بندھے ہین نکلنا دشوار ہی کہ صاحبقران نے بیقرار ہو کر دعا کی نقابدار یاقوت پوش ہوا خواہ قاسم شکار کھیلتا تھا اسکے شاطر نے آکے خبر دی کہ صاحبقران و نقابدار زمرد پوش گھرے ہوے ہین انکو بچانا واجب و لازم ہی نقابدار یاقوت پوش نے جو یہ سنا اُسی وقت آکے موجود ہوا اس طرح پر جم کر شمشیر زنی کی کہ دیوزادون کے جی چھوٹ گئے چاہتا ہی کہ زمرد پوش سے بڑھ جاؤن صاحبقران کی ایسی مدد کرون کہ پردۂ قاف مین نام ہو جابجا ذکر ہو کہ یاقوت پوش نے صاحبقران کو بچایا ہر طرف شیرانہ لڑتا پھرتا ہی زمرد پوش نے جو نعرۂ یاقوت پوش کی صدا سنی جانبازی کرنے لگا جس غول پر گرا اُسے درہم و برہم کر دیا صاحبقران اور کریت سے پھر سامنا ہوا صاحبقران نے ایکے مرتبہ جو بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا شانہ کریت کا زخمی ہوا کریت سامنے سے صاحبقران کے بھاگا حیران ہی کہ یہ لوگ کیونکر جمع ہو گئے افسوس قصر البحرین مین وہ مصیبت اُٹھائی اور یہان بھی شکست فاش حاصل ہوئی کریت تو بھاگ گیا مگر نقابدارون نے صاحبقران کو بہ اعزاز و اکرام ساتھ لیا عرض کی کہ ای شہریار آج شب کو اسی مقام پر رہیے صبح کو آپکو طرف پردۂ دنیا کے روانہ کر دین گے صاحبقران نے فرمایا مین قصر البحرین پر

جاتا ہون وہان قریشہ سلطان قید ہی نقابدارون نے کہا کہ آپ یہان تشریف رکھین ہم خبر منگواتے ہین ایسا نہ ہو کہ وہان سے نکل گئی ہون صاحبقران نقابدارون کے ساتھ بارگاہ زمرد پوش مین آئے نلرچ وغیرہ ہونے لگا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

حسرہ کیون لب پر ترے او محو بیداد آگیا
کیا تجھے کوئی ستم بھولا ہوا یاد آگیا

شومی تقدیر پر بد پر ناز کرنا چاہیے
سوے گل دیکھا نہ تھا ہنسنے کہ صیاد آگیا

دی مبارکباد اسیرون کو اجل نے آنکر
پانٔون سے زنجیر نکلی سر پہ جلاد آگیا

رُک گیا ساقی کا جی رندونکے چہرے ہین اُداس
دیکھ تو محفل مین تیری کون ناشاد آگیا

ہاے بھیجا ہی رقیبون کو عیادت کے لیے
ہمکو تیرے رحم مین بھی لطف بیداد آگیا

دیدکے قابل ہی اُسکی ناامیدی ای نسیم
ہاے وہ طائر جو زیر دام صیاد آگیا

صاحبقران صحبت مین بیٹھے ہین دماغ تر ہی مگر نقابدار زمرد پوش تعریف بدیع الزمان کر رہا ہی کہتا ہی کہ آپ کے فرزندون مین بدیع الزمان ایسے جری ہین کہ اُنکا کوئی مثل نہین نقابدار یاقوت پوش کہتا ہی قاسم نوجوان فرزند رستم بے عدیل و بے نظیر ہین قاف مین آکر کیا کیا شمشیر زنی کی جب تشریف لائے کرطے بڑے بڑے نامیون کو مارا لڑتے بھڑتے نکل گئے کبھی اُن کو کوئی روک نہ سکا کسی کی کیا قوت اور کیا لیاقت ہی حقیقت مین عجب جرأت ہی صاحبقران فرماتے ہین ای نقابدارو تمکو ان جوانون سے کیا محبت ہی نقابدار زمرد پوش کہتا ہی کہ بدیع الزمان کے نام کے شیدا ہین صاحبقران کو انکی باتون پر تعجب ہوتا ہی کہ اِن دونون کو ہمارے فرزندون سے کیون محبت ہی کہ ہرکارے جو بھیجے تھے وہ پلٹ کر آئے دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے عرض کی کہ غلام اول قصر البحرین مین گئے وہان اسقدر کشت و خون ہوا ہی کہ ہزارہا لاشے دیوزادون اور جنون کے پڑے ہین اور ملکہ قریشہ سلطان اُس مقام پر نہین ہین غلام وہانسے پلٹے مگر پانچ کوس پر ایک صحرا ہی اغلاق فیل پیکر ایک دیو ہی کہ اُسکی اُس صحرا مین عملداری ہی ساٹھ ستر ہزار نرہ ہاے دیو کا مالک ہی اُسنے ملکہ قریشہ سلطان کو گھیرا ہی دو پہر دن سے تلوار چل رہی ہی مگر سبحان اللہ شاہزادی اس زور و شور سے لڑ رہی ہی کہ افسرون کو تاک تاک کر قتل کیا ہی صدہا سردار مار کر ڈال دیے ہین ایک نخل کے نیچے کھڑی ہوئی لڑ رہی ہی مگر زخم بہت کھائے ہین دیوزاد چاہتے تھے کہ کمندون مین گرفتار کرلین یہ سُنکر صاحبقران زمان بیقرار ہوگئے تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ مرکب لاؤ مگر ملکہ قریشہ سلطان کو جو دیوون نے گھیرا تھا اغلاق مارا گیا اُسکا بھائی اطلاق کوہکن خبر سُنکر آیا ہی پہلے تو جرأت سے لڑا جب دیکھا کہ جو سامنے قریشہ کے جاتا ہی وہ علف شمشیر آبدار ہوتا ہی جب کئی سو افسر مارے گئے تو اسنے دیوزادون کو اشارہ کیا کہ ملکہ قریشہ کو زنجیرون مین گرفتار کرلو دیوزادون نے کمندون اور زنجیرون مین ملکہ قریشہ کو گرفتار کرلیا اطلاق نے اپنے مشیرون سے سُنا کہ یہ دختر آسمان پری ہی اِسنے کہا کہ اسکی قید یہان رہنے مین بڑا ہنگامہ ہوگا طرف پردۂ ظلمات کے اسکی قید لیجاؤن حاکمان پردۂ ظلمات کے سپرد اِسکی قید کردون وہ لوگ اسکی قید بخوبی تمام رکھ سکین گے مین تو بچ جاؤنگا ملکہ قریشہ کو ارابے پر سوار کرکے روانہ ہوگیا اُدھر سے

کریت بن قہقہہ شکست خوردہ آتا تھا اُسنے جو سُنا کہ اطلاق کوہکن قید ملکہ قریشہ سلطان لیے ہوئے جاتا ہی وہین لشکر کو روک لیا اطلاق کوہکن سے ملاقات کی سب حال پوچھا اطلاق نے بیان کیا کہ بھائی میرا اغلاق فیل پیکر مارا گیا تب مین نے آکے اسکو گرفتار کیا مین آپ ہی کی فکر مین چلا تھا کہ پردۂ قاف مین تو کسی مقام پر ابلیس پرست نہین رہے حمزہ نے تمام جزائر لے لیے آپ باقی ہین آپکو خداوند بچائین مین آپ کی طرف چلا تھا آپ سے کہان جنگ ہوئی کریت نے سب کیفیت اپنی بیان کی اور کہا کہ علاوہ حمزہ کے فرزندان حمزہ بھی دلوہہ.. و دیوکش ہین مین پردۂ دنیا پر جا کر لڑا چند افسر میرے مارے گئے آخر شکست کھا کر بھاگ آیا اور قریشہ میری وجہ سے آوارہ ہوئی صرصرآہو تگ عیار کو مین نے حکم دیا تھا وہ قید کر کے قریشہ کو چلا گیا تھا اب چلو ہم تم قریشہ کو پردۂ ظلمات مین لیچلین وہان چل کے قریشہ سلطان کو رضامند کرین گے پھر کبھی پردۂ ظلمات سے باہر نہ نکلین گے ایسی صلاحین آپسمین کر کے قریشہ سلطان کو لے کر چلے صاحبقران اُس مقام پر آئے کہ جہان ہرکارون نے خبر دی تھی وہان پر آکے کشت و خون دیکھا ہزارون لاشے پڑے دیکھے اور کسی کو نہ پایا ناچار ہو کے ہرکارون سے کہا چار طرف کی جا کر خبر لاؤ اگر قریشہ طرف گلستان ارم کے گئی ہین تو خیر اور اگر وہ بیچاری گرفتار کر کے لے گیا ہی تو اُنکی فکر چاہیے یاقوت پوش نے کہا کہ مین جا کر تلاش کرتا ہون زمرد پوش نے کہا کہ مین جاؤنگا امیر نے فرمایا کہ اے زمرد پوش تم پہلے جاؤ مگر جہالت نہ کرنا ہمکو برابر خبر پہونچانا کہ چل کر رہا کر لین گے نقابدار زمرد پوش اُسی وقت بارہ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا مگر یاقوت پوش کو بیقراری ہی کہ ایسا نہ ہو زمرد پوش کچھ جا کر کار نمایان کرے صاحبقران موجود ہین انکے سامنے آکر لاف و گزاف کرے دمبدم صاحبقران سے کہتا ہی کہ حضور فوج کے ساتھ آئین مین دو ہزار جوان لیکر جاتا ہون صاحبقران فرماتے ہین کیون اسقدر بیقرار ہو خبر آیا چاہتی ہی وقت صبح ایک صحرا مین آکر ٹھہرے ہین کہ ہرکارے روتے پیٹتے آئے عرض کی کہ اے شہریار نقابدار زمرد پوش جاتا تھا کہ اُسکو معلوم ہوا اطلاق فیل پیکر و کریت بن قہقہہ قریشہ کی قید لیے ہوئے جاتے ہین زمرد پوش کو تاب نہ آئی اپنے کو لشکر کریت پر گرا دیا لاکھون دیو قتل کیے اب گھر گئے ہین اور زخمی بھی ہوئے ہین جلد اپنے کو پہونچائیے ایسا نہ ہو وہ گرفتار ہو جائین صاحبقران زمان یاقوت پوش کو ساتھ لے کر چلے ہرکارے رہبری کرتے ہوئے جاتے ہین وہان نقابدار زمرد پوش اسقدر لڑا کہ کریت و اطلاق کو زخمی کیا مگر آپ بھی کئی زخم کھائے آخر دیوزادون نے زنجیرین و کمندین مار کر زمرد پوش کو بھی گرفتار کر لیا اور مسلسل و مطوق کر کے اراب پہ سوار کر لیا اسکو بھی لے کر چلے کریت کہتا ہی اے اطلاق یہ دشمن سخت گرفتار ہوا اسکو چلکر پردۂ ظلمات مین قتل کرین گے تھوڑی دور چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی کریت نے دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران زمان پشت پر نقابدار یاقوت پوش بارہ ہزار جوانون سے آتے ہین کریت دیکھ کر گھبرا گیا اطلاق نے کہا کہ اے افسر اعلیٰ فوج بہت ہی ان دونون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی فوج اِنکے ساتھ بہت قلیل ہی کریت نے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ قریشہ و زمرد پوش ایک اراب پر ہین وہین سے نعرہ کر کے آپڑے نعرۂ صاحبقران امیر عرب حمزۂ شیر دل * کز وگشتہ سہراب و رستم خجل * امیر عرب ضیغم روزگار * بحکم خدا بستہ شمشیر چار * یکے تیغ صمصام و قمقام نام * یکے تیغ عقرب

یکے ذو الجمام؛ بن کافران ازجہان پاک کرد؛ سر سرکشان جملہ درخاک کرد؛ اسطرحکا نعرۂ ہیبتناک امیر نے کیا کہ زمین کانپ گئی دیوزاد سمجھے کہ زلزلہ آیا بھاگنے لگے ہرچند کریت کہتا ہی کہ ارے یارو ان سب کو مارلو وہ لوگ بہت کم ہین تم کیون بھاگے جاتے ہو کوئی نہین سنتا فوج نقابدار یاقوت پوش ہرچند بارہ ہزار ہین مگر لڑے بھڑے جری و بہادر صف شکن و تیغزن اس طرح پھیل کر گرے کہ نولاکھ پر چھاگئے قضاے کار میلاد خارہ شکن اُس صحرا کا حاکم پہاڑ پر بیٹھا ہی کہ نعرۂ صاحبقران کی صدا کان مین پہونچی پوچھا یارو وہ آدم زاد قاتل عفریت کسی مقام پر لڑ رہا ہی یہ اُسی کے نعرے کی آواز ہی زمین کانپ رہی ہی ہرکارے جاکے خبر لائے کہ صاحبقران لشکر کریت سے لڑ رہے ہین اطلاق کو ہکن بھی ہمراہ ہی میلاد خارہ شکن نے یہ سُن کے کمر باندھی سلاح ذات پر آراستہ کیے اُڑتا ہوا آسمان پر آیا دیکھا کہ ملکہ قریشہ سلطان کے ارابے کو آگے نقابدار یاقوت پوش نے گھیرا ہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر قریشہ سلطان کو رہا کردن مگر ملازمان کریت جان دے رہے ہین اور پرے باندھے کھڑے ہین میلاد خارہ شکن نے جو جمال جہان آراے قریشہ سلطان دیکھا بیقرار ہوگیا تڑپ کر گرا پنجہ کمر مین دے کر اُٹھالے گیا جی مین کہتا ہی حقیقت مین کیا معشوقہ محبوب ہی نقابدار یاقوت پوش نے جو دیکھا کہ قریشہ سلطان کو پنجہ اُٹھالے گیا بڑھ کر جنگ کی اور نقابدار زمرد پوش کو رہا کیا نقابدار زمرد پوش نے رہا ہوتے ہی نعرہ کیا اسکے ساتھ والے درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے اپنے آقا کی آواز سُنکے دوڑے وقت پر آکر پہونچے نقابدار زمرد پوش کے لیے مرکب لائے آکے رکاب تھام لی نقابدار زمرد پوش نے جو نقابدار یاقوت پوش کو لڑتے ہوے دیکھا بجرأت و شوکت لڑنے لگا بڑھ بڑھ کر لڑا پرے کے پرے درہم و برہم کرتا ہوا ایک گوشے مین نکلا میلاد کو اسنے دیکھا تھا کہ قریشہ کو لے گیا پہچان لیا کہ یہی اس صحرا کا حاکم ہی مین جاکے قریشہ سلطان کو رہا کرکے لاؤن شاہزادی کو ہاتھ سے دشمنون کے بچاؤن ایسا نہ ہو کہ عورت جانکر کچھ بدعت کرے مگر میلاد خارہ شکن جو یہان ملکہ قریشہ سلطان کو لایا گرد تو سب اہل فوج بیٹھے ہین بیچ مین سب کے ایک پہاڑ پر آپ آکے بیٹھا ملکہ قریشہ سے سوال وصل کیا قریشہ نے کہا او ملعون خبردار یہ خیال نہ کرنا ورنہ یہ سمجھ لے کہ مین دختر زلزلۂ قاف ہون جس وقت خبر سُنین گے تو آکے سب کو تہ تیغ کرین گے میلاد کہہ رہا ہی کہ تین سو کوس کے گرد مین یہ صحرا ہی تمام میری عملداری ہی کیا مجال ہی کہ بدون حکم میرے کوئی اس صحرا مین آسکے یا شکار کھیلے یہ سب تمھارے قبضے مین دونگا ملکہ قریشہ نے کہا او نادان ایسے ایسے جنگل میرے خدمتگارون کے قبضے مین ہین مین دختر آسمان پری ہون کیون دیوانہ ہوا ہی یہ سوداے خام اپنے دماغ سے نکال ڈال یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش بصد جوش و خروش سامنے کوہ میلاد کے آیا اور نعرہ کیا کہ او میلاد خارہ شکن اسی مین خیر ہی کہ ملکہ قریشہ سلطان کو حوالے کردے میلاد فوراً فوج کو لے کر نیچے کوہ کے آیا دونون لشکر مقابلے مین اُترے جانبین مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آگئے بہ قاعدۂ قدیم جمنے لگے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد؛ کوشش نام و ننگ باید کرد؛ نقیبون نے جو ایسے اشعار پڑھے تمام جوان وجد کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑے بہادر سے مقابلہ ہی نقیب جب ہٹ گئے تو میلاد خارہ شکن شلنگ لگاتا ہوا [illegible]

نقابدار کا قصد ہوا کہ مین جاکر مقابلہ کرون مگر افسران فوج قدمون سے لپٹ گئے کہ غلامون کے ہوتے
آپ کو مناسب نہین ہی کہ جاکر مقابلہ کرین یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران امیر عالیشان پسینے پسینے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا وہین سے نعرے کرتے ہوے میدان مین آئے
اور نقابدار زمرد پوش کے لوگون کو منع کیا صاحبقران مقابلۂ میلاد خارہ شکن مین آئے میلاد
نے کہا کہ ان کو پکڑ کے کھاجانا کتنی بڑی بات ہی ایک چنگل مین گولی بناکے کھاجاؤنگا صاحبقران میلاد
کو پیدل دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے میلاد نے چنگل مارا کہ گولی بناکے کھاجاؤن صاحبقران زمان
نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ میلاد سر کے بھل جُھکا صاحبقران نے سینگ پکڑکے کھینچا کشاکش
ہونے لگی مگر صاحبقران نے تیسرے جھٹکے مین سر میلاد خارہ شکن کا زمین سے لگادیا ایک شاخ
توڑ ڈالی جب شاخ ٹوٹی پرنالہ خون کا جاری ہوا دوسرا سینگھ بھی امیر نے توڑ ڈالا میلاد چاہتا ہی
کہ جان چُھڑا کے بھاگون مگر پنجے سے شیر کے کب رہائی ہوسکتی ہی ہرچند کہ چاہتا ہی چھوٹ کر بھاگون مگر
صاحبقران گردن تھامے ہوے ہین کیا مجال کہ ہل سکے کیسے کیسے زور کررہا ہی مگر پنجے سے شیر کے کب
چُھوٹ سکتا ہی پہر کامل کُشتی ہوئی صاحبقران ایک مقام پر ریل کرلے دوڑے پندرہ سولہ قدم
پر لاکر ہکہ مارا ہر دو گھٹنے میلاد خارہ شکن کے آشنا بزمین ہوے صاحبقران نے لنگر اس کو نہ
جمانے دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دیوزاد گھبرا گئے معلوم ہوا کہ نخل صحرا گر
پڑین گے پہاڑ کے پتھر ڈھلکنے لگے صاحبقران نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا میلاد ہرچند چاہتا ہی
کہ لنگر قایم کرون مگر حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی پہلے ہی زور مین صاحبقران نے
تا بزانو اُٹھایا ہی چاہتے ہین دونون بازوون کا زور ملاکے اس خود سر کو سر سے بلند کرون میلاد نے
پکار کر آواز دی کہ ارے تم سب دیکھ رہے ہو مجکو یہ آدم زاد زمین پر مارا چاہتا ہی سب دیوزاد
دوڑ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا میلاد خارہ شکن ہاتھ سے صاحبقران کے چھوٹا جب فوج
کا صاحبقران پر بلوہ ہوا امیر لڑتے ہوے طرف قید قریشہ سلطان کے چلے قریشہ نے جو دیکھا کہ قبلہ
و کعبہ آتے ہین خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا **نظم** شعلۂ شمشیر شان شمع جگرسوز من ٭ گرمی بازار عشق
از تف خون من است ٭ برسر دار فنا خانۂ غوغاے من ٭ باک ندارم زدار چوب ستون من است ٭ خانۂ
تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق ٭ بشکنم این بندرا وقت جنون من است ٭ قید کو توڑ کے مانند
تار عنکبوت کے پھینک دیا اب جو قریشہ سلطان اُٹھین دیوزادون کو پامال کردیا میلاد خارہ شکن
نے کہا طبل بازگشت بجادو ملازمان نقابدار زمرد پوش بھی جنگ مین شریک ہین میلاد خارہ شکن نے
گھبرا کر طبل امان بجوا دیا صاحبقران زمان قریشہ سلطان کو ساتھ لیکر پلٹے مگر کہتے ہوے کہ میلاد
کو بدون قتل کیے نہ جاؤنگا سامنے آکے بارگاہ استادگرائی نقابدار زمرد پوش صاحبقران و قریشہ کو
لے کر اپنی بارگاہ مین آیا قریشہ سلطان نے جو بے ادبی میلاد کی بیان کی صاحبقران کو بڑا غصہ آیا
فرمایا کہ ابھی جاکر سزا دیتا ہون تلوار ٹیک کر اُٹھے ہرچند قریشہ سلطان نے روکا صاحبقران نے
نہ مانا تلوار کھینچے ہوے طرف بارگاہ میلاد کے چلے میلاد کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران آتے ہین
[illegible]

طرف سے پہاڑ کے بھاگا صاحبقران جب پہاڑ پر آئے تو کسی کو نہ پایا سناٹا پڑا تھا ایک دیو کو امیر نے
گرفتار کیا اُس سے پوچھا کہ میلاد کہان گیا اُسنے خوف جان سے کہدیا کہ یہان سے بارہ کوس پر ایک
پہاڑ ہی شداد کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے وہان رہتا ہی بڑا زبردست ہی کبھی کوئی دیو اُسکی سرحد مین نہین
جاتا اگر کوئی شکار کھیلنے جاتا ہی تو شداد خود شکار کر لیتا ہی ہزار ہا دیوزاد اُسکے ہاتھ سے مارے گئے
میلاد اُسی کے پاس بھاگ کر گیا ہی وہ اگر آمادۂ حرب وپیکار ہوا تو آپ کو بڑی مشکل پڑیگی صاحبقران
اُس دیو کو لیے ہوے لشکر مین آئے نقابدار زمرد پوش سے کہا کہ مین طرف کوہ شداد کے جاتا ہون
بدون قتل اُسکے مجکو چین نہ پڑیگا نقابدار نے کہا کہ حضور یہان آرام سے بیٹھین مین ابھی شداد کو جاکے
سزا دیتا ہون اور میلاد کو گرفتار کرکے لاتا ہون صاحبقران نے کہا کہ ای نقابدار بہادر تم ہر مرتبہ باتین
کی لیتے ہو ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ میرے ساتھ چلے آؤ بلکہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاکر کوہ شداد
کو فتح کرتا ہون نقابدار جھلا کر خاموش ہو رہا بخیال صاحبقران کچھ کہہ نہ سکا صاحبقران نے فرمایا ای
نقابدار بہادر یہ جتنے صحرا ہین سب میرے دیکھے بھالے ہین اٹھارہ برس انھین جنگلون مین آوارہ رہا
جس مقام پر پہونچا وہانکے حاکم کو مسلمان کیا پھر آسمان پری آتی تھین اور سمجھا کر مجکو لیجاتی تھین کہ بعد
چھ ماہ کے آپکو طرف پردۂ دنیا کے روانہ کردونگی اور قریشہ کمسن تھی اسکو دیکھ کر بہل جاتا تھا بعد
کئی برس کے جب آسمان پری سے جانیکا تقاضہ کرتا تھا وہ پھر مجکو کسی صحرا مین چھوڑ دیتی تھین یہ سب
نئے حاکم ہوے ہین میرے نام سے نہین واقف ہین اس وجہ سے بے ادبی کر رہے ہین یہ سب مقام میرے
فتح کیے ہوے ہین مگر میلاد جو یہان سے بھاگا آدھ کوس پر آکے ٹھہرا لوگ آتے جاتے ہین سب کو
جمع کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش شکار کھیلتا ہوا جاتا تھا شاطر نے اسکو خبر دی
کہ میلاد ہاتھ سے صاحبقران کے شکست کھا کر آیا ہی صحرا مین آکے ٹھہرا ہی فوج جمع کر رہا ہی قصد
ہی کہ کوہ شداد پر جاؤن وہانسے شداد کو خبر کرون اگر وہ آمادۂ جنگ ہوا تو کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا
صاحبقران کو گولی بنا کر کھا جائیگا جرأت وشوکت اپنی دکھائیگا نقابدار یاقوت پوش نے کہا کہ
یارو مناسب یہ ہی کہ ان سب کو گھیر کر مار لو صاحبقران پر احسان ہوگا وہ بھی جان جاوین کہ ہواخواہ
خاور سیاہ ایسے جری وبہادر ہین صاحبقران کی مدد کرتے ہین یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا چہار جانب
سے گھیر کر آپڑا میلاد نے جو دیکھا کہ فوج نقابدار یاقوت پوش نے حملہ کیا یہ بھی آمادۂ حرب وپیکار ہوا
اُدھر سے صاحبقران آتے تھے ہرکارے نے خبر دی کہ نقابدار یاقوت پوش نے میلاد کو گھیرا ہی
میلاد لڑ رہا ہی نقابدار زمرد پوش نے عرض کی کہ ای شہریار آپکی وجہ سے مین نے یہ کلمات سنے
ورنہ نقابدار یاقوت پوش کی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے نام جرأت لے سکے آج اُسنے یہ بڑا موقع
پایا کہ میلاد پر جا پڑا اب مین نہین رُک سکتا جاکر اُسکو سزا دیتا ہون آج اُسنے یہ جرأت دکھائی ہی
صاحبقران نے فرمایا ہم بھی چلتے ہین زمرد پوش بیقرار ہو گیا اور صاحبقران کا کہنا نہ مانا فوج تمام
پشت پر آگئی کُل فوج کو لیکر چلا صاحبقران وقریشہ سلطان اُس صحرا مین اکیلے رہگئے صاحبقران
نے فرمایا کہ ای فرزند اس نقابدار کو بڑا دعوی جرأت ہی قریشہ سلطان نے عرض کی کہ ای والد نامدار ان
نقابدارون کا حال نہ [illegible]

نقابدار یاقوت پوش چاہتا ہی کہ بدیع الزمان کی حقارت ہو اور زمرد پوش چاہتا ہی کہ قاسم غالب رہین
نام اُنکا ایسا شہرت پکڑے کہ اہالی پردۂ قاف نام سُنکر بھاگین کسی مقام پر ایسی جرأت دکھاتے ہین کہ بڑے بڑے
سرکش اِنکے ہاتھ سے مارے گئے صاحبقران نے فرمایا دیکھین اس جنگ مین کیا گذرتی ہی صاحبقران نے
فرمایا چلو چل کر دیکھین یہان نقابدار یاقوت پوش لڑ رہا ہی میلاد دیو کوہ شداد پر خبر کی ہی شداد
اپنی فوج اپنے ساتھ لیکر چلا یہان نقابدار یاقوت پوش لڑ رہا ہی کہ نعرۂ زمرد پوش کی آواز کان مین آئی
یاقوت پوش نے دیکھا کہ زمرد پوش آتا ہی مجمع دیوان سے نکلا اور پکار کر آواز دی کہ او مفلوک تو کیون آیا
مین اکیلا اِسکو کافی ہون خبردار شریک جنگ نہ ہونا ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا کئی دن سے صاحبقران
کے ساتھ ہی اُسپر یہ گھمنڈ ہوا زمرد پوش نے جواب دیا کہ اگر مین نہ آتا تو تم گرفتار ہو جاتے یاقوت پوش
تلوار کھینچ کر زمرد پوش پر جا پڑا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی خاموش رہ ورنہ زبان کھینچ لونگا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار
کے مارے زمرد پوش نے خالی دیے ایک مقام پر جو یاقوت پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا زمرد پوش نے
خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مار دیا یاقوت پوش زخمی ہوا یاقوت پوش نے زخمی ہو کر کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا
کہ زمرد پوش بھی زخمی ہوا فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے لڑ رہے ہین ایکنے ایک کو للکارا
فوجین بھی آپس مین مل گئین ہمراہیان میلاد دیو نے مہلت پائی دیکھا کہ نقابدار آپس مین لڑ رہے ہین
دونون انہلکے زخمی ہین فوج سے اشارہ کیا کہ اِن دونون کو گرفتار کر لو دونون نقابدار زخمی ہین رسنین
اور کمندین پڑنے لگین دونون نقابدار بحالت زخمداری مین گرفتار ہوے فوج والے بھاگے ملازمان
زمرد پوش الگ گئے اور ہمراہیان یاقوت پوش سامنے درۂ کوہ تھا وہان جا کر چھپے میلاد دیو نے اِن
دونون کو مسلسل و مطوق کیا طرف کوہ شداد کے لیکر چلا نقابدار جو ہوشیار ہوے آپسمین تکرارین کرکے
زنجیرین ہلانے لگے لوگون نے میلاد دیو سے کہا میلاد دیو نے کہا ابھی اسی صحرا مین دارین استادہ کرو جلادون کو
بلاؤ مین ابھی انکو قتل کرونگا قید مین بھی سرکشی کر رہے ہین اپنی جرأت پر انکو بڑا دعویٰ ہی سب غرور اِن کا
نکال دونگا اُس صحرا مین میدان خونی کی تیاری ہوئی دارین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے میلاد دیو نے
کہا کہ اِن دونون کو قتل کرو نقابدارون کو جلادون نے ارابے سے اُتارا ایک دار کے نیچے بٹھایا گردنون
پر کوئلے کا خط دیا نعرے کرنے لگے شادیانے لگانے لگے نقابدارون نے جو یہ حال دیکھا موت سامنے آئی دونون
نے بیقرار ہو کے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیے دعائین کرنے لگے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار
افسوس یہ ہی کہ اپنے آقاؤن کا نام روشن نہ کرنے پائے زمرد پوش پکار رہا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان
اس وقت مدد کو آئیے اس مفلوک کو بچائیے یاقوت پوش پکار رہا ہی کہ ای شیر بیشۂ رستم و ای صاحب
شوکت و حشم آ کے اسکو بچا لیجیے مین تو قید توڑ ڈالونگا جلاد اِن کی باتون پر ہنس رہے ہین کہتے ہین یہ دونون
جوان بدیع الزمان و قاسم کے معتقد ہین مشکل مین بھی اُنھین کو پکارتے ہین میلاد دیو نے حکم اول دیا ہی چاہتا
ہی حکم ثانی دے کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران زمان و قریشہ سلطان جو آتے تھے راہ مین ملازمان
نقابدار زمرد پوش نے خبر دی کہ دونون جوان اول آپس مین زخمی ہوے پھر دشمنون نے قابو پا کر دونون
کو گرفتار کر لیا اب قتل ہوا چاہتے ہین مگر بدیع الزمان اور قاسم کو پکار رہے ہین صاحبقران نے
[illegible]

بدیع الزمان کرون تم نعرۂ قاسم کرو دیکھون یہ جوان کیا کرتے ہین صاحبقران نے گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا
باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ بدیع الزمان۔ بدیع الزمانم کہ در رزمگین ؛؛ توانم
کشم آسمان بر زمین ؛؛ ز تیغم بسے ملک اسلام شد ؛؛ کہ سر فتنہ با ختر نام شد ؛؛ قریشہ سلطان نے گھوڑا
بڑھا کر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد
نعرۂ قاسم ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ؛؛ ز نم تیغ برابر و نیزہ بماہ ؛؛ ز آب دم تیغ شستم زمین ؛؛
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین ؛؛ نقابداروں نے جو نعرے سُنے جھومنے لگے وجد مین آ کر قید توڑ ڈالی جلاد کو مار کر
اُٹھے ایک ایک جوان کو مار کر تلوارین لین فوجین اِنکی جو درہ کوہ مین چھپی تھین اپنے اپنے آقا کی صدا
سُنکر آ پڑین نقابدار زمرد پوش لڑتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا ای آقائے نامدار کیا وقت
پر آپ آئے ہین ہمکو یہی خیال ہی کہ آپ کا پردۂ قاف مین کیونکر آنا ہوا آپ کنارے ٹھہرین ہم جنگ کو
فتح کیے لیتے ہین آپ کی تکلیف ہمپر شاق ہی یاقوت پوش لڑتا ہوا سامنے قریشہ کے آیا کہا ای آقائے نامدار
آپ کی تکلیف مجھپر بہت شاق ہی آپ جنگ نہ کرین مین اِن سب کو ابھی شکست دیتا ہون ملکہ قریشہ
ہنس پڑین یاقوت پوش نے پہچان لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے کیون آقائے نامدار کے نام کا نعرہ کیا
قریشہ سلطان نے کہا وہ بدیع الزمان نہین ہین صاحبقران زمان ہین تمھاری قید کا حال سُن کے
تشریف لائے ہین تم دونون نے اپنے تئین جہالت مین گرفتار کرایا اگر صاحبقران تشریف نہ لاتے
تو تم دونون قتل ہو جاتے یاقوت پوش نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب آقائے نامدار کا نام لیا تو ہمین کون
قتل کر سکتا ہی اگر آپ نہ آتین تو غیب سے ہماری مدد پیدا ہوتی قریشہ سلطان نے کہا کہ بڑے اعتقاد
تمھارے مضبوط ہین تمھین کون قتل کر سکتا ہی قریشہ سلطان نے کہا اب مصروف جنگ ہو زمرد پوش
پر دیوزادون کا بلوہ ہی یہ سُنکر یاقوت پوش پلٹا برائے مدد زمرد پوش چلا مگر صاحبقران زمان
زمرد پوش کو لڑوا رہے ہین جب کوئی حریف زبردست آتا ہی تو بڑھ کر اُس سے مقابلہ کرتے ہین زخمی کرکے
نقابدار کا سامنا کرا دیتے ہین زمرد پوش اُسکو قتل کرتا ہی یاقوت پوش لڑتا ہوا آیا پکار کے کہا کہ
او مفلوک تو اس طرف کیون آیا مین جنگ کو فتح کر لونگا زمرد پوش نے کہا آقا آگئے مگر گھمنڈ نہین جاتا
یاقوت پوش نے تلوار سنبھالکر کہا کہ آ مقابلہ کر لے کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے دونون چلے تھے کہ آپس مین
لڑین صاحبقران نے للکارا کہ او نالائقو یہ کیا حرکت ہی حریف کا سرانجام نہین ہوا آپس مین لڑنے لگے
حریف زور ڈالین گے ایسا نہو دشمنون کو قتل کرین صاحبقران دونون کے بیچ مین آگئے آپس کی جنگ
کو منع کیا مگر دونون نقابدار لڑ رہے ہین ایک طرف قریشہ سلطان لاش پر لاش گرا رہی ہین یہی تلاش
ہی کہ میلاد کو قتل کرین مگر میلاد سامنا نہین کرتا ہر مرتبہ ہٹ جاتا ہی نام سے جنگ کے اسکا قلب تھراتا
ہی فوج والون پر نعرہ ہی کہ ہان یارو مغلوبہ کرکے ان جوانون کو مار لو دشمن بہت کم ہین مگر چند دیوزاد
جو شداد کے پاس پہونچے یہ فوراً اُٹھا ساٹھ ہزار نیزہ باسے دیو لے کر چلا عین وقت پر پہونچا میلاد سے
کہا کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آ پہونچا اب تو میلاد بھی چمک چمک کر لڑنے لگا شداد کے آنے سے اسکے دل کو
قوت ہوئی شداد نے چاہا فوج کو لے کر سب کو گھیر لون قریشہ سلطان کہ اُس طرف لڑ رہی تھین انھون
نے بڑھکر شداد کو روکا شداد نے اہل فوج کو اشارہ کیا ہان یارو کمندون مین اسکو گرفتار کر لو

قریشہ سلطان جنگ مین مصروف ہین کہ کمندین پڑنے لگین دس پانچ حلقے کاٹے آخر مرکب انکا مارا گیا ملکہ قریشہ سلطان پیدل ہوئین اب جو کمندین پڑین گرفتار ہوگئے گرین شداد نے از روے بلوے کے ملکہ قریشہ کو گرفتار کرلیا ساتھ والون سے کہا آج مین نے وہ نعمت پائی ہی کہ دل مین قوت آگئی روح کو راحت ہوئی ایسی معشوقہ ہی کہ جسکے شاہان قاف مشتاق ہین آسمان پری کو پیغام دے رہے ہین مگر آسمان پری جواب دیتی ہی کہ شادی اسکی حکم پر صاحبقران کے موقوف ہی میری مجال نہین ہی کہ مین اسکی شادی کرون ایسے جواب دے کر پیغام کو پھیر دیتی ہین آج مین اپنے وقت کا سلیمان ثانی ہون کہ اس معشوقہ کو پایا اب نکل چلو یہ کہکر پشتارہ قریشہ سلطان کا لیکر نکلا تمام صحرا مین چارون طرف جنگ ہورہی ہی ہزار ہا لاشہ پڑا ہی کسی نے خیال نہ کیا جب شداد لڑ بھڑ کر نکل گیا یہان صاحبقران زمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب میلاد کے پہونچے میلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روک کر ہاتھ مارا کہ میلاد کے دو ٹکڑے ہوے میلاد کے مرتے ہی فوج بے سردار ہوئی شکست کھا کر بھاگی نقابدارون کی فتح ہوگئی صاحبقران نے اپنے کو ظاہر کیا اور نقابدارون سے فرمایا کہ تمھاری جرأت دیکھنے کو بدیع الزمان اور قاسم کا نعرہ کیا حقیقت مین بدیع الزمان و قاسم کے عاشق ہو مگر چاہتا ہون کہ تمھارے حسب و نسب سے آگاہ ہون کہ تم گل کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدارون نے عرض کی ابھی غلامون کو اظہار نام مین تامل ہی مگر آپ کو حال ہمارا کھل جائیگا نقابدارون نے بارگاہ استاد کرائی صاحبقران نے بیٹھکر ارشاد فرمایا سب آئے مگر قریشہ سلطان نہین آئین اہل فوج نے عرض کی کہ اُن کو شداد گرفتار کرکے لے گیا صاحبقران کو بڑا اقلق ہوا فرمایا کہ کیا صدمہ پہونچا ہی تمنے قبل سے اطلاع نہ دی مین ابھی جاتا ہون یا اپنی جان دیتا ہون یا شداد کو مارکے قریشہ کو رہا کرکے لاتا ہون نقابدارون نے خدمت صاحبقران مین دست بستہ عرض کی کہ اگر حضور ارشاد فرمائین اور خلاف مزاج نہ ہو تو غلام جاکے شداد کو ڈھونڈین ملکۂ عالم کو رہا کرکے لائین صاحبقران نے فرمایا تمسے خوف آتا ہی کہین آپس مین لڑنے نہ لگو عین جنگ مین تمنے کچھ پاس نہ کیا آپس مین جنگ کی اسی بات کا ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو اس جنگ مین بھی جہالت کو کام کرو آپس مین لڑنے لگو تو تمھاری جان کے لینے کے دینے پڑجائین دونون نقابدارون نے دست بستہ عرض کی کہ غلامون سے اب ایسی خطا نہ ہوگی صاحبقران نے کہا مین بھی چلونگا یہ کہکے صاحبقران نقابدارون کو ساتھ لیکر چلے مگر شداد جو قریشہ سلطان کو لے کر چلا راہ مین جمال بیمثال ملکہ قریشہ سلطان دیکھ کر پھولا جاتا ہی کہتا ہی اس دھوم سے اپنی شادی کرونگا کہ کبھی پردۂ قاف مین ایسی شادی نہ ہوئی ہوگی ایک سال کا خراج لگا دونگا ساتھ والے کہتے ہین غلام بھی بڑی خوشیان کرینگے اس طرح کی باتین کرتا ہوا بالاے کوہ شداد آیا حکم دیا کہ ہمارے خراجگزارون سے کہو خراج حاضر کرین ہماری شادی درپیش ہی رقعے لکھکر جابجا روانہ کیے اور نام لکھدیا کہ ہمراہ قریشہ سلطان میری شادی ہوگی بھائی اسکا نعمان بلند قد صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اسنے بھائی کی شادی کا رقعہ پایا نام ملکہ قریشہ سلطان کا جو لکھا دیکھا حیران ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ آسمان پری تو شادی نہین کرتی تھین مگر میرے بھائی سے کیونکر راضی ہوگئین قوت و طاقت اسکی سنکر ناز کیا ہوگا فریفتہ ہونگی کہ شداد ایسا جری و بہادر میرا خویش ہوگا مین تو بھائی صاحب سے زیادہ ہون قد بھی بڑا ہی

بڑا مین چل کر اسکا انتظام کرون یہ کہکر چلا یہان شداد خوش بیٹھا ہی ملکہ قریشہ سلطان کو ایک مکان
مین رکھا ہی ساتھ والون سے کہ رہا ہی تم سب کو جوڑے دونگا مصاحب خوشیان کر رہے ہین کہ خبر پہونچی آپکے
بھائی صاحب آتے ہین شداد نے خوش ہوکر کہا کہ شاید بھائیصاحب کو بھی میری شادی کی خبر ہوگئی انتظام
کرنے کے واسطے تشریف لائے ہین براے استقبال اُٹھا بھائی کو آگے سلام کیا نعمان نے پوچھا ای
برادرجان برابر تمھاری شادی کیونکر ٹھہری ملکہ آسمان پری کو تو انکار تھا شداد نے کہا مین تو جاکے
دُلھن کو لے آیا اب کیا مشکل ہی خراجگزارون سے خراج مین نے طلب کیا ہی روپیہ آیا اور مین نے
شادی شروع کی نعمان نے کہا ای برادر آسمان پری بڑا فساد برپا کرینگی شداد نے کہا ای
بھائی میرا نام ایسا مشہور ہی کہ نام سُنکر خوش ہوجائینگی بہ فخر فرمائینگی کہ ایسا داماد مجکو ملا کہ جسکا مثل و
نظیر پردۂ قاف مین نہین ہی نعمان نے کہا ای بھائی مین سن مین بھی تمسے بڑا ہون اور زور و قامت مین بھی
بڑھا ہوا ہون جو کام تمسے نہ ہوسکا وہ کام مین نے کیا لہذا مین تیری شادی اور جگہ کردونگا اِسکی شادی
میرے ساتھ کردے شداد نے کہا ای برادر ایسا کلمہ نہ فرمائیے مین جنگ مغلوبہ سے بمشکل گرفتار کرکے
لایا ہون نعمان نے کہا آسمان پری کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی اُنکا شوہر وہ آدمزاد ہی کہ جس نے
عفریت کو مارا اسمندون کو قتل کیا وہ کب گوارا کریگا کہ تمھارے قبضے مین اُسکی دختر رہے مین جنگ
کو سمجھ لونگا تم بلوہ اُنکا نہ اُٹھا سکوگے بڑی آفت برپا ہوگی صاحبقران کے بیٹے اور پوتے سب دیوبند
اور دیوکش ہین ای شداد شادی کرکے بہت پچھتاؤگے اول تو مجھے یقین نہین کہ قریشہ سلطان تمکو قبول کرے
میرے برابر تم خوبصورت نہین ہو مین خوبصورت بھی ہون اور قد و قامت مین بھی زیادہ نام بھی میرا
پردۂ قاف مین مشہور ہی سب بخوبی جانتے ہین بلکہ جب آسمان پری سُنینگی اور اُس آدمزاد کو خبر ہوگی
تو وہ اپنے مقام پر فخر کرینگے کہ ایسا داماد مجکو ملا جسکا مثل و نظیر پردۂ قاف مین نہین ہی شداد نے کہا
ای برادر دمسندم نہ کہو مین اس بات کو ہرگز قبول نہ کرونگا نعمان نے کہا تمکو بجبر قبول کرنا پڑیگا قریشہ
کو بلواؤ دیکھو وہ کسکو پسند کرتی ہی شداد نے کہا بھائی صاحب آپ کو خلاف تو ہوگا مگر یہ مقدمہ ایسا
نہین ہی کہ مین قبول کرون تمھارے کہنے سے میرے قلب کو صدمہ ہوتا ہی مین نے جنگ مین اپنی آنکھون
سے دیکھا کہ کئی سی نرہ ہاے دیو بڑے بڑے قد کے قریشہ سلطان نے اپنے ہاتھ سے قتل کیے جب
کسی سے مقابلہ پڑیگا تو فوراً کہونگا کہ میری زوجہ کو بُلاؤ وہ آتے ہی لڑائی کو فتح کریگی ایسا قاف مین
نام ہوگا ہر شخص یہی کہیگا کہ شداد کی زوجہ دیوبند اور دیوکش ہی سرکشان قاف میرا نام سُنکے
کانپینگے ہر ایک یہی کہیگا کہ میان بی بی جب مل کر لڑتے ہین تو سرکشون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا
مین کیونکر ایسی معشوقہ کو چھوڑون دونون بھائیون مین خوب تکرار ہوئی آخر شداد نے کہا کہ اُٹھکر میرے
گھر سے جائیے ورنہ نکلوا دونگا نعمان نے کہا او بے حیا چھوٹا بھائی ہوکر اتنی بڑی بات کہتا ہی مین معشوقہ کو
لیکر جاؤنگا میرا دل بہت بیقرار ہی جسوقت سے مین نے سُنا ہی کہ ہمراہ قریشہ سلطان تیری شادی
ہوگی اُسی وقت سے مین نے تجویز کر لیا تھا کہ میرا بھائی یہ ضرور قبول کریگا تو نے یہ تکرار نکالی شداد نے
اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا نعمان سے اور شداد سے تلوار چلنے لگی دو چار وار آپس مین رد و قدح کیے ہوتے تھے
کہ نعمان نے بیٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا دونون پاؤن شداد کے اُڑ گئے گرتے گرتے نعمان نے شداد کا

سرکاٹ لیا سر کاٹ کر طرف مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا صاحبو تمنے دیکھا مین نے کسقدر عذر کیا مگر اس کمبخت
نے نہ مانا تم مین جس کسی کو دعوی شجاعت ہو میری مقابلے مین آئے ورنہ حلقۂ اطاعت کان مین ڈالے سب نے
دیکھا کہ شداد کا خون اسکی گردن پر سوار ہی ایسا نہ ہو ہم لوگون سے بھی فساد کرے ہم کسکے بھروسے پر
اس سے لڑین اسی کو اپنا افسر قرار دین تاکہ ایک افسر تو اپنا رہے سب نے نعمان کی اطاعت کی کہا
حضور ہماری کیا مجال ہی کہ آپسے گردن تابی کرین یا آپ سے فساد کرین لیکن یہ جانتے ہین کہ اس شادی مین
بڑے فتور پڑین گے پہلی تو یہی خرابی ہوئی کہ بھائی آپ کا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا سُنا کرتے تھے کہ
قصۂ زر وزمین وزن ہوتا ہی وہ آج آنکھون سے دیکھ لیا نعمان نے کہا نوبتین رکھواؤ تیاریان کرو
مجھے دولھا بناؤ سہرا باندھ کر سامنے دُلھن کے لے چلو دیکھو دُلھن کیسا پسند کرتی ہی کہیگی میرا دولھا تو بڑا
بھولا بھولا ہی ملازمون نے دوڑ کر نوبتین رکھوائین مشہور ہوا کہ نعمان نے شداد کو مار ڈالا اور قریشہ
کے ساتھ شادی کرتا ہی قریب ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے آتش بہار کہتے ہین آتش خیز جادو اُس صحرا کا
حاکم ہی ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ نعمان دختر صاحبقران سے شادی کرتا ہی نام قریشہ سلطان
سُنکر آتشخیز کانپ گیا کہا کیون صاحبو نعمان اس لایق ہی کہ قریشہ سلطان ایسی شاہزادی سے شادی
کرے اُسکی کیا حقیقت ہی مین ابھی ارادہ کرون تو سارے صحرا مین آگ ہی آگ معلوم ہو کسی دیو نے کبھی
ایسا ارادہ نہین کیا کہ میرے صحرا مین آکے شکار کھیلے مین کبھی یہ گوارا نہ کرونگا کہ ایسی شاہزادی کے ساتھ
نعمان کی شادی ہو یہ کہکر اُٹھا چند ساحرون کو ساتھ لیا آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دیکھا کہ نعمان تخت کے
اوپر بیٹھا ہی سہرا وغیرہ باندھ رہا ہی اور انعام ملازمون کو بانٹ رہا ہی طائفون کو بیل دے رہا ہی آتشخیز
نے ایک ابر بنایا اور آگ برسانے لگا آسمان سے جو آگ برسی زمین و آسمان آتش بہار ہوگیا نعمان یہ آفت
دیکھ کر گھبرایا پکارنے لگا کہ یا خداوند راس الشیاطین مین ایسی شادی سے باز آیا اب مین شادی نکرونگا
یہ جو بیقرار ہو کر اُسنے کہا آتشخیز آسمان پر ٹھہرا رہا تھا کڑک کر گرا ملکہ قریشہ سلطان کو اُٹھا لیا قریشہ سلطان
حیران و پریشان ہی کہتی ہی کہ ای پروردگار مین کس آفت مین پھنسی ہون ملک الموت کو حکم دے کہ
میری قبض روح کرلے اب یہ کشاکش مجھسے نہین اُٹھائی جاتی مگر آتشخیز ملکہ قریشہ سلطان کو لیے ہوے قریب
ابر آیا چاہا کہ ابر مین چھپون اور ابر کو اُڑاؤن نعمان دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص کریہ منظر ملکہ قریشہ سلطان
کو اُٹھا کرلے گیا تڑپ رہا ہی کبھی بیقرار ہوکے پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کون
تجکو اُٹھا کرلے گیا میرا گھر برباد ہوا مین نے بھائی کو تمھارے واسطے مارا تم گھر مین بیٹھتین مین بارگاہ مین
بیٹھتا ڈیوڑھی پر کیسی چہل پہل ہوتی ایک عجب رونق رہتی گھر مین کوئی ساس نند نہ تھی بڑے عیش و راحت
سے تم رہتین او سیہ فام تو کون ہی جو ہماری ملکہ کو اُٹھا کرلے گیا قضاے کار ملکہ مہروق جادو کیہ جلد
ترکستان مین رہتی ہین صبح کا وقت ہی براے شکار نکلی ہین صداے فریاد سُنکر بیقرار ہوگئین وہین
سے للکارا کہ او ساحر مکار اس شاہزادی والا مقدار کو تو کہان سے لایا یہ دختر تو ہمارے آقا کی ہی ہمارے
وارث کی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر گولہ مارا گولہ جاکے ابر پر پڑا ابر پھٹا ابر سے چنگاریان آگ
کی آتشخیز پر گرنے لگین کئی آبلے جسم پر آتشخیز کے پڑگئے چاہتا ہی اپنے کو بچاؤن مگر یہ سحر مہروق ہی کب
بچ سکتا ہی گھیرے ہوے ہی چاہتا ہی جلا دون جب دس بیس چنگاریان اسپر گرین تو اُسنے گھبرا کے جھولی پر

ہاتھ ڈالا کچھ اشیاے سحر نکالے اُنپر اسماے سحر پڑھنے لگا چاہتا ہی سحر کو کامل کر کے پھینکون اپنے کو بچاؤن
دوسرے کو مٹاؤن مگر صورت مہروق پر تڑپ گیا ہی پکار کر آواز دی ای معشوق پری چہرہ تونے مجھکو کسواسطے
روکا ہی مین تو اسکا دولہا ہون یہ میری دُلھن ہی مہروق نے للکارا کہ او نامرد یہ شاہزادی والاقدر
ہین آسمان جاہ و جلالت کی بدر ہین جلو اخور دن را روے باید ایسا کلمہ خلاف زبان سے نہ نکالنا ورنہ
باعث خرابی ہی کیونکہ اس کو آسمان پری نے جدا کیا آسمان پری تو اسکو اپنا جان و ایمان جانتی ہین اٹھارہ
برس صاحبقران زمان قاف مین رہے فقط یہی شاہزادی پیدا ہوئی اور قمر چہر پری کے یہان
شاہزادہ قمرزاد پیدا ہوا اور ریحانہ پری کے یہان گوہرزاد و مہرزاد پیدا ہوے بس بہتر یہ ہی کہ
انکو چھوڑدے ورنہ تیرا پیچھا نہ چھوڑونگی آتشخیز نے یہ سُن کر گولہ نکال کر مارا مہروق نے اُنگلی سے اشا
اشارہ کر کے گولے کو کاٹا اب رنگ یہ ہی کہ آتشخیز بھاگا ہوا جاتا ہی مہروق پر جب سحر کرتا ہی مہروق
آتش مین بند ہو جاتی ہی آتشخیز بھاگتا ہی مہروق اُس آتش کو مٹا کر پھر جھپٹتی ہی مگر وہ قریشہ کو نہین
چھوڑتا پنجے مین دبائے ہوے ہی چاہتا ہی نکل جاؤن مگر مہروق گھیرے ہوے ہی جب سحر کرتی ہی چنگاریان
آگ کی اسپر گرتی ہین آبلے بدن پر پڑتے جاتے ہین مگر صاحبقران زمان جو طرف کوہ شداد کے
چلے دونون نقابدار ساتھ ہین گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین دھوپ بڑی تھی ایک نخل کے سائے مین
آکے ٹھہرے بند قبا کھول دیے ہوا چل رہی ہی صاحبقران اُسکے نیچے ٹھہرے ہوے ہین کہ آسمان سے یکایک
کڑکڑاہٹ کی آواز آئی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام و بدانجام ملکہ قریشہ
کو پنجے مین دبائے ہوے چلا آتا ہی مگر مہروق جادو تعاقب مین ہی جب صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوا
تو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کر کے تاک کر مارا اُس خطا شعار
کے تودہ سینہ پر پڑا اب قریشہ سلطان پنجے سے چھوٹین مہروق نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران نے
آتشخیز کو مارا ملکہ قریشہ سلطان اگر اب زمین پر گرین گی تو سر پھٹ جائیگا بڑا باعث خرابی ہوگا ایک
پنجہ سحر چھوڑا اور کہا ملکہ قریشہ سلطان کو روک لے پنجے نے ملکہ قریشہ کی دستگیری کی کمر مین آکے
بڑھا مہروق خدمت صاحبقران مین قریشہ سلطان کو لے کر آئین قریشہ سلطان نے پاے صاحبقران
کو بوسہ دیا صاحبقران نے مہروق سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر آئین مہروق نے دست بستہ
عرض کی کہ کنیز واسطے شکار کے نکلی تھی یہ معرکہ دیکھا صاحبقران مہروق سے باتین کر رہے ہین کہ نقارہ
سلیمانی کی آواز کان مین آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ آسمان پری نو لاکھ نرہ ہاے دیو سے اسی
طرف چلی آئی ہین صاحبقران کو دیکھ کر تخت سے کود پڑین قریشہ سلطان کو گلے سے لگا لیا صاحبقران
کی بلائین لین عرض کی کہ اے شہریار آپ نے بڑے صدمے اُٹھائے صاحبقران نے فرمایا آج تو
مہروق نے بڑا کام کیا ورنہ ساحر لے چلا تھا ملکہ آسمان پری نے مہروق کو بھی گلے سے لگایا بارگاہ سلیمانی
استادہ ہوئی صاحبقران اُسمین داخل ہوے ایک طرف آسمان پری و ایک طرف ملکہ قریشہ سلطان
اور ایک طرف دونون نقابدار آکے بیٹھے مگر آپس مین دونون نقابدارون سے چشمک چلی جاتی ہی خوف
سے صاحبقران کے خاموش بیٹھے ہین آسمان پری نے حکم دیا کہ شاہ پری و ماہ پری رقاصہ جو تیل ہین
اُنکو بلاؤ وہ آکر یہ اشعار عاشقانہ گنگنا کر بتا بتا کر گانے لگین نظم

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو
دیکھنا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نے
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اس قدر
لاغری نے کر دیا مجکو برنگ شوخی
روشن و تاریک مین یکسان مزہ مجکو ملا
مصطفےٰ سے ہے تجھے چشم شفاعت ای نسیم

آئینہ محتاج ہی نظارۂ تمثال کو
خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
شمع نے جنبش نہین دی پلے استقلال کو
رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کے مال کو
مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
اب بجز آواز کے صورت نہین تمثال کی
مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو
بخش دیگا ایزد برحق ترے افعال کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے تفضلے کار طیران جادو دربان طلسم گلفشان ایک درخت پہ بیٹھا ہوا ہی کہ اُسکے کان مین جو گانے کی آواز پہونچی اُڑتا ہوا سامنے بارگاہ سلیمانی کے آیا عکس اسکا جو بارگاہ پہ پڑا یہ بارگاہ سلیمانی ہی تیر جو چلا سینے پر اس خطا شعار کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا طیران جو مرا ایک غلغلہ ہوا نگہبان طلسم جو سر کوہ پہ بیٹھے تھے آواز طیران کے مرنے کی سُن کر اپنے مقام سے اُٹھے آکے دیکھا کہ لاشہ طیران کا زمین پہ پڑا ہی اور ایک لشکر گران اُترا ہوا ہی اور ایک بارگاہ استادہ ہی اُس مین سے گانے کی آواز آتی ہی جو ساحر سائے مین بارگاہ کے گیا تیر پڑا وہ مارا گیا جب کئی سو جادوگر مرے نگہبانان طلسم نے لاشے سب کے اُٹھوائے روتے پیٹتے خدمت گلفشان مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ آج ایک لشکر گران میدان مین اُترا ہی اور ایک بارگاہ استادہ ہی اُسمین سے گانے کی آواز آرہی ہی جو سائے مین بارگاہ کے گیا تیر چلا وہ ہلاک ہوا اتنے ساحر مارے گئے کہ جنکا شمار نہین ہو سکتا ہم لوگ جان بچا کے ہٹ آئے گلفشان قہقہہ مارکے ہنسا کہا سبحان اللہ یہ قدرت سامری و جمشید ہی اس صحرا مین ملکہ آسمان پری آکے اُتری ہین مین خود چلتا ہون یہ کہکر بادشاہ طلسم سوار ہوا رات گذر چکی تھی صبح کا وقت ہی یہان اٹالہ بارگاہ کا لدا آسمان پری تخت پر سوار قریشہ سلطان پہلو مین اور صاحبقران پشت مرکب پر سارا لشکر ہمراہ اس کروفر سے صاحبقران جاتے ہین نقارخانہ سلیمانی بجتا ہوا گلفشان نے آسمان پر سے سحر کیا ملکہ قریشہ سلطان اور آسمان پری کو اُٹھا لیا چاہا امیر کو بھی اُٹھا لون جیسے ہی ایک جادوگر نے آکے کمر مین ہاتھ ڈالا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا دھڑ پر سے اُڑگیا جب کئی جادوگر مارے گئے تو گلفشان نے منع کیا کہ کوئی ساحر قریب صاحبقران کے نہ جاے جو کوئی جائیگا وہ مارا جائیگا ہم اسکی تدبیر کرلین گے یہ کہکر قریشہ سلطان و آسمان پری کو لے کر روانہ ہوا یہان جب ہنگامہ دفع ہوا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی کہ تخت پر سے ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشہ سلطان غائب ہوگئین یہ سُن کر صاحبقران گھوڑے پر سے اُتر پڑے لشکر اُسی مقام پہ ٹھہرا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے خواجہ عبد الرحمن جنی کو بلوایا اور پوچھا کہ آسمان پری و قریشہ سلطان پر کیا گذری خواجہ عبد الرحمن جنی نے سوا ہاتھ زمین لپیٹ کے

قرعۂ فال کو اوپر لوح سوال کے پھینکا بعد عرصۂ دراز کے سر اُٹھایا کہا ای شہریار یہ جو سامنے پہاڑ ہی دہنہ طلسم گلفشان ہی وہانکا حاکم ملکہ آسمان پری و ملکہ قریشہ سلطان کو گرفتار کر کے لے گیا لیکن دونون شاہزادیان بڑی مصیبت مین ہین اگر حضور نے اسی ہفتے عشرے مین فکر کی تو فبہا ورنہ یہ شاہزادیان زندہ نہ ملین گی مصائب قید نہ اُٹھا سکین گی صاحبقران اُسی وقت اُٹھے سامنے پہاڑ کے آئے دیکھا پہاڑ کو کاٹکر ایک قلعہ بنایا ہی برج بارے کنگرے صدہا دیو قلعے پر کھڑے ہین بعض کے ہاتھ مین قرنائین ہین اُن کو مُنھ سے لگائے کھڑے ہین صاحبقران نے قصد کیا کہ مین قلعے مین جاؤن خواجہ عبد الرحمن نے منع کیا کہا علامت تو حضور دیکھ لین ایک گنہگار کو حکم دیا کہ دیوار قلعہ کو چھو کر چلا آ تجکو رہا کر دین گے وہ گنہگار چلا اہل قلعہ نے قرنائین بجائین اُن قرناؤن سے صدائے مہیب پیدا ہوئی تمام پہاڑ کانپنے لگا یقین تھا کہ قلعہ گر پڑے مگر وہ گنہگار چلا جاتا ہی جب سائے مین قلعے کے پہونچا پھاٹک تو قلعے کا کُھلا ہوا تھا چند کنیزان زرین پوش اندر سے آئین دو کرسیان بچھا گئین اور چند کنیزین آئین دست بستہ کھڑی ہوئین جیسے ہی وہ گنہگار سامنے پہونچا کنیزون نے جُھک کر گنہگار کو سلام کیا گنہگار ہنسنے لگا کنیزون نے کہا آئیے کرسی پر بیٹھیے وہ گنہگار جا کر کرسی پر بیٹھا کہ در قلعہ سے ایک نازنین بہت خوبصورت آئی دوسری کرسی پر آ کے وہ بیٹھی وہ گنہگار اُس مہرو کو دیکھکر ہاتھ باندھنے لگا اُس مہجبین نے کنیزون سے کہا کہ ارے اس نو وارد کو جام شراب شوق تو پلاؤ کنیزون نے گلابی اُٹھائی اور جام بھر کر اُس گنہگار کو دیا گنہگار جام ہاتھ مین لیکر پی گیا پیتے ہی آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ تمتما گیا یہ تو مجال نہ تھی کہ گلے مین ہاتھ ڈالے مگر قدمون کو چومنے لگا کبھی گرد پھرتا ہی کبھی قدمون کو بوسہ دیتا ہی بعد تھوڑی دیر کے اندر سے قلعے کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون نکلا اُسنے آ گنہگار سے کہا کہ کیون او بے ادب میری معشوقہ کے قدم چومتا ہی گنہگار نے کہا کہ مین انکا عاشق ہون اُس زنگی نے قبضے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ میرے برابر کوئی اسکا عاشق قدیم نہین ہی یہ کہکر ایک آواز دی کہ ای حارث شیر سوار اس بے ادب کو لینا ملائے عالم کو اسنے چھو لیا اور کچھ میرا خوف نہ کیا اور پوچھا تو گفتگو کرتا ہی بڑا بے ادب ہی یہ سُنکر اندر سے قلعے کے ایک جوان شیر سوار ظاہر ہوا اُس شیر سوار نے گنہگار کا ہاتھ پکڑا اور قلعے کی طرف اشارہ کیا سب دیوزاد قرنائین بجانے لگے اُن قرناؤن کی صدا سے ایک غبار ظاہر ہوا کہ در قلعہ مین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ اندھیرا دفع ہوا دیکھا کہ پھاٹک بند ہی قلعے پر دیوزاد کھڑے ہین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی گنہگار ہمراہ اُسی معشوقہ کے بالائے قلعہ آیا دیوزادون نے چیر پھاڑ کے اُسکو کھا لیا اب وہ نازنین رونے لگی کہتی تھی کہ غضب ہوا میرے عاشق کو کھا لیا ایسا چاہنے والا کہان ممکن ہوگا حقیقت مین میری محبت مین اُسنے جان دی یہ علامت دیکھ کر صاحبقران زمان نے قصد کیا کہ قلعے مین جاؤن ایک دیو بالائے قلعہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا گل فشان جادو نے قاعدے کے سراسر خلاف کیا تمکو کیون ستایا معلوم ہوا کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی وقت فتاحی آ گیا لہذا مناسب یہ ہی کہ پائین پر قلعے کے جاؤ درخت چنار جو واقع ہی اُسے بقوت صاحبقرانی اُکھیڑو دہنہ نقب کا ظاہر ہوگا وہی راستہ طلسم کا ہی اگر اس طرف سے آؤ گے صدمے اُٹھاؤ گے صاحبقران زمان نے اُس دیو کے کہنے کا ایسا اعتبار کیا کہ طرف نخل چنار کے چلے دونون بازوون سے ہلہ مارا درخت تھرتھرایا دوسرے ہلّے مین نخل کو اُکھیڑ لیا اُکھڑتے ہی چند شعلہ ہائے آتش دہنہ نقب سے نکلنے لگے اب جو صاحبقران نے بغور دیکھا ایک اژدہا بیٹھا ہی منھ سے فلا بھلے آتش

چھوڑ رہا ہی مگر منھ کو کھولے ہوے ہی اُسی دیونے آواز دی کہ یا صاحبقران تامل نہ فرمائیے دہن اژدر مین کود پڑیے یہی راہ طلسم گلفشان ہی یہ سُنکر صاحبقران زمان بسم اللہ کہکر دہن اژدر مین کود پڑے یہ معلوم ہوا کہ بلندی سے گرے افتان وخیزان چلے بعد عرصہ دراز پانون زمین پر قائم ہوے مگر اسم اعظم کو پڑھ رہے ہین اِدھر تو اسم اعظم تمام ہوا اُدھر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ونواح دلکشا ظاہر ہوا ایک نخل کے نیچے ایک ساحرہ ضعیفہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی صاحبقران طرف ساحرہ کے چلے اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا آواز دی کہ اے شمیم آتش رنگ اپنی تاثیر کو ظاہر کر ایک جھونکا ہوا کا چلا گل پھولون کی خوشبو دماغ مین صاحبقران کے آئی صاحبقران جھومنے لگے کہ پہلوے باغ سے ایک طائر کلان آیا اور آواز دی کہ اے طلسم کشا مین بھوکا ہون مجکو کچھ کھلائیے صاحبقران زمان حیران ہوے کہ اسکو کیا کھلاؤن کہ دوسرا طائر خُرد اُسی گوشے سے اُڑکر سامنے آیا اور پکار کر آواز دی اے صہباے جنتی جلد آؤ دانہ طلسم کشا آگے بڑھا چاہتا ہی یہ کہکر وہ طائر خُرد دہن مین طائر کلان کے گر پڑا طائر اُسکو نگل گیا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا کیا نعمت کھلائی ہی دل کو قوت حاصل ہوئی روح کو راحت ہوئی منم کلاب جنتی وہ ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی چاہا کہ طائر کو پکڑ لون سحر کیا طائر گرا گرتے ہی طائر نے بہ فصاحت آواز دی کہ اے طلسم کشا ابھی بڑی مشکل باقی ہی اس ساحرہ کو مار لو صاحبقران زمان نے تلوار کھینچی اور طرف ساحرہ کے چلے دیکھا کہ ایک مہجبین نہایت حسین وجمیل ہاتھ باندھے ہوے کھڑی ہی کہہ رہی ہی کہ اے طلسم کشا تمھاری یاد مین عمر کاٹی آج مدت کے بعد دیدار نصیب ہوا اب بھی بے اعتدالی کروگے کہ پھولونکی بو دماغ مین صاحبقران کے آئی صاحبقران نے مبہوت ہوکر ہاتھ اُس نازنین کا تھام لیا اُس نازنین نے آواز دی کہ اے گُل فروش ہماری کنیزین کہان ہین کہ گوشہ باغ سے کئی سو کنیزین عہدے ہاتھ مین لیے آئین کسی کے ہاتھ مین پنکھیا پھولون کی کسی کے ہاتھ مین خاصدان مگر یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی سامنے آئین نظم

آئنہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست ۔۔ وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست
سیر جنت خوب جب رضوان مجھے دکھلا چکا ۔۔ [illegible] لطفِ کوے دوست
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھ کر ہر سرو کو ۔۔ کیا لبسا یاد آتا ہی قد دلجوے دوست
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین ۔۔ نورتن کیا یہ نگین ہین قابلِ بازوے دوست
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اُس سے تعلق ہی ضرور ۔۔ کوئی مجھ [illegible] خوے دوست
حسرتِ دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب ۔۔ تا قفس لائی صبا جب دم چمن سے بوے دوست
دل فریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے ۔۔ ہی زہین تکیہ بجاے تکیہ پہلوے دوست
خاکسارون کو نشیبِ آرزو در کا ہی ۔۔ عرش سے بہتر سمجھتا [illegible] کوے دوست
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے ۔۔ چشم مصروفِ نظارہ [illegible] زانوے دوست
ہان خدارا اے اجل اتنا توقف چاہیے ۔۔ چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم روے دوست
زینتِ جاوید رکھتا ہی لباسِ دوستی ۔۔ پیرہن ہی خاکسارون کا غبارِ کوے دوست
سخت جانی کا بُرا ہو دل ہی شرمندہ نسیم ۔۔ پھر گیا خنجر کا تھ شل ہوگئے بازوے دوست

وہ نازنینان مہ جبین گرد صاحبقران کے آگئین سب سے بہتر جو نازنین ہی اُسنے ہاتھ صاحبقران زمان کا
تھام لیا اور ایک طرف لیکر چلی صاحبقران خاموش چلے جاتے ہین بارہ دری مین لائی فرش وغیرہ سے وہ
بارہ دری آراستہ و پیراستہ تھی صاحبقران مسند پر آکے بیٹھے اُس نازنین نے کنیزون سے اشارہ کیا
وہ اُسی طرح رقص کرتی ہوئین گلابی اور جام لائین لائے ہاتھ مین اُس مہ جبین کے دیا اُس مہ جبین نے جام
شراب سے لبریز کیا اور پنجہ نگارین پر رکھ کر سامنے صاحبقران کے لائی اس ناز سے اُسنے جام پیش کیا کہ
صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا چاہا کہ جام لے کر پی جاوین وہ نازنینان مہ جبین کہ جنکی کنیزون کی وضع ہی مبارک
مبارک کہہ رہی ہین اور وہ نازنین ہنس ہنس کر کہتی ہی کہ مین نے اسی امید پر اپنی عمر کاٹی کہ میرے ہاتھ
سے آپ جام نوش کرین تا مین شاہزادیون پر فخر کرون کہ طلسم کشا کو مین نے شراب پلائی صاحبقران کا
قصد ہی کہ شراب اسکے ہاتھ سے لیکر پی لون کہ پہلوے باغ سے آواز آئی یہ خیرخواہ حاضر ہی اگر آپ نے جام
شراب پیا تو انجام بخیر نہ ہوگا پانی ہو کے بہ جائیے گا گل فروش جادو یہی ہی یہی شراب اسپر پھینک ماریے
صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا کہ با این شور اشوری یکایک یہ بے تکی کیونکر ہوا ایسا نہ ہو کہ اسکی جان کا نقصان ہو
طائر نے آواز دی کہ زندگی اسکی باعث خرابی حضور ہی یہ آپ کیا سوچ رہے ہین خیال خام کو دل مین دخل
نہ دیجیے موافق قاعدے کے کام کیجیے کہ مطلب نکلے صاحبقران نے دل کو پتھر کر کے جام پھینک مارا قطرہ
شراب جو پڑا وہ نازنین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی آواز دیتی تھی کہ کیون اے طلسم کشا یہ بے اعتنائی مگر
یہ طائر بھی تمکو کہین پھنسائیگا اے طلسم کشا مطلب کل آئیگا تھوڑے عرصے مین جل کر گری خواصین تو کہتی ہوئی
بھاگین کہ جیسے جلا دے سامنا کیا اُسکا ظہور ہوا بی بی گل فروش جادو حسرت لیکر گئین افسوس ہی کہ ایسی
معشوقہ کو یون جلا دیا اے طلسم کشا لات و منات تجھے سمجھین طلسم کی جان نکل گئی گل فروش کے مرنے کا سبکو
قلق ہوا جب گل فشان جادو سُنے گا عیش و آرام ترک کر دیگا ہم لوگون کا کوئی سرپرست باقی نہین رہا کہان
جا کر بسر کرینگے ہائے گل فروش ابھی تیرا کیا سن تھا اتین سولہ برس کا سن تھا اس کمسنی مین جان دی دنیا
کو کیا دیکھا ہم سب کی گودیون کی کھلائی ہوئی تھی اسی بلا کو یاد کر کے راتون کو روتی تھی جسنے ذرا پاس
نہ کیا طائر نے آواز دی کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر دستک دیجیے پھر عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائیے
صاحبقران زمان نے فوراً اسم اعظم پڑھ کر دستک دی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک تخت ہوا کے اوپر
اُترتا ہوا آیا اُسپر ایک طاؤس بیٹھا تھا موتیون کا مالا منقار مین دبا ہوا نصف مالا نکل گیا ہی اور نصف باقی
ہی جیسے ہی وہ طاؤس آیا صاحبقران نے مالے کو پکڑ کر بہ اشارہ کلاب جنی کھینچا مالا جو منھ سے طاؤس
کے نکلا طاؤس گر پڑا پانؤن زمین پر مارنے لگا صاحبقران نے بہ اشارہ کلاب جنی طاؤس کا شکم چاک کیا
ایک صندوقچہ نکلی اُسکی کلید اُسی مین لگی تھی صاحبقران نے اُسے کھولا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت احمر کی
نہایت سرخ ہی چھوٹ جو اُسکی پڑتی ہی زمین سرخ ہو جاتی ہی بخط جلی اُسپر لکھا ہی کہ این لوح طلسم گل فشان
است جب وہ لوح نکلی اور عکس اُسکا پڑا طاؤس جل کر خاک ہوا وہ عمارت بھی غائب ہوئی صاحبقران نے
اپنے کو ایک صحرا مین پایا کہ خاک اُڑ رہی ہی نخل سوکھے ہوے تنے خشک کھڑکھڑا رہے ہین شاخین کف افسوس
مل رہی ہین جڑین کھلی ہوئین اس طرح درخت ہلتے ہین کہ خوف ہوتا ہی گر پڑینگے ہزارہا غول غل مچاتے ہین
غولون نے جو صاحبقران کو دیکھا مجمع کر کے صاحبقران پر حملہ کیا صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین

نوشتہ پایا کہ غولان صحرا نشین انکا افسر ہی اگر غولان جادو کو قتل کیا توان غولون سے نجات پائیے گا ورنہ انکے مجمع مین پھنسے رہیے گا صاحبقران نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جو غول کلان تھا اُسکی پیشانی کو دیکھا کہ ایک خال سیہ پیشانی پر ہی تاک کر تیر مارا کہ بال بھر کا فرق نہ ہوا خال سیہ پر جاکے تیر پڑا بجاے خون کے شعلۂ آتش نکلا وہ غول جلنے لگا سب غول اُس سے لپٹ گئے جل جل کر خاک سیاہ ہوے ایک غبار سیہ بلند ہوا اُس غبار سے رونے کی آواز آئی تھی کہ ہاے بچے تونے چار سو برس کے سن مین انتقال کیا بادشاہ طلسم نے اسی دن کے واسطے اس صحرا مین مقرر کیا تھا کہ بخطا تیر سے مارا جائے تمام فوج والے جل کر خاک ہوے جب وہ غبار بلند ہوکے بالاے آسمان پہونچا تو آواز آئی کشتی مرا نام من غولان جادو بود کہ پہلوے صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین کرگدن مست پر سوار گینڈا دوڑاتا ہوا آتا ہی صاحبقران کو دیکھ کر للکارا کہ او طلسم کشا تونے غولان جادو کو مارا اُسنے تیری کیا خطا کی تھی اُسکے خون کا بدلہ لینے آیا ہون وہ دیکھو سامنے قلعۂ طلسمی ہی جیسے ہی صاحبقران اُدھر پلٹے کہ دیکھون قلعہ کہان ہی اُس کرگدن سوار نے ہاتھ تیغ کا مارا صاحبقران کے سر پر تیغہ پڑا صاحبقران نے سپر سے تیغے کو دور کیا پلٹ کے ہاتھ مارا کہ کرگدن کا مُنھ کٹا اُس جوان نے ایک چیخ ماری اور پکارا کہ اے ساکنان صحراے ویران طلسم کشا مجھے قتل کرتا ہی تم سب دیکھ رہے ہو آکے بچاؤ اگر میرے مقام سے طلسم کشا گذرا تو بادشاہ طلسم سے مقابلہ پڑیگا سب کو تکلیف پہونچیگی یہ جو کرگدن سوار نے کہا گوشۂ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا بارہ ہزار دیوزاد چقماق چادرین زاغول آدہ ہاے پشت نہنگ کلہاڑے کاندھون پر رکھے ہوے لینا لینا کہتے ہوے پیدا ہوے آکے صاحبقران کو گھیر لیا صاحبقران مصروف جنگ ہوے لیکن جسکو قتل کرتے ہین وہ زمین پر گر کر غائب ہوجاتا ہی کئی سو دیوزاد صاحبقران نے قتل کیے مگر لاشہ ایک کا نہ پایا صاحبقران حیران ہین کہ اب کیا کرون کنارے آکر لوح کو ملاحظہ کیا ہر چند کہ مہلت نہ تھی چہار طرف سے حربے امیر پر پڑ رہے ہین مگر صاحبقران نے ایک نخل کے سائے مین جاکر لوح کو ملاحظہ کیا دیکھا تو لوح پر تاریکی چھائی ہوئی ہی کوئی حرف ثابت نہین ہوتا صاحبقران حیران ہین کہ تحریر لوح بھی نہین معلوم ہوتی اسپر تاریکی آگئی کہ گوشۂ صحرا سے آواز آئی یہ خیر خواہ حاضر ہی ادھر پلٹ کر دیکھیے صاحبقران نے دیکھا کہ کلاب جنی کو ایک دیو نے پکڑا ہی چاہتا ہی کہ کھا جاؤن صاحبقران نے بڑھ کر اُس دیو کو للکارا وہ دیو کلاب جنی کو چھوڑ کر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا چنگل مارا کہ گولی بنا کے کھا جاؤن صاحبقران نے اُس کی کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ وہ سر کے بھل جھکا صاحبقران نے سر پر اُسکے ایک گھونسہ مارا کہ سر دیو کا پھٹ گیا ایک لال کے برابر جانور نکلا چاہا کہ اُڑکے نکل جاؤن کلاب جنی نے نعرہ کیا کہ اے شہریار یہ طائر جانے نہ پائے صاحبقران نے طائر کو پکڑ لیا اور بموجب ہدایت کلاب جنی اُس طائر کو ذبح کرکے خون اُسکا لوح پر ڈالا لوح روشن ہوئی حرف معلوم ہونے لگے صاحبقران نے پڑھا نوشتہ پایا کہ کلاب جنی کی صورت تو دیکھو اب اُسنے نجات پائی قید سے چھوٹا اب تلک وہ مبتلاے مصیبت تھا کلاب جنی پر احسان کیا وہ بھی جا بجا مدد کریگا کلاب جنی نے کہا کہ اے شہریار غلام رخصت ہوتا ہی اب آپ کو جنگ عظیم در پیش ہی اب آپ اسی صحرا مین ٹھہرین مین فوج جنونکی لیکر آتا ہون یہ کہہ کر کلاب اُڑتا ہوا روانہ ہوا لیکن گلفشان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا کہتا تھا غضب ہوا غولان جادو

ایسا خیر خواہ مارا گیا بعد تھوڑی دیر کے اُس طائر کا لاشہ آکے گرا اور آواز آئی کہ ای گلفشان جادو جلد تیار ہو اگر اپنے ہاتھ سے کچھ کام کیا تو فبہا ورنہ کلاب جنی فوج لے کر آیا چاہتا ہی گلفشان جادو فوج جمع کرنے لگا تیاری جنگ کر رہا ہی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا شعلۂ آتش گرنے لگے دیکھا کہ ایک ساحرہ قوی تن و قوی من تخت پر سوار آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای گلفشان خبر تو ہی گلفشان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم طائر راز دار مارا گیا لوح نے طلسم کشا کو خبر دی مگر ابھی صحراے ویران مین ہی کلاب جنی فوج لینے گیا ہی اگر اس درمیان مین کچھ انتظام ہوا تو بہتر ہی ورنہ طلسم کا خاتمہ ہو گیا اس ساحرہ کا نام آتش افروز جادو ہی آتش افروز نے کہا کہ ای گلفشان کیون گھبراتا ہی اسقدر فوج میرے پاس ہی کہ جسکا شمار نہین اب تو باغ گلرنگ مین چل وہان سب سامان ہو جائیگا گلفشان اُچک کے تخت پر آیا آتش افروز جادو گلفشان کو لیے ہوے باغ گلرنگ مین آئی عجب پُر بہار باغ ہی کہ بہار کو بھی اس بہار پر داغ ہی نخل سرسبز و شاداب جوبن پر گلاب نسرین و نسترن بشکل معشوقان پُرفن سرو و شمشاد جس سے قد محبوب کی یاد رنگ گلہاے چمن بشکل عارض محبوب گلبدن ہوا سے سرو چل رہی ہی نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر ایک شاخ شجر سے سر ٹکراتی ہی لیکن دبے پاؤن چل رہی ہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو پاؤن کی دھمک سے گرد اُڑے اور عارض گل پر پڑے نہرین بصد آب و تاب جوش زن بہار پر ہر چمین جام و صراحی موجود اپنے رنگ پر ٹھہرا ہے ابر و شراب شبنم سے جام لالہ مملو ہی اور مشک و عنبر کی آمیزش خوشبو ہی قمریان نخل سرو پر بصد رعنائی و زیبائی بیٹھی ہین صداے حق سرہٗ بلند فاختہ قلندر مشرب صداے کوکو سے دردمند صاف ثابت ہوتا ہی کہ کوئی درویش گوشہ نشین یا ہو یا ہو کر رہا ہی لباس خاکستری زیب جسم ہر وقت بیاد الہی مصروف ہی اُسکی صداے حق سرہٗ بہ ناپائداری دنیا موقوف ہی ہزارہا نازنینان مہ جبین زیر نخل کھڑی ہین گلفشان و آتش افروز کو جو آتے ہوے دیکھا سب کنیزین پرا باندھ کر کھڑی ہوئین براے تسلیم جھکین گلفشان نے پکار کر آواز دی کہ کیون صاحبو ہم بھی آئین سبھون نے کہا کہ یہ باغ اسی واسطے تیار ہی کہ آپ آکے بیٹھین صحبت رقص و سرود ہو آتش افروز نے پکار کے آواز دی ارے صاحبو در عیش و نشاط فلک کج رفتار نے بند کر لیا نیا رنج دیا سب معین و مددگار قتل ہو گئے بادشاہ کو لیکر آئی ہون کہ گھڑی بھر اسکو بہلاؤن تماشاے رقص و سرود دکھاؤن کنیزون نے لاکے وسط باغ مین فرش بچھایا مسند آراستہ کی گلفشان آکے مسند پر بیٹھا اور آتش افروز انتظام کر رہی ہی مگر روتی جاتی ہی کہتی ہی کہ صاحبو اب کون شکل آرام ہی مگر بادشاہ طلسم کو دم بھر بہلاؤ بعد اُسکے سامان لشکر کشی ہی کنیزون نے ساز وغیرہ درست کیے اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

اُس بیوفا سے دل جو لگایا تو کیا ہوا ؛
آیا نہ وہ جو زہر بھی کھایا تو کیا ہوا ؛

مردہ مریض عشق کا زندہ نہ ہو سکا
شانہ مسیح نے بھی ہلایا تو کیا ہوا ؛

زیب اُسنے نقش پا سے تو تربت کو میری دی
پھولون کو قبر پر نہ چڑھایا تو کیا ہوا

اپنی یہی خوشی ہی کہ تم شاد مان رہو
عاشق سمجھ کے ہمکو رُلایا تو کیا ہوا

میرے لہو کی طرح نہ دیگا وفا کی بو ؛
عطر حنا جو تمنے لگایا تو کیا ہوا !

یہ کونسی خطا ہی جو اتنے ہوے خفا ٭ بیتاب تھا جو عشق جتایا تو کیا ہوا
خود بھی تو سوز غم سے جلی شمع رات بھر ٭ پروانون کو جو اُسنے جلایا تو کیا ہوا
کیا مل گیا جو آپنے بسمل کیا مجھے ٭ اک بے گنہ کا خون بہایا تو کیا ہوا
آزردہ اتنا عاشق بیتاب سے نہو ٭ کچھ حال درد دل جو سُنایا تو کیا ہوا
کچھ روز وصل و ہجر کی باتین سُنائیے ٭ آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا ٭

کنیزین جان توڑ توڑ کے گا رہی ہین گلفشان مست بیٹھا ہی ہر مرتبہ آتش افروز کے گلے مین اپنے ہاتھ ڈال دیتا ہی آتش افروز کہتی ہی کہ اے گلفشان عشق و آرام کا وقت گیا اب ہر وقت یہی خیال ہی کہ دیکھیے طلسم کشا سے کیونکر مقابلہ پڑے اب طلسم کشا اسی فکر مین ہی کہ تم پر لشکر کشی ہو کلاب جنی لشکر جمع کرنے گیا ہی جس وقت وہ لشکر لے کر آئیگا بس طلسم کشا جلدی کریگا یہ کہکر آواز دی کہ اے علامہ زمین کن تم جاکے کوئی کام کرو کہ یکایک زمین تھرائی اور شق ہوئی ایک ساحرہ اُسمین سے نعرہ کرتی ہوئی نکلی کہ اے ملکۂ عالم آپ نے مجھے کیون یاد فرمایا منم علامۂ زمین کن آتش افروز نے کہا کہ اے علامۂ زمین کن یہ وقت مددگاری ہی تونے خبر سُنی کہ طائر اسرار مارا گیا لوح روشن ہوئی کتنا بڑا اُسنے کام کیا تھا کہ لوح طلسمی کو سیاہ کر دیا تھا لیکن کلاب جنی ایسا دشمن ہوا کہ طائر اسرار کا پتہ بتا دیا آخر کار طائر اسرار کو سامری و جمشید نے اپنے پاس بلا لیا اب یقین ہی کہ وہ طائر اسرار چین کر رہا ہوگا خدمت سامری و جمشید مین پہونچا اب سامری و جمشید نے اور کوئی خدمت اُسکے سپرد کی ہوگی علامۂ زمین کن نے کہا کہ اے ملکہ آتش افروز اگر آپ کا حکم ہو تو اُس طائر کو حاضر کرون دیکھ لیجیے کہ مین بلانے پر قادر ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا ویسا ہی طائر مٹھی مین آیا پکار کے آواز دی کہ لو ملکۂ عالم یہ طائر موجود ہی جو کام اس سے چاہیے لیجیے آتش افروز نے کہا کہ اے علامۂ زمین کن ہر چند کہ تو سحر مین بے مثل و بے نظیر ہی لیکن یہ کیا تدبیر ہی ایسے مین ہزارہا طائر بنا سکتی ہون بس اب خاموش رہ کوئی تدبیر ایسی کر کہ طلسم کشا فورا گرفتار ہو جائے علامۂ زمین کن نے کہا کہ ابھی لاتی ہون یہ کہکے ایک چیخ ماری گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا نازنینان مہ جبین آئین مگر علامۂ زمین کن منھ پھیرے کھڑی رہی کسی سے کچھ نہ کہا ایک گوشے سے آواز آئی کہ ملکۂ عالم مین حاضر ہوئی مگر یہ چند اشعار سُن لیجیے نظم

آخر شب وہ چلے مجھسے گریزان ہوکر ٭ رہگئی غم سے سحر چاک گریبان ہوکر ٭
ہمصفیران چمن سے مرا کہنا احوال ٭ اے صبا ہو ترا جانا جو گلستان ہوکر
میری تربت پہ جو اے ابر کرم آیا ہی ٭ سایہ کر رحمت معبود کا دامان ہوکر
ہوتے ہی ہاے شب وصل قیامت آئی ٭ وہ اُٹھے پہلو سے ہم رہگئے گریان ہوکر
کسلیے نفس کے پھندے مین گرفتار ہی دل ٭ کیون پھنسا دیو کے پھندے مین سلیمان ہوکر
آرزو ہی کہ رہون تیرے در دولت پر ٭ زندگی بھر مین کرون جو کسی دربان ہوکر
غم سے گھل جائیگی پروانے کے جلنے سے ضرور ٭ شمع کے اشک نہین تھمنے کے گریان ہوکر
درد سُنکے مرا کہتے ہو کہ مطلب کیا ہی ٭ یون تو نافہم نہ بن جاؤ سخندان ہوکر ٭
حسرت و یاس و تاسف نے کیا دلمین ہجوم ٭ ہم جو نکلے طرف گور غریبان ہوکر ٭

گل مرے داغونکے دل مین تو ذرا کھلنے دو ۔ سیر دکھلائین گے تمکو یہ گلستان ہوکر
تیر اُن کا لب معشوق جو ہو جاتا ہی ۔ کیا خوشی زخم جگر کرتے ہین خندان ہوکر
دفن کو آئی جو میت ترے سودائی کی ۔ خاک اُڑانے لگی گلزار بیابان ہوکر
ساتھ ہی مین بھی لگا لپٹا چلا جاؤنگا ۔ مجھسے جائیگی کہان عمر گریزان ہوکر
مین تو اک وحشی و دیوانۂ عریان تن ہون ۔ مجھسے کیا لیگا جنون دست و گریبان ہوکر
زاہد و واہ کیا کسنے بتون کو سجدہ ۔ کلمۂ کفر تو بولو نہ مسلمان ہوکر
دیکھیے کونسی بلبل کا قفس بنتا ہی ۔ بوے گل باغ سے نکلی ہی پریشان ہوکر
یا علیؑ جلد یہ حاصل ہو تمناے ہنر یہ ۔ آئے پھر روضۂ اقدس پہ خراسان ہوکر

وہ مہ جبین یہ اشعار سُنا کر سامنے آئی کہا ای ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن علامۂ زمین کن نے کہا کہ میرے ساتھ چل صحراے رنگار رنگ مین صاحبقران زمان بیٹھے ہین انتظار کلاب جنّی کر رہے ہین یہ کہکر علامۂ زمین کن مع اُسکے غائب ہوئی یہان صاحبقران انتظار کلاب جنّی کر رہے ہین کہ صحرا سے آواز آئی مین بھی آؤن صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ کمر مین خم جھُریان پڑی ہوئین سامنے سے آئی کہا ای شہریار میری نواسی بن بیاہی ہی چل کے اُسکے ساتھ عقد کیجیے صاحبقران اُس ضعیفہ کے ساتھ چلے لیکن ہواے سرد چل رہی ہی گل پھولون کی لپٹین آرہی ہین صاحبقران زمان بوے گلہاے رنگار رنگ پر مبہوت ہو رہے ہین اُس ضعیفہ کے ساتھ چلے جاتے ہین اُس ضعیفہ نے ایک تصویر ہاتھ مین دے دی ہی صاحبقران اُس تصویر کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ باغ کا معلوم ہوا کہ مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی لپٹین پھولون کی آرہی ہین نخل ہاے سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب شناوری کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی چشمون نے براے تماشاے باغ آنکھین لگا دی ہین صاحبقران اُس باغ مین ضعیفہ کے ساتھ داخل ہوے ضعیفہ صاحبقران کو لیے ہوے آتی ہی امیر وسط باغ مین جو آکے پہونچے دیکھا فرش بچھا ہی ایک شامیانہ باسلاک مروارید استادہ ہی اُسکے نیچے فرش مشجر بچھا ہی ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل طرحدار ابرو خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین رشک دیدۂ غزال سینے پر اُبھار مقام تعجب ہی کہ نخل سرو مین ثمر آئے شکم صاف و شفاف یا تختۂ الماس ساق بلورین کہ جنپر بناے قصر حُسن قایم ہی پاچون مین پنہان حنا پامال فندقین لال لال دزد حنا گرفتار کیا مجال کہ رنگ اُڑا سکے یا ہونٹھ ہلا سکے یہی قول دزد حنا ہی کہ رنگ ظاہر سبز ہی مگر باطن مین رشک خون عاشق ہی ناز و ادا خوب محبوب مطلوب اُس بڑھیا نے کہا کہ حضور دیکھیے یہی کنیز کی نواسی ہی آپ کے دام زلف عنبرین مین گرفتار ہی آپ ہی کا دن رات نام لیا کرتی تھی مین کہتی تھی کہ جسوقت صاحبقران تشریف لائین گے ضرور تجھے سرفراز فرمائین گے صاحبقران زمان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین ٹھنڈھی سانسین بھر رہے ہین کہ وہ نازنین بناز و ادا اپنے مقام سے اُٹھ کر مثل ہلال شب اول براے تسلیم خم ہوئی صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا اُسنے صاحبقران کو لا کے مسند پر بٹھایا اب وہ نازنین کنیزون کو آواز دے رہی ہی کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزین لا لا کر لگا رہی ہین [illegible] اُنمین سے ایک شوخ و شنگ آکے سامنے بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کے گانے لگی نظم

فصل گل آتے ہی جوش آہ وشیون ہوگیا
چاک پھر میرا گریبان تا بہ دامن ہوگیا
چھوڑا او دست جنون کیون طوق گردن ہوگیا
کیا گریبان بھی مرا اُس گل کا دامن ہوگیا
حلۂ جنت کفن میرا ہوا ای جرم پوش
روضۂ رضوان تری رحمت سے مدفن ہوگیا
لے اُڑا تختِ سلیمان کی طرح اک آن مین
کیا چھلاوہ اُس پری پیکر کا توسن ہوگیا
آتشِ ہجران سے خاکستر ہوے گلہاے داغ
سینۂ سوزان مرا تصویرِ گلخن ہوگیا
ضعف غم مین اسقدر بھاری ہوئی مجھپر ہوا
پھول جو مین نے اُٹھایا سیکڑون من ہوگیا
اُس پہ پیرو پر کیا جیدم گریبان مین نے چاک
حُسن اُسپر پھٹ پڑا دہ چند جوبن ہوگیا
چھوڑ کر پردہ وہ بیٹھے تو نگاہِ شوق نے
کین درازین اسقدر اُسمین کہ چلمن ہوگیا
کچھ عجائب رنگ دکھلائے دورنگی نے تری
ہوگیا گلزار صحرا دشت گلشن ہوگیا
ہوگئی لیلی کو بھی مجنون کے مرنے کی خبر
ماتمی صف بچھ گئی سامان شیون ہوگیا
اُسنے گلدستے جو رکھے میری تربت پر سحر
خار غیرون کو ہوا گلزار مدفن ہوگیا

لیکن وہ نازنین جام شراب لبریز کر رہی ہی کہ یکایک باغ کی دیوارین تھرائین نوبت ونقارے کی آواز آئی یا تو وہ نازنین جام لبریز کر رہی تھی یا گھبرا کر دیکھنے لگی مگر جب صاحبقران کے کان مین آواز نوبت ونقارے کی آئی سنبھل کر بیٹھے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ کیون شہریار کیا مراد ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی لشکر آیا ہو اُس نازنین نے کہا کہ آپ مصروف عیش ونشاط رہین نقارے کی آواز کی طرف متوجہ نہ ہون صاحبقران نے فرمایا اس سے کیا نقصان ہی ہم بھی دیکھین کہ کسکا لشکر آتا ہی کہ ابر تیرہ وتار اُٹھا یکایک وہ ابر آکے پھٹا صاحبقران نے دیکھا کہ کلاب جنی تخت پر سوار تاج شہریاری برسر ولباس شہنشاہی دربر سپر وشمشیر آگے رکھی ہوئی آیا کئی لاکھ جنات پشت پر تلوارونکو گردش دیتے ہوے نوبت ونقارے بجتے ہوے آسمان پر سے کلاب جنی نے آواز دی کہ کیون شہریار یہ غفلت لوح طلسمی تو آپ کے پاس موجود ہی اُسکو نہین ملاحظہ فرماتے دیکھیے تو لوح مین کیا لکھا ہی مین خوب وقت پر پہونچا ورنہ آپ گرفتار ہوجاتے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا مگر وہ نازنین کہہ رہی ہی کہ ای شہریار یہ شعبدہ ہاے طلسمی ہین اِنکا خیال نہ کیجیے میرے ہاتھ سے جام نوش فرمایئے صاحبقران نے لوح مین دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ علامۂ زمین کن ہی جلدی سے لوح اسکے سامنے کر دو عکس لوح سے جل جائیگی صاحبقران زمان نے لوح کو ہاتھ مین رکھا جب وہ جام دینے آئی تب صاحبقران نے عکس لوح کا اُس نازنین پر ڈالا جیسے ہی عکس لوح پڑا آثار سحر چہرے سے اُڑ گئے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زن ضعیفہ ہی جھریان چہرے پر پڑی ہوئین نیلی چادر باندھے ہوے جیسے ہی عکس لوح پڑا بدن سے آگ پیدا ہوئی بے اختیار جلنے لگی کنیزون کے مُنھ سے نکلا کہ او طلسم کشا نہ قبول کیا ہوتا مارنا کیا ضرور تھا طلسم کشا کیسا جلاد صاحب بیداد ہی کسی کا پاس نہین تھوڑی دیر مین علامۂ زمین کن جل کے خاک ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من علامۂ زمین کن بود کلاب جنی آسمان سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی اہل فوج نے بھی دیکھا کہ طلسم کشا نے علامۂ زمین کن کو مارا تمام باغ کے نخل جلنے لگے ایک سناٹا معلوم دیتا تھا باغ مین ویرانہ ہوگیا یا تو طائران خوشرنگ جابجا زمزمہ سرائی کرتے تھے یا اب جابجا زاغ وزغن کے جاڈ ہین نخلستان پہ بیٹھے ہوے

کاؤن کاؤن کرتے ہین کلاب جنّی مع لشکر زمین پر آیا قدمبوسی صاحبقران کی کی عرض کرتا تھا کہ آپ صاحب اقبال ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای کلاب جنّی تمکو کچھ خبر ہی کہ آسمان پری و قریشہ سلطان کہان قید ہین کلاب جنّی نے عرض کی کہ یہ تو غلام کو خبر ہی کہ دو حور تو تکو وہ لایا تھا مگر یہ نہین معلوم کہ کہان رکھا ہی شاید قصر عجائب مین قید کیا ہو وہ مکان نہایت تنگ و تاریک ہی اور قصر مضبوط بھی ہی اکثر وہان جاتا ہی جب وہان سے آتا ہی تو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہتا ہوا کہ اب میری زندگی نہ ہوگی وہ غلام نہین قبول کرتی جاکے سحر کرونگا کہ اُسکو مثل میرے وحشت ہو اور چین نہ پڑے آٹھ پہر مجھی کو یاد کیا کرے نام لیکر میرا فریاد کرے جس کسی پر مین نے ایسا سحر کردیا وہ عمر بھر دیوانہ رہا پھر صحت نہ پائی یہی افسوس کرتا ہی کہ عورت خاندان عالی سے ہی ایسا نہ ہو کہ اپنی جان دیدے اِن علامتون کی وجہ سے مجکو یقین کامل ہی کہ قصر عجائب ہی مین قید کیا وہین جایا کرتا تھا آسمان پری کے نام سے شگفتہ ہوتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اپنی جان اُسکی جان پر نثار کرونگا صاحبقران کو یہ حال سُنکر بڑا قلق ہوا فرمایا کہ ای کلاب جنّی پہلے مجھے نشان قصر عجائب بتاؤ مین وہان جاکر تلاش کرون کلاب جنّی نے کہا کہ اِسی باغ سے راستہ ہی اور لوح مین بھی ملاحظہ فرمائیے یہ نیت کرکے کہ راہ قصر عجائب دریافت کرتا ہون یقین ہی کہ مطلب نکلے صاحبقران نے نیت کرکے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ کُنج باغ مین ایک نخل چنار ہی اُسکو جاکر اُکھیڑے دہنہ نقب کا ظاہر ہوگا صاحبقران لوح کو ملاحظہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھے آکے نخل چنار کو اُکھیڑا کہ دہنہ نقب کا پیدا ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوے سیڑھیان طی کی تھین کہ دیکھا ایک دیو مہیب راستہ بند کیے ہوے سو رہا ہی تیغہ برہنہ آگے رکھا ہی صاحبقران نے اپنے دل سے کہا کہ بڑے ناسعت کی بات ہی کہ اسکے سوتے مین نکل جاؤن یہ اپنے مقام پر کہیگا کہ اگر مین بیدار ہوتا تو طلسم کشا کو کھا جاتا یہ سوچ کر صاحبقران نے تیغہ اُٹھا لیا تلوے پر پاؤن کے رکھکر ہولا دیا کہ دو ہاتھ تیغہ اُتر گیا پاؤن سے خون جاری ہوا دیو نے زخم پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ارے مچھر نے بڑے زور سے کاٹا صاحبقران زبان سے فرمایا کہ او غافل آنکھ تو کھول کچھ جو چاہنا وہ کہنا دیو نے آنکھین کھولین طلسم کشا کو سر پر پایا اُٹھنے ہی دو بچہ وار کیا صاحبقران نے اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا وہان سے دوسرا راستہ تھا طی کرتے ہوے چلے کئی نگہبان اسی طرح سے ملے صاحبقران نے سب کو قتل کیا جب کُل راہ کو طی کیا تو ایک مقام پر نکلے سامنے قصر دیکھا کہ بہت بلند اور مرتفع ہی صاحبقران اُس قصر مین آئے تمام قصر کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا اِن دونون شاہزادیون پر یہ واقعہ گذرا کہ جب گلفشان جادو اِن کو لیکر آیا تو آسمان پری پر عاشق ہوا اول اُسی مکان مین بند کیا ہر روز جاتا تھا مطلب دلی پیش کرتا تھا ملکہ آسمان پری اُسکو سخت و سُست کہتی تھین اور فرماتی تھین کہ او نابکار و بدکردار ہمین کھاجا یا قتل کر ہم راضی ہین مگر کلمات خلاف شان زبان پر نہ لا جب کئی دن گذرے تو دیو لیمان اِسکا سپہ سالار ہی اُس سے کہا کہ آج تو مین بہت تھکا ہون ملکہ کو تو کھانا کھلا آ مگر میری جانب سے سمجھانا کہ قبول کرو ورنہ قید سے نہ چھوڑونگا دیو لیمان کہ خود ملکہ آسمان پری پر عاشق تھا دل مین بہت خوش ہوا خوشی خوشی کھانا لیکر آیا مکان کو کھولا کھانا ملکہ کی خدمت مین پیش کیا ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ ای ملکہ عالم غلام کا تو یہ حال ہی کہ زندگی محال ہی مجکو اپنی خدمت مین قبول فرمائیے اپنا کیا حال کہون نظم

خفا تو کسلیے ای رشک حور ہم سے ہوا
ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہم سے ہوا

وہ ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی
کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا

گلے سے آکے لپٹ جائیے خدا کے لیے
معاف کیجیے جو کچھ حضور ہم سے ہوا

یہ کیا مجال کہ جھٹلائین آپ سچے ہین
خفا نہ ہو جیے اچھا قصور ہم سے ہوا

تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا
تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہم سے ہوا

لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے
گناہگار ہین بیشک قصور ہم سے ہوا

قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے
الٰہی شکر ہی یہ روگ دور ہم سے ہوا

گناہگار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد
ہوا تو جرم خدا اسے غفور ہمسے ہوا

رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہنر
تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

رو روکے عرض کی کہ یہ حقیر آپ کے نام پر جان دیتا ہی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذر رہی ہین آج موقع پایا تو حاضر ہوا بادشاہ طلسم جو عاشق ہی اگر اُسکو قبول کیجیے گا تو وہ یہان سے نہ نکلنے دیگا مین آپکو لے کے نکل چلون آپ کے ساتھ اپنی عمر بسر کرونگا کسی بادشاہ کی نوکری کر لونگا بہادرون مین نام میرا مشہور ہی جہان جاؤنگا وہ میری قدر کریگا آپ کے لیے قصرہاے معقول وسامان ہاے عیش ونشاط مہیا کرونگا آسمان پری نے جواب دیا کہ تو ہم کو طلسم سے لیکر نکل سکیگا یلمان نے کہا کہ مین یہان کے راستون کا واقف کار ہون فوراً نکل جاؤنگا یہ کہکر آسمان پری کو جو راضی پایا قید اسنے دونون کی کاٹی دونون کو ساتھ لیکر نکلا باہر دروازے سے نکل کر ایک نقب کی راہ سے لے کر چلا جب کئی صحرا طی کیے اور کئی مقام پر نقب ملی ایک صحراے ہولخیز مین آکے پہونچا ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک بوسہ تو عارض گلرنگ کا عنایت ہو آسمان پری نے سر جھکا لیا اپنی غربت پر رونا آیا کہ ای آسمان پری کیا مجبوری ہی کہ ایسے ایسے خدمتگار ہمارے یہان نوکر ہین اور یہ بے حیا ایسا کلمہ سخت کہتا ہی مگر سواے صبر کے کیا چارہ ہی مگر ملکہ قریشہ سلطان کو تاب صبر نہ ہوئی کہا او نامرد ہمکو عورت جانکر سناتا ہی اب ایسا کلمہ مُنھ سے نہ نکالنا ورنہ سر تیرا دھڑ سے کھینچ لونگی دیو یلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ قریشہ کو سمجھا دون قریشہ سلطان نے اُٹھ کر ایک لات ماردی کہ تمام استخوان چور چور ہوگئے ملکہ آسمان پری وقریشہ سلطان دیو یلمان کو مار کے یہ دونون گرفتار رنج ومصیبت ومبتلاے دام یاس وحسرت اُس صحراے ہولخیز مین چل نکلین مگر گلفشان جادو مشتاق رہا کہ دیو یلمان پلٹ کر آئے شاید کوئی مژدۂ خوشخبری لائے تو باعث عیش وفرحت ہو رات جون تون گذری صبح کو گھبرا کے اُٹھا قصر عجائب مین آیا ہتھکڑیان بیڑیان پڑی دیکھین غصے مین تلاش کرتا ہوا چلا اُس صحرا مین آیا جس صحرا مین لاش دیو یلمان کی پڑی تھی لاش یلمان دیکھ کر بہت گھبرایا سوچتا ہی کہ یلمان کو کسنے مارا خداوندون کو ناگوار معلوم ہوا اُنھون نے اِسکو قتل کیا نمکحرامی کا بدلہ پایا چاہتا تھا کہ عورتون پر قبضہ کرون آخر یہ انجام ہوا کہ لاشہ تو جنگل مین پڑا ہی دفن وکفن بھی ممکن نہ ہوا مگر یہ مجال نہین ہی کہ وہ عورتین سرحد طلسم سے نکل جائین بھٹک کر اسی مقام پر رہین گی راستہ نہ ملیگا وہان سے روتا پیٹتا اپنے مقام پر آیا چند ساحر روانہ کیے اُن سے کہا کہ جا کے فلان صحرا مین تلاش کرو مجکو آکے خبر دینا تم اُن سے نہ اُلجھنا وہ جو

دختر صاحبقران ہی اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی کوئی دیو اُس سے لڑ نہین سکتا بعد صاحبقران زمان کے سلطنت آسمان پری اُسی کے زور سے قایم ہی ورنہ خراجگزار بگڑ جاتے خراج دینا موقوف کرتے مگر جسنے سرکشی کی اُسنے جاکے اُسے تنبیہ کی اور خراج لڑبھڑ کر لیا تم ایسون کو وہ کیا مانے گی مجھ سے خبر کرنا مین سحر کرکے گرفتار کر لونگا بڑی جنگ مجھسے پڑیگی بخوبی سمجھا کر کئی سو دیو روانہ کیے یہان قریشہ سلطان و آسمان پری دن بھر راستہ چلتی ہین شام کو پھر اُسی صحرا مین اپنے کو پاتی ہین کئی دن اسی مصیبت مین گذرے ایک دن بیٹھ کر رونے لگین کانٹون سے تلوے فگار ہوگئے ہین مضطر و بیقرار ہو کر درگاہ خدا مین عرض کر رہی ہین کہ ای پروردگار رہبری کر ہم کو اس صحرا سے نجات ملے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری قبض روح کرے ملکہ آسمان پری بلک بلک کر رو رہی ہین قریشہ سلطان سمجھاتی ہین کہ ای مادر مہربان ذرا انصاف فرمایئے آپ نے اٹھارہ برس برابر قبلہ و کعبہ کو صحرا ہاے قاف مین چھوڑ دیا وہ اُس مصیبت کو اُٹھاتے تھے وہانکے حاکم کو زیر کرکے چین پاتے تھے تب آپ پہونچتی تھین سمجھا بجھا کر قبلہ و کعبہ کو لے آتی تھین پھر بعد چندے ایسا ہی ہوتا تھا تین دن فقط اس صحرا مین ہو چکے ہین گذرے ہین کہ پھرنا پڑا آپ بیقرار ہو رہی ہین آسمان پری نے کہا کہ او جوانامرگ باپ کی طرف سے طعن و تشنیع دیتی ہی میرا شوہر تھا جو چاہا وہ مین نے کیا تو کون ہی جا میرے پاس سے چلی جا قریشہ سلطان یہ سُن کر اُٹھین ایک جانب آسمان پری چلین اور ایک جانب قریشہ سلطان روانہ ہوئین مگر ملازمان گلفشان جو ہوا پر اُڑے ہوے جاتے تھے اُنھون نے آسمان پری کو دیکھا بعض نے قریشہ سلطان کو دیکھا آپس مین اشارے ہوے کہ ہم کئی سو دیوزادے ہین ایک عورت کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب نے کہا للکارو کئی سو نعرہ ہاے دیو آسمان سے اُترے زمین پر آکے ملکہ قریشہ سلطان کو للکارا آواز دی کہ او قریشہ آسمان پری کو کیا کیا قید خانے سے کیونکر نکلین قریشہ سلطان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ کئی سو نعرہ ہاے دیو سامنے سے آتے ہین قریشہ سلطان نے سنبھل کر نعرہ کیا او نامردو میرے قریب نہ آنا ورنہ سزا پاؤگے مارے جاؤگے وہ جمعیت کے بھروسے پر آپڑے قریشہ سلطان نے ان دیوزادون کو اس طرح سے مارا کہ ایک کو اُٹھا کر دوسرے پر کھینچ مارا جب دس پانچ دیو اسطرح مارے گئے تو فریاد کرتے ہوے بھاگے آکے گلفشان سے کہا کہ ای بادشاہ طلسم فلان صحرا مین قریشہ سلطان کو دیکھا چاہا تھا کہ گرفتار کر لائین مگر وہ تو خونی عورت ہی چند ساتھ والون کو ہمارے مار کے ڈال دیا آخر ہم لوگ بھاگ آئے گلفشان نے کہا کہ وہ دختر صاحبقران ہی دیوزاد کی کیا حقیقت جانتی ہی ہزارہا نعرہ ہاے دیو اُسکے ہاتھ سے مارے گئے وہ ثانی صاحبقران کہلاتی ہی مین سحر کرکے گرفتار کر لایا تھا مگر لیلان ملعون نے یہ روز سیاہ دکھایا اب بھی چل کر سحر کرکے گرفتار کر لاؤنگا یہ کہہ کر گلفشان جادو تخت پر سوار ہوا تلاش قریشہ سلطان مین چلا مگر قریشہ سلطان کے سامنے سے جب دیوزاد بھاگ گئے تو اسکو مان کا خیال آیا کہ مین نے تو لڑ بھڑ کر اپنی جان بچائی اگر اُن کو دیوزادون نے گھیر لیا بھینچین گی اور پٹین گی کیا کر سکین گی یہ سوچ کر ایک جانب چلین ادھر دیوون نے آسمان پری کو بھی گھیرا ہی مگر آسمان پری نے خنجر کھینچا ہی دو ایک دیوزاد مارے ہین دیوزادون نے ہلڑ جو کیا کئی سو نعرہ ہاے دیو نے آکے گھیر لیا آسمان پری درۂ کوہ مین آکے چھپی ہی پتھر مار رہی ہی یون اپنی جان بچاتی ہی کبھی قصد کرتی ہی کہ

اپنے کو پہاڑ پر سے گرادون جان دیدون اگر یہ دیوزاد گرفتار کرلین گے تو بجزا بی پیش آوین گے کبھی
دعائین مانگتی ہی کہ ای کریم ورحیم اس آفت سے بچالے میری آبرو پر نگاہ رکھ مین ناموس خلیل الرحمن مین
ہون ای کریم کارساز وای بے نیاز نظم تو گوئی ہر آن کس کہ در رنج و تاب ٭ دعاے کند من کنم مستجاب ٭
چو عاجز بہ ہانندہ دانم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا ٭ ای عیب پوش عالم اس آفت سے بچالے
کشاکش سے نجات دے بیتاب ہوکے جو ملکہ آسمان پری نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نعرۂ
شیر کی آواز آئی کہ او جنگلیو بس خبردار آگے نہ بڑھنا کیون مادر مہربان آپ نے جدا ہونے کا مزہ چکھا
تلوار کھینچ کر قریشہ سلطان گرمی افسرون کو قتل کیا اُن دیوزادون کو بھگا دیا آسمان پری کو آکر اُٹھایا
گلے سے لپٹ گئی کہا ای مادر مہربان یہ صحرا ے طلسمی ہی اس سے خدا نجات دلوائے کیسے کیسے یہان کشش
رہتے ہین کہ جن سے جان بچانا دشوار ہی خدا والدہ نامدار کا جمال جہان آرا دکھا ئے پس صاحبقران زمان
قصر عجائب سے مایوس ہوکے پلٹے آکے گلاب جنی سے سب احوال بیان کیا گلاب جنی نے سر جھکا لیا بعد
عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا ای شہریار طریقہ ستارہ شناسی سے معلوم ہوتا ہی کہ دیو بلیمان اُنکو قیدخانہ
سے نکال لے گیا وہ تو مارا گیا مگر اب ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان کوہ تاریک پر ہین مین آپ کو
وہان لیے چلتا ہون صاحبقران کو تخت پر سوار کیا گلاب جنی پہلو مین بیٹھا تخت اُڑتا ہوا چلا
یہان گل فشان جادو تخت اُڑاتا ہوا اپھر رہا ہی کبھی تو یہ قلق ہوتا ہی کہ ہاے سلطنت طلسم گئی کبھی
کہتا ہی کہ ہاے معشوقہ بھی دستیاب نہ ہوئی دیو بلیمان کو مین نے کیون بھیجا یہ نہ سمجھا کہ زن خوشرو پر یہ خود
مائل ہو جائیگا وہ ہی ہوا افسوس کیا کرون کہ چند دیوزاد دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم
دونون معشوقین بر سر کوہ تاریک ہین اب اُتر کر چلا چاہتی ہین گل فشان جادو تخت اُڑا کے سامنے
کوہ تاریک کے آیا کئی ہزار نرہ ہاے دیو نے بلوہ کیا آسمان پری و قریشہ سلطان بدحواس ہوئین
قریشہ سلطان نے بڑھ کر دیوزادون کو مارنا شروع کیا جب کئی دیو قریشہ سلطان نے قتل کیے تو
گل فشان نے بڑھکر سحر کیا دونون ہاتھ بیکار ہوگئے دستگیری نہین کرتے اب جو دیوزادون نے چاہا کہ
بلوہ کرین قریشہ سلطان ناچار ہین دیوزاد پہاڑ پر چڑھنے لگے قصد کیا کہ قریشہ سلطان کو گرفتار کرین
اُس وقت ملکہ آسمان پری بیقرار ہوئین ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے اور پکار اُٹھین کہ ای کارساز
بے نیاز رحم اپنا شریک کر قریشہ سلطان کو ان بیحیاؤن کے ہاتھ سے بچالے یہ جو ملکہ آسمان پری
نے بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا گلاب جنی نے صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار کوہ تاریک
کی طرف چلیے کوئی آفت برپا ہوا چاہتی ہی یہ کہکر گلاب جنی نے طرف کوہ تاریک کے تخت کو پھیرا اور امیر
کو لیکر روانہ ہوا اُس وقت آکے پہونچا کہ قریشہ سلطان پر دیوزادون نے بلوہ کیا ہی چاہتے ہین
کہ گھبر کر گرفتار کرلین آسمان پری نیمچہ کھینچ کر جا پڑی ہین نیمچۂ سلیمانی ہاتھ مین دیوزادون سے لڑرہی ہین
صاحبقران نے آسمان پری کو نرغے مین دیوزادون کے دیکھ کر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بےحیا
وای نابکاران پُر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر جو آسمان سے اُترے
گلاب جنی نے آکے قریشہ سلطان کو سنبھالا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا قریشہ سلطان کے
بھی ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی صاحبقران تلوار کھینچ کر دیوزادون پر گرے کئی سو دیو قتل کیے آخر

صاحبقران لڑتے ہوے پہاڑ سے اُترے گُل فشان سحر کر رہا ہی چاہتا ہی طلسم کشا کو گرفتار کرون مگر
صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا گُل فشان نے کیسا کیسا سحر کیا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر برسائے
مگر کوئی سحر سامنے صاحبقران کے نہین آیا صاحبقران لڑتے ہوے قریب گلفشان کے پہونچے کہ
گُل فشان نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تیغے پر کا نٹھا اُچھاوے سے ہاتھ کا لگا
وار تیغے کا کیا گُل فشان نے اشارہ کیا سپرین فولادی سر پر لہرائین مگر تیغۂ عقرب جو تڑپ کر گرا
گُل سپرہاے فولادی کو کاٹا سر پر گُل فشان جادو کے پڑا یقین تھا کہ گُل فشان کے دو ٹکڑے ہون مگر
گُل فشان نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا صاحبقران نے تعاقب کیا گُل فشان اُڑ کے نکل گیا
حیران تھا کہ کہان جاؤن راہ مین دیو سہمناک کا مکان ہی یہ دیو بڑا زبردست ہی صرصر آہوتگ
اسی کا عیار ہی سہمناک نے جو سُنا کہ بادشاہ طلسم گُل فشان شکست خوردہ آتا ہی یہ اپنے مکان
سے نکلا آکے استقبال کیا گُل فشان کو لے کر اپنے قلعے مین آیا سامان دعوت مہیا کیا اور حال پوچھا
کہ ای بادشاہ کیا معرکہ گذرا گُل فشان نے سب کیفیت بیان کی سہمناک نے کہا کہ صرصر آہوتگ
کو بلاؤ صرصر آہوتگ سامنے آیا کہا کہ ای شہریار کیا حکم ہوتا ہی سہمناک نے کہا کہ جس طرح بنے
طلسم کشا کو پکڑ لاؤ صرصر آہوتگ یہ سُن کر روانہ ہوا مگر صاحبقران جو کوہ تاریک سے اُترے ملکہ
قریشہ سلطان و آسمان پری ساتھ ہین پہاڑ سے اُتر کے اُسی صحرا مین ایک نخل کے نیچے آکے
ٹھہرے گلاب جنّی سے فرمایا کہ خبر لاؤ گُل فشان کہان بھاگ کر گیا گلاب جنی براے تلاش گُل فشان
گیا صاحبقران نے اُسی نخل کے سائے مین آرام فرمایا قریشہ سلطان و آسمان پری اول شب
جاگا کین جب رات زیادہ گئی تو ان دونون نے بھی آرام کیا صرصر آہوتگ ایک گوشے سے بیٹھا ہوا
دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ دونون سو گئین اور صاحبقران نے بھی آرام کیا جھپٹ کر قریب آیا
صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر صاحبقران کا لے بھاگا کوہ و صحرا کو طی کرتا ہوا جاتا ہی
قریب ایک چشمے کے پہونچا خواہش ہوئی پانی تو پی لون پشتارہ اسنے ایک تختۂ سنگ پر رکھا پانی پی کے
ٹہلنے لگا کہ کسیقدر کلفت راہ کی دفع ہولے تو پشتارہ لیکر چلون یکایک صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار
شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسنے تیہو پر تیر مارا وہ تیہو قریب صاحبقران کے آکے گرا نقابدار بادلہ پوش
کی نگاہ جو جمال جہان آراے صاحبقران پر پڑی جمال بیمثال دیکھکر بیقرار ہو گیا پوچھا کہ ای عیار تو
کون ہی اسنے نام سہمناک کا لیا کہ مین اُس پہلوان کا عیار ہون کہ جسکا پردۂ قاف مین مثل نہین
ہی نقابدار بادلہ پوش نے یہ سُنکر پوچھا کہ اس جوان نے کیا خطا کی کہ جو تو گرفتار کرکے لیچلا ہی صرصر
نے سب حال بیان کیا کہ یہ صاحبقران زمان ہین طلسم گُل فشان کو انھون نے فتح کیا ہمارے پہلوان کا
حکم ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤ لہذا مین اِن کو گرفتار کرکے لے چلا ہون نقابدار بادلہ پوش
نے کہا کہ مردان عالم کے ساتھ یہ مکر و فریب جا دور ہو صاحبقران کا پشتارہ اُٹھاکے پشت مرکب پر
رکھا صرصر آہوتگ نے جو پیچھا کیا نقابدار بادلہ پوش نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تاک کر
تیر مارا نشانہ صرصر آہوتگ کا نشانہ ہوا اب تو صرصر ادھر طرف مثل ہوا کے بھاگا نقابدار بادلہ پوش
صاحبقران کو لے کر چلا تھوڑی دور پر باغ تھا چند کنیزین جو باغ مین براے خدمتگزاری حاضر تھین

اُن کو آواز دی اُنھون نے فرش بچھایا مسند وغیرہ آراستہ کردی نقابدار بادلہ پوش نے صاحبقران کو ہوشیار کیا صاحبقران کی جو آنکھ کُھلی دیکھا کہ سر میرا زانو پر ایک آفتاب عالمتاب کے ہی حسین وجمیل زلفین چہرے پر آراستہ معلوم ہوتا ہی کہ دو ناگنیان من کو ڈس رہی ہین عارض انور کی خوبصورتی صاف ثابت ہی کہ چاند کے ٹکڑے چمک رہے ہین گلوے نازنین ہی یا صراحی حُسن وجمال کی سینے پر اُبھار معلوم ہوتا ہی کہ نخل سرو مین ثمر لگے ہین کمر نازک شعاع مہر تابان زیر کمر آئینۂ درخشان آگے مجال نہین کہ زبان کھولون ہلال آسمان حُسن وجمال بقول شاعر نازک خیال شعر بزیر دامنش چیزے عجیبے ٭ شگاف گندم آدم فریبے ٭ ساق بلورین جن پر بناے قصر حُسن قایم ہی درخشان وتابان در دحنا عدالت سے گرفتار اشعار ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور ٭ یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور ٭ پائجامے مین یون ہین جلوہ فگن ٭ شمع فانوس جیسے ہو روشن ٭ سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا ٭ پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا ٭ صاحبقران حیران جمال ومحو دیدار ہوے گھبرا کے اُٹھ بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے آخر پوچھا کہ ای ماہ سپہر حسن وجمال تیرا نام نامی کیا ہی فرد اگر شاہی ترا آخر چہ نام است ٭ دگر ماہی ترا منزل کدام است ٭ اُس مہ جبین نے شرما کے سر جھکا لیا کہا اول آپ تو اپنا نام نامی واسم گرامی ظاہر کیجیے مجکو تو غنچۂ دلکشا کہتے ہین باپ میرا قلعۂ گلفروشان کا حاکم ہی عندلیب خوشنوا اُسکا نام ہی مین براے شکار گئی تھی خود شکار ہوئی آپ کو صرصر آہو تک عیار سہمناک لیے جاتا تھا مین نے اُسکو زخمی کیا پشتارہ آپ کا چھین لیا باغ مین لائی آپ کا نام نامی تو مجکو معلوم ہی یہان تو صاحبقران صحبت عیش مین ملکہ غنچۂ دلکشا کے ساتھ بیٹھے ہین جب دورۂ جام گردش مین آیا تب صاحبقران نے ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ بصدق دل مسلمان ہوئین صاحبقران تو مصروف عیش ونشاط ہوے لیکن صرصر آہو تک عیار جو بھاگا خدمت دیو سہمناک مین آیا کل کیفیت بیان کی سہمناک نے کہا ارے تو نے میرا نام نہ لیا نقابدار کی کیا مجال تھی کہ دست اندازی کرتا اگر اس حوالی کا رہنے والا ہی تو میرا نام ضرور جانتا ہوگا صرصر آہو تک نے کہا کہ اُسنے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا مین اپنی جان بچا کے آیا ہون ورنہ ایکے مرتبہ جو تیر چلتا تو بے خطا مارا جاتا آخر چلا کر بھاگا وہ نقابدار تو نہایت ہنھ چھٹ تھا سہمناک نے کہا کہ جا کر دریافت تو کرو وہ نقابدار کون ہی صرف ما بدولت کا نام لے دینا یقین ہی کہ کانپ جائیگا قید صاحبقران کی حوالے کر دیگا صرصر آہو تک تلاش مین چلا پھرتا پھراتا پشت باغ ملکہ غنچۂ دلکشا پر آیا کھڑے ہوکے سُنا کہ جیسے کوئی شوخ وشنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حُسن نکو ہوکر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہوکر
بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست وپاسے مین آب وضو ہوکر
سکونت سے بہت بڑھکر ہی میری خانہ بر دوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری آرزو ہوکر
نہین ہی احتیاج غیر وقت جوش بیتابی ٭
چھلک جاتا ہون بے تکلیف ساقی مین سبو ہوکر
سکھائی ہی نئی تدبیر مجکو میری خاطر نے ٭
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہوکر
تقاضاے تمنا سے نہ اک جا دو گھڑی بیٹھے
پھر آیا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہوکر ٭
نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
دلون کو کھینچ لیتا ہون تمھارا رنگ و بو ہوکر

نشان کیا پوچھتے ہوئے نشانونکے ٹھکانونکا — دماغون مین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہوکر
خراش زخم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون — لپٹ جاتا ہون جب شانے سے زلف مشکبو ہوکر
بھلی کو بھی سمجھتا ہون بری ہر دوست دشمن کی — نہین قابو مین رہتا مزاج جنگجو ہوکر
لہو سے پیرہن تر دیکھ کر یارون نے فرمایا — نسیم آیا ہی کوے یار سے کیا سرخرو ہوکر

گانے کی آواز سنکر صرصر آہوتگ نوہوا ہی جست کرکے دیوار پر آیا اب جو بغور دیکھا صاحبقران زمان مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین غنچۂ دلکشا ایسی شاہزادی شراب انڈل رہی ہی گزک بوسونکی چل رہی ہی دونون عاشق و معشوق مصروف اختلاط ظاہری ہین صرصر آہوتگ نے نیچے اُترکر نام ملکہ کا کنیزون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قلعۂ گل فروشان کی رہنے والی عندلیب خوشنوا کی دختر بلند اختر غنچۂ دلکشا صاحبقران کو لیے بیٹھی ہی یہ دریافت کرکے صرصر آہوتگ چلا صحرا مین آیا تو دیکھا کہ گرد اُڑی قضاے کار باپ ملکہ کا شکار سے پلٹا ہوا آتا تھا صرصر آہوتگ ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرا جب عندلیب خوشنوا قریب آیا صرصر آہوتگ نے سلام کیا عندلیب خوشنوا نے کہا کہ ای شخص تو کون ہی صرصر آہوتگ نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائین پھر مین بھی عرض کرونگا بادشاہ نے کہا کہ مجکو عندلیب خوشنوا کہتے ہین صرصر آہوتگ نے کہا کہ ای شہریار بڑے غضب کی بات ہی کہ بادشاہ طلسم گل فشان کا دشمن پہلو مین آپ کی دختر کے بیٹھا ہی اور مین عیار ہون دیو سہمناک کا دریافت کرکے چلا تھا کہ جاکے اُن کو خبر کرون مگر چونکہ راہ مین آپ مل گئے ٹھہر گیا کہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرون عندلیب خوشنوا کو یہ سُن کر بڑا غصہ آیا کہا ابھی جاکے دونون کو قتل کرتا ہون صرصر آہوتگ تو چلا جی مین کہتا ہی کہ اب صاحبقران قتل ہوجائین گے مین چلکر پہلوان دوران سے بھی اطلاع کردون اُدھر صرصر چلا اُدھر عندلیب خوشنوا غصے مین کانپتا ہانپتا ہوا قریب باغ ملکہ کے آیا محلدار نے چاہا کہ دوڑکر اطلاع کرون عندلیب خوشنوا نے للکارا کہ خبردار اپنے مقام سے نہ اُٹھنا ورنہ تجکو قتل کرونگا مجکو سب خبر ہی محلدار تو اپنے مقام پر بیٹھی رہی عندلیب خوشنوا گینڈے سے اُترا تلوار کھینچے ہوے اندر باغ کے آیا کنیزون کو قتل کیا باغ مین ہلڑ جو ہوا ملکہ غنچۂ دلکشا نے گھبراکر پوچھا کہ ارے خیر تو ہی ایک کنیز نے عرض کی کہ آپکے والد آگئے کئی کنیزون کو مار ڈالا غصے مین آئے ہین ملکہ نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگون صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا اور گود مین بٹھالیا کہ عندلیب خوشنوا آکے پہونچا بیٹی کو جو گود مین صاحبقران کی بیٹھے دیکھا غصے سے کانپنے لگا بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا عندلیب خوشنوا نے امان مانگی صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان عندلیب خوشنوا نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا صاحبقران نے ہاتھ سے رکھدیا عندلیب خوشنوا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی حضور قلعے مین تشریف لے چلین صاحبقران ہمراہ عندلیب خوشنوا کے قلعے مین آئے سب کو مسلمان کیا اب ملکہ کو بھی قلعے مین بلوالیا صاحبقران دن کو دربار مین رہتے ہین شب کو ملکہ کے پاس محل مین جاتے ہین عندلیب خوشنوا بدل و جان خدمتگاری مین مصروف ہی تیسرا دن ہی

صاحبقران بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ سہمناک بجمعیت ساٹھ ہزار دیوزاد قلعے پر آتا ہی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ مین جاکے اُسکو روکونگا سُنتا ہون کہ اُس کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی عندلیب خوشنوا تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج جنگی کو ساتھ لیا صاحبقران زمان بعہدۂ سپہ سالاری نوبت و نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے کُھلے ہوے بیرون قلعہ آکر فروکش ہوے پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سہمناک آکے پہونچا لشکر دیکھ کر بہت غصہ کیا کہا کیون صرصر تو تو کہتا تھا کہ عندلیب خوشنوا نے صاحبقران کو قتل کیا ہوگا وہ تو خود صاحبقران کے ساتھ مقابلے مین مابدولت کے آیا ہی صرصر آہوتگ نے کہا کہ حضور مجکو معلوم ہوا عندلیب جاکے مسلمان ہوا اطاعت مین صاحبقران کی موجود ہی سہمناک نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر صاحبقران کے جو موجود تھے وہ خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ سہمناک نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین شب بھر دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی رہین جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم سحر چون زاغ شب پرواز برداشت ✤ عروس صبحدم آواز برداشت ✤ عنادل لحن دلکش بر کشیدند ✤ لحاف غنچہ از رو در کشیدند ✤ سمن از آب شبنم روے خود شست ✤ بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست ✤ دونون لشکر حسب قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین مگر صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے میدان کارزار مین آکے ٹھہرے عندلیب خوشنوا تخت پر سوار صرف بارہ ہزار فوج ہمراہ مگر سہمناک چوبدست گران سنگ بقہر و غضب تمام ہلاتا ہوا ساٹھ ہزار دیوزاد ساتھ لئے آگے بڑھا ہوا آکے میدان کارزار مین ٹھہرا مگر بسبب غصے کے کانپ رہا ہی کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکبت کڑکا کہ کر ہٹے نظم کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا ✤ دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا ✤ ہان ناموروہ نام کرنا ✤ رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا ✤ رستم ہی اب نہ سام باقی ✤ مردون کا فقط ہی نام باقی ✤ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید فرد روز ننگ است جنگ باید کرد ✤ کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہے نریمان ہی بیژن کون سا بہادر ہی کہ نکلے اپنے باپ و دادا کا نام روشن کرے اور نام پہلوانان گذشتہ کا مثل حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹادے ایسے کلمات عبرت آمیز جرأت خیز کہ کر نقیب ہٹے سہمناک جست کرکے میدان مین آیا چوبدست ہلانے لگا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے امیر نے گھوڑا بڑھایا عندلیب خوشنوا سے اجازت میدان طلب کی عندلیب تخت پر سے کود پڑا کہا ای شہریار مجھے بہت شاق ہی کہ آپ میدان مین جاوین اور اس پہاڑ سے مقابل ہون صاحبقران نے فرمایا کہ خداے مابزرگ است جو اُسکے نزدیک بہتر ہوگا وہی ہوگا سہمناک نے کہا کہ او آدم زاد تجکو کچھ خوف نہ آیا ہماری حوالی مین آگر ہم ایسے بہادرون سے اپنا عشق جتایا صاحبقران نے فرمایا کہ او نامرد اپنے مُنھ سے اپنی تعریف کرتا ہی کچھ ہنر جنگ کے دکھا سہمناک نے پیچھے ہٹ کر وہی چوبدست آہنی لگائی صاحبقران نے خالی دی چوبدست زمین پر آکے پڑی کہ زمین کانپ گئی زمین سے پانی نکل آیا سہمناک نے پکار کر آواز دی کہ زدم و لپست کردم فرد کجا پہلوانان گردن کشان

اگر خاک جوئی نیابی نشان ٭ اگر چھلنی لے کر خاک چھانوگے تو بھی اس آدم زاد کی ہڈی نہ ملے گی صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کسکو مارا کسکو پست کیا تیرا حریف تو مین موجود ہون سہمناک پلٹا چاہا کہ گولی بنا کے کھا جاؤن ہاتھ بڑھا کر چنگل مارا صاحبقران نے کلائی تھام کے جھٹکا مار دیا اپنے کو بچایا سہمناک نے دیکھا کہ کلائی نہین چھوٹتی دوسرا ہاتھ بڑھا کر لپٹ پڑا امیر سے کشتی ہونے لگی ہر چند سہمناک چاہتا ہی کہ نیچے پکڑ لاؤن اور رگڑ کے مار ڈالون مگر صاحبقران پر پنجہ نہین قابض ہوتا اور جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھسے مارتے ہین کہ سہمناک چیخنے لگتا ہی کہتا ہی کہ ای آدم زاد مجھے چھوڑ دے میری ہڈیان پسلیان ٹوٹی جاتی ہین صاحبقران ان باتون پر ہنس پڑتے ہین سہمناک نیچے سے نکل جاتا ہی ایک مقام پر سہمناک صاحبقران کو ریل کر لے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر پانچ سات قدم ہٹ کر آئے سہمناک نے ہکہ مارا کہ بایان گھٹنہ صاحبقران کا جھکا سہمناک نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر وہ زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو جڑ سے اُکھیڑ لیتا مگر لنگر صاحبقرانی مین جس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا یا صاحبقران مین خنجر بھول آیا ہون اگر اس وقت خنجر ہوتا تو اُسی سے آپ کو قتل کرتا مین خنجر لے آؤن تو آکر پھر آپسے مقابلہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ جا کے خنجر لا یہ بھی حوصلہ باقی نہ رہے سہمناک پلٹا پکار کے آواز دی کہ یا صاحبقران اب کل آپ سے مقابلہ کرونگا صاحبقران ناچار ہوے میدان سے پلٹے مگر سہمناک جو آیا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا بیٹھ کر رونے لگا صرصر آہوتگ عیار نے پوچھا کہ کیون شہریار خیر تو ہی جنگ مین کیا گذری سہمناک نے کہا کہ ای صرصر صاحبقران تو فولاد کا پتلہ ہی اگر مین پھر اور مقابلہ کرتا تو زیر ہو جاتا فقرہ دے کر چلا آیا لیکن ای صرصر ہو سکتا ہی کہ حمزہ کو تو جا کر چُرا لاتا کہ مین اُس کو کھا جاؤن اور قلعے کو پامال کر دون اُس معشوقہ پر قبضہ کر لون کس عیش سے گذریگی گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دونگا ہر وقت محل مین رہونگا صرصر آہوتگ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون گرفتار کرکے لاتا ہون اگر حکم ہو تو زندہ لاؤن یا سر لاؤن سہمناک نے کہا کہ جیسا موقع ہو حمزہ کا پاؤن بیچ مین سے نکل جائے پھر کوئی میرے مقابلے کے لائق نہین ہی کل قلعے کو برباد کرونگا صرصر آہوتگ بخوبی وعدہ کرکے بانہاے عیاری لگا کر طرف لشکر صاحبقران کے چلا لشکر مین امیر عالیشان کے آیا پھرتے پھرتے ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب لگائی بارگاہ صاحبقران مین آکے مُہرہ نقب کا توڑا دیکھا کہ صاحبقران پڑے ہوے سو رہے ہین صرصر آہوتگ نے خنجر کمر سے نکالا ارادہ کیا کہ سر کاٹ لون مگر صاحبقران جو غافل پڑے سو رہے تھے عین خواب مین خواجہ عمرو کو دیکھا کہ کہہ رہے ہین ای آقاے نامدار ہوشیار ہو جیے عیار عیاری کرتا ہی اپنے کو بچائیے صاحبقران نے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو دیکھا ایک سیاہ پوش خنجر مار چکا ہی صاحبقران نے کروٹ لیکر اپنے کو بچایا خنجر آکے پٹی پر پڑا اپٹی کٹی خنجر زمین پر پہونچا صرصر آہوتگ نے جو یہ حال دیکھا بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ او مکار کہان جاتا ہی صاحبقران جو نیچے سامنے آئے صرصر سوچا کہ اب مار لونگا پلٹ کر خنجر مارا ہر چند کہ صاحبقران نے خالی دیا مگر نوک خنجر کی ران پر پڑی امیر صدمے سے لڑکھڑا کے گرے عیار بدحواس ہو کے بھاگا صاحبقران کے نعرے کی جو صدا بلند ہوئی سب طرف سے عیار

دوڑے چاہا کہ صرصر کو گھیر لین مگر صرصر باد صرصر ہی جست کر کے بھاگا عیار رہگئے صرصر آہوتگ نکل گیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ عیار کسکا تھا تھوڑے عرصے مین جاسوس حاضر ہوے عرض کی
کہ اے شہریار صرصر آہوتگ عیار سہمناک آپ کی گرفتاری کو آیا تھا خالی پلٹ کر گیا سہمناک سے حال
بیان کر رہا ہی کہ مین نے دشمن سرکار کو مار ڈالا سہمناک خوشی کر رہا ہی صاحبقران نے حکم دیا جراح
کو بلاؤ جراح فورًا حاضر ہوا اُسنے آکے ران کو باندھا صاحبقران پشت اشقر پہ سوار ہوے سوار ہوکر
طرف لشکر سہمناک کے چلے صرصر آہوتگ سہمناک سے خبر کہہ رہا ہی کہ چند ہرکارے دوڑتے ہوے
آئے عرض کی کہ جسکو یہ کہتا ہی مین قتل کر آیا وہ ہی جوان آتا ہی سہمناک نے حکم دیا کہ اہل فوج سے کہو
اُسکو روکین یہان نہ آنے دین جیسے ہی صاحبقران لشکر سہمناک مین آئے دیوزاد حربے لیکر دوڑے
صاحبقران پر چہار جانب سے حربے پڑنے لگے مگر صاحبقران جسکو ہاتھ مار دیتے ہین اُسکے دو ٹکڑے
ہوتے ہین کئی افسرون کو مار کے صاحبقران بڑھے لڑتے بھڑتے قریب بارگاہ سہمناک آئے صرصر
نے خبر سُنی کہ حمزہ کسی کے روکے نہین رُکتا کئی سو افسر لڑائی مین کام آئے حمزہ نے خون کے دریا بہادیے
صرصر آہوتگ بارگاہ سے نکل کر بھاگا سہمناک سے کہا کہ آپ میری کیا مدد کرسکین گے صاحبقران
لڑتے ہوے قریب بارگاہ کے آگئے جب اُنکو کوئی روک نہین سکتا تو مقابلہ کیا کریگا صاحبقران نے جو
دور سے دیکھا کہ صرصر آہوتگ بارگاہ سے نکل کر بھاگا اُس کا پیچھا کیا ہرچند کہ اہل لشکر نے چاہا امیر
کو روک لین مگر امیر نہ رُکے تعاقب مین صرصر کے جاتے ہین کئی کوس تک صرصر بھاگا آخر کو ایک درہ
کوہ مین چھپ گیا صاحبقران نے جب دیکھا کہ صرصر غائب ہو گیا ناچار ہو کے پلٹے سیر صحرا دیکھتے ہوے
آتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی تابناک دیو بادشاہ صحراے سلیمانی واسطے شکار کے نکلا تھا لیکن عفریت
کا عزیز دار ہی صاحبقران کو خوب جانتا ہی ایک دیو نے بڑھکر خبر دی کہ اے رستم زمان قاتل عفریت اکیلا
آتا ہی یہ سُن کر تابناک نے حکم دیا کہ چہار جانب سے گھیر کر گرفتار کرلو چہار طرف سے دیوزادون نے امیر
کو گھیرا امیر بھی نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر تابناک کے لوگ زیادہ ہین صاحبقران اُن کے نرغے مین گھرگئے
چاہتے ہین نکلون مگر نکلنا ممکن نہین ہوتا امیر نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور
بیقرار ہوکے پکار اُٹھے کہ اے کریم و رحیم و اے حکیم و علیم اس آفت سے بچالے اِن دشمنون سے نجات دے
صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی لقابدار زمردپوش
شکار کھیل رہا تھا کہ اِسکو شاطر نے خبر دی کہ صاحبقران کو دیو تابناک نے گھیرا ہی صاحبقران تنہا
لڑ رہے ہین لقابدار زمردپوش نے وہین سے گھوڑا اُٹھایا قریب آکے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران
بے حیا و اے نابکاران پُر دغا تمنے صاحبقران کو تنہا سمجھ کر گھیرا ہی ان کے غلام پردۂ قاف مین بھی
بہت ہین اب کہان جاؤ گے یہ کہہ کر گرا دیوزادون کو قتل کرنے لگا لڑتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا
عرض کی اے شہریار اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو نکل جائیے مین لڑائی کو دیکھ لونگا صاحبقران زمان نے
فرمایا کہ اے لقابدار بہادر یہ بات جرأت کے سراسر خلاف ہی کیونکر جنگ سے قدم ہٹاؤن تمھارے ساتھ
مصروف جنگ ہون یہ دیو بے حیا جنگ عفریت سے بھاگا تھا آج اسکو پھر بشوکت دیکھا دیوزادون نے
بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے جس کو جو مقام پسند آیا وہان قبضہ کرلیا اب چین کر رہے ہین اُن

صحراؤن پر قبضہ ہی آپس مین لڑاتے رہتے ہین جنگ کرنے کے عادی ہین مین انشاء اللہ اسکو قتل کرونگا مگر زمرد پوش دل مین خیال کرتا ہی کہ صاحبقران کا وقت ضعیفی ہی اگرچہ جرأت مین فرق نہین مگر تابناک سے کیونکر مقابلہ کرین گے بڑا زبردست دیو ہی اگر منع کرونگا تو نہ مانین گے بڑھ کر مین ہی اُس سے مقابلہ کرون یون صاحبقران کو بچاؤن اگر کوئی چشم زخم میرے سامنے ہوگا تو اہالی قاف کہین گے نقابدار زمرد پوش نے صاحبقران کو نہ بچایا یہ سوچ کر تابناک پر جا پڑا تابناک نے ہاتھ ارہ پشت نہنگ کا مارا نقابدار زمرد پوش نے وار خالی دیا تلوار لگائی تابناک نے چاہا کہ لپٹ کر تلوار چھین لون نقابدار زمرد پوش نے ہاتھ روکا تابناک نے پھر سر پر ارہ مار دیا نقابدار نے بمشکل سر سے ارہ نکالا ہرچند کہ زخمی ہی مگر گھسا پڑتا ہی چاہتا ہی تابناک کو باندھ لون سر سے پرنالہ خون کا بہ رہا ہی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار زخمی ہوا اور تابناک بڑھا ہی کہ دوسرا وار کر کے سر نقابدار زمرد پوش کا کاٹ لون صاحبقران بیتاب ہو گئے خون نے جوش مارا وہین سے نعرہ کیا کہ باش او بے حیا یہ کیا کرتا ہی زخمداری مین کوئی حریف پر ہاتھ ڈالتا ہی جیسا عفریت گھاتیا تھا ویسا تو بھی قابو پرست معلوم ہوتا ہی صاحبقران گھوڑا اُڑا کر بیچ مین آئے سینہ سپر کر کے تابناک کا سامنا کیا تابناک نے وہ ہی ارہ صاحبقران پر مارا صاحبقران نے ارّے کو قلم کیا ارّے نے دانت نکال دیے ارہ کاٹ کر صاحبقران نے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر فولادی کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ عقرب جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر سراسر گلے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ آب صندوق سینے سے مانند سیماب گذر کر تابناک کے دو ٹکڑے کیے اہل فوج نے جو افسر کو کُشتہ پایا لاشہ لیکر بھاگے نقابدار زمرد پوش نے کہا کہ اب حضور تشریف رکھین غلام اپنا علاج کرے گا صاحبقران نے فرمایا کہ میری ران زخمی ہی اہل لشکر پریشان ہونگے مین تعاقب مین صرصر آہوتگ کے نکلا تھا وہ اس صحرا مین آکے غائب ہو گیا صرصر درۂ کوہ سے دیکھ رہا ہی کہ نقابدار صاحبقران سے رخصت ہوا آگے بڑھ کر اُسی صحرا مین اُتر پڑا صاحبقران زمان چلے صرصر آہوتگ نے درۂ کوہ سے دیکھا کہ صاحبقران خون پونچھتے ہوے جاتے ہین تلوار کو نیام مین کیا ہی صرصر آہوتگ نقاب جلدی سے چہرے پر ڈال کر پکارتا ہوا دوڑا کہ ای شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگا ایسا نہ ہو راہ مین کوئی فتور پڑے یہ کہہ کر رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران بھی گھوڑے سے کود پڑے فرمایا ای نقابدار بہادر تم کیون تکلیف کرتے ہو مین چلا جاؤنگا نقابدار نقلی نے کہا کہ دیکھیے پھر فوج پلٹی ہی ملازمان تابناک آتے ہین صاحبقران جو اُس طرف پلٹے صرصر آہوتگ نے حلقہ ہائے کمند گلے مین صاحبقران کے ڈال دیے جھٹکا مار کے حباب مار دیا صاحبقران زمان بیہوش ہوے صرصر آہوتگ نے پشتارہ باندھا صاحبقران کو لے کر چلا خیال مین ہی کہ جلدی چلون سہمناک انتظار کر رہا ہوگا بھاگا بھاگ جاتا ہی سامنے سے قلعۂ لالہ زار کے گذرا قلعے پر دیو لالہ زار بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی ملازمون سے کہا کہ اس عیار کو گرفتار کر لاؤ لالہ زار کے دیوزادون نے آکے صرصر کو گھبرایا یہ تو پشتارہ چھوڑ کے بھاگا مگر ملازمان لالہ زار پشتارہ لیکر سامنے لالہ زار کے آئے لالہ زار نے پشتارہ کھلوا کر صاحبقران کو دیکھا

پہچانکر بہت ہنسا کہا یہ عنایت ہی خداوند راس الشیاطین کی کہ قاتل عفریت مجکو ملا آہنگرون کو بلاؤ آہنگر بھی اُسی وقت حاضر ہوے صاحبقران کو مسلسل و مطوق کیا دُہری قید پہنائی اب صاحبقران کو ہوشیار کیا صاحبقران نے جو ہاتھ ہلایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا اکڑ کر اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی لالہ زار نے کہا کیون حمزہ اس دن کی خبر نہ تھی ابھی تمکو قتل کرتا ہون یہ کہکر قید صاحبقران کی بیرون قلعہ لایا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد آکے موجود ہوے ایک جلاد نے بڑھ کر صاحبقران کو کھینچا گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا آواز دیتا تھا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑہ دار رکھتا ہون بازوئے پرقوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کے دیجیے گا لالہ زار نے پکار کر کہا کہ سو حکمون کا ایک حکم دیا ہی جلاد نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے صاحبقران نے بلک کر دعا کی کہ ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی مجکو ہاتھ سے اس ظالم کے بچا لے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا فضلے کار نقابدار یاقوت پوش اُس صحرا مین شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ صاحبقران قتل ہوتے ہین نقابدار نے وہین سے گھوڑا اُٹھایا امیر کو جو زیر تیغ بیٹھے ہوے دیکھا وہین سے تیر مارا جلاد مرکر گرا تلوار کھینچ کر آپڑا لڑتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا کہا ہاتھ اُٹھائیے صاحبقران نے ہاتھ اُٹھائے نقابدار نے ہتھکڑی کاٹ دی صاحبقران نے قید کو توڑ کر پھینکدیا ایک دیو کو مار کے تلوار اُسکی لی اور مصروف جنگ ہوے نقابدار بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا اگر صاحبقران لڑتے ہوے سامنے دیو لالہ زار کے آئے اور پھرتی سے ہاتھ تلوار کا مارا دیو لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان لالہ زار لاش لے کے بھاگے نقابدار نے قریب آکے صاحبقران کو سلام کیا کہا حضور کیونکر لالہ زار کے قبضے مین آگئے تھے صاحبقران نے فرمایا مین تلاش مین صرصر آہوتگ کی آیا تھا صرصر تو غائب ہوگیا دیو تابناک سے مقابلہ پڑا اُسکو مار کر چلا تھا کہ صرصر آہوتگ نے آکے مجکو بہ عیاری گرفتار کیا مجکو کچھ بن نہ پڑا معلوم ہوتا ہی کہ لالہ زار نے پشتارہ صرصر آہوتگ سے چھین لیا آمادۂ قتل ہوا تھا کہ تم عین وقت پر آگئے یاقوت پوش نے کہا کہ ای شہریار ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری گرفتار ہوگئی ہین دیو ہوشنگ براے شکار آیا تھا اُسنے جنگ کر کے اُن کو گرفتار کر لیا لیے ہوے جاتا ہی مین اُن کو جا کر رہا کرون امیر حال قریشہ سلطان سُنکر گھبرا گئے فرمایا ای نقابدار تمنے عجب خبر سُنائی مین کیونکر تامل کرون ابھی جاکر انشاءاللہ قریشہ سلطان و آسمان پری کو رہا کرتا ہون ایسا نہ ہو کہ اُن پر کوئی اُفتاد پڑ جائے مقدمۂ مستورات ہی ایسا نہ ہو کہ دیو ہوشنگ بے ادبی کرے یاقوت پوش نے کہا کہ حضور آگے مین تو بڑھتا ہون یہ کہکر نقابدار بڑھا صاحبقران بھی گھوڑے کو مہمیز کر کے چلے یہان دیو ہوشنگ قریشہ سلطان و آسمان پری کو گرفتار کر کے چاہتا ہی کہ اپنے قلعے مین جاؤن کہ زمرد پوش کو بھی عیار نے خبر دی کہ آسمان پری اور قریشہ سلطان کو دیو ہوشنگ نے گرفتار کیا ہی قید لیے ہوے جاتا ہی یہ سُن کر نقابدار زمرد پوش اپنے مقام سے اُٹھا گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اُدھر سے نقابدار یاقوت پوش آتا تھا اُسنے جو نقابدار زمرد پوش کو آتے ہوے دیکھا للکارا کہ او مفلوک کہان جاتا ہی زمرد پوش نے جواب دیا کہ براے رہائی قریشہ

و آسمان پری جاتا ہون یاقوت پوش نے کہا کہ مین نہ جانے دونگا مین اُنھین کی فکر مین چلا تھا راہ مین تم مل گئے اب مین تملو رو کو نگا یہ خیر خواہی میرے ہاتھ سے ہوا ایسا نہ ہو کہ تیرے ہاتھ سے یہ کام نکلے یہ کہکے دونون نقابدار آپس مین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کو زخمی کیا زخمون مین جھوم رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین کہ صاحبقران آکے پہونچے دونون کو للکارا اور لڑائی سے الگ کیا کہا او نالائقو آپس مین لڑتے ہو دشمن اپنا کام کریگا ایسا نہ ہو قید لیکر نکل جائے یہ کہکر دونون کو جدا کیا مگر ایک کو ایک تاک رہا ہی یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران غافل ہون تو آپس مین جنگ کرین مگر صاحبقران دونون کو ساتھ لے کے بہلاتے ہوے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا دیو ہوشنگ قید قریشہ سلطان و آسمان پری لیے ہوے آتا ہی صاحبقران نے سامنے آکے نعرہ کیا دیو ہوشنگ پر جا پڑے فوج سے لڑنے لگے دونون نقابدارون نے بھی جنگ شروع کی ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ قریشہ سلطان و آسمان پری کو ہم ہاکرین لڑتے بھڑتے ہوے جاتے ہین مگر صاحبقران زمان لڑ بھڑ کر قریب پہونچے قریشہ سلطان کی ہتھکڑی کاٹی قریشہ سلطان نے قید توڑ کر پھینکدی اور آسمان پری کو بھی قید سے رہا کیا قریشہ سلطان جو قید سے چھوٹی سامنے صاحبقران کے آکر جنگ کر رہی ہی صاحبقران لڑتے ہوے سامنے ہوشنگ کے پہونچے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ہوشنگ نے جو صاحبقران زمان کو آتے ہوے دیکھا بڑھ کر وار کیا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ مارا کہ دیو ہوشنگ کے مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے دیو ہوشنگ کے مرتے ہی سب دیوزاد بھاگے مگر سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا خواجہ عبد الرحمن جنی فوج ساتھ لیے ہوے صحرا مین پھر رہے ہین صاحبقران زمان نے جو خواجہ عبد الرحمن جنی کو دیکھا اُسی مقام پر اُتر پڑے فرمایا کہ آپ آسمان پری و قریشہ سلطان کو لیکر چلیے مین گلفشان کو مار کر آتا ہون کُل طلسم فتح کر چکا ہون مگر بادشاہ طلسم باقی ہی اگر خدا نے فضل کیا اور قضا اُسکی میرے ہاتھ سے ہی تو اُسکا خاتمہ کرکے آتا ہون اور اگر اُسکی حیات باقی ہی تو کیا چارہ ہی غرضکہ شب کو جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا آسمان پری نے صاحبقران کو مسند پر بٹھایا قریشہ سلطان پہلو مین آکے بیٹھین پریزادان دُر در گوش و مرصع پوش آکر موجود ہوئین یہ اشعار گانے لگین نظم

کسی نے مجھسا بھی صابر کوئی کہان دیکھا ۔ کہ ہجر یار مین بے نالہ و فغان دیکھا ٭
بھلا سوال وصال اُس سے کسطرح کرتے ۔ نہ اُس صنم کو کبھی ہم نے مہربان دیکھا
چھڑا کے تجھسے دیا ہی فلک نے ایسا رنج ۔ کسی نے مجکو نہ اک روز شادمان دیکھا
عجیب رشک و حسد کی فلک کو عادت ہی ۔ ستم کیے جسے اس پیر نے جوان دیکھا ٭
بتا کمر کو تری کس کے غم نے توڑا ہی ۔ ہمیشہ خم تجھے ہمنے تو آسمان دیکھا ٭
ہمیشہ حسرتین رہتی ہین خانۂ دل مین ۔ تمھارے عشق مین خالی نہ یہ مکان دیکھا
جہان مین دونون ہین معدوم مثل عنقا کے ۔ کمر نہ دیکھی نہ ہمنے ترا دہان دیکھا ٭
خم شراب مین جوش آیا جس طرح ساقی ۔ نہ اس طرح سے اُبلتے کوئی کنوان دیکھا
کیا جو منع نہ جاؤ کسی کے گھر ای یار ٭ ۔ کہا کہ مین نے نہین تجھسا بدگمان دیکھا
شریف رہتے ہین مفلس رذیل دولتمند ۔ عجب یہ مین نے ستم زیر آسمان دیکھا ٭

اُجاڑا فصل بہار ہی مین ضد سے گلچین نے — کہین جو باغ مین بلبل کا آشیان دیکھا
شگون بد مرے گھر مین نہ کر کہا اُس نے — جو میری آنکھ سے آنسو کبھی روان دیکھا
میان کوچۂ جانان صدا یہ آتی ہی ٭ — یہین پہ لٹتے ہوے دل کا کاروان دیکھا
زہے نصیب سگ یار نے پسند کیا — گرا پڑا جو کوئی میرا استخوان دیکھا ٭
نظر مین اُسکی وقار فلک نہین سطوت — جہان مین جسنے علیؑ کا ہی آستان دیکھا

ہنگامۂ عیش گرم ہی مگر صرصر آہو تگ عیار جو بھاگا تھا سہمناک کے پاس پہونچا فریاد کرنے لگا اور کہا کہ دیو لالہ زار نے آپ کے قیدی کو چھین لیا ہی اگر مین ٹھہرتا تو مارا جاتا جان بچا کے بھاگ آیا یہ سُنکر سہمناک بہت جھلّایا کہا تو نے میرا نام لیا تھا لالہ زار تو میرا خرا جگزار ہی جس صحرا کا حاکم ہی مین نے اُسکو اُس صحرا مین بسایا اُسکی کیا مجال ہی کہ میرے خلاف کر سکے اُسی وقت سوار ہوا قریب قلعۂ لالہ زار کے پہونچا جو لوگ قلعے مین تھے اُنھون نے توپین مارین پتھر پھینکے مگر سہمناک کب مانتا ہی حربون کو دفع کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا چاہا کہ جا کے دروازہ توڑون مگر پکار کر کہا کہ قیدی میرے حوالے کر دو ورنہ تم سب کو مار ڈالونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دونگا اہل قلعہ نے پکار کر کہا کہ قیدی آپ کا لالہ زار کو مار کر نکل گیا اب اس قلعے مین مسلمان رہتے ہین سہمناک بہت جھلّایا کہا خیر تم سب کو سزا دونگا اب تو مین اُس کو تلاش کرونگا یہ کہکر مع فوج چلا شام ہو چلی ہی کہ سامنے دیکھا ایک لشکر اُترا ہی اور ایک بارگاہ عمدہ استاد ہی ناچ گانے کی آواز آتی ہی عیار کو بھیجا کہ دریافت تو کر عیار نے جا کر دریافت کیا آ کے سہمناک کو خبر دی کہ صاحبقران زمان بارگاہ مین داخل ہین آسمان پری کے ساتھ جشن کر رہے ہین صرصر آہو تگ نے کہا کہ شبخون ماریے کیا عجب ہی کہ آپ غالب آئین سہمناک اُسی مقام پر اُتر پڑا تدبیر شبخون کی کرنے لگا مگر قضاے کار نقابدار یاقوت پوش و نقابدار زمرد پوش آپس مین تکرار کرتے ہوے آتے تھے اِنھون نے جو دور سے لشکر دیکھا معلوم ہوا کہ دیو سہمناک صاحبقران پر شبخون مارا چاہتا ہی دونون نقابدار آپس مین صلاح کر کے لشکر سہمناک پر آ پڑے سہمناک خبر سُنکے گھبرایا حیران تھا کہ نقابدارون کو کیونکر خبر ہوئی گھبرا کے بارگاہ سے نکل کر لڑنے لگا مگر خبر سُنتی کہ دونون نقابدار رستانہ جنگ کر رہے ہین چاہتا ہی کہ نکل کے بھاگ جاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر نقابدارون نے آ کے گھیرا کبھی زمرد پوش بڑھ کر حملہ کرتا ہی کبھی یاقوت پوش چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دونون آپس مین تکرار کرتے ہین مصروف جنگ و جدل ہین ایک مقام پر دیو سہمناک نے زمرد پوش کو للکارا زمرد پوش پلٹا دیو سہمناک نے وار کیا یاقوت پوش نے دور سے دیکھا کہا ایسا نہو سہمناک کو زمرد پوش مارلے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری سہمناک نے چاہا کہ زمرد پوش پر وار کرون اِسنے تیر تاک کر مارا شانے پر سہمناک کے بیٹھا سہمناک رُکا زخم باندھنے لگا زمرد پوش نے اُسی حال مین ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جو تڑپکر گری سہمناک کے دو ٹکڑے ہوے لیکن ہمراہیان سہمناک بھروسے پر صرصر آہو تگ کے بھاگے کہ جہان یہ جا کے ٹھہریگا ہم بھی وہین رہین گے جنگ مین اب قدم نہین رُکتا سب کے سب بھاگے صاحبقران نے نقابدارون کو رخصت کیا اور تاکید کر دی کہ خبردار آپس مین جنگ نہ کرنا صاحبقران اُن کو رخصت کر کے آسمان پری کے پاس آئے عبد الرحمن کے ساتھ آسمان پری وغیرہ کو رخصت کیا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی

دیکھا کہ کلاب جنّی قیدیان طلسم کو ہمراہ لیے ہوے سامنے آتا ہی کلاب جنّی نے جو صاحبقران کو دیکھا بڑھ کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار غلام آپ کی تلاش مین حیران پھرا صاحبقران نے سب کیفیت ظاہر کین کلاب جنّی نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے معلوم ہو کہ اب گلفشان کہان ہی صاحبقران نے لوح کو نکال کر دیکھا نوشتہ پایا کہ گلفشان جادو قصر گلریز مین عیش کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای کلاب جنّی قصر گلریز کہان ہی کلاب جنّی نے عرض کی کہ قصر گلریز صحراے شکارگاہ سلیمانی مین ہی جب اُس صحرا مین پہونچیے گا تو علامت قصر ظاہر ہوگی لوح طلسمی آپ کے پاس ہی کوئی مقام آپ سے مخفی نہین رہسکتا کہان جاکے چھپے گا جہان مخفی ہوگا لوح آپ کو خبر دیگی ضرور نشان مل جائیگا مگر گلفشان جادو آپ کی فکر سے غافل نہین ہی ساحرون کو بھیجا ہی کہ جہان صاحبقران کو پاؤ گرفتار کرلو مگر صرصر آہوتک بعد مرنے سہمناک کے جو بھاگا تو خدمت مین گلفشان کی آیا گلفشان نے صرصر آہوتنگ کی بڑی خاطر کی اور ایک قصر نہایت عمدہ رہنے کو دیا صرصر آہوتنگ آکے اُترا ہمراہیون کو مطمئن کیا کہا یارو تم سب نہ گھبراؤ اب بادشاہ طلسم گلفشان نے دامن پناہ دیا ہی یقین ہی سب کی قدر کریگا بعد کئی دن کے گلفشان نے صرصر آہوتنگ کو بُلایا کہا ای صرصر تجکو خوب معلوم ہی کہ مرحلۂ طلسمی ٹوٹے مددگار میرے سب مارے گئے اب مین اکیلا باقی ہون اگر ہوسکے تو طلسم کشا کو جلا اگر صاحبقران کو مین نے قتل کیا تو سلطنت بچیگی ورنہ سلطنت جاتی ہی اب یہ عظم وشان کہان ملیگا کیسا چین کرتا تھا کیا رفیق تھے حقیقت مین ویسے جانباز و جان نثار اب نہ ملین گے یہی چاہتے تھے کہ دشمن کو ہلاک کرین کسی کو طلسم مین نہ آنے دین مگر طلسم کشا ایسا آیا اور مرحلے توڑے کہ کسی کے بنائے کچھ نہ بنا جب طلسم فتح ہولیا ہی تب خبر ملی کہ کلاب جنّی دشمن ہمارا شریک ہوگیا اُسنے سب چیزین تعلیم کردین اب اس قصر کا حال کیا مخفی رہیگا کلاب جنّی ضرور بتادیگا مین کیا فکر کرون اگر طلسم کشا سلامت ہی تو میرا بچنا دشوار ہی اگر طلسم کشا کو قتل کیا تو گویا دوبارہ زندگی ہوئی صرصر آہوتنگ نے کہا کہ ای شہنشاہ طلسم گلفشان مین کئی مرتبہ طلسم کشا کو گرفتار کرچکا مگر جب وقت قتل آتا ہی تو کوئی نہ کوئی معین و مددگار پہونچ جاتا ہی رہا ہو جاتے ہین ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ قتل طلسم کشا بہت دشوار ہی مگر مین جاتا ہون حکم آپ کا بجا لاتا ہون طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا ہون مگر آپ اتنا کام کیجیے گا کہ فوراً قتل کر ڈالیے گا یہ نہ فکر ہو کہ جلاد کو بُلاؤ مجھی کو حکم دیجیے گا کہ فوراً ہاتھ تلوار کا ماردون شاید طلسم کشا قتل ہوجائے ورنہ اصل کیفیت یہ ہی کہ حمزہ صاحب اقبال ہی اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑا اور تمام پردے تسخیر کرلیے سلطنت آسمان پری قایم کی سب جگہ سے خراج آتا ہی فقط ایک پردۂ تاریک باقی ہی کہ پسران قہقہۂ سہ حشمی ہر سال لشکرکشی کرتے ہین مگر شکست کھاکے بھاگتے ہین دختر حمزہ قریشہ سلطان مثل صاحبقران ہی بڑے بڑے دیوزاد مارے کیسی کیسی جنگ کی بیٹے قہقہہ کے ہاتھ سے قریشہ سلطان کے مارے گئے اگر کبھی زخمی ہوئین تو پردۂ دنیا سے اُنکے معین و مددگار آگئے ایک فرزند حمزہ پردۂ دنیا سے آیا اُسنے کریت بن قہقہہ کو شکست دی اسکے سال بھی خوب لڑائی پڑی آخر شکست کھا کر کریت بن قہقہہ بھاگا صاحبقران اُسکو بھگا کر پلٹے تھے کہ آپ نے جاکر قریشہ و آسمان پری کو گرفتار کیا پھر حمزہ اس بات کو کیونکر گوارا کرتا کہ ایسی بہادر بیٹی اور ایسی زوجہ

آفتاب جمال و خورشید مثال گرفتار مصیبت طلسم رہے اہل طلسم نے کد و کوشش معقول نہ کی کلاب جنی نے سب مرحلہ جات فتح کرا دیے اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر صرصر آہوتگ نے قصد کیا کہ باسامان عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مسلمانان قریب کوہ منجنیق کے آکے اُترا ہی اور اس قصر کا پتہ اُن کو معلوم ہو گیا کلاب جنی بھی ساتھ ہی صرصر نے کہا کہ ای گلفشان جادو اب تم نہ گھبراؤ اپنے پاؤن سے اپنی گور مین آئے ہین، مین وعدہ کرتا ہون کہ کل صبح کو اسی دربار مین صاحبقران کا لاشہ پڑا ہوگا مگر مراد یہ ہی کہ قتل مین جلدی کیجیے گا تساہل نہ ہونے پائے انتظام خلاف ہوتا ہی ضرور کوئی نہ کوئی معین و مددگار آجاتا ہی اور صاحبقران کو رہا کر لیتا ہی آپ مجکو حکم دے چکے ہین بین پشتارہ کھولتے ہی سر کاٹ لونگا یہ کہکر صرصر آہوتگ براے گرفتاری صاحبقران روانہ ہوا لشکر صاحبقران مین آیا ایک گوشہ سے نقب لگائی مہرہ نقب کا بارگاہ امیر مین توڑا سر نکال کر دیکھا کہ شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین عطر کی شیشیون کے منھ کھلے ہین نقب سے نکلا روشنی گل کرکے قریب پلنگ صاحبقران کے آیا صاحبقران کو بیہوشی دے کے بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کر نقب مین پھاند پڑا پشتارہ لے کر چلا مگر کلاب جنی جو پڑا ہوا بیخبر سو رہا تھا عین خواب مین دیکھا کہ صاحبقران کو صرصر آہوتگ لیے جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا بارگاہ صاحبقران مین آیا پلنگ خالی پایا بستر تازہ معلوم ہوتا ہی ثابت ہوا کہ ابھی لیکر نقب مین گیا ہی کلاب جنی نقب مین پھاندا جابجا دیکھتا ہوا بیرون نقب نکلا دیکھا کہ صرصر آہوتگ جاتا ہی مگر ہوا کی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا ہی کلاب جنی نے دیکھا کہ یہ عیار طرار ہی مین اس تک کیونکر پہونچونگا اب اسکو نکل جانے دو یہ سوچ کر کلاب جنی ٹھہر گیا صرصر آہوتگ نکل گیا دربار مین گلفشان کے پہونچا اسکے نکل جانے کے بعد کلاب جنی بصورت مبدل دربار مین گلفشان کے آیا جس مقام پر مناسب جانا وہان ٹھہرا مگر گلفشان نے دیکھ کر کہا کہ ای صرصر آہوتگ جو اقرار مجھسے لیے ہین اُسمین کیا دیر ہی صرصر آہوتگ نے امیر کو بیہوشی مین مسلسل کرکے تلوار کھینچی مگر جیسے ہی اسنے تلوار کھینچی پشت پر ایک خدمتگار کھڑا تھا اُسنے ہاتھ تھام لیا کہا ای عیار طرار سوا مذہب تو کرلے شاید لات و منات کو سجدہ کرے بیہوشی مین قتل کرنا جائز نہین شاہان قاف اعتراض کرینگے صاحبقران کو قتل کرکے آرام نہ ملیگا چہار طرف سے تمپر لشکر کشی ہوگی اسکے بیٹے اور پوتے فتاحان طلسم ہین رستم ان کا بیٹا کہ جسنے فرنگستان کو درہم و برہم کر دیا اُس کی بہادری بیان کرنا ممکن نہین مرزوق شاہ فرنگی کا تخت اُلٹا کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ دربار مین بادشاہ فرنگستان یعنی مرزوق کے جائے یا زبان ہلائے لیکن چچا بھتیجے اس زور و شور سے فرنگ مین آئے کہ تمام جزیرے تسخیر کر لیے آلاگردو مالاگرد فرنگی جنپر کہ دار و مدار سلطنت کا تھا اُنکو بھی زیر کرکے ساتھ لیا پھر کس پہلوان کی لیاقت تھی کہ اُن کے مقابلے مین آتا بڑے بڑے پہلوان اور ملکون سے آئے مگر ہاتھ سے رستم و قباد کے مارے گئے یہ اُن سردارون کے افسر ہین ای صرصر کہان جاکے چھپیگا صرصر آہوتگ نے کہا تلوار چھوڑ دے خدمتگار نے کہا مین تو تلوار نہ چھوڑونگا بلکہ اس تلوار سے تم کو قتل کرونگا یہ کہکر ہاتھ پر ہاتھ زور سے ڈالا صرصر آہوتگ نے آہ کرکے کہا کہ میرا ہاتھ

او خدمتگار چھوڑ دے خدمتگار نے عرض کی کہ مین خیرخواہ دولت ہون آپ ہی تلوار سے ہاتھ اُٹھالیجے
بلکہ عرض کرتا ہون کہ مین حمزہ کو قتل کرون آپ نامی و گرامی ہین اگر آپ کا نام مشہور ہوگا تو آپ کو
عزیز دار حمزہ تلاش کرین گے مین غریب آدمی ہون مجھکو کون ڈھونڈھیگا اس واسطے آپسے لڑتا ہون
یہ ایک خطا آپ کے واسطے کیا کم ہی کہ آپ گرفتار کرکے لائے قتل کی خطا میرے نام ہو مین کہین جلکے
چھپ رہونگا مجھکو کون پائیگا میرے کہنے کا بُرا نہ مانیے یہ کہکر تلوار صرصر آہو تاک کے لی کہا آپ مُنھ
پھیر لیجیے تو مین گنہگار کو قتل کرون صاحبقران کو ہشیار کیا کہا سنبھل کر بیٹھیے صنم کلاب جنی امیر
سنبھل کر بیٹھے کلاب جنی نے پہلا ہاتھ صاحبقران پر مارا صاحبقران نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی
دوسرا ہاتھ پلٹ کر صرصر آہو تاک پر مار دیا اور نعرہ کیا کہ ای گلفشان جادو دشمن کو اس طرح سے
قتل کرتے ہین صنم کلاب جنی صرصر کا سر کٹ کر گرا لاشہ پھڑکنے لگا صاحبقران نے قید توڑ کے
مثل تار عنکبوت کے پھینکدی اور نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران - امیر عرب حمزۂ شیر دل ؛
کزو گشتہ سہراب و رستم خجل ؛ امیر عرب ضیغم روزگار ؛ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ؛ یکے تیغ صمصام و
قمقام نام ؛ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ؛ بن کافران از جہان پاک کرد ؛ سر سرکشان جملہ در
خاک کرد ؛ نعرہ کرکے صاحبقران بھی مصروف جنگ ہوے ایک دیو کو مار کے تلوار لی اور گلفشان
پر جا پڑے گلفشان نے سحر کیا کئی سو سپرین فولادی سحر کی قایم کین اور صاحبقران پر آگ برسائی
خنجر گرائے صاحبقران نے اسم اعظم شروع کیا کہ تمام سحر گلفشان جادو کے باطل ہوے مگر امیر
مصروف جنگ ہین گلفشان جادو کو صرصر آہو تاک کا مارا جانا بہت شاق ہوا افسران فوج سے
اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر کر مار لو جو افسر خود سری کرکے سامنے صاحبقران کے آیا واصل جہنم ہوا
صاحبقران زمان جسکے لپک کر ہاتھ تلوار کا مار دیتے ہین اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین کوئی وار
خالی نہین جاتا کئی افسر گلفشان کے نامی اور نامآور ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے بارگاہ
مین دریاے خون بہ رہا ہی سر افسرون کے ٹھوکرین کھا رہے ہین بقول شاعر فرد کاسۂ چینی پہ ای
منعم نہ کر اتنا غرور ؛ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ؛ گلفشان چاہتا ہی کہ مین لڑبھڑ کے
نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر صاحبقران لوح چمکا رہے ہین تلوار چل رہی ہی افسران فوج
چاہتے ہین گھیر کے صاحبقران کو گرفتار کرین مگر کسکی مجال ہی کہ صاحبقران پر ہاتھ ڈالے کشندۂ
عفریت و سمندرون ہمیشہ دیوزادون سے لڑے کہان کہان معرکے پڑے کبھی جنگ دیوزادون
سے مُنھ نہین پھیرا گلفشان جادو افسرون کو اشارہ کر رہا ہی کہ ارے یارو تم بہت ہو اور یہ
آدمزاد اکیلا ہی جسطرح ہوسکے گھیر کر مار لو افسر کہتے ہین آپ ہمارے بادشاہ ہین آپ بڑھکر حریف
پر حملہ کرین ہم لوگ مدد کرین گے گلفشان جادو ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ مقابلہ کرون مگر جب امیر
کو دیکھتا ہی شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین جو سامنے پہونچا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسرون کے
سر ٹھوکرین کھا رہے ہین لاشے تڑپ تڑپ کر سرد ہوے صاحبقران کافرون کے بیچ مین گھرے ہوے
ہین گلفشان ساحرون کو اشارہ کرتا ہی ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہین مگر صاحبقران ہر مرتبہ لوح کو
سامنے کر دیتے ہین سحر باطل ہوتا ہی آخر مین وہ ساحر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے جاتے ہین جب کئی سو

ساحران نامی ہاتھ سے صاحبقران کے قتل ہوے تمام بارگاہ مین لاشے پڑے ہین سر ٹھوکرین کھا رہے ہین گلفشان سوچا کہ اب نکل جانا مناسب نہین ہی ایک مرتبہ جم کر لڑلون شاید طلسم کشا پر غالب آؤن سحر کرتا ہوا بڑھا سب ساحر ہٹ گئے گلفشان نے ابر سحر بنایا آگ برسائی صاحبقران پر تاثیر نہوئی گرمی بھی نہ پہونچی گلفشان نے پھر ابر کو اشارہ کیا تلوارین اور خنجر برسنے لگے مگر صاحبقران نے بجاے سپر کے لوح کو سر پر رکھ لیا جو تلوار قریب آتی ہی ٹوٹ جاتی ہی خنجر مین خم آتا ہی تیر خطا وار چلا چلا کے بھاگتے ہین طائران تیر اُڑ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ شمع پر پروانے گر رہے ہین صاحبقران اُن حربون کے بیچ مین ہین گلفشان نے تلوارون اور خنجر وغیرہ کے انبار لگا دیے ہین صاحبقران لڑتے ہوے اور سحر کو دفع کرتے ہوے جاتے ہین کلاب جنگی بھی لڑ رہا ہی مصروف جانبازی ہی جس ساحر نے صاحبقران پر قصد کیا کہ سحر کرے کلاب جنگی پشت پر صاحبقران کے آیا اپنے کو سحر سے بچایا اور اُس ساحر کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا کہ صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب گلفشان جادو کے پہونچے گلفشان نے ہاتھ تلوار کا مارا کئی ہی تلوارین صاحبقران پر گرین مگر کسی نے تاثیر نہ کی ایک موے جسم بھی صاحبقران کا میلا نہ ہوا تب تو گلفشان نے آواز دی کہ ای دلبر دل آرام ذرا آؤ تو یہ کہتے ہی ایک مہجبین نہایت حسین وجمیل خوش آواز بصد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی سامنے صاحبقران کے آئی

نظم

ابھی جہان مین مستو بہار باقی ہی ⁂ یط شراب کا کچھ دن شکار باقی ہی ⁂
کُھلی ہین آنکھین وہ ہی اضطرار باقی ہی ⁂ پسِ فنا بھی ترا انتظار باقی ہی ⁂
مزار پر مرے پھولی ہی نرگس شہلا ⁂ ضرور حسرتِ دیدار یار باقی ہی
مٹا کے خاک کیا خاک کو کیا برباد ⁂ فلک کو مجھسے ابھی تک غبار باقی ہی
ابھی مٹا نہ مجھے ای اجل خدا کے لیے ⁂ کہ دل مین آرزوِ وصل یار باقی ہی
کل اپنے ہاتھ سے دی تھی جو تونے مجکو شراب ⁂ اُسی کا آنکھون مین ابتک خمار باقی ہی
ہزار شکر ہی سب کچھ مجھے دیا تونے ⁂ اب اور کیا مرے پروردگار باقی ہی
نگاہِ لطف سے دل سب کے تونے شاد کیے ⁂ مگر ہمارا دلِ بیقرار باقی ہی
عدم گئے مجھے سب چھوڑ کے یہان سطوت ⁂ نہ یار ہی نہ کوئی غمگسار باقی ہی

صاحبقران زمان یا تو لڑ رہے تھے یا جیسے ہی یہ آواز سُنی طرف اُس مہجبین کے متوجہ ہوے وہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آتی ہی صاحبقران بہ اشتیاق بُلا رہے ہین کلاب جنگی نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پُکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس یہ دلبر دل آرام بلاے روزگار ہی بڑے بڑے عابدون اور زاہدون کو اِسنے دام مکر مین پھنسایا جب یہ قریب آئے تو لوح طلسمی اِس کے سینے پر رکھ دیجیے پھر قدرت پروردگار کا تماشا ملاحظہ فرمائیے جیسے ہی وہ نازنین قریب آئی ہرچند کہ امیر دل سے متوجہ ہین خیال ہی کہ اگر اس سے صحبت ہوتی تو گانا اسکا جی بھر کے سُنتا ایسی چال کبھی نہ دیکھی تھی شباب کا عالم چال سے خفتگان خاک بیدار ہوتے ہین ابروِ خمدار کھنچی ہوئی تلوار ہی صاحبقران جنبش مژگان کو دیکھ رہے ہین وہ بھی آنکھین لڑاتی ہوئی آتی ہی چاہتی ہی ان کو دام گیسو مین گرفتار کرون

مگر صاحبقران آگاہ کرنے سے کلاب جنتی کے لوح کو چھپائے ہوے ہین چاہتے ہین یہ قریب آئے تو سینے پر
رکھدون دیکھون کیا انجام ہوتا ہی مگر وہ نازنین گانا موقوف کرکے الگ ٹھہری صاحبقران زبان
قریب بُلاتے ہین کہ ای دلبر دل آرام ہمین تجھسے ایک کام ہی اپنے چاہنے والے پر نگاہ محبت ضرور چاہیے
ہی اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ تو میری فکر مین کھڑے ہین لوح کو چھپائے ہوے مجھے آپ سے خوف
معلوم ہوتا ہی صاحبقران نے لوح کو اُس نازنین کے سامنے زمین پر رکھدیا فرمایا کہ لو یہ تحفہ حاضر
ہی اُسنے چاہا کہ جھپٹ کر لوح اُٹھالون جیسے ہی جھکی صاحبقران نے جلدی سے لوح کو اُٹھایا سینے پر
اُس نازنین کے لوح رکھدی جیسے ہی سینے پر لوح پہونچی وہ مہ جبین پسینے پسینے ہوگئی ایک آہ کرکے چیخ ماری
کہا یا صاحبقران یہ کیا حرکت کی میرے اعضا جلنے لگے دیکھیے ہر موے جسم سے شعلے نکلنے لگے مگر امیر نے
دیکھا کہ جس وقت سے لوح طلسمی دلبر دل آرام کے سینے پر پہونچی اُس وقت سے گلفشان جادو برابر
سحر کر رہا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای دلبر دل آرام مین نے تجھکو بضرورت بلایا تھا کیا بات ہی کہ خاموش
کھڑی ہی درج دہن کھول کہ گوہر دندان ثابت ہون ان گوہر بے بہا کو کیون درج دہن مین چھپایا ہی
اُس نازنین نے رو رو کر کہا کہ میری جان پر صدمہ گذر رہا ہی آپ کو رعنائی سوجھی ہی کلاب جنتی نے
پکار کر کہا کہ ای شہریار اب اسکی صورت تو دیکھیے صاحبقران نے جو نگاہ ڈالی دیکھا کہ ایک
پیرزال کھڑی ہی جسکے کہ بڑے بڑے دانت مُنھ سے باہر نکلے ہوے سیہ فام جھریون سے چہرے کی عجب
کیفیت ایک میلی چادر آدھی اُوڑھے ہوے آدھی باندھے ہوے جسمین سے بوے بد آتی ہی زیور
سب سیاہ ہوگیا ہی صاحبقران نے لاحول پڑھا فرمایا کہ ای کلاب جنتی تمھاری ہدایت
نے اس وقت بچایا ورنہ مین اسکے دام مین پھنس چکا تھا رہائی غیر ممکن تھی گلفشان جادو نے ایک
دوہتھڑ زمین پر مارا اور پکار کر کہا کہ ای دلبر دل آرام افسوس تم سے بھی جدائی ہوئی یہ
کہہ کر ہاتھ بڑھا کر چمکایا ایک شعلۂ آتش ابر سے گرا وہ نازنین جل کے خاک ہوئی اندھیرا ہوگیا صدائے
گیر و دار آنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دلبر دل آرام جادو بود
گلفشان نے کئی سحر کیے لیکن کسی سحر سے مطلب نہ نکلا آخر مجبور ہو کر تلوار کھینچی کہتا ہوا چلا کہ یا امیر
اس حربے پر خاتمہ ہی یا آپ کو مٹایا یا اپنی جان دی یہ کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے لوح کو
تلوار کے آگے کر دیا تلوار لوح پر سے اُچٹ گئی صاحبقران نے جلدی مین اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر
گلفشان پر وار کیا گلفشان نے گھبرا کے سر آگے کر دیا تیغۂ عقرب کا وار ہوا تیغہ جو پڑا گلفشان
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی گلفشان کے ایک ہنگامۂ عظیم بلند ہوا اور اندھیرا ہوگیا آندھی سیاہ
اُٹھی سنگباری و آتشباری ہونے لگی آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من گلفشان جادو بادشاہ طلسم گلفشان بود ملازمان گلفشان رومال سے ہاتھ باندھکر
سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے سوال اسلام کیا وہ سب بصدق دل مسلمان ہوے
ایکطرف سے ایک مرد پیر آیا کنجیان بہت سی ہاتھ مین لیے ہوے صاحبقران کے سامنے وہ کنجیان
پیش کین عرض کی کہ ای شہریار مخزن جنتی میرا نام ہی مین خزانہ دار ہون بانیان طلسم نے مجھی ہدایت
کی تھی کہ جب بادشاہ طلسم مارا جائے گا تو فتاح طلسم صاحبقران ہونگے شہر آمال مین تیرا انتظار کرتا ہو

کہ جو بانیان طلسم نے ہدایت کی تھی وہ ہی سب کارخانے آنکھون سے دیکھے کہ آپ غالب آئے امیدوار ہون کہ کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ مسلمان ہوا پھر صاحبقران نے چھکڑے مال کے لدوائے مخزن جنتی کو منتظم قرار دیا طلسم مین وہین کے باشندون مین سے ایک کو حاکم کیا اور حکم دے دیا کہ خراج اسکا ملکہ آسمان پری کے پاس پہونچے یہ سب سامان کرکے بہ فرفریدونی و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے مگر ملکہ قریشہ سلطان و ملکہ آسمان پری جو امیر سے رخصت ہوئی تھین خواجہ عبد الرحمن جنتی ساتھ ہین ایک منزل پر آکر سب اُترے قریشہ سلطان انتظام کررہی ہین بارگاہ استادہ ہورہی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال کرگدن مست پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج خود بھی مسلح و مکمل نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لشکر قریشہ سلطان کے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ آپ لوگ برباد کرکے طلسم گلفشان کو چلے ہین اب اِس صحرا سے نہ جانے دونگا ملکہ قریشہ سلطان نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے ہم برسر راہ ہین ہمین کون روک سکتا ہے کل کے روز یہان سے چلے جائینگے یہ فرماکے بارگاہ مین آئین ملکہ آسمان پری سے سب حال بیان کیا آسمان پری نے کہا کہ اے نور نظر ہم برسر راہ ہین دیکھیے اِس ظالم سے کیا گذرے قریشہ سلطان نے کہا کہ آپ کیون گھبراتی ہین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے کل سر میدان اس بے حیا کو قتل کرکے سر اس نامرد کا خدمت مین حاضر کرونگی یقین ہے بحکم خدا آپ کو فتح نصیب ہو یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین کہ صدا نقارے کی کان مین آئی آسمان پری نے تندک سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا تندک نے عرض کی کہ ہرکارے گئے ہوے ہین یقین ہے کہ خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر حاضر ہوئین بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ صفدر جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا ہے یہان سے قریب ایک قلعہ ہے یہ وہانکا حاکم و ناظم ہے غرور دماغ مین بھرا ہوا ہے اپنے نزدیک جانتا ہے کہ میرے برابر کوئی پہلوان نہین ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے قریشہ سلطان نے حکم دیا کہ اے تندک کہہ دو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر ثبت کیا ہے وہ ہی پیش آنی ہے نظم عبث ہر کس برائے کار خود تدبیرہا دارد ٭ قضا چیزے دگر در پردۂ تقدیرہا دارد ٭ نقوش کلک قسمت مین ہے اندیشے کو حیرانی ٭ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی ٭ تندک نے جاکے طبل جنگی بجوایا کل لشکر مین خبر ہوئی کہ صفدر جنگ آزما سے مقابلہ ہے تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہورہے ہین کل پہلوان بڑی بڑی تیاریان کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل سپہر چرخ کی چرخ مین ہے ہر مقام پر یہی ہنگامہ ہے کہ کل دشمن سے مقابلہ ہے دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کلاہ دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالے نظم در اندیشہ گردن کشان یک بیک ٭ کہ فردا بکام کہ گردد فلک ٭ کرا تاج اقبال بر سر نہند ٭ کرا زتخت تابوت در بر کشند ٭ کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید ٭ ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید ٭ چار پہر رات تیاری رہی اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ٭ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ٭ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ٭ بہت گرمخو اور روشن نگاہ ٭

سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ٭ نشان آگے آگے خط صبح کا ٭ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ٭ کہ پہلے کیا
زاغ شب کو شکار ٭ کہ دونون لشکر میدان کارزار مین آئے آسمان پری تخت پر سوار ادر ملکہ
قریشہ سلطان آگے آگے پشت مرکب پر سوار بعہدۂ سپہ سالاری اور کل لشکر پشت پر اُدھر سے
صفدر جنگ آزما گینڈے پر سوار دو لاکھ سوار پشت پر میدان کارزار مین آکر پہونچا گینڈے
کو دوڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون اپنی جرأت دکھاؤن کہ نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی قریشہ سلطان دیکھنے لگین دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ عالیشان آگے
آگے پشت مرکب پر سوار خزانۂ طلسمی ہمراہ لشکر غیر ساحران پشت پر صاحبقران جو آکے پہونچے ملکہ
قریشہ سلطان برائے استقبال بڑھین صاحبقران کو جھک کر سلام کیا امیر نے سر ملکہ کا
سینے سے لگا کر فرمایا کہ ای نور نظر کس سے مقابلہ ہی قریشہ سلطان نے عرض کی کہ کل ہمارا لشکر
یہان آکر اُترا یہ پہلوان دو لاکھ فوج سے آیا کہا اس صحرا سے تمکو جانے نہ دونگا طبل جنگی
بجوا کر میدان مین آیا صاحبقران نے فرمایا کہ خزانۂ طلسمی تو اُترواؤ خزانہ وغیرہ اُترنے لگا آمد
فوج مین شام ہو گئی صاحبقران داخل بارگاہ ہوے صفدر جنگ آزما پلٹ کر آیا اپنے
رفیقون سے کہ رہا ہی کہ دیکھو لات و منات نے کیا عنایت کی مین حیران تھا کہ مال طلسمی کیونکر
دستیاب ہوگا لہذا وہ مال بھی آگیا اب حمزہ سے مال طلسمی لونگا رفیق کہ رہے ہین کہ حضور
جو آپ قصد کرین گے وہ ہی ہوگا آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی صاحبقران کی کیا طاقت
و لیاقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کرین یقین ہی کہ مال طلسمی بھیجدین صفدر جنگ آزما نے کہا
کہ میرا ارادہ ہی ایک نامہ لکھون اُسمین مضمون یہ ہو کہ اگر مال طلسمی دیدو تو تمھاری جان بخشی ہی ورنہ جان
بھی لونگا مال بھی لونگا سبھون نے کہا بہت مناسب ہی صفدر جنگ آزما نے میر منشی کو حکم دیا کہ نامہ
تیار کرکے لاؤ لیکن بہت سمجھ کے لکھنا ہرچند کہ حمزہ نے سرکشان قاف کو قتل کیا مگر کسی بہادر سے مقابلہ
نہین پڑا اس میدان بہت بُری طرح پیش آؤنگا مین جسکے مقابلے مین گیا اُسکو زیر کیا کبھی میرے ہاتھ سے
حریف نہین بچا میر منشی نامہ لکھ کر لایا صفدر جنگ آزما نے ملاحظہ کیا ہنس کر کہا کہ نامہ خوب لکھا
ارے یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اس نامے کو لیکر جائے فاروق جنگ آزما کہ دس ہزار
سوار کا سپہ سالار ہی اپنے دنگل سے اُٹھا عرض کی کہ یہ کام غلام کا ہی مین نامہ لیکر جاؤنگا اور باتون مین
بھی سمجھا دونگا کہ مال کے واسطے جان نہ دو ہم فیصلہ کرا دین گے مین جاتا ہون اور مال طلسمی لیکر آتا ہون
یہ کہکر فاروق نے نامہ دو بلغے سے باندھا دو ہزار سوار ساتھ لیکر چلا ساتھ والون نے کہدیا ہی کہ
حمزہ جو ایلچی بھیجتا ہی وہ بدعتین کرتا ہی تم بھی بہت زور و شور سے جاؤ فاروق جنگ آزما جب لشکر
صاحبقران مین داخل ہوا کئی جھنڈے اپنے قلم کرائے لڑتا ہوا آتا ہی قضائے کار صبح کا وقت ہی
صاحبقران برائے ملاحظۂ سرداران بارگاہ سے نکلے ہین ہر سردار کی خیر و عافیت پوچھ رہے ہین کہ
فاروق نے صاحبقران کو دیکھا گینڈے سے کود پڑا ہاتھ صاحبقران کا تھام لیا اور کہا کہ ای
شہریار مین خوشخبری لیکر آیا ہون اگر اُسکے خلاف کیجیے گا تو افسر ہمارا بڑا بد مزاج ہی نہین معلوم کیا
آفت برپا کرے جان بچانا دشوار ہوگی صاحبقران نے فرمایا وہ کیا بات ہی اُس سے مطلع کرو فاروق نے

نامہ کھول کر دیا کہ اسکو پڑھیے اور مال طلسمی حوالے کر دیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے جب طلسم توڑا تب مال طلسمی ممکن ہوا کب مال کہین رکھا ہوا تھا جو مین اُٹھا لایا یہ مال تو تلوار کی باڑھ پر ہی جسکا جی چاہے لے فاروق جنگ آزما نے کہا کہ مین تو آپ کو کھینچتا ہوا سامنے اپنے سردار کے لیجاؤنگا وہ بڑا بدمزاج ہی مجکو خیال ہی کہ ایسا نہ ہو آپ کی جان پر بنے صاحبقران نے فرمایا کہ جب سے تلوار باندھی سر ہتھیلی پر رکھ لیا مین بھی چاہتا ہون کہ مجکو کھینچتے ہوے لے چلو فاروق سمجھا کہ صاحبقران دبگئے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کو کھینچین صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا مگر صاحبقران ہنس دیے فرمایا کہ ای فاروق یہ مقام تکرار کا نہین ہی میدان کارزار مین آکے جو چاہنا وہ دعوی کرنا یقین ہی جواب دیا جائے فاروق سمجھا اب صاحبقران بالکل دبگئے اب ان کو کشان کشان لے جاؤن گا فاروق نے کہا تو ایک کام کیجیے کہ مال طلسمی منگوا دیجیے مین لیکر جاؤن ہمارا افسر بہت خوش ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ او نادان جاہل ہم ٹالتے ہین تو اور زیادہ منھ پر چڑھتا ہی ایسا نہ ہو کہ مجکو بھی غصہ آئے تو باعث خرابی کا ہو فاروق جنگ آزما نے کہا کہ آپ غصے کو کام فرمائیے ضبط نہ کیجیے یہ سُن کر صاحبقران نے فرمایا کہ جا دور ہو مال طلسمی نہ دیا جائیگا بلکہ جو مال تمھارے افسر صاحب لیکر آئے ہین اُسکے بچانے کی فکر کر یہ سُنکر فاروق بہت جھلایا چاہا کہ صاحبقران کو پکڑ لین اور گرفتار کرکے لیجاؤن صاحبقران نے ایک تمانچہ مارا اور نامے کو پھاڑ ڈالا تمانچہ جو منھ پر فاروق کے پڑا لڑکھڑا کر گرا صاحبقران کو رحم آگیا تمانچہ مار کر خاموش ہو گئے بلکہ اپنی جہالت پر متعجب ہوے فاروق زمین پر پڑا ہی جب آنکھ کھول کر دیکھتا ہی صاحبقران کو قریب پاتا ہی پھر آنکھین بند کر لیتا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو پھر تعرض کرے حقیقت مین حمزہ بڑا صاحب طاقت ہی مین ایسا نہ سمجھا تھا مگر صاحبقران نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ای فاروق اب کیون پڑا ہی اُٹھ اور جا اپنے آقا سے کہدینا کہ مال طلسمی کا ملنا دشوار ہی جب نوبت بجان پہونچیگی تب شاید مال ملے ہمارا غلام بھی مال نہ دیگا فاروق جھاڑ پونچھ کر اُٹھا گینڈے پر سوار ہو کر بھاگا صاحبقران پلٹ کر بارگاہ مین آئے ہرکارے کو حکم دیا خبر تو لاؤ دیکھو یہ مغرور جا کر کیا کہتا ہی ہمنے کسی کافر کو ثابت قدم کوے جرأت نہ پایا زبان سے بہت کچھ کہتے ہین مگر وقت پر عاجز ہوتے ہین فاروق جو پلٹ کر سامنے صفدر کے آیا کہا ای شہریار حمزہ تو بڑا اکھڑیا ہی مین نے لشکر مین جا کے بڑی بدعت کی جھنڈے کئی ایک گرائے حمزہ پھرتا ہوا آگیا مجکو تو باتون مین لگایا دس بیس پہلوانون کو اشارہ کر دیا وہ مجکو لپٹ گئے تب مین نے ناچار ہوکے عاجزی کی باتین کین اپنے تئین بچا کر چلا آیا صفدر جنگ آزما نے کہا کہ کل سر میدان حمزہ ہی کو پکارونگا اور للکارونگا اِس دغابازی کا خوب مزہ چکھاؤنگا بلکہ اگر قریشہ سلطان کو مار لیتا تو میرا کچھ نام نہ ہوتا اب حمزہ کو جو قتل کرونگا تو ایک نام ہوگا کہ جس شخص نے سرکشان قاف کو مارا اُسکو صفدر نے ٹوک کر قتل کیا ہان صاحبو طبل جنگی بجنے لگے بموجب قاعدہ قدیم جانبین مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفدر نے گینڈا انکالا گینڈے کو مہمیز کرکے آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان سوا صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا سرکشان قاف کو مارا میرے مقابلے مین آئین تو احوال کھلے صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا آسمان پری سے رخصت لی آسمان پری رونے لگین کہا

ای شہریار کیا انقلاب فلکی ہی اگر آپ براے چند روز آئے ہین تو یہان بھی آپ کو چین نہین ملتا ای شہریار
قریشہ سلطان کو مقابلے مین جانے دیجیے یا اور سردار موجود ہین جسکو چاہیے بھیجیے صاحبقران زمان نے
فرمایا کہ ای ملکۂ عالم صفدر ایسا نہین ہی اُسپر غالب آنا مشکل ہی آسمان پری نے کہا کہ جائیے آپکو
خدا کے سپرد کیا وہی حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہی صاحبقران گھوڑا اُڑا کے مقابلہ صفدر مین
آئے صفدر جنگ آزما نگاورزن ہوا چھ قدم صفدر کا گینڈا اور دو قدم صاحبقران
کا مرکب پیچھے ہٹا صفدر جنگ آزما نے کہا کہ اس کو گھٹ بڑھ نہ تصور کیجیے گا مین نے پٹری نہین
جمائی تھی ورنہ کیا مجال تھی کہ اسقدر گینڈا ہٹتا صاحبقران نے فرمایا مجھے اِسکا خیال بھی نہین تمھین
رہ رہ کے سوچتے ہو لو وار کرو صفدر جنگ آزما نے نیزہ مارا امیر نے سنان بچا کے نیزہ پکڑ کے
توڑ ڈالا صفدر نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا صفدر
نے گریبان پکڑا صاحبقران گھوڑے سے کود ے آپس مین کُشتی ہونے لگی چوتھے پیچ پر صاحبقران
نے صفدر کو دے مارا چھاتی پر چڑھ کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی صفدر جنگ آزما
نے کہا کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے سرتابی نہ کرونگا صاحبقران نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا صفدر
کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا سب اپنے ساتھ والون کو بھی دائرۂ اسلام مین لایا صاحبقران
زرنثار کرتے ہوے صفدر کو لیکر بارگاہ مین آئے مگر فاروق کو بڑا خیال ہی کہ ہاے مین امیر
سے نہ لڑا کہ لطف حاصل ہوتا بدمزاج ہو رہا ہی کلمہ بھی اسنے طوطے کی طرح پڑھا صاحبقران نے
اسکو دنگل بیٹھنے کو دیا یہ دنگل پر نہ بیٹھا تلوار لیے ہوے ٹہل رہا ہی کہا یا صاحبقران آپ نے دنگل
مجکو بیٹھنے کو اپنے پہلوانون کے ماتحت دیا مین کیا ان سے کسی طرح کم ہون سیامک سیاہ کلاہ جس
دنگل پر بیٹھا تھا فاروق نے قریب آکے کہا کہ ای سیامک تم اس دنگل سے اُٹھ جاؤ سیامک
اپنے دل مین سمجھا کہ شاید آقا کا اشارہ ہی صاحبقران کا مُنھ دیکھنے لگا صاحبقران زمان نے
اشارہ کیا کہ نہ اُٹھنا اب سیامک کو بھلا کون اُٹھا سکتا ہی سیامک نے کہا کہ ای فاروق جو تم کو
دنگل ملا ہی اُسپر جا کے بیٹھو فاروق نے کہا کہ مین نہ بیٹھونگا تمکو اُٹھا کر اسی دنگل پر بیٹھونگا یہ کہکر ہاتھ
بڑھایا سیامک نے پھر پاس کیا کہا کہ ای فاروق کیون دیوانہ ہوا ہی مین بچپن سے خدمت امیر
مین رہا لہذا اپنے مقام پر جا کے بیٹھ میرا یہ مقام قدیم ہی فاروق نے نہ مانا ہاتھ تلوار کا مارا ابن
سیامک نے گھٹنے ٹیک کر کلائی فاروق کی پکڑ لی فاروق لپٹ پڑا سیامک سے کُشتی ہونے لگی
سیامک نے تیسرے پیچ پر کولھے پر لادکے مارا کہ فاروق دھم سے گرا سیامک کود کر چھاتی پر آیا
کہا کہ حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی فاروق نے سیامک کے مُنھ پر تھوک دیا سیامک
نے غصے مین آکر سر فاروق کا مع نرخرے گھسیٹ لیا قدمون پر صاحبقران کے ڈالدیا امیر
نے سیامک کو گلے سے لگایا فرمایا کہ ای سیامک کیا کہنا ہمارا ہی یہان صفدر جنگ آزما کانپنے لگے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دربار مین حمزہ کے سب جری و بہادر ہین حقیقت مین اگر ایسے نہ ہوتے
تو کُل قاف کو کیونکر تسخیر کرتے حمزہ کا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران سبھون کو ساتھ لیکر دوسرے
دن سوار ہو کر چلے سب لشکر ساتھ ہی آسمان پری تخت پر سوار ہین صاحبقران زمان سب کے آگے

بڑھے ہوے آسمان پری جمال صاحبقران کو دیکھکر فرماتی ہین کہ کیون صاحبو تمنے دیکھا اس بڑھاپے مین حمزہ کا کیا رعب و دبدبہ ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب کے افسر ہین جون جون آگے بڑھے جب خبر اجگزارنے خبر پائی براے ملازمت صاحبقران آیا کوئی نذر دے کر چلا گیا کسی نے سامان دعوت مہیا کیا جہان سامان دعوت مہیا ہوا نازنینان مہجبین سامنے امیر کے یہ اشعار بتا بتا کر گانے لگین نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے عندلیب
چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آئے عندلیب

سامنے آنکھون کے گلچین نے اُجاڑا آشیان
کسطرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑائے عندلیب

سیر کرنے کو اگر جائے ہمارا نازنین
توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھائے عندلیب

قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم
داستان غم اگر دم بھر سُنائے عندلیب

عارض گلرنگ پر تیرے کہین عاشق نہ ہو
ہی مری تاکید گلشن مین نہ آئے عندلیب

فصل گل آئی ہی مجکو ای ستمگر چھوڑ دے
روز ہی صیاد سے یہ التجاے عندلیب

مژدہ باد ای وحشت دل موسم گُل آگیا
ہر طرف پھر باغ مین ہین نالہ ہاے عندلیب

دیکھ لے یہ قد جو بوٗٹا سا ترا ای شمع رو
بنکے پروانہ تری محفل مین آئے عندلیب

شکر ہی چھوٹا ہی پیچھا میرے دماغ دلکا آج
ارمغان لیجاؤنگا مین یہ براے عندلیب

صحن گلشن مین وہ رشک گُل ہی محو خواب ناز
کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچائے عندلیب

روضۂ شبیر بھی سطوت ہی اک باغ بہشت
نالہ ہر زائر کا ہی گویا صداے عندلیب

اسی طرح دعوتین نوش فرماتے ہوے بعد کئی دن کے صاحبقران زمان گلستان ارم مین آئے صاحبقران حال لشکر بھولے ہوے ہین کہ راشد جنی نے پوچھا ای شہریار آپ کے جانشین کا مزاج کیسا ہی سابق مین یہ دو قاف آئے تھے اب مدت سے نہین دیکھا بس صاحبقران نے نام لندھور کا سُنکر ایک آہ کی فرمایا کہ ای راشد جنی بھولا ہوا غم تمنے یاد دلایا ای آسمان پری اب مین رخصت ہونگا میرا ٹھہرنا بہتر نہین نہین معلوم لندھور نے کیا آفت برپا کی ہو گی مین اب دم بھر نہ رُکونگا صفدر نے عرض کی کہ مین بھی ساتھ چلونگا شندک نے تخت آراستہ کیے ایک تخت پر صاحبقران زمان اور تختون پر صفدر وغیرہ سوار ہو کے طرف ہردو دنیا کے چلے آتے آتے جب شکارگاہ سلیمانی مین پہونچے تو دیو ہومان روتا ہوا آیا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہ ای ہومان خیر تو ہی ہومان نے عرض کی کہ ای شہریار مین تو خدمت مین حاضر ہونے کو تھا کہ جا کر حال عرض کرون مگر خوش نصیبی میری کہ حضور تشریف لائے غلام نہال ہو گیا صاحبقران نے فرمایا بیان کرو دیو ہومان نے بارگاہ استاد کرائی صاحبقران کو اُتارا پریزادون کو طلب کیا امیر با توقیر سے عرض کی کہ پھر مین حال اپنا عرض کرونگا مگر پریزادان دُر در گوش و مہجبینان مرصع پوش جام ارغوانی لیکر آئین رقاصہ نے اُسی مضمون کی غزل شروع کی نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
مجکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مے
بے یار مجکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہی ہواے سرد
گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے | تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا | ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا | کس طرح چھوڑون ہو گئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز | تو نے پلائی مجکو نہ ای دلربا شراب
اُس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن | خون جگر مت پیتا ہون ساقی کجا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا | ہی میرے حق مین عشق ولی خدا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بے حد ہی ساقیا | کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے | میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

صاحبقران خوش بیٹھے ہین ہومان کی دعوت بڑی خوشی سے قبول کی فرماتے ہین کہ یہ سردار ہمارے فرزند بدیع الزمان کا ہی اسکی خاطر کرنا واجب ولازم ہی کہ ہومان حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہریار یہ سانحہ مجھپر گذرا ایک دیو اس حوالی مین پیدا ہوا ہی کہ نام اُسکا دیو ارژنگ ہی اُسنے آکر کئی شبخون مارے مین نکل کر لڑا لیکن شومی طالع سے زخمی ہوا میرے ساتھ والے مجکو لیکر بھاگے وہ بے حیا لشکر مین گھس پڑا مشعل سلیمانی اُٹھا کے لیگیا مین قصد کرتا تھا کہ خدمت مین آقاے نامدار کی حاضر ہون جاکر فریاد کردن آج جو چہل پہل ہی کیا تعجب ہی کہ وہ آج بھی شبخون آئے اور اپنا زور دکھائے یہان تو یہ ذکر ہی مگر دیو ارژنگ مشعل سلیمانی لے گیا ہی ایک صحرا مین جا کے اُترا ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ آج تو ہومان نے بڑا سامان کیا ہی بارگاہ مین استاد ہین گانا ہو رہا ہی قاتل عفریت آیا ہوا ہی کل اُنکو لے کے آپ پر آئیگا ارژنگ نے کہا کہ مین خود چلتا ہون وہ شبخون مارون کہ قاتل عفریت کو پکڑلون مقام افسوس ہی کہ اتنا بڑا شخص مارا گیا کہ پردۂ قاف مین مشہور تھا اور اُسکا مثل ونظیر نہ تھا اُسکے خون کا بدلہ کسی نے نہ لیا کیسے کیسے سرکش پیدا ہوے مگر کسی نے دعوی خون نہ کیا مقام تعجب ہی لہذا آج بدلہ خون عفریت کا ہو جائیگا اس حال زار سے مین حمزہ کو قتل کرون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُس کے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے یہ کہکر نفیر بجائی ساٹھ ہزار نرہ ہاے دیو تیار ہو کر سامنے آئے دیو ارژنگ شلنگین لگاتا ہوا چلا چوبدست گران سنگ ہاتھ مین لیے ہوے جب قریب لشکر صاحبقران پہونچا چار غول کر کے لشکر پر گرا اور نعرہ کیا کہ قاتل عفریت کہان ہی آج نکلے تو احوال معلوم ہو صاحبقران کے کان مین جو یہ آواز پہونچی تیغہ ٹیاک کر اُٹھے باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر مین ایک تہلکہ ہی ہرطرف ملازمان ارژنگ پھیلے ہوے ہین ایک طرف سے دیو ارژنگ آتا ہی امیر نے للکارا کہ او نامرد عفریت کے پاس جائیگا تجکو اُسکی بڑی خواہش ہی مین تجکو اُسکے پاس پہونچائے دیتا ہون ارژنگ نے بڑھ کر چوبدست آہنی کا وار کیا صاحبقران نے چوبدست کو قلم کیا ارژنگ نے چاہا کہ صاحبقران کو چنگل مین اُٹھا لون جیسے ہی اُسنے چنگل مارا صاحبقران نے کلائی تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ ارژنگ مُنہ کے بھل جُھکا صاحبقران نے چاہا کہ لپٹ پڑون مگر دیو ارژنگ کُشتی کے فن مین نہایت ناز رکھتا ہی یہ بھی لپٹ پڑا صاحبقران سے کُشتی ہونے لگی صاحبقران زمانے اُسے دنگ کر دیا ہی دیو ارژنگ ہرچند کہ چاہتا ہی دبا کر مار ڈالون مگر صاحبقران برق جہندہ ہین

اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ دیکھنے والے عش عش کر رہے ہین اہل فوج ارژنگ کہتے ہین کہ دیکھو
کس لطف سے صاحبقران لڑ رہے ہین جب دیو ارژنگ کو پکڑ لائے گردن پر ہاتھ رکھ کر دو چار گھسے
ایسے مارے کہ دیو ارژنگ اپنی جان سے بیزار ہوگیا اب چاہتا ہی کہ پکار اُٹھون او آدم زاد مجھے چھوڑ دے
لیکن بتقاضاے جرأت سے خاموش ہی ہر مرتبہ صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو تین گھسے مار کر چھوڑ دیتے
ہین مگر دیو ارژنگ جب اُٹھتا ہی تو غریو ہو جاتا ہی کہ یارو حقیقت مین آدم زاد سے خوب اپنی جان بچاتا
ہی کیا خوب جرأت دکھاتا ہی بعض کہتے ہین کہ آدمی بھی تو وہ آدمی ہی کہ جسنے عفریت کو مارا اسمندون
کو للکارا اٹھارہ برس اسی پردۂ قاف مین لڑے سرکشون کو یہان کے زیر کیا جس مقام پر جاکر
لڑے شمشیر زنی کرکے لاشون کا ڈھیر کیا بعض کہتے ہین کہ اگر یہ شخص کوچک سلیمان ہی تو کوئی اس سے
نہ لڑ سکیگا دیو ارژنگ کو زیر کریگا اور اگر ایسا نہین ہی تو دیو ارژنگ اسکو کھا جائیگا دیو ارژنگ
وہ پہلوان ہی کہ جسنے بڑے بڑے سرکشون کو مارا کبھی کسی سے نہ دبا جس ملک کو زیادہ آباد دیکھا
بلا تکلف اُس مین گھس پڑا اور اُسے ویران کیا صدہا ملک اسنے تہ و بالا کیے بڑے بڑے تاجدارون
کو مارا صاحبقران زمان اگر آج نہ مارے گئے تو یقین کرین گے کہ قضا ان کی دیو کے ہاتھ سے نہین
ہی حقیقت مین کس خوبصورتی سے لڑ رہے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے لیکن عین گرمی جنگ ہی کشاکش
ہو رہی ہی ارژنگ چاہتا ہی کہ جان بچاکر بھاگ جاؤن مگر کیا مجال صید گرفتہ یعنی ارژنگ کو پکڑے
ہوے ہین کسی طرح نکل نہین سکتا جب کوٹھے پر لا دکے مارتے ہین بٹھے کا لٹھا گرتا ہی کہ زمین تکان سے
کانپ جاتی ہی زبان سے دیوون کے الامان کی آواز آتی ہی کہتے ہین یہ آدم زاد بلا کا بنا ہی کہ کس زور و
شور سے لڑ رہا ہی یکایک غریو کی آواز آئی صاحبقران دیکھنے لگے دیکھا کہ کربیت بن قہقہہ بھاگا ہوا
آتا ہی اور نقابدار زمرد پوش و نقابدار یاقوت پوش لڑتے ہوے آتے ہین جب کربیت بھاگتے بھاگتے
پلٹتا ہی تو جنگ شروع ہو جاتی ہی مگر نقابدار اس طرح کی جنگ کرتے ہین کہ آخر کو کربیت پھر بھاگتا ہی
اس طور سے جنگ ہو رہی ہی کربیت بن قہقہہ نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران لڑ رہے ہین اور
زیادہ گھبرایا مگر صاحبقران نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کربیت بھاگ جائے ارژنگ کو ریل کرکے دو ڈھائے
دسوین قدم پر لاکر ایک مارا کہ ارژنگ کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے اُسنے چاہا تڑپکر اُٹھون حریف زبردست
کب سنبھلنے دیتا ہی صاحبقران نے دونون ہاتھ ستون کیے اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر کیا
ارژنگ کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا ارژنگ کا نقش بندھ گیا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا
کہ در شناختن پروردگار چہ میگوئی ارژنگ نے کہا مین ایکطرح اطاعت کرتا ہون کہ مجکو اپنے لشکر کا
سپہ سالار کیجیے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ امر تو ناممکن ہی کہ مین تجکو لے کے
سپردۂ دنیا پر جاؤن اپنے تئین بدنام کرون لوگ کہین گے کہ صاحبقران نے کفار کے خوف سے دیو کو
سپہ سالار لشکر کیا ہی اور تم لوگونکا دستور ہی کہ انسان کو کھا لیتے ہو لقمۂ حرام سے پیٹ بھرتے ہو یہ مین
کسی طرح قبول نہ کرونگا ارژنگ نے کہا پھر یہ کیجیے کہ مجھے چھوڑ دیجیے مین آپکی مدد کو آیا کرونگا امیر نے
کہا کہ مجھے یہ بھی گوارا نہین آسمان پری مجکو بلوا بھیجتی ہین تو مجکو شاق ہوتا ہی کہ مجھے کیون بلوایا
اب ارژنگ دل مین خیال کرنے لگا کہ حقیقت مین حمزہ بڑا جری و بہادر ہی یہ عنایت پروردگار ہمیشہ

کفار سے جنگ ہوئی مگر کبھی کافرون سے منھ نہین پھیرا بڑے بڑے سرکشان قاف کو مارا حتی کہ قاف مین آکر کوچک سلیمان کہلائے پروردگار نے خطاب مرحمت فرمایا پھر تو دیوارژنگ نے اطاعت کی امیر لشکر کریت پر جا پڑے نقابدارون نے دیکھا کہ صاحبقران جنگ کر رہے ہین اور چاہتے ہین کریت تک پہونچین مگر دیوزاد روکتے ہین صاحبقران اُن کو قتل کرکے آگے بڑھتے ہین کریت نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان میری طرف آتے ہین شلنگین لگانے لگا چوبدست ہلانے لگا چاہتا ہی امیر پر جا پڑون لیکن ممکن نہین کہ بلوے سے فوج کے نکلے وسط فوج مین لڑ رہا ہی دیو بڑے قد کا ہی چوبدست آہنی ہاتھ مین ہی جب اُسکو گردش دیتا ہی دس پانچ کے سر چھٹ جاتے ہین لوگ فریاد کرتے ہوے بھاگتے ہین کریت چاہتا ہی کہ مین مقابلے مین حمزہ کے جاؤن کہ دونون نقابدار لڑتے ہوے آگے کریت کو ٹوکا کہ او نامرد کہان سے کہان بھاگ کر آیا ہی یہ مقام شکارگاہ سلیمانی ہی یہان کبھی اسقدر خونریزی نہین ہوئی حضرت سلیمان ایسا بزرگ اس صحرا مین آکر شکار کھیلتا تھا کل سامان شکار اس صحرا مین موجود ہی کون سی ایسی شی ہی جو یہان موجود نہین ہرن متعدد طائران پرند بیشمار وہان یہ خونریزی ہو کریت نے پلٹکر ہاتھ چوبدست کا مارا زمرد پوش کو ذرا ہوا سی لگ گئی آنکھین بند ہوتے لگین غش آنے لگا کریت نے چاہا کہ اس حال مین زمرد پوش کو مار لون نقابدار یاقوت پوش گھوڑا چمکا کے سامنے آیا کریت نے پھر دار کا وار کیا نقابدار یاقوت پوش خالی دے کر بیٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو تین مرتبہ یاقوت پوش ریل کرنے دوڑا کریت ہٹتا ہی چاہتا ہی کہ یاقوت پوش کو پست کرون صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او یاقوت پوش تو ہٹ جا مین اس سے سمجھ لونگا یاقوت پوش الگ ہوا صاحبقران زمان کود کر بیچ مین آئے کریت نے ایک جنگل مارا کہ ہڈیان وغیرہ آدم زاد کی توڑ ڈالون صاحبقران زمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکا مارا کہ کریت بن قہقہہ منھ کے بھل زمین پر گرا صاحبقران نے چاہا کہ کود کر چھاتی پر سوار ہون کئی ہزار نرہ ہاے دیو ٹوٹ پڑے کریت کو قبضے سے صاحبقران کے نکالا اور لیکر بھاگے صاحبقران زمان نے پیچھا کرنا مناسب نہ جانا پلٹ پڑے اب صاحبقران جنگ کو فتح کرکے بفتح و فیروزی اپنی بارگاہ مین آئے آکے بیٹھے دوسرے دن کوچ کا حکم دیا مشعل سلیمانی لاکر گنبد مین رکھوائی دیوارژنگ کو یہ کہکر بسایا کہ اگر ہومان سے کوئی مقابلہ کرے تو تم اسکی شرکت کرنا دیو ہومان دعائین امیر کو دینے لگا کہ آپ کے قدم کی برکت سے مین پھر آباد ہوگیا صاحب مشعل سلیمانی ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ای دیو ہومان مین بضرورت جاتا ہون مجھسے میرا جانشین بگڑ گیا ہی عشق مین ایک عورت کے مبتلا ہی قباد کا دشمن ہوگیا ہی مگر قباد نے کیا کارہاے نمایان کیے میری بات کو رکھا صاحبقران دیو ہومان سے رخصت ہوکر تریا راج مین جو آکے پہونچے سب عورتین وہان بستی ہین عورتون نے آکے استقبال کیا ملکہ نمکین شیرین ادا جو سب کی افسر ہی اُسنے آکے صاحبقران زمان سے ملاقات کی عرض کی کہ آج حضور کو جانے نہ دونگی آپ کی دعوت ہی صاحبقران قصر مین نمکین کے آئے نمکین شیرین ادا نے سامان شاہانہ ممکن کیا صاحبقران آکے مسند پر بیٹھے سب شاہزادیان گرد بیٹھی ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک

رقاصۂ خوش الحان یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و ادا گارہی ہی نظم

گر کبھی وحشت مین جاتا ہون میانِ کوے دوست | آنکھین دکھلاتے ہین مجکو پاسبانِ کوے دوست
ہم کرین نالے اگر جاکر میانِ کوے دوست | تنگ اپنی زیست سے ہون ساکنانِ کوے دوست
تلخی فرقت کا مرکر بھی یہ باقی ہی اثر | استخوان میرے نہین کہاتے سگانِ کوے دوست
نالہاے عاشقان سے اسقدر ہوتا ہی غل | حشر برپا روز رہتا ہی میانِ کوے دوست
بلبلِ نغمہ سرا کے ہوش فوراً اُڑ گئے | گر کسی کے منہ سے سُن لی داستانِ کوے دوست
مسجدو نہین ذکر ہی باغِ جنان کا عاشقو | واعظون کی بھی زبان پر ہی بیانِ کوے دوست
ہو گیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین | واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروانِ کوے دوست
آرزو ہی کربلا مین جاکے سطوت موت آئے | قبر کی جا ہو پسِ مردن میانِ کوے دوست

صاحبقران کا دماغ تر ہی تمکین شیرین ادا سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا تمکین شیرین ادا نے گھبرا کر کہا کہ اے شہریار دیو سوسمار کہ زبردستان روزگار سے ہی ہمکو آکر ستاتا ہی عورتونکو پکڑ لیجاتا ہی صاحبقران یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک دیو زبردست بارہ چودہ ہزار دیو اسکے ساتھ لوٹتا پھرتا ہی ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ دیکھو تو شاہزادی کہان ہی مین مدت مدید سے ملکہ شیرین ادا پر مرتا ہون آج اُسکو بیجاؤنگا جن عورتون کو پکڑا ہی وہ فریاد کر رہی ہین کہ یا صاحبقران ان ظالمون کے ہاتھ سے ہمکو بچائیے صاحبقران نے للکارا کہ او نامردان غریبون کو کیون ستاتا ہی تمکین شیرین ادا کو آکے لے وہ اس بارگاہ مین موجود ہین یہ سُن کر دیو سوسمار اکڑتا ہوا بارگاہ کی طرف چلا صاحبقران زمان نے بڑھ کر روکا اُسنے چوبدست چرخ دے کر لگائی صاحبقران نے تیغۂ عقرب سے اُسکو قلم کیا سوسمار جھلاکے لپٹ پڑا صاحبقران سے کُشتی ہونے لگی ساتھ والے اسکے دیکھ رہے ہین کہ صاحبقران نے دنگ کر دیا ہی ایسے گھونسے مارے کہ دیو سوسمار آدمی آدمی کہکر غل مچا رہا ہی کہ او آدمزاد مجھے چھوڑ دے مین اب کبھی یہان نہ آؤنگا اور نہ ان عورتون کو ستاؤنگا مگر صاحبقران نہین چھوڑتے اُسنے کمر سے خنجر نکالا صاحبقران پر مارا صاحبقران نے کیلی کرکے خنجر چھین لیا اور وہی خنجر شکم پر سوسمار کے مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا سوسمار کو مارکے فوج کیطرف چلے اُن لوگون نے جو اپنے افسر کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا گھبرا گئے ناچار ہوکے لاشہ سوسمار کا لیکر بھاگے صاحبقران زمان سب عورتون کو رہا کرکے لائے اور تمکین شیرین ادا کے سپرد کیا فرمایا کہ لو خدا نے فضل کیا کہ دشمن سخت مارا گیا اب تم چین سے سلطنت کرو کیا مجال ہی کہ کوئی دخل دے جب کبھی کوئی فتور ہو تو نامہ خدمت مین آسمان پری کی روانہ کرنا قریشہ سلطان تمھاری مدد کو آئیگی یہ سُن کر تمکین شیرین ادا نے صاحبقران کو دعائین دین کہ آپکے سبب سے سلطنت قایم رہی ورنہ اس بے حیا نے بہت تکلیفین پہونچائی تھین کیسا کیسا حیران کیا تھا بلکہ چند عورتون نے عاجز ہوکر اپنی جان دیدی یہ سوچین کہ بدعت دیو سے توبچین گے آج آپنے وہ احسان کیا کہ جسکا شکریہ ادا نہین ہوسکتا صاحبقران زمان تمکین شیرین ادا سے رخصت ہوے تخت پر سوار ہوکر پردۂ دنیا کیطرف چلے قضاے کار جب برابر جبل اعلے کے پہونچے جبل اعلے وہ کوہ ہی کہ سرحد دنیا پر قایم ہی اُسی کو

لوگ دیو ار قہقہہ کہتے ہین صاحبقران زمان شب کو اُسی پار اُترے وہان کا حاکم دیو شبرنگ کہ امیر کا زیر کردہ ہی براے استقبال آیا کہا آج حضور کو نہ جانے دونگا چاہتا ہون کہ کچھ سعادت حاصل کرون صاحبقران کسی کی خاطر شکنی نہین چاہتے دیو شبرنگ کے ساتھ قصر مین آئے شبرنگ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا طائفے جو پردۂ قاف سے بلوائے تھے اُن کو حکم دیا تیار ہو کر سامنے صاحبقران کے حاضر ہو وہ پریان خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز آکر بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگین نظم

بے نقاب آیا جو وہ رشکِ قمر آج کی رات
اُسکے گھر مین ہی رقیبون کا گذر آج کی رات
بن سنور کے جو وہ آئے مرے گھر آج کی رات
کیا وہ دلدار گیا غیر کے گھر آج کی رات
کوئی طوفان اُٹھا ہجر مین شاید مجھپر
بام پر اپنے مرا ماہ جو بیٹھا جاکر
کوئی یہ اُس بت بیرحم سے جاکر کہدے
شام سے تا بہ سحر شاد کیا اُس گل نے
غم فرقت کی نہین تاب ترا ہو احسان
ہی شب وصل چھری سے ترا کاٹونگا گلا
ہی یقین مجکو نکل جائیگا اب دم گھٹ کر
در و دیوار سے ٹکرا کے سر اپنا پھوڑا
ہو کے بیچین مرے گھر مین چلے آئین وہ
شام سے یار کی افشان کا تصور جو بندھا
بستر غم پہ بسر مجکو ہوئی ای سطوت

ہو گیا نور سے روشن مرا گھر آج کی رات
مین نے پائی ہی مفصل یہ خبر آج کی رات
کچھ عجب لطف سے ہوئیگی بسر آج کی رات
بڑھ گیا ہی جو مرا درد جگر آج کی رات
کیا کہون جوش پہ ہی دیدۂ تر آج کی رات
شرم سے چرخ پہ نکلا نہ قمر آج کی رات
تیرے عاشق کا ہی دنیا سے سفر آج کی رات
مل گیا نخل محبت کا ثمر آج کی رات
دم نکلجائے جو ای درد جگر آج کی رات
بول اُٹھیگا جو تو ای مرغ سحر آج کی رات
نہین ہوتی ہی جو فرقت کی سحر آج کی رات
وہ جو آیا نہ مجھے گھر مین نظر آج کی رات
دیکھنا ہی ترا ای آہ اثر آج کی رات
تارے گن گن گے ہوئی مجکو سحر آج کی رات
گھر مین آیا جو نہ وہ رشکِ قمر آج کی رات

شبرنگ سامنے بیٹھا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کر رہا ہی اُس وقت محفل مین سناٹا ہی کہ یکایک رونے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ بانگ بلند رو رہا ہی اور دمبدم آواز دیتا ہی کہ افسوس کس خرابی مین عمر کٹی ایک دن چین نہ پڑا دیکھیے انجام کیا ہو اور کبھی اُسی بیقراری مین یہ اشعار عبرت آثار پڑھتا ہی نظم

مجکو منظور رہی جاتا رہے نور آپ کو کیا
غم و اندوہ کا ہی دل پہ وفور آپ کو کیا
سُبک اغیار مین ہوتا ہون حضور آپکو کیا
صبر کو ہاتھ سے کھوتا ہون حضور آپ کو کیا
غصہ بیجا ہی بگڑنا ہی عبث سوچیے تو

اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

عین گرمی صحبت ہی یہ صداے دردناک سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ ای شبرنگ یہ کس دردرسیدہ کی صدا ہی شبرنگ نے عرض کی کہ اس قصر سے تھوڑی دور پر ایک صحرا ہی کہ اُس صحرا کو صحراے گرداب

کہتے ہین ایک جوان تاجدار کئی سال سے زیر نخل بیٹھا ہی ایسا بلک بلک کر رویا کرتا ہی کہ ہم لوگون کی نیند اُڑ گئی ہی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے ٹہلتے ہوے اُس صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک جوان تاجدار نہایت خوشرو مگر ضعف سے رنگین نکلی ہوئین چہرے پر دامن گرد سرنگون بیٹھا ہوا اشعار فراق آمیز پڑھ رہا ہی صاحبقران نے قریب آکے فرمایا کہ ای جوان تو کس مصیبت مین ہی کسکا فراق ہی اور کسکا اشتیاق ہی سلطنت کیون چھوڑی اس صحراے ویران مین کیون مقام کیا تیری صدا سے دل ٹکڑے ہوتا ہی صدا سے دردرسیدہ نہین سُنی جاتی اُس جوان نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے قریب آکے ہاتھ تھاما اور فرمایا کہ ای برادر براے خدا حال دل اپنا ظاہر کر میرا دل تیری آہ سے بیچین ہوتا ہی دیکھ تیرے رونے پر ہر خرد و کلان روتا ہی جب ہاتھ تھام کر صاحبقران نامدار نے اس طرح فرمایا تب وہ جوان اپنے ہوش مین آیا جمال جہان آراے صاحبقران دیکھکر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی کہ ای شہریار اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اب تو اپنی کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

انھین ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا انھین ہان کا
وہان دامن نہین یان صاف تھا مطلع گریبان کا

جتاتی ہی وہ اپنا لطف مین ممنون تھہرا اُن کا
اجل سے سامنا ہی آج اک ظالم کے احسان کا

نہ کہنا تم مبارکباد مجھسے اپنے آنے کی
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہاے ہجران کا

ندامت کیا بُری شی ہی جو پہلو سے وہ ہٹ بیٹھے
نہین منھ دیکھنے کے قابل امید پشیمان کا

مین ڈرتا ہون تمھارے خوف سے جو دھیان آتا ہی
مزہ دیتی ہی حسرت بھی مجھے خواب پریشان کا

ہٹاؤ ابر گیسو جلوۂ عارض مین فرق آیا
نقاب شام سے منھ چھپ گیا صبح گلستان کا

نسیم اک طرز پر رہتا نہین اچھا کہ ہر لحظہ
بدلتا ہی نیا انداز الفاظ غزلخوان کا

یہ اشعار پڑھ کر وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار کس زبان سے اپنی مصیبت بیان کرون زبان مین طاقت نہین روح کو راحت نہین یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ نیرنگ اُسکو کہتے ہین وہ ہی مقام سکونت اس حقیر کا ہی جب والد نے انتقال کیا تو مشیران سلطنت نے مجکو اُنکے مقام پر بٹھایا مین نے جشن کیا رئیسان شہر جمع ہوے اُسی شب کو ایک بزرگ نے کہا کہ مین امیدوار ہون میری دعوت قبول فرمایئے مین سوچا کہ یہ شخص رئیسان شہر سے ہی اگر نہ قبول کرونگا تو یہ شخص اپنے دل مین یہی خیال کریگا کہ اسے سلطنت کا گھمنڈ ہی مین نے قبول کیا جب اُس کے مکان پر پہونچا ایک قصر مین اُسنے لے جاکر بٹھایا وہ قصر نہایت آراستہ تھا ساقی بیچے آئے یکایک ایک پردہ اُٹھا ایک مہ جبین کو دیکھا کہ مجھسے اشارے کر رہی ہی مین اُٹھ کر قریب گیا جمال بے مثال دیکھ کر دیوانہ وار وحشی مثال پہلو مین اُسکے جا بیٹھا اُسنے کہا کہ ای نعمان تاجدار تم یہان کس واسطے آئے وہ نازنین نہایت لطف سے پیش آئی خلق و مروت و ناز و کرشمہ حد سے زائد کیا حیران حیران مین اُسکے جمال جہان آرا کو دیکھتا تھا مجھسے فرمایش کی کہ ای شہریار آج تو آپ نے سرفراز کیا مگر چاہتی ہون کہ روز سرفراز فرمایئے مین مشتاق رہونگی بعد تھوڑی دیر کے اُس مرد بزرگ نے آکے کہا کہ حضور خاصہ تیار ہی نوش فرمایئے دیر کرنے مین خاصہ سرد ہو جائیگا مین اُس بزرگ کے ساتھ اُٹھا اور دسترخوان پر آیا

اُس مرد بزرگ سے کہا کہ اگر مناسب ہو تو اُس مہ جبین کو بُلا لو کہ ہم اور وہ ساتھ کھانا کھائین وہ مرد بزرگ گیا تھوڑی دیر مین روتا ہوا آیا کہا ای شہریار عجب انجام ہوا کہ سرانجام جادو میرے مکان کے قریب رہتا ہی اُسنے جمالِ جہان آرائے محبوب دیکھ کر سحر کیا کہ وہ نازنین دیوانی ہوگئی اور مجکو پُکار کر کہا کہ ای والد نامدار دوڑیے کنیز کو اس آفت سے بچائیے ایک شخص سیہ فام مجکو لیے جاتا ہی سرانجام جادو نے آکے اُسکا ہاتھ تھام لیا نہین معلوم کہان لے گیا وہ مکان اُس مہ جبین سے خالی پڑا ہی مین دوڑا ہوا گیا جاکے دیکھا دیوار آہن گھری ہوئی ہی مکان کے اُس طرف ایک گنبد ہی اُس گنبد مین وہ مہ جبین بیٹھی ہی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی نظم

اُس بے وفا کو آپ نہ کبھی یاد کیجیے
معشوق اور کوئی پری زاد دیکھیے

دل میرا اپنے وصل سے اب شاد کیجیے
للہ قید رنج سے آزاد کیجیے

کیا قہر ہی کہ ہم پہ تو بیداد کیجیے
دے دے کے بوسے غیر کا دل شاد کیجیے

اُس رشک گل کے ہجر مین مانند عندلیب
گلشن مین جاکے نالہ و فریاد کیجیے

دل لے چلے تو کہتے ہین مل کے غیر سے
وہ رنج دون کہ آپ بہت یاد کیجیے

عاشق پہ ظلم کرکے یہ کہتا ہی وہ صنم
جاکے خدا سے اب مری فریاد کیجیے

کرتا ہی ہمسری قدِ موزون سے آپ کے
سرو سہی کو باغ سے آزاد کیجیے

گھیرا ہی چار سمت سے آفات دہر نے
اب آکے یا علیؑ مری امداد کیجیے

گر وعدۂ وصال کیا ہی رقیب سے
مجھسے بھی تو حضور کچھ ارشاد کیجیے

تقدیر ہو جو کچھ بھی موافق شباب مین
ہر دم وصال یار سے دل شاد کیجیے

اپنی گلی مین قبر بنی رہنے دیجیے
للہ میری خاک نہ برباد کیجیے

ذکر بتان سے فائدہ دنیا مین کچھ نہین
سطوت خدا کو اپنے نہ کیون یاد کیجیے

وہ نازنین اس طرح پر یہ اشعار پڑھ رہی تھی اور مجھسے کہتی تھی کہ ای نعمان تاجدار اس مصیبت سے مجکو کون نکالیگا سرانجام جادو بڑی بدعت کرتا ہی وہ بڑے میان مجکو پھیر لائے کہا ای شہریار آپ نے اس مصیبت زدہ کو دیکھا اب آپ اپنے دولتخانے پر جائیے مین روتا پیٹتا یاد مین اُس محبوب کی آیا کسی کام مین دل نہ لگتا تھا امورات سلطنت ملتوی رہے جب کئی دن اسی حال مین گذرے تب وہ بڑے میان پھر آئے کہا تشریف لے چلیے وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق آپ کو یاد کرتی ہی اُسنے کچھ خواب دیکھا ہی آپ سے بیان کریگی مین مشتاق کلام ہو کر گیا جاکے دیکھا وہ اُسیطرح اُسی مکان مین بیٹھی ہی پکار پکار کے کہہ رہی ہی کہ ای نعمان تاجدار اب اذیت یہ کیفیت ہی قلب پر ہجوم رنج و مصیبت ہی نظم

ترے مکان کا پتہ کوئی مجکو کیا دیگا
ترا ہی نقشِ قدم راستہ بتا دیگا

نقاب رُخ سے جو وہ ماہ رو اُٹھا دیگا
یقین ہی جلوۂ خورشید کو ہٹا دیگا

کریگا خوابِ عدم سے وہ فتنہ خود بیدار
سُلا گیا ہی جو ہمکو وہ ہی جگا دیگا

دہانِ قبر سے کہتے ہین ساکنانِ عدم
کہ سب کو خاک مین اک دن فلک ملا دیگا

وہ مجھسے کہتے ہین قید جنون مین حسرت سے — کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا
کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب مین — پڑھا لکھا ہی جو مجنون نے سب بھلا دیگا
خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ — جو ساقیا ترے جلوے خم لگا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہی — یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا
بتنگ ہوکے یہ غنچون سے بلبلون نے کہا — کہ غم رسیدون کا نالہ جگر ہلا دیگا
ہنر سے دل مین بٹھالو عروس الفت کو — نباہ کرنے کا سامان تمھین خدا دیگا

یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین خوب روئی کہا ای نعمان تاجدار اب تم سر صحرا نوردی و دشت پیمائی کی مصیبت ہی شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ نعمان تاجدار سے کہو جاکر صحراے گرد باد مین زیر درخت بیٹھے صاحبقران آتے ہین وہ مشکل تمھاری آسان کرین گے سر انجام جادو کو قتل کرکے تجکو رہا کرین گے بس ای شہریار ایک برق چمکی اور وہ گنبد میری آنکھون سے نہان ہوگیا ایک آواز آئی کہ ای نعمان تاجدار اب یہان نہ آنا ورنہ تم بھی آفت مین پھنسوگے صورت دیکھنا تو موقوف ہوئی مین اُس قصر سے روتا ہوا نکلا زیر شجر آکے بیٹھا انتظار مین ہون کہ ابھی تک صاحبقران تشریف نہین لائے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ عبد ذلیل مین ہی ہون ای نعمان تاجدار نہ گھبراؤ مین چلکے سر انجام جادو کو قتل کرونگا اور معشوقہ کو تمھاری تم سے ملاؤنگا نعمان تاجدار خوشی خوشی اُٹھا صاحبقران کے ساتھ ہوا اُس قصر مین امیر کو لیکر آیا وہ بڈھا جو نعمان تاجدار کو دعوت مین لایا تھا روتا ہوا آیا کہا ای شہریار آج شب کو سر انجام جادو میرے پاس آیا تھا کہتا تھا کہ مین اُس مہجبین کو قتل کرونگا میرا کہنا نہین مانتی صاحبقران نے فرمایا بڑے میان صاحب تم مطمئن رہو پروردگار چاہتا ہی تو مین اُسکو قتل کرتا ہون اور اُس مہجبین کو اس ہجران کشیدہ سے ملاتا ہون یہ فرماکر اسم اعظم پڑھکر مکان پر جو ہاتھ رکھا ایک صدا اے مہیب آئی کہ ای شخص تو کون ہی ہمکو صدمہ پہونچاتا ہی صاحبقران نے ہاتھ اُٹھا لیا دیوار آہن گری دیکھا کہ ایک ساحر مہیب اُس مہجبین کے قفس کے قریب بیٹھا ہی اور طالب وصل ہی وہ مہجبین رو رہی ہی اور کہتی ہی خبردار مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی وہ ساحر نہین مانتا لپٹا جاتا ہی اُس نازنین نے پکار کے کہا کہ یا صاحبقران زمان آپ آکے مجکو بچائیے ورنہ میری عصمت مین فرق آتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے اُس گنبد پر آئے وہ ساحر سحر کرنے لگا امیر پر آگ برسا رہا ہی کئی طرح کے سحر اُس ساحر نے کیے مگر صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی آخر وہ ساحر قفس چھوڑکے اُڑا اور چاہا کہ نکل جاؤن صاحبقران نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بچر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر مارا وہ تیر سینے پر سر انجام جادو کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا لاشہ سر انجام جادو کا زمین پر گرا سنگباری و برفباری ہونے لگی آخر آواز آئی کشتی مرا نام من سر انجام جادو بود مرتے ہی اُس ساحر کے قفس ٹوٹا وہ نازنین اُٹھکر قریب صاحبقران کے آئی صاحبقران نے فرمایا کہ ای نعمان تاجدار دشمن تمھارا مارا گیا معشوقہ کو لو نعمان تاجدار ہنستا ہوا آیا معشوقہ کو دیکھکر لپٹنے لگا اُس مہجبین نے کہا کہ صاحب کیون اسقدر اضطراب کرتے ہوا تو

ہین تمھارے قبضے مین ہون خدا نے مصیبت سے نکالا کہ آسمان سے آواز آئی او نعمان تو نے غضب کیا
میرے شوہر کو ہاتھ سے صاحبقران کے قتل کرایا کیا مین تجکو معشوقہ سے ملنے دونگی منم گمنام جادو ایک
ساحرہ مہیب سیہ فام و بد انجام اُڑتی ہوئی آئی چاہا تڑپ کر گردن اس معشوقہ کو اُٹھاکے لیجاؤن امیر
نے آگے بڑھ کر اُسکا ہاتھ پکڑا اسم اعظم پڑھ کر ایک تمانچہ مارا دیا کہ سر گمنام جادو کا دھڑ سے اُڑ گیا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گمنام جادو بود صاحبقران زمان گمنام جادو کو مار کے
نعمان تاجدار کو ساتھ لے کر اُس قصر سے نکلے نعمان تاجدار بہت خوش ہی کہہ رہا ہی کہ حضور نے
وہ احسان کیا کہ جسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا صاحبقران زمان نے اُس نازنین کے ساتھ نعمان
کا عقد پڑھا تین دن صاحبقران اُس مقام پر رہے نعمان تاجدار کے قلعے کو بہ اسلام آباد کیا سبکو
مسلمان کر کے طرف پردۂ دنیا کے روانہ ہوے نعمان تاجدار دور تک پہونچانے کو آیا عرض کرتا تھا
کہ اے شہریار آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا پلٹ کر جو نعمان تاجدار آیا
دیکھا کہ وہ نازنین رو رہی ہی نعمان نے کہا کہ کیون صاحب خیر تو ہی اُسنے کہا کہ اے شہریار میرے باپ
نے انتقال کیا مگر وصیت کی تھی کہ صاحبقران زمان میری نماز جنازہ ادا کرین اور میری میت کو
کاندھا دین صاحبقران زمان کوئی کوس دو کوس پر جاچکے تھے کہ نعمان تاجدار نے بڑھ کے
عرض کی کہ اے شہریار آج کے دن حضور کو اور رہنا ہوگا باپ نے اُس نازنین کے انتقال کیا وصیت
کر گیا تھا کہ صاحبقران نماز میت ادا کرین اور جنازے کو کاندھا دین صاحبقران زمان یہ سنکر
پلٹ پڑے آکے بڈھے کو اُٹھوایا آپ بھی کاندھا دیا وہ نازنین روتی ہوئی ساتھ ہوئی نعمان بھی
رو رہا ہی جب اُس مقام پر پہونچے کہ جہان پر قبر کھُدی تھی لوگ غُل مچانے لگے کہ یا صاحبقران
جلد تشریف لائیے اس قبر مین جو کھُدی ہی دو ماران سیاہ نکلے ہین وہ مُنھ کھولے بیٹھے ہین صاحبقران
نے آکے اسم اعظم پڑھا وہ ماران سیاہ غائب ہوے تب صاحبقران نے نماز جنازہ پڑھ کے
بڑے میان کو قبر مین اُتارا تلقین پڑھی پڑے لگائے دفن کر کے جب بڑے میان کو مکان پر آئے
دیکھا بڑے میان بیٹھے ہین اور کہہ رہے ہین کہ یا صاحبقران آپ نے کسکو دفن کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ او خبیث بس اب شعبدہ دکھا چکا یہان سے دور ہو یہ کہہ کر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا
کہ وہ بڈھا جل کے خاک ہوا نعمان تاجدار نے بڑا تعجب کیا صاحبقران نے بفصاحت فرمایا کہ اے
نعمان تاجدار یہ سر انجام جادو کے بیر تھے عجائب و غرائب دکھاتے تھے چاہتے تھے کہ خوف کرین
مگر مین سوائے پروردگار کے اور کسی سے نہین ڈرتا اگر کوئی شعبدہ دیکھنا تو خوف نہ کرنا سورۂ حمد
پڑھنا کوئی آفت سامنے نہ آئیگی نعمان کو صاحبقران نجوبی سمجھا کر طرف پردۂ دنیا کے چلے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر سکندر و لشکر اسلام آنا غواص دریانشین کا اور
جنگ کرنا لشکر اسلام سے زخمی ہونا سرداران لشکر اسلام کا صاحبقران کا وقت پر
آکے غواص کو مارنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے ہوش	کہ ہے رند مشرب کو جوش وخروش
کہاں ہے تو اے ساقی گلعذا	

کہ آئی ہی باغِ سخن مین بہار ✣
کبھی زرد ہی اور کبھی نیلگون
تو لالے کا زخم جگر کھل گیا
جو صیاد ہین مائل ظلم وجور ✣
تو بلبل کو بھی جوش ہی کسقدر
ہر اک سمت گلشن مین شہرہ ہوا
ذہانت متانت کو ظاہر کرو ✣

ہین سرسبز نخل چمن بیگمان
یہ سُرخی دکھاتی ہی عاشق کا خون
کیا بلبلون نے یہ جوش وخروش
تو ہین بلبلین قابلِ لطف وغور
صبا نے اُڑائی جو گلشن سے بو
بہار آگئی غنچۂ دل کھلا ✣
کہ ہین ناظرین عاشقِ داستان

دکھاتا ہی رنگت عجب آسمان
جو شبنم نے جامِ بلورین بھرا
کہ اُڑتے ہین گلچین کے بھی آج ہوش
چہکتی ہی قمری سرِ سرو بید ✣
تو کیا مست ہین بلبلین چارسو ✣
قلم توسنِ فکر کی باگ لو ✣
سُناؤ اُنھین ایک تازہ بیان

چہرہ جنگ بازان میدان ظلم وجور و شریکان محفل کرامت طور اس داستان شوکت بیان کو اس طرح سے تحریر فرماتے ہین **شعر** **مصنف** گُہر سنجانِ دریاے معانی ✣ چنین آرند جنس نکتہ دانی ✣ توسن طبع کو میدان مدعا مین جولان کیا جاتا ہی کہ سکندر و ہیکلان و نوشیروان مقدمۂ لندھور مین حیران و پریشان ہین ہر وقت یہی خیال ہی کہ ملکہ مہران فیل زور کو لندھور سے ملائین کیونکر انکی شادی کرین قباد لشکر لیے سامنے اُترے ہین کہ اگر ذرا زبان ہلائین تو جواب دینے والا سر پر موجود ہی وہ آٹھ پہر اس تدبیر مین رہتے ہین کہ لندھور کو سرفراز کرین بختک کہتا ہی کہ اب لندھور کا صاحبقران سے ملنا دشوار ہی کوئی صورت ملاپ کی پائی نہین جاتی اس سوچ مین سب لوگ بیٹھے ہین بختک طعن کر رہا ہی کہ ای داراے ہند اصل حقیقت یہ ہی کہ اگر کہو تو شاہ تمھارے شریک ہین طبل جنگی بجواؤ ملازمان شاہ میدان مین نکلین گے قباد کو عاجز کر دین گے جب دو چار پہلوان صاحبقران کے مارے جاوین گے یقین ہی کہ معاملہ کرین اور مہران فیل زور کو حوالے کر دین ابھی تک قباد پر دباؤ نہین پڑا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور عرض کی ای شہنشاہ مغرب غواص دریانشین تین لاکھ فوج سے براے مدد حضور آتا ہی کنارے لشکر کے کھڑا ہوا پوچھ رہا ہی کہ یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ لشکر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی ہی اوہ وہ لشکر مسلمانان ہی مسلمانون سے کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ تم سب نے بہت ہاتھ پاؤن پھیلائے ہین شاہ مغرب سے لڑتے ہو مین ایک ادنے اُن کا ملازم ہون تمام لشکر کا خاتمہ کر دونگا یہ سُن کر سکندر نے اُسی وقت پہلوانون کو حکم دیا کہ ہمارے خیرخواہ کو استقبال کرکے دربار مین لاؤ وزیران سلطنت ومشیران ابہت گئے غواص دریانشین کو استقبال کرکے لائے سکندر کو غواص نے سلام کیا سکندر نے پوچھا کہ ای خیرخواہ دولت کہان تھے ہم روز تمھارا ذکر کیا کرتے تھے غواص نے کہا کہ مین نے سب حال سُنا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے سکندر نے حکم دیا اُسی وقت نام پر غواص دریانشین کے طبل جنگی بجا مگر لندھور کہتے ہین کہ کوئی مقابلہ نکرے میری معشوقہ ہی مین مقابلہ کرونگا غواص دریانشین نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای داراے ہند اگر تمکو اپنی معشوقہ کو لینا تھا تو اب تک کیون نہ لیا اب مین طبل جنگی بجوا چکا جب مین نہ ہونگا تب آپ کو اختیار ہی لندھور نے کہا کہ لشکر حمزہ مین وہ وہ پہلوان ہین کہ جنھون نے مجکو مع ہاتھی اُٹھا لیا اور میرا کچھ زور نہ چلا خدا اُنکی مدد کرتا ہی ای غواص

میدان میں جا کے بہت بکتا ہے غواص نے کہا کہ ای دارائے ہند وہ تلوار چلے کہ میدان میں
سب خون ہی خون ہو خون کے دریا بہا دون تمہاری معشوقہ کو تم سے ملا دون گا مقام افسوس ہی
کہ تم ایسے پہلوان زمان کی معشوقہ اُنکے قبضے مین ہو بختک نے لندھور کے آگے ہاتھ باندھے
اور کہا کہ ای دارائے ہند تم خاموش رہو انکا بھی حوصلہ نکلجانے دو ادھر ہرکارون نے آکر قباد
کو خبر کی کہ غواص دریانشین پہلوان مغرب سے آیا ہی نہایت پُرغرور ہی اُسکو منظور ہی کہ
میدان مین آئے مقابلہ کرے طبل جنگی بج گیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو
آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے قباد نے خوش ہو کے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل
ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑی بقول شاعر شعر بزد طبل را
آن چنان طبل زن ٭ کہ در رہ میت زہیبت کفن ٭ دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا نظم کہ ایک ہوا وان سحر کا ظہور ٭ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ٭
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ٭ بہت گرمخو اور روشن نگاہ ٭ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ٭
نشان آگے آگے خط صبح کا ٭ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ٭ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ٭ صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے قباد تخت پر سوار آیا ایک طرف رستم پیلتن ایکطرف کرب غازی صف شکن
ایک طرف گل گلزار خلیل ارمن شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی ایک طرف بہرام و مالک وغیرہ
نقیب آگے آگے آوازین لگاتے ہوئے فرد بلا نوجوانو بڑھے جائیو ٭ دو جانب سے باگین لیے جائیو ٭
اس کر و فر سے لشکر اسلام میدان مین آکے پہونچا مگر قباد جب پلٹ کر دیکھتے ہین مقام صاحبقران
خالی پاتے ہین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکاتے ہین فرماتے ہین قبلہ و کعبہ کا کچھ حال معلوم نہوا
خواجہ عمرو عرض کرتے ہین کہ ای شہنشاہ گیتی ستان حمزہ صاحب اقبال ہین پردۂ قاف مین
عیش کر رہے ہونگے آسمان پری ایسی معشوقہ عاشق خصال قریشہ سلطان ایسی بیٹی کسی سے
لڑائی مین مصروف ہونگے انشاء اللہ خیر و عافیت سے آوینگے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا
تخت پر نوشیروان و ہیکلان و سکندر بن ہیکلان عاد مغربی گینڈے پر سوار کئی ہزار
جوانان مغربی پشت پر سلاح ذات پر آراستہ سب کے آگے غواص بڑھا ہوا مغرور و متکبر نیزے کو
ہلاتا ہوا ایکطرف آکر ٹھہرا مگر جب نقیب نقابت کر چکے کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے غواص دریانشین
نے گینڈا بڑھایا سامنے تخت نوشیروان کے آیا عرض کی اجازت میدان نوشیروان نے کہا
ہمارے پہلوان مقابلہ کرین گے تم نہ جاؤ غواص نے کہا کہ ای شہنشاہ میرے نام پر طبل جنگی بجا
ہی آج مین ہی مقابلہ کرونگا آئندہ آپ کو اختیار ہی آج کسکی مجال ہی کہ میدان مین نکلے میرے
نام پر طبل جنگی بج چکا ہی دیکھیے کیسی شمشیر زنی کرتا ہون نوشیروان نے کہا جاؤ تمھین لات و
منات کے سپرد کیا غواص گینڈا اُٹھا کر کے میدان مین آیا سلحشوری دکھانے لگا پکار کے
آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سمجھ کر میرے مقابلے مین آئے
میری تلوار خون برساتی ہی جیسے ہی غواص نے یہ پکار کے کہا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان نے
ستر مالا کبود کو اُڑایا سامنے قباد کے آئے عرض کی بھائی صاحب اجازت میدان قباد نے

سر جھکا لیا کہا اے برادر بجان برابر اسوقت دل نہین چاہتا کہ تمکو اجازت میدان دون اور کسی سردار کو میدان مین جانے دو رستم پیلتن نے کہا کہ بھائی صاحب ابھی اس ملعون کا سر لاتا ہون قباد نے ناچار ہوکے ارشاد فرمایا کہ جاؤ تمھین خدا کے سپرد کیا رستم گھوڑا اُڑا کے میدان کی طرف چلے مرکب باد رفتار ران باگ کی لاگت دکھاتے ہوے گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا جاتا ہو بقول شاعر نظم وہ چہ مرکب کہ برق یا باد ے ✤ طرفہ دیوانہ و پریزادے ✤ خوشخرامی ز آب نازک تر ✤ تیز گامے ز برق چابک تر ✤ علمشاہ اس کر و فر سے میدان مین پہونچے کہ جمال بیمثال کو دیکھ کر غواص پانی پانی ہو گیا مگر آکے نگاور زن ہوا آٹھ نو قدم گینڈا اسکا ہٹا تین چار قدم مرکب رستم کا پیچھے ہٹا غواص دریانشین نے کہا کہ اے جوان تیرا کیا نام ہے رستم پیلتن نے کہا کہ نام ہمارا ابا ڑھ پر تلوار کی کھل جائیگا یا سنان نیزہ پر نام معلوم ہوگا غواص دریانشین نے کہا کہ آپ حربے کریجیے کوئی حسرت باقی نہ رہے رستم نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا یہ سنکر غواص نے گینڈا پیچھے ہٹایا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا رستم پیلتن نے نیزہ اسکا نیزے کی سنان پر رد کیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین مگر پہلوانان دوران اس مقدمے کو دیکھ کر حیران و پریشان ہو رہے ہین آپس مین کہتے ہین رستم کا کیا کلیجہ ہے کہ ایسے پہلوان سے برابر کھڑے لڑ رہے ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہے آخر رستم نے ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ غواص کا نکالا غواص نے تیغہ کھینچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے چاہا پلٹ پڑون گھوڑے نے بدلگامی کی گردہ سپر کا ہٹا خود سر سے گرا سر برہنہ ہو گیا تلوار جو آکے گری تا دو ابرو پہونچی رستم کے سر سے پرنالہ خون کا جاری ہوا غواص دریانشین نے چاہا کہ سر کاٹ لون سلطان سعد کو تاب نہ رہی مرکب کو کوڑا کیا گھوڑا اطرارہ بھر کے چلا اس جلدی مین آئے کہ گھوڑا بیچ مین ڈال دیا مقابلہ مین غواص کے آئے رستم کو ہٹا دیا غواص سے فرمایا کہ او قابو پرست زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے ہم لوگون کا دستور ہے کہ جہان حریف زخمی ہوا ہاتھ روک لیتے ہین تو نے زخمی کو چاہا کہ قتل کرے یہ سُن کر غواص نے کہا کہ اے جوان کوئی شخص میرے ہاتھ کا زخم کھاکے زندہ نہین بچتا اگر اسوقت بچا لیا تو کیا کمال کیا تین دن مین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا سلطان سعد نے کہا کہ او بےحیا یہ رستم ہین ایسے زخم اکثر کھائے ہین پروردگار بچانے والا ہے غواص دریانشین نے وہی تیغہ خون آلود اُٹھایا کہا کہ یہ تیغہ مزہ خون کا تم لوگون کے چکھ چکا ہے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان سعد نے گھوڑا بڑھایا منظور ہوا کہ زیر بغل جاکے تلوار اسکی گانٹھون اور ہاتھ مروڑ کے چھین لون کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لون گھوڑا جو بڑھایا مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ سپر کا ہٹا سلطان سعد بھی زخمی ہوے کرب غازی آ پڑے تین چار ہاتھ مارے آخر شومی طالع سے زخمی ہوے سات پہلوان غواص نے زخمی کیے اور دو جوان جان سے مارے شام کو پکار کے آواز دی کہ اے قباد شہریار اگر آپ اپنی جانبری چاہتے ہین تو مہران فیل زور کو حوالے کر دیجیے مین شاہ کو سمجھا کے پھیر لیجاؤنگا اور اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا لڑ بھڑ کے مہران کو لونگا قباد نے جواب دیا کہ او بےحیا کیا بیہودہ بکتا ہے مہران ہماری جان کے ساتھ ہے

تو لڑ بھڑ کے کیا لیگا ابھی وہ شیر باقی ہی کہ جسکا لقب ہی کشندۂ شنکل بن ننکادۂ بدمست فیل زور فتاح طلسم نارنج یوسف ثانی عمرو بن حمزۂ یونانی کل میدان مین نکلین گے تیرا غرور مٹاوین گے غواص دریانشین طبل بازگشت بجواکر پلٹ گیا پھر جاکے طبل جنگی بجوایا دوسرے دن صبح کو میدان مین آیا عمرو بن حمزہ مقابلے مین نکلے غواص سے مقابلہ ہوا نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا عمرو بن حمزہ نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا قاش زین سے اُٹھا لیا مگر غواص نے ہاتھ پر بلند ہوکے خنجر مارا کہ شانہ عمرو بن حمزہ کا جھول پڑا املاک نے دیکھا کہ فرزند صاحبقران کشتہ ہوتا ہی بادیان کو اُڑا کے جا پڑے نیزہ مارا کہ ران پر غواص کی پڑا استخوان کو توڑ کے پار گذرا فوج کفار دوڑ پڑی قباد بھی آپڑے عمرو بن حمزہ کو اُٹھا یادن بھر تلوار چلی سب سرداران نامی دپہلوانان گرامی زخمی ہوے قباد شام کو طبل بازگشت بجواکر پلٹے سب زخمیون کو شفاخانے مین بھیجا علاج ہونے لگا غواص نے پھر طبل جنگی بجوایا صبح کو جو صفین آراستہ ہوئین غواص نکلا میدان مین آکر للکارا کہ ای قباد مہران کو حوالے کردو اور ممالک نوشیروان چھوڑ دو ورنہ میرے مقابلے مین آؤ قباد نے مرکب طلب کیا اُس وقت لشکر مین ایک غریو تھا کہ صاحبو کیا ناچاری ہی بادشاہ میدان مین جاتے ہین سب سردار ہرچند کہ زخمدار و بیقرار تھے مگر یہی قصد تھا کہ ہم میدان مین جاوین اور اپنے شاہ کو بچائین مگر قباد نے ضد کی کہ اب تو مین ارادہ کرچکا مجکو نہ روکو میدان کارزار مین جانے دو مرکب کو اُڑا کر چلے مرکب طرارہ بھر کر پہونچا نظم

کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وُسعت جہانکی بہت تنگ ہی

قلم وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اِسکا شبرنگ ہی
ہراک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

قباد مقابلے مین غواص سے پہونچے تکاور زن ہوے تکاور مین غواص کو گرد برد کر دیا غواص نے سنبھل کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا قباد نے چاہا کہ پھر کر روکین گھوڑے نے سکندری کھائی بادشاہ بھی زخمی ہوے جنگ مغلوبہ ہوئی دوپہر کامل تلوار چلی سکندر بھی لڑ رہا ہی اور لندھور بھی جنگ کر رہے ہین تمام افسران فوج زخمی ہوے شام کو قباد طبل بازگشت بجوا کے پلٹے زخمد وزیان ہوئین مگر غواص نے جاکے سکندر سے کہا اب کل ضرر ملکہ کو قباد دیدینگے اگر نہ دین گے تو قیامت برپا کرونگا طبل جنگی بجوا کے پھر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ کوئی میرے مقابلے مین نکلے مگر کوئی نہ نکلا بادشاہ نے جو دیکھا کہ حریف پکار رہا ہی کوئی ہمارے لشکر سے نہین نکلتا پریشان ہوکے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار رہے ہین کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ظلم سے بچالے کُل سردار اس گنہگار کے زخمی ہین کون اس نامرد کے مقابلے مین جائے اس آٹھ دن کے اندر سب خیرخواہ زخمی ہوے اب کوئی مقابلہ کے قابل نہ رہا کون اس نامرد کا سامنا کرے سب سردار بادشاہ کی بیقراری پر بیتاب ہو رہے ہین مگر بادشاہ

بیقرار ہو کر در رہے ہین عرض کرتے ہین کہ ای خالق یکتا و ای رحیم و کریم نظم تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج
و تاب ،، دعائے کند من کنم مستجاب ،، چو عاجز رہانندہ دانم ترا ،، درین عاجزی چون نخوانم ترا ،،
ہرکس بکسے نازد و مارا تو بسے ،، من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے ،، ای ارحم الراحمین و ای مالک
یوم الدین کسی کو بھیج کہ اسکو جواب دے ای کریم و رحیم ابتولات و گزاف اسکا سُنا نہین جاتا لیکن
غواص پکار رہا ہی کہ ای قباد کسی کو بھیجو ہتے روز اول سمجھایا تھا اب بھی اسی مین خیر ہی کہ مہران
کو حوالے کر دو ہر چند کہ شاہ کو تم سے بڑا غم و الم ہی فرماتے ہین کہ مسلمانون کو مٹا دو اور ہمارے
ملکون پر جو قبضہ کیا ہی اُن کو بھی چھڑا لو مگر مین تو فقط مہران کے مقدمے مین دعوی کرتا ہون جو
میرے سامنے واقعہ ہوا مین نے یہی ضد کی تھی کہ مہران کو دلوا دونگا لہذا اب عاجز ہو رہے ہو
مہران فیل زور کو محافے مین سوار کرکے روانہ کر دو ورنہ وہ آفت برپا کرونگا کہ ایک کو زندہ نہ
چھوڑونگا خود گھس کر مہران کو نکال لے جاؤنگا بادشاہ نے اِن کلمات کو سُنکر عرض کی کہ ای معبود
حقیقی و ای رب تحقیقی یہ دشمن تیرا کیسی کیسی باتین سُنا رہا ہی بیقرار ہو کے جو بادشاہ نے دعا کی تیر
دعا ہدف مراد پر پہونچا ہوا تیز و تند چلی معلوم ہوا کہ آسمان پر ابر آیا درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرے سب نے
دیکھا کہ صاحبقران تخت پر سوار ہین دیوزاد تخت کو اُٹھائے ہوے تند تک اہتمام کرتا ہوا اور کئی سو
تخت ہین جنپر مال طلسمی لدا ہوا ہی غواص نے جو دیکھا کہ صاحبقران اس عظم و شان سے آئے
کہ کئی ہزار نرہ ہاے دیو ساتھ ہین بھاگ کر لندھور کے پاس آیا کہا کہ ای دارائے ہند دیکھو
حمزہ پردۂ قاف گیا تھا دیوزادون کو برائے مدد لیکر آیا ہی اب دیوزادون سے کون مقابلہ کرے
لندھور نے کہا کہ ای غواص کچھ دیوانہ ہوا ہی حمزہ مدد دیوان سے کبھی نہ لڑیگا یہ دیو سب
مثل مزدورون کے ساتھ ہین حمزہ کو پہونچانے آئے ہین ابھی پلٹ جاوینگے اِن مین سے کوئی نہ
رہیگا حمزہ وہ شخص ہی کہ اگر مدد دیوان قبول کرتا تو آسمان پری کو لیکر پردۂ دنیا مین آتا تمام
دنیا مین اپنی عملداری کر لیتا صاحبقران نے آسمان پری سے عہد لیا ہی کہ کبھی فوج دیوون
کی لے کر میری مدد کو نہ آنا قریشہ سلطان اُن کی بیٹی ہی اُسکا آنا تو کبھی گوارا نہین کرتے یہ سُن کر
غواص نے کہا کہ اگر دیوزاد نہ لڑینگے تو مین حمزہ کو مار لونگا اور سکندر سے اشارہ کرکے
کہا کہ لندھور کے دل مین محبت صاحبقران کی موجود ہی اُنھین کی طرفداری کی باتین کرتا ہی
سکندر نے اشارے سے جواب دیا کہ مدتون خدمت صاحبقران مین رہا کیونکر محبت صاحبقران
دل مین نہ ہو ایک یہی قید لگائی ہی کہ سب سے مقابلہ کرونگا لیکن صاحبقران سے مقابلہ نہ کرونگا
اسقدر حمزہ کو مانتا ہی اب صاحبقران زمان آکر قباد سے ملے دیکھا سب سردار و فرزندان
نامدار زخمدار ہین سب کے سرون پر پٹیان چڑھی ہین سب صاحبقران عالیشان کو دیکھ کر دوڑے
قدمون کو بوسے دینے لگے دیوزادون نے مال طلسمی مقبل کے سپرد کیا تختون کو لیکر روانہ ہوے اِدھر
لندھور نے کہا ای غواص دیکھو سب دیوزاد جاتے ہین وہ جو ہمنے کہا تھا وہ پیش آیا غواص
نے کہا اب کل سمجھ لونگا یہ کہہ کر سب کو پھیر لایا وہان صاحبقران نے قباد سے حال پوچھا کہ سب سردار
کیونکر زخمی ہوے قباد نے سب حال بیان کیا کہ یہ سب غواص کے ہاتھ سے زخمی ہوے ہین

عمرو بن حمزہ و رستم و کرب و سلطان سعد اُفتادے زخمی ہوے مرکبون نے سکندری کھائی اس اُفتادے زخمی ہوے یہ وہ شیر ہین کہ ان سے کوئی لڑ سکتا ہی مگر انقلاب فلکی سے سب ناچار ہوے یہان غواص نے آکے طبل جنگی بجوایا صاحبقران قباد سے کہرہے ہین کہ راہ مین طلسم گلفشان فتح کیا نعمان تاجدار کی معشوقہ کو سرانجام جادو لیگیا تھا نعمان تاجدار کو لے گیا اُسکو مار کے نعمان سے ملایا اب شکر ہی کہ تم سب لوگون کو بخیر و عافیت دیکھا قباد نے کہا کہ حضور بخوبی آگاہ ہین کہ جب آپ چلے جاتے ہین اور لشکر مین نہین ہوتے تو اُفتادین پڑتی ہین ناچار ہوکے جفا اُٹھانا ہوتی ہی حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین جب آپ کا قدم لشکر مین نہین ہوتا ضرور رنج اُٹھانا ہوتا ہی صاحبقران فرمارہے ہین فقط حضور کا خیال ہی ورنہ باعث برکت آپ ہین آپ کی ذات سے لشکر مین رونق ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکے پہونچے تمام کیفیت لشکر کفار کی بیان کی کہ غواص یہ باتین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حمزہ سسرال سے آیا ہی دیوزادون کو ساتھ لایا ہی اب اُن کو لڑوائیگا مین تو دیوزادون سے نہ لڑونگا تب لندھور نے جھلاکے کہا کہ یہ خیال خام و تصور ناتمام دل مین نہ لاؤ حمزہ وہ بہادر ہی کہ جسکا کوئی مثل و نظیر نہین مدد دیوون کی کبھی قبول نہین کی ہمیشہ ملکہ آسمان پری سے الگ رہے اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل ارادہ ہی کہ نکل کر مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل کفار سے مقابلہ ہی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہین کہ ایہا الحاضرین دنیا عجب مقام ہی موت کا بازار گرم ہی ہر شخص اس سے مجبور و ناچار ہی نظم بطور خمسہ گئے کل سوے گورستان جو ہم با خستہ حالی تھے ٭ مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے ٭ یہ دو مصرع لکھے اُس جا بمضمون خیالی تھے ٭ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے ٭ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ٭ یارو دنیا مین نام کرو نیکی پر قدم مارو بدی کو چھوڑ دو دیکھو سکندر کیا نام کر گیا کہ آج تک اُسکا نام نیک چلا جاتا ہی بقول شاعر نظم فریدون فرخ فرشتہ نہ بود ٭ بہ مشک و بہ عنبر سرشتہ نہ بود ٭ کہ مشہور شد او بہ این نیکوئی ٭ عدالت بکن تا فریدون توئی ٭ مگر غواص گینڈا اپنا چھیڑ کے نوشیروان سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے سلحشوری کی پھر پکار کے آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور آکے مجھسے مقابلہ کرے ایک ہفتے سے لڑ رہا ہون تمام سردارون کا کھر کھان کر چکا آج حمزہ کو بھی دیکھ بھال لونگا دیکھون تو وہ کیسا جری و بہادر ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ میدان قرق کرو خواجہ عمرو نے کلاہ ندی کو اُچھالا جسنے کلاہ کو دیکھا آپس مین ذکر کرنے لگا کہ یارو اب آقلے نامدار نکلین گے میدان قرق کیا گیا مگر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا سامنے بادشاہ کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان قباد نے سر جھکا لیا عرض کی کہ ای قبلہ و کعبہ ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر آرزو رکھتا ہون کہ آپ کے اوپر سے اپنے کو نثار کرون امیر نے فرمایا کہ آپ بادشاہ لشکر ہین آپ کو سب کچھ زیبندہ ہی مگر اب اجازت دیجیے کہ غواص جوش مین

للکار رہا ہی آرزو تو یہ ہی کہ اسکو حربہ نہ کرنے دون اقبال شاہی شریک حال رہے تو اسکا سر لیکے
آتا ہون یا سر کو قدم اقدس پر نثار کرتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ حضور کو خدا کے سپرد کیا امیر
گھوڑا بڑھا کے چلے گھوڑا طرارے بھرتا ہوا میدان مین سامنے غواص کے آیا غواص دریا نشین
جمال جہان آرائے صاحبقران دیکھکر دنگ ہوگیا کہتا تھا اس پیرانہ سالی مین صاحبقران
کا یہ عظم و شان ہی جوانی ان کی کیسی ہوگی صاحبقران آکے تگاور زن ہوئے غواص کو گرد برد کردیا
یقین تھا کہ گینڈے پرسے گر پڑے غواص نے اپنے کو بمشکل سنبھالا جب سامنا ہوا تو اس نے کہا
یا صاحبقران آپ نے بڑے نام کیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو مٹایا اب دربدر مارا مارا پھرتا
ہی بھاگتا ہوا آتا بہ مغرب آیا لیکن بطور سمجھانے کے ایک کلمہ عرض کرتا ہون کہ سرکشی کی بھی حد ہوتی ہی
اب آپ کی سرکشی انتہا پر پہونچی شاید وقت زوال آگیا ہی ایک عورت کے واسطے اس قدر فساد
بڑھانا کیا ضرور ہی مہران فیل زور کو حوالے کردو مین چلا جاؤنگا پھر بادشاہ سے اور تم سے
ردو قدح رہیگی سکندر کو لندھور کا بڑا خیال ہی کہ وہ آکے ہمسے ملا اور بے نیل مقصود رہے
مین آپ سے بہت بہ آسانی کہتا ہون ورنہ آج گلشن حصار مین داخل ہونگا مہران فیل زور کو
لیکر لندھور کو دونگا صاحبقران نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی حربہ کر یہ میدان کارزار ہی اسقدر
زبان آرائی بیکار ہی غواص نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند
طعنونمین نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے
چاہا کہ لپٹ کر تلوار چھین لون اشقر کا پاؤن موشخانے مین گیا اوپر سے غواص نے ہاتھ تلوار کا
مارا صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ او قابو پرست مردان عالم سے یون مقابلہ کرتے ہین
مگر لے یہ تیغہ عقرب سلیمانی ہی کاٹ مین لاثانی ہی یہ کہکر تیغہ برقتاب کھینچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا
غواص نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ عقرب جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کے
خود وغیرہ کو کاٹا یا قبہ سر پر چمکی تھی یا زمین پر جاکے تلوار نے بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے
ساتھ والے اسکے دوڑ پڑے سکندر نے بھی کل فوج کو اشارہ کیا ادھر سے قباد کل فوج کو لے کے
آئے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی طائران تیر اُڑ رہے تھے برق شمشیر کی چمک صاف ثابت تھا
کہ شمع پر پروانے گر رہے ہین کمانون کی کڑک تلوارون کی چمک پہلوانون کے نعرے صاحبقران
اُسی زخم داری مین لڑ رہے ہین بڑھ بڑھ کے ٹوکا مغربیون کو قتل کیا اسقدر خون سر سے جاری ہوا
کہ صاحبقران کو غش آنے لگا امیر نے تلوار نیام مین کی ہاتھ دونون گردن مین گھوڑے کے
ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجکو لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سُست پایا صاحبقران کو
لے نکلا اشقر تو صاحبقران کو لے گیا یہان پہردن رہے تک تلوار چلی بختک نے بادشاہ سے
کہکر طبل بازگشت بجوایا سکندر نے کہا کہ ملک جی تمنے دیکھا آج لشکر کا کیا حال تھا بختک نے کہا
کہ ای بادشاہ مغرب تم دیکھتے ہو کہ لندھور شریک جنگ نہین ہوتا ہندی اُسکے مغربیون کو بڑھ بڑھ کے
قتل کرتے ہین بلکہ بہتر یہ ہی کہ لندھور کو میدان مین نہ لایا کیجیے اُن کے لشکر سے خرابی پیدا ہوتی ہی
ای سکندر یہ یاد رکھیے کہ لندھور حمزہ کی طرف جائیگا ہمارا تمہارا دشمن ہو جائیگا مہران کے

ساتھ اسکی شادی ہوگی مہران نے جو انکار کیا ہی کہ لندھور سے شادی نہ کرونگی جب حمزہ
شادی کریگا تو کرونگی مراد اُسکی یہ ہی کہ صاحبقران میری شادی کرین لندھور یہ باتین سُن کر
ہنسے کہا ملک جی اب صاحبقران سے اور ہمسے صفائی نہ ہوگی ملک جی اب کون صورت صفائی
کی ہی اُسکے سامنے اُسکی اولاد سے دشمنی کی کیا مُنھ لے کے صاحبقران سے کہونگا کہ میری خطا معاف
کیجیے ہرچند کہ حمزہ وہ صاحب مروت ہی کہ اگر اُنکا کوئی فرزند بھی میرے ہاتھ سے مارا جاتا اور پھر
مین رومال سے ہاتھ باندھ کر جاتا تو مجھے مروت سے حمزہ کی امید ہی کہ اُسی وقت خطا معاف کرتے
اور فرزند کے خون کا دعویٰ نہ کرتے یہان تو یہ ذکر ہو رہے ہین مگر قباد شہریار جو پلٹ کر آئے
سردار سب زخمدار تھے مغلوبہ مین اور زیادہ زخمی ہوے آج کی بڑی لڑائی پڑی بادشاہ نے
فرمایا کہ ای خواجہ عمرو کیا باعث ہوا کہ صاحبقران نہین آئے خواجہ عمرو نے کہا کہ ہرکارون
سے پوچھیے بادشاہ حیران حیران ایک ایک سے پوچھ رہے ہین کہ چند ہرکارے حاضر ہوے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار غلامون نے دیکھا کہ صاحبقران زخمدار تھے اُسی حالت
زخمداری مین خوب خوب لڑے اسقدر خون سر سے بہا کہ غش آنے لگا تب صاحبقران نے اپنے
دونون ہاتھ گردن مین اشقر کی حمائل کیے گھوڑا اُنکو نکال لے گیا بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ
ہم سب تو زخمدار ہین اب لندھور دباؤ ڈالیگا تو کون جواب دیگا مالک کا عجب حال ہی بھائی
رستم زخمدار ہین بڑے بھائی صاحب عمرو بن حمزہ یونانی بھی حد سے زیادہ زخمی ہین میرا یہ حال
ہی لندھور جو دباؤ ڈالیگا اُسکو کون روکے گا جاکے آقائے نامدار کو تلاش کرو اور اُنکو
لاؤ خواجہ عمرو اُسی وقت تلاش مین صاحبقران کی چلے مگر صاحبقران کو جو گھوڑا لے کے
نکلا رات بھر برابر چلا آیا صبح کو ایک صحرا مین آکے ٹھہرا ہرچند کہ اشقر سب کچھ سمجھتا ہی لیکن پھر
بے زبان ہی پانی پیا اپنے بدن کو جنبش دی صاحبقران پشت سے گرے اشقر نے دونون گھٹنے
ٹیک دیے زبان سے خون چاٹتا ہی چاہتا ہی کہ صاحبقران اُٹھین اور مجھپر سوار ہون لیکن
امیر بیہوش پڑے ہین قضائے کار سلطان قزاق اس صحرا کا حاکم ہی کاروان لوٹ کر پلٹا ہی
اسکی نگاہ پڑی کہ ایک گھوڑا اسے حبشی چرا کر رہا ہی اسنے کہا کہ یارو یہ گھوڑا نایاب ہماری حوالی
مین آیا ہی دوسرے قزاق نے عرض کی کہ اسکا سوار بھی نخل کے نیچے پڑا ہی انتہا کا زخمدار ہی مگر
اُسپر یہ شوکت و جلالت ہی ثابت ہوتا ہی کہ مہر درخشان اس نخل کے نیچے سے نکل رہا ہی یہ سُنکر
سلطان نے کہا کہ اُٹھا لاؤ قزاقون نے صاحبقران کو اُٹھایا اشقر بھی ساتھ ہو لیا سلطان
صاحبقران کو لے کے اپنی بارگاہ مین آیا زخمون مین ٹانکے دلوائے زخم دھویا پٹیان مرہم
کی چڑھائین مگر حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی قضائے کار بیٹی اسکی مہوش خوش رو باپ کے سلام کو
آئی تھی اسنے دیکھا کہ ایک جوان غش مین پڑا ہی اور باپ میرا اُسکی تیمارداری مین مصروف
ہی اسنے باپ سے کہا کہ ای والد نامدار یہ کون شخص ہی سلطان نے کہا کہ مین خود حیران ہون
میری حوالی مین یہ زخمی پڑا تھا اُٹھا لایا لیکن بڑا جری و بہادر ہی معلوم ہوتا ہی قزاقون نے
اسکو گھیرا تھا انتہا کا زخمی ہو اگر مال نہین دیا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ لوگ اسکو چھوڑ کر

بھاگ گئے یہ جوان زخمی پڑا تھا مجکو رحم آیا اُٹھالایا ہون لاکھون روپئے کے تو سلاح سنجوگ ہین موتیون کے مالے اور کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہین مگر کیا جرأت ہی کہ اپنے کو زخمی کرایا یہ حال ہو امگر الٰہی نہین دیا بیٹی نے کہا انگوٹھی ہاتھ مین ہی کیا تعجب ہی کہ مُہر ہو اسکو چھاپ کر دیکھیے شاید حال معلوم ہو وے سلطان نے اُسی وقت انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری کاغذ پر اُسکو ثبت کیا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران تحریر پایا سلطان نے کہا الحواب ثابت ہوا یہ صاحبقران ہین مقابلۂ نوشیروان مین تھے نہین معلوم یہان کیونکر پہونچے مجکو روز خبرین معلوم ہوتی ہین جانشین انکا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان ان سے بگڑ گیا ہی کسی عورت کے عشق مین مبہوت ہو رہا ہی لیکن میمونہ نام سے آگاہ ہو کے عاشق ہوئی باپ سے پوچھا کہ مذہب کا پاس کیجیے گا یا جرأت کا خیال ہی اس شخص کے مقدمے مین کیا ارادہ ہی سلطان نے کہا کہ اب تو مین نے آیا علاج کرونگا جب صحت پا دین گے تو فنون سپہ گری مین امتحان کرونگا اگر زبر ہوا تو اطاعت کرونگا اگر غالب آیا تو اپنا رفیق قرار دونگا میمونہ خاموش ہو رہی لڑکھڑاتی ہوئی باغ مین آئی باغ اسکو خارزار معلوم ہوتا ہی ایک گوشے مین آکے رونے لگی حیران ہی کہ کیا کرون کیونکر اس ظالم کے پنجے سے اُن کو رہا کرون عجب مصیبت مین آکے پھنسے ہین کیونکر کہون کہ سلطان پر غالب ہونگے اسلطان امتحان کر کے اپنا رفیق بنائیگا دیکھیے انجام کیا ہو بقول شاعر

نظم

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا +
پیغام کچھ صبا نے دیا ہی بہار کا

کیون مرتبہ بلند نہ ہو انکسار کا
جھکنا ہی فیض ہی شجر بار دار کا

کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر
کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا +

بعد فنا بھی گردش دوران مین ہم رہے
اُٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا +

زاہد جو اہل دل ہی تو اتنا تو رکھ خیال
بیوجہ دل دُکھے نہ کسی بادہ خوار کا

چلتا ہون دشت نجد مین گھبرا نہ اے جنون
ہی انتظار آمد فصل بہار کا +

سیماب اضطراب مین ہمیشہ کیون نہ ہو
پیرو ہی خاص میرے دل بیقرار کا

کیون روکتے ہو ہمکو مسافر عدم کے ہین
کھلنا محال ہی کمر استوار کا +

برسون تمہارا باغ مین دیکھا ہی راستہ
نرگس سے پوچھو حال مرے انتظار کا

پژمردگی شگفتہ دلون کو ہوئی نصیب
بگڑا ہی رنگ کیا چمن روزگار کا

دل دے کے پھیرنیکا ارادہ جو ہو ہنر بہ
یہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا +

یہ اشعار جو رو رو کے ملکہ نے پڑھے کنیزین رونے لگین کہا واری آپ کا تو عجب حال ہی دشمنون کی زندگی کیونکر ہو گی جس قصر مین صاحبقران ہین چلیے نقب لگا کے چلین صاحبقران کو نکال لائین آپ کے پہلو مین بٹھائین کہ آپ کا باعث صبر ہو ایسا نہو کہ دشمن گھُٹ گھُٹ کر جان دین ہم لوگون کا کون سرپرست ہی آپ کے دم سے ہماری آبرو ہی ورنہ کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا آپ کے ساتھ جانبازی کو موجود ہین میمونہ نے گوشۂ باغ پر آکے کنیزون سے نقب دلوائی یہان شام کو یہ سانحہ گذرا کہ سلطان سرھانے صاحبقران کے بیٹھا تھا صاحبقران ہوشیار ہوے اپنے کو اُس مکان

جنت نشان مین دیکھ کر شکر پروردگار کرنے لگے سلطان نے کہا کہ یا صاحبقران کیا شکر کرتے ہو
صاحبقران نے فرمایا کہ مین قلعۂ گلشن حصار پر ہاتھ سے غواص کے زخمی ہوا بدلہ اُسکا لیا
کہ بیک ضرب شمشیر اُسکو قتل کیا اُس زخمداری مین مرکب اس طرف نکال لایا تم کو رحم آیا درگاہ
مین اپنے پروردگار کی شکر ادا کرتا ہون سلطان نے کہا کہ یا صاحبقران اب آپ اپنا بہ اطمینان
علاج کیجیے جب آپ کو بخوبی صحت حاصل ہولے تب مجھسے امتحان کیجیے اگر مین غالب ہون تو میری
رفاقت اختیار کیجیے اور جو آپ غالب ہون تو مین رفاقت آپکی کرون اُس وقت کوئی تکرار نہ ہوئے سنکر
صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ای سلطان ہمکو صحت ہی جو امتحان منظور ہو وہ کر لو یہ کہہ کے
ہاتھ بڑھایا کہا پنجہ کرو سلطان نے کہا کہ بہادر لوگ مجھپر طعن و تشنیع کرینگے کہ جرأت کا پاس
نہ کیا اور زخمدار سے پنجہ کس واسطے کیا صاحبقران نے فرمایا کہ مین خود حکم دیتا ہون تم پر کوئی
طعن نہ کریگا ای سلطان اس وقت مین اور تم تنہا ہون کسی پر ثابت نہ ہوگا کہ کون زیر ہوا اور
کون غالب رہا جب تو سلطان نے ہاتھ بڑھا دیا پنجے گانٹھے گئے سلطان نے کیسے کیسے زور کیے
کہ چہرہ اسکا سُرخ ہوگیا مگر صاحبقران کو خبر بھی نہ ہوئی صاحبقران نے پنجہ سلطان کا
اپنی طرف کھینچ کر قمچی ماری کہ بیچ کی اُنگلی سلطان کی ٹوٹ گئی مثل برگ بید کے کانپا غش آنے لگا
صاحبقران نے سلطان کو سنبھالا اور آپ چھپر کھٹ پر بیٹھے زور جو کیا تھا سر سے خون جاری ہوا
بسبب نقاہت کے لیٹ گئے آنکھ بند ہو گئی سلطان اپنے مقام سے اُٹھا ہاتھ کو باندھ کر دوسرے
کمرے مین آیا کراہ رہا ہی خادمون نے پوچھا کہ حضور خیریت تو ہی سلطان نے بیان کیا کہ مین نے
اس زخمی سے پنجہ کیا اُسنے قمچی ماری اُنگلی میری ٹوٹ گئی اُسی صدمے سے کراہ رہا ہون خادم اُسکے
ہاتھ کو سینک رہے ہین کہ کنیزون نے آکے جو نقب کا توڑا الملکہ میمونہ اُس نقب کے راستے سے
اُس کمرے مین آئین صاحبقران کو عالم خواب مین پایا صلاح ہوئی کہ یون ہی اُنھین اُٹھا کے
لے چلو جیسے ہی کنیزون نے گردن کے نیچے ہاتھ دیا صاحبقران نے آنکھین کھول دین اور فرمایا
کہ تم لوگ کون ہو میمونہ نے [illegible] نقب مین چلیے نقب تو ہم کرتے آج
سے آپ کو لینے آئی ہون صاحبقران اُٹھ بیٹھے ہمراہ میمونہ
مین آئے مسند پر آکے بیٹھے ملکہ میمونہ نے کنیزون کو جمع کیا محفل عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان
مہ جبین سامنے آکے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

فدا دل تمھارا جو اُسیر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا
گلے پر چھری پھر گئی صبح وصل
چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
ہوئی صبح امید گردش مین شام
تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا
ہوا لذت عشق کے برخلاف

کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا
نہ باقی رہا ضبط رونے لگے
جہان شور اللہ اکبر ہوا
کہین قبر کو خاک آرامگاہ
تجھے ڈھونڈھتے مجکو دن بھر ہوا
تمنا رہی کچھ صدا ہی نہ دی
کبھی درد دل کم تھے دم بھر ہوا

دل شیخ مائل صنم پر ہوا
تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
ہزارون گلو کے ورق اُڑ گئے
کہ تکلف نہ تکیہ نہ بستر ہوا
پری رو کو لکھا بھی نامہ اگر
گنہگار حاضر تو اکثر ہوا
یہ کس رشک لیلی کے غم مین ہر

مین تصویر مجنون سراسر ہوا ؛ غرضکہ صاحبقران پہلو مین معشوقہ کے خوش بیٹھے ہین گانا سُن رہے ہین مگر فرماتے ہین کہ دیکھیے اب سلطان کیونکر پیش آئے میمونہ نے پوچھا کہ یہ آپ دمبدم کیا فرماتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارے باپ نے شام کو مجھسے امتحان کیا اُنگلی اُن کی ٹوٹی بستر خواب پر پڑے ہوے کراہ رہے تھے دیکھیے اب اُٹھ کر کیا رنگ لادین جیسا کہین گے ویسا جواب پادین گے یہان تو یہ ذکر ہی کہ صحبت عیش و جیش مین صاحبقران محظوظ بیٹھے ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی دل کو صاحبقران کے تشویش ہی بلکہ تشویش سے امیر کی پریشان ہو رہی ہین گھبرا کر فرتی ہین کہ صاحبو یہ تو تمہر ظاہر ہی نظم

میرے گھر آیا ہی اک رشک قمر آج کی رات
یا الٰہی نہ ہو دو شب تو سحر آج کی رات

دل ہی بیتاب تڑپتا ہی جگر آج کی رات
کیا نہین آئیگا وہ رشک قمر آج کی رات

ہاتھ رکھ کر مرے سینے پہ یہ بولے شب وصل
دیکھین کسطرح پھڑکتا ہی جگر آج کی رات

ایک دو لحظہ کو بھی اشک نہ آنکھون سے رکے
روتے روتے ہی کٹے چار پہر آج کی رات

شام سے جاتے ہو تم آؤ گلے تو مل لین ؛
ہوگا دنیا سے ہمارا ابھی سفر آج کی رات

صبح کو نصر کا خوش ہو کے لٹا دونگا خراج
خواب مین آئے وہ یوسف جو نظر آج کی رات

سیر مہتاب ہی اُس مہر لقا کو منظور ؛
شام ہی سے نہ گریزان ہو قمر آج کی رات

ید بیضا شب مہتاب مین ہی دزد حنا
ماہ بھی آپکا ہی دست نگر آج کی رات

شب تاریک لحد ہی شب ہجران شاید
ہو گی تا صبح قیامت نہ سحر آج کی رات

ہر شب ہجر نے ہرچند قیامت ڈھائی
تیرے بیمار پہ بھاری ہی مگر آج کی رات

شام ہجران ہی نہ بیتابی سے مہلت ہوگی
جابجا خاک پہ ٹکراؤنگا سر آج کی رات

وعدہ آنیکا تھا اُس مہر لقا سے جو ہنر
صبح تک آنکھ رہی جانب در آج کی رات

صاحبقران فرماتے ہین کہ اے میمونہ تم نہ گھبراؤ مگر وہان سلطان کراہتے کراہتے اس خیال سے اُٹھا کہ چلیے دیکھین صاحبقران لا پا یا تلوار پکڑ کے نقب مین پھاند پڑا گوشہ باغ مین آکے نکلا سنا کہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی کوئی ماہرو بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

رہیگا سیر چمن کا نہ پھر مزا صیاد ؛
جو فصل گل مین نہ تونے کیا رہا صیاد

رہا کریگا اسیرون کو تو تو کیا صیاد ؛
قفس سے ان کو نکلوائیگا خدا صیاد

پھڑک پھڑک کے قفس مین جو ہین مرون تو مرون
مگر رہے تو سلامت یہ ہی دعا صیاد

ہمیشہ پر مرے نوچے سدا گلا گھونٹا
خدا کا خوف نہ تونے کبھی کیا صیاد

لہو تو روتے ہین لیکن ہمارا ضبط تو دیکھ
نہ تیرا شکوہ نہ گلچین کا ہی گلا صیاد

گناہ کیا ہی جو تو نوچتا ہی پر میرے ؛
یہ مجکو ملتی ہی کس بات پر سزا صیاد

وہ زمزمے مین سناؤن کہ برسون وجد کرے
قفس چمن مین جو لٹکا دے تو مرا صیاد

چلو ہنر پر ریاض نجف کے بلبل ہو ؛
کروگے عیش وہان جا سکیگا کیا صیاد

یہ اشعار جو سلطان نے سُنے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین میمونہ کے بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کانپنے لگا قوم کا قزاق یہ جبر کبھی کا ہے کو دیکھا تھا تلوار کھینچ کر للکارا کہ او حمزہ یہ تو نے کیا غضب کیا اور ای میمونہ تیری قضا آئی ہی میمونہ نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا چاہا کہ اُٹھ کر بھاگو ن صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ملکہ بیٹھو آتا ہی تو آنے دو سزا پائیگا انشاء اللہ بہت پچتائیگا سلطان نے قریب آکے ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا زمین پر رکھ کر فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی سلطان نے دیکھا کہ جان جاتی ہی پکار اُٹھا کہ تابعدار ہون ہمیشہ غلامی کرونگا مجکو آرزو تھی کہ آپ کی رفاقت کرون شکر ہی کہ اب رشتہ قائم ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا سلطان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران سے عرض کی کہ اب آپ دربار مین چلیے صاحبقران سلطان کے ساتھ دربار مین آئے سب کو کلمہ پڑھایا بارگاہ سلطان مین بیٹھے ہین سلطان مصروف خدمتگزاری ہی تیاری جشن کی کر رہا ہی کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے کان مین کچھ سلطان کے کہا سلطان گھبرا گیا کچھ سوچ کر قریب صاحبقران کے آیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا نعمان کج کلاہ ایک باذشاہ زبردست ہی مین نے اُسکا مال لوٹ لیا تھا جب کبھی وہ بلوہ کر کے آیا پہاڑ پر میرا قلعہ ہی اُس مین جا بیٹھا مہینون گھیرے پڑا رہا مگر کچھ نہ کر سکا ناچار چلا جایا کیا اب اُسنے آکے چہار جانب سے گھیر لیا لہذا اب مین بالاے کوہ نہین جا سکتا مگر مجھے آپکا بڑا خیال ہی آپ پشت بارگاہ سے نکل جائیے اگر مین غالب ہونگا تو آکے شریک ہو جیے گا اور اگر مارا گیا تو امیدوار ہون جنازہ اُٹھوا دیجیے گا یہ کہکے رونے لگا صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای سلطان تم ہمارے جان بخش ہو بھلا یہ ہو سکتا ہی کہ تمکو چھوڑ کے چلے جاوین چلو چل کے مقابلہ کرین سر میدان سمجھ لین گے خدا نے چاہا تو اُسکو تمھارا مطیع کرائین گے سلطان نے کہا حضور وہ بڑا زبردست ہی اپنی جرأت کے دعوے پر ہو اُسسے اسکے ٹھیر ا ہی جاتا ہی کہ اُسکے مقابلے مین چلو انشاء اللہ دیکھو کیا ہوتا ہی بہر نوع سلطان کو راضی کیا کہ دوبارہ چند قزاق اور آئے اُنھون نے خبر دی کہ نعمان کج کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو اور مال اپنا آپ سے لیوے سلطان نے کہا کہ مال تو قزاقون مین تقسیم ہو گیا ایسا بلوہ کرون کہ نعمان کج کلاہ گھبرا جائے یہ کہکر اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا مگر بہت خائف ہی قزاق سب کانپ رہے ہین صاحبقران ہرچند تسکین دیتے ہین مگر سلطان کو تسکین نہین ہوتی یہی کہتا ہی کہ ای شہریار وہ بہت زبردست ہی مین کیونکر قبول کرون کہ آپ اُس سے مقابلہ کرین نہین معلوم کیا گذرے میرا یہ ارادہ ہی کہ جب وہ لشکر لیکر میدان مین آئے تو مغلوب کر دون شاید لڑ بھڑ کے نکل جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کوئی تکلیف تمکو نہ پڑیگی سر میدان سمجھ لونگا لا کے اُس بادشاہ کو تمھارے قدمون پر گراؤنگا اور وہ خود اپنی خوشی سے کہے کہ مال مین نے معاف کیا اگر خلاف اسکے کریگا تو سزا پائیگا غرض تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی فکر و

تردد مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم علم آفتاب نکلا جب ٭ فوج انجم
ہوئی گریزان سب ٭ شہِ خاور سپہر گرد ہوا ٭ رونق تخت لاجورد ہوا ٭ ہوا میدان چرخ سے
اک بار ٭ مہِ انجم سیاہ رو بہ فرار ٭ دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صاحبقران آگے بڑھے
ہوئے سب قزاق آمادۂ حرب و پیکار ہین پہلو دیکھ رہے ہین کہ لڑ بھڑ کے کس طرف سے نکلین گے
پہاڑ پر جانے کا راستہ بالکل بند ہی اسی جنگل مین لڑ بھڑ کے جان دین گے مگر نعمان کج کلاہ نے
گھوڑا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ قزاقان تم مین سے جسکو
تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور ای سلطان اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو مال ہمارا واپس کر دے
سلطان نے پکار کر کہا کہ مال قزاقون کے پیٹ مین گیا اب ممکن نہین ہی کہ مال ملے اگر تو خود اپنی
جانبری چاہتا ہی تو مال کا جانا غنیمت جان اپنے گھر کا راستہ لے نعمان کج کلاہ نے پکار کر آواز دی
کہ اگر مال دینا منظور نہین ہی تو نقد جان لونگا مہلت نہ دونگا کسی کو بھیج سلطان چہار جانب
دیکھنے لگا کسی قزاق کی مجال نہ تھی کہ مقابلے مین نعمان کج کلاہ کے نکلتا سلطان نے خود ارادہ کیا
کہ مقابلے مین نعمان کے نکلون صاحبقران نے سلطان کو روکا اشقر کو مہمیز کیا سلطان
اُس وقت رونے لگا اور کہا کہ ای شہریار مقام افسوس ہی مین نہین چاہتا کہ آپ کو تکلیف پہونچے
آپ نے مجکو ہدایت کی دین اسلام تعلیم فرمایا راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہونچایا امیر
نے فرمایا ہمارے لیے دعا کرنا اُس معبود کو سب طرح کا اختیار ہی اگر اُسکو منظور ہو تو ایک مور کو
سلیمان پر غالب کر دے یہ فرما کر اشقر کو بڑھایا اشقر طرارہ بھر کے چلا نعمان نے دیکھا کہ ایک
جوان آفتاب جمال رستم خصال گھوڑے کو اُڑائے ہوئے آتا ہی نعمان حیران ہو گیا شاطر سے
کہتا ہی کہ یہ جوان کون ہی شاطر نے کہا کہ مین خبر پا چکا ہون کہ صاحبقران زمان سلطان کے
یہان موجود ہین وہ ہی تیرے مقابلے مین آتے ہونگے جب صاحبقران قریب آئے تو نعمان نے
جمال جہان آرا دیکھ کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار آپ یہان کہان صاحبقران نے فرمایا
[illegible] نے اسکے احسان کا
بدلہ نہین ہو سکتا مگر اپنی جان نثار کرین گے نعمان کج کلاہ نے کہا کہ مین ہرگز آپ سے مقابلہ
نہین چاہتا مجھے سلطان سے مطلب ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تم مجکو سلطان سمجھو مال تمہارا
مین ہی نے لوٹا ہی یہ سن کر نعمان نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار
کا مارا صاحبقران نے تلوار کو سپر پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر نعمان کا زخمی ہوا صاحبقران
نے ہاتھ روک لیا نعمان کج کلاہ نے کہا کہ آپ نے مجکو مہلت دی صاحبقران نے فرمایا کہ جب
زخم اچھا ہو لے تب آنا نعمان کج کلاہ پلٹ آیا بارگاہ مین بیٹھ کر رونے لگا شاطر نے پوچھا کہ کیون
حضور رونے کا کیا باعث ہی آپ سے ایسے بہادر سے مقابلہ پڑا کہ جسنے زخمی کر کے مہلت دی کوئی
حریف کو مہلت نہین دیتا اگر مناسب ہو تو ٹھہریے ورنہ پلٹ چلیے نعمان نے کہا کہ حمزہ میرا پیچھا
نہ چھوڑیگا میرے قلعے پر بھی لشکر کشی کریگا اگر ہو سکے تو حمزہ کو چپرا مین اُسکے قتل کرون پھر سلطان
سے سمجھ لونگا اگر حمزہ سے مقابلہ کرونگا تو ابکے مارا جاؤنگا عیار نے کہا کہ مین ابھی جا کے لاتا ہون مگر

فوراً قتل کر ڈالیے گا یہ کہکر گیہان تیز رو چلا لشکر صاحبقران مین آیا قزاق جا بجا انتظام طلایہ کر رہے ہین گیہان چھپتا ہوا ایک گوشے مین آیا نقب لگانا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ امیر مین آکے توڑا دیکھا کہ صاحبقران سو رہے ہین اسنے عمل کر صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے نکلا اور راستہ صحرا کا لیا دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ قضائے کار خواجہ عمرو جو تلاش مین صاحبقران کی چلے تھے اسی صحرا مین آکے سوئے کروٹین لے رہے ہین کہ آواز زنگ کی کان مین آئی سمجھے کہ کوئی عیار آتا ہی پڑے پڑے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی اُٹھ کر للکارا کہ او میان جانیوالے اس پشتارے مین کیا ہی بے دیکھے نہ جانے دینگے گیہان پلٹا کہا ای شخص کیون شامت آئی ہی مین گیہان کج کلاہ کا عیار ہون صاحبقران کو چُرائے لیے جاتا ہون ایک غیر شخص ہو کے وہ شریک سلطان قزاق ہوا ہی تو مین نے اسکو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو نے پکار کر کہا کہ او بے حیا حمزہ نے کیا خطا کی تھی کہ جو تو اُسکو گرفتار کرکے لیے جاتا ہی مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا سنم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری جب تو گیہان پلٹا کہا کہ ای عمرو مجکو عمر گذری ہی عیاری کرتے ہوئے کبھی کسی سے پلک نہین جھپکی مین نے تیرا بڑا نام سُنا ہی عمرو سے اور گیہان سے پنجہ چلنے لگا خواجہ نے لڑتے لڑتے کہا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے گیہان پلٹا خواجہ عمرو نے ہاتھ مارا کہ سر گیہان کا اُڑ گیا گیہان کو مار کر عمرو نے پشتارہ کھولا صاحبقران کو ہوشیار کیا صاحبقران نے عمرو کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گئے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا فرمایا خواجہ تم یہان کہان عمرو نے کہا مین آپ کی تلاش مین نکلا تھا اس دشت مین آکے شام کو پہونچا خیال مین گذرا یہین لیٹ کر آرام کرو گیہان کا اِدھر سے گذر ہوا مین نے اُسکو قتل کرکے آپ کو چھڑایا اب لشکر کو چلیے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ سلطان قزاق میرا جان بخش ہی وہ گھرا ہوا ہی پہلے اُسکو چل کر بچاؤن اور نعمان کج کلاہ کو زیر کرون تب مجکو آرام ہوگا ابھی لشکر مین نہ جاؤنگا خواجہ عمرو کو ساتھ لے کر صاحبقران چلے یہان سلطان قزاق اپنے بستر پہ لیٹے لیٹے گھبرایا دل مین سوچا کہ چل کر آقا سے ملاقات کرون دیکھون کہ وہ اب کیا فرماتے ہین اِس آسانی سے نعمان کو زخمی کیا کہ کچھ صاحبقران کو تکلیف نہین ہوئی یہ سوچتا ہوا خوابگاہ صاحبقران مین آیا پلنگ خالی پایا عیار کا پیترہ دیکھا روتا ہوا باہر نکلا قزاقون نے جو افسر کو روتے ہوے دیکھا سب قزاق رونے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ ہمارے افسر کو کیا صدمہ پہونچا کہ رو رہا ہی اسقدر یہ خبر اُڑی کہ نعمان کو بھی یہ خبر پہونچی صاحبقران کے غائب ہونے پر قزاق رو رہے ہین یہ فوراً مسلح ہوا گینڈے پہ سوار ہو کے میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای سلطان اب تو مال حوالے کر سلطان نے کہا وہ ہی جواب ہی کہ نا، تو قزاقون مین بٹ گیا نقد جان موجود ہی اسکو جی چاہے لو مگر یہ خالی نہ جائیگی دوسرے کی بھی جان جب جائیگی تب ہم پر بھی زوال پہونچے گا یہ مجال نہین ہی کہ بے جان دیے جان لے سکو نعمان سلطان پر دباؤ ڈال رہا ہی سلطان قصد کر رہا ہی کہ میدان مین نکلون اور بجانبازی مقابلہ کرون آج فنون سپہ گری کا امتحان ہو جائے نعمان بھی یاد کرے کہ قزاقی اس بھروسے پہ کرتا تھا دو چار کی جان لیکر مرونگا جب نعمان نے

بہت دباؤ ڈالا تو سلطان قزاق مایوس ہوا ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے دعائین کرنے لگا کہ
ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ای کارساز و ای بے نیاز نظم تو گوئی
ہر آن کس کہ در رنج و تاب ٭ دعائے کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ٭ در این عاجزی
چون نخوانم ترا ٭ ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے ٭ من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے ٭ ای خداوند
ستار العیوب و ای قاضی الحاجات و ای دافع البلیات اس آفت سے نجات دے کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ صاحبقران زبان دامن گردانے ہوئے آستین چڑھائے ہوئے اسی جانب
آتے ہین سلطان خوش ہو گیا نقارۂ شادمانی بجنے لگے نعمان کج کلاہ نے کہا کہ ایسی کیا خوشی حاصل ہوئی
کہ تم لوگ نقارے خوشی کے بجانے لگے سلطان نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت آپہونچا نعمان نے
پلٹ کر صاحبقران کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب سہر گیا پہلو مین شاطر کو نہ پایا
کس سے کلام کرے اپنے دل سے باتین کر رہا ہی کہ ای نعمان کج کلاہ اگر حمزہ سے لڑا اور تلوار
اُسکی چل گئی تو مارا گیا اگر کشتی کی نوبت آئیگی تو وہ ہی غالب ہو گا بہتر یہ ہی کہ بغیر لڑے بھڑے
اطاعت کرون سب مین میری آبرو ہوگی یہ سوچ کر گینڈے سے کودا صاحبقران کو جھک کے
سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کو میرا عیار چرا لے گیا تھا اُس سے کیونکر رہائی پائی صاحبقران
نے فرمایا کہ اُس حافظ حقیقی نے عین وقت پر خواجہ عمرو کو بھیجا وہ عیار واصل جہنم ہوا نعمان کج کلاہ
نے کہا کہ معلوم ہوا آپ صاحب اقبال ہین مین آپ کی اطاعت کرتا ہون صاحبقران نے نعمان
کو گلے سے لگایا فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ تم صاحب غیرت ہو جو ایسا کچھ سوچے ورنہ حقیقت مین جو
سوچے تھے وہ ہی حال ہوتا سرداران لشکر تمکو بنظر حقارت دیکھتے کہ جسطرح ہم زیر ہوئے اسیطرح
سے یہ بھی زیر ہوئے مین لاکھ تمھاری بزرگی ظاہر کرتا کوئی نہ مانتا میرا یہی کام تھا کہ مین سب سے ذکر
کرتا کہ نعمان کج کلاہ سب سے جرأت مین زیادہ ہی جنگ سے اُسکی مجکو خوف تھا مگر پروردگار
نے بچایا مین نے بمشکل اُسکو زیر کیا نعمان کج کلاہ نے پلٹ کر اپنی فوج کو یہ آواز دی کہ صاحبقران
مین نے اطاعت کی اور مذہب بھی اسکا اختیار کیا جسکو مسلمان ہونا ہو وہ رہے ورنہ میرے
لشکر سے نکل جائے سب نے عرض کی کہ ہم تابعدار ہین جو مذہب آپ نے اختیار کیا وہ ہی ہم نے
بھی اختیار کیا سب کو مسلمان کر کے نعمان کج کلاہ صاحبقران کے ساتھ ہوا صاحبقران نے
لا کر سلطان قزاق سے ملوایا اور فرمایا کہ آپس کی نزاع دفع کرو دونون بمحبت ملے کئی دن تک
صاحبقران وہان رہے بعد کئی دن کے صاحبقران نے فرمایا کہ یارو اب مین جاؤنگا نہین معلوم
سکندر نے قباد کے ساتھ کیا کیا ہو گا نعمان کج کلاہ نے عرض کی غلام تو ساتھ رہیگا امیر
نے کہا کہ تیاری کرو سلطان قزاق نے بھی عرض کی کہ غلام نے قزاقی کو چھوڑا دامن دولت نہ
چھوڑونگا صاحبقران نے فرمایا کہ بسم اللہ نعمان و سلطان نے لشکر اپنے اپنے تیار کیے صبح
کو صاحبقران سوار ہوئے بہ کر و فر تمام چلے منزل بمنزل جاتے ہین ایک صحرا مین آگے پہونچے
صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا تھا درخت سرسبز و شاداب سبزہ وہان کا لاجواب معلوم ہوتا ہی
کہ تمام صحرا مین فرش زمردین بچھا ہی طائران نغمہ سرا درختون پر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین نظم

وہ گل ہون رنج چمن چھوٹنکر چمن سے ہوا
وطن کا داغ نکل کر مجھے وطن سے ہوا

گل مراد دل عاشق پر ارمان ہون
وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا

لباس گل کی اُڑین دھجیان گلستان مین
مقابلہ جو شہیدون کے پیرہن سے ہوا

اُبھرتے ہی کبھی دیکھا نہ یوسف دل کو
یہ گر کے پھر نہ برآمد چہ ذقن سے ہوا

نہ تھی خدا کی خدائی مین رسم خونریزی
رواج قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا

تمام عمر نہ چھوٹا دل اُسکے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا

چھڑایا نزع کے عالم مین درد ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم و محن سے ہوا

رہا نہ ہوش سراپا کا جوش وحشت مین
خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا

کسی نے بھی تو نہ توڑا بتون کو کعبے مین
فروغ دین مرے مولا ئے صف شکن سے ہوا

جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا

قفس بسانے جو صیاد لے چلا مجکو
گلون سے ملکے مین رخصت چمن چمن سے ہوا

بڑا احسان دینا تھا ای ہنر بر مجھے
حساب پاک مرا اشتی تیغ زن سے ہوا

صاحبقران کو وہ صحرا بہت پسند آیا کہا خواجہ اس صحرا مین دو چار روز رہینگے نہایت صحراے فرحناک ہی خواجہ عمرو نے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا نعمان و سلطان نے لشکر اُتارا صاحبقران داخل بارگاہ ہوے شب کو آکے بیٹھے نعمان و سلطان نے عرض کی کہ ای شہریار خواجہ عمرو کے گانے کا شہرہ سُنا ہی اگر حکم ہو تو خواجہ عمرو سے گانے کو عرض کرین شاید ہمارا کہنا مانین صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو اگر مناسب ہو تو کچھ اس وقت گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد صاحبقران یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

واہ کیا ہی تو نے جو ای آسمان مجھے
پیسین گی دانت دیکھ کے سب چلیان مجھے

در پردہ قہر ہی ستم آسمان مجھے
معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے

سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید
جلاد ہین بٹھاتے عبث بیڑیان مجھے

بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی
یکسان فراق مین ہی بہار و خزان مجھے

کیسا رہون مین چشم حسینان مین چین سے
سرمہ بنائینگے کہ آسمان مجھے

پہلو سے چھین کر دل بیتاب اُٹھ گئے
لیکن بتا گئے نہ وہ نام و نشان مجھے

تیر مژہ سے دل کو بچانا ضرور ہی
غصے سے دیکھتا ہی وہ ابرو کمان مجھے

ای یار اب تو کچھ نہین آنکھونسے سوجھتا
اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے

ہی خوف مثل گرد کہین رہ نہ جاؤن مین
رکھا ہی ضعف نے جو پس کاروان مجھے

کہتی ہی ہجر گل مین ہر اک بلبل حزین
لیجا ئیگی اُڑا کے ہوا ے خزان مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ وہ نخچیر فگن
آکر بچائیگا شہ انس و جان مجھے

شب بھر ہنگامہ عیش و نشاط رہا نعمان و سلطان گانا خواجہ عمرو کا شکر گنتے ہین کہ حقیقت مین [illegible]

خواجہ عمرو کا گانے مین مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ وہ بلاے روزگار ہی کہ اسنے صدہا جادوگر مارے نعمان و سلطان خاموش ہو رہے بہ خوف امیر کچھ کہہ نہ سکے اتنے مین صبح ہو گئی امیر نے فرمایا کہ بس بھئی سیر صحرا سے طبیعت سیر ہو گئی اب لشکر تیار کرو نعمان و سلطان نے لشکر کو فورا تیار کیا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے چاہتے ہین کہ روانہ ہون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی گرد اُڑنے لگی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آندھی برطرف ہوئی صاحبقران زمان نے نعمان و سلطان کو نہ پایا امیر نے سب سے حال پوچھا سب نے عرض کی کہ ای شہریار جب آندھی سیاہ اُٹھی تھی تو دونون افسر لشکر مین دوڑے دوڑے پھرتے تھے کہتے تھے کہ بارگاہین سنبھالو یارو گوشۂ صحرا مین چل کر ٹھہرو کہ ایک ہرکارے نے آکے عرض کی غلام بیچ نخل مین چھپا تھا مین نے دیکھا کہ دونون افسر کھڑے ہین ایک طرف سے گانے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

تجکو جب مرغوب رنگ ای دلبر آبی ہو گیا ۔۔۔ لہلہاتا تھا جو چرخ اخضر آبی ہو گیا
اسمین ماتم ہی کسی لیلی شمایل کا ضرور ۔۔۔ خیمۂ گردون وگرنہ کیونکر آبی ہو گیا
اک ہمین کو میکشی کا ذوق ہی کیا محتسب ۔۔۔ دیکھ آنکھین کھول کر زاہد شرابی ہو گیا
ہی ترے عاشق کے غم مین ساری دنیا سوگوار ۔۔۔ پیرہن خلق خدا مین گھر گھر آبی ہو گیا
مستی ملکر دھوئی ساحل پر جو اُنگلی یار نے ۔۔۔ دامن دریا اُسی دم یکسر آبی ہو گیا
سینے مین سوزان جو تھا وہ اشک ہو کر بہہ گیا ۔۔۔ آتشی تھا دل ہمارا کیونکر آبی ہو گیا
حب شاہ تشنہ لب کا کب کھلا رنگ ای ہزبر ۔۔۔ گریہ سے جامہ نہ آنسو بہہ کر آبی ہو گیا

پھر مین نے دیکھا کہ دو نازنینان مہ جبین آپس مین باتین کرتی ہوئین مسکراتی ہوئین سامنے دونون کے آئین اُن دونون افسرون نے اُن کے ہاتھ تھام لیے اور کہا کہ ہم تو تمھارے مشتاق تھے اُن عورتون نے کہا کہ کل سے یہان اُترے ہو اگر مشتاق ہوتے تو ہمارے پاس نہ آتے مگر خیر اب چلو صحبت عیش و طیش آراستہ ہوگی حضور مین نے دیکھا کہ وہ دونون افسر عورتون کے ساتھ چلے گئے بلکہ غلام نے قصد کیا کہ اِن کے پیچھے جاؤن دریافت کرون کہ یہ کہان جاتے ہین مگر تھوڑی دور جا کر وہ غائب ہو گئے غلام اُن کے ساتھ جا نہ سکا اتنا مجکو معلوم تھا کہ جو خدمت مین عرض کیا امیر کو بڑا افسوس ہوا فرمایا کہ کیون صاحبو جو ہمارے رفیق ہون اُن پہ یہ مصیبت خواجہ ذرا جا کے دریافت تو کرو کہ یہ عورتین کون تھین جو نعمان و سلطان کو لے گئین خواجہ عمرو نے کہا غلام جاتا تو ہی لیکن اسقدر مفلس ہی کہ حیران ہون روزمرہ کی فکر کیونکر ہوگی صاحبقران نے فرمایا سو روپیہ خزانے سے لے لو تمھاری تنخواہ مین مجرے ہو جائینگے خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ کے حکم کی دیر ہی میری تنخواہ کیا اور مین کیا آپ کو دعائین دیا کرتا ہون صاحبقران نے جو دیکھا کہ عمرو خوشامد کرنے لگا فرمایا کہ مقبل ان کو ہزار روپیہ دلوا دو لیکن جب نعمان و سلطان کو یہ چھڑا کر لا دینگے تو انھین کے خزانے سے روپیہ ملیگا خواجہ عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے حکم سے سب طرح مل سکتا ہی ایسی سختی نہ فرمایئے خزانے بھرے پڑے ہین مگر آپ

دے ہی نہین سکتے حقیقت مین قول سعدی یاد آگیا فرد بخیان زاموال بر میخورند * بخیلان غم سیم و زر میخورند * صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ غم تمھارے واسطے بنا ہی ہم کو خدا نے غازی اور مجاہد بنایا ہی کسی صرف مین رکتے نہین اب دیکھو اس صحرا مین کتنا عرصہ گذریگا یہ سب بندگان خدا کیا بے آب و دانہ رہین گے خواجہ عمرو باہناے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین نعمان و سلطان کی چلے صحرا بہت وسیع ہی سب طرف دوڑے دوڑے پھر رہے ہین دن بھر رہروی کرتے ہین شام کو کسی نخل کے نیچے بیٹھ رہتے ہین صبح کو پھر روانہ ہوتے ہین جب کئی دن گذرے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر رونے لگے کہ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز پتہ مل جائے تو جا کر اُن دونون جادوگرنیون کو مارون نعمان اور سلطان کو رہا کر کے صاحبقران کے پاس لے جاؤن اُسوقت صاحبقران سے انعام معقول لون اور سب طرح کے جھگڑے ڈالون اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ چند کنیزون نے آکے صحرا مین ایک خیمہ استادہ کیا اور ایک طرف سے دو محافے پیدا ہوے اور کہاریان وغیرہ محافون کے ساتھ ہین نعمان و سلطان پیچھے پیچھے گھوڑون پر سوار آتے ہین خواجہ عمرو کنارے ہوے وہ محافے اُسی بارگاہ مین اُترے نعمان و سلطان کہ یہانکے حال سے آگاہ نہین ہین گھوڑون سے اُترے اُسی بارگاہ مین داخل ہوگئے گانے کی آواز آنے لگی صاف ثابت ہوتا ہی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

دیکھیے ہجر مین حالت مری کیا ہوتی ہی
روح ذکر شب ہجران سے فنا ہوتی ہی
چال ان فتنہ خرامون کی بلا ہوتی ہی
اک قیامت دم رفتار بپا ہوتی ہی
کس کشاکش مین پڑی ہی ترے بیمار کی روح
نہ قضا آتی ہی اسکو نہ شفا ہوتی ہی
تم تو ای حضرت دل کوچۂ جانان مین رہو
ہم بھی آتے ہین جو تائید خدا ہوتی ہی
دل دھڑکتا ہی ابھی سے کہ شب وصل چلی
دیکھیے صبح کو حالت مری کیا ہوتی ہی
ڈھونڈھنے والے تمھارے تمھین پاتے ہین کہان
تم جہان ملتے ہو وہ کونسی جا ہوتی ہی
کیا عجب ہی تجھے دیکھین کہ تصور سے ترے
نور کی آئنۂ دل پہ جلا ہوتی ہی
جان پر کھیل کے لکھا ہی یہ خط مین اُن کو
ہم بھی آتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہی
دیکھیے کب ترے عاشق کی بر آتی ہی مراد
کب گنہگار کی مقبول دعا ہوتی ہی
دل پکڑ لیتے ہین کہتے ہین بُلا لو اُسکو
گوش زد اُن کے ہماری جو صدا ہوتی ہی
روضۂ حضرت شبیر پہ چلتے ہین ہنر
اب نہین دیر ہی تائید خدا ہوتی ہی

خواجہ عمرو یہ گانا سنکر کنارے ہوے کنیزین دروازے پر پھر رہی تھین ایک کنیز کو اُن مین سے بیہوش کر کے اُسکی شکل بنکر اُن کنیزون مین لے اندر آکے دیکھا دو جادوگرنیان سیہ فام بد انجام کریہ منظر نیلی تہمدین باندھے مسند پر بیٹھی ہین مگر نعمان و سلطان پروانہ ہو رہے ہین دمبدم ہاتھ باندھ کر کہتے ہین کہ ای شہنشاہ حسن و جمال تمھاری صورت زیبا دیکھ کر دل تڑپتا ہی جی چاہتا ہی ہردم خدمت مین حاضر رہین بعد آٹھ پہر کے آکے اس صحرا مین آرام ملتا ہی مگر واہ ری خوش مزاجی ہمکو کیسا راضی کرتی ہو کسی بات مین ہمسے انکار نہین وہ دونون جواب دیتی ہین کہ تمھارے ساتھ آتے

صحبت مینوش جادو کو چھوڑا کیسا ہنگامۂ عیش و نشاط رہتا تھا تم شہدون کے ساتھ دینے سے کیا لطف ملا کیا کیفیت حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ملک سحرو ساحری و ای بادشاہ اقلیم سخنوری آرزو رکھتی ہون کہ سامنے حضور کے چند اشعار گاؤن حضور کو کیفیت حاصل ہو اُن دونون نے اشارہ کیا کہ ای گل اندام خوشی تمھاری خواجہ عمرو نے رنگ جمانے کو یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا
صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا

تمسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہو گیا
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا

کسقدر خوشرنگ ہی ساقی مے رنگین عشق
شیشے رنگین ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا

جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا

جس سے شیدا سے رخ گلرنگ کو زخمی کیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا

آئینے خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا

اُسکے خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونین اسقدر
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا

کون گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہمارے
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

اس رنگ سے خواجہ عمرو نے یہ اشعار بتا بتا کر گائے کہ نعمان و سلطان رونے لگے اُن دونون نازنینون نے خوب تعریفین کین بعد اُسکے اُن دونون نے کہا کہ ای گل اندام ذرا قریب آؤ ایسا گاتی ہو کہ دل بیچین کر دیا خواجہ عمرو سلام کرتے ہوے قریب آئے ایک نے اُن مین سے خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ او ساربان زادے جب تو ہماری فکر مین چلا تھا جب ہی ہمکو معلوم ہو گیا تھا چاہتے تو وہین گرفتار کر لیتے مگر خیال آیا کہ اس مکار کو آنے دو دیکھین آکے کیا کرتا ہی ہمکو خیال تھا کہ عیاری کریگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جو مجکو پہلے سے معلوم ہو جاتا تو کیا مجال تھی کہ آپ مجکو گرفتار کر سکتین ہر طرح نکل جاتا اور اب بھی نکل جاؤنگا اپنی جان بچاؤن گا مگر ان دونون نے خواجہ عمرو کو ایک قفس آہنی مین گرفتار کر کے بند کیا اور ایک کنیز سے پکار کر کہا کہ ای گل فروش اسکو لیجا جو مکان اسکے واسطے مقرر کیا ہی اُسی مکان مین لیجا کے اسکو قید کر کہ یہ نگوڑا یاد کرے چند جادوگرنیان جو اِسنے ماری ہین اِسکو ناز ہو گیا ہی اُس مکان مین جا کر تڑپے اور تڑپ تڑپ کر جان دے گل فروش قفس لیکر چلی راہ مین خواجہ عمرو رونے لگے گل فروش نے کہا کہ کیون روتے ہو کہا اُس بدنصیب کی بدنصیبی پر روتا ہون جب مین نے کچھ جمع کیا یون ہی برباد ہوا گل فروش نے کہا کہ ای خواجہ یہ کسکا ذکر کرتے ہو عمرو نے کہا کہ میرا ایک بیٹا تھا وہ عین شباب مین ایک بیٹی چھوڑ کر مرا مین نے اُس کمبخت کو پرورش کیا اُسکے سامان شادی کے لیے کچھ روپیہ جمع کیا تھا کچھ کنکر پتھر ہین لہذا چاہتا ہون کہ مین تو اب زندہ نہ بچونگا جو کچھ نقد و جنس ہی وہ تم مجھسے لے لو مگر شرط یہ ہی کہ نصف تم لینا اور نصف اُسکو بھیجدینا گل فروش اپنے دل مین کہتی ہی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو روپیہ دیتا ہی وہ لے لو اگرچہ ملکہ کے سامنے کہیگا تو مین صاف انکار کرونگی کہ مجھے نہین دیا جھوٹ کہتا ہی ملکہ اسی کو قائل کرین گی کہ تو نے روپیہ کیون دیا بس مجکو

ہضم ہو جائیگا کہا خواجہ لاؤ روپیہ نکالو مین تمھاری پوتی کو پہونچا دونگی بلکہ عقد مین اُسکے شرکت کرونگی
کُل انتظام کر دونگی بخیر و خوبی اُسکو رخصت کراؤنگی خواجہ عمرو نے کہا قفس رکھیے مجکو قفس سے نکالیے تو
روپیہ دون اُسنے قفس سے خواجہ عمرو کو نکالا خواجہ نے کہا ایک ہاتھ تو کھول دیجیے اُسنے ہاتھ بھی کھولا
خواجہ عمرو نے کمر سے ایک پوٹلی روپیون کی نکال کر دی گُل فروش نے کہا کہ خواجہ بس یہی روپیہ تھا عمرو
نے کہا ابھی اور ہی کئی پوٹلیان نکال کر دین ایک ڈبیہ بھی نکال کر دی کہا اسکو کھول کر نہ دیکھیے گا
اُسنے کہا دیکھ تو لون اسمین کیا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ تاج لقا کا اِسمین ہیرا ہی گُل فروش نے جو
ڈبیہ کھولی اُس مین سے دھوان نکلا گُل فروش بیہوش ہو کے گری خواجہ عمرو نے گُل فروش کو اپنی
شکل بنایا اور قفس مین بند کر دیا اور اُس مکان مین لیجا کر قفس لٹکایا آپ اُسکی شکل بنکر ہنستے ہوے صحبت
مین آئے آکر کلیم و سلیم کو سلام کیا اُن دونون نے پوچھا کہ کیون گُل فروش کیا ہنستی ہوئی آئی ہی
خواجہ نے کہا وارای حقیقت مین آپ کے بڑے مرتبے ہین کہ آپ نے عمرو ایسے عیار کو گرفتار کیا جب
مین اُسکو ہمراہ لیکر قید خانے مین گئی تو رونے لگا مین نے پوچھا کیون روتا ہی کہنے لگا ملکہ کلیم و سلیم
سے کہو میری خطا معاف کرین آج سے عہد کرتا ہون کہ جادوگر کو نہ مارونگا مین نے کہا کہ مین تو ملکہ
سے نہ کہونگی تم جاؤ سامنے جاکر کہلو تو کہتا ہی کہ مین نہ کہونگا ایسی بات مین ملکہ عالم سے کس طرح
عرض کرونگا جب مین نے بہت کچھ کہا کہنے لگا مجکو رہا کر کے لے چلو بعد تھوڑی دیر کے چھت مکان کی
شق ہوئی کالی کالی صورت کے لوگ ظاہر ہوے کہتے تھے کہ ہم فرشتگان عذاب سامری و جمشید
ہم اس شخص کو لینے آئے ہین مین نے کہا ابھی ملکۂ عالم نے حکم نہین دیا ورنہ تمکو اختیار تھا وہ سب یہ
کہکر چلے گئے کہ سب خداوند آسمان پہ جمع ہونگے یہ وقت تو اُن سب کے کھانا کھانے کا ہی دسترخوان
پر جوتی پیزار ہو رہی ہوگی سامری بہت کھاتے ہین جمشید کے آگے کا بھی کھانا اُٹھا لیتے ہین اُن کی
یہی عادت ہی سب کے آگے کا کھانا اُٹھا کر کھا لیتے ہین اِسی پر جوتی پیزار ہوتی ہی ایک دن ایک معتقد
نے دیگ کی دیگ پلاؤ کیسا عمدہ پکوایا دیگ کو بند کر دیا بعد تھوڑی دیر کے جو کھولا تو سب نے دیکھا
کہ ہڈیان اُس مین پڑی تھین چاول اور گوشت کا اُسمین نام نہ تھا اُس دن سے وہ معتقد کہا کرتا ہی
کہ سامری کو کیا ہول ہی قبل نذر دینے کے کھا لیتے ہین ہم تو اُن کے نام کا قرار دے چکے جسطرح
چاہے لے لین مگر بے صبرے ہین جلدی ٹوٹ پڑتے ہین اب ہم کا ہے پر اُن کی نذر کرین گے شاید قدرت
کو یہ خیال ہوا کہ نذر دینے کے بعد ایک رکابی صاحب خانہ نکال لے گا اور رکابیان نکال کر چند معتقد
کو دیگا دسترخوان پر بڑی خرابی ہوتی ہی سامری سب کا لوٹ مار کر کے کھانا کھا لیتے ہین اور دن
کو ترساتے ہین لات و منات سب سے زیادہ غریب ہین ایک ایک نوالہ کھا کر رہجاتے ہین ہمیشہ
ترستے رہتے ہین بھوکون کے مارے مرتے ہین لات و منات کو کوئی نہین دیتا سامری پرست اور
جمشید پرست ہمیشہ نذرین کرتے ہین قدرت کی خوشنودی پر مرتے ہین مگر لات و منات والے
ہمیشہ کہتے ہین کہ ہمارے خداوند بھوکون کے مارے مرتے ہین اگر مسلمانون کے یہان جاتے ہین تو
مسلمان لعنت کرتے ہین وہا سے رنجیدہ آتے ہین کہتے ہین کہ مسلمانون نے کچھ خاطر نہ کی ہر بات مین
لعنت کرتے ہین ہم لوگون کے خداوند بڑی جفا اُٹھاتے ہین مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز ہین اگر

حکم ہو تو اس وقت طبیعت خوش ہی دو چار اشعار سناؤن کلیم و سلیم نے کہا کہ ای گل فروش ہمارے مذہب مین عجب مشکل ہی پوہنے دوسری خدا و ندہین کس کس کو دین آخر بھاگے رہتے ہین دربدر مارے مارے پھرتے ہین جہان جاتے ہین لعنت ملتی ہی یہ سن کر گل فروش نقلی نے بایان کھینچا سامنے کلیم و سلیم کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بڑھا ہوا ہی یہ کیون اضطراب کیا باعث
جگر کو چین نہ ہی دل کو تاب کیا باعث

ہی آج غش مین جو مجھپر عتاب کیا باعث
وہ کیون نہ آئے چھڑکنے گلاب کیا باعث

گئے ہوے اُسے مدت ہوئی مگر اب تک
نہ قاصد آیا نہ خط کا جواب کیا باعث

کُھلا نہ حال کہ اب اشک کیون نہین بہتے
ہی خشک خشک جو چشم پُر آب کیا باعث

تڑپ رہا ہی جو پہلو مین صورت بسمل
بتا تو ای دل پر اضطراب کیا باعث

جلا رہی ہی اسے آتش فراق مگر
جگر جو دیتا ہی بوے کباب کیا باعث

تمھاری ذات تو جود و کرم مین تھی مشہور
طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کیا باعث

روانہ ہو گئی کیون عمر کرکے کوتاہی
یہ کیا ہوا جو نہ ٹھہرا شباب کیا باعث

تمام رات کٹی ہی مری نگاہون مین
ہوا ہی آنکھون سے برہم جو خواب کیا باعث

خدا گواہ ہی بیجرم و بیگناہ ہون مین
ہوا ہی کس لیے مجھپر عتاب کیا باعث

کسی سے آنکھ کبھی ہبر کی نہین لگی ہی ہجر یہ
خیال و وہم ہوا ہی جو خواب کیا باعث

اس طرح کے اشعار جو خواجہ عمرو نے گائے کلیم و سلیم خوش ہو گئین کہا ای گل فروش آج تو تونے عجب رنگ دکھایا دل بیقرار ہو گیا گل فروش نے عرض کی امیدوار ہون کہ آپ کو شراب پلاؤن اور چند اشعار سامنے گاؤن کلیم و سلیم نے کنیزون کو اشارہ کیا ارے گلابیان لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان رکھین اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے گھنگرو پاؤن مین باندھے اور موافق وقت کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

میری حسرت پر نظر کی اُسنے جب بیکر شراب
قسمین دیدیکر پلائی جام مین بھر کر شراب

فصل گل ہی چل رہی ہی آجکل گھر گھر شراب
ساقیا پلوا دے تو ہمکو بھی دل بھر کر شراب

موسم گل جوش پر ہی نغمہ زن ہی عندلیب
مست تیرے وجد مین ہین باغ مین پیکر شراب

ایک ہی ہین بادہ کش میخانۂ دوران مین ہم
دو گھڑی مین خم کے خم خالی کیے پیکر شراب

ہو ترے دست مبارک سے مگر یہ شرط ہی
ساقیا میرے لیے کافی ہی چلّو بھر شراب

بیخودی مین کہتے ہو کیون تمسے الفت ہی ہمین
دیکھو دلکا حال تم کہنے لگے پیکر شراب

اُس پریرو نے جو اپنے ہاتھ سے ساغر بھرا
نکلی شیشے سے لگا کر قہقہہ باہر شراب

نشے مین ہی بسکہ یاد اُس غیرت بلقیس کی
پھر رہی ہی میری آنکھون مین پری بنکر شراب

کام آئیگی مے حب علیؑ اک دن ہجر بر
دینگے اپنے عاشقون کو ساقی کوثرؑ شراب

اب عمرو نے جام بھر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا اور کہتا ہوا چلا کہ اس کمال کو ملاحظہ فرمائیے کہ قطرہ گرنے نہین پائے اور مالک کو پہونچ جائے ایسے مالک قدر دان کسے ملتے ہین حقیقت مین

ہماری ملکۂ عالم ساحرون مین بڑی فیاض ہین انکا مثل نہین یا تو کلیم سوچ رہی تھی تعریفین جو خواجہ عمرو نے کین خوش ہوگئی جلدی جام لے لیا کہا بُوا مین پیتی ہون دوسری نے جواب دیا بُوا اب کیا خوف ہی جس ظالم کا ڈر تھا وہ قید خانے مین بیٹھا ہی جی بھر کے شراب پیو آج تو گلا بیان خالی کردو ایک دوسری سے کہکر جام پی گئی خواجہ عمرو نے دوسرا جام سلیم کو دیا اور آنکھین ملا کر کہا ہماری بی بی سلیم سلامت رہین انکی ذات سے کیا فیض ہی مقام صحرا ے تھوانھین کے قدم سے آباد ہی جام نوش فرمائیے سلیم نے خوشی خوشی جام پیا اب تو خواجہ عمرو نے پکار کر کہا کہ صاحبو آج مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے روح سامری کا صدقہ سب صاحب آکر پیئین سب کنیزین دوڑ پڑین اپنے ہاتھ سے اونڈیل اونڈیل کے پینے لگین تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو عمرو نے شراب پلائی اور سلیم سے آنکھ ملا کر کہا کیون حضور آپ نے ہمکو پہچانا سلیم نے کہا کہ تو ہماری کنیز ہی ہماری صحبت مین پرورش پائی یہ کمال نصیب ہوا کہ سُننے والے وجد کرتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ دیکھیے خداوند شراب پینے آئے ہین آسمان پر تخت اُڑ رہا ہی ہاتھ جوڑ رہے ہین منتین کرتے ہین کہ ایک جام شراب ہمکو پلا دو سلیم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا بُوا گل فروش سچ کہتی ہو سب خداوند آئے ہین اگر ایک ایک جام دونگی تو دوسرا جام چاہئین کلیم نے کہا بُوا لعنت کرو کہدو کہ ہمارے پاس شراب نہین ہی آپ ہی چلے جاوینگے جب شراب نہ پاوینگے پھر صحبت مین کاہے کو آوینگے یہ کہکر دونون یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ یا خداوند آج شراب کو معاف کیجیے کل میخانہ کھلوا دونگی جیسے ہی چند قدم چلین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرین کنیزین لینا لینا کہکر چلین جو اُٹھی وہ گری گرکر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ مرے نام سے کانپتا ہی جہان ٭ تراشندۂ ریش کفار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو ٭ دوندہ جہان گرد و طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ نعرہ کرکے خنجر مارا کہ دونون کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کلیم اور سلیم کے مرتے ہی سلطان قزاق و نعمان کج کلاہ کو ہوش آیا خواجہ کو دیکھ کر کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ہمین یہان کون لایا ہم حیران ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ جادوگرنیان تمکو سحر کرکے لائی تھین تم اپنے ہوش مین نہ تھے اُنھون نے کہا خیر لیکن بڑی بات یہ ہوئی کہ وصل سے ہم اِن کے بچتے رہے جب اُنھون نے ارادہ کیا آج کل کہکر ٹال دیا آج شب کو دونون بہت بگڑی تھین کہتی تھین کیا تمکو ہمارے وصل سے انکار ہی ہمنے کہا ہماری خود تم پر جان جاتی ہی مگر کل صحبت آراستہ کرو بیٹھکر شراب پیو جب ہمکو بھی نشہ ہو تب لطف صحبت حاصل ہو کل کا وعدہ بہت پختہ تھا مگر آج ہی آپنے اِنکو مار لیا عمرو نے کہا اب چلو آقا تمھارے مشتاق ہین مگر سارا امکان خواجہ عمرو نے لوٹ لیا جو کچھ بایا وہ لیکر نذر زنبیل کیا اور نعمان و سلطان کو اپنے ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے لیکن راہ مین خواجہ عمرو دونون سے کہتے جاتے ہین کہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا دنا رقم ایک دس ہزار کی بیہوشی صرف ہوگئی اور جو کچھ زادراہ صرف ہوا وہ گھاتے مین اور یہان صاحبقران زمان بررو خواجہ کا ذکر کرتے ہین فرماتے ہین نہین معلوم

میرے یار وفادار پر کیا گذری کہ ابتک کچھ احوال نہین معلوم ہوا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یار وفادار میرا کسی آفت مین پھنس گیا نجومیون نے عرض کی غلامون نے از روے ستارہ شناسی دریافت کیا معلوم ہوتا ہے کہ جس کام کو خواجہ گئے تھے وہ کام توکیا دونون جادوگرنیان ماری گئین مگر راہ مین کوئی اُفتاد پڑی کہ آنے مین خواجہ کے دیر ہوئی وہان یہ سانحہ ہوا کہ خواجہ عمرو نعمان و سلطان کو ساتھ لیکر چلے راہ مین ایک باغ ملا خواجہ اُس باغ مین داخل ہوے طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے پھل توڑ توڑ کر کھاتے ہوے وسط باغ مین آئے دو جشنین ایک پہلو سے نکلین پُکار کر کہا کہ ای گنہگارو تم یہان کہان آئے ملکہ شہنشاہ جادو نے حکم دیا تھا کہ عمرو آتا ہوگا اُسے گرفتار کر لینا عمرو نے کہا مین اسی واسطے آیا ہون اُن دونون جشنون نے عمرو کو اور دونون جوانون کو لاکر ہتھکڑیان بیڑیان دکھائین اور کہا کہ یہ تمھارا زیور ہے اسکو پہنو ملکہ شہنشاہ جادو شام کو تشریف لاوینگی تمھارا دربار بھیجین گی سب سے پہلے خواجہ عمرو نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنین نعمان اور سلطان سے کہا کہ تم بھی پہنو اُنھون نے کہا کہ خواجہ عمرو اپنے کو بلا مین دانستہ پھنسانا بہتر نہین عمرو نے کہا دل یہی چاہتا ہے کہ ان کے کہنے مین فرق نہ پڑے ان کا کہنا ہو جائے جشنون نے ان دونون کے شانے پر ہاتھ رکھا کہ تم افسر ہو لشکر حمزہ عرب کا یہ زیور ہے پہنا ضرور ہے ان دونون نے بھی خوشی خوشی ہتھکڑیان بیڑیان پہن لین جب یہ تینون ہتھکڑیان بیڑیان پہن چکے وہ دونون جشنین بیچ باغ مین جاکر غائب ہوئین اُن کے غائب ہوتے ہی خواجہ عمرو کو ہوش آیا تڑپنے لگے فرماتے تھے پھر بلا مین پھنسے اب دیکھیے کیونکر رہائی ہو اُسی باغ مین دوڑتے پھرتے ہین دروازہ نہین ملتا کہ باغ سے نکل جاوین دیوارین بلند چڑھ نہین سکتے تمام دن خواجہ عمرو کو اُسی باغ مین گذرا شام کو ہواے سرد چلی سب درخت مثل جھاڑ کے روشن ہوگئے ہر برگ درخت مثل چراغ کے روشن تھا کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا چند کنیزین آئین اُنھون نے فرش آکر بچھایا گلابیان رکھین جب سب اسباب عیش و نشاط مہیا کر چکین تو فرش پر آکے بیٹھین جیسے کوئی کسی کا انتظار کرتا ہے ناگاہ آسمان سے ایک تخت نمایان ہوا ایک ساحرہ اُسپر سوار آکر پہونچی سب نے کہا لو ملکہ شہنشاہ جادو آئین اُس ساحرہ نے کہا کہ او ساربان زادے تو نے ہماری مصاحبون کو مارا تجکو کیا ملا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ آفت مین تھا مین کیا مارتا آپ کو مجھے قتل کرنا ہے تو قتل کیجیے اُس ساحرہ نے کہا کہ ایسے مقام اپر تجکو لے چلون کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو تڑپ تڑپ کر مرے میری وہ مصاحبین ماری گئین کہ میرا گھر سونا ہو گیا یہ کہکر تینون کو تخت پر سوار کیا کنیزون کو اُسی مقام پر چھوڑا کہا صاحبو تم بیٹھو مین آتی ہون ان قیدیون کو لیجا کر قید خانے مین قید کرآؤن تو آکے بہ اطمینان بیٹھون یہ کہکر تخت اُڑاتی ہوئی چلی شام کا وقت ہے صاحبقران زمان بیرون بارگاہ ایک کرسی پر بیٹھے ہین خواجہ کو یاد کر رہے ہین فرماتے ہین کہ صاحبو مین کیا کرون کیونکر عمرو کا پتہ ملے کہ شہنشاہ جادو کا تخت آکے پہونچا اُسنے جو صاحبقران کو دیکھا جل گئی اپنے دل مین کہا کہ مقام افسوس ہے قاتل دمامہ و شمشش کا عیش و جیش ہو اور ہم دیکھین اور کچھ نہ کر سکین مین جاتی ہون حمزہ کو بھی اُٹھا لاؤن پہاڑ پر تخت چھوڑا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق گری برق کے گرتے ہی ایک مہجبین

دلفریب اسباب آرایش سے آراستہ و پیراستہ آکر کھڑی ہوئی ملکہ کے حکم سے وہ پہاڑ سے اُتر کر امیر کی طرف چلی مگر یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین نظم

نہ ٹھیری جسم مین ہنگام بیقراری روح
نکل ہی جائیگی تا لب سے ہوکے عاری روح
تمہارے صید کے خون کی جو بو مہکتی ہی
گران ہی نبض کا چلنا یہ ضعف ہی دل مین
وہ آئے تھے جو دم نزع یان عیادت کو
کرون نثار جو خوشبو سنگھاؤ تم اپنی +
سنگھاتے ہو گل رخ کی جو آ کے تم خوشبو
بسی ہی بوے روان بخش و جانفزا سے تری
الٰہی کو نسے گل مین بسے گی بو ہو کر +
بنا تو نور حقیقت سے ہی خمیر اِس کا +
فرشتے پھول سنگھاتے ہین کیون نہین نکلی
ہاں سبب بستے ہین اس سے دماغ حورون کے

ادھر تو دلمین ہو اور اُدھر سدھاری روح
فراق یار مین بیچین ہی ہماری روح +
سمجھتے ہین اُسے ای جان جان شکاری روح
وہ ناتوان ہون کہ اب قلب کو ہی بھاری روح
اجل نے اُنپہ تصدق نہ کیون اُتاری روح
تمہاری بو سے زیادہ نہین ہی پیاری روح
تو جانتی ہی اسے منصب ہزاری روح +
اِسی سے مجکو زیادہ ہوئی ہی پیاری روح
تلاش کرتی ہی کیون موسم بہاری روح
کہانسے لائیگی آئین خاکساری روح
اب انتظار مین کس گل کے ہی ہماری روح
ریاض خلد کی بو ہو گئی ہماری روح +

صاحبقران کے کان مین جو آواز آئی صاحبقران مبہوت ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے شہنشاہ جادو نے پکار کر کہا کہ ادھر آئیے صاحبقران تیغہ تولتے ہوے چلے جون جون قریب جاتے ہین ہوش و حواس مین فرق پاتے ہین ایسی صورت زیبا ہی کہ صاحبقران آہ آہ کرتے ہوے جلتے ہین خواجہ عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ شہنشاہ جادو صاحبقران کو لگالائی جیسے ہی صاحبقران زمان قریب پہونچے اُس ساحرہ نے ہاتھ تھام لیا کہا ای کوچک سلیمان مین تو مدت سے تمھاری فکر مین تھی مگر نہ پاتی تھی آج سامری و جمشید نے تمکو میرے پنجے مین گرفتار کرایا آخر خون دمامہ و شمشش رنگ لایا اُس مکان مین کیا زندہ رہ سکوگے صاحبقران جب بالاے کوہ آئے تو شہنشاہ جادو نے کہا اب بیٹھیے مین آپکے واسطے زیور آہن لاؤن یہ کہکر شہنشاہ جادو گئی خواجہ نے کہا کہ ای آقا ایسے بیقرار ہوے کہ اسم اعظم بھولے اسم اعظم پڑھکر اس ساحرہ کو مار لیجیے یہ اس حوالی کی بادشاہ ہی وہ بھی اسی کا سحر تھا اور مین بھی اِسی کے سحر مین پھنسا ہون صاحبقران سر ہلا رہے ہین فرماتے ہین خواجہ اصل یہ ہی کہ ایسی مہجبین کبھی نگاہ سے نہین گذری تھی کہ اُسکے شعلۂ حسن نے دل و جگر جلا دیا اشتیاق ہی کہ آوے تو گلے لگالون خواجہ عمرو نے کہا کہ اسم اعظم پڑھکر ہاتھ ڈالیے گا یہ ذکر تھا کہ شہنشاہ جادو آئی مگر ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ مین لیے ہنستی ہوئی آکے چاہا کہ صاحبقران کا ہاتھ تھامون امیر نے اسم اعظم پڑھا شہنشاہ جادو نے ہاتھ ہٹالیا کہا ارے کیا سحر پڑھا کہ میرا ہاتھ جل گیا امیر نے فرمایا کہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے واسطے لائی ہی شہنشاہ جادو نے کہا تیرے دشمنونکے لیے اور تیرے لیے تو عیش ہی قصر جواہر نگار مین چل کے رہنا وہان وہ عیش ملیگا کہ جاکے خوش ہو جاؤگے اور اس ساربان زادے کی بوٹیان کاٹکر تم کو کھلاؤنگی اس ظالم نے بڑے بڑے ستم کیے ہین میری مصاحبونکو

مارا یہ کہ کر چاہا سحر کرون زبان بند ہو گئی سحر یاد نہ آیا گھبرا کر کہا کہ ارے تو بڑا ساحر ہی چھپکے چھپکے کیا پڑھ رہا ہی کہ میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا صاحبقران نے فرمایا مین ساحر پر لعنت کرتا ہون مگر اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہون یہ فرما کر اسم اعظم پڑھا چند الفاظ زبان سے نکلے تھے کہ صاحبقران کو ہوش آیا عمرو کو جو قید دیکھا بیتاب ہو گئے فرمایا کہ خواجہ تمھین کسنے قید کیا خواجہ عمرو نے اشارہ کیا کہ اسی ساحرہ نے قید کیا ہی ہمنے اپنے ہاتھ سے ہتھکڑیان بیڑیان پہن لین صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر شہنشاہ جادو کا ہاتھ پکڑا وہ غل مچانے لگی کہ حمزہ میرا ہاتھ چھوڑ دے مین نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی صاحبقران نے ایک تمانچہ مارا کہ سر شہنشاہ جادو کا اُڑ گیا اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شہنشاہ جادو بود قفس ٹوٹ گیا خواجہ عمرو کی ہتھکڑیان بیڑیان کر بن نعمان و سلطان قید سے رہا ہوے صاحبقران سب کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترے کہ لشکر مین غریو ہوا ہاتھی گھوڑے بھاگنے لگے سپاہی ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگے جاتے ہین صاحبقران نے پہاڑ پر سے اُتر کر اسم اعظم پڑھا دستک جو دی ایک آواز آئی کہ او حمزہ کہان جائیگا تونے اُس معشوقہ کو مارا کہ جسنے شجر جوانی سے کوئی پھل نہ کھایا تھا شہنشاہ جادو ابھی صرف چار سو برس کی تھی افسوس ہی کہ مین اُسکا شوہر کلنگ آتشخوار برائے سیر گیا تھا اب مین کیا تمھارا پیچھا چھوڑ دونگا بے قتل کیے مجکو آرام نہ ملیگا جسکی ایسی معشوقہ مرے اُسکو کیا چین ملے دیکھا سب نے کہ بیچ لشکر سے ایک ساحر نکل کر بھاگا جاتا ہی مگر پلٹ پلٹ کر کہتا ہی کہ یا صاحبقران کہان کہان تک ہوشیاری کروگے آخر دام مکر مین میرے پھنسوگے یون تمکو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال زار پر روئین اور مجکو ترس نہ آئے سیکڑون تجھ ایسے جوان مین نے قتل کر ڈالے مگر تلوار مین خون کا دھبّا نہین یہ کہہ کر درۂ کوہ مین جا چھپا صاحبقران نے لشکر تیار کیا نقارہ کوچ کا بجا ایک طرف چلے شام کو جا کر ایک صحرا مین اُترے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران آکر داخل ہوے سرداران مذکور ہمراہ ہین بارگاہ مین آکے بیٹھے خواجہ نے برائے رفع ملال صاحبقران عالیشان یہ اشعار عاشقانہ گنگنا کر گانا شروع کیے

نظم

کوہکن مر گیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے +
شیشۂ دل کو مرے توڑ کے پروا نہوئی
آنسوؤنکی مرے آنکھین جو شباہت پائی
لب کو اور اہل سخن لعل جو کہتے ہین کہین
دست داؤدؑ کا ہی سوز محبت مین اثر
کوہ پر جاتا ہون فرہاد کے سمجھانے کو
کوچۂ یار مین طفلان پریزاد اگر +
سنگریزون کی طرح لعل پڑے رہتے ہین
سخت جان ہون مین نہین خوف مجھے کچھ صیاد
کچھ نہین دولت دنیا کی تمنا ہی ہنر سے +

سوزش غم سے نکلتے ہین شرر پتھر سے
اِن بتونکے بجز اکیا ہین جگر پتھر سے +
اُس ستمگار نے پسوائے گہر پتھر سے
مین نہ دونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے
موم کیطرح پگھلتے ہین جگر پتھر سے +
سر نہ ٹکرائے کہین بار دگر پتھر سے
پاٹ جاتے ہین مجھے تا بہ کمر پتھر سے
اُسکے کوچے مین ہین بے قدر گہر پتھر سے
تو چھری تیز جو کرتا ہی تو کر پتھر سے +
اپنی نظرون مین ہین سب لعل و گہر پتھر سے

دماغ صاحبقران کا تر ہی سب سردار حاضر ہین کہ لشکر مین فریاد فریاد کی آواز آئی صاحبقران نے نکل کر دیکھا کہ لشکر مین پتھر برس رہے ہین صاحبقران نے اسم اعظم کو پڑھ کے دستک دی جہانتک آواز دستک کی پہنچی پتھر برسنا موقوف ہوے وہ ہی ساحر درۂ کوہ پر کھڑا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی صاحبقران نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور پکار کر کہا کہ او نامرد کھڑا رہ یہ کہکر اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا کلنگ آتشخوار نے بہت سحر کیے چاہا کہ اپنے قریب تیر کو نہ آنے دون مگر تیر چمکتا ہوا آتا ہی جب کئی سحر اسنے کیے اور تیر نہ رُکا تو چاہا تڑپ کر نکل جاؤن پر پرواز پیدا کر کے چاہا اُڑون پہاڑ نے پاؤن پکڑ لیے اب نکل جانا پہاڑ ہوا اتنے عرصے مین تیر آکر سینہ پُرکینہ پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا ساحر آہ کر کے گرا آندھی سیاہ چلی سب اہل لشکر تماشہ دیکھنے کو دوڑے دیکھا سنگباری و آتشباری ہو رہی ہی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من کلنگ آتشخوار جادو بود تڑپ تڑپ کر تمام ہوا پیر غل مچاتے ہوے نکل گئے صاحبقران بارگاہ مین آئے سردارون نے مبارکباد کہکر نذرین دین محفل عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام وغیرہ لے کے موجود ہوے مبارکباد دیتے جلتے ہین اور کہتے ہین کہ ای شہریار خدا نے بڑی آفت سے بچایا صاحبقران فرماتے ہین وہ حافظ حقیقی نگہبان ہی ہر مرتبہ وہ ہی بچاتا ہی اس جادوگر نے کوئی بات اُٹھا نہ رکھی کیا کیا فکر نہین کی پتھر برسائے بیچ لشکر مین آکر ٹھہرا حقیقت مین اگر خواجہ عمرو پہاڑ پر اسم اعظم کی ہدایت نہ کرتے تو مین گرفتار ہو چکا تھا دل نہ چاہتا تھا کہ اسم اعظم زبان پر جاری کرون مگر خواجہ نے اس طور سے کہا کہ مین نے خیال جو کیا اسم اعظم یاد آگیا مین نے پڑھا اُسی کی برکت سے زن و شوہر واصل جہنم ہوے ورنہ اس راہ سے گذر ہونا دشوار تھا نہین معلوم کیا کیا آفتین برپا ہوتین مگر پروردگار نے اس آفت سے بچا لیا شب بھر اسی مقام پر رہے صبح کو لشکر تیار کیا پشت اشقر پر سوار ہو کے چاہتے ہین کہ روانہ ہون یکایک صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر دو لاکھ جوان نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے دوڑاتے ہوے مقابلہ مین صاحبقران کے آئے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم عفریت خونخوار او حمزہ تو نے غضب کیا کہ ہماری عملداری کی شاہزادی کو مارا افسوس ہی کہ ہمارا کوئی سرپرست نہ رہا اب مین آگے نہ بڑھنے دونگا اگر سر میدان ٹوک کر نہ مارا تو نام اپنا عفریت خونخوار نہ پایا خون ان زن و شوہر کا بالا بالا نہ جائیگا آخر رنگ لائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ او بے حیا کیا لاف و گزاف کرتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدای ما بزرگ است اُس پہلوان نے بارگاہ استادہ کرائی بل کرتا ہوا بارگاہ مین آیا آکے مسند پر بیٹھا شراب زہر مار کرنے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزہ کو ٹوک کر مار ڈالونگا کیا اُن کو زندہ چھوڑ دونگا کہ اس دشت سے خوشی خوشی جاوین جاکر لوگون سے بیان کرین کہ صحراے تیہو کو ویران کر آئے مین اس صحرا کو آباد کرونگا مسلمان برباد ہون تو دلکو قرار ہو افسوس ہی کہ ایسی مہربان مری کہ کوئی ایسی محبت نہ کریگا میرے اکھاڑے پر تشریف لاتی تھین مین جو لڑتا تھا اور پٹھون کو زور دلاتا تھا تو فرماتی تھین ای عفریت بس اب لڑ چکے جاکر کھانا کھاؤ آرام کرو ایسی پرورش کون کریگا کیون سرفراز کرے کہ نقارۂ جنگی کی صدا بلند ہوئی ہرکارے جو لشکر

اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے اول ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ
تا سر زند آفتاب سرور باشی ٭ تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی ٭ تا تاج حیات بر سر خضر بود ٭ در خانہ
اقبال سکندر باشی ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور دشمن کو سوز و گداز ہو عفریت خونخوار نے
طبل جنگی بجوایا ہی کیسی یہ سرکشی کفار کر رہے ہین خدا ان سے امان دے صاحبقران نے فرمایا خواجہ
کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے صفین جمین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیت بھی کڑکا کہہ چکے لشکرون مین سناٹا ہوا اشعار عبرت
سنکر بہادر جھوم رہے ہین اور بودے بھاگنے کا ارادہ رکھتے ہین کہ عفریت نے گینڈا انکا لا میدان
مین آکر سلحشوری دکھائی بعد چند ساعت کے آواز دی کہ یا صاحبقران زمان مقابلے مین میرے
آپ تشریف لائیے اور جرأت کا امتحان ہوجائے صاحبقران اشقر کو مہمیز کرکے میدان مین آئے
مگر نقیب بالحان داؤدی آوازین لگا رہے ہین اور اہل دل کو پکار پکار کے سنا رہے ہین نظم

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوے زر کی خاطر تو منعم خراب
جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
قم محمد خالق مین کر عمر صرف
کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی
کدھر کو ہی دارا فریدون کہان
بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر مین ٭
یہ دنیا سرا رنج و حسرت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہی +
یہی بات اوصاف ہمت کی ہی

صاحبقران گھوڑا اڑاتے ہوے
مقابلہ عفریت خونخوار مین پہونچے عفریت خونخوار نے جو جرأت و شوکت دیکھی دنگ ہوگیا جی مین
کہتا ہی کہ اسی صاحب شوکت نے دیوزادون کو مارا کیسے کیسے پہلوانون کو للکارا ای عفریت خونخوار
مین ایسا نہ سمجھا تھا حقیقت مین اس شہریار پر غالب آنا کمال دشوار ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو عملداری انکی
دن بدن کیونکر بڑھتی لیکن اب کیا کرون اگر مقابلہ کرتا ہون تو خوف جان ہی آج پورا پورا امتحان
ہی یہ سوچ کر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا عفریت خونخوار نے کہا
کہ یا صاحبقران مین آپ کا نام سنتا تھا کہ جرأت کے آپ کی ڈنکے ہین لیکن آج آپ کی زیارت
سے مشرف ہوا امیدوار ہون کہ ایک دن کی مہلت ملے آج مین ہتھیار عمدہ چھونگا کل آپ سے
مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای عفریت خونخوار مین نے حریف کی ہمیشہ خوشی کی اگر تیری خوشی
اسی مین ہی کہ آج مقابلہ نہ کرون تو بہتر ہی کل مقابلہ کرنا مین اسپر بھی راضی ہون عفریت خونخوار
نے گینڈا پھیر الٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا سر جھکا کر بیٹھا عیار اسکا قبلاب صحرا النور دوقت پر آیا
عرض کی کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان آپ میدان سے کیون پلٹ آئے اور تنہا خاموش
سر جھکائے ہوے کیون بیٹھے ہین اپنے خیرخواہ سے کچھ حال کہیے کہ اسکی تدبیر کرون عفریت خونخوار نے
کہا کہ ای خیرخواہ دولت کیا پوچھتا ہی حریف سخت سے مقابلہ ہی یہ وہ شخص ہی کہ جسنے نوشیروان ایسے
بادشاہ کو دربدر خاک بسر کیا اب بربادی دولت سکندر ہورہی ہی کیسے کیسے پہلوان مارے گئے کئی
بیٹے سکندر کے جنکا جرأت مین مثل و نظیر نہ تھا ہاتھ سے اسکے سردارون کے قتل ہوے مین ایسے ایسے

خیال کرکے پلٹ آیا نامردی کہتی ہی کہ لشکر تیار کرکے نکل چلو مگر جرأت یہ کہتی ہی کہ میدان کارزار سے آکے پلٹنا سراسر حماقت ہی لیکن اس وقت مین کچھ مدد کرا ہی قیلاب اگر ہو سکے تو حمزہ کو پکڑ لا یہ سُنکر قیلاب نے عرض کی کہ غلام اسی حکم کا منتظر تھا اس طرح لاؤن کہ کسی کو خبر نہ ہو عیار اُن کا عمرو ہی دعوی رکھتا ہون کہ اگر وہ سامنے آیا تو اُسکی بھی مشکین باندھ لاؤنگا مالک اور ملازم دونون کو قتل کیجیے اگر اُسنے پہچانا نہ کیا تو مین اُسکی جستجو نہ کرونگا یہ کہکر بانہاے عیاری سے اپنے کو آراستہ کیا براے گرفتاری صاحبقران چلا چلتے وقت قیلاب نے کہا کہ ای شہریار مین بڑے کار سخت واہم کو جاتا ہون حمزہ ایسے شخص کو گرفتار کرنا کیا آسان ہی یہ سُنکر عفریت خونخوار نے کہا کہ ای قیلاب بڑی ہوشیاری سے جانا عمرو عیار بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ جاگ پڑے تو پھر جان بچانا دشوار ہوگا اور حمزہ کل فنون مین طاق ہی جرأت وشوکت مین شہرۂ آفاق ہی قیلاب نے کہا کہ اب تو غلام نے آپ کے قصد کیا جاتا ہون حمزہ کو لیکر آتا ہون صبح تک میرا انتظار کیجیے گا پھر قیلاب نے کہا کیا غلام کوئی بات اُٹھا رکھیگا اب تو جاتا ہون کمر باندھ کر چلا لشکر صاحبقران مین آیا بارگاہ مین بصورت مبدل پہونچا صاحبقران خاصہ نوش فرما رہے تھے خواجہ عمرو بھی حاضر خدمت صاحبقران ہین قیلاب کھڑا دیکھا کیا سب کی آنکھ بچاکر زیر ڈنگل چھپا صاحبقران خاصہ کھاکر پلنگ پر آئے خواجہ عمرو خدمتگارون سے تاکید کر رہے ہین دیکھو صاحبو ہوشیار رہنا یہ کہکے خواجہ تو باہر نکلے قیلاب سب باتین سُنا کیا جب اسنے دیکھا کہ صاحبقران نے آرام فرمایا نفیر خواب بلند ہوئی چار خدمتگار چپی پر ہین قیلاب نے اول پروانے بیہوشی کے اُڑائے دھوان جو اُسکا اُڑا خادم بیہوش ہوے قیلاب جھپٹ کر قریب صاحبقران آیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا خواجہ عمرو جو پڑے سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ صاحبقران پر حملہ کر رہا ہی خواجہ گھبرا کر اُٹھے دوڑے ہوے بارگاہ صاحبقران مین آئے دیکھا کہ خدمتگار بے ہوش پڑے ہین اور پلنگ امیر کا خالی ہی عمرو گھبرایا بیقرار ہو کر بارگاہ سے نکلا صفون مین غل مچاتا ہوا چلا کہ یارو ہوشیار رہنا آقاے نامدار کو عیار لے گیا ہر مقام پر ہلڑ ہوا سپاہی اُٹھ کر دوڑے قیلاب جو روبراہ جاتا تھا اسنے پشت پر ہلڑ سُنا صحرا کی طرف چلا جی مین کہتا ہی کہ لوگ ہلڑ کرتے ہوے آتے ہین اسی راہ سے آوین گے مین دو تین کوس چڑھ کر نکل چلون کہ کسی کو پتہ نہ ملے یہ سوچکر صحرا مین آیا پھیر کھا کر جاتا ہی قضاے کار احکام مردم در اس حوالی کا حاکم براے شکار آیا تھا صبح ہو چکی ہی کہ اسکی نظر عیار پر پڑی پکار کر آواز دی کہ ای عیار طرار ذرا ٹھہر جا یہ کسکا پشتارہ لیے جاتا ہی اور تو کون ہی قیلاب نے پکار کر کہا کہ ای احکام آپ کے دوست صادق ومحب واثق کے حکم سے صاحبقران کو گرفتار کرکے لیچلا ہون اُن کے ذہن مین یہی آیا ارشاد ہوا کہ حریف کو جاکے گرفتار کر لاؤ لوگ میرے تعاقب مین آتے تھے مین اس وجہ سے اِدھر سے نکل آیا یہ سُنکر احکام نے تیر وکمان اُٹھایا کہا او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی بہتر اسی مین ہی کہ پشتارہ رکھدے کبھی مین یہ گوارا نہ کرونگا کہ ایسا جری وبہادر عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہو کے جائے ہم سر میدان کیا زیر نہین کر سکتے جو یہ نامردی اختیار کرین قیلاب نے دیکھا کہ اگر یہ تیر رہا کریگا تو اُس سے

بچونگا یہ سوچ کر قیلاب نے پشتارہ رکھ دیا اور یہ کہہ کر بھاگا کہ احکام تمنے یہ اچھا نہ کیا ہمارے آقا کو بہت ناگوار ہوگا کیا عجب ہی کہ آپ کے اور اُن کے فساد ہو احکام نے کہا کہ مین کیا کسی بات مین باہر ہون قیلاب تو اُدھر گیا احکام مردم در نے آکے پشتارہ کھولا صاحبقران کو ہوشیار کیا کہا ای شہریار آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین نے اُس سے پشتارہ چھین لیا میرے قلعے مین چلیے امیر کو لیکر قلعے مین آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای احکام اگر ہمسے محبت ہی تو دین اسلام اختیار کرو لات و منات پر لعنت کرو یہ فرماکر صاحبقران نے چند کلمے مذمت کفر مین کہے اور چند کلمے تعریف پروردگار مین فرمائے احکام کو کہنا صاحبقران کا بہت پسند آیا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا کہا ای شہریار مدت سے آپ کا ذکر سنتا تھا آج مشرف ہوا یہ کہہ کر خود اُٹھا شراب و کباب طلب کیا اپنے ہاتھ سے جام پیش کیا طائفون کو حکم دیا نازنینان مہجبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

دیکھیے ہجر مین حالت مری کیا ہوتی ہی
روح ذکرِ شب ہجران سے فنا ہوتی ہی

چال ان فتنہ خرامون کی بلا ہوتی ہی
اک قیامت دم رفتار بپا ہوتی ہی

کس کشاکش مین پڑی ہی ترے بیمار کی روح
نہ قضا آتی ہی اسکو نہ شفا ہوتی ہی

تم تو ای حضرتِ دل کوچۂ جانان مین چلو
ہم بھی آتے ہین جو تائید خدا ہوتی ہی

دل دھڑکتا ہی ابھی سے کہ شب وصل چلی
دیکھیے صبح کو حالت مری کیا ہوتی ہی

عہد پیری مین بھرا کرتے ہین ٹھنڈی سانسین
سچ ہی ہنگام سحر سرد ہوا ہوتی ہی

ڈھونڈھنے والے تمھارے تمھین پاتے ہین کہان
تم جہان ملتے ہو وہ کونسی جا ہوتی ہی

جان پر کھیل کے لکھا ہی یہ خط مین اُن کو
ہم بھی آتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہی

دل پکڑ لیتے ہین کہتے ہین بلا لو اُس کو
گوش زد اُنکے ہماری جو صدا ہوتی ہی

روضۂ حضرتِ شبیر پہ چلتے ہین ہزبر
اب نہین دیر ہی تائید خدا ہوتی ہی

صاحبقران تو یہان مصروف عیش و نشاط ہین لیکن قیلاب جو بھاگا عفریت خونخوار کے پاس آیا سب حال بیان کیا کہ اس طرح پشتارہ لاتا تھا صحرا مین احکام مردم در کے پہونچا مین نے آپ کا نام بھی لیا مگر اُسنے نہ مانا پشتارہ چھین ہی لیا مین نے ہرچند کہا کہ آپ کے دوست کا یہ گنہگار ہی مگر اُسنے کچھ نہ مانا اپنا ہی فعل کیا کہ پشتارہ مجھسے چھین کر قلعے مین لے گیا نہین معلوم کیا کیا عفریت خونخوار نے کہا کہ یہ اُسکی خام خیالی ہی مین حمزہ سے کیا دبا کہ سب سے دبونگا گینڈا لاؤ گینڈا تیار ہو کر آیا عفریت خونخوار بہ قہر و غضب تمام چلا یہان احکام صاحبقران کی خاطر کر رہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار آرزو ہی کہ مین ہمراہ رکاب رہون رفیقون مین حضور کے درج ہون صاحبقران فرماتے ہین کہ ای احکام مردم در ہمین یہی افسوس ہی کہ تمسے امتحان نہ ہوا کہ حال دل کھلجاتا جرأت کا خیال نہ رہتا احکام کہہ رہا ہی جب حضور کو منظور ہوگا مجکو زیر کر لیجیے گا مین آپ سے کیا لڑ سکتا ہون مگر احکام نے ہرکارے روانہ کیے ہین کہ اگر عفریت آتا ہو تو مجکو خبر کرنا مین راہ مین اُنکی گردن لونگا سامنے صاحبقران کے نہ آنے دونگا کہ ایک خادم نے اشارہ کیا حضور عفریت آتا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ آمادۂ رزم و پیکار ہی احکام نے کہا چپ رہو فوراً گینڈے پر سوار ہوا امیر سے

فرمایا کہان جاتے ہو احکام نے عرض کی کہ مین ابھی حاضر ہوتا ہون اگر دیر ہو تو معاف فرمائیے گا نہ
گھبرائیے گا وزرا سے کہا کہ دیکھو خاطر و مدارات مین کچھ فرق نہ آنے پائے یہ کہتا ہوا چلا بیرون قلعہ
آیا دیکھا کہ عفریت آتا ہے وہین سے للکارا کہ او عفریت خونخوار کیا ارادہ ہے عفریت نے کہا تو نے
آج بڑی بے ادبی کی کہ میرے عیار سے میرے دشمن کا پشتارہ چھین لیا لا اُس قیدی کو منگوا دے
ورنہ تیرا سر لونگا احکام نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہے دیوانہ ہوا ہے بیک ضرب شمشیر تیرے دو پرکالے
کرونگا عفریت نے بڑھ کر نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا آخر نیزے بیکار ہوے قبضون پر ہاتھ پڑے
تھوڑی دیر تلوار چلی احکام نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا عفریت بھی لپٹ پڑا آپس مین کشتی
ہونے لگی چند خادمون نے آکے صاحبقران سے کہا کہ حضور ہمارے آقا سے اور عفریت خونخوار
سے کشتی ہو رہی ہے مگر عفریت خونخوار بڑا پہلوان زبردست ہے دیکھیے کیا ہو صاحبقران یہ سُنکر
اُٹھے بیرون قلعہ آئے دیکھا کہ عفریت پکڑ لایا ہے احکام کو رگڑ رہا ہے احکام ہر چند کہ چاہتا ہے
نکلون مگر نکل نہین سکتا صاحبقران نے للکارا کہ او عفریت چھوڑ دے عفریت نے پلٹ کر کہا
کہ بس اب آپ پلٹ جائیے ورنہ یہی حال آپ کا بھی کرونگا ذرا جو اسکی نگاہ پھری احکام نکلا پھر
اُسی طرح لڑنے لگا مگر صاحبقران قریب آئے بیچ مین آکر داہنا ہاتھ سینے پر عفریت کے رکھا
اور بایان ہاتھ سینے پر احکام کے رکھا چاہا ان دونون کو جدا کرون عفریت نے ہاتھ بڑھایا
کہ گریبان مین ہاتھ ڈال دون اور صاحبقران کو کھینچ لون امیر نے ایک ہاتھ کمر مین عفریت کی
ڈالا اور دوسرا ہاتھ کمر مین احکام کی ڈالا اللہ اکبر کہہ کر دونون کو اُٹھا لیا اور غصے مین فرمایا کہ
یہ شرط دونون کو لڑا دون احکام نے کہا میرا تو امتحان ہو گیا مگر عفریت خاموش ہے کچھ مُنھ سے
نہین بولتا جب صاحبقران نے کئی مرتبہ فرمایا کہ ای عفریت شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہے
عفریت نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار مین آپ کا مطیع و تابعدار ہون جو فرمائیے وہ بجا لاؤن
صاحبقران نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا عفریت دل مین کینہ رکھ کر بہ مکر مسلمان ہوا طوطے کی
طرح کلمہ پڑھا عرض کی میرے لشکر مین چلیے میرے ساتھ والون کو بھی مسلمان کیجیے وہ سب مشتاق
ہونگے کہ آقا ہمارے گئے ہین حریف کو لے کر آتے ہونگے صاحبقران اور احکام عفریت کے
ساتھ ہوے عفریت دونون صاحبون کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ملازمون کو اشارہ کیا کہ یہ
لوگ جو کچھ کہین اُسے اچھا اچھا کرو مین ابھی دونون کی گردن لیتا ہون کیا انکو زندہ چھوڑونگا
مگر قاعدے سے یہ فعل ہوگا افسران فوج نے بھی مکر سے اسلام اختیار کیا مگر عفریت خونخوار
دوڑ کے گلابی لایا جام مئے ارغوانی لبریز کیا صاحبقران کے سامنے لایا کہا کہ ای شہریار ہمارے
قلعے کا دستور ہے یہ جام محبت ہے اسے نوش فرمائیے ایک جام صاحبقران کو پلایا دوسرا جام بھر کر
احکام کو دیا پیتے ہی دونون کو آثار بیہوشی کے معلوم ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ ای
عفریت خونخوار اس شراب مین کیا تھا کہ پیتے ہی سر گردش کرنے لگا عفریت نے کہا ذرا
اُٹھ کر ٹہلیے طبیعت درست ہو صاحبقران و احکام اُٹھے جیسے ہی قدم اُٹھایا بیہوشی نے
تاثیر کی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے عفریت نے حکم دیا کہ آہنگرون کو لاؤ ان دونون کو

مسلسل و مطوق کرو قلعۂ آہن جو میرا ہی اُس مین ان کو لیجاؤنگا وہان لیجاکران کو رکھونگا وہان کا قیدی تین دن سے زیادہ زندہ نہین رہتا یہ لوگ وہان اپنی سرکشی کو یاد کرینگے ہم سے کہنا تھا کہ مسلمان ہو ہم کیا بیوقوف ہین کہ پونے دو سو خداوندون کو چھوڑین ایک خدا کو اختیار کرین جسمے یہ نہ ہوگا یہ بھی ایک وقت تھا کہ ایک فقرہ کہدیا خداوند معاف کرین گے دونون کو مسلسل کرکے ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار فوج ساتھ طرف آہن حصار کے چلا راہ مین صاحبقران کو ہوش آیا اپنے کو اس حال مین پایا فرمایا کہ او نامرد یہ کیا حرکت کی احکام بھی زنجیرین ہلانے لگا خائنہ زنجیرین غُل ہی مگر عفریت روا روی کرتا ہوا چلا جاتا ہی صاحبقران کی بات کا جواب دیتا ہی کہ آپ کو ایسے مکان مین قید کرونگا کہ تین دن بمشکل گذرین بڑے بڑے سرکش اُس مکان مین مرے ہین یہ سُنکر احکام کہتا ہی کہ ای شہریار حقیقت مین وہ مکان ایسا ہی ہی مین نے سُنا ہی کہ جو جاکر وہان قید ہوا مرکر نکلا زندہ نکلنا نصیب نہین ہوا صاحبقران فرماتے ہین کہ وہ حافظ حقیقی حافظ ہی کیا عجب ہی کہ اُس مکان مین ہمارا جانا نہ ہو راستے ہی مین کوئی سبب پیدا ہو جائے احکام کہتا ہی کہ ای شہریار اب رہائی دشوار ہی اُسی دن پہر دن رہے ایک صحرا مین آکر اُترپڑا صاحبقران و احکام کو ایک خیمے مین بھیجدیا اور آپ بارگاہ وغیرہ استادہ کرا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار دو ہزار جوان ساتھ آکر پہونچا عفریت نے بڑھکر سلام کیا کہا بھائی صاحب کہان سے آتے ہو مین تو ایک مہم عظیم پر پھنسا مگر شکر ہی لات و منات کا کہ فتح پائی دونون فسادیون کو قید کرلایا اسلام گوہرپوش نے پوچھا کہ کس سے مقابلہ تھا عفریت نے کہا کہ صاحبقران زمان والی قاف ثانی سلیمان سے مقابلہ تھا روز اول مین ایسا ڈرا کہ مقابلہ نہ کیا عیار کو بھیجا کہ جاکے اُن کو گرفتار کرلاؤ وہ لیے ہوے آتا تھا راہ مین احکام ملا اُسنے عیار سے پشتارہ چھین لیا لیکن احکام صاحبقران کو اپنے قلعے مین لے گیا کہا مین آپ سے امتحان چاہتا ہون صاحبقران و احکام سے کُشتی ہونے لگی مجکو عیار نے خبر دی مین پہونچا مین نے دونون کو اُٹھا لیا اسلام گوہرپوش نے کہا کہ ای برادر صاحبقران کا نام زبان سے نہ لو اُنھون نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی اب سکندر سے مقابلہ ہی عفریت نے کہا کہ ای برادر تمکو کیون تعجب ہی اسلام گوہرپوش نے کہا کہ بھائی صاحب مجکو یقین نہین آتا کہ تم نے حمزہ کو اُٹھا لیا ہو حمزہ ایسا جوان نہین ہی قاف مین جاکر اُسنے کوچک سلیمان لقب پایا پردۂ دنیا مین اُس سے کون مقابلہ کرسکتا ہی مجکو جب یقین آئے کہ میرے سامنے اُس سے مقابلہ کرو اور اُس کو زیر کرلو تب مین جانون کہ تم بڑے پہلوان ہو عفریت نے کہا کہ حریف سے پوچھ لو دیکھو وہ کیا کہتا ہی اگر وہ قبول کرے تب تو یقین ہوگا اسلام نے کہا بلواؤ عفریت نے عیار کو اشارہ کیا کہ سمجھا کر حمزہ کو لانا کہ بھائی صاحب سے کہدین اِسنے مجکو اُٹھا لیا عیار نے جاکے صاحبقران سے کہا صاحبقران نے کہا مین کہدونگا عیار صاحبقران و احکام کو لیکر دربار مین آیا امیر نے آکر صاحب سلامت کی اسلام نے کہا کہ یا صاحبقران مقام افسوس ہی کہ میرے بھائی نے آپ کو زیر کیا اُسپر آپ بل کرتے ہین اور اسلام کا دعوی ہی صاحبقران زمان نے فرمایا شاباش

ایسا ہی ہوا اسلام نے کہا کہ ای برادر سُنا تم نے عفریت نے کہا کہ ای حمزہ مین نے تم کو زیر کیا یا نہین صاحبقران نے فرمایا اب کیون گھڑی گھڑی پوچھتا ہی عفریت نے کہا کہ اگر سچ نہ کہوگے تو ابھی تم کو قتل کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ او مکار وجعلساز مجکو مکر سے گرفتار کرکے لایا ہی اُسپر یہ باتین بناتا ہی عفریت کو بہت غصہ آیا تلوار کھینچ کر اُٹھا کہا ابھی تمکو قتل کرونگا اسلام گوہر پوش ہان ہان کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خبردار ہاتھ نہ مارنا مگر عفریت نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہتھکڑی آگے کردی ہتھکڑی کٹی خانۂ زور مین آکر طوق وغیرہ توڑ کر پھینک دیا نعرہ کیا کہ او عفریت مغرور کیون تیری شامت آئی ہی نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب حمزۂ شیر دل ۞ گرز و کشندہ سہراب و رستم خجل ۞ امیر عرب ضیغم روزگار ۞ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ۞ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ۞ یکے تیغ عقرب یکے ذوالنجام ۞ بن کافران از جہان پاک کرد ۞ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ۞ عفریت نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا عفریت لپٹ پڑا صاحبقران نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا عفریت دھم سے بیٹھے کا اٹھا گرا صاحبقران کود کے چھاتی پر سوار ہوے کہا اکنون در شناخت پروردگار چہ میگوئی عفریت نے کہا کہ حمزہ مین مسلمان نہ ہونگا بھائی صاحب کے سامنے ذلیل ہونگا صاحبقران نے عفریت کو چیر کر پھینک دیا اسلام بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران نے سب حال اسلام سے بیان کیا کہ مین اسکو زیر کرچکا تھا اُسنے بیہوشی دے کر مجکو گرفتار کیا قلعۂ آہن حصار مین لیے جاتا تھا راہ مین تمنے آکر روکا خدا تم کو دائم رکھ اسلام مین لایا اسلام گوہر پوش نے کہا کہ مین ہمیشہ سے آرزو رکھتا تھا کہ آپکی خدمت مین حاضر رہون راہ خدا مین جہاد کرون کہ میرا انجام بخیر ہو صاحبقران زمان نے ان دونون جوانون کو ساتھ لیا طرف لشکر کے پلٹے تھوڑی دور چلے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ خواجہ عمرو آتے ہین صاحبقران نے اشتیاق مین ہاتھ پھیلا دیے فرمایا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار مین تمھارا نہایت مشتاق تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای شہریار اس صحرا مین ایک نخل ہی اُسکی جڑ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین مین اُسکے سامنے گیا اُسمین سے آواز آئی کہ او فتنہ گر عیار مکار یہان نہ آنا تیرا یہان کام نہین ہی یہ مقام خاص خداے آتش چرخ زن ہی آٹھوین دن یہان میلہ ہوتا ہی سب کے ساتھ آنا نذر و نیاز چڑھانا صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے مٹنے کا وقت آیا اُسنے اپنے کو ظاہر کیا مین کل چلکے اُس مقام کو دیکھونگا یہ فرماکر اُسی مقام پر اُتر پڑے خواجہ کے آنے سے سب کو خوشی ہوئی رات کو جلسہ آراستہ ہوا صاحبقران نے فرمایا خواجہ اگر مناسب ہو تو آج کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد صاحبقران یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

خاک پلکے سوا بھلا کیا ہی
کچھ نفس کا شمار باقی ہی ۞
ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
ای مسیحا بتا تو دے سد

نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی
تیرے بیمار مین رہا کیا ہی
دل کو کھو بیٹھے کیسے خوب ہوا
درد تنہائی کی دوا کیا ہی ۞

درد سر کی مرے دوا کیا ہی
دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف
خیر اب اُسکا جھینکنا کیا ہی
نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے

روح کو آج ہو گیا کیا ہی
جان لیتی ہی کیون شب فرقت
جائیے اب یہان دھرا کیا ہی
کیون ہر بار آہ و نالہ کرتے ہو

کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو
مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی
محتسب گر نہین ہی شیشہ می
خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

یہ تو کہدو مری خطا کیا ہی
جان لینی تھی لے چکے صاحب
یہ بغل مین ترے چھپا کیا ہی

شب بھر صاحبقران مصروف عیش و نشاط رہے آوازین خلقت کے جلنے کی سنا کیے کہ ہزار گئے دو ہزار گئے جب نکل کے دیکھا زمیندار و تعلقہ دار و راجہ بابو چلے جلتے ہین ہار پھول ساتھ ہین کشتیون مین تحفہ جات رکھے ہوے جب کسی سے پوچھا اُسنے یہی بیان کیا کہ خداوند آتش چرخ زن ہر آٹھوین دن اس صحرا مین آتے ہین ہم لوگ برائے ملاقات جاتے ہین نذر و نیاز کے یہ اشیا ساتھ ہین صبح کو صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے خواجہ عمرو کو ساتھ لیا اُس صحرا کو طے کر کے ایک بیشے مین پہونچے دیکھا کہ ایک نخل ہی اُسکی جڑ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین شعلہ نکل کر بلند ہوتا ہی آواز دیتا ہی کہ اے اہالی قصبہ و قریہ آگاہ ہو منم خداوند آتش چرخ زن مجلولات و منات دونے دوسرے خداوندون نے اپنا نائب کر کے بھیجا ہی جب وہ شعلہ آواز دیتا ہی تو سب برائے سجدہ جھک پڑتے ہین نذر و نیاز کی کشتیان چڑھا رہے ہین اُسی آگ مین مال ڈال دیتے ہین کھینچنے والا کھینچ رہا ہی تھوڑے عرصے مین لاکھون روپئے کا مال چڑھ گیا صاحبقران نے فرمایا خداوند اس قریے کے بڑے لالچی ہین جیسے ہی صاحبقران نے یہ کہا ایک شعلہ بھڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے لاحول پڑھ کر اسم اعظم پڑھا وہ شعلہ دفع ہو گیا کئی شعلے اسی طرح صاحبقران پر گرے مگر بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی جب صاحبقران آگے بڑھے اور اُس آگ کی طرف چلے اہالی میلہ غل مچانے لگے کہ اے شخص کہان جاتا ہی آگ کا کام جلا دینا ہی مگر صاحبقران جب قریب بیخ نخل پہونچے اسم اعظم پڑھنے لگے جتنے شعلہ ہائے آتش تھے نازنینان مہجبین و مہجبینان مہ تمکین بنکر صاحبقران پر گرے صاحبقران نے کئی سر کو قتل کیا خواجہ عمرو بھی پتھرون سے مار رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے چند زنگی سیہ فام و بدانجام پیدا ہوے اور صاحبقران سے لپٹ گئے ہر چند کہ امیر نے کئی کو مارا مگر زنگیون نے انبوہ کر کے صاحبقران کو پکڑ لیا چند کنیزین عمرو کو لپٹ گئین عمرو کو بھی گرفتار کر لیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین تھرا گئی اور آواز آئی کہ اے اہالی میلہ اس مسلمان کو کہان لیکر آئے تھے جاؤ اب پلٹ جاؤ ورنہ بلا مین مبتلا ہوگے ان دونون کو ہم آج قتل کرینگے فرشتگان عذاب ان کا گوشت کھا دینگے اور خوش ہونگے مگر صاحبقران و عمرو کی آنکھین بند ہو گئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمکو کوئی لیے جاتا ہی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی امیر و عمرو نے اپنے تئین مسلسل و مطوق پایا وہی زنگی تیغ ہائے برہنہ کھینچے ہوے دونون کو ایک سمت لیے جاتے ہین کہ سامنے ایک باغ معلوم ہوا اُن زنگیون نے امیر و عمرو کو باغ کے اندر کر کے دروازہ بند کر لیا اب جو امیر و عمرو باغ مین آئے دیکھا گل ہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون کھلے ہوے ہین شاہدان چمن اکڑ رہے ہین نہرین بہ آب و تاب جاری طائرون کی بیقراری ہر نخل سے یہ صدائین دیتے تھے نظم

یا رب نہ شام ہجر کا مجھکو ملال دے
آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے

دو ایک جام ساقیِ رنگین خیال دے
آتی ہو جسمین پھول کی بُو وہ زلال دے

ای دل سوال وصل تو آسان ہی مگر
ایسا نہ ہو وہ بات تری ہنس کے ٹال دے

بوسہ ملیگا یا نہ ملیگا ہلا زبان
للہ منھ سے بول جواب سوال دے

چہرہ جو جھمکے چھوٹ پڑے کوہ طور کی
یارب تو اُس پری کو وہ حسن وجمال دے

لیجاؤ نگا چڑھانے کو مجنون کی قبر پر
جوش جنون مفر جو مجھے ایک سال دے

رُخ سے نقاب اُلٹ کے دکھا شکل چاند سی
ارمان آج میرے بھی دل کے نکال دے

شاہو نسے لین خراج کرین جشن ای ہزبر
اختر کو ذوالجلال وہ جاہ وجلال دے

امیر جون جون یہ اشعار سنتے ہین اسم اعظم فراموش ہوتا جاتا ہی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین کہ رنگ روے مبارک زعفرانی ہوگیا ہی مگر خواجہ نے اپنے کو سنبھالا جب روشون کو طی کر کے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ ایک شامیانہ استادہ ہی اور ایک مہ جبین دلفریب لباس فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن حُسن وجمال مین رشک چمن دونون عارض گلہاے نسرین ونسترن بھولی بھولی صورت سر جھکائے بیٹھی ہی خواجہ عمرو نے جو اُس نازنین کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ قربان خداوند آتش چرخ زن کے کیا تماشا دکھایا ہی دل کو محویت ہوتی ہی یہ کہکر واسطے سجدے کے جھکا اُس نازنین نے حجاب سے منھ پھیر لیا مگر عمرو کھڑا تعریفین کر رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ یا خداوند وہ صحرا کیا ہوا وہ درخت کہان گیا اہل میلہ کہان گئے اب ہم کس مقام پر آئے معلوم ہوتا ہی آپ ہی نے یہ شعبدے دکھائے لیکن ای نازنین تصویر خداوندلات ومنات وسامری وجمشید مجھسے باتین کیجیے یہ شخص وہ ہی کہ جسنے ہزارون جادوگرون کو مارا اب گرفتار ہو کے آپ کے سامنے آیا ہی اسکو جلد قتل کیجیے جو ساحر جہان ملا اس ظالم کے ہاتھ سے مارا گیا مین تو مدت سے جویا تھا کہ کوئی خداوند صاحب کرامات ملین تو اُن کا مذہب اختیار کرون آج ظہور خداوندی کو دیکھا اب چاہتا ہون کہ عمر بھر قدمون سے جدا نہ ہون یہ کہکر عمرو نے نیچہ کھینچا صاحبقران کی طرف چلا صاحبقران خاموش ہین ناچار ہو کر سر جھکا دیا فرمایا خواجہ مجکو قتل کرو مین اس کشاکش سے چھوٹون خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ مین تجکو ضرور قتل کرونگا تیرے ہاتھ سے تو عاجز ہو رہا ہون عمرو نے اُس نازنین سے آنکھین ملا کر گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

فراق مین ہی دم تیغ موج آب مجھے
ہی گرد لشکرِ غم جوشِ ماہتاب مجھے

جو مے فروش نے زر لیکے دی شراب مجھے
عوض مین ذرے کے بخشا ہی آفتاب مجھے

ملا ہی وہ بتِ محجوب بے حجاب مجھے
عجب ہی آئے نظر برق بے سحاب مجھے

دم انتظار مین نکلا تب آیا ہاے جواب
جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے

تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لبِ دریا
نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے

ہین جسکے غم مین جلون ہو وہ بیمزہ مجھسے
کیا ہی بخت نے کیا سوختہ کباب مجھے

خوشی جہان کو ہی میری اشکباری سے
کیا ہی بخت نے ہم طالع سحاب مجھے

بچیگی جان مری رو رہ ہجر مین کیونکر
بہا جو اشک کا سیلاب آنکھین پھوٹ گئین
جنون سے ملتے ہین کٹتے وہائے زنجیر
درود پڑھنے لگا ہون جو یک بیک ناسخ

دکھا رہا ہی فلک تیغ آفتاب مجھے
دیے تھے کیا عوض آنکھونکے دو حباب مجھے
کیا ہی عشق نے جو خانمان خراب مجھے
کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب سے مجھے

نگر عمرو نے یہ اشعار اس الحان سے گائے کہ وہ نازنین یا تو خاموش بیٹھی تھی یا ہنس پڑی کہا خواجہ ہمین تمسے کچھ صلاح کرنا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تو بندہ ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن آج ہین نے صاحب کرامت خداوند دیکھے یا تو وہ میلہ کا ہنگامہ شعلہ ہاے آتش کی ترقی یا یہ باغ بہشت آئین یہ کہکر عمرو قریب آیا اُس نازنین نے کہا خواجہ حمزہ کو کیونکر قتل کرون اس پر میری طبیعت مائل ہی اگر یہ مجھکو قبول کرے تو نائب قدرت کرون دیکھو سارا باغ مال سے بھرا ہوا ہی عمرو نے کہا کہ میرا کہنا قبول نہ ہوگا آرزو یہ تھی کہ اس شخص کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا تب میرے دل کو آرام آتا وہ بدعتین اس شخص کے ہاتھ سے دیکھی ہین کہ دل کانپتا ہی مگر جب سے تمکو اسنے دیکھا ہی حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی دیکھو کس نگاہون سے دیکھتا ہی اُس ساحرہ نے کہا کہ خواجہ میرا شجر جادو نام ہی اس مقام پر آکر مین نے یہ شعبدہ بنایا ہی ہر اٹھوارے مین رئیسان اطراف آکے جمع ہوتے ہین لاکھون روپئے چڑھاتے ہین تمکو منتظم خداوندی قرار دونگی اور حمزہ کو نائب قدرت کرونگی اُسی صحرا مین انکے واسطے بارگاہ زربفتی استادہ کراؤنگی کنیزین براے خدمت موجود رہینگی شب کو مین بھی آیا کرونگی صبح کو چلی جایا کرونگی یہ سُن کر عمرو صاحبقران کی طرف پلٹا آنکھ سے اشارہ کیا کہ جو مین کہون اُسکو اچھا کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میری خود جان جاتی ہی اس طرح مطلب نکلے گا ورنہ اس مصیبت مین قید کریگی کہ جان بچنا دشوار ہوگی اتنے عرصے مین تو آپ متغیر ہوگئے اپنی صورت تو دیکھیے معلوم ہوتا ہی کہ کئی دن سے کھانا نہین ملا اور پکار کر کہا کہ او حمزہ تیری خوش نصیبی کہ قدرت تجھپر مائل ہوئین عہدۂ نیابت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا تمام عمر چین کروگے اُسی صحرا مین کہ جہان نخل ہی تمھارے واسطے بارگاہ استادہ ہو جائیگی کنیزین براے خدمتگزاری حاضر رہینگی دن بھر چین کرو صحرا مین شکار کھیلو شب کو ملکہ تشریف لاوینگی ان کے ساتھ آرام کرو صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو نے ٹھٹھا مارکر کہا لو اب نہال ہوگے یا تو قتل کا سامان تھا یا عیش و آرام ملتا ہی یہ سب شاہزادیان صحبت مین ہین جسپر نگاہ ڈالوگے وہ خدمت مین حاضر ہوگی شجر جادو نے کہا خواجہ یہ بدعت مین قبول نہ کرونگی میرا ابھی سن کیا ہی ابھی تو مین نے پورا شباب کا مزہ بھی نہین پایا فقط چار سی چالیس برس کا سن ہی اس طرف گذر ہوا اس مقام کو آباد کیا اب آبادی اور زیادہ بڑھاؤنگی اسی صحرا مین قریے اور بساؤنگی زمیندارون کو زمین دی جائیگی لگان اُن سے نہ لیا جائیگا جس طرح چاہین بوئین جوتین رعیت خداوندی مشہور ہونگے سب اُن کا پاس کرینگے ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ یہ لوگ بندگان خاص ہین نائب کی خدمت مین رہتے ہین جس نخل سے ظہور خداوندی ہی اُسی مقام پر ان کو زمین ملی ہی کیسا انکا شرف ہوگا عمرو نے ہنس کر کہا کہ یا صاحبقران زمان تمھارے بڑے مرتبے ہونگے جی چاہتا ہی

خوشی کرون ملکہ کو رضامند کرون دونون میان بی بی مل کر بیٹھین جلسہ درست ہوا اُس نازنین نے کہا کہ خواجہ حقیقت مین تم خوب انتظام کروگے سب زمیندار تمھارے پاس حاضر ہوا کرین گے خواجہ بہت خوب بہت خوب کر رہے ہین عمرو نے گھنگرو پانون مین باندھے اور کھڑے ہو کر گت ناچنا شروع کی سننے والون کی بُری گت ہی بناتے جاتے ہین اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین **نظم**

صورت سے اُسکی بہتر صورت نہین ہی کوئی
آنکھون کو کھول اگر تو دیدار کا ہی بھوکا
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرین گے
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی طریق اپنا
مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
شہرِ بتان ہی آتش اللہ کو کرو یاد

دیدار یار سی بھی دولت نہین ہی کوئی
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہی کوئی
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہی کوئی
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہی کوئی
مذہب یہ نہین ہی کہ کوئی ملت نہین ہی کوئی
سجدہ بھی ایسی دل سے خدمت نہین ہی کوئی
کسکو پکارتے ہو حضرت نہین ہی کوئی

خواجہ عمرو نے اس لطف سے یہ اشعار گائے کہ شجر جادو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ حقیقت مین تمھارا گانا سحر ہی دل بیقرار کر دیا خواجہ عمرو نے کہا مین چاہتا ہون ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے میرا دستور ہی کہ جب مین ساقی ہوتا ہون تو کسی کو باقی نہین چھوڑتا شجر جادو نے کہا کہ خواجہ ساقی گری تو کوئی بات نہین ہی تم میرے سامنے گائے جاؤ خواجہ عمرو نے کہا ساقی گری مین وہ کمال کرتا ہون کہ آپ اس گانے کو بھول جائینگی کہینگی کہ یہ کمال نیا ہی شجر جادو نے کہا کہ آخر کیا سامان چاہیے عمرو نے کہا کہ کلید میخانہ مجکو دیجیے پانون سے ناچونگا ہاتھون سے بتاؤنگا منھ سے گاؤنگا سر سے شراب پلاؤنگا شجر نے کہا خواجہ شراب مین نہا جاؤگے عمرو نے کہا سر کاٹ لیجیے اگر ایک قطرہ گرے یہی تو میرا کمال ہی یہ کہکر عمرو نے کچھ اشعار مضمون شراب کے گائے جام لبریز کرکے سر پر رکھا اور یہ مطلع قمر گایا مطلع ناچنے مین جو لیا یار سے ہنسکر توڑا ۔ اہل محفل نے کیا اُسپہ تنچھا اور توڑا ۔ عمرو نے آکر سامنے شجر جادو کے جھکایا شجر نے ہاتھ بڑھایا عمرو کہتا جاتا ہی کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے شجر نے جام لیکر ارادہ کیا کہ پیوے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اور جام ٹوٹا جام کے ٹوٹتے ہی شجر جادو نے کہا کہ او ساربان زادے اس شراب مین کیا ملایا تھا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی اور جام ٹوٹا میرے سحر کا یہ انجام ہوا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم مین چاہتا ہون کہ عمر بھر آپ کی نوکری کرون اور یہ پیشہ مجھسے چھوٹے آپ کے واسطے شراب مین کیا ملاؤنگا آپ کو کیا گمان ہی شجر نے کہا مین نے سحر کر رکھا ہی کہ جو کوئی مجکو بیہوشی پلائے تو شراب اُڑ جائے مین نہ پیون عمرو نے کمر کھولی بڑا بیہوشی کا نکالا کہا دیکھیے یہ بیہوشی ہی اسمین سے تو مین نے نہین ملائی میرے دن آج کل بُرے ہین سحر بھی اُلٹا رنگ دکھاتا ہی جو میرا قتل منظور ہی تو مین راضی ہون شجر نے کہا کہ اے عمرو مجھے تجھپر گمان بدی نہین ہوتا لیکن کیا کرون سحر مجکو ہوشیار کرتا ہی عمرو نے کہا اب آپ مجھے قتل کر ڈالیے سحر آپ کا یہی خبر دیتا ہی کہ عمرو کو قتل کرو پھر تامل کیا ضرور ہی شجر جادو نے کہا کہ اے عمرو مین یہ نہین چاہتی کہ تجکو آزار پہونچے تو نے ایسا کار نمایان کیا کہ میرے دل کو خوشی حاصل ہوئی امیر کو

راضی کیا اِن سے وصل ہوجائے تو مین جانون کہ میری زندگی ہوئی بڑے بڑے ساحر جو گذرے ہین
وہ کتابون مین لکھ گئے ہین کہ حمزہ کسی ساحرہ سے وصل نہ کریگا کوئی ساحرہ اُسپر عاشق نہ ہو لیکن مین نے
اُسکے خلاف کیا اور تو نے حمزہ کو راضی کیا پہلے ایک کام کرلون اُسکے بعد شراب پیون مجکو خوف
آتا ہی کہ ایسا نہ ہو خرابی پڑجائے عمرو نے کہا کہ مین سمجھ گیا یا صاحبقران زبان ساتھ ملکہ کے جائیے
تنہائی مین جاکر وصل حاصل کیجیے پھر مین شراب پلاؤن مطلب ہر طرح نکل آئے صاحبقران رضامند
ہوے کہ عمرو کے ہاتھ سے شراب نہین پیتی میرے ہاتھ سے کام نکلے گا ملکہ نے گلابی اُٹھاکر شراب
پی لی کہا یا صاحبقران چلیے مگر صاحبقران نے صورت اُس ساحرہ کی دیکھی کہ ایک ضعیفہ سیہ فام ہی
ہنستی ہی تو مُنھ سے بو آتی ہی مگر امیر ناچار ہوکر اُسکے ساتھ ہوے وہ تنہائی کے کمرے مین آئی نشے مین شراب
کے آنکھین اُبلی ہوئی ہین صاحبقران کو اشارہ کرتی ہی کہ آئیے مین آپ کی مشتاق ہون اب صاحبقران
کمرے مین جاکر بیٹھے شجرے نے اپنے تئین گود مین صاحبقران کی گرادیا صاحبقران نے گردن پر ہاتھ
رکھا شجر جادو تڑپنے لگی شیر کے نیچے سے کیا نکل سکتی ہی صاحبقران نے گلا دبایا اور داہنے ہاتھ سے
گھونسہ مارا سر شجر جادو کا پھٹا ایک دناٹا ہوا عمرو نے یہان کنیزون کو شراب پلائی وہ آپسمین جوتی
پیزار کر رہی ہین ایک کا ایک ہاتھ پکڑتی ہی کہتی ہی کہ او خیلہ دیکھ تیرے مُنھ پر سانپ دوڑ رہے ہین
دوسری کہتی ہی کہ ارے تیرے بدن سے خوشبو آتی ہی یہ کہہ کر بڑھی چاہا کہ سینہ اُسکا سونگھون اُسنے
ایک تمانچہ مارا یہ بھی گری آپس مین ہنسی دل لگی مذاق ہو رہا ہی محفل مین ہلڑ ہی جب صدائے مہیب
آئی عمرو تو سمجھ گیا کہ حمزہ نے اپنا کام کیا کنیزین گھبراکر کہنے لگین کہ ای عمرو یہ کیسی آواز آئی ہمارا
دل گھبراتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ ہماری مالک پر کچھ زوال آیا عمرو نے کہا ای کمبختو ایک مرتبہ شراب
دل بھر کر پی لو کہ تمھاری خوشی ہوجائے کنیزون نے گلابیان اُٹھا اُٹھاکر پین ایک قطرہ حلق سے
اُترا اور گرین عمرو نے خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کیا کہ صاحبقران کمرے سے نکلے مگر پسینے مین نہائے ہوے
کہا لو خواجہ مین نے شجر جادو کو مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے کہا کہ ای آقاے نامدار مین نے ہرچند
تدبیر کی مگر اُسنے شراب نہ پی مین نے کنیزون کا خاتمہ کیا سارا باغ عمرو نے لوٹ لیا چھت پردے تک
کھول لیے صاحبقران کو ساتھ لیکر نکلے مال کے چھکڑے لدوا لیے امیر نے پوچھا نقدی کہان ہی عمرو نے
کہا کیا مین نے کھالی جو کچھ تھا سب لدوا دیا امیر نے ہنسکر کہا نقدی پہلے ہی نذر زنبیل ہوگئی ہوگی اب
امیر آگے آگے خواجہ اُن سب کا انتظام کرتے ہوے چلے کہ نوبت و نقارہ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ
اپنے لشکر والے سلطان و نعمان تاجدار کل فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین اور اسلام گوہر پوش
بھی ہمراہ ہی اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی وہ تمام صحرا قبضے مین آیا کہ دیکھا ایک طرف سے ابر
سیاہ اُٹھا مگر برستا ہوا وہ ابر آتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر فرمایا کہ خواجہ دیکھو یہ ابر کیسا آتا ہی
سراسر ہمارا دشمن ہی خواجہ نے کہا کہ اسم اعظم پڑھیے صاحبقران نے پانی پر اسم اعظم پڑھ کر اُچھالا
ابر پھٹا دیکھا کہ ایک جوان خوشرو تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے آتا ہی پکار کر آواز دی کہ یا
صاحبقران اس غلام کو آپ نے نہین پہچانا راشد جنی وارشد جنی کا بھانجا ہون اس ساحرہ
کی قید مین تھا آج خود بخود قید ٹوٹ کر گری اور غیب سے آواز آئی کہ ای نجم جنی شکر خدا کا کر کہ

شجر جادو قتل ہوئی مین یہ خبر سُنکر سوار ہوا شکر ہی کہ وقت پر آکر پہونچا یہ کہتا ہوا تخت سے اُترا قدمون کو امیر کے بوسہ دیا صاحبقران زمان نجم جنّی کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوے فرمایا کہ ای نجم جنّی تمہارا حال سُننے کی آرزو ہی جس زمانے مین ہم پردۂ قاف مین تھے تمھارا سن کم تھا یہ جادوگرنی تمکو کب اُٹھا لائی کہا ای شہریار جس زمانے مین آپ پردۂ قاف سے نکل گئے اسکو بہت زمانہ گذرا شب کو جو لیٹا نیند نہ آئی صبح کو اُسی پریشانی مین اُٹھا تخت پر سوار ہو کر براے سیر چلا جنات تخت اُٹھائے ہوے تھے ایک مقام پر آکر جنون نے کہا کہ ای شہریار اب تخت نہین بڑھتا ہمارے پانوٴن مین زنجیر پڑ گئی مین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ وہ جن ہین کہ دو دو پہر برابر تخت کاندھے پر لیکر پرواز کرتے تھے آج ان کو کیا ہو گیا کہ چلنے سے عاجز ہین جنات چیخین مار مار کر روتے تھے کہ ہر چند ہم قوم آتشی ہین مگر گرمی ہوا کی ہمکو جلائے دیتی ہی کہ آسمان پر برق چمکی مین نے تخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی کہ رہی ہی کہ ای نجم جنّی اب تمھارا ستارہ اوج پر ہوا کہ مین تمپر مائل ہوئی وہ مرتبہ تیرا کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے میرے منھ سے نکلا کہ ہم مطیع مذہب صاحبقران ہین کبھی تجکو نہ قبول کرینگے بس وہ جھلا کر مجکو اُٹھا لائی ایک مکان مین قید کیا روز آتی تھی طالب وصل ہوتی تھی جب مین نہ مانتا تھا تو اُسی طرح قید کرکے روانہ ہو جاتی تھی زمانہ کثیر گذرا ایسی مصیبت اُٹھاتے ہوے آج یکایک قید کٹ کر گری اور غیب سے آواز آئی کہ ای نجم جنّی مبارک ہو کہ تو نے قید سے رہائی پائی کہ صاحبقران نے شجر جادو کو قتل کیا یہی ابر اُسنے ساتھ کر دیا تھا یکایک پھٹا اور آپ کا جمال جہان آرا دیکھا صاحبقران نے فرمایا کہ اب یہانکی حکومت تمھارے سپرد کرتے ہین کوئی کارندہ مقرر کر دینا باج و خراج منگوا لیا کرنا اور تم خراج آسمان پری کے پاس روانہ کرنا وہ بہت خوش ہونگی کہ یہان بھی میری عملداری ہوئی یہ کہکر نجم جنّی کو تاج حکومت پہنایا لا کر تخت پر بٹھایا نجم جنّی نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہی کہ آج شب کو یہین تشریف رکھیے غلام طائفے بلواتا ہی صبح کو تشریف لیجائیے گا صاحبقران نے قبول کیا نجم جنّی نے جلسہ آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے ہنگامۂ عیش گرم ہوا

نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے چُرا لیے — ہان ناز کرکے عاشقون کے دل لُبھا لیے
یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن — جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے
تمکو کہونگا مین تو نہ زنہار اب مسیح — کیون عاشقونکے مُردے نہ دم مین جلا لیے
اُس شہسوار ناز نے سب عاشقونکے دل — کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے ٭
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا ٭ — جب چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے
پھولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر — عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے
ای جان تیرا ناز نہ اُٹھیگا مجھسے کیا — کوہِ غمِ فراق تو دل پر اُٹھا لیے ٭
معشوق کوئی ڈھونڈھ کے مین بھی مزے اُڑاوٴن — تم نے تو اپنے چاہنے والے بنا لیے ٭
افشان کے ذرے تیری جبین سے جو گر پڑے — چرخ بریں نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے
بہرِ وصال یار جو تڑپا دلِ حزین ٭ — جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے +
مر کر چھٹے ہما سے جو سطوت کے استخوان — شکر خدا یہ ہی سگِ جانان نے کھا لیے

رات بھر ہنگامۂ عیش ونشاط رہا صبح کو صاحبقران زمان نجم جنّی سے رخصت ہوے لشکر سارا تیار ہوا
نجم جنّی در تک پہونچانے کو آیا صاحبقران نے فرمایا تم پلٹو منزل کھوٹی ہوتی ہی نجم جنّی اس طرف
پلٹا اکہ جا کر صحرا مین عملداری کرون دل مین کہتا ہی کہ ای نجم جنّی کیا قدرت پروردگار ہی کہ کل اس صحرا
کے قیدی تھی آج پروردگار نے ہمکو حاکم کیا انتظام کر رہا ہی تخت اسکا جنگل مین بچھا ہی جنات کو جابجا
بھیج رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان زشت رو کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار چند جوان پشت پر آکر
للکارا کہ منم طومار جادو تو نے غضب کیا کہ میری زوجہ کو قتل کرایا اور سلطنت کرنے آیا ہی نجم جنی نے
چاہا کہ اُٹھکر بھاگون مگر اُسنے وہین سے سحر کیا کہ نجم جنّی تخت سے گرا جو چند جادوگر طومار کے ساتھ تھے
اُنھون نے آکر نجم جنّی کو گرفتار کیا سامنے طومار کے لائے طومار نے اُن کو حکم دیا کہ لیجا کر اِسکو قید کرو
مگر چند ملازمان نجم جنّی نکل کر بھاگے آپس مین صلاح کر کے خدمت صاحبقران مین آئے صاحبقران
فرمارہے ہین نجم جنی کی خیر و عافیت ہو ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنسے کہ ملازمان نجم نے آکر فریاد کی امیر
نے پوچھا خیر تو ہی اُن ملازمون نے عرض کی کہ آپ سے رخصت ہو کے جو نجم جنّی گیا صحرا مین انتظام
کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی طومار جادو شوہر شجر جادو بڑے قہر و غضب سے آکر پہونچا نجم جنّی کو
پکڑ لیا قید خانے مین بھیجا ہی غلام جان بچا کے بھاگ آئے یہی خیال تھا کہ چل کر حضور سے یہ حادثہ
بیان کرین یہان کون معین و مددگار ہی بعد پروردگار کے آپ کی ذات کا سہارا ہی یہ سُنکر امیر
اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا خواجہ مین تو جاتا ہون گرفتار ہونا نجم جنّی کا مجکو نہایت ناگوار ہی جاکر
اُسکو رہا کرون عمرو نے کہا کچھ خرچ کیجیے تو غلام جائے سر طومار لائے اور نجم جنّی کو رہا کرے امیر نے
فرمایا جب طومار کا سر لیکر آؤگے تو معاوضہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا خواجہ رونے لگے کہا ای آقا
منزلون کی ٹھوکرین کھا کر مر جاؤنگا وہان تک کیونکر پہونچونگا صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کچھ زر قلیل
عمرو کو دو مقبل نے پانچ سو روپیہ لاکر سامنے خواجہ کے حاضر کیے خواجہ نے کہا او کاکا رقم قلیل اسی
کو کہتے ہین دس ہزار رقم قلت کی ہوتی ہی مین یہ نہ لونگا مجکو فرصت نہین ہی ای شہریار اب آپ ہی جائیے
جاکر نجم کو رہا کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ او ساربان زادے تجکو کار سرکاری کی فرصت نہین ہی
تو نے خود ہی کہا مین تو خود جاتا تھا عمرو نے کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس اس
کاکا کو دیکھیے کہ پانچ سو روپیے میرے آگے لاکر رکھے ہین صاحبقران نے فرمایا اس سے زیادہ ابھی ایک
پیسہ نہ ملیگا منظور ہو جائیے نہ منظور رہو معاف فرمائیے مین خود جاؤنگا راشد جنّی و ارشد جنّی
بچپن کے میرے رفیق ہین کیونکر اُن کے بھانجے کی مدد نہ کرون کہ وہ ہماری وجہ سے قید ہو گیا مجکو
اگر یہ خیال ہوتا تو اپنے سامنے عملداری کرا دیتا تنہائی مین وہ گرفتار ہو گیا مگر ساحری کیا چیز ہی کہ ایسے
شخص کو کہ نوجوان قوم کا جن سحر و ساحری سے مطمئن وہ یون گرفتار ہو جائے اور بھاگ نہ سکے تم
لوگ کیونکر نکل آئے سب نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس جتنے عرصے مین
اُسنے نجم جنّی کو گرفتار کیا ہم لوگ بھاگ نکلے غرض صاحبقران سب کو سمجھا کر جب سوار ہونے لگے اور
عمرو نے دیکھا کہ آقا خود جاتے ہین آقا کے قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار مین
کیونکر گوارا کرون کہ آپ کو تکلیف ہو مین جاکر اُسکا سر لاتا ہون آپ آرام فرمائیے صاحبقران زمان

گھوڑے سے اُترے خواجہ عمرو باتہلے عیاری لگاکر رخصت ہوے اُسی صحرا کی طرف چلے ایک نی ہاتھ مین لیے ہوے اور اک تارہ بجاتے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے جاتے ہین نظم

دشنام بوسہ دیکے نہ منھ سے نکالیے
بس بس حضور اپنی زبان کو سنبھالیے
وعدہ ہی آج وصل کا کل پر نہ ٹالیے
یہ بات اپنے ذہن سے صاحب نکالیے
اقرار وصل کرلو تو دون اپنا دل ابھی
دیکھے ہین ورنہ یار بہت تم سے چالیے
جیسا ہمین جلاتے ہین ویسا ہی وہ جلین
معشوق کوئی ڈھونڈھ کے ایسا نکالیے
ہوتا خرام ناز پہ اُن کے نہ شیفتہ
اے دل یہ سب حسین ہین زمانے کے چالیے
بوسہ لیا ہی چشم کا سوتے مین غیر نے
غصے سے آپ مجھپہ نہ آنکھین نکالیے
پامال کیجیے اسے پاے نگاہ سے
گیندے کی طرح دلکو نہ میرے اُچھالیے
حیرت ہی یار سوتا ہی اور ہی شب وصال
دل مین جو حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
شیشہ گرا تو مستون سے ساقی نے یہ کہا
جب جانین ہم نگاہون پہ اپنی سنبھالیے
ڈرتا ہون دل کو میرے وہ لیکر نہ جائین
سطوت وہ ہین زمانے مین مشہور چالیے

خواجہ عمرو یہ گاتے ہوے جاتے ہین کہ ایکطرف سے آواز آئی میان گانے والے ذرا اسطرف آؤ تمھارے گانے نے دل بیقرار کردیا خواجہ نے پلٹ کر دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک ساحر بیٹھا ہی کچھ اسم سحر پڑھ رہا ہی خواجہ اُسکے قریب گئے سامنے بیٹھکر گانے لگے یہ اشعار قمر کے شروع کیے نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین
گُلِ لالہ مین مسکن ہی مہِ کامل مین رہتے ہین
خیالِ مہجبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر ہنسکے وہ کہتے ہین غیرونسے
قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

یہ اشعار خواجہ عمرو نے گائے پھر عمرو نے باتون مین پوچھ لیا اُسنے طومار جادو اپنا نام بتایا وجد مین آکر اُٹھا عمرو کی کمر مین پنجہ دیا خواجہ عمرو ہان ہان کرتے رہ گئے مگر پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑا خواجہ عمرو متوحش ہوا سے بیہوش ہوگئے بعد چند ساعت کے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک گنبد کے دروازے پر بیٹھا ہون وہ ساحر دروازہ کھول کر اندر گیا چند گلابیان اندر سے لایا لاکر رکھین جب وہ پھر اندر گیا تو خواجہ عمرو نے شراب مین بیہوشی ملائی اب جو ساحر نکلا دو طفلان ماہ طلعت کانپتے ہوے پیچھے پیچھے نکلے نہین معلوم اُن پر کیا بدعت کی ہی کہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رو رہے ہین وہ ساحر آکر مسند پر بیٹھا اختلاط کرنے لگا وہ لڑکے ہاتھ باندھتے ہین کہتے ہین کہ ای طومار جادو ہمپر زیادہ بدعت نہ کر مگر وہ ظالم ہر مرتبہ ہاتھ بڑھاتا ہی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ وہ ساحر نہین مانتا اپنی حرکت سے باز نہین آتا خواجہ نے اُن لڑکون سے اشارہ کیا کہ اگر گانا جانتے ہوگے تو اُن لڑکون نے کانپ کانپ کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

تا مِ خدا شباب ہی دل مین اُمنگ ہی
طفلی مین اور رنگ تھا اب اور ڈھنگ ہی
وہ پوچھتے ہین لے کے مرے گھر کا جائزہ
مسند لگی ہی کسکی یہ کسکا پلنگ ہی

گردن مین آکے سانس اٹکتی ہی بار بار — طوقِ گلو سے اپنے جون دم تبنگ ہی
تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہی کیا بھلا — اعجاز کا نگین ہی یہ اور وہ سنگ ہی
زر کی طمع نے سب کا لہو کر دیا سفید — کچھ آجکل عجیب زمانے کا رنگ ہی
دھمکی فقیر پر طلب زر مین ہی جو یار — یہ جنگ زرگری ہی کہ سچ عزم جنگ ہی
آیا ہی جب سے باغ مین وہ غیرتِ چمن — رنگت گلو نسے غنچون سے خوشبو تنگ ہی
سیرِ چمن خوش آتی ہی ہم کو نہ سیر دشت — ہی جوش عشق اور ہی دلمین اُمنگ ہی
بیٹھا ہوا ہی یار مرے غم مین سوگوار — محفل مین ہی رباب نہ اب جلترنگ ہی
گل کی طرح سے کھلتے ہین سُن اُسکے غنچہ لب — دلچسپ وہ ہنر پر کے شعر و نگار نگ ہی

جب گانے پر اُن طفلان ماہ طلعت کے طومار جادو جھومنے لگا تو خواجہ عمرو نے ایک لڑکے کو اشارہ کیا اُسنے ایک جام بھر کر طومار کو دیا طومار نے جیسے ہی شراب پی گھبرا کر اُٹھا پکار کر کہا کہ او ظالم تو نے غضب کیا کہ مجکو بیہوشی پلائی اب تم دونون کو مار ڈالونگا چاہا کہ ہاتھ مارون خواجہ عمرو نے اُٹھ کر ہاتھ تھام لیا کہا اے طومار کیا کرتے ہو معشوقون کو کیون قتل کرتے ہو طومار نے ہاتھ چھڑایا اب جو جھپٹا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا خواجہ عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ طومار کا سر کٹا جیسے ہی طومار مارا گیا گنبد پھٹ کر گرا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ نجم جنّی ایک قفس مین بند ہی وہ قفس لٹکا ہوا ہی وہ لڑکے رونے لگے کہا اے شخص تو نے بڑا کمال کیا کہ اُس دشمن خدا کو مارا خواجہ عمرو نے کہا کہ تم کون ہو لڑکون نے کہا کہ سامنے یہ جو قریہ ہی ہم اسمین کے رہنے والے ہین زمیندار کے فرزند ہین یہ بے حیا ہمکو پکڑ لایا جو بدعتین کرتا تھا اُسکا کیا ذکر کرین مگر ہمکو ہمارے گانون مین آپ پہونچا دیجیے ہمارے مان اور باپ بڑا احسان مانینگے اور کسی قدر خدمتگزاری بھی کرینگے خواجہ عمرو نے جو ملنے کا نام سُنا اول اُس گنبد کو لوٹا نجم جنّی کو رہا کیا اُن لڑکون کو ساتھ لیکر چلے جب قریے مین آئے اُنکے والدین ڈھونڈھ رہے تھے لڑکون کو دیکھ کر لپٹ گئے لڑکون نے کہا اے باپ اس شخص نے بڑا احسان کیا ہی خاص اسی کی وجہ سے ہم رہا ہوے ہین ورنہ ہمارے لاشے پاتے ہم کو زندہ نہ دیکھتے زمیندار نے کچھ غلہ پیش کیا کہا اے شخص ہم لوگ زمیندار ہین نقدی ہمارے پاس نہین رہتی ایک چھکڑا لاؤ یہ لدوا لے جاؤ خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ ہٹجائین تو مین مزدورون کو بُلاؤن اور اس اناج کو روانہ کرون سب ہنسنے لگے کہا بڑے میان کیا مزدور ہم پردہ پوشون کو دیکھین گے جسکو چاہو بُلاؤ خواجہ عمرو نے کہا وہ مزدور کسی کے سامنے نہین آتے آخر وہ سب لوگ ہٹ گئے خواجہ عمرو نے جال الیاسی نکال کر مارا سب غلہ اندر زنبیل کر لیا پکار کر آواز دی کہ ارے تم چھکڑا لے چلو ہم آتے ہین زمیندار نے آکر دیکھا ایک دانہ غلّے کا نہین ہی حیران ہو گئے کہ کئی سو من غلہ اس شخص نے کیا کیا خواجہ عمرو نے کہا مزدوری چھکڑے کی تو دیجیے اُن لوگون نے دس پانچ روپئے بھی لاکر دیے خواجہ عمرو روپئے لیکر وہان سے رخصت ہوے آکر صحرا مین دیکھا کہ نجم جنّی تخت پر بیٹھا ہی کارندون کو جابجا بھیج رہا ہی خواجہ عمرو کو اُٹھ کر سلام کیا کہا آپ کی وجہ سے مین نے رہائی پائی ورنہ طومار قتل کر ڈالتا روز قتل کا ارادہ کرتا تھا اور کہتا تھا مقام تعجب ہی کہ تمھارے مددگارون نے

تمھاری فکر نہین کی مجکو یقین کامل ہی کہ حمزہ خود آوے اور تمکو رہا کرے لیکن اگر حمزہ آئیگا تو مزہ اُٹھائیگا مین نے سارا صحرا سحر سے معمور کر دیا ہی جب قدم رکھین گے اسم اعظم فراموش ہوگا مین فوراً گرفتار کرلونگا کیا اب اُن کو زندہ چھوڑونگا لیکن خدا نے آپ کو بھیجا کہ آپ نے آکر خاتمہ کر دیا اب مین کارندے بھیج رہا ہون انشاء اللہ جنون سے اس صحرا کو آباد کرونگا خواجہ عمرو نجم جنی سے رخصت ہوے خدمت مین صاحبقران کی روتے ہوے آئے صاحبقران نے پوچھا خیر تو ہی عمرو نے کہا کہ آقا مین تو لٹ گیا کئی لاکھ روپئے کا نقصان اُٹھایا ہی صاحبقران نے پوچھا آخر کیا ہوا خواجہ عمرو نے کہا کئی لاکھ روپئے کا جواہرات ایک ڈبیہ مین تھا اُسمین بیہوشی رکھکر طومار کو دی اُسنے ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی وہ تو بیہوش ہوا مگر ڈبیہ غائب ہوگئی اب مہاجن آکے مجکو گھیرینگے مین اُن کو کیا جواب دونگا سب سرداروں کو حکم دیجیے کہ غلام کی دستگیری کرین کہ میری یہ مشکل آسان ہو صاحبقران نے فرمایا آج شب کو گائیے دینے والے خود دین گے عمرو نے رات کو بیٹھ کر دربار مین صاحبقران زمان کے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانا شروع کیے نظم

راحت شب فراق نہ پائی تمام رات
پہلو تھا اور درد جدائی تمام رات

سونگھے جو اُنکے دست حنائی تمام رات
بُو سو طرح کے عطر کی آئی تمام رات

شاید نفس کی آمد و شد ہو شب فراق
مین نے تو اپنی نبض نہ پائی تمام رات +

کرتا گلہ وصال مین کیا درد ہجر کا
اک بات بھی تو یاد نہ آئی تمام رات

منظور میرے گھر مین نہ آنا تھا آپ کو
مہندی جو پائوں سے نہ چھڑائی تمام رات

بوسہ جو لے لیا تو وہ شرمائے اسقدر
تا صبح پھر نہ آنکھ ملائی تمام رات +

آفت مین جان شمع کی تھی شام وصل سے
مین نے بجھائی اُسنے جلائی تمام رات

بھولا نہ کوئی دم غم صبح شب وصال +
آیا ہی یاد روز جدائی تمام رات +

کروٹ بھی اسطرف کو نہ اُس شمع رو نے لی
کیا کیا نہ ہمنے جان جلائی تمام رات +

ٹھہری نہ اُسکے حسن کے آگے کسی طرح
اُٹھ اُٹھ کے مین نے شمع جلائی تمام رات

ہاتھ آئی کیا ہی دولت عشرت مجھے مہر
سہلائے اُنکے پائے حنائی تمام رات

عمرو نے گاتے گاتے چادرہ کمر سے کھول کر بچھایا کہا کہ صاحبو حب خیر حبیب خیر یارو آج مین لٹ گیا کئی لاکھ کا مال چھٹ گیا صاحبقران نے دس توڑے دیئے سلطان و نعمان نے بھی موافق اپنی حیثیت کے دیا اور اسلام گوہر پوش نے بھی کچھ دیا عمرو نے کسی کو نہ چھوڑا خدمتگارون سے بھی لیا سوارون سے کہا کہ ایک ایک مہینے کی تنخواہ سائیسون کی دیدو سائیسون نے کہا ایک ایک مہینہ گھسیارون سے بھی لیجیے بنیے بقالون سے بھی کچھ تحصیل لگائیے کہا یارو مین لٹ گیا ہون میری مدد کرو دوکاندارون نے چندہ کیا مبلغ بیشمار دیے خواجہ عمرو نے سب سے تحصیل کر کے نذر نیل کیا صاحبقران کو دعائین دیتے ہوے اُٹھے صبح کو لشکر صاحبقران نے کوچ کیا صاحبقران ہر روز فرماتے ہین نہین معلوم قباد پر کیا گذری ہوگی بختک ایسا بہکانے والا وہان موجود ہی خدا خیر کرے لندھور جوش محبت مین اپنے ہوش مین نہین ہی سکندر و ہیکلان بھی جان کے خواہان ہین

خدا قباد کو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یہان قباد و سکندر کا یہ ذکر ہی وہان سکندر چُپ بیٹھا ہی
لندھور کو آٹھ پہر تشویش ہی کہ ای لندھور افسوس ہی کہ معشوقہ سے نہ ملے آقا سے بھی جدا ہوے
اب امیر سے کیونکر میل ہوگا بختک کہ رہا ہی کہ کیون ای دارای ہند کیون خاموش بیٹھے ہو تمھاری
مدد کو شاہ موجود ہین سکندر نے کہا کہ ای لندھور مین مقابلہ کرون کہو تو قباد کو لوٹ کون یا رستم
سے مقابلہ کرون یا کرب غازی کو للکارون لندھور کہتے ہین کہ ای سکندر کیا مین جنگ سے
عاجز ہون طبل جنگی بجوائیے مین کل مقابلہ کرونگا قباد کو زندہ نہ چھوڑونگا قباد نے مجکو دم دیدے
کے یہ روز سیاہ دکھایا اب حمزہ سے اور مجھسے میل نہ ہوگا بختک اشارے کر رہا ہی کہ دیکھو لندھور
کو حمزہ سے چھوٹنے کا بڑا ملال ہی یہ جایا چاہتے ہین اس تصور مین سب بیٹھے ہین کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہنشاہ مغرب کیوان مغربی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے برای
مدد سرکار آتا ہی سکندر نے تاج کو کج کیا اور کہا کہ ای دارای ہند یہ وہ شخص ہی کہ جس
جنگ پر گیا اُسکو فتح کیا کوئی پہلوان اسپر غالب نہین آیا سرکار مغرب سے اسکی تنخواہ مقرر ہی
ماہ در ماہ اسکو ملتی ہی سرکار مغرب کا خیرخواہ ہی لہذا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ برای
استقبال جائے تمام افسران فوج و مشیران سلطنت و وزیران ابہت مع بختک برای استقبال
چلے اثنای راہ مین آکر سب سے ملاقات ہوئی کیوان مغربی گینڈے سے کود پڑا بختک نے
دیکھا کہ قالب انسان مین دیو ہی جب گینڈے پر سوار ہوتا ہی تو گینڈے کی کمر لچکتی ہی گرز کئی
سو من کا کاندھے پر رکھے ہوے سپر فولادی پشت پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ پہلوے کوہ سے
دھوان اُٹھا ہی چوڑا تیغہ حمائل اُسکی جو نگاہ بختک پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو
کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی ہنستا ہوا سامنے آیا کیوان مغربی نے کہا یہ کون
صاحب ہین افسر نے بیان کیا کہ وزیر اعظم سرکار ہرمزد فرامرز ہین اِنھین کی رای پر ساری
کارگزاری ہی جنگ کا بھی انتظام اِنھین کی رای پر ہوتا ہی یہ سُن کر کیوان مغربی نے کہا کہ
ملک جی تم جہاندیدہ و کار آزمودہ ہو کہو مین کیسا ہون مسلمانون سے لڑسکونگا بختک نے کہا کہ ای
کیوان مغربی اصل تو یہ ہی کہ مسلمان دیکھنے مین کچھ حقیقت نہین رکھتے مگر زور اُن مین کوٹ کوٹ کر
بھرا ہی کون اُن سے لڑسکتا ہی یقین ہی کہ تمھارے ہاتھ سے شکست کھاوین اور سب اہل اسلام
مارے جاوین مجھے تمسے کچھ کہنا ہی مگر کان مین کہونگا کیوان نے سر جُھکا دیا بختک نے کہا تمپر کئی
رنڈیان جان دیتی ہین مجکو رقعے لکھے ہین کہ ہم گھر مین کیوان کے بیٹھین گے لہذا مین نے سب سے
وعدہ کر لیا ہی کیوان خوش ہو گیا کہا ملک جی تم خوب آدمی ہو تمنے نہال کر دیا ہر وقت میرے
پاس رہا کرو ایسا رنگ بختک نے جمالیا کہ کیوان گینڈے پر نہ سوار ہوا بختک کا ہاتھ تھامے ہوے
لشکر مین آیا بختک نے خیمہ دکھایا کہ یہ کسبی جو سبز کپڑے پہنے ہوے بیٹھی ہی چار سو اسکی نوچیان
ہین اسکے یہان روز بڑی آمدنی ہی چار لاکھ روپئے کا مقدور رکھتی ہی کئی گانون بھی خریدے ہین
سب جائداد تمھارے نام لکھدیگی ایک مکان لے دینا اُسی مین پڑی رہیگی مگر حقیقت مین کیا رنڈی
ہی سلطنتین اِسنے لوٹ لین جو پھنسا وہ لوٹا گیا مگر تم صاحب نصیب ہو کہ سب مال لیکر تمھارے

گھر مین بیٹھے کی نوچیون سے مہینہ مقرر کرالینا اور جی چاہے بیچ لینا چار سو بہت ہین جو خوبصورت اور
خوش آواز ہین اُن کو رکھ لینا کیوان مغربی بھُولا جاتا ہی کہتا ہی ملک جی وہ جنگ کردن کہ حمزہ ممالک
نوشیروان چھوڑ دے اصلاح کا طالب ہو اور اگر نہ مانین گے تو ایک ایک کو قتل کرونگا بختنک
نے کہا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان ایک نیا معاملہ درپیش ہی اُسمین البتہ صلاح دو
یعنے لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران فقرون کے جوڑ توڑ سے ہمارا شریک ہو گیا ہی
دختر رائے اعظم مہران فیل زور پر مائل ہی تم لندھور سے کہنا کہ مین مہران کو لا دونگا تمھارا
حال سُنکر آیا ہون کیوان بولا ملک جی تمنے ایسا احسان کیا ہی جو کہوگے وہ ہی کرونگا سب سردار
سکندریہ دربار مین آئے سکندر نے پوچھا کیوان مغربی کہان ہی سب نے کہا ملک جی سے باتین
کر رہے ہین ہرمز نے کہا کہ بختنک جھٹ پٹ رسم پیدا کر لیتا ہی کیوان مغربی بختک کے ساتھ آیا
سکندر کو سلام کیا سکندر نے پوچھا ای کیوان اچھے رہے کیوان مغربی نے عرض کی سرکا
کو دعائین دیا کرتا ہون سکندر نے ہاتھ تھام لیا دنگل اپنے پہلو مین دیا کیوان آ کے بیٹھا
بختنک نے لندھور کی طرف اشارہ کیا کیوان مغربی نے کہا کہ ای دارا سے ہند مین خاص
تمھاری مدد کو آیا ہون لندھور کو بہت ناگوار ہوا کہا ای کیوان مغربی مین کیا کسی سے پایہ کمی
کار کھتا ہون اگر بہرام فلک ہو تو مین بیک ضرب گرز پست کرون مین خود برائے مدد سکندر
شریک ہوا ہون کیوان مغربی خاموش ہو رہا کیوان نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ ای شہنشاہ مغرب
مین خالی نہ رہونگا کچھ شغل ضرور ہو طبل جنگی بجوائیے اُسی وقت کیوان مغربی کے نام پر طبل جنگی
بجا ہرکارے اہل اسلام کے کہ جو بعہدۂ جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار قباد جما ہوا ہی
تمام سردار بیٹھے ہین ذکر لشکر سکندریہ ہو رہا ہی قباد نے مہران فیل زور کو سمجھا دیا ہی کہ ملکہ
تمھارے ساتھ ہم سبھون کی جان ہی جب ہم سب قتل ہو جاوینگے تب کوئی تمکو پائیگا ورنہ
کیا مجال ہی کہ تمپر کوئی ہاتھ ڈال سکے ایک جانب کرب غازی ایک جانب رستم پیلتن بیٹھے
کہہ رہے ہین کہ ابکے جو لندھور سے مقابلہ پڑا تو دریائے بصرہ مین اسکو ضرور پھینکدونگا
میرے حضور سے دشمنی رکھتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجا لائے قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی ٭ تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی ٭ تا تاج
حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و
گداز ہو کیوان مغربی نامے ایک پہلوان برائے مدد سکندر آیا ہی بہت کچھ بلبلا رہا ہی اُسنے طبل جنگی
بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر مقابلہ کرے آتش کین وعناد و فساد کو دوبالا کرے مگر لندھور
کو آج بڑا قلق ہی کئی مرتبہ آقا کا نام لیا ہر چند کہ بختنک ٹال رہا ہی مگر لندھور کو خیال اسیر
کا ہی بادشاہ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے جو کچھ خدا
نے صفحۂ پیشانی پر لکھدیا ہی وہ ہی پیش آنی ہی فیروزہ نے جا کر نقارخانۂ سکندری مین خبر کی کہ حکم
شاہی ہی طبل جنگی بجے قلابۂ چینی و کیابۂ چینی نے غاشیہ اُٹھا کر دوال دیا نقارۂ سکندری کی صدا
بلند ہوئی کئی سو نقارے بجے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ پھر طبل جنگی بجا ہی کافرون سے مقابلہ ہی ہر جگہ

ذکر ہو رہے ہین کہ خبر سُنی ہی ایک پہلوان زبردست آیا ہی اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی ہمارا مالک رب کارساز ہی تیاریان ہونے لگین تلوارین چرخ چڑھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی سنان نیزہ کو زہر سے آبداری دی کہ سینۂ دشمن فگار کرے طائران تیر آشیانۂ ترکش سے نکلے آبداریان دکہین چار پہر رات تیاری ہوئی صبح دونون لشکر میدان کارزار مین آئے **قباد** شہریار تخت پر رستم و کرب آگے آگے **مالک** وغیرہ پشت پر ہین فوج جمی ہوئی نوبت و نقارے بجتے ہوے اس دھوم سے شاہ میدان مین آیا گردین اسقدر اُڑین کہ میدان مین اندھیرا ہو رہا ہی سقون نے بڑھ کر آبپاشی کی گرد کو بٹھایا میدان روشن ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی لشکر سکندر بصد کر و فر میدان مین آیا تیاریان ہونے لگین نقیبون نے بڑھ کر یہ اشعار عبرت پڑھے **نظم**

کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی
کدھر کو ہی دارا فریدون کہان
بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہی
لحد کو یہ اپنی بناتے نہین ٭
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر مین ٭
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی ٭
قمر حمد خالق مین کر عمر صرف ٭
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوے زر کی خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انھین جاہ و حشمت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے ٭
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ٭ بہوش باش کہ عالم روا روی پر ہی ٭ بڑے بڑے شاہان جہان پیوند خاک ہوے کیا مطلب دنیا سے ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا یہ اشعار پڑھ کر نقیب جو ہٹے بہادر جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آج روز نام آوری ہی میدان کارزار مین وہ تلوار کرین کہ دشمن بھی تعریف کرنے لگین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اپنے بزرگون کے نام روشن کیے کیا شمشیر زنی کی دشمنون کو عاجز کر دیا ہر طرف یہی ذکر ہو رہے ہین کہ کڑکیتون نے بڑھ کر کڑکا کہا کہ جس کا مضمون یہ تھا **نظم**

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا ٭
دل مردون کا پھر جنگ پھڑکا
رستم ہی نہ اب نہ سام باقی ٭
ہان نامورو وہ نام کرنا ٭
مردون کا فقط ہی نام باقی ٭

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید **فرد** روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ کہان ہی سام کہان ہی برزو کہان ہی بیژن کونسا مرد ہی کہ نکلکر اپنا نام روشن کرے اور نام رستم و سام کو مانند حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹا دے کڑکیت جو یہ کہ کر ہٹے **کیوان مغربی** نے گینڈا اپنا صف سے نکالا بختک نے کہا کہ ای دارائے ہند دیکھو تمھاری مدد کو کیوان جاتا ہی **لندھور** نے کہا ملک جی یہ کلمہ نہ کہو کیوان **مغربی** سکندر کا ملازم ہی وہ اُن کی مدد کو آیا ہی مین اپنے مقدمے مین آپ کوشش کرونگا دم بھر مین **مہران** شکوے لونگا مین کسی کی مدد کا طالب نہین ہون بس اب زیادہ باتین نہ بناؤ ہین یہ ناگوار ہوتا ہی **بختک** تو خاموش ہوا مگر کیوان **مغربی** گینڈا اچکاتا ہوا سامنے **نوشیروان** کے آیا کہا ای شہنشاہ ہفت اقلیم و ای شاہزادگان جلیل اجازت میدان **ہرمز** و **فرامرز** نے اجازت دی بعد ان شاہزادون کے سامنے **سکندر** کے آیا کہا ای شہنشاہ مغرب اجازت میدان مرحمت ہو کہ غلام جا کر خون کے دریا بہا دے مسلمانون کو بھی معلوم ہو کہ پہلوان ایسے ہوتے ہین کہ میدان کارزار مین خون کے دریا بہاتے ہین **سکندر** نے کہا کہ جاؤ تمھین خداوند **ثمرات سخن گو** کے سپرد کیا کیوان اپنا

گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا سلحشوری کر کے نعرہ کیا کہ جیسے نمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نکل کر مجھسے مقابلہ کرے یہ جو کیوان نے پکار کر کہا لشکرِ اسلام مین طنبور گڑگڑایا علمشاہ نوجوان نے گھوڑا نکالا قباد سے آکر اجازت مانگی قباد نے کہا بھائی صاحب آپ تامل فرمائیے اور کوئی ملازم نکلیگا رنگ و ڈھنگ تو اسکا دیکھین کہ کس طور سے جنگ کرتا ہی رستم نے کہا کہ مین مقابلہ کرونگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں مگر کیوان پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہی قباد نے بمشکل اجازت دی رستم گھوڑا اُڑا کر میدان کی طرف چلے مرکب پری پیکر راکب چست و چالاک مرکب بے باک ٹھیکے لیتا ہوا آتا ہی جب مقابلۂ کیوان مین پہونچے کیوان نے جو رعب و دبدبہ دیکھا ہاتھ برائے سلام اُٹھایا رستم نے جواب دیا کیوان نے کہا کہ ای جوان مین تیرے آنیکا مطلب سمجھا اگر تمھارے بادشاہ اصلاح چاہتے ہین اول مہران فیل زور کو روانہ کردین اور ملک جو نوشیروان کے لیے ہین وہ چھوڑ دین تب مین میدان سے پلٹون رستم نے کہا کہ او مغرور تجھسے اصلاح کا کون طالب ہی تیرے مقابلے کو آئے ہین زبان تیغ سے تجکو جواب دینگے کیوان حیران تھا کہ یہ جوان کیونکر مجھسے مقابلہ کریگا بار تلوار بھی نہ اُٹھا سکیگا آخر خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا سمجھا کہ نیزے ہی مین خاتمہ کر دونگا سنان نیزے پہ اُٹھا لونگا مگر رستم نے نیزے کو نیزے پر روک لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ سنان پر سنان اور بنان پر بنان پڑ رہی ہی ہر طرف سے تعریفین ہو رہی ہین کیوان مغربی ہر چند چاہتا ہی کہ نیزہ نکالون مگر ممکن نہین رستم بیلتن بہ کیفیت نیزہ بازی کر رہے ہین پہر بھر کامل نیزہ بازی ہوئی آخر رستم نے گھوڑا بڑھا کر نیزہ کیوان کا گانٹھا جھپٹ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے کیوان کے نکل گیا کیوان بہت جھلایا گرز اُٹھایا خبردار خبردار کہکر گرز مارا رستم نے گرز کو روکا تتق گرد بلند ہوا اُسی حال مین کیوان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم سمجھے تھے کہ ابھی اِسنے گرز لگایا ہی تلوار کا وار نہین کریگا گرد اسپر کا سر پر نہین کھینچا تلوار چہ آکر پڑی خود کو کاٹ کرتا دوابرو پہونچی رستم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکالا چادر خون کی چہرے پر آئی رستم نے رومال سے خون چہرے کا پونچھا چاہا وار کردن کیوان نے دوسرا ہاتھ مارا زخم سر رستم چہ پارہ ہوا سلطان سعد کو بہت ناگوار ہوا کہا صاحب جو تم نے دیکھا کہ اِسنے کیا گھات کی اور پھر زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی یہ کہکر جا پڑے رستم کو ہٹایا آپ سینہ سپر کیا آپس مین تلوار چلنے لگی سلطان سعد وار اِسکے روک رہے ہین ہر مقام پر چاہتے ہین کہ ذرا اِسکا ہاتھ ڈھیلا ہو تو کلائی پر ہاتھ ڈالدون کیوان نے اس طرح وار کیا کہ سلطان سعد سمجھے کہ گھوڑا بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدون لپٹ کر تلوار چھین لون ہاتھ پھسل گیا کلائی پر نہ پڑا کیوان نے ہاتھ مارا کہ سراسر سلطان سعد کا زخمی ہوا دوبارہ تلوار اُٹھائی کہ سر کاٹ لون عمرو بن حمزہ نے جو دیکھا قصد کیا کہ جا پڑون مگر کرب نامدار کہ اولاد صاحبقران کا جان و دل سے مطیع و منقاد ہی تیور عمرو بن حمزہ کے جو دیکھے ابرش گل اندام سکندری کو صف سے نکالا قباد کو سلام کیا یہ بھی نہ پوچھا کہ اجازت میدان گھوڑا اُڑا کر جا پڑے کئی ہاتھ تلوار کے مارے کیوان نے سب وار خالی دیے کرب نے گھوڑا بڑھایا چاہا کہ لپٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی کرب غازی بھی زخمی ہوے پہر دن رہے تک کئی نامی و گرامی پہلوان اسنے زخمی کیے کئی پہلوان جان سے

مارے قباد نے ناچار ہو کر طبل بازگشت بجوایا مگر کیوان مغربی بلبلاتا ہوا پلٹا کہتا ہی اے شہنشاہ مغرب آپ نے طرز جنگ میرا دیکھا اس طور سے جنگ کرتا ہون کہ حریفون کو عاجز کر دیتا ہون میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین رہتا یہ لوگ جو زخمی ہو گئے ہین زخم بگڑتے جاوین گے صحت نہ پاوین گے مین نے کل مغرب مین جنگ کی کوئی پہلوان میرا ہمسر نہ ٹھہرا جب تو تمام مغرب مین ہنگامہ ہی کہ کیوان مغربی فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جو مجھسے لڑا وہ مارا گیا میدان سے کبھی خالی نہین پلٹا کیون ای دارائے ہند تمنے میرا طریقۂ جنگ دیکھا لندھور نے کہا سبحان اللہ جن جوانون کو تمنے زخمی کیا اُفتاد سے وہ زخمی ہوے کسی کو بجرأت زخمی نہین کیا ورنہ اول مین جو جوان تمھارے مقابلے مین آئے تھے اُن کا مثل و نظیر نہین ہی ہرچند کہ میرے اُن کے بگاڑ ہی مگر انصاف کرونگا جرأت کے خلاف کلمہ نہ کہونگا رستم وہ جوان ہی کہ جسکی برق شمشیر فرنگستان مین جا کے حملی مرزوق فرنگی کو عاجز کر دیا گھس کر بارگاہ مین تخت اُسکا اُلٹا تمھاری کیا حقیقت ہی کہ اُسکو زخمی کرتے گرز مار کر اُسی اندھیرے مین تلوار ماردی وہ زخمی ہوا اور جو پہلوان زخمی کیے وہ بھی گھات سے زخمی ہوے اگر وہ لوگ جم کر لڑتے تو تم ایسے کتنون کو مار لیتے کیوان مغربی بگڑنے لگا کہ میری تلوار کی دھاک ہی بجنتک بیچ مین آگیا کہا ای دارائے ہند کیون تکرار کرتے ہو ای کیوان مغربی تم بے مثل و بے نظیر ہو ان کے سامنے ذکر عدم جرأت مسلمانان نہ کرو ان مین تاثیر محبت صاحبقران باقی ہی نمک اُن کا کھایا ہی وہ ہی نمک بول رہا ہی یہ ایک دن شریک مسلمانان ہونگے کیوان خاموش ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ ای بادشاہ مغرب طبل جنگی بجوائیے اب مین مسلمانون کو مہلت نہ لینے دونگا ایک ہفتے مین سب کا خاتمہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا سکندر نے پھر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے جا کر قباد سے خبر کی قباد نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یار وصاف تو یہ ہی کہ صاحبقران صاحب اقبال ہین جب لشکر مین نہین ہوتے تو لشکر پر شکست ہوتی ہی مگر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے طبل سکندری پر چوب پڑی کئی سو نقارہ بجا **نظم** چو بر طبل اسکندر آمد دوال ✣ زنا ہید مریخ کرد این سوال ✣ جہان را مگر روز آخر رسید ✣ سرافیل صور قیامت دمید ✣ بگفتا کہ نہ طبل اسکندر ہست ✣ کہ آواز او گوش گردون کراست ✣ لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا **نظم** یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ✣ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ✣ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ✣ بہت گرم خو اور روشن نگاہ ✣ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ✣ نشان آگے آگے خط صبح کا ✣ کیا دیدۂ خلق پر آشکار ✣ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ✣ آفتاب عالمتاب بلند ہوا تمام عالم منور و روشن ہو گیا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے **نظم**

بہادر جو آمادۂ جنگ تھے
طلبگار جان دادن و سر بکف ✣
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق
بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوے
برآمد ہوے لشکر بے شمار ✣
شجاعت سے سرخ سب گلرنگ تھے
یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے
کمر مین وہ تیغین کہ تھین رشک برق
اُدھر لشکر کافر پُر دغل ✣
مسلح مکمل تھے مردان کار ✣
جوانمرد استادہ تھے صف بہ صف
عروس ظفر کے طلبگار تھے ✣
لڑائی کی اُفتاد جھیلے ہوے
نمایان ہوے ناگہان دولکے دل ✣

نمایان

نشان روسیاہی کے کالے علم
ستم پیشہ و کافر بد یقین
دماغون مین نخوت خوشامد طلب
جہنم کے کندے یہ ہون سب کے سب

نہ کیسے علم بلکہ تھے نخل غم +
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور
جبین پر شکن قہر کے بے ادب

ہر اک مست و لا یعقل و خشمگین
ہر اک مست صہبائے کبر و غرور
مسبب کرے ای قہر وہ سیب

میدان مین آکرجے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوے نقیبون نے نکل کر معرکۂ کارزار مین شیب دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اِس میدان کارزار مین اپنا نام روشن کرے کیوان مغربی سکندر سے اجازت لیکر میدان مین آیا آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مالک نے ادیان کو نکالا قباد سے اجازت لیکر میدان مین آیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی مالک نے نیزہ بازی مین دنگ کر دیا نیزہ اِسکا نکالا گئی مقام پر خانہ ہاے زرہ مین نیزہ رکھدیا کیوان مغربی حیران ہی کہ نیزہ بازی مین خاتمہ ہوا چاہتا ہی ایسا نہ ہو سینے پر نیزہ مار دے تو میرا کام تمام ہو یہ بھی سُن چکا ہی کہ مالک نیزہ بازی مین فرد ہی کیوان نے نیزہ مالک کا پکڑ کے توڑ ڈالا اب نوبت تلوار کی آئی مالک نے کئی وار کیے آخر مین مالک زخمی ہوے بہرام نے آکر بجرأت و شوکت مقابلہ کیا مگر گھوڑے نے سکندری کھائی بہرام بھی زخمی ہوے آج شام تک اِس طور سے اِسنے میدا نداری کی کہ کئی جوان جان سے مارے اور کئی زخمی کیے شام کو گینڈا پھیر اُبکار کر آواز دی کہ ای قباد شہریار کیون فساد بڑھاتے ہو اب تک مین یہی چاہتا ہون کہ اصلاح کرلون جو خطا تمسے ہوئی ہی معاف کرا دون یہ شاہزادے تمھارے ماموں ہین تم نوشیروان کے نواسے ہو سب تمھارا پاس کرینگے ہم تمکو سواے سلطنت کے اور اعزاز و اکرام سے سرفراز کرا دینگے دیکھو راہ پر آؤ فساد نہ بڑھاؤ قباد نے کہا کہ او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی کیسی اصلاح تجھسے لڑ بھڑ کر جان دینگے جسدن ہماری برق شمشیر چمکیگی مثل آئینہ حیران ہو جاؤ گے ہم اصلاح نہین چاہتے اول تو مین خود لڑونگا کہ تمپر بھی رنگ کھلے کہ بادشاہ لشکر اسلام کیسے ہین یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ برادران عالیوقار و سرداران نامدار تو زخمی ہون اور مین اپنی جان بچاؤن اصلاح کا پیغام دون سکندر نے کیوان کو بیچ مین لیا زرہ نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا چھ دن برابر بطور مذکور کیوان نے میدا نداریان کین ساتوین دن جو میدان مین آیا بلبلا رہا ہی سب سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ زخمدار تھے لشکر اسلام نے آواز دی کہ یہان کوئی مقابلہ کرنے والا نہین ہی سب سردار زخمدار ہین کیوان نے کہا مین میدان سے خالی نہ پلٹونگا آج مغلوبہ کرونگا قباد بیقرار ہو کر جدھر دیکھتے ہین اُس سردار کو زخمدار پاتے ہین اپنے بھی سر پر زخم ہی مگر جوش جرأت یہ تھا کہ پکار کر کہا گھوڑا لاؤ سب سردارون نے آکر گھیر لیا کہا حضور کو نہ جانے دینگے حضور زخمدار ہین ایسے گھاتیے سے مقابلہ نہ کیجیے نہین معلوم کیونکر پیش آئے بادشاہ نے ناچار ہو کر دست دعا اُٹھائے پکار کر آواز دی کہ ای کریم و رحیم و ای حکیم و علیم رحم اپنا شریک کر دشمنون کے ہاتھ سے بچالے تو مسبب الاسباب ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے بقول شاعر فرد از دامن دشت کوہ اورنگ + گردے برخاست

فق ہوتیا رنگ ۔ سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب نے کئی سو علمہاے سُرخ رنگ پھریرے کھلے ہوے نوبت و نقارے گڑگڑاتے ہوے اِن سب کے بعد دیکھا صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار سرداران عالیوقار پشت پر قبادنے تخت بڑھایا صاحبقران نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کیا معرکہ ہی بادشاہ نے فرمایا قبلہ وکعبہ کیوان مغربی نامے پہلوان چھ دن سے میدانداری کر رہا ہی سب سردار زخمدار ہین کون جواب دے صاحبقران نے وہین سے اشقر اڑایا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا مقابلے مین کیوان کے پہونچے اس طرح تگاور زن ہوے کہ گرد برد کر دیا کیوان شوکت صاحبقران دیکھ کر گھبرایا پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی صاحبقران نے فرمایا عبد ذلیل رب جلیل شاید تونے ذکر سُنا ہوگا حمزۂ صاحبقران داماد نوشیروان اور یہ جو صاحبزادے تخت پر ہین اِنھون نے گود مین ہماری پرورش پائی واللہ مجھے ان سے محبت ہی مین انکی تباہی اور بربادی نہین چاہتا کیوان نے کہا مین مطلب آپ کا سمجھا مراد یہ ہی کہ آج گرفتار ہو کر اِنھین شاہزادون کے سامنے جاؤگے شاید خطا معاف کردین صاحبقران زمان نے فرمایا کہ او قابو پرست یہ تم لوگون کا دستور ہی ہم سواے خدا کے کسی کی خوشامد نہین کرتے وہ کیا ہماری خطا معاف کریگا صاحبزادے ہین خود خوشامد کرین گے نہیب شمشیر سے ڈرینگے کیوان نے کہا کہ ایک وار تو میرا قبول کیجیے صاحبقران نے فرمایا ہم مشتاق ہین کیوان نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا ہر مقام پر کیوان چاہتا ہی کہ صاحبقران چوکین تو نیزہ مارین مگر امیر بصد لطف لڑ رہے ہین دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران بجرأت لڑ رہے ہین کیوان ہر چند چاہتا ہی کہ نیزہ نکالون مگر ممکن نہین ہوتا آخر صاحبقران نے گانٹھ کر تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے کیوان کے نکل گیا کیوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یا صاحبقران دیکھیے ہمارے مددگار آتے ہین صاحبقران کو کیوان نے دھوکا دے کر ہاتھ مار دیا صاحبقران زخمی ہوے مگر بہت ناگوار ہوا خون چہرے سے پونچھ کر اس کن سے ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر زمین کو تلوار نے بوسہ دیا مع گینڈے کیوان کے چار ٹکڑے ہوے مرتے ہی کیوان مغربی کے ہمراہیان کیوان دوڑ پڑے صاحبقران نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ امیر

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد
سمندون زبیمم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

دونون لشکر آپس مین مل گئے برق شمشیر چمکنے لگی لیکن امیر جو جسم کے لڑے خون اسقدر جاری ہوا کہ غش آنے لگا آخر ناچار ہو کر تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن مین مرکب کی ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل راکب مین تیرے قوت نہین ہی گھوڑے نے جو صاحبقران کو سُست پایا سمجھا کہ آقا میرے زخمی ہوے دولتیان مارتا ہوا لے نکلا جو سامنے آگیا دانتون سے اُسکو چبالیا جب دس پانچ آدمی پامال ہوے اشقر کو دیکھ کر ہٹنے لگے جس صف مین اشقر آیا پامال کر کے نکل گیا لڑتا بھڑتا صاحبقران کو لے نکلا یہان شام کو طبل امان بجے بادشاہ پلٹ کر آئے سب سرداروں کو شمار کیا مگر صاحبقران کو نہ پایا بیتاب ہو کر فرمایا کہ شاید ہمارے قبلہ و کعبہ

گرفتار ہو گئے کہ ہرکارے نے بڑھ کر عرض کی آج پسران نوشیروان بہت گھبرا گئے تھے کہتے تھے نکل جائیں کیونکر جان بچائیں اگر دو گھڑی اور تلوار چلتی تو شکست فاش ہو جاتی مگر صاحبقران زخمی ہوے تھے گھوڑا اُن کو نکال لے گیا بادشاہ نے فرمایا اب تلاش کرو خواجہ اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھے کہ مین صاحبقران کو تلاش کرنے جاتا ہون مگر زاد راہ نہین ہی کسی سے قرض لونگا مگر یہ وہ لشکر ہی کہ اگر آدمی مرتا ہو تو یہ لوگ پانی نہ ٹپکائین بادشاہ نے کچھ روپیہ منگوا کر دیا خواجہ بتلاش صاحبقران چلے نقش سم مرکب دیکھتے ہوے جاتے ہین مگر صاحبقران کو جو گھوڑا لیکر بھاگا دو پہر رات گئی تھی شب ماہ تھی قضا سے کار یہ سرحد ملک جمال خان ہی قلعۂ جمالیہ یہان سے بارہ کوس پر ہی مگر یہ باغ بنوایا ہوا جمال خان کا ہی بیٹی اِسکی نہایت حسین وجمیل ہی گوہر آرا نام ہی رات کو پڑی سوتی تھی عالم خواب مین دیکھا کہ میرے باغ کے دروازے پر ایک جوان زخمی کھڑا ہی گھوڑا اندھیرے مین ٹکراتا پھرتا ہی یہ خواب دیکھ کر گوہر آرا اُٹھ بیٹھی باہر آکر دیکھا کہ زیر دیوار باغ ایک مرکب تین آنکھون کا اُسپر ایک راکب زخمون مین چور چور گرا چاہتا ہی ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ جاکر اس جوان کو سنبھالو جس طرح ہو سکے اِس جوان کو لاؤ کنیزین نکلین صاحبقران کو گھوڑے سے اُتارا عالم غشی مین باغ مین لائین پلنگ پر لٹایا اب جو ملکہ نے قریب سے دیکھا قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا لباس خون آلود زیب جسم اسباب شوکت سب موجود دل وجان سے عاشق ہو گئی کہا دیکھو صاحبو کیا جرأت ہی کہین جنگ مغلوبہ ہوئی ہی قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا گھوڑا بھی بے مثل و بےنظیر ہی اپنے ہاتھ سے زخم دُھلایا پٹیان مرہم کی چڑھائین گرد کنیزین ہر مرتبہ عرض کرتی ہین کہ حضور ہاتھ نہ لگائین ہم لوگ زخم دُھلا دینگے گوہر آرا جواب دیتی ہی کہ بندۂ خدا ہی کیا بھوت پلید ہی کہ ہاتھ نہ لگاؤن آخر ہوش مین آئیگا سمجھ جائیگا کہ ملکہ نے ہماری جان بخشی کی یہ کہکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک جو چہرے پر صاحبقران کے ٹپکے اُنھون نے کار گلاب کیا امیر نے آنکھین کھول دین دیکھا کہ ایک قصر عالی ہی اور ایک شاہزادی نہایت حسین وجمیل بیٹھی زخم دوزی کر رہی ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین چاہتی ہین کہ ملکہ کو ہٹا دین مگر ملکہ نہین مانتین کہتی ہین صاحبو انسان کے کام انسان آتا ہی شاید کسی مقام پر ہم بھی مجبور و ناچار ہون تو پیدا کرنے والا مدد کریگا صاحبو مجکو نہ سمجھاؤ مگر ملکہ آفتاب جمال خورشید مثال ہی امیر نے بھی بہت پسند کیا آنکھین کھول کر فرمایا کہ اے ملکہ آپ نے بڑا احسان کیا حقیقت مین کس حال مین تھا تمھاری جستجو سے لایق کلام ہوا اگر امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ کیجیے کہ گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کون سے آسمان کی ہو ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ صاحب مجکو گوہر آرا کہتے ہین اور اس مقام پر عملداری جمال خان ہی اور مین اُسکی دختر ہون یہ باغ میری راحت کے واسطے بنایا ہی اور مین آج کی شب یہان سیر آئی تھی گھوڑا انکو لیکر آیا مین نے زخم دوزی کی کچھ گھبراؤ نہین بہت جلد صحت ہو گی صاحبقران نے پھر آنکھین بند کر لین گوہر آرا نے کہا کہ صاحبو تم نے دیکھا کیسا جری و بہادر ہی افسوس ہی کہ نام نہ پوچھنے پائی پھر غش آگیا ایک کنیز نے کہا کہ واری مین اس جوان کو پہچانتی ہون ملکہ مہر نگار کے یہان نوکر رہی ہون یہ اُن کے شوہر ہین صاحبقران زمان نام ہی وہین سے لڑ بھڑ کر نکلے ہین نام

سُنکر ملکہ کو خوشی ہوئی کہ یہ بڑی بات ہی کہ یہ شخص خاندان عالی سے ہی نوشیروان کی سلطنت کو مٹایا
اُن کے بیٹون سے مقابلہ پڑا ہی کہا یخنی وغیرہ تیار کرو پھر ملکہ نے تیمار داری کی شام کو امیر
ہوشیار ہوے گوہر آرانے جلسہ آراستہ کیا صاحبقران آکے بیٹھے رقص و سرود کا گوہر آرا نے
اشارہ کیا ایک نازنین پریچہرہ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

دل ہی بیتاب جان بے کل ہی ٭
دل ہلا ڈالے ہین خلائق کے ٭
پھیلا کاہے کو آج کاجل ہی ٭
برق ہی آہ پُر شرار اپنی ٭
اک برس اپنو مجکو اک پل ہی
تم کبھی آئے ہو دیکھنے صورت
اسمین اک پھول ہی نہ اک پھل ہی
باغ عالم مین گر نہ ہو وہ گل ٭
آج آنکھون سے کون اوجھل ہی

روح مین وقت نزع ہلچل ہی
کس قیامت کی اُسکی چہاگل ہی ٭
جلتے ہین ہم جہان فانی سے
مژۂ اشکبار بادل ہی ٭
چاند سورج ہین تختیونسے خجل
دل کے آئینے پر وہ صیقل ہی ٭
آچھپا سایۂ کرم مین ترے
میرے نزدیک پھر یہ جنگل ہی

وہ جو اپنی نظر سے اوجھل ہی
قصہ اب کوئی دم مین فیصل ہی
کیا ہے تجھے کسیکی یاد مین اشک
کون ٹھہرے یہان تو ہلچل ہی
تاب کی انتظار یار کرون ٭
کونسے نور کی یہ ہیکل ہی ٭
بید مجنون ہی اپنا نخل مراد
یہی اس بے نوا کا کمل ہی ٭
کیون نہین تھمتے اے ہزبر آنسو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اختلاط ظاہری ہو رہے ہین رقص و سرود
ہو رہا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا اے ملکۂ عالم مردود زرہ ساز جو آپ کا منگیتر ہی اُسنے
آپ کے باپ سے سوال شادی کیا آپ کے باپ نے جواب دیا کہ ایک سال کی ہم کو مہلت دو اُس نے
طبل جنگی بجوایا ہی جمال خان بھی قلعے سے باہر نکل آیا ہی صبح کو مقابلہ ہی طبل جنگی بج چکے لوگون کا یہ
قول ہی کہ مردود زرہ ساز وہ پہلوان ہی کہ جسنے شیرون سے جنگل خالی کر دیے جمال خان بھلا اُس سے
کیا مقابلہ کر سکین گے صرف تاجدار ہین دیکھیے صبح کو کیا ہو مردود زرہ ساز کہتا ہی صبح کو جمال خان
کو مار کر ملکہ کو باغ مین گھیرونگا اگر بسہولت سوار ہوئین تو فبہا ورنہ گرفتار کر کے لیجاؤنگا دیکھون تو
وہ کیونکر بچتی ہین کئی سال سے برابر اقرار کرتے رہے اب پھر سال بھر کا جھگڑا نکالا ہین اس ٹال ٹول کو
نہ مانونگا یہ سُن کر ملکہ تو رونے لگین صاحبقران نے اشک پاک کیے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ مین جاکے
تمھارے باپ کی مدد کرونگا مردود زرہ ساز پر وہ کڑی پڑے کہ ساری جرأت بھول جائے یہ فرماکر
حکم دیا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ملکہ نے کہا اے شہریار وہ بڑا پہلوان ہی آپ زخمدار دبیقرار ہین یہ
سُن کر صاحبقران نے فرمایا مردود زرہ ساز کیا کر سکتا ہی صبح کو تمکو حال معلوم ہوگا یہ ذکر تھا کہ
گریبان سحر چاک ہوا صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوکے چلے ملکہ پیچھے پیچھے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتی ہوئی ساتھ ہین نظم

کریمی نے وہ بینائی عطا کی ٭
بہت کچھ منتین کین رہنما کی ٭
جگہ دی اُسنے خود پہلو مین ہم کو
وہان شادی رچی نوبت بجا کی ٭
ترے دامن سے لپٹی خاک جاکر

سُنگھا دی آکے بو زلف رسا کی
نظر آنے لگی قدرت خدا کی ٭
مریض عشق کی بھی کچھ خبر ہی
اطاعت سے جو اُسکے دلمین جا کی
ہمارا دل وہ آئینہ ہی جسکو
محبت کی یہ ہمنے انتہا کی ٭

یہ کیا تو نے قیامت اے صبا کی
تہ پہونچے منزل مقصود تک ہم
کھپا ہی وہ نگاہون مین قضا کی
یہان جب تک رہا ماتم ہمارا
نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
عدم مین ہمنے آبادی نہ دیکھی ٭

نئی روز اُسمین اک بستی بسا کی
تری رفتار نے اک حشر ڈھایا
یہانتک پاسداری کی وفا کی
نہ کیونکر ہو ہر برا امید بخشش

الگ بیٹھو ادب سے ای نکیرین
جدھر رکھا قدم آفت بپا کی
چُبھا نشتر تو مژگان یاد آئے
محبت دل سے ہی شیرِ خدا کی

کہ آمد ہی یہان شیرِ خدا کی
نہ کی فریاد محشر مین خدا سے
نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی

ہر چند ملکہ نے روکا مگر صاحبقران نہ رُکے گھوڑے پر سوار ہو کے چلے مگر یہان صبح کو مردود زرہ ساز میدان مین آیا میدانمین آکر للکارا جمال خان نے نکل کر مقابلہ کیا نیزے مین تو برابر رہے مگر تلوار جو مردود زرہ ساز نے کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا جمال خان زخمی ہوا لوگ آکر جمال خان کو لے گئے مردود زرہ ساز میدان مین بلبلا رہا ہی پکارتا ہی کہ او جمال خان بیٹی کو سوار کر دے اسی مین بہتر ہی ورنہ سب کو قتل کرونگا اور ملکہ کی خبر پاچکا ہون باغ مین موجود ہین جا کر قبضہ کرونگا کوئی جواب نہین دیتا مردود زرہ ساز چاہتا ہی کہ گینڈا اُڑا کر لشکر پر جا پڑون سب گھبرا رہے ہین کہ اس دیوخصال کو کون جواب دیگا لشکر بھی بیجیاب ساتھ ہی بڑے خرابی کی جنگ پڑیگی کون اسپر غالب ہوگا ایک ایک کو قتل کریگا لات ومنات کو پکار رہے ہین مردود کمر مضبوط باندھ رہا ہی چاہتا ہی لشکر پر جا پڑون اہل لشکر بھی اسکے تیاری کر رہے ہین ارادہ ہی کہ مغلوبہ کرین جانین لڑا دین لشکر دشمن کو پامال کر ڈالین جب آقاے نامدار معشوقہ پاوینگے تو ہم سب کو انعام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا ہم سرکار سے اپنی انعام و اکرام لینگے یقین ہی کہ دروازہ خزانے کا کھولدین خوب انعام و اکرام پائین بڑی خوشی کرینگے شہر بھر مین ہلڑ ہوگا کہ آقا معشوقہ کو لیکر آئے ہین چل کر انعام و اکرام لو سب اس حال مین ہین مردود کا قصد ہی کہ لشکر پر جا پڑون قلعہ فتح کرلون باغ پر بھی جا کے جنگ پڑیگی جب معشوقہ سُنے گی کہ میرے باپ کو مار کر آئے ہین تو وہ بھی فساد کریگی وہان لڑنا پڑیگا مگر عورت کا قبضے مین کرنا کتنی بڑی بات ہی چاہتا ہی کہ بڑھون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا صاحبقران زمان گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ او مردود کیون اسقدر بدعت کرتا ہی مین آپہونچا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر ؎ امیر عرب حمزۂ شیر دل ✤ کز و گشتہ سہراب و رستم خجل ✤ امیر عرب ضیغم روزگار ✤ بحکم خدا البستہ شمشیر چار ✤ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ✤ ✤ یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام ✤ بن کافران از جہان پاک کرد ✤ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ✤ نعرۂ صاحبقران کی آواز جو مردود نے سُنی مثل بید کے کانپنے لگا کہتا تھا کہ مین حمزہ سے کیونکر مقابلہ کرون حمزہ جہاندیدہ و کار آزمودہ ہی تمام دنیا مین جنگ کر چکا ہی ایسا نہ ہو مین شکست کھاؤن یا اسکے ہاتھ سے مارا جاؤن صاحبقران زمان سے اصلاح کے کلام کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا تمنے کیون لشکر کشی کی کہا ای شہریار تین برس ہوے کہ اِسنے اپنی بیٹی کے ساتھ میری منگنی کی تھی اب جو مین شادی کا پیام دیتا ہون تو پھر سال بھر کا وعدہ کرتا ہی مجکو بہت ناگوار ہوا دل جل گیا اگر حضور گوہر آرا کو دلوا دین تو مین پلٹ جاؤن امیر نے فرمایا بس خاموش رہ ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے نام محبوب کا لینے کو گلاب اور کیوڑے سے کلی کرے تب اُسکا نام زبان پر لا اس طرح کے کلام صاحبقران نے اُس سے کیے اُس کو ثابت ہوا کہ صاحبقران خود اُسپر عاشق ہین گینڈے کو ہٹا کر نیزہ اُٹھایا کہا او حمزہ اگر اس نیزے کو

دل کوہ پر مارون تو شگاف پیدا کرے مقام تاسف ہی کہ تو مجھسے خوف نہین کرتا دل تو کانپ رہا ہی لیکن
زبان سے کلمات درشت کہہ رہا ہی صاحبقران نے فرمایا ای مردود مین تیری بھپکیون سے خوف نہ
کھاؤنگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مگر جمال خان جو زخمی ہوکے پلٹا ہی زخم اپنا باندھ رہا ہی اور اپنے
ساتھ والون سے کہتا ہی کہ کیون یارو حمزہ کہانسے آیا یہ تو مقابلۂ سکندر مین تھا اور میری طرفداری
کیون کرتا ہی ہرکارہ نے پرچہ دیا پرچہ جو اسنے پڑھا اُس مین سب حال لکھا تھا کہ اس طرح حمزہ
زخمی ہوکر آئے اور ملکہ نے علاج کیا سمجھا کر ان کو بھیجا ہی کہ ایسا نہ ہو باپ میرا مارا جائے جمال خان
نے پرچہ پڑھکر ہاتھ سے پھینک دیا ہرکارے کو جھڑکا کہا یہ خبر تجھے کیونکر ملی کوئی کنیز بدکار باغ مین
لے گئی ہوگی ہرکارے نے عرض کی کہ اگر یہ خبر خلاف ٹھہرے تو زبان کاٹ ڈالیے یہان صاحبقران
اور مردود سے نیزہ چلنے لگا صاحبقران نے چھٹی طعن مین نیزہ اسکا نکالا مردود نے تلوار تو کھینچی
مگر اہل فوج سے پکار کر کہا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ اس ظالم سے مین مقابلہ کر رہا ہون مقام افسوس
ہی کہ اکیلا آوے اور میرے قتل کا درپی ہو چہار طرف سے گھیر کر مار لو فوج والے دوڑ پڑے
مردود نے چاہا کہ مین اپنی طرف حرب و ضرب مین متوجہ رکھون فوج والے آکے نیزون پر اس کو
اُٹھا لین ہاتھ تلوار کا مارا فوج والون نے آکر کئی سو نیزون کے وار کیے صاحبقران زمانے
نیزون کو تو قلم کیا مگر مردود کی تلوار سر پر پڑ گئی پس صاحبقران غصے مین زخم سر باندھ کر فوج
پر جا پڑے جمال خان نے جو صاحبقران کو گھرے ہوئے دیکھا اہل فوج سے کہا یارو اسکی مدد کرنا
واجب و لازم ہی ہرچند کہ وہ خبر سُنی ہی کہ مین اسکا دشمن ہو رہا ہون لیکن اپنے ہاتھ سے اسے
سزا دونگا فوج والے دوڑ پڑے جمال خان خود شریک جنگ ہوا صاحبقران کے سر سے خون
اسقدر بہا کہ غش آنے لگا صاحبقران نے دونون ہاتھ گردن مین مرکب کی ڈالے تلوار کو
نیام مین کیا گھوڑا صاحبقران کو لیکر نکل گیا یہان جمال خان نے شکست کھائی بھاگ کر قلعے
مین چھپا تو ہین وغیرہ جو فیرکین مردود رُک گیا کہا کل قلعے کو لے لونگا ہرکارون نے اسکو خبر دی
کہ صاحبقران کو گھوڑا نکال لے گیا گھیر کر قلعے کو اُس رات کو صلاح ہوئی ایک افسر نے کہا کہ میرے
نزدیک یہ مناسب ہی کہ آپ تھوڑے لوگ لیکر باغ پر جائیے ملکہ کو قبضے مین کر لیجیے مین یہان بلوہ کرونگا
آپ آکے قلعہ فتح کر لیجیے گا جمال خان کو قتل کیجیے گا ایسا نہ ہو حمزہ پھر پلٹ آئے کل اس کام کو کر لیجیے
مردود کو یہ رائے پسند آئی دو گھڑی رات رہے دو ہزار سوار ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا اُسوقت
اُس افسر نے کل فوج کو تیار کیا قلعے پر بلوہ کیا جمال خان نے وہین سے تو ہین مارین وہ افسر لشکر کو
لیکر پلٹ گیا مگر ملکہ کو مہر آرا فراق مین صاحبقران کے بیقرار تھی دمبدم دعائین مانگتی تھی اور
روتی تھی کہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران پلٹ کر نہ آئے رات کہان گذری میرا تو یہ حال ہی نظم

جب سے کہ شکستہ ہوا مین قد یار کا	ہر روز سامنا مجھے رہتا ہی دار کا
عالم یہ عشق مین ہی دل بیقرار کا	جیسے کہ حال ہوتا ہی زخمی شکار کا
مرغوب ہی جو حسن کسی گلعذار کا	بدلا ہوا ہی رنگ دل بیقرار کا
ظاہر مین میرے اُنکے صفائی تو ہو گئی	مشکل ہی دور ہونا دلون سے غبار کا

اے موت بند کر نہ مری آنکھ وقت نزع
ڈھونڈھا لحد مین آکے نکیرین نے نگر
عبرت کی جا ہی جو تجھے زمانے مین نامور
آراستہ ہوے ہین زمانے مین میکدے
ظل ہما کا مین نہین ممنون شکر ہی
دونگا خدا کو عشق بتان کا جواب کیا
مر مر گئے رقیب بھی ٹھوک ٹھوک کر +
خامے کا سینہ چاک ہی صدمے سے آجتک
دنیا کی آفتون سے بچا مین ہزار شکر
ایسا تھا شوق دید کہ چشم رکاب نے
تیغ زبان کسی کی نہ ہرگز کرگئی کام +

اتنا ٹھہر کہ دیکھ لون چہرہ مین یار کا
لیکن پتہ ملا نہ مرے جسم زار کا +
ابتو نشان بھی نہین اُن کے مزار کا +
لو میکشو پھر آیا ہی موسم بہار کا +
احسان ہی سر پہ سایۂ دیوار یار کا
دھڑکا ہی دل کو پرسش روزِ شمار کا
بوسہ لیا جو قبضۂ شمشیر یار کا +
لکھا گیا ہی نام جو مجھ دلفگار کا
جبسے کہ مل گیا مجھے گوشہ مزار کا
سرمہ لگایا خاک کفِ پاے یار کا
سطوت غلام ہون مین شہ ذوالفقار کا

کنیزون نے ملکہ کو سمجھایا کہ واری طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ صاحبقران نے جاکر مردود کو مارا باپ آپ کے صاحبقران کو قلعے مین لے گئے ہونگے وہین رات گذری اب ہم جاکر خبر لاتے ہین چند کنیزین واسطے خبر کے چلین ملکہ دروازے پر کھڑی ہین کہ تھوڑی دیر مین وہ کنیزین گھبرائی ہوئی آئین کہا دائی غضب ہوا صاحبقران نہین معلوم کہان گئے باپ آپ کے قلعہ بند ہین کل فوج کو مردود زرہ ساز نے وہان چھوڑا دو ہزار سوارون سے آتا ہی ملکہ پیٹنے لگین کہا صاحبو مین کیا کرون کنیزون نے کہا دوسری راہ سے نکل چلیے کسی جنگل مین اوقات بسر کرین خوف یہ ہی کہ کل فوج سے وعدہ کرتا ہوا آتا ہی کہ جب مین ملکہ پر قبضہ کرونگا تو کنیزون کو تم سب لے لینا ہم لوگ کیونکر جان بچائین گے اُن ظالمون سے کیونکر آبرو بچیگی بس نکل ہی چلنا بہتر ہی ملکہ گھوڑیان تیار کرا رہی ہین ساز گھوڑیون پر پڑ رہے ہین چاہتی ہین کہ سوار ہوکے نکل جاؤن کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ مردود گینڈے پر سوار پشت پر دو ہزار جوان اُن سے کہتا ہوا آتا ہی کہ یارو لات و منات نے کیا عنایت کی ہی ورنہ حمزہ کے ہاتھ سے میرا بچنا بہت دشوار تھا سواے عنایت لات و منات کے اور کیا کہنا چاہیے ملکہ نے ایک چیخ مار کر کہا کہ لو صاحبو وہ ظالم آپہونچا اب کیونکر نکلین سب نے کہا کہ حضور تیر اندازی کیجیے جب لڑینگے تو قتل ہو جائین گے یون اپنی آبرو دی نہ جائیگی بارہ سو کنیزین تیر و کمان لیکر دیوار باغ پر چڑھ گئین جیسے ہی مردود دلبوہ کرکے چلا طائران تیر جو پر کھول کر گرے کئی سو جوانون کو شکار کیا کنیزون نے تیرون کی بوچھار کردی مردود چاہتا ہی کہ کسیطرح سب کو ساتھ لیکر در باغ تک پہونچون مگر کنیزین برابر تیر مار رہی ہین ہر وار مین سو دو سو قتل ہوتے ہین پھر رُک جاتے ہین مردود نے جو دیکھا کہ دو پہر مین آدھا لشکر تمام ہوا سپر کو ہاتھ مین لیا ساتھ والون سے کہا کہ مین اپنے کو باغ مین پہونچاتا ہون جاکر ان کنیزون کو قتل کرونگا تم بھی آجانا یہ کہکر گینڈا بڑھایا یہان سے تیر پڑنے لگے مگر تیرون کو سپر پر روکتا ہوا تلوار کھینچی ہوئی راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ابتو کنیزین بیقرار ہو کر رونے لگین ملکہ نے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھین کہ اے خالق بے نیاز

وای رب کارساز وای رحیم و کریم ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے لشکر والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا نصف راہ طی کرچکا یہ بھی سب گھوڑے بڑھا کر بڑھے ملکہ نے کہا کہ لو صاحبو لشکر بھی آتا ہی کنیزین پیٹ رہی ہین یاربّاہ یا مستغیثاہ کی صدا بلند ہی دعائین مانگ رہی ہین ملکہ نے خنجر کھینچا کہ مین اپنی جان دونگی مگر اس شقی کے ساتھ رہنا قبول نہ کرونگی کافر بدصورت نہین معلوم میرے باپ کے ساتھ کیا کریگا ای کریم و رحیم مین نے تو اپنے کو ناموس خلیل الرحمٰن مین داخل کیا ہی تو کیونکر گوارا کریگا کہ یہ کافر غول بادیۂ ضلالت دیمون صحرائی مجھپر قبضہ کرے ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے قضلے کار سوہان ببر دندان ایک پہلوان ہی کہ صحرا مین شکار کھیل رہا ہی رونے پیٹنے کی آواز کان مین جو عورتون کی آئی ساتھ والون سے پوچھا کہ یہ کون رو رہا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ کسی ظالم نے کسی مظلوم پر بدعت کی ہی وہ ہی لوگ رو رہے ہین ہرکارون سے اشارہ کیا کہ فورا بڑھ کر خبر تو لاؤ یہ کیا معرکہ ہی ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کر آئے کہا ایک باغ ہین چند عورتین ہین اور بیرون باغ مردود ہی چاہتا ہی باغ مین گھس جاؤن وہ لوگ رو رہے ہین سوہان پلٹا کہا یہ پہلوان بڑا نامرد ہی کہ عورتون پر بلوہ کر رہا ہی ابھی جاکر سمجھا دونگا عورتون پر مین قبضہ کرونگا یہ بھی دریافت ہوگا کہ یہ معاملہ کیا ہی یہ کہتا ہوا چلا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ بیرون باغ نکل آئی ہین کنیزین دوہائی دے رہی ہین مردود تین حصے راستہ طی کرچکا ہی ایک حصہ راستہ باقی ہی کہ سوہان نے للکارا او نامرد کہان جاتا ہی اور ملکہ کو دیکھ کر کلیجہ پکڑ لیا جی مین کہتا ہی کہ ہجوم سیارگان مین یہ ماہ تابان ہی نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہی یہ کہتا ہوا قریب مردود کے پہونچا مردود نے جو سوہان کو دیکھا جی مین کہتا ہی کہ اُفتاد پر اُفتاد پڑتی ہی یہ کون ہی کہ جو مدد کو آیا ہی یہ کہہ کر مقابلۂ سوہان مین آیا سوہان پر نیزہ مارا سوہان نے نیزہ توڑ ڈالا مردود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا مردود نے جب ہاتھ تلوار کا مارا سوہان نے گینڈا اٹھایا اور زیر بغل مردود آیا باڑھ کو بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر مردود کو اُٹھا لیا اُکھیڑ کر زمین پہ مارا کود کر چھاتی پر آیا کہا او بیحیا یہ کیا معرکہ ہی ان غریبون کو کیون ستاتا ہی مردود نے کہا کہ یہ میری منگیتر ہی باپ اسکا شادی کرنے سے انکار کرتا ہی باتون مین ٹالتا ہی اُسکو تو مین نے شکست دی وہ قلعہ بند ہی مین آیا تھا کہ معشوقہ پر اپنی قبضہ کرون تم نے آکر دخل دیا تم اسکے کون ہو سوہان نے کہا مین غریب جانکر اسکی مدد کرنے آیا ہون اب یا میری اطاعت کرو یا اس ظلم سے ہاتھ اُٹھاؤ عورت تم کو نہین قبول کرتی تو جانے دو مردود نے کہا نہ تو مین اطاعت کرونگا نہ مین اس بدعت سے ہاتھ اُٹھاؤنگا سوہان ببر دندان نے مردود دزرہ ساز کا سر کھینچ لیا فوج پر اسکی جا پڑا فوج کو شکست دی اب باغ کی طرف چلا ملکہ نے بیقرار ہوکر کہا کہ لو صاحبو ایک بلا گئی دوسری بلا آتی ہی سب نے کہا اِسکو با تو نہین دیکھے رات کو نکل چلین گے ملکہ رونے لگین کہا صاحبو مین کس بلا مین پھنسی ہون میرا تو یہ حال ہی نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے — دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے
سنگ طفلان ہمکو معشوقونکو زیور چاہیے — تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتھر چاہیے
پوچھ کے احوال دل رکھنا کلیجے پر بھی ہاتھ — ای مری جان پاس دونونکا برابر چاہیے

اوج حاصل تھا ترے زانو پہ رہتا تھا کبھی
اسطرح تجکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے

قبر میری دیکھ کے حسرت سے وہ کہنے لگے
اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے

کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہونے کا نہین
ٹیڑھی باتین وہ کرین سید سا مقدر چاہیے

مر رہا ہون مٹ رہا ہون جان جان تیرے لیے
عشق صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے

رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے
روکے بلبل نے کہا مجکو گل تر چاہیے

بیکسی کہتی ہی تربت پر شہید ناز کی
اک مسہری بچھونون کی اور اک چادر چاہیے

تو کرے جنت کی خواہش ہی بڑی غیرت کی جا
تجکو ای دل آرزوے کوے دلبر چاہیے

جان تمپر دے رہا ہی یہ شہر برخستہ جان
جان جان اب تو نگاہ رحم اسیر چاہیے

کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری فقرے سے مطلب نکلیگا ملکہ نے چند کنیزون کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تم نے بڑا احسان کیا کہ اس ظالم کو مار ڈالا لیکن اور اسکے ساتھ والے میرے باپ کو گھیرے ہوے ہین دیکھیے وہان کیا گذرے لہذا تم کو مناسب ہی کہ اول وہانکی خبر لو بعد اُسکے میرے پاس آنا ابھی باہر ہی اُترو سوہان یہ سُن کر بہت خوش ہوا کہا صاحبو تم نے دیکھا یہ کہہ کر اُتر پڑا اور کہا کل جاکے قلعے کی خبر لونگا یہان ملکہ باغ مین صلاحین کر رہی ہین کہ یہ اُس طرف جائے اور ہم سب کے سب نکل چلین مگر سوہان ببر دندان بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہی افسرونکو ترغیب دے رہا ہی کہ کل قلعے پر چل کر اُس افسر کو بھی سمجھا دونگا تب میرے دل کو آرام ہوگا پہر رات رہے سوار ہوا وہان جو افسر قلعہ گھیرے ہی موسوم بہ فولاد زرہ پوش دو پہر رات رہے سے اُسنے لشکر کو تیار کیا اور قلعے پر بلوہ کرنے کو چلا جمال خان بالاے قلعہ آیا دیکھا کہ فوج لیے فولاد آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای فولاد زرہ پوش تمھین کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہی کیا سمجھ کے بلوہ کرتے ہو فولاد نے کہا کہ مین مردود کا عزیز دار ہون اگر مردود نہین ہی تو مین ملکہ سے اپنی شادی کرونگا جمال خان نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا توپ پڑنے لگی اور تو فوج والے رُکے مگر فولاد نہ رُکا گولون کو رد کرتا ہوا چلا اہل فوج سے کہہ گیا کہ جب مین قلعے مین داخل ہو جاؤن تب تم بھی آنا آج قلعے کو بغیر فتح کیے نہ پلٹونگا اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ فولاد گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای جمال خان کیون اسقدر کد و کاوش کرتے ہو مین نے قلعہ لے لیا جمال خان نے اہل فوج کو آواز دی کہ یارو نکل کر مقابلہ کرو ایک مرتبہ اس سے لڑلو جو کچھ ہونا ہی وہ ہو جائے سب تیار ہوے کہ نکل کر فولاد سے مقابلہ کرین یہان فولاد کھڑا آستینین چڑھا رہا ہی کہ خندق فرا دُن قلعے مین اپنے تئین پہونچاؤن مگر جمال خان بیقرار ہی کبھی صحن قلعہ مین اور کبھی بالاے قلعہ جاتا ہی ساتھ والے یہ چاہتے ہین کہ یہ پہلے نکلین تو ہم بھی نکلین کہ صحرا سے گرد اُڑی سوہان ببر دندان آکے پہونچا وہین سے للکارا کہ او بے حیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامت برپا کرونگا تیرے افسر کو تو مٹا آیا اب تیری قضا آئی ہی پلٹ آ اسی مین خیر ہی ورنہ بہت پچتائیگا اُن کو مار کر تیرے کیا ہاتھ آئیگا فولاد ٹھٹکا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت زبردست للکارتا ہوا آتا ہی ساتھ والون نے فولاد کو خبر دی کہ اسی کے ہاتھ سے مردود مارا گیا مردود لے

بڑی سختی کی اطاعت نہ اختیار کی تب اسنے سر کھینچ لیا فولاد نے کہا اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہتا ہوا پلٹا سوہان ببر دندان سے اور فولاد زرہ پوش سے مقابلہ پڑا جمال خان بھی عاجز ہو رہا تھا فوج لیکر باہر نکل آیا یہان دونون مین نیزہ چلنے لگا مگر سوہان ببر دندان جہان دیدہ و کار آزمودہ تھا جھکائی دیکر نیزہ مارا کہ فولاد کا کلیجہ چھد گیا فوج کو شکست دی فوج والے شکست کھا کر بھاگے سوہان نے جمال خان کا ہاتھ تھام لیا کہا آپ میرے بزرگ ہین ملکۂ عالم نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہی مگر مجکو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو قلعہ فتح ہو جائے لہذا مین یہان آیا شکر ہی کہ آپ کے دشمن کو مارا امیدوار ہون کہ اپنی غلامی مین مجکو قبول کیجیے جمال خان خاموش ہو رہا کہا آپکے احسان کا بدلہ تو غیر ممکن ہی کہ آپ نے جان بخشی کی آج شب کو آپ کی دعوت ہی کل مین جواب باصواب دونگا یہ کہکر سوہان ببر دندان کو اپنی بارگاہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا طائفے عمدہ حاضر ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دم بھر تو آ کے حالتِ بیمار دیکھیے
اک سانس مین غش آتا ہی کی بار دیکھیے

یوسف کو آنکھ اُٹھا کے نہ زنہار دیکھیے
بس دیکھیے تو یار کا دیدار دیکھیے

سرمہ کرین وہ دلکو کہ پیسین حنا کے ساتھ
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھیے

حاضر ہون دل کو میرے چھُری سے کرید کے
اچھی طرحسے زخم مین سوفار دیکھیے

سفاک سیمتن کے یہ دل مین سمائی ہی
کُشتونکے پشتے لاشون کے انبار دیکھیے

گاہک ہماری جان کے ہین آپ تو مگر
اسیر ہم آپ کے ہین خریدار دیکھیے

ہین چھپے کبھی کبھی محفل مین قہقہے
کس وجد مین ہین عشق کے سرشار دیکھیے

کاٹیگی بیگناہ یہ کس کس کی گردنین
کیا کرتی ہی یہ آپ کی تلوار دیکھیے

چرخ سہم سے بھی نظر آئے تو اے ہنر پیر
وان جا کے قصر یار کی دیوار دیکھیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کنیزون نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے قصد کیا تھا کہ کلچاؤن مگر یہ جو خبر سُنی کہ باپ دعوت مین لے گیا ہی کیا تعجب ہی کہ مکر سے گرفتار کرلے خاموش ہو کر بیٹھی یہان چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سوہان نے جمال خان سے پوچھا کہ مجھے فرزندی مین قبول کرنے مین آپ کو انکار ہی یا اقرار ہی جمال خان نے دیکھا کہ اگر انکار کرونگا تو یہ میری بارگاہ مین موجود ہی فساد برپا کریگا یہ سوچ کر کہا کہ بہت خوب مین چلکر اُسکو سمجھاتا ہون سوہان ببر دندان کو ساتھ لیکر جمال خان چلا جب قریب باغ آیا بیرون باغ لشکر سوہان کا اُتارا کہا مین جا کر بیٹی کو سمجھاتا ہون آپ تامل فرمائیے سوہان نے کہا ملکہ کے سمجھانے کی کوئی ضرورت نہین ہی وہ مجھسے وعدہ کر چکی ہین ضرور سرفراز کرینگی جمال خان نے کہا کہ ای سوہان تم مزاج سے اُس صاحبزادی کے آگاہ نہین ہو مین خبر پاچکا ہون کہ وہ حمزہ پر عاشق ہی اُسی کی محبت کا دم بھر رہی ہی سوہان نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی اگر نہ مانے تو مجکو جواب دیجیے مین مثل مردود نہین ہون اگر نہ مانین گی تو زبردستی باغ مین گھس جاؤنگا اور قبضہ کرونگا جمال خان نے کہا کہ مین بہت اچھی طرح سمجھاؤنگا یہان رات سے کھلبلی پڑی ہوئی ہی ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین

کہ نہین معلوم اس بے حیا نے باپ کو کیا سمجھادیا کہ ساتھ لیکر آئے ہین یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے خبر دی آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین ملکہ اُٹھین دروازے پر آکے سلام کیا جمال خان نے کہا کہ ای نور نظر تمھارے واسطے بڑے فساد ہوے ہزارہا آدمی مارے گئے اب سوہان مجکو ساتھ لیکر آیا ہی کہتا ہی کہ ملکہ کو سمجھا دو ای نور نظر مین تجکو سمجھانے آیا ہون کہ یہ پہلوان زبردست جری و بہادر ہی اسکو قبول کرو اِسنے احسان بھی کیا ہی ملکہ نے ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا ای والد نامدار مقام افسوس ہی کہ احسان اول کو آپ بھول گئے اس احسان کو آپ نے گوارا کیا وہ کیا پہلوان ہی اگر خدا نے فضل کیا اور میرا وارث آگیا تو بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کرینگے جمال نے جھلا کر کہا کہ او کمبخت تو میرا کہنا نہین مانتی اگر سوہان بگڑ جائیگا تو مین اُسکا کیا کرونگا جمال نے جھلا کر کہا کہ مین جاکر سوہان سے کہے دیتا ہون کہ میرا کچھ اختیار نہین ہی ملکہ نے کہا کہ جائیے کہدیجیے جو اُسکو بن پڑے وہ کرے مین اپنی جان دونگی اور اس دشمن خدا کے ساتھ نہ جاؤنگی جو اُسکے مزاج مین آئے وہ کرے جب جمال باہر آیا تو اُسنے سوہان سے کہا کہ ای سوہان مین نے بہت سمجھایا لیکن وہ نہین قبول کرتی کہتی ہی کہ میرا سر کاٹ لے سوہان نے بہ دندان کف افسوس ملنے لگا دیکھ کر کہا کہ ای بزرگ مین آپ کا ممنون احسان ہون لیکن اگر ملکہ کا سامنا ہوجاتا تو مین عرض کرتا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی

نظم

نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نو بہاری کیطرح آتے ہو گلشن مین
تماشاے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہی
مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب
ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ
ملے وہ راہ مین ابکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے پھر پھیر دیکھتے جاؤ
کوئی اُسنے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ
نگاہ لطف کا شائق ہی تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ
کبھی ہلجاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو
دکھلاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ
نقاب اکدن اُلٹ کر تمنے یہ منہ سے نہ فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
نہ پھیرو اُس سے منہ آتش جو کچھ در پیش آجائے
دکھاتا ہی جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

اس طرح سوہان نے یہ اشعار پڑھے کہ جمال نے سر جھکا لیا کہا ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان مین نے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ ظالم کسی طرح نہین مانتی اور کہدیا ہی کہ اب آپ باغ مین پھر نہ آئیے گا ورنہ رنج اُٹھائیے گا سوہان نے کہا آپ تامل فرمائیے مین بجبر ملکہ پر قبضہ کرونگا یہ کہکر سوہان نے طبل جنگی بجوایا ملکہ نے خبر سُنی کنیزون سے کہا کہ کل اپنی جان دینگے مگر لڑنے کی تیاری کرو کنیزون نے تیر و کمان درست کیے تیرون کو زہر سے آبداری دی صبح کو سوہان اُٹھا

گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ کے چلا فوج والے بھی ہمراہ ہین ملکہ نے کنیزون کو دیوار پر چڑھا دیا ہی کنیزون نے تیر اندازی شروع کی جو تیر مارا سوار کو گرا دیا آخر سوہان نے فوج کو پیچھے چھوڑا آپ گینڈا بڑھا کر چلا مگر حال صاحبقران عرض کرتا ہون کہ صاحبقران کو گھوڑا لیکر چلا رات بھر رہروی کرتا ہوا آیا ایک صحرا مین خورشید بازرگان نامے ایک تاجر اُترا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک مرکب دریاے خون مین نہایا ہوا آتا ہی ایک جوان سرزخمی اُسپر پڑا ہوا ہی صبح کا وقت ہی خورشید بازرگان بیرون بارگاہ بیٹھا ہی اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ اس جوان کو لاؤ مین اسکا علاج کرون ملازمون نے آکر گھوڑے کو پکڑا صاحبقران کو اُتارا خورشید بازرگان نے زخمدوزی کرائی پٹیان مرہم کی چڑھائین امیر کی آنکھ جو کھُلی اپنے کو مقام معقول پر پایا دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بیٹھا ہوا خدمتگزاری کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای محسن تیرے نام نامی سے آگاہ ہون تو نے عجب احسان کیا جان بخشی کی کہا مین خورشید بازرگان نامے تاجر ہون ترکستان سے آتا ہون براے ملاقات سکندر جاؤنگا کئی لاکھ روپئے کا مال فروخت کیا تھا وہ روپیہ لینا ہی چونکہ میرے کوئی اولاد نہین ہی تمکو اپنا فرزند کرتا ہون امیر باتوقیر نے فرمایا مین نے بدل وجان قبول کیا خورشید بازرگان صاحبقران زمان کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے ناموس مین لایا عورت نے جو صاحبقران کو دیکھا بیتاب ہوگئی خورشید نے کہا صاحب یہ تمھارا بیٹا ہی اُسنے بلائین لین اور کہا کہ ای نور نظر یہ سب مال و اسباب تمھارا ہی اسی مقام پر آکر آرام کرو اور خواجہ سے کہا آپ نے خوب کیا کہ ایسے شخص کو اپنا فرزند کیا ورنہ بعد آپ کے مال آپ کا سب تلف ہوتا غیر لوگ قبضہ کرتے اُس عورت نے واسطے صاحبقران کے چھپر کھٹ بچھوایا اور شب کو صاحبقران آکے اُسی مقام پر سوئے وہ عورت رات کو اُٹھی قریب صاحبقران کے آئی پاؤن دبانے لگی صاحبقران نے آنکھین کھولدین پوچھا کہ ارے تو کون ہی اُسنے کہا کہ ای جان جہان مین زوجۂ خورشید بازرگان ہون وہ پیر ہو چکا مین نوجوان ہون اُسکو زہر دیکر مارونگی تم مال پر قبضہ کرو اگر بیٹھ کر کھاؤ گے تو عمر بھر کو فرصت ہی اگر تجارت کروگے تو سلطنت ہی صاحبقران نے فرمایا تو نے مجکو فرزند کیا تھا اُسنے کہا فرزند کہنے سے کیا ہوتا ہی ظاہر مین فرزند کہونگی باطن مین مزے اُڑاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ او بے حیا جا سامنے سے دور ہو اُس نے کہا دیکھو کیون عیش دنیا چھوڑتا ہی مجھسے ناحق مُنھ موڑتا ہی صاحبقران نے ایک لات ماردی کہ وہ پلنگ کے نیچے گری صاحبقران مُنھ لپیٹ کر سو رہے وہ عورت جھاڑ پونچھ کر اُٹھی اپنے مقام پر آئی کھڑے کھڑے سوچی کہ ایسا نہ ہو صبح کو یہ جوان سوداگر صاحب سے ذکر کرے تو اُنکو یقین کامل ہوگا پھر کیسی خرابی ہوگی بیشتر سے انتظام کرنا چاہیے وہ جو مکر زنان شعبدہ باز مشہور ہی وہ سوچ کر بال نوچ ڈالے اور لباس چاک کیا روتی ہوئی چلی جہان تاجر بیچارہ سو رہا تھا آکے اُسکو جگایا اُسنے دیکھا ناموس کا عجب حال ہی لباس پارہ پارہ بال سر کے نچے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پوچھا کیون صاحب خیر تو ہی اُس مکارہ نے کہا واہ تاجر صاحب سبحان اللہ خوب بیٹا بنایا اگر مجھ ایسی عقلمند نہ ہوتی تو دامن عصمت غبار آلود ہوتا سوداگر نے پوچھا کیا ہوا اُس مکارہ نے کہا کہ مین پڑی سو رہی تھی اُس ظالم نے کہ جسکو تمنے بیٹا کیا ہی اُسنے سوتے مین آکر دست درازی کی

میری جو آنکھ کھلی تو منتین کرنے لگا قدمون پر سر رکھتا تھا کہتا تھا کہ مجھے خدمت مین قبول کرو سوداگر صاحب اب ضعیف ہوگئے مین جوان ہون ہمارے تمھارے میل ہو جائیگا مین دل و جان سے تمھاری اطاعت کرونگا سوداگر کو زہر دے کر مارین گے مال و اسباب پر مالک ہوکے بیٹھین گے مین نے کہا مین آتی ہون جو تو نے کہا وہ مین نے قبول کیا مین تو خود تیری خواہان تھی تو نے خود سوال کیا باغ سرور ہوا اس طرح مین نے جان بچائی جب مین دور آچلی تو پکار کر کہا کہ اپنے مقام پر جائیے وہ اپنے مقام پر سو رہا ہی یہ سن کر سوداگر اٹھا دل مین نہایت افسوس کرتا ہوا کہتا ہوا کہ اے خورشید ظاہر مین تو وہ نہایت سلیس ہی مگر مشہور ہی کہ جوانی دیوانی اسی مین اُس سے یہ حرکت ہوئی مصاحبون کو جمع کیا اُن سے صلاح لی کہ اسکے مقدمے مین کیا کرنا چاہیے اُن سب نے کہا کہ آپ نے بے دریافت کیے اس شخص کو رکھ لیا ہم لوگ نہ کہہ سکے ایسا نہ ہو قزاقون مین سے ہو اپنے ساتھ والون سے کہہ کر آیا ہو وہ آکے لوٹ لین لہذا اس خیمے سے ہاتھ اُٹھائیے اس شخص کو پڑا رہنے دیجیے کوچ کر کے نکل چلیے یہ راے تاجر کو بہت پسند آئی اُس خیمے کو چھوڑ دیا گھوڑا بھی صاحبقران کا اُسی خیمے مین باندھ دیا اور آپ کوچ کیا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی سناٹا پایا مگر مرکب اپنا بندھا دیکھا باہر نکلکر دیکھا بالکل ہو کا مقام ہی کسی کا پتہ نہین سمجھے کہ اُس عورت نے کچھ فساد برپا کیا مگر خیر مرکب تو رہ گیا زخم صحت پا چکا ہی گھوڑے پر سوار ہوکے ایک جانب چلے دل سے کہتے ہوے کہ یا صاحبقران اس احمق نے بے سمجھے یہ فعل کیا اسکی سزا پائیگا قضاے کار خورشید بازرگان درۂ سہمناک کی طرف سے نکلا سہمناک زنگی وہان کا حاکم ہی پیشۂ قزاقی اختیار کیے تھا بارہ ہزار جوانون سے پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ ایک کاروان آتا ہی لاکھون روپئے کا مال لدا ہوا ساتھ ہی سہمناک زنگی پہاڑ سے اُترا گھوڑے دوڑا کر سب کو پکڑ لیا کچھ لوگ بھاگ گئے خورشید بازرگان کا سب مال لوٹ کر مع خواجہ کے سب کو درختون سے باندھ دیا اُس عورت کو جب لوٹنے آئے تو اُس مکارہ نے سہمناک سے کہا کہ مین تجھپر مائل ہون یہ کہہ کے اُسکے ساتھ ہوگئی سہمناک آکر بالاے کوہ بیٹھا مال آپس مین تقسیم ہو رہا ہی مگر صاحبقران آتے تھے چند کس خورشید بازرگان کے ساتھ کے بھاگے ہوے صاحبقران کو ملے امیر سے کہا کہ جائیے جا کے حصہ اپنا لیجیے خوب تدبیر کی تھی یہ کہہ کر سامنے سے بھاگے صاحبقران نے گھوڑا دوڑا کر ایک کو گرفتار کیا اور پوچھا بتا یہ کیا جملہ تو نے کہا اُسنے کہا تم سہمناک زنگی کے ساتھ کے ہو رات کو عورت سے بدفعلی کا قصد کیا تھا وہ صاحب عصمت تھی اُسنے نہ قبول کیا یہان اس درے مین جو آئے قزاق خبر پا چکا تھا اُسنے اُتر کے سب کو گرفتار کر لیا اور مال چھین کر لے گیا خورشید بازرگان درخت مین بندھے ہین اُس عورت نے نہین معلوم کیا فقرہ کیا کہ اُسکو وہ قزاق محافے مین سوار کر کے لے گیا صاحبقران زمان نے کہا وہ عورت آوارہ ہی ہمارے ساتھ چلو ہم تماشا دکھا دین بعض تو کہہ کر بھاگے کہ ہمکو بھی گرفتار کرا دیے جاتا ہی بعض نے کہا کہ اب ہمین گرفتار کرا کے کیا کریگا چلو چل کر تماشا دیکھین صاحبقران زمان گھوڑا اُڑا کر اُسی طرف سے نکلے دیکھا کہ خورشید بازرگان بندھے ہین صاحبقران زمان کو دیکھکر آواز دی کہ اے جوان اُدھر نہ جانا قزاق رہتے ہین اور جو اُن سے میل کیے ہی تو اختیار ہی امیر نے

کچھ جواب نہ دیا کسی قزاق کی نگاہ پڑی اُسنے کہا کہ ای افسر آج کسی اچھے کا منھ دیکھ کر اُٹھے تھے ایک سونے کی چڑیا آتی ہی یہ سُنکر سہمناک نے ایک قزاق کو اشارہ کیا کہ جاکر اس جوان کا اسباب و گھوڑا چھین لے مگر جان نہ لینا وہ قزاق گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا کہا ای جوان گھوڑے سے اُتر پڑ ہتھیار کھول کر رکھدے لباس پہنے رہ صاحبقران زمان نے فرمایا کیون بھائی ہم نے تمھاری کیا خطا کی قزاق نے کہا خطا کیسی یہ درۂ سہمناک مشہور ہی ادھر سے راستہ بند ہی جو نکلتا ہی مارا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا ہم تو بخوشی ہتھیار نہ دین گے تم ہمسے جس طرح چاہیے لو وہ قزاق نیزہ ہلا کے سامنے آیا اور نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ مار دیا سر اُس قزاق کا اُڑ گیا مارا جانا اُس قزاق کا سہمناک نے کوہ سے دیکھا خود گینڈے پر سوار ہو کر کوہ سے اُترا اور پکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا میرے قوت بازو کو مارا یہ بارہ ہزار وہ جوان ہین کہ بارہ لاکھ کو شکست دیتے ہین خون اپنا پلا کر مین نے انکو پرورش کیا ہی اب مین تجھے زندہ نہ جانے دونگا یہ کہکر نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے صاحبقران نے نیزہ سہمناک کا نکالدیا سہمناک نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران زمان نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا چرخ دے کر چاہا زمین پر مارون سہمناک زنگی نے عرض کی کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کہ آپ نے مجھ ایسے کو اُٹھا لیا صاحبقران نے اپنا نام مفصل بتایا سہمناک نے اطاعت کی سب قزاق آکر مسلمان ہوے صاحبقران نے خورشید کو کھلوایا عورت کو بلوایا سب حال خورشید پر ظاہر کیا خورشید بہت شرمندہ ہوا کہا مین ایسا نہ سمجھا تھا صاحبقران نے سب مال دلوایا خورشید بازرگان کو رخصت کیا سہمناک نے بڑی دھوم سے دعوت کی شب کو سامان عیش و عشرت ہوا نازنینان مہجبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست — ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگانِ کوے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی — ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیانِ کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق — آفتِ جان ہین زمین و آسمانِ کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہی ہر مُردہ مجھے — مجکو گورستان کے اوپر ہی گمانِ کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانے سے آجاتی ہی نیند — ہجر کی شب مین سنونگا داستانِ کوے دوست
نقشِ پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین — آشناے دزد نکلا پاسبانِ کوے دوست
قاصدونکے پاٶن توڑے بدگمانی نے مری — خط دیا لیکن نہ بتلایا نشانِ کوے دوست
آتش اہلِ کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین — ای خوشا طالع تمھارے ساکنانِ کوے دوست

صاحبقران شب بھر صحبت مین رہے سہمناک زنگی کو صاحبقران سے مرتبۂ عشق بہم پہونچا ہر دلسے خود خدمت کر رہا ہی صبح کو صاحبقران نے فرمایا کہ ای سہمناک اب ہم رخصت ہونگے سہمناک نے کہا مین ہمراہ رکاب رہونگا اب مین زندگی بھر قدم نہ چھوڑونگا صاحبقران نے سہمناک زنگی کو ہمراہ لیا پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے یہان سوہان ببر دندان فوج کو پیچھے چھوڑ کے طرف باغ کے چلا اور

پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین فوج کے بھروسے پر نہین آیا ہون یہ کہہ کر گینڈا بڑھائے ہوے جاتا ہی ہر چند کنیزین تیر مارتی ہین مگر اُن تیرون کو یہ کب مانتا ہی سپر پر روکتا ہوا آتا ہی ملکہ نے جو دیکھا کہ سہمناک نے تین حصے راستہ طی کیا ایک حصہ راستہ اور باقی ہی پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مجھسے کیون خوف کرتی ہی مین تیری خوشی کا پابند رہونگا جو حکم کریگی بجا لاؤنگا ملکہ جواب دیتی ہی خدا تجکو غارت کرے مجھسے تیرا سامنا نہ کرائے اور ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیے پکاری کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر ؎ نظم ؎ تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ؛ دعائے کند من کنم مستجاب ؛ چو عاجز بمانندہ وا نم ترا ؛ درین عاجزی چون نہ خوانم ترا ؛ بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی سوہان نے چاہا گینڈا بڑھا کر ہاتھ پکڑ لون کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ نے دیکھا کہ صاحبقران زمان بجمعیت بارہ ہزار جوانون کے آ پہونچے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او پہلوان آگے نہ بڑھنا اُن غربا پہ ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ سزا پائیگا نعرۂ امیر ؎ منم اختر برج عز و جلال ؛ منم ماہتاب سپہر کمال ؛ ہمہ دیو زیشم فراری شدہ ؛ زمین دیو عفریت عاری شدہ ؛ ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ؛ سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف ؛ ہمہ شہر ہا دار اسلام شد ؛ کہ صاحبقران در جہان نام شد ؛ نعرۂ صاحبقران کی جو آواز جمال نے سُنی مثل بید کے کانپا اور کھڑا ہوا ہنس رہا تھا کہہ رہا تھا کہ او نالائق میرا کہنا نہ مانا اب سوہان جان نہ چھوڑیگا یا اب صاحبقران کو دیکھ کر تھرا گیا اور سہمناک زنگی کو ہمراہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای سوہان پلٹ پڑو پہلے اسی سے مقابلہ کرو پھر اختیار ہی سوہان نے جو صاحبقران کو دیکھا اور سہمناک زنگی کو بطور رفیقون کے پایا ہر چند کہ گھبرایا مگر مقابلے مین آیا ملکہ در باغ سے دیکھ رہی ہین اور کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ اب میان سوہان کو حال کھلیگا ماشاء اللہ وہ صف شکن و تیغ زن ہین اس لنگوڑے کی قضا لائی ہی اُن کے ہاتھ سے یہ مارا جائیگا اب مہلت نہ پائیگا مگر سوہان نے قریب آ کر نیزہ مارا خواصین کہہ رہی ہین کہ واری خدا سے دعا کیجیے سوہان تو قسائی کا کتا ہی اور یہ دبلے پتلے مگر زنگی جو رفیق ہی اُسکو لڑوائینگے ملکہ نے کہا لو دیکھو وہ خود ہی مقابلے مین آئے وہ خدا پرست ہین اپنے خدا کو ہر مقام پر حاضر و ناظر جانتے ہین خدا اُن کو اس قسائی کے کتے کے ہاتھ سے بچائے کنیزین بھی دعا کر رہی ہین یہان صاحبقران اور سوہان سے نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے صاحبقران نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے کلائی تھام لی اُسنے گریبان پکڑا گھوڑون سے دونون جوان کود کے کشتی ہونے لگی در باغ سے ملکہ دیکھ رہی ہین اور اُدھر سے ملکہ کا باپ جمال خان دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین سوہان اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی سارا دن اسی ہنگامے مین تمام ہوا تھوڑا سا دن باقی ہی صاحبقران سوہان کو کمر لائے گھسے مار رہے ہین سوہان اپنی جان سے بیزار ہی چاہتا ہی چت ہو جاؤن کہ اس کشاکش سے نجات پاؤن مگر صاحبقران قاعدے سے بیٹھے ہین جب لنگوٹ تھام کر گھسا مارتے ہین سر سوہان بہر دندان کا زمین مین اُتر جاتا ہی پوست ماتھے کا اُڑ گیا خون جاری ہی ہانپ رہا ہی چاہتا ہی کہ امان طلب کرون مگر غیرت دامن نہین چھوڑتی چپکا پڑا گھسے کھا رہا ہی صاحبقران چاہتے ہین اسکو چت کرین لیکن سہمناک زنگی دروازے پر ملکہ کے آ کر [illegible] سمجھا کہ یہ آقا کی معشوقہ ہی اسی کے دروازے پر حاضر رہنا

مناسب ہی ملکہ نے کہلا بھیجا ای رفیق شہریار خیمہ وغیرہ اندر سے بھیجون کہ تم کو آرام ملے سہمناک نے جواب دیا کہ ابھی تو آقا سے مقابلہ ہو رہا ہی ہمین آمادہ رہنا چاہیے اب تھوڑی دیر مین آقاے نامدار نے زیر کرتے ہین تھکا دیا ہی ابکی مرتبہ اُٹھا لین گے یہ آقا کا ہمارے طریقہ ہی چاہتے ہین حریف کے دل مین حوصلہ نہ رہے کُل فنون اپنے صرف کرلے ملکہ دعائین دے رہی ہی کہ خدا تم کو سلامت رکھے کہ تم ہمارے آقا کے ساتھ ہو سہمناک اپنے زیر ہونے کا ذکر کر رہا ہی کہ مجکو تو آقاے نامدار نے ایسا جلد کی زیر کیا کہ مین جان گیا یہ مجھسے زبردست ہین مست بادۂ جرأت ہین مین بارہ ہزار قزاقون سے شریک ہوا ہون مجھسے آقاے نامدار نے وعدہ کیا ہی کہ تجکو کسی ملک کا بادشاہ کرونگا کیا عجب ہی کہ یہی قلعہ ملے ملکہ نے کہا کہ ای سہمناک یہ قلعہ تو میرے باپ کے قبضے مین ہی اور بہت سے ملک تسخیر کیے جہان کی چاہین گے سلطنت دین گے یہان صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا کہ ہفتہ گانٹھ کے اسکو چت کرون کہ آسمان پر سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو اُٹھا لے گیا سوہان اُٹھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم تم نے قدرت لات ومنات دیکھی کہ صاحبقران کو کون اُٹھا کر لیگیا تم لوگون کو بڑا داغ دے گیا اب مین آتا ہون سہمناک نے گینڈا بڑھا کر آواز دی کہ ای سوہان جب ہم بارہ ہزار کے سر کٹ لین گے تب اس چوکھٹ کو چھونے پاؤگے سوہان یہ کہہ کر پلٹا کہ ای سہمناک مین آج تک کسی سے زیر نہین ہوا اگر صاحبقران سے عاجز ہو رہا تھا جب جان جاتی تب وہ غالب ہوتے لہذا ملکہ کو سمجھا دو دو دن کی مہلت دیتا ہون سمجھا کر میرے حوالے کردو مین تم لوگون سے تعرض نہ کرونگا سہمناک نے کہا کہ او سوہان اگر ملکہ بھی قصد کرے تو اُسکا سر کاٹکر پھینکدین ہم لوگ قزاق ہین ایسے نازک مقدمے مین ہم سمجھائین گے لڑنا مرنا ہمارا کام ہی آٹھو پہر موت ہی کا سامنا رہتا ہی سیکڑون کاروان لوٹ لیے لاکھون روپون کا مال ساتھ ہی جرأت مین یکتا دیکھ کر صاحبقران کی اطاعت کی اُن کے مقدمے مین ایسا کام کرین کہ معشوقہ اُن کی غیر کے حوالے کر دین جس طرح تو لڑیگا اُسطرح لڑینگے یہ بارہ ہزار قزاق بارہ لاکھ کو مار کر مرین گے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اُدھر صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے ہاتھ پاؤن بالکل بیکار پائے دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پر بصورت مہیب بیٹھی ہی اور سوال وصل کر رہی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ او بےحیا اپنی صورت تو دیکھ اُس ساحرہ نے کہا کہ او بےوفا میرا گلرنگ جادو نام ہی مدت سے تیرے نام پر عاشق ہون شاعر نے جو کہا ہی نظم نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد ٭ در آید جلوۂ حُسن از رہِ گوش ٭ زجان آرام برباید ز دل ہوش ٭ ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ ٭ کند عاشق کسان را غائبانہ ٭ مین نے تمام دنیا مین گشت کی اور تیری تصویر پیدا کی جب تصویر پاگئی تو تجکو ڈھونڈھنے نکلی آج ایک پہلوان سے لڑتے دیکھا دل نے نہ مانا اُٹھا لائی تو انکار کرتا ہی مین ہمیشہ تیری خدمتگزاری کرونگی کسی حکم سے تیرے مُنھ نہ پھیرونگی اور یہ صورت میری نہین ہی جو تو نے دیکھی یہ قطع مین نے سحر سے بنائی ہی کہ ڈرا کے اور دھمکا کے اپنے قبضے مین کرون وہ خدمتگزاری کرونگی کہ جو تو حکم کرے اُسکو بجالاؤن صاحبقران نے فرمایا جس مقام پر مین لڑ رہا تھا وہان سامنے ایک باغ ہی ایک معشوقہ ٹھنا نہ اُسمین ہی مجکو ڈر ہی کہ وہان پر ایک دشمن اُترا ہوا ہی ایسا نہ ہو

کہ وہ اُسکو ستا دے تو وہ دل شکستہ کیا کریگی اگر مجکو لائی ہی تو اُسکو اُٹھا لا اور دشمن کے ہاتھ سے اُسکو بچا گلرنگ نے کہا کہ مین ابھی جاکے اندھیرا ڈالدون اور اُسکو اُٹھا لاؤن کہو تو دشمن کو قتل کردون جو حکم ہو تیرا بجالاؤن صاحبقران نے کہا کسی کو مٹاؤ نہین فقط معشوقہ کو اُٹھا لاؤ کہ دل کو آرام ہو خوف جو لگا ہی وہ جاتا رہے اور دوسرے یہ ہی کہ سحر سے توبہ کر تب تجکو قبول کرونگا گلرنگ نے کہا کہ سب طرح راضی ہون دیکھ معشوقہ کو تیری لینے جاتی ہون اُسکی صورت دیکھ کے کسی طرح کا حسد نہ کرونگی ورنہ عورت کو عورت نہین دیکھ سکتی خواہ مخواہ رشک ہوتا ہی مگر مین تیری خاطر سے جاتی ہون گو ہر آرا کو لاتی ہون دشمنون کے ساتھ ایسا کچھ کر آؤنگی کہ مجبور و ناچار رہین اور اپنے مقام سے ہل نہ سکین یہ کہکر گلرنگ چلی مگر صاحبقران کو جان لیا کہ یہ صاحب اسم اعظم ہین انھین کی خوشی پر چھوڑا کہا باغ کی سیر کرنا کنیزون سے ہنسی دل لگی کرتا ہون اپنا دل بہلاتا ہین تھوڑی دیر مین آتی ہون یہان یہ رنگ ہوا کہ سوہان نے سہمناک زنگی کو نامہ لکھا کہ ای برادر احسان کرو اگر معشوقہ کو حوالے کردو تو بہا ورنہ یہ بدی پیش آؤنگا اب دو روز مقررہ گذر گئے سہمناک مرد سپاہی ہی اُسنے جو یہ مضمون دیکھا نامہ پھاڑ ڈالا کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین اس دروازے کی تجکو خاک تک نہ چھونے دونگا سوہان نے غصے مین طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا سوہان میدان مین آیا للکارا کہ او زنگی سیہ رو تو نے غضب کیا کہ نامہ میرا پھاڑ ڈالا دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتا ہون یہ بہادر مقابلے مین آیا ہاتھ سے سوہان کے زخمی ہوا اور کئی قزاق مارے گئے مگر سہمناک زنگی نے خیمہ اپنا دروازے سے نہ ہٹایا کہلا بھیجا کہ ای ملکۂ عالم اگرچہ مین زخمی ہوا لیکن دروازے پر آپ کے جان دونگا اس دشمن کو اندر نہ آنے دونگا ملکہ صحن خانہ مین بیٹھی رو رہی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی +
اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی +

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے +
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہی

ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی

بینا ہون جو آنکھین تو رخِ یار کو دیکھین
نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی +

گویا وہ صنم دل مین ہی گویا د الٰہی
کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے +
سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی

دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر
می ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی

ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش
حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

لیکن سوہان بیردندان نے طبل جنگی بجوایا ہی گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی کئی قزاقون نے نکل کر اپنی جان دی سوہان بیردندان چاہتا ہی کہ باغ مین گھس جاؤن مگر سہمناک زنگی در باغ سے نہین اُٹھتا ہرچند زخم سر سے عاجز ہو رہا ہی لیکن وہ تیراندازی کی ہی کہ سوہان آگے بڑھ نہین سکتا جب تاک کر تیر مارا سوہان کا گینڈا مارا گیا دوسرے گینڈے پر سوار ہوا کئی

گینڈے بدل چکا ہی ملکہ نے جو یہ ہنگامہ سُنا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین یکایک ایک آندھی
سیاہ اُٹھی سوہان کا گینڈا تو پیچھے ہٹا زنگی یا تو بیٹھا تھا یا اُٹھ کھڑا ہوا تیر اندازی کرنے لگا ملکہ
نے چاہا بھاگ کر بارہ دری مین جاؤن دوڑی ہوئی جاتی ہی یہ آندھی گلرنگ کے سحر کی تھی ملکہ
قریب بارہ دری کے پہونچی تھی کہ گلرنگ تڑپ کر گری ملکہ کو اُٹھا لے گئی کنیزون نے غل مچایا آکے
سہمناک زنگی کو خبر دی کہ جس طرح صاحبقران اُٹھ گئے تھے اُسی طرح کوئی ملکہ کو بھی لے گیا
سہمناک نے کہا اب مجھے اطمینان ہوا جاکر بیٹھو جو کوئی آقا کو لے گیا وہی ملکہ کو بھی لے گیا یقین
ہی کہ صاحبقران کے پاس پہونچین کچھ مقام تردد نہین کنیزین پلٹ کر باغ مین آئین مگر سوہان
جو گینڈے کو بڑھاتا ہی کہ باغ کی طرف جاؤن گینڈا اور باغ کو دیکھ کر بھاگتا ہی کئی مرتبہ سوہان
گینڈے سے گرا آخر ناچار ہو کے پلٹ آیا یہ خبر اسنے بھی سُنی کہ کوئی ملکہ کو لے گیا سہمناک زنگی
کو گھیر کر اُترا کہتا ہی بدون قتل کیے سہمناک کو نہ جاؤنگا اور کنیزون کو لونگا جو سب کی سردار
ہوگی اُس کو اپنے قبضے مین کرونگا باقی افسران فوج کو بانٹ دونگا یا اگر میری قضا لیکر آئی ہی تو
حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا میرا قدم یہان سے نہین اُٹھتا مگر گلرنگ جادو جو ملکہ کو لے کر چلی
راہ مین سوچی کہ اس سے بہناپا کرون اور وعدہ ملاقات صاحبقران لے لون یہ عورت ہی دم
مین میرے آجائیگی ایک باغ راہ مین وسیع دیکھا کہ بڑے بڑے درخت ہین چمن ہائے طولانی طائران
بے زبان بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف ہین چہکار رہے ہین اُس باغ مین آکر
گلرنگ اُتری ملکہ کو بیدار کیا کہا ای ملکہ عالم مین کنیز ہون تمھارے معشوق پر عاشق ہون اُنکو
اپنے باغ مین رکھا ہی اُنھون نے تمکو بلوایا ہی چل کر معشوق سے ملاقات کرو مگر مجھپر نظر مہر و محبت
رہے مین سمجھتی ہون کہ وہ تو ماہتابان و مہر درخشان ہین مین بدصورت مجکو وہ کیون قبول کرینگے
مین فقط صورت کے دیکھنے کی مشتاق رہونگی جو محل میرے واسطے مقرر کرینگے اُسمین ہو جایا کرین
مین فقط صورت دیکھ لیا کرونگی ملکہ نے جو یہ مژدہ سُنا خوش ہو کر کہا کہ ای گلرنگ جادو مین
تجھسے دوپٹہ بدلتی ہون مین نے تجکو بہن کیا مین صاحبقران کو آمادہ کرکے تجھسے وصل بھی
کرادونگی ہر طرح مین تجکو راضی رکھونگی مگر ای گلرنگ مین نے آج کئی دن سے کچھ کھانا نہین
کھایا دو چار پھل باغ کے توڑ لا کہ اُس سے قلب کو تسکین دون یہ سُن کر گلرنگ جادو چلی صحن مین
آکر جس نخل کو لات ماردی وہ نخل گرا پھل اُسکے لا کر سامنے ملکہ کے رکھے ملکہ کہتی ہین کہ ای
گلرنگ اسقدر کیون لاتی ہو مگر گلرنگ نہین مانتی کئی نخل پر از اثمار سامنے لا کر رکھے پھر دوڑی
ہوئی گئی کہ اور نخل لاؤن قضائے کار یہ باغ دیو سیماب کا ہی سابق مین یہ کسی بادشاہ کا تھا اب
دیو سیماب اسپر قبضہ کرکے بیٹھا ہی کوئی انسان یا حیوان اس باغ مین نہین آسکتا یہ شکار کو گیا تھا
وہان سے شکار کرکے پلٹا اُڑتا ہوا آتا ہی کہ اسکی نگاہ پڑی ایک ساحرہ باغ کو پامال کر رہی ہی اشیائے
شکار پھینکے اپنے کو سبکبار کرکے تڑپ کر گرا ایک ہاتھ سر پر رکھا کہ گلرنگ ایک گولی بنگئی اُٹھا کر
گولی کو نگل گیا پیٹ مین گڑ بڑ ہونے لگی پیٹ پکڑے پکڑے پھر رہا ہی کہتا ہی کہ میرے پیٹ مین کیا
اُتر گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلرنگ جادو بود اب دیو کو اطمینان ہوا

ٹہلتا ہوا بارہ دری مین آیا دور سے دیکھا کہ ایک معشوقہ پریچہرہ تخت پر بیٹھی ہی سامنے آکے ناچنے لگا کہتا تھا ای جان جہان صاف تو یہ ہی نظم

ای صنم جسنے تجھے چاندسی صورت دی ہی
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہی

تیغ بے آب ہی یا بازوِ قاتل کمزور
کچھ گرانجانی ہی کچھ موت نے فرصت دی ہی

اسقدر کسلیے یہ جنگ وجدل ای گردون
نہ نشان مجکو دیا ہی نہ تو نوبت دی ہی

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہی

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتے ایسی
خاکساری نہین دی ہی تجھے دولت دی ہی

آہ کا اپنی فتیلہ نہین کس روز جلا
عمل حب کی بہت جسنے کبھی دعوت دی ہی

فرقتِ یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہی مصیبت دی ہی

گوش پیدا کیے سُننے کو ترا ذکر جمال
دیکھنے کو ترے آنکھو نہین بصارت دی ہی

کمرِ یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا تمکو طبیعت دی ہی

ملکہ حیران ہین کہ یہ دیو خونخوار کہانسے آیا بہن میری کیا ہوئی کہ جو مژدۂ وصل سُنائی تھی اُسنے دل خوش کیا تھا پھر رنج ومصیبت کا سامنا ہوا دیو سے مخاطب ہو کر کہا کہ او ظالم مجھے کھالے مین اس لائق ہون کہ تیری معشوقہ بنون یہ تقدیر کا لکھا وہان تو سوہان ببر دندان دعوی عشق کرتا تھا یہان تجھ ایسے زشت رو و بدخو دیو سے سامنا ہی یہ سُن کر دیو سیماب نے کہا کہ ای ملکہ عالم نعمت دنیا لاکر کھلاؤنگا عیش وآرام سے رکھونگا کوئی تکلیف نہ پہونچیگی یہ وہ اژدہے شکار کرکے لایا ہون کہ جنکے گوشت مین ہڈی نہین ملکہ نے کہا کہ او بے حیا مین اژدہے کا گوشت کھاؤنگی دیو نے کہا کہ اور جو فرمائیے وہ لاؤن ہاتھی کو شکار کرون ملکہ نے سر جھکا لیا کہا اس جاہل کی بات کا کیا جواب دون دیو نے باغ مین ملکہ کو رکھا دو چار عورتین واسطے خدمت کے اُٹھا لایا اُن سے کہا کہ ملکہ کی خدمت کرو شکار کو جاتا ہی وہا ںسے اشیاے نادرہ لاتا ہی میوے وغیرہ لاکر سامنے ملکہ کے رکھتا ہی ملکہ وہ کھاتی ہین اور آٹھ پہر رویا کرتی ہین وہ عورتین سمجھاتی ہین کہ واری صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ایسا نہ ہو کہ دشمنون کو صدمہ پہونچے ملکہ کہتی ہین کہ صاحبو تم میرے درد قلب کو کیا جانو مین اپنی جان دینے پر آمادہ ہون مگر صاحبقران نے کئی دن گلرنگ کا انتظار کیا جب گلرنگ پلٹ کر نہ آئی تو وہ کنیزین جو خدمت کے واسطے ہین اُنھون نے کہا واری اس باغ کا دروازہ نہ معلوم ہوتا تھا اب دروازہ ظاہر ہوا ہی مثل آغوش عاشق کُھلا ہی ہمارے دل مین خوف وبیم تھا اب وہ دفع ہو گیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحرہ کو کسی نے مارا وہ زندہ نہین ہی صاحبقران ناچار ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے اور اُن کنیزون سے کہا کہ صاحبو جو تمکو پڑے وہ کرو مین تو جاتا ہون شاید در محبوب تک پہونچون نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذری کیسی گھبراتی ہوگی یہ بھی جانتا ہون کہ دشمن سخت سے سامنا ہی سوہان ببر دندان باغ پر بلوہ کرتا ہوگا مگر سہمناک زنگی راسخ الاعتقاد ہی وہ نہ گوارا کریگا کہ سوہان باغ مین جائے یہ فرما کر صاحبقران باغ سے نکلے آوارہ وسرگردان حیران وپریشان ایک جانب چلے قضلیے کا رجھوک جو معلوم ہوئی شکار کے جویا ہوے ایک مقام پر

دیکھا کہ ایک دیو خونخوار چند بندگان خدا کو گھیرے ہوے کھڑا ہی چاہتا ہی سب کو کھا جاؤن صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ او بے ادب خبردار ان بندگان خدا کو کیون ستاتا ہی وہ دیو صاحبقران کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ ای جوان تو اس لائق ہی کہ ان سب کو بچا لیگا مین پہلے تجھی کو کھاؤنگا یہ کہکر امیر کی طرف بڑھا صاحبقران خود قریب آئے دیو سیماب نے ایک چنگل مارا چاہا کہ گولی بنا کر صاحبقران کو نگل جاؤن صاحبقران نے کلائی تھام کر ایک گھونسہ مارا کہ دیو چیخنے لگا مگر صاحبقران نے گھونسے کے نیچے رکھ لیا پسلیان توڑ ڈالین دیو سیماب چاہتا ہی کہ بھاگ جاؤن مگر شیر کے پنجے سے کب نکل سکتا ہی جی مین کہتا ہی کہ ہاے ای سیماب مفت مین کشتہ ہوے میرے واسطے یہی اکسیر تھا کہ شکار کھیل کر چلا جاتا آدمزادون کو ہاتھ نہ لگاتا اب کیا کرون اُن کے ستانے سے اس بلا مین پھنسا یہ سوچ کر زور کرنے لگا صاحبقران نے کولھے پر لاد کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سوال اسلام کیا دیو نے کہا ای شہریار افسوس ہی کہ معشوقہ چھوٹی مین اُس سے محروم رہا مین بادشاہ پردۂ چہارم قاف ہون جسوقت عفریت مارا گیا مین بھی بھاگا صاحبقران نے کہا کہ قاتل عفریت کو پہچانتا ہی سیماب نے کہا کہ تُمھاری صورت سے بہت ملتا تھا کئی مرتبہ مین نے دور سے اُسے جنگلون مین دیکھا ہی تُمھارے ہاتھ پاؤن سے بہت مشابہ تھا صورت بھی تُمھاری ایسی تھی صاحبقران نے فرمایا اگر تو مسلمان ہو تو مین تجکو بخدمت آسمان پری پہونچا دون وہ تجکو سلطنت دیگی سیماب خوش ہوا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو گیا صاحبقران نے فرمایا تجکو نامہ لکھدون آسمان پری اس نامے کو دیکھ کر تجکو حاکم کرینگی عہدۂ سلطنت دینگی دیو سیماب نے کہا کہ مین پہلے جا کر معشوقہ کو لونگا تب پردۂ قاف جاؤنگا صاحبقران نے پوچھا معشوقہ کو کیونکر پایا دیو سیماب نے سب حال بیان کیا کہ ایک باغ مین نے واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا تھا ایک دن ایک جادوگرنی آئی باغ کو پامال کرنے لگی مین اُسکو تو کھا گیا پیٹ مین عجب ہنگامہ برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من گلرنگ جادو بود ایک پریزاد کو بارہ دری مین دیکھا وہی میری معشوقہ ہی اُسکے ساتھ دل کو بہلایا کرتا ہون سامنے اُسکے ناچتا ہون صاحبقران زبان سمجھ گئے کہ گلرنگ جادو کو اِسنے مارا ملکہ گوہر آرا اسی کے باغ مین ہی فرمایا مجکو باغ مین لیچل مین بھی اُس معشوقہ کو دیکھون دیو سیماب صاحبقران کو لیکر باغ مین آیا صاحبقران نے دور سے معشوقہ کو دیکھا آہ کر کے بیہوش ہو گئے گوہر آرا اپنے مقام سے اُٹھی صاحبقران کو دیکھ کر صحن باغ مین آئی دیو سیماب سے کہا کہ ان کو کہان سے لایا ہی دیو سیماب نے سب حال بیان کیا گوہر آرا نے سر صاحبقران کا زانو پر رکھ لیا اور آنکھون سے اشک حسرت بہا بہا کے وجد مین آکر بیتابانہ یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

صورت سے اُسکی بہتر صورت نہین ہی کوئی ⁂ دیدار یار سی بھی دولت نہین ہی کوئی
آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہی بھوکا ⁂ چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہی کوئی
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے ⁂ ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہی کوئی
تو کیا سمجھ کے کڑوا ہوتا ہی یار ہمسے ⁂ بیجائیگا کسی کو شربت نہین ہی کوئی
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے ⁂ معذور رکھیے وقتِ فرصت نہین ہی کوئی
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی طریق اپنا ⁂ مذہب نہین ہی کوئی ملت نہین ہی کوئی

دل لے کے جان کے بھی سائل جو ہو تو لے لو
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفونکا
دیوانون سے ہی اپنے یہ قول اُس پری کا
سجدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہی تیرا
نازان نہ حُسن پر ہو مہمان ہی چار دن کا
جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
یون بد کہا کرو تم یون مال کچھ نہ سمجھو
مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
ماہ و شما کہ و مہ کرتا ہی ذکر تیرا
شہر بتان ہی آتش اللہ کو کرو یاد •

حاضر جو کچھ ہی اُسمین حجت نہین ہی کوئی
نا آشنائے معنی صورت نہین ہی کوئی •
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہی کوئی •
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہی کوئی •
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہی کوئی
کیونکر کہون کہ مجکو حسرت نہین ہی کوئی
ہمسا بھی خیر خواہ دولت نہین ہی کوئی
مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہی کوئی
اِس داستان سے خالی صحبت نہین ہی کوئی
کسکو پکارتے ہو حضرت نہین ہی کوئی

صاحبقران کے کان مین معشوقہ کی جو آواز پہونچی آنکھین کھولدین اُٹھ بیٹھے ایام مہاجرت کو یاد کرکے دونون خوب روئے صاحبقران نے دیو سیماب کو رخصت کیا ملکہ کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی حاکم یہان کا میلاد خارہ تن واسطے شکار کے آیا تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک جوان ایک عورت کو لیے جاتا ہی ساتھ والون سے کہا کہ اسکو گرفتار کرلو جب وہ لوگ چلے صاحبقران پر بلوہ کیا صاحبقران نے تلوار کھینچی دو چار کو قتل کرکے قریب میلاد کے پہونچے میلاد کو گینڈے سے اُٹھا لیا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ کو محافے مین سوار کیا امیر بہشت مرکب پر سوار ہوے قلعۂ میلاد مین آئے میلاد خدمت کر رہا ہی کہ میلاد سے ایک چوبدار نے عرض کی دروازے پر ایلچی آیا ہی نامہ لیے کھڑا ہی میلاد نے بُلا کر نامہ پڑھا سوہان بردندان کی طرف سے لکھا تھا کہ مین فلان باغ پر اُترا ہون تم بھی فوج لے کر آؤ چند زنگی ہین اُنکو قتل کرو باغ مین گھس پڑو ہرچند کہ معشوقہ نکل گئی مگر کنیزان ماہرو باغ مین ہین اُن مین سے ایک کو پسند کرونگا اگر نہ آؤگے تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا ایلچی کو تو میلاد نے جواب دیکر رخصت کیا کہ مین آتا ہون کہنا گھبرائیے نہین آتے ہی سب کام کرلونگا وہ نامہ لاکے صاحبقران کو دکھایا صاحبقران نامہ دیکھ کر بہت خوش ہوے میلاد نے کہا کہ اگر مین نہ جاؤنگا تو وہ آکے مجکو لوٹ لیگا امیر نے فرمایا ضرور چلو میلاد نے بارہ ہزار فوج تیار کی صاحبقران نے میلاد کو تخت پر سوار کیا آپ بہشت مرکب پر سوار ہو کر طرف وعدہ گاہ کے چلے یہان سوہان نے کئی دن تک انتظار کیا آخر طبل جنگی بجا کر میدان مین آیا طرف باغ کے چلا سہمناک زنگی سد راہ ہوا زخمی ہو گیا ہی مگر باغ مین جانے نہین دیتا قزاق اپنی جان دے رہے ہین سہمناک نے دعا کی کہ اے خالق بے نیاز و اے ربّ کارساز مجکو بدنامی سے بچالے اگر یہ باغ مین گھس گیا تو بڑی زد سیاہی ہو گی کہ صحرا سے گرد اُٹھی میلاد تخت پر سوار صاحبقران گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین سوہان تو خوش ہو گیا کہ میرا مددگار آگیا گینڈے کو روک لیا صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ او سوہان آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان گھوڑے کو اُڑا کر سامنے سوہان کے

آئے سوہان نے کہا کہ یا صاحبقران کہان بھاگ گئے تھے کون تم کو لے گیا تھا معشوقہ کو بھی کوئی
لے گیا صاحبقران نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ ہو دیکھو کس طرح میل ہوا یہان سے ساحرہ لیگئی
اُسکو تو دیو نے مار ا دیو کو مین نے زیر کیا معشوقہ پر قبضہ ہوا تمھارے واسطے ملک الموت ہون جو ہو سکے
وہ کمال دکھاؤ سوہان نے نیزہ مارا صاحبقران نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ مار دیا کہ سوہان کے دو ٹکڑے ہوے لیکن
جمال خان جو سامنے کھڑا تھا اس کو مارا جانا سوہان کا بہت ناگوار ہوا مگر مجبور ونا چار ہی آکر
قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی کہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین اب آپ کی
اطاعت کرتا ہون صاحبقران نے جمال خان کو ساتھ لیا باغ مین آکر ملکہ کو اُتارا صحبت عیش
آراستہ ہوئی جمال خان خدمت کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین اُسنے صاحبقران کو جام شراب
بھر کے دیا صاحبقران زمان بے اندیشۂ انجام پی گئے جمال خان نے دوسرا جام میلاد کو دیا
میلاد و صاحبقران وغیرہ بیہوش ہوے ان سب کو جمال خان نے مسلسل ومطوق کر کے ایک
ارابے پر ڈال لیا قید امیر و میلاد وسہمناک کی لے کر چلا قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اُس
پہاڑ پر ایک قلعہ ہی اُسمین شداد قزاق رہتا ہی چھبیس ہزار قزاق اُسکے ہمراہ ہین بڑے
بڑے کاروان اُسنے لوٹ لیے رات کو پہاڑ پر سے اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر آکر اُترا ہی ہرکارون
نے خبر دی کہ تین قیدیون کو لیے ہوے جمال خان جاتا ہی اور مال بہت کچھ ساتھ ہی شداد قزاق
چھبیس ہزار قزاقون کو لے کر پہاڑ سے اُترا شبخون مارا جمال خان نے جب دیکھا کہ اہل فوج قتل و
قمع ہو رہے ہین دل دہی نہین کرتے بھاگے جاتے ہین روتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا کہا اے
شہریار مین خطاوار ہون شداد نامے قزاق نے شبخون مارا ہی سارا لشکر تباہ ہوتا ہی مین
آپ کو رہا کرتا ہون آپ شداد سے مقابلہ کیجیے صاحبقران نے قبول کیا صاحبقران و میلاد
وسہمناک رہا ہوے صاحبقران زمان پشت مرکب پر سوار ہو کے بڑھے جمال خان پشت پر
امیر کے ہی صاحبقران للکار کر شداد پر جا پڑے اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر امیر نے
خالی دیے خالی دے کر ہاتھ مارا شداد کے دو ٹکڑے ہوے جمال خان قدمون پر امیر کے
گر پڑا کہا اے شہریار میری خطا کو معاف کیجیے مین آپ کا تابعدار ہون صاحبقران زمان نے
جمال خان کو گلے سے لگایا جمال خان نے بھی اب بصدق دل اطاعت صاحبقران زمان کی
اختیار کی صاحبقران سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوے منزل در منزل جاتے ہین
ہر روز آب نو جاے نو ایک روز صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار مین آکے اُترے بارگاہین
استادہ ہو رہی ہین صاحبقران صحراے سبزہ زار کو دیکھ کر ٹہل رہے ہین طائرونکی زمزمہ سرائی
درخت سرسبز وشاداب نہرین لاجواب کہ یکایک صحراسے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش
آکے پہونچا مقابلۂ صاحبقران مین آکر اُتر پڑا صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ بانئے صاحبقرانی
کے مجکو مرحمت فرمائیے صاحبقران نے جواب دیا کہ ان باتون کا ملنا تو میرے زیر کرنے پر
موقوف ہی مجکو زیر کرو تو بانے لو نقابدار نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران زمان نے بھی یہ خبر سنکر

نوازش نقارہ کو حکم دیا اور خود امیر با توقیر واسطے طلایے کے اُٹھے اُس طرف نقابدار اپنے لشکر کا طلایہ
دے رہا ہی اِسنے جو خبر سُنی کہ صاحبقران طلایے پر ہین عیار اسکا ساتھ ہی اُس سے کہا کہ صبح کو بڑی
مشکل پڑیگی صاحبقران کو زیر کرنا آسان نہین ہی جسنے اس بات کا ارادہ کیا وہ ہاتھ سے امیر کے
زیر ہوا لہذا اگر ہو سکے تو صاحبقران کو چُرا لا سفاک تیز رو عیار نقابدار بہ فکر صاحبقران چلا
صاحبقران ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے ساتھ والون سے کہا دیکھو تو مرکب پر کوئی شراب کی
گلابی ہی ساتھ والون نے عرض کی کہ حضور خادم نے نہین لگائی صاحبقران نے فرمایا کہ جا کر گلابی لاؤ
صاحبقران اکیلے بیٹھے ہین ساتھ والے گلابی لینے گئے کہ سفاک نے دور سے دیکھا صاحبقران زمان
اکیلے بیٹھے ہین فقیر کی شکل بنکر سامنے آیا دعائین دینے لگا صاحبقران نے فرمایا کس شی کا سائل ہی
ساتھ والے ہمارے گلابی لینے گئے ہین وہ آلین تو جو تو طلب کرے وہ دلوا دون سفاک تیز رو نے
عرض کی کہ آپ سخی و فیّاض ہین گلابی غلام کے پاس موجود ہی امیدوار ہون کہ ایک جام نوش کیجیے
صاحبقران کو چونکہ ضرورت تھی مذہب دریافت کیا اُسنے کہا مین وحدانیت کا قائل ہون لات و
منات کو بُرا کہتا ہون تب صاحبقران نے جام نوش فرمایا مگر پیتے ہی بیہوش ہوے سفاک تیز رو
نے پشتارہ لگایا سوچا کہ سامنے سے ہمراہی آتے ہونگے وہ ضرور روکینگے بائین پر سے جنگل مین نکل جاؤن
تین کوس چڑھ کے پہونچونگا یقین ہی کہ نقابدار انتظار کرتا ہوگا یہ سوچ کر صحرا کی طرف چلا قضلے کار
خواجہ عمرو جو تلاش مین صاحبقران کی چلے تھے ایک نخل کے سائے مین سو رہے تھے خواب مین دیکھا
کہ صاحبقران کو ایک عیار لیے جاتا ہی عمرو گھبرا کے اُٹھ بیٹھا خیال مین ہی کہ مین نے کیا خواب
پریشان دیکھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی جھپ کر دیکھا کہ حقیقت مین ایک عیار پشتارہ لیے ہوے
جاتا ہی عمرو نے بڑھ کر للکارا کہ او جانے والے پشتارے مین کسکو لیے جاتا ہی سفاک نے پکار کر کہا
کہ منم سفاک تیز رو عیار نقابدار بادلہ پوش حمزہ کو لیے جاتا ہون خواجہ عمرو نیمچہ پکڑ کے جا پہنچے
آواز دی کہ او بے حیا مین بھلا یہ کب گوارا کرونگا کہ میرے آقا کو تو لیجائے سفاک بھی پشتارہ رکھکر
موجود ہوا آپس مین نیمچہ چلنے لگا عمرو نے لڑتے لڑتے کہا کہ دیکھ میرے ساتھ والے آپہونچے اب وہ تیرا
سر کاٹ لین گے سفاک پلٹا عمرو نے نیمچہ مارا کہ سر سفاک کا اُڑ گیا سفاک کو مار کر عمرو نے امیر کو
بیدار کیا اور سب حال بیان کیا امیر نے فرمایا کہ مجکو دربار مین نقابدار کے لیچلو مین اُس سے سمجھ لونگا
عمرو بصورت سفاک تیار ہوا اور صاحبقران کو پشتارے مین باندھا یہان نقابدار بارگاہ مین
اپنی بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ سفاک آتا ہی نقابدار
خوش ہو گیا عمرو پشتارہ لیکر اندر آیا کہا اے شہریار یہ صاحبقران موجود ہین نقابدار قریب آیا
چاہا صاحبقران کو مسلسل کرون صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ امیر؎ امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا البتہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام + بہ کافران از جہان
پاک کرد + سر سرکشان جملہ در خاک کرد + نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بار ہ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مین نرمی پائی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا مگر دیکر جو اُٹھایا بند
نقاب ٹوٹا امیر کو یہ معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا آفتاب نکل آیا زمین مین ہالہ پڑ گیا صاحبقران

جمال بے مثال دیکھ کر پریشان ہوے اُسی پریشانی مین انقاید ارہاتھ سے چھوٹا امیر غش کھاکر گرے اُس مہ جبین نے بیٹھ کر سر زانو پر رکھ لیا اشک حسرت بہلنے لگی آنسو جو عارض پر گرے امیر کی آنکھ کھلگئی زیر سر زانو محبوب پایا اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ای مہ جبین و دل آرام تیرا نام نامی کیا ہی اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار اس کنیز کو چمن آرا کہتے ہین یہان سے دس بارہ کوس پر قلعہ ہی کہ وہان کا حاکم مفتاح تاجدار ہی مین اُسکی بیٹی ہون ایک روز مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ خبر سُنی ایک تاجر آیا ہی مین نے اُسکو بلوایا بہت سا مال خرید ا ایک صندوقچہ اُسکے پاس تھا وہ بھی مین نے لیا اُسکو کھلوایا اُسمین سے آپ کی تصویر نکلی اُسکو دیکھ کر آٹھ پہر رویا کرتی تھی اور میری زبان پر عالم رویا مین بھی یہ اشعار عاشقانہ جاری رہتے تھے نظم

لخت جگر کو کیونکر مژگان تر سنبھالے
یہ شاخ وہ نہین جو بار ثمر سنبھالے

دیوانہ ہوکے کوئی پھاڑا کرے گریبان
ممکن نہین کہ دامن وہ بے خبر سنبھالے

تکیے مین آدمی کو لازم کفن ہی رکھنا
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے

وہ نخل خشک ہون مین اس گلشن جہان مین
پھرتا ہی باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے

حرف درشت کہکر مین کان و دل دکھاتے
اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے

ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی
لانا جواب خط کو ای نامہ بر سنبھالے

یا پھر کتر پر اسکے صیاد یا چھری پھیر
بے بال و پر نے تیرے پھر بال و پر سنبھالے

درد فراق آتش تڑپا رہا ہی ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہی اک جگر سنبھالے

جب کبھی مینے اس کنیز کو اسی رنج و مصیبت مین گذرے تھے دایہ میری جہاندیدہ و کار آزمودہ ہی اُسنے [illegible] کب تک اپنے کو یون گھلائیگی خود چلکر صاحبقران کو تلاش کیجیے یقین ہی ملاقات ہو جاوے بارہ [illegible] رات کو نقاب چہرے پر ڈال کر نکل آئی کل خبر پائی کہ آپ فلان طرف سے جاتے ہین کنیز نے آکر بے اشتیاق ملاقات کھینچ لایا امیر نے اسکو بھی ساتھ لیا مع خواجہ بر سر راہ ہوے اگرچہ کنیزین کہ جو ملکہ سے رشک رکھتی تھین کچھ حیلہ کرکے گئین مفتاح تاجدار کے پاس پہونچین اور سب کیفیت بیان کی کہا حضور صاحبزادی جو آپ کی گئین فقط علالت کا حیلہ تھا اُنھون نے جاکر امیر کو تلاش کرلیا اب امیر کے ہمراہ ہین مفتاح تاجدار نے کہا کہ مین زندہ نہ جانے دونگا ساٹھ ہزار فوج تیار کی قلعے سے باہر نکلا راستہ روک کر اُترا تیسرے دن صاحبقران مع محافۂ چمن آرا پہونچے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ مفتاح تاجدار باپ ملکہ چمن آرا کا حضور کے روکنے کو نکلا ہی مع لشکر اُترا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا سمجھا جائیگا مفتاح تاجدار کو اپنے زور پر گھمنڈ ہی طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو خبر ہوئی امیر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو امیر میدان مین آئے اُس طرف سے مفتاح تاجدار مسلح و مکمل ہو کر آیا صف کے آگے کھڑا ہوا نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خبر لیے مین اگر قصر فریدونکے گزار

تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار

رات دن چہلین ہاکرتی تھین سیر داروئمین
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
تکیہ گور وگوزن آج ہی ہراک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار تھا وان نوخزانکو نہ کسی موسم مین
آجکل وہ لب جو چند کا ہی آئنہ دار
سینہ لبریز تمنا دلب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

شاخ گل زمزمہ سنجو نکی نشیمن تھی مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی للے کی بہار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو
نکو کوئی دوست مونس نہ کوئی ماتم دار
یہ اشعار جوڑ کیتون نے پڑھے

مفتاح تاجدار گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو چمن آرا کو حوالے کرو مین اُسکو قتل کرونگا اُسنے مجھے بدنام کیا صاحبقران نے فرمایا وہ مسلمان صاحب ایمان ہی اب تمھارے قبضے مین نہ آئیگی مفتاح نے کہا تو پھر میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے مرکب بڑھایا جب سامنے مفتاح کے آئے اول مفتاح نے بہت کچھ سمجھایا کہ یا صاحبقران ایک عورت کیواسطے یہ فساد کرتے ہو مین اُسکو قتل نہ کرونگا آپ مجھے حوالے کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ کسی طور سے مین نہ دونگا مفتاح نے کہا تو پھر حربہ کر لیجیے ورنہ حوصلہ رہجائیگا میرے حربے سے کوئی زندہ نہین بچتا امیر نے فرمایا کہ ای مفتاح تاجدار تم میرے بزرگ ہو یہ گھمنڈ دل سے نکال ڈالو مفتاح نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ فنون سپہ گری مین طاق ہی جرأت مین شہرۂ آفاق ہی کس لطف سے نیزہ بازی ہو رہی ہی دونون لشکر نگران ہین جب چالیس طعنین رد و بدل ہوئین ایک مقام پر امیر نے نیزہ مفتاح کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتاح کے نکل گیا جب نیزہ ہاتھ سے مفتاح کے نکلا مفتاح نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ مارا صاحبقران نے سپر کو گردش دی کلائی پر مفتاح کی ہاتھ ڈالدیا مفتاح نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون جوان گھوڑون سے کود پڑے آپس مین کُشتی ہونے لگی بڑے زور و شور سے مفتاح لڑ رہا ہی دونون لشکر دیکھ رہے ہین دن بھر کشتی ہوئی شام کو مفتاح روک کر صاحبقران کو کھڑا ہوا کہا ای شہریار دن بھر دونون لشکر بے آب و طعام رہے لہذا اب جاکر آرام فرمائیے کل پھر آکر مقابلہ کیجیےگا صاحبقران نے فرمایا میرا لقب ہی ستیزندۂ ناگریزندہ کبھی حریف کو چھوڑا نہین بے زیر و زبر کیے ہمارے تمھارے فیصلہ نہ ہوگا ہرچند مفتاح نے کہا صاحبقران نے کہا میرے قاعدے کے خلاف ہی مفتاح نے کہا کہ باعث یہ ہی کہ شب کو ہمارے آپ کے جو جانبازی ہوگی تو کون دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہون کو رات کا دن کرتے کیا دیر ہوگی لشکر مین حکم دو کہ روشنی لاکر کرین خواجہ نے تو لشکر مین انتظام کرنا شروع کیا بنیے بقالون سے کہا کہ یارو اپنے گھرون مین روشنی کرتے ہو ایک ایک چراغ میدان مین بھی جلاؤ مفتاح نے پلٹ کر اہل لشکر کو اپنے حکم دیا جھاڑ وغیرہ روشن ہوگئے تمام میدان نورانی و منور ہوا امیر سے اور مفتاح تاجدار سے کُشتی ہونے لگی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی آسمان بھی باین پیرانہ سالی یک چشمۂ ماہتاب کو آنکھ پر رکھ کر واسطے کُشتی دیکھنے دونون بہادرون کے جلوہ فرما ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین پہر دن چڑھے تک مفتاح صاحبقران سے لڑا ایک مقام پر صاحبقران ریل کر لے چلے مفتاح نے چاہا پلٹون پانون

بڑھا کر رکھا وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن مفتاح کے موشخانے مین گئے امیر نے ہاتھ مارا کولھا مفتاح کا اُتر گیا مفتاح کو غش آگیا صاحبقران نے ہاتھون پر سنبھالا پکار کر اہل لشکر کو آواز دی کہ صاحبو ان کو لیجاؤ کولھا انکا اُتر گیا ہی جب صحت پا دین گے تب مقابلہ کرین گے افسران فوج مفتاح دوڑ پڑے مفتاح کو لیکر ہوا دار پر ڈالا مگر سب افسران فوج صاحبقران کی جرأت کی تعریف کرتے تھے کہ حریف کو اس طرح چھوڑ دینا انھین کا کام تھا ورنہ جب حریف نے حریف پر قابو پایا پھر نہین چھوڑتا مگر امیر نے جرأت کو کام فرمایا یہ کہکر مفتاح کو لیکر پلٹے صاحبقران پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آگئے افسران فوج مفتاح کو لیکر بارگاہ مین آئے کولھا بٹھایا مفتاح کو ہوش آیا سب افسران فوج صاحبقران کی جرأت کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ حقیقت مین حمزہ بیمثل و بے نظیر ہی آپ پر قابو پاکر چھوڑ دیا مفتاح آنکھون مین آنسو بھر لایا کہنے لگا یارو کیا تدبیر کرون حمزہ کی بھی جرأت کا خیال ہی دختر کے چھوٹنے کا بھی ملال ہی مگر سفاک عیار کا بھائی بیباک تیزرو صحبت مین حاضر تھا اسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ اگر حکم ہو تو حمزہ کو پکڑ لاؤن فوراً قتل کیجیے ہرچند کہ اُنکے لشکر مین اور بھی بڑے بڑے پہلوان ہین مگر کوئی آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا سب حمزہ کے زیر کردہ ہین افسرون نے کہا ای بیباک یہ امر سراسر جرأت کے خلاف ہی مقدمہ صاف صاف ہی کہ جسنے یہ احسان کیا کہ کولھا اُترنے پر چھوڑ دیا اُسکے ساتھ یہ فریب کیا جائے جری و بہادر جو ہین وہ طعن و تشنیع کرین گے بیباک نے کہا کہ اگر بدنامی کا خیال ہی تو مین ملکہ کو چرا لاؤن اُسکو سزا دیجیے مفتاح نے کہا کہ ہان اگر وہ گیسو بریدہ مل جائے تو مین ضرور سزا دون بیباک یہ کہکر چلا کہ مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر مین امیر کے پھرنے لگا خواجہ عمرو برائے انتظام نکلے تھے انھون نے دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ پھر رہی ہی اور ایک ایک سے پوچھتی ہی کہ ملکہ چمن آرا کس بارگاہ مین ہی عمرو سمجھا کہ بیشک یہ کوئی جاسوس ہی دور سے للکارا کہ او ضعیفہ مین نے تجھے پہچانا بیباک عمرو کی آواز سُن کر بھاگا عمرو نے پیچھا کیا جنگل مین آکر یہ ایک جھاڑی مین چھپا عمرو نے بہت تلاش کیا مگر بیباک نہ ملا آخر خواجہ پلٹے بیباک نے جب دیکھا کہ خواجہ لشکر مین گئے پھر یہ جھاڑی سے نکلا اپنی مرتبہ دوسری صورت بنائی پھرتا ہوا در بارگاہ چمن آرا پر پہونچا دیکھا چند کنیزین در بارگاہ پر پھر رہی ہین ایک کنیز کو اشارے سے بلایا کہ بی بی مین بھوکی ہون جب کنیز تنہائی مین آئی باتین کرتے کرتے اِسنے اُس کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر چلا لیکن خواجہ عمرو پھرتے ہوے جو اُس مقام پر آئے ایک کنیز کو دیکھا کہ بیہوش پڑی ہی سمجھ گئے کہ وہ یہی ہوگا عمرو جلدی سے بارگاہ ملکہ مین آیا بیباک نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا کنارے ہو گیا خواجہ قریب چمن آرا کے آئے چمن آرا نے ہنس کر پوچھا کہ کیون خواجہ اس وقت کہان تشریف لائے خواجہ نے کہا تنہائی مین چلیے کچھ کہونگا ملکہ کو تنہائی مین لا کے باتین کرتے کرتے بیہوش کیا بیہوش کر کے چمن آرا کو زنبیل مین رکھا ایک کنیز کہ وہ کافرہ بھی تھی نہایت نحیف و ضعیف اُسکو بشکل چمن آرا بنایا کہا مسند پر جا کر بیٹھ خدا و ندلات و منات نے تجکو صورت ملکہ کی دی وہ خوشی خوشی آکر مسند پر بیٹھی عمرو تو نکل گیا بعد عمرو کے جانے کے بیباک پہونچا آکر نقلی چمن آرا کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگی کنارے لیجا کر بیہوش کیا

پشتارہ باندھ کر لے بھاگا مگر بہت خوش ہی کہ مین نے وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا مفتاح اپنی
بارگاہ مین بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا بیباک تیز رو پشتارہ بدوش آتا
ہی پوچھا کہ ای بیباک کسے لایا بیباک نے عرض کی کہ جو آپ نے حکم دیا وہ بجا لایا ملکہ چمن آرا کو جا کے
گرفتار کر لایا ہون مفتاح غصے مین تو بھرا ہوا تھا کوڑا لیکر اُٹھا ہوشیار کر کے کوڑے مارنے لگا وہ
کنیز کہتی ہی کہ حضور مجھسے کیا خطا ہوئی پائخانے مین پانی تو رکھ آئی تھی معلوم ہوتا ہی حقہ نہ سلگا ہوگا
ایسی مختصر خطا پر یہ سزا اے کامل ای فرزند مین نے تجکو گودیون مین پالا ہی خون جگر پلایا آج ایسے بیمروت
ہو گئے ان باتون کو سُن کر مفتاح اور زیادہ جھلاتا ہی بیباک تیز رو نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور دیکھیے
تو ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین انکی بات تو سُنیے جب بیباک نے روکا تب مفتاح رُکا پوچھا اری تو
کیا کہتی ہی کنیز نے وہ ہی کہا کہ مین وہ ہی کنیز ہون جسنے آپ کو گودیون مین پالا آج آپ ایسا غصہ
مجھپر کرتے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ اس کنیز کو معاف فرمائیے چنچل میرا نام ہی جب تو مفتاح طرف
بیباک کے پلٹا رونے پیٹنے سے کنیز کے کچھ رنگ و روغن بھی چھوٹ گیا تھا اب بخوبی ثابت ہوا چہرے کا
رنگ و روغن دھلا یا گیا صورت اصلی نکل آئی بیباک نے کہا کہ حضور یہ تو مین نے دھوکا کھایا اب
ملکہ کو جا کر لاتا ہون یہ کہہ کر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا پھر نکل کر چلا کہ حال اسکا تحریر کرونگا مگر
وہان صبح کو بارگاہ صاحبقران مین ہلڑ ہوا کہ چمن آرا غائب ہو گئین صاحبقران نے فرمایا کہ
ہمارا مرکب تیار کرو سلاح لگا کر آمادہ ہوے کہ بارگاہ مفتاح مین جا کر دریاے خون بہا دونگا جب
خواجہ نے دیکھا کہ صاحبقران آمادہ ہین اور چاہتے ہین مرکب اُڑاوین عمرو نے آکر رکاب تھام لی
عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ نہ جائین کد و کوشش نہ کرین مفتاح بہت پچتاتا ہوگا رات کو مین نے
چنچل کنیز کو بشکل ملکہ بنا کر گرفتار کرایا اور ملکہ کو بچایا اُس کنیز پر خوب کوڑے پڑے آخر مار کھا کے وہ
قبولی کہ مین تو آپ کی کنیز ہون مجکو کیون قتل کرتے ہو تب اُن لوگون نے اُس سے ہاتھ اُٹھایا یہ کہہ کر ملکہ
کو زنبیل سے نکالا صاحبقران کو دکھایا جب صاحبقران گھوڑے سے اُترے عمرو نے عرض کی کہ ای
آقاے نامدار آج وہ عیار پھر آئیگا یقین ہی کہ آکے ضرور عیاری کرے اگر مجھسے بن پڑا تو آج بھی اُسکو
دھوکا دونگا اور اگر نہ بن پڑا تو غل مچا کر بھگا دونگا ہر طرح ملکہ کو بچاؤنگا یہ کہہ کر ملکہ کو بارگاہ مین بھیجا
مگر وہان مفتاح نے بیباک کو بہت کچھ زر دیا اور کہا کہ اگر تو ملکہ کو لائیگا تو مین تجکو نہال کر دونگا
بیباک طرف لشکر صاحبقران کے چلا جب لشکر مین آیا چارون طرف پھرنے لگا چاہتا ہی کسی کنیز
کو بیہوش کرون کوئی کنیز ڈر کے مارے بارگاہ سے نہین نکلتی عمرو نے سب سے کہہ دیا ہی کہ آج بیباک
آئیگا جو کنیز نکلے گی اُسی کی شکل بنے گا ضرور دست درازی کریگا اس وجہ سے سب کنیزین ملکہ کے
پاس بیٹھی ہین ملکہ کو بھی خوف ہی جاگ رہی ہین بیباک چہار طرف پھرا جب کہین ٹھکانا نہ پایا مجبور
و ناچار ہو کر جنگل مین ایک نخل کے نیچے بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون آج تو عمرو نے بڑا انتظام
کیا ہی دو پہر رات جا چکی ہی کہ دیکھا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا آکر شاخ نخل پر بیٹھا وہ شاخ جھک گئی
بیباک حیران ہی کہ ایک طائر مین یہ طاقت ہی کہ اُسکے بیٹھنے سے شاخ نخل جھک گئی وہ طائر زمین
پر اُترا ٹہلنے لگا ٹہلتے ٹہلتے غلطک مار کر بشکل انسان بنا اور اُسی نخل کے نیچے بیٹھ کر رونے لگا بیباک نے

آکر سلام کیا اُس ساحر نے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو نے سب حال میرا دیکھا اب مجھے اپنا حال تجھسے ظاہر کرنا واجب ولازم ہی طائر جادو میرا نام ہی مین مدت سے چمن آرا کے اوپر عاشق ہون آج اسی فکر مین نکلا ہون کہ کسی طرح معشوق پر قبضہ کرون بیباک بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ اب ملکہ کا ملنا آسان ہو گا کہا ای طائر جادو مین مفتاح کا عیار ہون کل مین نے عیاری کی ملکہ کو لے گیا لیکن عمرو نے ایسا فقرہ کیا کہ مین بہت ذلیل ہوا آج چاہتا ہون کہ ملکہ کو لیجاؤن اور مفتاح کے پاس پہونچاؤن طائر نے کہا کہ ایک وعدہ کرکہ اگر مفتاح سے چمن آرا کو ملادون تو وہ میرے ساتھ شادی کردے بیباک نے کہا سفارش کرنا میرا کام ہی آگے قبول وعدم قبول کا وہ مختار ہی طائر نے کہا مجکو خیمہ بتادے مین لے اُڑونگا پاس مفتاح کے پہونچا دونگا مگر مفتاح بخوشی شادی کرے بیباک نے سب وعدہ کیا آپ تو جنگل مین ٹھہرا طائر جادو کو پتہ بتایا کہ ملکہ سُرخ بارگاہ مین ہین دروازے پر محلدار بیٹھی ہی چوبداروں کی آمد و رفت خادم متعدد میر طلایہ دمبدم آکر خیر و عافیت پوچھتا ہی اُسی بارگاہ مین چمن آرا ہی جس طرح سے بنے لے آؤ مین یہین صحرا مین ٹھہرا ہون یہ سُنکر طائر جادو اُڑتا ہوا چلا لشکر مین آکر ایک نخل پر بیٹھا جس بارگاہ کا پتہ بیباک نے دیا ہی اُس بارگاہ کو دیکھا اُڑکر آسمان پر آیا یہان ملکہ چمن آرا بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائین چند کنیزین گرد ہین ملکہ صحن خانہ مین اُٹھ کر ٹہلنے لگین کنیزون سے کہتی ہین خواجہ عمرو کو بُلا لو مین اُن سے پوچھون کہ اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو جاکر آرام کرون وہ فرما گئے تھے کہ جب تک مین نہ آؤن تب تک آرام نہ کرنا کنیزین جواب دیتی ہین خواجہ کو دروازے پر ڈھونڈھا مگر اُنکا پتہ نہین ملتا لوگون سے جو پوچھا تو اُنھون نے کہا برلے انتظام بازار گئے ہین طائر جادو نے جو آسمان سے چمن آرا کو دیکھا نگاہ پڑی کہ بھاری جوڑا پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن بقول شاعر نظم

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

وہ تھا ٹھو وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب اُن مین سرمے کا تھا
شہباز نے داکیے تھے بازو

دیکھ کر مر گیا جی مین کہتا ہی کہ کیون ای طائر جادو یہ معشوق جو بخوشی تیرے پہلو مین بیٹھے تو کیا لطف ہو حمزہ کیا صاحب اقبال ہی کہ ایسی معشوقہ پری پیکر حور منظر رشک قمر خود ڈھونڈھتی ہوئی آئی اور خود آکر ملی حمزہ عیش کر رہا ہی لطف سلطنت ہی بادشاہ کی اُسکے نزدیک کیا حقیقت ہی سیکڑون ملک اُسنے خود تسخیر کیے پردۂ قاف ایسا مقام مشہور ہی کہ آسمان پری کُل قاف کی حاکم ہی کوئی دوسرا ہمسر نہین وہ بھی حمزہ پر عاشق ہوئی مگر مین ہجران دیدہ و آفت کشیدہ فراق مین تڑپ رہا ہون دیکھیے جو اسکا باپ راضی ہوکے بخوشی خاطر میرے ساتھ شادی کردے ورنہ یہ کیفیت ہی نظم

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو نہیں و بیش ہوا رزان وگران کا

دلسے یہ دم فکر ہی قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

فصد و لنے تو سودا نہ گیا حُسن بیان کا
دانتو لنے مگر کاٹنا باقی ہی زبان کا

شک ہی کمر یار کے اوپر رگ جان کا
کیسی رگ گُل رشتۂ باریک کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو ❊
اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا ❊

قد سرو ہی رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس
رفتار مین عالم ہی تری باغ روان کا ❊

پرسان جو ترے حُسن کے عالم کا ہی تجھسے
مشتاق ہی موسٰے سے تجلی کے بیان کا

غنچہ نہ دہن ہی نہ رگِ گل وہ کمر ہی
اندیشۂ باطل ہی ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

کھودی گئی کوچے مین ترے قبر ہماری
دروازہ کھلا اپنے لیے باغ جنان کا

طوفان نہ کرا ہی گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رلوا
بھاری ہی چمن پر قدم اس آبِ روان کا

بے مثل ہی یکتا ہی جو تصویر ہی اسکی
کھینچا ہوا اسکا یہ مرقع ہی جہان کا ❊

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جو اب اُسکے مکان کا

لطفِ دو جہان حُسن سے ہی یار مین میرے
چہرہ ہی پری کا تو بدن حورِ جنان کا

بنیاد فسادون کی ہی آغاز مین اسکے
انجام قیامت ہی جہان گذران کا ❊

پیری مین جوانی کے کہان چھپے آتش
اب اپنی غزلخوانی ہی غل برگِ خزان کا

اس طرح کے اشعار پڑھ کر کفِ افسوس ملتا ہوا تڑپ کر گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیا لیکر چلا کہ بیباک سے ملون پھر سوچا کہ مین اُسکے پاس کیون جاؤن جب ملکہ میرے گھر مین ہوگی خود پیغام لیکر آوینگے اُس وقت اقرار کا طالب ہونگا یقین ہی کہ باپ اسکا دباؤ پر قبول کرے اگر نہ قبول کریگا کہونگا ملکہ کو چھوڑے دیتا ہون حمزہ کے پاس پہونچاتا ہون اس بات پر قبول کرلیگا مگر بیباک سے کہدون کہ اب مین ملکہ کو لیے جاتا ہون یہ سوچتا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہی کنیزون نے جو دیکھا کہ ایک شخص سیہ رو آسمان سے اُترا ملکہ کو اُٹھا لے گیا بارگاہ مین ہلڑ ہوا خواجہ عمرو بازار مین تھے یہ ہنگامہ سُن کر آئے پوچھا کہ کیون صاحبو خیر تو ہی کنیزون نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک سیہ فام و بد انجام اُترا ملکہ کو وہ اُٹھا لے گیا ہم لوگ دیکھتے رہگئے کچھ زور نہ چلا خواجہ یہ سُن کر سوچے کہ یہ کام تو کسی جادوگر کا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر ملگیا عیار نے اُسکو بھیجا اُسنے یہ کام کیا یہ سُوچ کر بیقرار ہو کے بھاگے مگر صورت بدلتے ہوے اُس مقام پر آئے کہ جہان بیباک کھڑا ہی فقیر کی شکل بنے ہوے تھے آواز دی کہ میان پھرنے والے سامری و جمشید تم پر رحم کرین جو آرزوے دل ہو وہ پوری ہو بیباک نے کہا کہ شاہ جی ٹھہر جاؤ طائر جادو گیا ہی اگر بامراد آیا تو تمھارا مطلب پورا کرونگا عمرو نے کہا کہ بابا وہ مطلب بتاؤ کہ مین دعا کرون بیباک نے کہا ملکہ چمن آرا دختر مفتاح قبضے مین مسلمانون کے ہی طائر جادو گیا ہی جو اُس کو لیکر آئیگا تو تمھاری آرزو بھی پوری کرونگا یہ دعا مانگو کہ جلدی طائر جادو بامطلب پلٹے عمرو نے پکار پکار کر دعائین مانگنا شروع کین کہ یا لات و منات کہین جلد طائر جادو بامطلب آئے تو میری بھی مراد پوری ہو یہ دعائین کرتے کرتے عمرو نے کہا کہ میان مہتر صاحب وہ دیکھیے ایک شخص آتا ہی کاندھے پر کسی کو لادے ہوے ہی بیباک پلٹا خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند گردن مین بیباک کی ڈالدیے بیباک نے چاہا پلٹون عمرو نے جھٹکا مارا کہ بیباک گرا عمرو نے سباب مار کر بیہوش کیا اِسکو تو درۂ کوہ مین چھپا دیا آپ بیباک کی شکل بنکر

ٹہلنے لگے کہ طائر جادو آیا اُسنے پکارا آواز دی کہ ای بیباک مین ملکہ کو لایا بیباک نے کہا کہ بھائی مبارک ہو تم نے خوب کام کیا باپ اسکا یہ بھی کہتا تھا کہ کوئی لات ومنات پرست ہو تو اُس کے ساتھ بیٹی کی شادی کرون یقین ہی جو سُن پائیگا کہ داماد میرا لات ومنات پرست ہی تو بہت نہال ہو جائیگا اب تم کچھ تردد نہ کرو کل تقریب مانجھے کی ہو گی ہمین مانجھا لیکر آوینگے یہ مژدہ سُن کر طائر خوش ہو گیا آسمان سے اُتر کر آیا کہتا ہی ای بیباک مین کیونکر صبر کرون دیکھو تو کیا معشوقہ ہی پری پیکر رشک قمر بیباک نے کہا آپ صاحب نصیب ہین آپ خود کیسے ہین قد تو دیکھیے کہ جیسے درخت چنار ناک ہی کہ ٹوٹا ہوا چھوہارا آنکھون مین گڑھے پڑے ہین ایسے جوان وضعدار ساحرون مین کہان ہوتے ہین معشوقہ جو صورت دیکھے گی تو حمزہ کو بھول جائیگی ان تعریفون پر طائر خوش ہو گیا کہتا ہی کہ ای بیباک ڈیوڑھی کا انتظام تمھارے ہی تعلق رہیگا جسکو جانے دوگے وہ جائیگا جسکو نہ جانے دوگے وہ باہر رہیگا مین خود تم سے پوچھ کر جاؤنگا بیباک نقلی نے کہا کہ اب تو ایک ہفتہ سامان شادی مین گذریگا بعد اُسکے وصل ہوگا یہ کہتے کہتے کہا کہ وہ دیکھیے سامنے کون آتا ہی شاید عمرو عیار ہی طائر پلٹا دیکھ کر کہا کہ اگر عمرو آجائے تو اُسکی بھی گردن لون حمزہ کا کوئی معین نہ رہے جس دن عمرو نہ ہوگا حمزہ کی صاحبقرانی نہ ہو گی عمرو ہی کی ذات سے حمزہ نے ساحرون کو مارا جا بجا عملداری ہوئی ورنہ چاہ ماران وام الجبال وہ مقام تھے کہ اگر لشکر دارا وسکندر آتا تو ایک ساحر وہان کا سب کو مٹا دیتا اب عمرو کو قید کرتا ہون غافل چلا آتا ہی بیباک نقلی نے کہا کہ وہ دیکھو درخت کی جھاڑی مین بیٹھ گیا طائر پلٹ کر دیکھنے لگا کہ دیکھون عمرو کہان بیٹھا ہی سحر کرکے گرفتار کر لون جیسے ہی طائر پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور حباب مار کے بیہوش کیا فرمایا بچالے ہی چلے تھے زبان مین سوزن دیکر اسکو نذر زنبیل کیا ملکہ کا پشتارہ لیکر پلٹے قضائے کار مفتاح تاجدار کے خیال مین گذرا کہ ایسا نہ ہو عیار پر کوئی اُفتاد پڑ جائے تو مشکل کی بات ہی مین بڑھ کر اُسکی خبر لون خواجہ بصورت اصلی جاتے ہین کہ دور سے مفتاح نے دیکھا عمرو عیار جاتا ہی سمجھا کہ اسکا قصد ہی میرے لشکر مین آکر عیاری کرے معلوم ہوتا ہی کہ بیباک کی اسکو خبر ہو گئی ہرکارے مسلمانون کے موجود رہتے ہین لمحہ لمحہ کی خبر پہونچاتے ہین وہین سے للکارا کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہی عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ مفتاح تاجدار آتا ہی وہین سے ایک پتھر مارا کہ وہ پتھر گھوڑے کے مُنھ پر پڑا گھوڑے نے مُنھ پھیرا خواجہ آگے بڑھے جب وہ اِدھر مُنھ پھیرتا ہی خواجہ ایک پتھر مار دیتے ہین آخر گھوڑا بدلگامی کرنے لگا دو گھڑی برابر خواجہ سے اور مفتاح سے برابر ردو قدح رہی مگر صاحبقران بیٹھے بیٹھے گھبرائے یہ خبر پاچکے تھے کہ چمن آرا کو کوئی لے گیا ہی گھبرا کر اُٹھے تلاش مین عمرو کی چلے اس خیال سے کہ عمرو کو گئے ہوے بڑا عرصہ ہوا ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائے سب اُسکے دشمن ہو رہے ہین اُسی کا کام ہی کہ ایک سر اور ہزار سودے کیا کیا کرتا رہتا ہی خدا اُسکو ہاتھ سے دشمنون کے بچائے مگر چمن آرا کو کوئی فرستادہ مفتاح لے گیا نہین معلوم کس آفت مین ہو گی عمرو سے ملاقات ہو تو سب حال معلوم ہو کہ کیا گذری یہ سوچتے ہوے جاتے ہین صحرا مین پہونچے ہین کہ مفتاح کی آواز کان مین آئی صاحبقران اُدھر متوجہ ہوے صحرا مین آکر دیکھا کہ عمرو سے

اور مفتاح سے رد و قدح ہو رہی ہی امیر نے للکارا کہ او قابو پرست عیار سے تجھے کیا واسطہ ہی
اسکو کیون گھیرا ہی مفتاح نے کہا یا صاحبقران اسکی ذات سے ناک مین دم ہی بلا کی تیزیان
کرتا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل اسنے وہ بلا کی عیاری کی کہ آج تک مجکو قلق ہی صاحبقران
نے فرمایا اب تم اسکا کچھ نہین کر سکتے چند سوار بھی پیچھے سے مفتاح کے چلے تھے وہ بھی آکے پہونچے
دیکھا کہ آقا سے اور صاحبقران سے سامنا ہی پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار ہم بھی
آ دین گھیر کر حمزہ کو مع عیار مار لین یہ مجال نہین کہ ہمارے وار سے یہ دونون بچین مفتاح نے
کہا کہ یارو تم تو چار پانچ ہو یہ حمزہ چار پانچ سو مین چوٹ نہ کھائیگا مگر مین ان کو ضرور زیر کرونگا
امیر گھوڑا اڑا کر بیچ مین آگئے فرمایا خواجہ تم کچھ خوف نہ کرو اب مین اس سے سمجھ لونگا مگر ای
خواجہ کچھ چمن آرا کا پتہ معلوم ہوا عمرو نے کہا یا امیر پتہ تو مل گیا ہی مگر روپئے کا صرف ہی امیر اپنے
دل مین سمجھ گئے کہ چمن آرا کو اسنے پایا اب باتین بناتا ہی کہ مفتاح نے صاحبقران کو نیزہ مارا
امیر کو انتہا کا غصہ تھا نیزہ مفتاح کا توڑ ڈالا مفتاح نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر
ہاتھ مارا امیر نے خالی دے کر تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا مفتاح نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ
جو کڑک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا یا تو قبۂ سپر پر جھکی تھی یا زمین کو آکر تلوار
نے بوسہ دیا جب مفتاح مارا گیا صاحبقران نے خواجہ سے حال پوچھا عمرو نے کہا بڑا معرکہ
گذرا تھا ایک ساحر ملکہ کو لیچلا تھا مین نے راہ مین اسے گرفتار کیا ملکہ کو اپنے قبضے مین کیا امیر
خواجہ کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے سب سردارون نے مبارکباد دی صاحبقران قلعۂ مفتاح
مین آئے سب کو مسلمان کیا چمن آرا کے ساتھ عقد کیا سلطنت یہانکی اسی کے نام مقرر کی لشکر
بیرون قلعہ ہی صاحبقران قلعے مین تشریف رکھتے ہین کہ صبح کو اہل لشکر آکے صاحبقران سے
فریاد کی کہ رات کو صحرا سے کئی سو غول لشکر حضور مین آئے کئی سو جوانون کو مار کر نکل گئے جب
افسران فوج خیمون سے نکلے ہین اور شمشیر زنی کی ہی تب وہ سب بھاگے کئی غول مارے بھی گئے
مگر اس وقت جو دیکھا تو لاشہ کسی کا نہین پایا معلوم ہوتا ہی وہ غول اپنے ساتھ والون کے لاشے
اٹھالے گئے اگر وہ آج اسی طرح پھر آئے تو دو چار حملون مین سارا لشکر تباہ ہو جائیگا امیر نے
فرمایا ہم خود طلایہ دین گے جو آئیگا اسکو روکین گے غرض شام کو صاحبقران مسلح ہوے عمرو
کو ہمراہ لیکر طلایہ پر آئے سوارون کو جابجا مقرر کیا آپ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے انتظام طلایہ
کر رہے ہین جب دو پہر شب گذر گئی صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ کئی سو غول آنکھین مثل مشعل کے
روشن ہاتھون مین چوبدستین غلغلہ کرتے ہوے آتے ہین غولون نے چاہا کہ آکر لشکر پر گرین
کہ صاحبقران نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ امیر؎ منم اختر برج عز و جلال ٭ منم ماہتاب سپہر کمال ٭
سمندون زبیشم فراری شدہ ٭ زمن دیو عفریت عاری شدہ ٭ ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ٭
سلیمان کو چاپ لقب شد بہ قاف ٭ ہمہ شہر آباد اسلام شد ٭ کہ صاحبقران در جہان نام شد ٭
نعرہ کرکے غولون پر جا پڑے جس غول نے چوبدست لگائی امیر نے خالی دے کر ہاتھ مارا اس غول
کے دو ٹکڑے ہوے جب کئی غول ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے تو سب غول بلوہ کر کے چلے گئے

صاحبقران سب کو روکے کھڑے ہین آگے نہین بڑھنے دیتے تب غول ناچار ہو کر بھاگے امیر اُنکے تعاقب مین چلے جب صحرا مین وہ غول پہونچے تو پھر پلٹ پڑے چوبدستین امیر پر لگانے لگے مگر امیر جنگ رستمانہ کر رہے ہین اور عمرو دور سے کھڑا دیکھ رہا ہی صاحبقران نے صحرا مین بھی آگے کئی غول مارے غولون نے غلغلہ کیا درۂ کوہ سے ایک غول کلان نکلا اُسنے آکر صاحبقران کا سامنا کیا ملحوظ رہے کہ عمرو دیکھ رہا ہی اُس غول نے آکر صاحبقران پر چوبدست لگائی امیر نے خالی دیکر ہاتھ مارا کہ غول کے دو ٹکڑے ہوے سب غول رونے لگے طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ اُن سب کا افسر تھا جو مرنے سے اُسکے اسقدر بیقرار ہین چند غول حربے اُٹھا کر سامنے صاحبقران کے آئے عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران اُن سے لڑنے لگے یکایک ایک آندھی چلی پتے درختون کے گرنے لگے اکثر درخت اُکھڑ کر گرے عمرو نے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ غول تو سب اُسی درۂ کوہ مین جا کر غائب ہو گئے لیکن امیر کا پتہ نہین عمرو حیران حیران جستجو کر رہا ہی نقش پائے اشقر بھی نہین معلوم ہوتے عمرو ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہ آقائے نامدار کہان گئے تلاش کرتے کرتے عمرو حیران ہو گیا آخر کو مجبور و ناچار ہو کر ایک نخل کے سایئے مین بیٹھا بیقرار ہو کر رونے لگا کہتا تھا کہ ای عمرو نہین معلوم آقا پر کیا گذری یہ غول کون تھے کہ لگا کر لائے اور آقا پر یہ جفا پڑی دن بھر عمرو نخل کے سائے مین بیٹھا رہا شام کو دیکھا کہ درۂ کوہ سے ایک روشنی ظاہر ہوئی چند کنیزین اشیائے روشنی ہاتھ مین لیے درۂ کوہ سے نکلین عمرو نے اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا اُن کنیزون نے آکے اُسی میدان مین روشنی کی ایک مقام پر نخل گنجان تھے وہان جاروب کشی کر کے فرش بچھایا شامیانہ استادہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین منتظر بیٹھی ہین کہ جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہوتا ہی کہ آسمان سے ایک تخت اُترا اُسپر ایک ساحرہ پہلو مین ایک طفل کو لیے بیٹھی ہی اُس سے کھیل رہی ہی وہ طفل ہر مرتبہ اُٹھتا ہی گلے مین اُس ساحرہ کے ہاتھ ڈال دیتا ہی کان مین کچھ کہتا ہی وہ ساحرہ ہنستی ہی اور کبھی روتی ہی کہتی ہی کہ ای جان مادر تیری فطرت مین کوئی فرق نہین مگر اُس ظالم کو کیونکر سمجھاؤن کہ راحت کو چھوڑتا ہی اور میرے وصل سے مُنھ موڑتا ہی اور مصیبت اختیار کرتا ہی تو ہی اُس ظالم کو سمجھا شاید تیرا کہنا مانے یہ کہتی ہوئی تخت سے نیچے اُتری مسند پر آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو ہر چند کہ مین فراق دیدہ و ہجران کشیدہ ملول و حزین ہو رہی ہون کسی شی کو دل نہین چاہتا مگر جو تم لوگ اسوقت دل بہلاؤ تو بڑا احسان کرو کنیزون نے عرض کی ہمسے جس کام کو فرمائیے ہم حاضر ہین ساحرہ نے کہا کچھ اس وقت گاؤ چند کنیزین اُٹھین ساز لائین چند نے ساز سجائے ایک خوش آواز اُن مین سے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

کبھی جو جذبِ محبت سے کام ہوتا ہی
مہِ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہی
اُٹھاؤن کسلیے احسان یار گردن پر
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہی
کسی کو کیا کوئی گھر اپنے دلمین کرنے دے

نقاب اُلٹتا ہی وہ دیدار عام ہوتا ہی
بلائے بزم جہان ہی وہ چشم کی گردش
مرا تو اُسکی تغافل سے کام ہوتا ہی
الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا
نگین پہ دیکھ لے بر عکس نام ہوتا ہی

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہی
نگاہ پھرتی ہی دورہ تمام ہوتا ہی
خدا کی یاد جوانی مین غافلو کرلو
یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہی
فرشتے سُنتے ہین آوازِ دورباش کا شور

کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہی
کوئی زملنے سے جاتا ہی کوئی آتا ہی
نہ تھی خبر کہ یہ سنبل بھی دام ہوتا ہی
کمندِ شوق ہو درگاہِ عشق کی رہبر
نظارہ بام وسے اک ازدحام ہوتا ہی

زیارت اُنکی جو کرتے ہین مومنین آکر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہی
ہمارے حلقے مین کرتا ہی شیشہ دل خالی
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہی
ملازمو نمین ہین سلطان عشق کے ہم بھی

زبان جو رہین اُنسے کلام ہوتا ہی
پھنسا جو زلف مین اُس گل کی مرغِ دل میرا
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہی
وہ کون ہی جو نہین اُنکو دیکھنے آیا
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہی

جب خواجہ نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اور کائن کسی کام کو اُٹھی خواجہ نے اُسکو بیہوش کیا بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آئے اُس ساحرہ سے متوجہ ہوے کہا ای ملکہ عالم اسوقت کنیز جو براے رفع ضرورت گئی تو دیکھا ایک نخل کی جڑ پر خداوند سامری و جمشید بیٹھے ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ ای شبرنگ جاکر ملکہ سے نام پوچھ اور جس انتشار مین ہین اُسکو دفع کر اُسکا رنج ہمکو گوارا نہین ہرچند کہ کنیز کو نام آپ کا معلوم ہی مگر اپنی زبان سے ارشاد فرمائیے اور کیون آپ دمبدم ٹھنڈی سانسین لیتی ہین کیا انتشار ہی کیون دل بیقرار ہی اُس ساحرہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ ای شبرنگ مین نے جو سحر کیا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ غولان صحرائی لشکر دشمن پر پہونچے مگر افسر اُن کا صاحبقران اُنسے لڑتا بھڑتا آیا نہین معلوم کون ساعت تھی کہ مین بالاے کوہ بیٹھی تھی نگاہ اُسکے جمال پر پڑی تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا کسی پہلو آرام نہین آتا اب کچھ بن نہین پڑتا ای شبرنگ اُٹھا کے اُسکو لائی ہون اپنے ہم شبیہ کو قتل کرایا تب اُسپر پنجہ قابض ہوا انوٹھی بات یہ تھی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا تھا جو سحر کیا اُلٹا پلٹ کر آیا اور کیسے کیسے سحر مین نے کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخرکار اپنے ہم شبیہ کو بھیجا کہ شاید یہ گرفتار کرلائے مگر وہ بھی جاکر مبتلاے بلا ہوا کچھ زور اُسکا بھی نہ چلا آخر مارا گیا بس اُسی ہنگامے مین جاکر اُٹھالائی زمانہ گذرا سمجھاتے ہوے مگر وہ ایسا ضدی ہی کہ کچھ نہین مانتا جب مین ارادہ کرتی ہون کہ قتل کرون تو رونا آتا ہی قلب تھراتا ہی کہ بعد اس شخص کے زندگی کیونکر کرونگی تڑپ تڑپ کر ہجر مین مرونگی پھر تامل کرتی ہون اسی انتشار مین دل بہلانے کو یہان چلی آئی ای شبرنگ اگر ہوسکے تو جاکر اُس ضدی کو سمجھا شاید بہ تاثیر حکم قدرت سامری و جمشید وہ مان لے ورنہ مجکو امید نہین جس روز سے گرفتار ہوکر آیا ہی نہ کھانا کھاتا ہی نہ پانی پیتا ہی نہین معلوم کس طرح جیتا ہی مجکو اُسکے حال پر افسوس ہی تم جاکر اُسکو کچھ کھانا کھلاؤ اور سمجھاؤ کہ افسر غولان انکا لقب ہی وہ مرتبہ تیرے واسطے کرینگی کہ کوئی تجکو زیر نہ کرسکیگا عظم و شان اسقدر بڑھاؤن کہ شاہان عالم رشک کرین اور ہر ایک کا قول یہ ہو کہ عظم و شان ایسا سکندر و دارانے نہ پایا تھا شبرنگ نقلی نے کہا کچھ کھانا سرکار سے ملیگا یا مین تدبیر کرون افسر غولان نے کہا کہ ای شبرنگ اب تم کو اختیار رہی میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
گیسوون سا نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہی ہوا کا مجکو
نالۂ بلبلِ شیدا مین اگر ہی تاثیر

مشعلِ راہ عدم داغِ عزیزان ہوگا
خالِ ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا
گُلِ تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
دستِ صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا

تیری فریاد کا محتاج مین وا ماندہ نہین ای جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
سلائے مین اُسکے مری گور رکھدیگی اک دن ای پرپیرو تری دیوار کا احسان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہی رُخ رنگین پر خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
حُسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا
اُسکے عاشق ہین زبس خرد و بزرگ ای آتش رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے مین سب انتظام کرلونگی یہ کہکر چند شیرمالین اور کباب لیکے دڑہ کوہ مین آئے دیکھا کہ صاحبقران ایک قفس مین بند ہین مگر نہایت دردمند ہین مسلسل و مطوق آنکھین بند کیے پڑے ہین عمرو نے قریب آکر بسہولت پُکارا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس یہ غلام خیرخواہ حاضر ہی صاحبقران نے آنکھین کھول کر ایک کنیز کو دیکھا اشارہ کیا کہ پیاس انتہا کی لگی ہی عمرو نے وہ شیرمالین پیش کین اور کوزہ آب حاضر کیا امیر نے چند لقمے کھائے تب ہوش و حواس درست ہوے فرمایا کہ خواجہ سُنا ہم پر بلاے تازہ نازل ہی یہ بیبیا ساحرہ عاشق ہوکر اُٹھا لائی ہی ظلم و بدعت کرتی ہی خواہان وصل ہی مین کبھی قبول نہ کرونگا آج بعد کئی دن کے یہ کھانا نصیب ہوا وہ تو سب طرح کی خاطرین کرتی ہی مگر مین نے اب تک اُسکا کہنا نہین مانا عمرو نے کہا ایک تکلیف آپ کو دونگا مین جاکر محفل مین آپ کو بلواتا ہون آپ سامنے اُس ساحرہ کے کہدیجیے گا کہ مین تو خود تجھپر عاشق ہون تو نے ابتدا سے ظلم کیا اسوجہ سے انکار کرتا رہا اب شبرنگ نے سمجھایا ہی جو تو کہیگی وہ قبول کرونگا امیر نے فرمایا خواجہ میری زبان سے تو یہ نہ نکلیگا عمرو نے کہا ای شہریار یہی تو جہالت ہی مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو حال کھلجائے وہ طفل جو اُسکے پہلو مین بیٹھا ہی ظاہر مین تو غون غان کررہا ہی مگر مجکو اُس سے خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ کہدے کہ یہ عمرو عیار ہی وہ ملعونہ جھلائی ہوئی ہی فوراً قتل کرڈالیگی زندہ نہ چھوڑیگی مگر جاتا ہون رنگ جماتا ہون آئندہ پروردگار کے اختیار ہی وہ معین و مددگار ہی یہ کہکر عمرو باہر آیا افسر غولان انتظار مین ٹہل رہی ہی کہ شبرنگ کنیز کو جو آتے ہوے دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ کیون شبرنگ کیا ٹھہری عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ کا خیال خام و تصور ناتمام ہی وہ خود آپ کے نام پر جان دیتا ہی مین نے جو نام لیا نہال ہوگیا جب دل دہی کرکے پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ میری خود اُسپر جان جاتی ہی لیکن اُسکو بلاوجہ مجھپر غصہ ہی دیکھ دیکھ کر جھلاتی ہی اُسکا بگڑنا مجکو مارے ڈالتا ہی کیا چشم و ابرو ہین تیر مژگان نے دل مین اثر کیا ابروے خمدار ہین کہ کھنچی ہوئی تلوار حضور اپنی صورت سحر سے بنالیئے معشوق پریچہرہ بنکر اُسکے پہلو مین بیٹھیے تب وہ جانے کہ یہ میری معشوقہ ہی افسر غولان نے کہا کہ ای شبرنگ صاف تو یہ ہی کہ تو نے بڑا احسان کیا مین جانتی تھی پہلے بھی مین نے ایسی صورت بناکر دکھائی تھی تب تو وہ عشق کھاکر بیہوش ہوا اور مین اُٹھا کر لائی ورنہ سحر تاثیر نہ کرتا تھا اُسکی گرفتاری دشوار تھی وہ صورت تو اب نہین بن سکتی فراموش ہوگئی مگر حُسن و جمال نایاب بناؤنگی وہی صورت دکھاؤنگی اگر شاید اُسکو وہ صورت یاد آگئے تو تم دل اُسکا پھیرنا اور اُس سے کہنا کہ جسکو دیکھکر بیہوش ہوے تھے وہ

ایک زن بازاری تھی اُسے یاد نہ کرو اُسکا نام لیکر فریاد نہ کرو ای شبرنگ یہ بھی سمجھا دینا کہ وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے فوج بے حساب ساتھ کر دونگی وہ خزانے زمین کے بتا دون کہ مالا مال ہو جائے عمرو نے کہا کہ کیا کوئی بات مین اُٹھا رکھونگی مین نے بڑی جستجو کی ہے امیدوار انعام ہون افسر غولان نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر حوالے کیا کہا ای شبرنگ یہ تو لے ایسا کچھ دونگی کہ نہال ہو جائیگی جس روز دامہ قتل ہوئی ہی جواہر خانہ میرے ہی سپرد تھا عمدہ پٹاریان مین اُٹھا لائی عمرو کے مُنہ مین پانی بھر آیا کہا ای ملکۂ عالم وہ پٹاریان کہان رکھی ہین افسر غولان نے کہا تجھے اُس سے کیا کام کیا چوری کریگی مین بخوبی تجکو دونگی سرفراز کر دونگی عمرو نے کہا تشریف رکھیے صورت عمدہ بنائیے تو مین اُنکو لاؤن افسر غولان نے اُس طفل پر نگاہ ڈالی وہ طفل رونے لگا غون غان کر کے سر ہلاتا تھا مگر افسر نے کچھ خیال نہ کیا صورت اپنی سحر سے بنانے لگی تھوڑی دیر مین پرکالۂ آفت بنکر تیار ہوئی بھولی بھولی صورت غنچہ دہن حُسن مین رشک چمن سیمبر سیمتن جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن کہا کیون ای شبرنگ یہ صورت تو اس قابل ہی کہ وہ جوان بدل و جان پسند کرے سُنتی ہون اس کی کئی سو بی بیان ہین مگر ایسی تو کوئی نہ ہوگی عمرو نے چٹر چٹر بلائین لین کہا بی بی وہ تو مرد ہین میرا جی چاہتا ہی کہ گرد پھرون گلے سے لگا لون قدمون کو چومون خاک پا لیکر توتیاے چشم بناؤن افسر غولان ہنس پڑی کہا ای شبرنگ مجھے سب طرح کا اختیار ہی جیسی صورت چاہون بنا لون یقین ہی کہ وہ جوان بھی پسند کرے ہر چند کہ اپنے حُسن و جمال مین مغرور ہی مگر ایسی صورت نہ دیکھی ہوگی عمرو نے کہا کہ کُنجی قفل کی دیجیے کہ مین قفل کھول کر اُسکو نکال لاؤن پہلو مین تمھارے بٹھاؤن افسر غولان نے جب کُنجی جوڑے سے نکالی وہ طفل بلک بلک کر رونے لگا اور غون غان کر کے منع کرتا ہی کہ کُنجی اِس کو نہ دو افسر غولان نے جھلا کر اُس طفل کو تمانچہ مار دیا تمانچہ کھا کر وہ طفل خوب رویا افسر غولان نے کہا کہ ای بدنصیب کیون روتا ہی مجھسے کس سے مقابلہ ہی یہان کوئی حریف بیٹھا ہی کس بات سے آگاہ کرتا ہی وہ طفل پھر غون غان کرنے لگا افسر غولان کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی اور سر ہلاتا ہی کہ کُنجی نہ دو مگر عمرو نے باتون مین ایسا کچھ بھرا ہی کہ اپنے بیر پر غصہ کر رہی ہی جب وہ بہت رویا تو ہاتھ جھٹکا دیا ایک برق کڑک کر گری اُس طفل کے دو ٹکڑے ہوے جب اُسکو مار چکی تو کُنجی عمرو کو دی کہا دیکھو شبرنگ یہ نگوڑا ناحق کو فیل مچاتا تھا یہ نہین جانتا تھا کہ وصل کا وقت قریب ہی روئے جاتا تھا آخر مین نے اُسے مار ڈالا اور کسی شخص کو نگہبان اپنی جان کا کرونگی عمرو نے ہنس کر کہا جب جان بچیگی تو نگہبان قرار دینا کُنجی لیکر درۂ کوہ مین گھس گیا کُنجی سے قفل کھول کر صاحبقران کو قفس سے نکالا مگر وہ بھاری ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنے ہین کہ قدم نہین اُٹھتا لڑکھڑاتے ہوے محفل مین آئے افسر غولان کو دیکھا کہ بنی ٹھنی بیٹھی ہی صاحبقران کو پاس بٹھا لیا عمرو نے جام بھر کر پہلے افسر غولان کو دیا جام جو اُسنے ہاتھ مین لیا پکار اُٹھی کہ یہ جام شراب ہی یا آب زندگی عمرو نے کہا فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نہ خواہد ماند + خواجہ عمرو نے گنگنا کر سامنے افسر غولان کے واسطے دل لگانے کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

قدرت حق ہی صباحت سے تماشا ہی وہ رُخ	خالِ مشکین دلِ فرعون ید بیضا ہی وہ رُخ

نور جو اُسمین ہی خورشید مین وہ نور کہان
پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہِ بد سے اُسے
سامریِ چشم فسونگر کی فسون سازی سے
دمِ نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پر
سایہ کرتے ہین ہما اُڑکے پرون سے اپنے
گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کونسا اُسمین تکلف نہین پاتے ہر چند
کونسا دل ہی جو دیوانہ نہین ہی اُن کا
اُسکی دیوار کی کیونکر نہ ہون آنکھین مشتاق
تا کجا شرح کرون حُسن کی اُسکے آتش

یہ اگر حُسن کا چشمہ ہی تو دریا ہی وہ رُخ
آئنے سے دلِ عارض کے مصفا ہی وہ رُخ
لبِ جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہی وہ رُخ
دولتِ حُسن کے پیش آنے سے دنیا ہی وہ رُخ
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہی وہ رُخ
کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہی وہ رُخ
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہی وہ رُخ
خطِ شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہی وہ رُخ
دلربا شی ہی عجب صورتِ زیبا ہی وہ رُخ
مہر ہی ماہ ہی جو کچھ ہی تماشا ہی وہ رُخ

اس طرح یہ اشعار گائے اور ہاتھ اُٹھاکے بتایا کہ افسر غولان خوش ہوکر جام پی گئی عمرو نے کہا وہ مارا کنیزون سے کہا کہ تم بھی شراب پیو آج روز عید ہی کہ مالک کا وصل ہوتا ہی جس معشوق کے لیے روتی تھین اُسکو راضی کردیا کنیزین یہ سُن کر ٹوٹ پڑین شراب اُنڈیل اُنڈیل کر پینے لگین تھوڑے عرصے مین سب شراب پی چکین جو جس کام کو اُٹھی لڑکھڑاکر گری اور بیہوش ہوئی افسر غولان یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ صاحبو کیا میرے گھر کو بازار بنایا ہی یہ ہلڑ اور فساد کیسا سب کو مارونگی یہ کہکر اُٹھی اور لڑکھڑاکر گری اور بیہوش ہوگئی عمرو نے افسر غولان کا سر کاٹا کنیزون کو قتل کیا باغ سارا لوٹ لیا امیر سے کہا کہ ای آقاے نامدار یہ اتنی بڑی ساحرہ تھی مگر کچھ نقدی نہ نکلا امیر نے فرمایا تمھارے طرز کلام سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آج بہت کچھ پایا عمرو نے کہا کہ ای آقاے نامدار اور پاس سے کئی چیزین گرگئین آپ کے مزاج مین بدگمانی ہی ہر مقام پر ایسا ہی سوچتے ہین مطلب یہ ہی کہ لشکر مین چل کر کچھ نہ دین امیر نے فرمایا خواجہ ہتھکڑیان بیڑیان تو کاٹو کہ ہین رہائی پاؤن پس عمرو نے ہتھکڑیان بیڑیان صاحبقران کے جسم سے جدا کین صاحبقران و خواجہ باغ سے نکل کر چلے کوئی دو کوس نکلے ہونگے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن و قوی من تین لاکھ سوار و پیدل پشت پر اسی طرف آتا ہی امیر و عمرو کو دیکھ کر شاطر کو بھیجا کہ دریافت تو کرو یہ کون شخص ہی شاطر نے آکر صاحبقران کو سلام کیا رعب ودبدبہ دیکھ کر نام نہین پوچھ سکتا خاموش کھڑا ہی امیر نے فرمایا کہ آخر کیا مراد ہی ای شخص کیون چپ کھڑا ہی تب شاطر نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارے آقاے نامدار کلنگ کرگدن سوار بادشاہ قلعۂ ضحی کیبہ لشکر لیکر کہین چلے تھے آپ لوگون کو دیکھ کر نام پوچھتے ہین مجکو بھیجا ہی کہ دریافت کر آؤ صاحبقران نے صاف صاف نام اپنا اور عمرو کا بتادیا وہ شاطر نام عمرو کا سُنکر کانپتا ہوا سامنے کلنگ کے آیا کلنگ کرگدن سوار نے پوچھا کہ ای شاطر کیون گھبرایا ہوا ہی کہا ای آقاے نامدار کیا عرض کرون صاحبقران زمان و خواجہ عمرو عیار کہین گرفتار ہوے تھے اُسکو مار کر آتے ہین کلنگ نے کہا تم لوگ سمجھے کہ یہ کون شخص ہی اور کہانسے آتا ہی اسکی ذات سے ممالک لات پرستان برباد ہوے اس شخص کا مار لینا بہت مناسب ہی تم لوگ تین لاکھ ہو وہ اکیلا ہی سب نے کہا اگر ایسا ہی تو ابھی اسکو

مارے لیتے ہین یہ کہکر تین لاکھ فوج چہار طرف سے بلوہ کرکے چلی امیر نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی تلوار کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ امیر ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ٭ بحکم خدا البتہ شمشیر جار ٭ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ٭ یکے تیغ عقرب یکے ذو الجحام ٭ بن کافران از جہان پاک کرد ٭ سر سرکشان جملہ درخاک کرد ٭ ایک طرف سے عمرو نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو ۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ٭ تراشندۂ ریش کفار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ٭ اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پائے مری گرد پاپوش کو ٭ دو تندہ جہان گرد طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ عمرو بھی نیمچہ کھینچ کر لڑنے لگا کبھی نیچے سے لڑتا ہی کبھی سر سے کوھین کھول کر ایسے پتھر مارتا ہی کہ سر اُڑ جاتے ہین جس غول پر جا پڑا پرے کے پرے پامال کر دیے کئی افسر تاک کر عمرو نے مارے امیر کے ہاتھ سے صدہا پہلوان مارے گئے مگر صاحبقران جنگ کرتے ہوے قریب کلناگ کرگدن سوار کے پہونچے کلناگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران دریاے خون مین غوطہ زن لڑتے ہوے آتے ہین مگر صفون کو پراگندہ کردیا فوج کو آواز دی کہ یارو بڑی غیرت کی بات ہی کہ اکیلے سے تم تین لاکھ آدمی لڑ رہے ہو اور گرفتار نہین کر سکتے عیار نے اسکے کہا کہ اگر حضور حکم ہو تو مین اسکو گرفتار کرلون کلناگ نے حکم دیا کہ اگر یہ نیک نامی تیرے نام پر ہی تو اختیار ہی پچاس پیکیچے لیکر عیار چلا صاحبقران ایک مقام پر لڑ رہے تھے کہ ایک رسالہ دار نے رسالہ اپنا بڑھایا امیر رسالے پر جا پڑے رسالہ تو ہٹ گیا مگر عیار نے آکر پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے صاحبقران گھوڑے سے گرے از روے بلوے کے امیر کو گرفتار کرلیا عمرو نکل کر بھاگا کہ سمجھا کہ اب میری گرفتاری کی بھی تدبیر ہوگی یہ سوچ کر عمرو تو بھاگ گیا ایک گوشے مین جاکر چھپا مگر کلناگ نے جو امیر کو پایا عمرو کی فکر نہ کی اُسی حال مین مسلسل و مطوق کرایا اور اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی ایک خیمے مین صاحبقران کو قید کیا اُسی مقام پر اُتر پڑا مگر عمرو جو گوشے سے نکلا پھرتا ہوا لشکر کلناگ مین آیا کافر خوشیان کر رہے ہین جابجا یہی ذکر ہی کہ آج ہمارے آقاے نامدار نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہی قاف تک جاکر دیوزادون سے لڑے سلطنت آسمان پری کو قایم کیا دنیا مین نوشیروان ایسے بادشاہ سے مقابلہ کیا آخر اُسکو شکست دی اب اُسکے بیٹون سے لڑ رہے ہین ہر مقام پر شکست دی ہلماوران وغیرہ کو فتح کیا ایسے شخص کو ہمارے آقا نے قید کر لیا عمرو یہ باتین سُنتا ہوا جاتا ہی افسوس کر رہا ہی کہ ای عمرو بڑے غضب کی بات ہی کہ آقاے نامدار قید رہین یہ دل مین کہکر طرف بارگاہ کلناگ کے چلا یہان کلناگ کرگدن سوار کو صاحبقران کے قید کرنے کی بہت بڑی خوشی ہی صحبت کو آراستہ کیا طائفے آنے لگے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا ٭ یقین ہوگیا شبنم کو آفتاب آیا ٭
اِن انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا ٭ سلام جھک کے کرونگا جو پھر حجاب آیا
مین موج ہون لب ساحل ہون آسمان و زمین ٭ کبھی جو جوش مین دریاے اضطراب آیا
اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو ٭ جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا
بسر ہوئی مری اوقات آئنہ کی طرح ٭ ملا نہ دانہ جو مجکو میسر آب آیا ٭

صداے رعد سے ظاہر ہی برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا +

خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئنہ جب تک نہ آفتاب آیا

شب فراق مین کار محال مجھسے ہوا +
اُڑی یہ نیند مری قدسیون کو خواب آیا

کسی کی محرم آب روان کی یاد آئی +
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا +

ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی کمان سے چھٹا تیر مین جواب آیا

شب فراق مین مجکو سُلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

جو علم چاہیے تو ہوا اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو اندازِ پیچ و تاب آیا

گمان ساقی یہ صیاد کا ہوا مجکو +
حضور یار جو لے کر بطِ شراب آیا

چکور حسن مہِ چاردہ کو بھول گیا +
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا

ہماری قبر سے آویگی یہ صدا تا حشر
یہ مردہ آیا کہ مجپر کوئی عذاب آیا

گلال مل کے ڈرا مین رُخ منور پر
یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا

مقام رشک ہی الفت مین طالع طاؤس
چمن مین قُلۂ کُہسار سے سحاب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش +
سفید بال ہوے موسم خضاب آیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک گویا دروازے پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی مگر عجب وضع ہی حضور دیکھ کر بہت ہنسین گے کلنگ تو خوش بیٹھا تھا کہا بُلا لو دیکھا سامنے سے ایک گویا اس وضع سے آیا کہ ایک طنبورہ کاندھے پر رکھے ہوے چکن کا کُرتا پہنے ہوے اتنا پُرانا کُرتا ہی کہ بوٹیان اُڑ گئین صرف کپڑا باقی ہی اگلے زمانے کا مشروع اُسکا پائجامہ جوتا بھاری زردوزی پہنے ہوے مگر کام جابجا سے اُڑ گیا ہی زردسوت ہر جگہہ نکلا ہوا ہی راستہ چلنے مین اسقدر خاک اُڑی ہی کہ سر سارا گردسے بھرا ہوا ہی کلنگ کو آکر سلام کیا اور کہا چراغ جلالت روشن رہے آج تو حضور نے وہ کار نمایان کیا کہ جبکی حسرت مین نوشیروان رہا یہی خواہش تھی کہ حمزہ گرفتار ہو کر آئے تو اُسپر جبر کرون مگر یہ دن نصیب نہ ہوا آج آپ نے اُس شخص کو قید کیا جسنے نام لات و منات مٹا دیا دَیر سارے کھدگئے مین نے راہ مین خبر پائی کہ آج پہلوان دوران و گرشاسپ جہان نے حمزۂ عرب کو قید کر لیا پھر اب اُسکو کیون نہین قتل کرتے جس مقام پر جاتا ہون دَیر کھدے ہوے پاتا ہون طبیعت کو قلق ہوتا ہی آخر خداوندون کو بھی غصہ آیا کہ اپنے دشمن کو گرفتار کرا دیا کلنگ بہت خوش ہوا کہا بڑے میان صاحب کچھ گانا سُناؤ عمرو نے کہا خاص اسی واسطے آیا ہون کہ آپ کو راضی کرون مگر جو آپ کو خواہش گانا سُننے کی ہی تو سُن لیجیے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

اِک روز اس سراے سے ہی لا کلام کوچ
سُن تو سہی پکارتا ہی یہ مقام کوچ +

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائین عام کوچ

اک عمر سے روان ہون رہِ کوے یار مین
دکھلا چکی وہ منزلِ عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالے کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہی صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال +
استادگی کی جا نہین یان ہی دوام کوچ

منزل مین گور کی مین مسافر پہونچ چکون	آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ
مرتا ہی جان بلب ہی مسافر ہی بے خبر	خدمت سے تیری کرتا ہی اب یہ غلام کوچ
دن رات روز و شب ہی وطن مین سفر جنھین	وہ پختہ مغز سمجھے ہین سودا سے خام کوچ
آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آج کل	ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

اس طرح پر عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سب اہل دربار تعریفین کرنے لگے کلنگ نے کہا کہ بڈھے میان تمھارا نام کیا ہی بڈھے میان نے کہا کہ مجھے استاد خورد و بزرگ کہتے ہین حضور یہ کمال آپ نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتا ہون کہ سامری و جمشید آسمان پر لیجاتے تھے مگر جوانی تو دیوانی ہوتی ہی ایک دن سامری پر دست نگر ہ ہین مین نے بھی نگاہ ڈالی آپس مین اشارہ بازی ہونے لگی سامری نے دیکھ لیا جھلا کر کہا کہ او نالائق خدائی سے اشارے کرتا ہی ہاتھ پکڑ کے مجکو ڈھکیل دیا کئی سو سال مین زمین پر آیا اختلاف ہوا سے بڈھا ہو گیا مگر کسی بات مین کوتاہی نہین کرتا ہون کلنگ نے پوچھا بڈھے میان صاحب تمھاری زوجہ ہی عمرو نے کہا اسے نہ پوچھیے بیالیس زوجہ میری اب بھی موجود ہین جب آکے لپٹتی ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ چونٹیان ہین گھسیٹ کر لیجائین گی مگر پھر خداوند کی عنایت سے بچ جاتا ہون کسی کی گود مین ایک لڑکا ہی کسی کی گود مین دو ہین غرض صاحب اولاد سب ہین کوئی ایسی نہین کہ جو اولاد نہ رکھتی ہو مستی سرمہ خریدتے خریدتے حیران ہو جاتا ہون جوڑ یان ٹوکرے بھر بھر کے لانا پڑتی ہین مگر لڑکون کے ساتھ بڑا لطف ہوتا ہی کوئی شانے سے لپٹتا ہی کوئی گلے مین ہاتھ ڈال کر بیٹھتا ہی کوئی پیر دبایا کرتا ہی صبح کو سب کا یورش ہوتا ہی کہتے ہین کوئی چیز دو رات کو کچھ لا رکھتا ہون جہان سبھون نے آکر گھیرا مین نے وہ رومال اُتارا اور کھول کر جو شی اُسمین ہوئی ذرا ذرا سی سب کے منھ مین دیدی سب اشارے کرتے ہین کہ باہر جائیے کچھ کما کر لائیے ہمین کھلائیے ایک عجب لطف رہتا ہی بائین ان سب کی ہر وقت جوتی بیزار کیا کرتی ہین ہر ایک کہتی ہی کہ آج ہمارے یہان شب باش ہو جیسے چور دون سے تو ہر وقت ضیق مین جان رہتی ہی جسکا کہنا نہ مانیے وہ بیزار ہوتی ہی منجھلی جو کہلاتی ہی اُسکو مین بہت چاہتا ہون کسی وقت اُسکی دل شکنی نہین چاہتا اُسی کے یہان بہت رہتا ہون ہر وقت میری گود مین لوٹا کرتی ہی اور دعائین دیتی ہی کہ یالات اعلی و منات معلی میرے اس بڈھے کو سلامت رکھیو کہ جو میری خواہشین پوری کرتا ہی اسی طرح ایک ایک کے یہان باری باری سے رہا کرتا ہون کوئی لہنگا پہنتی ہی کوئی پائجامہ پہنتی ہی جنکو پورب سے لایا ہون وہ ساریان باندھتی ہین ہر ایک ملک سے دس دس عورتین لایا ہون ابکے سال بمبئی سے بڑی کھیپ لایا پندرہ عورتون کو راضی کر کے لانا پڑا اور ہر منزل پر اُن کو خوش کرتا رہا اس کھیپ کے آنے سے گھر مین چہل پہل ہو گئی کوئی دالان ایسا نہین دس جسمین عورتین نہ ہون اُنکی وجہ سے اُس محلے مین آبادی ہی جہان کہین شادی ہوتی ہی یہی ڈھول وغیرہ بجاتی ہین کلنگ ہنسنے لگا کہا بڑے میان بڈھے مزے دار ہو بڑے میان نے کہا مزیدار تو مین نہین مگر اُس شخص کی نانی مزیدار مشہور ہین ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین جو آیند و روند اُس طرف سے نکلتا ہی اُسے پکار لیتی ہین لڑکون کا جماو رہتا ہی کوئی نانی کہتا ہی کوئی خالہ مگر نانی امان سب کو راضی کرتی ہین سب لڑکے گود مین کھیلا کرتے ہین کہتے ہین نانی امان تم بہت اچھی آدمی ہو

ہم سبھون سے کس لطف سے پیش آتی ہو ہر ایک کی خوشی کرتی ہو ان باتون پر اہل محفل ہنسنے لگے خواجہ نے [illegible] ساقی گری کی تعریف کی کلناگ نے کہا تمھاری ساقی گری کے سب مشتاق ہین یہ کمال دکھاؤ ہم لوگون کو یقین نہین آتا کہ منھ سے گاؤ ہاتھون سے بتاؤ پاؤن سے ناچو سر سے لا کر شراب پلاؤ سب شراب گر پڑیگی عمرو نے کہا کہ حضور کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی گرے کلناگ نے کہا ہمکو بڑے میان صاحب ان باتونکا یقین نہین آتا جو سامان کہیے وہ منگا دین عمرو نے کہا فقط کنجی میخانے کی مجکو دیجیے سب سامان ہوجائیگا کلناگ نے کنجی میخانے کی عمرو کے آگے پھینکی عمرو میخانے مین آیا شراب کو خراب کیا چالیس گلابیون مین مے ارغوانی بھری گھڑے اُن کے تمامی سے باندھے ایک کشتی مین لگا کر محفل مین لایا کلناگ نے کہا بڑے میان کس سلیقے سے شراب لائے ہو کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے کہ ایک جام پیجیے عمرو نے لا کر وہ کشتی محفل مین رکھی چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے گت شروع کی کلناگ بنگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ بڈھے کا پاؤن نہین ٹھہرتا ایک برق ہی کہ چمک رہی ہی عمرو نے جھک کر جام بلورین ابھر لیا جام کو سر پر رکھا کلناگ نے کہا کہ دیکھو صاحبو بڑے میان کا کمال مٹا چاہتا ہی یہ مجال نہین ہی کہ اس جام کو لیکر یہان تک آسکین بعض نے کہا یہ بڈھا اس فن مین کامل ہی جب تو قصد کیا خواجہ تھوڑی دور [illegible] سامنے کلناگ کے آئے سر جھکا کر کہا کہ ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے کلناگ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا جسکے سامنے شراب لیکر جاتے ہین کوئی موتیون کا مالا دیتا ہی کوئی اشرفیان دیتا ہی جو کم حقیقت ہین وہ چھلے اور انگوٹھیان دیتے ہین کوئی جیب سے نکال کر روپیے دیتا ہی عمرو کلناگ کے سامنے پھر جام لیکر آیا کہا سرکار سے کچھ مجکو ملتا نہین کلناگ نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کر عمرو کے گلے مین ڈال دیا اور کہا بڑے میان صاحب ایسا نہوا [illegible] کہ تم بے خواہش ہوجاؤ عمرو نے کہا مین [illegible] راضی کر کے جاؤنگا ایسا راضی کرون کہ آپ [illegible] ہوجاوین عمرو نے تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی اب تو محفل مین دست درازیان ہونے لگین [illegible] ایک نے ایک کی کلاہ اچھالدی ایک نے ایک سے کہا کہ تمھارے منھ پر سانپ لوٹ رہے ہین اُسنے جواب دیا کہ تم دیکھ رہے ہو موذیون کو مارتے نہین عکس پاؤن کا جو پڑتا تھا اُسکو مار سیاہ سمجھا [illegible] سمجھ کر [illegible] مارا جوتا کھا کے اُس نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی اسی طرح ساری محفل مین ہنگامہ ہونے لگا کلناگ نے پکار کر کہا کہ صاحبو تم نے ہماری بارگاہ کو کیا بازار مقرر کیا ہی یہ کہکر تلوار کو تولتا ہوا چلا کہتا ہوا کہ سب کو سزا دونگا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے [illegible] مارا سر تلے ٹانگین اوپر اسکے گرتے ہی لوگ دوڑے کہ مالک کو اُٹھاوین جو اُٹھا جہان سے اُٹھا دم بھر مین سب بیہوش ہوے عمرو نے کسی کو ہاتھ نہ لگایا صاحبقران کو جاکر قید سے رہا کیا باہر بارگاہ کے بھی یہی ہنگامہ ہو رہا ہی جا بجا لوگ اوندھے پڑے ہین کہین جوتی پیزار ہو رہی ہی عمرو نے امیر کو [illegible] کر بارگاہ مین لایا کہا ای شہریار یہ دشمن آپ کا بیہوش پڑا ہی مین نے حضور کے خوف سے قتل نہین کیا امیر نے کہا کہ مین اسکا بیہوش رہنا قبول نہ کرونگا اسکو بیدار کرو ہوشیار ہوکے لڑے جب اسکا قتل جائز ہی یون جائز نہین ہمارے طریقے کے سراسر خلاف ہی کہ ایک شخص بیہوش پڑا ہو [illegible] ہم اُسکو قتل کرین ہم سے یہ ظلم نہین ہو سکتا عمرو نے کہا حمزہ کیون دیوانہ ہوا ہی

فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کرتا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین قسم کھاتا ہون کہ اسکا قتل اسطرح گوارا نہ کرونگا مین حریف کو ناچار کرکے قتل نہین کرتا اگر اُسکی موت ہی تو جنگ کرکے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور اگر میری قضا ہی تو مین اسکے ہاتھ سے قتل ہونگا مگر حریف کا حوصلہ تو نکل جائیگا بس خواجہ اسی مین بہتر ہی کہ اسکو ہوشیار کرو لیکن مع فوج بیدار ہو کہ اسکے دل مین کوئی حوصلہ باقی نہ رہے عمرو نے کہا کہ مین سب کو بیدار کرتا ہون ذرا ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ بلوہ کرکے اُٹھین اور آپ پر ٹوٹ پڑین اور آپ گرفتار ہو جائین تو پھر مین دخل نہ دونگا صاحبقران نے کہا کہ مین تمھارا دخل نہین چاہتا میرا خدا مجکو رہا کر دیگا مگر انکا حوصلہ نہ رہے خواجہ عمرو نے کلنگ کو ہوشیار کیا یہ جو اُٹھا صاحبقران کو دیکھا کھڑے ہین بڈھا محفل مین نہین ہی مگر عمرو پشت پر صاحبقران کی حاضر ہی کلنگ نے کہا یا صاحبقران آپ نے کیونکر رہائی پائی امیر نے فرمایا کہ میرے خدا نے مجکو رہائی دی کلنگ نے کہا کہ یا صاحبقران اہلِ فوج تو میرے بے ہوش پڑے ہین مین آپ سے کیونکر جنگ کرون صاحبقران نے صراحی سے پانی ہاتھ مین لے کر سب سردارون پر چھڑکا اب جو اُٹھا کلنگ کے پاس آیا کہا ای آقائے نامدار حمزہ کو مار لین کلنگ نے اشارہ کیا کئی سو جوان تلوارین کھینچ کر صاحبقران پر آ پڑے صاحبقران اُن سے لڑنے لگے کئی پہلوان جان سے مارے جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کلنگ سامنے صاحبقران کے نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہا ہی عیار کو بُلا کر کہا کہ ای خیر خواہ دولت حمزہ کو گرفتار کر لے عیار کمندین لیکر چلے امیر عیارون پر جا پڑے کئی عیار مار کر گرائے تھے کہ کئی سو حلقہ ہاے کمند چلے مگر ہلڑ جو ہوا برابر بارگاہ مین اسکی بیٹی ہی اُسنے جو ہلڑ سُنا کنیزون سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کنیزون نے اسکو خبر دی کہ صاحبقران گرفتار ہو کر آئے تھے اُن کے عیار نے گویا بنکر رہا کیا مگر جری و بہادر ہین کہ غش مین قتل کرنا کسی کا گوارا نہ کیا سب کو ہوشیار کر دیا یہ لوگ ایسے نامنصف ہین کہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگے واری یہ تماشا دیکھنے کے لائق ہی گلپوش اُٹھ کر آئی خیمے مین شگاف کرکے دیکھا کہ چار طرف سے امیر پر کمندین پڑ رہی ہین مگر جدھر رُخ کرتے ہین جس عیار کو پا گئے کسی کو اُٹھا کر دے مارا کسی کو چیر کر پھینکدیا عیار بھاگتے پھرتے ہین کلنگ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چند پہلوانون کو اشارہ کیا کہ یارو عیارون کے شریک ہو جاؤ چند پہلوانون نے آکر زنجیرین اور رسنین پھینکین تب صاحبقران گرفتار ہوے اس حسرت کے معاملے کو دیکھ کر گلپوش رونے لگی کہا واہ کیا انصاف ہی کنیزون نے کہا کہ واری جس طرح بن پڑا حریف کو تو پکڑ لیا گلپوش نے کہا کہ اُسنے تو یہ احسان کیا کہ بیہوشی مین کسی کو قتل نہ کیا اور انکا یہ انصاف کہ ایسے بہادر کو کمندون مین گرفتار کیا صاحب ہم تو یہ نہ گوارا کرین گے حقیقت مین بڑا فریب کیا جب کسی محفل مین ذکر ہوگا لوگ ان کو برا کہین گے اور اپنا دل بیقرار ہی بہت طبیعت پریشان ہی بیقراری کا کیا ذکر کرون

نظم

روز میلاد سے ساتھ اپنے ہُوا غم پیدا ۔۔ لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہی ۔۔ ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین ۔۔ شادی و غم سے کیا ہی مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوے ۔۔۔ خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دلمین ہو درد ۔۔۔ واسطے میرے ہوا ہی غم عالم پیدا +
زخم خندان ہین بعینہ لبِ خندان اپنے ۔۔۔ شادمانی مین ہی یان حالتِ ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا مینھ برسادے ۔۔۔ مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا +
کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے +ا ۔۔۔ گیسوِ یار ہوے درہم و برہم پیدا
شبہہ ہوتا ہی صدف کا مجھے ہر غنچے پر ۔۔۔ کہین موتی نہ کرین قطرۂ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو مُنھ نہ مرا کھلواؤ ۔۔۔ غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے ۔۔۔ دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا
دوست بھی دشمنِ جان ہو گیا اپنا آتش ۔۔۔ نوشدارو نے کیا یان اثرِ سم پیدا

کنیزون نے عرض کی کہ واری حقیقت مین ہم لوگون کو بھی قلق ہوا ان لوگون نے بڑا مکر کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کر لیا عمرو نے جب دیکھا کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے گلیم اوڑھ کر نکل بھاگا صورت بدل کر اُسی لشکر مین پھرنے لگا کلنگ نے صاحبقران کو پھر مسلسل و مطوق کر کے ایک خیمے مین قید کیا اور ساتھ والون سے صلاح کی کہ سُنو صاحبو مین ایک چھوٹا بادشاہ ہون جہان بادشاہ ہفت کشور و بادشاہ مغرب اُترے ہوے ہین اور اِن کا کل لشکر موجود ہی مشہور ہی کہ پانچہزار پانچ سو پچپن پہلوان ہین اور کوئی پہلوان نامی اِن کے لشکر کا پسران نوشیروان سے مل گیا ہی اُن سب کے سامنے ان کو لیچل کر قتل کرینگے تیاری کرو تو دریاے بصرہ پر چلین سب نے کہا کہ حضور یہ بات آپ نے خوب تجویز کی اگر آپ قتل کرینگے تو وہ لشکر کشتی ہو گی کہ بیٹھنا مشکل ہوگا یہ صلاح پختہ ہو گئی خواجہ عمرو اس فکر مین پھر رہے ہین کہ مین حمزہ کو کیونکر رہا کرون حمزہ کا قید رہنا بہت دل پر شاق ہی حمزہ نے جہالت سے اپنے کو گرفتار کرایا سوتی ہوئی بھیڑین جگائین اُنھون نے اُٹھ کر یہ قیامت برپا کی اسی سوچ مین پھرتا ہوا ملکہ گلپوش کے خیمے کی طرف آیا دیکھا سپاہی بیٹھے ہین حاضر باش و ناظر باش کہ رہے ہین لیکن ملکہ گلپوش نے تڑپ تڑپ کر دن بسر کیا اب رات جو ہوئی شمعین سامنے آ کر روشن ہوئین دیکھا کہ پروانے شمع پر گر رہے ہین اپنے تئین جلائے دیتے ہین بیقرار ہو کر روئی کنیزین گرد بیٹھی ہین اُنھون نے پوچھا کیون واری خیر تو ہی آپ اسقدر کیون بیقرار ہوئین ملکہ نے کہا کہ دیکھو صاحبو عشق اسکا نام ہی کہ جانور ہین مگر اپنی جان دیتے ہین شمع بھی اشک حسرت بہا رہی ہی وہ جو سُنتے تھے اب آنکھون سے دیکھا نظم

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار ۔۔۔ عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار ۔۔۔ عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جس کو نہ شگفتہ دیکھا +

رنگ عشق ہم نے خوب دیکھ لیا کہ عاشق و معشوق دونون تباہ ہین مگر واے برحال ما کہ ہمسے کچھ بھی نہین ہو سکتا صاحبو لباس شب روی لاؤ مین جا کر صاحبقران سے ملاقات کرون اب تو میرا حال بہت ابتر ہی میرے واسطے یہی بہتر ہی نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا … دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا
بندگیِ حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم … توبہ مین کی ولیکن داغِ دامان رہگیا
جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح … جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا
دوستی نبھتی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ … روح جنت کو گئی جسمِ گلی یان رہگیا
حُسن مین بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہی … گل کو پیراہن ملا اور شعلہ عریان رہگیا
بعدِ مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے … اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہگیا
کرکے آرائش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل … بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہگیا
راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند … گر کے کب یوسف میانِ چاہِ کنعان رہگیا
جانِ شیرین ہو فراقِ یار سے کیونکر عزیز … مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا
لاشہ اُٹھوا کر نہ کر اسکو بھی ای قاتل اُجاڑ … ہی فقط آباد اک گنجِ شہیدان رہگیا
کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کرون … روشنی جاتی رہی سروِ چراغان رہگیا
کاروانِ نکہتِ گل کر گیا گلشن سے کوچ … صورتِ نقشِ قدم گلزار ویران رہگیا
شامِ ہجران صبح بھی کر کے نہ دیکھا روزِ وصل … سانپ کو کچلا پر آتش گنجِ پنہان رہگیا

کنیزون نے جو بہت بیقرار پایا کہا واری ہم لوگ کیونکر گوارا کرین کہ آپ تنہا جاکر تکلیف اُٹھائین ہم بھی آپ کے ساتھ چلین گے جو کام ہمارے لائق ہو ہمارے سپرد کیجیے ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا کہ صاحبو مین تو جان دینے پر آمادہ ہون تمکو کیون تکلیف دون جو مجھپر گذریگی وہ گذرے گی کنیزون نے کہا ہم نمکخوار ہین چاہتے ہین کہ حق نمک سے ادا ہون اس کام کو اسطرح کیجیے کہ مطلب بن پڑے کھانا آغشتہ بدار وے بیہوشی پکوائیے چل کر نگہبانون کو کھلا دین نگہبانون کو بیہوش کر کے آپ جاکر حمزہ سے ملاقات کیجیے اور یون بلا تکلف جانا سراسر عقل کے خلاف ہی گلپوش نے کنیزون کا کہنا قبول کیا اُسی وقت کھانا تیار کرایا کنیزون کے ساتھ ہوئی طرف خیمۂ قید خانہ کے چلی اور یہان خواجہ عمرو بیٹھے دیکھ رہے ہین اس سوچ مین ہین کہ نگہبان غافل ہون تو مین جاکر آقا کو رہا کرون کہ ایکطرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا چند عورتین اور خوان سرون پر آکر پہونچین نگہبانون کو کھانا کھلایا تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہوے سب نگہبانون کو کنیزون نے قتل کیا جب سب نگہبان قتل ہو چکے تو ملکہ خوشی خوشی قید خانے مین گئین صاحبقران نے کہ مسلسل و مطوق بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک مہجبین آفتاب جمال خورشید مثال مگر سرنگون حیران و پریشان سامنے آکر پہونچی صاحبقران نے دیکھکر فرمایا کہ ای ماہ آسمان خوبی و ای مہر جہانتاب آسمان محبوبی آپ آئی ہین تو بسم اللہ تشریف لائیے نیم بسمل چھوڑنے سے کیا فائدہ جمال بیمثال دیکھکر قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا یہ کہکر ہاتھ تھام لیا اُسی بھی بیٹھ گئین صاحبقران نے فرمایا کہ کیون صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گل کس کے گلستان کی ہو ماہ کسکے آسمان کی ہو اور سرو کسکے بوستان کی ہو اور نعمت کسکے خوان کی ہو بقول شاعر فرد اگر شاہی ترا آخر چہ نام است ۔ وگر ماہی ترا منزل کدام است ۔ ملکہ نے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار حسب و نسب میرا یہ ہی کہ کلناگ کرگدن سوار کی بیٹی ہون جب آپ مصروف جنگ تھے

تو مین نے آپ کا جمال بے مثال دیکھا اُسی وقت سے مائل ہوئی آخر صبر نہ آیا کنیزون کی صلاح سے آپکو دیکھنے آئی شکر پروردگار کا کہ آپ تک پہونچی اب فرمائیے کیا کرنا چاہیے صاحبقران نے فرمایا ملکہ تمنے مجھے مجبور کیا مگر مین تمھارے ساتھ چلتا ہون ایک ہتھکڑی کی کیل نکالدو تو مین قید کو دور کردون ملکہ نے ہتھکڑی کاٹی صاحبقران نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم شعلۂ شمشیر شان شمع جگرسوز من ٭ گرمی بازار عشق از تف خون من است ٭ بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من ٭ باک ندارم ز دار چوب ستون من است ٭ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق ٭ بشکنم این بند را وقت جنون من است ٭ نعرہ کرکے قید توڑ ڈالی خون جسم سے جاری ہوا ملکہ خون دوپٹے سے پاک کرنے لگین کہا اسقدر کیون آپ نے جلدی کی مین قید کاٹ دیتی صاحبقران نے فرمایا کہ بڑی شرم کی بات ہی عورت مرد کو قید سے رہا کرے ملکہ ان کلمات جرأت پر عش عش کرنے لگین کنیزون نے پکار کر کہا کہ واری اب چلیے ایک اور شہدا گھسا آتا ہی کیا کیا کلمے کہتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شہریار دیکھیے تو یہ شہدا کون ہی صاحبقران دروازے پر آکے دیکھا کہ ایک شخص لنگوٹ باندھے ہوے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ ہم نے ملکہ کو کو دیون مین کھلایا ہی لہذا اُسکے عاشق کو بھی دیکھ لینگے کچھ ہمین دلوائیے ورنہ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرونگا تم نے غضب کیا کہ نگہبانون کو مارا ان سب کا خون تمھاری گردن پر ہی امیر نے جھڑک کر فرمایا کہ کیا بیہودہ بک رہا ہی جا یہانسے جب ہم دربار مین بیٹھین گے تب آپکو کچھ دلوا دیا جائیگا شہدے نے کہا کہ یا صاحبقران دو مرتبہ قید ہوچکے ایک مرتبہ عمرو نے جان بچائی ابکی مرتبہ ملکہ تشریف لائین اب جو کلنگ پائیگا تو زندہ نہ چھوڑیگا صاحبقران نے فرمایا جا جا کر اطلاع کر جو تجکو گھمنڈ ہی وہ نکال لے ملکہ نے تھرا کر کڑا سونے کا ہاتھ سے اُتارا کہا ای شخص یہ لے مگر بادشاہ سے اطلاع نہ کرنا صاحبقران نے کڑا ہاتھ سے ملکہ کے چھین لیا کہا ایک بازاری آدمی کو اسقدر رقم دیدینا قاعدے کے خلاف ہی شہدے نے کہا یا امیر دیتے لیتے مین بھانجی مارتے ہو تمھین کیا نفع ہوگا اور اپنی بائین آنکھ کا تل دکھایا صاحبقران نے ہنس کر کڑا دیدیا ملکہ نے کہا یا صاحبقران آپ کیا ہنسے کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہین صاحبقران نے فرمایا ملکہ اس سے خوف نہ کرو یہ میرا عیار ہی کیون خواجہ دیکھا تمنے اگر تم نے دخل نہین دیا خدا نے کیسا معین بھیجا عمرو نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بنائیے نکل چلیے صاحبقران نے تلوار اُٹھالی ملکہ کو ساتھ لیکر نکلے چاہتے ہین طرف باغ کے روانہ ہون قضاے کار کوتوال لشکر میناے شبگرد دو ہزار جوانون سے طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ دروازے پر قیدخانے کے چند لاشے پڑے ہین اور چند آدمی قیدخانے کے دروازے پر کھڑے ہین اور قیدی اندر سے نکل رہا ہی کوتوال نے بڑھ کر آواز دی کہ ارے نگہبانون کو کسنے مارا جلد احوال ظاہر کرو ورنہ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرونگا عمرو نے کہا یا امیر جواب اسکا یہ ہی کہ ایک پتھر اسکو ماردون کہ سر اسکا اُڑجائے ورنہ فساد برپا کریگا امیر نے فرمایا بزن عمرو نے گوپھن سر سے کھولا سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ وخراشیدہ تاک کر مارا کہ کوتوال کا سر اُڑ گیا انکے ساتھ والون نے بلوہ کیا صاحبقران تلوار کھینچ کر لڑنے لگے ملکہ نے مع کنیزونکے تیراندازی شروع کی عمرو پتھر مار رہا ہی بلڑ ہوا کلنگ سوتے سوتے جاگا خادم جو سامنے کھڑے تھے اُن سے پوچھا کہ دریافت تو

کرو یہ کیا ہنگامہ ہی جاسوس دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای بادشاہ عالیجاہ کسی عورت نے اگر نگہبانون کو مارا صاحبقران کو رہا کیا ہی ہمارے افسر نے جو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اُسکو تپھر مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا لڑائی ہو رہی ہی یہ تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا ابھی حمزہ کو مار ڈالونگا کہ چند رفیق آگئے اُن سے کہا صاحبو تمنے دیکھا وہ جو ہمنے صلاح کی تھی کہ دریاے بصرہ پر چل کر قتل کرین گے تو حمزہ صاحب اقبال ہی کوئی لونڈی باندی اُسپر عاشق ہوئی اُسنے آکر نگہبانون کو مارا حمزہ کو رہا کر لیا اب چل کے ٹوٹ پڑو بلوہ کرکے حمزہ کو گرفتار کرکے قتل کردیہ جو خیال ہی کہ اگر اُسکو قتل کرین گے تو اُسکے سردار بلوہ کرین گے مقام تعجب ہی کہ سکندر و نوشیروان ہماری مدد نہ کرین گے سب نے کہا کہ حضور اُسے اسی وقت چل کر قتل کر ڈالیے ہم لوگ سمجھ لین گے کُلنگ نے کہا کہ تم لوگ لشکر تیار کرکے لاؤ یہ کہہ کر کلنگ چلا دور سے آکر دیکھا کہ چند عورتین خیمے کے دروازے پر کھڑی ہین اور تیر اندازی کر رہی ہین اور صاحبقران مصروف جنگ ہین ہر چند کہ دو ہزار جوان جانبازی کر رہے ہین مگر کوئی قریب نہین جاتا دور سے لینا لینا کا ہلڑ ہی یہ جو کلنگ نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے تم کون ہو جو آکر قیدی کو رہا کیا میں کلنگ کرگدن سوار کیون یار و اس طرح لڑتے ہین چہار طرف سے گھیر لو نیزے مارو تیرون سے زخمی کرکے گرا دو کسکی مجال ہی کہ تُمھارے مقدمے مین دخل دے سکے اور فوج بھی آتی ہی وہ سب آکر تمھاری مدد کریگی سب فوج والے چہار طرف سے بلوہ کرکے پہونچے مگر ملکہ نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا کہ زیادہ فوج لیکر آیا بیقرار ہوکر کنیزون سے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا کلنگ کرگدن سوار کُل فوج لیکر آیا ہی اب مجکو خوف آتا ہی ایسا نہو کہ اِنکے دشمنون پر کوئی صدمہ گذرے ہزارون مین کس خوبصورتی سے لڑ رہے ہین کہ جو سامنے آیا وہ مارا گیا اور میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

کیا شکرانہ آب بقا بیکر اُسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتے
وہ نادان ہی جسے خوف کرامُ کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہماری عشقبازی نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

بجا ہی عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا

دکھلائے جو ہر اپنے آئنے نے فکر رنگین کے
مقر منکر ہوے باطل گما نو نکو یقین آیا

نہوگا حُسن مجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا

صباحت سے تری تشبیہ [illegible] جو شعر مین اُسکو
قربان پر سیری صدقے ہوئے ماریاسمین آیا

نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہی
غنیمت جان جو بیش نگاہ و الپسین آیا

کیا دجال کو پیوند خاک اقبال بلندی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

کنیزون نے کہا اوّل ای آپ زیادہ بیقرار نہ ہون کیا عجب ہی کہ آج صاحبقران کلنگ کو مارین دیکھیے اُسی جانب جاتے ہین ملکہ دیکھ رہی ہین کہ صاحبقران لڑتے ہوے طرف کلنگ کے چلے کلنگ نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا افسرون سے اشارہ کیا افسران فوج تلوارین پکڑ کے چلے امیر کو چہار طرف سے

گھیر لیا صاحبقران تلوارین روک رہے ہین جس افسر کو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے کیے لڑتے بھڑتے
قریب کلنگ کے پہونچے کلنگ نے دیکھا کہ چہار طرف سے حمزہ پر تلوارین پڑ رہی ہین مین بھی ایک
وار کرکے زخمی کرون یہ سوچ کر ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار سپر روکا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ
مار دیا شپ سے تلوار گذر گئی کلنگ کے مرتے ہی افسران فوج سامنے وزیر کے روتے ہوے گئے کہا
حضور افسر تو مارا گیا اب ہم کسکے بھروسے پر لڑین اور بوجہ تیر اندازی عورتون کے ہم لوگون کے
قدم نہین جمتے پاتے صدہا جوان تیرون سے مارے گئے وزیر سب افسرون کو لیکر خدمت مین امیر
کی آیا عرض کی کہ ای شہریار الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان وزیر اعظم موسوم بہ
ظہیر روشن رائے کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا سب افسرون کو کلمہ پڑھوایا اہل فوج بھی
دائرۂ اسلام مین آئے ملکہ کے واسطے محافہ طلب کیا وزیر حیران ہی کہ یہ عورت کون ہی کہ جسنے آکر
یہ قیامت برپا کی اور خوب تیر اندازی کی حقیقت مین کئی سو جوان تیرون سے بھی مارے گئے امیر پایے
پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہین جب ظہیر نے کنیزون کو دیکھا تو افسرون سے کہا لو صاحبو اب
حال کھلا ہمارے شہنشاہ کی دختر ہین صاحبقران نے ملکہ کو لاکر باغ مین اُتروایا آپ دربار مین
آئے وزیر نے جلسہ کیا صاحبقران آکر مقام صدر پر بیٹھے وزیر نے ایسی خدمتگزاری کی کہ امیر
نے فرمایا ای وزیر اعظم وای دستور معظم سلطنت یہانکی بنام ملکہ قرار پائی ہی مگر تمکو منتظم کامل کیا نیک و
بد کا تمھین اختیار ہی جو امر ملکہ سے خلاف سرزد ہو اُسکو سمجھانا اگر کوئی چڑھ آئے تو ہمکو عرضی
لکھنا صاحبقران نے ملکہ کے ساتھ عقد کیا عمرو نے وزیرزادی کو پسند کیا صبیحۂ خوشرو کا عقد
عمرو کے ساتھ کیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ امیر نے گوہر مراد حاصل کیا ملکہ گلپوش حاملہ ہوئی
ہین ان کے بطن سے فرزند ہوگا کہ شیران شیر سوار لقب ہوگا اور صبیحۂ خوشرو بھی عمرو سے حاملہ ہوئی
ہی اس کے بطن سے عیار طرار پیدا ہوگا ہمارے تیز رو نام ہوگا انشاء اللہ پیدائش کا اس شیر کی
اسی ہومان نامے مین ذکر کرونگا امیر نے یہ کل انتظام کرکے طرف دریاے بصرہ کے کوچ کیا چند
منزلین طی کی تھین کہ ایک صحرا مین آکر پہونچے اُس مین ایک قصر دیکھا اور عجیب امر دیکھا کہ ایک
شیر ببر اٹھارہ ہاتھ کا دروازے سے مُنھ نکال کر لشکر صاحبقران کو دیکھ رہا ہے صاحبقران نے
لشکر اپنا اُس قصر سے الگ اُتارا اور اہل فوج کو منع کر دیا کہ کوئی قصر کیطرف نہ جائے مین جاکر اس شیر
سے سمجھ لونگا شب کو جو صاحبقران سوئے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرما رہے ہین کہ یا امیر
آپ اس مقدمے مین دخل نہ دیجیے آپ کا فرزند ارجمند شیران شیر سوار اسکو زیر کرکے اس کے
اوپر سوار ہوگا آپ خاموش چلے جائیے صاحبقران زمان جو صبح کو اُٹھے فرمایا کہ خواجہ مین نے
رات کو یہ خواب دیکھا ہی یقین ہی کہ رویاے صادقہ ہو گلپوش حاملہ ہوئی ہی اور تمھاری زوجہ
بھی حاملہ ہی اور رفاعۂ گلپوش سے یہ مقام بھی قریب ہی عمرو نے کہا بسم اللہ مصلحت پروردگار مین
کسکو دخل ہی مگر شکر یہ ہی کہ میرا فرزند آپ کے فرزند کے ساتھ ہوگا جس طرح میرا اور آپکا ساتھ
رہا اسی طرح اولاد میری آپ کی اولاد کے ساتھ رہے صاحبقران عالیشان نے فرمایا دیکھیے
اس کا انجام کیا ہو اب ذکر اس کا وقت پر کیا جائیگا صاحبقران زمان تو اپنے لشکر کی طرف

جاتے ہین مگر شکار کھیلتے ہوے جابجا مقام کرتے ہوے ابھی اثناے راہ مین ہین

دو کلمہ داستان راحت بیان تولد ہونا شاہزادۂ شیران شیرسوار کا بطن سے ملکہ گلپوش کے و حال پیدائش فرزند خواجہ عمرو

یہان بعد نو مہینے نو دن و نو ساعت کے بوقت سحر بطن سے ملکہ گلپوش کے شاہزادۂ آفتاب جمال پیدا ہوا اتنا مہ جہان جسکی نور پیشانی سے روشن ہو گیا ملکہ نے دھوم سے چھٹی وغیرہ کی اور زوجۂ عمرو سے بھی لڑکا پیدا ہوا کہ جسکا نام ہماے تیز رفتار رکھا مگر صاحبقران چلتے وقت ملکہ کو سفید مہرۂ سلیمانی دے گئے تھے کہ بازو پر لڑکے کے باندھ دینا واضح رہے کہ یہ نشان واسطے شناخت کے ہی وزیر اعظم ظہیر روشن راے کہ بجاے بزرگ کے تخت نشین رہتا ہی لڑکے کو لیکر تخت پر بیٹھا کرتا ہی جب شاہزادے کا دو تین برس کا سن ہوا تو اُستادان فن جمع ہوے فنون سپہ گری و نوشت و خواند تعلیم کرنے لگے پانچوین برس تک تیر اندازی ایسی حاصل کی کہ شب تیرہ مین آواز پر تیر مارین اور نشانہ خالی نہ جاے عیار شوخ و شنگ چست و چالاک نہایت بیباک و خیر خواہ اپنے آقا کے ساتھ رہتا ہی چھٹا برس شاہزادے کو شروع ہی ظہیر روشن راے گود مین لیے تخت پر بیٹھا ہی کچھ کھلونے وغیرہ رکھے ہین شاہزادۂ شیران کھیل رہے ہین کہ فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی چند تاجر سامنے سے فریاد کرتے ہوے آئے کہ کوہان قزاق نے ہلکو زیر قنات لوٹ لیا امیدوار ہین کہ مال ہمارا دلوا دیجیے آپ یہان کے شاہ ہین ظہیر نے جواب دیا کہ صاحبو ہم لوگ خود اُس سے خوف کھاتے ہین اُسنے بہت زمین ہماری دبا لی شیران بولا نانا جان بڑے افسوس کی بات ہی کہ فریادی آپ کے پاس بہ امید کفالت آئے اور آپ انکو جواب صاف دیجیے ظہیر نے ہنس کر کہا کہ اے نور نظر تم صاحبقران زادے ہو البتہ دلوا سکتے ہو مین بیٹھے بیٹھے دخل دیگر سلطنت مین فتور ڈالون وہ ایسا بیباک صاحب زور و طاقت ہی کہ قلعے پر چڑھ آئیگا بیٹھنا مشکل پڑیگا لہذا یہی جواب بہتر ہی یہ سُنکر شاہزادے کو بڑا غصہ آیا تڑپ کر تخت سے کودا تاجر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلو ہمین بتا دو وہ قزاق کہان ہی انشاءاللہ مال دلوا دینگے اور یا اپنی جان دینگے اب کیا مجال ہی کہ بے مال دلواے پلٹ کر آدین نیمچہ کھینچ کر تاجر کو دکھایا مراد یہ تھی کہ اگر نہ چلوگے تو تمکو قتل کرونگا تاجر نے کہا چلیے ظہیر ہنس رہا جانتا تھا کہ یہ صاحبزادے ہین کہان جاوینگے مگر شیران تاجر کو ساتھ لیکر باہر نکلے تین سو لڑکے ہم سن روز مولود مسعود ایک ہی وقت اور ایک ہی ساعت پیدا ہوے تھے کہ جو ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ہین یہ سب ساتھ ہوے ظہیر جانتا ہی کہ پلٹ آوینگے جب تھوڑا عرصہ گذرا تو پوچھا کہ لڑکا کیا کر رہا ہی لوگون نے کہا وہ تاجر کو ساتھ لیکر گئے یہ خبر جو محل مین پہونچی ملکہ روتی پیٹتی ہوئی دروازے پر آئین پکار کر کہا ظہیر کو بلاؤ ظہیر قریب پردے کے آیا ملکہ نے کہا کہ ظہیر تمنے بڑا غضب کیا کہ شیر کے بچے کو جانے دیا مین اپنی جان دونگی میری جو کچھ آس مراد ہی تو یہی ہی مین حیران ہون کہ اگر وہ جائیگا تو ابھی کوہان سے کیونکر مقابلہ کریگا کبھی باہر نہین نکلا یکایک آج ایسے معرکہ عظیم پر چلا گیا وہ قوم کا قزاق ہی ایسا نہ ہو خدانخواستہ میرے بچے کو مار ڈالے تو مین کیا کرونگی ہلہ

جاؤ اور اُسکو بہلا کر لاؤ ظہیر نے کہا غلام ابھی جاتا ہی سمجھا کر لاتا ہی ہر چند کہ ضدی ہین مگر میری عرض
ومعروض مین تامل نہین کرسکتے اپنی زبان سے یہ میری آبرو بڑھائی ہی کہ نانا جان فرماتے ہین اسی
لفظ کا لحاظ ہی یہ کہکر بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا اور تخت پر سوار ہوکر چلا یہان شیران جو سامنے
کوہ کے پہونچے کوہان قزاق نے بالائے کوہ سے دیکھا کہ ایک طفل کمسن مع تین سو لڑکون کے تاجر
کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین کسی ضرورت کو آئے ہونگے ایک قزاق نے
کہا کہ ای افسر آپ خیال نہین کرتے کہ ہم لوگون کے یہان سونے کی چڑیا آئی ہی اس لڑکے کو گرفتار کرین
ظہیر وزیر سے دس بیس ہزار روپیہ لینگے وہ رقم دیگر ان کو لیجائیگا کوہان نے کہا تمھین جاؤ
گرفتار کرلاؤ یہ لڑکے جو ساتھ ہین غل مچاوینگے مگر جب دیکھینگے کہ افسر ہمارا گرفتار ہوا تو روتے
پیٹتے جاکر ظہیر سے اطلاع کرینگے یہ سُن کر وہ قزاق نیزہ ہلاتا ہوا پہاڑ سے اُترا پکار کر آواز دی
کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ یہ مقام مسکن قزاقان ہی اگر اس کے خلاف کروگے تو بڑا رنج و
صدمہ اُٹھاؤگے شیران کے جو کان مین یہ آواز آئی اپنے یابو کو روکا آواز دی کہ او قابو پرست
نہین معلوم تو نے کتنا روپیہ لیا ہوگا یہ بندگان خدا کو کیون لوٹتا ہی جاکر اپنے افسر سے کہ کہ اس سوداگر
کا مال حوالے کردے اُس قزاق نے ہنس کر کہا کہ صاحبزادے تم غصہ نہ کرو یہ تو وہ مقام قزاقان ہی
بڑے بڑے بہادر اگر اس مقام پر لڑے مگر ہم لوگون کے ہاتھ سے شکست کھاکر بھاگے یا مارے گئے
اور تم تو ابھی صاحبزادے ہو ایک نیزے پر اُٹھا لونگا بس یہ کہکر نیزہ مارا شیران نے سنان بچاکر
گلوی نیزے کے ہاتھ ڈالا اور نیزہ چھین کر پھینکدیا قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا شیران نے ہاتھ
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر قزاق کا اُڑ گیا لڑکے جو ساتھ ہین
اُنھون نے واہ واہ کرکے غل مچایا کوہان کو بہت ناگوار ہوا غصے مین کوہ سے اُترا کہا او طفل
بے ادب یہ تو نے کیا غضب کیا کہ میرے رفیق کو مارا اب کیونکر زندہ بچیگے تھوڑی دیر مین لوگ
نشتین کرینگے اور مین شانو نگا شیران نے جواب مین کہا کہ او تُیرے تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ
تجھسے کوئی عذر کرے جیسا اُسنے کلام کیا ویسا اُسکو جواب دیا گیا تیری بدزبانی تجکو خراب کریگی بہتر
یہ ہی کہ ہم اس تاجر کو ساتھ لائے ہین اسکا مال حوالے کردے سرکشی نہ کر یہی عمدہ چیز ہی اگر اس کے
خلاف کریگا تو سزاے معقول پائیگا کوہان نے کہا کہ او طفل بے ادب تجکو کس بات پر گھمنڈ ہی ابھی
منہ سے دودھ کی بو بھی نہین گئی اور سپہ گری یہ ننہ ہی شیران نے کہا کہ کوئی فن جرأت دکھا اُسکا
جواب پائیگا کوہان نے بڑھ کر نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین
نیزہ چلنے لگا مگر لڑکے جو ساتھ ہین دمبدم غل مچاتے ہین اور وہ مارا وہ مارا کہکر ہلڑ کرتے ہین اس پر
کوہان اور زیادہ غصہ کرتا ہی مگر حیران و پریشان ہی ہر چند قصد کرتا ہی کہ نیزہ نکال دون مگر ممکن نہین
ہوتا اور شاہزادہ بھی جان دیے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہی سب دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے کا
نیزہ چھوٹا سا اور کوہان کا نیزہ بڑا معلوم ہوتا ہی مار سیاہ ہر دم اژدہے سے لپٹ جاتا ہی ہر چند
کد و کاوش جانبین سے ہو رہی ہی مگر کوئی کسی کا نیزہ نکال نہین سکتا شیران نے ایک مقام پر
نیزے کو تکان دی مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اُڑا کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے کوہان کے نکل گیا لڑکون نے

جو غل مچایا کہ حضور بڑے موذی کو زیر کیا اسپر کوہان اور جھلایا قبضے پر ہاتھ ڈالا تھا کہ یکایک صحرا سے
گرد اڑی ظہیر روشن رائے بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ شاہزادہ پنجہ کھینچے ہوے
مقابلے مین کوہان کے کھڑا ہی کوہان سے کہہ رہا ہی کہ اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو تلوار کھینچو جرأت دکھاؤ
ظہیر گھوڑا بڑھا کر سامنے کوہان کے آیا کہا ای کوہان اس طفل کی باتون پر غصہ نہ کر ابھی مکتب مین
پڑھتا ہی نہایت آتشمزاج و شعلہ مزاج ہی ایک دن مولوی نے گھرکا تھا اُن کو اُٹھا کر دے مارا مولوی
مکتب خانے سے نکل کر بھاگے مین نے جا کر اصلاح کرائی پیچ جو اُستاد نے سکھائے ہین اُنھین کے
اوپر صرف ہوتے ہین اُستاد کی یہ مجال نہین ہی کہ چت کر کے پیچ بتائین منھ سے کہہ دیتے ہین اُستاد پر بھی
ایک دن آفت آچکی ہی اس کمسنی مین اُستاد نے ایک دن چت کیا اور کہا دیکھو یون چت کرتے ہین یہ
بگڑ گئے اُٹھ کر اُستاد سے لپٹے اُستاد نے اپنے کو گرا دیا کہا لو بیٹا مین خود چت ہو گیا اُسکا جواب دیا
کہ اس چت ہونے سے مین راضی نہین ہوا اپنی اُستادی صرف کیجیے اگر بدون چت کیے آپکو چھوڑ دون
تو مجکو شیران نہ کہیے گا بہرطور اُستاد کو چت کر کے چھوڑا اس وقت تاجرون کے کہنے سے اسکو غصہ آیا
ایسا نہ ہو اپنے کو ضائع کر دے ای کوہان تو جہاندیدہ و کار آزمودہ ہی اسکے غصے کا خیال نہ کر
مین دس ہزار بیس ہزار حاضر کر دونگا ظہیر تو منت کر رہا ہی عیار جو شاہزادے کا شاہزادے کے پہلو
مین کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ حضور دبا لیا اب اس لٹیرے کو نہ چھوڑیے گا شیران نے ظہیر کی طرف متوجہ
ہو کر کہا نانا جان ہٹ جائیے ورنہ مین آپ کو ہاتھ مار دونگا یہ کہہ کر پنجہ چمکایا ظہیر خائف ہو کے ہٹے
شیران نے کوہان سے کہا کہ یہ کیا نامردی ہی کہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر رہ گئے تلوار نکالو وار کرو
جوہر مردان عالم کھلے جب تو کوہان نے پکار کر کہا کہ ای ظہیر یہ لڑکا بہت بدزبان ہی مین نہ مانونگا
اسکا سر قلم کرونگا ظہیر نے کہا کہ ای کوہان تجکو اختیار ہی شاہزادے سے کہا کہ ای فرزند بچاؤ شیران
نے کہا نانا جان آپ کی شامت آئی ہی آپ ایسی باتین نہ فرمائیے او کوہان اب ہاتھ لگا کوہان نے
خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا شیران نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لون
کوہان لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی ایک طرف سے عیار کہہ رہا
ہی کہ آقا پیچ خوب بندھا دیکھیے اس قزاق کی آنکھین نکل آئین ہانپ رہا ہی ابھی ہیچ مین خاتمہ کر دیجیے
لڑکے بھی غل مچاتے ہین کہ ای آقاے نامدار اگر حکم ہو تو اسکے ساتھ والون پر جا پڑین دہ برق شمشیر
چمکے کہ ان لٹیرون کا دم بند ہو جائے اسپر کوہان اور زیادہ جھلاتا ہی لاکھ لاکھ زور کرتا ہی مگر کچھ
زور نہین چلتا اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی یہی چاہتا ہی شاہزادے کو زیر کرون ایک مقام پر ریل کر لے دوڑا
شاہزادہ دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر پیچھے ہٹ کر آیا جب کوہان نے دیکھا کہ اب پیچھے نہین
ہٹتا ڈٹا ہوا کھڑا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای کوہان بس جرأت دکھا چکے کوہان نے ہتہ مارا بایان گھٹنا
شاہزادے کا آشنا بزمین ہوا شاہزادے نے تڑپ کر لنگر مارا گھٹنون تک غرق زمین ہوے کوہان
اوپر آ کر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اس طرح زور کیا کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسکو بھی اُکھیڑ لیتا
مگر لنگر مین شاہزادے کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا او طفل اب تیرے زور کا
مشتاق ہون شیران اپنے مقام سے اُٹھے کوہان کو ریل کر لے دوڑے ہرچند کوہان چاہتا ہی

کرگون مگر شیر کے قبضے مین ہی کیونکہ گُرز کے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے کوہان کے آشنا بہ زمین ہوے شیران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر اُکھیڑا دوسرے زور مین سر سے بلند کیا لٹرکون نے غل مچایا کہ ای شہریار سبحان اللہ پہاڑ کو آپ نے اُٹھایا ہی آپ ہی کا حوصلہ ہی کیون ای کوہان ہمارے آقاے نامدار کا زور دیکھا اگر رستم ہوتا تو وہ بھی حلقۂ غلامی کان مین ڈالتا شاہزادے نے چاہا چرخ دیکر زمین پر مارون کوہان نے آواز دی کہ ای شہریار آپ نے مجکو سر سے بلند کیا اب زمین مذلت پر نہ گرائیے شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا کوہان قدمون سے شاہزادے کے لپٹ گیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت اگر خدا نے تمکو چشم بد مین سے بچایا تو شباب مین کون مقابلہ کر سکیگا مین نے تو اطاعت کی رفیق اول مین کہلاؤنگا جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن شیران نے کوہان کو کلمہ پڑھایا اور کہا کہ ای کوہان ان تاجرون کا مال جو اسکے کردو یہ لوگ فریاد کرتے ہین یہ سُن کر کوہان بالاے کوہ گیا اسباب تاجرونکا لاکر حاضر کیا تاجر دعائین دیتے ہوے رخصت ہوے مگر کوہان نے اُسی صحرا مین بارگاہ استاد کی بڑی دھوم سے شاہزادے کی دعوت کی رات کو شاہزادے نے خواب مین دیکھا کہ اسی صحرا سے ملا ہوا ایک صحرا ہی اُسمین ایک گنبد ہی اُس گنبد مین ایک شیر ہی قوم کا جن کسی کامل نے اُسکو تسخیر کرکے شیر بنایا ہی وہ تمھارا انتظار کر رہا ہی شاہزادہ صبح کو جو اُٹھا کوہان کے سامنے تمام خواب بیان کیا کوہان نے کہا بیشک گنبد ہی اور اُس شیر نے راستہ بند کر رکھا ہی کوئی اُس طرف نہین جاتا ہی آقاے نامدار یہ قصد نہ کیجیے شیران نے کہا مجکو ہدایت ہوئی ہی وہ شیر میری سواری کا ہی یہ کہکر سوار ہوے گنبد کی طرف چلے شیر مُنھ نکالے کھڑا ہی مگر شیران کو دیکھکر دُم ہلانے لگا شیران نے چاہا کہ اپنے کو گنبد مین پہونچاؤن پانون مین تھرتھری پیدا ہوئی سر اُٹھاکر دیکھا سر گنبد پہ ایک طائر بیٹھا ہی زمزمہ سرائی کر رہا ہی کہ جسکے چہکارنے سے یہ آواز آتی ہی

نظم

درد دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا / جسم زار آخر کو تار بستر بالین ہوا
دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب / کاہ کا سایہ بھی ہمپر کوہ سے سنگین ہوا
اپنے خون کی بو ہمین آتی ہی تجھسے ای نسیم / ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا
مر گیا سُنتے ہی اُسکے نالۂ مرغ سحر + / وصل کی شب میرے حق مین سورۂ یٰسین ہوا
عاشقون کے مرغ دل کے خون ناحق کے لیے / پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا +
روز اول سے دل بیتاب میرے ساتھ ہی / صورت سیماب مین پیدا ہی بے تسکین ہوا
خُرد نیک انسان عاقل ہو بزرگ بدنہ ہو / شور دریا سے ہی بہتر چشمۂ شیرین ہوا +
ناز کیا کیا کچھ کیے اُس بادشاہ حُسن نے / عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا
عطرساز آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے / عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا
تول دیکھا ہمنے میزان خرد مین بارہا / کوہ سے ای نازنین بھاری ترا تمکین ہوا
آسمان تک اُڑکے پہونچے تھے ہمارے چند اشک / کہکشان اک نصف اک نصف اُسمین سے پروین ہوا
مُنھ دکھا اب تو اُسے ... بے تسکین جان / دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

یہ آوازین جو شاہزادے نے سُنین شیر نے مُنھ کھولکر مثل انسان کے آواز دی کہ ای شہریار اس کی آواز پر مبہوت نہ ہوجیے تیر ماردیجیے مگر پیشانی پر جو خال سیاہ ہی تیر خطا نہ کرے اُسی تل پر پڑے کہ توڑ کر گُدی کو پار گذرے شاہزادے نے اپنے کو ہوشیار کیا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اُس طائر نے قصد کیا کہ اُڑ جاؤن شاہزادے نے فورًا تیر مارا تل بھر کا فرق نہ ہوا خال سیہ پر جاکر تیر پڑا طائر کی پشت کے پار گذرا طائر زمین پر گر کر جلنے لگا آواز آئی کُشتی مرا نام من نگہبان این گنبد بود شاہزادہ شیران طائر کو مار کر آواز مذکور سن کر طرف گنبد کے چلے کوہان کانپ رہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار حقیقت مین آپ بڑے جوان مرد ہین آپ ہی کا کلیجہ ہی کہ جو آپ گنبد مین جاتے ہین نہین معلوم یہ کیا سبب ہی کہ شیر آپ کو اشارون سے بلا رہا ہی آپ بے شک صاحبِ اقبال ہین شاہزادہ جیسے ہی قریب گنبد پہونچا شیر جست کرکے نکل آیا چاہا کہ شیران پر حملہ کرون شیران نے پشت پر ہاتھ رکھ کر چمکارا اُسی کی پشت پر سوار ہوے وہ شیر مثل مرکب معقول کے طرارے بھرنے لگا مگر گنبد کی طرف اشارے کرتا ہی چاہتا ہی شاہزادے کو گنبد مین لیجاؤن شاہزادہ گنبد مین گیا زین و لجام شیر کا وہین پایا تلوار و گرز و زرہ تمام اسباب جرأت تیر و کمان و نیزہ وغیرہ سب چیزین دستیاب ہوئین شیران ہتھیار لگا کے اُسی شیر پر سوار ہوکے نکلے کوہان کے ہوش اُڑ گئے شیران قریب آیا قدمونکو بوسہ دیا کہا ای شہریار مبارک ہو عجب سواری پروردگار نے آپ کو عنایت کی کیسا یہ شیر آراستہ ہی مثل مرکب کے طرارے بھرتا ہی حقیقت مین اب آپ سے کون مقابلہ کر سکیگا گھوڑا شیر کو دیکھ کر بھاگیگا کون ایسا بہادر ہوگا کہ شیر سے آنکھ چار کرے گا شیران نے جواب دیا ہم بر وقت مقابلہ اس شیر پر سوار نہ ہونگے اگر حریف کو ڈرا کر زیر کیا تو کیا کمال ہی جو دل مین حریف کے حوصلہ ہو وہ نکل جائے مین یہ نہ کرونگا چاہتا یہ ہون کہ قبلہ و کعبہ سے جاکر ملاقات کرون اور اُنکے سامنے جاکر لڑون اُن کو بھی معلوم ہو کہ میرا فرزند ہی مگر یا نہاے صاحبقرانی ملین کہ مین اُنکا وارث ہون لیکن اور جو بڑے بھائی ہین کیا اُنھون نے دعویٰ نہ کیا ہوگا مگر سُنتا ہون ہمارے قبلہ و کعبہ نے سب کو زیر کیا جب زیر ہوے تو بلنے کیا پا سکتے ہین عیار نے کہا ہین خواجہ عمرو کو لوٹونگا زنبیل وغیرہ لونگا اتنے بڑے نامی و گرامی ہو کر میری مان کو وجہ معاش نہین دیتے رات کو کوہان نے ذکر کیا کہ یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی قلعۂ گوہر نگار نام ہی حاکم وہان کا گوہر شاہ ہی بیٹی اُسکی ملکہ میمونہ گوہر پوش ہی کہ ہزارون شاہ اور شہریار اُسکے سودائے زلف عنبرین مین دیوانہ وار و وحشی مثال آوارۂ دشت مصیبت ہوے اگر مناسب ہو تو غلام کے نام حکم ہو کہ جاکر اُس قلعے کو مسخر کرے شیران نے نام سُنکر کلیجہ پکڑ لیا کہا ای کوہان یہ کیا نام لیا کہ دل بیقرار ہو گیا کوہان نے کہا کہ حضور اُسکے نام مین تاثیر ہی اگر صورت زیبا و جمال جہان آرا نگاہ سے گذر جائے تو خواب و خور حرام ہو یہ سُنکر شاہزادے نے کہا کہ ای کوہان ہم لشکرکشی کرین گے کوہان نے کہا بہت خوب ای شہریار مین کئی مرتبہ لشکرکشی کرکے گیا مگر فتح نہ پائی شکست کھا کر بھاگا یہ میری جی داری تھی کہ عرض کرتا تھا حضور مجھے روانہ کرین اب حضور کے ساتھ چلونگا اور وہ بادشاہ بھی بہادر ہی نکل کر مقابلہ کرتا ہی آج تک کبھی قلعہ بند نہین ہوا آپ کے اقبال سے فتح کرین گے رات بھر یہی باتین رہین صبح کو لشکر تیار کیا عیار بعہدۂ سرہنگی حاضر ہی کہتا ہی کہ مقام شکر ہی آقاے نامدار نے ارادۂ لشکرکشی کیا اب ہم بھی جاکے

بھائیون سے مقابلہ کرین گے باواجان کی گردن لین گے اور پوچھین گے کہ آپ وجہ معاش مادر مہربان کو کیون نہین دیتے دیکھین کیا جواب دیتے ہین کئی منزلین طی کرکے سامنے قلعۂ گوہر نگار کے پہونچے نوبت و نقارے کی جو آواز بلند ہوئی گوہر تاجدار نے سر اُٹھاکر پوچھا کہ دریافت تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہی ہرکارے دوڑے ہوے آئے اُنھون نے عرض کی کہ نواسا ظہیر روشن راے کا کوہان قزاق جسکا رفیق ہی آپ پر لشکرکشی کرکے آیا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ ملک کو لین گوہر تاجدار نے کہا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور پلٹ گئے بعض نے اپنی جان دی تو کیا نفع ہوا لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کرکے گوہر تاجدار بیرون قلعہ آیا افسران فوج ہمراہ ہین ایک ایک کو اپنی جراُت کا دعوی ہی یہی قول ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو اُن سے مقابلہ کرتے اور مُنھ نہ چھپیرتے اب یہ لوگ آئے ہین ہمارا آقاے نامدار و مولاے قدرشناس جب تلوار کھینچے گا تو فوجون مین کھلبلی پڑجائیگی اور ظہیر کا نواسا تو ابھی بچہ ہی آٹھوان یا نوان برس ہی ہمارے آقا اُسکو جھڑک دینگے روتا ہوا بھاگیگا لشکر لاکر بیرون قلعہ اُتارا گوہر تاجدار لشکر مین ٹہل رہا ہی بارگاہ مین استادہ ہو رہی ہین افسران فوج چہار طرف تنتے پھرتے ہین کہ دیکھا صحراسے گرد اُڑی آگے آگے ایک نوجوان آفتاب جمال و خورشید مثال ایک شیر پر سوار اور ایک عیار طرار و خنجرگزار مثل گلدستے کے آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے آتا ہی ایک پہلو مین کوہان قزاق بارہ ہزار قزاقون سے ایکطرف بارہ ہزار فوج ظہیر روشن راے کی چوبیس ہزار فوج کو لیے ہوے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ سب کا افسر یہی ہی تہمتن خصال و رستم جلال تیغہ ہلالی کمر مین سپر معقول پشت پر جسپر جال موتیون کا پڑا ہوا مثل قرص قمر چمک رہی ہی دامن مین چار پھول باغ بیخزان کے کہ ہمیشہ شگفتہ رہتے ہین اس کروفر سے آکر مقابلۂ گوہر تاجدار مین شیران پہونچے گوہر تاجدار رعب و داب شاہزادے کا دیکھ کر تھرا گیا افسرون سے کہتا تھا کہ یارو یہ لڑکا بلاے روزگار معلوم ہوتا ہی ہرچند کہ مین تو ایک وار مین اسکے دو ٹکڑے کرونگا مگر ہر کسی کی مجال نہین ہی کہ اس سے مقابلہ کرے سُنتا ہون کہ کوہان قزاق کو زیر کیا اور مال تاجران دلوایا سب نے کہا حضور خیرخواہون نے یہ بات مشہور کی ہی کوہان قزاق حُسن پرست معلوم ہوتا ہی محبت سے ہمراہ ہوگیا بلکہ یقین ہی کہ وہ ہی نکل کر لڑے یہ طفل کیا لڑیگا صورت شاہزادے کی دیکھ کر ہرطرف لوگون کے ہنگامے ہین بعض پہلوان گوہر تاجدار کی منتین کر رہے ہین کہ حضور میدان مین ہمکو بھیجے گا اس لڑکے کو لڑکے گرفتار کرین گے کان پکڑکے حضور کے سامنے لاوین گے قدمون پر آپ کے گرادینگے ہر ایک یہی چرچے کر رہا ہی شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا طرف ہماے تیزرو کے دیکھا کہا ای شاطر جاکر خبر تو لاؤ کہ دل مین گوہر تاجدار کے کیا ہی مقابلہ کریگا یا ارادہ اصلاح کا ہی ہماے تیزرو نے عرض کی اب تو حضور آئے ہین سب حال کُھل جائیگا رفیق جمع ہین دربار آراستہ ہو میرا ارادہ ہی کہ کچھ حضور کے سامنے گاؤن شاہزادۂ شیران نے اشارہ کیا ہماے تیزرو نے یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیال دوست	قربان شان حسن عدیم المثال دوست
پتلی ہوا ہی آنکھ کی مدت سے خال دوست	یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لیکر کرم کرے	صورت دکھائے ہدہد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز + ظاہر نہین ہوا ابھی ہم کو کمال دوست
سُنکر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا + کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
اُن ابروون کے حُسن کی تعریف کیا کرون ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست
یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی شب کو رہا تصور روز وصال دوست
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
دل پر یقین ہوتا ہی مجکو امین کا + جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
رخسار سے صباحت کا نور ہی عیان بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست
انداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہ ہی ایک ایک سے ہی خوب جمال وجلال دوست
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے آئینہ بے مثل ہو کہ ہی بمثال دوست
رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط ہو روسیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح دشمن پر اپنے مجکو ہوا احتمال دوست
آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست

سب اہل دربار تعریفین کر رہے ہین ہما جواب دیتا ہی کہ یہ حق ہمارا موروثی ہی سب بھائی ہمارے اس فن مین کامل ہین دربار مین چہل پہل ہو رہی ہی کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے عرض کی کہ ای شہریار گوہر تاجدار آپ کی ملاقات کو آتا ہی شاہزادے نے کوہان کو حکم دیا کہ استقبال کرکے لاؤ کوہان اُٹھا براے استقبال سامنے گوہر تاجدار کے پہونچا گوہر تاجدار نے کہا کہ ای کوہان سچ بتاؤ کہ تم کو شاہزادے نے زیر کیا یا بمحبت ساتھ ہو کوہان نے طرف قبلہ کے ہاتھ اُٹھایا کہا ای گوہر تاجدار شاہزادے نے مجکو کشتی مین زیر کیا مین غلام حلقہ بگوش ہون یہ نہ سمجھنا کہ مین نے بمحبت اطاعت کی ہی مین ناچار ہو کر شریک ہوا یہ تم سے کسنے کہا کہ مین بمحبت شریک ہون گوہر تاجدار نے کہا کہ ہمسے کسی نے نہین کہا مگر کمسنی اُن کی دیکھ کر تعجب ہوتا ہی کہ تم ایسے جوان دیو خصال کو کیونکر زیر کیا ہی کوہان نے پھر قسم کھائی کہ مین نے سب فن صرف کیے اول نیزہ میرا نکالا تلوار کا مین نے ہاتھ مارا وار نہ چلنے دیا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی تین پہر کامل ہوئی مین نے کیا کوئی فن اُٹھا رکھا مگر مین پر اُس شیر نے کمی نہ کی آخر مجکو اُٹھالیا تب مجکو محبت ہوئی کہ اس شہریار کا کمسنی مین تو یہ زور ہی جب یہ جوان ہوگا تو چراغ جرأتِ پہلوانانِ دنیا گل کر دیگا شکر یہ ہی کہ مین رفیق اول کہلاتا ہون اور سب سے بالا دست بیٹھتا ہون یہ فخر میرے واسطے کیا کم ہی اس طرح کی باتین کرتا ہوا کوہان قزاق گوہر تاجدار کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا شاہزادے کو مقام صدر پر پایا شاہزادے نے نیم قد تعظیم کی گوہر تاجدار کو کرسی ملی گوہر تاجدار آکر بیٹھا شاہزادے نے ساقی بچے کو حکم دیا گوہر تاجدار نے دو تین جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو گوہر تاجدار طرف شاہزادے کے متوجہ ہوا کہا ای شہریار مین آپ کی جنگ سے عاجز نہین ہون مگر حضور سے دریافت کرنے آیا ہون کہ آپنے بطور ملک گیری کے قصد کیا ہی یا کوئی اور ضرورت ہی شاہزادے نے کہا کہ ای گوہر تاجدار جب مین نے کوہان کو زیر کیا تو مجھے

گوہر تاجدار نے تقریبًا تمھارے ملک اور مال کا ذکر کیا اُسی ضمن مین یہ بات بھی نکلی کہ ملکہ میمونہ گوہر پوش
دختر تمھاری ایسی ہی کہ اکثر شاہ و شہریار زادے سودائے زلف عنبرین مین اُسکی دیوانہ وار دوحشی
مثال سر ٹکرا کر مرے مگر تمنے قبول نہ کیا گوہر تاجدار نے کہا کہ ای شہریار حقیقت مین جب سے اُسکا ماہ حسن
کمال پر آیا کئی شاہزادون نے پیغام بھیجے اور خود بھی آئے مگر اُسنے قبول نہین کیا وہ لوگ ملک و مال
چھوڑکر اپنا فقیر ہو گئے مگر ایک پہلوان ہی کہ قنطور آہن کلاہ اُسکا نام ہی وہ آکر مجھسے لڑا مین
زخمی ہو اجاکے قلعے مین چھپا اُسنے چاہا قلعہ فتح کرے بر سر خندق پہونچ گیا تب مین نے ناچار ہو کر اُس سے
اقرار کر لیا کہ ہم کو مہلت دو بعد تین برس کے شادی کر دینگے وہ تین برس بھی گذر گئے اُسنے اپنے
مقام سے کوچ کیا ہی امروز فردا مین آیا چاہتا ہی اُس سے تو مین دبا اور دب کر اقرار کیا ورنہ ابتک
کسی سے عہد نہین کیا یقین ہی کہ وہ آوے اور آپ سے اور اُس سے مقابلہ پڑے شاہزادے
نے جواب دیا کہ ہم بہرام فلک سے بھی بند نہین ہین بے تمھاری دختر کو لیے نہ جاوینگے جس روز سے
ہمنے نام سنا راتین تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین گوہر تاجدار نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون لیکن یہی
خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قنطور آجائے تو میری اور آپ کی دونون کی خرابی ہی شاہزادے نے جواب دیا
کہ ہم سب سے موجود ہین جو سامنے آئیگا اُسکو جواب دینگے خدا چاہیگا تو منھ نہ پھیرینگے گوہر تاجدار
عرصۂ دراز تک ٹھہرا اور شاہزادے کو سمجھایا کیا کہ اس مقدمے سے ہاتھ اُٹھائیے ورنہ بڑی مشکل پڑیگی
قنطور آیا چاہتا ہی شاہزادے نے پھر وہی جواب سخت دیا کہ اگر آئیگا تو اُسکو جواب دینگے
گوہر تاجدار اُٹھکر رخصت ہوا اپنے دربار مین آیا رفقا سے ذکر کیا کہ یارو یہ نوجوان تو عجب ارادے
پر آیا ہی مین نے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہین مانتا دربار مین جو یہ ذکر ہوا کنیزان ملکہ میمونہ کہ دربار
مین انکی آمد و رفت رہتی ہی یہ خبر لیکر محل مین آئین ملکہ کے سامنے بلا تکلف بیان کیا کہ حضور کے
ایک عاشق اور آئے ہین ضمیر روشن رائے کا تو اسا گر سنتے ہین مثل حضور کے انتہا کا حسین و جمیل
ہی آج آپ کے باپ تشریف لے گئے تھے حال قنطور آہن کلاہ بیان کیا مگر اُس شاہزادے نے
جواب دیا کہ ہم بدون معشوقہ کو لیے نہ جاوینگے ایک تو جرأت یہ ہی کہ بجائے مرکب شیر پر سوار ہوتا
ہی حریف سے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتا ہی کہ ایسا نہ ہو دوسرے کا مرکب شیر سے ڈرے اور وہ
یہ سوال کرے کہ اگر میرا مرکب قایم رہتا تو مین غالب آتا اس وجہ سے شیر کو ترک کر دیتے ہین اس کم سنی مین
یہ جرأت ہی کہتے ہین کہ جو کہا وہ کہا ملکہ نے قنطور کا نام سنکر کہا کہ خدا مجھے اُسکی صحبت سے بچائے جب
وہ ملعون قلعے پر چڑھ آیا تھا تو مین نے دریچے سے اُسکو دیکھا تھا کہ گرز گران سنگ اُسکے ہاتھ مین تھا تیور
پر بل پڑے ہوے وہ صورت مہیب تھی کہ قلب کانپتا تھا خدا نہ کرے کہ ایسا شخص آکر پہلو مین بیٹھے
اور مین گوارا کرون باپ ہمارے ناحق انکار کرتے ہین یہ جوان صاحب حسب و نسب حسین و جمیل صاحب
زور و طاقت ہی اور کیا چاہتے ہین اصل مین میرا یہ ارادہ ہی کہ اگر قنطور آیا اور اُسنے دباؤ ڈالا اور باپ
کو ہمارے کچھ نہ بن پڑا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگی لاشہ لیجائیگا مجکو زندہ نہ پائیگا سب کنیزین دعائین
مانگنے لگین کہ واری آپ کے پوتے دو سری خداوند ہین کوئی تو مدد کرینگے اور لات و منات ایسا ہی
کرین کہ اس شخص سے معاملہ ہو جائے ملکہ نے کہا کہ اگر معاملہ نہ ہوگا تو کیا ہوگا ہم خود نکلکر چلے جاوینگے

اُسکا نام سُنکر دل پر تاثیر ہوئی اس سن مین یہ ارادہ کرنا کسی کا کام ہی جراُت مین فرد ہین بیشک مرد ہین یہان تو یہ ذکر ہی مگر گوہر تاجدار نے دور دور تامل کرکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر شاہزادے کو پہونچائی شاہزادے نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا **نظم** رُخ شمع مائل بزردی ہوا ✣ لباس فلک لاجوردی ہوا ✣ موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ✣ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ✣ لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ✣ اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ✣ شہنشاہ زرین پوش قبائے زرنگار پہن کر تاج زرین سر پر رکھکر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بعید کروفر میدان کارزار مین آئے ادھر سے شاہزادہ شیر پر سوار ہوا ایک مرکب عربی باساز و یراق ہمراہ ہی لیکن کوہان قزاق لشکر کو آراستہ کرتا ہوا اس کروفر سے میدان مین آیا کہ جسکی تعریف غیر ممکن ہی اُدھر سے گوہر تاجدار ستر اسی ہزار فوج سے اونچی بنا ہوا آگر سو بچا صفین آراستہ ہوئین نقیب بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود چھیڑ کر یہ اشعار گانے لگے **نظم**

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
جسکو گل کر نہ سکی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

اور بعض نقیب اسی مضمون عبرت کی یہ رباعی پڑھتے تھے **رباعی** راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری ✣ کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری ✣ ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس ✣ کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری ✣ اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ مردان عالم جھومنے لگے مگر گوہر تاجدار نے طرف پہلوانون کے دیکھا افسران فوج مین سے بلند پرواز گینڈا اٹھکر آکر نکلا سامنے گوہر تاجدار کے آیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان گوہر تاجدار نے کہا کہ ای شہباز تم کیون تکلیف کرتے ہو مین میدان مین جاتا ہون اس طفل کی مشکین باندھ کر لاتا ہون بظاہر تو حقیر ہی باطن مین دیکھیے کیا فن دکھاتا ہی شہباز نے نہ مانا کہا ای آقائے نامدار ہمارے ہوتے آپ کو مناسب نہین ہی کہ آپ ایک طفل سے جنگ کرین مگر مین جاکر اس طفل کو ٹوکتا ہون گوہر تاجدار نے کہا کہ وہ اس قزاق کے بھروسے پر ہی وہ اُسی کو بھیجے گا قزاق سے سمجھ کر مقابلہ کرنا شہباز اجازت لیکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین اُس صاحبزادے کا مشتاق ہون جو ہمارے شاہ کا داماد بنے آیا ہی داماد اُن کا قنطور آہن کلاہ ہی کہ جسکی تلوار کی دھاک ہی ہمارے شاہ نے اُس کے ہاتھ سے شکست کھائی تب اُسکو بہ دامادی قبول کیا یہ جواب سنے پکار کر کہا شاہزادے نے مرکب طلب کیا ہر چند کہ مرکب بہت شائستہ ہی سب تعریفین کرتے ہین مگر شاہزادے کے دلکو پسند نہین ہی وہ مرکب سامنے آیا شاہزادے نے کہا ای کوہان سب کچھ ہی مگر مرکب اچھا نہین ہی مرکب ہمارے واسطے تلاش کرو ایسا کون ہی کہ جس سے شیر پر چڑھکر مقابلہ کرین مگر جسدن قبلہ و کعبہ سے

مقابلہ ہوگا شیر پر سوار ہو کر مقابلہ کرونگا سُنتا ہون کہ وہ اشقر دیو زاد پر سوار ہوتے ہین مان اُسکی لانیسہ پری باپ اُسکا دیو ارنائیس ان دونون سے مل کر اشقر پیدا ہوا وہ تو شیر سے خوف نہ کریگا برابر مقابلہ کریگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے شہباز نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا کمان کاندھے سے اُتاری بے خطا پر تیر مارا کہ گوشۂ کمان سے طائر تیر بھی چلاتا ہوا نکلا مگر شاہزادے نے جو تیر دلدوز آتے ہوے دیکھا قرولی کمر سے نکالی طائر تیر کے پر قلم کیے شہباز نے دوسرا تیر مارا شاہزادے نے پھر قلم کیا اسی طرح سات تیر شہباز نے مارے شاہزادے نے ساتون تیر قلم کیے گھوڑا اُڑا کر قریب پہونچے شہباز نے کہا ماشاء اللہ فن سپاہ گری مین طاق ہو بلکہ شہرۂ آفاق ہو یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا جب شہباز بند باندھتا ہی اور شاہزادہ بند وبست کر کے اُس بند کو کھولتا ہی تو شہباز تعریفین کرتا ہی کہتا ہی کہ ای شہنشاہ اقلیم جلالت وای مہر سپہر جرأت یہ بند آپ نے ایسا کھولا کہ کبھی کسی پہلوان نے اس بند کا یہ بند وبست نہین کیا تھا ایک مقام پر شاہزادے نے گھوڑا اُڑایا اور نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہباز کے نکل گیا شہباز نے شاہزادے کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ آپ بے مثل و بے نظیر ہین فن سپہ گری کا آپ پر خاتمہ ہی مین آپ کی جرأت کا قائل ہوا یہ کہکر گینڈے سے کود اقدمون سے لپٹ گیا اور کہا مجکو کلمہ تعلیم فرمایئے شاہزادے نے کلمہ بتایا شہباز کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا کہا اب آپ لشکر مین جائیے اور جاکر آرام فرمائیے مین گوہر تاجدار سے سمجھ لونگا اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے ہرچند کہ شاہزادے نے کہا مگر شہباز نے نہ مانا اور شاہزادے کو پلٹایا شاہزادہ لشکر مین آیا شہباز نے پکار کر آواز دی کہ ای گوہر تاجدار بہتر اسی مین ہی کہ یہ دامادی ہمارے آقا کو قبول کرو ورنہ کسی کو میرے مقابلے مین بھیجو گوہر تاجدار نے کہا کہ دیکھو صاحبو شہباز نے کیا نمک حرامی کی قربوس نامے پہلوان کو اشارہ کیا کہ جاکر شہباز کا سر لا قربوس بلبلاتا ہوا میدان مین آیا کہا کیون ای شہباز یہ کیا حرکت کی شہباز نے کہا کہ ای قربوس تو مقدمات جرأت سے آگاہ نہین ہی اگر پروردگار نے اس شاہزادے کو چشم بد بین سے بچایا اور یہ جوان ہوا تو اسکو کون جواب دے سکیگا قربوس نے نیزہ مارا شہباز نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا قربوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سر پر گری آخر کو زمین مین آ کے تلوار نے بوسہ دیا کئی پہلوان مقابلۂ شہباز مین آئے اور ہاتھ سے شہباز کے مارے گئے اب پرا بند ہوا ہرچند شہباز للکارتا ہی کوئی مقابلے مین نہین آتا گوہر تاجدار پریشان ہو رہا ہی آخر شہباز نے پکار کے آواز دی کہ ای گوہر تاجدار مین وہین آتا ہون ملکہ کو جاکر محل سے نکال لاؤنگا میرا آقا اُسکے واسطے پریشان ہی اور فرماتا ہی

نظم

لب لعلین نے بدخشان و یمن دکھلایا	مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا
راز سے حُسن کے عشاق نہ آگاہ ہوے	نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا
اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے	عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے
تیری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
تادم مرگ نہ بیمار رہا پھر وہ مریض
کوچۂ یار بھی مجکو وہی دکھلائیگا
نوجوان مہر لقا یار کے بوسے لیتے
تا سحر مین نے شب وصل مین عریان رکھا
دل کو اُن آنکھوںکا دیوانہ سمجھ صحرا نے
وہ ہی چاہیگا تو اس سے یہ چھٹیگی آتش

جامہ زیبون کو رُخ دُزدِ کفن دکھلایا
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا
اک نظر تو نے جسے سیبِ ذقن دکھلایا
جسنے بلبل کو تماشاے چمن دکھلایا
ایسا اک ماہ نہ ای چرخ کہن دکھلایا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا
حلم اسد نے ہر روح کو تن دکھلایا

ای گوہر تاجدار میرا آقا بیقرار ہو اور مین دیکھون اور ای گوہر تاجدار رای تیری غلطی پر ہی یہ دختر تیری اسی شیر کے لائق ہی قنطور آہن کلاہ غول صحرائی اور بیٹی تیری آفتاب جمال حور تمثال گوہر تاجدار کہہ رہا ہی افسوس مین نے جس دن ان لوگون کی آمد سُنی اُسی دن قنطور کو نامہ لکھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اب تک نہین آیا اگر وہ ہوتا تو اسکی جرأت اور چرب زبانی کا جرا بدیتا مین تو جانتا ہون کہ اگر وہ آجائے تو ابھی لڑائی فتح ہوتی ہی ان صاحبزادے کو بھاگتے راستہ نملے گوہر تاجدار یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی گوہر تاجدار نے ہرکارے دوڑائے کہ دیکھو یہ کون آتا ہی تھوڑی دیر مین دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ قنطور آہن کلاہ گینڈے پر سوار ستر اسّی ہزار فوج پشت پر بڑے قہر و غضب سے آکے پہونچا گوہر تاجدار نے جو قنطور کو دیکھا براے استقبال بڑھا شہباز کو آواز دی کہ ای شہباز تمھارا ہمسر کوب آپہونچا اب معشوقہ کا نام نہ لینا مین خطا معاف کردونگا چلا آ ورنہ بہت پچتائیگا اور میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قنطور نے جو گوہر تاجدار کو پراگندہ دیکھا اور اہل فوج بھی گھبرائے ہوے ہین پوچھا کہ کیون ای شہنشاہ عالیجاہ خیر تو ہی کس سے مقابلہ ہو رہا ہی مین نے راستے مین خبر پائی گینڈے کو دوڑا کر چلا یہ دس کوس کا راستہ چند منٹ مین طی کیا ہی مگر شکر ہی کہ وقت پر آگیا مین نے سُنا ہی کہ کوئی شخص آیا ہی اور نام ملکۂ عالم کا لیتا ہی زبان کاٹ ڈالونگا اور یہ میدان مین کون ہی گوہر تاجدار نے سب حال بیان کیا قنطور گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا کہا کیون ای شہباز تو نے اپنے شاہ سے بڑی نمکحرامی کی چل مین قدمون پر گرا دون شہباز نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے اُس مین قصور نہ کر مین نے جو کہا ہی وہ ہی کرونگا معشوقہ سے آقا کو ملا دونگا یہ سُنکر قنطور نے نیزہ مارا شہباز نے نیزے کو نیزے پر رد کا مگر قنطور بڑا زبردست پہلوان ہی نیزہ شہباز کا نکالا شہباز نے ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے روک کر ہاتھ مار دیا شہباز زخمی ہوا زخمی کرکے پھر وار نہ کیا ہاتھ روک لیا اور پکار کر آواز دی کہ وہ صاحبزادے افسر اس لشکر کے کہان ہین اس حیدزبوں کو سامنے سے لے جاوین اور اگر مناسب ہو تو میرے سامنے آوین مین اُن کو بھی سمجھا دون شاہزادۂ شیران نے جو یہ آواز سُنی چند کس کو اشارہ کیا کہ شہباز کو لے آؤ چند کس نے آکر شہباز کو پھیر شاہزادہ نے افسرون کو حکم دیا کہ انکی زخم دوزی کرنا اور ہم مقابلے مین اس سفر [illegible] جاتے ہین

اگر قضا لیے جاتی ہی تو آپ سب صاحبون کو خدا کے سپرد کیا حقیقت مین بڑا پہلوان زبردست ہی
اور فنون سپاہ گری بھی خوب جانتا ہی مگر انشاء اللہ مزہ جرأت کا اُسکو اُٹھیگا یہ کہکر غصے مین شیر کو
ایڑ کر کے میدان مین آئے جلدی مین مرکب نہ طلب کیا شیر دھڑدکہ مار کر جو سامنے قنطور کے آیا گینڈا
قنطور کا بدلگامی کرنے لگا شاہزادے نے اہل لشکر کو پکار کر آواز دی کہ یار و مرکب لاؤ قنطور حیران
ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی شاطر نے مرکب پہونچایا اُس مرکب پر سوار ہوے شیر کو پھیر دیا مرکب اُڑا کر سامنے
قنطور کے آئے کہا ای قنطور ہم تمھاری جرأت کے قائل ہوے تم نے فنون سپہ گری خوب حاصل کیے
قنطور جمال بیمثال دیکھ کر خوب ہنسا کہا آپ کو جرأت کا بڑا خیال ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جائیے مجھے
آپ کے سن و سال پر رحم آتا ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ ای قنطور مہربانی تمھاری مگر کوئی فن
اُٹھا نہ رکھو جرأت دکھاؤ وار کرو قنطور نے کہا کہ پہلے تم وار کرلو میرا وار غضب لات و منات ہی
فنون سپاہ گری ایک بات ہی سنان نیزہ پر اُٹھا لونگا پھر مہلت نہ دونگا شیران نے جواب دیا کہ ای
قنطور ہم مجبور ہین ہمارے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہی قنطور عش عش کر کے بولا درحقیقت جرأت
آپ ہی کا کام ہی یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ بازی ہونے لگی
ہر جوڑ بند پر قنطور خود تعریفین کر رہا ہی شاہزادے نے بعد چند طعنون کے پکار کر کہا کہ ای قنطور اب
ہوشیار ہو جاؤ نیزہ تمھارا نکلتا ہی قنطور قہقہہ مار کر ہنسا کہا صاحبزادے اپنے نیزے کی فکر کرو میرے
ہاتھ کی سُستی کیا دیکھوگے شاہزادے نے گھوڑا بڑھا کر نیزہ قنطور کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ
ہاتھ سے قنطور کے نکل گیا قنطور تعریفین کرنے لگا کہ ای شہریار حقیقت مین آپ نے اس کن سے
نیزہ نکالا کہ کبھی مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا تھا مگر اب تلوار کا سامنا ہی یہ برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ
کرتی ہی آپ کو معلوم ہوگا جب تلوار چلی تو زندگی دشوار ہی یہ کہکر تلوار کھینچی کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا
شاہزادے نے سپر کو اُٹھایا گوشۂ سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سر شاہزادے کا زخمی ہوا زخم کھا کے
شاہزادے نے مرکب مہمیز کیا اور کہا کہ ای قنطور جتنا جتنا زخم ہمارے سر پر آیا ہی اُتنا ہی زخم
تم بھی لو اس کن سے ہاتھ مارا کہ اُسی قدر سر قنطور کا بھی زخمی ہوا شاہزادے نے قنطور کو زخمی کر کے
ہاتھ روک لیا فرمایا کہ ای قنطور اب تم جا کر اپنا علاج کرو جب صحت پانا تو ہم سے مقابلہ کرنا یہ سُن کر
قنطور ہنس پڑا کہا ای جری دبہادر کیا مین مجبور و ناچار ہون کبھی میدان سے بے فیصلہ کیے نہین پلٹا
لہذا اسی زخمداری مین مقابلہ ہو یہ کہکر قنطور نے ہاتھ مارا شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا خالی دیا
خالی دے کر جو ہاتھ مارا زخم سر قنطور چہار پارہ ہوگیا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا انتہا کا زخمی
ہوا بڑے حریف سخت سے مقابلہ ہی چہار طرف سے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے شاہزادے نے اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ شیران شیر سوارم لقب شیر شیران دشتِ نبرد + کہ دشمن شود در صف گرد برد + بمیدان
جنگ آوران خوش لقب + منم نور عین امیر عرب + نعرہ کر کے شاہزادہ جا پڑا اگر قنطور انتہا کا زخمی
ہی اسکی فوج پسپا ہونے لگی شاہزادہ مثل رستم و اسفندیار جنگ کر رہا ہی ہر چند کہ سر سے خون جاری
ہی مگر مصروف جنگ ہی جو حریف سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا اکثی سر افسر نامی ہاتھ سے شاہزادے
کے مارے گئے لیکن اسقدر خون سر سے بہا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ دونون

گردن مین مرکب کی ڈالدئیے کہاکہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا پٹکنین
دولتیان مارتا ہوا لے نکلا ایک صحرا مین آکر گھوڑا پہونچا شاہزادہ جو پشت مرکب سے گرا کان کے پہونچنے
سے آنکھ کھل گئی شاہزادہ ایک نخل کے نیچے جاکر بیٹھا زخمون مین ٹانکے لگائے مرکب کو چرا مین چھوڑ دیا
کہ ایک طرف سے اُسی صحرا مین رونے کی آواز آئی دیکھا کہ کئی سو بندگان خدا اسباب خانہ داری
لیے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین شاہزادے نے اُٹھ کر اُن سب سے ملاقات کی کہا کیون بھائیو
باعث گریہ وزاری کیا ہی ایک مرد بزرگ آگے بڑھ کر آیا کہا ای صاحبزادے تم کیون پوچھتے ہو
شاہزادے نے کہا ہم اس واسطے پوچھتے ہین کہ جو مصیبت تم پر ہو اُسکو دفع کرین اور تمھارے شریک
حال ہون اُس بڈھے نے کہا کہ ای نوجوان ہماری مشکل ایسی ہی کہ جو آسان نہین ہو سکتی شاہزادے
نے جواب دیا کہ برادر وہ کون ایسی مشکل ہی کہ جو آسان نہین ہو سکتی اُس مرد بزرگ نے عرض کیا
کہ ای نوجوان ہم لوگون کا مرض بالکل لاعلاج ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ تم ایسے بزرگ و جہاندیدہ
وکار آزمودہ ہو کر ایسا کلمہ کہتے ہو اُسکی قدرت کاملہ سے کیا بعید ہی ہر مرض را علاج ممکن است
اپنا حال زار مجھسے بیان کرو شاید خداوند کریم نے اُسکا عقدہ کشا مجکو مقرر کیا ہو اور جو آفت تم لوگون
کے سر پر ہی اُسے بفضل ایزدی و بتائید ربانی دور کردون جب اس درجہ شاہزادے نے دلدہی
اُس مرد بزرگ کی کی تب اُسنے کہا کہ ای نوجوان عقب مین بادشاہ ہمارا آتا ہی جسکا کہ صیاد صحرائی
لقب ہی اس صحرا کا مالک ہی اسی صحرا مین ایک دریا ہی چندے سے ایک مرکب کوہ سرین و کوہ کفل دریا
سے نکلتا ہی زراعت پامال کر ڈالتا ہی اور جو سامنے پہونچا اُسکو ٹاپ مار کر پامال کیا ہزارہا بندگان
خدا اُسنے ہلاک کیے بادشاہ نے ہمارے کیا کیا کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہین چلا آخر اُن کا ایک
فرزند کہ جسکا سلطان جنگ آزما نام تھا کئی ہزار جوان ساتھ لیکر کمینگاہ مین بیٹھا جب وہ مرکب
نکلا تو اُس بہادر نے اُس مرکب کو گھیرا ہر چند کہ مرکب پر زنجیرین اور رسنین پڑ رہی تھین مگر جب
جست کرکے نکلا رسنین زنجیرین ٹوٹ گئین اور طرارہ بھرتا ہوا چلا کسی کو لات ماردی کسی کو پکڑ کے
چبا گیا جب شاہزادے نے یہ زبردستی مرکب کی دیکھی چونکہ جری و بہادر تھا جھپٹ کر یال تھام لی
مرکب نے پشتک ماری شاہزادہ گرا دونون پائون سینے پر رکھدیے استخوان اُسکے ٹوٹ گئے بادشاہ
بدحواس ہو کر دوڑ پڑا لوگون نے جو غلغلہ کیا تو وہ مرکب دریا مین پھاند گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اِدھر
تو بیٹا بادشاہ کا نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہا ہی اور اُدھر مرکب نے قریات مین جاکر گنوارون
کو مارنا شروع کیا آج یہ صلاح ہوئی کہ اس صحرا و دریا کو چھوڑ دو سب رعایا کو ساتھ لیا ہی اب
جاکر کہین بسین گے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ صیاد صحرائی بادشاہ اِن سب کا ہوادار پر سوار بیٹا اِسکا
پلنگ پر پڑا ہوا نمایان ہوا مگر جب بیٹا اسکا آنکھین کھولتا ہی تو چیخ مارتا ہی مُنھ سے لختہ ہاے خون
نکلتے ہین اُس مرد پیر نے بڑھ کر بادشاہ سے کہا کہ ای شہریار دیکھیے ایک جوان اس صحرا مین وارد
ہوا ہی اُسکو ہمارے حال پر رحم آیا حال ہمارا پوچھ رہا ہی اُس سے آپ بھی ملاقات کریجیے یہ سُنکر
صیاد صحرائی روتا ہوا ہوادار سے اُترا قریب شاہزادے کے آیا جمال بے مثال دیکھ کر گرد
پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای شہریار آپ ہم آفت زدون کا حال نہ پوچھیے بیٹا اس حال مین اور مین اس

ملال مین کہ وطن و حکومت چھوٹی اب نہین معلوم کہان جاکر بسین گے یقین ہی کہ قزاق آکرستا ئین گے جان بچنا دشوار ہوگی شاہزادے نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ آپ اسقدر ملول نہ ہون پلٹ چلیے آپ کو آپ کے مقام پر بساؤن اور مرکب کی توجکو خواہش ہی پتہ بتائیے کہ مین وہان جاؤن اگر صاحب اقبال ہون تو دستیاب ہوگا یا وہ مرکب میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یا اُسے گرفتار کرلونگا بادشانے کہا کہ ای فرزند ہرچند کہ مجھسے ملک و مال چھوٹا نہین معلوم کہان چلکے رہون کیون کر اوقات بسر کرون مگر مال اسقدر لیکر نکلا ہون کہ اگر قزاقون کے ہاتھ سے بچ جاؤنگا تو عمر بھر عیش سے بسر کرونگا فرزند تو میرا کوئی دم کا مہمان ہی مگر آپ کو اپنا فرزند کرتا ہون بلطف اپنے پاس رکھونگا آرام پہونچاؤنگا دیکھیے اب امن کا کونسا مقام ملے مجکو سب طرح مشکل ہی ہان اُسکی جدائی لگ رہی ہی کہ اُسکے رونے پر دل سنگ آب ہوتا ہی دیکھیے دفن و کفن کیونکر ممکن ہو شاہزادے نے کہا کہ پلنگ تو سامنے رکھدو مین دعا کرون صیاد نے پوچھا کہ کس خدا سے دعا کروگے شاہزادے نے کہا کہ جسنے سب کو پیدا کیا رحیم و کریم اُس سے عرض کرونگا شاید دریائے رحمت جوش مارے اور صحت اس جوان کو ہوجائے بادشاہ نے پلنگ بیٹے کا اُسی مقام پر رکھا شاہزادے نے خون وغیرہ پاک کرکے جھیل سے اپنے تئین طاہر کیا اُسی مقام پر سجادہ بچھوایا اول دو رکعت نماز حاجت پڑھی پھر ہاتھ اُٹھا دیے آنکھون سے آنسو جاری ہوے پکارے کہ ای بےنیاز و ای کارساز فرزند بادشاہ کو صحت عطا کر استخوان جو ٹوٹ گئے ہین اُن کا پیوند کرنا تیرے نزدیک کیا مشکل ہی میرے بزرگون کے تونے بڑے بڑے ناز اُٹھائے ہین قبلہ و کعبہ جناب حمزہ صاحبقران ہمیشہ سرسبز و شادان رہے جو آرزو ہوئی وہ تونے پوری کی یہ حقیر عرض کرتا ہی کہ میری عرض کو رد نہ کر دامن مدعا گل مراد سے بھر نظم

		خالق یکتا کہ بیک کاف و نون
از عدم آوردہ دو عالم برون	نقش طرازندۂ کون و مکان	سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طرازی صور کار او	چہرہ کشای صور کائنات
راہ نمای ہمہ سوی نجات	دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بہ گستردہ بساط زمین

ای معبود بےنیاز و ای رب کارساز باب اجابت کھولدے دعا کو میری قبول کر اس جوان کو صحت کامل عطا فرما والدین اسکے اسکی نشو و نما دیکھین اور خرم و شاد رہین ماں باپ اسکے آباد رہین مقام افسوس ہی جوان کے مرنے کا حقیقت مین افسوس ہوتا ہی دل اسکی غربت پر روتا ہی مین چاہتا ہون کہ یہ سب بندگان خدا راہ راست پر آجائین اور تجکو بخدائی پہچانین یقین کامل ہی کہ تو دعا کو میری رد نہ فرمائے اور باب اجابت کھل جائے یہ دعا کرکے شاہزادے نے اُس شاہزادے پر چادر ڈالدیا وہ جوان سو گیا بعد تھوڑے عرصے کے بسم اللہ کہکر اُٹھ بیٹھا ہڈیان سب جڑ گئین آثار صحت چہرے سے ہویدا و ظاہر تھے پہلے اُٹھ کر شاہزادے سے لپٹا کہا آپ کی ذات سے حیات دوبارہ پائی جب آپ دعا کر رہے تھے تو مین سو گیا ایک بزرگ نے آکر مجھپر ہاتھ پھیرا تمام اعضا درست ہوگئے اب سب کچھ کاروبار دنیوی ممکن ہی گھوڑا منگوائیے اُسپر سوار ہون اور آپ تو میرے محسن و جان بخش ہین مگر چلکر اُس گھوڑے پر حملہ کرونگا شاہزادے نے کہا کہ ای برادر اُس مرکب سے ہم سمجھ لینگے پروردگار نے یہ مرکب ہماری سواری کے لیے بھیجا ہی انشاء اللہ اسی پر سوار ہوکے

راہ خدا مین جہاد کرینگے پھر دوڑ کر وہ جوان باپ سے ملا باپ حیران ہو گیا کہتا تھا مُردے بھی زندہ ہوتے ہین بے شک یہی مذہب حق ہی جسقدر لوگ ساتھ تھے سب دائرۂ اسلام مین آئے کلمہ پڑھ پڑھ کے مسلمان ہوے سب کو مسلمان کرکے شاہزادے نے اُسی صحرا مین اُتارا بارگاہ شاہی استادہ ہوئی سب لوگ اُسی مقام پر اُتر پڑے گویا شہر آباد ہو گیا سب جمال شاہزادے پر نثار ہین اور بیٹا بادشاہ کا دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہی کہتا ہی کہ آپ مؤید من اللہ ہین مین تو آپ کے نام پر نثار ہون اب آپ کو مقابلۂ مرکب مین نہ جانے دونگا مین خود جاکر اپنا امتحان کرونگا شاہزادے نے کہا کہ ای نوجوان اب یہ کام میرے سپرد کرو انشاء اللہ تعالے مرکب پر سوار ہو کر آؤنگا سلمان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا صیاد صحرائی کہتا ہی کہ مین غلام زرخرید آپ کا ہون میرا فرزند آپ کی ذات سے بچا ورنہ خاتمہ تھا آپ ہی کی وجہ سے مین نے فرزند کو پایا دولت کو نہین ہاتھ لگی حقیقت مین آپ کا مذہب مثل آفتاب کے روشن ہی آپ کے بزرگون مین یہ طاقت ہی کہ ایسے بیمار کے قلب پر ہاتھ پھیر دیا ہڈیان جڑ گئین فرزند نے میرے صحت پائی اب جو خیال کرکے دیکھتا ہون تو اُسمین قوت و طاقت سابق سے زیادہ ہی دیکھیے سب کاروبار کرتا پھرتا ہی آپ کے واسطے بارگاہ استادہ کرائی ہی طائفے چیدہ بلوائے ہین تیاری جشن ہو رہی ہی آپ کو رفیق معقول ملا شاہزادے نے فرمایا ہماری رفاقت مین تکلیفین ہین سفر کا ہونا جا بجا مقابلہ و مجادلہ اول تو معرکۂ عظیم باقی ہی جسدن قبلہ و کعبہ سے مقابلہ کرون اور بانہاے صاحبقرانی پاؤن اُس دن عید ہو اور مین جانون کہ بہادر ہون اور کوچۂ جرأت مین قدم رکھا صیاد صحرائی کہتا ہی کہ آپ جو ارادہ کرین گے وہ ہی ہوگا اور جو خواہش آپ کی ہی وہ پروردگار قبول کرے ہم سب آپ کے دعاگو ہین یہ ذکر تھا کہ سلمان آیا عرض کی کہ بارگاہ تیار ہی تشریف لے چلیے بارگاہ مین شاہزادہ آکر بیٹھا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز سامنے آکر حاضر ہوے نازنینان مہجبین یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگین نظم

فرش ہی ای یار خاک دوست دشمن زیر پا ۔ ہم گریبان پھاڑ ینگے آیا جو دامن زیر پا
منکر روز قیامت ہین بہت بے اعتقاد ۔ لا کبھی ای سرو قامت میرا مدفن زیر پا
رنگ گل سے خون ہمارے آبلونکا شوخ ہی ۔ نقش پا سے پھولتا جاتا ہی گلشن زیر پا
خار کا کھٹکا نہین رکھتے ہین ہم آتش قدم ۔ موم ہو جائے اگر آجائے آہن زیر پا
اُنگلیان کانون مین دبتا ہی دم رفتار یار ۔ ہر قدم پر آتی ہی آواز شیون زیر پا
بُت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر ۔ سنگ رہ کو بھی نہ لاتے ای برہمن زیر پا
رہگذر مین دفن کرنا ای عزیزان تم مجھے ۔ شاید آجائے کسی کے میرا مدفن زیر پا
پابرہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لیے ۔ گوشزد ہووے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا
اسقدر تو ناگوارا ہی گرانی خلق کو ۔ کفش سے رکھتے ہین مردم نعل آہن زیر پا
سرفرو یانتک تو آتش خاکساری نے کیا ۔ صورت نقش قدم ہی اپنا مدفن زیر پا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو شاہزادہ مسلح ہو کر اُٹھا فرمایا ای سلمان وہ مقام ہمکو بتاؤ

کہ ہم جاکر مرکب کی فکر کرین اُس وقت دربار مین ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ای شہریار وہ مرکب خونی ہی اُس مرکب نے صدہا بندگان خدا ہلاک کیے لہذا جو کچھ کیجیے وہ سمجھ کے کیجیے بے سمجھے جانا بہتر نہین ہی شاہزادے نے فرمایا کہ یارو اسمین کلام نہ کرو مین جو کچھ کہ چکا وہ ہی کرونگا اگر آپ لوگ پتہ نہ بتائین گے تو مین خود پوچھتا ہوا چلا جاؤنگا ابھی مین مرکب کو گرفتار کرکے لاؤنگا یا مجکو قضا لیے جاتی ہی مگر تامل نہ کرونگا سب ناچار ہوے شاہزادہ باپ بیٹے کو لیکر چلا سب ساتھ ہین اُس صحرا مین آکر پہونچے دیکھا سب نے کہ درخت گرے پڑے ہین زراعت پامال لاشے لوگون کے جابجا پڑے ہوے ہین دریا مین غرش ہو رہی ہی شاہزادہ ایک نخل پر چھپ کر بیٹھا کہ مرکب دریا سے نمایان ہوا شاہزادے نے دیکھا وہ مرکب کوہ سرین وکوہ کفل طاؤس دم ہلال سم گل جسم سپر پڑے ہوے معلوم یہ ہوتا ہی کہ نقاش ازل نے نقشہ کھینچا ہی چرتا ہوا جنگل مین چلا اگر پتہ کھڑکتا ہی تو کان کھڑے کرتا ہی جب اُس نخل کے نیچے گھوڑا پہونچا تو شاہزادہ شاخ نخل سے کود کر اُسکی پشت پر سوار ہوا گھوڑے نے طرارہ بھرا چاہا کہ دریا مین پھاند پڑون شاہزادے نے یال کے بال تھام کر گردن پر گھونسے مارنا شروع کیے اس قدر گھونسے مارے کہ گردن مرکب کی سوجھ گئی اسقدر گھوڑا مار کھا رہا ہی مگر جنگل مین طرارے بھرتا پھرتا ہی ایک نخل کے نیچے سے ہوکر جو مرکب نکلا شاہزادے نے شاخ نخل تھامی مرکب رُکا شاہزادہ کود امرکب کے پانوٗن مین زنجیرین ڈالدین دو چار پٹھے گھانس کے توڑ کر گھوڑے کو کھلائے گھوڑے کا یہ حال ہی کہ شاہزادے کو دیکھ کر کانپتا ہی شاہزادے نے قریب آکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے گھوڑے نے سینے پر منھ رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا شاہزادے نے زین ولجام منگوایا گھوڑے کو تیار کیا سوار ہوکر اُڑاتے ہوے چلے سلمان جنگ آزما ایک طرف پہلو مین تخت پر صیاد صحرائی تین کوس پر آکر اُترے تمام لشکر صحرا مین فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ شیران ہاتھ تھامے ہوے سلمان کا صحرا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن وقوی من چالیس ہزار فوج پشت پر اس کروفر سے نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان تو نے بڑا غضب کیا اس مرکب کے گرفتار کرنے کا میرا ارادہ تھا کہ جب قصد کرونگا گرفتار کرلونگا بلکہ تامل کا یہ باعث تھا کہ چابک سوارون نے بیان کیا تھا کہ نشو ونما اس مرکب کی پانی مین ہوسکتی ہی جب تک وہان رہیگا جوڑ بند اور تیار رہینگے تمنے جاکر اُسے گرفتار کرلیا اب بہتر یہ ہی کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو مرکب کو حوالے کردو ورنہ بہت پچتاؤگے شاہزادے نے ایک سوار کو اشارہ کیا سوار نے گھوڑا ابڑھا کر کہا کہ ای مقیم صحرا النورد یہ فرزند صاحبقران ہین ایسے نہین ہین کہ تمھاری ان گیدڑ بھپکیون سے ڈر جاوین جو تمسے ہوسکے وہ کرو مقیم یہ سُن کر اُسی مقام پر اُتر پڑا شام کو طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے شاہزادے کو یہ خبر دی شاہزادے نے سلمان کو حکم دیا کہ تم بھی طبل جنگی بجوا دو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقیم گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا للکار کر آواز دی وہ شخص کہان ہی کہ جسنے ابرش گل اندام دریائی کو گرفتار کیا ہی شاہزادہ اُسی مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ مقیم مین آیا مقیم نے جو اُس مرکب کو دیکھا کہ حقیقت مین مرکب بے نظیر ہی سوار بے مثل اشارون سے طرارہ بھرتا ہی زمین پر قدم نہین رکھتا چاہتا ہی کہ سبزۂ فلک کو پامال کرون دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان مین جانتا تھا

کہ تو مرکب کو مخفی کریگا نہ کہ اُسی پر سوار ہو کے آیا مین تجکو قتل کرونگا یہ نہ ثابت ہوگا کہ مرکب گیا میری ضرب
غضب لات و منات ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ مرکب کیون مخفی کرتے کوئی خوف نہین جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر مقیم خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای نوجوان ابھی کسی پہلوان سے مقابلہ نہین پڑا چند ایسے
ویسون کو زیر کیا سلمان جنگ آزما و صبا د صحرائی ہمیشہ میرے ہاتھ سے شکست کھاتے رہے
اگر اُن کو زیر کر کے قبضے مین کیا تو کیا یہ تو میرے ہاتھ کے شکست خوردہ ہین اِن پر کچھ ناز نہ کرنا
دیکھو مین سمجھاتا ہون مجکو تمھارے سن و سال پر رحم آتا ہی اب ماہ حُسن شاہزادے کا کمال پر ہی بارھوان
برس شروع ہی غزال چشم شیر خشم بڑی جمی ہوئی آنکھین حریف سے ملائے ہوے رستم وار کھڑا ہی چاہتا
ہی کہ حربہ کرے تو مین توڑ کرون مقیم نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین
نیزہ چلنے لگا مقیم کہتا ہی کہ ای شہریار آپ کو فنون سپاہ گری مین بڑا دخل ہی شیران فرماتے ہین
کہ ای مقیم جو بن پڑتا ہی وہ کرتے ہین حقیقت مین تم بہت چست و چالاک ہو دعوی تمھارا بیجا نہین ہے
دو گھڑی کامل آپسمین نیزہ چلا ایک مقام پر شیران نے نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ تو ہاتھ سے نہین نکلا
مگر ڈانڈ ٹوٹ گئی مقیم نے ڈانڈ کو پھینک کر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای نوجوان اب وقت
جانبازی ہی خوب ہوشیار رہنا شیران نے کہا ہم ہوشیار ہین تم دل کھول کر وار کرو مقیم نے ہاتھ
تلوار کا مارا شیران نے زیر بغل آکر روکا چاہا کہ وار کرون مقیم بھی کہ رہا ہی کہ آپ کے وار کا مین
مشتاق ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دریاے اسلحہ مین غوطہ زن چند سوار پشت پر
گھبرایا ہوا آیا ان دونون جوانون کو للکارا کہ کیون آپس مین رد و قدح کر رہے ہو کس بات پر
جنگ ہی مقیم نے جواب دیا کہ ایک مرکب دریائی فلان صحرا مین تھا نصف دریا سرحد مین صیاد
کی ہی اور نصف سرحد کا مین مالک ہون یہ مرکب شاہزادہ گرفتار کر لایا حقیقت مین بڑا جری و
بہادر ہی دریاے جرأت کا بے بہا در ہی مین اِس مرکب کا خواہان ہون اُس پہلوان نے کہا کہ یہ مرکب
میرا مال ہی تم دونون اپنے اپنے گھر جاؤ مرکب کو چھوڑ دو مین چندے سوار ہونگا بعد اُسکے اگر راے
مین آئیگا تو ای مقیم تمھارے پاس بھیجدونگا اور جو مجکو مرکب پسند آیا تو پھر نہ دونگا یہ سُن کر مقیم نے
جواب دیا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی قضا تجکو کھینچکر لائی ہی یہ مرکب یا اس شہریار کے قبضے مین رہیگا یا مین
لونگا تم کون ہو خبردار اب اس مرکب کا نام نہ لینا ورنہ زبان کاٹ لونگا ای کاؤس بلند کلاہ بس
زیادہ غرور نہ کرو مین نے تم ایسے بہت سے دیکھے ہین مین چاہے کسی مقام پر کمی کرون یہ ممکن نہین ہی اس
نوجوان سے مجھے ایک محبت ہوئی ہی اسکو زیر کر کے لیجاؤنگا اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا وہ مرکب
اسی کے لائق ہی میرے تمھارے قابل نہین ہی کاؤس نے تلوار کھینچی کہا ای مقیم امتحان تو ہو جائے
یہ جوان چُپ کھڑا ہی کچھ جواب نہین دیتا تمھارے بعد اس سے سمجھ لونگا مقیم نے کہا کہ ای شہریار ہٹ جایئے
مین اسکا زور دیکھ لون کاؤس نے تلوار کا ہاتھ مارا مقیم نے تلوار کو تلوار پر رد کا آپسمین تلوار چلنے لگی
کاؤس بھی بلاے روزگار ہی خوب سمجھ سمجھ کر لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا مگر مقیم بھی کہین پر
دھوکا نہین کھاتا کاؤس ہر مقام پر یہی چاہتا ہی کہ ذرا بھی پلک جھپکے تو مار لون شاہزادہ کھڑا ہوا
دیکھ رہا ہی دونون کی تعریفین کر رہا ہی فرماتا ہی ای پہلوانو کیون آپس مین رد و قدح کرتے ہو مین

ہرگز مرکب نہ دونگا کاؤس کہتا ہی اس سے سمجھ لون تو پھر آپ کی طرف متوجہ ہونگا غرض دیر تک آپسمین
ردو قدح رہی کاؤس نہایت چالاک ہی اسنے پکار کر کہا کہ ای مقیم اس جوان کو منع کرو ہر مرتبہ چاہتا
ہی کہ پیچھے سے مجکو ہاتھ ماردے اس کو منع کرو ورنہ پہلے یہی لڑلین مقیم پلٹا کہا ای شہریار آپ دخل ندین
دیکھیے مین اسکو مارے لیتا ہون شاہزادے نے کہا ہوشیار رہو یہ تمکو دھوکا دیتا ہی جب مقیم پلٹا
کاؤس نے تلوار اُٹھائی کہ کمرگاہ پر ماردون جیسے ہی تلوار چمکی مقیم نے اپنے کو بچایا کاؤس اسے
کہا کہ او مکار یہ کیا حرکت تھی مردان عالم کو دھوکا دیتا ہی تو دیکھ گینڈا تیرا اگر اچاہتا ہی بدلگامی
کر رہا ہی کاؤس متوجہ ہوا کہ گینڈے کو سنبھالون مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا کمرگاہ پہ پڑا کاؤس کے
دو ٹکڑے ہوے شاہزادے نے گلے سے لگا لیا کہا ای مقیم کیا کہنا آو اب ہمارے تمھارے ردو قدح
ہو مقیم نے کہا کہ ای شہریار مجھے اپنا عاشق تصور کیجیے یہ کہکر گینڈے سے کودا قدمون سے لپٹ گیا
شاہزادے نے کلمہ بتایا مقیم کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی
مگر فرمایا کہ ای مقیم افسوس یہ ہی کہ ہمارے تمھارے اختتام جنگ نہ ہوا دلون مین حوصلہ رہگیا
مقیم نے کہا کہ ای شہریار آپ مجھپر غالب ہین مین رفیقان شاہی مین ہوا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر دل
مین خیال ہی کہ کسی طور سے اسکو زیر کرون مقیم کے دل سے یہ بات نکل جائے کہ شاید مین غالب ہوتا
رفیق وہ ہی ہی کہ جو زیر ہوا اور اپنے آقا کو آقا تصور کرے ہر وقت خوف ہو کہ ایسا نہو آقا بگڑین
تو مشکل پڑے مگر لشکر تیار ہوا اب مقیم ساتھ ہی منزل در منزل جاتے ہین کہ ایک دن شاہزادہ
واسطے شکار کے گیا مقیم افسر لشکر ہی لشکر کو سنبھالے ہوے جاتا ہی کہ سامنے سے بونڈلہ گرد کا اُڑا
دیکھا کہ ایک نقابدار سفید پوش گھوڑا اُڑائے آتا ہی آکر للکارا کہ کیون ای مقیم یہ لشکر کہان
لیکر جاتے ہو آقا تمھارے کہان گئے مین اُن کی فکر مین آیا ہون مقیم نے گینڈا بڑھایا پکار کر کہا
کہ او برقع پوش پہلے اُن کے غلام سے تو مقابلہ کرلے آقا میرا وہ شیر دلیر ہی کہ اگر رستم و اسفندیار
بھی سامنے آدین تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالین نقابدار نے کہا کہ بس باتین نہ بنا حملہ کر مقیم نے کہا کہ
مین جسکا غلام ہون وہ پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ
کرونگا نقابدار نے نیزہ اُٹھایا آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر مقیم دیکھتا ہی کہ نقابدار بہت چست و
چالاک ہی یقین ہی کہ مین نیزے مین غالب نہ آونگا نقابدار نے گھوڑا بڑھا کر ایک تھپیڑا مار دیا
کہ نیزہ ہاتھ سے مقیم کے نکل گیا مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بلا تکلف کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
مقیم لپٹ پڑا نقابدار نے گریبان تھام کر ایک ہکہ مارا کہ مقیم تھرا گیا دونون زمین پر آئے آپسمین
کُشتی ہونے لگی مگر نقابدار نے اُترتے ہی وہ پیچ باندھے کہ مقیم عاجز ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای مقیم
اس نقابدار پر مہ آقاے نامدار غالب آوینگے بڑا سپاہی کامل و اکمل ہی دیکھیے اس سے کیونکر جان
بچے جب پکڑ لاتا ہی ایسے دو تین گھسے لگاتا ہی کہ زندگی دشوار ہوتی ہی بلا سے چت ہو جاؤن کہ جان
تو بچے نقابدار نے چہرہ جو مقیم کا دیکھا اُسکو اور پراگندہ پایا ریل کر لے دوڑا سات آٹھ قدم ریل کر
لایا وہان پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے مقیم کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرون نقابدار
نے ہاتھ ستون کیے لنگر نہ جمنے دیا مگر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے مین

تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایان پیچھے اس طرح چرخ دیا کہ مقیم مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا ہاتھ کے دستانے کہین پاؤن کے موزے کہین گرے چرخ دے کر مارا مقیم نے چاہا پٹ گرون نقابدار نے جھپٹ کر ٹھوکر ماری کہ مقیم چارون شانے چت ہوا نقابدار چھاتی پر آیا کہا بس ای مقیم اپنے آقاے نامدار کو بُرا کہو اور ہماری اطاعت کرو مقیم مایوس ہو رہا تھا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای نقابدار لاکھ لاکھ جان میری نام پر آقاے نامدار کے نثار ہے مجکو جلد قتل کرین اپنے آقا کو بُرا نہ کہونگا جب تو نقابدار نے خوش ہو کر بند نقاب چہرے سے ہٹائے مقیم نے اپنے آقاے نامدار کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار یہ کیا بات تھی حضور نے غلام کو کیا راسخ الاعتقاد نہین سمجھا تھا ہزار جانین ہون تو آپ پر نثار کرون کبھی ایسا نہ ہوگا کہ بندگان عالی کو بُرا کہون شاہزادے نے مقیم کو گلے سے لگایا تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ آقاے نامدار نقابدار بنکر آئے مقیم کو زیر کیا سب تعریفین کر رہے ہین دوسرے دن روانہ ہوے مگر شاہزادہ وہ ہی نقابدار بنا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی ہرکارون کو شیران نے بھیجا کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر آتا ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شاہزادۂ فرخ شہسوار قلندر فرزند صاحبقران برائے شکار آئے تھے اب پلٹ کر جاتے ہین شاہزادۂ شیران نے لشکر بڑھایا اثناے راہ مین آپکے ردکا کہلا بھیجا ای شہریار مین آپکو نہ جانے دونگا حلقۂ اطاعت کان مین ڈالیے فرخ نے جو یہ سُنا تو اُس پیغامبر کو جھڑک دیا کہا نقابدار سفید پوش کچھ دیوانہ ہوا ہی اُس سے کہو کہ سر میدان آکر مجھسے مقابلہ کرے تب اُسکو حال جرأت کھلے نقابدار نے یہ مضمون سُنکر بڑا غصہ کیا اور کہا کہ یہ جوان کیا سمجھتا ہی دم بھر مین تنگ کر دونگا کیا اب مین ان کو جانے دونگا مگر یہ کہکر نقابدار نے طبل جنگی بجوایا فرخ کو یہ خبر پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا ہی مہتر نسیم عیار سے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ نقابدار کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی کہ آکے سد راہ ہوا ہی دیکھو تو کیا حال کرتا ہون یہان بھی طبل جنگی بج گیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کے اب وہ وقت آیا نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ✦ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ✦
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ✦ بہت گرمخو اور روشن نگاہ ✦
نشان آگے آگے خطِ صبح کا ✦ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ✦
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✦ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

صبح کا ہونا تھا کہ لشکر خیل خیل ذیل ذیل طرف میدان کے چلے اُدھر فرخ شہسوار قلندر بر پشت مرکب پر سوار ہوے میدان کارزار کی طرف چلے نگاہ پڑی کہ نقابدار سپید پوش آگے بڑھا ہوا لشکر پشت پر ایک طرف مقیم صحرا نورد اور تخت پر صیاد صحرائی اور ایک جانب سلمان جنگ آزما پشت پر لشکر نقابدار اونچی بنا ہوا مرکب ابرش گُل اندام دریائی پر سوار اس کر و فر سے نقابدار آکر پہونچا فرخ تعریفین کرنے لگے فرماتے تھے کہ خدا اس نقابدار سے بچائے حقیقت مین نہایت جری و بہادر معلوم ہوتا ہی صفین جمنے لگین جب صفین جم چکین نقیبان بلند آواز نکلے سرود جنگ آوازین لگانے لگے نظم

اس چمن کی ہوائے بہمن و دی ✦ عاقلان باغ یہ نہین دلکش ✦
آتشین زن چراغ عقل یہ ہی ✦ جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش ✦
خاک جب ہو گئے قد رعنا ✦

تب ہوا سرو خوشنما پیدا ÷
جب مٹے میکشان محفل ورد
تب نظر آئے گیسوِ سنبل ÷
گُل ہوا جب چراغ عارضِ یار
چشم نرگس جُھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین ÷
جب ہوا صرصرِ خزان کا ڈر ÷
گُلِ سوسن کا ہی کبود لباس

لالہ رو دل پہ لیکئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب زیبِ چمن
غافلو کُل من علیہا فان ÷
دیکھ کر بے ثباتی عالم ÷
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل ÷
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان ÷
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین ÷
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم ÷
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس طرح کے اشعار عبرت آثار جو نقیبون نے پڑھے مردان عالم جُھومنے لگے ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ لڑین بھڑین جان دین کچھ نام پیدا کرین کہ بزرگون کا ذکر ہو فلان کا بیٹا کیا خوب لڑا اپنے بزرگونکا نام روشن کر گیا نقابدار نے گھوڑا اپنا چمکایا مرکب اُڑا کر میدان مین آیا سلحشوری دکھائی خوب نیزہ ہلایا ہاتھ تلوار کے نکالے بعد اُسکے گھوڑا روکا پُکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے مقابلے مین آئے سعید کو ہی نام ہے پہلوان پہلو مین فرخ کے کھڑا ہی اُسنے گینڈا اچکایا سامنے شاہزادے کے آیا کہا ای شہریار اگر حکم ہو تو نقابدار کو جا کر سمجھا دون مشکین باندھ کر لا دُن فرخ نے کہا کہ ای سعید کو ہی نقابدار بڑا مردسا ہی معلوم ہوتا ہی ہمین یقین نہین کہ تم سے پلک جھپکائے یقین ہی کہ تم پر غالب آئے مین جا کر اس سے ہم نبرد ہوتا ہون آئندہ پروردگار کو اختیار ہی سعید نے کہا غلام کے واسطے حقارت ہی نقابدار اپنے مقام پر کہیگا کہ اس جوان نے قصد کیا اور میرے مقابلے مین نہ آیا اسوجہ سے غلام کو ضرور اجازت دیجیے فرخ نے ناچار ہو کر سعید کو اجازت دی سعید گینڈا اجھپٹا کر میدان مین آیا نقابدار سے تگاورزن ہوا کوئی تین قدم مرکب نقابدار کا ہٹا چھ یا سات قدم گینڈا سعید کا پیچھے ہٹا بعد کلام جرأت انجام آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ساتوین طعن مین نیزہ سعید کا نقابدار نے ہوائی کیا سعید نے جھلا کر تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار سپر کا نٹھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا چمکا کر تلوار جو گری سپر کو کاٹ کر تا دوابرو پہونچی نقابدار نے سعید کو زخمی کر کے ہاتھ روک لیا اور پُکار کر آواز دی کہ اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ مردان عالم کا یہ دستور نہین کہ صید زبون پر ہاتھ ڈالین ملازمان فرخ سعید کو لے گئے نقابدار نے پھر للکار اُپکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ بہادران مین اُس جری کا خواہان ہون کہ جس سے مزہ شجاعت کا ملے فرخ نے یہ آواز سُن کر مرکب اپنا بڑھایا مرکب انکا بادرفتار طرارہ بھر کر چلا مقابلۂ نقابدار مین پہونچے نقابدار نے جو جمال بےمثال فرخ شہسوار کا دیکھا تگاورزن نہ ہوا جُھک کر فرخ کو سلام کیا فرخ نے جواب دیا نقابدار نے پوچھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای یوسف ثانی سچ بتاؤ کہ تم صاحبقران سے لڑے تو کیا ہوا فرخ نے کہا کہ ای بہادر ان باتون کا ذکر نہ کرو یہ مقدمے طول و طویل ہین بڑے بھائی صاحب علمشاہ نوجوان کہ جنھون نے لندھور ایسے

بہادر کو مع ہاتھی اُٹھا لیا ملک فرنگستان فتح کیا مرزوق فرنگی ایسے شخص کو مارا اگرچہ مقابلۂ امیر مین آئے تو زیر ہوے شاہزادۂ بدیع الزمان سالار دست راست کشتی کے فن مین وحید عصر تھے جب صاحبقران سے مقابلہ پڑا سات دن برابر لڑے آخر زیر ہوے مین تو سب مین حقیر ہون لندھور و مالک کیسے جوانان زبردست ہین کہ ملکون مین جنکی جرأت کے شہرے ہین اِن سب کو صاحبقران نے زیر کیا مشہور ہی کہ پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار ہین مگر سب زیر کردۂ صاحبقران ہین امیر نے جنگ سنجان مین ایک درۂ کوہ کو روک لیا سب سردار وہین آئے جس سے لڑے اُسکو زیر کیا امیر قدرت پروردگار عالم و عالمیان ہین اُن سے کوئی لڑ نہین سکتا اور میرے تو قبلہ و کعبہ ہین جو صفت کرون جا سے ہی مگر مقدمات صاحبقران تعریف سے باہر ہین اُنکی جرأت و شوکت سے دیوان قاف ماہر ہین نقابدار ہنس پڑا کہا بس زیادہ تکلیف نہ فرمائیے مین نے صرف آپ کو پوچھا کہ جب آپنے مقابلہ کیا تو آپ پر کیا گذری آپ نے سوانح عمری بیان فرمائی لیکن مقابلے پر موقوف ہی جب سامنا پڑے تو احوال کھلے کہ کیا گذرتی ہی بعد اِن باتون کے آپس مین نیزہ چلنے لگا فرخ شہسوار نے بعد چار گھڑی کے نیزہ نقابدار کا توڑا نقابدار نے غصّے مین تلوار کھینچی اس کن سے ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹکر تلوار تا دو ابرو پہونچی فرخ نے دستانہ مارا کہ تیغہ چھناّ کر نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر آ گئی فرخ نے چاہا کہ ہاتھ مارے نقابدار نے کہا کہ ای شہریار بس اب آپ جائیے جب صحت پائیے گا تب مقابلہ کیجیے گا مگر ملازمان فرخ نے جو اپنے آقا کو زخمی دیکھا گھوڑے اُڑا کر نقابدار پر آ پڑے نقابدار بھی نعرہ کر کے اُن سب پر جا پڑا دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی مگر نقابدار شیرانہ و رستمانہ جنگ کر رہا ہی جس غول پر جا گرا اُس غول کو تہ و بالا کیا لشکر حریف مین فریاد کی صدا بلند ہی مگر فرخ جو زخمدار ہی مین لڑے اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن مین مرکب کی ڈالدیے مرکب فرخ کو لیکر نکل گیا افسران فوج نے طبل امان بجوایا نقابدار بفتح و فیروزی پلٹا مال بھی لشکر فرخ کا لوٹا تمام سپاہی غنی ہوگئے بارگاہ مین جا کر نقابدار بیٹھا جلسۂ عیش و عشرت آراستہ ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ایسی وحشت نہین دلکو کہ سنبھل جاؤنگا
صورتِ پیرہن تنگ نکل جاؤن گا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
مُنھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا

کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
ناوک معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ
پانون تھک کے ہون ہر چند کہ شل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجکو
تیری حسرت ہی مین ای حُسن عمل جاؤن گا

چھلّے گُل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجکو
گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
کیا سمجھتا تھا مین دو دن مین بدل جاؤنگا

وہ ہی دیوانگی میری ہی بہار آنے دو
دیکھ کر لڑکونکی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

نقابدار کے لشکر مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملازمان فرخ طبل بازگشت بجوا کر مقابلے مین اُترے ہین
مگر فرخ شہسوار قلندر کو گھوڑا لیکر چلا یا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی ہی ایک صحرا مین
جا کر مرکب ٹھہرا شاہزادۂ بدیع الزمان شکار کھیل رہے تھے دور سے دیکھا کہ ایک مرکب خون مین
نہایا ہوا اُسپر ایک سوار مگر آفتاب عالمتاب حُسن کی چھوٹ پڑ رہی ہی بیہوش پڑا ہوا ہی بدیع الزمان نے
ہمراہیون سے اشارہ کیا کہ دیکھو تو گھوڑے پر یہ کون ہی ملازمون نے آکر گھوڑے کو رد کا عرض کی کہ ای
آقاے نامدار آپ کے بھائی صاحب ہین کسی جنگ سے زخمی ہو کر نکلے ہین بدیع الزمان نے وہین بارگاہ
استادہ کرائی فرخ کی زخمدوزی کی دوسرے دن فرخ کو ہوش آیا بالین پر اپنی بدیع الزمان کو پایا
اُٹھ کر سلام کیا بدیع الزمان نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای برادر یہ مقابلہ کہان پڑا فرخ نے
بیان کیا کہ ایک نقابدار سفید پوش اس طرح مقابلے مین آکر پہونچا اول میرا ایک سردار زخمی ہوا ہر چند
کہ نیزہ مین نے اُسکا توڑ ڈالا مگر اُسنے اس فن سے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مین زخمی ہوا مغلوبہ مین دیر تک
شریک رہا اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا آخر گھوڑا نکال لایا مگر ای برادر نقابدار نہایت شائستہ
ہی جری و بہادر وصف شکن و خوش مزاج و خوش زبان فنون سپہ گری مین بھی طاق ہی کئی سردار
عمدہ عمدہ ساتھ ہین بدیع الزمان نے کہا کہ ای برادر چلو مین چل کر اُس سے مقابلہ کرونگا آئندہ
جیسا کچھ ہو فرخ نے کہا بھائی صاحب مقابلہ تو مین کرونگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ ای برادر
بجان برابر تم زخمی ہو لہذا مین مقابلہ کرونگا تم تماشا دیکھنا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شخص ہمارے خاندان
سے ہی جب تو صاحبقران کا حال دریافت کرتا ہی انشاء اللہ اُن کو سمجھا دینگے معلوم ہوتا ہی برائے
مقابلۂ صاحبقران جاتا ہی اگر بن پڑیگا تو اُن کو زیر کرینگے فرخ نے کہا کہ وہ فنون سپہ گری مین
طاق ہی بلکہ شہرۂ آفاق ہی مجھے ایسے فن سے زخمی کیا کہ مین وار نہ روک سکا مجکو یہ گمان نہ تھا کہ
مین اس طرح زخمی ہو جاؤنگا بدیع الزمان نے فرخ شہسوار کو ساتھ لیا اور نقابدار کی طرف
کوچ کیا یہان نقابدار اُسی صحرا مین فروکش تھا محفل عیش و نشاط آراستہ ہی لشکر فرخ مقابلے مین
اُترا ہی سعید کوہی جو سپہ سالار لشکر فرخ ہی اُسکو نقابدار نے پیغام بھیجا کہ بہتر یہ ہی اسباب
فرخ ہمارے پاس بھیجدو اور تم جاکے اپنے آقا کو تلاش کرو ایسا نہ ہو مرکب اُن کو گرادے یا کچھ
صدمہ پہونچے ہمنے خود تلاش کو لوگ روانہ کیے ہین سعید نے کہلا بھیجا کہ ہم اسباب وغیرہ اپنے
آقاے نامدار کا نہ دینگے جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو نقابدار نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقابدار میدان مین نکلا سعید نے آکر مقابلہ کیا نیزہ بازی
مین مطلب حاصل نہ ہوا تلوار کی نوبت آئی آخر کو نقابدار نے سعید کو زخمی کیا سعید کو ساتھ والے
لے گئے نقابدار میدان مین مرکب مہمیز کر رہا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای ملازمان شاہزادۂ فرخ جو کچھ
مال و اسباب اپنے آقا کا ہو بھیجدو اسی مین بہتر ہی مین بدون اسباب لیے نہ پلٹونگا جو مُنھ سے نکل گیا وہ
نکل گیا ملازمان فرخ آمادہ کھڑے ہین کہ یہ جوان اگر آکر مغلوبہ کرے تو ہم بھی موجود ہین کیا کسی مقدمے
مین کمی کرینگے ایسا جم کر لڑین کہ نقابدار بھی پریشان ہو مگر افسوس اسکا ہی کہ ہمارا افسر سر پر نہین
ہی انھین کے بھروسے پر لڑتے تھے اب فلک نے ہمکو بے سردار کیا ہی مگر اسباب نہ دینگے خواہ جان جائے

خواہ رہے نقابدار اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ دیکھو کیا جانباز ہین یہ اپنے آقا کے نہ ہونے پر
کیا جرأت کر رہے ہین مین بھی نہین چاہتا ہون کہ ان کو تباہ کرون جب انکا آقا آجائے گا اُس وقت
کلام ہوگا اس فکر مین نقابدار وسط میدان مین کھڑا ہی کہ کیا کہ کر پلٹون یہ لوگ تو نہین مانتے آمادۂ حرب
و پیکار ہین مین ان سے لڑنا نہین چاہتا کیونکر واپس ہون کہ ان لوگون پر میرا دباؤ بھی رہے اور
مطلب بھی نکلے اسی فکر مین نقابدار کھڑا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین
آئی نقابدار نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی انکا مددگار آتا ہی یہ لوگ مؤید من اللہ ہین انکی مصیبت
وسختی پروردگار کو پسند نہین آتی یہ کہ کر نیزہ ہلانے لگا کہ دیکھا آگے آگے بدیع الزمان پہلو مین فرخ
پشت پر لشکر جنگی بدیع الزمان کو اُمیہ نے خبر دی کہ نقابدار میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہی لشکر
فرخ کا بیرا بند ہی بدیع الزمان نے وہین سے مرکب اُڑایا اور مقابلۂ نقابدار مین پہونچے فرمایا کہ
ای نقابدار بہادر یہ امر تمھاری جرأت سے بعید ہی کہ بے افسر کے لشکر پر دباؤ ڈالتے ہو مگر نقابدار
نے بدیع الزمان کو اپنی صورت سے مشابہ پایا جاہ وجلال وحسن وجمال مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب
ہین سردار کیسے کیسے ہمراہ مثل فضل بن گیا ہو رخون آشام وقارن بلند کمان وترک جوشن وغیرہ
سب پرے جما کر آئے مقابلۂ لشکر نقابدار مین کھڑے ہوے بدیع الزمان نے کہا کہ ای نقابدار
بسم اللہ مقابلہ شروع کیجیے نقابدار نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہی مگر نقابدار حیران ہی کہ
اس شہریار کے مقابلے سے کیونکر جان بچیگی بیشک مرد مردانہ وشیر فرزانہ ہی بدیع الزمان نے نیزہ
نقابدار کا گانٹھا مرکب اُڑا کر تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلا مگر نقابدار نے قاش زین
پر دونون پاؤن مارے چند ہاتھ بلند ہو کر نیزہ سنبھالا بدیع الزمان نے ڈانڈ ماردی کہ نیزہ
نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے بڑی تعریف کی کہا ای شہریار سبحان اللہ کس کس سے آپ نے نیزہ پھیرا
نکالا اب نوبت تلوار کی ہی مگر افسوس کرتا ہون کہ ایسا نہ ہو آپ میرے ہاتھ سے ضائع ہون یا مجھے
چشم زخم پہونچے تلوار کا کام کاٹنا ہی لہذا ہمارے اور آپ کے کُشتی ہوجائے بدیع الزمان بہت
خوش ہوے دونون گھوڑون سے اُترے آپس مین کُشتی ہونے لگی مگر بدیع الزمان فن کشتی مین
بے مثل و بے نظیر ہین اس طور سے لڑ رہے ہین کہ نقابدار دنگ ہو رہا ہی دونون لشکرون سے صدائے
احسنت و آفرین آرہی ہی مگر نقابدار جان دیے ہوے لڑ رہا ہی سارا دن تمام ہوا شام کے وقت
نقابدار بدیع الزمان کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای شہریار میرا یہ دستور نہین ہی کہ مقابلۂ حریف سے
پلٹون مگر اب رات ہوگئی کل میرے آپ کے پھر مقابلہ ہوگا بدیع الزمان نے کہا یہ تو ہم نہ قبول
کرین گے جب تک زیر و زبر ثابت نہ ہو تب تک میدان سے پلٹنا کیسا نقابدار نے کہا کہ مین بھی نہین
چاہتا تھا مگر ایسا ہی باعث ہی کہ مین پلٹا جاتا ہون نقابدار نے اس طرح کہا کہ بدیع الزمان کو
کچھ بن نہ پڑا ادھر بدیع الزمان پلٹے اُدھر نقابدار پلٹا اپنی بارگاہ مین آیا مگر اتفاق سے عیار
نقابدار ڈھونڈھتا ہوا آپہونچا بدیع الزمان کا حال سُن کر عیار نے کہا کہ ای شہریار بڑا غضب ہوا
بدیع الزمان کُشتی مین اپنا مثل نہین رکھتے آپ مقابلہ نہ کرین ورنہ حال کھل جائیگا صاحبقران نے

بڑی کد وکاوش سے ان کو زیر کیا تھا اور پردۂ قاف مین ان کی کشتی ہوئی ان کے حالات ملاحظہ
تو فرمائیے اگر حکم دیجیے تو مین بدیع الزمان کو گرفتار کراؤن نقابدار نے کہا ہرچند کہ مقام
حجاب ہی مگر مطلب تو نکلیگا یقین ہی جب گرفتار ہوکر آوین گے تو طعن وتشنیع کرین گے مجھے بڑی شرمندگی
ہوگی عیار نے کہا کہ آج رات کو مین فیصلہ کردونگا یہ کہہ کر عیار بہانہ عیاری لگا کے چلا
اور نقابدار واسطے طلایہ کے اُٹھا فرمایا کہ آج لشکر کا طلایہ مین خود دونگا اُدھر واسطے طلایہ
کے فضل بن گیا ہور خون آشام نکلا مگر عیار جو پھرتا ہوا آیا اِسنے دیکھا طلایہ پر ایک جوان نہایت
حسین وجمیل انتظام کرتا پھرتا ہی عیار نے خدمتگار بنکر فضل کا ساتھ دیا جب فضل سب سوارون
کو مقرر کر چکے تب خدمتگار نقلی نے فضل سے کہا کہ ذرا کنارے چلیے تو مین کچھ عرض کرون
جب فضل کنارے آئے عیار نے باتین کرتے کرتے کہا کہ ای شہریار دیکھیے دوسرا خدمتگار پشت پر
کھڑا سُن رہا ہی اسکو تو منع کر دیجیے ایسا نہ ہو کہ راز کی باتین کُھل جائین فضل پلٹے کہ خدمتگار کو منع کرین
عیار نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا لیکن
قضاے کار اُمیہ بن عمرو کہ براے حفاظت فضل ساتھ کر دیا گیا ہی یہ جو پھرتا ہوا آیا مرکب فضل
کا کوتل پایا اور نشان پشتارہ باندھنے کا دیکھا بہت گھبرایا رات کا وقت ہی نشان نقش پا دیکھتا ہوا
چلا راہ مین دیکھا کہ عیار جاتا ہی للکارا کہ او نا عیار آگے نہ بڑھنا پشتارہ رکھدے عیار نے پشتارہ
تختہ سنگ پر رکھدیا نیمچہ پکڑ کے سامنے آیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا مگر اُمیہ دیکھتا ہی کہ عیار بڑا چست
وچالاک ہی بڑے لطف سے لڑ رہا ہی لڑتے لڑتے ایک مقام پر آہ کر کے گرا کہا غضب ہوا نیمچہ مجھ پر
پڑ گیا اُمیہ جُھک کر دیکھنے لگا کہ کہان پر نیمچہ پڑا عیار نے جست کر کے نیمچہ مارا کہ سر اُمیہ کا زخمی ہوا
اُمیہ سامنے سے بھاگا سوچا کہ اگر اب مقابلہ کرونگا تو مارا جاؤنگا اُمیہ اس طرف آیا عیار پشتارہ
لیکر چلا صبح ہو چکی تھی دیکھا نقابدار ٹہل رہا ہی عیار نے آکر سلام کیا کہا حضور بدیع الزمان
تک تو نہین پہونچا مگر اُن کے قوت بازو وزینت پہلو کو لایا بدیع الزمان کو بڑا صدمہ ہوگا اور
عیار بھی اُن کا زخمی ہو کر گیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے دیکھیے کیا جوان ہی سوال اطاعت کیجیے
دیکھیے کیا کہتا ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اول فضل کو مسلسل کرایا بعد اُسکے
ہوشیار کیا فضل کی جو آنکھ کُھلی خانۂ زنجیر مین غل ہوا ابل کرتا ہوا اُٹھا پکار کر آواز دی السلام علیکم
مگر نامرد کو سلام نہین کرتا ہون جو اس بارگاہ مین مرد ہو اُسکو سلام کرتا ہون یہ کلمہ نقابدار کو
ناگوار ہوا کہا ای فضل کسکو نامرد سمجھا ہی فضل نے کہا تمکو نامرد سمجھا ہی نقابدار نے کہا کہ ای فضل
بہت سمجھ کر کلام کرو نقابدار اور فضل سے تکرار ہونے لگی نقابدار نے جھلا کر کہا کہ جلاد کو بلاؤ
مین ابھی اس بدزبان کو قتل کرونگا جلاد جلاد کا جو ہلڑ ہوا ہرکارے لشکر بدیع الزمان کے موجود تھے
خبر لیکر بھاگے آکر بیان کیا کہ ای شہریار فضل قتل ہوتے ہین نقابدار سے بڑی سخت گفتگو ہوئی یہ سُن کر
بدیع الزمان اُسی وقت سوار ہوے طرف بارگاہ نقابدار کے چلے یہان نقابدار مقام صدر پر بیٹھا ہی
حکم قتل دے رہا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نقابدار نے پوچھا کہ کیا ہی دربانون نے عرض کی کہ حضور
بدیع الزمان آتے ہین آپ کے درگہ سالار نے بدیع الزمان کو روکا ہی باہم تکرار ہو رہی ہی یہان

حقیقت مین درگہ سالار نے بدیع الزمان کو روکا بدیع الزمان نے کہا کہ ای درگہ سالار ہم ضرور
اندر جاوینگے درگہ سالار نے تلوار کا ہاتھ مارا بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک تمانچہ مارا
کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا ڈھلکتا ہوا سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ یارو یہ کیا ہوا
درگہ سالار میرا ایسا نہ تھا لیکن نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہوا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا آفتاب
عالمتاب شہریاری و کوکب شجعت افروز جہانداری شاہزادہ بدیع الزمان اندر بارگاہ کے
تشریف لائے پکار کر آواز دی کہ ای فضل خیر تو ہی فضل نے عرض کی کہ حضور دخل نہ دین مین چاہتا ہون
کہ اس نامرد کے ہاتھ سے قتل ہون نقابدار نے کہا کہ ای فضل یہی بدزبانی تمکو قتل کراتی ہی فضل نے
کہا جو اصل حال ہی وہ ہی کہتا ہون بدیع الزمان نے کہا ای فضل اُٹھو ہتھکڑی فضل کی کاٹ دی
فضل اُٹھا بدیع الزمان نے ہاتھ تھام لیا کہا ای نقابدار بہادر مین قیدی کو لیے جاتا ہون اگر
روکنا ہو تو روک لو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار مجھے آپ کا پاس ہی ورنہ اور کی مجال نہ تھی کہ میری
بارگاہ سے آکر قیدی کو لیجاتا خون کے دریا بہ جاتے تب شاید قیدی پر قبضہ پاتا بدیع الزمان نے
کہا ابتو ہم جاتے ہین جسکا جی چاہے روک لے نقابدار خاموش ہو رہا بدیع الزمان فضل کو ساتھ لیکر
بیرون بارگاہ نکلے مرکب پر سوار ہوے فضل نے بھی ایک مرکب لیا نقابدار کو یہ بھی خبر پہونچی کہ فلان
مرکب فضل لیے جاتا ہی نقابدار نے کہا لیجانے دو ہماری سرکار سے پیدل نہ جائے لیکن جب وسط لشکر مین
پہونچے تو اہل لشکر کو بہت ناگوار ہوا آپس مین کہا یارو بڑے شرم کی بات ہی کہ بارگاہ مین نقابدار
کی جاکر فرزند صاحبقران نے بڑا زور و شور کیا حتیٰ یہ کہ مرکب بھی لیے جاتا ہی دو ہزار جوان آپسمین
صلاح کرکے بدیع الزمان پر آپڑے بدیع الزمان نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف فضل تلوار
کھینچ کر گرا دونون جوان بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر رستمانہ لڑ رہے ہین مگر یہ خبر نقابدار کو پہونچی
کہ آپ کی فوج نے بدیع الزمان و فضل کو روکا ہی مگر وہ جوان شیرانہ لڑتے ہوے جاتے ہین کئی نامور
افسرون کو قتل کیا قیامت برپا ہی خون کے دریا بہا دیے نقابدار نے عیار کو بھیجا کہ جاکر اہل فوج
کو منع کرو کہ اُن کو جانے دو نہ روکو اُنھون نے جو کیا بہت بہتر کیا وہ جری و بہادر ہین انکا مثل و
نظیر نہین عیار نے آکر سب کو منع کیا تب فوج والے پلٹے آپس مین کہتے ہوے آتے ہین کہ یارو ایسے
جوان نگاہ سے نہین گذرے بڑے مردمردانہ و شیر فرزانہ ہین حقیقت مین فرزندان صاحبقران
کسی مقام پر پلک نہین جھپکاتے سرداران بدیع الزمان مسلح و مکمل کھڑے تھے دور سے دیکھا کہ آقا
آتے ہین سب نے آکر استقبال کیا بدیع الزمان کو لیکر لشکر مین آئے نقابدار کو بڑی کد ہی کہ مین
کسی طرح سے بدیع الزمان کو زیر کرون شب کو جو براے طلایہ اُٹھا اُدھر بدیع الزمان طلایہ
دے رہے تھے نقابدار نے جو بدیع الزمان کو دیکھا بڑھ کر سلام کیا بدیع الزمان نے ہاتھ اپنے
پھیلا دیے نقابدار کو گلے سے لگایا نقابدار نے کہا مین آپ سے امتحان چاہتا ہون بدیع الزمان
نے کہا کہ اگر تنہائی مین چاہتے ہو تو صحرا کی طرف نکل چلو نقابدار نے کہا کہ بسم اللہ دونون ساتھ ساتھ
صحرا مین آئے آخر رات تھی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر مناسب ہو تو یہ مقام بہت بہتر ہی

بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ دونون جوان اُسی مقام پر ٹھہرے چاہا کہ بھالے سنبھالین پشت پر سے
آواز آئی کہ ای جوانو یہ کیا جہالت ہی ایسا نہو کہ کسی کو چشم زخم پہونچے تو باعث پریشانی ہوگا یہ سُنکر
بدیع الزمان نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مرد بزرگ منع کرتے ہوے آتے ہین فرماتے ہین کہ ای جوانو
یہ کیا جہالت ہی اور نقابدار کی طرف متوجہ ہوکر اُس بڈھے نے کہا کہ ای بہادر نشہ تیرا اُترجاویگا
جسدن صاحبقران کا سامنا ہوگا جو کچھ کیا جہالت کی سمجھ تو کہ کوئی ایسی حرکت کرتا ہی کہ آپس مین مقابلہ
و مجادلہ کرتا ہی اگر تلوار کام کرے یا کسی پر نیزہ پڑجائے تو باعث پریشانی ہو دشمنون سے مقابلہ کرو
تو نام ہو دیکھو تمھارے آقا صاحبقران زمان نے کیسا نام پیدا کیا ہی قاف مین جاکر کیا شمشیر زنی
کی اس طرح کا کوئی نام پیدا کرو پردۂ دنیا مین اُس شخص سے لڑرہے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین
جس سلطنت مین جاتا ہی وہ بادشاہ بہ محبت پیش آتا ہی یہ جرأت تم بھی کرو نقابدار نے سر جھکالیا
بدیع الزمان نے نقابدار کا ہاتھ تھام کر کہا کہ ای بہادر یہ جو اس بزرگ نے پتہ دیا کہ آپس مین
نہ لڑو مین چاہتا ہون کہ نقاب چہرے سے اُٹھائیے جمال بے مثال دکھائیے کہ مجکو بھی احوال
معلوم ہو مین اقرار کرتا ہون کہ پردہ فاش نہ کرونگا اور نہ کسی سے اس بات کا ذکر کرونگا کہ یہ
نقابدار سفید پوش فلان شخص ہی جس طرح جی چاہے جاکر صاحبقران سے مقابلہ کرو یہ سُنکر
نقابدار نے چہار جانب دیکھا مقام تنہائی پاکر نقاب چہرے سے اُٹھائی بدیع الزمان نے
دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مشابہ بصورت صاحبقران ہی گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای
برادر تم فرزند صاحبقران ہو مین امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو
نقابدار نے نام و نسب اپنا بدیع الزمان سے بتایا بدیع الزمان نے پوچھا کہ اب کہان جانیکا
ارادہ ہی نقابدار نے کہا کہ مجکو قلعۂ گوہر تاجدار پر جانا منظور ہی قنطور آہن کلاہ کے ہاتھ
سے زخمی ہوکر آیا تھا بدیع الزمان گھوڑا اُڑاکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے نقابدار ہنستا ہوا
اپنے لشکر مین آیا بدیع الزمان اُسی وقت تیار ہوکر مع اپنے لشکر کے روبراہ ہوے دوسرے
دن نقابدار نے بھی کوچ کیا یہان قنطور آہن کلاہ جو براے مدد گوہر تاجدار آیا تھا
دوسرے دن اسکو خبر ہوئی کہ شاہزادہ جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوکر نکل گیا تیسرے دن اس کو
خبر ملی کہ لشکر شاہزادے سے خالی ہی گوہر تاجدار کو پیغام دیا کہ ابتو معشوقہ کو چھوڑکے نہ
جاؤنگا امیدوار ہون کہ بھونری پھر جائے گوہر تاجدار محل مین ہنستا ہوا آیا بیٹی سے کہا کہ
ای نور نظر فساد دفع ہوا اب قنطور کے ساتھ تمھاری بھونری پھیرے دیتا ہون ایسا پہلوان صاحب
شوکت و لیاقت نہ ملیگا ملکہ نے سر جھکالیا کچھ جواب نہ دے سکی مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے جب
گوہر تاجدار باہر گیا کنیزون نے عرض کی کہ مقام شکر ہی کہ آپ ایسے پہلوان کے ساتھ بیاہی
جاتی ہین ملکہ رونے لگین کہا صاحبو کئی باتون کا افسوس ہی اول تو مین نے اطاعت دین اسلام
کی ہی دوم مین اُس شہریار کے انتظار مین ہون قنطور کے ساتھ نہ جاؤنگی میری تو یہ کیفیت ہی نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے	بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا	رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پانؤن مین تار ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہی دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہی تو کہتا ہی جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کافر عشق فرشتے کی نہین سُنتے ہین
کس سے کہتا ہی وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چھُڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہی یہی پانؤن کو یان وان چلیے

رہنما جوش جنون سا ہی بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

کنیزون نے عرض کی کہ یہ تو بڑی مشکل ہوئی آپ کو کچھ اور خیال ہی والد آپ کے قنطور سے وعدہ کر چکے اور قنطور نے آکر لڑائی بھی فتح کی سُنتے ہین کہ قنطور نے شاہزادے کو مار ڈالا ملکہ نے ایک آہ کھینچ کر کہا اگر خدانخواستہ وہ مارے گئے تو ہم بھی اپنی جان دین گے مین نے خواب مین اُس شہریار کو دیکھا کہ فرماتے تھے ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ ہم آتے ہین یہ آج مین نے کیا لفظ سُنا کاش کہ کر و گنگ ہوتی کہ یہ خبر وحشت اثر میرے کان ہین نہ پہونچتی افسوس ہی کہ مین ظاہر مین جمال بیمثال اُس شہریار کا نہ دیکھنے پائی معشوق کے قاتل کے مین پہلو مین بیٹھون اُس دن تک خدا مجکو نہ رکھے عالم خواب مین مجکو کلمہ پڑھا یا مسلمان کیا اب مین کافر کے پہلو مین جا کر بیٹھون خدا مجھپر رحم فرمائیگا شہزادے سے ملائیگا ان باتون سے ملکہ کی محل مین ایک شور برپا ہوا گوہر کو خبر پہونچی کہ محل مین رونا پیٹنا پڑا ہی یہ سُنکر گوہر تاجدار محل مین آیا کنیزون نے کہا واری آپ کیا سمجھ کر قنطور سے نسبت قرار دیتے ہین وہ تو اپنی جان دینے کا ارادہ کرتی ہین فرماتی ہین کہ مین اپنی جان دونگی قنطور کے ساتھ نہ جاؤنگی گوہر تاجدار نے کہا کہ وہ بیہودہ بکتی ہی مین تو اب کہ حنا لگن وغیرہ کی رسم ہو چکی کل سر دربار مین نے اقرار کیا اور رسم بھی ہو گئی اب نہین ہو سکتا کہ مین اُس سے انکار کرون دوسرے وہ پہلوان زبردست ہی اگر مین انکار کرون تو دربار ہی مین بگڑ جائے پھر اُسکو کون سنبھالے کون اُسکا جواب دینے والا ہی وہ بلاے روزگار ہی شیران کو زخمی کیا شہباز نہ ایسا پہلوان کیسا زخمی ہوا کسی سے یا یہ کمی کا وہ نہین رکھتا مین تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ صاحبزادی کو سمجھا دو اگر جان دین گی تو جنازہ اُسکے پاس بھیجدونگا اُسکو اختیار ہی جس طرح چاہے دفن و کفن کرے اور اگر زندہ رہین گی تو مشکین باندھ کر روانہ کرونگا یہ کہتا ہوا باہر نکل آیا قنطور در محل پر آیا تھا یہ سب باتین سُنین گوہر تاجدار جب باہر آیا تو اِسنے دامن پکڑ کے پوچھا کہ ای شہنشاہ قلعۂ گوہر نگار آپ کیا ارشاد فرماتے ہین اور ملکہ کیا حکم دیتی ہین مجکو احوال معلوم ہو گوہر تاجدار نے جھلا کر کہا کہ تجھ ایسے پہلوان کو ملکہ نامنظور کرتی ہین قنطور نے کہا باغ جو بیرون قلعہ ہی آپ اُس مین جا کر رہیے مین وہین برات لیکر آؤنگا برہمن وغیرہ ساتھ ہونگے بھونری پھروا کر اپنے وطن کی طرف کوچ کرونگا اور گونے وغیرہ کی رسم موقوف رکھیے فوراً رخصت فرمائیے جب بلائیے گا مین بھیجدونگا مگر جب روانہ کرونگا ایک پہلوان اپنے لشکر کا ساتھ کر دیا کرونگا اگر راہ مین کوئی روکے ٹوکے تو وہ جنگ وجدل بھی

کرے اور بلطف آپ تک پہونچائے گوہر تاجدار اُسی وقت ملکہ کو روتا ہوا لیکر بیرون قلعہ جو باغ تھا اُسمین آکر اُترا اور قنطور نے محفل کو آراستہ کیا بڑی دھوم سے برات لیکر چلا آتشبازی چھوٹتی ہوئی چالیس پچاس ہزار جوان سلاح جنگ سے آراستہ اور قنطور مست ہاتھی پر سوار نوبت و نقارے بجتے ہوے تخت کسے ہوے اُنپر نازنینان مہجبین یہ اشعار گاتی ہوئی جاتی ہین نظم

صباح عید ہوئی ساقیا شراب چلے	نہ پیشتر کہین ساغر سے آفتاب چلے
شراب و آب یہ تردامنو مبارک ہو	برسنے کو طرف میکدہ سحاب چلے
گلون کی پردہ دری کیا ہوئی تمھین منظور	جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے
خرام ناز تو اس کوچہ گرد کا دیکھو	نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آپ چلے
ملے جو وادی غربت مین مجھسے وہ ناگاہ	نہ ٹھہرے پاس مرے کوئی دم شتاب چلے
چلا مین صورت بدمست ٹھوکرین کھاتا	وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے ق
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانب شرق	جو سوے غرب وہ مانند آفتاب چلے

یہ صدائین جو بلند ہوئین اور آتشبازی چھوٹی ہوائیان اُڑ کر آسمان پر پہونچین ملکہ نے جو یہ سامان دیکھا کنیزون سے پوچھا کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی کنیزون نے عرض کی کہ واری مبارک ہو آپ کی برات آتی ہی کئی سو برہمن جاپ کرتے ہوے آتے ہین ملکہ نے یہ مضمون سُنکر الماس کی انگشتری ہاتھ سے اُتاری اور چاہا کہ چبا جاؤن کنیزین پیٹنے لگین اور ہاتھ سے لپٹ گئین ہنگامہ جو ہوا باپ ملکہ کا گوہر تاجدار در باغ پر موجود تھا انتظام آنے برات کا کر رہا تھا کہ صداے گریہ وزاری کان مین پہونچی گھبرا کر اندر آیا دیکھا کہ چند کنیزین ملکہ کے ہاتھ پکڑے ہوے ہین اور ملکہ مثل مچھلی کے تڑپ رہی ہین کہہ رہی ہین کہ صاحبو مجکو چھوڑ دو انگشتری کھا لینے دو کہ قنطور بے حیا جنازہ آکر اُٹھا لیجائے باوا جان مین بھی راضی ہون گوہر تاجدار نے آکر ہاتھ تھام لیا اور انگوٹھی چھین لی ملکہ تڑپ کر رہگئین کنیزون سے کہا کہ ان کو لباس عروسی سے آراستہ کرو بھونری کا وقت آتا ہی کئی سو برہمن دولھا کے ساتھ ہین کس لطف سے برات آتی ہی کہ اہل قلعہ تعریفین کر رہے ہین برہمن دمبدم کی ساعتین دیکھتے ہوے اشلوک پڑھتے ہوے آتے ہین آتے ہی وہ تقاضا بھونری پھرنے کا کریگا گوہر تاجدار یہ کہکر باہر گیا کنیزین ملکہ کو حمام مین لائین ملکہ تڑپ رہی ہین مگر مجبور و ناچار کئی کنیزین گھیرے ہوے ہین جبراً ملکہ کو نہلا یا غسل دیکر جامہ خانہ مین لائین پوشاک عروسی ملکہ کو پہنانے لگین بقول شاعر نظم بطور مسدس

گرم ہو کر شوخ حمام اُسے مین لایا	چھینٹے دیدے کے نہانے کے لیے بٹھلایا
میل خاطر یہ جو اُس سیم بدن کی پایا	طمع کیسۂ زر دینے کے وہین بہلایا

یون نہا دھو کے وہ حمام سے باہر نکلا
آتشی برج سے گویا مہ انور نکلا

ٹھیک پوشاک جو سلوائی تھی بین سارنی	اُس سُبک دوش کو پہنائی پھر انگیا بھاری
کامدانی کی سراسر جو وہ تھی تیاری	پیٹ پر کرتی نے جالی تو ہوئی گلکاری

بند پھر محرم زرتار کے کسکر باندھے
جال مین سونے کی چڑیا جو پھنسی پر باندھے

سُرخ اطلسِ کا وہ پاجامہ سجا بوٹے دار
ہاتھ سے پائچے دونون جو اُٹھائے یکبار
جسکی کلیون کا ہوا غنچہ دہن سے نہ شمار
کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ رشک بہار

گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اُس نے
چٹکیون مین دم رفتار اُڑایا اُس نے

اک دوپٹہ دیا شبنم کا جو اُس گل کو اُڑھا
جنبش جسم سے آنچل کا جو بیٹھا لچکا ٭
پڑگئی اُوس حسینانِ جہان پر ہر جا
چادرِ ابر مین بجلی کو تڑپتے دیکھا ٭

جُھرمٹ اُسنے رُخِ روشن پہ جو تن کر مارا
قہقہہ برق نے سُورج کی کرن پر مارا

بکھرے بالونسے پریشان جو ہوا دل میرا
تیل بالون مین حنا کا جو دیا مین نے لگا
کنگھی چوٹی کا سراسر ہوا دل کو سودا ٭
مشک بو زلف معنبر سے ہوا گھر سارا

بال مقراض سے گیسو کے برابر کاٹے
اُڑ چلی زلف کی ناگن تو وہین پر کاٹے

اس طرح آراستہ و پیراستہ کر کے ملکہ کو حمام سے کنیزین لیکر نکلین مگر ملکہ کی آنکھون سے دریائے اشک حسرت جاری ہین بلک بلک کر رو رہی ہین دعائین مانگتی ہین کہ ای پروردگار جو جمال کہ خواب مین دیکھا تھا وہ ہی بیداری مین دکھا دے تیرے نزدیک سب آسان ہی ملکہ کو لاکے کنیزون نے برابر کنوئین کے بٹھایا اول چند برہمن آئے اُنھون نے آکر اشلوک پڑھے قنطور طلب ہوا اُس وقت ملکہ کی بیقراری فرماتی ہین ای خدا مجکو اس کافر کے پہلو مین نہ بٹھانا جمال اُس شہریار کا دکھانا تیرے اوصاف سے بخوبی آگاہ نہین ہون لیکن اتنا جانتی ہون نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب
گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دلِ سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبار رہوا تا نگوئی ببار ٭
زمین نا ور دتا نگوئی بیار ٭

تیرے اوصاف حمیدہ و محامد پسندیدہ کیا بیان کر سکتی ہون جیسا یہ ملعون خوشی خوشی آیا ہی ویسے ہی مُردہ اِسکا جائے لیکن شہباز بلند پرواز سپہ سالار لشکر شیران شیر سوار کہ لشکر مین بیٹھا ہی اسکو خبر ملی کہ قنطور برات لیکر آیا ہی اور اب وہ باغی باغ مین گیا ہی شہباز نے زانو پر ہاتھ مار اکہا یارو چلکر اپنی اپنی جانین دو مگر معشوقۂ شہریار کو ہاتھ سے دشمن کے بچاؤ سب نے کہا کہ ای شہباز ہم تمھارے ساتھ ہین لطف یہ ہی کہ باغ مین چل کر اُس باغی کو مارو اور ملکہ پر قبضہ کرو سب اسی بات پر راضی ہوئے شہباز نے لشکر تیار کیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا یہان بیرون باغ فوجین جمی ہین قنطور اندر آیا ہی گٹھ بندھن ہو رہا ہی کہ چند لوگ دوڑے ہوے آئے کہا ای قنطور غضب ہوا فوج اُس شہریار کی دروازے پر آپڑی تلوار چل رہی ہی مگر شہباز لڑتا بھڑتا اندر آتا ہی کسی کے

روکے نہین رکتا یہ سن کر قنطور پلٹا کہ یکایک باغ مین ہلڑ ہوا ملکہ بھی گھونگھٹ اُٹھا کر دیکھنے لگین دیکھا
شہباز نے باغ مین آکر کئی سو برہمنون کو قتل کیا قنطور للکارتا ہوا بڑھا کہ او شہباز آج تیری
قضا یہان لائی ہی زندہ نہ چھوڑونگا مگر کئی سو جوان ہمراہیان شہباز اندر باغ کے آگئے ہین غدر
ڈالدیا ہی ہزارہا لاشہ پڑا ہی کہ قنطور تیغہ تولتا ہوا سامنے شہباز کے پہونچا شہباز نے ہاتھ
تلوار کا مارا قنطور نے خالی دیا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا شہباز زخمی ہوا قنطور نے
چاہا سر کاٹ لون چند افسر بیچ مین آگئے شہباز کو بچا کر لے نکلے مگر قنطور لڑتا ہوا چلا ملکہ نے
جو دیکھا کہ شہباز زخمی ہوا اور قنطور لڑتا ہوا آتا ہی ہمراہیان شہباز شکست خوردہ کچھ تو
بھاگے اور کچھ جانبین کی فوجین لڑتی ہوئی اندر باغ کے آئین تلوار چل رہی ہی ملکہ نے بیتاب
و بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای کریم و رحیم ان بیچارون کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اب قنطور ایک
نخل کے نیچے کھڑا جھوم رہا ہی اور کہتا ہی کہ ہان بھائیو ان سب کو مار کر باہر نکالدو ملکہ بلک بلک کر
دعا کر رہی ہین چند کنیزین کہ دل سے مطیع و منقاد ہین وہ آمین کہ رہی ہین اور بعض کہتی ہین
کہ صاحبو ملکہ کا کیا دیدہ دلیر ہی کہ اس غیر شخص کے واسطے بلک رہی ہین کہ جسکی صورت بھی نہین
دیکھی فقط نام پر عاشق ہین ایک نے کہا بوا وہ جو بزرگون نے کہا تھا وہ سب سامنا ہو رہا ہی کہ
کنواری لڑکی بر مانگے کی بوا بڑا غضب یہ ہی کہ معشوق کو دیکھا بھالا بھی نہین خواب مین عاشق ہوگئین
اُسی کو یاد کرکے روتی ہین مگر شہباز زخمداری مین بھی جنگ کو سنبھالے ہوے ہی جوانون کو پکار
پکار کر آواز دیتا ہی کہ ہان یارو جم کر لڑو تم اسکے گینڈے کو روک لو مین جا کر ملکہ پر قبضہ کر لون
مگر قنطور آہن کلاہ مثل دیو کے جھوم رہا ہی جو سامنے آیا وہ مارا گیا کوئی زخمی ہو کر ہٹا شہباز
بھی دعائین کر رہا ہی کہ ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز ہمارے آقا کو بھیج کہ مین اُن کا
جمال دیکھون اور اُنھین کے سامنے مارا جاؤن کہ شاہزادے بھی جانین کہ یہ ہمارا خیرخواہ ہی
جی چاہتا ہی جان دون اور معشوقہ کو آقا کی بچاؤن یکایک جانب صحرا سے گرد اُڑی اور نعرہ
شیر کی آواز آئی نعرۂ شیران شیر سوار سہ لقب شیر شیران دشت نبرد + کہ دشمن شود دم گرد برد +
بمیدان جنگ آوران خوش لقب + منم نور عین امیر عرب + نعرے کی آواز آتے ہی زمین کانپنے لگی
شہباز کا چہرہ بوجہ خوشی کے سرخ ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم اب نہ گھبراؤ اچھے وقت
پر سرکوب انکا آپہونچا بس اب انکی قضا آئی ہی یہ ذکر تھا کہ ہزارون جوان بھاگے ہوے باغ
مین آئے قنطور سے کہا کہ ای شہریار غضب ہوا وہ جوان بڑی دھوم سے آگیا کئی بادشاہ بھی
ساتھ ہین کوہان نامے قزاق بھی ہمراہ ہی وہ بڑے زور و شور سے شمشیر زنی کر رہا ہی اور کوئی
مقیم نامے پہلوان ہی کہ اُسنے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا ہی وہ بھی بڑے کر و فر سے جنگ کر رہا ہی
کہ در باغ سے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری نقاب سفید چہرے
پر ڈالے ہوے نمایان ہوا قنطور نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی کہ او
اجل گرفتہ تو کہان تھا میرے ہاتھ کا زخمی بچتا نہین مگر بڑا سخت جان ہی یہ فوج کہان سے پائی
ان مین سے کوئی اس لائق نہین کہ مجھسے مقابلہ کرے میرے تمہارے معرکہ پڑیگا شاہزادے نے

گھوڑا بڑھایا ابرش گل اندام دریائی ایسا مرکب طرارہ بھر کے سامنے قنطور آہن کلاہ کے آیا اسنے جو شاہزادے کو اس شوکت و شان سے دیکھا تھرا گیا مگر ایسا غصہ تھا کہ خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار کو تلوار سپر رو کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر یا تو تیغہ سر پر جمکی تھی یا زیر تنگ آ کر زمین کو تلوار نے بوسہ دیا غریو ہوا کہ یار و غضب ہو گیا قنطور ہاتھ سے حریف کے مارا گیا شہباز زخم سر باندھ کر سرداروں کو ساتھ لیے ہوے لڑتا ہوا قریب گوہر تاجدار کے پہونچا گوہر تاجدار لباس بھاری پہنے ہوے قریب کنوئین کے کھڑا تھا بیٹی کو سمجھا رہا تھا کہ دیکھو بیٹا شوہر تمھارا کیسا لڑ رہا ہی جب قنطور مارا گیا تو حیران حیران دیکھ رہا تھا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ ای والد نامدار دیکھیے ایک کے دو ہو گئے حقیقت مین قنطور بڑا زبردست پہلوان تھا کس رنگ سے مارا گیا کیون ای والد نامدار مین آپ سے دست بستہ دریافت کرتی ہون کہ کون زبردست رہا جرأت و بہادری اسکو کہتے ہین یہ ذکر تھا کہ پہلو سے شاہزادے کا نعرہ ہوا آواز آئی کہ او گوہر تاجدار دیکھا تو نے بھونری پھر گئی اشلوک کا مضمون پورا ہوا چاہا کہ گوہر تاجدار پر جا پڑون ملکہ نے اُس حال مین شاہزادے پر نگاہ ڈالی شاہزادہ رعب حسن سے کانپنے لگا مگر پکار کر آواز دی ای گوہر تاجدار یہ مضمون تمھ صادق آتا ہی اصل تو یہ ہی نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی	اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست	شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے	غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
ای نور نظر معجزہ حُسن ہے تیرے	اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے	لا حل جو مضمون مین معما ہی تو یہ ہی
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی	کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش	حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

شاہزادے نے جو یہ اشعار بہ فصاحت پڑھے ملکہ نے مسکرا کر وہ کنیزین جو طعن و تشنیع کر رہی تھین اُن سے کہا کہ لو حرامزادیو ذرا جمال بیمثال دیکھو اور کلام مسرت انجام سُنو معلوم ہوتا ہی پھول برس رہے ہین کیا فصاحت و بلاغت ہی قنطور کے باپ کو بھی یہ دن نصیب تھا کنیزین جمال بیمثال دیکھ کر کہتی ہین کہ ای ملکۂ عالم ہم یہ نہ جانتے تھے کہ حضرت یوسفؑ کو آپ نے خواب مین دیکھا ہی حقیقت مین آپ کا بیقرار ہونا جاسے تھا جب یہ صورت زیبا خیال مین آتی ہوگی تو کیا دل تڑپتا ہوگا قنطور کو کیا لیاقت تھی یہ فصاحت اور یہ بلاغت اور یہ صورت زیبا اُسپر یہ جرأت قنطور کو کس زور و شور سے مارا ہی لاشہ اُس سرکش کا پڑا ہی فوج بھاگی جاتی ہی اب باغ مین جا بجا یہی لوگ معلوم ہوتے ہین زاغ و زغن نکل گئے بلبلون کے جا ہوئے ہین وہ دیکھیے شہباز بھی لڑتا ہوا قریب آپ کے باپ کے پہونچا ملکہ نے دیکھا شہباز للکارتا ہوا آتا ہی کہ ای گوہر تاجدار دیکھا تو نے عین وقت پر خدا نے کسطرح میرے آقا کو پہونچایا تمام فوج تیری قتل ہوئی اور

صیاد صحرائی دسلمان جنگ آزماد مقیم کرگدن سوار باہر صفائی کر رہے ہین قزاقون نے قیامت
برپا کی ہی شاہزادے نے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا شہباز کو ہٹایا گوہر تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا مگر
شاہزادہ ایسے وار کو کب سمجھتا ہی تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا گوہر تاجدار نے کہا
کہ ای شہریار الامان ملکہ نے شرماکر گھونگھٹ مین چہرہ چھپایا کنیزون نے کہا لو خاتمہ ہوا گوہر تاجدار
بھی پکڑا گیا گوہر تاجدار نے دیکھا کہ اب مارا جاتا ہون خوشامد کرنے لگا شاہزادے نے زمین پر
رکھدیا سوچا کہ اب اسوقت تو جان بچاؤن پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا کلمہ پڑھ کر بمکر مسلمان ہوا
کہا ای شہریار مین شادی کیے دیتا ہون شاہزادے نے کہا بھونری تو پھر اچھے اب عقد کردو اہل
فوج بھی فریاد کرنے لگے جو لوگ باقی رہگئے تھے گوہر تاجدار نے اُن سب کو حاضر کیا سب دل مین
کینہ رکھ کر مسلمان ہوے آپس مین کہتے ہین کہ صاحبو اصل تو یہ ہی ہمارا اسلام وغیر اسلام رائے
پر بادشاہ کی ہی اگر بادشاہ صدق دل سے مسلمان ہوے ہین تو ہم بھی مسلمان ہونگے نہین تو نہونگے
شاہزادے نے باغ مین بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا کئی بادشاہ حاضر ہین اُن
سب نے علما کو طلب کیا اُنھون نے شاہزادے کا عقد پڑھا جب ایجاب وقبول کا وقت آیا وکیل
نے آکر ملکہ سے پوچھا ملکہ نے جواب دیا کہ بسم اللہ عقد پڑھیے مین بدل وجان راضی ہون
عقد شاہزادے کا ملکہ کے ساتھ ہوا مگر گوہر تاجدار کے لوگ بیرون باغ اُترے ہوے ہین
گوہر تاجدار جب اُن مین آیا تو سب سے کہا یارو اب کیا صلاح ہی مین نے تو ایک بات سوچی ہی
اس قلعے کو چھوڑ و نکل چلو میرا بھائی مربوط برق انداز ہمیشہ سے خواہان تھا کہ اپنی بیٹی کی
ہمارے ساتھ شادی کردو مگر مین نے انکار کیا وہ اس وجہ سے مجھسے آزردہ ہی مین اُس سے جاکر
کہونگا کہ بیٹی کی شادی کرتا ہون مگر شیران شیرسوار سے مقابلہ کرنا ہوگا اُسنے اگر قصد کیا تو
وہ اس جنگ کو فتح کریگا سب نے کہا بہتر ہم آپ کے ساتھ ہین پانچ ہزار جوانون کو گوہر تاجدار
ساتھ لیکر بھاگا مربوط برق انداز اپنے قلعے مین بیٹھا ہوا کہا کرتا تھا کہ بڑے افسوس کی
بات ہی میرے بھائی کی بیٹی بہت حسین وجمیل ہی مگر بھائی صاحب نہین مانتے جسکے ساتھ شادی کرینگے
مین اُسکو مار کر چھین لونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آپکے بھائی صاحب خود
آتے ہین مربوط برق انداز نے آکر استقبال کیا قلعے مین لایا سامان دعوت کیا عین جلسے مین
پوچھا کہ بھائی صاحب تشریف لانے کا کیا باعث ہوا گوہر تاجدار نے رو رو کر سب حال بیان کیا
کہ اس طرح قنطور آہن کلاہ مارا گیا فرزند حمزہ نے اُسپر قبضہ کیا اب وہ باغ مین داخل ہین
ملکہ اُن کے قبضے مین ہی مین بخوشی ملکہ کو تمھین دیتا ہون لیکن اُس نوجوان سے مقابلہ مشکل ہی
مربوط نے کہا کہ مین بہرام فلک سے بھی باہر نہین رستم واسفندیار اگر ہوتے تو اُن کے کان
مین حلقۂ غلامی ڈالتا وہ جوان بیچارہ کیا ہی دوسرے دن گوہر تاجدار کو تخت پر سوار کیا آپ
بعہدۂ سپہ سالاری ہمراہ ہوا یہان شاہزادہ صبح کو جو اُٹھا سرداروں نے خبر دی کہ گوہر تاجدار
بھاگ گیا پانچ ہزار جوان جو اُسکے ساتھ تھے اُن کو ہمراہ لے گیا شاہزادے نے کہا معلوم ہوا وہ
مکار ہی اگر کہین ملاقات ہوگی تو ضرور سزا دونگا اور اگر نکل گیا تو اُس کو اختیار ہی آکر ملکہ سے ذکر کیا

ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی مربوط برق انداز چھوٹا چچا میرا وہان کا
حاکم وناظم ہی ہمیشہ سے میرا خواہان تھا اُسکو بھی اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی کیا عجب ہی کہ والد نامدار
اُسکے پاس فریاد لے گئے ہون شاہزادے نے کہا سمجھا جائیگا ایک بات کا خوف ہی کہ مین تو برسر
راہ ہون ایسا نہ ہو کہ بعد میرے جانے کے کوئی فساد برپا کرے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای
شہریار مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی نہین معلوم وہ میرے ساتھ کیونکر پیش آئے ہمیشہ سے باپ میرا
یہی چاہتا ہی کہ کسی زبردست کو بیٹی دون مگر نہین معلوم آپ سے کیا کد ہی اور کیون بھاگ گیا یہ سنکر
شاہزادہ خاموش ہو رہا جب بارگاہ مین آکر بیٹھے تو فرمایا تم سردارون مین سے کوئی ایسا ہی کہ جسے اس
مقام پر چھوڑ مین صیاد صحرائی نے عرض کی یا غلام کو یا بندہ زادے کو اس مقام پر چھوڑیے
شہباز نے عرض کی غلام حاضر ہی کوہان قزاق اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی کہ غلام کو یہان چھوڑتے
جملہ سردار عرض کر رہے ہین کہ ہم بدل وجان خدمتگزاری کرین گے بموجب ارشاد ملکہ عالم انتظام
ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ملک
گوہر تاجدار مع مربوط برق انداز ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی اور مربوط برق انداز
بڑا دعوی رکھتا ہی شاہزادے نے فرمایا میدان کارزار مین سمجھا جائیگا مگر لشکر تیار ہو لشکر تیار ہو
بیرون قلعہ اُترا بارگاہین استادہ ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہزادے نے دیکھا باپ ملکہ
کا گوہر تاجدار تخت پر مربوط برق انداز اوپچی بنا ہوا آتا ہی شاہزادے کو دیکھ کر گوہر تاجدار
نے بتایا کہ ای برادر یہی جوان ہی دیکھو کیسے کیسے افسر ساتھ ہین مربوط نے کہا یہ سب بھاگین گے
سب کو گھیر کر مار لونگا اور یہ جوان تو بار تلوار کا نہ اُٹھا سکیگا مین سو من کا تیغہ باندھتا ہون اگر
روکیگا تو کلائیان ٹوٹ جائین گی مین مثل قنطور آہن کلاہ نہین ہون یہ کہتا اور بلبلاتا ہوا گینڈے
سے اُترا بارگاہ استادہ کرائی شام کو آکر مقام صدر پر بیٹھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اور کہا مین یہ
جانتا تھا کہ مین مقابلے مین جاؤنگا تو وہ جوان بھاگ جائیگا اور ملکہ چلی آوینگی لیکن کسی امر کا
سامانا ہوا اُس جوان نے کوئی پیغام نہ بھیجا یہ خبر ہرکارون نے شاہزادے کو آکے پہونچائی
کہ مربوط نے طبل جنگی بجوایا ہی شاہزادے نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی
طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بزردی ہوا ٭ لباس فلک لاجوردی ہوا ٭ موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ٭
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ٭ لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ٭ اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ٭

مربوط برق انداز پوجا پاٹ سے فرصت کر کے مسلح ومکمل ہوا گینڈے پر سوار ہو کر میدان مین آیا
سلحشوری دکھا کر پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر اُس جوان کا خواہان ہون کہ
جسنے ملکہ کو قبضے مین کیا یہ سُنا تھا کہ شاہزادے نے مرکب اپنا بڑھایا ابرش گل اندام دریا
طرارہ بھر کر چلا کوہ سرین وکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل انتہا کی چھل بل دکھاتا ہوا چلا نظم
قلم وصف توسن رقم کیا کرون ٭ کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی ٭ ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے ٭
اسی سے لقب اس کا شبرنگ ہی ٭ تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار ٭ صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی ٭

ہراک نعل ہی نیمچہ بے مثال + قدم باقدم مائل جنگ ہی + قدم کی روانی کو دریا لکھون + وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی + نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح + کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی + دیگر جندار خش قمر طلعت و خورشید لقا + آنکہ چون فکر منجم بدود فوق سما + اس کروفر سے شاہزادہ مقابلۂ مربوط برق انداز مین آیا آپس مین نگاہین چار ہوئین مگر مربوط شوکت و شان شاہزادے کی دیکھ کر دنگ ہو گیا جُھک جُھک کر سلام کرنے لگا کہتا ہی بڑے تعجب کا مقام ہی کہ ایسا حسین و جمیل با دولت کے مقابلے مین آوے اور میرے ہاتھ سے مارا جائے لوگ مجکو بدنام کرینگے اپنے مقام پر کہینگے کہ ایسے نوجوان کو مار ڈالا پھر مین کیا جواب دونگا علاوہ اسکے سردار میرے ذکر کرتے تھے کہ اسکے خون کے دعویدار بہت ہین جب سُنینگے تو تار بندھ جائیگا ایک ایک بشوکت و شان آئیگا مین کس کسکو جواب دونگا ایسی ایسی دل سے باتین کر کے ٹھکرا کر گینڈا ابڑھا یا مقابلے مین شاہزادے کے آیا کہا ای نوجوان تمھارا حُسن و جمال دیکھکر مجھے افسوس آتا ہی بہتر یہ ہی کہ اب یہانسے پلٹ جاؤ اگر مین جانتا کہ حسین و جمیل ہو تو گو مہر تاجدار کے کہنے کو نہ قبول کرتا مگر اب تو مین آگیا بہتر یہ ہی کہ ایک عورت کے لیے فساد نہ کرو عورت کے واسطے جان دینا سراسر عقل کے خلاف ہی اگر مناسب جانو تو اُس عورت کو میرے حوالے کر دو مین اُسپر مدت سے عاشق ہون بھائی صاحب کو پیغام دیا کرتا تھا بھائی صاحب نے آخر کو یہ جواب دیا کہ چندے تامل کرو ابھی وہ بہت کمسن ہی بعد سال دو سال کے مین تمھارے ہی ساتھ بھونری پھرواؤنگا قنطور میرے کہنے کے بعد آیا اُسنے آکر فتور ڈالا بھائی صاحب اُسکی جنگ سے عاجز ہوے وعدہ کر لیا کہ تمھارے ساتھ شادی کر دونگا اب بیچ مین تمھارا جھگڑا اپڑا مین نے یہ بھی سُنا ہی کہ وہ عورت بھی تمپر مائل ہی جب قنطور نے قصد کیا ہی کہ بھونری پھرے وہ باغ مین تڑپ رہی تھی اور اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی تھی

نظم

کوچۂ دلبر مین بلبل چمن مین مست ہی	ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہی
نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہی	مرد مفلس حالتِ رنج و محن مین مست ہی +
دور گردون ہی خداوندا کہ یہ دور شراب	دیکھتا ہون جسکو مین اِس انجمن مین مست ہی
آجتک دیکھا نہین اِن آنکھون نے روے خمار	کون مجھسا گنبدِ چرخ کہن مین مست ہی
گردشِ چشم غزالان گردشِ ساغر ہی یان	خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہی
غافل و ہشیار ہین اُس چشم میگون کے خراب	زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہی
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہی غلط	ای خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہی
وحشت مجنون و آتش مین ہی بس اتنا ہی فرق	کوئی بن مین مست ہی کوئی وطن مین مست ہی

مربوط برق انداز کہہ رہا ہی کہ مین کُل حال سے آگاہ ہون ہر چند کہ وہ تمپر مائل ہی اور تم اُسپر عاشق ہو مگر اُسکی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ جان کا ضرر ہی شاہزادے نے ہنس کر کہا مین نہین سمجھا کہ تو نے اتنے عرصے مین کیا مزخرفات بکا یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کلام کر زبان سنان مشتاق زبان درازی ہی مربوط نے کہا کیا افسوس کی بات ہی کہ تم میرے سمجھانے کو نہین مانتے اور آمادہ ہو کہ مقابلہ ہو

ہی

مین خوب جانتا ہون کہ تم بڑے جری و بہادر ہو لڑنے پر آمادہ ہو مین بروقت مقابلہ کوتاہی نہ کرونگا سنان نیزے پر اُٹھالونگا میرا اُلجھنا بالکل بیکار ہوا مین نے اس واسطے سمجھایا کہ تم ایسے جوان خوشرو کا قاتل نہ قرار پاؤن ہر طرح مجکو مشکل ہی مین جانتا ہون کہ تم فرزند صاحبقران ہو ہر چند کہ بعد تمھارے بھائی بند تمھارے ضرور لشکر کشی کرین گے مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون اگر امیر بھی آوینگے تو اُن سے بھی مقابلہ کرونگا دیکھو توصف لشکر پر بادولت کے کیسے کیسے پہلوان کھڑے ہین ان سب کو زیر کر کے مین نے اپنا رفیق بنایا ہی ایک ایک ان مین وحید عصر ہی مین نے جسکا نام سُنا وہین پہونچا اور اُسکو زیر کر کے لایا مین اس واسطے سمجھاتا ہون کہ مین تمھارا قاتل نہ مشہور ہون یہ سُنکر شاہزادے نے کہا زیادہ غرور نہ کر دیکھ میری صف پر بھی کیسے کیسے جوان کھڑے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین کو ہان قزاق ایسا بہادر کہ اسنے راستہ بند کر دیا تھا بہ عنایت پروردگار مین وہان پہونچا اور اسکو زیر کیا مال تاجرون کا دلوایا اب میرے ساتھ رہتا ہی مربوط برق انداز نے کہا ایسے ایسے قزاق مین نے بہت سے مار ڈالے تو پھر مین وار کرتا ہون شاہزادے نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا اسنبھال زبان درازی زبان نیزہ کی بھی ثابت ہو جائے اول مربوط برق انداز نے خوب نیزہ ہلا کر شاہزادے پر وار کیا شاہزادے نے نیزہ اُسکا سنان نیزہ پر روکا مربوط اُچھل پڑا کہا ای نوجوان کیا کہنا خوب میرا نیزہ روکا فنون سپہ گری کا تمھاری قائل ہوا مگر اب جو وار کرونگا خاتمہ ہوگا سنان نیزہ پر اُٹھالونگا شاہزادے نے کہا کہ کیون دیر کرتے ہو شوکت اور جرأت اپنی دکھاؤ زبان سے تو بہت ڈرا چکے مربوط نے کہا مین افسوس کرتا ہون کہ میرا نیزہ اور تلوار خالی نہ جائیگی لہذا کشتی مین مقابلہ کرو اگر تم زیر کروگے تو مین بخوشی اطاعت کرونگا اگر مین زیر کرونگا تو تم میری رفاقت اختیار کرنا شاہزادے نے کہا کہ بسم اللہ مربوط گینڈے سے کود اشاہزادہ بھی اُترا خم مار کے مربوط کا ہاتھ تھام لیا مربوط اُچھل کود کر رہا تھا فرمایا ای مربوط یہ نٹ بازی ہمکو پسند نہین ہی ٹھہر کر مقابلہ کرو شاہزادے نے گریبان پر ہاتھ ڈالا ایکہ مارا کہ سر مربوط کا زمین سے ملا دیا مربوط اُلجھ اُلجھ کر لڑنے لگا شاہزادہ جب مربوط کو پکڑ لاتا ہی دو چار ایسے گھسے مارتا ہی کہ ماتھے سے مربوط کے خون جاری ہی پہر دن رہے تک مربوط اُلجھ اُلجھ کر لڑا آخر شاہزادے کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ اب کل مقابلہ کرونگا یہ کہکر الگ جا کر کھڑا ہوا شاہزادے نے پھر ہاتھ بڑھایا کہا مین نہ جانے دونگا تمکو تو بڑا غرور تھا مربوط نے کہا کیا اب غرور نہین ہی مگر آج دن اچھا نہین ہی کل مقابلہ کرونگا بہت جلد مین زیر کرونگا زیادہ طول نہ ہونے دونگا ہر چند شاہزادے نے کہا مگر مربوط گینڈے پر سوار ہو کر چلا گیا آخر مجبور و ناچار ہو کر شاہزادہ بھی پلٹ آیا مگر مربوط جو اپنے لشکر مین آیا اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھا حکم دیا کہ کوئی نہ آئے مگر عیار اسکا گلچین تیز رو اسکو جو معلوم ہوا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین حکم لیکر بارگاہ مین آیا دیکھا مربوط رو رہا ہی گلچین نے پوچھا کہ کیون شہریار باعث پریشانی کیا ہی سرکار کو بہت پریشان پاتا ہون مربوط نے کہا کہ ای خیر خواہ دولت مجکو گوہرتاجدار نے لاکر عجب مصیبت مین ڈالا ہی اُس شخص سے مقابلہ ہی جو کل فنون مین کامل و اکمل ہی مین نے اُسکو زبان سے بہت

ڈرایا دھمکایا مگر اُسنے نہ مانا آخر مقابلہ پڑا نیزہ بازی مین کامل پایا اور اُس مین زور تو کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہی اگر مین پلٹ نہ آتا تو شام تک زیر کرلیتا مین نے اپنی آبرو بچائی اب حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون اگر پلٹ جاؤن تو گوہر تاجدار کی نگاہون مین حقیر ہونگا اگر نہین پلٹتا تو کل کس طرح مقابلہ کرونگا اُسکو دیکھ کر میرا دل کانپتا ہی کیا کرون گلچین نے کہا ای شہریار اگر حکم ہو جا کر چُرا لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہی جب گرفتار ہوکر آئے فوراً قتل کیجیے اور لشکر سے اُسکے سمجھ لیجیے گا اُسکے لشکر مین کوئی آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہی جو اُن مین زبردست ہوگا اُسکو بھی چُرا لاؤنگا ایک ہفتے مین ملکہ کو لیکر چلیے اور اپنے ساتھ شادی کیجیے اور قلعے مین چل کر طبل یکتائی بجائیے مربوط یہ سُنکر خوش ہوگیا کہا ای عیار طرار تو نے اس وقت ایسی بات کہی کہ دل باغ باغ ہوگیا گلچین اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر حریف کے چلا عیار شاہزادے کا طلایہ پر پھر رہا ہی کہ اسنے دیکھا کہ طرف سے لشکر دشمن کے ایک ضعیفہ آتی ہی اگرچہ انتہائی ضعیف ہی مگر چستی و چالاکی آتی ہی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار ہی راستہ روک کر کھڑا ہوا جب ضعیفہ قریب آئی تو ہماے تیز رفتار نے للکارا کہ ای بڑھی بی صاحب ذرا ٹھہر جاؤ کہان جاتی ہو گلچین نے کہا کہ مین غریب فقیرنی ہون بھوکی پیاسی اپنے گانوُن سے نکلی ہون مین نے جو یہ لشکر آباد دیکھا حوصلہ ہوا کہ چل کر کچھ مانگ لاؤن مجکو کیون روکتے ہو اصل مراد بیان کرو ہماے نے کہا مکاری نہ کرو صاف صاف بتاؤ یہ کہکر ہماے نے حلقہ ہاے کمند مارے بڑھیا جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے نکل گئی اب تو ہما کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار ہی آپس مین نیمچہ چلنے لگا مگر گلچین سامنے سے بھاگا صحرا مین آکر پھر ٹھہرا کہا او طفل بے ادب میرا پیچھا نہین چھوڑتا غریبون کو کیون ستاتا ہی یہ کہکر باتین کرتے کرتے ہماے تیز رفتار سے کہا کہ دیکھ اور فقیرنی آتی ہی جیسے ہی ہما پلٹا گلچین نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے گرتے گرتے حباب مارا ہما کو بیہوش کرکے ایک درخت سے باندھ دیا اور آپ ہما کی صورت بنکر لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد یہ کون تھا جسکا آپ نے پیچھا کیا گلچین نے ہنس کر جواب دیا عیار مکار مربوط کا تھا اُسکو مین نے مارکر بھگا دیا شاہزادہ کیا کر رہا ہی عیارون نے بیان کیا ابھی تشریف لائے ہین بارگاہ تخلیہ مین تشریف رکھتے ہین گلچین عیارون کو دھوکا دے کر بارگاہ مین آیا شاہزادہ بیٹھا ہوا تھا پوچھا کہ ای یار وفادار کہان سے آتے ہو گلچین نے کہا کہ حضور کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا کہ مربوط برق انداز کا عیار آیا مین نے اُسکو پہچان کر اسقدر نیمچے مارے کہ عاجز ہوکے بھاگ گیا خیال مین گذرا کہ چل کے آقاے نامدار سے اطلاع کردون کہ ہوشیار رہین شاہزادے نے کہا کہ ای ہما تم جاکر انتظام طلایہ کا کرو مین ہوشیار بیٹھا ہون گلچین نے گلابی اُٹھائی کہا ایک جام حضور نوش کرین چند قطرے غلام بھی پیے گا یہ کہکر شاہزادے کو شراب پلاکر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا مگر ہما درخت مین بندھا تھا چند گھسیارے اُدھر سے گذرے اُنھون نے ہما کو کھولدیا ہما گھبرایا ہوا لشکر مین آیا بارگاہ مین پہونچا شاہزادے کو نہ پایا گھبرایا ہوا بیرون بارگاہ آیا پکار کر آواز دی کہ یارو شاہزادے کو عیار آکر چُرا لے گیا کسی نے دخل نہ دیا اب تلاش مین اُس عیار کی جاتا ہون اگر راہ مین پا گیا تو اُنکی گردن لونگا

کہکر جھپٹا ایک بلندی پر آکر دیکھا کہ وہ عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی ہمانے للکارا کہ او مکار قدم آگے نہ بڑھانا منم ہمائے تیز رفتار فرزند عمرو نامدار گلچین پلٹ پڑا پشتارہ زمین پر رکھدیا لیکن چہرہ شاہزادے کا کھلا ہوا ہی دونون تیغ زنی کرنے لگے اس صحراے ہول خیز مین یہ دونون لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک نقابدار گلگون پوش گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا اول نگاہ اُسکی جمال بے مثال شاہزادے پر پڑی کلیجہ تھام لیا پسینہ آنے لگا نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا کہا ارے تم کون ہو جو اس صحرا مین اس طرح بے خوف لڑ رہے ہو گلچین نے کہا کہ مین عیار ہون مربوط برق انداز کا اس دشمن کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون اور یہ دوسرا اس جوان کا عیار ہی کہ جو کد و کوشش کر رہا ہی واسطے رہائی اپنے آقا کے نقابدار نے گلچین کو جھڑکا کہا جا دور ہو چاہا کہ نیزہ مارون گلچین بھاگا جب گلچین نکل گیا تو نقابدار نے ہما سے کہا کہ اب تم بھی جاؤ ہمانے کہا کہ یہ تو میرا آقا ہی مین اس کو چھوڑ کے نہ جاؤنگا نقابدار نے نیزہ اُٹھایا کہا کہ سنان نیزے پر اُٹھا لونگا اسی مین خیر ہی کہ صحیح و سالم یہان سے چلے جاؤ ورنہ آفت برپا کرونگا ہما ناچار ہو کر پلٹا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتا جاتا ہی نقابدار نے کمان کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر ہما پر مارا ہما کے شانے پر پڑا نشانہ ہما کا نشانہ ہوا ہما آخر کو بھاگا نقابدار نے پشتارہ اُٹھا کر اپنے مرکب پر رکھا جدھر سے آیا تھا اُدھر روانہ ہو گیا تھوڑی دور پر جا کر ایک باغ تھا اُسمین شاہزادے کو لیکر آیا چند کنیزین جو باغ مین موجود تھین اُنھون نے آکر مرکب سنبھالا نقابدار نے شاہزادے کو گھوڑے سے اُتارا کنیزین حیران ہین کہ آج ملکۂ عالم کسکو لائین ملکہ نے بارہ دری مین لاکر سر زانو پر رکھا تلوے سہلانے لگین شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا سرہانے ایک ماہ عالم افروز بیٹھی ہی ابروے خمدار ہین کہ کھنچی ہوئی تلوار ہی آنکھین نرگس شہلا مکان پاک و پاکیزہ کنیزین حیران حیران دیکھ رہی ہین شاہزادہ اُٹھ بیٹھا یہ محبت ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین اس مقام پر کیونکر آیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ عیار مربوط برق انداز تمکو لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی شاہزادے نے پوچھا کہ نام نامی تمھارا کیا ہی ملکہ نے کہا کہ گلشن افروز میرا نام ہی یہان سے تین کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ عشاق اُسکا نام ہی سکان اثر در سوا ارباب میرا وہانکی حکومت کرتا ہی یہ باغ میرے نام کا بنوا دیا ہی مین یہان رہتی ہون مجکو بہت ناگوار معلوم ہوا کہ عیار تمکو لیے جاتا تھا نہین معلوم کیا تکلیف پہونچاتا مگر آپ کے نام سے آگاہ ہون کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے ہین شاہزادے نے اپنا حسب و نسب ملکہ سے بیان کیا دونون عاشق و معشوق آکر مسند پر بیٹھے ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

سامنے جو پڑ گیا دیوانۂ بے باک تھا ... پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا
عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا ... کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا
لعل لب کے جب سے مضمون ڈھلگئے فکر اُسکی ہی ... ان نگینون کو تراشا جسنے وہ حکاک تھا
جامہ زیبی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے ... وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

بوے گُل کیطرح گرد راہ دکھلائی ندی	یار کا گلگون نسیم صبح سے چالاک تھا
مردم دیدہ ترا رو رو کے جب کرتے تھے ذکر	اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاکِ پاک تھا
دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا	مظہرِ نورِ الٰہی حُسن مشت خاک تھا
چشم نامحرم کو برقِ حُسن کر دیتی تھی بند	دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا
تیرے کوچے کا چمن پر دل کو آجاتا تھا شک	سنبل و گُل اپنی آنکھوں مین خس و خاشاک تھا
صید بندی کا تجھے جب شوق تھا ای شہسوار	حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا
جاے آب اُس مست کو ملتی ہی انگوری شراب	اعتقادِ پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا
عالم تشبیہ مین کہتا صنوبر کسکو مین	یار کا بوٹا سا قد موزون تھا وہ کاواک تھا
کر گئی جب روح مرجع کیطرف اپنے رجوع	خاک مین وہ ملگیا جو جسم آتش خاک تھا

کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین ایک نے کان مین آکر ملکہ کے کچھ کہا ملکہ کا رنگ رو اُڑ گیا شاہزادے نے پوچھا کہ کیون ملکہ خیر تو ہی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار کیا کہون عجب معرکہ گذرا ہی کہتے ہوے شرماتی ہون باپ میرا نہایت جری و بہادر ہی مگر اُنکے قلعے سے قریب ایک اور قلعہ ہی شاہور مردم در وہان کا بادشاہ ہی مگر وہ میرے باپ سے بھی بہادر ہی اُسنے میرے باپ پر دباؤ ڈالا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دو باپ نے ہمارے خوف جان و مال سے قبول کر لیا مگر یہ خیال تھا کہ کچھ حیلہ کر کے ٹالین گے لیکن اب اُسنے خبر پائی کہ ملکہ جوان ہوئین شکار کو جاتی ہین تیر اندازی اسپ تازی سیکھی ہی وہ زیادہ مشتاق ہوا لشکر لیکر چڑھ آیا ہی باپ نے ہمارے استقبال کیا بارگاہ مین لا کر بٹھایا ہی اور عذر کیا کہ دختر میری بیمار ہی ایک سال کی مہلت دو شاہور نے کہا کہ مین وعدہ کرتا ہون وہ علاج کرون گا کہ تمسے نہ ہو سکیگا حکماے اشراقین اُس علاج سے عاجز ہون اس طرح کے حکیم میرے یہان جمع ہین یہ عذر مین نہ قبول کرونگا اب مین آیا ہون خالی نہ جاؤنگا باپ نے میرے کئی حیلے کیے مگر اُس مغرور نے کوئی عذر نہ مانا اب باپ نے میرے اقرار کیا ہی کہ دو دن آپ رہیے مین رخصت کر دونگا صبح کو باپ میرا مجکو لینے آئیگا کہ محل مین چل کر رہو پرسون ہماری رخصت ہی مجھے منظور نہین کہ مین سواے آپ کے اور کسی مرد کی شکل دیکھون شاہزادے نے کہا ملکہ تم نہ جاؤ گلشن نے کہا کہ حضور ایسا کیونکر ہو سکتا ہی کہ باپ کہے اور مین انکار کرون یہ جو کنیزین میری خدمت کو ہین انھین کو وہ حکم دے دین کہ ملکہ کو پکڑ کے لے آنا تو یہ پہونچا دینگی مین کیونکر عذر کرون لیکن وہان آج صحبت مین بادشاہ کی بڑی چہل پہل ہی بارگاہ مین شاہور بیٹھا ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی اور چند نازنینان مہ جبین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی سے یارانہ ہوا	شیر کا پنجہ برائے موے سر شانہ ہوا
تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن	باغ مین ہر گُل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا
بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام	شیشۂ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا
آتشِ رنگ حنا سے شمع ہین سب اُنگلیان	دستِ جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا

زلف جانان بنگئی ہی گور مین مار عذاب ۔ تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے ۔ اہدنون کاشانہ میرا صاف تبخانہ ہوا
بیش غیر آنا نہین باہر رواق چشم سے ۔ طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانا ہوا
ہون وہ بلبل شاخ گل چھوٹی تو ہاتھ آئی ہی شمع ۔ بعد مرجانے کے ہر پر ایک پروانہ ہوا
ہو گیا ہی غیر کیا سودائی تجھپر اے پری ۔ جو گیا کتا ترے کوچے مین دیوانہ ہوا
مثل اخگر ہی چراغ خانہ پنہان خاک مین ۔ بام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا
ذکر کیا شبہائے فرقت مین چراغ و شمع کا ۔ آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہین ۔ مجمع خوبان ترے آتے ہی تبخانہ ہوا
جانور اچھے کہین ناسخ بُرے انسان سے ۔ شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

شاہزادہ یہ سب حال سُنکر تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ابھی اُسکا سر لاتا ہون یا اپنی جان دیتا ہون ملکہ بے اختیار ہو کر رونے لگین کہا ای شہریار وہ اکیلا نہین ہی ایک لاکھ فوج ساتھ ہی وہ وہ پہلوان ساتھ ہین کہ رستم و اسفندیار جنسے آنکھ جھکائین آپ یکہ و تنہا ہین یقین ہی کہ باپ کو بھی ناگوار ہو وہ یہ کہین گے کہ یہ غیر شخص کون آیا ہی کیون ہماری طرفداری کرتا ہی شاہزادے نے کہا کہ اگر بگڑین گے تو وہ بھی سزا پاوین گے آگے آگے شاہزادہ جاتا ہی پیچھے پیچھے ملکہ افتان و خیزان کہتی ہوئی جاتی ہین کہ ای شہریار مجکو قتل کر کے جائیے مجھسے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا دیکھ لیجیے کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی شاہزادہ فرماتا ہی ملکہ چند ساعت صبر کرو دل پر جبر کرو زیادہ بیقرار نہ ہو دیکھو تو مین جاکر کیا کرتا ہون یہ ذکر رہجائیگا کہ فرزند صاحبقران کس زور و شور سے بارگاہ دشمن مین پہونچا اور اپنا کام کیا یا شاید قضا لیے جاتی ہو جب شاہزادہ یہ کہتا ہی تو ملکہ رونے لگتی ہی کہتی ہی کہ ای شہریار میرا دل نہین مانتا مین بھی ساتھ چلونگی نہین تو کہین نکل چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون شاہزادہ کہتا ہی ملکہ مثل چوہون کے مردون کا کام نہین ہوتا شاہزادہ باہر نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور طرف شہر کے چلا ملکہ پٹ پر ہاتھ رکھے ہوے بحسرت دیکھ رہی ہی جب شاہزادہ نظرون سے مخفی ہوا آہ کر کے گر پڑی بیہوش ہو گئی کنیزون نے ملکہ کو اُٹھا لیکر بارہ دری مین آئین گلاب و کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ نے آنکھ کھلتے ہی ایک آہ کی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

تیری زلفون کا زمانہ مبتلا ہو جائیگا ۔ دیکھ لینا بال بال اُسکا بلا ہو جائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہی کہ تیرے سامنے ۔ گورا گورا چاند کا مُنھ سانولا ہو جائیگا
حُسن وحشت خیز ایسا ہی تو کیسے آدمی ۔ ای پری ہر جن بھی کتا باؤلا ہو جائیگا
آدمی کیا تو ہی گل ایسا کہ بلبل کی طرح ۔ عشق کا ہر جانور کو حوصلا ہو جائیگا
کوئی میرا چاک پیراہن جو کر دیگا رفو ۔ بنجۂ وحشت کو دم بھر مشغلا ہو جائیگا
طاق کسریٰ مین تزلزل آگیا ہی ایک بار ۔ تربت کسریٰ مین ابکے زلزلا ہو جائیگا

ملکہ نے بیقرار ہو کر کنیزون سے کہا ذرا جاکر خبر تو لاؤ چند کنیزین مردانہ لباس پہن کر برائے خبر

روانہ ہوئیں یہان شاہور مست بیٹھا ہی اور بادشاہ سے کہہ رہا ہی آپ میرے بزرگ ہین زیادہ
ٹھہرنے مین میرے واسطے بہت صرف بیکار پڑیگا اگر مناسب ہو تو کل ہی رخصت کر دیجیے کل کسی منزل
پر رات ہوگی صبح ہوتے شہر مین پہونچ جاؤنگا وہان جاکر جلسہ کرونگا سب عزیزون کو بُلاؤنگا احباب
کو یہ سامان دکھاؤنگا اور لوگ یہ کہین گے کہ آپنے بڑی تکلیف اُٹھائی مگر کس زور و شور سے معشوقہ
کو لائے مین ایک ایک سے یہ صحبت بیش آؤنگا سکان جواب دیتا ہی کہ اے فرزند کل صبح کو
یہ سب امور مین طی کر دونگا خوشی تو میری یہ ہی کہ ایک سال صبر کرو بہ آسانی و بہ تکلف تمام رخصت کرون
شاہور کہتا ہی یہ نہ فرمایئے مین بہر نوع کل جاؤنگا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا شاہور نے سر اُٹھاکر
پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہو رہا ہی چوبدار نے عرض کی کہ ایک نوجوان حسین و جمیل
بارگاہ مین آتا ہی درگہ سالار روک رہا ہی وہ نہین مانتا چند ساعت اُسنے منت و خوشامد کر کے
رکا ہی اب وہ جوان آیا چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین آیا پھر پردہ
بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت حسین و جمیل آتا ہی کہ جس سے تمام بارگاہ
روشن ہوگئی مگر پہلوانون کے بھل اکڑتا ہوا آتا ہی سب حیران ہین کہ یہ نوجوان کون ہی کہ جو یون بلا تکلف چلا آیا
اسکو کچھ خوف نہ آیا کہ ہمپر کیا گذریگی سامنے شاہور کے شاہزادے نے آکر پکار کر آواز دی
اور بہ ہیبت کہا سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایکے است
و درین پیغمبر خدا برحق است یہ نعرہ سُنکر سب نے کہا کہ یہ جوان کون ہی جو خدائے نادیدہ کا نام لیتا
ہی سامنے بادشاہ کے شاہزادہ ٹہلتا ہوا آیا شاہور سے کہا کہ اے پہلوان یہ کیا بات ہی کہ پرائی
بیٹی بہ جبر لیتے ہو اور وہ معشوقہ پریچہرہ بھی تمسے راضی نہین بس بہتر اسی مین ہی کہ چپکے یہان سے
چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤ شاہور نے کہا کہ اے جوان کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنے
ہوش مین آ شاہزادے نے کہا اُٹھو باہر چلو ہمارے تمھارے جواب و سوال ہو جائے اور اے
سکان تم کیون دیتے ہو جواب دو ابھی ہمارا موقع نہین ہی تم کیون گھبرائے جاتے ہو ہم تمھاری
طرف سے جواب و سوال کرنے آئے ہین شاہور نے کہا کہ اے نوجوان مجکو تیرے سن و سال پر رحم
آتا ہی شاہزادے نے کہا آپ رحم نہ فرمایئے جو آپ سے ہو سکے اُسے اُٹھا نہ رکھیے شاہور بل کرکے
اُٹھا کہا اے جوان قضا تیری لیکر آئی ہی مین ناچار ہون لیکن اب بھی مین یہی چاہتا ہون کہ یہ فساد
موقوف رہے اگر تمکو منظور ہی تو ضرور مقابلہ ہو یہ کہکر شاہور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ پیترے
سے کھڑا ہوا شاہور نے یا لات و منات کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
قصد کیا تلوار چھین لون شاہور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی مگر شاہزادے کا یہ حال ہی کہ شاہور سے
لڑ بھی رہا ہی اور چہار جانب دیکھتا بھی جاتا ہی مگر شاہور یہی چاہتا ہی کہ اسکو زیر کرون مگر کیا ممکن
ہی کہ شاہزادے پر غالب ہو سکے سکان نے خیال کیا کہ شاہور کمی کر رہا ہی یقین ہی کہ زیر ہو جائے
افسران فوج کو قریب بُلایا کہا صاحبو تم دیکھتے ہو کہ یہ شاہزادہ کس زور و شور سے لڑ رہا ہی شاہور
دنگ ہو رہا ہی اب گھڑی دو گھڑی مین یقین ہی کہ بغنون سپہ گری زیر کرے چہار جانب سے ملکر یلوہ کرو
شاید مغلوبہ مین غالب آؤ افسران فوج نے عرض کی جو ارشاد ہو بجا لائین جو کام آپ کرین ہم سب

موجود ہین چہار طرف سے شاہزادہ شاہور کو پکڑ کر لایا ہی چاہتا ہی لیکن اُسکا اُکھیڑون کہ لینا لینا کر کے چہار طرف سے لوگ آپڑے شاہزادے نے شاہور کو چھوڑ دیا تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑے شاہور گھبرایا ہوا قریب سکان کے آیا کہا ای بادشاہ آپ کے مطلب کو مین سمجھا مگر آپ نے یہ کوشش کیون کی سہیل جادو ایک ساحرہ ہی کہ وہ بعد دوپہر کے آئیگی اگر رستم سے لڑون تو اُسپر بھی مین غالب آؤن میرا زور بڑھائیگی دشمن کا زور گھٹائیگی مجھسے کوئی لڑ نہین سکتا اب اُس کے آنے مین تھوڑی دیر باقی ہی سکان نے جواب دیا کہ ای شاہور مین اس رمز سے آگاہ نہ تھا اگر وہ ساحرہ آئیگی تو اپنا ادر کام کریگی شاہور نے کہا وہ آیا چاہتی ہی کہ پہلوے کوہ سے آندھی اُٹھی مگر نہایت تاریک کوہ تھرائے درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے شاہور نے دیکھا کہ وہ آندھی محیط ہونے لگی تھوڑے عرصے مین ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا شاہزادہ جو ایک مقام پر لڑ رہا ہی صدہا لاشے گرا دیے ہین جو افسر سامنے آیا مارا گیا لاشے پھڑک رہے ہین شاہزادے کا گھوڑا مارا گیا پیدل لڑ رہا ہی کہ اُس آندھی سے برق چمک کر گری کہ شاہزادہ غائب ہو گیا پھر روشنی ہونے لگی مگر سہیل جادو جو شاہزادے کو اُٹھا کر لیگئی راہ مین جو جمال پر نگاہ پڑی تڑپ گئی کہتی ہی کہ یہ یوسف ثانی اس لائق ہی کہ اسکو اپنی خدمت مین رکھون وصل حاصل ہوگا تو بڑا ہی لطف ہوگا جو جادوگرنیان نیری ملاقات کو آوینگی وہ اسیر بیین گی مین ایسا سحر اسیر کرون کہ میری محبت کا دم بھرے یہان شاہور اور سکان پلٹے شاہور کہتا ہوا پلٹا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اب معشوقہ کو میرے ساتھ کیجیے ملکہ نے جو چند کنیزین واسطے خبر کے روانہ کی تھین اُنھون نے یہ سب معرکہ دیکھا خبر لیکر پلٹین سامنے ملکہ کے آئین کہا واری عجب معرکہ ہوا کہ شاہزادہ دربار مین پہونچا شاہور سے مقابلہ پڑا شاہزادے نے اُسکو دنگ کر دیا پھر ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور ایک برق چمک کر گری اُسی برق مین کوئی شاہزادے کو اُٹھا لے گیا اب ہمراہ شاہور کے آپ کی بھونری پھریگی تیاریان ہو رہی ہین دربار مین یہی گفتگو ہو رہی ہی کہ یہ شخص کون تھا اور کیون مدد کو آیا لیجانے والا تو ثابت ہی شاہور کہہ رہا ہی کہ سہیل جادو ایک ساحرہ ہی وہ مجھپر جان دیتی ہی وہ ہی اس نوجوان کو لیگئی ملکہ یہ سُنکر رونے لگین اور کہا صاحبو مین تو اپنی جان دونگی مگر ہمراہ شاہور کے نہ جاؤنگی میری تو عجب کیفیت ہی اب تو یہ حالت ہی

نظم

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہی دیارون مین ‖ کہ مردم نام لکھتے ہین سرے پہ اشتہارون مین

ہوا ہی قحط کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا ‖ وہ ہی پتھر نظر آتے ہین اب تک کوہسارون مین

مین وہ غم دوست ہون جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا ‖ نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوارون مین

نہ کر شدیز گلگون پر غرور اتنا بھی ای خسرو ‖ پیادے رووینگے کل آج ہی تو شہسوارون مین

جو آنا ہی تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہی ‖ جگہ جب منھ دکھانے کی رہی مجکو نہ یارون مین

بہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہم سے کرنا تھا ‖ تپ غم نے ہماری جان کھودی دو حرارون مین

رہا مثل خس و شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے ‖ وہ ہی دشمن ہوا جسکے بنا مین دوستدارون مین

ہراسان ہوتے ہین کب مردیکہ تا ز کثرت سے ‖ کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزارون مین

سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی	خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنوار و مین
بدن مین جان تازہ آئی ہی سونگھے سے ای آتش	عجب خوشبو ہی اُس گل پیرہن کے باسی ہار و مین

ملکہ کا تو عجب حال ہی بیقراریان کر رہی ہی وہان شاہور کہ رہا ہی کہ اب مجکو رخصت کیجیے اور ملکہ کے جانے کی تیاری کیجیے یقین ہی کہ اُس ساحرہ نے اُس نوجوان کو مارڈالا ہو لاشہ کہین جنگل مین پھینکدیگی سکان کہتا ہی کہ مین جہیز وغیرہ کی تیاری کرلون اب مجھے کیا عذر ہی مگر یہ ثابت نہ ہوا کہ یہ نوجوان کون تھا اور کس زور و شور مین آیا اور تم سے ہم نبرد ہوا شاہور کہتا ہی ملکہ کو آپ نے صاحب اختیار کیا ہی باغ مین تشریف رکھتی ہین قلعے مین مہینون نہین آتین کہین سے یہ جوان آیا ہوگا خوبصورت توانتہا کا تھا زور و طاقت مین بھی بیمثل و بینظیر ہی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی ملکہ باغ مین بیتاب و بیقرار ہین مگر کچھ حال ہمارے تیز رفتار کا بیان ہوتا ہی کہ جب نقابدار بشتارہ لے گیا گلچین پلٹ کر خدمت مربوط برق انداز مین آیا اور تمام حال بیان کیا مربوط نے کہا بہتر ہوا کہ ہم خون مین اُسکے مبتلا نہ ہوے مگر ہمارے تیز رفتار پلٹ کر خدمت مین سردارونکی آیا کوہان قزاق و سلمان جنگ آزما و صیاد صحرائی وغیرہ بارگاہ مین جمع ہین ہتھیار وغیرہ اپنے اپنے جسم پر آراستہ کر رہے ہین کہتے ہین کہ صاحبو اگر عیار مربوط برق انداز لے گیا تو ابھی جاکے اُسکی بارگاہ مین گھس پڑینگے خون کا دریا بہا دینگے اور اپنے آقا کو چھڑائین گے جنگ و جدل مین یہ فریب کیسا کہ اس عرصے مین ہمارے تیز رفتار آکر پہونچا سرداروں نے پوچھا کہ کیون ای عیار طرار آقاے نامدار پر کیا گذری عیار نے بیان کیا کہ مربوط برق انداز کا عیار گلچین آقاے نامدار کو لیے جاتا تھا مین نے راہ مین جاکے روکا اُسنے بشتارہ رکھدیا اور مصروف جنگ ہوا اثناے جنگ مین ایک نقابدار آیا نقاب سُرخ چہرے پر ڈالے ہوے تمام کب تیز رفتار کو اُسنے دوڑا کے ہم دونون کو بھگا دیا گلچین تو بھاگ گیا مین نے چاہا کہ بچھا کرون نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر تیر مارا جس سے شانہ میرا نشانہ ہوا مین زخمی ہوکر ہٹ آیا نقابدار گلگون پوش شاہزادے کو لے گیا کوہان نے کہا کہ ای عیار طرار تم پتہ لگاؤ اگر شاہزادہ قلعۂ آتش مین ہوگا تو اپنے کو آگ مین گرادینگے جان کا اپنی پاس نہ کرینگے اپنے آقا کو رہا کرلاوینگے اور مربوط برق انداز کی کیا مجال ہی کہ قریب باغ ملکہ جائے گو جین اُسکی کاٹ ڈالین گے سب سرداروں نے ہمارے یہی کہا کہ جلد کہ پتہ لگاؤ خبردار تم دخل نہ دینا ہم کو آکر خبر دو ہم برابر جاوینگے اپنے آقا کے لیے جان دینگے ایسے قدردان کہان ملین گے دیکھو ایک وہ نہین ہین بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی دم سے اُس شاہزادے کے ہماری عزت و آبرو رہا ایسے آقاے نامدار کے واسطے جان نہ دینگے تو پھر کیا کرینگے ہم لوگ بڑا افسوس کر رہے ہین کہ نہین معلوم وہ نقابدار کون تھا کہ عین وقت پر آکر لے گیا ہمارے تیز رفتار باہنمارے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین شاہزادے کی نکلا اُس مقام پر آیا کہ جہان گلچین سے مقابلہ پڑا تھا نشان سم اسپ نقابدار پر چلا بڑے بڑے صحرا سے اُن جنگلون کو طی کرتا ہوا جاتا ہی مگر آقا کے واسطے بیقرار ہی شام کو تھک کر ایک نخل کے نیچے بیٹھا تو بڑے مین سے کچھ سوکھی روٹیان نکالین اُن کو کھایا پانی پیا ایک شاخ نخل پر جاکر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کل صبح کو کدھر جاؤن اور کیونکر پتہ لگاؤن

کہ کان مین آواز گانے کی آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

وہ ہی جنون کی جو خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تری آنکھونکی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ ہی نشو و نما سبزے کی ہی گور غریبان پر
ہو اے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تعلق ہی وہ ہی تاحال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ ہی سر کا پٹکنا ہی وہ ہی رونا ہی دن بھر کا
وہ ہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
نیاز خادمانہ ہی وہ ہی فضل الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
فراق یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ ہی سودائے کاکل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
جنون کی گرمجوشی ہی وہ ہی دیوانون سے اپنے
وہ ہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ ہی بازار گرمی ہی محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

ہما درخت سے اُترکر اُس آواز کے نشان پر چلا تھوڑی دور پر آکر دیکھا کہ ایک باغ ہی اُسکے اندر سے گانے کی آواز آرہی ہی ہمائے تیز رفتار پشت پر اُس باغ کی آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ ایک ساحرہ بھاری جوڑا پہنے ہوے مسند پر بیٹھی ہی اور چند کنیزین مصروف کاروبار ہین اور ایک گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی مگر ساحرہ ملول و حزین ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہہ رہی ہی کہ کیون صاحبو تم سب کی کیا رائے ہی اس ظالم کو قتل کرڈالون کنیزین کہتی ہین کہ واری جب کہنا نہ مانے گا تو آخر کیا ہوگا وہ ساحرہ کہتی ہی کہ صاحبو اُسکی آنکھون نے مجھپر جادو کیا جب ملتی ہین تو اپنے ہوش مین نہین رہتی ہون جس وقت جلاد اُسکو قتل کریگا تو مین اپنے تئین بھی خنجر مار لونگی بعد ایسے معشوق کے بھلا زندگی کرونگی ہما دیوار سے اُترا زرغۂ نخلستان مین آکر چھپا گائن بولائی ہوئی اُٹھی اُسی مقام پر آکر پیشاب کو بیٹھی ہمانے جھپٹ کر جاب مار اگائن کو کنارے ڈالدیا اور اُسکا لباس و زیور آپ پہنا اُسی کی شکل بنکر سامنے ساحرہ کے آبیٹھا اور یہ اشعار گانے لگا نظم

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اُسکے ہوے سارا چاند
تمام رات ہوئی گر گیا کنارا چاند
لو اُترو کوٹھے سے تم جیتے اور ہارا چاند
نقاب اُلٹ کے رُخ رشک ماہ دکھلادو
اندھیری رات مین ہی ایک ایک تارا چاند
ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نہ کرسکا ترے ابرو کا یار اشارا چاند
فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہی مہر جہانتاب ناگوارا چاند
زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند
ملادیگا ترے پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کریگا نہ کیا گذارا چاند
رُخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حُسن سے شعلہ ہی تو شرارا چاند

ہمانے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ وہ ساحرہ بیقرار ہوکر رونے لگی ہمانے دامن تھام لیا کہا واری کہانتک غم کھائیے گا ہم لوگ سب پریشان ہوتے ہین آپ کو جو ملول و حزین پاتے ہین اُس جادوگرنی نے کہا کہ اے شعلہ آہ پھر ناچ گانا رہتا تھا آج کئی دن کے بعد تمکو بلایا ہی میرا دل

نہین چاہتا کہ بات بھی کرون یہی دل چاہتا ہی کہ مُنھ لپیٹے پڑی رہون ہمانے کہا کہ حضور لات و
منات اُن کو غارت کرین کہ جنھون نے ہمارے اور آپ کے عیش مین فرق ڈالا مگر کیون حضور
کئی دن سے شاہور نہین تشریف لائے حضور میان شاہور کی عجب باتین ہین جب مین گاتی تھی
تو مجھسے اشارے کرتے تھے جب کبھی اُنھون نے اشارہ کیا مین نے مُنھ پھیر لیا ایک دن تنہائی مین
میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا محبت کی باتین کرنے لگے مین نے ہاتھ تو اُنکا ہٹا دیا اور کہا کیون حضور
یہ کیا حرکت ہی کہ جو مالک کے ساتھ باتین وہ میرے ساتھ بھی آپ کرنا چاہتے ہین غصہ کرنے لگے
ساحرہ نے نام شاہور کا سُن کر کہا کہ ای شعلہ اُس نگوڑے کا نام نہ لو اُسی نے یہ آفت برپا کی
مجکو نامہ لکھ کر بُلایا جمال اُس شہریار کا دکھایا مین اُسکو اُٹھا لائی آج کئی دن گذرے کہ مین نے
آب و دانہ ترک کر دیا آگ کلیجے مین بھڑک رہی ہی ہمانے کہا اوری اگر حکم ہو تو مین جا کر سمجھاؤن
دیکھون کیا چاہتا ہی ساحرہ رونے لگی کہا ای شعلہ اُس ظالم نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے اب وہ
نگوڑا کیا مانے گا اور مین اُسکو کیا مُنھ دکھاؤن اگر اُسنے وصل قبول کیا تو اُسکو بادشاہ جلیل
بناؤنگی ای شعلہ مجھے اختیار ہی اگر چاہون دعوی خدائی کرون اُسنے جو مان لیا تو اُسکو خداوند
بنا کر بٹھاؤنگی مین بہ نیابت کام کرونگی وہ عجائب و غرائب دکھاؤن کہ جو اس راہ سے گذرے برا
سجدہ جُھک پڑے اگر میرا جی چاہے تو زمین و آسمان نیا بنا دون اُسپر چاند و سورج نکلین تارے
چمکین وہ شخص ابھی میرے کمال سے آگاہ نہین ہمانے کہا دادی مین ابھی جا کر اُسکو یہ مژدہ دیتی ہون
کہ تجکو ملکہ خداوند بنا کر بٹھا دیگی اگر صورت کا خیال ہی تو جیسی صورت منظور ہو ویسی صورت
بنا کر دکھا دین اور اصلی صورت تو یہی ہی کہ جو تونے دیکھی مین داری خوب سمجھاؤنگی ساحرہ نے
ہنس کر کہا اچھا بوا شعلہ جاؤ تم بھی اپنی گرمی دکھاؤ ہمامے تیز رفتار چلا ایک کمرے مین آکر دیکھا
کہ ایک قفس مین شاہزادہ بند بیقرار و دردمند سرنگون بیٹھا ہی ہمانے جو اپنے آقا کو اس حال سے
دیکھا دوڑ کر قفس سے لپٹ گیا چُپکے چُپکے رونے لگا شاہزادہ حیران ہی کہ آج گانے والی مجھپر عاشق
ہوئی کہا بی گائن صاحب مجکو سہ فراز نہ کرو مین بھی کسی کے غم مین ہون ہمانے کہا آپ نے اپنے غلام کو
نہین پہچانا مین ہون ہمامہ تیز رفتار شاہزادے نے جو عیار کا نام سُنا مثل گُل شگفتہ ہو گیا
کہا ای خیر خواہ دولت آج چار دن گذرے ہین کہ آب و دانہ بند ہی نئے نئے صدمے یہ ساحرہ مجکو
دیتی ہی کبھی منت کبھی خوشامد کبھی ستانا کبھی دیوانہ بنانا کہتی ہی دولت عالم ممکن کر دونگی ہمانے
کہا ای شہریار مین نے آپکو اکثر سمجھایا ہی کہ جادو گرنی سے سپاہ گری کبھی نہ کیجیے گا شاہزادے نے
کہا مین نے قصد کیا کہ انکساری سے کام نکالون مگر خلاف کلمہ میری زبان سے نہین نکلتا یہی دل
چاہتا ہی کہ اپنی جان دون یا اس ساحرہ کو مارون لیکن ہاتھ پاؤن قابو مین نہین کیا تدبیر کرون
ہمامے نے کہا کہ غلام جا کر رنگ جماتا ہی اُسکو دام مکر مین لاتا ہی حضور فقط اتنا کہدین کہ مین
خود تجھپر عاشق ہون تونے وہ بدعت کی کہ مین ناراض ہوا اسی وجہ سے مین نے انکار کیا تجھ
ایسی معشوقہ کو کیون نہ قبول کرونگا تو مجکو خداوند بنا کر بٹھائیگی تو نیابت کا کام کریگی جو مجھسے
ہو سکے گا وہ بجا لاؤنگا آنکھون سے خدمت کرونگا شاہزادے نے کہا کہ ای برادر یہ خلاف باتین

میری زبان سے نہ نکلین گی مین تم سے سُنتا ہون تو شرمندہ ہوتا ہون عیار نے کہا یہ تو کہیے گا کہ جو شعلہ کہتی ہے وہ مجکو بدل وجان منظور ہے مین پھر رنگ اپنا جما لونگا یہ کہکر ہمائے تیز رفتار باہر آیا ہنستا ہوا سامنے سہیل جادو کے پہونچا سہیل جادو نے ہنس کر پوچھا کہ کیون بی شعلہ تم کیا پھڑکتی ہوئی آئین کچھ خوشخبری لائین شعلہ نقلی نے کہا کہ واری وہ خود آپ پر جان دیتا ہے جو غمزے کیجیے وہ جا سے ہین وہ کہتا ہے مین مدت سے آرزو رکھتا تھا کہ کسی ساحرہ سے آشنائی کرون تاکہ پہلوانان عالم سے مقابلہ کرون اب میری آرزو پوری ہوئی مگر ایسی ظالم ملی کہ روز بدعتین کرتی ہے اب مین ناچار ہون میرا بات کرنے کو دل نہین چاہتا جب تک وصل نہ ہوگا تب تک خاموش رہونگا جب وصل ہولیگا تب شگفتہ ہونگا اب آپ جلسہ آراستہ کیجیے دور شراب ہو چرچا مینوشی کا ہو اُسی وجہ مین وصل بھی ہو جائیگا یہ سُن کر سہیل جادو خوش ہوگئی کہا کیون شعلہ یہ تو اُسی کی زبانی کہتی ہے کہ میرے خوش کرنے کو فقرہ بنا کر لائی ہے ہمانے کہا کہ حضور آپ کے سر کی قسم بلکہ آپ کے باپ کی سر کی قسم جو کہتی ہون وہ سچ ہے وہ تو بیتاب بیٹھا ہے جوانی کے جوش مین تڑپ رہا ہے کہتا ہے جیسا مجکو پریشان کیا ہے ویسا مین بھی پریشان کرونگا کہ کچھ دنون تک یاد کرے مین آپ سے کہے دیتی ہون ذرا ہوشیار رہیے گا جوان زبردست ہے ان باتون کو سُنکر سہیل شگفتہ ہوئی جاتی ہے کہتی ہے کہ ای شعلہ تونے وہ مژدہ سُنایا ہے بقول شاعر فرد برین مژدہ گر جان فشانم رواست ✣ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ✣ ای شعلہ تم سب کے مرتبے بڑھاؤنگی تحسین لوگون کو فرشتۂ قدرت بناؤنگی یقین ہے کہ شعلہ تونے ذکر کیا ہے کہ ملکہ تجکو خداوند بنائیگی مرتبہ تیرا آسمان پر پہونچائینگی شعلہ نقلی نے کہا کہ واری وہ اسقدر خوش ہے کہ اپنے پیرہن مین نہین سماتا اگر حکم ہو تو قفس اُٹھا لاؤن گا بجا کر شراب پلاؤن کہ آپ کو لذت حاصل ہو سہیل نے کہا کہ ای شعلہ تمنے ہم کو بہت خوش کیا جو مناسب جانو وہ کرو تم کو مین نے آج سے داروغہ کیا کل کنیزون پر تمکو اختیار ہے فقط گانے کے وقت حاضر ہونا باقی تم کو اختیار ہے ہمائے تیز رفتار اُٹھا اور قفس لیکر آیا سر محفل قفس رکھا بایان کھینچا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ہے مری مستی کو عشقِ ساقیِ کوثر شراب — رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
خون آتا ہے نظر صاف اُس تنِ نازک سے یون — جسطرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
ہے دلِ مجروح کی اُس چشم میگون پر شفا — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہون میکش برا ای زاہد نہ کر غیبت مری — گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
لذتِ عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول — ذائقہ مین دیکھ لو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
میکشی سے زاہدونکو اسلیے انکار ہے — تا نہ اُن بد باطنونکے کھولدے جوہر شراب
ہین جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہے — آدمی کی عرش پروازی کو ہے شہپر شراب
ہے نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا وہ ہی — جسکی نزدیکی سے تلخ ہوتی ہے اطہر شراب

اس رنگ سے یہ اشعار ہمانے گائے پھر شاہزادے کو قفس سے نکالا پہلو مین سہیل جادو کے بٹھایا سہیل جادو تو باغ باغ ہے مگر شاہزادے کو خالی پہلو مین بیٹھنا بھی ناگوار گذرا الگ ہو بیٹھے ہین

جب سہیل چاہتی ہی کہ کچھ کلام کرے تو یہ برہم ہو کر جواب دیتے ہین سہیل شعلہ سے اشارہ کرتی ہی
کہ کیا آتشخو و شعلہ مزاج ہی اب تک غصہ نہین اُترا ہما اشارہ کرتا ہی کہ نشۂ شباب مین چور ہی آپ خیال
تو کرین کہ تیرہ یا چودہ برس کا سن ہی آگ کے پُتلے بنے ہوے ہین یہ اشارے سے کہکر جھٹ پٹ جام شراب
لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی گنگنا کے تان لگائی ہاتھ بڑھا کر بتاتی جاتی ہی بڑے تکلف سے
سہیل کو جام دیا سہیل تو خواہش وصل مین اندھی ہو رہی ہی چاہتی ہی مطلب حاصل ہوا و ریہ
جوان شگفتہ ہو کر ملے تو غنچۂ آرزو کھلے بے اندیشۂ انجام پی گئی ہما نے کنیزون سے پکار کر کہا کہ لو صاحبو
تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین بعد تھوڑی دیر کے دست درازی شروع ہوئی سہیل جادو جھلا کر اُٹھی
کہ او بے حیا ؤ جانتی ہو کہ معشوق پہلو مین بیٹھا ہی جاؤ جا کر کنارے بیٹھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی ہوئی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین گر گر کر بیہوش ہوئین ہما خنجر لیکر اُٹھا
چاہا کہ سہیل کو قتل کرون شاہزادے نے ہاتھ تھام لیا کہا ای یار وفادار سوتے مین قتل کرنا مناسب نہین
ہی ہما نے نہ مانا ہاتھ مار دیا سہیل کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی ہلڑ ہنگامہ
جو زیادہ ہوا کنیزون نے بیدار ہو کر دیکھا کہ سہیل کا لاشہ تڑپ رہا ہی اور آوازین آرہی ہین کہ کشتی مرا
نام من سہیل جادو یہ کنیزین شاہزادے کو سلام کرنے لگین شاہزادے نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کسی نے
کہا کہ فلان گانؤن کی رہنے والی ہون اور وہانکے زمیندار کی زوجہ ہون کسی نے کہا کہ مین فلان زمیندار
کی بیٹی ہون یہ ہم کو اُٹھا لائی اپنی کنیزی مین رکھا شاہزادے نے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ کوٹھے
جو کھولے مال و اسباب بہت برآمد ہوا کنیزونکو بھی کچھ دیا کہ راہ مین تمھین کچھ صرف چاہیے کنیزون کو بعد
رخصت کرنے کے بہت سا مال بچا صرف ایک مرکب شاہزادہ نے لے لیا ہما نے کہا باغ مین قفل لگائے
دیتے ہین اگر کسی اور کا گذر ہوگا تو وہ مال لے لیگا ورنہین تو انشاء اللہ ہم خود آ کے لین گے باغ مین
قفل لگا دیا باغ سے نکلے تھے کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار دس بارہ ہزار جوان
پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک آفتاب جمال اور ایک عیار چست و چالاک
باغ مین قفل لگا کر نکلے ہین تاجدار نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ جوان کون ہی سوار نے
آکر پوچھا شاہزادے نے بلا تکلف اپنا نام مع حسب و نسب بتا دیا سوار نے جاکر بادشاہ سے بیان کیا
برجیس تاجدار نے کہا کہ یہ دشمن خاندان لات و منات ہی اسکو گرفتار کرکے خدمت مین سکندر
کی روانہ کرین گے سب نے کہا ابھی گرفتار کیے لیتے ہین دس ہزار جوان لینا لینا کہکر چلے شاہزادے نے
تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ شاہزادہ شیران لقب شیر شیران دشت نبرد + کہ دشمن شود
در مہم گرد برد + بمیدان جنگ آوران خوش لقب ؛ منم نورعین امیر عرب + نعرہ کرکے جا پڑے چاہا
لڑ بھڑ کر قریب تخت کے پہونچون مگر افسرون نے بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر ہوا
کئی افسرون کو مار کر شاہزادہ قریب تخت کے آیا تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بازو بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا برجیس تاجدار نے امان طلب کی شاہزادے نے
سوال اسلام کیا برجیس تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا دس ہزار جوان دائرۂ
اسلام مین آئے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ آکر بارگاہ مین بیٹھا سہیل جادو کا ذکر کیا

برجیس تاجدار نے اپنے ملازمون کو بھیجکر مال سب باغ کا اُٹھوا لیا ارابون پر بار کر کے لے چلے صبح کو شاہزادے نے کوچ کیا مگر گوہر تاجدار مربوط برق انداز کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا ملازمان شاہزادہ فوراً مسلح ہوے اثناے راہ مین آکر لشکر گوہر تاجدار کو روکا اور کہا ای بادشاہ ہمارا آقاے نامدار نہین ہی ملکۂ عالم چند کنیزون سے باغ مین ہین تامل کرو یا مقابلہ کرلو ہم باغ مین نہ جانے دینگے مربوط برق انداز نے کہا کہ ای گوہر تاجدار آج پلٹ چلیے رات کو طبل جنگی بجوا کر صبح کو ان سب سے سمجھ لونگا ملکہ ایسی حاکم ہوئی کہ باپ کو بھی نہین آنے دیتی کوہان نے گھوڑا بڑھا کے کہا کہ ای مربوط اسی وقت مقابلہ کرلو مربوط نے کہا صبح کو سمجھ لین گے سب سرداران لشکر اسلام باغ کو پشت پر لیکر سامنے اُترے مربوط نے آکے طبل جنگی بجوایا سرداران شاہزادہ نے بھی نوازش نقارہ کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مربوط میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سب سے پہلے اپنے مرکب کو سلمان جنگ آزما نے نکالا کوہان نے کہا کہ ای شاہزادے اب تو تم قصد کرچکے روکنا مناسب نہین ہی مگر بہت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا غرض سلمان جنگ آزما سامنے مربوط کے پہونچا مربوط نے نیزہ مارا سلمان سے دو گھڑی کامل نیزہ چلا مربوط نے جھلا کر ڈانڈ پر ہاتھ ڈالدیا اور نیزہ توڑ کر سلمان کا پھینک دیا سلمان نے ہاتھ تلوار کا مارا مربوط نے روک کر ہاتھ تیغۂ برقتاب کا مارا کئی سیر کا تیغہ لنگر دار دو جوہر دار جھک کر جو گرا سر سلمان کا زخمی ہوا باپ اسکا جو تخت پر سوار تھا بیٹے کو زخمی دیکھ کر تخت سے کود ا گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلۂ مربوط مین پہونچا کہا او نامرد زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی یہ سراسر قاعدے کے خلاف ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا مربوط نے روک کر ایک ہاتھ مار دیا کہ صیاد صحرائی بھی زخمی ہوا اور جو سردار نکلا سامنے مربوط کے آیا وہ زخمی ہوا چھ سردار زخمی ہوے دو سردار جان سے مارے گئے کوہان قزاق آگے لشکر کے کھڑا ہوا ایک ایک کو منع کر رہا ہی مگر یہ جانباز کب رُکتے ہین جو گیا وہ زخمی ہوا ٹھیک دوپہر کا وقت ہی آفتاب عالمتاب دائرۂ نصف النہار پر ہی اب جو مربوط نے پکارا کوہان جا پڑا جیسے ہی سامنے پہونچا مربوط نے ہاتھ مارا کوہان نے گینڈا بڑھایا کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون وہان پر موشخانہ تھا گینڈے نے سکندری کھائی مربوط کا وار چل گیا کوہان بھی زخمی ہوا لوگ اس کو پھیر لے گئے مگر کوہان نہایت پریشان سر سے خون بہتا ہوا صف پر آکر ٹھہرا مربوط نے پھر للکارا کوہان نے اپنا زخم سر باندھا قصد کیا کہ جا پڑون پھر مقابلہ کرون افسران فوج لپٹ گئے کہا ای کوہان زخم کاری کھاچکے ہو اب ہم تم کو کیونکر جانے دین کوہان کہتا ہی یار و جو لڑنے کے لائق تھے وہ سب زخمی ہوے لہذا اب سواے میرے کون جائے افسران فوج قبول نہین کرتے مربوط نعرہ کر رہا ہی کہ مین خود آتا ہون پر اہل اسلام کا بند ہی کمیدان و رسالہ دارون نے قصد کیا کہ ہم لوگ مقابلے مین جاوین کوہان نے کہا کہ مربوط ایسا نہین ہی خدا سے دعا کرو کوہان نے خود سر سے اُتارا سب افسر بھی سر برہنہ ہوے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہم نہین چاہتے کہ لشکر اسلام پر شکست ہو ای کریم و رحیم

جب سہیل چاہتی ہی کہ کچھ کلام کرے تو یہ برہم ہو کر جواب دیتے ہین سہیل شعلہ سے اشارہ کرتی ہی کہ کیا آتشخو و شعلہ مزاج ہی اب تک غصہ نہین اُترا ہما اشارہ کرتا ہی کہ نشۂ شباب مین چور ہی آپ خیال تو کرین کہ تیرہ یا چودہ برس کا سن ہی آگ کے پُتلے بنے ہوے ہین یہ اشارے سے کہکر جھٹ پٹ جام شراب لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی گنگنا کے تان لگائی ہاتھ بڑھا کر بتاتی جاتی ہی بڑے تکلف سے سہیل کو جام دیا سہیل تو خواہش وصل مین اندھی ہو رہی ہی چاہتی ہی مطلب حاصل ہوا ور یہ جوان شگفتہ ہو کر ملے تو غنچۂ آرزو کھلے بے اندیشۂ انجام پی گئی ہما نے کنیزون سے پکار کر کہا کہ لو صاحبو تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین بعد تھوڑی دیر کے دست درازی شروع ہوئی سہیل جادو چھلا کر اُٹھی کہ او بے حیا ؤ جانتی ہو کہ معشوق پہلو مین بیٹھا ہی جاؤ جا کر کنارے بیٹھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین گر گر کر بیہوش ہوئین ہما خنجر لیکر اُٹھا چاہا کہ سہیل کو قتل کرو ن شاہزادے نے ہاتھ تھام لیا کہا ای یار وفادار سوتے مین قتل کرنا مناسب نہین ہی ہما نے نہ مانا ہاتھ مار دیا سہیل کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی ہلڑ ہنگامہ جو زیادہ ہوا کنیزون نے بیدار ہو کر دیکھا کہ سہیل کا لاشہ تڑپ رہا ہی اور آوازین آرہی ہین کہ کشتی مرا نام من سہیل جادو بود کنیزین شاہزادے کو سلام کرنے لگین شاہزادے نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کسی نے کہا کہ فلان گانؤن کی رہنے والی ہون اور وہانکے زمیندار کی زوجہ ہون کسی نے کہا کہ مین فلان زمیندار کی بیٹی ہون یہ ہم کو اُٹھا لائی اپنی کنیزی مین رکھا شاہزادے نے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ کوٹھے جو کھولے مال و اسباب بہت برآمد ہوا کنیزونکو بھی کچھ دیا کہ راہ مین تمھین کچھ صرف چاہیے کنیزون کو بعد رخصت کرنے کے بہت سا مال بچا صرف ایک مرکب شاہزادہ نے لے لیا ہما نے کہا باغ مین قفل لگائے دیتے ہین اگر کسی اور کا گذر ہوگا تو وہ مال لے لیگا اور نہین تو انشاء اللہ ہم خود آکے لین گے باغ مین قفل لگا دیا باغ سے نکلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار دس بارہ ہزار جوان پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک آفتاب جمال اور ایک عیار چست و چالاک باغ مین قفل لگا کر نکلے ہین تاجدار نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ جوان کون ہی سوار نے آکر پوچھا شاہزادے نے بلا تکلف اپنا نام مع حسب و نسب بتا دیا سوار نے جا کر بادشاہ سے بیان کیا برجیس تاجدار نے کہا کہ یہ دشمن خاندان لات و منات ہی اسکو گرفتار کر کے خدمت مین سکندر کی روانہ کرین گے سب نے کہا ابھی گرفتار کیے لیتے ہین دس ہزار جوان لینا لینا کہکر چلے شاہزادے نے تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ شاہزادہ ؏ شیران لقب شیر شیران دشت نبرد ✦ کہ دشمن شود در مہم گرد و برد ✦ بمیدان جنگ آوران خوش لقب ۔ منم نور عین امیر عرب ✦ نعرہ کر کے جا پڑے چاہا لڑ بھڑ کر قریب تخت کے پہونچون مگر افسرون نے بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر ہوا کئی افسرون کو مار کر شاہزادہ قریب تخت کے آیا تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا برجیس تاجدار نے امان طلب کی شاہزادے نے سوال اسلام کیا برجیس تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا دس ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے اُسی مقام پہ بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ آکر بارگاہ مین بیٹھا سہیل جادو کا ذکر کیا

برجیس تاجدار نے اپنے ملازمون کو بھیجکر مال سب باغ کا اُٹھوا لیا ارابون پر بار کر کے لیچلے صبح کو شاہزادے نے کوچ کیا مگر گوہر تاجدار مربوط برق انداز کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا ملازمان شاہزادہ فوراً مسلح ہوے اثنائے راہ مین آکر لشکر گوہر تاجدار کو روکا اور کہا ای بادشاہ ہمارا آقا بے نامدار نہین ہی ملکۂ عالم چند کنیزون سے باغ مین ہین تامل کرو یا مقابلہ کرو ہم باغ مین نہ جانے دینگے مربوط برق انداز نے کہا کہ ای گوہر تاجدار آج پلٹ چلیے رات کو طبل جنگی بجوا کر صبح کو ان سب سے سمجھ لونگا ملکہ ایسی حاکم ہوئی کہ باپ کو بھی نہین آنے دیتی کوہان نے گھوڑا بڑھا کے کہا کہ ای مربوط اسی وقت مقابلہ کر لو مربوط نے کہا صبح کو سمجھ لین گے سب سرداران لشکر اسلام باغ کو پشت پر لیکر سامنے اُترے مربوط نے آکے طبل جنگی بجوایا سرداران شاہزادہ نے بھی نوازش نقارہ کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مربوط میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سب سے پہلے اپنے مرکب کو سلمان جنگ آزما نے نکالا کوہان نے کہا کہ ای شاہزادے اب تو تم قصد کر چکے روکنا مناسب نہین ہی مگر بہت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا غرض سلمان جنگ آزما سامنے مربوط کے پہونچا مربوط نے نیزہ مارا سلمان سے دو گھڑی کامل نیزہ چلا مربوط نے جھلا کر ڈانڈ پر ہاتھ ڈالدیا اور نیزہ توڑ کر سلمان کا پھینک دیا سلمان نے ہاتھ تلوار کا مارا مربوط نے روک کر ہاتھ تیغۂ برقتاب کا مارا کئی سو سن کا تیغہ لنگر دار دجو ہر دار چمک کر جو گرا سر سلمان کا زخمی ہوا باپ اسکا جو تخت پر سوار تھا بیٹے کو زخمی دیکھ کر تخت سے کودا گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلۂ مربوط مین پہونچا کہا او نامرد زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی یہ سراسر قاعدے کے خلاف ہی یہ کہ کر ہاتھ تلوار کا مارا مربوط نے روک کر ایک ہاتھ مار دیا کہ صیاد صحرائی بھی زخمی ہوا اور جو سردار نکلا سامنے مربوط کے آیا وہ زخمی ہوا چھ سردار زخمی ہوے دو سردار جان سے مارے گئے کوہان قزاق آگے لشکر کے کھڑا ہوا ایک ایک کو منع کر رہا ہی مگر یہ جانباز کب رُکتے ہین جو گیا وہ زخمی ہوا ٹھیک دوپہر کا وقت ہی آفتاب عالمتاب دائرۂ نصف النہار پر ہی اب جو مربوط نے پکارا کوہان جا پڑا جیسے ہی سامنے پہونچا مربوط نے ہاتھ مارا کوہان نے گینڈا بڑھایا کہ زیر بغل جا کر تلوار چھین لون وہان پر موشخانہ تھا گینڈے نے سکندری کھائی مربوط کا وار چل گیا کوہان بھی زخمی ہوا لوگ اس کو پھیر لے گئے مگر کوہان نہایت پریشان سر سے خون بہتا ہوا صف پر آکر ٹھہرا مربوط نے پھر للکارا کوہان نے اپنا زخم سر باندھا قصد کیا کہ جا پڑون پھر مقابلہ کرون افسران فوج لپٹ گئے کہا ای کوہان زخم کاری کھا چکے ہو اب ہم تم کو کیونکر جانے دین کوہان کہتا ہی یار و جو لڑنے کے لائق تھے وہ سب زخمی ہوے لہذا اب سواے میرے کون جائے افسران فوج قبول نہین کرتے مربوط نعرہ کر رہا ہی کہ مین خود آتا ہون پر اہل اسلام کا بند ہی کمیدان و رسالہ دارون نے قصد کیا کہ ہم لوگ مقابلے مین جاوین کوہان نے کہا کہ مربوط ایسا نہین ہی خدا سے دعا کرو کوہان نے خود سر سے اُتارا سب افسر بھی سر برہنہ ہوے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہم نہین چاہتے کہ لشکر اسلام پر شکست ہو ای کریم و رحیم

ہمارے آقا کو پہونچا ای سامع الدعوات وای رفیع الدرجات عرض ہم عاجزون کی قبول کر ملکہ کوٹھے پرسے دیکھ رہی ہین شکست اہل اسلام دیکھ کر بال کھولدیے ہین سب کنیزین لپشت پر یاربا ہ و یامستغیثاہ کی صدا بلند ہی مربوط گینڈا مہمیز کر رہا ہی کہ تیر دعا ان سب کا در اجابت پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ شیران شیر سوار آگے بڑھے ہوے اور ایک تاجدار تخت پر عیاں رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے دور سے جو یہ دیکھا کہ مربوط میدان مین ہی اور ہمارے سردار زخمدار و بیقرار و اشکبار ہین اور پرابند ہی ہر ایک خُرد و کلاں دردمند ہی وہین سے گھوڑا جمکایا اور پُکار کر آواز دی کہ او نامرد زخمیون پر دباؤ ڈالتا ہی مین تیرا سرکوب آپہونچا گھوڑا جلدی سے مہمیز کر کے سامنے مربوط برق انداز کے آئے مربوط برق انداز نے نیزہ مارا مگر دل کانپ رہا ہی کہ یہ جوان کیونکر آگیا شاہزادے نے دوسری طعن مین نیزہ اِسکا ہوائی کیا مربوط نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شاہزادے نے وار اسکا روک کر جواب مین ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے یا تو قبۂ سپر پر تلوار چمکی تھی یا زیر تنگ آکے زمین کو بوسہ دیا مربوط کے مرتے ہی گوہر تاجدار کانپنے لگا طرف رفیقون کے متوجہ ہوا کہا صاحبو اِس شہریار سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مربوط ایسا پہلوان مارا گیا اب کون ایسا ہی کہ جو اس جوان سے مقابلہ کرے تم سبھون کی اگر راے ہو تو اطاعت کرون سب نے کہا بہت مناسب سوچا ہی سواے اطاعت کے کوئی چارہ نہین ہی یہ سُنکر گوہر تاجدار تخت سے کودا تلوار گلے مین ڈالی تاج اُتار کر سر برہنہ ہوا خدمت مین شاہزادے کی آیا کہا مین مسلمان ہوتا ہون شاہزادے نے گلے سے لگا لیا تاج سر پر رکھدیا سب افسر حاضر ہوے شاہزادے نے سبھون کو سرفراز کیا باغ مین ملکہ کے آئے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم اب مین رُک نہین سکتا دوسرے قلعے کیطرف جاؤنگا ملکہ نے کہا کہ مین ہمراہ رکاب ہون شاہزادے نے کہا کہ ای ملکہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہی عقد تو پہلے ہی ہوچکا تھا ملکہ گلپوش کو اِسی مقام پر چھوڑا جملہ سردارون کو لیکر قصد کیا کہ کوچ کردن گوہر تاجدار نے کہا کہ آج کی شب تو اور تشریف رکھیے کل غلام بھی ساتھ چلیگا امیدوار ہون کہ آج کی شب دعوت غلام کی قبول کیجیے شاہزادے نے فرمایا بہتر گوہر تاجدار سب سردارون کو لیکر قلعے مین آیا سامان دعوت مہیا کیا بیہوشی پلاکر شاہزادے کو مع چالیس سردارون و ہمارے تیز رفتار کے بیہوش کیا لشکر پر شبخون مارا لشکر والے شکست کھا کر سب درۂ کوہ مین جاکر چھپے صبح کو سب کو ارابے پر لاد کر لیچلا کہتا ہی خدمت سکندر مین جاؤنگا وہ مغرب کے بادشاہ ہین دس بارہ ہزار فوج ساتھ لیے ہوے قیدیون کو ہمراہ لیے ہوے جاتا ہی کہتا ہی کہ یار و سکندر ان کو قتل کریگا دعوی داران اسکے جب دعوی خون کرینگے تو بادشاہ مغرب جواب دیگا قضاے کار ملکہ گلشن افروز دختر سکان خوف سے باپ کے باغ مین مخفی ہین چند کنیزون کو حکم دیا کہ صاحبو دریافت تو کرو شاہزادے پر کیا گذری ایک کنیز گلرخسار نامے نہایت چست و چالاک مردانہ لباس پہن کر نکلی صحراؤن کو طی کر کے چونکہ تھکی ہوئی تھی ایک پہاڑ پر آکر بیٹھی کہ صحرا سے گرد اُڑی گلرخسار دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار شاہزادہ ایک ارابے پر مسلسل

ومطوق چالیس سردار اور ارابون پہ قید ہین یہ معاملہ دیکھ کر پہاڑ پر سے اُتری لشکر مین آکر سبھون سے دریافت کیا کسی دوکاندار سے حال معلوم ہوا کہ گوہر تاجدار نے مکر سے شاہزادے کو پکڑا ہی لیے ہوے طرف دریاے بصرہ کے جاتا ہی گلرخسار یہ خبر دریافت کرکے بھاگی ملکہ کے پاس باغ مین آئی کہا واری شاہزادے نے اس زمانے مین بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے مگر ایک بادشاہ گوہر تاجدار نامے ہی کہ اُسنے شاہزادے کو پکڑ لیا چالیس سردارون کو بھی قید کیا آپ کے باغ سے پانچ کوس پہ ہٹ کر اُترا ہی وہ ہی راستہ جانے کا دریاے بصرہ کے ہی ملکہ یہ خبر سُنکر رونے لگین فرمایا کہ صاحبو مین دست و پاشکستہ کیا کرون مین تو یہ حال سُنکر گھبرا گئی ادھر باپ دشمن ہو رہا ہی کیا کرون افسوس یہ نہ سمجھی تھی کہ اس عشق کا یہ انجام ہوگا اب تو اپنی یہ کیفیت ہی زندگی کی کون صورت ہی

نظم

کرتا ہی باغبان یہ چمن مین پکار روز ۔ ای بلبلو بہار ہی گلشن مین چار روز
یاد آتی ہین ہمین ترے بالے کی مچھلیان ۔ کیونکر نہ تڑپے اپنا دل بیقرار روز
مدت کے بعد آئے ہوا ای بادشاہ حسن ۔ رہجاؤ اس فقیر کے گھر پانچ چار روز
پھوٹے ہین آج کل گل داغ فراق یار ۔ رہتی ہی خانہ باغ مین اپنے بہار روز
ای وائے گوش گل کہ پہونچتی نہین صدا ۔ بلبل کیطرح کرتا ہون نالے ہزار روز
مین کیسا مہر کو بھی دکھاتا نہین ہی شکل ۔ ہوتا ہی مُنھ اندھیرے وہ مہرو سوار روز
وہ عندلیب مین ہون کہ مرنے کے بعد بھی ۔ گلشن مین اُڑکے جائیگا میرا غبار روز
کیونکر لباس یار نہ رشک چمن بنے ۔ ملتا ہی پیرہن مین وہ عطر بہار روز
جلتے ہین آتش تپ ہجر صنم سے ہم ۔ رہتا ہی مثل مہر بدن مین بخار روز
ای نور آج کل تری پروا نہین اُنھین ۔ کرتے ہین جان نثار ہزارون نثار روز

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ خوب روئین حبشنین ترکنین جو حاضر تھین وہ ہاتھ باندھ کر سامنے آئین اور عرض کی واری ہم لوگون کو فنون سپاہ گری کیون سکھلوائے تھے اگر حکم ہو تو جاکر شبخون مارین اگر حضور ہمراہ چلین تو بہت مناسب ہی ہم تین سو عورتین ہین اس طور سے جاکر گرین کہ لڑتے بھڑتے قریب شاہزادے کے پہونچ جائین اور شاہزادے کی قید کاٹ دین پھر اُس شیر سے کون مقابلہ کرسکیگا اگر ہماری قضا لیے جاتی ہی تو کیا چارہ ہی مارے گئے تو بھی نام ہوگا کہ عورتین لڑکر مرگئین کمال کرگئین ملکہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی اور نہ کچھ ہوگا تو صورت زیبا دیکھ لونگی مین بھی خوب جانتی ہون کہ اگر اُس شاہزادے نے رہائی پائی تو اُسنے کوئی نہ لڑ سکیگا قاعدۂ مغلوبہ خوب جانتے ہین مین اپنے کو لڑکے اُن تک پہونچاؤنگی جاتے ہی ہتھکڑی کاٹ دونگی یہ کہکر ملکہ نے نقاب سُرخ چہرے پر ڈالی مادیان عربی پر سوار ہوئین اور تین سو کنیزین ساتھ ہوئین اور کنیزون نے عرض کی کہ واری ہم یہان رہ کر کیا دینگے اگر خدانخواستہ آپ فتحیاب نہ ہوئین تو کافر آکر ہماری آبرو لین گے اگر آپ کے ساتھ چلے اور کوئی کار نمایان [illegible] ہوئے ہمارا نام ہوگا اور آپ کا کام ہوگا ملکہ نے کہا کہ تم سب کو اختیار ہی بارہ سو عورتین اُس باغ مین تھین

سب تیر و کمان لے لیکر ساتھ ہوئین ملکہ بادپا پر سوار ہو کر نکلین یہ صلاح ہوئی کہ پہلے تیر اندازی
کرو بارہ سو تیر جب چلۂ کمان سے چھوٹین گے دو چار سو تو نشانہ ہونگے چل کر اول درۂ کوہ مین
چھپو جب لشکر گوہر تاجدار غافل ہو تو نکل پڑو یہ سب صلاحین کرتی ہوئین درۂ کوہ مین آکے
چھپین دوسرا درۂ کوہ کہ مقابل مین درے کے تھا اُس مین سے آدمیون کے بولنے کی آواز آئی
ملکہ نے گلرخسار سے کہا کہ ذرا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہین گلرخسار مردانے کپڑے پہن کے
اُس درے مین آئی دیکھا بیس ہزار آدمی سلاح جنگ درست کر رہے ہین مگر کہتے ہین کہ افسوس
کوئی افسر ہمارے سر پر نہین ہی کہ اُسکے سہارے پر لڑین مگر جو کچھ ہو آج جان دینگے یا اپنے آقا
کو چھڑائین گے گلرخسار نے ایک سپاہی سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کیا فکر کر رہے ہو سپاہی
نے کہا ہم لوگ لشکر شیران شیر سوار مین سے ہین گوہر تاجدار نے بمکر ہمارے افسرون کو پکڑ لیا
اور پھر آکر شبخون مارا ہم لوگ شکست خوردہ درہ ہاے کوہ مین آکر چھپے ہین آج تین چار دن سے
اسی فکر مین ہین کہ ہم بھی شبخون مارین اور اپنے آقا کو چھڑائین مگر آج تک تامل اسی وجہ سے ہوا
کہ کوئی افسر کلان سر پر نہین ہی گلرخسار نے کہا کہ صاحبو افسر وہ تمھارے ساتھ ہوگا کہ سمجھو
تو آقا ساتھ ہین تم سب کتنے لوگ ہو چند کمیدان و رسالہ دار یہ چرچا سُنکر آئے دیکھا کہ ایک
لڑکا کھڑا باتین کر رہا ہی پوچھا کہ اے طفل تو کون ہی گلرخسار نے اپنا نام ظاہر کیا اور کہا ہماری ملکہ
گلشن آرا خود تشریف لائی ہین اسی آرزو پر کہ شبخون مارین جب ملکہ نکلین تو تم لوگ بھی بلوہ کرو
انشاء اللہ یقین کامل ہی کہ شاہزادے کو رہا کر لین گے کمیدانون نے کہا اگر ملکۂ عالم تشریف
رکھتی ہین تو ہم لوگ اپنی جان لگا دینگے اور وعدہ کرتے ہین کہ شاہزادے کو رہا کر لین گے جب آپکے
تیر چلین گے تو ہم بیس ہزار تیر اندازی کر کے نکل پڑینگے ایسے تاؤ سے لڑین کہ کفار کو گھبرا دیوین
گلرخسار سب سے وعدہ کر کے بخدمت ملکہ آئی عرض کی کہ واری مبارک ہو بیس ہزار
جوان آپ کے ساتھ ہوے تیار موجود ہین جب آپ نعرہ کر کے نکلین گی تو وہ لوگ بھی نکل پڑین گے
ایسی تلوار چلے کہ دریاے خون بہ جائے کفار کو لڑنے کی ہوس رہے تلوار نہ کھینچ سکین خیمون مین اُنکے
آگ لگا دین ہنگامہ پڑ جائے گوہر تاجدار کی آبرو پر بنے ملکہ نے سجدۂ شکر پروردگار
ادا کیا کہا صاحبو یہ مدد پروردگار نے بھیجی ہی اے گلرخسار اب تو اُن سب سے جا کر کہو کہ تم سب
نقابدار گلگون پوش کے پیچھے رہنا اس طور سے نکلنا کہ کافرون کو دیوانہ کر دین اور تم سب کے
سب نشان پر نقابدار کے لڑنا لشکر مین بلا تکلف گھس پڑنا اُس خیمے مین آگ لگانا جس مین
خود گوہر تاجدار ہو جب نکلے تو گھیر کر اُسکو مار لو زندہ نہ چھوڑو گلرخسار نے جا کر اُن سب سے
وعدہ لیا وعدہ پختہ کر کے ملکہ کی خدمت مین آئی ملکہ درے سے دیکھ رہی ہین کہ لشکر دشمن مین
صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی کوتوال لشکر گیہان شبگرد گینڈے پر سوار بیس ہزار جوان
سے طلایہ دے رہا ہی جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو ملکہ بادپا پر سوار ہوئین نقاب
درست کر کے اول تیر مارے گیہان شبگرد نے دیکھا کہ کئی ہزار جوان گھوڑون سے گرے جو گرا
وہ تمام ہو گیا کوئی تڑپ رہا ہی گیہان شبگرد آگے بڑھا دیکھا سب کے آگے ایک نقابدار لڑتا بھڑتا

آتا ہی ترکیب لڑنے کی یہ رکھی ہی کہ اگر کسی افسر کو اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اُس افسر نے چاہا روک کر
وار کرون اُس پر دس جلشنین جا پڑین کسی نے تیر مارا کسی نے نیزہ مارا کئی سو افسرون کو یون مار کر گرا دیا
اور بیس ہزار جوان جو درۂ کوہ سے نکلے اُنھون نے خیمون مین آگ لگائی ایک سوار نے بڑھکر فتیلۂ
بارود بارگاہ گوہر تاجدار مین پھینکا گیہان شیگرد کو توال بڑھا مگر حیران کہ یہ نقابدار کون ہی
ایک طرف بیس ہزار اہل فوج لڑ رہے ہین گیہان شیگرد گینڈا اُٹھاکر قریب نقابدار گلگون پوش
آیا نقابدار نے تیغہ مارا گیہان نے وار خالی دیا اپنا تیغہ اُٹھایا منظور ہوا کہ وار کرون
چند سپاہی جو پیچھے ملکہ کے ہین ایک سپاہی نے تیر مارا کہ شانے پر کوتوال کے پڑا دوسرے نے
بڑھکر نیزہ مارا کوتوال کا شانہ نشانہ ہوا کوتوال نے جب دو چار زخم کھائے چاہا کہ بھاگ جاؤن
ملکہ نے بڑھکر للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی منہ نقابدار گلگون پوش یہ کہکر مرکب بڑھایا ایک
جوان نے تلوار کا وار کیا کوتوال نے سپر پر روکا ملکہ نے مادیان کو بڑھاکر کمر پر تیغہ مارا کہ کوتوال
کے دو ٹکڑے ہوے ادھر طلایہ والے بھاگے جابجا چھپنے لگے گوہر تاجدار پڑا ہوا سو رہا تھا
آنکھ جو کھلی دیکھا بارگاہ جل رہی ہی خادم بجھا رہے ہین مگر فتیلے بارود کے آرہے ہین خادمون
کے بجھائے سے آگ نہین بجھتی گوہر تاجدار گھبراکر بارگاہ سے نکلا نعرہ کیا کہ یارو تم سب
کہان بھاگے جاتے ہو مین سمجھا کسی حریف نے شبخون مارا ہی سب کو گھیر کر مار لو گوہر تاجدار
نے جو نعرہ کیا ساٹھ ستر ہزار جوان اسکی پشت پر آئے لڑتا ہوا چلا اب جم کر تلوار چلنے لگی
مگر چند کمیدان و رسالہ دار قریب ملکہ کے آئے کہا حضور لڑائی بگڑا چاہتی ہی ستر اسی ہزار فوج
لیکر گوہر تاجدار جما ہی اب آپ اپنے کو تا بہ قیدخانہ پہونچائیے ہم لوگ آپ کے ساتھ ہین
آپ کی جلشنین خوب لڑ رہی ہین مگر جب وہ اسی ہزار فوج سے آکر گریگا تو یہ بیچاریان تین سو
کیونکر تاب لاوینگی بس اب جان دینے چلتے ہین چار افسر داہنے پر چار بائین پر بیچ مین ملکہ
مادیان اُڑاتی ہوئی سامنے قیدخانہ شاہزادے کے پہونچین یہان شاہزادہ قیدخانے مین
بیٹھا ہی ہماے تیز رفتار سے فرما رہا ہی کہ ای برادر یہ شبخون کون آیا ہی نگہبان کہ رہے ہین
کہ جن لوگون نے آپ سے قلعے پر شکست کھائی تھی وہ ہی سب لڑتے معلوم ہوتے ہین کہ شاہزادے
نے دیکھا سامنے سے بلوہ ہوا آیا۔۔۔ نقابدار گلگون پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا آتا ہی آٹھ
کمیدان و رسالہ دار داہنے بائین شمشیرزنی کر رہے ہین جہان کوئی افسر سامنے آیا اور اُس نے
نقابدار کو ٹوکا پشت پر سے جلشنون نے تیرون کی بوچھار کی کہ وہ سردار زخمون مین چور ہوا
داہنے سے ایک نے ہاتھ تلوار کا مار دیا بائین جانب سے نیزہ پڑا گھوڑا اُسکا مارا گیا وہ افسر
گرا ادھر سے نقابدار نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی افسر اسی طور سے مارے گئے
تو شاہزادے نے کہا کہ ای ہماے تیز رفتار نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی کس لطف سے
لڑ رہا ہی ساتھ والے بھی بڑے جانباز و سرفروش ہین کہ نقابدار مادیان بڑھا کر نگہبانون
پر گرا نگہبان بھی جم کر لڑے مگر تیراندازون سے جان نہین بچتی قبضہ پر ہاتھ رکھا کہ تیر پڑنے لگے
پچھ تو مارے گئے کچھ نگہبان بھاگے ملکہ نے گھوڑے سے اُتر کر تیغہ طرف شاہزادے کے جھکایا

شاہزادہ سمجھا کہ میرے قتل کو آتا ہی نقابدار سے اپنے کو بچایا نقابدار نے پکار کر کہا کہ ای شیر بیشۂ
جرأت دای یکہ تاز میدان جلالت ہاتھ اُٹھا کہ مین ہتھکڑی کاٹون ملکہ نے نیچہ اُٹھایا شاہزادے نے
ہاتھ سیدھے کردیے ہتھکڑی کٹی شاہزادے نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم شعلۂ شمشیر شان
شمع جگر سوز من ٭ گرمی بازار عشق از تف خون من است ٭ بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من ٭ باک
ندارم ز دار چوب ستون من است ٭ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق ٭ بشکنم این بند را وقت
جنون من است ٭ قید کو توڑ کر شاہزادے نے مثل تار عنکبوت پھینک دیا ہمانے پکار کر کہا کہ ای
نقابدار بہادر مین گرفتار دام مصیبت و پابند سلسلۂ آفت امیدوار ہون کہ مجکو بھی رہا کیجیے نقابدار
نے بیٹھ کر قید کاٹی شاہزادہ جو قید خانے سے نکلا کہتا ہوا کہ ای نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا
امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے بھی آگاہ ہون آپ کے نام کا بہت مشتاق ہون نقابدار
نے مُنھ پھیر لیا کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا دیکھا گوہر تاجدار اسّی ہزار فوج سے لڑتا ہوا آتا ہی
ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیسے نام میرا آپ پر ظاہر ہو جائیگا شاہزادے نے مرکب لیا
اُسپر سوار ہو کر نعرہ کیا نعرۂ شیران شیر سوار سہ لقب شیر شیران دشت نبرد ٭ کہ دشمن شود در ہم گرد برد ٭
بمیدان جنگ آوران خوش لقب ٭ منم نور عین امیر عرب ٭ نعرہ کر کے شاہزادہ لڑتا ہوا چلا نعرے
سے شاہزادے کے زمین تھرا گئی اور افسر جو جابجا قید تھے اُن لوگون نے بھی قیدین اپنی دور کین
خیمون سے لڑتے ہوے نکلے مگر شاہزادہ مثل پروانے کے نقابدار کے ساتھ ہی جس کسی نے قصد کیا کہ
نقابدار پر حملہ کرے شاہزادے نے بڑھ کر اُسکے دو پرکالے کیے کئی افسر جب ہاتھ سے شاہزادے
کے مارے گئے تو کوہان قزاق لڑتا ہوا سامنے آیا شاہزادے نے کوہان سے کہا کہ تم نقابدار کی
حفاظت کرو یہ ہمارے جان بخش ہین کوہان نقابدار کے ساتھ ہوا شاہزادہ لڑتا بھڑتا ہوا سامنے
گوہر تاجدار کے پہونچا گوہر تاجدار نے وار کیا شاہزادے نے تلوار گوہر تاجدار کی چھین لی
اور کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا گوہر تاجدار کچھ نہ بولا شاہزادے نے اُچھال دیا گرتے وقت اُس کو
چورنگ ہوائی قلم کیا بس گوہر تاجدار کے مرتے ہی فوج والے بھاگنے لگے صبح بھی قریب تھی افسران
فوج جمع ہو کر خدمت مین شاہزادے کی آئے عرض کی کہ ای شہریار ہم شرمندہ ہین گوہر تاجدار
کے حکم مین تھے جو اُسنے کیا اُسکا ساتھ دیا امیدوار ہین کہ ہماری خطا معاف فرمائیے شاہزادے
نے سب کو مسلمان کیا اب ملکہ کا حال کھلا شاہزادے نے کہا ملکہ تمنے غضب کیا اگر خدانخواستہ کچھ چشم
زخم پہونچتا تو باعث بدنامی تھا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار جب مین نے خبر سُنی کہ آپ کی قید جاتی ہی تو
بارہ سو کنیزون کو ساتھ لیکر نکل آئی آپ کے اہل فوج شکست خوردہ چھپے ہوے تھے وہ بھی شریک ہوے
اور میرے سہارے پر لڑے شکر ہی پروردگار کا کہ انجام بخیر ہوا اب وہان صبح کو سکان کو خبر ملی کہ ملکہ
باغ سے نکل گئین یہ شاہور کو ساتھ لیکر باغ مین آیا باغ مین سناٹا پایا سب کنیزین نکل گئین حیران
حیران دروازے پر باغ کے اُترا ہوا ہی شاہور کہ رہا ہی کہ ای بادشاہ تمنے تساہلی کر کے ہاتھ سے
ملکہ کو کھویا وہ خوف سے نکل گئی کچھ ہرکارے جاوین تلاش کر کے خبر لاوین شاید کسی جنگل مین چھپی ہو تو
چل کر گھیرین ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے دوڑے ہوے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ

وہ ہی شاہزادہ جسکو جادوگرنی اُٹھالے گئی تھی مع فوج ظفر موج آتا ہی مگر آپ سے بڑا رنجیدہ ہی شاہور نے کہا کہ ای بادشاہ مین سبطرح برباد ہوا ملک و مال چھوٹا معشوقہ بھی دستیاب نہ ہوئی اور قاعدے سے معلوم ہوتا ہی کہ اپنا مددگار بھی جو کہ یار صادق تھا مارا گیا ورنہ اس نوجوان کا زندہ آنا دشوار تھا سکان گھبرا گیا کہا ای شاہور اب کوئی تدبیر کرو گھبرانے سے کیا ہوگا شاہور نے کہا کہ مین مقابلہ کرونگا سرمیدان شاہزادے کو مارونگا سکان نے کہا کہ ای شاہور یہ تمھاری جی داری ہی کہ تم اُس سے مقابلہ کرنے کو کہتے ہو مگر اُسپر غالب نہ آؤگے گوہر تاجدار و مربوط برق انداز کیسے پہلوان تھے وہ سب اُسی کے ہاتھ سے مارے گئے جب اُن ایسون کو اسنے مار لیا تو تمھاری کیا حقیقت ہی اُس سے نہ لڑسکوگے سردار کیسے کیسے اُسکے ساتھ ہین گوہر تاجدار نے ناچار ہوکے مکر کیا تھا اُس مکر کا یہ انجام ہوا کہ آخر کو سب مارے گئے فوج نے اطاعت کی اگر اطاعت نہ کرتے تو سب مارے جاتے چلو تمھارے قلعے پر چلین شاہور نے کہا کہ میرا قلعہ اس لائق نہین ہی توپین وغیرہ ٹوٹی پڑی ہین گولہ انداز چھوٹ گئے میرا کوئی حریف نہ تھا کہ قلعے کو آراستہ کرتا آخر یہ صلاح ہوئی کہ چلکر اطاعت کرو یہ ذکر تھا کہ آمد لشکر شروع ہوئی شاہزادے نے جو سکان و شاہور کو در باغ پر اُترتے ہوے دیکھا گھوڑے سے اُترکر اُن کی بارگاہ کی طرف چلا سکان و شاہور نے سُنا کہ شاہزادہ آتا ہی لرزان و ترسان بارگاہ سے نکلے سر برہنہ پاپیادہ سامنے شاہزادے کے آئے اور پکارکے عرض کی کہ ہم مسلمان ہوتے ہین شاہزادے نے دونون کو گلے سے لگایا کلمہ پڑھایا سب کو ہمراہ لیکر قلعے مین آئے ملکہ نے جو تقاضاے عقد کیا شاہزادے نے کہا کہ انشاء اللہ بعد ملاقات والد ماجد کے تم سے عقد کرینگے ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا بھلا کنیز جب تک زندہ رہیگی یقین ہی اسی تصور مین تڑپ تڑپکر مرونگی نظم

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو — آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو
پھر گیا ہی اسقدر رنگ زمانہ چاہیے — آئینے مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو
آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دلمین راہ — دل ہی رہتا ہی مکان جسکا پتا معلوم ہو
عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی — جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو
خط توام مین لکھا ہی یار کو مکتوب شوق — آرزوے وصل کا تا مدعا معلوم ہو
کانپتا ہی آہ سے میری رقیب روسیاہ — اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو
اسلیے مارا اُن آنکھون نے مجھے تا خلد مین — چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو
دام مین لایا ہی آتش سبزۂ خط بتان — سچ ہی کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

ملکہ اس طرح بلک کے روئی کہ شاہزادہ بیقرار ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم اب مین سیدھا یہان سے دریاے بصرہ پر جاؤنگا فی الحال جانا وہان کا واجب و لازم ہی کہ ایک جانشین میرے والد کا لندھور بن سعدان نامے منحرف ہوگیا ہی اگر اُس سے مقابلہ پڑے تو سرداران صاحبقران کو معلوم ہو کہ نقابدار نے کچھ کام کیا آخر اُسیوقت علما کو طلب کیا شاہزادے کا عقد ہمراہ ملکہ

گلشن افروز کے ہوا اور عیار کا عقد اُسکی وزیر زادی کے ساتھ ہوا شاہزادہ بعد چار دن
کے سوار ہوا سلطنت یہانکی بنام ملکہ قرار پائی اور عہدۂ وزارت سکان پدر ملکہ کے نام کیا
شاہور نے عرض کی کہ اب حضور کا کیا ارادہ ہی شاہزادے نے فرمایا مین دریاے بصرہ
پہ جاؤنگا منظور ہی کہ جاکر صاحبقران سے مقابلہ کرون اگر لندھور کچھ سختی کرتا ہو تو اُسکو
بھی جوابدون لندھور نے بڑے بڑے دباؤ ڈالے ہین شاہور بھی ساتھ ہوا شاہزادے
نے بہ فر فریدونی و بحشمت جمشیدی نقابدار سفید پوش بنکر کوچ کیا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر صاحبقران و لشکر سکندر بیان ہوتے ہین اور پہونچنا شاہزادۂ شیران شیر سوار کا نقابدار سفید پوش بنکر اور مقابلہ کرنا لندھور بن سعدان سے آخر مین جانا طرف طلسم بحرین کے اور طلسم کشائی امیر کے ہاتھ سے اور نقابدار کا حال کُھلنا امیر پر اُسی طلسم مین ساقی نامہ مصنف

ساقی کوئی جام بادہ دینا
ملجائے پتہ ہی کاش مجکو۔۔
رنگین مزاج ہون شرابی
رُخ صبح امید زلف ہی شام
غنچے خوش خوش چٹک رہے ہین
مدہوش کو بھی ہی ہوش الفت
چلتی ہی چمن مین لڑکھڑا کے
ہی لطف یہ رنگ عشق و الفت
گُل صورت ساغر و سبد ہین
پوری ہو یہ آرزو ہماری

لیکن ابکی زیادہ دینا۔۔
اے ساقی جم حشم دل آرام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
ہی جوش پہ فصل نو بہاران
بلبل ہردم پھڑک رہے ہین
قمری سر سرو نالہ کش ہی
کہتی ہی یہ گوش گُل مین جا کے
اے ساقی بادہ خوار میرے
حملوے بہار و رنگ و بو ہین
لکھون اک داستان رنگین

اک ماہ کی ہی تلاش مجکو۔۔
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
معشوق پری رُخ و گُل اندام
طاؤس بھی ہین چمن مین رقصان
ہی باد صبا کو جوش الفت
اور باد صبا کو غش پہ غش ہی
ہی جوش بہار و فصل عشرت
سو جان سے ہون مین نثار تیرے
ہو آج چمن مین بادہ خواری
ہو غنچہ و گُل کی جمین تزئین

چہرہ غازیان غزوات میدان کارزار و مجاہدان جہاد فیروزی آثار اس داستان جلالت
عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف بیا بشنو ای ہمدم راستان۔۔ کہ باز آمدم بر سر
داستان۔۔ جب دارائے ہند نے خبر سُنی کہ صاحبقران زمان لشکر مین نہین ہین سر دربار
بیٹھے بیٹھے کہا کہ مجکو فلک نے عجیب رنگ دکھایا مین کسی کام کا نہ رہا افسوس ہی کہ معشوقہ سے بھی
موصول نہ ہوا اس غم نے میرے قلب کو اُلٹ پلٹ کر دیا ای بادشاہ اب طبل جنگی بجوائیے سارے
فتور فرامرز کی ذات سے ہوے خالی قباد تھے ہین اُن کو مار لیتا اور معشوقہ کو نکال لاتا مگر
فرامرز نے قباد سے ساز کیا نہین معلوم کیا لکھا کیا جواب آیا جس روز قباد کو قفس مین
بند کرکے لیچلا ہون اُس روز بھی فرامرز نے فساد برپا کیا بختک ایسا متفنی بیٹھا ہی بول اُٹھا
کہ ای دارائے ہند سکندر نے تمھاری یہ خاطر کی کہ رائے اعظم کو راضی کیا شاہزادگان

ہفت کشور نے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ ای رائے اعظم ہم پر احسان کرو بیٹی اپنی لندھور کو دو مگر وہ صاحبزادی نکل گئین قبضے مین قباد کے پہونچین مگر اُنکی لندھور شاہزادگان ہرمز و فرامرز و سکندر تمھاری مدد کو موجود ہین کہو لڑکے مہران کو نہین کہو قباد کو پیغام دین مگر قباد مہران کو نہ دینگے بھائی بند اُنکے موجود ہین عمرو بن حمزۂ یونانی و علمشاہ نوجوان و کرب نامدار کہ جنھون نے سکندر کو ٹھونکا ایسے شبخون مارے کہ چونسٹھ لاکھ کا لشکر تہ و بالا ہوگیا قدرت جاکر حیران کوہ پر رہے فقط اسی خیال سے کہ ایسا نہ ہو قزاق آگرین بارگاہ وغیرہ لوٹ لین لندھور نے کہا کہ مین کسی کی مدد کا خواہان نہین ہون مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون ملک جی اب طبل جنگی بجواؤ افسوس یہ ہی کہ فرزندان حمزہ میرے دشمن ہوگئے اور صاحبقران پردۂ قاف گئے اس عرصے مین لڑ بھڑ کر مہران کو لے لونگا نام پر لندھور کے طبل جنگی بجا یہان وہ وقت ہی کہ قباد تخت پر جلوہ فرما ہین دست راست پر عمرو بن حمزۂ یونانی دست چپ پر علمشاہ نوجوان بیٹھے ہین ایک جانب کرب غازی فتاح پلنگینہ پوش انکا سردار افسر قزاقان بیٹھا ہی قزاق پرے جمائے کھڑے ہین جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جابجا اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے عرض کی کہ سرکار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو آج لندھور بن سعدان نے پھر طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر میدان مین معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و فساد کو دوبالا کرے قباد نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے فیروزہ برائے نوازش طبل جنگی گیا قباد نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ قبلہ و کعبہ کا نہ ہونا باعث خرابی ہی اب علمشاہ نوجوان و عمرو بن حمزۂ یونانی اپنے اپنے دنگلون سے اُٹھے دست بستہ عرض کی کہ حضور آپ کیون گھبراتے ہین انشاء اللہ بہ اقبال حضور لندھور سے سمجھ لین گے یہ غلام میدان مین تو آئے ہم خود مشتاق تھے کہ طبل جنگی بجے غرض دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے تیاریان ہونے لگین کل لشکر مین ہنگامہ ہی کہ کل لندھور سے پھر مقابلہ ہی وہ جو ہندی اسطرف ہین آپس مین کہہ رہے ہین ہرچند کہ ہم فرزندان حمزہ کے ساتھ ہین مگر ہمکو بڑی مشکل ہی بہت سے ہندی ایسے ہین کہ ایک بھائی یہان اور ایک بھائی ہمراہ لندھور ہی لشکر سکندر کو تباہ و برباد کرینگے یہ تو نہین ہو سکتا کہ مسلمان کو مسلمان قتل کرے بعض کہتے ہین کہ جب میدان مین لشکر آتے ہین تو ہم لوگ لندھور سے بھی شرماتے ہین مگر ارشیون پر یزاد کہ لندھور کے فرزند ہین اُنکی رفاقت دیکھو کہ خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہین چار پہر رات اسی ذکر و مذکور مین گذری اب وہ وقت آکر پہونچا کہ بادشاہ ماہ تابان شکست خوردہ کاشانۂ مغرب مین پہونچا اور شہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم تاج زرین سر پر رکھ کر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوجین میدان کارزار کو روانہ ہونے لگین عمرو بن حمزہ و علمشاہ پردے کے پاس کھڑے ہوئے چوبدار سے پوچھ رہے ہین کہ برآمد ہوتے ہین بادشاہ کے کیا دیر ہی چوبدار دست بستہ

عرض کر رہے ہین کہ جامہ خانے مین لباس پہن رہے ہین بر آمد ہوا چاہتے ہین کہ یکایک لال پردہ اُٹھا آمد آمد قباد شہریار کی ہوئی بارہ ہزار طفلان ماہ طلعت اشعار حمد و نعت و منقبت پڑھتے ہوے سامنے سے گذرے

نظم

دیکھین کہین یارب درِ شاہ زمن آنکھین ۔ مدت سے ہین مشتاق بہار چمن آنکھین
دل کیا کہ ہر اک عضو ہی مشتاق زیارت ۔ سر دوش جبین سینہ جگر لب دہن آنکھین
جنت غم شبیر مین ہی سینۂ پُر داغ + ۔ ہین چشمۂ کوثر کیطرح موج زن آنکھین
زہرا کے پسر کتنے محمد کو ہین پیارے ۔ دل حضرت محسن ہین حسین و حسن آنکھین
رونے مین ہی کس بحر امامت کا تصور ۔ ہین دُرِ عدن اشک ہمارے عدن آنکھین
ہی شہ کی عدالت سے ضعیفون کو یہ قوت ۔ شیرو نسے ملاتے ہین غزال ختن آنکھین
دے نطق کی طاقت جو انھین حکم علیؑ کا ۔ مژگان کی زبانو نسے ہون گرم سخن آنکھین
جب سے یہ سُنا ہوگا درِ شاہ پہ مدفن ۔ ہی شوق اجل ڈھونڈھ رہی ہین کفن آنکھین
زلف شہ والا کا اگر دام بنالے + ۔ صیاد کے رستے مین بچھائین ہرن آنکھین
تن جب علیؑ سے ہی مرا کالبد جوا ہر + ۔ دل لعل بدخشان ہی عقیق یمن آنکھین
مہر رُخ مولا کے ہین ہم دیکھنے والے ۔ محشر مین خدا سے یہ کرینگی سخن آنکھین
ہی پارۂ جان فاطمہ جبرئیل ہین بازو + ۔ حیدر سر احمد ہین حسین و حسن آنکھین
دیکھے رُخ مولا کو اسیر اُسکی ہی کیا تاب ۔ پیدا نو کرے یوسفِ گل پیرہن آنکھین

اس طرح لڑکے یہ اشعار پڑھتے ہوے نکلے معلوم ہوتا ہی کہ بلبلین چہک رہی ہین جب وہ لڑکے سامنے سے نکل گئے تو پرے چوبدارون کے آوازین لگاتے ہوے نکلے کہ خداوندا دولت و اقبال سرکار کا بڑھے دشمن پامال رہے اُنکے بعد کہاریان بھاری لہنگے پہنے ہوے مچھلیان سونے کی سرون پر لگائے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن نکلین کہار جو مشتاق کھڑے تھے وردیان بانات سلطانی کی اُسپر کار زردوزی بڑھ کر تخت کاندھے پر لیا اولاً اول عمرو بن حمزۂ یونانی نے بڑھ کر سلام کیا قباد نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہی عمرو بن حمزہ نے سلام کرکے ہاتھ پایۂ تخت پر رکھ لیا ایک طرف علمشاہ و کرب سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مرکبون پر سوار سواری مثل باد بہاری کے چلی ایکطرف ارشیون پر یزاد و عادل شیردل و فاضل شیردل رفقا مین ملے ہوے تین لاکھ ہندی پشت پر آپس مین کہتے ہوے ہم کو ہر طرح مشکل ہی اگر باپ سے مقابلہ کیا تو نمک سرکار سے ادا ہوے اگر رو گردانی کی تو باعث ذلت ہی بس بہتر یہ ہی کہ اگر اجازت پاوینگے تو سب سے پہلے ہمین مقابلۂ لندھور مین جاوینگے نمک کا پاس زیادہ ہی ہر ایک سردار جان دینے پر آمادہ ہی اس کروفر سے لشکر میدان کارزار مین پہونچا قباد کل فوج کو لیکر گلشن حصار سے باہر نکلے سب سے پہلے لشکر سکندر آیا پھر لشکر سیران نوشیروان آیا ان سب کے بعد لندھور فیل میمونہ پر سوار گرز کاندھے پر تیغۂ دودمۂ ہندی حمائل نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آکر پہونچا جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نظم

گرشکیتون نے جب کہا یہ کڑکا + دل مردون کا بھر جنگ پھڑکا + ہان ناموروہ نام کرنا + رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا + رستم ہی نہ اب نہ سام باقی + مردون کا فقط ہی نام باقی + ای مردان کوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی برزو کہان ہی بیژن کون بہادر ہی کہ میدان کارزار مین نکلے نام اپنے بزرگون کا روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار صفحۂ روزگار سے مثل حرف غلط مٹادے نقیب جو یہ کہکر ہٹے لندھور نے فیل اپنا بڑھایا سامنے نوشیروان کے آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ہفت کشور اجازت میدان نوشیروان نے سر جھکا کر کہا کہ جاؤ تمھین تمھارے اعتقاد کے سپرد کیا لندھور کو یہ کلمہ بہت ناگوار گذرا لیکن جی مین کہتا ہی کہ شاہ نے میرا بڑا پاس کیا کہ خداوند باطل کا نام نہین لیا ای لندھور افسوس ہی ایک دن وہ تھا کہ قباد سے اجازت مانگتے تھے آج اُنھین سے مقابلہ پڑا ہی مگر ای لندھور اصل یہ ہی کہ قباد صاحب اقبال ہی ایسا نہ ہو وقت پر صاحبقران آئین تو بڑی شرمندگی ہو مجھے حمزہ کا بڑا خیال ہی فرزندان حمزہ کا دشمن مشہور ہوا حمزہ نے آکر اُس روز دیکھ لیا تھا کہ مین علمشاہ سے لڑ رہا تھا مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ علمشاہ نے صحت پائی ورنہ بڑی بدنامی تھی ای لندھور اب تو کوئی وجہ ایسی نہین معلوم ہوتی کہ حمزہ سے صفائی ہو کون وجہ صفائی کی ہی قباد مہران فیلزور کو نہ دینگے مین عذر نہ کرونگا بس صفائی کیونکر ہوگی داراب عیار نے عرض کی کہ ای دارائے ہند حمزہ صاحب مروت ہی اگر آپ چلے جاوین اور صاحبقران زبانی عذر کرین تو اُسی وقت صاحبقران مہران کا عقد تمھارے ساتھ کر دینگے اور یہ بھی خبر سُنی ہی کہ ملکہ مہران فیلزور جو بھاگین اور گلشن حصار مین پہونچین قباد نے دامن پناہ دیا تو وہ کہتی ہین کہ مجھے لندھور سے انکار نہین ہی مگر حکم صاحبقران کی خواہان ہین کہ صاحبقران حکم دین تو فوراً عقد ہو جائے ای دارائے ہند اگر آپ سامنے صاحبقران کے چلے جاوین اور عذر کرین تو فوراً صاحبقران شکایت ہاے مقدمات گذشتہ نہ کرین اور فوراً عقد کر دین لندھور نے کہا کہ ای داراب یہ میرا حوصلہ نہین ہی کہ مین جا کر صاحبقران سے عذر کرون یقین ہی کہ امیر جو ابکی آوین قباد پر خفا ہون کہ تمنے بارگاہ کیون نہ دے دی مہرنگار بھی کہتی تھین کہ ای فرزند لندھور سے نہ بگاڑو ذراسی بات کا طول ہوگیا وہ بارگاہ مجکو دے دیتے اور کہتے کہ اسمین صاحبقران کا سوگ ہی تو مین اُسمین عقد نہ کرتا عقد اور بارگاہ مین کرتا فقط بارگاہ کو استاد کراتا مگر قباد نے ایسا فساد پھیلایا کہ یہ نوبت ہوئی یہ باتین کرتا ہوا لندھور میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای قباد کسی کو بھیجو عمرو بن حمزۂ یونانی مرکب کو چمکا کر سامنے قباد کے آئے عرض کی کہ بھائی صاحب اجازت میدان قباد نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اور کوئی مقابلے مین جائیگا مگر عمرو بن حمزہ نے نہ مانا ایک طرف سے علمشاہ منع کر رہے ہین مگر عمرو بن حمزہ نے سر تخت پر رکھدیا کہا یہ سر کاٹ لیجیے یا اجازت میدان دیجیے قباد نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ جاؤ تم کو خدا کے سپرد کرتا ہون عمرو بن حمزہ گھوڑا چمکاتے ہوے چلے مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہی

نظم

مرکب دریائی زیر ران ہی | قمر وصف توسن رقم کیا کرون | کہ شبدیز خامے کا پانو لنگ

ملا ہی عجب رنگ مشکین اِسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی
اسی سے لقب اِسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائلِ جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

نصف میدان طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو سامنے آیا عمرو بن حمزہ نے اُس آہو پر گھوڑا اڈا الدیا فرخ عیار انکا ہر چند منع کرتا ہی کہ ای شہریار ہرن کے تعاقب مین نہ جائیے مگر عمرو بن حمزہ نے نہ مانا اور پلٹ کر جواب دیا کہ تم میرے پیچھے نہ آؤ مین ابھی شکار کر کے آتا ہون لندھور کو آکر پھر شکار کرونگا مگر فرخ نے نہ مانا یہ بھی پیچھے پیچھے چلا دل سے کہتا ہی کہ یہ آہو اسرار سے خالی نہین ہی ورنہ عمرو بن حمزہ اس مزاج کے نہین ہین کہ ایسی حرکت کرتے یہ سوچتا ہوا پیچھے چلا جاتا ہی عمرو بن حمزہ گھوڑا اڈالے ہوے جاتے ہین فرخ نے عقب سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی بالاے کوہ بیٹھی ہی کچھ سحر کر رہی ہی وہ آہو تو بھاگ کے سامنے اُس جادوگرنی کے پہونچا عمرو بن حمزہ ایک باغ مین گئے آہو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ سامنے سے ایک نازنین چند کنیزون کو لیے ہوے یہ اشعار گاتی ہوئی ظاہر ہوئی

نظم

تو جیے تو یہ کہو کیجے بیقراری اندنون
تیغ ابروسے ہی شوق زخم کاری اندنون
جان بلب رکھتا ہی اک رشک مسیحا کا فراق
شوق آرائش ہی اُس جان جہان کو آجکل
کا ہشو نسے عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان
فصل گُل ہی یاد آتی ہی مجھے رفتار یار
سامنا رہتا ہی اشکِ سرخ و رنگِ زرد کا
دوستدار اُسکا جو مجھسا اُٹھ گیا دنیا سے ہی
بستر غم پر پڑا رکھتی ہی مردے کی طرح
یار آزردہ ہی آتش آسمان ہی برخلاف
موسم گُل ہی کہان پرہیزگاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہی بیقراری اندنون
دم نکلجائے یہ حالت ہی ہماری اندنون
لپٹی ہی رہتی ہی دامن سے کناری اندنون
رات سے بیمار کی بھی دن ہی بھاری اندنون
چلتی ہی بن بن کے کیا باد بہاری اندنون
آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون
بیکسی پھرتی ہی کیسی ماری ماری اندنون
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون
کون سُنتا ہی ہماری آہ وزاری اندنون

عمرو بن حمزہ نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا بڑھ کر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمھارا نامہ دار پہونچا نامہ تو ہمکو نہین ملا مگر زبانی پیغام معلوم ہوا ہم فورًا آئے وہ نازنین ہاتھ پکڑے ہوے عمرو بن حمزہ کو بارہ دری مین لائی گلدستہ ہاتھ مین تھا وہ عمرو بن حمزہ کو دیا عمرو بن حمزہ نے جو وہ گلدستہ سونگھا ہوا سے سرد چلی اندھیرا اُس مقام پر ہو گیا جب وہ تاریکی دفع ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک زنگی مجکو ہتھکڑیان بیڑیان پہنا رہا ہی ہر چند قصد کیا کہ ہتھکڑیان بیڑیان نہ پہنون مگر اُس زنگی نے زبردستی ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین اور آواز دی کہ ای قفس بردار جلد قفس لیکر حاضر ہو ایک زنگن سیاہ رو قفس آہنی لیکر آئی اُسمین عمرو بن حمزہ کو بند کیا اُسی بارہ دری مین لٹکا دیا مگر فرخ بن عمرو نے شاہزادے کو باغ مین جاتے دیکھا جب عمرو بن حمزہ کو دیر ہوئی فرخ بن عمرو طرف باغ کے چلا جب قریب باغ کے پہونچا تو وہ باغ آنکھونسے

مخفی ہو گیا اب فرخ ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا سوچتا ہی کہ باغ تو غائب ہو گیا اب کیا تدبیر کرون مگر
آقا ہمارے اسی باغ مین ہین فرخ تو اس سوچ مین زیر درخت بیٹھا ہی مگر جب لندھور کو میدان
مین دیر ہوئی تو پکار کر آواز دی کہ کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا سرداران عمرو بن حمزۂ یونانی
مین سے شہباز مشرقی برا سے مقابلہ نکلا ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوا ہمزبر خوار زمی و سہیل شیرکا
وغیرہ اسطرح سے چند سردار عمرو بن حمزہ کے مقابلے مین لندھور کے آئے مگر جو آیا وہ زخمی ہوا
شام کو لندھور نے ہاتھی پھیرا بختک خوشی خوشی سامنے لندھور کے آیا کہا ای دارائے ہند
کیسی فتح نصیب ہوئی لندھور نے کہا کہ ملک جی مجکو بڑا تردد ہی کہ عمرو بن حمزہ تعاقب مین
آہو کے کیون چلے گئے اور پھر واپس کیون نہ آئے ایسا جوان مقابلے مین نکلا تھا کہ مجکو تردد تھا
بختک نے کہا کہ ای دارائے ہند جب تم طبل جنگی بجوا چکے شب کو شاہزادے بیٹھے ہوئے تھے
کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ تخت پر سوار رہنے والی عنطلی آباد کی آکے خدمت مین
شاہزادون کے پہونچی شاہزادے تو خائف ہوے مگر مین نے کلام کیا کہ ای نازنین کیونکر آنیکا
اتفاق ہوا اُسنے کہا کہ مالک بن زرد ہشت جو بادشاہ عنطلی آباد ہی اور مین خدمتگزار
وزیر عنطلی آباد تھی ایک دن کچھ خطا ہوئی بادشاہ نے مجکو نکلوا دیا اور مین سحر مین کامل و اکمل
ہون لڑائی فتح کرا دون دشمن کو دیوانہ بنا دون امیدوار ہون کہ مجکو منتظم سلطنت کیجیے مین نے
کہا کہ کل لندھور بن سعدان میدان مین نکلین گے ایسا کچھ کرو کہ حریف پر غالب آوین اُسنے
کہا کہ چند سردارون کے نام لکھکر مجھے دو کہ جو لندھور سے مقابلہ کرنے کے لائق ہون مین اُنکو
آوارہ کر دون اور قید کر لون ای دارائے ہند مین نے عمرو بن حمزہ و علمشاہ و کرب کا
نام لکھکر اُسکو دیا کہ اگر یہ لوگ نکلین گے تو لندھور کو مشکل پڑیگی اُسنے کہا یہ مقابل نہ ہونگے
طرف صحرا کے چلے جاوینگے اور باقی سردار جو ہین اُن سب پر لندھور غالب ہی بس مین نے اُس
ساحرہ کو حکم دیا کہ جاکر مخفی ہوکر سحر کر دیا جس طرح مناسب ہو شاہ تمکو سرفراز کرینگے اُسکا لقب
خدمتگزار وزیر زردہشتی ہی اور اُسی کے سحر کا یہ باعث تھا کہ عمرو بن حمزہ تعاقب مین آہو
کے چلے گئے لندھور نے کہا ملک جی یہ مجھے منظور نہین مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون سواے
حمزہ کے اور کسی سے مجکو خوف نہین ہی بختک نے کہا اِس مقدمے کو ہماری راے پر چھوڑیے
اور یہ بھی اُس ساحرہ نے وعدہ کیا ہی کہ مین مہران فیلزور کو اُٹھا لاؤنگی نام معشوقہ کا سُنکر
لندھور خاموش ہو رہے کہا ملک جی جو تمھاری خوشی بختک نے کہا چار دن کی میداندار ی مین کوئی نامی
پہلوان لشکر مین حمزہ کے نہ رہیگا خالی قباد رہ جاوینگے اُن کو تم ٹوک لینا جب ناچار ہونگے تو
مہران کو حوالے کر دینگے لندھور تو خاموش ہو رہے بختک اُسی تخلیے مین آکر بیٹھا کہ وہ ساحرہ
آئی کہا کیون ملک جی ظہور میرے سحر کا دیکھا بختک نے کہا آج فقط بڑا بیٹا حمزہ کا نکلا تھا وہ طرف
صحرا کے چلا گیا اور سردار جو نکلے وہ ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوے خدمتگزار وزیر زردہشتی
نے عرض کی کہ ایک ہفتے کے اندر صرف بادشاہ اسلام رہجاوینگے مہران فیلزور کو حوالے کرینگے
بختک نے کہا کہ تم جاکر عمرو بن حمزہ کو قتل کرو سر شاہ کی خدمت مین لیکر آؤ تمکو عہدۂ انتظام

جنگ ملیگا لڑائی کو فتح کرا دیا کرو بادشاہ بہت کچھ تمکو دینگے شاہزادون نے موتیون کے مالے گلے سے اُتار کر خدمتگزار کو دیے مالے پہن کر خدمتگزار کی آبرو ہوئی طرف باغ کے روانہ ہوئی کہ گئی کہ مین سر عمرو بن حمزہ لاتی ہون مین نے ابھی تک اُسکو نہین دیکھا جو بیر مقرر کیے تھے اُنھون نے تدبیر کی گرفتار کر لیا اب جاکر اُسکو دیکھتی ہون بجتناک نے کہا کہ اس لشکر مین عیار بلا کے ہین اُنسے اپنے کو بچانا خدمتگزار نے کہا کہ ملک جی عیار کی کیا مجال ہو کہ میرے سامنے آوے فورًا رنگ ورد غن اُتر جائیگا صورت اصلی دیکھ کر پہچان لونگی بجتناک نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک خیال رکھنا کہ فرزندان حمزہ نہایت حسین وجمیل ہین ایسا نہ ہو کہ عاشق ہو جاؤ خدمتگزار نے کہا ملک جی یہ تم کیا کہتے ہو مین خدمتگزار دبیر زرد وحشتی ہون کنٹھی گلے مین پہنے ہون مین ان باتون کو ترک کر چکی ہون تم اس سے مطمئن رہو بجتناک نے خوب سمجھا دیا خدمتگزار چلی جب باغ مین آکر اُتری چند جشنین آکر حاضر ہوئین خدمتگزار نے پوچھا کہ اس جوان کو کہان قید کیا جشنون نے عرض کی بارہ دری مین قفس ہی خدمتگزار وسط باغ مین آکر بیٹھی گائنون نے گھیر لیا سامنے خدمتگزار دبیر زرد وحشتی کے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگین نظم

نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ — ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کیطرح آئے ہو گلشن مین — تماشائے گل وسرو وصنوبر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے — ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اُسکا اشارہ بھی — کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین — خدا کیواسطے پھر پھیر کر دیکھتے جاؤ ۰۱۰

کوئی اُنسے کہے منھ پھیر کر جو قتل کرتے ہو — تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا شائق ہی تحت وفوق کا عالم — کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی بل کھاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو — دکھاتے ہو ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ ۰۱۰

نقاب اکدن اُلٹ کر تمنے منھ سے نہ فرمایا — جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اُس سے منھ آتش جو کچھ در پیش آجائے — دکھاتا ہی جو آنکھون کو مقدر دیکھتے جاؤ

جب اُس گائن کے گانے کی آواز بلند ہوئی تو فرخ کو دروازہ باغ کا معلوم ہوا اور گانے کی بھی آواز کان مین آئی اب فرخ اُٹھا دیوار باغ پر آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی اور ایک جشن قفس عمرو بن حمزہ کا لیکر آئی ہی خدمتگزار کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی حیران ہو گئی بہ نظر غور دیکھنے لگی کنٹھی اُتار کر کنارے رکھی ٹہلتی ہوئی قریب شاہزادے کے آئی کہا اے بہادر تمکو معلوم ہوا کہ تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا عمرو بن حمزہ نے کہا باعث سحر کا ہوا ایک آہو لگا کر لایا اے ساحرہ تونے مجھے بڑا رنج دیا کہ مین حریف کے مقابلے مین نہ پہونچا خدمتگزار نے کہا کہ اے شاہزادہ والاقدر مین اُس شخص کو تمھارے ہاتھ سے زیر کرا دونگی اور ایسا کچھ کرونگی کہ لشکر نوشیروان پر غالب آؤ نوشیروان کو گرفتار کر لو سکندر پر بھی غالب آؤ مگر میرا وصل قبول کرو عمرو بن حمزہ نے منھ پھیر لیا کہا او بیہودہ کیا بکتی ہو خبردار ایسا خیال نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگی خدمتگزار

جھلاکر مسند پر جا بیٹھی اور کہہ رہی ہی کہ اے جوان میرے ہاتھ سے رہائی نہ پائیگا تڑپ تڑپکر مریگا مین نے تیری محبت مین بڑے شرف کو چھوڑا کنٹھی گلے سے اُتار ڈالی اسی خیال سے کہ تیرے ساتھ عیش کرونگی مگر تو وہ نامنصف ہی کہ سراسر انکار کرتا ہی کہ گائن بولا کر واسطے رفع حاجت کے اُٹھی جیسے ہی گوشے مین آئی فرخ نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آیا ہنستا جاتا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

چپ ہو کیون مُنھ سے تو فرماؤ خدا کیواسطے — آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے
کیک کی آنکھون سے نظارہ کو عاشق آئے ہین — چاندسی صورت کو دکھلاؤ خدا کے واسطے
درد دلسے دم فنا ہوتا ہی جلسے رحم ہی — جان جاتی ہی مری آؤ خدا کے واسطے
جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کی طرحسے — ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کے واسطے
پاس رسوائی کا دونون جانبو نسے شرط ہی — مین تمھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کے واسطے

یہ چند اشعار گاکر فرخ پوچھنے لگا کہ اے ملکۂ عالم آپ کیون مکدر ہین خدمتگزار نے نگاہ ڈالی رنگ وروغن عیاری کا چہرے سے اُڑگیا خدمتگزار نے ہنس کر کہا کہ میان عیار صاحب بصورت اصلی عیاری کرنے آئے ہو اپنی صورت اصلی تو دیکھو سامنے حوض پانی کا بھرا ہوا تھا اُسپر جو فرخ کی نگاہ پڑی اپنی صورت اصلی دیکھی گھبرا گیا چاہا اُٹھ کر بھاگون ساحرہ نے سحر کیا فرخ کے پاؤن زمین نے تھام لیے فرخ منتین کرنے لگا کہا اے ملکۂ عالم یہ فرزند صاحبقران ہین ساحرہ سے انکار رکھتے ہین مگر مجکو چھوڑ دیجیے مین راضی کردون خدمتگزار نے کہا کہ او ظالم بختک نے مجھسے پہلے ہی کہا تھا کہ عیارون سے بچنا تو مین نے نگاہ مین تاثیر رکھی ہی کہ جب کسی پر نگاہ ڈالون اور وہ شخص عیار ہو تو اُسکا رنگ وروغن اُڑجائے مین نے خداوند زردھشت کی خدمت کی ہی ارے اسکو بھی قفس مین بند کرو مگر افسوس یہ ہی کہ تیرے آقا پر مین مائل ہون اور تو میرے قتل کو آیا فرخ نے کہا کہ انصاف تو کیجیے کہ جس روز سے انکو آہو لگاکر لایا اور بلغ لگا ہی تب سے غائب ہوا مین یہانسے ہٹا نہین جب گانے کی آواز کان مین پہونچی تو خدمت مین حاضر ہوا ساحرہ نے کہا کہ میری گائن کو تو لاؤ فرخ نے کہا کہ فلان درخت کے سائے مین بیہوش پڑی ہی جلسئین جاکر لائین وہ ہوشیار ہوئی تو خدمتگزار نے کہا کہ اے گلعذار تیری شکل بنکر یہ عیار آیا تھا مگر مین نے پہچان لیا اب حیران ہون کہ کیا ترکیب کرون میری تو اسپر جان جاتی ہی اور یہ انکار کرتا ہی دو چار دن مین مانیگا مگر مین وزیر اعظم سے اقرار کر آئی ہون کہ پسر حمزہ کا سر لاتی ہون سر کی کیا تدبیر کرون اُسکا قتل کرنا مجکو گوارا نہین لہذا کچھ تدبیر بتاؤ گائن نے کہا حضور بہت آسان ہی ایک ماش کے آٹے کا سر تیار کرکے بادشاہ کو دکھا دیجیے اور اُن کو یہان زندہ رکھیے جب راضی ہونگے مدعاے دل حاصل کیجیے گا ساحرہ بہت خوش ہوئی اور اُسی وقت ماش کے آٹے کا سر بنایا قفس دونون کے بارہ دری مین بھیجدیے یہان ہرمز وفرامرز دربار مین آکر بیٹھے کہ خدمتگزار سر نقلی عمرو بن حمزہ کا لیکر آئی ہرکارے تو ہر وقت موجود رہتے ہین سر عمرو بن حمزہ کا دیکھکر ہرکارے گھبرا گئے خدمتگار سہنے کھڑے ہین بختک نے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے جانتے ہی اس شہریار کو کیونکر قتل کیا سر تو یہان لائین لاشہ کیا کر ڈالا اس مضمون پر خدمتگزار

گھبرا گئی سوچ کر کہا کہ لاشہ مین نے جنگل مین پھنکوا دیا بختک نے کہا کہ ای خدمتگزار یہ وہ شخص تھا
کہ جسنے نوشیروان کو شکست دی نقابدار نارنجی پوش بنکر آتا تھا بارہ ہزار جوانون سے کرور
سوار سے مقابلہ کرتا تھا اور قلعۂ عمرو کو بچاکر چلا جاتا تھا تروبین کامرانی کو کیسی کیسی شکستین دین
ہم جانتے تھے کہ تروبین اسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر اُسکا ہاتھ سے امیر کے خاتمہ ہوا اگر تونے
اُسکو مارا لشکر اسلام کو مٹا دیا کہ صاحبقران ثانی یہ کہلاتا تھا خدمتگزار نے کہا کہ ملک جی
تمنے یہ کیا کہا کہ اگر تمنے اُسکو قتل کیا تو کمال کیا اسی طرح سے کل سرداران حمزہ کو قتل کر ڈالونگی
بختک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایسے ایسے ساحرے ان مسلمانون کے مقدمون مین بہت دیکھے ہین مجھے قتل کا
انکے یقین نہین آتا خدمتگزار نے کہا کہ یہ سر موجود ہی اگر حکم ہو تو لاش بھی منگوا دُون بختک نے
کہا کہ ای شاہزادگان اس سر کو چھپا ڈالیے اگر مسلمانون کو ثابت ہو گا تو سب آکر قیامت برپا کرینگے
آپکو زندہ نہ رہنے دینگے اور اس سر کی کوئی حقیقت نہین ہی مفت مین ہلاکت و پریشانی ہوویگی
قباد شہریار ایسا لڑینگے کہ کچھ بنائے نہ بنے گا کیا تعجب ہی کہ آپ کی جان پر بنے سر دربار اسکا ذکر
بہتر نہین کیونکہ اسکی کوئی اصل نہین ہی ... کر خزانہ دار سے کہا کہ سر کسی پٹاری مین کرکے خزانے
مین رکھو کوئی اس سر سے آگاہ نہ ہو وقت پر مجھا جائیگا جب سر جا چکا خدمتگار دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ دارا سے ہند آتے ہین بختک نے کہا کہ ای سکندر لندھور سے ابھی اسکا ذکر
نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ لندھور بگڑ جائے اور کہے کہ فرزند حمزہ کو ساحرہ سے کیون قتل کرایا ہرمز
و فرامرز کو بہت بڑا خوف ہوا مگر ہرکارے لشکر اسلام کے یہ سب باتین سُنکر بھاگے یہان وہ وقت
ہی کہ قباد شہریار تخت پر جلوہ فرما ہین علمشاہ و کرب و مالک و بہرام وغیرہ سب حاضر خدمت
بادشاہ ہین بادشاہ فرما رہے ہین کہ کیا غضب ہوا شاہزادہ عمرو بن حمزہ پلٹ کر نہ آئے رستم
فرماتے ہین کہ بھائی صاحب کو ہمارے شکار کی بہت عادت ہی معلوم ہوتا ہی کہ جستجوے ہرن مین
آوارہ ہوے راستہ بھول گئے کسی مقام پر شاید لڑائی پڑی ہی انشاء اللہ بخیر و عافیت آوینگے
بادشاہ نے فرمایا ہم تو بڑی شکایت کرینگے کہ رونے کی آواز کان مین آئی سلطان سعد نے
گھبرا کر کہا کہ ارے خیر تو ہی یہ کون روتا ہی جب ہرکارون نے آکر در بارگاہ پر ذکر کیا تو سرداران
عمرو بن حمزہ چیخین مار مار کر رونے لگے خادمون نے گریبان پھاڑے سائیس خاک اُڑاتے تھے
مرکبون کی آنکھون سے آنسو جاری تھے ہرکارے سب کو ہٹا کر اندر آئے سب سے پہلے بادشاہ
نے پوچھا کہ کیون یارو خیر تو ہی کیا کچھ قبلہ و کعبہ کی خبر آئی ہرکارون نے کلا ہین دے مارین اور
بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای شہریار غضب ہو گیا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی قتل ہوے وہ
آہو جو آیا تھا عنطلی آباد سے کوئی جادوگرنی آئی ہی اُسکا بھیجا ہوا تھا شاہزادے کو لگائے گیا
اُس بےحیا نے اُس شہریار کو قتل کیا سر لیکر خدمت مین ہرمز و فرامرز کی آئی تھی مگر بختک یقین
نہین مانتا تھا یہی کہتا تھا کہ ای ساحرہ اگر تونے عمرو بن حمزہ کو قتل کیا تو لاشہ کہان ہی یہ سُن کر
سلطان سعد نے خود اپنا زمین پر دے مارا قباد نے بھی تاج اپنا اُتار کر پھینک دیا اور اپنے
تئین تخت سے گرا دیا علمشاہ نے تلوار کھینچی کہ گلا اپنا کاٹ لون اور پکار کر قباد سے کہا کہ بھائی صاحب

ہمارے تو آج باپ مرگئے ہمارے بڑے بھائی نہ تھے ہمارے بجاے باپ کے تھے ہم یتیم ہو گئے زندگی نہ کرینگے ہائے جو ہوا ملکہ حور رُخ مادر سلطان سعد سے کسی کنیز نے جا کر کہدیا کہ عمرو بن حمزہ کے مرنے کی خبر آئی ہی یہ سُنکر ملکہ حور رُخ روتی ہوئی محل سے نکل پڑین چلا چلا کے کہتی تھین کہ صاحبو میرے وارث کی خبر بتاؤ سلطان سعد دوڑ کر مان سے لپٹ گئے کہا ای مادر مہربان محل مین جائیے ملکہ حور رُخ کہتی تھین کہ ای فرزند مین نے خبر سُنی کہ وارث میرا مارا گیا اب مین بیوہ ہو کر زندہ نہ رہونگی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ پڑھ کر بین کرتی تھین نظم

ترے سوا کوئی ترکیب دلپسند نہ ہو ۔ جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو
گلے مین یار کے پڑنیکا ہاتھ ہی مشتاق ۔ کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو
غرور کھوتی ہی تعلیم خاکسارون کی ۔ اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو
زیادہ بوسے سے دشنام مین حلاوت ہی ۔ یہ زہر وہ ہی کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو
جو روئے حال پہ اپنے وہ کیا کسی پہ ہنسے ۔ وہ دل دُکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو
ہزار دن دیدۂ دید ہین تو اک نگاہ ہی پاک ۔ غضب ہی ہو جو تری بزم مین پسند نہ ہو
برابر اُسکے کھڑا ہو کے سرد اکڑتا ہی ۔ الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو
زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے ۔ وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

سلطان سعد نے مان کو کھینچ کر محل مین پہونچایا پھر سے جشنون کے مقرر ہوے قباد نے کہا کہ خواجہ زادون کو بُلاؤ اُسی وقت خواجہ زادے حاضر ہوے بادشاہ نے بیان کیا کہ دیکھیے بڑے بھائی صاحب پر کیا گذری فرزندان بزرجمہر نے تختۂ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا مگر ہنستے ہوے کہا ای شہریار خاک اُسکے دہن مین جو اُن کو مردہ سمجھے وہ زندہ ہین گذشتہ سحر تک بھی نہین ہین مگر البتہ قید ہین معلوم ہوتا ہی کہ آپکو کسی دشمن نے خبر پہونچائی ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی آپ فرزندان خواجہ بزرجمہر ہین آپ کا حکم کبھی خلاف نہین نکلا مگر اسوقت آپ کی راے خلاف ہی ہم لوگ سر اُس شہریار کا دیکھ آئے ہین اور خزانے ہین سر داخل ہی جسکا جی چاہے عیاری کرکے نکال لائے اگر ہمکو حکم ہو تو ہم جا کر جستجو کرین اور عیاران نامی مثل چالاک وغیرہ موجود ہین جا کر عیاری کرین چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا عرض کرتا ہون کہ دو دن کے اندر سر لاؤنگا یہ کہکر چالاک روانہ ہوا مگر بادشاہ کو گونہ تسکین ہوئی خواجہ زادون سے تنہائی مین پوچھا کہ آپ نے ہم لوگون کی تسکین کو کہا ہی یا کتاب سے یہی حکم نکلا ہی خواجہ زادون نے بادشاہ کے سر پہ ہاتھ رکھدیا عرض کی کہ ای شہریار اگر بال بھر فرق نکلے تو ہم اقرار نامہ اس بات کا لکھتے ہین ہمکو قتل کیجیے گا چارون صاحبزادون نے بادشاہ کے سر پہ ہاتھ رکھدیے اور کہا کہ حضور ہماری مجال ہی کہ خلاف بات حضور سے بیان کرین خواجہ زادون نے بہت تسکین دی اُنکے کہنے سے شور و غریو گریہ و زاری کا موقوف ہوا مگر سب کو انتشار ہی ہر خُرد و کلان واسطے عمرو بن حمزہ کے بیقرار ہی پہر دن پچھلا باقی ہی دربار مین سناٹا ہی سب خاموش بیٹھے ہین بارگاہ مین مثل تصویر سبکو سکتہ ہی کوئی کسی سے کلام نہین کرتا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے

عرض کی کہ ای شہریار مبارک ہو صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین بادشاہ نے سردارون کو
حکم دیا کہ برای استقبال جاؤ سب سردار واسطے استقبال کے گئے صاحبقران نے سبھون کو
دیکھا عمرو بن حمزہ کو نہ پایا علمشاہ سے پوچھا کہ بڑے بھائی تمھارے کہان ہین علمشاہ نے قبضہ
سر پر مار لیا اور کہا مجھسے نہ پوچھیے سلطان سعد بھی رونے لگے سب سرداران دست راستی و
دست چپی چیخین مار مار کے روتے ہین کوئی کچھ کہتا نہین صاحبقران نے فرمایا کہ یار و عمرو بن حمزہ پر
کیا سانحہ گذرا نام لیتے ہی قیامت برپا ہو گئی لندھور کو جو ہرکارون نے خبر دی لندھور اپنی
بارگاہ سے نکل آیا ایک نخل کے نیچے منھ لپیٹ کر کھڑا ہوا دیکھا شور گریہ و زاری ہی صاحبقران
ایک ایک سے پوچھتے ہین مگر کوئی کچھ بیان نہین کرتا کہ ناگاہ قباد شہریار مرکب خنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہمراہ سب تاجدار آگے آگے بادشاہ قباد تاج شہریاری پہنے ہوے سامنے آئے امیر
نے سلام کیا اور فرمایا ای فرزند میرے قریب آؤ قباد گھوڑے سے کود کر قریب آئے صاحبقران
نے فرمایا کہ یہ کیا معرکہ ہی مین نے نام عمرو بن حمزہ لیا تو سب سردار رونے لگے قباد شہریار نے
عرض کی کہ لندھور نے طبل جنگی بجوایا تھا بھائی صاحب مقابلے کو نکلے تھے ایک آہوے صحرائی
پیدا ہوا اُسکے پیچھے گھوڑا اڈال کر گئے پھر پلٹ کر نہ آئے اور فرخ عیار بھی اُنکے تعاقب مین روانہ ہوا
وہ بھی پلٹ کر نہ آیا ہرکارون نے آکر بعد چند روز کے خبر دی کہ سر اُنکا لیکر ایک ساحرہ آئی ہی
یہ خبر سُنکر ہم لوگ ملول و حزین ہوے آپ کے برابر اُن کا مرتبہ جانتے ہین بھابھی صاحبہ پیٹتی ہوئی
نکل آئین تب مین نے خواجہ زادون کو بُلایا خواجہ زادے کہتے ہین کہ وہ سر مصنوعی ہی وہ زندہ
ہین نہین معلوم یہ سر کیسا ہی لہذا چالاک بن عمرو وعدہ کر کے گیا ہی کہ سر خزانے سے لاتا ہون
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو تو روانہ ہوے مگر فرمایا کہ خواجہ زادون کا حکم کبھی خلاف
نہین ہوتا قباد کو گھوڑے پر سوار کیا آپ سب سردارون کو ساتھ لیکر چلے لندھور نے اپنے
عیار یعنے داراب سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی داراب نے سب حال بیان کیا لندھور سُن کر
خاموش ہو رہے یہی کلمہ کہا کہ مرنے مین کسی کا کیا اختیار ہی ایک دن سب کو مرنا ہی پروردگار
فرما چکا ہی کل من علیہا فان ایک دن سب کو مرنا ہی بزرگان دین خوش آئین کہ جنکے واسطے
زمین و آسمان بنا پروردگار نے یہ مرتبہ دیا کہ بالاے عرش اعلیٰ بلایا کلام ہدایت انجام کیے مگر کیا
عدالت ہی کہ اُنھین بھی موت ہو گی بس جب ایسے مقدس نہ رہینگے تو ہم لوگون کی کیا حقیقت ہی جسدن
اُسکو منظور ہو اُٹھا لیا اُسکے حکم سے کوئی گردن تابی نہین کر سکتا کسی کی مجال نہین کہ اُسکے حکم کے
خلاف کرے یہ بھی اُسی کریم کا ارشاد ہی کہ کوئی ذرہ بدون حکم میرے ہل نہین سکتا یہ کہکر لندھور
بارگاہ سکندریہ مین آیا کہا ای سکندر تم نے سُنا کہ صاحبقران آگئے اب آخر کا مقابلہ ہی یا تو مین
نہین یا صاحبقران نہین طبل جنگی بجوائیے مگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر خبر لاؤ ہرکارے
کہتے ہین کہ سر عمرو بن حمزہ کا خزانے مین ہی عمرو نے کہا چالاک پلٹ کر آئے تو پھر مین جاؤن گا
شاگردان چالاک نے کہا کہ اُستاد ہمارے خالی نہ پلٹین گے سر لیکر آوین گے لیکن حقیقت مین
چالاک لشکر سے نکل کر ایک تاجر جلیل کی شکل بنکر دروازے پر خزانہ دار کے آیا لوگون نے جاکر

خزانچی کو اطلاع کی کہ ایک تاجر جلیل حاضر ہی ملاقات کا آپ سے خواہان ہی خزانچی فوراً نکل آیا چالاک
نے دو صندوقچے خزانچی کو دکھانے کہا مین اس واسطے حاضر ہوا ہون کہ مجکو سفر دریا در پیش ہوا ہی
اور کچھ کنکر پتھران صندوقچون مین ہین امیدوار ہون کہ خزانہ شاہی مین ان کو رکھ لیجیے بعد ایک سال
کے پلٹونگا پھر آپ سے لیلونگا یہ سنکر خزانچی خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ نحیف وضعیف تو ہی اول تو یہ
زندہ نہ پلٹے گا اگر زندہ آیا بھی تو کہدونگا کہ مین تجھے نہین پہچانتا خزانچی نے کہا کہ تاجر صاحب مال مجھے
دکھا دیجیے چالاک نے کہا تنہائی مین چلیے آپ کو دکھا دون مین نے بڑے بڑے مہاجنون سے لین دین
کیا مگر آج تک کسی کو اعتبار دار نہین پایا کمرے مین خزانہ دار چالاک کو لیکر آیا دروازے بند کر دیے
چالاک نے صندوقچہ بڑا اُکھولا موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے الماس کے نگینے ہیرے کے نگ
اور دیگر جواہرات اعلیٰ خزانچی کو دکھایا خزانچی گنتا جاتا ہی اور دل مین خوش ہو رہا ہی کہ یہ سب
مال میرا ہی عمر بھر مین اس تاجر نے میرے واسطے جمع کیا پوچھا سوداگر صاحب ظاہر کی تجارت کس
تعداد کی ہی سوداگر نے مُنھ بنا کر کہا خزانچی صاحب دس لاکھ روپئے مین نے لگائے تھے ایک ایسی
اُفتاد پڑی کہ چار پانچ لاکھ روپئے لیکر ایک گماشتہ بھاگ گیا کچھ مال غرق دریا ہوا اب کوئی چار لاکھ
سے تجارت کرتا ہون مگر اس مال کو نہین نکالتا کہ بقیۂ عمر مین وقت بے وقت کام آئیگا شاید کوئی
زمانہ ایسا ہو کہ گھر بیٹھنا پڑے اُس وقت یہ کام آئیگا خزانچی نے کہا کہ جناب تاجر صاحب آپنے
خوب یہ انتظام کیا آپس مین تحریر ہوئی خزانچی گلوریان لایا چالاک نے گلوری مین بیہوشی ڈالکر
خزانچی کو دی خزانچی نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوا چالاک نے اُسکو کنارے ڈال دیا
پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی آپ اُسکی شکل بنکر نکلا طرف خزانے کے چلا مگر بڑبڑاتا ہوا اپنے
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ ہمارے شاہزادے خزانہ لٹا دینگے رات کو ناچ دیکھا صبح کو
حکم آیا کہ دو لاکھ روپیہ رنڈیون کو دو اس فضول خرچی مین سلطنت کاہے کو رہیگی اُنھین اپنی
ذات کا اختیار ہی مگر ہم خیر خواہ دولت ہین ہمکو ناگوار ضرور ہوگا یہ باتین کرتا ہوا در خزانہ
پر آیا کلید لیکر کوٹھا کھولا ایک مقام پر دیکھا کہ مٹی بہت سی پڑی ہوئی ہی چالاک نے غور کے بعد
دیکھا تو دیکھا خواجہ عمرو نقب لگا کر پہونچے ہین اور خزانے مین سر ڈھونڈھتے پھرتے ہین چالاک
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا قبلہ وکعبہ آپ نے کیون تکلیف فرمائی عمرو نے کہا اے فرزند جو جسپر گذرتی ہی وہ ہی
جانتا ہی اتنے دنون حمزہ کے ساتھ رہے ٹکہ نہین پایا سر کا جو ذکر سُنا خیال مین آیا کہ شاید کچھ روپیہ
دستیاب ہو جائے چالاک نے کہا کہ اب آپکو اختیار ہی خزانۂ شاہ ہفت کشور مین تشریف لائے ہین
آخر تلاش کرتے کرتے دیکھا ایک گوشے مین پٹاری مین سر رکھا ہی چالاک نے چاہا سر اُٹھاؤن خواجہ
نے منع کیا کہ اب تم جاؤ چالاک نے پٹاری کو رکھ دیا اور کہا اگر حکم ہو تو مین بھی کچھ لے لون عمرو
نے کہا تم چلو مین تمھین کچھ نہ کچھ ضرور دونگا تمھاری مشقت خالی نہ جائیگی چالاک ناچار ہو کر خزانے
سے نکل آیا خواجہ نے سر لیکر جال الیاسی نکالا ایک گوشے مین کھڑے ہو کر یہ کہہ کر جال مارا کہ
اے جال جنجال ہو کر گر یہ تمام خزانہ عمرو نے لیکر نذر زنبیل کیا اور اُسی نقب سے نکلے خوشی خوشی
جاتے تھے کہ راہ مین چالاک ملا چالاک نے کہا کہ جناب قبلہ وکعبہ کچھ غلام کا بھی اس خزانہ مین

حق ہی خواجہ نے کہا خزانہ خالی پڑا ہی کچھ مٹکون مین کوڑیان بھری تھین اُسکو وہین پھینک آیا مگر
تُمھاری مشقت خالی نہ جائیگی یہ کہکر کچھ پیسے نکالے کہا ای نور نظر ریوڑیان اسکی لیکر کھانا چالاک نے
جھلا کر وہ پیسے پھینک دیے عمرو نے کہا بیٹا کیون بگڑتے ہو اور رہین سے مجکو کچھ ملیگا تو تمھین
دونگا چالاک نے کہا آپ کیا دیجیے گا مین حیران ہون کہ تمام عالم کا مال جو آپ نے جمع کیا ہی اس کو
کون صرف کریگا کہا بیٹا فقط یہ گمان ہی میرے پاس کچھ نہین ہی نہین معلوم مین کیونکر بسر کرتا ہون
ساتھ خواجہ کے چالاک بھی آیا عمرو نے سر نکال کر سامنے صاحبقران کے رکھا امیر با توقیر نے
اسم اعظم پڑھ کر اُسپر دم کیا ایک دھوان پیدا ہوا دیکھا تو سر ماش کے آٹے کا بنا ہی صاحبقران
نے وہ سر پھنکوا دیا اور بہت خوش ہوے لیکن خزانہ دار جو ہوشیار ہوا روتا پیٹتا دربار بہمن
نوشیروان مین آیا تمام تاجر کے آنیکا معاملہ بیان کیا اور عرض کی کہ وہ مجکو بیہوش کر کے ڈال گیا
تھا بختک بُولا خاموش رہو مگر خزانہ تو جا کر دیکھو خزانے مین کچھ نہ ہوگا بختک خزانہ دار کے ساتھ
آیا قصر خزانہ کھول کر دیکھا کہ خزانے مین خاک اُڑ رہی ہی جا بجا گڑھے پڑے ہین خزانہ دار پیٹتا ہوا
پھر روبرو شاہزادون کے آیا تمام کیفیت عرض کی شاہزادون نے کہا پھر اب اسکا علاج کیا جو کچھ
ہونا تھا وہ ہوا بختک نے کہا ہم کہتے تھے کہ سر خزانے مین نہ رکھو عیار سر لینے آوینگے مگر معلوم ہوتا
ہی کہ ہمارے پیر و مرشد کا گذر ہوا بھلا وہ کب گوارا کرتے مٹی بھی خزانے کی چھوڑنا ناگوار ہوتی ہی
نہ کہ روپیہ شاہزادون نے غصہ کر کے کہا کہ ذات سے لندھور کی یہ ہمکو نفع ہوا لندھور کو بہت
ناگوار ہوا عرض کی کہ ای شہریار اگر میری ذات سے نقصان ہوا تو طبل جنگی بجوائیے مین صاحبقران
سے بھی مقابلہ کرونگا خواہ قتل ہو جاؤن خواہ بچون اگر حمزہ نکلیگا تو اُس سے بھی بھڑ پڑونگا بختک
نے اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجوا دیجیے آج لندھور بہت گرمائے ہین اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارے
لشکر اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے وہ خبرین لیکر بھاگے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوے
اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہی امیر نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل بجے تیاریان جنگ
کی ہونے لگین صاحبقران نے بر وقت برخاست دربار فرمایا کہ خواجہ عمرو بن حمزہ کی فکر تو
کرو خواجہ زادون سے دریافت کرو کہ کس مقام پر قید ہین خواجہ نے خواجہ زادون سے آکر
پوچھا اُنھون نے قرعہ پھینک کر بتایا کہ فرزند آپ کا فرخ پہونچا اُسنے عیاری کی مگر پہچانا گیا
گرفتار ہوا وہ بھی قید ہی مگر وہ ساحرہ عمرو بن حمزہ پر عاشق ہی خواجہ نے کہا مین جاتا ہون
عمرو بن حمزہ و فرخ کو چھڑا کر لاتا ہون خواجہ صاحبقران سے وعدہ کر کے برائے رہائی
عمرو بن حمزہ روانہ ہوے یہان چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم رُخ شمع مائل بزردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا ؛ موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ؛ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ؛
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ؛ اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان ؛ جانبین کے لشکر طرف
میدان کارزار کے روانہ ہوے ہرکارے لشکر اسلام کے ساتھ ہین علمشاہ نے ہرکارون
سے پوچھا کہ لندھور نے آمد قبلہ و کعبہ دیکھی کیا قبلہ و کعبہ سے بھی مقابلہ کریگا ہرکارون نے

عرض کی کہ لندھور نے یہ بھی کہا ہی کہ آج صاحبقران سے مقابلہ کرونگا مجھے صرف مروت حمزہ کا خیال ہی ورنہ کیا مین پایہ کمی کا رکھتا ہون ہزار طرح کے تردد کرونگا ایک گرز مین پیوند زمین کردونگا رستم نے کہا خیر سمجھا جائیگا خدا نہ کرے قبلہ و کعبہ اُس نمکحرام سے مقابلہ کرین آج مین اُسکا خاتمہ کردونگا مثل قویل و دویل دریاے بصرہ مین جاکر پھینکونگا کہ غرق دریاے لعنت ہو یہ کہتے ہوے رستم چلے گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے ہین اُدھر سے لندھور اونچی بنا ہوا فیل میمونہ پر سوار گرز خوردی و مردی کاندھے پر رکھے ہوے ایک طرف لشکر سکندر پسران نوشیروان تخت پر سوار بختک شیطنت کرتا ہوا اس کروفر سے لشکر کفار میدان مین آیا صفین جمنے لگین مگر علمشاہ مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین مرکب بڑھائے ہوے کھڑے ہین اسی امید پر کہ آج لندھور کو مارون جب پرے جم چکے نقیبون نے اشعار عبرت آمیز پڑھے جنکا مضمون یہ تھا نظم گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے ؛ مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی پائمالی تھے ؛ یہ دو مصرع لکھے اُس جا بمضمون خیالی تھے ؛ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے ؛ سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ؛ دیگر ہم نے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل ہنر ؛ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر ؛ وجہ ہو اس کی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ؛ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر ؛ زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم ؛ سفر دور و درازست و ما بے خبریم ؛ اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مقام افسوس ہی کہ جمشید جم ایسا بادشاہ ہاتھ سے ضحاک ماران کے قتل ہوا ایسے شاہ کا ایسا دشمن کہ جسنے تاج و تخت نکالا حکومت کے طریقے پیدا کیے کبھی کسی مقام پر کسی علم مین کمی نہین کی جالینوس ایسا اُستاد کہ خود ہر شی نئی نکالتا تھا اور جمشید کے ہاتھ سے اُسکو مشہور کراتا تھا جب وقت زوال آیا تو کوئی علم کام نہ آیا جالینوس جدا ہو گئے جمشید حیران و سرگردان ہاتھ سے ضحاک کے شکست کھاکے بھاگا بہت دنون تک آوارہ رہا آخر گرفتار ہوکر آیا ضحاک نے جمشید کو آرے سے چیر ڈالا تواریخ مین لکھا ہی کہ ضحاک ماران نے ہزار سال سلطنت کی آخر فریدون کے ہاتھ سے یہ بھی مارا گیا فریدون بھی باقی نہ رہا یہ دنیا کی اصل ہی یکایک لندھور نے فیل میمونہ بڑھایا شاہزادون سے اجازت لی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے صاحبقران زمان نے قصد کیا تھا کہ نکلین علمشاہ نے گھوڑا اُڑا دیا قباد سے بھی نہ پوچھا صاحبقران دیکھ کر رہگئے علمشاہ مقابلہ لندھور مین پہونچے ارادہ کیا کہ گھوڑے کو اُڑا کر ہاتھی پر جا پڑون لندھور نے اُسی گرمی مین ہاتھ تیغہ دودمہ ہندی کا مار دیا کہ سر رستم کا زخمی ہوا چاہا بڑھکر سر کاٹ لون کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی اتنی بڑی گرد اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے نقابدار سفید پوش دو تاجدار تختون پر سوار چند پہلوان مرکبون پر سوار اس کروفر سے نقابدار جو آکر پہونچا سب حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ عیار نے نقابدار سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا رستم بڑے بھائی آپ کے ہاتھ سے لندھور کے قتل ہوتے ہین

نقابدار نے کوڑا گھوڑے پر مارا مرکب دریائی طرارہ بھر کر چلا بقول شاعر نظم ؎ چہ مرکب چو برق یا بادے ٭ طرفہ دیوانہ و پریزادے ٭ خوشخرامی ز آب نازک تر ٭ تیز گامی ز برق چابک تر ٭ اس جلدی مین گھوڑا آیا کہ لندھور تیغہ بلند کر کے رہگیا نقابدار نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا رستم کو ہٹایا اور اپنا گھوڑا فیل سے ملادیا لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے سپر کو اُٹھایا مگر دست زبردست لندھور تیغۂ دو دمہ ہندی سپر کو کاٹ کر تا ابرو نقابدار کے پہونچا مگر نقابدار نے زخم کاری کھا کر اپنے کو سنبھالا اور ہوشیار ہو کر تلوار نیام سے کھینچی تیغۂ برقتاب جو چمک کے گرا لندھور بھی اُسی قدر زخمی ہوا ہندی دوڑ پڑے ادھر سے ملازمان نقابدار آ کر مل گئے دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی صاحبقران نے قصد کیا کہ جا کر نقابدار کی شرکت کرون کہ عالم زخمداری مین نقابدار لڑ رہا ہی کہ عیار نقابدار نے آ کر عرض کی کہ ای شہریار آقا ہمارا عرض کرتا ہی کہ سردار میرے جنگ سے عاجز نہین ہین آپ میری شرکت نہ فرمائیے ورنہ مجکو ملال ہوگا مین خود آپ کے مقابلے کو آیا ہون صاحبقران رُک گئے مگر ملازمان لندھور کہ سب اہل اسلام ہین جب لشکر مل گئے اور مغلوبہ ہونے لگی تو لشکر سکندر کو قتل کرنے لگے جس پرے مین دیکھا کہ نقابدار پر زیادہ بلوہ ہوا تو ہندی آ کر اُس مجمع کو متفرق کر دیتے ہین اس وجہ سے لشکر نقابدار کو ترقی ہی دوپہر تک تلوار چلی دوپہر کو نقابدار نے دیکھا کہ سر سے خون زیادہ بہا اب غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا دونون ہاتھ گردن مین مرکب کی ڈالدیے اور کہا ای مرکب اصیل مجکو نکال لیچل گھوڑا شائستہ اپنے آقا کا عاشق پشتکین دولتیان مارتا ہوا نقابدار کو لے نکلا دوپہر ڈھلتے ڈھلتے بختک نے طبل بازگشت بجوادیا لشکر پلٹے ملازمان نقابدار جو پلٹ کر آئے اُنھون نے دیکھا کہ نقابدار نہین آیا سردارون نے بہت تلاش کیا مگر نقابدار کو نہ پایا آپس مین صلاح کر کے ہمارے تیز رفتار کو روانہ کیا ہمارے تیز رفتار تلاش مین نقابدار کی چلا مرکب نے نقابدار کو صحرا مین پہونچایا شاہزادہ جو مرکب سے گرا مرکب گرد پھرا کیا ہر مرتبہ چرا کرتا ہی اور قریب آقا کے آتا ہی چاہتا ہی کہ یہ اُٹھین اور مجھپر سوار ہون نقابدار بیہوش پڑا ہی مگر ہمارے تیز رفتار پھرتا پھراتا آ کر پہونچا اپنے آقا کو پڑے دیکھا گھوڑے کو چمکار کر بُلایا رشتہ و سوزن نکالی سر مین نقابدار کے ٹانکے دیے زخم کو باندھا جب شاہزادے کو آرام پہونچا تو آنکھ کھلی اپنے عیار کے زانو پر سر پایا سنبھل کے اُٹھا عیار سے حال پوچھا عیار نے عرض کی کہ آپ کے نہ ہونے سے آپ کے سردار بیدل ہو رہے ہین آپ کی تلاش مین نکلا ہون تشریف لے چلیے وہان علاج ہو جائیگا شاہزادہ اُٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوا عیار کو ساتھ لیکر خرامان خرامان چلا ایک مقام پر آ کر پہونچا دیکھا سامنے دریا ہی اور اُس دریا مین گنبد ہی کنارے پر دریا کے ایک اکھاڑا کھدا ہوا ہی اور ایک نقابدار سیہ پوش نعرے کر رہا ہی کہ جسکو دعوی جرأت کا ہو وہ آ کر مجھسے مقابلہ کرے اگر مجکو زیر کرے تو یہ روپیہ لے اور اس گنبد پر قبضہ کرے کئی کوس تک یہانکی عملداری ہی ناگاہ کنارے پر دریا کے جو لوگ جمع تھے اُن مین سے ایک جوان گھوڑا اُڑا کر نکلا پکار کر آواز دی کہ او سیہ پوش مین تجھسے مقابلہ کرونگا سیہ پوش نے کہا

بہتر ہی یہ کہ کر یہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اول نیزہ چلا سیہ پوش نے نیزہ اُس جوان کا نکالا اُس جوان
نے ہاتھ تلوار کا مارا سیہ پوش نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا آخر نوبت کُشتی کی پہونچی سیہ پوش نے تھوڑے
عرصے مین اُسکو زیر کر لیا کمر مین ہاتھ دے کر اُٹھایا چاہا دریا مین پھینک دون ہمارے تیز رفتار نے
کہا کہ ای شہریار یہ سیہ پوش تو بڑی بدعت کر رہا ہی شاہزادے کو خود ناگوار تھا وہین سے للکارا
کہ او سیہ پوش خبردار اس جوان کو دریا مین نہ پھینکنا ورنہ بہت ذلیل کرونگا مین اسکے بدلے
تجھسے مقابلہ کرونگا سیہ پوش نے کہا آئیے مین تو ہر آٹھوین دن یہ جلسہ کرتا ہون آپ نے میرے
شکار کو چھڑوا دیا مجکو بہت شاق ہوا اگر معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی قضا لیکر آئی ہی اُس جوان کو
چھوڑ دیا گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ شاہزادہ مین آیا نیزہ مارا شاہزادے نے چند طعنون
مین نیزہ اُسکا توڑ ڈالا سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا دونون جوان اکھاڑے مین آئے آپس مین کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ کس زور و
شور سے شاہزادہ لڑ رہا ہی دو پہر ڈھلے شاہزادے نے خیال کیا کہ اِدھر زوال آفتاب ہوا
اُدھر میرے زور کا زوال ہونے لگا پہر دن رہتے رہتے سیہ پوش نے شاہزادے کو اُٹھا لیا
عیار نے دیکھا کہ سیہ پوش نے شاہزادے کو اُٹھا کر دریا مین پھینکدیا دریا سے ایک نہنگ
پیدا ہوا شاہزادے کو وہ نہنگ نگل گیا عیار نے گریبان چاک کیا گھوڑے کو لیکر روتا ہوا چلا
قضائے کار صاحبقران زمان واسطے شکار کے صحرا مین آئے دیکھا عیار نقابدار گھوڑے
کی باگ تھامے ہوے خاک اُڑاتا ہوا آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کیون ای عیار کیا معرکہ ہوا
عیار نے کلاہ دے ماری عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا اس طرح آقائے نامدار زخمی ہوے
صحرا مین جا کر مین نے زخمون مین ٹانکے دیے ساتھ لیکر پلٹا تھا کہ راہ مین ایک دریا ملا ایک
نقابدار سیہ پوش دعوی جرأت کر رہا تھا ہمارے آقا اُس سے لڑے اول نیزہ اُسکا نکالا پھر
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ہمارے آقا نے بجرأت اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دوپہر تک اُس سے
ایسا لڑے کہ وہ دنگ ہو گیا عاجز ہو رہا تھا بعد زوالِ شمس زور ہمارے آقا کا کم ہونے لگا
یہان تک کہ پہر دن رہے اُسنے اُٹھا لیا اور اُسی دریا مین پھینک دیا ایک نہنگ دریا سے نکلا
اور آقا کو نگل گیا غلام جاتا ہی کہ انکے سردارون کو اطلاع کرے مگر مقام افسوس ہی کہ آقا کی آرزو
پوری نہ ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون گھبراتا ہی وہ کوئی طلسم ہی چل مجکو بتا دے مین تیرے
آقا کو رہا کرونگا نگل جانا نہنگ کا عجائب طلسمی سے ہی عیار کو صاحبقران نے ساتھ لیا مقبل سے
کہا کہ تم لشکر مین جاؤ بادشاہ سے اطلاع کر دینا مقبل کو روانہ کر کے عیار کے ساتھ صاحبقران چلے
شب کو کسی صحرا مین مقام کیا صبح کو پھر روانہ ہوے اُسی دریا پر پہونچے دیکھا کہ وہی نقابدار لاف
گزاف کر رہا ہی اور ایک جوان کو زیر کر کے دریا مین پھینکتا ہی نہنگ پیدا ہوا اُس جوان کو نگل گیا
صاحبقران گھوڑا اچھکا کر سامنے نقابدار سیہ پوش کے آئے فرمایا کہ او سیہ پوش مجھسے تو مقابلہ کر
نقابدار نے خم مارا صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر تک [illegible]
لڑے جب زوال آفتاب ہوا تو زوال زور ہونے لگا صاحبقران نے اسم اعظم [illegible]

قائم ہوا پہر دن رہے صاحبقران نے نقابدار کو اُٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر مارون سیہ پوش نے کہا ذرا ٹھہر جائیے مجکو چھوڑ دیجیے مین ابھی حاضر ہوتا ہون اس طلسم کا طلسم بحرین نام ہی بس یہ کہکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کو بھگا کر چلا صاحبقران پیچھے نقابدار سیہ پوش کے چلے سیہ پوش کہتا ہوا آتا ہی کہ میرے پیچھے نہ آئیے ورنہ گرفتار بلا ہوجائیے گا صاحبقران زمان نے نہ مانا نقابدار سامنے ایک قلعے کے پہونچا وہ قلعہ مرتفع آلات حرب وضرب سے آراستہ وپیراستہ تھا گولہ انداز ٹہل رہے تھے نقابدار سیہ پوش نے چاہا اُس قلعے مین جاؤن صاحبقران نے اشقر کو دوڑایا اثنائے راہ مین آکر سیہ پوش کو روکا نقابدار سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا اور تلوار کا ہاتھ مار کر بھاگا پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان قلعہ آکر میری مدد کرو یہ جوان میرا پیچھا نہین چھوڑتا قلعے کا پھاٹک کھلا کئی ہزار جوان مسلح ومکمل نکلے صاحبقران کو گھیر لیا امیر پر حربے کرنے لگے صاحبقران جسکو ہاتھ مارتے ہین اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین بعد تھوڑی دیر کے پلٹ کر دیکھا کہ کوئی لاشہ زمین پر نہین معلوم ہوتا صاحبقران نے اسم اعظم شروع کیا پھر تھوڑے عرصے مین کئی سو جوانون کو مارا اسم اعظم پڑھنے سے جسکو قتل کیا لاشہ بھی اُسکا زمین پر معلوم ہوتا ہی سیہ پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص طلسم کشا ہی بھاگ کر قلعے مین گھس گیا صاحبقران لڑائی جھیلتے ہوے اُس پار خندق کے پہونچے پھاٹک گرز سے توڑا در قلعہ پر نگہبانون کو قتل کیا آگے بڑھ کر دیکھا کہ سیہ پوش بھاگا ہوا جاتا ہی سامنے ایک قصر ہی بہت سی نازنینان مہجبین اُس قصر پر کھڑی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

جبکہ رسوا ہوے انکار ہی سچ بات مین کیا
ای صنم لطف ہی پردے کی ملاقات مین کیا

کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے ای خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا

یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا
شک ہی ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بتخانے کو جاتا ہی کوئی کعبے کو
پھر رہے گبر ومسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر
گالی یا بوسہ ملیگا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اُس سے
کیفیت تو نے اُٹھائی ہی خرابات مین کیا

اپنی طرف صاحبقران کو متوجہ کرتی ہین اور پکارتی ہین کہ ای بہادر سیہ پوش کا پیچھا کیجیے اسنے آپ کی کیا خطا کی ہی صاحبقران اُن سے آنکھ نہین ملاتے اسم اعظم ورد زبان ہی بگر تعاقب نقابدار مین چلے جاتے ہین اُن عورتون نے لاکھ امیر کو مبہوت کرنا چاہا مگر امیر بوجہ اسم اعظم متوجہ نہوئے جب سائے مین قصر کے نقابدار پہونچا صاحبقران نے تیر مارا نقابدار کا شانہ نشانہ ہوا نقابدار نے آواز دی کہ ای ساکنان طلسم بحرین یہ جوان مجکو قتل کرتا ہی اور تم خبر نہین لیتے پھر کئی ہزار جوان قصر سے نکلے صاحبقران کو گھیر لیا مگر ببرکت اسم اعظم صاحبقران پر اُن کا حربہ تاثیر نہین کرتا

اور صاحبقران جسپر ہاتھ مار دیتے ہین اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین سیہ پوش ترغیب جنگ کر رہا ہی کہتا ہی یارو مین تو قریب مرگ ہون مگر یہ جوان طلسم کشا معلوم ہوتا ہی صاحبقران زمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب سیہ پوش پہونچے سیہ پوش نے جب دیکھا کہ نہ راہ رفتن نہ جاے ماندن ناچار ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ نقابدار سیہ پوش کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی نقابدار کے آوازین ہاہو کی آنے لگین بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو نگہبان طلسم بحرین بود اسقدر اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا تمام عالم روشن ہوگیا امیر نے اپنے تئین قلعے مین نہ پایا دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا ہون اور عیار نقابدار سفید پوش ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار جو معرکہ آپ پر گذرا غلام نے سب آنکھون سے دیکھا مگر نقابدار سیہ پوش کا مارنا بے قاعدہ ہوا امیر نے پوچھا قاعدہ کیسا عیار نے عرض کی کہ مین دیر سے اس صحرا مین کھڑا ہون اس درخت پر دو جانور آکر بیٹھے مثل انسان کے باتین کرتے تھے جب آپ تعاقب مین نقابدار کے گئے تھے تو وہ طائر کہتے تھے کہ صاحبقران نے نقابدار سیہ پوش کو بیرون قلعہ کیون نہ مارا قلعے کے اندر کیون اُسکو جانے دیا مین دیکھ رہا تھا کہ جب نقابدار کو آپ نے جاکر اندر قلعے کے مارا تو وہ دونون طائر یہ کہکر اُڑ گئے کہ ای عیار طرار صاحبقران یہین آتے ہین تھوڑی دیر مین مین نے دیکھا کہ آپ ادھر چلے آتے ہین صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ایک بُرائی تو مجکو بھی معلوم ہوئی کہ مرتے ہی نقابدار کے میرا قلعے سے باہر آنا ہوا آج شب کو دعا کرونگا دیکھون درگاہِ خدا سے کیا حکم ہوتا ہی میری مراد یہ ہی کہ نقابدار سفید پوش کو زندہ پاؤن یہ کہکر صاحبقران نے اُسی نخل کے سائے مین زین پوش بچھایا اور اشقر کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا اول شب صاحبقران سو رہے عیار بیٹھا رہا دو پہر رات گئے امیر اُٹھے فرمایا اب تم سو رہو مین اتنی رات عبادت مین بسر کرونگا عیار بہت خوب کہکر لیٹا اور لیٹتے ہی سو گیا صاحبقران نے اول دو رکعت نماز حاجت پڑھی بعد اُسکے خواہش لوح مین دعائین کرنے لگے صبح ہوتے صاحبقران کی آنکھ لگ گئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے کہ اُسی حالت مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ فرما رہے ہین کہ یا صاحبقران بروقت بیداری اسم اعظم پڑھتے ہوے اس صحرا سے بڑھنا کنارے دریا کے پہونچوگے دیکھوگے وہی نہنگ دریا سے مُنھ نکالے ہوے بیٹھا ہی جس طرح بنے اُسکو مار لینا اُسکے مرتے ہی دریا خشک ہوگا کتمان جادو اگر سحر کریگی اُسکو تیر سے مارنا جب وہ مرے تو شکم اُسکا چاک کرنا شکم سے کتمان کے ایک صندوقچی نکلے گی اُسی مین طلسم بحرین کی لوح ہی بموجب ہدایت لوح کام کرنا بادشاہ طلسم بحرین سے مقابلہ پڑیگا لاکھون جادوگر لیکر بحرین آویگی کئی دن برابر تلوار چلیگی اُسی گرمی مین طرف بحرین کے توجہ کرنا نقابدار سفید پوش براے مدد آئیگا بحرین نکل جائیگی پھر نقابدار سفید پوش سے جدا ہو جاؤگے باغ خزانہ مین پہونچوگے وہان دست اندازی نہ کرنا اُسی خزانے مین ایک تاجدار قید ہی کہ امیر تاجدار اُسکا نام ہی اُسکو رہا کرنا وہ مقام بحرین پر تمکو پہونچا دیگا وہان جاکر بحرین کو قتل کرنا تب طلسم باطل ہوگا صاحبقران چاہتے تھے کہ کچھ اور پوچھین

کہ آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت نماز سحر ہی صاحبقران نے اُٹھکر وضو کیا اور برجوع قلب نماز صبح ادا کی پشت مرکب پر سوار ہوے اور اسم اعظم پڑھتے ہوے طرف صحرا کے چلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور یہ اشعار زبانون پر طائرونکی جاری ہین نظم

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف ہی زیبا نہین رخسار کے پاس
خوشنما کتنے ہین گوسلے کمریار کے پاس

کوچۂ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین
کسکی قسمت کا ہی پانی تری تلوار کے پاس

فکر مرغان چمن کی ہی بہار آئی ہی
جھونپڑا ڈالا ہی صیاد نے گلزار کے پاس

کب جواب آئیگے خط شوق کا وان سے دیکھون
روز ہو آتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس

کار زنجیر جو اُن گیسوے پیچان سے ہوا
روئینگے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس

پھر گیا مُنھ ترے ابرو کی طرف سے اُنکا
سینے کو کھول کے جاتے ہین جو تلوار کے پاس

حالت نزع ہی صورت کوئی بچنے کی نہین
اُٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس

باغ عالم مین جو رکھا ہی قدم اے آتش
خندہ زن گُل کیطرح بیٹھ کے ہو خار کے پاس

صاحبقران یہ اشعار عاشقانہ سنتے ہوے اُس صحرا سے نکلے دور سے دیکھا کہ دریا موج مار رہا ہی لیکن جیسے ہی صاحبقران سامنے پہونچے دریا کے غرّاٹے کی آواز کان مین آئی دیکھا جانوران دریائی شناوری کر رہے ہین اور ایک کنارے پر ایک نہنگ قوی تن مُنھ مثل غار کے کھولے ہوے فرّاٹے بھر رہا ہی صاحبقران اُس نہنگ کی طرف چلے نہنگ نے تڑپنا شروع کیا جس وقت دریا مین دُم مارتا ہی موجہ بلند ہوتا ہی صدہا مچھلیان مرجاتی ہین مگر صاحبقران نے اسم اعظم کا پڑھنا موقوف کیا قریب جاکر تلوار کھینچی نہنگ نے مُنھ پھیلایا کہ امیر کو نگل جاوٴن امیر نے زمین پر گھٹنے ٹیک دیے جب قریب نہنگ پہونچے نہنگ نے چاہا دہن مین لے لون امیر نے دو لون کلے پکڑ کے نہنگ کے چیر ڈالے اندھیرا ہو گیا صداے ہیبتناک آنے لگی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ جادو بودو زبر بحرین بودم نہنگ کو مار کر صاحبقران کھڑے دیکھا کیے دیکھا کہ دریا خشک ہو گیا مگر لاشہ نہنگ کا نہین معلوم ہوتا ایک آواز آئی کہ او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ رُکن طلسم کو گرایا یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا جست کر کے سامنے آئی صاحبقران پر سحر کرنے لگی جو سحر اُس نے کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر باطل ہو گیا عرصے تک ساحرہ نے امیر کو ڈرایا اور خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاوٴن امیر کو فرمانا اُن بزرگ کا یاد آیا کاندھے سے کمان کیانی اُتاری تین بھال کا تیر چلّہ کمان مین جوڑا اسم اعظم پڑھکر تیر مارا سینے پر ساحرہ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا زمین پر لاشہ ساحرہ کا گرا امیر نے جھپٹ کر شکم اُسکا چاک کیا ایک طلائی صندوقچی مقفل نکلی اُسکو کھول کر لوح طلسم بحرین نکالی ایک بونڈا گرد کا بلند ہوا اُسمین سے رونے کی آواز آتی تھی کہ او ظالم تو نے غضب کیا کتمان جادو کو مارا جو رونق طلسم بحرین تھی اسکے مرنے کا بحرین جادو کو بڑا قلق ہوگا صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ آگے کوہ نیرنگ ہی

رنگین ادا وہانکی حاکم و ناظم ہی بڑے بڑے فتور برپا کریگی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا اگر لوح
چھین گئی تو بڑی تباہی اُٹھاؤگے صاحبقران طرف کوہ رنگا رنگ کے چلے بالائے کوہ ایک باغ ہی
رنگین ادا بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہی کہ کان مین مرنے کی کتمان جادو کے آواز آئی رنگین ادا
نے منہ پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کتمان جادو قتل ہوئی لوح طلسم کشا کو مل گئی ایک عرضی
بحرین کو لکھی کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا میری جانب آتا ہی مین نے نقابدار سیہ پوش سے پہلے ہی
کہا تھا کہ تو نے اس مسلمان کو کیون قید کیا اسکی وجہ سے سب قاتلان ساحران نامی اس طلسم پر
بھی بلوہ کرینگے پھر طلسم کا بچنا مشکل ہوگا اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہاتھ سے طلسم کشا کے اول نقابدار
سیہ پوش مارا گیا اور اُسکے بعد نہنگ جادو قتل ہوا کہ جو وزیر طلسم تھا اور کتمان جادو محافظ
لوح بھی مارگئی اور لوح طلسم کشا کو دستیاب ہوگئی اب اُسنے میری طرف رُخ کیا ہی لہذا یہ کنیز
فکر لوح مین جاتی ہی اگر میری خبر لیجیے گا تو بہتر ہی مگر سُنتی ہون کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا جب
لوح بھی اُنکے پاس نہ تھی فرتوت جادو کا سحر نہ چلا اُن کے ہاتھ سے مارا گیا کیسا کیسا بھاگا اور کیسا
کیسا اپنے کو بچایا مگر نہ بچا آخر قلعۂ موہوم مین جا کر مارا گیا یہ عرضی روانہ کرکے اُٹھی کنیزون سے
کہا کہ صاحبو ہوشیار رہنا جہان پر طلب کرون وہان پر آنا طلسم کشا کو پھنسانے لاتی ہون ادھر
سے رنگین ادا چلی اُدھر سے صاحبقران آتے آتے بسبب دھوپ کے ایک نخل کے سائے
مین ذرا ٹھہرے ہین ہوا کھا رہے ہین کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک محلفے کے گرد
سو دو سو کنیزین کچھ کہاریان کچھ چوبدارنیان ہمراہ بھاگی ہوئی آتی ہین صاحبقران سمجھے کہ کسی کی
سواری کہین جاتی ہی کہ چند کنیزون نے امیر کو پکارا کہ ای شہریار ٹھہر جائیے دیکھیے ملکۂ عالم کیا کہتی ہین
امیر نے پہچانا کہ یہ کنیزین اور چوبدارنیان زوجۂ علمشاہ کی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ارے تم
لوگ کہان سے آتے ہو کنیزون نے عرض کی کہ ای شہریار خان اعظم کا بیٹا تین لاکھ ترکون سے چڑھ آیا
ملکہ کے باپ مارے گئے ہم لوگ ملکہ کو لیکر بھاگے مگر خبر ملی تھی کہ صاحبقران سے راہ مین ملاقات ہوگی
لہذا جو آپ کو منظور ہو وہ کیجیے مگر شہر خاور آپ کے قبضے سے نکل گیا قاسم کی خبر پائی کہ وہ خروج
کرکے نکل گئے طلسم افراسیابی فتح کیا یہ کہہ کر کنیزون نے خیمہ استادہ کیا خورشید خاوری خیمے مین
داخل ہوئی صاحبقران کو کنیزین اندر لے گئین صاحبقران نے جو بہو کو حیران و پریشان دیکھا
گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای فرزند مین شہر خاور پر جاؤنگا خورشید خاوری نے عرض کی فرزند خان اعظم
اتنی فوج لیکر آیا ہی کہ تمام قلعہ گھرا ہوا ہی ایسا نہ ہو آپ کو گرفتار کرلے صاحبقران نے فرمایا
نقابدار سفید پوش اس طلسم مین پھنس گیا ہی اُسکی رہائی کی صورت ہولے تو مین تمھارے ساتھ
چلون خورشید خاوری ہاتھ باندھ باندھ کے باتین کر رہی ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ ارے
دیکھتی ہو قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہین اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے لاکر گلابیان شراب
کی کشتیان کباب کی رکھین چند کنیزان خوش آواز سامنے آکر بیٹھین یہ اشعار گانے لگین نظم

	یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا		کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا		
	دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا		ہوا سے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا		

کنوئین مین حضرت یوسف کو پھینکا اخوان نے — نہ سمجھے مصر کے چلنے کا پاتراب ہوا +
گرہ تھی دل مین زبس حسرت ہم آغوشی — فشار گور کا راحت تجھے عذاب ہوا
شکارگاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا + — بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا +
بنایا جادۂ رہ مجکو خاکساری نے + — پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا
ہمارا طالع خفتہ کہین نہ پس جاوے — یہ سر پہ اسکے ہی بیٹھ صدہجوم خواب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر — ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ملا نہ صورت دولاب غیر کوزۂ آب + — ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا
دعاے وصل صنم مانگ دل شکستہ نہو — در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

(ر) کھینچا یا کنوئین سے یوسف کو

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو ملکہ نے کنیزون سے پکار کر کہا کہ قبلہ و کعبہ بیٹھے ہین ایک جام شراب تو لاؤ کنیزون نے جام بھر کے ملکہ کے آگے پیش کیا ملکہ نے وہ جام ہاتھ پر رکھکر چاہا کہ صاحبقران کو پلاؤن لوح جو ہلی اُسپر صاحبقران کی نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ خبردار جام نہ نوش کرنا ورنہ اسم اعظم فراموش ہوگا یہ رنگین ادا ہی یہی جام لیکر اسپر پھینک مارو امیر نے وہ ہی کیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا خورشید خاوری کہتی جاتی ہی نوش فرمایئے مگر صاحبقران نے جام ہاتھ مین لیکر اُسی پر پھینک مارا قطرۂ شراب جو جسم پر نقلی خورشید خاوری کے پڑا چہرہ زرد ہوگیا بدن سے شعلۂ آتش نکلنے لگے خورشید خاوری جلنے لگی جب خورشید جلنے لگی تو کنیزین اُٹھکر پیٹنے لگین کہتی ہین صاحبو یہ ستم ہی کہ سسر نے بہو کو جلا دیا اپنے فرزند کا خیال نہ کیا امیر نے لوح کا عکس ڈالا جسپر عکس پڑا وہ جلنے لگی تھوڑے عرصے مین سب جل جل کر خاک ہوئین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من رنگین ادا بود صاحبقران زمان رنگین ادا کو مار کر باہر نکلے دیکھا کہ ایک کوہ بلند ہی بڑے بڑے درخت لگے ہوے ہین صاحبقران پہاڑ کو دیکھ کر حیران ہوے کہ مین اس کوہ پر کیونکر آیا پہاڑ سے نیچے اُتر کر کھڑے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بحرین جادو ساحران غدار کی جمعیت سے آکر پہونچی اور ساحرون نے کہا کہ طلسم کشا کو گھیر لو چہار طرف سے ساحرون نے آکر صاحبقران کو گھیرا صاحبقران نعرہ کرکے لڑنے لگے جسپر جا پڑے اُسے قتل کیا ہزارہا جادوگر مارے گئے مگر اب حال شاہزادۂ شیران شیر سوار کا لکھتا ہون کہ جب نقابدار سیہ پوش نے شاہزادے کو دریا مین پھینکا اور نہنگ نگل گیا شاہزادہ بیہوش ہوا پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین قیدخانے مین پایا کئی دن شاہزادے کو زندان مین گذرے کنیزین آتی ہین آب و دانہ آکے پہونچا جاتی ہین بحرین جادو کہ بادشاہ طلسم ہی جب اسکے پاس لاشے حاکمان مرحلہ کے پہونچے اور نگہبان مارے گئے ایک دن پریشان پریشان محل مین آئی بیٹی اسکی گوہر تاجدار کہ نہایت حسین وجمیل ہی حسن اُسکا عابد کش و زاہد فریب ہی بحرین نے جب کھانا نہ کھایا اور شراب وغیرہ نہ پی تو گوہر تاجدار نے پوچھا کہ کیون مادر مہربان مزاج کیسا ہی خاصہ کیون نہین نوش فرمایا بحرین نے کہا کہ اے نور نظر کیا کھانا کھاؤن نجوم مین جو خیال کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ میرا وقت مرگ قریب ہی مگر تمھارے طالع کو زور ہی جب مین نے خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تم سلطنت کروگی

اور بڑا غضب یہ ہی کہ بادشاہ سابق جو قید ہی امیر تاجدار وہ رہائی پائیگا مجھسے جو کچھ خطائین ہوئی ہین اُنکا بدلہ لیگا مین نے کل سے آب و دانہ ترک کیا ہی ساہری و جمشید سے دعائین مانگتی ہون کہ مجکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائین گوہر تاجدار نے پوچھا کہ ای مادر مہربان یہ کیونکر ثابت ہوا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا بحرین نے کہا کہ ابتدائے نشان تو یہ ہی کہ فرتوت جادو سے ایک شاہزادے نے مقابلہ کیا فرتوت نے اُسے اُٹھا کر پھینک دیا اُسکی قید میرے سامنے آئی جو کنیز کھانا لیکر گئی وہ اُسکے جمال پر عاشق ہوئی میرے خوف سے کچھ کہہ نہ سکی کچھ کھا کر اپنی جان دی کئی کنیزین جان دے چکی ہین مین اسی وجہ سے قید خانے مین نہین گئی کہ اُس ظالم پر میری نگاہ نہ پڑے لیکن اُسکی رہائی کی صورت حیران ہون کہ کیا نکلے گی اور طلسم کشا لوح پا گیا گو وہ رنگین پر ہی فرتوت قتل ہوا لوحدار مارا گیا لوح طلسم کشا نے پائی رنگین جادو نے ایک عرضی مجکو لکھی اور آپ فکر مین گئی ہی مگر کچھ نہ ہوگا رنگین جادو کی فکر کام نہ آئیگی میری پریشانی بیوجہ نہین ہی مگر ای نور نظر تم اب اسی قصر مین رہو کہین جاؤ نہین مگر بیٹا جب تم کو سلطنت ہوگی تو کیا ہمکو محروم رکھو گی گوہر تاجدار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین آپکے سامنے تخت پر نہ بیٹھون گی سب باتون کا آپ ہی کو اختیار ہی یہ باتین کرکے بحرین تو گئی گوہر تاجدار نے پکار کر کہا کہ کیون صاحبو آج کھانا کون لیکر گیا تھا ایک کنیز گل اندام نامے ہی وہ سامنے آئی ملکہ نے پوچھا تو کھانا لیکر گئی تھی وہ کنیز رونے لگی کہا واری کیا عرض کرون آج وہ سامان دیکھا ہی کہ کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی کہ اُس سے جا کر کہون کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت اپنو یہ حال ہی نظم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
حسن کی تیغ بے پناہ ہو تم
حسن مین آپکے ہی شان خدا
جامہ زیبونکے بادشاہ ہو تم
ہمسے پردہ وہ ہی حجاب کا ہی
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہی تمھارا خیال پیش نظر
خواہ ہمسین ہو وین خواہ ہو تم

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاؤ
عشق بازونکے سجدہ گاہ ہو تم
فوق ہی سارے خوش جمالونپر
کوچہ گردونسے روبراہ ہو تم
جوکہ حق وفا بجا لائے
جسطرف جائین سدراہ ہو تم

جسنے دیکھا تمھین وہ مرہی گیا
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
ہر لباس آپکو ہی زیبندہ
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
شاہد اللہ ہی گواہ ہو تم
دونون بندے اُسی کے ہین البش

ملکہ نے جو یہ حال سُنا کہا ای گل اندام کچھ دیوانی ہوئی ہی تیرا دل اپنے اختیار مین نہین ہی دیکھ ہم چلتے ہین گل اندام قدمون پر گر پڑی کہا واری ہرگز ہرگز آپ نہ چلیے آب و دانہ حرام ہو جائیگا اُسکا جمال سحر سامری ہی ایسا نہ ہو کہ پھر حضور شکایت کرین یہ سُنکر گوہر تاجدار نے کہا کہ ہم دیکھین گے اور چلے آوین گے دیکھین تو کہ وحشت کیونکر ہوتی ہی اور آب و دانہ کیونکر ترک ہوتا ہی گل اندام نے کہا کہ آج اُسنے کھانا بھی نہین کھایا کہتا تھا کہ اب ہم کھانا نہ کھائین گے چہرہ اُترا ہوا ہی ہائے اُسکی اُداسی کا کیا حال بیان کرون ملکہ سوار ہوئین حکم کیا کہ خاصہ بھی ساتھ لے لو کنیزون نے کھانا بھی لے لیا ملکہ ہوادار پر سوار ہو کر چلین یہان شاہزادہ اس

قید مین ملول و حزین بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر اس قید سے رہائی دلوا ای کریم یہ مجھپر بہت شاق ہی کنیزون کی زبانی سُنا کہ صاحبقران طلسم توڑتے ہوے آتے ہین اگر اُنھون نے آکر مجکو قید سے رہا کیا تو باعث خرابی ہوگا کیسی مجکو اُنسے ندامت ہوگی پھر با نہاے صاحبقرانی کیونکر طلب کرونگا ممنون احسان رہونگا ملکہ ہوا دار پر سوار کئی سو کنیزین ساتھ طرف قیدخانے کے جاتی ہین کہ یکایک دروازہ کُھلا کنیزین پرا باندھ کر کھڑی ہوئین جمال اُس شہریار کا دیکھ رہی ہین اور بلائین لے رہی ہین رہائی کی دعائین سب ملکر دیتی ہین کہہ رہی ہین کہ خدا اُسکو غارت کرے جسنے تمکو اس قید خانے مین قید کیا ایسا شہریار اور اس مصیبت مین مبتلا ہو شاہزادہ خاموش بیٹھا ہی کہ سامنے سے ہوادار ملکہ کا نمایان ہوا آپسمین نگاہین لڑین برچھیان نگاہون کی چلین اِدھر سے تو شاہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین حور مثال پری تمثال مثل آفتاب محشر ہوادار پر سوار آئی اور مجھکو دیکھ کر مسکرائی صاف ثابت ہوتا ہی کہ درج دہن کُھلا لڑیان موتیون کی ظاہر ہوئین اُدھر سے ملکہ نے دیکھا ہرچند شاہزادہ قید و بند مین ہی مگر فر فریدونی و حشمت جمشیدی چہرے سے ہویدا و ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی کہ حسن پروانۂ شمع جمال ہی ہر ابرو رشک ہلال ہی یا نیمچۂ اصفہانی کہ جس سے خونریزی عاشقان ثابت قدم کی ممکن ہی یا ہلال شب عید عارض بدر کمال جاہ و جلال چہرے سے ہویدا و ظاہر ہی پتلے پتلے ہونٹھ جنسے مسیحائی ظاہر ہوتی ہی بیماران محبت خواہان ہین کہ ان ہونٹھون کو جنبش ہو تو مردہ زندہ ہو قامت وہ نہال ہی کہ شمشاد و صنوبر بندہ ہو جرأت و شوکت نگاہون سے ٹپک رہی ہی ملکہ ہوادار پر تھرائی آہ کرکے بیہوش ہوگئی ادھر شاہزادے نے ہرچند اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکا آخر بیہوش ہوکر گرا ایک طرف ملکہ بیہوش ہوئین اور ایک طرف شاہزادہ بیہوش ہوا مگر کنیزون نے قریب ملکہ ہجوم کیا گل اندام کہ رہی ہی کہ کیون صاحبو تمنے دیکھا کہ ملکہ کا کیا حال ہوا مجھپر ناحق طعن و تشنیع کرتی تھین آخر ضبط نہ ہوسکا کنیزون نے تلوے سہلائے گلاب و کیوڑا چھڑکا تب ملکہ کو ہوش آیا آنکھ کھلتے ہی سر اُٹھاکے دیکھا شاہزادہ زمین پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی کہا کیون گل اندام مجھپر گلاب و کیوڑا چھڑکا اُس قیدی پر نہ چھڑکا کہ وہ بھی ہوشیار ہوجاتا یہ کہہ کے ہوادار سے نیچے اُترین قید خانے مین آکر زمین پر بیٹھین سر شاہزادے کا لیکر زانو پر رکھ لیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا شاہزادہ بھی ہوشیار ہوا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا ملکہ نے پوچھا کہ کیون شہریار مزاج کیسا ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ آپکی آتش رخسار نے قلب کو جلا دیا ملکہ نے مسکرا کر مُنھ پھیر لیا کہا کیون صاحب تمنے فرتوت جادو سے کیون مقابلہ کیا شاہزادے نے جواب دیا تقاضاے جرأت یہی تھا ملکہ نے نیمچہ کمر سے کھینچا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین جب بیڑیان کاٹنے لگین تو شاہزادے نے کہا کہ ہٹ جاؤ مین قید توڑ ڈالون ملکہ نے ہاتھ ہٹایا شاہزادے نے خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا مگر قطرات خون جسم سے ٹپکنے لگے ملکہ نے دوپٹے سے قطرات خون پونچھے کہا اُٹھیے اب میرے باغ مین چلیے کنیزون نے قریب آکر کہا واری آپ کیا غضب کرتی ہین آپ کی والدہ کے خلاف ہوگا ملکہ نے کہا جو تقدیر مین لکھا ہی وہ ہی

ہوگا میرا دل گوارا نہین کرتا کہ ان کو قیدخانے مین چھوڑ جاؤن اور یہین جا کر عیش و آرام مین بیٹھون
اور یہ قیدخانے مین رہین جفا و مصیبت سہین شاہزادہ اُٹھا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی
لے چلی اپنے باغ بہار افزا مین لائی صحن خانہ مین فرش بچھوایا خواصون سے کہا اسباب عیش و نشاط
مہیا کرو جب اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا گل اندام نے آکر سلام کیا کہا کیون واری آپ نے
دیکھا کہ ہوش و حواس درست نہ رہے شاہزادے کو باغ مین لے آئین ملکہ نے کہا مجھے افسوس
آیا کہ ایسا شخص قیدخانے مین رہے جفا و مصیبت سہے اس وجہ سے مین لے آئی طعن و تشنیع
مجکو نہ دو میرا دل میرے قابو مین نہین ہے مین خود جانتی ہون کہ والدہ کے خلاف گذریگا مگر جو کچھ
ہو ہندی مثل مشہور ہے کہ جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر جو گذریگی وہ جھیلینگے
جان سپر کینگے سامنے ایک نخل چنار تھا اُس سے ہواے گرم آرہی تھی پتے گرے ہوے شاخون
مین خم کنیزون نے کہا واری نخل کو کیا نگوڑا ہے شاہزادے نے کہا ملکہ مین تلوار سے کاٹ کر گرا دون
ملکہ نے کہا یہ درخت کئی سو برس کا ہے ایسا نہ ہو کہ ہاتھون کو صدمہ پہونچے شاہزادہ نیمچہ لے کے
اُٹھا لپک کے ہاتھ مارا بیخ نخل کٹ کر گری نخل جو گرا تو ایک غار ثابت ہوا اُس غار مین دیکھا کہ
ایک شیشہ رکھا ہے اُس شیشے مین ایک مار سیاہ چرخ مار رہا ہے شاہزادے نے چاہا اُس شیشے کو
توڑ ڈالون مار سیاہ نے آواز دی کہ ای شہریار شیشہ نہ توڑیے گا مین آپ کے کام آؤنگا ڈاٹ
اسکی بسم اللہ کہہ کر کھولیے تو مین باہر آؤن بادشاہ طلسم نے مجھپر یہ بدعت کی ہے مین شہنشاہ جنات
ہون شاہزادے نے ڈاٹ کھولی وہ مار سیاہ تڑپ کر نکلا غلطک مار کر ایک نوجوان کی شکل
بنا یاقوت نام بتایا کہا ادافا مین بر اے سیر آیا تھا مجکو بادشاہ طلسم نے گرفتار کر کے اس شیشے مین
بند کیا مین کئی سو سال سے یہان قید ہون حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے شاہزادے نے
اپنا نام و نسب بتایا اور کہا مین بھی اس طلسم مین قید تھا ملکہ مجکو رہا کر کے لائی ہین ای یاقوت جنی
صاحبقران زمان طلسم کشائی کرتے ہوے آتے ہین قید سے تو مین رہائی پاچکا چاہتا ہون کہ امیر
کی مدد کرون یاقوت جنی نے کہا کہ حضور تامل فرمائین مین فوج اپنی لیکر آتا ہون مین تین لاکھ
جنون کا بادشاہ ہون یہ کہکر یاقوت جنی روانہ ہوا شاہزادہ پہلوے ملکہ مین بیٹھا ہے کہ نوبت
و نقارے کی آواز کان مین آئی کنیزون نے آکر عرض کی کہ آپ کی والدۂ ماجدہ طلسم کشا پر لشکر
کشی کر کے جاتی ہین شاہزادہ اپنے مقام سے تلوار ٹیک کر اُٹھا ملکہ نے کہا کیا ارادہ ہے شاہزادے
نے کہا کہ مین جا کر بجبر ان کو روکون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار آپ اکیلے فوج کو کیونکر
روکینگے شاہزادے نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ خبر تو لاؤ کسقدر فوج ہے کنیز گئی اور آکے
عرض کی کہ سات لاکھ فوج ہے ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یاقوت جنی کو آنے دیجیے پھر اختیار ہے
شاہزادے نے کہا کہ افسوس کرتا ہون ہمارے ملازمون مین سے کوئی طلسم کشائی کو نہ آیا مین اسے
سے شرمندہ ہوا چاہتا ہون کہ پردہ میرا نہ کھلے اور صاحبقران کی مدد کرون صاحبقران کو
بھی معلوم ہو کہ نقابدار صاحب اقبال ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر گلنار نمایان ہوا وہ ابر آکر
باغ پر محیط ہوا اب جو پھٹا دیکھا کہ یاقوت جنی تاج یاقوت نگار سر پر رکھے ہوے اسباب سلطنت سے

آراستہ و پیراستہ تین لاکھ نوجوان پشت بہ پشت مسلح و مکمل مگر سب نوجوان کوئی نحیف و ضعیف نہین اس گرد فرسے یاقوت جنی آکر پہونچا عرض کی کہ یہ فوج حاضر ہی یہ تین لاکھ دس لاکھ پر غالب ہین اسطرح لڑین کہ فوج دشمن کو تباہ و برباد کردین شاہزادہ خوشی خوشی پشت مرکب پر سوار ہوا ملکہ کو یاقوت جنی کے آنے سے تسکین ہوئی کہا ای یاقوت جنی انکی جان کا خیال رکھنا بحرین جادو بڑی دشمنی کریگی اپنی زبان سے کہہ چکی ہی کہ سلطنت طلسم گوہر تاجدار کے نام ہی لہذا ان کی حفاظت ضرور ہی اسکا خیال رہے کہ راز نہ کھلنے پائے یہ نہ ثابت ہو کہ باغ سے ملکہ کے یہ فوج آئی ہی یاقوت جنی نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے میری جان تک ان کے نام پر نثار ہی یہ میرے جان بخش ہین یہ تاج و تخت انھین کا تصدق ہی لہذا انکی خدمتگزاری سے کیا تامل کرونگا مین خود انکے ہمراہ رہونگا قدم بقدم جان نثاری کرونگا و ارکسی ساحر کا انپر آنے نہ دونگا شاہزادہ آگے آگے یاقوت جنی تخت پر تین لاکھ جوان پشت پر یہان صاحبقران کوہ نگین کے نیچے میدان رزم مین کھڑے ہین سات لاکھ جادوگرون کے نرغے مین گھرے ہین جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی ہزارہا جادوگرون کو صاحبقران نے قتل کیا ہی میدان مین دریاے خون بہہ رہا ہی بحرین فوج کو ترغیب جنگ دے رہی ہی آخر صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا اس مین تحریر تھا کہ بحرین جادو بادشاہ طلسم آ پہونچی بجاے سپر لوح کو ہاتھ مین رکھو اسم حاشیۂ لوح ورد زبان رہے تاثیر سحر سے محفوظ رہو گے صاحبقران نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران زمان امیر عرب ضیغم روزگار ٭ بحکم خدا ببستہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام ٭ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد ٭ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ٭ نعرہ کرکے جا پڑے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ ساحر سحر بھولا ہزارہا ساحر ہاتھ سے امیر کے مارے گئے بحرین نے پکار کر کہا کہ یارو سحر نہ کرو تلوار سے لڑو ساحرون نے حربے ہاتھ مین لیے صاحبقران پر حربے کر رہے ہین صاحبقران لوح کی وجہ سے بچتے ہین جسپر لوح کا عکس پڑا وہ ساحر بھاگا مگر صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین کہ مین کس کس کو قتل کرون مجمع عام ہی اے رب کارساز و ای معبود بے نیاز اس مشکل کو آسان کر صاحبقران نے جیسے ہی دعا کی صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ آگے آگے نقابدار سفید پوش تخت پر ایک تاجدار تین لاکھ فوج سے آکر گرا دو تین حملون مین تمام فوج کو پس پا کر دیا بحرین نے دیکھا کہ اس نقابدار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شکست کھا کے بھاگی نقابدار سفید پوش بعد جانے بحرین کے چند ساعت ٹھہرا صاحبقران کو آکر سلام کیا کہا ای شہریار مین آپکا ممنون ہون آپنے وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا مجھے امید تھی کہ میرے سردار آئین گے وہ آکے طلسم کو توڑین گے مجبور ہا کرینگے لیکن ان مین سے کوئی نہ آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر فتح طلسمات عالم میری ذات پر موقوف ہی یا میری اولاد نے طلسمات فتح کیے اگر کوئی سردار آتا گرفتار ہو جاتا مین نے آتے ہی طلسم کو درہم و برہم کر دیا نقابدار سفید پوش نے عرض کی کہ احسان آپ کا میری گردن پر رہا مین ہمیشہ ممنون احسان رہونگا مگر اب زمانہ

آپ کا پیرانہ سالی کا ہی آپ جاکر خانۂ کعبہ مین عبادت خدا کیجیے بانہاے صاحبقرانی مجھے عنایت
فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر اگر سر مانگو تو مین دے دون مگر بانہاے
صاحبقرانی ملنا دشوار ہین اسکے خواہان بڑے بڑے شخص ہین پہلے آکر قاسم و بدیع الزمان
کو زیر کرو پھر مجھسے مقابلہ کرو جب مجکو سر میدان زیر کروگے تب بانہے پاؤگے یون بانہ لینا
بہت مشکل ہی اگرچہ مین عالم غربت مین ہون مگر اس وقت بھی موجود ہون جی چاہے تو امتحان
لے لو شاید اس بیر زمین گیر سے کچھ بن پڑے نقابدار نے کہا کہ یہ سراسر جرأت کے خلاف ہی
کہ اس عالم مین مین آپ سے مقابلہ کرون انشاء اللہ آتا ہون سامنے سکندر و نوشیروان
کے مقابلہ ہوگا لشکر تو میرا اُترا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی نقابدار سفید پوش
صاحبقران کو سلام کرکے روانہ ہوا بعد جانے نقابدار سفید پوش کے صاحبقران نے
لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ پہلوے کوہ مین زندان طلسمی ہی وہان جاکر امیر تاجدار
کو رہا کرو وہین خزانۂ طلسمی بھی ہی مگر کسی شی کو وہانکی ہاتھ نہ لگانا جب تک کہ بحرین قتل نہولے
بعد قتل بحرین خزانہ دار حاضر ہوگا کنجی خزانے کی دستیاب ہوگی تب خزانہ ملیگا اور بادشاہ
طلسم سابق مدت سے گرفتار ہی یہ بحرین جادو مدار المہام تھی اسنے مکر کرکے شاہ کو گرفتار کیا
وہ بجرأت اُسکو قتل کریگا صاحبقران مضمون لوح کو دیکھ کر چلے بائین پر جو صحرا ہی دیکھا کہ
ایک قصر بنا ہی مگر چند زنگی بطور نگہبانون کے دروازے پر بیٹھے ہین جیسے ہی اُنھون نے امیر
کو آتے ہوے دیکھا غل مچانے لگے کہ طلسم کشا آگیا یارو گھیر لو اندر سے اور چند زنگی نکلے سب نے
مل کر صاحبقران کو آکے گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے کہ پہلوے دشت سے آواز آئی
کہ ہان یارو اس جوان کو مار لو مین نے تم سے کہلا بھیجا تھا کہ جب طلسم کشا پہونچے تو اُس کو
اندر زندان کے نہ جانے دینا منم قتال زنگی صاحبقران زمان قتال لپک جا پڑے دیر تک
تلوار چلی آخر صاحبقران نے لوح کا عکس ڈالا عکس ڈالکر ہاتھ تلوار کا مار دیا قتال کے
دو ٹکڑے ہوے قتال کے مرتے ہی سب زنگی بھاگ گئے صاحبقران نے آکر دروازہ کھولا
اندر تشریف لائے دیکھا صدہا بندگان خدا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھے ہین صاحبقران کو
دیکھ کر فریاد کرنے لگے کہ ای جوان ہم کو رہا کر ایک طرف ایک تخت کہنہ و شکستہ بچھا ہی اُس پر
ایک تاجدار جلیل زبان مین سوزن سرنگون بیٹھا ہی صاحبقران نے قریب جاکر زبان سے
اُسکی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی اُس تاجدار نے ہکہ مارا ہکہ مار کر ہتھکڑیان بیڑیان
توڑ ڈالین اُٹھتے کے ساتھ ہی قدمون پر گرا کہا ای شہریار آپ نے مجھپر احسان عظیم کیا امیر نے
کہا نام نامی تمہارا کیا ہی اُسنے کہا امیر تاجدار میرا نام ہی بحرین نے مجکو قید کیا تھا اب مین
اپنی فوج کو رہا کرون صاحبقران نے فرمایا شکر کرو کہ مین نے طلسم توڑا صرف قتل بحرین
باقی ہی اُس تاجدار نے کہا آپ براے چند ساعت تشریف رکھیے مین فوج لیکر آتا ہون یہ
کہکر وہ تاجدار روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین جو آیا تخت پر سوار کئی ہزار جوان ہمراہ اور
اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا شب کو صاحبقران اُسی مقام پر اُترے دوسرے دن صبح کو

نماز صبح باجماعت ادا کر کے اور مسلح ہو کر چلے امیر تاجدار تخت پر بارہ چودہ ہزار جوان ساتھ ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای تاجدار بحرین کے پاس فوج بہت ہی تمھاری فوج قلیل ہی یہ سُن کر امیر تاجدار نے عرض کی جو قریب تھے اُن کو لیکر مین چلا آیا اگر ایک ہفتہ تامل فرمائیے تو اسقدر فوج لاؤن کہ گاو زمین بار نہ سنبھال سکے صاحبقران نے فرمایا اسی قدر فوج کافی ہی سوار ہوے کے طرف قلعۂ طلسمی کے چلے بحرین جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی طلسم کشا آپ کے قلعے کی طرف آتا ہی لیکن فوج بہت قلیل ہی اور امیر تاجدار بھی ہمراہ ہی بحرین نے حکم کیا کہ لشکر تیار کرو چاہتی ہون لشکر کشی کر کے طلسم کشا کو قتل کرون یہ کہکر خود تیار ہوئی چھ لاکھ فوج موجود تھی سب کو ساتھ لیکر نکلی چھ لاکھ ساحر ساتھ تھے بارگاہ استادکرائی بارگاہ اژدریہ کہ بہت وسیع و بلند ہی جب وہ استادہ ہو چکی اُس مین داخل ہوئی انتظام لشکر ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچے لشکر مقابلے مین بحرین کے اُتارا بحرین نے افسران فوج کو جمع کیا اُنسے صلاح کی کہ اگر تم سب کی راے ہو تو شبخون مارون رات کو گھیر کر سحر سے اس بڈھے کو قتل کرون کہ ساتھ طلسم کشا کے آیا ہی اسکو چاہیے تھا کہ رہا ہو کر گوشے مین بیٹھتا طلسم کشا کے ساتھ کیون آیا بس معلوم ہوا کہ قضا اسکو گھیر کر لائی ہی سب نے کہا کہ بہت مناسب ہی جو صلاح آپ نے کی ہم سب اسپر آمادہ ہین امیر تاجدار نے صاحبقران سے عرض کی حضور غلام نے خبر پائی ہی کہ بحرین کا ارادہ ہی شب کو شبخون مارنے غلام طلایہ کے انتظام کو جاتا ہی ای شہریار سحر غلام کا دیکھیے گا ہرچند کہ وہ چھ لاکھ فوج پر مغرور ہی مگر اکیلا وہ سحر کرون کہ چھ لاکھ ساحر گھبرا جائین یہ کہ کر امیر تاجدار نے چار ہزار جوان براے حفاظت صاحبقران چھوڑے اُن سے کہدیا کہ بہت ہوشیار رہنا دو ہزار جوان آپ لیکر طلایہ پر آیا صدائے خبردار باش و ناظر باش بلند ہوئی کنارے پر لشکر کے آپ کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی مگر نقابدار سفید پوش باغ مین ملکہ گوہر تاجدار کے ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی چند کنیزان خوش رو و خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہین نظم

غزل

جو ترا نقش قدم ہی پھول ہی
ہنس کے ساقی نے کہا یہ بھول ہی
دشت غربت مین جو مین گمرہ ہوا
جو علیؑ کا ہی عدو مخذول ہی

نکہتِ گل رہگزر کی دھول ہی
ایسی ہی کس ساز کی آواز خوش
قبر پر روشن چراغ غول ہی

بادۂ گلرنگ بھر کر جام مین
یار کے دروازے کی کیا چول ہی
شکر ای ناسخ کہ مین منصور ہون

شاہزادہ شیران شیر سوار مسلح و مکمل پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی ملکہ کہ رہی ہین کہ صاحب مین نے سحر اس وجہ سے نہین سیکھا کہ ساحرون کے مُنہ سے بو آتی ہی ورنہ ابھی اُڑتی ہوئی جاتی اور خبر صاحبقران عالیشان کی لاتی اور آ کے آپ سے مفصل بیان کرتی شاہزادے نے کہا یہ خبر مین نے پائی ہی کہ صاحبقران مقابلے مین بحرین جادو کے پہونچے ہین مگر یہ معلوم نہین کہ کب مقابلہ ہوگا ملکہ نے کہا کہ مین نے ایک ساحرہ کو روانہ کیا ہی اگر کچھ معرکہ ہوگا تو خبر لے کر آتی ہوگی آپ مطمئن رہین یہ سُن کر شاہزادہ شیران شیر سوار نے فرمایا مین

چاہتا ہون کہ اُن کے قریب موجود رہون اگر اُن پر کچھ اُفتاد پڑے تو فوراً شرکت کرون یہ ذکر تھا کہ وہی کنیز اُڑتی ہوئی آئی اور آکے عرض کی کہ ای شہریار صاحبقران زمان مقابلہ بجرین جادو مین پہونچے ہین بارہ ہزار فوج صاحبقران کے ساتھ ہی اُن مین کچھ قیدیان زندان طلسمی ہین کہ بال و ناخن جنکے بڑھے ہوے ہین حیران و پریشان ہو رہے ہین وہ کیا جنگ کرین گے کوئی آٹھ سات ہزار آدمی قابل جنگ ہین امیر تاجدار طلایہ دیر ہا ہی مین نے طلائے پر جا کر پوچھا کہ یہ کیا انتظام ہی اُنھون نے بیان کیا کہ بجرین شبخون آنے کو ہی یہ سُن کر شاہزادہ تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا بڑی مشکل کی بات ہی آٹھ سات ہزار جوانون پر جب سات لاکھ ساحران غدّار آکے گرین گے تو اُن کی کیا کیفیت ہو گی لہذا اپنے تئین جلد پہونچاؤن صحرا مین مخفی رہونگا جب بجرین جادو آپڑیگی تو صاحبقران عالیشان کی شرکت کرونگا یقین ہی کہ صاحبقران بھی ممنون ہون کل کی لڑائی مین بہت کلمات عذر فرماکے مین نے پا نہاے صاحبقرانی کا سوال کیا صاحبقران نے عجب جواب دیا کہ بدیع الزمان اور قاسم کو زیر کرو بعد اُس کے سر میدان مجھسے مقابلہ کرو جب مجکو زیر کروگے تب پانہاے صاحبقرانی پاؤگے بدیع الزمان سے تو مقابلہ ہو چکا لیکن بدیع الزمان کا زیر ہونا دشوار ہی قاسم نہین معلوم کون شخص ہین میرا ارادہ ہی کہ اب مین اپنے کو ظاہر کر دون پا نہاے صاحبقرانی نہین ملین گے کیونکہ صاحبقران بڑے جری و بہادر ہین اُن کا مثل و نظیر نہین یہ کہہ کے نقابدار سفید پوش پشت مرکب پر سوار ہوا یاقوت جنّی نے اپنی فوج کو جمع کیا فوج کو جمع کر کے طرف قلعۂ بجرین کے روانہ ہوے یہان امیر تاجدار کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی کہ یکایک دیکھا لشکر بجرین سامنے سے آتا ہی بجرین جادو اپنے ہمراہیون سے کہتی ہوئی آتی ہی کہ صاحبو خبردار سحر سے نہ لڑنا تم لوگ چھ سات لاکھ ہو اور وہ دس بارہ ہزار آدمی ہین پہلے تو اُن پر حملہ سحر کرو جب طلسم کشا نکلین تو اُن پر تلوارین لے کر ٹوٹ پڑو یقین ہی کہ اگر تم سب نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو مین امیر تاجدار پر جا پڑونگی ایسا بڑھ بڑھ کر لڑونگی کہ امیر تاجدار عاجز ہو جائے امیر تاجدار نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا جھولی پر ہاتھ ڈالا مگر چار غول کر کے بجرین چلی تھی جو غول امیر تاجدار کی طرف آیا اُسپر امیر تاجدار نے سحر کیا کہ اُن سب کے آگے فوراً ایک دیوار آہن کھنچ گئی اُن سب نے بڑھ کر بجرین سے کہا کہ حضور ہم کیونکر آگے بڑھین آگے ہم سب کے دیوار آہن حائل ہی بجرین نے بڑھ کر سحر کیا کہ دیوار آہن گری اور فوج کا بلوہ ہوا امیر تاجدار بڑھ بڑھ کر ہر طرف روکتا ہی بجرین سحر کو مٹاتی ہی صاحبقران زمان کو جو یہ خبر پہونچی کہ بجرین شبخون آئی ہی گھبرا کے بیرون بارگاہ تشریف لائے دیکھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہی فوج کفار کا بلوہ ہو رہا ہی صاحبقران زمان اپنے نام کا نعرہ کر کے گرے مگر لاکھون ساحر ہین کس کس غول کو دو کین پھر بھی غول کے غول پامال کر دیے امیر تاجدار نے پچاس ساٹھ ہزار ساحر قتل کیے مگر ہمراہیان امیر تاجدار گھبرائے ہوے ہین آمادہ ہین کہ بھاگ کر اپنی جانین بچائین امیر تاجدار نے

نقیبون کو حکم دیا وہ آوازین لگاتے پھرتے ہین کہ ہان ای مردان عالم وقت کد و کوشش ہی
طلسم کشا تمھارے ہمراہ ہین اور جو قیدی صاحبقران کے ساتھ آئے ہین وہ تو ایک طرف
حیران کھڑے ہین ساحران امیر تاجدار لڑرہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسے درہم وبرہم
کیا صاحبقران گرمی جنگ مین پھنسے ہوے ہین ساحر چاہتے ہین کہ صاحبقران زمان
کو گرفتار کرلین کہ یکایک صحرا سے سُم اسپان کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا کہ نقابدار
سفید پوش تین لاکھ جوانون سے آگے پہونچا نعرہ کرکے گرا پہلے اُسی غول پر گرا کہ جس
غول مین صاحبقران پھنسے ہین صاحبقران کو بلوے سے نکالا لڑتا ہوا چلا عرض کرتا ہی
کہ ای شہریار حقیقت مین آپ بے مثل و بے نظیر ہین چھ سات لاکھ ساحرون سے مقابلہ کرنا
آپ ہی کا کام ہی کسکی مجال تھی کہ اس بلوے کو روکتا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار
بہادر تم اب خروج کرکے نکلے ہو ابھی تمنے کیا دیکھا جس روز عفریت کو قتل کیا ہی تمام
پردۂ قاف کے دیوزاد جمع تھے اور ہر طرف سے حربے چل رہے تھے بہ عنایت پروردگار عالم نہین
گھبرایا جوش وخروش سے لڑتا رہا جب عفریت کو مار چکا ہون تب شہیال آکے پہونچی سترہ لاکھ
نرہ ہاے دیو کا اُس کے ساتھ جما تھا اُسکو بھی قتل کیا بس عفریت وشہیال کے مرتے ہی دیوزاد
بھاگنے لگے ایسے ایسے معرکے صدہا پڑے ہین اگر تم کو بانہاے صاحبقرانی کے لینے کی خواہش ہی
تو بسم اللہ لیکن بڑے معرکۂ عظیم پڑین گے دانتون پسینہ آئیگا تب شاید مین زیر ہون دو دو
راتین مین دیوزادون سے لڑا ہون نقابدار سفید پوش کے سُن کر ہوش پراگندہ ہو گئے جی
مین کہتا ہی کہ یہ بانے نہ دین گے خود مقابلہ کرین گے بس انکا زیر ہونا دشوار ہی لڑتے لڑتے
اب وہ وقت آکے پہونچا کہ گریبان سحر چاک ہوا تارے چھپنے لگے نیّر اعظم بصد شوکت وحشم تخت
چرخ زبرجدی پر متمکن ہوا ایک طرف صاحبقران زمان کے نقابدار سفید پوش ہی اور
ایک جانب یاقوت جنّی جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب بحرین جادو کے پہونچے بحرین نے آگ
برسائی مگر کوئی شعلہ صاحبقران پر نہین گرتا برکت لوح سے محفوظ رہتے ہین امیر تاجدار نے
جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان پر آگ برس رہی ہی آکے سحر کیا اور للکارا کہ او نمک حرام
بحرین اب تیری سلطنت کا زمانہ ختم ہوا نمکحرامی تجکو گھیرے ہوے ہی اور موت بھی تیری قریب
ہی اور پکار کے آواز دی کہ ای شہریار بسم اللہ اپنے کو جلد اس بے حیا تک پہونچایئے صاحبقران
لڑتے بھڑتے ساحرون کو قتل کرتے ہوے قریب بحرین کے پہونچے بحرین نے افسران فوج سے
اشارہ کیا کہ طلسم کشا پر بلوہ کرو افسران فوج صاحبقران سے لڑنے لگے جو قریب صاحبقران
کے آیا ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا نقابدار سفید پوش جنگ صاحبقران کو
بغور دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران شیرانہ ورستمانہ مقابلہ کر رہے ہین ہر چند کہ ہر طرف سے ساحر
حربے کر رہے ہین مگر صاحبقران حربے روکتے ہین اور جواب دیتے ہین جس پر ہاتھ مار دیا
اُس کے دو ٹکڑے ہوے جب بحرین نے دیکھا کہ کئی سو افسر مارے گئے اور صاحبقران آگے
بڑھتے ہوے آتے ہین تو جھولی سے کچھ اشیاے سحر نکالے دونون شانون پر ڈالے اور پر پرواز

پیدا کر کے غلطک مار کر اُڑی قصد کیا کہ اُڑ کر نکل جاؤن لیکن امیر تاجدار نے بڑھ کے سحر کیا
بحرین رُکتی ہوئی بلند ہو رہی ہی ہر مرتبہ رُک جاتی ہی اور پھر بلند ہوتی ہی صاحبقران نے
اس عرصے مین کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر تیر مارا کہ بحرین کے
سینۂ پُر کینہ پر پڑا توڑ کے پشت کو پار گذرا لاشہ بحرین کا زمین پر گرا ساحرون نے جو لاشہ
بحرین کا دیکھا گھبرا گئے بھاگنے لگے نقابدار سفید پوش بھی بجرأت و شوکت لڑ رہا ہی اس نے
بھی لاکھون ساحرون کو قتل کیا آخر کو کل ساحر ناچار ہو کے بھاگے اور کچھ آ کے مطیع اسلام ہوے
صاحبقران عالیشان لڑائی کو فتح کر کے قلعۂ طلسمی پر تشریف لائے نقابدار سفید پوش کو
بھی نہین جانے دیا جیسے ہی قلعۂ طلسمی مین پہونچے ایک مرد پیر نے آ کے کچھ کنجیان پیش کین امیر
نے خزانہ نکلوایا ارابون پر بار کیا نقابدار سفید پوش سے فرمایا کہ فتح طلسم مین تم بھی شریک ہو
اس مال مین سے جو پسند خاطر ہو اُس کو منظور کرو نقابدار سفید پوش نے دست بستہ عرض کی
کہ سراسر آپ کا احسان ہی مین اس مین سے کچھ نہ لونگا صاحبقران نے نقابدار کا ہاتھ تھام لیا
اور بہ محبت کئی ارابے نقابدار سفید پوش کو دیے اور کئی صندوقچے جواہرات بے بہا کے
بھی مرحمت فرمائے کچھ آلات حرب بھی دیے یعنی تلوارین سپرین خنجر ہائے آبدار نیزے جو دل کوہ کو
توڑین تیر و کمان ہائے نایاب زرہین فولادی نقابدار ان اشیا کو لیکر سلام کر کے صاحبقران زمان
سے رخصت ہوا باغ مین آیا ملکہ سے ملاقات کی ملکہ نے جو شاہزادے کو مظفر و منصور پایا اور
مال بھی آ کے اُترا روشنی کی تیاری کی تمام باغ مین روشنی ہوئی محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی
شاہزادہ آ کے پہلو مین ملکہ کے بیٹھا عین گرمی صحبت ہی کہ ایک کنیز نے آ کے عرض کی دروازے
پر ایک عیار مرکب کی باگ تھامے ہوے حاضر ہی شاہزادے نے سامنے بلوایا اپنے عیار کو مع
مرکب پایا پوچھا کہ ای یار وفادار کہان تھے عیار نے سب حال بیان کیا کہ جب آپ کو سیہ پوش
نے دریا مین پھینکا تھا مین مرکب لے کر بھاگا تھا صاحبقران زمان شکار کھیل رہے تھے
اُنھون نے مجکو گریان دیکھ کر حال پوچھا مین نے اُن سے تمام کیفیت بیان کی وہ اُسی وقت
آمادہ ہوے اور فرمایا کہ مین تیرے ساتھ چلتا ہون مجکو تسکین دی اور میرے ہمراہ بمقام نقابدار
سیہ پوش پر آئے اور اُس کو قتل کیا پھر صاحبقران میری نگاہون سے غائب ہو گئے آج
مین نے یہ خبر سُنی کہ نقابدار بہادر اس باغ مین تشریف رکھتے ہین فوراً حاضر ہوا حقیقت مین
صاحبقران بڑے جلیل ہین اُن کا مثل و نظیر نہین مجکو پریشان دیکھ کر خود پریشان ہو گئے
اور آ کے نقابدار سیہ پوش کو زیر کیا اس زور و شور سے نقابدار سیہ پوش کو مارا ہی کہ جسکا
بیان ممکن نہین جرأت و شوکت اُن کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی سبحان اللہ ایسے جوان
کہین دیکھنے مین آتے ہین نقابدار نے ملکہ کو قلعے کا حاکم کیا یاقوت حبشی سے سفارش کی کہ ملکہ
کا خیال رکھنا اور ملکہ سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ تعالےٰ تم کو بلواؤنگا ملکہ بر وقت رخصت
چیخین مار مار کر رونے لگین عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز کیونکر زندہ رہیگی میری تو یہ کیفیت ہی نظم

لبھاتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانان کا	گھسیٹے گا مجھے کا ٹو نہین سبزہ اِس گلستان کا

روان رکھتا ہی خون آنکھونسے ہجر اک مہرتابان کا
شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتشِ حسنِ بتان کی گرم جوشی ہی +
جلا ہندوکے مُردے کی طرح زندہ مسلمان کا

حسینونکو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا
رو ا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا

گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
ہمارا محضرِ خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامان کا

لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت
نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلّہ دندان کا

خطِ شبرنگ حجت ہوگیا جو اُس کی ظلمت پر
دہانِ یار کو سمجھا مین چشمہ آبِ حیوان کا

لکھے ہین سرگذشتِ دل کے مضمون یک قلم اسمین
تماشا قتل گہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا

چُھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا

عدم کو بازگشت روح ہی اک روز ہستی سے
ارادہ بند ہو رہا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا

نہین کچھ دفترِ گُل ہی یہین لکھی سرگذشت اُسکی
شہادت نامۂ بلبل ہی ہر پتا گلستان کا

اُٹھا دے نرگسِ شہلانہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا منش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر لکھتا ہی
بلند اقبال ہی کیا آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہی تیری خوش چشمی کا شہرہ ای صنم ہرسو
عجب کیا اُڑکے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمروِ حُسن عالم گیر کی یہ ربع مسکون ہی
کہ وہ ہہ ہفت کشور مین ہی تابع تیرے فرمان کا

خطِ نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آبِ حیوان کا +

(ف) داغ نقش ہی جگر کا ہر ورق ہو گو میرے

شاہزادے نے ملکہ کے اشک پاک کیے اور کلمات تسکین کہہ کر ملکہ کو قلعۂ بحرین پر چھوڑا اور یاقوت جنّی کو نگہبان کیا چالیس ارابے مال طلسمی کے ہمراہ لیے اپنے مرکب پر سوار ہوکے مع عیار طرار طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے جس مقام پر اُترتے ہین روشنی کرا دیتے ہین چالیس جن ساتھ ہین وہ بارگاہ وغیرہ استادہ کر دیتے ہین صبح کو پھر برسرِ راہ ہوتے ہین تیسرا دن ہی شاہزادہ ایک صحرا مین آ سکے اُترا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی سیماب سیمین بدن نامے پہلوان تین لاکھ فوج سے آ کے پہونچا اُس کو جو معلوم ہوا کہ مال طلسم بحرین ان کے ساتھ ہی شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ بحرین جادو میری عزیز قریب تھی مین اُسی کی ملاقات کو چلا تھا لہذا بہتر اسی مین ہی کہ مال طلسمی مجکو حوالے کر دو مین دعوی خون سے اُسکے درگذرا اگر تامل کروگے تو مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا شاہزادے نے یہ پیام سُن کر جواب دیا کہ ہمارے بزرگ نے طلسم توڑا ہی مال ہم کو عنایت فرمایا ہی اس پر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا یہ مال ہماری جان کے ساتھ ہی یہ جواب سُن کر سیماب سیمین بدن بہت جھلایا اُسی غصّے مین طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے شاہزادے کو پہونچائی شاہزادے نے فرمایا کہ یہ ملعون ہم کو کیا سمجھا ہی تنہا جانکر طبل جنگی بجوایا ہی یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان جنگ کی ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے پرے جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے سیماب سیمین بدن گینڈا چمکا کر میدان مین آیا پکار کے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے شاہزادہ سامنے سیماب کے آیا مگر

سیماب نے جو جمال جہان آرا دیکھا آئینہ وار حیران ہوا کہا ای شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ نام نامی سے آگاہ کرو حقیقت مین تم ایسا حسین و جمیل میری نگاہ سے نہین گذرا ای جوان اگر تم میری اطاعت کرو تو مین تمکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون سپہ سالار بنکر ملک گیری پر قدم مارون شاہزادے نے فرمایا یہ خیال خام و تصور ناتمام اپنے دل سے نکال ڈال تجھسے بہتر بہتر میرے رفیق ہین سیماب اپنے دل مین سوچا کہ چند جوان اس کے ساتھ ہین سب کو گرفتار کرونگا یہ سوچ کر نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا لیکن شاہزادے نے بعد چند طعنون کے نیزہ اسکا گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سیماب کے نکل گیا سیماب نے جھلا کے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار کو تلوار سپر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا سر سیماب کا زخمی ہوا اس کے لشکر نے جو یہ معرکہ دیکھا سب لشکر لینا لینا کہکر ٹوٹ پڑا ادھر یہ چالیس جوان اور ادھر وہ تین لاکھ کفار گرمی جنگ شروع ہوئی اگرچہ نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی لیکن نقابدار سفید پوش کو اپنی زندگی سے یاس ہی یہ یقین کامل ہی کہ اب زندہ نہ بچونگا ہر چند کہ جنگ جنونکی ہی کہ حربہ انسان کا نہین قبول کرتے ایک نے دس دس اور بیس بیس کو قتل کیا مگر کیا ہوتا ہی آخر نقابدار سفید پوش نے ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کیے اور بیقرار ہوکے پکار اٹھا **نظم** تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + شاہزادے نے جو بیتاب ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی امیر با توقیر جو اپنے لشکر کی طرف چلے تھے بہ جمعیت تمام اسباب طلسمی ارابون پر بار کچھ ساحر وغیرہ ہمراہ دور سے جو اس مجمع پر نگاہ پڑی ہرکارون کو روانہ کیا کہ جاکے جلد خبر لاؤ یہ مجمع کیسا ہی ہرکارے بموجب حکم گئے اور جاکے خبر لائے عرض کی کہ نقابدار سفید پوش مصروف جنگ ہی مگر ایسا گھرا ہوا ہی کہ نقاب چہرے سے گر گئی لیکن جنگ سے قدم پیچھے نہین ہٹاتا یہ سن کر صاحبقران چلے اور نعرہ کرکے جا پڑے پکار کے آواز دی کہ ای نقابدار بہادر گھبرانا نہین اگرچہ نقابدار نے چاہا کہ نقاب چہرے پر آراستہ کرون مگر صاحبقران زمان نے جمال بیمثال دیکھ لیا حیران جمال و محو دیدار ہوے لیکن صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب سیماب کے پہونچے سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے وار اسکا روک کر ہاتھ مارا سیماب کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سیماب کے فوج بیدل ہوئی چند افسر آکے قدمون پر صاحبقران کے گرے صاحبقران نے کلمہ پڑھایا سب کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوے مگر نقابدار بے نقاب جنگ کر رہا ہی صاحبقران زمان نے بعد فتح جنگ قریب آکے فرمایا کہ ای جوان رعنا مین نے تمھاری صورت زیبا دیکھی اب امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو عیار نے صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا اور نام مادر شاہزادۂ شیران شیر سوار کا بتایا اور نانا کا بھی شاہزادے کے نام لیا اور عرض کی کہ مین خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کا فرزند ہون یہ سن کر صاحبقران عالیشان کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادۂ شیران شیر سوار

کو ساتھ لے کر طرف اپنے لشکر کے چلے

دو کلمہ داستان اول ذکر خواجہ عمرو کہ برائے رہائی عمرو بن حمزہ گئے ہوے ہین وبعدہ ذکر لشکر اسلام گرفتار ہونا سلطان سعد کا اور ذکر فتح چمن کوہ و دیگر حالات متعلقہٴ داستان ہذا۔ غزل بجاے ساقی نامہ

گل کر دیا جو اُس گل تر نے چراغ گل + ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ پایا سراغ گل
زردار سب ہین نشئہ عشرت سے بے نصیب | لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل
ہمنے زبان موج ہوا سے سُنی یہ بات | مانند داغ لالہ زر گل ہی داغ گل
اُس گل کی بو جو باغ مین کل لیگئی نسیم | ہر موج بوے گل ہوئی بوے دماغ گل
دشمن سے بھی نہین ہی حسینون کو کچھ ضرر | رہتے ہین آب و باد مین روشن چراغ گل
ای رشک گل خزان مین جو کرتی ہی جستجو + | پاتی ہی تیری کفش مین بلبل سُراغ گل
بلبل شراب عیش سے کیا بدنصیب ہی | ٹوٹا ہوا ہی روز ازل سے ایاغ گل
طاؤس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ | دل مین برنگ غنچہ کے لالہ ہی داغ گل
اکثر وہان خزان ہی ہمیشہ یہان بہار | دل باغ باغ عشق ہی بلبل وہ باغ گل
ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو ہو | روشن ہی صحن باغ مین ہر سو چراغ گل

چہرہ عیاران خنجر گزار و خنجر گزاران تیز رفتار اس داستان شوکت بیان کو اب صفحہٴ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاندا این چنین + خواجہ عمرو امیر سے رخصت ہوکے برائے رہائی عمرو بن حمزہ روانہ ہوے تھے نگروہ ساحرہ کہ جس کا نام خدمتگزار دیرزرد دھشتی ہی دن بھر عمرو بن حمزہ کو سمجھاتی ہی جب یہ نہین مانتے تو پھر قید خانے مین روانہ کر دیتی ہی اور فرخ بن عمرو سمجھایا کرتا ہی کہ ای شہریار وصل کے دھوکے پر اس ملعونہ کو قتل کیجیے عمرو بن حمزہ کہتے ہین کہ میری زبان سے یہ باتین نہین نکلتین ایک دن جھلا کے خدمتگزار نے عمرو بن حمزہ و فرخ بن عمرو پر آب و دانہ بند کیا عیار و سردار بے آب و دانہ قفس مین بند ہین کیسے مایوس و دردمند خاموش بیٹھے ہین پہلوے باغ مین ایک پہاڑ تھا اُس پر آکے خدمتگزار بیٹھی دل سے اپنے باتین کر رہی ہی کہ مین نے اس جوان پر آب و دانہ بھی بند کیا مگر بڑا ضدی ہی اپنی ہی کیے جاتا ہی اپنے قول سے نہین پلٹتا کہ یکایک آسمان پر ایک سناٹا ہوا دیکھا ایک برہمن تخت پر دھوتی باندھے ہوے تلک وغیرہ لگا ہوا تخت کو اُڑاتا ہوا جاتا ہی خدمتگزار نے پکار کر آواز دی کہ ای نائب خدا وندمین نے دیکھا کہ آپ جاتے ہین امیدوار ہون کہ مجھے سرفراز فرمائیے مین آپ کی قدمبوسی کی شائق ہون یہ سُنکر تخت نشین نے تخت روکا اور پکار کے آواز دی کہ ای خدمتگزار دیر زرد دھشتی مین تیرے مطلب کو سمجھا تو نے غضب کیا کہ مسلمان پر عاشق ہوئی جب تک وہ ہم کو سجدہ نکریگا ہم خداوند سے

غرض نکرینگے جب وہ سجدہ کریگا تب البتہ وہ ہمیشہ کو تیرا شوہر ہوگا تیرے رونے کی خبر سامری وجمشید کو پہونچی ہم کو حکم ہوا کہ جاکے پسر حمزہ کو سامری وجمشید پرست کرو کہ وہی خدمتگزار کا شوہر ہی ان کلمات کو سنکر خدمتگزار دبیر زرد ھشتی بیتاب وبیقرار ہوگئی اور بلند ہوے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا اور قدمون پر مہنت کے سر رکھا کہا برا ے چند ساعت تشریف لائیے مہنت کی پیشانی پر بخط جلی مرقوم ہی ا. نائب سامری وجمشید خدمتگزار دبیر زرد ھشتی چیخین مار مار کے رونے لگی اور کہا کہ اے نائب خدا وند برا ے خداوند میری مشکل آسان کیجیے دبیر سامری نے کہا اُسکو میرے سامنے لا اور بچھیا کا گوبر منگوا کہ مین اُس کو سامری پرست کرون اور اُسکی بھونری تیرے ساتھ پھیر دون ان باتون پر خدمتگزار دبیر زرد ھشتی خوش ہوگئی بہ منت وخوشامد وزیر سامری کو کوہ پر لائی کہا باغ مین تشریف لے چلیے وزیر سامری نے کہا کہ نہین اسی پہاڑ پر رہو یہین قیدی کو بلوا بھیجو یہ سُن کر خدمتگزار دوڑی چند کنیزون کو باغ سے بُلایا کہا دونون کے قفس لاؤ کنیزون نے پہاڑ پر فرش بچھایا خدمتگزار اُسپر آکے بیٹھی خواجہ عمرو کے خیال مین آیا کہ جبتک قفس آوین مین اس کو بیہوش کرلون خدمتگزار بہت خوش ہی کہ قدرت نے کیا معقول بات تجویز کی ہی کہ پسر حمزہ ہمیشہ کو میرا شوہر ہوگا مین اُن کو سحر سکھاؤنگی دعوی خدائی کرونگی خواجہ عمرو نے شراب اونڈیلی چاہا خدمتگزار کو پلاؤن خدمتگزار نے بہ نگاہ غور خواجہ عمرو کی طرف دیکھا یہ تو سحر خدمتگزار کا کامل ہی جیسے ہی اسنے بہ نگاہ غور دیکھا رنگ وروغن چہرے سے خواجہ عمرو کے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے خدمتگزار نے آواز دی کہ اے شخص تو کون ہی خواجہ نے شراب مین اپنی صورت دیکھی ہوش اُڑ گئے کہ یہ کیا ہوا خدمتگزار نے سحر کیا کہ زمین نے خواجہ عمرو کے پانون تھام لیے نیچہ لے کر اُٹھی کنیزون نے کہا اوری ایک عیار جب آیا ایک اب آیا خدمتگزار نے کہا کہ ارے یہ تو عمرو عیار ہی کہ جسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا کنیزون نے کہا واری ان عیارون کو قتل کروائیے کہ پھر کسی کا حوصلہ نہ پڑے ورنہ عیارون کا تار بندھ جائیگا پیچھا چھڑانا مشکل ہوگا اور انکے قتل سے ایک نفع ہی کہ جب یہ جوان اکیلا رہیگا تو اس کو یقین کامل ہوگا کہ ساتھ والے قتل ہوے اب مین بھی زندہ نہ بچونگا کیا عجب ہی کہ بعد ان کے خوف جان سے وصل قبول کرے ورنہ ان سب کا اُس کو بھروسا ہی کہ یہ عیار ہم کو رہا کرلے جائین گے خدمتگزار دبیر زرد ھشتی کو یہ راے پسند آئی حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو بموجب حکم خدمتگزار بیرون باغ میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دار بن استادہ ہوئین کنیزون کو حکم ہوا کہ جلادون کو بُلاؤ قفس عمرو بن حمزہ لے جاؤ جب قفس شاہزادے کا چلا فرخ بن عمرو نے کہا کہ آقا یہ خیر خواہ رخصت ہوتا ہی شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی احوال پر اپنے رفیق کے بیقرار ہوکے رونے لگے فرمایا مقام افسوس ہی کہ ایک دن ہم تم پیدا ہوے خروج ساتھ کیا مگر آج ہمارے تمھارے جدائی ہوتی ہی دوسرا غضب یہ ہی کہ ہمارے تمھارے واسطے خواجہ عمرو آکے گرفتار ہوے جس وقت صاحبقران زمان گرفتاریِ خواجہ عمرو سُنین گے تو کیسے بیقرار ہونگے خواجہ عمرو اُن سے

لو اسے شوکت ہین کبھی آج تک جدا نہین ہوسے فرخ بن عمرو نے کہا کنیزون نے خدمتگزار کو صلاح دی ہی کہ جب یہ دونون قتل ہو جائین گے تو عمرو بن حمزہ تیرا وصل قبول کرین گے یہ سُن کر عمرو بن حمزہ یونانی نے ٹھنڈھی سانس بھر کر فرمایا یہ اُس بےحیا کا خیال خام و تصور ناتمام ہی اگر خدانخواستہ تم قتل ہو گئے تو مین اس قفس آہنی سے سر ٹکرا کے اپنی جان دونگا آنکھ اُٹھا کر لکّا تہ کی طرف نہ دیکھونگا کنیزون نے خدمتگزار سے کہا کہ داری قفس انکا بھی یہین رہنے دیجیے تاکہ یہ اپنی آنکھون سے دیکھین کہ ہمارے معین قتل ہوے ایک طرف قفس عمرو بن حمزہ رکھا ہی خواجہ عمرو و فرخ کو قفس سے نکالا دونون کو دار پر لٹکا دیا خدمتگزار نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ تیر و کمان لاؤ کنیزین تیر و کمان اُٹھا کے لائین خدمتگزار نے کمان اُٹھائی تیر بحر کمان مین پیوستہ کیا فرخ جو رو رہا ہی تو خواجہ عمرو فرماتے ہین کہ ارے بے اعتقاد دعا مانگ پروردگار سے التجا کر مجھسے تو پروردگار وعدہ کر چکا ہی مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا مین نے کوہ سراندیپ پر پروردگار عالم سے اقرار کر لیا ہی کہ جب تین مرتبہ بُری چیز کو یاد کرون تب آدے ابھی تو مین نے ایک مرتبہ بھی نام نہین لیا یہ کہکر خواجہ عمرو نے ہاتھ اپنے طرف درگاہ قاضی الحاجات کے بلند کیے خدمتگزار آمادہ بیٹھی ہی کہ تیر مارون کئی سو کنیزین کمانین کھینچ رہی ہین کہ خواجہ عمرو بیقرار ہوکے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہم لوگون کو ہاتھ سے ان ظالمون کے بچالے تو سچا ہی اور تیرا وعدہ بھی سچا ہی ابھی مین نے دنیا مین کیا دیکھا یقین ہی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے اس وقت بد مین سوائے تیرے کون شریک ہی تو وحدہٗ لاشریک ہی خواجہ عمرو نے جو بیتاب و بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی خدمتگزار نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہریار والا قدر آسمان جلالت کا بدر مرکب کج چشمی کو اُڑاتا ہوا پہلو مین ایک جوان رعنا مشابہ بصورت اُسی شہریار کے ایک عیار طرارچست و چالاک رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لشکر ساحر و غیر ساحر چالیس جوان خوشرو و خوشخو نشست پر اُس جوان کے ارابے زر سُرخ و سفید کے لدے ہوے آیا صاحبقران زمان نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ عمرو و فرخ بن عمرو دار پر لٹکے ہین ایک ساحرہ سیہ فام و بدانجام تیر اور کمان لیے ہوے بیٹھی ہی گرد کئی سو کنیزین سب کمانین ہاتھ مین لیے کھڑی ہین تیر مارا چاہتی ہین صاحبقران نے وہین سے گھوڑا بڑھایا نعرہ کیا کہ او ملعونہ خبردار تیر نہ رہا کرنا آگاہ ہو کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر + منم اختر برج عز و جلال + منم ماہتاب سپہر کمال + سمندون ز بیشم فراری شدہ + زمن دیو عفریت عاری شدہ + ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف + سلیمان کو جک لقب شد بہ قاف + ہمہ شہر آباد اسلام شد + کہ صاحبقران در جہان نام شد + نعرہ کرکے صاحبقران زمان آپڑے خدمتگزار نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین سحر کرنے لگین آگ برسائی تلوارین گرائین جب آگ برسی اور تلوارین گرین صاحبقران نے اسم اعظم ورد زبان کیا جب کنیزون کا

۱۸

سحر باطل ہوا خدمتگزار خود پہاڑ سے اُتری آگے سحر کرنے لگی لاکھ سحر کرتی ہی مگر صاحبقران لڑتے ہوے قریب دار خواجہ عمرو کے پہونچے دار کو تلوار سے قلم کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے رہا ہوتے ہی جلدی سے گلیم اوڑھ لی خدمتگزار دیر زردھشتی چار جانب ڈھونڈھتی پھرتی ہی کہ یہ ماربان زادہ کہان گیا ہر چند تلاش کرتی ہی مگر خواجہ عمرو کا نشان نہین ملتا صاحبقران نے آکے فرخ بن عمرو کو بھی رہا کیا فرخ نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس عمرو بن حمزۂ یونانی بالاے کوہ قید ہین صاحبقران زمان طرف کوہ کے چلے جب تو خدمتگزار گھبرائی سوچی کہ اگر معشوق رہا ہوا تو غضب ہوا جان کیونکر بچیگی تڑپ تڑپ کر مرونگی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی طرف کوہ کے دوڑی نظم

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سل بھاری — نہ سبک ہو نہ جو سمجھے اسے غافل بھاری
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار — تولے جو مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
بار رہتی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا + — یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری
حامل جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا — کوہ ناقہ ہو تو اُس پر ہو یہ محمل بھاری
بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے الفت مجکو، — ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری
فوق مجنون سے رہے عشق جنون مجکو — اُسکی زنجیرون سے ہون میری سلاسل بھاری
زور کر توڑ کے جان دل کو اُٹھا دیتا ہی — یہ وہ پتھر ہی نہین جس سے کوئی سل بھاری
نہ اُٹھا بہر خدا ناز حسینان ای دل — نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر — کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت — گھر سے دروازے تلک ہی مجھے منزل بھاری
بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے — زندگانی مین نہ ہو مُردے سے غافل بھاری
مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھواتا ہی — گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری
ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار + — ہو گیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری
آتش اُنسے نہین نظارے کا لپکا چھٹتا — میری آنکھون کو ہی شاید کہ مراتل بھاری

صاحبقران زمان نے جلدی سے اپنے تئین قریب خدمتگزار کے پہونچایا خدمتگزار نے خوب خوب سحر کیے مگر صاحبقران پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر خدمتگزار مجبور و ناچار ہو کر بھاگی راہ مین ایک کنیز نے کہا کہ داری کیا ارادہ ہی خدمتگزار نے کہا کہ یہ شخص بڑا ساحر ہی مین چاہتی ہون نکل جاؤن بخت کے حرامزادے نے مجکو اس آفت مین پھنسایا ورنہ مجھ کمبخت کو ان مسلمانون سے کیا کام تھا کنیز نے کہا واری وہ دیکھیے صاحبقران بالاے کوہ پہونچ گئے قفس توڑ رہے ہین جیسے ہی خدمتگزار پلٹی کنیز نے پہلو پر خنجر مارا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
عرا تیز رفتار ہو گر قدم +
نہ پائے مری گرد پا ہوش کر،

تراشندۂ ریش آغا ہون +
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون +

جہانگیر عالم کا عیار ہون + خدمتگزار کے مرتے ہی قفس ٹوٹا عمرو بن حمزہ رہا ہوے امیر کو سلام کیا پوچھا یہ نوجوان کون ہی صاحبقران نے شیران شیرسوار کو عمرو بن حمزہ سے بلوایا فرمایا یہ تمھارے بھائی ہین عمرو بن حمزہ نے بہ محبت گلے سے لگایا صاحبقران نے عمرو بن حمزہ کو ساتھ لیا خواجہ عمرو نے جاکے باغ خدمتگزار دیر زر دشتی کو لوٹا صاحبقران نے یہان کا بھی مال ہمراہ لیا بصد شوکت و صولت اپنے لشکر کیطرف چلے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و سکندر

سکندر اپنے دربار مین تخت پر بیٹھا ہی ایک طرف پسران نوشیروان تخت پر بیٹھے ہین دربار مغربیون سے بھرا ہی کہ سکندر نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ یارو ہمارے دربار مین کوئی ایسا نہین جو مسلمانون سے مقابلہ کرے ا۔ ہرکارے سامنے آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ خداوند ثمرات سخن گو قلعۂ حیران کوہ مین گھبرا رہے ہین آج صبح کو فرماتے تھے کہ لشکر سکندر پر شکست ہو رہی ہی اگر قدرت موجود ہوتے تو تقدیر کر کے لڑواتے جو پہلوان ادھر سے جاتا کل لشکر حمزہ پر غالب آتا جب تک قدرت حیران کوہ پر رہین گے سکندر مسلمانون پر ہرگز نہ غالب ہوگا سکندر نے کہا کہ مین قدرت کو بلواتا ہون چونکہ خزانہ لٹ گیا تھا اب خزانہ منگوایا ہی اُسی کو صرف کر کے قدرت کو بلواؤنگا پلٹ کے دیکھا کہ فولاد عاد مغربی نامے سپہ سالار لشکر ثمرات سخن گو اپنے دنگل پر بیٹھا ہی سکندر نے کہا کہ ای فولاد تم یہان کیون رہگئے خدمت مین قدرت کی جاؤ قدرت کو سوار کر کے لاؤ فولاد عاد مغربی نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ حضور کے سپہ سالار ایسے چندہ مارے گئے کہ جنسے دربار حضور کا خالی ہوگیا فیروز عاد مغربی فرزند حضور کہ جس کو گودیون مین پالا تھا وہ آنکھون کے سامنے مارا گیا لہذا امیدوار ہون کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے دو چار مسلمانون کو قتل کر کے پھر قدرت کو لینے جاؤنگا مجکو یہی بڑا خیال ہی کہ آپکے فرزند سے اور مجھسے کسقدر تپاک تھا اُس کو جو دربار مین نہین دیکھتا ہون ہر وقت روتا ہون بختک نے کہا کہ ای فولاد عاد مغربی تم بیشک اگر طبل جنگی بجواؤگے یقین ہی کہ مسلمانون پر غالب آؤ یا زمانہ تمھارا بھی قریب آگیا قدرت تقدیر کر دینگے مارے جاؤگے یا زخمی ہوکے آؤگے فولاد عاد مغربی نے یہ سن کر منھ پھیر لیا کہا اس نالائق کی بات کا کیا اعتبار ہمیشہ کلمات بد زبان سے نکالتا ہی سکندر نے حکم دیا کہ نام پر فولاد عاد مغربی کے طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی لشکر اسلام کے حاضر تھے وہ خبرین لے کر خدمت قباد شہریار مین آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ فولاد عاد مغربی نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ کل میدان مین نکل کر معرکہ آرا ہے نبرد ہو کرب غازی جو پہلو مین بادشاہ کے بیٹھے ہین انھون نے جو نام فولاد عاد مغربی کا سُنا عرض کی کہ ای شہریار یہ سپہ سالار لشکر ثمرات ہی کیا کیا اس کو تنگ کیا ہی جس روز خزانہ لوٹا اُس دن یہ سر پیٹتا پھرتا تھا کل کے روز اس سے

غلام ہی مقابلہ کریگا بادشاہ نے فرمایا وقت پر دیکھا جائیگا حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کے اب وہ
وقت آیا **نظم** سحر چون زاغ شب پرواز بر داشت + خروس صبحدم آواز بر داشت + عنادل
لحن دلکش بر کشیدند + لحاف غنچہ از رو در کشیدند + سمن از آب شبنم روے خود شست + بنفشہ
جعد عنبر بوے خود شست + دگر علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گم سیاران سب + شہ خاور
سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا + ہوا میدان چرخ سے یکبار + مہ انجم سپاہ رو بفرار +
دونون لشکر بموجب قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے تیسرا لشکر شاہزادۂ شیران شیر سوار کا کہ
ایک گوشے مین فرو کش تھا وہ بھی تماشا دیکھنے کو آیا صیاد صحرائی و سلیمان جنگ آزما و گوہان
وغیرہ صف باندھے کھڑے ہین سکندر پشت مرکب پر سوار ہرمز و فرامرز تخت پر کرور سوار کا لشکر
پشت پر میمنہ و میسرہ آراستہ ہونے لگے جب صفین جم چکین تو فولاد عاد مغربی گینڈے کو
ٹھلکر اکر سامنے سکندر کے آیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ اجازت میدان سکندر نے کہا کہ
جاؤ تمکو خداوند شمرات کے سپرد کیا فولاد عاد مغربی میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای قوم خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے کہ صحرا
سے گرد اڑتی دیکھا بینے کہ دو نقابدار ایک یاقوت پوش اور ایک زمرد پوش بارہ بارہ ہزار
فوجین پشت پر نمایان ہوے لشکر مین بادشاہ اسلام کے ظاہر ہوا کہ یہ وہ ہی نقابدار ہین کہ
جنھون نے لندھور بن سعدان سے بارگاہ سلیمانی چھین لی تھی یہ بھی خیر خواہ اہل اسلام
مین سے ہین مگر نقابدار یاقوت پوش نے جو میدان مین فولاد عاد مغربی کو دیکھا جلدی سے
مرکب اپنا بڑھا کے مقابلے مین فولاد کے پہونچا فولاد عاد مغربی نے جو نقابدار یاقوت پوش
کو دیکھا پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی نام نامی اپنا ظاہر کر نقابدار نے کہا کہ نام میرا ملک الموت
ہی کون نہین جانتا جب مقابلہ پڑیگا تب حال کھل جائیگا فولاد عاد مغربی نے نیزہ مارا نقابدار
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند عرصے مین چالیس طعنین رد و بدل بھی ہو گئین اپنے اپنے
فن سپہ گری کے دونون صرف کر رہے ہین جو رکھائیان دکھائین مگر نقابدار یاقوت پوش نے
ایک مقام پر نیزہ فولاد عاد مغربی کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فولاد کے نکل گیا
فولاد نے غصے مین آ کے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار زمرد پوش نے مرکب بڑھایا چاہا کہ
زیر بغل جا کر تلوار کا نٹھون وہان پر موشگافانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا ہٹا
خود بھی سر سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی یقین تھا کہ نقابدار یاقوت پوش کے دو پرکالے ہون
مگر نقابدار یاقوت پوش نے دستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر نکلا بائین ہاتھ سے زخم سر کو تھاما تیغہ
ہلالی نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا فولاد عاد مغربی بھی اسی قدر زخمی ہوا
فوج فولاد جو سامنے کھڑی تھی اپنے افسر کو زخمی دیکھ کر آ پڑی دونون لشکر مل گئے ملازمان
نقابدار یاقوت پوش خوب جم کر لڑے لشکر سکندر عاجز ہو گیا فولاد عاد مغربی کو غش آیا
بختک نے طبل امان بجوا دیا مگر نقابدار زمرد پوش نے نقابدار یاقوت پوش کو ہمراہ لیا

اور صحرا مین جاکے لشکر اُتارا اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ہمارا حال دریافت کرنے آئے پردہ ہمارا کھُلے فولاد عاد مغربی جو پلٹ کر آیا زخمدوزی ہوئی دو دن شفاخانے مین رہا تیسرے دن داروغۂ شفاخانہ سے کہا کہ مین شکار کھیل آؤن ہرچند کہ حکم سکندر آیا تھا کہ ای فولاد چمن کوہ پر جاؤ قدرت کو جا کر لاؤ دیکھو خلاف حکم خداوند جو طبل جنگی بجتا ہی تو کوئی صورت فتح کی نہین نکلتی مگر فولاد عاد مغربی نے عذر کر کے کہلا بھیجا کہ شکار کھیل کر جو آؤنگا تو قلعۂ چمن کوہ پر جاؤنگا قدرت سے سب حال کہونگا اور یہی سمجھاؤنگا کہ اپنو تقدیر معقول کیجیے کہ لڑائی فتح ہو یہ کہکر فولاد عاد مغربی براے شکار صحرا مین آیا ایک آہو پر تیر مارا تیر ادچھا پڑا وہ آہو تیر کھا کر بھاگا فولاد عاد مغربی اُس کے تعاقب مین چلا یہان صبح کا وقت ہی نقابدار یاقوت پوش و نقابدار زمرد پوش کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھے ہوے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا نقابدار یاقوت پوش نے اُس آہو پر تیر مارا تیر کاری ہرن کھا کے گرا عیار نقابدار یاقوت پوش دوڑ کر اُس آہو کو کھینچ لایا نقابدار یاقوت پوش نے حکم دیا کہ اس کے کباب تیار کرو عیار کباب لگانے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی فولاد عاد مغربی اپنے آہو کی تلاش مین آیا اپنا آہو جو پڑا ہوا دیکھا اور یہ بھی سمجھا کہ یہ وہی نقابدار ہی للکار کر آواز دی کہ ہمارے آہو کو کسنے شکار کیا نقابدار یاقوت پوش نے کہا کہ ہمارے سامنے آہو آیا ہمنے اُس کو شکار کیا یہ سُن کر فولاد عاد مغربی تیغہ تولتا ہوا بڑھا کہتا ہوا کہ ہرن تمھاری گردن پر لدوا کے لے چلونگا نقابدار یاقوت پوش نے جواب دیا کہ وہ مزدور تو ہی ہی ہمارے یہان کباب تیار ہو نگے صبح کا ناشتا ہی کچھ تھوڑا سا تجکو بھی مل جائیگا اگر تو بھوکا ہی ورنہ قضا تیری لے کر آئی ہی فولاد عاد مغربی نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار یاقوت پوش نے وار تلوار کا روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شپ سے تلوار گذر گئی فولاد عاد مغربی کے دو ٹکڑے ہوے فولاد کو مار کر نقابدار یاقوت پوش تلوار کو پونچھتا ہوا کرسی پر آکے بیٹھا ہمراہیان فولاد عاد مغربی جو آئے لاشہ فولاد کا دیکھ کر فریاد کرنے لگے نقابدار یاقوت پوش نے غصے مین کہا کہ تم لوگ چلے جاؤ اس کو اجل گھیر لائی تھی یہ ثمرات کے پاس پہونچا ملازمان فولاد لاشہ فولاد عاد مغربی کا لے کر روتے پیٹتے سامنے سکندر کے آئے تمام کیفیت بیان کی سکندر نے سر پیٹ لیا کہا یارو قدرت پر بہت شاق ہوگا کہ قدرت کے لشکر کا منتظم تھا شاسع عاد مغربی نے کہا کہ فولاد عاد مغربی سے مجھسے بڑی دوستی تھی اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اگر نقابدار آوینگے تو اُن کو ٹوک کر مار لونگا دیکھون تو نقابدار کیا کرتے ہین یہ خبر بادشاہ نے بھی سُنی نقابدارون کی بہت تعریف کی بعد تھوڑی دیر کے پھر ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ شاسع عاد مغربی نے طبل جنگی بجوایا ہی یہ سُن کر بادشاہ لشکر اسلام نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی گڑگڑائے تمام شب تیاری جنگ مین گذری اب وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب آئینۂ صبح ہاتھ مین لیکر

شعاعہاے رنگارنگ سے کمر باندھ کر تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام عالم روشن و منور ہوا دونون فوجین بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئین شارع عاد مغربی میدان مین نکلا اور پکار کر آواز دی آج نقابدار نہین آئے یہ کہتا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دونون نقابدار آکے پہونچے شارع نے آواز دی کہ ای نقابدارو آئے ہو تو آؤ فولاد عاد مغربی کا مارا جانا مجھپر بہت شاق ہوا ہی مین مشتاق ہون کہ تم سے ردوبدل کرون یہ سُن کر نقابدار یاقوت پوش نے مرکب اپنا صف سے بڑھایا مقابلۂ شارع عاد مغربی مین آیا ابھی گفتگو نہین ہونے پائی تھی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سب اُسی جانب دیکھنے لگے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ہمراہ ایک جوان ہمشبیہ کے ارابے زر سُرخ و سفید کے لدے ہوے فوج گران ساتھ اُس جوان کی پشت پر کوئی چالیس جوان خوش مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے گئے صاحبقران نے آکے بادشاہ کو سلام کیا شیران شیرسوار نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا وہان میدان مین شارع عاد مغربی نے کہا کہ ای نقابدار یاقوت پوش تم نے غضب کیا کہ فولاد کو مار لیا فولاد عاد مغربی ایسا جوان نہ تھا کہ یون مارا جاتا نقابدار یاقوت پوش نے کہا کہ اپنا یہ دستور نہین کہ ایک سے دو لڑین میرا ہاتھ بڑ گیا وہ مارا گیا اب تو اُسکا بدلہ لے شارع نے نیزہ مارا نقابدار یاقوت پوش نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار یاقوت پوش نے تھوڑے عرصے مین ایک مقام پر نیزہ شارع کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شارع کے نکل گیا شارع نے غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑا نقابدار کا جھجک کر الف ہو گیا اُس تکان مین گردہ سپر کا چہرے پر سے ہٹ گیا تلوار جو آگے گری سر نقابدار یاقوت پوش کا زخمی ہوا شارع نے چاہا کہ بڑھ کر سر کاٹ لون شاہزادۂ شیران شیرسوار نے جو یہ معرکہ دیکھا قاعدے سے تو لشکر کے آگاہ نہین بے تحاشا مرکب اُڑا دیا مقابلۂ شارع مین آئے نقابدار یاقوت پوش کو ہٹا دیا شارع عاد مغربی نے وہی تیغ خون آلود مارا شیران شیرسوار نے تلوار کو اُسکی اپنی تلوار پر رد کار دکر اس کن سے ہاتھ مارا کہ تلوار چمک کر گری شارع عاد مغربی کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار زمرد پوش نے پکار کر کہا کہ ای جوان تو نے شارع کو کیون قتل کیا کیا ہم مر گئے تھے ہم نکل کر مدد کرتے شاہزادۂ شیران شیرسوار نے کہا کہ اب مجھسے آکے مقابلہ کیجیے نقابدار زمرد پوش شیران پر جا پڑا آپس مین نیزہ چلنے لگا کسی کی اسمین مراد نہ حاصل ہوئی نیزے بیکار ہوے دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینکدیے تلوار کی نوبت آئی جب تلوار چلی تو شیران شیرسوار نے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار زمرد پوش نے گریبان پکڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آ گئے آپس مین کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ نقابدار زمرد پوش کسی مقام پر کمی نہین کرتا شیران شیرسوار بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی شام تک دونون لڑے کمی و زیادتی کسی کی معلوم نہ ہوئی صاحبقران دونون کی تعریفین کر رہے ہین نقابدار زمرد پوش نے جھلا کے کہا کہ ایک خنجر مارونگا کہ آنتین نکل پڑینگی

یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچا شاہزادے نے بھی خنجر کمر سے کھینچا خواجہ عمرو نے پکار کے کہا کہ لیجیے
شہریار دو مین سے ایک کا خاتمہ ہوتا ہی جس کا خنجر چلیگا غضب ہو جائیگا صاحبقران گھوڑا
اُڑا کے بیچ مین آئے دونون کو روکا کہا یہ کیا جہالت ہی نقابدار زمرد پوش کو اُدھر پھیر اگر
شیران نہ مانتا تھا صاحبقران زمان سمجھا کے پھیر لائے لشکر سکندر لاشہ شارع کا اُٹھا کر
پلٹا سکندر نے کہا کہ صاحبو خداوند کے نہ ہونے سے یہ خرابیان در پیش ہوتی ہین سکندر
نے صفوان عاد مغربی کو حکم دیا کہ جا کر خداوند کو لاؤ صفوان عاد مغربی ساٹھ ہزار
فوج لے کر طرف حیرت کوہ کے چلا یہان ثمرات سخن گو روز یہی کہتا ہی کہ بدون حکم میرے
سکندر لڑ رہا ہی کبھی فتح نصیب نہ ہوگی کہ خبر پہونچی وزیر سکندر آپ کے لینے کو آتا ہی
پُتلے مین سے آواز آئی کہ اب قدرت جا کر تقدیر برجستہ کرینگے مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ
نہ ملیگا کہ صفوان نے آکے سجدہ کیا کہا یا خداوند تشریف لے چلیے سکندر نے آپکو طلب کیا
ہی سونے کا پتلہ کئی سرگز کا تخت پر بیٹھا ہی مثل انسانون کے باتین کر رہا ہی صفوان عاد مغربی
سے پوچھا کہ فولاد کہان ہی صفوان نے عرض کی کہ قدرت نے اُس کو بہشت مین بھیجدیا
پُتلہ قہقہہ مار کے ہنسا کہ تمام مکان ہل گیا بائین پر مٹکے شراب کے رکھے ہین دہنے پر بورے
میوے کے رکھے ہین اِدھر پلٹا تو میوے کے پھنکے مارتا ہی اُدھر پلٹا تو بڑے بڑے جام شراب
کے بھرے ہوے رکھے ہین وہ پیتا جاتا ہی حکم ہوا کہ ملازمون کو بلاؤ صفوان نے نکل کے
کئی ہزار کہار بلائے کہارون نے تخت مین بلیان باندھین یا خداوند ثمرات سخن گو کہکر
تخت اُٹھایا صفوان عاد مغربی فوج کو لے کر آگے بڑھا کئی ہزار برہمن ہمراہ تخت اور
گھنٹ نواز گھنٹ و ناقوس بجاتے ہوے اس شان و شوکت سے ثمرات سخن گو کو لیے ہوے
جاتے ہین صاحبقران عالیشان دربار مین بیٹھے تھے خواجہ عمرو نامدار کرسی ہدہد
پر کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ بڑھکر خبر تو لو
کہ یہ نوبت و نقارہ کیسا بج رہا ہی خواجہ عمرو باہر نکلے دیکھا کہ سکندر بن ہیکلان
گینڈے پر سوار واسطے لینے ثمرات سخن گو کے جاتا ہی پسران نوشیروان بیرون بارگاہ
صف باندھے کھڑے ہین مگر بختک ہمراہ سکندر ہی خواجہ عمرو یہ سامان دیکھ کر آگے بڑھے قریب
درۂ کوہ کے سکندر وغیرہ آکے ٹھہرے وہین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بھی آکے ٹھہرے بعد تھوڑی
دیر کے گرد عظیم بلند ہوئی صفوان مغربی اہتمام کرتا ہوا جب قریب پہونچا تو سکندر آگے بڑھا
مگر بختک خچری پر سوار سکندر کے ساتھ ہی تھوڑی دور بڑھے کہ سر پتلے کا معلوم ہوا سکندر
نے کہا دیکھو ملک جی وہ قدرت تشریف لاتے ہین بختک نے دیکھا کہ ایک سر سونے کا ہی اُس پر
عکس جو نیّر اعظم کا پڑ رہا ہی بجلی چمک رہی ہی اب تو بختک ٹھٹھا مار کے ہنسا کہا واہ سکندر
خوب تمھارے خداوند ہین کہ تخت قریب پہونچا گھنٹ نواز و ناقوس نواز ساتھ ہین خواجہ عمرو کی
جو نگاہ پڑی کہ سونے کا پتلا کئی سرگز کا شراب پیتا ہوا قہقہے مار رہا ہی گرد جو لوگ بیٹھے ہین وہ
جھانجھ وغیرہ بجا رہے ہین تو خواجہ عمرو کا یہ حال ہوا کہ بیقرار ہو گئے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا +
اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا
پیری مین مجکو عشق حسینِ جوان ہوا
معدوم داغِ عشق کا دلسے نشان ہوا
دیکھا جو مین نے اُسکو سمندر کی آنکھ سے
ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
انبوہِ عاشقان سے ہوا حُسن کو غرور
تو دیکھنے گیا لبِ دریا جو چاندنی +
اُس گُل سے عرضِ حال کی حسرت ہی رہگئی
اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع
انصاف مین نے عالمِ اسباب مین کیا
قاتل کی تیغ سے رہِ ملکِ عدم ملی +
فکرِ بلند نے مری ایسا کیا بلند +

یوسفؑ سے تیرے حُسن کا پلہ گران ہوا
ابرِ سیاہ آہونکا میری دھوان ہوا +
بار دگر کبادے مین زورِ کمان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا +
گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا
کچھ اندنون مین مشک کا سوداگران ہوا
کثرت نے مشتری کی یہ سوداگران ہوا +
استادہ تجکو دیکھ کے آبِ روان ہوا
کانٹے پڑے زبان مین جو میلِ بیان ہوا
زیرِ نگین قلمروِ ہندوستان ہوا
بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا +
آہن ہمارے واسطے سنگِ نشان ہوا
آتش زہین شعر سے پست آسمان ہوا

خواجہ عمرو کلیجہ پکڑے ہوے تخت کے ساتھ ہین اور پتلے کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دل سے باتین کر رہے ہین کہ اے خواجہ کیا تدبیر کرون اس معشوق سے کیونکر وصل نصیب ہوگا یقین ہے کہ فراق اسکا زندہ نہ چھوڑیگا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تخت کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین سکندرہ نے قریب آکر سجدہ کیا ثمرات نے پوچھا کہ اے سکندرہ کیا گذری سکندرہ نے سب حال بیان کیا کہ فولاد و شارع قتل ہوے بختک خوب ٹھٹھا مار کے ہنسا کہا اے سکندرہ یہ کیسے خداوند ہین کہ اپنے بندون کے مرنے کا حال دریافت کرتے ہین سکندرہ کہتا ہے ملکجی خاموش رہو زیادہ نہ بکو جب تخت ثمرات کا قریب بارگاہ سکندرہ پہونچا سکندرہ نے ایک بارگاہ استادہ کرائی اُس مین ثمرات سخن گو داخل ہوا دار وغہ خدمتگار مقرر کیے شراب رکھوا دی میوہ وغیرہ بھی بھروا دیا خواجہ عمرو نے سب سامان دیکھا اُس وقت تو مجمع عام تھا خواجہ عمرو پلٹے دربار مین صاحبقران کے آگے صاحبقران نے دیکھا کہ رنگ رو خواجہ کا متغیر ہو رہا ہے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ یا صاحبقران مین تو مر گیا اب میری زندگی دشوار ہے عشق نے پریشان کیا اس طرح سے رو رو کر خواجہ نے کہا کہ صاحبقران بدحواس ہو گئے فرمایا خواجہ کوئی شاہزادی یا وزیرزادی ہے آخر معشوقہ کون ہے خواجہ نے کہا کہ شاہزادی وزیرزادی نہین ہے سکندرہ کا خداوند سونے کا پتلہ ہے اُسپر میری جان جاتی ہے صاحبقران ہنس پڑے فرمایا خواجہ سبحان اللہ پرائے گھر کی دولت پر عاشق ہو خواجہ عمرو نے کہا آج میری جان جائیگی یا تو ثمرات سخن کو گرفتار کر لاؤنگا یا اپنی جان دونگا صاحبقران زمان یہ سُن کر خاموش ہو رہے شام کو خواجہ عمرو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر قریب بارگاہ ثمرات آئے ایک قاب مین قریب پانچ سیر کے پلاؤ رکھا ہوا دکھایا جب

رومال اُسپر سے ہٹایا تو جو لوگ قریب تھے دماغ اُنکے معطر و معنبر ہوگئے داروغہ سے کہا کہ قدرت
کو یہ نمونہ دکھاؤ کہ ایسا پلاؤ پکاکے کھلاؤن کہ کبھی نوش نہ فرمایا ہو ثمرات سخن گو عمدہ عمدہ کھانے
کھاتا ہی روز فرمائشین کرتا ہی داروغہ کو پکوانا پڑتا ہی کئی سی باورچی نوکر ہین کوئی عمدہ کباب
پکاتا ہی کوئی کھیر عمدہ پکاتا ہی سب ثمرات سخن گو کے سامنے رکھا جاتا ہی ایک نوالے مین کھا لیتا ہی
وہ پلاؤ داروغہ نے لیجاکے سامنے ثمرات کے پیش کیا ثمرات ایک نوالہ بنا کر کھا گیا کہا اُس
باورچی کو بلاؤ یہ تو ایک نوالہ بھی نہ تھا لیکن دل سے مجھے پسند آیا ہی داروغہ نے نسخہ لکھوایا
خواجہ نے اپنا نام اُستاد چرب دست بدمست بتایا داروغہ نے وہ سب اشیا منگوا دیے
خواجہ عمرو نے دو دیگین چڑھوائین مصالح عمدہ ڈال کر کئی من گوشت کی یخنی توڑی داروغہ نے
آکے پوچھا کہ اُستاد دو دیگین کیا ہونگی خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک دیگ واسطے عملے کے تیار کی ہی
جس سرکار مین ہم نوکر رہے عملے سے میل رکھا دو دو نوالے آپ لوگ بھی چکھین گے جو کھانا قدرت
کے واسطے مین پکاؤنگا آپ لوگون کو ضرور چکھاؤنگا آپ لوگون نے ایسے کھانے بھلا کاہیکو کھائے
ہونگے قدرت تو روز پکوا سکتے ہین آپ لوگون کو ممکن نہین یہ سُن کر داروغہ و خدمتگار بہت ہی
خوش ہوے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پہر رات گئے وہ پلاؤ تیار کیا پہلے اہل عملہ کو دیا کہا
آپ لوگ خوب کھائیے اور ایک بڑے کٹھرے مین نکال کر واسطے ثمرات سخن گو کے بھیجا داروغہ
وہ پلاؤ لے گیا سامنے ثمرات کے رکھا خوشبو جو دماغ مین پہونچی خوش ہوگیا دو ہی نوالون مین
اُسکو کھا گیا خواجہ عمرو بھی سامنے کھڑے ہین کہا اُستاد کیا کہنا ارے داروغہ سکندر رسے
کہہ کر اس کو انعام دلوانا داروغہ نے کہا بہت خوب اب خواجہ عمرو نے جام شراب دینا
شروع کیے ثمرات خوب پی رہا ہی عملے نے بھی وہ پلاؤ خوب تن تن کر کھایا جب کئی جام شراب کے
خواجہ عمرو ثمرات کو دے چکے تو ثمرات کو چھینک آئی خواجہ عمرو نے کہا کہ وہ مارا ادھر
اہل عملہ یعنے داروغہ و خدمتگار وغیرہ چھینک کی صدا اُسن کر دوڑے آکے دیکھا کہ خداوند لیٹے
ہوے ہین سمجھے کہ بعد خاصے کے آرام فرماتے ہین یہ سوچ کر ملازم بھی اپنے اپنے مقام پر جاکر
لیٹے جو لیٹا وہ مردہ صد سالہ تھا تھوڑے عرصے مین سب کے سب بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے
جال الیاسی نکالا اُسکو پتلے پر مارا اور گھسیٹ کر زنبیل مین رکھا دربار کے لوٹنے مین
مشغول ہوے تخت کو بھی اُٹھا کے زنبیل مین رکھا چھوٹے چھوٹے جو بت رکھے ہوے تھے
وہ بھی اُٹھا اُٹھا کے داخل زنبیل کیے تمام دربار کو لوٹ کر خواجہ عمرو روانہ ہوے یہان
صبح کو سکندر رواسطے سجدے کے آیا دیکھا کہ سب اہل دربار بیہوش پڑے ہین گھبرا گیا کہ اس
عرصے مین بختک بھی آیا بختک نے پوچھا کہ ای سکندر خیر تو ہی سکندر رنے کہا کہ یہ کیا معرکہ
ہی کہ سب پڑے ہوے سو رہے ہین بختک نے کہا کہ شاید ہمارے پیر و مرشد کا گذر ہوا ای
سکندر مجکو کل ہی سے خوف پیدا ہوا تھا کل مین نے خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ دیکھا تھا وہ
بہ نگاہ محبت دیکھ رہے تھے مین گھبرا گیا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب قدرت نہین ہین رخصت ہوگئے
سکندر رنے کہا کہ قدرت کہان جاوینگے اس عرصے مین اور افسر بھی آئے ہلہڑ جو ہوا ملازم

اُٹھے مگر بالکل برہنہ جسنے سکندر کو دیکھا بوجہ شرم کے ایک ہاتھ آگے رکھا اور ایک ہاتھ پیچھے چیختا ہوا بھاگا حیران ہی کہ یہ ہمارے زیر جامے کیا ہوے اور کُرتے کون لے گیا ایک غل مچاتا پھرتا ہی ہماری کلاہ کیا ہوئی ایک جامے کو پوچھ رہا ہی اور ایک زیر جامے کو دریافت کرتا ہی ایک عجب ہنگامہ ہی سکندر دربارگاہ پر آیا آواز دی کہ مین حاضر ہون کئی آوازین دین مگر آواز نہ آئی سکندر نے اندر گھسا دیکھا کہ تخت ندارد فرش بھی نہین ہی اُس وقت بارگاہ سکندر مین رونا پیٹنا پڑ گیا بختک نے گلیم گوش سے کہا کہ جاکے خبر تو لاؤ بارگاہ صاحبقران مین کیا ہو رہا ہی اور کیا معرکہ گذرا گلیم گوش نے کہا ہرکارے وہان حاضر رہتے ہین خبر لے کر آتے ہونگے مگر جاسوس لشکر کفار بارگاہِ سلیمانی مین موجود ہین بادشاہ اسلام آکے تخت پر بیٹھے اور سردار وغیرہ آنے لگے علمشاہ عمرو بن حمزہ یونانی و شیران شیر سوار و کرب غازی آکے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے کہ صاحبقران بھی تشریف لائے فرمایا ارے یارو دریافت تو کرو کل سے خواجہ عمرو کہان گئے ہین جو ابھی تک نہین آئے یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو ہنستے ہوے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ کہان تھے خواجہ عمرو نے کہا کہ معشوق کی فکر مین گیا تھا معشوق کو لایا امیر نے فرمایا معشوق کہان ہی لاؤ خواجہ عمرو نے زنبیل سے پتلہ نکالا صاحبقران زمان خود گرز لے کر کھڑے ہوے کہا خواجہ اسے ہوشیار تو کرو خواجہ عمرو نے پانی کا چھینٹا دیا اندر سے پتلے کے آواز آئی ای بندگان من دیدید قدرت مرا صاحبقران نے للکارا کہ او بے حیا سچ بتا تو کون ہی ورنہ اب زندہ نہ بچیگا ایک ہی ضرب گرز مین چور چور کر دونگا صاحبقران زمان نے جو گرز سام اُٹھایا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای شہریار اس طرح پر گرز مارئیے کہ میرا سونا ضائع ہونے پائے صاحبقران نے آواز دی کہ اچھا اندر سے ثمرات نے پُکار کے کہا کہ یا صاحبقران مین دیو ثمرات ہون جنگ عفریت سے بھاگا یہان آکے خدائی کی تمنے یہان بھی چین نہ لینے دیا غرضکہ صاحبقران نے چرخ دے کر ایک گرز مارا اُس پتلے پر گرز پڑا ایک دھوان پتلے سے نکلا اور اُس دھوےین سے آواز آئی کہ منم دیو ثمرات یا صاحبقران جہان موقع پاؤنگا آپ سے اِسکا بدلہ لونگا ہرکارے لشکر کفار کے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے یہ خبرین لے کر بھاگے عمرو نے جلدی سے سب سونا سمیٹ لیا سمیٹ کر زنبیل مین رکھا یہان سکندر حیران و پریشان بیٹھا کہ رہا ہی کہ خداوند عرش اعلے سر گئے بختک جواب دیتا ہی کہ ای سکندر تم کیون غم کرتے ہو قدرت عمرو کی زنبیل مین ہونگے خواجہ عمرو کو مین نے دیکھا تھا کہ خدمتگار بنے ہوے کھڑے تھے بنگاہ محبت دیکھ رہے تھے مجھے خوف پیدا ہوا تھا اب احوال کُھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ شاگردان گلیم گوش آئے سامنے سکندر کے آکر گر پڑے عرض کی کہ ای شہنشاہ آج عجب طرح کا معرکہ گذرا خواجہ عمرو قدرت کو گرفتار کر کے لے گئے جو باورچی نیا نوکر ہوا تھا وہ عمرو ہی تھے کھانا کھلا کر شراب مین بیہوشی پلائی اس طرح قدرت کو اور ساری محفل کو بیہوش کیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور قدرت کو جال مین لپیٹ کر لے گئے جب صاحبقران عالیشان گرز سام بن نریمان لیکر اُٹھے اور فرمایا کہ صاف بتا کہ تو کون ہی تب پتلے سے آواز آئی

کہ منم دیو ثمرات آپ ہی کے ہاتھ سے بھاگا تھا آپ نے مجکو یہان بھی نہ رہنے دیا بڑے چین کرتا تھا لیکن آپ نے جان نہ چھوڑی اب جہان جاؤنگا آپ کو ستاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ او بجیا تو دھوان بن کے نکل گیا جب سامنے آئیگا تیرا سر توڑونگا اگر تو میرے سامنے ٹھہر جاتا تو اس وقت بھی تیری گردن توڑتا عفریت کے مقابلے سے بھاگا تھا اب یہان آیا تھا مگر ای شہنشاہ وہ نکل گیا صاحبقران نے گرز مارا سونے کا پتلہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خواجہ عمرو نے وہ سب سونا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا یہ سُن کر سکندر رنے زانو پر ہاتھ مارا کہا افسوس ہر کہ دیو ثمرات ہمارے ملک مین دعوی خدائی کر کے بیٹھا تھا ہم سب نے اُسکو سجدے کیے لات و منات کو بھولے برہمنون سے پوچھا کہ کیون صاحب اب کیا کرین برہمنون نے ملکر حکم لگایا کہ گستیان کچھ تردد نہ کیجیے خداوند لات و منات بڑے رحم دل ہین آپ اُس کے دام مین پھنسے اُس کو سجدہ کرنے کی توبہ کیجیے اور بچھیا کے گوبر کے لات و منات کے پتلے بنوائیے اور اُس گوبر کو پیجیے تب آپ پاک و صاف ہو جائین گے سب کافرون نے بچھیا کا گوبر پیا توبہ توبہ کر رہے ہین مگر سکندر رکو اس بات کا بڑا افسوس ہر کہ یکایک بیٹھے بیٹھے لندھور بن سعدان نے ایک آہ کی بختک نے پوچھا کہ کیون ای دارا اے ہند مزاج کیسا ہر آج مین تم کو بہت ملول و حزین پاتا ہون لندھور نے کہا کہ مین اپنے حال پر افسوس کرتا ہون بقول شاعر فرد گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + بیکار جھگڑے ہو رہے ہین اس سے کیا نفع ہوا اسکندر رنے گلیم گوش کو آمادہ کیا گلیم گوش نے کہا آج رات کو مین عیاری کرونگا یہ کہہ کے گلیم گوش آمادہ ہوا باکناے عیاری لگا کر واسطے عیاری کے طرف لشکر اسلام کے چلا

دو کلمۂ داستان فتح چرن کوہ و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

ساقی کو بی جام بادہ دینا +
مل جائے پتہ ہی کاش مجکو
ای ساقی جم حشم دل آرام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
ہر جوش پہ ابتو ابر باران
پھر رنگ پہ اُسکو کھینچ لاؤن +
لکھنا ہر قمر کو حال پیکار +

لیکن ابکی زیادہ دینا +
مین طالب جام خوشنما ہون
دے بادۂ لالہ گونکا اک جام
چند سے اسی فکر مین رہونگا +
ہان آج ہون جمع ہی سرستان
ساقی دکھلا دے جام گلگون +
ہر جوش پہ بحر طبع زخار +

اک ماہ کی ہر تلاش مجکو +
دلسے ساقی پہ مین فدا ہون
رنگین مزاج ہون شرابی +
کچھ عشق کی کیفیت سنونگا +
اس رنگ کی داستان سناؤن
مشتاق جمال ساقیا ہون +

چہرہ کانتبان حالات عیاری و محران کیفیت خنجر گزاری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج وغواص دریاے ہوش + چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش + کہ عیار مہتر گلیم پوش اس فکر مین تھا کہ مہران فیلزور کو جرا کر لاؤن مگر دیکھا دو سرداران صاحبقران در باغ پر پہرا دے رہے ہین اُدھر سے پلٹا ہوا آتا تھا کہ دیکھا سلطان سعد بارگاہ سے

اُٹھے ہین طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین ایک خدمتگار کو گلیم گوش نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ہمراہِ سلطان سعد بارگاہ مین اُن کی آیا جب شاہزادہ خاصہ نوش کرکے چھپر کھٹ پر سویا عیار گوشے سے نکلا اول خدمتگارون کو بیہوش کیا پھر شاہزادے کو بیہوش کرکے لے بھاگا خدمت سکندر مین آیا سکندر نے بختک سے صلاح کی کہ کیون ملک جی اس کو قتل کر ڈالین بختک نے کہا یہ فرزند عمرو بن حمزہ یونانی ہی اور علمشاہ نے اس کو اپنا فرزند کیا ہی انھین کے ساتھ رہے اگر اس کو قتل کروگے تو رستم اور عمرو بن حمزہ دربار مین تمھارے دریاے خون بہادین گے اور اس کو رہا کرکے لے جادین گے اس خیال خام و تصور ناتمام کو دل مین جگہ دینا سراسر عقل کے خلاف ہی میرے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ قیدان کی طرف سومنات مغرب کے روانہ کیجے وہان جب لکھ بھیجیے گا کارگزار آپ کے سر اسکا کاٹ کر روانہ کردین گے سکندر کو یہ راے بختک کی بہت پسند آئی اُسی وقت پانچ سو سوار ساتھ کیے اور کہا قید لے جاؤ پانچ سو سوار قید سلطان سعد کی لے کر چلے صبح کو بارگاہ صاحبقران مین ہلڑ ہوا کہ سلطان سعد کو کوئی شب کو چُرا لے گیا سب سے زیادہ علمشاہ برہم ہوے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ کیون خواجہ کسکا بیڑا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ وہ ہی گلیم گوش دست درازیان کرتا ہی یہ سُن کر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ کوئی سردار جائے اور سلطان سعد کو رہا کرکے لائے علمشاہ نے قصد کیا تھا کہ اُٹھین مگر کرب غازی اپنے مقام سے اُٹھے جام پر ہاتھ ڈالا اِدھر علمشاہ نے بھی اُٹھ کر جام پر ہاتھ رکھا کرب غازی تو نہایت سلیس ہین صاحبقران کیطرف دیکھنے لگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای علمشاہ اول ہاتھ کرب غازی نے رکھا علمشاہ نے نہ مانا صاحبقران زمان نے کرب غازی کو منع کیا اور فرمایا کہ اِنھین کی بزرگی رکھو کرب کو ملال تو ہوا مگر ہاتھ ہٹا لیا لیکن علمشاہ جام پی کر مع فوج چلے اِدھر کرب غازی کے دل کو از حد صدمہ ہی صاحبقران نے ان کو بھی رخصت کیا یہ بھی روانہ ہوے ہرکارون نے یہ خبر سکندر کو پہونچائی کہ علمشاہ اور کرب غازی براے رہائی سلطان سعد جاتے ہین یہ سُن کر سکندر نے افسر کو لکھا کہ اب قید سلطان سعد کی طرف سومنات مغرب کے نہ لے جانا چرن کوہ مین لیجا کے قید کرو وقت پر سمجھا جائیگا افسر نے جو یہ حکم پایا قید لیکر سلطان سعد کی چرن کوہ پر آیا سلطان سعد کو قید کیا مگر کرب غازی یکہ و تنہا قریب چرن کوہ کے آئے دیکھا کہ قلعہ فولادی ہی اور راستہ نہین ہی کرب غازی نے کئی دن تک جستجو کی مگر راہ نہ پائی ایک دن سوار ہو کے صحرا مین آئے اور گرد قلعے کے پھرنے لگے مگر کہین راستہ جانے کا نہ ملا ایک مقام پر گھوڑا روک کر کھڑے ہوے کہ دیکھا ایک گھاٹی پر سے ایک زمیندار چلا آتا ہی کرب غازی سمجھے کہ یہ کوئی شخص رازدان ہوگا اُس کو جا کر گھیرا اور پوچھا کہ تجھکو قلعے کا راستہ معلوم ہی اُسنے کہا کہ ہان معلوم ہی کرب غازی نے کہا کہ اگر تو مجھے راستہ بتادے تو مین تجھے بہت سا مال دونگا کہ مالا مال ہو جائیگا اُسنے کہا کیا دوگے کرب نے کہا دس ہزار روپئے اُسنے کہا قسم کھاؤ کرب غازی نے اقرار کیا مگر اس عرصہ مین

ان کے ہمراہی بھی آگئے اُسنے کہا کہ تم اکیلے چلو جب اندر پھاٹک کے جاؤ گے تو پھاٹک کھولدینا
سب اہل فوج بھی چلے آوینگے کرب غازی نے صرف فتاح کو ہمراہ لیا اور سب سے کہدیا
کہ جب دروازہ کھلے تو تم بھی چلے آنا مترجم عرض کرتا ہے کہ یہ زمیندار عمرو ہے غرض عمرو کرب
کو لے کر قریب ایک کھڑکی کے آیا اور سلاخ لوہے کی کاٹی دیکھا کہ ایک غار ہے لیکن نیچے اُسکے
پھسلن ہے عمرو نے کرب سے کہا کود و یہ کہکر پہلے عمرو کودا بعد اُسکے کرب بھی مشکلکشا کا
نام لیکر کودے اور فتاح بھی ساتھ کودا وہان آئے جہان سلطان سعد قید تھے رات کا تو
وقت تھا سب سوتے تھے ایک جوان پہرے پر جاگ رہا تھا وہ پکارا کون آتا ہے اسکی آواز
سے اور ونکی بھی آنکھ کھلی فتاح نے اُس کو تو تلوار ماری اس عرصے مین سب بیدار ہوے
تلوار چلنے لگی فتاح و کرب غازی اُن سب سے لڑنے لگے محکوم عاد و مملوک عاد کہ یہ ان
سب کے افسر تھے یہ بھی آئے دس ہزار سوار ان کے پاس تھے وہ بھی آکے شریک ہوے
خواجہ عمرو جو دوڑے دروازے پر قلعے کے آئے آکر دروازہ کھولدیا لوگون سے کہا کہ تم
سب جلدی چلو وہان تلوار چل رہی ہے وہ سب چلے عمرو نے مہرۂ سفید بھی بجایا کہ ای قزاقان
بیائید چالیس ہزار جوان داخل قلعہ ہوے اور یہان سلطان سعد نے کرب غازی کو
دیکھا کرب غازی نے پکار کر آواز دی کہ شہریار نہ گھبرائیے گا غلام آگیا سلطان سعد
کو بڑی خفت ہوئی سوچے مفت مین اسکا احسان ہوا کہ اسنے جان بخشی کی اور تم سے کچھ نہ ہوسکا
یہ سوچ کر سلطان سعد نے زور کر کے قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور ایک سوار کو
مار کر اُسکی تلوار لیکر لڑنے لگے مملوک عاد تو زخمی ہوا اور محکوم عاد گرفتار ہوا سب نے
امان مانگی کرب غازی نے فرمایا امان بشرط ایمان غرض سب مع مملوک و محکوم مسلمان ہوے
اور تمام خزانہ ثمرات اور قلعۂ چیرن کوہ کا کرب غازی کے ہاتھ آیا اور سارے قلعے مین عمل ہوگیا
کرب غازی و سلطان سعد آکے بارگاہ مین بیٹھے کہ دروازے پر عمرو بشکل زمیندار آیا اور
لوگون سے کہا کہ ہماری خبر کردو زمیندار آیا ہے کرب غازی سے دربانون نے آکے عرض کی
کہ ایک زمیندار در بارگاہ پر حاضر ہے کرب غازی نے کہا کہ دس ہزار روپے اُسکو دیدو
ملازم روپیہ لیکر زمیندار کے پاس آئے اور کہا سرکار سے یہ عطا ہوا ہے عمرو روپیونکو دیکھ کر
بہت جھنجلایا اور روپئے پھیر دیے کرب غازی نے یہ دیکھکر دو ہزار اور بھیجے عمرو نے کہا مین
کیا کرونگا اگر دو لاکھ بھی دیگا تو بھی مین نہ لونگا کرب غازی نے کہا اُسکو بکنے دو یہ مال تو حمزہ
کا ہے مین بھلا دے سکتا ہون غرض عمرو بکتا ہوا چلا گیا کہ خیر مین سمجھونگا جبتک اونٹ پہاڑ کے
نیچے نہین آتا بلبلاے جاتا ہے مگر کرب غازی تمام خزانۂ چیرن کوہ لے کر طرف لشکر امیر کے
چلے رات کو ایک صحرا مین آکے ٹھہرے مگر ہیکلان نے جو خزانہ کہ لوٹنے سے عمرو کے بچ گیا تھا
وہ چیرن کوہ کو روانہ کیا تھا چونسٹھ ہزار فوج لے کر مقبول عاد اور خانسامان ہیکلان کا
آگے بڑھا ہوا آتا تھا کہ اسکو خبر ملی کرب غازی نے سلطان سعد کو چھڑا لیا مع خزانہ فلان
صحرا مین اُترا ہوا ہے چونسٹھ ہزار سوار سے جو اسکے ہمراہ تھے کرب غازی پر شبخون آکے گرا

دو ہزار سے کہا کہ تم پہلے اِنپر گروان کو لگا کے لے جاؤ مین پیچھے سے آکے خزانہ لے لونگا غرض
ان سب نے یہی کیا کرب وسلطان سعد پیچھے دو ہزار کے چلے قزاق ہمراہ ہین مقبول عاد
پیچھے سے آکے گرا لوگون کو مارا اور خزانہ لے گیا اور وہ دو ہزار بھاگ کر نکل گئے کرب غازی
وسلطان سعد بھی پھرے صبح کو دیکھا کہ خزانہ سارا ندارد اُسکی تلاش مین چلے مگر اُدھر سے
علمشاہ اور عمرو بن حمزہ یونانی فکر سلطان سعد مین آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ مقبول عاد
خزانہ لیے ہوے اُترا ہی دونون بھائی آکے کرے علمشاہ نے مقبول عاد کو آتے ہی
اُٹھا لیا مقبول عاد نے امان مانگی علمشاہ نے عمرو بن حمزہ سے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ
اسکے بارے مین کیا فرماتے ہین عمرو بن حمزہ نے کہا کہ صاحبقران کا تو یہی آئین ہی کہ جو
امان مانگے اُسے امان دو کہ اس عرصے مین کرب غازی وسلطان سعد بھی پہونچ گئے بوقین
بجا بجا کے مقبول عاد کے ہمراہیون سے لڑنے لگے مگر علمشاہ نے مقبول عاد کو زمین پر
رکھدیا مقبول عاد گرد پھرا اور مسلمان ہوا سب کو منع کیا کہ جنگ موقوف کرو سب اہل فوج
بھی آکر کلمہ پڑھ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوے علمشاہ کرب غازی کو دیکھ کر بدمزہ ہوے
مگر عمرو بن حمزہ یونانی نے اپنے فرزند سلطان سعد کو دیکھا دیکھ کر خوش ہوگئے کرب غازی
اور علمشاہ کو ملوا دیا علمشاہ نے کہنے سے عمرو بن حمزہ یونانی کے کرب غازی کو گلے سے
لگایا کرب غازی نے کہا کہ مین آپ کا غلام ہون علمشاہ نے خزانہ کرب غازی کو حوالے
کر دیا اور یہ سب چلے رات کو خواجہ عمرو آئے تمام صندوق خزانے کے نذر زنبیل کیے
چھٹیان کاغذ کی اور فہرست لگی رہی اور باقی سارا مال خواجہ عمرو لے گئے اور بارگاہ
صاحبقران مین آئے بعد ان کے کرب غازی وعلمشاہ وسلطان سعد وعمرو بن حمزہ
صاحبقران کے پاس آئے صاحبقران زمان کرب غازی سے بہت خوش ہوے اور
خلعت سلیمانی منگوایا کرب غازی سے صاحبقران نے پوچھا کہ ایسا قلعۂ آہن کس طرح
فتح ہوا اور کیونکر ہاتھ آیا کرب غازی نے سارا ماجرا زمیندار کا بیان کیا مقبول کو
بھی بلوایا اور صندوق خزانے کے صاحبقران کے سامنے لائے صاحبقران نے
صندوق کھلوائے دیکھا کہ کنکر پتھر بھرے ہوے ہین کرب غازی کی تو جان نکل گئی مارے
خفت کے رنگ چہرے کا زرد ہوگیا صاحبقران نے تو پہلے ہی حال زمیندار کا سُن کر
بھانپا تھا کرب غازی سے کہا کہ یہ آپ کے باپ کی خوبی ہی کرب غازی سمجھے پہلوان عاد کی
کو فرماتے ہین صاحبقران نے فرمایا یہ بڑے باپ تمھارے قلعہ گیر بے جنگ صاحبقران نے
خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ خزانہ لاؤ خواجہ عمرو نے انکار کیا کہ مین کیا جانون صاحبقران
نے فرمایا کہ میرے سر کی قسم کھاؤ بس خواجہ عمرو نے سارا مال موافق چھٹیون کے نکالا اُسمین
سے نصف آپ نے لیا اور نصف خزانۂ شاہی مین داخل کیا اور یہان سارا حال ہرکارون
نے نوشیروان سے بیان کیا فیروز عاد جو بیٹا سکندر کا ہی پہلے دن ہیکلان کے ساتھ
آیا تھا دوسرے دن یہ اکیلا آیا ہیکلان نہین آیا نوشیروان نے سردارون کو واسطے لینے

ہیکلان کے بھیجا ہیکلان بھی آکے دوسرے تخت پر بیٹھا سکندر نے سارا حال اول سے
آخر تک بیان کیا فیروز عاد مغربی نے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین کرب غازی
سے لڑونگا اور ہیکلان فیروز کو بہت چاہتا ہی سکندر و ہیکلان نے منع کیا مگر اس نے
نہ مانا بختک نے کہا کہ جو ہم کہین وہ کرو صاحبقران کا آئین ہی کہ جسکو پکارو وہ ہی نکلتا
ہی تم نے اگر بادشاہ کو قتل کیا تو صاحبقران غم مین قباد کے بے دل ہو جائینگے فیروز
نے جو یہ سُنا دل مین بہت خوش ہوا کہ بختک نے خوب صلاح دی قباد کا مار ڈالنا کیا
بات ہی فیروز عاد نے سکندر و ہیکلان سے کہا کہ اگر آپ مجکو میدان مین نہ جانے دیجیے گا
تو مین اپنی جان دونگا ہیکلان ناچار ہوا طبل جنگی کو حکم دیا مگر یہ خبر صاحبقران زمان و
قباد شہریار کو ہوئی کہ کل فیروز عاد مغربی واسطے مقابلۂ قباد نکلے گا بادشاہ تو خوش ہوے
کہ مجھسے مقابلہ کریگا مگر ملکہ مہرنگار کو خبر ہوئی قباد کو بہت سمجھایا قباد شہریار نے کہا کہ
ای مادر مہربان کیسی خرابی کی بات ہی کہ لڑنے والا تو میرا نام لے کے پکارے اور مین نہ
نکلون صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایک طرف سے ہیکلان چھپنٹھ لاکھ سوار و
پیدل سے آیا ایک طرف سے پسران نوشیروان بھی فوج گران لے کر آئے سکندر بھی
واسطے تماشا دیکھنے کے آیا ہی کفار آپس مین کہ رہے ہین کہ صاحبقران بوجہ محبت کے بیٹے
کو میدان کارزار مین نہ نکلنے دینگے فرزند بھی وہ فرزند کہ جو بادشاہ لشکر اسلام ہی لندھور
نے کہا کہ یارو تم قباد کو کیا سمجھے ہو فرنگستان مین کیا کیا قیامتین برپا کین جو علمشاہ
پر معرکہ گذرا اُس سے زیادہ قباد نے کارہاے نمایان کیے غرض فیروز عاد مغربی
ہیکلان و سکندر سے اجازت لے کر میدان کارزار مین آیا اور قباد کو پکارا کہ ای
بادشاہ اسلام میرے مقابلے مین آئیے قباد شہریار تخت سے اُترے خنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہوے آکے فیروز عاد مغربی سے ہمتگاور ہوے چھ قدم فیروز عاد کا گینڈا
اور چار قدم قباد کا گھوڑا پیچھے ہٹا بعد تگاور کے فیروز نے کہا کہ ای قباد حقیقت مین
تم لوگ بڑے بہادر ہو لیکن یہ دین چھوڑ دو خداوندلات و منات کو سجدہ کرو قباد شہریار
نے فرمایا کہ او بے حیا مین اُن سب پر لعنت کرتا ہون پونے دوسی کی خدائی کیونکر ہو سکتی ہی خدا
وحدہٗ لاشریک ہی فیروز یہ سُن کر بہت جھلایا غصے مین نیزہ مارا فیروز عاد مغربی کا نیزہ
قباد نے بعد چند طعنون کے ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا قباد نے سپر پر روکا وہ تلوار
سپر کو کاٹ کر پھسل کر نکل گئی قباد نے جو تیغہ مارا فیروز نے بھی سپر پر روکا تیغہ جو چمک کے
گرا مع گینڈے فیروز کے چار ٹکڑے ہوے سب کے چہرون کے رنگ زرد ہو گئے سب مغربی
تلوارین کھینچ کر آپڑے ادھر سے قباد شہریار نے بھی گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ بادشاہ اسلام ہے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس و جم + منم شیر دل
صف شکن نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اور صاحبقران بھی مع کل فوج آپڑے
دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی صاحبقران نے بھی آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے
ذو الحجام + بن کافران ازجہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ درخاک کرد + ایک طرف سے نعرہ عمرو
بن حمزہ یونانی کا ہوا نعرۂ عمرو بن حمزہ ۔ بصولت رستم دستان بصورت یوسف ثانی + ہزبر
دیو کش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + ایک طرف سے نعرہ علمشاہ کا ہوا نعرۂ علمشاہ ۔ ارشد
اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ جو رستم لقب + ایک طرف سے کرب غازی بھی قزاقون کو
لیکر آگرے فوج کفار مین تہلکہ ڈالدیا مگر قباد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت پسران
نوشیروان کے پہونچے تخت اُن کا ہاتھی پر کسا ہوا ہی گرد تمام پہلوان مثل پروانون کے بادشاہ
اُن سب کو قتل کرتے ہوے قریب تخت پہونچے گھوڑے کو جو ایڑ کی دو نون ٹاپین اُس نے
مستک پر رکھدین فیلبان نے پیٹ مین گھوڑے کے گجباگ ماری کہ گھوڑا اُلٹ گیا قباد
گھوڑے سے جدا ہوے گلیم گوش نے جو بادشاہ کو پیدل دیکھا کمندون مین گرفتار کرلیا بختک
نے جو خبر پائی کہ قباد گرفتار ہوے جلدی سے طبل امان بجوا دیا مگر سکندر نے کہا کہ کیون
ملک جی قباد کو کہان قید کرون بختک نے کہا کہ لشکر مین قید کا رہنا بہتر نہین اس وقت
تو قید انکی صحرا مین بھیجد یجیے کل صبح کو سمجھا جائیگا گلیم گوش پانچ سو سوارون کو ہمراہ لیکر
مع قید قباد شہریار صحرا مین آکے اُترا لشکر سے پانچ کوس ہٹکر اُترا ہوا ہی مراد یہ ہی
کہ کسی کو نشان نہ ملے یہان جب صاحبقران عالیشان پلٹے خبر سُنی کہ قباد قید ہوگئے گھوڑا
زخمی آتا ہی صاحبقران کو بڑا صدمۂ جانکاہ ہوا فرمایا خواجہ تم نے سُنا قباد قید ہوگئے
اب کیا کیا جائے خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ حضور آپ تشریف رکھین غلام
فکر مین جاتا ہی انشاء اللہ رہا کر کے اُس شہریار کو لاتا ہی آپ مطمئن رہین مگر یہ خبر وحشت اثر
ملکہ مہر نگار کو ہوئی کہ قباد قید ہوگئے ملکہ مہر نگار در خیمہ تک مع بائیس سو کنیزون کے
روتی پیٹتی آئین کہا صاحبو میرے حضور عالم کہان گئے میرے بھائی خواجہ عمرو کو تو لاؤ وہ
کہان ہین غرضکہ خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کے پاس آئے ملکہ کو لا کے مسند پر بٹھایا اور
بہت سی خاطر جمع کی اور کہا وہ قید ہین اگر خدا نے چاہا تو مین رہا کر کے لاتا ہون ملکہ
نے کہا کہ ای برادر مین تم سے قباد کو لونگی خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو تسلی دیکر باہر آئے
دیکھا خنگ سیہ قیطاس زخمی ہوکر آیا ہی اُس کے آنے سے تمام لشکر مین کہرام مچا ہوا ہی
شب بھر یہی کیفیت رہی تمام لاشین اُٹھ اُٹھکر آئین زخمی جو تھے اُن کی زخمدوزی کی گئی
وہان بختک نے ہیکلان کو صلاح دی کہ اگر قباد کو یہان قتل کروگے تو ہم مین سے
ایک نہ ایک عمرو کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور وہ صاف قباد کو رہا کر کے لیجائیگا اس سے
بہتر و مناسب یہ ہی کہ قباد کی قید طرف سومنات مغرب کے بھجید یجیے اور بعد اُسکے
لکھ بھیجیے کہ اس کو قتل کر کے سر اسکا ہماری خدمت مین روانہ کرد یہان تو یہ صلاح ہو رہی ہی
مگر خواجہ عمرو واسطے تلاش کے نکلے ہین گلیم گوش اُسی صحرا مین مع اپنے شاگردون کے
قید قباد دیے ہوے اُترا ہی منتظر حکم ہی کہ جیسا حکم آئے اُسکی تعمیل کی جائے اب جو خواجہ عمرو

رات کو اس طرف آئے کہ جہان قباد شہریار قید تھے دیکھا کہ چند سوار و پیدل اُترے ہوے ہین اور قباد ایک خیمے مین قید ہین اور گرد عیارون کے پہرے ہین اور کلیم گوش عیار ایک پلنگ پر پڑا ہوا سو رہا ہی لیکن لشکر سے دور خواجہ عمرو برابر پلنگ کلیم گوش کے آئے جیسے ہی خواجہ عمرو نے برابر پلنگ کے پانون رکھا اُسنے غار کھُدوا دیا تھا اُسکو تنکے اور مٹی سے چھپا دیا تھا اُسپر پلنگ بچھوایا تھا کہ جو کوئی آویگا وہ اس مین گر پڑے گا خواجہ عمرو اُس غار مین گرے کلیم گوش تو جاگ رہا تھا خواجہ عمرو کو آتے ہوے دیکھا اور گرتے ہوے بھی دیکھا خواجہ عمرو کی جان نکل گئی دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اس آفت سے بچالے اور مصیبت سے امان دے مین نے تو بُری چیز کو ایک مرتبہ بھی نہین یاد کیا اور تو مجھسے کوہ سراندیب پر وعدہ کرچکا ہی کہ جبتک تین مرتبہ اُس بُری چیز کو یاد نہ کرونگا تب تک نہ آویگی آج تو مجکو یہ سارا سامان موت کا معلوم ہوتا ہی یہ دل مین کہکر پھر دریاے فکر مین غوطہ مارا گوہر مراد دستیاب ہوا خواجہ عمرو نے کھال برق فرنگی کے کتّے کی جو تھی پہن لی اب جو لوگ واسطے نکالنے کے آئے عمرو کو جھانکا تو دیکھا کہ کتّا ہی عیارون نے کلیم گوش سے عرض کی کہ مہتر صاحب اس مین تو کتّا بیٹھا ہی آپ کو شک ہوا کلیم گوش نے کہا جو کچھ ہو نکال لو عیارون نے کتّے کو نکالا خواجہ عمرو باہر آکر دُم ہلانے لگے لوگ برفی برفی کہنے لگے خواجہ عمرو ہر ایک کے پانون پر لوٹنے لگے مگر کلیم گوش نے خواجہ عمرو کو اُسی حالت مین گرفتار کیا سوچنے لگا کہ مین نے تو خواجہ عمرو کو گرتے وقت دیکھا تھا یہ کیا سبب کہ اب کتّا معلوم ہوتا ہی تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا کہ اہا ہا مین نے پہچان لیا یہ کھال برق فرنگی کی اُس کے پاس ہی اسنے اوڑھ لی ہوگی سب عیارون سے بیان کیا سب نے آفرین کی کہ واہ جناب اُستاد صاحب آپ کا کیا کہنا آپ نے خوب پہچانا کلیم گوش نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اُستاد صاحب مین نے اب آپ کو پہچان لیا اب باہر نکل آئیے ورنہ اب آپ میرے قبضے مین ہین فوراً قتل کر ڈالونگا خواجہ سوچے کہ بے شک یہ مجکو قتل کر ڈالیگا یہ سوچ کر گھنڈی کھولی اور کھال کے اندر سے نکلے کلیم گوش نے خواجہ عمرو کو قید کرلیا قباد کے پاس رکھا خواجہ عمرو اور قباد ایک ہی خیمے مین قید ہین اور گرد سب عیارون کا پہرا ہی اور جو کچھ کہ سوار و پیدل ہمراہ ہین وہ بھی نگران ہین کہ خواجہ عمرو و قباد نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس کشاکش سے نجات دے کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا کہ ایک مقام سے مٹی گری خواجہ عمرو گھبرا کے دیکھنے لگے کہ چہرہ نقب کا نمایان ہوا اور اُسی گھرے سے مہتر قران نے سر نکالا خواجہ عمرو تو خوش ہو گئے کہنے لگے کہ ای قران تم خوب وقت پر آئے حقیقت مین تم میرے جان بخش ہو مہتر قران نے کہا کہ بس اُستاد زیادہ باتین نہ بناؤ نکل چلو گرد خیمہ جو لوگ واسطے نگہبانی کے مقرر تھے اُنھون نے جو اندر باتون کی آواز سُنی فوراً اندر خیمے کے گھس آئے اور مہتر قران سے کہا کہ تو کون ہی جو

قیدیون سے باتین کر رہا ہی مہتر قران نے جلدی سے خواجہ عمرو کو کاندھے پر سوار کیا اور
قنات خنجر سے چاک کر کے لے چلا عیارون نے تعاقب کیا باہر نکل کر مہتر قران نے قید عمرو
کی کاٹ دی اور کہا اُستاد صاحب اب جلدی سے نکل چلیے قباد کا حال معلوم ہو گیا اب ان کی بھی
رہائی کی فکر ہو جائیگی غرض خواجہ عمرو و مہتر قران چلے راہ مین ایک جھیل ملی مہتر قران نے کہا کہ
اُستاد مین جانتا ہون اس مین پانی زیادہ نہین ہی نکل چلیے ایسا نہو کہ کوتوالی کے پیادے یا کوئی
ساحر آ کے ہمکو گرفتار کرے غرضکہ عمرو و مہتر قران جھیل سے پار اُترے وہ عیار حیران ہو کے
پلٹ گئے خواجہ عمرو بارگاہ صاحبقران مین آئے صاحبقران نے قباد کا حال دریافت کیا
خواجہ عمرو نے سب کیفیت بیان کی کہ قباد صحرا مین قید تھے آپ کا نیازمند وہان پہونچا غار مین
گرا وہان کتے کی شکل بنا مگر گلیم گوش نے پہچان کیا خدا میرے جان بخش کو سلامت رکھے قران
نے آکے رہا کیا تب مین آکے بہوانخا اب دیکھیے کیا ہو یہان صبح کو گلیم گوش کو معلوم ہوا کہ عمرو
چھوٹ گیا اسنے سکندر کو عرضی لکھی کہ ای شہنشاہ مغرب عمرو آکے قیدی کو دیکھ گیا اب وہ
پی در پی آئیگا اگر آپ حکم دین تو قیدی کو لشکر مین لے آؤن مین حفاظت کرونگا اس سے آپ
مطمئن رہین سکندر نے جواب لکھا کہ اب قیدی کو یہان لے آؤ مین نے صرف اسواسطے
بھیجا تھا کہ قیدی کا پردہ رہے جب پردہ کھل گیا تو وہان رہنے سے کیا فائدہ گلیم گوش قید
قباد کی لیکر لشکر مین آیا عیارون نے خواجہ عمرو کو خبر دی کہ قید قباد اب لشکر مین آ گئی
خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ رہا کرلاؤنگا یہ کہکر بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور
چلے یہان گلیم گوش نے قباد کو ایک خیمے مین قید کیا ہی اور آپ کرسی بچھائے بیٹھا ہی کئی سو
عیار گرد ہین سہیل نامے ایک شاگرد اس کا کسی کام کو نکلا خواجہ عمرو نے جو سہیل کو جاتے
دیکھا اُس کا پیچھا کیا جب سہیل بازار مین پہونچا خواجہ عمرو نے اُس کو اشارے سے بلایا کہا
مہتر صاحب آج صبح کو عمرو میرے قریے سے نکلا میرا لڑکا کھیل رہا تھا اُسکے کپڑے اُتار کے
بھاگا مین اُسکی فکر مین ہون کہین مل جائے تو اُسے گرفتار کرلون میرا لڑکا ہاتھون سے ننگا
پھر رہا ہی مجکو بڑا قلق ہی اس وقت آپ کے لشکر مین عمرو آیا ہی ایک زرغے مین چھپا ہوا
بیٹھا ہی مین نے سُنا ہی کہ آپ شاگرد رشید گلیم گوش ہین چل کر خواجہ عمرو کو گرفتار کیجیے
میرے فرزند کے کپڑے دلوا دیجیے یہ سُن کر سہیل خوش ہو گیا خواجہ عمرو سہیل کو لگا کے
زرغۂ نخلستان مین لائے کہا وہ دیکھو عمرو بیٹھا ہی گرفتار کرلو جیسے ہی سہیل نے منھ پھیرا عمرو
نے حلقہ ہاے کمند گردن مین ڈالدیے حباب مار کے بیہوش کیا اس کو تو ایک کنارے ڈالدیا
آپ اُسکی شکل بنکر سامنے گلیم گوش کے آئے تگرہنستے ہوے چٹکیان بجاتے ہوے گلیم گوش
سے آکر کہا کہ ای اُستاد کیا کہون مین جنگل مین براے سیر گیا تھا دیکھا تو لات و منات ایک
نخل کے نیچے فرد کش ہین کتے کی شکل نبے ہوے ہین مجھسے کہا کہ مجھے اس وقت کچھ کھلا میرے
توبڑے مین کئی شیرمالین تھین مین نے اُنھین وہ کھلائین لات و منات کھا کر بہت خوش ہوے
فرمایا جا جو کمال عمرو کو دیے ہین وہ ہی تجکو بھی عنایت فرمائے ذرا سماعت تو فرمائیے

جس وقت سے فرماکے قدرت گئے ہین یہ مجکو معلوم ہوتا ہی کہ راگنیان سامنے کھڑی ہین اور کہ رہی ہین کہ تو گاہم رنگ جمائین یہ کہکر سامنے گلیم کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا +	شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا +
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ	ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلا اُترا
اسقدر اپنے یم عشق نے کی موج زنی	آخر کار نظر سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا	جل گئے جن تجھسے نہ ای آتش سودا اُترا
وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق	درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا
چشمۂ حُسن کی موجون سے اشارہ ہی یہی	روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اُترا
درد سر مین جو ہوا دان تو بدن یان ٹوٹا	تپ چڑھی مجکو اگر یار کا چہرا اُترا +
ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا	چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اُترا
کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ قنت	بیشتر کوہ کے اوپر سے ہی دریا اُترا
باغ مین بادبہاری کی ہی آمد آمد +	طاق میخانہ سے ہی ساغر و مینا اُترا
دہن یار کا رہتا ہی تصور اسمین	شیشۂ دل مین پری بنکے ہی عنقا اُترا
سیر رکھتا ہی طبیعت کو کلام شیرین	من و سلوا ہی یہ اپنے لیے گویا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا اسیر	خون تری آنکھون مین ای بلبل شیدا اُترا

گلیم گوش نے کہا کہ ای سہیل تم نے تو بڑا کمال پیدا کیا ہی سہیل نے کہا قدرت نے مرحمت فرمایا ایک کمال کا تو امتحان ہوچکا اب ساقی گری کا امتحان کرنا چاہتا ہون مگر اُستاد جام بھر کر سر سے پلاؤنگا کھائی سے جب پڑیا بیہوشی کی ڈالون تب مجکو ٹوک دیجیے گا گلیم گوش نے کہا مین فوراً ابتا دونگا خواجہ عمرو نے گھنگرو پانون مین باندھے کھڑے ہوکے گت ناچنے لگے جام لبریز کرکے سر پر رکھا کہا اُستاد صاحب آپ نے ایسی نگاہ ڈالی کہ مین بیہوشی نہ ملا سکا یہ جام تو سادہ ہی مگر شاگرد آپکا اس وقت بیہوشی ملانے پر آمادہ ہی گلیم گوش بے اندیشۂ انجام جام لے کر پی گیا اب تو خواجہ عمرو نے دورہ باندھا کہ یکایک گلیم گوش گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے چاہا قباد کو لے کر نکل جاؤن پھر سوچے کہ لاؤ اس سے ابوالفتح کا بدلہ تو لے لون اسنے بے خطا اُسکے کان تراشے تھے یہ سوچکر ذراسی ناک گلیم گوش کی کاٹ لی اور اسباب محفل بھی خوب لوٹا آکے قباد کو رہا کیا خواجہ عمرو نے چاہا قباد کو بیہوش کرکے لیجاؤن مگر قباد نے کہا کہ ای عم نامدار مین پیدل چلونگا خواجہ عمرو ناچار ہوکے قباد کو لے چلے کوتوال لشکر سہیم شبگرد طلایہ دے رہا تھا اس نے دیکھا دو شخص آتے ہین پکار کے کہا کہ ارے تم کون ہو کہ چورات کو نکلے ہو قباد نے اپنے نام کا نعرہ کیا اور کہا کہ او سہیم دیکھ یون جاتے ہین ایک سوار نے گھوڑا بڑھایا چاہا کہ نیزے پر اُٹھا لون قباد نے نیزہ اُس کا چھین لیا اُسی کے نیزے سے اُس کو مارا اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر چلے کوتوال نے ساتھ والون کو اشارہ کیا سب نے آکے قباد شہریار کو گھیرا خواجہ عمرو نے تین سردارون کو مارا

مگر قباد سے کہتے جاتے ہین کہ ای شہریار لڑائی کو طول نہ دیجیے جان بچائیے اور لڑ بھڑ کر نکل چلیے
قباد مصروف جنگ ہین خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین کہ قباد لڑتے ہوے قریب
سہیم کے پہونچے سہیم شبگرد نے ہاتھ تلوار کا مارا قباد نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا سہیم کے
دو ٹکڑے ہوے سہیم شبگرد کے مرتے ہی کوتوالی چبوترے کے پیادے لاشۂ سہیم لیکر بھاگے
بھائی سہیم کا فہیم نیزہ باز پڑا ہوا سو رہا تھا پیادون نے جا کے غل مچایا کہ آپ کا بھائی مارا گیا
اور قیدی رہا ہو کے جاتا ہی فہیم نیزہ باز نام بھائی کا سُن کر اُٹھا بارہ ہزار فوج کا افسر ہی
مسلح ہو کے بارگاہ سے نکلا قباد لڑ بھڑ کے نکل چلے ہین چار میدان طی کیا ہی کہ فہیم نے آگے
للکارا کہ او فرزند حمزہ قیدخانے سے بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا یہ سُن کر قباد پلٹ پڑے ہر چند عمرو
نے کہا کہ نکل چلیے مگر قباد کب ملتے ہین فوراً جا پڑے جنگ رستمانہ کرنے لگے فہیم نیزہ باز نے
فوج کو اشارہ کیا بارہ ہزار جوانون نے قباد کو گھیر لیا قباد زخمی ہونے لگے کس کس کا
وار روکین بارہ ہزار تلوارین پڑ رہی ہین خواجہ عمرو نے جو قباد شہریار کو زخمی دیکھا لشکر
اسلام کی طرف بھاگے کرب غازی طلایہ دے رہے تھے خواجہ عمرو نے کرب غازی سے کہا
کہ بادشاہ فوج کفار مین گھرے ہوے ہین جلد اُن کی خبر لو یہ سُن کر کرب غازی نے فوراً اپنا
گھوڑا بڑھایا اُس وقت کرب غازی آ کے پہونچا کہ بادشاہ گھرے ہوے تھے نعرۂ کرب کی
صدا بلند ہوئی آتے ہی کرب غازی نے شمشیرزنی شروع کی تلوار چلنے لگی کرب غازی کے
قزاقون نے جو خبر سُنی کہ آقا ہمارے مدد قباد شہریار کو گئے ہین سب قزاق آ پڑے قزاقون
نے آتے ہی فوج فہیم نیزہ باز کو تہ و بالا کر دیا کرب غازی نے بڑھ کر فہیم کو ہاتھ مارا فہیم کے
بھی دو ٹکڑے ہوے فہیم کو مار کے قباد کو کرب غازی نے ساتھ اپنے لیا قباد ہر چند کہ بہت
زخمدار ہین مگر اپنے تئین سنبھالے ہوے ہین لشکر مین آئے سب سردار براے استقبال دوڑے
صاحبقران بھی سامنے آئے خواجہ عمرو نے دوڑ کے دامن پکڑا کہا ای شہریار میرا بہت کچھ
خرچ ہوا امیدوار ہون کہ خرچہ مرحمت فرمائیے صاحبقران نے فرمایا وہان سے کیا لوٹ کر
لائے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ وہان مجمع عیاران تھا کچھ نہین ملا بلکہ میری جیب مین سے بٹوہ
کر گیا صاحبقران عالیشان سے لڑ بھڑ کے خواجہ عمرو نے کئی ہزار روپیے لیے پھر قباد کو
لے کر محل مین آئے ملکہ مہرنگار سے کہا کہ لائیے کچھ دلوائیے مین جانبازی کر کے اس شہریار
کو لایا ہون ملکہ مہرنگار نے جو قباد کو دیکھا پانی وار کے پیا کہا میرے حضور عالم کو خدا لایا
فتنہ سے خواجہ عمرو نے کہا بی وزیرزادی صاحب بادشاہ قید سے چھوٹ کر آئے ہین کچھ
تصدق نہ کرو گی فتنہ نے کہا جا دور ہو دروازے پر جو فقیر آتے ہین اُن کو صدقہ حوالہ کرینگے
خواجہ عمرو نے کہا بی مجھی کو دینا فتنہ نے کہا کہ تیرے نام پر جوتی اوندھا دونگی میرا فرزند
بادشاہ کا نوکر ہی اُسی سے بسر اوقات ہوتی ہی تو نے بھی کبھی لا کر کوئی پیسہ آجتک دیا عمرو
نے کہا کہ سرکار مہرنگار سے تنخواہ نہین ملتی ہی خزانہ وغیرہ تمھارے قبضے مین ہی جو چاہو نکالکر
دے دو فتنہ نے کہا کہ ہم رقم سرکاری مین سے کچھ نہین دے سکتے ہین مگر ملکہ مہرنگار سے لڑ لڑ کے

خواجہ عمرو نے کچھ روپیہ لیا اور شاہزادیون سے کہتا پھرتا ہی کہ بادشاہ نے رہائی پائی آپ لوگ بھی کچھ دین کل محلات صاحبقران سے خواجہ عمرو نے لڑ لڑ کے جھگڑ جھگڑ کے روپیہ لیا صبح کو قباد دربار مین آئے تخت پر جلوہ فرما ہوے صاحبقران زمان دنگل آصفی پر آ کے بیٹھے ایک طرف علمشاہ و عمرو بن حمزۂ یونانی و کرب غازی آ کے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا باجا بجتا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے گئے اور واپس آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ قہار نامے ایک پہلوان تین لاکھ فوج سے آتا ہی بخت‌نک لینے کو گیا ہی لشکر کفار مین شوکت قہار کا ذکر ہو رہا ہی بعض کہتے ہین یہ وہ پہلوان ہی کہ جس مہم پر گیا فتح کر کے آیا آج تک کوئی زخم نہین کھایا یہ سُن کر صاحبقران عالیشان تو خاموش ہو رہے مگر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین جا کے دیکھ آؤن کہ قہار مغربی کون شخص ہی عمرو پھرتا پھراتا بشکل خدمتگار بارگاہ سکندری مین آیا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال مسلح و مکمل پہلوے سکندر مین بیٹھا ہی لاف و گزاف کر رہا ہی باتون مین کہ رہا ہی کہ لشکر اسلام مین میرا کون ہم نبرد ہی ایک ایک وار مین سب کا فیصلہ کرونگا اے شہریار طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین میری جنگ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے کہ فرزندان حمزہ کا کیا حال کرتا ہون یہ جو پہلوان مارے گئے پہلوان نہ تھے دلون مین خوف مسلمانون کا بھرا ہوا تھا وہ کیا غالب آتے اسی وجہ سے مارے گئے فیروز عاد مغربی میرا شاگرد تھا مگر ابھی حد کمال کو نہ پہونچا تھا جوش جرأت مین لڑ پڑا آخرکار باعث خرابی ہوا آج تک میرے دل پر صدمہ ہی اگر وہ زندہ رہتا اور فنون سپہ‌گری حاصل کر لیتا تو کون اُس سے مقابلہ کر سکتا تھا جو سامنے آتا وہ زندہ نہ پلٹتا غرضکہ نام پر اس پہلوان کے طبل جنگی بجا ہرکارے لشکر اسلام کے جو بہ امر جاسوسی لگے ہوے تھے خبرین لے کر بھاگے بارگاہ مین صاحبقران کی آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ قہار مغربی بڑا مغرور معلوم ہوتا ہی اُسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین نکل کر بندگان عالی سے مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ہماری تقدیر مین لکھا ہی وہی پیش آنی ہی نظم عبث ہر کس براے کار خود تدبیرہا دارد + قضا چیزے دگر در پردۂ تقدیرہا دارد + نقوش کلک قسمت مین ہی اندیشے کو حیرانی + پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی خط پیشانی + خواجہ عمرو نے بھی نقارۂ سکندری بجوایا نظم بزد طبل جنگ آن چنان طبل زن + کہ در پید میّت ز ہیبت کفن + دہل زن دہل زد بہ تحسین او + بہ بین دین او دین او + تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل قہار مغربی سے مقابلہ ہی دیکھین کہ گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہی سُنتے ہین کہ قہار مغربی پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے معرکون مین لڑا ہی کئی سو پہلوان اُسکے ساتھ ہین اُن کو زیر کر کے لایا ہی نظم در اندیشہ گردن کشان یک بیک + کہ فردا چہ کام کہ گردد فلک + کرا تاج اقبال بر سر نہند + کرا تخت تابوت در بر کشند + کہ داند کہ فردا چہ

خواہد رسید + زو دیدار خواہد شدن ناپدید + بھائی سے بھائی دوست سے دوست مل رہا ہی کہ کل بڑے پہلوان سے مقابلہ ہی نظم بیا ای دوست باہم باش امروز + کہ فردا من کجا باشم کجا تو + نہ دانم بازی گردد ملاقات + زمانے من ترا بینم مرا تو + لشکرون مین ہنگامہ ہو رہا ہی اور چار پہر رات تیاری رہی سکندر نے بھی کل فوج کو حکم دیا ہی کہ یارو کل تو ایسا لڑو کہ تم سب کے نام ہو جائین اُس طرف لشکر بہت کم ہی اگر لشکر ہمارا بلوہ کریگا تو اُنکو ٹاپون مین مرکبون کی اُڑا دینگے یارو خیال تو کرو کہ چونسٹھ لاکھ مغربی اور کرور سوار پسران نوشیروان کے مسلمانون کے یہان بیس بائیس لاکھ فوج سے زیادہ نہین ہی مگر سردار اُن کے سب صف شکن و تیغزن ہین اُن سب سے مین سمجھ لونگا میرے سردار کیا کم ہین مگر مزاج ان سب کے برہم ہین اہل اسلام جی توڑ کے مقابلہ کرتے ہین مغربی بھاگنے لگتے ہین اور فوج پسران نوشیروان خالی دیکھنے کی ہی جہان ہزار دو ہزار قتل ہوے وہان بھگدر پڑجاتی ہی مسلمان قدم نہین ہٹاتے بڑھتے چلے آتے ہین لہذا حضور انکار کرتے ہین کہ مین مغلوبہ مین شریک نہ ہونگا ایسا نہو کہ صاحبقران سے سامنا ہوجائے غرض زور و شور سے دونون لشکر میدان مین آئے نظم

برآمد ہوے لشکر بے شمار
شجاعت سے رخ سب کے گلرنگ تھے
یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے
کمر مین وہ تیغین کہ تھین شاخ برق
نشان روسیاہی کے کالے علم
ستم پیشہ و کافر و بد یقین
دماغون مین نخوت خوشامد طلب
جہنم کے کندے ہون یہ سبکے سب

مسلح مکمل تھے مردان کار +
جوانمرد استادہ تھے صف بہ صف
عروس ظفر کے طلبگار تھے +
اُدھر لشکر کافر پُر دغل
نہ کہیے علم بلکہ تھے نخل غم +
ستمگار و بے مہر و پُر مکر و زور
جبین پر شکن قہر کے بے ادب

بہادر جو آمادہ جنگ تھے
طلبگار جان دادن و سر بکف
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
نمایان ہوے ناگہان دل کے دل
ہر اک مست و لایعقل و خشمگین
ہر اک مست صہباے کبر و غرور
مسبب کرے ای تہر وہ سبب

اس زور و شور سے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے نقیبان بلند آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار +
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
راتدن چہلین رہا کرتی تھین سرداروں نمین
شاخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام +
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت

تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار +
ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل سہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار +
واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
آجکل وہ لب جو جغد کا ہی آئنہ دار
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار +
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار

قصر کو جلنے دو باشندون کو وانکے دیکھو | تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار

نقیبون نے اس طرح کے اشعار عبرت آثار پڑھے کہ مردان عالم جھومنے لگے ناپائداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش و نشاط نگاہون سے گر گئی آنکھین سرخ ہوئین قبضون پر ہاتھ ہین یہی چاہتے ہین کہ حریف سے لڑین بھڑین نام پیدا کرین مگر قہار مغربی کہ کھڑا ہوا ابل کر رہا ہی ہنکار کے آواز دی کہ یا صاحبقران کسی کو نہ بھیجیے مگر کسی ایسے کو بھیجیے کہ مزۂ شجاعت کا ملے یہ سنکر شاہزادۂ شیران شیرسوار مرکب چمکا کے بڑھا علمشاہ نے قصد کیا کہ بھائی کو روکون اور مین خود مقابلے مین جاؤن صاحبقران زمان نے رستم پیلتن کو اشارے سے منع کیا کہ تم قصد نہ کرو اس کے خلاف ہوگا شاہزادۂ شیران شیرسوار سے فرمایا کہ ای نور نظر و ای آسمان جراُت کے قمر بادشاہ سے جاکے اجازت میدان لو شیران شیرسوار سامنے قباد شہریار کے آئے گھوڑے سے کود پایۂ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ ہوکے اجازت خواہ میدان ہوے بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تم کو پروردگار عالم کے سپرد کرتا ہون مگر یہ پہلوان بڑا زبردست و مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہی مناسب یہ ہی کہ سمجھ بوجھکر مقابلہ کرنا پشت و پہلو سے ہوشیار رہنا یقین ہی کہ کچھ مکر کرے شیران شیرسوار نے عرض کی کہ اقبال شہنشاہی ساتھ ہی تو کچھ خوف نہین یہ کہہ کر مرکب بڑھایا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا نظم

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی +
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح
آنکہ چون فلک بنجم بدود فوق سما

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہانکی بہت تنگ ہی +

دیگر

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
جبندا رخش قمر طلعت و خورشید لقا

تین ٹھیکون مین مرکب شیران شیرسوار کا مقابلۂ قہار مین پہونچا قہار نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا عین گرمی نیزہ بازی مین قہار نے کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای یوسف ثانی تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی شاہزادۂ شیران شیرسوار غصے مین پلٹے قہار نے حلقہ ہاے کمند مارے حلقہ ہاے کمند گردن مین شیران شیرسوار کے پڑے قہار نے جھٹکا مارا کہ شیران شیرسوار پشت مرکب سے جدا ہوے قہار نے کود کر مشکین باندھ لین اور اپنے عیار کو دیا پھر ہنکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم پیلتن کو بہت ناگوار ہوا استر مالا کبود فرنگی کو بڑھایا اور مقابلۂ قہار مین آکے پہونچے کہا کیون او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد یہ کیا حرکت تھی کہ جو تو نے شاہزادۂ شیران کے ساتھ کی اب احوال کھلیگا قہار نے تیغہ مارا رستم نے سپر چہرے کی پناہ کی مگر تیغہ جگر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے رستم پیلتن نے زخم کاری کھایا مگر رستم پیلتن جہان دیدہ و کار آزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ تھے زخم کھا کے مثل شیر غضبناک کے بپھرے مرکب کو مہمیز کیا اور خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغے کا مارا تیغہ کپتان فرنگی دست زبردست رستم تیغہ جو تڑپ کے گرا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرد پہونچا

ملازمان قہار جو کھڑے ہوے دیکھ رہے تھے لینا لینا کہ کے دوڑ پڑے بختک نے حکم دیا کہ قہار کو
جنگ سے الگ کرو اُدھر سے ملازمان رستم پہونچے دونون لشکر آپس مین مل گئے بقول شاعر نظم
چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ + گئے مومن و گبر باہم لپٹ + سوارون کے اک سمت چلنے ہوئے +
پیادون سے گلے بگلے ہوے + لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول + دیے سر کے بال اپنے علمون نے
کھول + رستم یہی چاہتے ہین کہ شیران شیر سوار کو رہا کرون لیکن بختک نے اُن کو الگ
کرا دیا عیار قہار پشتارہ باندھے ہوے شاہزادہ شیران کا الگ کھڑا ہوا ہی لیکن عیار
شیران شیر سوار کا بلاے روزگار ہی لڑتا بھڑتا گرتا پڑتا اُسی جنگ مغلوبہ مین قریب عیار
کے پہونچا کہا کہ او بے حیا بہتر اسی مین ہی کہ شاہزادے کو رہا کر ورنہ تیرے جان کی خیریت نہین ہی
عیار قہار سن رسیدہ گرم و سرد عالم دیدہ اِسنے اپنے شاگردون کو آواز دی کہ ہان یارو اس
عیار کو مار لو کئی سو پیک بچے عیار شیران شیر سوار پر گرے مگر ہمارے تیز رفتار کہ نہایت عقیل
و فہیم ہی جم کر لڑنے لگا دور سے چالاک نے دیکھا کہ چھوٹا بھائی نرغۂ عیاران مین پھنسا ہوا
ہی چالاک نے اپنے شاگردون کو اشارہ کیا کہ بھائی صاحب کو بچاؤ شاگردان چالاک جو آکے
گرے عیارون کے ٹکڑے اُڑا دیے عیار قہار موسوم بہ صحرا نورد پشتارہ شاہزادے
کا باندھے کھڑا ہی شاگردون کو اپنے ترغیب دے رہا ہی کہ اس جوان کے عیار کو بھی گرفتار کر لو
کہ چالاک بن عمرو نے پشت پر سے آکے نیمچہ مارا کہ سر صحرا نورد کا زخمی ہوا صحرا نورد نے چاہا
کہ بھاگ کر نکل جاؤن سامنے سے ہمارے تیز رفتار نے آکے گھبرا بڑھ کر نیمچہ مارا کہ دونون پاؤن
عیار کے قلم ہوے عیار قہار گرا چالاک نے شیران شیر سوار کو رہا کیا ہمارے تیز رفتار نے
جلدی سے گھوڑا پہونچایا شیران نے ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی صاحب جرأت و ہمت ہین مصروف
جنگ ہوے مگر اِس قدر زخمی ہوے کہ غش آنے لگا آخر دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن مین مجبور
و ناچار ہو کے ڈال دیے اور فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھے اس مجمع سے لے نکل گھوڑا دولتیان اور
منھ مارتا ہوا شاہزادۂ شیران شیر سوار کو لے نکلا طرف صحرا کے چلا مگر عیار شاہزادہ یعنی
ہمارے تیز رفتار اپنے آقا کے پیچھے پیچھے جاتا ہی کہ کسی مقام پر گھوڑے کو پا جاؤن تو شاہزادے
کو روکون مگر کسی طرح قریب نہین پہونچ سکتا گھوڑا تیز جاتا ہی ہوا سے ہمسری کر رہا ہی پانچ کوس
پر جاکے ایک جھیل پر مرکب رُکا پانی مین منھ ڈالا کہ اس عرصے مین ہمارے تیز رفتار بھی قریب
آگیا جب گھوڑا پانی پینے مین مصروف ہوا تب ہمارے تیز رفتار نے آکے شاہزادے کو گھوڑے
سے اُتارا مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا شاہزادے کا سر زانو پر رکھا زخمون ٹانکے لگائے
رومال سے سر کو باندھا تب شاہزادۂ شیران ہوشیار ہوا اپنے عیار کو اپنے پاس پایا سب کیفیت
ہمارے تیز رفتار نے عرض کی اور عرض کیا کہ گھوڑے پر سوار ہوجیے لشکر مین تشریف لے چلیے
صاحبقران آپ کے واسطے بہت بیقرار ہونگے اور آپ کا انتظار کرتے ہونگے شاہزادۂ شیران
گھوڑے پر سوار ہوے عیار لے کر چلا تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا یکایک صحرا سے گرد اُڑی
مکار مرحوم در بھائی قہار کا کہ واسطے مدد اپنے بھائی کے چلا ہی اسنے جو خبر پائی کہ بھائی صاحب

مقابلہ مسلمانان مین پہونچ گئے ایک لاکھ فوج ساتھ لیکر چلا ہی شاہزادۂ شیران شبیر سوار کو جو اسنے آتے ہوے دیکھا کہ زخم سر بندھا ہوا ایک جوان مرکب باد رفتار پر سوار اور ایک عیار نہایت چست و چالاک و بیباک رکاب پر ہاتھ رکھے ساتھ ہی اسنے اپنے شاطر سے کہا کہ ذرا بڑھ کے دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی اور کہان جاتا ہی اور کہانسے زخمی ہو کے آیا مرکب اسکا بےمثل و بینظیر ہی سوار بھی حسن مین رشک ماہ منیر ہی اگر یہ گھوڑا اجکو مل جائے تو خوب بات ہی عیار نے آکے شاہزادے سے پوچھا کہ ہمارے آقا دریافت کرتے ہین کہ آپ کون ہین اور کہان سے آتے ہین اور کہان جاتے ہین شاہزادۂ شیران شبیر سوار نے نام اور حسب و نسب اپنا مفصل بتایا اور قہار کے ہاتھ سے زخمی ہونا اور اب صحرا سے پلٹنا سنایا عیار نے جو جاکر مکار مردم در سے یہ حال بیان کیا وہ بولا کہ میرے بھائی رود کے ہاتھ کا قیدی ہی اُس سے جاکے میری طرف سے کہہ کہ ای جوان اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو گھوڑا اپنا میرے حوالے کر اور رومال سے ہاتھ باندھکر میرے سامنے آ مین اپنی فوج کا تجھے سپہ سالار کرونگا شاطر یہ پیام لے کر پھر شاہزادے کے پاس آیا شاہزادے نے سُن کر فرمایا کہ جاکر اُس بےحیا سے کہہ کہ تیرا بھائی بھی مکار ہی اور تیرا تو نام ہی مکار ہی گھوڑا تو مین نہ دونگا یہ گھوڑا تو مین نے بڑی مشکلون سے پایا ہی یہ ہو سکتا ہی کہ اپنی سواری کا گھوڑا تجکو دے دون جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سُنکے مکار مردم در نے اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ گھوڑے دوڑا کے اس جوان کو ڈراؤ شاید خوف جان سے مرکب دیدے اور اگر نہ ڈرا تو زبردستی مرکب اس سے لونگا اسکی کیا ہستی ہی سوار جو اپنے اپنے گھوڑے چمکا کے چلے شاہزادے نے تلوار کھینچی اور نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ شیران شبیر سوار

لقب شیر شیران دشت نبرد + کہ دشمن شود در مہم گرد برد + بمیدان جنگ آوران خوش لقب + منم نور عین امیر عرب +

مکار مردم در نعرۂ شیران کی آواز سُن کر تھرا گیا کہا ہان یارو اسے گھیر کے مار لو چارون طرف فوج دشمن بیچ مین وہ صف شکن تلوار چل رہی ہی ہنگامۂ گیرودار بلند ہی قضاے کار چند سوارون نے قریب سے آکے نیزے مارے شانہ شاہزادۂ شیران کا نشانہ ہوا دس بیس سوارون نے پشت پر سے آکے تلوارین لگائین شاہزادہ زخمی ہوا کمندین اور رسیین مار کے شاہزادے کو گھوڑے سے گرایا از روے بلوے کے ٹوٹ پڑے شاہزادۂ شیران شبیر سوار کو گرفتار کر لیا اور گھوڑے کو سوار لے کر سامنے مکار مردم در کے آئے گھوڑے کو دیکھ کر مکار نہال ہو گیا کہا یارو اس جوان کو بیچل کے سامنے سکندر کے قتل کرونگا کہ وہ بھی اپنے مقام پر خوش ہون مگر گھوڑا کیا عمدہ پایا ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین مین تو اس گھوڑے پر عاشق ہو گیا ایسے گھوڑے کہین دیکھنے مین آتے ہین یہ کہہ کر شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا مگر ہمارے تیز رفتار نے جب دیکھا کہ شاہزادہ گرفتار ہو گیا اور مرکب پر مکار مردم در کا قبضہ ہوا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُترا مکار مردم در نے حکم دیا کہ یہ منزل مبارک ہی تین دن اسی صحرا مین رہین گے ہمارے تیز رفتار کو معلوم ہوا کہ یہ پہلوان تین دن تک اسی فکر مین رہیگا یہ دریافت کر کے طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہ

خیال مین ہی کہ ملازمان شیران کو لاؤن کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ صحرا مین
شکار کھیل رہے ہین ایک جوان آفتاب جمال و خورشید مثال ایک مرکب باد رفتار پر سوار تیر اندازی
کر رہا ہی ہمامے تیز رفتار نے پہچانا کہ رستم پیلتن شکار کھیل رہے ہین ہمامے تیز رفتار زار
زار روتا ہوا سامنے رستم پیلتن کے آیا رستم نے پوچھا کہ کیون ای عیار شیران شیر سوار
خیر تو ہی کیون روتا ہی ہمامے تیز رفتار نے تمام کیفیت بیان کی کہ شاہزادہ ہمارا اسطرح
گرفتار ہو گیا یہ سن کر رستم پیلتن نے مرکب اپنا پھیرا ہمامے تیز رفتار نے کہا کہ ای شہریار
ٹھہر جائیے مین آپ کے لشکر کو خبر کرون رستم نے کہا کہ ای عیار طرار فوج کی کیا ضرورت ہی
مین جا کے بھائی صاحب کو رہا کرونگا چالیس سوار جو شکار مین ساتھ آئے ہین وہی ہمراہ ہین
ہر چند ہمامے تیز رفتار نے کہا مگر شاہزادے نے نہ مانا اُنھین چالیس جوانونکو ساتھ لیکر
براے رہائی شیران شیر سوار روانہ ہوے یہان مکار مردم در بارگاہ مین داخل ہی
ناچ گانا ہو رہا ہی کہ رستم پیلتن نعرہ کر کے گرے مکار مردم در نے کہا کہ ارے یہ کیسا
ہنگامہ ہی لوگون نے آکے خبر دی کہ بھائی اس نوجوان کا رستم پیلتن چالیس جوانون سے
آکے گرا ہی کئی ہزار جوانون کو قتل کر چکا ہی آپ کے لشکر مین ایک تہلکہ ڈالدیا ہی قیدخانہ
کا خیمہ ڈھونڈھ رہا ہی آپ کے اہل فوج بدحواس ہو ہو کر بھاگتے پھرتے ہین پیدل مُنھ کے
بھل زمین پر گرتے ہین مکار مردم در یہ سُن کر تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا یارو اس کو بھی جا کے
گرفتار کرتا ہون بھائی صاحب خوش ہونگے مکار مردم در بارگاہ سے نکلا مرکب شیران پر
سوار ہوا مگر مرکب بدلگامیان کر رہا ہی شاہزادے کو ڈھونڈھ رہا ہی حیران ہی کہ میرا سوار
یعنے شاہزادہ کہان گیا اُسی ران کا جو یا ہی مکار مردم در نے کوڑا مارا مرکب دریائی
پشت اس کی تازیانے سے آگاہ نہین تازیانہ کھاتے ہی بہک گیا کبھی الف ہوتا ہی کبھی مکار
کو لے کر نخلستان مین جاتا ہی چاہتا ہی کسی درخت سے رگڑ کر گرا دون اِسی ہنگامے مین رستم
سامنے سے آئے اور للکارے کہ او خطاکار یہ مرکب تیرے واسطے ہی جلد گھوڑے سے اُتر ورنہ
بُری طرح پیش آؤنگا مگر مکار مردم در نے آسن دبایا گھوڑا اسکو لیکر سامنے رستم پیلتن کے
پہونچا اشارے کر رہا ہی کہ آپ اس کو زخمی کرین تو مین اس کو گرا دون اور گرا کر پامال کرون
رستم نے قریب آکے ہاتھ تیغۂ کپتان فرنگی کا مارا مکار مردم در نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر گرا سر اسر خود کو کاٹ کے سر کو زخمی کیا مکار نے گھوڑا
پیچھے ہٹایا گھوڑے نے جو آسن سست پایا ایک جست کی کہ مکار مردم در گرا گھوڑے نے
دونون ٹاپین سینے پر رکھدین کہ استخوان مکار مردم در کے چور چور ہوے دو تین ٹاپین اور
ایسی مارین کہ مکار کا کام تمام ہوا مرتے ہی مکار کے ہمامے تیز رفتار نے سر اس کا
کاٹ کر نوک نیزہ پر بلند کیا اہل فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا یعنے مکار مردم در مارا گیا
فرار پر قرار لیا رستم پیلتن لڑتے ہوے قریب اُس خیمے کے پہونچے کہ جہان شیران شیر سوار
قید تھے شیران شیر سوار نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا اُٹھ کر سلام کیا رستم نے دعا سے

جاندراز دے کر تھتکا بان کاٹین شاہزادہ شیران شیرسوار نے خانۂ زور مین آکے قید کو توڑ کر
پھینکدیا مرکب کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوے کھڑا ہی شاہزادہ اُس کے پاس آیا وہ سینہ شاہزادے
کا چاٹنے لگا شاہزادہ چمکار کر سوار ہوا گھوڑا وہ ہی طرارے بھرنے لگا جو افسر باقی رہگئے تھے
وہ آکے قدمون پر رستم پیلتن کے گرے رستم نے اُن سب کو مسلمان کیا وہ سب کلمہ پڑھ کر بصدق
دل مسلمان ہوے بارگاہین خیمے اُکھڑوالیے ہمائے تیزرفتار نے ایک جوان کے ہاتھ مین
وہ نیزہ دے دیا کہ جسپر سر مکار ہی طرف لشکر کے روانہ ہوے اُسی صحرا مین آکے بھابیون
کو بھی ساتھ لیا قضائے کار قہار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اول ہرکارون نے آکے اس کو
خبر دی کہ آپ کے بھائی مکار مردم در نے شیران شیرسوار کو گرفتار کرلیا یہ سکندر
کے سامنے تعریفین اپنے بھائی کی کر رہا ہی کہ ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے قہار
نے کہا کہ ارے خیر تو ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا بھائی صاحب کو
آپ کے خداوند لات و منات نے بہشت مین بلالیا اب شیران شیرسوار و رستم
سر مکار مردم در لیے ہوے آتے ہین یہ سُنتے ہی قہار کے شعلۂ غضب کا نون سینہ مین
مشتعل ہوا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا ابھی جاکے رستم و شیران کا سر لاتا ہون مین اس ام
مین حیران ہون کہ بھائی میرا کیونکر مارا گیا وہ جرأت مین بلاے روزگار تھا فنون سپہ گری
سے بخوبی ماہر کوئی فن ایسا نہ تھا کہ وہ نہ جانتا ہو معلوم ہوتا ہی دونون بھائیون نے مل کے
اُس کو مارا اس کا بدلہ جاکے لیتا ہون سکندر نے بہت سمجھایا کہ ای قہار بہتر نہین ہی مگر
اِسنے نہ مانا گینڈے پر سوار ہوا غصّے مین تین لاکھ فوج کو ہمراہ لے کر چلا ہرکارے جو لشکر
اسلام کے موجود تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے آکے صاحبقران سے حال بیان کیا یہ سُن کر
صاحبقران نے فرمایا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاوے اور جاکے قہار کو روک لے
یہ سُنتے ہی سلطان سعد اپنے مقام سے اُٹھے اور دست بستہ عرض کی اور کسی کا جانا بہتر
و مناسب نہین ہی عمر نامدار کو ناگوارا ہوگا مین ابھی جاکے اِس کو روکے لیتا ہون یہ کہ کے
دس ہزار فوج کو ساتھ لے کر چلے ہرکارون نے یہ خبر سکندر کو پہونچائی سکندر نے
آواز دی کہ یارو تم مین کوئی سردار ایسا ہی کہ سلطان سعد کو روکے لندھور دنگل
سے اُٹھے کہا ای بادشاہ مغرب مین نے سلطان سعد کو گودیون مین پالا ہی وہ مجھسے مقابلہ
کیا کریگا میرا نام سُن کر بھاگ جائیگا یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران زمان کو پہونچائی
کہ لندھور واسطے روکنے سلطان سعد کے جاتا ہی صاحبقران چاہتے تھے کہ کچھ فرمائین
مہرپدری نے جوش مارا عمرو بن حمزۂ یونانی اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی کہ غلام جاکر
لندھور کو روکیگا ہرکارون نے یہ خبر جاکے سکندر کو پہونچائی کہ عمرو بن حمزۂ یونانی
واسطے روکنے لندھور بن سعدان کے روانہ ہوے ہین بختک نے کہا کہ آج لندھور
کی خیر نہین ہی عمرو بن حمزۂ یونانی وہ شیر دلیر ہی کہ جسنے بارہ برس کے سن مین شنکل کو مارا
اُس شیر سے بھلا کون مقابلہ کر سکیگا یہ سُن کر سکندر نے پکار کے آواز دی کہ یارو تم مین سے

کوئی پہلوان ایسا ہی کہ جاکے عمرو بن حمزہ کو روکے صیقل عاد اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین
جاکے عمرو بن حمزۂ یونانی کو روک لونگا صیقل عاد روانہ ہوا ہرکارون نے یہ خبر آکے
صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ صیقل عاد واسطے روکنے عمرو بن حمزہ کے گیا ہی ادھر
کرب غازی بھی بیچین ہورہے تھے یہ خبر سُنتے ہی اپنے مقام سے اُٹھے کہا ان مغربیون سے
مین سمجھ لونگا جب کرب غازی روانہ ہوے اور سکندر کو یہ خبر پہونچی تو سکندر خود اپنے
مقام سے اُٹھا جب سکندر اُٹھا تو ہیکلان بھی اُٹھا پسران نوشیروان بھی اُٹھے اتنو
طبل و نقارے بجے ان شاہون کے اُٹھنے سے زمین تھرا گئی ہرکارون نے یہ خبر آکے
قباد شہریار کو پہونچائی کہ سکندر و ہیکلان وغیرہ خود روانہ ہوے ہین یہ سُنتے ہی قباد و
صاحبقران بھی اُٹھے تمام لشکر کو لیکر چلے مگر رستم پیلتن و شیران شیر سوار آتے تھے
کہ قہار مغربی پہونچا چہار طرف سے گھیر لیا رستم پیلتن نے تیغۂ کپیتان فرنگی کھینچا کہ صحرا سے
گرد اُڑی اور سلطان سعد کا نعرہ ہوا لشکر مل گئے جنگ شروع ہوئی ہی کہ سلطان سعد
لڑتے بھڑتے قریب قہار مغربی کے پہونچے تلوار چلنے لگی پھر گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ب نے
کہ لندھور بن سعدان مست ہاتھی پر سوار گرز کاندھے پر رکھے ہوے آکے پہونچا اور
چاہا کہ لشکر سلطان سعد پر گردن کہ پہلو سے نعرۂ عمرو بن حمزۂ یونانی کی آواز آئی
لندھور بن سعدان طرف سلطان سعد کے چلے تھے کہ عمرو بن حمزہ نے للکارا کہ اونگلام
تجکو افسوس نہین آتا یہ وہ ہی سلطان سعد ہی کہ جسے تو گود مین لیتا تھا آج اُس سے مقابلہ
کریگا میرے مقابلے مین آ تو مزہ شجاعت کا ملے لندھور بن سعدان نے جو عمرو بن حمزہ کو دیکھا
ہاتھی کو پھیرا کہ صحرا سے گرد اُڑی صیقل عاد مغربی چھ لاکھ فوج سے آکے پہونچا صیقل نے
عمرو بن حمزۂ یونانی کو للکارا عمرو بن حمزہ پلٹے تھے کہ زمین کانپی بوق ترکی کی آواز آئی
کرب غازی آکے گرے ان کے قزاقون نے قیامت برپا کی صیقل عاد مغربی تو بوق ترکی کی
آواز سُن کر طرف صحرا کے بھاگا کہ گرد عظیم بلند ہوئی سکندر و ہیکلان و پسران نوشیروان
کرور سوار کی جمعیت سے آکے پہونچے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے گرے لندھور کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ طبل سکندر پر چوب پڑی آواز طبل سکندر کی سُن کر لندھور بن سعدان
گھبرا گیا سکندر سے کہا کہ اب لڑائی نہ بن پڑیگی حمزہ آ گیا صاحبقران نے آتے ہی دور
سے دیکھا کہ کرب غازی نے وہ جنگ کی ہی کہ مغربی بھاگتے پھرتے ہین مسکرا کے مُنھ پر
رومال رکھ لیا قباد شہریار نے فیروزہ بن عمرو کو بھیجا کہ جاکر کرب غازی سے کہنا کہ بادشاہ
اور صاحبقران تمھاری تعریفین کررہے ہین اب تم مستحق خلعت سلیمانی کے ہوے مگر رستم نے
دور سے دیکھا کہ قہار مغربی نے سلطان سعد کو زخمی کیا آنکھون مین خون اُتر آیا مرکب اپنا
بڑھاکے آ پڑے سلطان سعد سے کہا کہ اے فرزند ہٹو سلطان سعد کو ہٹا کر آپ قہار کے مقابلے
مین آئے قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے وار اسکا روک کر ہاتھ مار دیا قہار مغربی
زخمی ہوا قہار کے زخمی ہوتے ہی افسر اُس کے آ پڑے رستم پیلتن کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا

مگر صاحبقران زمان لڑتے ہوے قریب سکندر رپہونچے سکندر کو اپنی جرأت پر بڑا دعوی
ہی صاحبقران پر ہاتھ مارا صاحبقران نے رد کر کے تیغۂ عقرب کا وار کیا کہ سکندر کا شانہ
نشانہ ہوا تمام مغربی ٹوٹ پڑے سکندر کو ہٹا کے لے گئے قباد شہریار لڑتے ہوے اُس صف
پر پہونچے کہ جہان پسران نوشیروان ہین بختک نے جو قباد شہریار کو آتے ہوے دیکھا فیلبان
کی پگڑی اُچھال دی کہا ارے پیچھے ہٹا چونسٹھ ہاتھیون پر تخت کسا ہوا ہی مگر پسران نوشیروان
قباد کو روکنے لگے قباد اُن کے روکنے سے کب رُکتے ہین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا
سرداران کے جانبازی کر رہے ہین جو سامنے آیا اُس کو ٹوک کر مارا لاشون کے ہر مقام پہ
انبار ہو گئے مگر صاحبقران زمان سکندر رکو زخمی کر کے طرف ہیکلان کے چلے ہیکلان نے
آواز دی کہ ہان یارو صاحبقران کو روکو مجھ تک نہ آنے دو جب سکندر زخمی ہو چکا ہی تو
مین بھلا حمزہ کا کیا کرونگا صیقل عاد سکندر رکو دیکھ کر شرمایا تھا دور سے دیکھا کہ ہیکلان
فریاد کر رہا ہی پلٹا صاحبقران زمان کو للکارا کہ آپ اُس طرف کہان جاتے ہین مجھسے آکر
مقابلہ کیجیے کہ مزہ شجاعت کا ملے غنچۂ آرزو کھلے صاحبقران زمان کو اس بات کی کب تاب ہی
کہ کوئی ٹوکے اور رُک جائین فوراً گھوڑے کو پھیرا اور پکار کے آواز دی کہ او صیقل آ اپنے
دل کا حوصلہ نکال صیقل اب دل مین کہتا ہی کہ مین نے صاحبقران کو ناحق ٹوکا اس ضعیفی مین
یہ حال ہی شباب مین کیا طریقہ ہوگا مگر صاحبقران پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر ایسے وار کو کب
قبول کرتے ہین تلوار کو تلوار پر رد کا وار صیقل کا روک کر کمر کو بتایا کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مار دیا
کہ صیقل کے دو ٹکڑے ہوے صیقل کو مار کے صاحبقران نے ہیکلان کو بھی زخمی کیا مغربیون
نے ہیکلان کو ہٹایا سبھون نے مل کر صاحبقران پر بلوہ کیا چاہتے ہین صاحبقران زمان کو
از روے بلوے کے گرفتار کرلین مگر صاحبقران زمان بجرأت تمام لڑ رہے ہین جو کوئی آپڑا اور
اُسنے وار کیا صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا صاحبقران جس مقام پر کھڑے لڑ رہے ہین
گرد مرکب لاشون کا انبار ہی خود بھی جنگ کر رہے ہین اور اشقر دیوزاد بھی جنگ کر رہا ہی
کسیکو ٹاپ ماردی کسی کو پشتک لگادی کسی کو مُنھ سے کاٹ لیا اس وجہ سے گرد اس کے لاشے
بہت پڑے ہین آخر بختک نے شاہزادون سے عرض کی کہ جو مراد تھی وہ تو نہ پوری ہوئی اب
جلدی سے طبل بازگشت بجوا کر پلٹیے ایسا نہ ہو کہ صاحبقران آپ پر آپڑین تو مشکل پڑے لہذا
پلٹنا ہی مناسب ہی شاہزادون نے حکم دیا طبل بازگشت پر چوب پڑی لشکر جدا ہوے صاحبقران
نے آکے علمشاہ کو دیکھا کہ زخمون مین چور چور ہین مگر شیران شیر سوار کو نہ پایا صاحبقران
نے بہت ڈھونڈھا اور لاشون مین بھی تلاش کیا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا عیار سے جو امیر
نے پوچھا اُسنے عرض کی کہ مین نے کسی مقام پر اپنے آقا کا ساتھ نہین چھوڑا یہانتک کہ جب
مغلوبہ ہوئی تو مین رکاب سے لپٹا ہوا ساتھ رہا شاہزادہ چاہتا تھا کہ مین اپنے تئین حضور
کے پاس پہونچاؤن ایک نخل کے سائے مین شاہزادہ آکے ٹھہرا یکایک اس زور و شور سے
ہوا چلی کہ جسکا بیان ممکن نہین پتون کی درختون کے کھڑکھڑاہٹ درختون کا جنبش مین آنا اسقدر

گرد اُڑی کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی تو مین نے شاہزادے کو پشت
مرکب پر نہ پایا اُس وقت سے شاہزادے کا پتہ نہین معلوم کوئی ساحرہ لے گئی یا اور کوئی
افتاد پڑی مگر اب حضور تشریف لے جائین غلام تلاش کو جاتا ہی صاحبقران نے بیقرار ہو کے
فرمایا کہ ای ہمارے تیز رفتار وای فرزند عمرو نامدار اور جس عیار کو دل چاہے اپنے ہمراہ
لے جاؤ دونون مل کر جستجو کرنا ہمارے تیز رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو کسی دوسرے
عیار کی ضرورت نہین مین فکر کر کے تلاش کر لونگا صاحبقران نے فرمایا ای ہمارے تیز رفتار
اگر کوئی مشکل ظاہر ہو یا طلسم وغیرہ ہو تو ہم سے فوراً اطلاع کرنا ہم جستجو کرین گے ایسا نہو
دشمن اُن کے کسی آفت مین پھنس جائین اور ہم کو خبر نہ ہو ہمارے تیز رفتار نے عرض کی
کہ غلام ضرور آکر خبر کریگا یہ کہہ کے ہمارے تیز رفتار روانہ ہوا صاحبقران سردارون کو
لیکے لشکر مین آئے راہ مین ہر چند چاہا کہ لندھور سے ملاقات ہو مگر لندھور سامنے نہ
آیا طبل بازگشت بجتے ہی پلٹ گیا اہل فوج نے چاہا بھی کہ لندھور کا صاحبقران سے
سامنا ہو جائے شاید آپس مین کچھ شکایت وحکایت ہو اور یہ رنج فریقین مٹے لیکن
لندھور اپنا ہاتھی بڑھا کے نکل گیا جب پسران نوشیروان وہیکلان وسکندر وغیرہ
اپنے دربار مین آئے تو ہیکلان نے لندھور بن سعدان سے کہا کہ ای دارائے ہند
آج تو تم بڑے زور وشور سے گئے تھے مگر عمرو بن حمزہ یونانی سے مقابلہ نہ کیا لندھور
نے کہا کہ مین کیونکر مقابلہ کرتا وہین مین پہونچا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی بس
مین آپ سے اور سب صاحبون سے کہہ چکا ہون کہ صاحبقران سے مین مقابلہ نہ کرونگا یہ
مجکو خوف نہین کہ صاحبقران مجکو زیر کرلین گے مگر بوجہ ندامت کے اُن سے آنکھ
چار نہین ہوتی کیا کہون جو کچھ صدمہ ہی بختک نے کہا کہ ای بادشاہ مغرب گلیم گوش کو
آمادہ کیجیے کہ مہران فیل زور کو جا کے چُرا لائے اگر وہ چُرا لائے تو رائے اعظم کو راضی
کر کے اِنکا عقد کرا دیا جائے لندھور بن سعدان نے کہا کہ مجکو یقین کامل ہی بلکہ
مہران فیل زور ہرگز نہ قبول کریگی سکندر نے کہا کہ بیٹی کی مجال ہی جو باپ کا کہنا نہ
مانے رائے اعظم تو پہلے ہی راضی ہو چکا ہی جب وہ طریقے سے سمجھائیگا تو ضرور وہ
قبول کریگی ای دارائے ہند تم مطمئن رہو ایسا نہ ہوگا تمھاری شادی بڑی دھوم
سے کرین گے لندھور بن سعدان کو ان کلمات سے تسکین ہوئی مگر بختک نے گلیم گوش کو
بلوایا کہا کیون ای گلیم گوش ہو سکتا ہی کہ مہران فیل زور کو جا کے چُرا لا دیجیے گلیم
گلیم گوش نے کہا کہ جس دن قصد کامل کرونگا اُسی دن جا کے چُرا لاؤنگا اب مین غافل ہونگا
یہ کہہ کے گلیم گوش تدبیر مین چلا مگر جب سے اس کی ناک کٹی ہی عیاران اسلام کے نام
سے ڈرتا ہی خبر دریافت کرائی شاگردون نے آکے خبر دی کہ مہران فیل زور باغ مین
رہتی ہی دو سردار صاحبقران کے پہرا دیتے ہین بڑا انتظام ہی اور جس دن سے آپ
آئے ہین اُس دن سے زیادہ انتظام ہو گیا ہی بابین ہو رہی ہین بختک کہتا ہی کہ ای گلیم گوش

تم نام سے خواجہ عمرو کے ڈرتے ہو تمنے بھی تو کان ابو الفتح کے کیسے بدی بدا کاٹے تھے اُسکے عوض مین ناک تھوڑی سی خواجہ عمرو کاٹ کرلے گئے تمھین خواجہ عمرو سے خوف ہی یہ سُنکر گلیم گوش نے کہا کہ ملک جی عمرو کو ایسا دھوکا دونگا کہ عمرو تمام عمر یاد کرے بے سر کاٹے عمرو کو نہ چھوڑونگا بختک نے کہا تم اسی آرزو مین ہمیشہ رہو گے بڑے بڑے عیار آئے مگر عمرو کا کوئی کچھ نہ کر سکا اول مین صابر نمد پوش عیار شہنشاہ ہفت کشور آیا تھا کیسا عیار طرار تھا کہ جسکے کئی ہزار شاگرد تھے مگر خواجہ عمرو نے اُس کو شاگرد کر کے چھوڑا ای گلیم گوش تم اگر یہ کام کرو گے تو تمھین لندھور سے بہت کچھ دلوا دونگا تم دیکھتے ہو کہ لندھور کا کیا حال ہی کیا کیا فکر کرتا ہی مگر کچھ بن نہین پڑتا لہذا اس کام مین کوشش معقول کرو گلیم گوش نے کہا کہ مین کل سے فکر ضرور کرونگا اگر دو چار دن نہ آؤن تو کچھ تردد نہ کیجیے گا مین فکر مین مصروف ہوتا ہون یہ باتین ہو رہی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ مہمیز سبز رنگ پہلوان زبردست و شعبدہ باز فنون سپہ گری مین طاق شہرہ آفاق چار لاکھ فوج سے آج سرکار کی مدد کو آتا ہی سکندر نے سردارون کو حکم دیا کہ واسطے استقبال کے جاؤ بختک سے کہا کہ ملک جی صاحب اگر مناسب ہو تو آپ بھی براے استقبال جائیے کیا کہون اس کا آنا مجھپر بہت شاق ہی زمانہ سلطنت مین اُسکے نامہ و پیام آتے تھے مین جواب تک نہ لکھتا تھا قدرت لات و منات ہی ایک چھوٹے سے ملک کا مالک ہی اور چند قلعے اس کے قبضے مین ہین مقام تاسف ہی کہ ہماری مدد کو آتا ہی ملک جی آپ واقف حال مسلمانان ہین جہان تک ہو سکے اُس کو بخوبی سمجھائیے گا دیکھون کیا کہتا ہی بختک بھی خچری پر سوار ہوا واسطے استقبال مہمیز سبز رنگ کے چلا مگر یہان صاحبقران زمان دربار مین جلوہ فرما تھے کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے فرمایا کہ خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا انتظام ہی خواجہ عمرو نے عرض کی کہ ہرکارے گئے ہوے ہین یقین ہی کہ خبر لیکر آتے ہون یہ ذکر تھا کہ جاسوسان لشکر اسلام حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کے دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سُرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بہ کام تو باد + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو مہمیز سبز رنگ نامے کوئی پہلوان شعبدہ باز براے مدد سکندر آیا ہی چار لاکھ فوج اُس کے ساتھ ہی بختک وغیرہ براے استقبال جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا خواجہ ذرا دیکھو تو کہ یہ کون شخص ہی خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے شاہراہ پر آکے ٹھہرے ہزارہا آدمی تماشا دیکھنے آئے ہین خواجہ عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنے ہوے کھڑے ہین کہ بختک وغیرہ سامنے سے گذر گئے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے سے گذرے اُس کے بعد اسباب تزک بڑے کر و فر سے گذرا بعد اس کے چند طفلان ماہ طلعت مہر صورت ساز بجاتے ہوے اور یہ اشعار عاشقانہ

گاتے ہوے سامنے سے گذر گئے نظم

درد دل سے اسقدر کاہیدہ مین غمگین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر بالین ہوا +

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہمپر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہی تجھسے ای نسیم
ہاتھ منہدی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر مین لینے نپائے
آتے ہی یان توسن عمر روان پر زین ہوا +

مرگیا سنتے ہی اُس کے نالۂ مرغ سحر +
وصل کی شب میرے حقمین سورۂ یٰسین ہوا

روز اول سے دل بیتاب میرے ساتھ ہی
صورت سیماب مین پیدا ہی بے تسکین ہوا

خرد نیک انسان عاقل ہو بزرگ بد نہو
شور دریا سے ہی بہتر چشمۂ شیرین ہوا +

ناز کیا کیا کچھ کیے اُس بادشاہ حسن نے
عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطر ساز آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا +

تول دیکھا ہمنے میزان خرد مین بارہا
کوہ سے ای نازنین بھاری ترا تمکین ہوا

آسمان تک اُڑ کے پہونچے تھے ہمارے چند شک
کہکشان اک نصف اک نصف اُنمین سے پروین ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد مین نہین ای غافلو +
خوش نہو گر آج بندہ صاحب قالین ہوا

شیر کو روباہ سے کمتر سمجھتا تھا ولے +
دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

ان کے بعد دیکھا کہ سرداران سکندر و بختک سامنے سے گذرے بعد اسکے دیکھا ایک تخت یاقوت احمر پر ایک جوان نہایت لحیم و شحیم ہی گرز گران کاندھے پر رکھے ہوے سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی اور ایک پہلو مین تاؤ کاغذ کا رکھا ہی اُس مین کسی شی کا سفوف ہی جب مٹھا بھر کے اُسے پھینکتا ہی تو وہ سفوف اُڑ کے بصورت پارۂ ابر بنتا ہی اور برستا ہوا نکلجاتا ہی گرد مصاحبین ہین وہ پکار کے کہتے ہین کہ آپ مقبول بارگاہ خداوند لات و منات ہین قدرت نے کیا کیا آپ کو اختیار دیے ہین ہمیز سبز رنگ یہ سُن کر ہنس دیتا ہی کہتا ہی کہو تو یہ ابر آگ برسائے یہ کہکر بائین ہاتھ سے سفوف پھینکتا ہی اُسمین سے آگ برسنے لگتی ہی چند ساعت مین وہ ابر غائب ہوجاتا ہی خواجہ عمرو یہ معرکہ دیکھ کر بہت حیران ہوے کہ یہ عجب شعبدہ باز ہی دیکھیے اس کا رنگ کیا گزرتا ہی مقابلۂ پہلوانان مین کیا کرتا ہی آدمی توسن رسیدہ ہی نشیب و فراز عالم دیدہ ہی شعبدہ ظاہر مین کرتا ہی اور پھر جرأت پر مرتا ہی مگر بختک اسکے تخت کے قریب ہی گھل مل کے باتین کرتا ہوا ابکاتا ہوا اکہتا ہوا آتا ہی کہ ای ہمیز حقیقت مین تم ایسا ذی کمال ہماری نگاہ سے نہین گذرا ہمیز ہنس دیتا ہی اور کہتا ہی کہ ای وزیر اعظم و ای دستور معظم تم نے ابھی کیا کمال دیکھا ہی میدان کارزار مین میرا کمال دیکھنا خواجہ عمرو دیکھتے ہوے تخت کے ساتھ آتے ہین سب وزیر و امیر گھیرے ہوے ہین اس عظم و شان سے بختک لیے ہوے ہمیز سبز رنگ کو دربار سکندر مین آیا ہمیز نے سکندر کو آکے سلام کیا شاہزادگان ایران کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہزادون نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ہمیز سبز رنگ نے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو ہمیز سبز رنگ کہتے ہین یہ کہکر بغل میں بیٹھا باتین کرنے لگا پوچھا کہ مین نے

سُنا ہی کہ آپ کا ملک و مال آپ کے نوکرنے چھین لیا بختک نے کہا کہ یہ معاملہ طول وطویل ہی بادشاہ نے بڑا دھوکا کھایا کہ مسلمان کو اپنا بیٹا کیا اُسنے دعویٰ کرکے سب ملک و مال لے لیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی کو بھی نکال کرلے گیا اب اُس کا یہ عظم وشان ہی کہ بیٹے اور پوتے اور سرداران زبردست ہین ایک اُن مین سے لندھور بن سعدان بیٹھے ہین کہ ان کو اُنھون نے اپنا رفیق بنایا کُل ہندوستان پر قبضہ کیا مذہب بھی اِن کا تبدیل ہوا اب یہ ایک شاہزادی پر عاشق ہوے ہین اُس شاہزادی پر مسلمانون نے نہین معلوم کیا سحر کر دیا ہی کہ وہ اُن کا دم بھرتی ہی یہ اُسکے خواہان ہین چاہتے ہین جس طرح بنے اُس عورت پر قبضہ کرین مگر وہ عورت نہین آتی یہ سُن کر مہمیز سبز رنگ نے کہا کہ یہ سب فیصلے مین کرا دونگا وہ عورت بھی دستیاب ہوگی اور ملک بھی شاہزادون کے مل جاوین گے مین نے اپنے ملک ہی مین یہ سب خبرین پائی تھین مجکو بہت ناگوار ہوا تھا کہ شاہزادگان ہفت کشور در بدر مارے مارے پھرتے ہین اور کوئی ایسا نہین کہ ملک دلوا دے مین یہ سوچ کر اسی واسطے آیا ہون کہ یہ سب فیصلے کرا دون جب میدان کارزار مین نکلونگا جو میرے مقابلے مین آئیگا بادشاہ کی محبت کا دم بھریگا اسی طرح سب سردارون کو اُن کے توڑلونگا پھر صاحبقران اکیلے کیا کرین گے جب اکیلے رہجائین گے تو اُن کو بُلا کے فیصلہ کرا دونگا جب صاحبقران مجبور ہوجاوین گے اور دیکھین گے کہ سب سردار وفرزندان نامدار طرف شاہزادون کے ہوگئے تو خواہ نہ خواہ اطاعت کرین گے یہ سُن کر بختک نے کہا کہ اُن کے لشکر مین ایک سر بُریدہ جادوگران وریش تراشیدہ کافران موجود ہین تمھارے افعال کو پورا نہ ہونے دین گے اُن سے اپنے کو بچانا ہزار چوکی پہرے ہونگے تو اُن کو کوئی روک نہ سکیگا اگر سحر وساحری کا تم کو دعویٰ ہی تو وہ تم کو ایسا دم دینگے کہ تم ہمارے دشمن ہوجاؤگے وہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے مہمیز سبز رنگ نے کہا ملک جی مین آٹھ پہر بیدار رہتا ہون نیند بالکل ترک کردی ہی اب تو پہلے تسخیر سرداران کا تماشا دیکھو پھر اُس عورت کو بھی بلوا دونگا وہ خود چلی آوئیگی اُس سے لندھور کا نکاح کرنا لندھور یہ سُن کر خوش ہوگیا اور مہمیز سے گھل مل کے باتین کرنے لگا کہا ای مہمیز اگر وہ عورت چلی آئے اور مجھسے نکاح کرلے تو مین جانونگا کہ میری دوبارہ زندگی ہوئی اور تمام عمر تمھارا ممنون احسان رہونگا مہمیز نے جواب دیا کہ اول مین شاہزادون کا کام کرلون ملک صاحبقران کے قبضے سے نکل جاوین تو زور کم ہووہ کام تو ایک ہی دن مین ہوجائیگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ سات سو جزیرون کا مین حاکم ہون جو جزیرے کہو دے کے حکومت تمھارے نام لکھ دون کوئی حاکم سرکش نہین ہی سب کو سزا دیچکا ہون جسنے خراج نہ دیا اُسپر لشکرکشی کرکے گیا اور اُس کو بجرأت تمام زیر کیا خرچۂ آمد ورفت یعنے خرچۂ جنگ اُس کے ذمّے کردیا اور رقم خراج وصول کرلی ہر جگہ سے خراج بے خوف وخطر چلا آتا ہی کوئی سر نہین اُٹھاتا ہی سکندر نے اشارہ کیا کہ ساقی بچون کو بُلا دو وہ اُسیوقت حاضر ہوے اُنمین سے ایک ساقی بچے نے جام شراب لبریز کرکے دیا چند طائفے حاضر ہوے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط ۔ کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط
ایسے فریب اُسنے حریفونکے کھائے ہین ۔ حق حق کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط
معشوق سے امید وفا ہی خیال خام ۔ وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط
مایوس ہو نہ مرغ دل اکدن شکار ہی ۔ تیر نگہ نشانے کو کرتا ہی کم غلط
ہوتی ہی دُھن مین نشئے کے دونی ہوائے وصل ۔ کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط
ای شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو ۔ جادہ سے بڑھنے پائے نہ نقش قدم غلط
کعبہ سُنا ہی نام جو کوچے کا یار کے ۔ کرتے ہین برہمن رہِ بیت الصنم غلط
پھل پائیگا نہ عشق سے ابروے یار کے ۔ ای دل ہی ابرِ تیغ سے چشم کرم غلط
تحریر یار کے لیے کرتا ہون خطِ شوق ۔ مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

جب ہمیز سبز رنگ کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا سکندر سے دست بستہ عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین تماشا دیکھیے جو سردار یا فرزند حمزہ کا میرے مقابلے مین آئیگا مین اُسے سمجھا دونگا وہ اطاعت شاہزادگان پر قدمماریگا اور میرے ساتھ چلا آئیگا مین اُس کو آپ کی خدمت مین حاضر کر دونگا یہ سُن کر سکندر نے حکم دیا کہ نام ہمیز کے طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے سکندر کے لشکر مین طبل جنگی بجنے کی خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ آج ہمیز سبز رنگ جو آیا ہی اُستے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی کل کے روز میدان کارزار مین نکلے گا دیکھین تو کیونکر مقابلہ کرتا ہی چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی اب وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب نے قباے زرنگار زیب جسم کی تاج زرین سر پر رکھا اور موج ضیاو شعاع ساتھ لے کر تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام میدان روشن و منور ہوا دونون لشکر یعنے لشکر سکندر و لشکر امیر میدان کارزار مین آئے ہمیز سبز رنگ اُسی تخت پر سوار سب کے آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کر ہٹے ہمیز سبز رنگ نے مرکب اپنا طلب کیا مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا پکار کے آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے پورا کلمہ مُنہ سے نہ نکلا تھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین گھوڑا اپنا چمکا کے سامنے قباد شہریار کے آیا اجازت میدان طلب کی قباد نے فرمایا ای بہرام اور کوئی میدان مین جاتا طرز جنگ تو اس کا دیکھ لیتے بہرام نے کہا غلام مقابلہ کریگا دیکھنے والے دیکھ لین گے بادشاہ نے فرمایا جاؤ بہتر ہی تم کو خداوند عالم کے سپرد کیا بہرام گرد گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان مین آیا خواجہ عمرو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین جیسے ہی بہرام میدان مین پہونچا ہمیز سبز رنگ نے بے تکلف سلام کیا پوچھا کہ ای شاہزادۂ والا قدر تم کس ملک کے رہنے والے ہو بہرام گرد نے کہا کہ ای ہمیز مین چین وماچین کا

شاہزادہ ہون ہمیز سبز رنگ نے کہا کہ ای بہرام خیال تو کرو کہ پہلے دوسی خداوندون کو تم نے چھوڑا اور ایک خدا کو اختیار کیا ایک زیادہ ہوتا ہی کہ پہلے دوسی زیادہ ہوتے ہین جب پہلے دوسی مل کر تقدیر کرین گے تو غور تو کرو کسقدر تقدیرین ہونگی تمھارے بزرگ کیا بیوقوف تھے کہ مذہب لات ومنات اختیار کیا تھا حمزہ بادشاہ قدیم مین سے نہین ہی ایک شخص نے خروج کیا تم نے اُس کا ساتھ دیا اس طرح اُسکے ساتھ کیون جان دیتے ہو لہذا تم کو مناسب یہ ہی کہ خدمت مین شاہزادونکی چلو جو خطائین تم سے ہوئی ہین وہ سب معاف کرین گے پھر حمزہ سے مقابلہ کرنا یہ کہکے ہمیز سبز رنگ نے ہاتھ ہلایا ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا بہرام گرد کو جو وہ ہوا لگی گھوڑے سے کود پڑے کہا کہ ای ہمیز سبز رنگ ہمکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو خدمت مین شاہزادون کی چلین اور وہ ہم کو سزا دین ہمیز نے کہا کہ مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ تمھارا وہ ہی اعزاز و اکرام ہوگا کہ جو تمھارے بزرگونکا عظم و شان رہا ہی بارگاہ مین جگہ ملیگی اس جہالت سے کیا فائدہ کہ وہ شخص جو بادشاہ نہین تھا اُسکو بادشاہ بنایا ہی سلطنت قدیم کو مٹاتے ہو اِس کی سزا خداوندلات ومنات سے ملےگی پس بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو مین شاہزادون سے ملا دونگا اور عفو جرائم کرا دونگا آئندہ تمھین اختیار ہی بہرام گرد نے ہمیز سبز رنگ کی رکاب پر ہاتھ رکھدیا اور کہا کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان تم نے ایسا سمجھایا کہ ہماری عقل مین آگیا ہمیز بہرام کو ساتھ لے کر خدمت شاہزادگان مین آیا کہا آپ فرزندان نوشیروان عادل ہین ان کی خطا معاف فرمائیے شاہزادون نے بہرام گرد کو گلے سے لگا لیا ہمیز نے کہا کہ ای بہرام بس تم خدمت مین شاہزادون کی حاضر رہو مین پھر میدان مین جاتا ہون اب جو ہمیز نے میدان مین آکے پکارا عبد الجبار حلبی برای مقابلہ آئے اُن کو بھی ہمیز سبز رنگ نے سمجھایا اور کچھ مذہبی سوال بھی کیے کہ عبد الجبار حلبی کچھ جواب نہ دے سکے ان کو بھی ہمیز نے اپنے ساتھ لیا اور ساتھ لیکر خدمت پسران نوشیروان مین آیا اسی طرح پہر دن رہے تک چار سردارون کو ہمیز نے سمجھایا اور خدمت مین شاہزادون کی لاکے حاضر کیا پہر دن رہے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کے آواز دی کہ ای سرداران لشکر اسلام جنکو مین نے سمجھا دیا اُن کی عقل مین آیا آپ سب لوگ کیون شاہزادون سے برگشتہ ہین سرداران لشکر اسلام نے گھوڑے چمکا کے جواب دیا کہ او جعلساز و مکار و شعبدہ باز یہ تو نے فریب کیا ہی اور مکر پھیلا رکھا ہی ہمیز نے پکار کے آواز دی کہ وہ شخص کہان ہی کہ جسکو دعوی عیاری ہی اگر میرے سامنے آئے تو اُسکو بھی سمجھا دون خواجہ عمرو زہیر شکم استقر چھپے کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی ہمیز سبز رنگ پلٹا چند سردار جو آئے ہین اُن سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کے واسطے یہ خدمت مقرر کی ہی کہ آپ لوگ صحرای بر لطیف مین جائیے وہان سامان عیش و نشاط مہیا ہوگا چندے وہین جا کر رہیے پھر شاہزادے آپ لوگون کو بلوا لین گے یہ سُن کر چارون سردار بہت خوب کہہ کے

طرف صحرا کے روانہ ہوے یہ بھی خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ چارون سردار آپ کے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ اس کا انتظام کرو دیکھو تو اس جلساز و شعبدہ باز نے کیا دام مکر پھیلایا ہی بہرام گرد ایسا سردار کہ جو ملک چین سے میرے ساتھ تھا وہ یون برگشت ہو گیا کیسا قلق ہوتا ہی اب نہین معلوم کہ اس بے حیلے نے کہان بھیجا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس اس تدبیر مین صرف چاہیے صاحبقران نے دو ہزار روپئے خواجہ عمرو کو منگوا کر دیے خواجہ نے کہا کہ خیر یہی غنیمت ہی اور جو کچھ صرف ہو گا اُسے لکھتا جاؤنگا وہ آپ سے آ کر مجرا لے لون گا صاحبقران یہ سُن کر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو بہانے عیاری لگا کر نکلے جیسے ہی لشکر سے نکلے دیکھا کہ برق فرنگی سامنے سے آتا ہی پوچھا کہ ای برق کہان گئے تھے برق نے کہا کہ اُستاد مین ھمیز کی تدبیر مین گیا تھا جب قریب بارگاہ پہونچا لوگون کی زبانی سُنا کہ ھمیز سبز رنگ سوار ہو کے طرف صحرا کے گیا ہی تمام صحرا ڈھونڈھ مارا کہین پتہ نہ پایا آخر مجبور و ناچار ہو کے واپس آیا خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا جاؤ لشکر مین جا کے ٹھہرو انتظام طلایہ کرو برق فرنگی تو لشکر مین آیا خواجہ عمرو طرف صحرا کے چلے پھرتے پھراتے لشکر پیران نوشیروان مین آئے بصورت مبدل پھر رہے ہین کہ دیکھا سامنے صحرا سے ھمیز سبز رنگ گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے اپنے تئین مخفی کیا ایک درخت پر چڑھ گئے اس خیال سے کہ یہ اسی طرف سے گذریگا کمندون مین پھانس لونگا جب ھمیز زیر نخل پہونچا خواجہ عمرو نے شاخ نخل پر بیٹھ کر حلقہ ہاے کمند اس طور سے پھینکے کہ ھمیز کی گردن مین پڑے ھمیز سبز رنگ نے گردن پر ہاتھ رکھ کر ایک جھٹکا مارا کہ خواجہ نخل سے گرے کیونکہ حلقہاے کمند خواجہ نے کلائیون مین باندھ لیے تھے جیسے ہی زمین پر گرے ھمیز نے نیزہ چھاتی پر رکھدیا اور گھوڑے سے اُتر کر قریب خواجہ عمرو کے آیا کہا او ساربان زادے مجکو پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہی مین اسی وجہ سے یہان آیا اب مین تجکو وہین روانہ کیے دیتا ہون جہان وہ سردار گئے ہین یہ کہ کے خواجہ عمرو کی پشت پر ہاتھ پھیرا وہ جو خواجہ کا ارادہ تھا کہ ھمیز کو مارونگا وہ دل سے نکل گیا جواب دیا کہ جو حکم کیجیے وہ بجا لاؤن ھمیز سبز رنگ نے کہا کہ تم بھی طرف صحراے بربط جاؤ جس طرف ھمیز نے اشارہ کر دیا خواجہ عمرو اُسی طرف چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا سامنے ایک خیمہ استادہ ہی اُس مین سے گانے کی آواز آتی ہی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

آفت جان ہی ترا ای سرو گل اندام رقص	ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے +	بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہی یہ ذلت گوارا آدمی	فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے +	بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص

ای دلِ پُر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
ہو سکا طاؤس سے کب قابلِ انعام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمنِ امید کو ہی برق کا پیغام رقص +
حرص دنیا حُسن غارت گر کو رکھتی ہی خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبانِ سیم اندام رقص
ایک دن لایا تھا جام می ترے ہونٹھون تلک
آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہی
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہی +
کیا سمجھ کر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
میکدے مین چل کے سیر عالم نیرنگ کر +
قلقل مینا ہی نغمہ اور دورِ جام رقص +
دل اسی پہلو مین آتش میش ازین بیتاب تھا
یہ وہ ہی جا ہی جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

خواجہ عمرو یہ اشعار سُنتے ہوسے درِ خیمہ پر آئے ایک چوبدار کھڑا تھا اُسنے خواجہ کو سلام کیا اور کہا خواجہ صاحب جائیے چارون سردار آپ کے لشکر کے خیمے مین بیٹھے ہین آپ کا دیر سے انتظار ہو رہا ہی خواجہ عمرو بلا تکلف اندر گئے دیکھا چارون سردار مسند پر بیٹھے ہین اور سامنے چند کنیزین بیٹھی ہوئی ناچ گانے مین مصروف ہین بہرام گرد نے دیکھ کر کہا خواجہ صاحب آئیے مین آپ کے لیے بہت بیقرار تھا ہمیز سبز رنگ نے آپکو بھی سمجھا دیا آئیے آپ بھی تشریف رکھیے آپ کے آنے سے محفل مین رونق ہو گئی خواجہ عمرو بیٹھے جو نازنین سامنے بیٹھی ہوئی گا رہی تھی اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ راہ پر آئے کہ شاہ ہفت کشور کے فرزندون کی اطاعت کی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین بیچارہ ایک غریب آدمی ہون میری اطاعت سے کیا ہوتا ہی اُس نازنین نے کہا کہ اب آپ بیٹھ کر میرے مقام پر کچھ گائیے محفل مین رنگ جمائیے خواجہ عمرو نے ساز اُسکے ہاتھ سے لیا چنگ مرصع بجانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

سُن رکھے شام ہوتے ہی میرا سخن چراغ
اُس شمع رو کے آگے نہ ہو خندہ زن چراغ
یاد آگئی جو رات کو زلفِ رسائے یار +
آنکھون مین اپنی ہو گیا کالے کا من چراغ
چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ
دکھلایا چاہے داغ جنون کو جو روشنی +
بے بتیون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ
ممکن خزان نہ ہوسے بہار شراب کو +
گُل ہو نہ تیرے حُسن کا ای گلبدن چراغ
عالم مین جلوہ گر ہی مرا یار اس طرح
ہوتا ہی جیسے روشنی انجمن چراغ
لیجائین کوسے یار مین مجکو جو پاسے شوق
روشن کرون مین جا کے میانِ چمن چراغ
جلتا ہی خود ہی قبر مین روشن کیا کرین
غربت زدون کے نام پر اہلِ وطن چراغ
دیکھا جو بت کے حُسن خداداد کی طرف
مسجد مین تو جلائیگا ای برہمن چراغ
ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہین +
مُجھکو ہین رکھگئے لب چاہِ ذقن چراغ +
ای خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمھار کے تو او رہن چراغ

وہ نازنین جسنے خواجہ عمرو سے گانے کو کہا تھا جب خواجہ گانے لگے تو وہ اپنے مقام

اُٹھی سامنے خیمے کے پردہ پڑا تھا اُس خیمے مین پردہ اُٹھاکر گئی وہان جاکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام بیٹھی سحر کر رہی ہی جب نازنین سامنے پہونچی تو اُسنے پوچھا ای گل اندام یہ کون شخص گا رہا ہی کہ دل کھنچا جاتا ہی اُس نازنین نے کہا کہ خواجہ عمر و جان نثار صاحبقران تشریف لائے ہین وہی گا رہے ہین دل لگا کے سُن لیجیے گانے مین اُنکا کوئی جواب دینے والا نہین ساحرہ بہ غور سننے لگی اُس نازنین نے جام شراب سے لبریز کرکے دیا کہ اسے نوش کیجیے اُس ساحرہ نے وہ جام لے کر بلا تکلف پیا پیتے ہی بیہوش ہوئی اُس نازنین نے کہا وہ مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک ؎ بہ عیاری من آنم چست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ یابد باد گرد تیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم + جیسے ہی خنجر لیکر چالاک چلا کہ اُس ساحرہ کو قتل کرے زمین شق ہوئی اور مہمیز سبز رنگ زمین سے نکلا چالاک نے جو مہمیز کو دیکھا بیتاب ہو کے بھاگا یہان اُس ساحرہ کو مہمیز نے ہوشیار کیا پوچھا کہ ای بر لبط جادو یہ کیسی غفلت کہ تجکو آکے عیار نے بیہوش کیا اگر ذرا مین اور نہ پہونچتا تو وہ تجکو قتل کرکے نکل جاتا مجکو دیکھ کر بھاگ گیا مگر اب بھاگ کر کہان جائیگا راہ مین اُسکو عیار ملین گے وہ اُس کو گرفتار کرلین گے برق فرنگی طلائے پر موجود تھا کہ سامنے سے مہمیز نے آکے پکارا کہ ای مہتر والا گہر مقام افسوس ہی کہ تُم نے بادشاہ کی اطاعت کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ خدمت مین بادشاہ کی چلو برق فرنگی اس کی آواز سُن کر آیا مہمیز سبز رنگ نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ای مہتر برق فرنگی صحرائے بر لبط مین جاؤ وہین تمھارے اُستاد بھی ہین برق فرنگی بہت خوب کہ کر چلا مہمیز سبز رنگ نے چلتے وقت کہد یا کہ ای برق فرنگی خیال رکھنا کہ اگر راہ مین کوئی عیار ملے تو اُسے گرفتار کرکے لیتے جانا صحبت مین اُسے بٹھا دینا تم کو لشکر کی مہتری دلواؤنگا برق فرنگی نے کہا بہت بہتر ہی جھومتا ہوا جاتا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ چالاک بن عمرو بھاگا ہوا آتا ہی برق فرنگی نے چالاک کو دیکھ کر للکارا اور کہا کہ مہتر صاحب ذرا ٹھہر جائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہی چالاک نے برق فرنگی کو دیکھا کہ مبہوت ہو رہا ہی اور نیمچہ کھینچ کر میرے اوپر آتا ہی اور وار کریگا چالاک نے بھی نیمچہ کھینچا چالاک اور برق سے نیمچہ چلنے لگا مگر چالاک چہار جانب دیکھتا جاتا ہی کہ دیکھا وہی ساحرہ سیہ فام و بد انجام چلی آتی ہی للکار کر آواز دی کہ او چالاک وہان سے ہم کو بیہوش کرکے بھاگا کرامت ہمارے آقا کی دیکھی چالاک بن عمرو یہ سُنتے ہی کہتا ہوا دوڑا کہ ای ملکۂ عالم میری خطا معاف فرمائیے برق فرنگی کہتا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم اس مکار کی بات کا اعتبار نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ کوئی مکر کرے مگر چالاک نے قریب پہونچ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دیکھیے افسر صاحب بھی آتے ہین جیسے ہی بر لبط جادو پلٹی چالاک بن عمرو نے خنجر مارا اُس ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنے سے اُس ساحرہ کے برق فرنگی کو بھی ہوش آگیا منتین کرنے لگا کہ خلیفہ صاحب میری خطا کو معاف کیجیے مین اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا کہ پشت پر سے گرد اُڑتی دیکھا

کہ چارون سردار اور عمرو عیار ہنستے ہوے چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے پکار کر کہا کہ ای فرزند تم نے بڑا کار نمایان کیا کہ اس ساحرہ کو مارا حقیقت مین یہ ساحرہ بڑی مددگار ہمیز کی تھی اب چلو نکل چلو سردار بھی شرمندہ ہین بہرام گرد نے کہا کہ اب جو صبح کو میدان مین ہمیز نکلے گا تو احوال اُس کو کھلے گا یہ ذکر تھا کہ آواز آئی یا شیدای باغیو کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جاتے ہو متم ہمیز سبز رنگ سب نے دیکھا کہ ہمیز آتا ہی چالاک و عمرو و برق نے جو ہمیز سبز رنگ کو آتے ہوے دیکھا یہ تو بھاگ کر ایک غار مین چھپے مگر سردار کھڑے رہے ہمیز سبز رنگ نے آکے چارون سردارون کو پھیرا عیار دیکھا کیے برق فرنگی نے کہا اُستاد اگر فرمایئے تو مین بڑھ کر اس بے حیا کو ردکون خواجہ عمرو نے منع کیا کہ ایسا ارادہ نہ کرو اب سحر قریب ہی جانے بھی دو سمجھا جائیگا ہمیز سبز رنگ سردارون کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے گیا چالاک و برق و عمرو پلٹ کر لشکر مین آئے صاحبقران زمان بارگاہ مین تھے کہ عیارون نے آکے سب حال بیان کیا خواجہ عمرو نے چالاک کی بہت تعریف کی امیر نے فرمایا خواجہ آج کیا تھا کہ جو بیٹے کی تعریف کرتے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای آقا آج اسنے ایسا ہی کام کیا کہ مجکو بھی اسکی عیاری پسند آئی مگر افسوس ہی کہ سردار آپ کے پھر گرفتار ہو گئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ اب تم بیٹھو مین جا کے تدبیر کرلونگا عمرو نے کہا کہ ای آقاے نامدار سحر و ساحری کا معاملہ ہی آپ تکلیف نہ فرمایئے ہم ہمیز کی گردن لینگے اُس کی مکاری و جعلسازی کھل گئی صبح کا وقت ہی یہان سکندر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی ذکر مہران فیل زور ہو رہا ہی رای اعظم بھی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہی سکندر نے کہا کہ ای برادر اب لندھور بن سعدان نے اید دل و جان ہماری اطاعت کی اگر مہران فیل زور قبضے مین آجائے تو ان کے ساتھ اُس کا عقد کردو رای اعظم نے کہا کہ مین تو صورت کو مہران کی ترس گیا گلشن حصار مین قباد کے پاس ہے اسکی تدبیر جو کہو وہ کی جائے میرے سامنے وہ آئے تو مین بخوشی دامادی مین لندھور کو قبول کرلون جب رای اعظم نے یہ جواب دیا تو لندھور کا چہرہ بوجہ خوشی کے سُرخ ہو گیا سکندر نے پوچھا کہ ای ہمیز سبز رنگ ہم نے ابھی خبر پائی ہی کہ عمرو و برق و چالاک تمھارے مقابلے سے پلٹے اور لشکر اسلام مین پہونچے ہمیز سبز رنگ نے کہا کہ ای شہنشاہ کیا گزارش کرون صحراے بر لیط ویران ہوا سکندر نے پوچھا کہ ای ہمیز صحراے بر لیط مین کون تھا ہمیز سبز رنگ کے مُنھ سے نکل گیا کہ بر لیط جادو نگہبان صحراے بر لیط تھی سنجتناک یہ سُن کر خوب قہقہہ مار کے ہنسا کہا ای ہمیز سبز رنگ ہم تو یہ پہلے ہی سے سمجھے ہوے تھے کہ تمھارے ساتھ کوئی ساحرہ ہی وہ ظاہر ہوا ہمیز سبز رنگ نے پھر کچھ سوچ کر کہا کہ ملک جی مین کسی کے بھروسے پر نہین آیا ہون آپ نے میری زبان کی تاثیر دیکھی کہ جو جس سے کہا اُسنے قبول کیا ملک جی اُس وقت مین تردد مین تھا جو ایسا کلمہ میری زبان سے نکل گیا یہی باتین کرتے کرتے ہمیز نے قریب شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے

اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر آکے صاحبقران کو ہرکارون نے پہونچائی کہ ہمیز نے
پھر اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ سکندری پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ و جدل
مین گذری اب وہ وقت آیا نظم رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباسِ فلک لاجوردی ہوا +
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + لگے ہونے آنکھون سے
تارے نہان + اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان + لشکر میدان کارزار کو چلے آج رستم پیلتن بہت
بگڑے ہوے ہین سلطان سے کہتے ہین کہ بہرام گرد وغیرہ کم سخن تھے کہ جاکر کافرون کے
شریک ہو گئے ہمیز کی بات کا جواب نہ دے سکے اُس بے حیا نے لات و منات کی بڑی
تعریف کی اور کھڑے سنا کیے یہ بھی زبان سے نہ نکلا کہ ہم لات و منات پر لعنت کرتے
ہین سُن کر خاموش ہو رہے مناظرۂ مذہب کا یہ طریقہ ہی کہ اتنا تو کلام کرے کہ اپنے مذہب
کا حق ہونا ثابت کردے دوسرے مذہب کی باطل پرستی ظاہر ہو سلطان سعد رشتے
مین چھوٹے ہین درست کہتے چلے آتے ہین جب میدان کارزار مین پہونچے تو
ہمیز سبز رنگ بموجب قاعدۂ روز اول ہمراہ سکندر آیا اور میدان کارزار مین
نکلا جیسے ہی اِسنے پکارا کہ ای قوم خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے
مین آئے رستم پیلتن نے گھوڑا اپنا بڑھایا قباد سے اجازت میدان لی جب چلنے لگے
تو صاحبقران کے سلام کو آئے صاحبقران نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ ای نورِ نظر
یہ بے حیا ساحر ہی عیارون سے پوچھو تو احوال معلوم ہو رستم نے عرض کی کہ اب تو غلام
قصد کرچکا آپ کے اقبال سے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کراونگا جب صاحبقران زمان
نے رستم پیلتن کو آمادہ دیکھا تو حرز ہیکل گلے سے اُتار کے پنھادی فرمایا بوجہ اس کی
برکت کے اُسکے سحر سے تو بچوگے رستم حرز ہیکل پہن کر گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے مرکب
استر مالا کبود سوار ایسا شہسوار گھوڑا طرارہ بھرتا ہوا جاتا ہی بقول شاعر نظم وہ چہ مرکب
چو برق یا بادی + طرفہ دیوانہ و پریزادی + خوش خرامی ز آب نازک تر + تیز گامی ز برق چابکتر +
تین ٹھبکون مین مرکب سامنے ہمیز کے پہونچا ہمیز سبز رنگ نے سلام کیا رستم پیلتن نے جواب
سلام دیا مگر رستم غصے مین بھرے ہوے تھے جواب سلام دے کر فرمایا کہ یہ مقابلے کا مقام ہی
سلام و بندگی کیسی حربہ کر ہمیز نے کہا کہ ای رستم مجھے تمھارے شباب پر رحم آتا ہی چاہتا ہون
کہ چند باتین میری سُن لو اول تو مقدمۂ مذہب کا خیال کرو کہ بزرگ تمھارے کیا بے وقوف تھے
جو ہمارے مذہب کو اختیار کیے ہوے تھے مقام افسوس ہی کہ آپ لوگو مین سب سے زیادہ ابہر
عقلمند ہین اور خدائے نادیدہ کو مانتے ہین آپ لوگون کو چاہیے ہی کہ اس دین کو ترک کرکے
دین شاہزادگان ہفت کشور اختیار کیجیے اور اُنکی خدمت مین چل کر حاضر ہوجیے رستم پیلتن نے
کہا کہ لات و منات پر تو ہم لوگ لعنت کرتے ہین اُن کی کیا حقیقت ہی ہمارا اعتقاد ٹھیک ہی
کہ پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی وہ ہی شاہزادے کہ جو ہمارے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین

ہم اُن کی بھلا اطاعت کرینگے کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہمیر سبز رنگ حیران ہو کہ یہ کیسے جواب دیتے ہین رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کچھ تماشا جرأت کا دکھاؤ درنہ ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تن سے اُڑ جائیگا ہمیر نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا کہ سپر کٹی تلوار سر پر پہونچی چار اُنگل سر مین در آئی ہمیر نے آہ کا نعرہ کرکے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا ہاتھ ہلانے لگا شعلے جسم پر رستم کے گرتے ہین مگر تاثیر نہین کرتے ہین کبھی کمر مین ہاتھ ڈال کر وہ ہی خاک نکالتا ہو آسمان پر اُچھال دیتا ہو ابر کا ٹکڑا آتا ہو پانی برساتا ہو آگ گراتا ہو مگر رستم پر کچھ تاثیر نہین ہوتی ہمیر کے سر سے خون بہ رہا ہو رستم پیلتن نے پھر ہاتھ اُٹھایا اب تو ہمیر سبز رنگ پیچھے ہٹا رستم نے گھوڑا بڑھایا چاہتے ہین ہاتھ ماردون کہ ہمیر سبز رنگ نے پلٹ کر فوج کو اشارہ کیا چھ لاکھ کافر رستم پر لینا لینا کہکر آپڑے رستم بھی نعرہ کرکے گرے سرداران رستم آلا گرد و مالا گرد فرنگی وغیرہ آپڑے سنگینین چلنے لگین انگریز فوجون کو لڑا رہے ہین خود بھی مصروف جنگ ہین ہمیر سبز رنگ ہرچند کہ فوج کو ترغیب دیتا ہو مگر ان دلیرون سے وہ لوگ کیا لڑ سکتے ہین بختک نے کہلا بھیجا کہ ای ہمیر کمال تمھارا ظاہر ہوگیا اب طبل بازگشت جلدی سے بجوا دو ایسا نہ ہو کہ تمھارا خاتمہ ہوجائے ہمیر بھی اپنے دل مین سوچا کہ ملک جی بہت سچ فرماتے ہین اگر ابکی رستم سے سامنا ہوا تو ہلاک ہوجاؤنگا ضرب تیغ کی کیونکر برداشت کرونگا طبل بازگشت بجوا کر پلٹا یہان صاحبقران نے آکے رستم کو گلے سے لگایا فرمایا کہ ماشاء اللہ خوب لڑے کافرون کو کس لطف سے شکست دی رستم نے سلام کیا صاحبقران زمان رستم کو ساتھ لے کر پلٹے مگر ہمیر سبز رنگ جو بارگاہ سکندر مین آیا بختک نے کہا کہ آج تمھارا کمال خوب ظاہر ہوا ایسے لوگ تو بہت آئے ہین ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ ایک ساحرہ آئی تھی وہ رہنے والی عنطلی آباد کی تھی خدمتگزار دبیر زر وحشتی اُسکا لقب تھا عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی وہ بڑا فرزند صاحبقران کا ہو اُسنے نہ قبول کیا خواجہ وغیرہ گئے اور جاکے گرفتار ہوے اُسنے ارادہ کیا کہ جاکر عمرو کو قتل کرون عین وقت پر صاحبقران زمان پہونچے خدمتگزار دبیر زر وحشتی کو قتل کیا اور جابجا ایسے ایسے مقابلے پڑے مگر عیارون نے اُن جادوگرون کو مارا ہمیر سبز رنگ نے کہا کہ ملک جی مین ساحر نہین ہون مین مقبول درگاہ خداوندی ہون جس جس کا نام لکھدیجیے اُن کو طلب کرلون آج شب کو پوجا و پاٹ کرونگا خداوند سے عرض کرکے اُن کو بلوا لونگا اُسی حال مین اُن کو قتل کیجیے بختک نے نام عمرو بن حمزہ و علمشاہ و کرب غازی و سلطان سعد وغیرہ کے لکھ کر دیے کہا ان کو قید کیجیے ہمیر نے کہا آج ہی لیجیے یہ کہکر ہمیر نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استاد کرائی اُسمین آکے بیٹھا اسباب سحر سب آگے رکھ لیے سحر کرنے لگا سامنے آگ روشن کی چیخ مار کے آواز دی کہ ای طائر آتش نشین نکل تو سہی فوراً ایک طائر آتش سے زمزمہ سرائی کرتا ہوا نکلا سامنے ہمیر کے آیا ہمیر نے کہا کہ جہان یہ سردار بیٹھے ہین وہان جاؤ اپنی آواز اُنکو سُنا کر چلے آؤ

طائر اُڑتا ہوا چلا یہان بارگاہ سلیمانی مین صاحبقران عالیشان بیٹھے ہین جیسے ہی اُس طائر
نے قصد کیا کہ جا کر قنات پر بیٹھون یہ بارگاہ سلیمانی ہی تیر شہاب چلنے لگے ایک تیر پڑا کہ سینے کو
طائر کے توڑ کے نکل گیا طائر آہ کر کے گرا سب نے دیکھا کہ ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہی خواجہ
نے کہا کہ ای شہریار دیکھیے جادوگر آیا تھا اُس کا یہ حال ہوا کہ بارگاہ سلیمانی سے تیر چلے ایک
تیر پڑ گیا سینے کو توڑ کے پار گذرا اگر سلطان سعد کہ اپنی بارگاہ مین تھے یہ کہکر اُٹھے کہ
مین تو جا کے دیکھون کہ کون جادوگر مارا گیا سلطان سعد آتے ہین مرنے سے اس جادوگر
کے ہوا پل رہی ہی آوازین مہیب آرہی ہین کہ کشتی مرا نام من طائر آتش نشین بود یہ آواز
جو سلطان سعد نے سُنی سردارون سے فرمایا کہ تم تو خدمت صاحبقران مین جاؤ اور مین
ملاقات کر کے آتا ہون سردارون نے پوچھا کہ آپ کسکی ملاقات کو جاتے ہین سلطان سعد
نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا آپ لوگ کیون پوچھتے ہین ہم کو سب طرح پر اختیار ہی سب سردار
یہ سُن کر ناچار ہوے طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے اور سلطان سعد گھوڑا اُڑاتے ہوے
لشکر نوشیروان مین پہونچے لوگون سے دریافت کر کے بارگاہ ہمیز پر آئے بلا تکلف
اندر پہونچے ہمیز کو سلام کیا ہمیز سبز رنگ نے نام پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی سلطان سعد نے جواب دیا نام تو میرا سلطان سعد ہی مگر مطیع حکم ہمیز سبز رنگ
ہون ہمیز نے خادمون سے اشارہ کیا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ ہتھکڑیان بیڑیان آئین ہمیز
نے سلطان سعد سے کہا ان کو پہنیے سلطان سعد نے ہاتھ بڑھا دیے خادمون نے
سلطان سعد کو مسلسل و مطوق کیا ہمیز سبز رنگ نے حکم دیا کہ انکو خدمت سکندر
مین لے جاؤ اب جو ملازم ہمیز سلطان سعد کو لے کر نکلے سحر تو اُتر گیا ہوش مین آئے
ہتھکڑیان بیڑیان دیکھ کر گھبرائے بارگاہ سکندر مین پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی سکندر نے کہا کہ اب زیادہ بل کی نہ لیجیے لات و منات کو سجدہ کیجیے سلطان سعد نے
کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مین تو اُنپر لعنت کرتا ہون سکندر نے بگڑ کر کہا کہ ہان یارو جلادون
کو بلاؤ کہ سلطان سعد کو قتل کرین یہ لوگ کچھ پاس نہین کرتے فوراً جلاد حاضر ہوے
جاسوسان لشکر اسلام جو واسطے خبر کے حاضر تھے یہ خبرین لے کر بھاگے صاحبقران
سے آکے خبر عرض کی رستم پیلتن یہ خبر سُنتے ہی گھبرا گئے تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے
صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند وہ سحر کریگا حرز ہیکل تو پہن لو رستم نے صاحبقران
سے لے کر حرز ہیکل گلے مین پہنی عیار پر خفا ہوے کہ جب وہ چلا تھا تب انکو خبر نہ کی اگر
خدانخواستہ میرے فرزند پر کوئی افتاد پڑتی اور موے جسم اُس کا میلا ہوا تو تجکو ضرور
قتل کرونگا عیار سلطان سعد کانپنے لگا یہ کہکر رستم پیلتن چلے کرب غازی کہ رستم
سے نہایت محبت رکھتے ہین رستم اکثر ان کو کلمات سخت بھی کہا کرتے ہین مگر کرب غازی
ٹال دیتے ہین اور اپنے مقام پر فرماتے ہین کہ وہ شاہزادے ہین اور ہم اُنکے نوکر ہین
رستم بارگاہ سے نکل کر سوار ہوے تھے کہ کرب غازی بھی برابر پہونچے رستم نے کہا کہ

کیون اودربان بجے توکیون آیا کرب غازی نے دست بستہ عرض کی کہ جہان شاہزادے جاوین وہان ملازم کا ساتھ ہونا ضرور ہی اس طرح سے کرب غازی نے کہا کہ رستم بہت شرمندہ ہوے کہا اے نظر کردۂ شاہ مردان تم ہمارے قوت بازو و زینت سپاہ ہو مگر وہان مقدمۂ سحر و ساحری ہی حرز ہیکل تم ہی پہن لو کرب غازی نے کہا آپ تو سحر سے محفوظ رہین مین سمجھ لونگا تمام مغربی صداے بوق ترکی سے بھاگتے ہین مین لڑ بھڑ کر بارگاہ مین پہونچ جاؤنگا رستم پیلتن نے گھوڑا بڑھایا گورون کی پلٹنین ساتھ ہین طنبور بجتا ہوا وہ باجے بج رہے ہین کہ طائر بھی مست ہوتے ہین فراق نصیب صدا اُسنکر روتے ہین یہان وہ وقت ہی کہ جلاد آکر موجود ہوے کوئلے کا خط گردن پر سلطان سعد کی کھینچا ہی جلاد تیغہ کھینچے کھڑا ہی اور امیدوار حکم ثانی ہی کہ صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی سکندر نے کہا کہ ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ رستم پیلتن تیغہ کینتان کھینچے ہوے اندر بارگاہ کے آئے اور آکے جلاد کو ہاتھ تیغے کا مارا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سلطان سعد کی طرف متوجہ ہوے فرمایا کہ اے فرزند اُٹھو تیغہ مارکر ہتھکڑی کاٹی سلطان سعد نے ہتھکڑی کٹتے ہی قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا سکندر نے کہا کہ پسر حمزہ کو مار لو زندہ نہ جانے پائے لندھور بن سعدان رستم کو دیکھکر بارگاہ سے اُٹھ گئے لوگون نے جو پوچھا کہ آپ کیون اُٹھے جاتے ہین رستم نے جواب دیا کہ مین شہدے کا سامنا نہین کرتا یہ سب فساد اسی شہدے کے ہین اسی کی وجہ سے میرے اور قباد کے نفاق ہوا ورنہ قباد ایسا نہ تھا وہ مجکو عم نامدار کہتا تھا اسی نے قباد کو ورغلانا مگر رستم پیلتن مصروف جنگ ہین مغربی چہار جانب سے گھیرے ہوے ہین کہ یکایک بوق ترکی کی آواز آئی مغربی مارے خوف کے اوندھے ہو ہوکے مُنہ کے بھل گرنے لگے کرب غازی شیرانہ و رستمانہ لڑتے ہوے اندر بارگاہ کے پہونچے سکندر خود اُٹھا ہرچند کہ خود مصروف جنگ ہوا مگر قزاقان کرب نے دو حملون مین سب کو ہٹایا سلطان سعد کو ساتھ لے کر باہر بارگاہ کے نکلے جب باہر آئے تو لشکر نوشیروان نے گھیرا بختک دوڑا ہوا ہمیز سبز رنگ کے پاس آیا کہا چل کر شعبدہ بازی دکھاؤ رستم و کرب سلطان سعد کو رہا کر کے لیے جاتے ہین بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمہارے قیدی یون رہا ہوجائین ہمیز سبز رنگ نے کہا کہ سکندر نے نہ روکا بختک نے کہا مسلمان کسی کے روکے سے رُکتے ہین کرب غازی نے مع قزاقون کے آگے وہ شمشیر زنی کی کہ سب کو عاجز کردیا مغربی تو بوق کی صدا سے بھاگتے ہین جو دلیر اور منچلے تھے وہ مارے گئے اب رستم و کرب سلطان سعد کو لیکر وسط لشکر مین پہونچے ہین اگر روکنا ہی تو چل کر روکو ہمیز نے کہا مین نہ جاؤنگا لے جانے دو پھر بلوا لونگا ہرچند کہ بختک نے کہا مگر ہمیز اپنے مقام سے نہ اُٹھا دمبدم سحر کرتا ہی شعلے بھڑک کر جلتے ہین مگر کوئی سحر بارگاہ سلیمانی تک نہین پہونچتا ہمیز سبز رنگ کیسا حیران و پریشان ہو رہا ہی جب رستم و کرب غازی

سلطان سعد کو لیکر بارگاہ صاحبقران مین پہونچے صاحبقران نے رستم کو خلعت دیا اور
بادشاہ نے کرب غازی کو خلعت سلیمانی مرحمت فرمایا رستم پیلتن کو یہ بہت ناگوار ہوا منھ
پھُلا کر کہا کہ بادشاہ جمجاہ ابھی صاحبزادے ہین رتبہ شناسی انکا بالکل خیال نہین چاہیے تھا
کہ خلعت سلیمانی ہم کو ملتا اور خلعت انعام کرب کے واسطے ہوتا مگر خیر مین بادشاہ پر اعتراض
نہین کرسکتا سلطان سعد نے کہا کہ جناب قبلہ وکعبہ تصور تو فرمائیے آپ وارث سلطنت
ہین وہ ملازم ریاست اُن کو انعام دیا آپکو خلعت مرحمت فرمایا اس بات پر رستم پیلتن
خوش ہو گئے فرمایا کہ ای فرزند تم نے خوب بات کہی مگر تم کیون سکندر کے دربار مین گئے تھے
سلطان سعد نے کہا کہ ای عم نامدار میرا خود بخود یہی جی چاہتا تھا کہ اگر معمیر سبز رنگ تہ زمین
مین ہو تو وہان جاکر اُس سے ملاقات کرون جب ہتھکڑیان بیڑیان پہنا چکا تب مجکو ہوش آیا مجھے
اور سکندر سے خوب گفتگو ہوئی علمشاہ نے کہا سکندر کو کرب غازی نے خوب ٹھوکا ہی
صدائے بوق تم کی سُن کر مُنھ کے بھل گرتے ہین سکندر خود گھبرا جاتا ہی کرب غازی کی جرأت
مین کچھ فرق نہین ہی بے کلیجہ ہو کے لڑتا ہی قزاقون نے جاکر تہ وبالا کر دیا انصاف یہ ہی کہ
کرب نہ پہونچتا تو ہم تم بڑی مشکل سے نکلتے تمام مغربیون کا بلوہ تھا مگر خداوند کریم نے
اپنا فضل وکرم کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرزند کو گلے سے لگایا اور علمشاہ سے کہا کہ بھئی
یہ تمھارا غلام ہی تم ہی نے اس کو پرورش کیا تمھارا ہی طرفدار ہی دربار مین سب سردار
خوشیان کر رہے ہین ملکہ مہر نگار نے جو یہ خبر سُنی تصدق بھیجا محل مین نذر و نیاز ہونے لگی
حور رُخ نے سلطان سعد کو اندر بلوایا تمام شاہزادیان سلطان سعد کو بُلاتی ہین
کہ میان یہان نذر دے دو ایک کہتی ہی کہ مین نے بی تُرت پھُرت کی پُڑیا مانی تھی کیا جلدی
مراد بھیجی ایک کہتی ہی مین نے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کیا جلد دیدار دکھایا ایک
طرف ڈومنیان مبارکباد گا رہی ہین محل مین خوشی کا ہنگامہ ہی لیکن خواجہ عمرو جو آئے
ملکہ مہر نگار کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگے کہا ملکۂ عالم آپ تصدقات شہدون اور لچون کو
دے رہی ہین اور مجکو قرضدارون نے گھیرا ہی پکڑے لیے جاتے ہین بمشکل تمام یہانتک
آیا ہون رقم تصدقات مجکو ملے ملکہ مہر نگار یہ سُن کر ہنسنے لگین کہا بی فتنہ اپنے شوہر کو
قرضدارون سے بچاؤ فتنہ نے کہا کہ اس نگوڑے باڑے کے فقیر کا میرے سامنے ذکر
نہ کیا کیجیے جب مین اس کی صورت دیکھتی ہون تو میرا قلب کانپ جاتا ہی میری تقدیر مین یہ
موش صحرائی لکھا تھا خدا میرے فرزند فیروزہ کو سلامت رکھے کہ جس کی ذات سے اوقات
بسر ہوتی ہی حضور کے فرزند قباد شہریار روز اُس کو انعام واکرام دیتے ہین وہ مجکو لاکر
دے دیتا ہی اُسی کی وجہ سے میری آبرو ہی ملکہ مہر نگار نے جھلا کے کہا کہ تم ہمارے
گھر کی مالک ہو جو چاہتی ہو وہ کرتی ہو بیٹے کا نام کرتی ہو وہ نگوڑا دس پانچ روپئے
اجاتا ہی تم کو کیا دیگا مگر محل مین چہار طرف چہل پہل ہو رہی ہی ملکہ مہر نگار ملکہ رابعہ
سے کہتی ہین کہ بی بی بڑا خیال مجکو اپنے فرزند علمشاہ کا تھا اُسنے جا کے کس زور وشور سے

جنگ کی سلطان سعد کو چھڑا لایا اگر وہ نہ جاتا تو سلطان سعد قتل ہوتے رابعہ نے کہا کہ حضور کا غلام ہی ملکہ مہرنگار نے کہا کہ حضور کا وہ ہی فرزند ہی جس دن سے اُسنے لندھور کو اُٹھا لیا اُس دن سے اُسکا بلبلانا موقوف ہوا ورنہ روز طبل جنگی بجواتا تھا سلطان سعد بارگاہ مین آکے بیٹھے اب صاحبقران عالیشان نے فرمایا آج روشنی ہو سلطان سعد کی سلامتی کی لشکر مین روشنی ہونے لگی گلیم گوش نے جو یہ سُنا کہ آج لشکر اسلام مین روشنی ہی صورت تبدیل کرکے چلا کہ اگر بن پڑے تو کوئی عیاری کرون مہران فیل زور کو چھڑا لاؤن آج سب لوگ غافل ہونگے مصروف عیش و نشاط ہونگے یہ سوچ کر با نہایت عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جاتا ہی پھرتا پھراتا قریب بارگاہ عمرو بن حمزہ یونانی پہونچا دیکھا کہ فرخ بن عمرو انتظام کر رہا ہی کئی سو پیک بچے مصروف کاروبار ہین گلیم گوش نے ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا جب وہ قریب آئی تو اُسے کنارے لاکے بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آیا ملکہ حور رُخ مسند پر بیٹھی ہین گلیم گوش نے بشکل کنیز آگے ملکہ کو سلام کیا حور رُخ نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی گلیم گوش نے عرض کی کہ واری آج طائفے جو بہت سے آئے ہین تو شاہزادے نے کوئی کسبی ہی گلشن افروز اُس کو بُلا کے گانا سُنا ہی مین جو باہر گئی تو مین نے سُنا کہ وہ کسبی بہت خوش آواز ہی بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بتیان اُسکی بنا کر مین کرون روشن چراغ ۔ بادسے اُڑکر بجھا دیگا مرا دامن چراغ
رات بھر جلتا ہی یہ آٹھون پہر جلتا ہی وہ ۔ دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ
قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر ۔ موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ
تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل ۔ کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ
بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ ۔ روز اُٹھا یا کرتے ہین بندوق سے دشمن چراغ
تیل کا مقدور تو اُسکو نہین باقی رہا + ۔ گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ
روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہی سیاہ ۔ دن کو ہووےگا ہمارے گھر مین اب دشمن چراغ
کون کہتا ہی ستارے اپنی برق آہ سے ۔ بن گیا ہی اُنکی سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ
جانتے ہین داغ محبت کی دل بے عشق مین ۔ خانۂ خالی مین دیکھا ہی کہین روشن چراغ
دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر ۔ اپنی چربی سے جلاوے راہ مین دشمن چراغ
یک دلی سے دو سیہ رو یونکی ہو ہنگامہ گرم ۔ آتش افروزی کرین باہم ہون جب روشن چراغ

واری کیا عرض کرون فقط چراغ کو کیا کیا بتا رہی ہی کبھی ہاتھ چمکاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھ لیتی ہی شاہزادہ بھی دل سے متوجہ ہی حور رخ کو بڑا غصہ آیا کہا اے شعلہ تو اپنی آنکھون سے دیکھ آئی ہی شعلۂ نقلی نے کہا واری مین بہت دیر تک وہان ٹھہری رہی اور جو معرکہ گذرا اُس کو چلا کر نہ کہونگی ذرا کنارے چلیے تو مین سب کچھ مفصل آپ سے عرض کرون ملکہ حور رُخ جھلا کے اُٹھین کہا اے شعلہ اب جو وہ محل مین آوینگے تو مین اُن سے بات نہ کرونگی شعلۂ نقلی نے کہا حضور مجکو بھی افسوس آتا ہی کہ آپ ایسی بی بی جسکی ہو وہ بازار کی عورت بلاوے

بھولی صورت نوجوان اور اُن کی یہ حرکتین گلیم گوش نے باتین کرتے کرتے حور رُخ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھا اب حیران ہی کہ کدھر سے نکلون آخر پشتِ خیمہ پر آکر سراچہ کو
چاک کیا پشتارہ ملکہ حور رُخ کا لے نکلا تھوڑی دیر کے بعد فرخ بن عمرو اندر آیا کنیزون
سے پوچھا کہ ملکۂ عالم کہان تشریف لے گئی ہین کنیزون نے کہا کہ شعلہ سے تنہائی مین باتین
کررہی ہین اُس کنیز نے ایسا مقدمہ بیان کیا کہ ملکۂ عالم برہم ہو گئین یہ سُن کر فرخ گھبرا گیا
فوراً مقام تخلیے مین آیا دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی پیترہ جو غور سے دیکھا
تو گلیم گوش کا ہی فرخ بن عمرو سر پیٹتا ہوا نکلا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا گلیم گوش آکے
ملکہ حور رُخ کو چُرا کر لے گیا محل مین ہلڑ ہونے لگا فرخ نے سب کو منع کیا کہ ابھی از یادہ غل و
شور نہ کرو مین تلاش مین جاتا ہون اگر ہیں پڑتا ہی تو لے کر آتا ہون یہ کہکر فرخ باہر نکلا
جیسے ہی باہر دروازے کے آیا دیکھا عمرو بن حمزۂ یونانی آتے ہین فرخ کو بدحواس دیکھکر
پوچھا کہ کیون ای فرخ خیر تو ہی اسقدر بدحواس کیون ہو فرخ نے عرض کی کہ ای شہریار
بڑا غضب ہوا گلیم گوش عیار آکے ملکہ حور رُخ کو لے گیا شاہزادہ یہ سُنتے ہی کانپنے لگا
چہرہ متغیر ہو گیا کہا ای فرخ مین بھی جاتا ہون فرخ بن عمرو قدمون سے لپٹ گیا اور
عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین جب مجکو دیر ہو تو اُس وقت آپ آئیے گا عمرو بن حمزہ نے
کچھ جواب نہ دیا فرخ تو آمادہ کھڑا انتظار رواتہ ہوا جستجو و خبر کرتا ہوا جاتا ہی کہ سامنے سے
ابوالفتح آیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے ابوالفتح کو بُلایا کہا کہ ای ابوالفتح ذرا خبر تو لاؤ
کہ گلیم گوش بارگاہ سکندریہ مین پہونچ گیا ابوالفتح نے کہا کہ غلام ابھی جاتا ہی اور ابھی
خبر لے کر آتا ہی یہ کہکر ابوالفتح بھی چلا مگر گلیم گوش بھاگا ہوا جاتا ہی ایک درخت کے سائے
مین آکے ٹھہرا پشتارہ سنبھال رہا ہی کہ فرخ بن عمرو کا نعرہ ہوا او بے حیا تجھے کیا کیا ذلت و
رسوائی ہوئی جوتیان کھائین قبلہ و کعبہ نے ناک پر بھی چرکا دیا اُسپر بھی تیرے کان نہوے
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا گلیم گوش نے جو فرخ کو آتے ہوے دیکھا بوجہ خوف کے
کانپنے لگا زفیل بجائی شاگرد اس کے جا بجا چھپے ہوے تھے زفیل کی آواز سُن کر پندرہ بیس پیچھے
نیچے اور کمندین لیے ہوے پیدا ہوے مگر فرخ بن عمرو ایسا بدحواس تھا کہ طرف گلیم گوش کے
چلا شاگردون نے کمندین مارین فرخ بن عمرو نے اپنے کو بچایا مگر حیران و پریشان ہی کہ ان سبکو
کیونکر روکون کہ سامنے سے مہتر ابوالفتح اصفہانی پہونچا بھائی کو جو گھرے ہوے دیکھا تیغہ کھینچکر
لڑنے لگا دونون بھائیون نے ملکر شاگردان گلیم گوش کو زخمی کیا اور پانچ چار عیار قتل بھی
ہوے گلیم گوش نے جو دیکھا کہ شاگرد میرے بیکار ہوے چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر
فرخ کی نگاہ اسی کی طرف لڑی ہوئی ہی فرخ نے دیکھا کہ گلیم گوش بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہی
للکار کر فرخ نے کہا کہ ای گلیم گوش اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو پشتارہ رکھدے اور تو چلا جا
گلیم گوش نے کہا کہ جان دونگا مگر پشتارہ نہ چھوڑونگا وہ شاگرد زخمی ہو کے سامنے سے
ہٹے گوشون مین جا جا کے چھپنے لگے ایک طرف سے ابوالفتح و ایک طرف سے فرخ بن عمرو طرف

گلیم گوش سے چلے گلیم گوش گھبرایا کہ صحرا سے گرد اڑی اقتباس فیل دندان بارہ ہزار
فوج سے براے ملاقات سکندر جاتا تھا اس نے جو دور سے دیکھا کہ گلیم گوش کھڑا ہی دو عیار
اُس کو گھیرے ہوے ہین اور قتل کیا چاہتے ہین اقتباس فیل دندان نے پکار کے پوچھا کہ ای
مہتر مہتران یہ کون لوگ ہین کہ جو تیرے قتل کے درپے ہین گلیم گوش نے کہا کہ مجکو ان عیارون
سے بچائیے اقتباس نے سوارون کو اشارہ کیا کہ ان دونون عیارون کو نیزون پر اُٹھالو
ایک سوار اُن مین سے گھوڑا چمکا کر چلا ابوالفتح نے پتھر مارا گھوڑے نے منھ پھیر دیا فرخ
نے اُس سوار کو قتل کیا دوسرا سوار بڑھا فرخ بن عمرو نے گپھیے مین پتھر رکھ کر مارا کہ وہ
سوار بھی گرا اقتباس نے پکار کر آواز دی کہ یارو ان دونون کو گھیر کر گرفتار کر لو
چہار طرف سے سوار و پیدل بلوہ کر کے چلے اور گلیم گوش نے چاہا کہ مین نکل جاؤن
فرخ بن عمرو و ابوالفتح اصفہانی بیقرار ہوے خدا سے دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر یہ آبرو کا مقدمہ ہی یہ بیجیا جو رُخ کو دربار
مین لیجائیگا وہان اُس شاہزادی کی بے پردگی ہوگی ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک حال کر رباعی
تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو حال
دل گفتن + کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + اقتباس نے جب دیکھا کہ دس بارہ
سوارون کو ان عیارون نے مار لیا خود نیزہ ہلاتا ہوا ہٹو ہٹو کرتا ہوا چلا ابوالفتح نے پکارا
کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے میری جان بچا لے جیسے ہی اقتباس
نے چاہا کہ ابوالفتح پر نیزہ مارون اور نوک نیزہ پر اُٹھالون کہ لشکر اسلام کی طرف سے گرد اُڑی
دیکھا کہ عمرو بن حمزۂ یونانی مرکب کو اُڑاتے ہوے چلے آتے ہین اِنھون نے جو دور سے دیکھا کہ
فرخ و ابوالفتح بارہ ہزار سوارون مین گھرے ہین اور ایک پہلوان دیو خصال و عفریت
مثال نیزہ ہلاتا ہوا جاتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر کہان جاتا ہی اگر عیار کا ایک
موے جسم میلا ہوگا تو سامنے سکندر کے تجکو قتل کرونگا نعرۂ عمرو بن حمزۂ یونانی سے بصولت
رستم دستان بصورت یوسف ثانی + ہزبر دیوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + تلوار کھینچکر عمرو بن
حمزہ لڑتے ہوے چلے اقتباس نے کہا کہ یارو اس جوان کو مار لو سب طرف سے فوج کفار نے
عمرو بن حمزۂ یونانی پر بلوہ کیا عمرو بن حمزہ لڑتے بھڑتے قریب اقتباس فیل دندان کے
پہونچے کئی افسرون کو قتل کیا اقتباس فیل دندان نے جو عمرو بن حمزہ کو آتے ہوے دیکھا
افسرون کو اشارہ کیا جو افسر قریب عمرو بن حمزہ کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی افسرون
کو مار کر شاہزادہ سامنے اقتباس کے آیا اقتباس نے جو جمال بے مثال عمرو بن حمزہ
دیکھا عاشق ہوگیا کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
فرمائیے عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرمایا کہ گُل گلزار صاحبقرانی شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی
فرزند صاحبقران امیر عالیشان اقتباس نے جو نام شاہزادے کا سُنا دریافت کیا کہ ای
شہریار گلیم گوش کو آپ کے عیار کیون قتل کرتے تھے شاہزادے نے کہا کہ میرے ناموس کو

گرفتار کیے لیے جاتا ہی ان عیارون نے آکے گھیرا تھا لیکن آپ آگئے اقتباس فیل دندان
نے کہا کہ مین آپ سے لڑنا نہین چاہتا کیون ادگلیم گوش یہ تو نے کیا حرکت کی ہی شرط کہ
ایک تلوار ماردون کہ تیرا سرتن سے جدا ہو جائے ناموس مین ایسے شہر یارون کے کوئی
رخنہ پردازی کرتا ہی بس اگر تو اپنی جان عزیز جانتا ہی تو فوراً چلا جا اور پشتارہ عیاران
اسلام کے حوالے کر گلیم گوش نے جو اقتباس کو برہم دیکھا منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ
ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین پشتارہ رکھے دیتا ہون آپ کو اختیار ہی
لیکن سکندر سے آپکی شکایت کرونگا اقتباس نے گلیم گوش کو ایک دھول ماری
اور نیزہ اُٹھایا چاہا کہ مارون سینے کے پار ہو جائے عمرو بن حمزۂ یونانی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا
کہ ای پہلوان دوران یہ امر سراسر جرأت کے خلاف ہی کہ سردار عیار کو قتل کرے بدنامی
ہوگی اقتباس فیل دندان نے ہاتھ روک لیا مگر عمرو بن حمزہ نے پشتارہ ملکہ حور رُخ کا
لے کر اپنے مرکب پر رکھا اقتباس نے کہا کہ ای شہریار مین سکندر سے ملاقات کرلون تو
آپ کی ملاقات کو آؤنگا عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا کہ آپ کا گھر ہی جس وقت آپ کا دل
چاہے تشریف لائیے خانۂ بے تکلف ہی یقین ہی کہ آپ کو فرحت حاصل ہو اقتباس
گلیم گوش کو ساتھ لے کر طرف لشکر سکندر کے چلا گلیم گوش روتا ہوا ساتھ ہی اقتباس
نے کہا کہ ای گلیم گوش کیون روتا ہی کیا تیرا کچھ گر گیا گلیم گوش نے کہا کہ آپ نے بڑا
غضب کیا کہ پشتارہ دلوا دیا ساری میری محنت ضائع و برباد کرا دی اقتباس خفا
ہوا اور کہا کہ بڑا اخلاف امر تو نے کیا کہ بہو کو صاحبقران کی چُرا لایا اگر سر دربار وہ جاتی
تو صاحبقران کیا قیامت کرتے ای گلیم گوش اُس شاہزادی کی قید رہ نہین سکتی تھی
یقین تھا کہ صاحبقران خود آتے اور بہو کے واسطے لڑتے سکندر بھی اس بات کو
اچھا نہ کہیگا مگر عمرو بن حمزہ ملکہ حور رُخ کو جب پہونچا کر بارگاہ مین آئے صاحبقران نے
پوچھا کہ ای نور نظر کہان گئے تھے عمرو بن حمزۂ یونانی نے سارا حال بیان کیا اور کہا
کہ اقتباس آدمی معقول معلوم ہوتا ہی دربار سکندر مین گیا ہی ہرکارون کو حکم دیجیے کہ
جا کے خبر لادین ایسا نہ ہو سکندر اور اقتباس سے کوئی فساد ہو صاحبقران نے
خواجہ عمرو سے کہا خواجہ نے چند شاگرد روانہ کیے مگر اقتباس گلیم گوش کو ہمراہ لیکر
دربار سکندر مین آیا گلیم گوش نے کہا کہ ای شہنشاہ آپ کے خرا جگزار نے آج بڑا
غضب کیا مجکو قتل کرتے تھے مگر عمرو بن حمزہ نے بچا لیا گلیم گوش نے رو رو کر سب حال
سامنے سکندر کے بیان کیا کہ مین اپنی جان دے کر ملکہ حور رُخ کو لایا تھا چند شاگرد
بھی میرے قتل ہوے ذلت بھی اُٹھائی اور پشتارہ عمرو بن حمزہ لے گئے سکندر نے
کہا کہ ای اقتباس یہ کیا حرکت تھی کیون پشتارہ دلوا دیا چاہیے تھا کہ پشتارہ
ساتھ لاتے اقتباس نے عرض کی کہ حضور جرأت کے سراسر خلاف تھا کہ ایسے
نامور کا ناموس سر دربار آوے اور اُس کی ذلت ہو یہ مجکو گوارا نہ تھا آپکے بھی

خلاف ہوتا سکندر نے کہا کہ ای اقتباس تم کیا جانو کہ یہان کیا معاملے ہین ہم چاہتے ہین کہ مسلمانون کو ذلیل کرین اقتباس فیل دندان نے جواب دیا کہ ایسا خیال خام و تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے ناموس کی دشمن کے بھی ہم ذلت نہین چاہتے جیسے اُن کا ناموس ویسے اپنا ناموس اگر آج اُس کے لیے یہ بے عزتی ہوتی تو کل ہمارے ناموس کے لیے بھی ضرور ہوتی سکندر نے کہا کہ ای اقتباس تیرے ہوش و حواس درست نہین ہین کیا بیہودہ بکتا ہی ہم یہی چاہتے ہین کہ جس طرح بنے مسلمانون کو رنج دین اقتباس نے کہا کہ آپ کلام کس طرح کے کرتے ہین آدمیت سے گذرے ہوے ہین معلوم ہوتا ہی کہ زوال دولت کا یہی باعث ہی کہ آپ کی زبان بگڑ گئی سکندر نے کہا کہ تو مجھپر طعن کرتا ہی مسلمانون کی بہتری پر مرتا ہی اول تو میرے عیار کی مدد نہ کی چاہتا تھا کہ اُس کو قتل کرے اب باتین بناتا ہی اقتباس نے کہا کہ بس اب زبان کو بند کیجیے ایسے کلمات ناشائستہ زبان پر نہ لائیے ورنہ آپکے لیے باعث خرابی ہوا اور اس بارگاہ مین دریاے خون بہ جائیگا اسی طرح سکندر و اقتباس سے تکرار ہونے لگی سکندر نے کہا کہ جا دور ہو سامنے سے ایک تو ہی تو مجھکو دریاے خون بہانے والا دربار مین معلوم ہوتا ہی سکندر نے جو غصے مین یہ کہا اقتباس فیل دندان پیچھے ہٹا اور کہا کہ لات و منات کسی شریف کو آپ کی بارگاہ مین نہ لائین ہم تو عذر کرتے ہین اور آپ بڑھتے جاتے ہین سکندر نے اہل دربار سے اشارہ کیا کہ اس کو پکڑ لو اقتباس نے کہا کہ کیا مجال کسی کی کہ جو مجھے ہاتھ لگا سکے اقتباس فیل دندان باہر نکلا اہل دربار مین سے کوئی نہ بولا مگر فوج سکندر نے بلوہ کیا اقتباس تلوار کھینچ کر لڑنے لگا مگر فوج سکندر مین چار پانچ لاکھ آدمی ہین آپڑے اقتباس کے بارہ ہزار سوار دم بھر مین سب مارے گئے اب اقتباس گھبرایا کبھی اپنے دل مین کہتا ہی کہ مین حق کے واسطے لڑا مگر افسوس ہی کہ فرزند حمزہ و حمزہ کو اس بات کی خبر نہین وہ کیا جانین گے کہ مجھپر کیا گذری اور نہ کسی کو اُن تک بھیج سکتا ہون اب چند ہمراہی رہگئے ہین اس بلوے سے کیونکر باہر نکل کر جا دین گے اور کس طرح اُن کو خبر ہوگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اکیلا لڑ رہا ہی اور چند ہمراہی اس کے جنگ مین مصروف ہین مگر عیاران لشکر اسلام جو واسطے خبر کے آئے تھے خبر مفصل دریافت کرکے بھاگے جیسے ہی کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تو دیکھا کرب غازی بارگاہ کو جاتا ہی کرب غازی نے عیارون کو دیکھ کر پوچھا کہ ارے کہانسے آتے ہو کیون اسقدر گھبرائے ہوے ہو عیارون نے تمام کیفیت بیان کی کرب غازی نے کہا کہ اب اُن کو خبر کرنے نہ جاؤ ہم براے مدد اقتباس فیل دندان جاتے ہین یہ کہکر کرب غازی نے فتاح وغیرہ کو ساتھ لے لیا اور چالیس ہزار قزاقون سے چلا ہرکارے بارگاہ مین آئے عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ خیر تو ہی ہرکارون نے عرض کی اقتباس اور سکندر سے بگڑ گئی سکندر چاہتا ہی کہ اقتباس کو قتل کراؤن مگر اقتباس شیرانہ مردانہ لڑ رہا ہی ساری فوج اُس کی کام آچکی اب چند اشخاص سے رہگیا ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا کہ

کس بات پر بگڑی ہرکارون نے عرض کی کہ سکندر تو چاہتا تھا کہ جور رُخ کو سر دربار لاتے اقتباس فیل دندان نے کہا کہ یہ جرأت کے سراسر خلاف تھا اسی پر سکندر نے حکم دیا کہ تم سامنے سے ہمارے ہٹ جاؤ دشمن کا کیون پاس کیا عمرو بن حمزۂ یونانی تلوار ٹیک کر اُٹھے سرداران عمرو بن حمزہ بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے شہباز یکہ تاز مشرقی وہزبر خوار زمی و سہیل شیر شکار چالیس سرداران نامی تلوارین پکڑ پکڑ کر عمرو بن حمزہ کے ساتھ ہوے عمرو بن حمزہ بارگاہ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے ہوے لشکر سے نکلے تھے کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی شاہزادے نے فرمایا کہ ای فرخ بن عمرو یہ بوق ترکی کہان بج رہا ہی فرخ بن عمرو نے عرض کی کہ لشکر کفار سے یہ صدا آتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کرب غازی قبل سے پہونچکے لڑ رہے ہین عمرو بن حمزۂ یونانی نے گھوڑا اپنا بڑھایا اُس وقت آکے پہونچے دیکھا کرب غازی تو مغربیون سے لڑ رہے ہین مگر اقتباس زخمون مین چور چور ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا زخم سر باندھ رہا ہی عمرو بن حمزۂ یونانی نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا اور ای نابکاران پُر دغا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای اقتباس نہ گھبرانا مین تم سے جان عزیز نہ کرونگا اقتباس فیل دندان نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا صدمۂ زخم بالکل دل سے بھول گیا گینڈا بڑھا کے قریب شاہزادے کے آیا عرض کی کہ ای شہریار یہ جوان کون ہی جو پہلے آیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرمایا کہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا ملازم ہی خبر سُنتے ہی آیا نہایت جری و بہادر ہی اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا اقتباس نے عرض کی کہ اسی کے آنے کی وجہ سے جان بچی ورنہ غلام کی لاش پاتے اس جوان نے آکے تہلکہ ڈالدیا کئی لاکھ مغربی قتل کر چکا ہی غلام کو مجمع سے نکالا مجھسے کہا کہ آپ کنارے ٹھہریے آپ لڑنے کے لائق نہین ہین ہرچند کہ مین نے چاہا کہ شریک جنگ ہون مگر مجکو نہ بڑھنے دیا آپ بڑھ بڑھ کر لڑے سکندر نے جو یہ خبر سُنی کہ کرب غازی و پسر حمزہ براے مدد اقتباس فیل دندان آئے ہین یہ سُن کر سکندر بھی اپنی بارگاہ سے نکل آیا کُل فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر کر بار لو زندہ بچکر نہ جانے پائین صاحبقران زمان جانے سے عمرو بن حمزۂ یونانی کے خاموش بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ کرب غازی نے جاکے مغربیون کو تہ وبالا کر دیا اب عمرو بن حمزہ بھی پہونچے مگر سکندر نے کل فوج کو حکم دیا ہی صاحبقران زمان بیقرار ہو رہے تھے یہ سُنتے ہی تیغۂ عقرب کو ٹیک کر اُٹھے صاحبقران کے اُٹھتے ہی کل سردار اُٹھے قباد شہریار نے حکم دیا کہ مرکب لاؤ ہرچند صاحبقران زمان نے منع کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا فوراً سوار ہوے پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار ہمراہ رکاب ہوے بہ تعجیل تمام چلے یہان عمرو بن حمزۂ یونانی مغربیون مین گھرے ہوے ہین مگر شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین کہ طبل سکندری پر چوب پڑی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب حمزۂ شیر دل + کز دگشتہ سہراب و رستم خجل + امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار +

یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالنجام + بن کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ درخاک کرد + برابر سے دوسرا نعرہ ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام ؎ منم شاہِ شاہان فریدون حشم + بہارِ گلستان کاوس وجم + منم شیر دل صف شکن نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + نعرۂ علمشاہ ؎ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ایک طرف سے مالک و بہرام وغیرہ کا نعرہ ہوا بائیس لاکھ فوج سے صاحبقران زمان آگے گئے اقتباس فیل دندان ان شیرون کی آمد دیکھ کے حیران ہو گیا اپنے دل مین کہتا ہے کہ یہ کیا شیر دلیر ہین الیسون کے گھر مین رہنے سے ایک لطف ہے ایک مجھ ایسے کے واسطے سارا لشکر آیا ہے مگر صاحبقران زمان نے قریب اقتباس کے آکر اقتباس کا ہاتھ پکڑ لیا مالک سے کہا کہ ان کو لے جاؤ یہ انتہا کے زخمی ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی زخم کاری آجائے تو مشکل ہو اقتباس نے آگے قدمون کو صاحبقران عالیشان کے بوسہ دیا عرض کی کہ غلام لڑنے کے لائق ہے بڑی غیرت کی بات ہے کہ سرکار تو لڑین اور غلام چلا جائے مالک نے اقتباس فیل دندان کو اپنے ساتھ لیا جنگ مین مصروف ہوئے مگر صاحبقران زمان لڑتے ہوئے قریب سکندر کے پہونچے سکندر کا سامنا ہوا سکندر نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسکا وار روک کر ہاتھ مار دیا کہ شانہ سکندر کا زخمی ہوا تھوڑے عرصے مین کرب غازی نے تمام فوج کو تتر بتر کر دیا علمشاہ نے علم فوج کو سرنگون کیا علمدار کو مارا ہنگامہ بلند ہو گیا قریب تھا کہ فوج سکندر بھاگے آخر بختک نے آکر طبل بازگشت بجوایا صاحبقران کل لشکر کو لے کر روانہ ہوئے اقتباس کو ہوا دار پر ڈال لیا بارگاہ سلیمانی مین آکے ٹانکے لگوائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھوائین اقتباس کو ہوش آیا اپنے کو شفا خانے مین پایا سر اپنا عرش اعلی پر پہونچایا صبح کو صاحبقران نے اس کو دربار مین بلایا سوال اسلام کیا اقتباس فیل دندان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اقتباس لشکر مین صاحبقران زمان کے رہنے لگا سب سردارون نے دعوت کی جسکے یہان دعوت مین جاتا ہے سامان معقول پاتا ہے ساقیان سیمین ساق حاضر ہین مطربان خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گاتے ہین نظم

از نتیجۂ عیان

ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہے	جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے
اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے	یہ گوے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے
موے رگ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے	مین ہیچدان ہون مجھے کیا اِسکی خبر ہے
قالب کیطرح روح دکھائی نہین دیتی	پنہان یہ مسافر ہے عیان گرد سفر ہے
گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو	چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے
دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین	ہستی مین تماشائے عدم مد نظر ہے
یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسی کی	دو قطرۂ خون ہین نہ یہ دل ہے نہ جگر ہے
آفت ہے کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا	اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہوں میں ہے آتش مسکین | کس نور سے گیا ... نیے خاک بسر ہے +

اقتباس خوشی خوشی ہر سردار کے یہاں سے پلٹتا ہے صاحبقران سے ہر ایک کا حال بیان کرتا ہے عرض کرتا ہے حضور کے سرداروں نے مجکو محجوب کیا ایسی پرورش فرماتے ہین کہ جسکا شکریہ مین ادا نہین کرسکتا ہمیشہ سے امیدوار تھا کہ خدمت مین کسی جلیل کی پہونچون خدا نے میری آرزو پوری کی کہ مین خدمت حضور مین پہونچا صاحبقران زمان بعیش و آرام اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین مگر گلیم گوش سوچا کرتا ہے اور رفقیہ ... ہے کہ کسی طرح سے جاکے ملکہ مہران فیل زور کو چرا لاؤن

دو کلمہ داستان شاہزادہ شیران شیر سوار تحریر کیے جاتے ہین

غزل مصنف بجاے ساقی نامہ

جفا و جور کے چرچے ہین چار سو باقی + | نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی +
جنون کو چاک جگر کی ہے آرزو باقی | رکھا نہ تار گریبان پئے رفو باقی +
لنڈھائے دیتا ہے ساقی جو شام سے سب خم | سحر کے واسطے رکھ ایک تو سبو باقی
تڑپ کے مر گئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر | رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی +
کمر جو باندھی ہے عالم کے قتل پر تو نے | یہ قصد ہے کہ اکیلا رہے گا تو باقی
پرون کو کھول دے ظالم جو ذبح کرتا ہے | کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی
قمر ہے بحر جہان کی تو نعمتون کو زوال | یہی ہے چاہ کہ رہجائے آبرو باقی +

چہرہ رہروان منازل عیاری و قطع کنندگان مراحل طراری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر** بساط آرا ے بازار معانی + چنین آرد ستارع نکتہ دانی + سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ شاہزادۂ شیران شیر سوار جو جنگ مغلوبہ سے غائب ہوے تھے عیاران کا یعنے ہمارے تیز رفتار برا ے جستجو چلا ہے کئی دن تک برابر پھرا کہین نشان شاہزادے کا نہ ملا ایک دن تھک کر ایک نخل کے نیچے ٹھہرا بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اب کسطرف جاؤن کہ یکایک اُسی نخل پر آکے ایک عقاب بیٹھا بعد تھوڑے عرصے کے مادہ عقاب بھی آئی مادہ نے کہا کہ آج تم نے بہت گردش کی نر نے جواب دیا کہ بی بی کیا کہون کچھ بیان نہین کرسکتا ملکہ حنظل جادو نے ایک جوان سے دل لگایا ہے اُسیر جان دیتی ہین اور اُس کو ساحرہ کے نام سے نفرت ہے آج باغ گلعذار مین آو بیٹھی مجکو حکم تھا کہ جا کے گل سہمناک لا وصدہا باغون مین پھرا جنگلون کی سیر کی جس سے پوچھا وہ جواب دیتا ہے کہ ہم نہین جانتے گل سہمناک کیا چیز ہے بڑی مصیبت اُٹھائی مگر اُس پھول کا پتہ نہ ملا اُس پھول سے مطلب ملکہ کا یہ ہے کہ معشوق کو سنگھا وین مثل اُن کے وہ بھی عاشق ہوجائے ساحری نامے مین یہ مضمون لکھا تھا ملکہ حنظل جادو نے یہ مضمون دیکھ کر مجکو حکم دیا تھا کہ اے عقاب گل سہمناک ڈھونڈ کر لاؤ کئی دن گذرے کہ آوارہ و سرگردان پھر رہا ہون اب مجبور و ناچار ہو کر تھک کے

اسی فکر مین بیٹھا ہون کہ شام کو جو ملکہ حنظل جادو باغ مین آئین تو اُن سے عرض کرون کہ حضور تمام باغ اور صحرا چھان ڈالے کہین وہ پھول نہین ملتا مادہ نے کہا کہ مین تو اب جاتی ہون ملکہ کے ساتھ آؤنگی یہ کہکر مادہ اُڑ گئی ہمامے تیز رفتار نے اپنے تئین مخفی کیا عقاب نخل کے اوپر سے اُترا ایک جادوگر کی شکل بنا جب شام ہوئی تو اُسی صحرا مین ایک دروازہ پیدا ہوا دیکھا کہ چند کنیزین روشنی کرتی پھرتی ہین عقاب جادو طرف باغ کے چلا ہمامے تیز رفتار بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا جب عقاب جادو در باغ پر پہونچا تو کنیزون نے پکار کے کہا کہ ای عقاب جادو تم کہان تھے روز ملکۂ عالم تمھارا انتظار کیا کرتی تھین عقاب جادو نے جواب دیا کہ مین جس کام کو گیا تھا وہ کام نہین ہوا یہ کہکر عقاب جادو اندر باغ کے داخل ہوا ہمامے تیز رفتار پشت پر باغ کے آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دبے پاؤن اُترا درختون مین چھپتا ہوا چلا وسط باغ مین آکے دیکھا کہ ایک چبوترہ ہی اُس پر فرش بچھا ہی چند کنیزین اسباب عیش و نشاط رکھ کر مودب بیٹھی ہین عقاب جادو بھی جا کے ایک طرف بیٹھا ہی باغ مین خوب روشنی ہو رہی ہی تمام شاخین درختون کی چمک رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ جھاڑ روشن ہین طائرون کے پنجرے درختون مین لٹکے ہین دم بدم طائر چہچہ زن ہوتے ہین آوازین اُن کی عجب لطف دیتی ہین بعض طائران سُرخ رنگ منقارین کھولکر یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہین نظم

گل سے افزون مری آنکھون مین ہین دلجو کانٹے
ہم نشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہی +
نہ تو بلبل نظر آتا ہی چمن مین نہ تو گل +
بد سرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز +
گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہی +
زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
باغ عالم مین جو راحت ہی تو پھر رنج بھی ہی
دیکھتے ہی اُنھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
خار خار غم الفت کا اثر کیا کہیے +
جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہین رنج
یار و اغیار کو رد پوشی ہی مجھسے آتش

پھول رکھتا ہی تری بو تو تری خو کانٹے +
جی مین آتا ہی پھرون چیر کے پہلو کانٹے
اک طرف برگ خزان ڈھیر ہین آنسو کانٹے
صحبت گل سے نہونگے کبھی خوشبو کانٹے +
پاؤن سے میرے نہی کرتے ہین پہلو کانٹے
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے +
تا کمر گل ہین تو پایان تا سر زانو کانٹے +
ای جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے
پاؤن پر میرے نہین پانے کے قابو کانٹے
گل ہی پایان سامنے آتا ہی نہ برو کانٹے

ہمامے تیز رفتار بہت حیران و پریشان ہوا کہ یہ طائر مثل انسان سے گا رہے ہین دل مین کہتا ہی کہ ای ہمامے تیز رفتار بڑے عجائب و غرائب کا مقام ہی کہ دن بھر تو جنگل تھا شام ہوتے ہی باغ ظاہر ہوا دیکھین بی حنظل جادو کون صاحب ہین پہر رات گذری تھی کہ یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اول پانی برسا تمام باغ سرسبز و شاداب ہو گیا طائر اُچھل کود کرنے لگے وہ ابر آکر باغ پر پھٹا تخت پر دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین و جمیل دریاے جواہر مین

غوطہ زن پتلے پتلے ہونٹھ جن مین آثار مسیحائی قد موزون مین رعنائی و زیبائی گرد کنیزین ماہرو خوشخوا اور ایک قفس آہنی مین شیران شیر سوار بند ہر مرتبہ وہ ساحرہ سمجھاتی ہی کہ او جوان کیون ضد کرتا ہی مجھ ایسی معشوقہ اس صحرا مین نہین ہی ہزار ہا جادوگرنیان رہتی ہین مگر میرا کوئی مقابل نہین ہی حسن مین بے مثل فن سحر و ساحری مین یکتا ہون دمامہ و شمشش خداوند ساحران کہلاتے ہین اُن کی صحبت مین رہتی تھی وہان سند پائی غار افراسیاب سے سند لائی جتنے ساحر وہان تھے سب نے یہ لکھ دیا کہ حنظل جادو بے مثل و بے نظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی غار افراسیاب کا جو افسر ہی یلغار جادو اُس کا بیٹا شمار جادو یلغار جادو نے کیسی کیسی کوشش کی کہ میرے بیٹے کے ساتھ شادی کیجیے مگر مین نے منظور نہین کیا مین تجھپر عاشق ہوئی اور سمجھاتی ہون تو کہتا ہی کہ خاندان مین میرے کسی نے ساحرہ کو قبول نہین کیا شیران شیر سوار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے قفس مین بیٹھا رہا حنظل جادو آکر اُتری مسند پر بیٹھی قفس سامنے رکھ لیا اور دور شراب شروع ہوا ایک کنیز نے جام جاکر حنظل کو دیا حنظل جادو نے جام پھینک دیا اور کہا صاحبو انصاف تو کرو مین جام کیا خاک پیون آج تین شبانہ روز گذرے ہین کہ آب و دانہ ترک ہی اس ظالم نے اس حال کو پہونچایا کیا کہون کہ دل کی کیا کیفیت ہی عجب حالت ہی نظم

اُتار اُتار نا ساقی جو شیشہ طاق سے ہی
جواب دون ترے نالے کا کیا مین ای بلبل
نہ سوؤ ساتھ مرے رکھ کے درمیان شمشیر
مقام شکر ہی ایذا جو درد عشق سے ہو
ہمارے دل کو جلاتا ہی شمع کا جلنا
یہ وہ بلا نہین بے جان کے لیے جو ٹلے
نہ بیٹھ پھول کے تو شاخ گل پہ ای بلبل
خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی

لبون پہ آئی مری جان اشتیاق سے ہی
کراہنا بھی مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہی
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہی
غنیمت اسکو سمجھ حسن اتفاق سے ہی
مشابہت بہت اُسکو کسی کی ساق سے ہی
یقین صبح کا کسکو شب فراق سے ہی
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہی

یہ اشعار پڑھ کر حنظل جادو زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگی کہا صاحبو راتین ہجر کی کاٹے سے نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہی مین نے شراب و کباب سب ترک کیے ہمارے تیز رفتار نے جو یہ سب حال سُنا ایک کنیز کی شکل بن کر محفل مین آیا کہا ای ملکۂ عالم اگر حکم ہو تو مین اس جوان کو سمجھاؤن شاید میرا کہنا مان جائے کل آپ جب یہ اسے شکار تشریف لے گئی تھین تو یہ شخص اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا نہین معلوم آپ پر عاشق ہی یا اور کسی پر مائل ہی اور مین نے یہ بھی سُنا کہ ہچکیان لے لے کر کہتا تھا کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار مقام افسوس ہی کہ معشوق مہربان نا مہربان ہو گیا حنظل جادو نے کہا کہ ای گلرو کیا کہون اگر یہ مجھپر توجہ کرتا تو اسپر دولت دنیا نثار کرتی اور وہ مرتبہ اسکا کرتی کہ تمام عالم رشک کرتا ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ واری مین قفس اس جوان کا کنارے لیجاؤن

اور مطلب دلی اس کا دریافت کرون کہ دل مین اس کے کیا ہی حنظل جادو نے کہا کہ ای گلرو
تم بھی اپنے دل کا حوصلہ نکال لو مجھے یقین نہین کہ یہ ظالم مانے ہمارے تیز رفتار قفس شاہزادے
کا لے کر کنارے آیا کہا ای شہریار اس غلام کو پہچانا مین عیاری کر کے آیا ہون اگر آپ یہ
بات کہدین کہ تیرا جمال ایسا ہی کہ کوئی عاشق نہ ہو مین خود تجھپر جان دیتا ہون پھر مین سمجھ لونگا
ابھی اس بے حیا کو قتل کرتا ہون یہ سن کر شیران شیر سوار نے کہا کہ ای خیر خواہ دولت
میری زبان سے تو یہ ہرگز نہ نکلے گا کہ مین تجھپر عاشق ہون ہمارے تیز رفتار نے منھ اپنا
پیٹ لیا کہا ای آقاے نامدار جب سختی پڑتی ہی تو سب کچھ کرنا ہوتا ہی چند لفظین کہنے مین کیا
نقصان ہی شیران شیر سوار نے کہا کہ آج تین دن سے یہ قفس لیے لیے پھرتی ہی کبھی صحرا
کبھی دریا کبھی باغ دکھاتی ہی کبھی ناز و غمزے کرتی ہی حقیقت تو یہ ہی کہ یہ ساحرہ نہایت
حسین و جمیل ہی لیکن جو یہ صورت اصلی ہو اور سحر سے توبہ کرے تو کیا عجب ہی کہ مین اس کو
قبول کرون ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ وہ آپ کے نام پر جان دیتی ہی کیا عجب ہی توبہ کرنا
بھی قبول کرے اگر حکم ہو تو مین اُس سے یہ تقریب کرون شاہزادے نے کہا کہ ایسا ہو
اس تقریب کو نہ قبول کرے تو اور بھی باعثِ خرابی ہو ہمارے تیز رفتار نے کہا دیکھا جائیگا
یہ کہکر ہمارے تیز رفتار ہنستا ہوا وہان سے نکلا قفس شاہزادے کا نہین لایا کہا ای ملکۂ عالم
ایک شرط وہ کرتا ہی اگر آپ منظور فرمائین وہ تو خود دل و جان سے آپ پر عاشق و شیفتہ ہی
کہتا تھا کہ اُسنے مجھپر بڑی بدعت کی اس وجہ سے نفرت ہی ورنہ مجھے کچھ اُس سے نفرت نہین
ہی بلکہ محبت ہی اور کہتا ہی کہ ہم فرزندان صاحبقران مین سے ہین کسی نے ہمارے خاندان
مین ساحرہ کو نہین قبول کیا اگر آپ سحر سے توبہ کرین اور بصدق دل مسلمان ہون تو وہ آپکو
قبول کرنے کا اقرار کرتا ہی حنظل جادو نے ہنس کر کہا کہ ای گلرو مین جو خیال کرتی ہون اور
علم نجوم مین بھی دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس شاہزادے پر بڑی بڑی جفائین ہونے کو ہین اور بڑی
بڑی جادوگرنیون سے مقابلہ ہوگا جب تک اُن سے فراغت نہ ہو تب تک تو مین سحر کرون بعد
اس کے سحر سے توبہ کرونگی ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ پھر وصل معطل رہیگا حنظل جادو نے
کہا کہ مین وصل کی طالب نہین ہون فقط اُس کی توجہ چاہتی ہون تاکہ میرے دل کو تسکین ہو
ہمارے تیز رفتار نے کہا مین شاہزادے کو لاتی ہون یہ کہکر قفس شاہزادے کا اُٹھا کے
لایا شاہزادہ جمال حنظل جادو دیکھکر ہنسا بس حنظل جادو بلائین لینے لگی کہا کہ ای شیر بیشۂ
صاحبقرانی و ای جرأت و شوکت مین لاثانی تیرے اس وقت کے ہنسنے نے دل کو میرے
شگفتہ کر دیا غنچۂ خاطر کھلا ای شیران شیر سوار مین مدت سے تیرے اوپر عاشق ہون
تلاش مین رہتی تھی اُس دن جو جنگ مغلوبہ مین پایا اُٹھا لائی یہان لا کر اس آفت مین
پھنسی ای شاہزادے تم یہ کہتے ہو کہ مین سحر سے توبہ کرون ہرچند کہ مین نے بڑی مشقت
سے یہ کمال حاصل کیا ہی مگر بہر نوع خوشی تمھاری منظور ہی شاہزادے نے کہا کہ بہتر ہی
حنظل جادو نے شاہزادہ شیران شیر سوار کو قفس سے نکالا پہلو مین بٹھایا نہایت شاد

ہو رہی ہی کہتی ہی کہ ای شہریار میرا جان و مال آپ پر نثار ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہماے نے اپنے تئین ظاہر کیا حنظل جادو بہت خوش ہوئی کہا مہتر صاحب آپ کے آنے سے یہ مشکل آسان ہوئی ورنہ یہ اپنی ہی کیے جاتے تھے ہماے تیز رفتار بھی سامنے بیٹھا ہی جس کنیز کی شکل بنکر آیا تھا اُس کو بھی ہوشیار کر کے لایا حنظل جادو بھی خوش بیٹھی ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام تخت پر سوار جاتی تھی اس جلسے کو دیکھ کر اُتر پڑی حنظل کو برابر کا سلام کیا بیٹھتے ہی پوچھا کہ کیون بی حنظل جادو یہ کون صاحب ہین حنظل جادو نے جواب دیا کہ یہ فرزند صاحبقران امیر عالیشان ہین ای صفیر جادو تم نے کیون پوچھا کیا مطلب ہی کوئی ہین مگر اس وقت ہماری صحبت مین ہین صفیر جادو نے کہا کہ یہ شاہزادہ مجکو بہت پسند آیا لہذا اس کو میرے حوالے کر دو کہ مین اس کو لے جاؤن اپنے باغ مین لے جاکر جلسۂ عیش و نشاط کرون تم میرے حال سے خوب واقف ہو کہ باپ میرا اجلال جادو ثانی سامری کیسا زبردست ساحر ہی کہ جسکا عدیل و نظیر نہین پہلے تو اس بات پر خفا ہوگا آخر راضی ہو جائیگا پھر مین عیش کرونگی حنظل نے کہا کہ ای صفیر جادو یہ ممکن ہی کہ اپنے مہمان کو تیرے حوالے کر دون تم لے جاؤ مین یہ نہ قبول کرونگی یہ سودا اپنے سر سے دور کرو ایسا نہ ہو کہ میرے اور تمھارے فساد ہو جائے صفیر نے کہا کہ مجھے اس بات کا خوف نہین جس وقت باپ میرا سُنے گا وہ لشکر کشی کریگا کہ تم کو بھاگتے راستہ نہ ملے گا حنظل جادو نے کہا کہ مین اُن کی کیا حقیقت جانتی ہون میری سند جو کمال ساحری کی ہی اُسپر اُن کی بھی مہر ہی انکی مجال ہی کہ مجھپر لشکر کشی کرین اگر لشکر کشی کر کے آوینگے تو خفیف ہونگے صفیر جادو نے کہا کہ بی حنظل جادو دیکھو مین ابھی لیے جاتی ہون یہ کہہ کر گاتی باندھنے لگی ہماے تیز رفتار اُٹھا اُسنے دامن پکڑ لیا کہا ای ملکہ صفیر جادو تمھارا کیسا خیال ہی بی حنظل تم سے ایک شخص کو عزیز کرینگی بیٹھ جاؤ شراب پیو کباب کھاؤ پھر شاہزادے کو بھی لے جانا منت و خوشامد کر کے ہماے تیز رفتار نے صفیر جادو کو بٹھایا ہماے تیز رفتار نے جام شراب لبریز کیا ہاتھ پر رکھ کر سامنے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک جام تو نوش فرمائیے کہ آپ کا غصہ کم ہو حنظل جادو نے کچھ جواب نہین دیا صفیر جادو سمجھی کہ حنظل میرے بگڑنے سے ڈر گئی جام لیکر ہماے سے پیا ہماے تیز رفتار نے جو صفیر جادو کو اپنی طرف متوجہ دیکھا ساز بجا کے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانا شروع کیے

نظم

ظہورِ آدمِ خاکی سے یہ ہم کو یقین آیا — تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا — قرانِ مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا
پری شیشے مین کیسے یا کہ قالب مین ہی روح آئی — عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا
ہمیشہ نقش حُب کا مشتری کے روز لکھتا ہون — ستارہ نیک ہی میرا تو وہ زہرہ جبین آیا
نہ گھبرا چار دن کے واسطے ای روح قالب مین — گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
مشقت سی مشقت کی ہی راہِ عشق مین ہم نے — پسینہ پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے ۔ سمجھ زیر زمین اُسکو جو بالا ے زمین آیا
سگِ کوے شکار اُسکا بتان خوش نگہ کرتے ۔ نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوے چین آیا
گریبان تک کبھی دامن سے جنون ہو رہنما اُسکا ۔ بغل سے ہو کے دامن تک جو چاکِ آستین آیا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو + ۔ مقام گیسوے مشکین و خال عنبرین آیا
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہی ۔ گیا خُرّم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

اِس طور سے ہماے نیزر فتار نے یہ اشعار گاۓ اور صفیر جادو دل لگا کر سُن رہی ہی دوسرا جام بھی ہماے نیزر فتار کے ہاتھ سے لے کر بے اندیشۂ انجام پی گئی اب جو بیہوشی نے اثر کیا تو گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی مگر یہ کہتی ہوئی کہ اے شہریار چلیے چند قدم چل کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی حنظل جادو تو غصے مین بھری بیٹھی تھی اسنے کہا کہ اے حترو الا گھر کیا کہنا یہ کہکر ہاتھ ہلا دیے ایک برق چمک کر گری کہ صفیر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی صفیر جادو کے آندھی سیاہ اُٹھی آوازین ہیبتناک آنے لگین آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من صفیر جادو بود کنیزین صفیر جادو کی جو عقب مین آتی تھین اُنھون نے جو یہ آواز سُنی طرف صدا کے چلین اِس مقام پر آ کے پہونچین دیکھا کہ لاشۂ صفیر پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کنیزین اُسپر ین لاشہ دیکھکر کہا کہ صفیر جادو کو کسنے مارا حنظل نے کہا ہم نے مارا ہمارے گھر مین آ کے فساد کرتی تھی کنیزون نے لاشہ صفیر کا اُٹھا لیا اور یہ کہتی ہوئی چلین کہ بی حنظل جادو اسکا خون بالا بالا جائیگا کیا تم یہ جانتی نہ تھین کہ اجلال جادو کی یہی ایک اولاد تھی وہ آکر تمھارا صحرا پھونکدیگا حنظل نے غصے مین جواب دیا کہ جاؤ دور ہو اُس بے حیا سے خبر کرو جو ہو سکے ہمارے ساتھ کرے سمجھا جائیگا کنیزین لاشہ صفیر کا لے کر روتی پیٹتی ہوئین سامنے اجلال جادو کے آئین اجلال نے گھبرا کے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا میری دختر کو کسنے مارا یہ ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ سو دو سو سے لڑ بھڑ کے نکل آتی کنیزون نے کہا کہ باغ سے بی حنظل کے لاشہ پایا یہ سُنکر اجلال جادو نے اُسی وقت ارتھی بنوا کے صفیر کا لاشہ اُسپر رکھا اور لیکر مرگھٹ پر آیا وہان لا کر جلوا دیا بعد اُس کے ساٹھ ہزار ساحران غدار ہمراہ لے کر طرف باغ حنظل جادو کے چلا یہان بعد جانے کنیزون کے حنظل نے شاہزادے سے کہا کہ اے شہریار اب ضرور فساد ہوگا شاہزادۂ شیران شیر سوار نے کہا پھر کیا کیا جاۓ مین کہو تو اپنے لشکر کو چلا جاؤن یہ سُنکر حنظل جادو نے کہا کہ میری جان تمھارے ساتھ ہی مین کب گوارا کر سکتی ہون کہ تم کو اپنے سے جدا کرون لشکر فوج ممکن ہی مین بھی لشکر کشی کرونگی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا واری غضب ہوا اجلال جادو آ پہونچا حنظل نے پکار کر آواز دی کہ اے سپہ سالار جادو تم بھی فوج لے کر آؤ جسقدر قفس لٹکے ہوے تھے سب طائر قفس توڑ توڑ کے نکلے اور غلطکین مار مار کر بشکل ساحر بنے سب کے آگے ایک ساحر سیہ فام و بد انجام جو سب کا افسر ہی ایک طرف سے چند کنیزین غول کے غول غٹ کے غٹ آ کے جمع ہو گئین سپہ سالار جادو نے پوچھا کہ کیون حضور کس سے لڑائی ہی تیاری کرون حنظل جادو نے حکم دیا کہ بارگاہ ہماری باغ سے

باہر نکالو شاہزادہ بھی سوار ہوا بیرون باغ آیا مگر سپہ سالار جادو نے آکے بارگاہ استاد کرائی لشکر اُترا غرضکہ پہر دن رہے حنظل جادو کرسی پر بیٹھی ہو شاہزادہ شیران شکار کھیل رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ اجلال جادو تخت پر سوار غصے مین چہرہ سُرخ ساٹھ ہزار ساحر پس پشت اسباب سحر سب کے ہاتھ مین بجر نگ بجر نگ کرتے ہوے آکے پہونچے لشکر حنظل کا اُترا ہوا دیکھا اجلال نے آگے بڑھ کر پکار کے آواز دی کہ کیون بی حنظل صفیر نے تمھاری کیا خطا کی تھی جو تم نے اُس کو مار ڈالا مین نے اُس کا لاشہ دیکھا معلوم ہوا کہ تمھارے سحر سے مری تم نے برق چمکا کر اُس کو مارا اب بھلا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاؤ گی اس طور سے تمکو مارونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو رحم نہ آئے یہ سُن کر حنظل جادو نے جواب دیا کہ ای اجلال جادو اب تو تم لڑنے آئے ہو جو کہو اُس بات کا جواب دیا جائے مگر صفیر نے ہمپر بڑی بدعت کی تھی یہ شاہزادۂ قمر رکاب حُسن وجمال مین نایاب بطور مہمان میرے یہان تشریف لایا صحبت عیش وجیش مہیا تھی کہ صفیر آکے پہونچین مجھسے سوال کیا کہ اس شاہزادے کو میرے حوالے کر دو مین نے بسہولیت جواب دیا کہ یہ امر ناممکن ہو کہ اپنے مہمان کو تمھارے حوالے کر دون شراب بہت سی پی گئی تھین اُٹھتے ہی گرین بے شک مین نے اُنکو سحر کر کے مارا سمجھی کہ یہ ہوشیار ہو کے فساد برپا کرینگی اب جو تم سے ہو سکے وہ کر لو کوئی امر اُٹھا نرکھو اجلال نے کہا کہ بدلہ اُسکے خون کا ضرور لونگا اور اس جوان کو ایسا کر دونگا کہ مثل دیوانون کے جنگل جنگل صحرا صحرا مارا مارا پھرے اُس کا نام ورد زبان رہے دیکھنے والے دیکھین تمھین اس جوان سے کیا ربط وضبط ہی حنظل جادو نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہین اجلال جادو پلٹا بارگاہ مین آکے بیٹھا غصے مین طبل جنگی بجوایا حنظل کو خبر ہوئی کہ لشکر اجلال مین طبل جنگی بجا ہی اسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرومین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا **نظم** یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ✦ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ✦ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ✦ بہت گرمخو اور روشن نگاہ ✦ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ✦ نشان آگے آگے خط صبح کا ✦ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✦ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ✦ شاہزادہ سوار ہوا سپہ سالار جادو آگے آگے تخت پر حنظل جادو اسباب سحر آگے رکھا ہوا جب فوجین جم چکین اور صفین آراستہ ہوئین اجلال جادو نے بائین طرف دیکھا کلکال جادو میدان مین آیا ملکہ نے سپہ سالار جادو کو اشارہ کیا سپہ سالار مقابلے مین کلکال کے آیا کلکال نے گولہ مارا سپہ سالار نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے سپہ سالار جا کر کلکال سے لپٹ پڑا کلکال کو اُٹھا کے دے مارا اور چیر کر پھینک دیا حنظل جادو نے کہا کہ وہ مارا ای سپہ سالار کیا کہنا اجلال جادو نے طرف دست راست کے دیکھا سفاک آدمخوار میدان مین آیا سپہ سالار سے ردو قدح ہونے لگی دو چار سحر سخت ہوے مگر سپہ سالار سحر کو سفاک کے

دفع کر دیتا ہی کبھی سپہ سالار آگ برساتا ہی کہ شعلہ ہاے آتش مین سفاک چھپ جاتا ہی کبھی پانی برساتا ہی سفاک اپنے تئین بچا رہا ہی اپنے جسم پر قطرہ نہین پڑنے دیتا آگ پانی سے بچ رہا ہی آخر کو سپہ سالار نے خنجر نکال کر کمر سے پھینک مارا سر پر سفاک کے وہ خنجر آ کے بڑا اسر سفاک کا اُڑ گیا کئی ساحر اجلال کی طرف سے نکلے ہاتھ سے سپہ سالار جادو کے مارے گئے اجلال نے پُکار کر آواز دی کہ بی حنظل اسپر غرور نہ کرنا کہ سپہ سالار نے چند ساحر قتل کیے جس وقت مین میدان مین نکلونگا تو مہلت نہ ملے گی سبھون کو گرفتار کر لونگا اب تو پلٹ جاؤ کل سمجھا جائیگا ملکہ حنظل جادو سب کو ساتھ لے کر پلٹین اجلال جادو بھی پلٹ گیا اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگا سبھون سے کہا کہ صاحبو کل مین قیامت برپا کرونگا اب بی حنظل جادو کو حال معلوم ہوگا یہان ہماے تیز رفتار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کے اجلال کی گردن لون حنظل جادو نے کہا کہ ای ہماے تیز رفتار اجلال جادو بلاے روزگار ہی تمھارا دھوکا نہ کھائیگا ہماے تیز رفتار نے کہا کہ غلام کو جانے تو دیجیے کہ طبل جنگی کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آ کے عرض کی کہ اجلال نے طبل جنگی بجوایا ہی کل خود میدان مین نکلے گا زمین ہلا دیگا ملکہ حنظل جادو نے کہا کہ یہ عنایت پروردگار اگر اُس کو دیوانہ کر کے نہ مارا تو اپنا نام حنظل جادو نہ رکھا طبل جنگی بجوا کر ہماے تیز رفتار کو روانہ کیا ہماے تیز رفتار لشکر مین اجلال جادو کے آیا ایک ساحر جلیل جادو بازار کا انتظام کر رہا تھا ہماے تیز رفتار نے آ کے اُس کو بیہوش کیا جلیل جادو کی شکل بن کر بارگاہ اجلال مین آیا دیکھا کہ اجلال بیٹھا ہی ہماے تیز رفتار نے جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران سامری و جمشید کو بڑا قلق ہی کہ ہمارے بندون سے آپسمین مقابلہ ہی مین نے خواب مین دیکھا کہ دونون خداوند آئے ہین مجھسے فرماتے ہین کہ آپسمین اصلاح کرا دے اور ہم نے تجکو گانے کا کمال دیا اور جس طرح ساقی گری عمرو کرتا ہی اُسی طرح ساقی گری تو بھی کر لہذا امیدوار ہون کہ اول حضور میرا گانا سُنین اُسکے بعد ساقی گری کرون وہ ملاحظہ فرمائیے اتنا تو مجکو معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی کان مین کہہ رہا ہی کہ جس راگنی کو شروع کرو وہ ہی سامنے آئے محفل مین آ کے رنگ جمائے اجلال جادو نے کہا کہ جلیل جادو مجکو یقین نہین آتا اچھا کچھ گاکر سُناؤ ہماے تیز رفتار سامنے بیٹھکر اجلال کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

عیسی سے درد دل کی اصلا خبر نہ کرتا　　ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا
دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا　　دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا
زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا　　اسم مبارک اُسکا جو نا سور نہ کرتا
تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا　　قاتل اِدھر کی دنیا کوئی اُدھر نہ کرتا
حُسن اُسکو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا　　خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا
ای آفتاب محشر آنکھو لڑنے گر گیا تو　　مُنھ پھیرتا جدھر سے پھر مُنھ اُدھر نہ کرتا

صندل کو مول لیکر کسکی بلا رگڑتی / مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا
آنکھین دکھائین تونے دیوانے ہوگئے ہم / شبون یہ وہ نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا
بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران / دو تین روز ہفتہ اک گل ہنس کر بسر نہ کرتا
جادو گہن کا اسپر چلنا جو ہی چلیگا / گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا
بلبل کا عشق حسن گل سے نہین خوش آتا / تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا
تریاق کا ہی جوہر اس جسم سخت جان مین / کالا بھی کاٹتا تو مجکو اثر نہ کرتا
اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اسمین ہوتا / کس کسکو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا
عالم دکھلاکے اپنا وہ پنجۂ حنائی / میرے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا
وہ تیر آہ اپنے سینے مین ضعف سے ہی / جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا
مردِ فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو / مین ذکر ارّہ زیر شاخ شجر نہ کرتا
لکھتا جو نامۂ شوق اُس سیمبر کو آتش / تحریر اُسکو نامہ بے آب زر نہ کرتا

اجلال جادو نے مع ساری محفل کے خوب تعریفین کین کہا ای جلیل جادو تو خوب گاتا ہی ہماے تیز رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ اب امیدوار ہون ساقی گری کا بھی میری امتحان ہو جائے اجلال جادو نے کنجی میخانے کی دی ہماے تیز رفتار میخانے مین آیا اکر گلابیان آراستہ کین اور اُنکو لے کر محفل مین آیا جام شراب سے بھر کرنا چاگا یا سارے اہلِ محفل حیران ہوگئے کہتے تھے کہ ای جلیل جادو تم نے بڑا کمال پیدا کیا ہماے تیز رفتار نے خوب رنگ اپنا جمایا جام شراب سر پر رکھا اور رکھو کرین لیتا ہوا قریب اجلال جادو کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اجلال جادو نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا کچھ چُپکے چُپکے پڑھنے لگا جام پر چھو کیا فوراً شراب مثل خون کے جوش مارنے لگی اور شعلہ بن کر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اجلال جادو نے کہا کہ ارے تو کون ہی ہماے تیز رفتار نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن اجلال نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ رنگ وروغن چہرے کا اُڑ گیا پاؤن زمین نے تھام لیے اجلال جادو نے ہماے تیز رفتار کو گرفتار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا مارے کوڑون کے تیری کھال گرا دونگا اپنا نام بتا کہ تو کون ہی ہماے نے اپنا نام بتایا اب ہلڑ ہوا کہ ملکہ حنظل جادو نے عیار بھیجا تھا ہرکارے جو موجود تھے وہ خبرین لے کر بھاگے اجلال جادو نے کہا کہ مین ابھی اس کو قتل کرونگا تاکہ پھر کوئی ایسا ارادہ نہ کرے ہرکارون نے جاکے یہ خبر حنظل جادو کو پہونچائی کہ ہماے تیز رفتار نے جاکر لشکر حریف مین عیاری کی مگر گرفتار ہوا اب اُس کے قتل کا ارادہ اجلال نے کیا ہی یہ سُنتے ہی شاہزادہ بیقرار ہوگیا تلوار ٹیک کر اُٹھا فرمایا کہ مین براے رہائی اپنے عیار کے جاؤنگا حنظل جادو نے کہا کہ ای شہریار عیار کو اجلال کسی طرح قتل نہ کرسکیگا مین سحر کرتی ہون شہزادے نے نمانا حنظل نے اپنے گلے سے ہیکل اُتاری گلے مین شاہزادے کے پہنادی شاہزادہ بپشت مرکب پر سوار ہوا حنظل بیقرار ہو کے کہنے لگی مقام افسوس ہی کہ شاہزادہ جائے

اور مین دیکھون مین ان کو کیونکر سمجھاؤن میرا عجب حال ہی انکی پریشانی سے دل کو ملال ہی نظم

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون غم ہی / صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صفت ماتم ہی
خاکساری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا / واے برحال ندامت سے جو گردن خم ہی
دل مین آتا ہی کہ آپ اپنے گلے کو کاٹون / نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی
دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین / اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہی
کیا کہون مین کمر یار ہی کیسی نازک / عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی
زندگانی سے جو تنگ آگے ہی دل گھبراتا / پوچھنے جاتا ہون مُردون سے کہ کیا عالم ہی
زلف و رُخ کو ہین وہ چادر سے چھپائے رکھتے / شانہ و آئنہ ناواقف و نامحرم ہی
وعدۂ شربت دیدار ہی بیمارون سے / دم کے دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہی
دردمندان محبت کا ہی وہ تسکین بخش / زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہی
دل عاشق کو نگینے کی عوض جڑوانا / دستِ معشوق کو زیبا ہی تو یہ خاتم ہی
کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا / شوق دیدار مین آنسو یہ نہین شبنم ہی
عاشقون سے یہ اشارہ ہی تری مژگان کا / اس صفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہی
وُصلتِ حور کی حسرت نہ رہیگی آتش / خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہی

زجان سے وہ چھپائے رہے

یہ اشعار پڑھ کر حنظل جادو چیخین مار مار کر رونے لگی شاہزادۂ شیران شیر سوار نے اشک حنظل جادو دامان قبا سے پاک کیے اور فرمایا کہ اے ملکۂ عالم اسقدر بیقرار و اشکبار نہ ہو مین ابھی عیار کو لے کر آتا ہون حنظل جادو نے کہا کہ مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ جادو ہین اور اُس ساحر کامل سے لڑین مین سحر مین اُس سے کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتی آپ تو چلین مین بھی آتی ہون اجلال جادو کو دیوانہ بنا کر چھوڑونگی عیار کا گرفتار ہونا باعثِ خرابی ہوا اُس کے مشیرون نے صلاح دی ہوگی کہ مسلمانون کے لشکر مین عیار بہت ہین ایک کے بعد ایک آئیگا اگر اس کو قتل کر ڈالیے گا تو کسی کا حوصلہ نہ پڑے گا شاہزادۂ شیران شیر سوار مرکب کو مہمیز کر کے چلا حنظل جادو نے اسباب سحر آراستہ کیا اور ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو تم سب آمادۂ جنگ رہو شاہزادہ اکیلا گیا ہی عیار کو وہ کہتا ہی کہ میرا بچپن کا رفیق ہی اُس کا قتل نہ گوارا کرونگا جا کر اُس بے حیا اجلال سے لڑونگا جو کچھ تقدیر دکھائیگی وہ ہوگا کل فوج تیار کرو فورًا فوج تیار ہوئی کنیزان حنظل چلین حنظل جادو بھی تخت پر سوار ہوئی سب فوج ہمراہ ہی یہان اجلال جادو نے ہماے تیز رفتار کو لا کے زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد شلنگین لگا رہے ہین آوازین دیتے ہین فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ تیغہ باڑھ دار بازو پُر قوت رکھتا ہون ذرا سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا ہمارا کام ہی اور جلانا خداوند لات ومنات کا کام ہی اجلال جادو کھڑا ہوا سوچ رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ حنظل ضرور آئیگی اپنے معشوق کے عیار کو بچائیگی بلا کی لڑائی پڑیگی پیچھا چھڑانا مشکل ہوگا

وہ ساحرۂ خوشخو حسین و جمیل فرزند صاحبقران اُسکا کفیل ہین کیون بے سمجھے بوجھے اُسپر لشکرکشی کرکے آیا ای مشیرو تم نے نہ سمجھا یا کہ فرزند صاحبقران سے مقابلہ ہی فوجون کا تار بندھ جائیگا ہر ایک سردار صاحبقران آئیگا اس زمین پر اسقدر خونریزی ہوگی کہ دم الاخوین بجائے سبزہ پیدا ہوگا جس سے ہمیشہ خون کی یاد رہے یہ ذکر تھا اور فوجین جمی کھڑی ہین کہ مشیرون نے کہا حکم دیجیے جلاد کو کہ اس عیار طرار کو قتل کرے تو فوج کمر کھولے اجلال جادو نے اشارہ کیا جلاد خنجر چمکاتا ہوا چلا ہمارے تیز رفتار نے دونون ہاتھ اپنے طرف آسمان کے اُٹھا دیے یکایک بیقرار ہو کے پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم مجکو اس آفت ناگہانی سے بچالے اور اس بلا سے نجات دے قطعہ تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی + اجلال جادو دیکھ رہا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ شاہزادۂ شیران شیر سوار تلوار کھینچے ہوے اور نعرے ہوا آتا ہی اور آتے ہی گرانعرۂ شیران شیر سوار سے لقب شیر شیران دشت نبرد + کہ دشمن شود در مہم گرد برد + بمیدان جنگ آوران خوش لقب + منم نور عین امیر عرب + تلوار چلنے لگی چند کنیزین پشت پر سے پہونچین اُنھون نے آتے سحر کیا اجلال جادو سحر کنیزون کا نو روک رہا ہی جب آگ برستی ہی تو پانی برسا دیتا ہی شعلہ ہاے آتش کو مٹا دیتا ہی مگر شاہزادہ پر سحر تاثیر نہین کرتا حیران ہوکے کہتا ہی کہ یارو یہ کیا سبب ہی جو شاہزادے پر میرا سحر تاثیر نہین کرتا مشیر و وزیر عرض کرتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ حنظل جادو نے اس کو کوئی تحفہ دیدیا ہی اجلال جادو لاکھ لاکھ خیال کرتا ہی مگر ہیکل پر نگاہ نہین پڑتی کنیزون نے جب دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا تو مجبور ہوکر کمانین کاندھون سے اُتارین تیر اندازی کرنے لگین جسپر تاک کر تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا اور تڑپ کر تمام ہوا کئی ہزار جوان لشکر اجلال کے کنیزون نے اسی طرح مارے اور شاہزادۂ شیران شیر سوار نے تاک تاک کر افسرون کو مارا اگر دمرکب کے لاشون کے انبار ہین سوار و پیدل بیقرار ہو رہے ہین گویا شیر مجمع گوسفندان مین آیا شاہزادہ جس غول یا صف پر پہونچا اُس کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اجلال جادو نے جب دیکھا کہ شاہزادۂ شیران شیر سوار شیرانہ اور رستمانہ جنگ کر رہا ہی ادہر لڑتا بھڑتا ہوا قریب جلاد پہونچا جلاد کو مار کر عیار کو رہا کیا ہمارے رہا ہوتے ہی حقہ ہاے آتشبازی مارے اجلال جادو نے سحر کیا کہ ہمارے تیز رفتار کے پاؤن زمین نے تھام لیے اور ہاتھ بھی بیکار ہوے دستگیری نہین کرتے حقہ ہاے آتشبازی مارنا موقوف ہوے پھر شاہزادۂ شیران شیر سوار لڑتے ہوے قریب اپنے عیار یعنے ہمارے تیز رفتار کے پہونچے اُسی ہیکل کو جنبش دی کہ ہمارے تیز رفتار کے پاؤن زمین سے چھوٹے کسی مشیر نے ہیکل کو دیکھ لیا اُسنے اجلال جادو سے عرض کی کہ گلے مین شاہزادے کے ہیکل ہی وہ دافع سحر و ساحری ہی اپنے عیار کو شاہزادے نے

اسی کی وجہ سے رہا کرلیا دیکھیے عیار بھر لڑنے لگا اجلال جادو نے ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ ای ہیبتناک جادو ہیکل تو اس جوان سے چھین لے یہ کہنا ہی تھا کہ گوشۂ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے چند عورتین پشت پر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی آتی ہین نظم

سامنا کرتا ہی اُس کا کیا شبستان مین چراغ
مرد میدان ہی تو نکلے دن کو میدان مین چراغ

جب نہ دیکھا شمع رویون کے زنخدانمین چراغ
رکھدیا ہمنے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ

روشنی کی اُسکے حلقون مین جو روے یار نے
ہوگئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ

کونسا بلبل پھنسا ہی دام مین صیاد کے +
باغبان گھی کے جلاتا ہی گلستان مین چراغ

کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین
اسقدر ہونگے نہ اک سرو چراغان مین چراغ

روے روشن کا خیال آنکھونکو رونے مین رہا
رات بھر رکھتے ہین روشن فصل باران مین چراغ

نور شمع طور ہی سینے کے ہر اک داغ مین
دیکھ لے منھ ڈالکے میرے گریبان مین چراغ

ہوگیا اُسپر زلیخا کو یقین فانوس کا +
حُسن یوسف نے کیا روشن جو زندانمین چراغ

چہرۂ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب
دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ

عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ +
میری مٹی کے جلینگے کوے جانانمین چراغ

کونسا دل ہی نہین کُشتہ جو حُسن گرم کا +
بزم عالم مین ہی تو گنج شہیدان مین چراغ

خاک کا پیوند ہونگا جب مین تیرہ روزگار
پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ

رتبۂ اعلیٰ و اسفل مین رہے فرق ای فلک
شمع روشن بام پر ہووے تو ایوان مین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی +
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

اُس جوان نے چاہا کہ شاہزادۂ شیران شیر سوار پر جا پڑون کہ یکایک آسمان سے چند طائر چہچہے کرتے ہوے پیدا ہوے اُن عورتون کے سرون پر بیٹھ گئے جو کہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین جسکے سر پر طائر بیٹھا وہ کنیز جل کر خاک سیاہ ہوئی اسی طرح سے سب کنیزون کا خاتمہ ہوا جب کنیزونکا اشعار پڑھنا موقوف ہوا تو وہ پہلوان بھی رُکا شاہزادۂ شیران شیر سوار خود اُس جوان کے مقابلے مین آئے ایک طائر کلان جو اُن طائرون مین تھا اُسنے آکے گرد سر شاہزادے کے چرخ مارا یا تو قوت شاہزادے کی کم ہو چلی تھی مگر اُس طائر کے گرد پھرنے سے قوت آئی اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادۂ شیران شیر سوار نے تلوار کو تلوار پر رد کا اُلجھاو سے ہاتھ نکال کر وار تلوار کا کیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے جب وہ پہلوان مارا گیا تو اجلال جادو نے منھ پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا کس طرح سے یہ پہلوان مارا گیا یہ میرا وہ بیر تھا کہ لاکھ مین اکیلا لڑا اور کرور مین اکیلا لڑا مگر آج ایسا ناچار ہو کے مارا گیا کہ مجکو بڑا افسوس ہوا ایسے بیر کا مٹنا مجھپر شاق ہوا اگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے مخفی سحر کیا یہ طائر جو گرد آکے پھرا اسنے اس کا دفعیہ کیا اگر سحر کرنے والا میرے سامنے آئے تو مین اُس کا کمال دیکھون اگر مخفی سحر ہوا تو کیا کمال ہوا یہ جو اجلال جادو نے کہا تو یکایک

ایک آندھی سیاہ اُٹھی تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا اور زمین سے شعلۂ آتش نکلنے لگے اس زور و شور سے ہوا چلی کہ صدہا درخت صحرا کے جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ کے گرنے لگے جو درخت گرا ساحرون کو پامال کیا کئی ہزار ساحران غدار درختون کے گرنے سے واصل جہنم ہوے ابتو اجلال گھبرایا پکار کر آواز دی کہ جو مین نے کہا تھا وہ نہ ہوا سحر کرنے والا میرے سامنے آئے تو احوال کھلے کیا چھپ کر سحر کر رہا ہی وہ سحر کرون کہ زمین تھرا جائے آسمان کو کہو تو زمین پر کھینچ دون انسان آسمان پر پہونچین تارے زمین پر ظاہر ہو جائین کہ یکایک پہلو سے نعرہ ہوا کہ او اجلال جادو کیون اسقدر غرور کرتا ہی مین نے چاہا تھا کہ مخفی ہو کے تجھے ذلیل کرون اگر تو مقابلے کا طالب ہی تو دیکھ مین تیرے سامنے آئی اجلال جادو نے جو حنظل جادو کو دیکھا اور سامنے سے گرد اُٹھی بارہ ہزار ساحر ملازمان حنظل اسباب سحر ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتے ہوے آئے اور بڑھ کر جو سحر کیا بارہ ہزار نے بارہ ہزار کو مارا اجلال جادو نے دیکھا کہ حنظل آسمان سے ہاتھ ہلاتی ہوئی آتی ہی جب ہاتھ ہلاتی ہی برق چمک کر گرتی ہی سو دو سو کے سر اُڑ جاتے ہین اور شاہزادہ شیران شیر سوار پر نگاہ ہی ہر مرتبہ اشارہ کرتی ہی کہ ای شہریار لڑتے ہوے نخلستان مین آجائیے مگر شاہزادہ خیال نہین کرتا ہنگامۂ دار و گیر بلند ہی اور شاہزادے نے پرون کو درہم و برہم کر دیا ہی لیکن حنظل جادو نے ایسے ایسے سحر کیے کہ اجلال کے قدم اُٹھے جاتے ہین کنیزان ملکہ حنظل ایک طرف سے سحر کر رہی ہین ایک طرف سے بارہ ہزار ساحر لڑ رہے ہین اور ایک طرف شاہزادہ شیران شیر سوار شیرانہ و رستمانہ جنگ کر رہے ہین آسمان سے حنظل کے سحر کی بوچھار ہی آخر کو اجلال جادو کے قدم اُٹھ گئے اور لشکر نے بھی اسکے شکست فاش کھائی ملکہ حنظل جادو نے خیمون مین آگ لگا دی جب بارگاہین جلین تو اجلال الگ ہوا گھوڑا اُڑاتا ہوا چلا تیس ہزار ساحر باقی ماندہ اس کے ساتھ بھاگے ہوے جاتے ہین ملکہ حنظل جادو نے حکم دیا اس کو گھیر کر مار لو اجلال جادو تین کوس تک بھاگا اُسی صحرا مین ایک نخل تھا اُسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے تھے نعت احمدؐ مختار و منقبت جناب حیدرؑ کرار غیر فرار کے اشعار پڑھ رہے تھے نظم

شان پیغمبرؐ ہی یا قوسین شان بوترابؑ ۱۱
کب کسی سے اور کھنچتی ہی کمان بوترابؑ

طاعت حق ہی بہشت جاودان بوترابؑ
زہد و تقوی تو بہار بیخزان بوترابؑ

چڑھ کے حضرت نے اُکھاڑا قلعۂ خیبر کا در
بن گئین موجین ہوا کی نردبان بوترابؑ

مُنھ مین ہی جب تک زبان کیجے ثنائے بوالحسن
جب تلک ہین کان سُنیے داستان بوترابؑ

گردن افلاک مین ہون کیون نہ انجم کے جرس
ہین یہ ساتون ناقہ ہائے کاروان بوترابؑ

نزع کے دم غش نہوگا مجھپہ طاری ہی یقین
لخلخہ ہی گیسوئے عنبر فشان بوترابؑ ۱۱

حکم حق سے جب کیا بام خلافت پر عروج
تھے کجاوے اشترون کے نردبان بوترابؑ

کیون نہ روح فاطمہؑ نالان ہو مثل عندلیب
کٹ گیا مقتل مین کیسا بوستان بوترابؑ

قوتِ حیدری سے قایم ہی امامت کی بنا ہی قیامت تک جوان بخت جوان بوترابؑ
کس جگہ کس بزم مین کس شہر مین چرچا نہین ہر زبان سے سُنتے ہین ہم داستانِ بوترابؑ
غنچۂ گلزار ایمان ہی دہانِ بوالحسن موجۂ دریاے عرفان ہی زبانِ بوترابؑ
کیون نہ پھر سجدہ کرے مقبولِ خالق ای اسیر سر مرا ہی اور سنگ آستانِ بوترابؑ

اجلال جادو دوڑا ہوا زیر نخل آیا اور پکار کے آواز دی کہ ای طائران خوشنوا تم سب کو قسم ہی تمھارے ہی ممدوح کی کہ تم یہان سے چلے جاؤ میری راہ نہ روکو سب اُڑ گئے اب ایک طائر کلان قریب شاہزادۂ شیران شیر سوار کے آیا اور تڑپ کر گرا ہیکل گلے سے اُتار لیگیا حنظل جادو نے ہر چند ماش کے دانے پھینکے مگر وہ طائر کسی طرح سے نہ رُکا اُڑتا ہوا سامنے اجلال جادو کے آیا ہیکل منقار سے چھوڑ دی اجلال جادو نے ہیکل اُٹھا کر جھولی مین رکھ لی شاہزادے پر سحر کیا شاہزادۂ شیران شیر سوار لڑنے سے رُکا اجلال جادو نے ساحرون کو اشارہ کیا ساحرون نے سحر کر کے شاہزادے کو گرفتار کر لیا ہماے تیز رفتار نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادے کو ساحرون نے گرفتار کر لیا یہ بھاگ کر ایک غار مین جا کے چھپا حنظل جادو کڑک کر گرجی ہاتھ ہلایا کہ برق جہندہ نے سر کو اجلال جادو کے زخمی کیا اجلال جادو بوجہ زخم سر کے پریشان ہوا ایک نخل کے سائے مین آکے سر اپنا بیخ نخل سے رگڑا اُسی وقت زخم اچھا ہو گیا خون وغیرہ موقوف ہوا اب اجلال جادو اور ملکہ حنظل جادو سے مقابلہ پڑا کیسے کیسے سحر ہوے اجلال جادو نے زمین ہلا دی مگر ملکہ حنظل جادو نے بڑھ کر سحر کیا افشان ماتھے سے چھڑا کر پھینکی ہزارہا تارہ گرا کہ زمین کی جنبش موقوف ہوئی اجلال جادو نے کمر سے ایک ہلال نکالا کہ کاغذ کا کٹا ہوا تھا اُس کو اُٹھا کر پھینکا ہزارہا ہلال زمین پر گرا ستارون کو سیاہ کر دیا تمام میدان سیاہ ہو گیا بعد تارون کے مٹنے کے اجلال جادو نے سحر کیا کہ چند عورتین صحرا سے نہایت حسین وجمیل پیدا ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گاتی تھین

نظم

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے بھر دیے آنکھون نے کاسے شربت دیدار سے
چاہیے لیکر جواب نامہ قاصد ہو پھرا بال ہدہد کی ہوا آتی ہی کوے یار سے
بعد مردن بھی رہیگا دل کو شوق قصر یار سایہ بنکر روح لپٹے گی مری دیوار سے
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہی مری گوش گل بلبل کی سنتا ہی زبانِ خار سے
آرزومند شہادت ہون ارادہ ہی یہی بھیک مانگون زخم ای قاتل تری تلوار سے
خار خار دل سے جاتی ہی ہماری جان یار دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گلِ رخسار سے
نیند آتی ہی کسے آتش فراقِ یار مین خواب کو نفرت ہی اپنے دیدۂ بیدار سے

یہ اشعار عاشقانہ جو حنظل جادو نے سُنے جھومنے لگی آنکھین سُرخ ہو گئین اجلال جادو نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا مزاج کیسا ہی دیکھو یہ سحر سامری وجمشید ہی اس سحر مین بڑا بھید ہی حنظل جادو نے چاہا کہ سحر کرون اجلال جادو نے ایک کنیز پر سحر کیا

وہ کنیز تڑپ گئی سرہلاتی ہوئی قریب حنظل جادو کے آئی کہا اے ملکۂ عالم اجلال جادو نے مجبور سحر کیا ہے کہ مین اپنے قابو مین نہین ہون مناسب یہ ہے کہ اپنی زبان نکالیے مین زبان مین آپکی سوزن دونگی حنظل جادو نے ہرچند چاہا کہ اپنے کو روکون مگر ہاتھ پاؤن قابو مین نہ تھے مجبور و ناچار ہو کے مُنھ کھول دیا اُس کنیز نے زبان مین ملکہ حنظل جادو کی سوزن دیدی جب ملکہ کی زبان مین سوزن دی جا چکی تو پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ ساحران آئیے لونڈی آپ کا حکم بجالائی اجلال جادو نے آ کے ملکہ حنظل کو بھی گرفتار کر لیا شاہزادۂ شیران شیر سوار اور ملکہ کو مقید کیا شب ہو گئی تھی اُسی صحرا مین اُتر پڑا ہمارے تیز رفتار نے رات کو بہت بہت فکر کی مگر دیکھا کہ لشکر مین اجلال کے جاگ ہو رہی ہے ہر طرف حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے کیا مجال ہے کہ غیر راستہ چل سکے ہمارے تیز رفتار لشکر مین نہ جا سکا روتا ہوا پلٹا ایک غار مین چھپ کر بیٹھا دل سے اپنے باتین کر رہا ہے کہ جہان آقا کو لے کر جائیگا مین بھی ساتھ جاؤنگا یا اپنی جان دونگا یا آقا کو چھڑاؤنگا یہان اجلال جادو کو مشیرون نے صلاح دی کہ قلعۂ گلشن حصار پر بڑے جماؤ ہین سکندر بن ہیکلان و ہیکلان و پسران نوشیروان مقابلۂ اہلِ اسلام مین اُترے ہوے ہین وہین ان دونون کو لے چلیے ہاتھ سے سکندر بن ہیکلان کے قتل کروائیے گا اُن لوگون کو اختیار ہے کہ چاہے فرزند حمزہ کو قتل کرین چاہے رہا کرین آپ اِس مقام پر اِنھین قتل نہین کر سکتے بہتر یہی ہے کہ وہین لے چلیے اجلال جادو کو یہ راے مشیرون اور وزیرون کی بہت پسند آئی اور تمام اہل لشکر نے بھی یہی راے دی کہ بخدمت سکندر بن ہیکلان حاد مغربی چلیے وہ بادشاہ جلیل ساحرون کا کفیل ہے اور بھی کام آپ کے سپرد کریگا آپ ایسا ساحر آج تک وہان آیا نہ ہوگا ہم سب کی خاطرین ہونگی مسلمان بالکل سحر سے بے بہرہ ہین ایک ایک ساحر دس دس بیس بیس سردارون کو قتل کریگا لاکھ ہوشیار رہون مگر ساحر کے سامنے غیر ساحر کی عقلمندی نہین چلتی ایسے پریشان ہونگے کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا آپ اُن سب کے راستے بند کر دیجیے گا ہم گھیر گھیر کر مسلمانون کو قتل کرین گے آپ کی دربار سکندر مین بڑی قدر و منزلت ہوگی وہ تو جویا ہین کہ کوئی ساحر معقول آئے اور ہماری شرکت کرے ہم آپ لوگ جو چلین گے اپنے نام پر طبل جنگی بجوائین گے ایک سحر مین سب مسلمان تربتر ہو جاوین گے ہمارے ہاتھ سے کیونکر امان پاوین گے غرض شب بھر یہی صلاحین رہین اجلال جادو نے صبح کو لشکر تیار کرایا شاہزادۂ شیران شیر سوار اور ملکہ حنظل جادو کو ایک ہی ارابے پر سوار کیا چند کس جو اہلِ فوج حنظل گرفتار ہوے تھے بعض نے لات و منات پرستی اختیار کی اور جنکے مذہب کامل تھے اُنھون نے انکار کر کے جان دی اجلال جادو چلا نیزہ دار گرد ارابے کے ہین جس طرف سے گذرتے ہین وہ افسوس کرتا ہے کہ کس ظالم نے اس معشوق خوبرو کو قید کیا ہے ملکہ حنظل جادو کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دمبدم شاہزادۂ شیران سے عرض کرتی ہے کہ اے شہریار آپ کی محبت مین اس کنیز نے بڑے صدمے اُٹھائے کیا عرض کرون جو حالت ہے اب تو یہ کیفیت ہے نظم

کیا کہون جو کہ حقیقت دلِ ناشاد کی ہی +
فرطِ غم سے یہ شکایت دلِ ناشاد کی ہی
نہ قفس کرتا ہی وا اور نہ رہا کرتا ہی +
مہ جبین ہوتے ہین دیوانہ صفت جمع یہان +
لے وہ کوئی ستم دیدہ ہی مصروف فغان
آشیان چھوڑ کے کیونکر نہ گریزان ہون طیور
ایک ہی وار مین کرتی ہی جدا سر تن سے
سیکڑون جور و ستم روز کیا کرتے ہو
یار کے روے کتابی کا جو نقشہ کھینچین
وصل کی شب ہی لپٹ جاؤ گلے سے آکر
مین سناؤن تجھے ای شیرین دہن تو جو کہے
بیڑیان پاؤن مین دیوانے کے پہنا مینگے
رشک سے قامتِ موزون کے ترے ای گلرو

رنج و غم بھاتا ہی طاقت نہین فریاد کی ہی
کاہش ہجر فلک نے مجھے امداد کی ہی +
گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی
شاید آمد مرے محبوب پریزاد کی ہی +
آتی آواز مرے کان مین فریاد کی ہی +
باغ مین گرم خبر آمدِ صیاد کی ہی +
تیز شمشیر نہایت مرے جلاد کی ہی
انتہا کچھ بھی تمھاری اجی بیداد کی ہی
اتنی جرأت تو نہین مانی و بہزاد کی ہی
آرزو جان جہان یہ دلِ ناشاد کی ہی
آگئی یاد کہانی مجھے فرہاد کی ہی
آج کل اُن کو تلاش اسلیے حداد کی ہی
جھک گئی دیکھ کمر باغ مین شمشاد کی ہی

شاہزادہ شیران شیر سوار نے فرمایا ملکہ صبر کرو عیار ہمارا نکل گیا ہی دل کو یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی تدبیر کریگا انشاء اللہ سامان رہائی ہوگا ای ملکۂ عالم ہوسکتا ہی کہ ہماری قید سکندر کے پاس پہونچے اور قبلہ و کعبہ کو خبر ہو اور قبلہ و کعبہ تدبیر رہائی نہ کرین بھائی ہمارے رستم پیلتن و عمرو بن حمزۂ یونانی خبر سُن کر بیقرار نہو جائین گے اور سحر پر جو ان بے حیاؤن کو ناز ہی قبلہ و کعبہ ہمارے صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہین وہ ساحر سے کب ڈرتے ہین وہ اکیلے قیامت برپا کردینگے ہمارے سرداران تہمتن کب صبر کرینگے فوراً آپڑینگے وہ معرکۂ عظیم پڑیگا کہ میان اجلال جادو کو جان بچانا مشکل پڑیگی اور بھاگتے راستہ نہ ملیگا اچھے مقام پر چلا ہی ای ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ اب وقت رہائی قریب آیا حنظل نے کہا کہ مین آپ کے بزرگون سے کیونکر ملونگی یقین ہی کہ مجکو دیکھ کر بدظن ہون اور طعن و تشنیع کرین آپس مین شاہزادہ شیران و ملکہ حنظل یہ کلام کرتے ہوے قید مین جاتے ہین مگر ہمارے تیز رفتار نے جب دیکھا کہ لشکر چلا تو یہ بھی غار سے نکلا طرف لشکر کے بھاگا کہ جاکے لشکر مین خبر کرون کہ آقا قید ہوگئے اور اُنکی قید لیے ہوے اجلال جادو آتا ہی یقین ہی سرداران تہمتن اس بات کو نہ گوارا کرینگے کہ سامنے سکندر کے قید پہونچے راہ مین رہا کرلینگے ہمارے تیز رفتار یہ سوچتا ہوا بدحواس بھاگا ہوا آتا ہی کنارے پر لشکر کے زار زار روتا پہونچا تھا کہ کرب غازی سے ملاقات ہوئی کرب غازی نے جو ہمارے تیز رفتار کو بدحواس دیکھا پوچھا کہ کیون ای عیار طرار کہان تھے ہمارے تیز رفتار نے عرض کی کہ شاہزادے کو ایک ساحرہ اُٹھاکے لے گئی تھی عجب معرکے پڑے مگر شاہزادہ شیران شیر سوار مع ساحرہ کے قید ہوگئے اب وہ ساحر قید لیے ہوے آتا ہی کرب غازی نے کہا بس اب یہین ٹھہرو مین جاکے شاہزادے کو رہا کرلونگا

یہ ذکر تھا کہ کوہان قزاق بھی آکے پہونچا اُسنے جو یہ حال سُنا کہ شاہزادہ شیران شیرسوار کی
قید آتی ہی عرض کی کہ ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین مین جاکے تہلکہ ڈالدونگا اُس کی بھی
یہ مجال ہی کہ شاہزادے کو قید کرسکے کرب غازی نے کہا کہ مین کیونکر گوارا کرون کہ تم جاؤ
کوہان قزاق نے عرض کی کہ مین زیادہ حقدار ہون کرب غازی نے کہا کہ تم بعد آنا
اور ہمارے تیزرفتار سے کہا کہ تم میرے ساتھ رہو اب خدمت صاحبقران عالیشان مین
نہ جاؤ فوراً کرب غازی سوار ہوے کوہان قزاق نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار دن دہاڑے
جانیکا ارادہ ہی کرب غازی نے فرمایا یہی تو ہم مین تم مین فرق ہی کہ تم رات کو ڈاکہ مارتے ہو اور
ہم دن دہاڑے جاتے ہین یہ کہکر کرب غازی نے بوق ترکی بجایا تیسری آواز مین چالیس ہزار
قزاق حربہ ہاے جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہوکے آکر حاضر ہوے اور کرب غازی گھوڑے
کو اُڑاتے ہوے چلے کوہان قزاق نے آکے لشکر مین خبر کی کل لشکر تیار ہوا یہی ہلڑ ہی کہ
جلدی چلو کل لشکر شاہزادۂ شیران شیرسوار کا کوہان قزاق کے ہمراہ ہوا کوہان بھی
بہ تعجیل چلا کہتا ہی کہ ای یارو ایسے جلدی چلکر گرو کہ کرب غازی نہ پہونچنے پاوین اور ہم
لوگ پہلے پہونچین حقیقت مین یہ لوگ نزدیک کے راستے چلے اور کرب غازی دوسرے
راستے سے جاتے ہین مگر اجلال جادو قید شاہزادۂ شیران شیرسوار و ملکہ حنظل جادو کی
لیے ہوے آتا ہی کہ کوہان قزاق نے آکے نعرہ کیا کہ منم کوہان قزاق اور جملہ سردار
بھی اپنے اپنے نام کا نعرہ کرکے گرے چند ساحرون کو قتل کرنے پائے تھے کہ سپہ سالار
لشکر اجلال یعنے نہنکال جادو آگے بڑھا ہوا تھا اُسنے بڑھ کر سحر کیا سب سردار اور
قزاق بیکار ہوگئے جادوگر سوار و پیدلون کو قتل کرنے لگے اور شاہزادۂ شیران شیرسوار
نے ارابے پر سے دیکھا کہا لو ملکۂ عالم غضب ہوا ہرچند کہ یہاتنسے ابھی لشکر دور ہی مگر سردار
ہمارے آپڑے بیچارے سحر مین گھرگئے وہ دیکھیے بے بسی سے قتل ہو رہے ہین سب
قزاق دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم فتح نصیب کر دس بیس جوان قتل ہوے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی اور بوق ترکی کی آواز آئی نہنکال جادو بڑھا پلٹ کر ساحرونسے
کہا کہ تم تو ان سب کو قتل کرو یہ جو آتے ہین مین ان کو لیتا ہون کرب غازی سب کے
آگے بڑھے ہوے تھے گھوڑا ایک ٹٹ ڈالے ہوے آتے تھے جیسے ہی دیکھا کہ ایک ساحر
زبردست اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے لشکر سے نکلا ہی کرب غازی نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تین پھال کا تیر کمان مین رکھکر سینۂ پُرکینہ کو نہنکال کے تاک کر تیر مارا نہنکال تو
بیخبر ہو رہا تھا تیر نے سرمو خطا نہ کی آکر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا نہنکال جادو
کے مرتے ہی سب سردارون نے رہائی پائی پھر اُسی طرح سے لڑنے لگے کرب غازی نے
آکے قزاقون کو منتشر کیا دس دس بیس بیس کا غول باندھ کر اس طور سے گرے کہ تمام فوج
غار مین تہلکہ ڈالدیا اجلال جادو خود سحر کر رہا ہی مگر آواز بوق ترکی نے کل ساحرون کو
دیوانہ کر دیا ہی بھاگے بھاگے پھر رہے ہین قزاق گھیرتے پھرتے ہین نیزہ و تیر چل رہے ہین کہ

لڑتا بھڑتا کوہان قزاق قریب ارابے کے پہونچا چند ساحرون کو مارا ملکہ حنظل جادو کی زبان سے
سوزن نکالی جیسے ہی ملکہ کی زبان سے سوزن نکلی ملکہ حنظل جادو نے سب قید کو توڑ کے پھینک دیا
جھلا کر اُٹھی بجلی کان سے اُتار کر فوج اجلال پر پھینک ماری اُن سب پر ایک برق کڑک کڑک کر
گرنے لگی شاہزادے کو رہا کیا کچھ زیور اپنا شاہزادے کو دیا عرض کی کہ اس کی وجہ سے حضور
پر سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر لڑتی ہوئی چلی جس غول مین پہونچی اُسکو تہ و بالا کر دیا اجلال جادو نے
کہا کہ صاحبو ہٹو مین سحر عالم گیر کرتا ہون یہ کہکر کچھ ماش کے دانے او۔ کچھ روئی کے گالے طرف
آسمان کے پھینکے یکایک ایک ٹکڑہ ابر سرخ آیا اُس سے پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا
حنظل جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا قریب اجلال کے آکر للکارا کہ او نامردان بیچارون نے
تیرا کیا لیا ہی مجھپر سحر کر تو تجکو حال معلوم ہو اجلال جادو نے جو قاتل دختر کو ایسے کلام کرتے
ہوے دیکھا ابر کو اشارہ کیا اب ابر سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا
ملکہ نے جو سحر کیا کئی سو ساحر اجلال جادو کے بھی مرے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحر
پکار رہے ہین کہ ای افسر آپ نے تو ہاتھی کی مثل پوری کی ہم لوگ جلے جاتے ہین آخر کار حنظل
نے بڑھکر ایک سحر کیا کہ جو شعلے آگ کے گر رہے تھے اُن شعلون کو سحر نے حنظل کے مٹایا حنظل
نے جو سحر ابر اجلال مٹایا اجلال جادو کو بڑا غصہ آیا ایک گولہ نکال کر طرف صحرا کے مار دیا گولہ
کے مارتے ہی بہت سے شیر و پلنگ صحرا سے پیدا ہوے ساحر کو جو دیکھتے ہین تو مُنھ پھیر لیتے ہین
اور جس مسلمان کو دیکھا اُسے چیر پھاڑ کے کھا گئے حنظل جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا شیرون کی جانب
آواز دی کہ ای شیران صحرا گوشت ساحر کا تو میٹھا ہوتا ہی ذرا کھاکے تو دیکھو کیون تامل کرتے ہو
شیرون نے ساحرون کو چیرنا پھاڑنا شروع کیا اجلال جادو نے دیکھا کہ شیر لشکر ساحران تباہ و
برباد کر رہے ہین للکار کر کہا کہ ای شیران صحرا تم جاؤ مین نے تم سب کو ناحق تکلیف دی یہ سُن کر
ملکہ حنظل جادو نے پکار کر کہا کہ ای شیران صحرا ہمنے تمھاری دعوت کی ہی اب آکے نہ پلٹو اس آواز
سے وہ رُک گئے ایکطرف سے قزاق ساحرون کو قتل کر رہے ہین اور ایک طرف سے شیران صحرائی
نے تہلکہ ڈالا ہی اجلال جادو نے آخر کو برق چمکائی سب شیرون کو قتل کیا گویا مجبور ہو کے
اپنا سحر آپ مٹایا پھر اجلال جادو نے پکار کے کہا کہ او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ اب میرے ہاتھ
سے بچ کر کہان جائیگی اس طرح تجکو قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر
روئین اور مجکو افسوس نہ آئے ملکہ حنظل جادو نے پکار کر کہا کہ ای اجلال جادو اب مزہ
سحر کا ملیگا اجلال نے بڑھ کر ایک دستک دی کہ صحرا سے چند نازنینان مہ جبین ہنستی ہوئی
آئین اور یہ اشعار عاشقانہ اُنکی زبانون پر ہین نظم

ظاہر ہی یہ ای یار تری کم سخنی سے — لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے
اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسفؑ — کچھ پیش نہین جاتی ہی قسمت کے دھنی سے
بوسے نے لب یار کے کھوئی ہی تپ غم — یہ آگ بجھائی ہی عقیق یمنی سے
افسانے سے بدتر ہی جو ہو راز ہویدا — اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہی اُدھر ابر اِدھر ہنس رہی ہی برق ‌ ‌ گریہ سے کوئی خوش ہی کوئی خندہ زنی سے
طفلی مین اشارہ تھا یہ اُس چشم سیہ کا ‌ ‌ ہم آنکھ لڑائین گے غزال ختنی سے
وہ صدمے اُٹھائے ہین تپ عشق سے مین نے ‌ ‌ اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے
گر دو سنے نہ ہو دولتِ دنیا کا طلبگار ‌ ‌ کب فیض کو پہونچا ہی کوئی مال دنی سے
افسوس کہ فرہاد کو پہلے یہ نہ سوجھی ‌ ‌ سر پھوڑ کے مرجانا تھا اس تیشہ زنی سے
اسد رسے مغرور زمین پر نہ رکھا پانؤن ‌ ‌ چھوٹے نہ ہمارے کبھی گل پیرہنی سے
کیا چیز ہی ای آہ ترے سامنے گردون ‌ ‌ فولادی سپر ٹوٹی ہی برچھی کی انی سے
کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش ‌ ‌ مجبور ہی یہ خاک کا پتلا شدنی سے

ملکہ حنظل جادو یہ اشعار سُن کر جھومنے لگی مگر ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک طائر سُرخ رنگ جھومتا ہوا آیا آتے ہی اُس طائر نے سر پر حنظل جادو کے عکس ڈالا ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ وہ طائر جل کر خاک ہوا وہ جو ملکہ پر ایک غفلت طاری ہونے لگی تھی وہ دفع ہوئی جوش مین آکر کپڑے ہاتھ سے اُتارے طرف اُن عورتون کے پھینک مارے ایک غبار سیاہ اُٹھا کہ وہ عورتین غبار مین چھپ گئین بعد تھوڑی دیر کے جب غبار رہٹا اجلال جادو نے دیکھا کہ سب کے ہاتھ پانؤن مین ہتھکڑیان اور بیڑیان پڑی ہین سب کی سب کوس رہی ہین کہ نگوڑے اجلال کو لات ومنات غارت کرین کہ ہم کو قید ہونے کو بلایا تھا اب ہم کو قید سے کوئی رہا نہین کرتا اجلال جادو بڑھا پکار کے آواز دی کہ ای کنیزان رنگین ادا تم گھبراؤ نہین مین تم کو قید سے رہا کرونگا مین نے تم سب کو اور کام کے واسطے بلایا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ اس بلا مین تم سب پھنس جاؤ گی یہ کہکر چاہا کہ بڑھ کر قید سے رہا کرون جیسے ہی ایک کنیز کو چھوا اِس کے بھی ہاتھ مین ہتھکڑیان پڑگئین دوسری نے بڑھ کر بیڑیان پہنائین اور طوق گلے مین ڈالا اب اجلال جادو نے چاہا کہ پیچھے ہٹون سب کنیزون نے آکے گھیر لیا کوئی جوتی اُتار کر مارتی ہی کوئی گھونسا مارتی ہی کوئی ٹھوکر لگاتی ہی اجلال کی ضیق مین جان ہی حیران حیران ایک ایک کا مُنھ تکتا ہی کچھ مُنھ سے نہین کہہ سکتا ہی ایک کنیز نے دوڑ کر گلے مین ہاتھ ڈال دیے اور مُنھ پر مُنھ رکھا اجلال جادو نے زبان نکال دی دوسری جو برابر کھڑی ہوئی تھی اُسنے زبان مین سوزن دی اب تو اجلال جادو مجبور وناچار ہوا ہتھکڑیان بیڑیان ہلانے لگا ملکہ حنظل جادو نے قریب آکے سر زنجیر کو تھام لیا اور کنیزون کو علیحدہ کیا کہا کیون اجلال اب تمھارا کیا حال کرون پانؤن مین جو بھاری بوٹ پہنے تھی وہ اُتار کر پانچ چار اجلال جادو کے لگائے اجلال رو رہا ہی اور حنظل جادو وہ سحر کر رہی ہی کہ ہاتھ پانؤن مین اجلال کے رعشہ ہی زبان مین سوزن پڑچکی ملکہ حنظل جادو نے سر زنجیر تھام کر طرف صحرا کے اشارہ کیا اور مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا اور کہا کہ ای اجلال جادو سکندر سے جاکر ملاقات کرو وہ تمھارے بہت مشتاق ہین بڑی قدر کرین گے اجلال نے پکار کے آواز دی کہ ساتھ والو آؤ مین بر اسے ملاقات سکندر جاتا ہون دس ہزار جادوگر اس کے ساتھ کے باقی تھے وہ

انکی ہمراہ ہوے اجلال جادو زنجیرین ہلاتا ہوا طرف سکندر کے روانہ ہوا یہان سکندر
بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ اجلال جادو شاہزادہ شیران شیر سوار کو لیے ہوے
آتا تھا آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا مگر سرداران شیران شیر سوار و کرب غازی نے
جا کے اُس کا لشکر تباہ و برباد کیا اب نہین معلوم کیا معرکہ گذرا سکندر خود سوار ہو کے چلا
کہ زنجیر کی جھنکار کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ ایک ساحر تاج وغیرہ پہنے ہوے مگر مسلسل و
مطوق دس ہزار ساحر پشت پر روتا ہوا آتا ہی سکندر نے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ ای
اجلال تم کیون اسقدر پریشان ہو تمھین کسنے قید کیا اجلال جادو نے اشارہ کیا کہ میری
زبان سے سوزن نکال لیے تو تماشا دیکھیے سکندر نے زبان سے اسکی سوزن نکالی سوزن کے
نکلتے ہی اجلال جادو تڑپ کر بلند ہوا کرب غازی مع اپنے قزاقون کے اور سرداران
شیران مع شاہزادہ شیران و ملک حنظل جو آتے تھے اجلال نے بڑھ کر ان سبھون پر
آگ برسائی اہل لشکر جلنے لگے ایک تہلکہ پڑا ہوا ہی حنظل جادو ہرچند کہ اُس سحر کو دفع کرتی
ہی مگر سحر دفع نہین ہوتا چند شعلے حنظل کو لپٹے جاتے ہین حنظل جادو تڑپ تڑپ کر الگ ہوتی
ہی مگر شعلے کسی طرح نہین ہٹتے زیور اپنا سب اُتار اُتار کے پھینک چلی کیسے کیسے ابر بنا کے
پانی برسایا مگر کچھ نہوا لیکن جب سکندر چلا ہی تو نوبت و نقارے کی صدا کان مین صاحبقران کے
پہونچی سر اُٹھا کے فرمایا کہ خواجہ ذرا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہی خواجہ عمرو بارگاہ
سے نکلے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سکندر جاتا ہی خواجہ عمرو پورے طور پر سب حال
دریافت کر کے پلٹے آکے صاحبقران زمان سے سب حال عرض کیا صاحبقران سُنتے ہی
خود اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مقام تعجب ہی کہ کرب غازی وغیرہ گئے اور ہم کو خبر نہ ملی
صاحبقران زمان اکیلے چلے مگر صاحبقران کے جاتے ہی کل سردار تیار ہو کر چلے مالک
و بہرام وغیرہ گھوڑے دوڑاتے ہوے جاتے ہین اُس وقت آکے پہونچے کہ لشکر سکندر
لشکر شیران شیر سوار کو قتل کر رہا ہی اجلال جادو آگ برسا کے سکندر بن ہیکلان
کے پاس آیا ہی اور کہتا ہی کہ اس ابر کو کوئی مٹا نہین سکتا یہ ابر وہ ہی کہ دس برس تک
آگ برسائیگا دیکھون تو اب بی حنظل جادو اس کا کیا علاج کرتی ہین کہ صاحبقران زمان
نعرہ کر کے گرے حنظل جادو مجبور و ناچار ہو کے زمین پر اُتری ہی شاہزادے کو بچا رہی
ہی اور آپ بھاگتی پھرتی ہی شاہزادہ شیران شیر سوار سے کہتی ہی کہ اجلال نے یہ کس
قیامت کا سحر کیا ہی کہ جسکا دفعیہ ممکن نہین کل تدبیرین کر چکی مگر یہ ابر کسی طرح نہین ہٹتا
کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ صاحبقران سو امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم
خدا لیغہ شمشیر جار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام + بن کافران
از جہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ در خاک کرد + سکندر نے اجلال جادو سے کہا کہ
لو اجلال غضب ہوا حمزہ آگیا مین تو اب لشکر کو پھیرے لیے جاتا ہون تم بھی پلٹ چلو اسی
مین بہتر ہی اجلال جادو نے کہا کہ مین تو نہ پلٹونگا یہ وہ سحر ہی کہ ایک حمزہ تو کیا ہی اگر

ہزار حمزہ آوین گے تو اُن کو جلا دیگا سکندر دوسرے پہلو سے نکل کر چلا تمام مغربی نام سے
صاحبقران زمان کے ڈرتے ہین سب غول باندھ کر نکلے اجلال جادو ابر کو اشارہ کر رہا
ہی کئی ہزار قزاق کرب غازی کے چلے اور لشکر شیران شیرسوار جو آیا تھا نصف نشانہ ہو گیا
اور شعلہ ہاے آتش تڑپ تڑپ کر گر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ حنظل جادو کو جلا دین مگر
حنظل جادو گرد شاہزادہ شیران شیرسوار کے چرخ مار رہی ہی چاہتی ہی کہ شاہزادے
کو بچاؤن ایسا نہ ہو شعلہ ہاے آتش ان کو جلا دین صاحبقران عالیشان جو لڑتے ہوے قریب
شیران شیرسوار پہونچے تو شاہزادے کو پریشان دیکھا اور ایک نازنین کو بھی دیکھا کہ کیسے
کیسے سحر کر رہی ہی مگر کچھ نہین ہوتا امیر نے قریب شیران آتے ہی اسم اعظم پڑھا شعلے پانی
ہو کے گرے مگر حنظل جادو کو پوچھا کہ اے فرزند یہ کون ہی شاہزادہ شیران شیرسوار نے
شرما کے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی کہ کنیزان شاہی مین سے ہی صاحبقران زمان نے
حنظل جادو پر بھی اسم اعظم دم کیا فرمایا کہ اے شاہزادی کیون گھبراتی ہی مین ابھی اس سحر
کو بحکم خدا دفع کرتا ہون مگر اجلال جادو برابر سحر کر رہا ہی تلوار کھینچے لڑ رہا ہی آخر جھولی
پر ہاتھ ڈال کر ایک چراغدان نکالا اور اُس کو چوماک روشن کیا اُس چوماک سے شعلۂ آتش
بہ افراط نکلنے لگے اور وہ شعلے جا جا کر ابر مین ملنے لگے صاحبقران زمان نے قریب چراغدان
آکے چراغدان پر ایک ٹھوکر ماری ہزارہا شعلہ صاحبقران پر گرا مگر صاحبقران تو
صاحب اسم اعظم ہین کسی شعلے نے اپنا کام نہ کیا صاحبقران کے اسم اعظم ورد زبان ہی جو
شعلہ قریب آتا ہی وہ پانی ہو کے گر جاتا ہی اجلال جادو حیران و پریشان ہی کہ میرا یہ سحر
کیون نہین تاثیر کرتا دمبدم ابر کو زور دے رہا ہی کبھی سامری و جمشید کا نام لے لیکر
پکارتا ہی کہ یا خداوند یہ سحر آپ کا بنایا ہوا ہی صاحبقران پر کیون نہین تاثیر کرتا آپنے
فرمایا تھا کہ اگر مین بھی سامنے کھڑا رہونگا تو اس آگ سے جل جاؤنگا یہ کیا باعث ہی کہ ان پر
سحر تاثیر نہین کرتا جب اپنی ذات کی قید لگا دی تھی کہ مین بھی اس کو دفع نہ کر سکونگا تو آپسے
زیادہ کون ہی کہ جسپر تاثیر نہین کرتا ابر سے ایک ساحر پیدا ہوا سراپا شعلۂ آتش بنا ہوا
تھا اُسنے آکے کہا کہ اے اجلال جادو مین ناچار ہون کیسی کیسی آگ گرائی مگر نہین معلوم یہ
کون شخص ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا مگر پھر مین آسمان پر جاتا ہون شعلہ ہاے آتش گراتا ہون
حنظل جادو نے جو دیکھا کہ وہ ساحر پھر قصد کر رہا ہی چاہتا ہی کہ ان ابر مین جا کر مخفی ہون
کہ حنظل جادو نے کہا اے شہریار یہی ساحر آتش بدن بانی ابر ہی اس کو بھیجے جانے نہ پائے
صاحبقران نے جب دیکھا کہ وہ ساحر چرخ مار کے چلا تو صاحبقران نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا تیر جا کر سینہ پر اُس ساحر کے پڑا اور توڑ کر پشت
کو پار گذرا اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند سامری و جمشید مذہب آپکا
اطل ہوا مجھ ایسا شخص مارا گیا مین تو خدمت مین آتا ہون مگر آئندہ کسی کا دعوی نہ چلیگا
اس شخص کے ہاتھ سے سب مارے جاوین گے کوئی اسپر فتح نہ پائیگا یہ کہہ کر زمین پر گرا اور

تڑپ تڑپ کر مثل ہیزم خشک کے جلا جسم سے بجاے خون کے شعلۂ آتش نکلے اُنھون نے جلا کر ابر کو پراگندہ کیا اور ایک بڑا ٹکڑا ٹکڑے ٹکڑے ہوکے منتشر ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام من آتش بدن بود اجلال جادو کے ہوش اُڑ گئے اب جو سحر کرتا ہی حنظل جادو اُس کو دفع کرتی ہی شاہزادۂ شیران شیر سوار پشت پر صاحبقران کی جنگ مین مصروف ہین ساحرون کا بلوہ کم ہوتا جاتا ہی قزاقان کرب غازی نے جو جلت پائی گھوڑون کو دوڑانا شروع کیا جب اجلال جادو سحر کرتا ہی گھوڑون کو اُن کے روک دیتا ہی کرب کیسے حیران و پریشان ہوتے ہین آخر کو صاحبقران کو آواز دیتے ہین کہ ای شہریار غلام کو بچا لیجیے صاحبقران زبان پڑھ کر اسم اعظم پڑھتے ہین تب کرب رہائی پاتے ہین پھر لڑنے لگتے ہین مگر ملکہ حنظل جادو نے غور کر کے دیکھا کہ زور اجلال جادو کا بڑھتا جاتا ہی اور خود مقابلۂ صاحبقران مین نہین آتا حنظل جادو نے ایک درخت کے قریب آ کے ایک شاخ توڑی اُنگلی اپنی تراش کر خون اُس کا اُس شاخ پر چھڑکا اور اُسکو پھینک مارا آواز دی کہ ای گل اندام و گلعذار آؤ دیکھون تو کیا رنگ دکھاتی ہو وہ شاخ جو زمین پر گری اُس سے ایک نخل پیدا ہوا دو نازنینان مہ جبین بہ ناز و کرشمہ بیچ سے اُس نخل کے نکلین صحرا پُر بہار ہوا غنچے چٹکے پھول مثل عروس اپنی رعنائی و زیبائی دکھانے لگے لیکن اُن دونون نازنینون نے اپنے کو بڑھایا سامنے اجلال جادو کے آکے بتا بتا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

نکہت زلف جنون خیز ہی تجھ مہرو کی +
شعلہ ور رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
چشم و گیسو کا انھین میری طرح سودا ہی
ذرے افشان کے چمکتے ہین ستارون کی طرح
ای جنون کیون نہ ہو مجموعۂ خاطر برہم
تازہ مضمون کمر یار تو نہین آنے کا +
قرب عارض نہین ہاتی ہین ہوا سے زلفین
نور کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہی اُنکا
شب کو سلک دُر دندان کا تصور جو بندھا
تھر سے کم نہین عشاق کو تمیز اُن کی +
درد سر نکہت گیسو سے ہوا ہی پیدا
عکس رخسار کہ الفر مین نہین ہاتھو نکا
چشم جانان کو چھلاوہ جو کہون زیبا ہی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی +

ہوش پران کیے دیتی ہی مہک گیسو کی +
مچھلی بھن جائیگی ای مجمر گرم بازو کی
وحشت آگین ہو نہ کیون آنکھ ہر اک آہو کی
روشنی ہی شب ظلمت مین غضب گیسو کی +
آج چلتی ہی پریشان ہوا گیسو کی +
دل کو اپنے ہی عبث فکر نئے پہلو کی +
آندھی کعبے سے یہ اُٹھی ہی سیہ گیسو کی +
دنگ آئینے کو کرتی ہی صفا زانو کی +
تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی +
سرمہ آنکھون مین دیا موٹھ چلی جادو کی
عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو کی +
مچھلیان چشمۂ خورشید مین ہین بازو کی
شوخیان نرگسی آنکھون مین ہین سب آہو کی
نہ تھمی تا بہ سحر لور جھڑی آنسو کی +

وہ نازنینان مہ جبین بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئین سامنے اجلال کے آئین

حنظل آواز دیتی ہی کہ ای گل اندام وگلعذار کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا ایک اُن مین سے قریب
حنظل جادو کے آئی کہا واری گل اندام کافی ہی وہ دوسری نازنین سامنے اجلال کے
پہونچی آنکھ سے آنکھ ملائی جیسے ہی اجلال جادو کی نگاہ پڑی آنکھون مین حلقے پڑگئے ہاتھ
پانؤن مین رعشہ آگیا جھولی اُتار کے شانے سے پھینکی کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
مین تو مدت سے تیرا مشتاق تھا عہد دولت مین تو ایک مرتبہ آئی تھی تو مین نے کیسی خاطر کی
تھی اب بھی مین تیرے ساتھ ہون جو حکم دے وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ تم تو
بے غیرت معلوم ہوتے ہو سکندر بن ہیکلان نے آکے مجھپر نگاہ ڈالی تم نے کچھ دخل نہ دیا
اب جاکے سر سکندر کا لاؤ تب مجکو تسکین ہو مگر حنظل جادو نے اتنے عرصے مین وہ نازنین
جو آئی تھی اُس کو تو سحر کرکے غائب کیا خون اپنا ہاتھ کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہی اجلال
جھومنے لگا حنظل جادو کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین جاتا ہون ابھی سکندر
کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکر اجلال جادو چلا صاحبقران نے فرمایا کہ ای حنظل جادو دیکھ
اجلال نکلا جاتا ہی یہ سُن کر حنظل جادو نے عرض کی کہ حضور دخل نہ دین یہ اب دربار مین
سکندر کے جائیگا وہان جاکے قیامتین برپا کریگا اجلال چلا مگر تلوار کھینچے ہوے قریب اُس
بیج نخل کے پہونچا جو شاخ نخل سحر حنظل جادو سے پیدا ہوئی تھی وہ نازنین ہاتھ چھوڑکر اجلال
کا کہنے لگی کہ صاحب مین رخصت ہوتی ہون یہ کہکر بیج نخل مین غائب ہوئی اجلال جادو
جوش مین چلا یہان سکندر جو دربار مین آیا بختیارک نے پوچھا کہ ای سکندر کیا معرکہ گذرا
سکندر نے کہا کہ مین جاکے شریک جنگ ہوا تھا نعرۂ حمزہ کی صدا سُن کر ہٹ آیا مگر
اُس وقت دربار مین سکندر کے سب حاضر ہین همیز سبز رنگ روز کہا کرتا ہی کہ کل سب
مسلمانون کو غارت کر دونگا پھر صبح کو کہتا ہی آج موقع نہین ہی دربار مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا
ہی کہتا ہی کہ جس دن طبل جنگی بجواؤنگا اُس دن قیامتین برپا کر دونگا سکندر نے کہا
کہ ای همیز سبز رنگ بڑا جادو گر آتا تھا مگر بڑی ساحرہ سے مقابلہ ہی یقین ہی کہ اُسنے
سحر اُس ساحرہ کا دفع کیا ہو یہ ذکر تھا کہ یکایک دروازے پہ ہلڑ ہوا سکندر نے
پوچھا کہ ارے خیر تو ہی یہ ہنگامہ کیسا ہی گلیم گوش نے عرض کی کہ ایک ساحر دیوانہ وار
و وحشی مثال آپ کو دربارگاہ پر کھڑا ہوا کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی صدہا اہل فوج
مار ڈالے کہتا ہی سکندر کہان ہی میرے سامنے آئے تو حال معلوم ہو سکندر یہ سُنتے ہی
گھبرا گیا همیز سبز رنگ سے کہا کہ ای همیز تم جاکر اُس کور دکو همیز سبز رنگ گھبرا کے
باہر نکلا دیکھا کہ اجلال جادو دروازے پر کھڑا ہوا لڑ رہا ہی چاہتا ہی کہ اندر بارگاہ
کے گھُس جاؤن مگر اہل فوج جان دے رہے ہین اور روک رہے ہین پکار کر آواز دیتے ہین
او ظالم کہان جاتا ہی مگر اجلال جادو ہاتھ ہلا دیتا ہی دس پانچ کے سر اُڑ جاتے ہین
همیز سبز رنگ نے بڑھ کر آواز دی کہ ای اجلال کیا کرتا ہی مگر اجلال تلوار کھینچے ہوے
رفت همیز سبز رنگ کے چلا ہرچند همیز نے ہاتھ ہلائے شعلے چمکائے لیکن اجلال جادو

بُرا بھلا کہتا ہوا آگے بڑھا ہرچند ھمیز سبز رنگ نے چاہا کہ اس کو روکون مگر اجلال کب رُکتا ہی کبھی بیقرار ہو کے پُکارتا ہی کہ یارو مین مجبور و ناچار ہون دام زلف عنبرین معشوق مین گرفتار ہون بموجب ارشاد شاعر خوش کلام نظم

دھیان اُس کاکل مشکین کا جو آیا مجھکو ٭ خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجھکو
نہ سُنا تھا جو وہ کانون نے سُنایا مجھکو ٭ جو نہ دیکھا تھا اِن آنکھون نے دکھایا مجھکو
شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین ٭ یار و اغیار کے جھگڑے سے چُھڑایا مجھکو
واشد دل کے لیے باغ مین آنکلا تھا ٭ یاربِ غنچون نے ہنس ہنس کے رُلایا مجھکو
طور پر حضرتِ موسےٰ نے تجلی دیکھی ٭ بام پر یار نے دیدار دکھایا مجھکو
اُس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی ٭ مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجھکو
جان بھی نکلی دمِ نزع تو آسانی سے ٭ کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجھکو
بعد مردن بھی دکھاویگی شجاعت جوہر ٭ شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجھکو
جوش وحشت مین جو اُکتا کے کبھی اُٹھ بھاگا ٭ سیکڑون کوس غزالون نے نہ پایا مجھکو
شام سے پہلوِ خالی نے اک آفت ڈھائی ٭ صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجھکو
حشر کے روز مین اتنا تو کہونگا آتش ٭ ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجھکو

اجلال جادو یہ اشعار پڑھتا ہی اور چیخین مار مار کے رو رہا ہی ھمیز سبز رنگ نے جب دیکھا کہ کسی طرح اجلال نہین مانتا اور تیغہ تولتا ہوا جھپٹا آتا ہی اس نے بھی تلوار کھینچ کے کہا کہ ای اجلال مین تو تمھین بارگاہ مین نہ جانے دونگا جو تجھسے بن پڑیگا وہ مین کیا اُٹھا رکھون گا دونون مین تلوار چلنے لگی اجلال جادو جب ہاتھ مارتا ہی ھمیز سبز رنگ روک لیتا ہی تھوڑی دیر تک آپس مین تلوار چلی اجلال جادو نے ایک مقام پر سر کو بچا کے کمر پہ ہاتھ تلوار کا مارا ھمیز سبز رنگ کے دو ٹکڑے ہوے سکندر کو خبر ہوئی کہ ھمیز سبز رنگ مارا گیا سکندر چلا کے باہر بارگاہ کے نکلا فوج کو اشارہ کیا کہ اجلال کو گھیر کے مار لو اسنے بڑے ہمارے دوست کو مارا اس کا قلق میرے دل پہ ہی سامنے ایک نخل چنار تھا اُس سے آواز آئی کہ ای اجلال جادو اب اپنے کو بچاؤ یہان سے نکل جاؤ ہرچند کہ نخل سے آواز آئی مگر اجلال جادو ایسا مبہوت ہو رہا ہی کہ در بارگاہ سکندر سے نہ ہٹا اور سکندر کو جو در بارگاہ پر کھڑا دیکھا آگ ہو گیا وہ ہی فقرہ یاد ہی کہ معشوقہ نے کہا تھا سکندر کا سر لاؤ بہت سخت و سست کہہ رہا ہی اور للکار رہا ہی کہ او نامرد فوج کے بھروسے پہ سلطنت کرتا ہی نامردی پر مرتا ہی میرے مقابلے مین آ تجکو حال جرأت کھلے تیرا سر ملکہ گل اندام نے مانگا ہی لیکر خدمت مین جاؤنگا افسوس ہی کہ مجکو دیر ہوئی وہ میرا راستہ دیکھتی ہوگی سکندر کی فوج نے اجلال کو چار طرف سے گھیر کر تیر مارے اجلال جادو زخمون مین چور چور ہوا مگر ہٹتا نہین جھوم رہا ہی ہر مرتبہ سکندر سے آنکھ ملاتا ہی اور چاہتا ہی کہ جا پڑون سکندر لاشہ ھمیز سبز رنگ کا دیکھ کر رو رہا ہی کہتا ہی یارو اجلال جادو

بڑا سخت جان ہی ہزارون تیر کھائے مگر اس خطاکار کا خاتمہ نہین ہوتا آخر نیزہ بازون نے بڑھکر
نیزے مارکے اُسکو گرایا اجلال جادو نے گرتے گرتے جب ہاتھ ہلا دیا دس دس پانچ پانچ
کے سر اُڑگئے آخر کو سبھون نے مل کر از روے بلوے کے اجلال جادو کا سر کاٹ لیا اسکے
مرتے ہی آندھی سیاہ اُٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوا ابر غباری و سنگباری ہوئی جب تاریکی دفع ہوئی
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اجلال جادو بود مرتے ہی اجلال جادو کے سکندر بن ہیکلان
نے دیکھا کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران زمان جملہ سرداروں کو ساتھ لیے ہوے
صحرا سے پیدا ہوے لندھور بن سعدان دربارگاہ پر واسطے تماشا دیکھنے کے کھڑا ہوا تھا
صاحبقران کو دیکھ کر مُنھ چھپا لیا مگر صاحبقران زمان نے راہ مین ہمانے تیز رفتار
سے پوچھا کہ اِس نازنین نے شیران کو کیونکر پایا ہمانے دست بستہ عرض کی کہ یہ وہی نازنین
ہی کہ جو شاہزادے کو جنگ مغلوبہ سے اُٹھا کر لے گئی تھی اِس کے کہنے سے معلوم ہوا کہ مین
عرصۂ دراز سے شاہزادے پر عاشق تھی مین نے خواب مین دیکھا تھا اُسی روز سے جویا
تھی قضاے کار اُس روز جنگ مغلوبہ مین پا گئی شاہزادے کو اُٹھا لے گئی شاہزادہ
اِس سے کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا مین نے راضی کیا بہ این شرط کہ سحر سے توبہ کرنا ہوگا
یہ نازنین وعدہ کر چکی ہی کہ مین سحر سے توبہ کرونگی اور حسن و جمال اصلی ہی بڑے بڑے ساحران
زبردست اِسپر عاشق تھے صاحبقران زمان یہ سُن کر خاموش ہو رہے مگر یہان لندھور
کہہ رہا ہی کہ ای سکندر صاحبقران سے کلام نہ کرنا ایسا نہو کہ بلیے پڑین تو باعث خرابی ہوگا
لندھور بن سعدان آکے بارگاہ مین بیٹھا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا کہ مقام افسوس ہی
مین رفاقت سے صاحبقران کی چھوٹا اب سامنے صاحبقران کے بوجہ شرم کے جا نہین
سکتا ہرچند کہ صاحبقران خلیق ہین مگر میری غیرت تقاضا نہین کرتی کہ مین سامنے جا کر
صاحبقران کے کھڑا ہون یقین ہی کہ طعنہ دینگے کہ کیون ای لندھور تم نے ہماری اولاد
کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مین اس بات کا کیا جواب دونگا یہ اور غضب ہوا کہ سامنے اُنکے
اُن کی اولاد سے لڑا کہ کسی طرح مہران فیل زور سے عقد ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا اب کیا
تدبیر کرون بختیارک نے کہا کہ ای دارا اے ہند کیون اسقدر ملول ہوتے ہو گلیم گوش
سے کہا ہی وہ فکر کر رہا ہی اسی تدبیر مین جاتا ہی یقین ہی کہ کوئی فکر کرے گلیم گوش بلاے روزگار
ہی مگر عمرو سے ڈرتا ہی لندھور کا پاس سے کہنا سکندر کو بہت شاق ہوا گلیم گوش کو بلایا
گوشے مین بُلا کر کہا کہ ای گلیم گوش مین راے اعظم کو راضی کر چکا مہران فیل زور کے
آنے کی دیر ہی گلیم گوش نے عرض کی کہ غلام روز فکر کرتا ہی مہران فیل زور اپنے باغ مین
رہتی ہین دو سرداروں کا پہرا رہتا ہی عیار بھی وہان دیکھنے کو آتے ہین آکے خیر و عافیت
لے جاتے ہین قباد شہریار روز اسباب عیش و نشاط براے مہران فیل زور روانہ کرتے ہین
یہ سب معاملے دیکھا کرتا ہون مگر موقع نہین پاتا کہ باغ مین جاؤن اب ایک مقام پایا ہی اگر
میرا فقرہ چل گیا تو مہران فیل زور کو چُرا لاؤنگا پھر آپ کو اختیار ہی سکندر نے بہت کچھ

گلیم گوش کو سمجھایا اُسنے کہا مین بہت جلد لاتا ہون آپکا فرمانا مجھپر شاق ہی جو کچھ ہوگا وہ آپ پر
ظاہر ہو جائیگا یہ کہہ کے گلیم گوش روانہ ہوا سکندر نے آ کے لندھور بن سعدان کو بہت سی
تسکین دی کہا ای دارائے ہند گلیم گوش مجھسے وعدۂ حتمی کر کے گیا ہی صبح و شام مین مہران کو
لائیگا لندھور بن سعدان نے سکندر سے کہا کہ ای سکندر اب مین تمھاری رائے پر ہون
طبل جنگی تو بجوا نہین سکتا مجکو خیال ہی ایسا نہ ہو کہ صاحبقران میرے مقابلے مین نکلین
تو مجکو شرم دامنگیر ہوگی سکندر نے کہا کہ ای دارائے ہند مین یہ نہین چاہتا کہ تم سے اور
صاحبقران سے مقابلہ ہو حقیقت مین تمھارا ابھی کہنا جاسے ہی کہ بچپن سے اُن کی رفاقت مین
رہے لندھور بن سعدان نے کہا کہ رفاقت کیا چیز ہی مجھے صاحبقران سے ایک عشق ہی
میری تقدیر مین یہ خرابی لکھی تھی کہ مہران فیل زور پر عاشق ہوا سارا درجۂ رفاقت بھولا اُن کی
اولاد کا دشمن ہوا سر میدان صاحبقران زمان نے خود دیکھا کہ رستم سیلتن سے مقابلہ کر رہا تھا
اور علمشاہ کا منکا ٹوٹا صاحبقران نے آ کے دعا کی تب علمشاہ نے حکم خدا سے صحت پائی خوشی
خوشی فرزند کو لے گئے تو ای سکندر مجکو صاحبقران سے بڑا حجاب ہی سکندر بن ہیکلان
نے کہا کہ مین طبل جنگی بجواؤن لندھور بن سعدان نے کہا کہ مین کیونکر کہون مین کسی سے
پایہ کمی کا نہین رکھتا مگر صاحبقران سے مجھے حجاب ہی دل خیالات گذشتہ سے بے تاب ہی یہ سُنکر
بختیارک بھی آتش افروزی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ای دارائے ہند تم کو حمزۂ عرب کا بڑا
پاس ہی بچپن سے حمزہ پر عاشق ہو لیکن مقام افسوس ہی کہ اُن کو تمھارا کچھ پاس نہین اگر اُن کو
تمھارا پاس ہوتا تو مہران فیل زور کو سمجھا بجھا کر روانہ کر دیتے بآسانی تمام عقد ہو جاتا سکندر
و پسران نوشیروان بختیارک کو منع کرتے ہین کہ ملک جی تم نہ بولو ایسا نہ ہو کہ لندھور
کے خلاف گذرے یہ صاحبقران کو بُرا نہ کہین گے محبت کا حمزہ کی دم بھرتے ہین بختیارک
یہ سُنکر خاموش ہو رہا مگر سکندر لندھور کو تسکین دے رہا ہی کہ ای دارائے ہند مین
تمھارا عقد مہران فیل زور کے ہمراہ ضرور کرونگا پھر تمھین اختیار ہی خواہ ہمارے ساتھ
رہو خواہ صاحبقران کے پاس چلے جاؤ اور یہ تو تمھارا گھر ہی لندھور نے کہا کہ حمزہ کے
سامنے مین جانے کے لائق نہین ہون اور نہ اب صاحبقران کا شریک ہونگا اگر زیادہ مجکو
خفت ہوگی تو ہندوستان چلا جاؤنگا وہان جا کے سلطنت کرونگا اگر کوئی لشکر کشی کریگا تو
اُس سے مقابلہ کو موجود ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آ کے بعد دعا و
ثنا کے عرض کی کہ طوفان آفت خیز نامے پہلوان حاکم قلعۂ طوقانیہ چھ لاکھ فوج سے
آپ کی مدد کو آتا ہی سکندر نے خوش ہو کے کہا سردار ہمارے سب جاوین اُسکو استقبال
کر کے لاوین یہ سُنکر سرداران سکندر برائے استقبال طوفان آفت خیز روانہ ہوئے
بختیارک نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی جاؤن سکندر نے اشارہ کیا کہ ملک جی تمھارا جانا
ضرور ہی کہ تم سرکار پسران نوشیروان کے مدار المہام ہو تمھارا جانا واجب و لازم ہی
کہ طوفان آفت خیز کو معلوم ہو کہ شاہزادگان ہفت کشور نے ہم کو طلب فرمایا ہی زور و

طاقت مین بے مثل و بے نظیر ہی یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ طوفان آفت خیز نامے ایک
پہلوان زبردست آتا ہی صاحبقران زمان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جاکر تم دریافت کرو
کہ یہ پہلوان کیسا آتا ہی کس بھروسے پر آیا ہی دعوی جرأت رکھتا ہی یا کسی عیار کے بھروسے
پر آیا ہی یا کوئی ساحر یا ساحرہ ساتھ ہی خواجہ عمرو نے عرض کی کہ مین جاتا ہون اور کل حال
مفصل دریافت کرکے حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو بھی برائے خبر روانہ ہوے راہ مین آکے
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختیارک و سرداران نوشیروان جاتے ہین تمیز مغربی کہ وزیر
سکندر بن ہیکلان ہی یہ بھی برائے استقبال طوفان آفت خیز ساتھ ہی بختیارک
مسخرے پن کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ کیون ای تمیز مغربی لندھور بن سعدان سے اگر عقد
مہران فیل زور کا ہوجائیگا تو لندھور مہران فیل زور کو لے کر خدمت صاحبقران
مین جاوینگے یا ہندوستان جاوینگے مین نے ایسی بلا اُن کے پیچھے لگائی ہی کہ کہین نہ
جانے پاوینگے اسی مقام پر اُلجھ اُلجھ کے رہینگے خواجہ عمرو خدمتگار بنے ہوے
بختیارک کے ساتھ ہین باتین بختیارک کی سن رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی
طوفان آفت خیز گینڈے پر سوار چلا آتا ہی اور پشت پر چار لاکھ فوج ہی سرداران سکندر
نے ملاقات کی مگر طوفان آفت خیز نے دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ
پیشانی خچری پر سوار ہی جھک کر طوفان آفت خیز کو سلام کیا صورت مضحکے کی دیکھ کر طوفان
بہت ہنسا سرداران سکندر سے پوچھا کہ آپ کے تو کچھ اوصاف بیان کیجیے کہ آپ کون
بزرگ ہین بختیارک نے کہا کہ آپ میرا نام نہ پوچھیے میرے بزرگون کا نام جینے کے واسطے
رکھا گیا تھا اگر اُسکو بیان کرونگا تو جو لوگ سفیہ و نادان ہین وہ ہنسینگے طوفان آفت خیز
نے کہا کہ نام پر ہنسنا کیا آپ ارشاد تو فرمائیے بختیارک نے کہا کہ سُنیے اِس شخص کا حسب و
نسب یہ ہی بختیارک بن بختک بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید طوفان یہ سُنکر
ہنسنے لگا کہا سگ سفید آپ کے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا کہ مین نے اسی لیے
کہا تھا کہ بے وقوف ہنسینگے طوفان آفت خیز نے کہا کہ او مسخرے مجکو بے وقوف بتاتا ہی
کچھ لشکر حمزہ کا ذکر کر بختیارک نے کہا کہ حمزہ کا کیا ذکر کرون حمزہ وہ شخص ہی جسنے سات برس
کے سن مین ہشام بن علقمۂ خیبری کے بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے بارہ برس کے سن
مین برائے ملاقات شاہ آیا ملکہ مہرنگار یعنے دختر بادشاہ پر عاشق ہوا عاشق ہوکے
نکال لے گیا شاہ مجبور رہے اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا دیوزاد دار
وغیرہ کو مار کے آیا کوچک سلیمان لقب پایا بادشاہ کو شکست دی اُسی غم مین بادشاہ
نے جان دی اب فرزند اُن کے خروج کرکے نکلے ہین آپ لوگون کی عنایت سے کیا عجب
ہی کہ پھر ملک موروثی پر پہونچین اور سلطنت قدیم پاوین مگر اب تو بہت سے حمزہ کے فرزند
اول اُن کا عمرو بن حمزۂ یونانی دوسرا فرزند رستم پیلتن علمشاہ نوجوان اب ایک فرزند
اور آیا ہی کہ جسکا لقب شاہزادۂ شیران شیر سوار ہی کہ جنکی تلوار کی دھاک ہی کس کس سے

کوئی لڑے طوفان آفت خیز نے کہا کہ ملک جی ان سب کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا خواجہ عمرو
طوفان آفت خیز کو دیکھ کر الگ ہوے اور بختیارک اہل اسلام کی تعریفین کرتا ہوا چلا
طوفان آفت خیز کہتا ہوا جاتا ہی ملک جی تم مجکو ڈراتے ہو مین خائف نہ ہونگا ابھی ایک
معرکہ بڑا اتھا بارہ لاکھ فوج لیکر ایک پہلوان آیا تھا مگر مین نے کچھ خوف نہ کیا اور بارہ
لاکھ مین گھس کر اُس جوان کو مارا اور سر اُس کا لاکر کنگرۂ قلعہ پر لٹکایا مین کسی سے ڈرتا نہین
سب سے بجرأت لڑونگا جو جوان سامنے آئیگا لطف جرأت اُٹھائیگا کیا مین کسی سے پایہ کمی کا
رکھتا ہون صاحبقران کو ٹوک کر لڑونگا سر میدان اگر ٹوک کر نہ مارا تو مین نے اپنا نام
طوفان آفت خیز نہ پایا بختیارک نے کہا کہ ای طوفان آفت خیز جب تک اونٹ پہاڑ کے
نیچے نہین آتا جانتا ہی کہ مجھسے زیادہ کوئی بلند نہین ہی اُن لوگون سے جب مقابلہ ہوگا تب حال
معلوم ہوگا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اور صاحبقران کو بھلا تم کیا لڑوگے پہلے اُنکے فرزندون
سے تو لڑو کہ تم کو معلوم ہو کہ بہادرون اور شجاعون کا یہ طریقہ ہی طوفان آفت خیز ہنس کر
کہتا ہی کہ ملک جی میدان مین دیکھنا کہ مین کس طور سے جنگ کرتا ہون میری جنگ کے ہر ہر
مقام پر شہرے ہین مین جس ملک مین پہونچا لڑائی کو فتح کیا بہت سے بادشاہ آوارہ ہوکے
آئے اور اُن کو اُن کے ملک پر پہونچا دیا کیسی کیسی مدد کی ہر مقام پر میرے نام ہین بختیارک
یہ سُن کر خاموش ہو رہا سرداران سکندر طوفان آفت خیز کو ساتھ لیے ہوے دربار مین
سکندر کے آئے خواجہ عمرو نے جاکے صاحبقران زمان سے بیان کیا کہ ایک پہلوان
آیا ہی مگر بڑا مغرور ہی ہر چند کہ بختیارک دشمن ہی مگر آپ کے وہ حالات کہے کہ اُس کا چہرہ
متغیر ہوگیا مگر وہ زرد موزرد اپنی ہی کہے گیا صاحبقران عالیشان نے فرمایا خداے ما
بزرگ است سر میدان سمجھا جائیگا یہان طوفان آفت خیز دربار سکندر بن ہیکلان مین آیا
حال صاحبقران کا پوچھا سکندر نے بھی مثل بختیارک حال صاحبقران بیان کیا طوفان
نے ہنس کر کہا کہ آپ سب صاحب تلوار مسلمانان مانے ہوے ہین جس سے پوچھو وہ مسلمانون کی
تعریف کرتا ہی ملک جی نے کہانی کی کہانی بیان کی کہ صاحبقران نے دیوزادون کو مارا اسکی
وجہ سے کوچک سلیمان کا خطاب پردۂ قاف سے وہ پاکے آیا لیکن مین اِن باتون سے
خوف نہین کرتا سر میدان سمجھ لونگا مگر ای سکندر مین راہ مین بیمار رہ گیا تھا بعد ایک ہفتے
کے لڑونگا اور مین انتہا کا شکار دوست ہون صبح کو واسطے شکار کے ضرور جاؤنگا دس
بارہ بجے تک پلٹ کر آجاؤنگا لیکن آپ میرا انتظار نکرین طبل جنگی بجوائیے اور جب تک
لڑائی شروع کیجیے مگر مین بعد ایک ہفتے کے لڑونگا اس درمیان مین ہرگز مسلمانون سے
مقابلہ نہ کرونگا بختیارک نے ہنس کر کہا کہ ای طوفان آفت خیز شاید کہ تمھاری موت کا اور
کوئی طریقہ ہی کہ جو ایک ہفتہ تامل کرتے ہو اور مسلمانون کے مقابلے سے ڈرتے ہو یہ سُن کر
طوفان آفت خیز کو غصہ آگیا دھول مارنے کو ہاتھ اُٹھایا بختیارک نے پگڑی اُتار کر
سر جھکا دیا کہا دھول دھپے مین اگر عمر بسر ہو تو غنیمت ہی مین دھول دھپے سے نہین ڈرتا

تلوار نیزہ سے ڈرتا ہون اِس مین جان جانے کا خوف ہی دھول دھپے مین جان میری نہ جائیگی
جو مزاج مین آئے وہ کیجیے مگر جو مین نے کہا ہی وہ ہی ہوگا طبل جنگی بجوانے کی نوبت نہ آئیگی
کہین اور معرکہ پڑیگا طوفان آفت خیز نے کہا کہ ملک جی جہان معرکہ پڑیگا مین بند نہونگا خون
کے دریا بہا دونگا کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہہ کے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا بھیلے
قراول تو جانتے ہین کہ صبح کو براے شکار ضرور جاوینگے اسباب شکار تیار کر رکھا ادھر
لکہاے ابر جو آسمان پر آئے شاہزادۂ شیران شیر سوار سے ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ
ای شہریار کل دن شکار کا ہی صاحبقران عالیشان سے اجازت شکار طلب فرمائیے یہ بات سُنکر
شاہزادۂ شیران شیر سوار نے فرمایا کہ میرا بھی دل یہی چاہتا تھا ای ہمارے تیز رفتار تیاری
شکار کی کرو بھیلے قراول میر شکار تیاری شکار کی کرنے لگے شیران شیر سوار دربار مین امیر
کے آئے صاحبقران زمان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ
ای فرزند دلبند کیا ارادہ ہی شیران شیر سوار نے دست بستہ عرض کی کہ کل صبح کو غلام براے
شکار جائیگا اجازت چاہتا ہون یہ سن کر صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر لشکر سکندر کے
پہلوان اکثر براے شکار جاتے ہین ایسا نہ ہو کسی سے سامنا ہو شیران شیر سوار نے عرض کی
مین ہرگز عرصہ نہ کرونگا دوپہر تک پلٹ کر چلا آؤنگا صاحبقران زمان نے فرمایا بہتر ہی بسم اللہ
مگر ای فرزند جہانتک ہوسکے کسی مقام پر شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ ہم کو تردد ہوگا
شیران شیر سوار نے عرض کی کہ حضور مطمئن رہین غلام انشاء اللہ بہت جلد پلٹ آئیگا چونکہ
ابر آیا ہوا ہی بوندیان پڑ رہی ہین صحرا مین لطف ہوگا صاحبقران عالیشان نے فرمایا جب تک
تم نہ آؤ گے تب تک ہم خاصہ نہ کھائینگے شیران شیر سوار نے عرض کی کہ غلام بہت جلد
واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا جاؤ تم کو خدا کے سپرد کیا جو سامان تمھارے یہان نہ ہو
وہ ہمارے یہان سے لو شیران شیر سوار نے عرض کی بہ تصدق فرق مبارک سب
سامان موجود ہی یہ کہہ کے ہنستے ہوے باہر آئے ہمارے تیز رفتار سے کہا کہ بمشکل قبلہ و کعبہ
نے اجازت دی مگر شب کو رہنے کا حکم نہین ہی یہ فرما کر داخل بارگاہ ہوے چار گھڑی رات
رہے مسلح و مکمل ہوکے شیران شیر سوار باہر نکلے طرفِ صحرا چلے صبح کو صحرا مین آکے نماز پڑھی
طبل باز پر چوب پڑی جانوران ہوائی آشیانون سے نکلے شکار ہونے لگا جانورون سے
اراب بھر گئے مگر طوفان آفت خیز بھی صحرا مین شکار کھیل رہا ہی شکار کھیلتا ہوا ایک
مقام پر پہونچا دیکھا کہ ایک قصر اعلیٰ بنا ہوا ہی پھاٹک پر اُس کے ایک کمرہ ہی اُس کمرے
مین ایک حور پیکر قمر منظر نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہی طوفان آفت خیز
نے جو اُس محبوب کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہوگیا ہر مرتبہ دیکھتا ہی اُس مہ جبین نے دیکھ کر
منھ پھیر لیا طوفان آفت خیز پر توجہ نہ کی طوفان آفت خیز کو در باغ پر آکر دریافت ہوا
کہ قحطان فیل بند اس قلعے کا حاکم و ناظم ہی اپنی دختر بلند اختر کے واسطے اُسنے یہ باغ
بنوا دیا ہی لیلاے خوشرو اِسکا لقب ہی اپنے باغ مین رہتی ہی دیر تک طوفان آفت خیز

ٹھہرا رہا ملازموں سے ملاقات کی اندر سے جو کنیز نکلی اُس کو انعام و اکرام دیا اور اُس سے کہا کہ ہمارا ذکر ملکۂ عالم سے کرنا کنیز نے کہا کہ مین عرض کر دونگی طوفان آفت خیز پلٹ کے شکار کھیلنے لگا لیلاے خوشرو نے جب دیکھا کہ طوفان آفت خیز چلا گیا پھر درست ہو کے بیٹھی سامنے ناچ گانا ہونے لگا اُدھر صحرا کی کیفیت بھی دیکھ رہی ہی مگر شاہزادۂ شیران شیر سوار شکار کھیلتے کھیلتے حیران و پریشان ہو گیا تھا ایک درخت کے سائے مین گھوڑے کو روک کے کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک آہو طرارہ بھرتا ہوا گذرا شاہزادۂ شیران شیر سوار نے اُس آہو پر گھوڑا اڈالا آہو کر چالین بھرتا ہوا بھاگا شاہزادۂ شیران تعاقب مین ہرن کے چلے اُسی صحرا مین گذر ہوا لیلاے خوشرو کمرے پر بیٹھی ہی کہ دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا آتا ہی کنیزون سے کہا کہ صاحبو دیکھو معلوم ہوتا ہی اس آہو کو کسی شخص نے ستایا ہی سب کنیزین اُسی طرف دیکھنے لگین وہ ہرن زیر کوہ آکر ہانپنے لگا کہ یکایک پہلوے صحرا سے ایک گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ابرو رشک وہ ہلال عارض ماہ آسمان کمال مرکب بے نظیر کلائیان مارتا ہوا آتا ہی آہو نے جو شاہزادۂ شیران شیر سوار کو آتے ہوے دیکھا چاہا کہ بھاگو ن شاہزادے بھلا کب بڑھنے دیتے ہین تاک کر تیر مارا تیر آکے آہو کے پٹھے پر پڑا آہو تیر کھا کے گرا شاہزادۂ شیران شیر سوار گھوڑے پر سے فوراً کود پڑے شاہزادے نے آکے اُس آہو کو بہ قربانی پہونچایا ہرن کو ذبح کر کے شکار بند سے باندھا نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا کہ بُرج مین ایک آفتاب تابان یا ماہ درخشان ہی لیلاے خوشرو تو اسیطرف دیکھ رہی تھی آنکھ جو چار ہوئی تیر مژگان دونون کے دل کے پار ہوے شاہزادۂ شیران شیر سوار تو اپنا سر جھکا کے رہگئے مگر لیلاے خوشرو پر غش طاری ہوا غش کھا کے گری گرتے گرتے زبان سے یہ اشعار عاشقانہ نکل گئے

نظم

ہم زبانِ شمع سے سُنتے ہین ہجر یار مین ✤ چاہیے گُھل گُھل کے مرنا عشق کے آزار مین
میرے دل مین ہی غم خال و خط جانان سے داغ ✤ مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین
کور گو آنکھین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین ✤ ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہون چاک چاک ✤ تار گیسو سے لگین ٹانکے دلِ افگار مین
ہی اثر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا ✤ بلبلین ہین دام مین اور آہ گل بازار مین
گرمی بازار یوسف آگے اس یوسف کے کیا ✤ مُنھ دکھاتے ہی لگا دے آگ جو بازار مین
جو کہ ہین خونخوار اُن کو رنج دنیا ہی مین ہی ✤ چھید ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین
راہ خونریزی مین ای قاتل جو رکھا ہی قدم ✤ چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جاے گا ✤ سونے والا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار ✤ خوب چل کر لوٹیے اب وادی پُر خار مین
ساقی کوثر پلاتا ہی مے خم غدیر ✤ مست ہون تا صبح بین عشق حیدر کرار مین

کنیزون نے ملکہ لیلاے خوشرو کو گھیر لیا گلاب و کیوڑا چھڑکنے لگین بعض رو رو کر کہتی ہین

ارے صاحبو یہ کیا غضب ہوا کیا کسی بھوت پلید کا گذر ہوا جب کنیزون نے بہت غل مچایا تب ملکہ لیلاے خوشترو نے آنکھ کھولی اور آنکھ کھول کر طرف صحرا کے دیکھنے لگین دیکھا کہ شاہزادۂ شیران شیر سوار مرکب پر سوار ہوچکا ہی ارادہ ہی کہ روانہ ہون مگر پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہی اور کیفیت یہ ہی کہ لب پر آہِ سرد آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پریشان ہو ہو کر اسی طرف نگاہ اُٹھاتا ہی ملکہ لیلاے خوشترو کا دیکھ کر دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا فرمانے لگین کہ صاحبو تم لوگ دیکھتے ہو کس حسرت و یاس سے دیکھنے والا اس طرف دیکھ رہا ہی ایک وہ بیچیا آیا تھا کہ عشق اپنا جتاتا تھا در باغ پر بھی آیا ملازمون سے باتین بھی کین آخر طرفِ صحرا چلا گیا یہ شخص نہایت صاحب لیاقت معلوم ہوتا ہی کہ جس مقام تک آئے اُسی مقام تک آئے وہانسے آگے نہین بڑھے تھوڑے عرصے مین شاہزادۂ شیران شیر سوار کہ آہو کو شکار بند سے باندھ چکا تھا چلا مگر مکدر چہرہ اُترا ہوا آنکھون مین تری ہوش و حواس مین ابتری چلتے چلتے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

کہتی تھی شاد شاد ہو یہ روح روان بہت
اس حسن پر کرو نہ تم ای جان گمان بہت
تجھسے زیادہ قد صنم مین ہی راستی
ای دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق مین
عالم پہ راز عشق کا ہوجائیگا عیان ٭
ہی جاے رحم ماہ لقا لے خبر مری
آؤ گلے ملو نہین تکرار مین مزہ ٭
اُس شوخ سے وصال کا کیونکر کرون سوال
بھڑکا دیا رقیبون نے ہیہات کیا کرون
ہم سے شبِ وصال جو آزردہ ہوگئے
رکھنے دو ہاتھ سینے پہ مشتاق ہین کمال
انداز کچھ تمھارے نظر آتے ہین بُرے
بسمل کروگے طائر دل کو مرے ضرور ٭
گلچین یہان سے تو نہ برا اسے خدا نکال
بھتی ہی بار بار جو نوکِ مژہ تری ٭
یا دے کے نقد جنس محبت کو مول لون

شکر خدا کہ مجھ پہ ہین وہ مہربان بہت ٭
رہتا کسی کے گھر نہین یہ میہمان بہت ٭
اِترا نہ باغِ دہر مین سروِ روان بہت
لٹ لٹ گئے ہین اسمین سدا کاروان بہت
ای دل کریگا ہجر مین گر تو فغان بہت ٭
سینے مین دل ہی ہجر سے رہتا تپان بہت
کیون دو بدو لڑاتے ہو مجھسے زبان بہت
خائف ہون اپنے دل مین کہ ہی بدزبان بہت
میری طرف سے ہوگئے اُنکو گمان بہت
لائے کلام رنج کے وہ درمیان بہت ٭
ترساؤ وصل مین نہ تم ای جانِ جان بہت
بتلاؤ رہتے راتون کو ہو تم کہان بہت
تم کھیلتے شکار ہو ابرو کمان بہت ٭
بلبل کو ہی چمن مین عزیز آشیان بہت ٭
اُٹھتا ہی میرے پہلو مین دردِ نہان بہت
ملتا ہی مصرِ حُسن کا سوداگران بہت ٭

شاہزادہ تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ہماے تیز رفتار شاہزادۂ شیران شیر سوار و تلاش کرتا ہوا آیا شاہزادے کو دیکھا کہ عجب حال مین ہی ہماے تیز رفتار نے پوچھا کہ کیون ہریار آپ کا مزاج کیسا ہی مین نے آپ کو عجب حال مین پایا رنگ رو متغیر ہی آپ کیا پلٹ پلٹ کر ملاحظہ فرما رہے ہین ہماے تیز رفتار کہ دوست قدیم ہی شاہزادہ ہماے تیز رفتا

کو دیکھ کر گھوڑے سے اُتر پڑا فرمایا کہ آج اسی مقام پر مقام کرو خیمہ وغیرہ لاؤ ہمارے تیزرفتار نے عرض کی کہ صاحبقران زمان سے آپ وعدہ کر آئے ہین کہ مین دوپہر کو چلا آؤنگا اب آپ یہان نہ ٹھہریے تشریف لے چلیے صاحبقران آپ کا انتظار کر رہے ہونگے خاصہ نوش نہ فرماوینگے یقین ہی کہ صاحبقران کے خلاف ہو شاہزادۂ شیران شیرسوار نے فرمایا کہ مین یہان رہنے کا سبب بیان کرونگا ہمارے تیزرفتار گیا ہمراہیون کو بلا لایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادۂ شیران جب بارگاہ مین تشریف لائے تو ہمارے نے عرض کی کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سبب انتشار بیان کرونگا شاہزادے نے فرمایا کہ ای دوست صادق و ای محب واثق تیری محبت کا میرے دل کو اعتبار ہی مین جو برائے شکار آہو گیا تھا پہلوے کوہ مین ایک باغ بہت عمدہ دیکھا پھاٹک پر اُس کے ایک کمرہ بنا ہوا اُسمین ایک شعلۂ جوالہ کو دیکھا جسنے ہوش و حواس اُڑا دیے حقیقت مین شاعر سچ کہتا ہی نظم

محبت کو ڑیون کے ہو اگر مول ✤
بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول ✤

پسند دل ہوا ہی حسن صورت
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول ✤

ہوا صفت بندی مژگان سے ظاہر
لڑائی ہین وہ آنکھین ڈھونڈھ کر مول

لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہی تری زلفون کا جسکو
سیاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول ✤

اُٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم ✤
ہماری جان کی تھی اک نظر مول ✤

ملین گی گالیان قیمت کے بدلے
نہ دیگا لے کے دل وہ مفت بر مول ✤

عجب دولت ہی یہ احسان جس سے
بشر کو بھی ہی لے لیتا بشر مول ✤

سُنگھا زلفون کو پیچھے پہلے لے لے
جو کچھ ہو مشک کا ای سیمبر مول

عوض مین دل کے بوسہ دیکے ہم کو
خدا کا لے لیا اُس بُت نے گھر مول

یہ حُسن یار نے قیمت بڑھائی ✤
نہ تھا یوسفؑ کا ورنہ اسقدر مول

بھروسہ زندگانی کا نہین کچھ ✤
کفن لے رکھتے ہین آتش بسر مول

ای برادر مین چاہتا ہون کہ کسی طور سے وہان تک جاؤ طرف ثانی کا حال دریافت کرو اگر ہو سکے تو یہان تک لاؤ بعد اُس کے خدمت مین قبلہ و کعبہ کی چلین گے ہمارے تیزرفتار شاہزادۂ شیران شیرسوار کو مطمئن کر کے طرف باغ کے روانہ ہوا پشت باغ پر پہونچا کمند مار کے دیوار پر آیا دیکھا کہ مالک صحبت سرنگون اندوہگین خاموش بیٹھی ہین خواہش چاہتی ہین کہ شگفتہ کرین مگر غنچۂ خاطر کسی طرح شگفتہ نہین ہوتا ہمارے تیزرفتار دیوار سے اُترا ایک کنیز کی شکل بن کر سامنے آیا کہا ای ملکۂ عالم کنارے چلیے تو مین کچھ آپ سے عرض کرون حضور کو بہت پریشان پاتی ہون ملکہ لیلا سے خوشرو اُٹھ کر کنارے آئین ہمارے تیزرفتار نے حال پوچھا کہ کیا باعث ہی چہرہ اُداس عالم یاس ہی رقص وغیرہ کی جانب بھی آپ متوجہ نہین ہوتی ہین لونڈی ہی ور اندازنہین ہی اگر حضور اظہار مدعا کرین تو بدل و جان کوشش کرونگی

ملکہ نے بیان کیا کہ ای شعلہ رخسار آج عجب معرکہ گذرا پہلے تو ایک پہلوان دیو خصال آیا ایسا گستاخ تھا کہ در باغ پر آکے ٹھہرا ملازمون سے باتین کرتا رہا اُسکے جانے کے بعد ایک آہو آیا ایک جوان نے اُسے شکار کیا خوش جمال صاحب جاہ و جلال جسوقت سے نگاہ اُس سے چار ہوئی عجب دل کی کیفیت ہی دل یہ چاہتا تھا کہ کمرے سے اُتر پڑون خاک لیکر توتیاے چشم بناؤن لیکن وہ صاحب لیاقت چند ساعت ٹھہرا پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا چلا گیا جسوقت سے وہ گیا ہی دل میرے اختیار مین نہین ہی جی چاہتا ہی صحرا مین نکل جاؤن جستجو مین اُسکی خاک اُڑاؤن مگر حجاب دامنگیر ہی ہما قدمون پر گر پڑا کہا حضور یہ غلام آپ کا اُس شاہزادے کا عیار ہی دریافت حال کو آیا تھا جس کنیز کی شکل بنکر آیا ہون اُسکو بیہوش کر کے ڈال آیا ہون ملکہ حیران ہو گئی شرم سے پسینہ آگیا کہا ای ہما غضب کیا کہ بلا تکلف ہمارے سامنے چلے آئے اگر میرا باپ سُن لے تو تیر اندازی کرے میرے محل مین خواجہ سرا بھی نہین آتے مجکو پردہ پوشی کی بڑی احتیاط ہی ہما نے عرض کی کہ ہم تو خادمان قدیم ہین شاہزادے کے ساتھ کھیل کر پرورش پائی اسی خیال سے مجھسے راز دل کہا مین حاضر خدمت ہوا تشریف لے چلیے آقا بہت بیقرار ہین ملکہ نے کہا کہ ای ہمارے تیز رفتار میرا دل بھی یہی چاہتا ہی کہ چل کر اُن سے ملون مگر کنیزون کا خیال ہی کہ یہ چرچا کرینگی ہما نے کہا کہ شکار کے حیلے سے چلیے وہان اُتر پڑیے ملکہ نے قبول کیا آکر نقاب چہرے پر ڈالی ہما ساتھ ہوا کنیزون نے پوچھا واری شب کو کہان تشریف لیجائیے گا یہ کہکر سب نے گھیر لیا ملکہ نے کہا کہ پہلوے کوہ مین ایک بیشہ ہی وہان ایک آہو ہی اُسکو شکار کر کے آتی ہون ہما کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین کنیزین جو پلٹ کر آئین آپس مین شکایت و حکایت کرنے لگین کوئی کہتی ہی بُوا تم سمجھین کہ ملکۂ عالم کہان گئی ہین مین تو جانتی ہون کہ شعلہ ساتھ گئی ہی اُسی نے آگ لگائی یہ اُسی کا فعل ہی ایک کہتی ہی بُوا مین سمجھی وہ جو جوان آیا تھا اُسکے شعلۂ حسن و جمال نے خرمن صبر کو جلا دیا ایک نے کہا بُوا مین سمجھی اُسی جوان کی ملاقات کو گئی ہین یہ چرچے ہو رہے ہین کچھ دروازے پر کھڑی ہین کچھ باغ مین پھر رہی ہین مگر ملکہ ہما کے ساتھ جب سامنے خیمے کے پہونچین دیکھا شاہزادہ دروازے پر ٹہل رہا ہی خادمون سے فرما رہا ہی کہ ہما نے بہت دیر لگائی ہما نے آکے قدمونکو بوسہ دیا ملکہ ایک نخل کے سائے مین ٹھہر گئین ہما نے عرض کی کہ ای شہریار مین ملکہ کو لایا ہون شاہزادے نے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھدیا ملکہ گھوڑے پر سے کود پڑین ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر بارگاہ مین آئے اب جو قریب سے جمال دیکھا معلوم ہوا کہ ماہ تابان نکل آیا ملکہ نے بھی دیکھا کہ سراپا خوب محبوب مرغوب سلاح جسم پر آراستہ پنجون کے بھل اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ملکہ کو مسند پر بٹھایا ہمارے تیز رفتار کے سوا وہان کوئی نہین ہی شاہزادے نے فرمایا کہ ای ہما تمھارے یہان مہمان آیا ہی انکو کچھ گانا سُناؤ ہما نے یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے اُنکی نشے گستونکے اُترتے ہین

لہو ہر گاہ گاہے اشک اپنے دیدہ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہی
حسینون کا تکلف اُن کی آرائش نہین رکھتی
لبِ جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
حیا و شرم آنکھین سامنے کرنے نہین دیتین
ہمیشہ مُنھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہی
تصور سے ترے موحین رہا کرتی ہین نہر و نمین
لگا کر عیب دو دن مین اسے تم پھیر بھیجو گے
کہانتک پردہ ای آتش کہو اُس لااُبالی سے

بلا نازل ہوئی بکھرے ہوے گیسو سنورتے ہین
نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین
لڑکپن ہی ابھی وہ مورتِ عاشق سے ڈرتے ہین
نہین زندہ نہین ہم اُسدلئے تمیر جیسے مرتے ہین
ہوا بھر کر تری سیر مین حباب بحر اُبھرتے ہین
جو خط کش لو تو ہم قیمت کا دلکے نام دھرتے ہین
محبت کا تری دم ابتو ای محبوب بھرتے ہین

چند اشعار بہا گا کر اُٹھ گیا شاہزادہ اختلاط کرنے لگا دونون عاشق و معشوق ہم آغوش ہوے مگر طوفان آفت خیز جو عاشق ہو کر گیا دن بھر تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو بارگاہ سے نکلا قفلے کا بختیارک آتا تھا بختیارک نے جو پریشان دیکھا پوچھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین آپ کو بہت پریشان پاتا ہون یہ کہتے ہی طوفان رونے لگا کہا ملک جی کیا کہون عجب سانحہ گزرا صبح کو برائے شکار گیا تھا خود شکار ہوا ایک محبوبِ شعلہ رخسار کو دیکھا اُسوقت سے طبیعت ... قابو مین نہین ہی بختیارک نے کہا کہ پہلوان زبردست ہو حسین و جمیل صاحب فوج و لشکر جاکر معشوق کو نکال لاؤ تمکو کون روک سکیگا یہ سُن کر طوفان کو جوش آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا اول درباغ پر آیا دیکھا کہ کنیزین کھڑی ہین اُن سے پوچھا کہ ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا کہ ابھی مادیان مشکین پر سوار ہو کر برائے شکار گئی ہین طوفان آفت خیز پلٹا ایک کنیز نے کہا کہ میان سُن لو ایک کنیز آئی تھی اُسی کے ساتھ گئی ہین ایک جوان آیا تھا اُسپر مائل ہوئین سُنتے ہین یہان سے تین کوس پر ایک بارگاہ استادہ ہی وہان نہ گئی ہون ذرا وہان بھی دیکھنا تب پتہ ملکہ کا شاید ملیگا یہ سُنکر طوفان کانپنے لگا کہا جاکر اُس جوان کو بھی مارونگا اور ملکہ کو کشان کشان لیجاؤنگا قحطاس فیل دندان جو اُنکا باپ ہی مجھسے اُس سے ملاقات ہی یقین ہی کہ اس حرکت سے وہ بھی خوش ہوا اور کہے کہ اچھا کیا حریف کو مارا بخوشی مجھسے شادی کر دیگا جو خواصین جمع تھین چاؤن چاؤن کرنے لگین کوئی کہتی ہی بہت خوشی خوشی گئی ہین ہم سے تو یہ حیلہ کیا کہ ہم برائے شکار جاتے ہین مگر خود شکار ہونے کو گئی ہین طوفان سب کی سُنتا ہوا چلا پہلے تو بیشے مین آیا جابجا تلاش کیا دور سے دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہی گرد اُسکے چالیس پچاس آدمی اُترے ہوے ہین آخر رات ہی کچھ چراغ گل ہو گئے ہین کچھ روشن ہین گینڈا اچھکا کر وہان آیا خدمتگار جو پڑے ہوے سو رہے تھے کسی سے پوچھا کہ تم لوگ کسکے نوکر ہو وہ سب نیند مین تھے کسی نے کہدیا کہ شاہزادہ شیران بارگاہ مین بیٹھا ہی ایک معشوقہ آئی ہی ہم لوگون کو اندر جانے کا حکم نہین ہی طوفان طرف بارگاہ کے چلا جوان جو پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکارا کون آتا ہی ادھر نہ آؤ ممانعت ہی طوفان نے کچھ جواب نہ دیا آکر گینڈے سے کودا سپاہی پر قبضہ مارا سپاہی گرا یہ پردہ اُٹھاکے

اندر گیا دیکھا تو وہ ہی معشوق پہلو مین ایک جوان کے سو رہی ہی للکارا کہ او اجل رسیدہ
تو کون ہی کہ معشوق کو مابدولت کے لیکر سویا ہی شاہزادے کی آنکھ کھلی رات گذر چکی ہی سحر
قریب ہی ملک الموت کو قریب پلنگ پایا کہ تلوار کھینچے ہوے ایک شخص کھڑا ہی للکار رہا ہی۔
شاہزادے نے چاہا اُٹھون طوفان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے کا سر زخمی ہوا
لڑکھڑا کر جب گرے تو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ طوفان تلوارین مار رہا ہی شاہزادے کو
خوب زخمی کرکے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا او گیسو بریدہ ہم در باغ پر دیر تک ٹھہرے تو نے
توجہ نہ کی اس جوان کے پاس چلی آئی ملکہ سُن ہو گئی پھر شاہزادے کو جو دیکھا کہ اپنے خون مین
لوٹ کر بیہوش ہوا اور اس جلاد نے میرا ہاتھ تھاما ہی سر جھکا لیا ساتھ ساتھ طوفان کے
چلین طوفان نے باہر نکل کر ملکہ کو گینڈے پر ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
بختیارک نے اسی لیے طوفان کو ورغلانا تھا کہ جبکے یہان جا کر بلوہ کریگا اُس سے ضرور فساد
ہوگا بلبلانا اِسکا نکل جائیگا مگر دربار صاحبقران کا حال عرض کرتا ہون کہ صاحبقران
نے جب دیکھا کہ دوپہر کو شاہزادہ نہ آیا تو خاصہ نوش نہ کیا رات کو فرمایا کہ جب تک
شیران نہ آئیگا مین کھانا نہ کھاؤنگا مین کیونکر اُسکا پاس نہ کرون مان اُسکی یہان نہین
ہی مین ہی اُسکی پرداخت کرنے والا ہون نہین معلوم میرے فرزند پر کیا گذری رات
کو بھی امیر نے خاصہ نوش نہ فرمایا مگر رستم کو بھی شیران سے بڑی محبت ہی نماز پڑھکے
مسجد کر پاس مین سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے صاحبقران نے اشارے سے
پوچھا کہ کیا ہی رستم نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے خبر شیران کی لائے صاحبقران
نے اشارہ کر دیا کہ جاؤ رستم نکل کر سوار ہوے عیار کو بھی ساتھ نہ لیا طرف صحرا کے چلے
یہان جب طوفان جا چکا تو ہما بیدار ہوا اس نے دیکھا کہ طوفان ملکہ کو لیے جاتا ہی
اور ملکہ رو رو کر پکار رہی ہی کہ ای شہریار خدا آپ کو بچائے افسوس کہ اس ملعون نے
بڑی بیدردی کی کہ شاہزادے کو اُٹھنے نہ دیا اور تلوارین مار دین کہ زخمی ہو کر گرے
ہما بیقرار ہو کر اُٹھا طوفان تو نکل گیا ہما دوڑا ہوا بارگاہ مین آیا شاہزادے کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہی ایک چیخ ماری کہ ہاے گُلِ گلزار صاحبقرانی وای یوسف ثانی یہ نالائق اب
کہان جائے آپ تو سیار گلشن جنان ہوے اور اس خیرخواہ کو چھوڑ گئے عمر بھر یاد کرونگا
مثل وحشیون کے فریاد کرونگا کیا میرے دل کو چین آویگا روتا ہوا بارگاہ سے نکلا خادمون
نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہوا ہما نے کہا شاہزادے کو قتل کر گیا بڑا ستم ملعون نے کیا یار و ایسا
نہ کیا کہ اُسکو روک لیتے اب مین جا کر صاحبقران سے اطلاع کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ
بڑھون کہ سامنے سے دیکھا رستم آتے ہین ہما کو جو روتے ہوے دیکھا پکار کے پوچھا کہ کیون
ای عیار خیر تو ہی کیون رو رہا ہی عیار نے پکار کر کہا آپ کے بھائی کو طوفان قتل کر گیا
اور ناموس کو جبراً لے گیا وہ ثابت قدم کوے محبت بلک بلک کے روتی تھی اور پکار پکار کر
کہتی تھی کہ خداوندا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے ایسا نہ ہو کہ یہ بیحیا آبرو ریز

خیال آیا ہے شانے کا انھیں آئینہ دیکھا ہے
حسینون کا تکلف اُن کی آرائش نہین رکھتی
لبِ جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
حیا و شرم آنکھین سامنے کرنے نہین دیتین
ہمیشہ مُنھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہے
تصور سے ترے موجین رہا کرتی ہین نہر و نمین
لگا کر عیب دو دن مین اسے تم پھیر بھیجو گے
کہانتک پردہ اے آتش کہو اُس لاابالی سے

بلا نازل ہوئی بکھرے ہوے گیسو سنورتے ہین
نظر آتی ہے میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین
لڑکپن ہے ابھی وہ صورتِ عاشق سے ڈرتے ہین
نہین زندہ نمین ہم اُسد لینے تمیز جیسے مرتے ہین
ہوا بھر کر تری سر مین حبابِ بحر اُبھرتے ہین
جو خط کش لو تو ہم قیمت کا دل کے نام دھرتے ہین
محبت کا تری دم ابتدا ہے محبوب بھرتے ہین

چند اشعار بہا گا کر اُٹھ گیا شاہزادہ اختلاط کرنے لگا دونون عاشق و معشوق ہم آغوش ہوے مگر طوفان آفت خیز جو عاشق ہو کر گیا دن بھر تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو بارگاہ سے نکلا قضلے کا بختیارک آتا تھا بختیارک نے جو پریشان دیکھا پوچھا کہ اے پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان مین آپ کو بہت پریشان پاتا ہون یہ کہتے ہی طوفان رونے لگا کہا ملک جی کیا کہون عجب سانحہ گزرا صبح کو برائے شکار گیا تھا خود شکار ہوا ایک محبوبِ شعلہ رخسار کو دیکھا اُسوقت سے طبیعت ۔۔ قابو مین نہین ہے بختیارک نے کہا کہ پہلوان زبردست ہو حسین و جمیل صاحب فوج و لشکر جا کر معشوق کو نکال لاؤ تمکو کون روک سکیگا یہ سُن کر طوفان کو جوش آیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا اول در باغ پر آیا دیکھا کہ کنیزین کھڑی ہین اُن سے پوچھا کہ ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا کہ ابھی مادیان مشکین پر سوار ہو کر برائے شکار گئی ہین طوفان آفت خیز پلٹا ایک کنیز نے کہا کہ میان سُن لو ایک کنیز آئی تھی اُسی کے ساتھ گئی ہین ایک جوان آیا تھا اُسپر مائل ہو بین سُنتے ہین یہان سے تین کوس پر ایک بارگاہ استادہ ہے وہان نہ گئی ہون ذرا وہان بھی دیکھنا تب پتہ ملکہ کا شاید ملیگا یہ سُنکر طوفان کانپنے لگا کہا جا کر اُس جوان کو بھی مارونگا اور ملکہ کو کشان کشان لیجاؤنگا قحطاس فیل دندان جو اُسکا باپ ہے مجھسے اُس سے ملاقات ہے یقین ہے کہ اس حرکت سے وہ بھی خوش ہوا اور کہے کہ اچھا کیا حریف کو مارا بجوشی مجھسے شادی کر دیگا جو خواصین جمع تھین چاؤن چاؤن کرنے لگین کوئی کہتی ہے بہت خوشی خوشی گئی ہین ہم سے تو یہ حیلہ کیا کہ ہم برائے شکار جاتے ہین مگر خود شکار ہونے کو گئی ہین طوفان سب کی سُنتا ہوا چلا پہلے تو بیشے مین آیا جابجا تلاش کیا دور سے دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہے گرد اُسکے چالیس پچاس آدمی اُترے ہوے ہین آخر رات ہے کچھ چراغ گل ہو گئے ہین کچھ روشن ہین گینڈا اچھکا کر وہان آیا خدمتگار چہ پڑے ہوے سو رہے تھے کسی سے پوچھا کہ تم لوگ کسکے نوکر ہو وہ سب نیند مین تھے کسی نے کہدیا کہ شاہزادۂ شیران بارگاہ مین بیٹھا ہے ایک معشوقہ آئی ہے ہم لوگون کو اندر جانے کا حکم نہین ہے طوفان طرف بارگاہ کے چلا جوان جو پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکارا کون آتا ہے ادھر نہ آؤ ممانعت ہے طوفان نے کچھ جواب نہ دیا آگر گینڈے سے کود اسپاہی پر قبضہ مارا سپاہی گرا یہ پردہ اُٹھا کے

اندر گیا دیکھا تو وہ ہی معشوق پہلو مین ایک جوان کے سو رہی ہی للکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی کہ معشوق کو مابدولت کے لیکر سویا ہی شاہزادے کی آنکھ کھلی رات گذر چکی ہی سحر قریب ہی ملک الموت کو قریب پلنگ پایا کہ تلوار کھینچے ہوے ایک شخص کھڑا ہی للکار رہا ہی۔ شاہزادے نے چاہا اُٹھون طوفان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر جب گرے تو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ طوفان تلوارین مار رہا ہی شاہزادے کو خوب زخمی کر کے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا او گیسو بریدہ ہم در باغ پر دیر تک ٹھہرے تو نے توجہ نہ کی اس جوان کے پاس چلی آئی ملکہ سُن ہو گئی پھر شاہزادے کو جو دیکھا کہ اپنے خون مین لوٹ کر بیہوش ہوا اور اس جلاد نے میرا ہاتھ تھاما ہی سر جُھکا لیا ساتھ ساتھ طوفان کے چلین طوفان نے باہر نکل کر ملکہ کو گینڈے پر ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بختیارک نے اسی لیے طوفان کو ورغلانا تھا کہ جسکے یہان جا کر بلوہ کریگا اُس سے ضرور فساد ہوگا بلبلانا اِسکا نکل جائیگا مگر دربار صاحبقران کا حال عرض کرتا ہون کہ صاحبقران نے جب دیکھا کہ دو پہر کو شاہزادہ نہ آیا تو خاصہ نوش نہ کیا رات کو فرمایا کہ جب تک شیران نہ آئیگا مین کھانا نہ کھاؤنگا مین کیونکر اُسکا پاس نہ کرون مان اُسکی یہان نہین ہی مین ہی اُسکی پرداخت کرنے والا ہون نہین معلوم میرے فرزند پر کیا گذری رات کو بھی امیر نے خاصہ نوش نہ فرمایا مگر رستم کو بھی شیران سے بڑی محبت ہی نماز پڑھ کے مسجد کر پاس مین سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے صاحبقران نے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہی رستم نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے خبر شیران کی لائے صاحبقران نے اشارہ کر دیا کہ جاؤ رستم نکل کر سوار ہوے عیار کو بھی ساتھ نہ لیا طرف صحرا کے چلے یہان جب طوفان جا چکا تو ہما بیدار ہوا اس نے دیکھا کہ طوفان ملکہ کو لیے جاتا ہی اور ملکہ رو رو کر پکار رہی ہی کہ ای شہریار خدا آپ کو بچلائے افسوس کہ اس ملعون نے بڑی بیدردی کی کہ شاہزادے کو اُٹھنے نہ دیا اور تلوارین مار دین کہ زخمی ہو کر گرے ہما بیقرار ہو کر اُٹھا طوفان تو نکل گیا ہما دوڑا ہوا بارگاہ مین آیا شاہزادے کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہی ایک چیخ ماری کہ ہائے گُلِ گلزار صاحبقرانی و ای یوسف ثانی یہ نا لائق اب کہان جائے آپ تو سیار گلشن جنان ہوے اور اس خیر خواہ کو چھوڑ گئے عمر بھر یاد کر کرونگا مثل وحشیون کے فریاد کرونگا کیا میرے دل کو چین آویگا روتا ہوا بارگاہ سے نکلا جاد مہرہ نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہوا ہما نے کہا شاہزادے کو قتل کر گیا بڑا ستم ملعون نے کیا یار وایسا نہ کیا کہ اُسکو روک لیتے اب مین جا کر صاحبقران سے اطلاع کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ بڑھون کہ سامنے سے دیکھا رستم آتے ہین ہما کو جو روتے ہوے دیکھا پکار کے پوچھا کہ کیون ای عیار خیر تو ہی کیون رو رہا ہی عیار نے پکار کر کہا آپ کے بھائی کو طوفان قتل کر گیا اور ناموس کو جبراً لے گیا وہ ثابت قدم کوے محبت پلک پلک کے روتی تھی اور پکار پکار کر کہتی تھی کہ خداوندا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے ایسا نہ ہو کہ یہ بیحیا آبرو ریز

دست اندازی کرے مین عورت کیا کرونگی مگر ای کریم و رحیم تو عصمت کا نگہبان ہی یہ سُن کر رستم
کانپنے لگے فرمایا ای ہما تو تو جا کر شاہزادے کا لاشہ اُٹھوا مین جا کر معشوق کو لاتا ہون بھلا میری
بھاوج پر وہ بدعت کر سکتا ہی گھُس کر بے حیا کو مارونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مگر طوفان اپنی
بارگاہ مین آیا سامنے بارگاہ کے نخلستان تھا ایک درخت مین ملکہ کو باندھ دیا اور کوڑا لیکر
کھڑا ہوا افسران فوج نے آکر ہاتھ پکڑا کہا حضور ایک ہی ضرب مین اسکا خاتمہ ہو جائیگا یہ
کہتا ہی کہ چھوڑو کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر عرب بیت
علمشاہ چو رستم لقب + علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + اد نامرد
ازلی او دشمن خدا سوتے مین اُس شیر کو قتل کیا تجکو پاس جرأت نہ ہوا اب عورت پر بدعت کرتا
ہی نعرہ کرکے لڑتے ہوے چلے مگر ہمانے تیز رفتار بعد جانے رستم کے جو بارگاہ مین آیا اور
سینے پر ہاتھ رکھا تو آمد و رفت نفس کی پائی سب پہلیے وغیرہ جمع ہین اُسی طرح پلنگ اُٹھوا یا
یہان لشکر مین سب اُترے ہوے تھے رونے کی صدا سُن کر اُٹھے لاشۂ شیران دیکھکر سب
خرد و کلان رونے لگے کہتے تھے کہ اس سن کا نخل نہ کٹے اس نوجوان نے باغ عالم کی کیا بہار
دیکھی لشکر مین جو ہلڑ ہوا صاحبقران زمان کہ سجادے پر تھے مقبل سے پوچھا کہ کیا ہوا یہ
کیسا ہلڑ ہی مقبل نے عرض کی کہ ہمانے تیز رفتار لاشۂ شیران شیر سوار لیکر آیا ہی سب
سوار و پیدل رو رہے ہین صاحبقران ہائے فرزند کہکر اُٹھے پکارتے ہوے کہ ای نور نظر
و ای پارۂ جگر نظم رفتی و مرا خبر نہ کردی + بر بے کسیم نظر نہ کردی + ای راحت جان و دل ہمارے +
تنہا ہمین چھوڑکر سدھارے + صاحبقران کے ساتھ جملہ سرداران صاحبقران روتے ہوے
قریب لاش کے آئے ہمانے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار رمقے جان باقی ہی انکو شفا خانہ مین
بھیجیے اور آپ رستم کی خبر لیجیے مالک نے جو سُنا کہ رستم گئے مالک اسّی ہزار نیزہ داران
عرب کو لیکر سوار ہوے بعد مالک کے بہرام چلے اب تو سردارون کا تار بندھ گیا امیر
نے مقبل سے فرمایا اشقر تیار کرو مقبل اشقر تیار کرکے لایا صاحبقران سوار ہوے
اب تو کل لشکر چلا سرداران شیران گریبان دریدہ خاک بر سر کنان روتے پیٹتے ہوے
چلے ہر ایک کہتا تھا کہ اپنی جان دینگے مگر ناموس کو آقا کی لاوینگے یہ کہتے ہوے
جاتے ہین مگر ہمانے دیکھا کہ شاہزادے نے آنکھ کھولتے ہی آہ کا نعرہ کیا ہمانے عرض کی
کہ کیون آقاے نامدار خیر تو ہی شاہزادے نے کہا کہ ہاے مجبور ہون کہ اُٹھ نہین سکتا
اُس محبوب پر اُسنے کیا بدعت کی ہوگی کیسی تڑپتی ہوگی ہمانے عرض کی کہ آپ کے بھائی صاحب
علمشاہ نوجوان تشریف لے گئے ہین اُنھون نے مجکو حکم دیا کہ شاہزادے کو اُٹھا کر لیجاؤ
مین اپنی بھاوج کو لیکر آتا ہون اور اب تو سب لشکر گیا مگر حنظل کہ پڑی ہوئی سو رہی تھی
نوبت و نقارے جو بجے ہلڑ ہوا گھبرا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ صاحبو خیر تو ہی ہمانے آکے عرض کی
کہ شاہزادہ زخمی ہوکے آیا ہی اور جس معشوق پر عاشق ہوے تھے جسکی وجہ سے یہ ساری آفتین
در پیش ہوئین اُسکو گرفتار کرکے طوفان لے گیا حنظل یہ کہکر اُٹھی کہ ہر چند وہ میری سوت ہی

اگر میرے وارث کی تو منظور نظر ہی مین جاکر اُسکو اُٹھائے لاتی ہون یہان طوفان نے جب
دیکھا کہ کُل لشکر صاحبقران آگیا رستم زخمدار ہین مگر جھومتے ہوے طرف اُسی نخل کے جاتے
ہین طوفان نے پرے باندھ دیے ہین ہر غول مین رستم آکے رُکتے ہین مگر شیرانہ لڑ رہے ہین
لیکن طوفان نے جب دیکھا کہ لڑائی بگڑ چلی بلٹ کر خدمتگار سے کہا جلد دوڑا ہوا جا اور
قلعے مین ہمارے ملکہ سمن پیکر بیٹھی ہونگی کہنا کہ مغلوبہ ہو رہی ہی بیس بائیس لاکھ فوج نے آکر
طوفان کو گھیرا ہی سمجھا دینا کہ اور کام جو تم سے ہو سکے وہ کرنا لیکن عورت جو درخت
سے بندھی ہی اسکو اُٹھا کر ضرور لیجاؤ خدمتگار نے جاکر سمن پیکر سے کہا سمن پیکر نے جواب دیا
کہ یہ نگوڑا الٹے نے گیا تھا کہ میری سوت پیدا کرنے اگر مین سوت کو اُٹھا لاؤنگی تو لاکر قتل کرونگی
میرے سر پر نگوڑا کو دون دلیگا یہ کہکر اُٹھی پر پرواز پیدا کرکے چلی یہان وہ وقت ہی کہ رستم
پرون کو درہم و برہم کرکے قریب نخل پہونچے دیکھا کہ لیلا روتے روتے بیہوش ہو گئی ہی
درخت سے اسقدر سر ٹکرایا ہی کہ سر سے خون جاری ہی رستم نے آکے کمندین کاٹین ملکہ کو
شانہ پکڑکے سنبھالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او طوفان یہ تو نے کیا طوفان اُٹھایا اور ملکہ
رستم سے کہہ رہی ہین کہ بھائی صاحب مجھ سوختہ بخت کو رہنے دیجیے یہ مجکو قتل کر ڈالے تو بہتر ہی
مین زندہ نہ رہونگی میرے سامنے اس بے حیا نے میرے وارث کو سوتے مین زخمی کیا اگر وہ کہین
اُٹھنے پاتے تو احوال اُسکو معلوم ہوتا ہاے کیا کرون کہ سامنے سے ہمامے تیز رفتار آیا
کہا ای ملکہ اس رہائی کو غنیمت جانیے شکر کیجیے کہ شاہزادہ زندہ ہی ٹلنے نکو آکر آیا ہون
انشاء اللہ شاہزادہ صحت پاویگا آپ اطمینان فرمائیے رستم نے کہا کہ ای ہما ملکہ کو لے جائیگا
ہما نے کہا کہ بے شک لیجاؤنگا رستم تلوار پکڑکے جھپٹے فوج کا بلوہ ہی چاہتے ہین گھیر کر رستم کو
مار لین ہما نے ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا ہی اور چادر بچھائی ہی منظور یہ ہی کہ پشتارہ
باندھ کے لیچلون کہ آسمان پر سمن پیکر آکر پہونچی تڑپ کر جو گری ہما الگ ہو گیا کمر مین پنجہ دیکر
ملکہ کو سمن پیکر نے اُٹھا لیا رستم نے تیر مارے سمن پیکر نے تیر جلا دیے رستم حیران حیران
دیکھ رہے ہین کہ افسوس مین بھائی صاحب کو کیا جواب دونگا اگر یہ پہونچ جاتی تو وہ فرماتے
کہ بھائی نے بڑا کام کیا اب بے نیل مقصود رہے ہما گھبرا کر چلا کہا کہ ای شہریار یہ ملعونہ
جہان جائیگی وہان جاکے عیاری کرونگا اور ملکہ کو لاؤنگا آپ مصروف جنگ ہون رستم
افسوس کر رہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای فلک کج رفتار و
ای گردون غدار یہ تو نے کیا کجروی دکھائی ہائے بھائی کو کیا جواب دونگا آلا گرد و
مالا گرد فرنگی و نہنگ بچۂ دریائی و کبھی ارژال و کبھی زلزال لڑ رہے ہین سمن پیکر نے آسمان
پر سے آگ برسائی جسپر شعلہ گرا وہ جل گیا کئی ہزار جوان جل کر گرے طوفان پکارتا ہی
کہ ای ملکہ نامدار و ای معین و مددگار ذرا آگ کو تیز کردے سمن پیکر ابر سحر کو زور دے رہی
ہی جس طرف صاحبقران لڑ رہے ہین اسم اعظم پڑھ رہے ہین اُس طرف تو آگ نہین جاتی
ہی شعلہ گیا اور پلٹا مگر طوفان کو اطمینان ہی کہ اس آگ سے سب مسلمان جل جاوینگے

اور بڑی بات یہ ہی کہ معشوقہ کو لیے جاتی ہی جاکر معشوقہ پر قبضہ کرونگا سمن پیکر کو سمجھا لون گا جب ناچاری اپنی بیان کرونگا تو یقین ہی کہ مان جائے ہاے افسوس ہی کہ اس عشق نے کیسا مجبور و ناچار کیا قول شاعر کا سچ ہی

نظم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوان عشق
نعمت دنیا کو کر دیتا ہی تلخ اس کا مزہ +
نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو
تولتی ہین موتیون مین اشک حسن یار کو +
سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
ایک دن تیری کمر کا طوق ہونگے اُنکے ہاتھ
ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی
قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم +
دو جہان مین آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین

سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمان عشق
شیرۂ جان سے ہی شیرین حلوۂ دکان عشق
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق +
دو جہان بھولے ہوے ہین حافظ قرآن عشق
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق +
زہر دیتا ہی نمکخوارون کو اپنے خوان عشق
ای صنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق
اپنی خاطر ہی مہیا آج کل سامان عشق +
چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق
وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہی اُس سے شان عشق

طوفان آفت خیز تو زار زار رو رہا ہی مگر سمن پیکر نے آگ برسا کے ہنگامہ ڈالدیا ہی ہر طرف آگ برستی ہی ملازمان صاحبقران مثل ہیزم خشک کے جل رہے ہین جہانتک صاحبقران کی آواز جاتی ہی وہان تک تو سحر تاثیر نہین کرتا اور جہان آواز نہین پہونچتی وہان ملازمان صاحبقران حیران ہو رہے ہین کئی سردار دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین تلوارین کھینچے ہوے ہین مگر کسی پر وار نہین کرتے کوئی گھوڑے کو سنبھال رہا ہی کوئی آئینۂ شمشیر مین اپنا مُنھ دیکھتا ہی سمن پیکر نے ابر کو زور دیکر چاہا کہ اب نکل جاؤن طوفان لڑائی فتح کریگا کوئی سردار ایسا باقی نہ رہیگا کہ جسپر آگ نہ گرے ابر کو سر لشکر محیط کر کے چاہا کہ نکل جاؤن تیر چل رہے ہین ایسا نہ ہو کہ ناگاہ چوکے کسی کا تیر پڑ جائے تو زخمی ہون جیسے ہی پر تولے کہ یکایک سامنے سے برق چمکی کڑک کے ابر پر گری کہ ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے وہ ہی برق چمک کر گرد سردارون کے پھری کہ یا تو سب حیران و پریشان بھاگے بھاگے پھر رہے تھے یا تلوارین چمکا کر کافرون پر جا پڑے ابر پھٹ کر جو منتشر ہوا سمن پیکر نے پکار کر کہا کہ ارے یہ کسنے بے ادبی کی ہی کہ ابر سحر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مین نے تو لاشون سے میدان بھر دیا تھا یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج نکالا اور اُسی برق پر پھینک مارا جیسے ہی وہ پھٹا پانی برسنے لگا ابر شق ہوا برق کے بھی دو ٹکڑے ہوے دیکھا برق مین ایک ماہ تابان و مہر درخشان ہی نہایت حسین و جمیل گاتی بندھی ہوئی جوڑا ترچھا بندھا ہوا غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی گرد ماہ تابان شفق پھولی ہی سمن پیکر نے للکار کر کہا کہ بی حنظل مین نے تم کو پہچانا کیون زور دکھاتی ہو مین سحر مین کسی سے کم نہین ہون اگر میرا سحر چل جائیگا تو سر اُڑ جائیگا حنظل نے للکارا کہ او بے حیا اپنے عاشق کی

محبت مین کتنے بندگان خدا تو نے جلا دیے ان کا خون تیری گردن پر ہوا ابتو بھلا زندہ بھی بچکر جا ئیگی اس عورت کو تو چھوڑ دے سمن پیکر نے کہا کہ یہ میرے عاشق کی معشوقہ ہی یہ سُن کر حنظل جادو بلند ہو کے سامنے سمن پیکر کے آئی کہا او بے حیا تو کیا اور تیرا عاشق کیا یہ منظور نظر شاہزادۂ والا قدر ہی اس کے واسطے جان لگا دونگی مین تجکو زندہ نہ جانے دونگی سمن پیکر نے حنظل جادو کو گولہ مارا حنظل نے گولے کو کاٹا گولہ جو کٹ کر گرا کئی سو آدمی لشکر طوفان آفت خیز کے جل گئے مگر حنظل جادو کے جاتی ہی کہ دیکھ سمن پیکر کیون شامتین آئی ہین خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو اس عورت کو کوئی صدمہ پہونچے سحر کرتی ہون تو بچا کے کرتی ہون جب دو تین سحر متواتر سمن پیکر نے کیے اور حنظل جادو نے اُن سحرون کو اُلٹا کر دیا کہ کئی ہزار کافر جلے طوفان سمن پیکر کو بُرا بھلا کہنے لگا کہ او بے حیا یہ کیسا سحر کرتی ہی میرا لشکر تباہ ہوا جاتا ہی سمن پیکر نے کہا کہ او نا منصف مین تیرے واسطے آکے بلا مین پھنسی اور پھر تجکو میرا پاس نہین طوفان نے کہا کہ حقیقت مین مجھے اس بات کا افسوس ہوتا ہی کہ جو تیرا سحر چلا میرے لشکر والے جل گئے اب مجھے جان بچانا دشوار ہوئی حنظل نے للکارا کہ اپنی جان نہین بچاتی کارد سحر نکالی اُسپر اسم سحر پڑھا اور طرف سمن پیکر کے پھینک ماری سمن پیکر نے دستکین دین اپنے کو ہٹایا اور جھکی مگر نہ بچ سکی کارد آکے سینے پر پڑی کہ توڑ کے پشت کو پار گذری ملکہ کو حنظل نے گرنے سے روکا بچے مین دبایا رستم نے پکار کر کہا کہ بھابھی صاحب سبحان اللہ مگر اب یہان سے چلی جاؤ لشکر دشمن پر سحر نہ کرنا حنظل نے عرض کی کہ ای شہریار سمن پیکر نے ہزارہا بندگان خدا کو سحر کر کے مارا مین بھی ایک سحر کرون کہ طوفان کو معلوم ہو کہ سحر ایسی چیز ہی ایک سحر مین سب دیوانے ہو جائین رستم نے کہا کہ صاحبقران کے خلاف ہوگا حنظل جادو لیلا کو لیکر طرف لشکر کے چلی یہان سردارون نے لشکر طوفان کے ٹکڑے اُڑا دیے اور رستم لڑتے ہوے قریب طوفان پہونچے للکارے کہ او بچیا اب کہان جائیگا حیران کرگدن سوار بھائی طوفان کا گینڈا چمکا کر سامنے رستم پیلتن کے آیا للکارا کہ او پسر حمزہ تجھے جرأت کا بڑا خیال ہی چیر کر پھینک دونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپیتان پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ حیران کے دو ٹکڑے ہوے حیران کے مرتے ہی طوفان کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا للکارا کہ او پسر حمزہ تونے بڑا غضب کیا میرا بازو توڑ ڈالا اچھا رخنہ نکالا ساحرہ کو لگا رکھا تھا کہ اُسنے آکے سمن پیکر کو مارا رستم پیلتن نے کہا کہ او نا منصف سمن پیکر کے سحر سے کئی ہزار جوان مارے گئے ہم نے حنظل جادو کو منع کر دیا سحر نہ کرنے دیا اگر وہ ایک سحر کرتی تو سارا لشکر تیرا دیوانہ ہو جاتا اور تیرے لوگ تجھی کو قتل کرتے جان بچانا دشوار ہوتی سارا رنگ سپہ گری بیکار ہوتا طوفان آپڑا کہا او پسر حمزہ جرأت کا تم لوگون کو بڑا گھمنڈ ہی یہ کہکر نیزہ مارا رستم پیلتن نے نیزہ چھین لیا گردش دے کر مارا کہ سینے پر طوفان کے پڑا سینے کو توڑ کے پار گذرا نیزے پر رستم نے طوفان کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا کہ استخوان طوفان آفت خیز کے شکست ہوے سکندر کو برابر خبرین پہونچین کہ طوفان گھرا ہی سکندر یہ سُن کے

خاموش ہورہا اور دل مین سوچا کہ ایسا نہ ہو صاحبقران سے مقابلہ پڑ جائے تو مشکل ہو اگر
لشکر طوفان آفت خیز شکست کھا کے بھاگا کچھ لوگ گرفتار بھی ہوے اور دائرۂ اسلام مین
آئے کچھ مارے گئے صاحبقران زمان نے رستم پیلتن کو ساتھ لیا بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی
بلٹے سامنے سے بارگاہ سکندر کے گذرے مگر سکندر کا حوصلہ نہ پڑا کہ صاحبقران زمانہ
کو روکتا خوب سمجھ گیا ہی کہ صاحبقران بےمثل و بےنظیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین ان سے
مقابلہ کر کے بجز ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا بختیارک نے کہا بھی کہ ای سکندر
صاحبقران در بارگاہ سے جاتے ہین اگر بن پڑے تو روک لو سکندر نے کہا جانے دو
ہین بے وجہ اور بیکار دخل نہین دیتا طوفان آفت خیز میرے واسطے نہین لڑا جیسا اُسنے
کیا ویسا ہی اُس کا نتیجہ ہوا سامری و جمشید عادل و منصف ہین کہان تو میری مدد کو آیا تھا
کہان عشق و عاشقی مین پھنسا اُس کا مزہ اُٹھایا کس طرح مارا گیا پھر مجھے کیا غرض ہی کہ مین
دخل دون صاحبقران جاتے ہین تو جانے دو مین جس دن طبل جنگی بجواؤنگا سر میدان جھڑ
سے سمجھ لونگا ملک جی لڑائی وجہ سے ہوتی ہی مین بے سبب کیون دخل دون دشمنون کے منھ
چڑھون اُن کے فرزند کو غفلت مین زخمی کیا اُنھون نے آ کے بدلہ لیا مگر حنظل جادو ملکہ
لیلاے خوشرو کو نیچے مین دبائے ہوے شفاخانۂ شاہی مین آئی شاہزادۂ شیران سے
عرض کی کہ ای شہریار اگر کنیز عین وقت پر نہ پہونچتی تو سمن پیکر نامے ساحرہ اُٹھا کے
لے چلی تھی مگر شکر ہی یہ کنیز وقت پر پہونچ گئی خوب خوب سحر سمن پیکر نے کیے لیکن مین نے
اُسکے سحر ونکو دفع کر کے اُسکو مارا لیلاے خوشرو کو جو ہوش آیا اور شاہزادۂ شیران کو
دیکھا کہ شفاخانے مین بیٹھے ہین پٹیان زخمون کی کھلی ہین زخم سب اندمال پر ہین بیقرار ہو کر
لپٹ گئی کہا ای شہریار خداوند کریم نے آپکو زندہ دکھایا اب ایک بارگاہ لیلاے خوشرو
کے واسطے استادہ ہوئی کچھ کنیزین براے خدمت مقرر ہوئین شاہزادے نے یہ اختیار کیا
کہ چند ساعت تو خیمۂ لیلا مین آتے ہین اور بعد اُس کے خیمۂ حنظل مین تشریف رکھتے ہین
مگر قضاے کار قحطاس فیل دندان باپ لیلاے خوشرو کا قلعے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون
نے آ کے خبر دی کہ عجب معرکہ گذرا صاحبزادی آپ کی نکل گئین شیران شیرسوار نامے
فرزند صاحبقران کسی وجہ سے سامنے آیا یہ اُن پر عاشق ہوئین مگر طوفان آفت خیز
نامے پہلوان کہ مدد سکندر بن ہیکلان کو آیا تھا وہ بھی پہلے سے عاشق ہو کے
گیا تھا اُسنے سوتے مین آ کے فرزند صاحبقران کو زخمی کیا مسلمان تو بلاے روزگار ہین
ایسا اُسپر دباؤ ڈالا کہ آخر کو طوفان آفت خیز مارا گیا اول طوفان آفت خیز نے اپنی
معشوقہ سمن پیکر جادو کو بلایا تھا وہ ملکہ کو لے کر چلی تھی کہ حنظل جادو جو شاہزادۂ شیران
پر عاشق ہی اُسنے آ کے سمن پیکر کو مارا اور ملکہ لیلاے خوشرو کو لے گئی اب ملکۂ عالم لشکر
صاحبقران مین ہین آپکا بالکل خوف نہین یہ خبر وحشت اثر سُن کر قحطاس ہرکارون پر بہت
خفا ہوا کہا یاروں یہ معرکۂ عظیم گذر گیا اور ہم کو اب خبر دی ہی مگر خیر اب بھی وہ انتقام کرون

کہ مسلمان عاجز ہو جائین کیا مجکو یہ لوگ سکندر و پسران نوشیروان سمجھے ہین یہ کہکر اپنے
ہاتھ سے نامہ لکھا نامہ لکھکر ایک خادم کو دیا کہا کہ ہمارے قلعے کے بائین ہاتھ پر جو صحرا ہین
قلعہ واقع ہی جس کو سب قلعۂ شاپور کہتے ہین شاپور مردارخوار وہانکا حاکم و ناظم ہی وہ
ہمارا دوست ہی جب قلعے پر جاوئے تو دیکھنا کہ قلعے کا پھاٹک بند ہی چند طائر بالائے قلعہ
بیٹھے ہین پکار کے آواز دینا کہ ای نگہبانان قلعۂ شاپور شاپور مردارخوار کو جاکے خبر کرد
کہ قحطاس نے تم کو نامہ بھیجا ہی وہ طائر بر تول کر اُڑ جائینگے یکایک پھاٹک قلعے کا کھلجائیگا
تم اندر قلعے کے جانا اس طرح کا ساحر ہی کہ دروازہ کھلنے کا اُس نے یہ طرز رکھا ہی اور سحر کا
اُس کے کیا ذکر کرون علم سحر و ساحری مین بے مثل و نظیر ہی جس وقت وہ یہان آویگا
زمین ہلا دیگا لیلاے خوشرو کو بھی بلوا لونگا اور فرزند صاحبقران کو سزاے معقول دونگا
خدمتگار نامہ لے کر چلا قلعۂ شاپور مین آیا بموجب ہدایت قحطاس عمل کیا نامہ لاکر شاپور کو
دیا شاپور نے نامہ پڑھ کر خادم کو جواب دیا کہ ہمارے مہربان سے کہنا کہ تم نے بڑے
لوگون سے پگڑی اُلجھائی ہی مسلمانون سے جو لڑا وہ مارا گیا لیکن اگر مجکو بلاتے ہو تو وصل
لیلاے خوشرو قبول کرو اگر مین مسلمانون سے چھین لاؤنگا تو میرے ساتھ بجبر بیاہ دینا ملک کی
پھروا دینا سلطنت قلعۂ شاپور اُن کو دونگا اور ہزارہا کنیزان چینی و رومی براے خدمت
حاضر کرونگا اور مسلمانون نے جو دیا ہو اُس سے زیادہ مجھسے لین اگر یہ نہ منظور ہو تو تم
جاؤ اور جاکے مسلمانون سے مقابلہ کرو مین اسی اقرار پر جانے کا قصد کرتا ہون اور اپنی
جان دینے کو جاتا ہون اگر بچ گیا تو بڑی بات ہی ورنہ لیلاے خوشرو کا لانا بڑی مشکل
ہی خیر جس طرح ہوگا ایک نہ ایک دن جاکے اُٹھالاؤنگا اُس وقت پھر مجکو کون روک سکتا ہی
مجکو اختیار ہی کہ اُڑتا ہوا آسمان پر جاؤنگا اور آسمان سے زمین پر آکے کسی طائر کی شکل
بن کر ملکہ لیلاے خوشرو کو اُٹھالاؤنگا مشہور یہ ہوگا کہ ایک طائر ملکہ کو لے گیا میرا کوئی
ذکر بھی نہ کریگا مین مقابلے مین نہ جاؤنگا الگ جاکے اُترونگا جانے والے جانینگے کہ کوئی
شاہ و شہریار واسطے شکار کے صحرا مین اُترا ہوا ہی وہین سے جاکے لے آؤنگا اگر تمھاری
ضد رہجاے تو بڑی ہی بات ہی اور جسکا نام حنظل جادو ہی وہ بلا کی ساحرہ ہی اگر اُس سے
مقابلہ پڑا تو زندگی دشوار ہی جواب طولانی لکھ کر خادم کو دیا کہا کہ جب اس کا جواب پاؤنگا
تب یہان سے کوچ کرونگا مین قلعے سے نکلا اور ملکہ لیلاے خوشرو کو لے آیا خادم جواب
لے کر پلٹا قحطاس کو لاکے نامہ دیا قحطاس نے نامہ پڑھا کہا لو صاحبو شاپور میرا امداد دینگا
مین نہ قبول کرونگا مشیر و وزیر جو بیٹھے ہوے تھے اُن سب نے عرض کی کہ ای شہریار آپ
کس خیال مین ہین یہ کتنی بڑی بدنامی ملتی ہی کہ بیٹی قبضۂ مسلمانان سے نکلی آتی ہی ساحر ہو
مگر لات و منات کو تو مانتا ہی صرف ساحرون کا یہ اعتقاد ہی کہ سامری و جمشید کو
سب خداوندون کا بڑا بھائی جانتے ہین پوجا پاٹ مین ہر وقت سامری و جمشید
کا ذکر آتا ہی اقرار کر لیجیے پھر جب بیٹی قبضے مین آجائے تو امروز فردا کرکے ٹال دیجیے گا

جب آپ کا بیٹی پر قبضہ ہوگا تو شاپور آپ کا کیا کر سکیگا کسی زبردست کو تجویز کرکے شادی ملکہ کی کردیجیے گا آخر کو شاپور خاموش ہو رہیگا قحطاس کو یہ راے مشیرون اور وزیرون کی بہت پسند آئی اسپر راضی ہوکے جواب لکھا کہ اے شاپور میری دختر تمھاری دختر ہی جو تمنے کہا وہ مین نے قبول کیا مین ایسی دھوم سے شادی کرونگا کہ خوش ہو جاؤ گے جہیز کا اس قدر سامان ہوگا کہ میرے قلعے سے تمھارے قلعے تک تار بندھ جائیگا مگر اول تم کو مناسب ہی کہ لیلاے خوشرو کو جاکے اٹھا لاؤ اور مجکو حوالے کرو سال بھر مین سامان شادی کا کر دونگا تم سلطنت قلعۂ شاپور کے صرف مالک ہو مین قلعۂ قحطاس جہیز مین دونگا یہ نامہ جو شاپور کے پاس پہونچا شاپور خوش ہوگیا بارہ ہزار ساحر تیار کرکے قلعے سے نکلا منزل در منزل چلا مگر لشکر مین اس کے ذکر ہی کہ آقا ہمارے شادی کے اقرار پر لیلا کو لینے جاتے ہین قضاے کار خواجہ عمرو جو ایک دن براے بالادوی نکلے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرے دیکھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی ایک ساحر کریہ منظر تخت پر سوار بارہ ہزار ساحر پشت پر منزل در منزل آتا ہی خواجہ عمرو پہاڑ سے اُترے لشکر بھی اُسی صحرا مین اُترا بارگاہین وغیرہ استادہ ہوئین خواجہ عمرو نے آکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ساحر کا نام شاپور مردارخوار ہی واسطے لینے لیلاے خوشرو کے جاتا ہی یہ مضمون سُن کر خواجہ عمرو حیران ہوگئے ایک گوشے مین آکے بیٹھے گوییے کی صورت بنکر نی بجانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

بزم مین رنگین خیالونکے جو ہر روشن چراغ — سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ
چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین — پر تو مہتاب سے بن جاتے ہین روشن چراغ
دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار — رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اُسنے کیا خاکِ سیاہ — موم کر سکتا نہین اپنا دلِ آہن چراغ
دل ہمارا مردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی — داغ سینے کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
صبح تک جلتی ہی آہو لتے ہماری باد تند — شام سے فانوس رکھتی ہی تہِ دامن چراغ
دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا — واسطے تشبیہ کے ہووین گلِ سوسن چراغ
منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر — رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین + — غم نہین اسکا نہو اپنے سر مدفن چراغ

خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا گانا تو سحر ہی جس مقام پر یہ بیٹھے ہوے گا رہے تھے ہزارون آدمی فوج کے جمع ہوگئے طائر درختون سے اُتر اُترکے وجد مین جھوم رہے ہین شیر اور آہو بھی برابر بیٹھے ہین نہ شیر آہو پر حملہ کرتے ہین اور نہ آہو شیر سے ڈرتے ہین خواجہ عمرو تانین مار رہے ہین مصاحبون نے جاکے شاپور مردارخوار سے ذکر کیا شاپور مردارخوار بھی ٹہلتا ہوا آیا دور سے دیکھا کہ کیا کرامت ہی کہ طائر درختون سے اُتر کر بیٹھے ہین شیر و روباہ ایک مقام پر ہین اپنے دل مین کہتا ہی کہ یہ شخص مقبول بارگاہ خداوند سامری و جمشید ہی

کیا کمال رکھتا ہی کہ طائران ہوا و شیران صحرا ایک مقام پر بیٹھے ہین اور رنگا رنگ نا سُن رہے ہین کوئی کسی سے تعرض نہین کرتا حقیقت مین سامری و جمشید نے اُسکو یہ مرتبہ دیا ہی خواجہ نے جو دیکھا کہ شاپور حیران کھڑا ہی گانا موقوف کیا ذکورہ وکا سب طائر و شیر وا ہوا اُٹھکر روانہ ہو گئے شاپور نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کیون اُستاد تمھارا نام کیا ہی کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو مین چاہتا ہون کہ تم مجھکو سرفراز کرو یہ تو مجھکو ثابت ہوا کہ تم مقبول بارگاہ سامری ہو عمرو نے کہا اُستاد نیرنگ میرا نام ہی مین خدمت سامری سے آتا ہون آسمان پر مجھکو لیگئے تھے کئی سال وہین رہا اب کچھ خلاف گذرا یا تو آسمان پر سوتا تھا آنکھ جو کھلی اپنے کو اِس صحرا مین پایا شاپور مشتاق ہو کر بیٹھ گیا کہا آپ کئی برس آسمان پر رہے آسمانون کا کچھ حال تو بیان کیجیے خواجہ نے کہا ارے خداوندی کا کیا ذکر کرون مجھکو قدرت اکثر تخت پر بیٹھے تھے ہزارہا فرشتے آتے تھے اور آکر سجدہ کرتے تھے کسی کو حکم دیتے تھے کہ تم مغرب مین جاؤ وہان جاکر پانی برساؤ ملک الموت کو حکم دیتے تھے کہ دو لاکھ کی روح قبض کرو کوئی مشرق مین ہی کوئی مغرب مین ہی ملک الموت اُسی وقت کارندون کو روانہ کرتا تھا کبھی قدرت بیٹھے بیٹھے فرماتے تھے کہ فلان صحرا مین طائر بیٹھا ہی ہماری یاد بھول گیا ہی فلان شکاری آکر اُسکو شکار کریگا اب اُسکا بچنا دشوار ہی حقیقت مین ہم ساتوین آسمان سے دیکھتے تھے کہ شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا ہی پہلو سے صیاد پیدا ہوا اُسنے آکر اُسکو شکار کیا نازک کمال تو یہ ہی کہ یکایک قدرت ہنسے فرشتون نے عرض کی کہ یا خداوند کیون ہنسے کہا ایک چیونٹی دانہ لیے ہوے ہی اور ایک چونٹا کلان اُسکے قریب آگیا ہی چاہتا ہی کہ دانہ چھین لون مگر ہم حفاظت کرینگے اُسکو اُسکے پاس نہ جانے دینگے مجھسے فرمایا کہ اے نیرنگ دیکھو تو سامنے وہ مکان بنا ہی جس مین لڑکے پھر رہے ہین اور چونٹی دانہ لیے ہوے جاتی ہی چونٹا بھی قریب پہونچ چکا ہی دیکھو کسطرح بچاتے ہین یہ کہکے اِشارہ کیا مین نے آنکھون سے دیکھا کہ چونٹا ہٹ گیا چونٹی محفوظ رہی پھر ملک الموت سے کہا کہ فلان شخص کنارے دریا کے شکار کھیل رہا ہی سانپ کے کاٹنے سے اُسکی قضا ہی لہذا سانپ بنکر جاؤ اور اُسکو کاٹ لو آج ہی اُسکا خاتمہ ہو جاے شکار کھیل کر نہ اُٹھے اے نیرنگ دیکھو وہ شکاری کیا کر رہا ہی مین نے جونگاہ اُٹھاکر دیکھا کنارے دریا کے ایک طفل دوازدہ سالہ نہایت حسین و جمیل شکار رہا ہی کھیل رہا ہی اور ماں اُسکی بلا رہی ہی کہ یہان سے فرشتہ سانپ بنکر پہونچا اور اُسنے لڑکے کو کاٹا لڑکا لڑکھڑا کر گرا ماں اُسکی رونے لگی مین نے پریشان ہو کر کہا یا خداوند ایسا حسین و جمیل ماں کے آگے مرا یہ تو امر بہت خلاف ہی قدرت نے منھ پھیر لیا کہا تو کیا جانے یہ مقدمات خداوندی ہین اگر اِس طفل کو سانپ نہ کاٹتا تو یہ ہزارہا مچھلیون کو مار ڈالتا اور جب جوان ہوتا تو اپنی ماں سے بدزبانی کرتا اِسکا مرنا ہی بہتر تھا اور ایسے سلسلے دنیا مین بہت ہوتے ہین تم دیکھو تو حیران ہو جاؤ مجھکو نہایت منھ لگایا تھا آٹھ پہر شکایت و حکایت کیا کرتا تھا یہی قدرت کے خلاف ہوا دن بھر اور رات بھر قدرت یہی انتظام کیا کرتے ہین شاپور نے کہا میری بارگاہ مین چلیے خواجہ نے کہا مجھے آپ کے حکم سے عذر نہین مگر مین نے سوانحات تقدیر خداوندی دیکھے ہین اِس وجہ سے حیران ہوتا ہون آٹھ پہر اِسی فکر مین ہون کہ قدرت میری خطا معاف کرین اور مجھکو آسمان پر بُلا لین اور مین جاکر بہ اطمینان بیٹھون

اب مجھسے گلیون کی خاک نہین چھانی جاتی شاپور نے جواب دیا کہ آپ میرے پاس رہیے جو کچھ مجھکو میسر ہی وہ نوش فرمائیے آٹھ پہر خدمتگزاری کرونگا حالات عدم دریافت کیا کرونگا عمرو نے کہا وہ سانحے دیکھے ہین کہ اگر برسون بیان کرون تو ختم نہون ایسے ایسے جلے دیکھے ہین ملک الموت کے حرکات کسی پر دلیوا اگر آدمی کسی کو دریا مین ڈبو دیا ہزارہا کو بیخطا مارنا لیاقت کے خلاف ہی لیکن قدرت کی مصلحت شاپور بہت منت کرتا ہوا خواجہ کو اپنی بارگاہ مین لایا کہا تشریف رکھیے اور پکار کر آواز دی کہ یارو جلسہ آراستہ کرو میان نیرنگ کا گانا سنو دیکھو کیسا گاتے ہین نی بھی خوب بجاتے ہین غرض سب سامان لاکر رکھا گیا خواجہ سامنے آکر بیٹھے شاپور نے کہا اے اُستاد نیرنگ کچھ دو چار اشعار گائیے خواجہ نے بہت خوب کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

پانوٗن کھتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کیطرف ۔ وحشت دل لیے جاتی ہی بیابان کیطرف
پڑگئی جسکی نظر عارض جانان کیطرف ۔ اُسنے بھولے سے نہ دیکھا مہ تابان کیطرف
گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہوجائے ۔ بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کیطرف
پیچ قسمت مین ہی شاید کہ پریشان ہونگا ۔ دل اُلجھ کر ہی چلا کاکل جانان کیطرف
روح خوش ہوگی مری گر دپھرے گی اُنکے ۔ آئین گے وہ جو کبھی گور غریبان کیطرف
کرچکا چاک گریبان جب اپنا مجنون ۔ ہاتھ دوڑانے لگا دشت کے دامان کیطرف
اے جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہی ۔ ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کیطرف
دیکھین گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار ۔ بلبلین بھول کے جائین نہ گلستان کیطرف
یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے ۔ آج پھر جاتا ہی صیاد گلستان کیطرف
زلف جانان لب رنگین کے قرین ہی دیکھو ۔ کیا گھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کیطرف
چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت ۔ یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کیطرف

شاپور نے کہا اُستاد نیرنگ قدرت نے غصے مین آکر تمکو جدا تو کر دیا مگر یاد کرتے ہونگے خواجہ نے کہا ہین نمک صحبت تھا میرا نہ ہونا باعث پریشانی ہوگا دیکھون قدرت کب بُلائین ایک کمال اور رکھتا ہون کہ اُسپر قدرت بہت خوش ہوتے تھے اُسکو آپ بھی پسند فرمائین گے بروقت شراب پینے کے قدرت ضرور یاد فرماتے ہونگے اور ساحرن میرے ہاتھ سے شراب پیتی تھین جب مین صحرا مین گا رہا تھا تب مین نے آواز سنی تھی کہ قدرت تنتین کر رہے تھے اور ساحرن کہ رہی تھین کہ اُستاد نیرنگ کو بُلاؤ قدرت فرماتے تھے وہ مقدمات خدائی مین دخل دیتا ہی اب مین اُسکو نہ بلاؤنگا شاپور نے کہا اُستاد وہ کیا بات ہی عمرو نے کہا ساقی گری کرتا ہون کہ پانوٗن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن مُنہ سے گاؤن اور سر سے شراب پلاؤن شاپور نے کہا کہ اُستاد یہ تو بہت مشکل ہی عمرو نے کہا یہ وہ کمال ہی کہ جب تک مین نہ جاؤنگا ساحرن شراب نہ پیین گی وہ تو اس امر کی مشتاق ہین اور ساحری کو غصہ ہی مین ابھی جاتا ہون دونون کو رضامند کر دونگا یہ کہکے عمرو اُٹھا جست کی کہ آسمان پر جاتا ہون اُترتے اُترتے گلیم اوڑھ لی شاپور پکارتا ہی کہ اُستاد نیرنگ کہان گئے خواجہ آواز دیتے ہین کہ مین تو ساحرن کو شراب پلا رہا ہون شاپور تنتین کرتا ہی کہ اب یہان

تشریف لائیے مین بہت مشتاق کمال ہون خواجہ نے گلیم اُتاری شاپور نے دیکھا میرے پہلو مین اُستاد کھڑے ہین کہا اُستاد ہو آئے عمرو نے کہا سامرن و سامری سے لڑائی ہو رہی تھی مین ساتون آسمان طے کر کے پہونچا سامری کو جھڑک دیا اور سامرن مجھکو نہ آنے دیتی تھین سامری نے کہا جانے دو ہمارا بندہ خاص الخاص ہے وہ براے شادی جاتا ہے معشوق کو لائیگا اُسکے باپ کے سپرد کر دیگا بعد کو شادی ہو گی یہ شادی ایسی ہو گی کہ کبھی ایسا ہنگامہ نہ ہوا ہو گا یہ مضمون سُنکر شاپور بہت خوش ہوا کہا اُستاد اتنی دیر مین ساتون آسمان طے کیے اور میری آواز قدرت نے سن لی اس بات سے تم کیونکر آگاہ ہوے عمرو نے کہا اگر جھوٹے ہونگے تو سامری جھوٹے ہونگے مین نے تو اُنکی زبانی سُنا شاپور نے کہا اُستاد سامری سچ فرماتے ہین اسی اقرار سے مین چلا ہون عمرو نے کہا تمھاری شادی مین سامری بھی آوینگے کرامت اپنی دکھا دینگے لیکن اس شادی مین بڑی سختی پڑیگی لیلا تمھارے نام پر عاشق ہے لیکن اُسکا شیران شہسوار بڑی کد و کوشش کریگا مگر انجام بخیر ہے تمکو معشوق دستیاب ہو گا شاپور ہنسنے لگا کہا اُستاد یہ بڑی خبر لاے مین کچھ پیغام دون تو قدرت کو پہونچ جائیگا عمرو نے کہا انھین باتون سے تو قدرت آزردہ ہین کہ مین بلا تکلف پردے مین گھس جاتا ہون اُسوقت کہ جب قدرت مشغول اپنے آرام مین ہوتے ہین اور سامرن سے کہتا ہون کہ ہان تم ابھی چپکی اپنے سونے کے پلنگ پر لیٹی رہو اُسوقت سامری کہتے ہین کہ اُستاد پردے سے باہر جاؤ مین سامرن سے کچھ باتین کرنے کو ہون سامرن غل مچاتی ہین کہ با خداوندا اِسے باہر نکالو ورنہ جب تم کسی وقت نہ ہوگے تو یہ تمھاری جگہ پر مجھپر بدعت کریگا اور جان سے ہلاک کریگا شاپور ان باتون پر بہت خوش ہو کر کہتا ہے کہ اُستاد بڑا غضب کرتے ہو سامرن پر دست اندازی کرنے کا ارادہ کرتے ہو یہ سراسر خلاف ہے عمرو نے کہا جب تک مین ایسا نہین کرتا سامرن اشارے کیا کرتی ہین اور یہ شور و غل اُنکا ظاہری ہوتا ہے اور خداوند سامری نے مجھکو وہ طاقت دی ہے کہ سامرن ناچار ہو جاتی ہین خواجہ نے خوب باتون مین اپنا رنگ جمایا شاپور ہر دم انھین باتون کا مشتاق ہے عمرو نے کہا اب تو مین تمھارے پاس رہونگا پھر کبھی ذکر کرونگا اب شراب پی لو ساقی گری تو دیکھو کنجی میخانے کی لیکر گئی ہے گلابیان تیار کیِن محفل مین لیکر آئے گھنگرو باندھکر خوب ناچے جام سر پر رکھکر سامنے شاپور کے آئے کہا ایسے ساحرون کو سر سے شراب پلانا چاہیے شاپور جام لیکر بہ تعجیل پی گیا اتنے عمرو نے دورہ باندھا بڑے لطف سے گا رہا ہے اور شراب سب کو پلا رہا ہے اور یہ اشعار مضمون شراب کے بآواز بلند تھرک تھرک کر گا رہا ہے نظم

جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری اور پی پیکر شراب
پھر سنا ہے مژدۂ آمد کسی مے نوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
چھٹ گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر سے مین کیا

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
یہ تمنا ہے پیین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج بدل مہربانی چاہیے
گریبان کرتی ہے جیسے صورت دلبر شراب

جی مین آتا ہے دکھا مین مستیان پیکر شراب
فرقت دلدار ہے ساقی پیین کیونکر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہے رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیرون کے تو اے جان پی جلد اکثر شراب
ہم بھی ہین بیشک غلامان علی سے انسیم

ساقی کوثر سے بین گے چلکے اک ساغر شرب ﴿ شاپور جادو نشے مین بول اُٹھا او اُستاد سامری آپہونچے عمرو نے کہا اُنکو بلائیے شاپور اپنے مقام سے اُٹھا پکارتا ہوا کہ یا خداوند آئیے جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے جلدی مین محفل کا اسباب اُٹھایا اور شاپور کا پشتارہ باندھا جلدی مین لے بھاگے زبان مین سوزن نہین دی پشتارہ لیکے بھاگے راہ کو طے کرتے ہوے لشکر مین آئے بارگاہ صاحبقران مین پہونچے کہا اے شہریار یہ ملعون آپ کی بہو کی فکر مین آتا تھا مین نے اسکو راہ مین لیا میرے کئی لاکھ روپے خرچ ہوے امیدوار ہون کہ خرچہ مرحمت ہو اور انعام جو کچھ دیجئیے آپ مین انکار نہ کرونگا امیر نے فرمایا جہان اسکو بیہوش کیا ہوگا وہ انکا مال تو لائیے عمرو نے کہا خاموش رہیے آپ سردار جلیل ہین آپ ایسا ذکر نہ کیجیے سننے والون کو شاق ہوگا رقعہ لکھیے کہ مین خزانے سے جاکر روپیہ لیلون امیر نے دس ہزار روپے کا رقعہ لکھا عمرو نے کہا آپ کی لیاقت کے خلاف ہے طرف رستم کے پلٹے کہا اے رستم زمان تمہاری بھاوج کو یہ لینے آتا تھا مین اسکو زندہ لایا ہون کچھ لائیے رستم نے کہا اے عمر نابدار آپ جانتے ہین کہ مین خزانہ نہین جمع کرتا ہون میرے پاس یہ کہان خواجہ عمرو طرف شیران کے متوجہ ہوے کہا اے فرزند تمہاری معشوقہ کے دشمن کو لائے کچھ انعام دلواؤ شیران نے اشارہ کیا کہ بارگاہ مین آئیے خواجہ تعریفین کرنے لگے رستم پر طعن و تشنیع کی اور کہا کہ دیکھو فرزند حمزہ یہ ہین کہ سوال کرتے ہی جواب دیدیا کہ بارگاہ مین آؤ اب سرفراز کرینگے صاحبقران نے فرمایا اس ساحر کو باندھو اور ہوشیار کرو ستونون سے بارگاہ کی شاپور جادو کو باندھ دیا خواجہ نے اُسے ہوشیار کیا اُسنے جو آنکھین کھولین اپنے کو اُس بارگاہ آسمان جاہ مین پایا صاحبقران نے فرمایا کہ او شاپور دیکھ قدرت پروردگار کہ ہمارے عیار تجھکو گرفتار کر لایا اب بہتر یہ ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر دین وحدانیت قبول کر شاپور نے جو خیال کر کے دیکھا کہ زبان مین سوزن نہین ہے بارگاہ حشامی استادہ تھے بس اُسنے سحر کیا کہ کمندین ٹوٹ کر گرین تڑپ کر بلند ہوا سردارون نے ہرچند تیر مارے مگر اُسنے سب تیر جلا دیے اور پکار کر کہا کہ باشیدا اے مسلمانان مین عمرو سے آگاہ نہ تھا گرفتار ہوگیا اب کسکی مجال ہے کہ مجھپر دست انداز ہو پلٹ جو ہوا ملکہ لیلا کہ بارگاہ مین بیٹھی تھین صحن مین نکلکر ٹہلنے لگین شاپور جو بلند ہوا انگادا اسکی ملکہ پر پڑی تڑپ کر گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا کنیزون نے شور بلند کیا کہ اے شہریار دوڑیے ملکہ کو ساحر لیے جاتا ہے شیران شیر سوار گھبرا کر اُٹھے بارگاہ مین آکر خبر مفصل سنی کہ ملکہ کو شاپور اُٹھا لیگیا شیران باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے تعاقب مین شاپور کے چلے لیکن یہ خبر حنظل کو پہونچی حنظل گاتی باندھکر اسمین پکار کر کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین وہ ساحر آسمان پر آپ زمین پر مین ابھی جاکر اُسکی گردن لیتی ہون کہان نکلکر جا سکتا ہے یہ کہکے بلند ہوئی اور چلی مگر شاپور جادو گھبرایا ہوا ابرحواس اول قلعۂ قیطاس مین آیا قیطاس نے جو اپنی بیٹی کو دیکھا فوراً نہال ہو گیا کہا اے شاپور بڑا کام کیا شاپور نے کہا اسکو احتیاط سے رکھو مین جاتا ہون میرے تعاقب مین لوگ چلے ہین یہ کہکے دنیا طرف اپنے لشکر کے چلا جیسے ہی قلعے سے نکلا کہ نعرہ ہوا انم حنظل جادو ہون او بھگوڑے کہان جاتا ہے شاپور پلٹ کر قلعۂ قیطاس مین آیا سحر کرنے لگا کہ قلعہ نگاہون سے مخفی کر دون قیطاس نے محل مین ملکہ کو چھوڑا آپ برسر قلعہ آکر ٹھہرا ملکہ پکار رہی ہے

کہ او شاپور مقابلے کو نکل کہاں جاکر چھپ رہا قیطاس بالاے قلعہ بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی شاہزادہ شیران شیر سوار مرکب اُڑاتا ہوا آتا ہی نہایت غصہ ہی کہ چہرہ سرخ ہو رہا ہی یہین سے نعرہ کیا کہ باش او قیطاس شاپور کو قلعے سے نکالدے اور ملکہ کو حوالے کردے ورنہ میر سواری قلعہ لونگا یہ سُنکر قیطاس نے کچھ جواب نہ دیا شاپور پہلو مین قیطاس کے بیٹھا ہی اِسنے سحر کیا کہ گھوڑا شاہزادے کا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی لیکر پلٹ جاؤن شاہزادہ کوڑے مار رہا ہی اور گھوڑا نہین بڑھتا پیچھے ہٹا جاتا ہی شاہزادہ کیسا عاجز ہو رہا ہی آخر گھوڑے پر سے کود پڑا اور غصے کا باعث یہ ہی کہ شاپور کو برابر قیطاس کے بیٹھے دیکھا شاہزادہ جست کرتا ہوا قریب خندق کے آیا اور للکارا کہ منم شیران شیر سوار او قیطاس قلعے مین آکر سب کو قتل کرونگا ایک زندہ نہ بچیگا میرا تو فراق ملکہ مین عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی زندگی وبال ہی کیا کہون نظم

غیر ممکن ہی ہمارا مصرع تر خشک ہو
خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو

ٹھنڈھی سانسو نمین اثر ہی پان ہو اگر برگ
سرد ہون آتشکدے خون سمندر خشک ہو

ہاتھ آئے بے طلب نان جوین گر خشک ہو
باغ ویران ہین جو دو دن یاد قد یار ہین

اِسقدر کا ہیدہ ہون لیجائے زیر آبلہ
سو کھکر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو
چار دن مین اِسنے سارا باغ ویران کردیا

وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلکو بچے
سو ہیم سر مایہ پانی سے مقرر خشک ہو

گو رہین ایسا نہ ہو حلق او سکندر خشک ہو
میری قسمت سے جو ہو انکو پیدا تاک ہین

غیر خالق کون کرتا ہی کسی کی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

سرو بستان تجھسے گو اہی یا دم خشک ہو
روز ٹانکین ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہی
سبز ہو جاے جو برسو نکا صنوبر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
آب آئین اُسکا مثل آب گوہر خشک ہو

شاہزادہ یہ اشعار پڑھتا ہوا قریب خندق پہونچا شاپور نے سحر کیا کہ پانی خندق کا اُبلنے لگا زمین نے پانؤن شاہزادے کے پکڑ لیے شاہزادہ ہرچند قصد کرتا ہی کہ آگے بڑھون مگر پانؤن نہین اُٹھتے شاپور قیطاس سے کہتا ہی کہ شاہزادے کو مین جلادون قیطاس کہتا ہی کہ یہ زندہ گرفتار ہو جاے تو اِسکو سزا دون شاپور نے اِشارہ کیا کہ باہر نکلے سے نکلکر گرفتار کرلو خندق کا پانی جوش مار رہا ہی وہ ایک ہی مقام پر کھڑا ہی آگے نہین بڑھ سکتا قیطاس اپنے مقام سے اُٹھا اِسکے ساتھ دس بارہ ہزار آدمی اُٹھے پھاٹک کھولا شاہزادے نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا تلوار تولنے کا اِرادہ کرتے ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتا پانؤن ثابت قدم ہین اُسی مقام پر رُکے ہوے ہین شاہزادہ بہت مجبور ہوا اور دعائین مانگنے لگا کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ہاتھ پانؤن مین طاقت عطا کر یہ دشمنان خدا آتے ہین اِنکو جواب تو دون چاہتا تھا بڑھکے لڑون مگر ہاتھ اور پانؤن کے بیکار ہونے سے مجبور رونا چارہ ہون تو رحم کر نظم

دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخواہم ترا

دیگر ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے ٭ من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے ٭ سوا تیرے کوئی معین و مددگار نہین ہی ہاتھ پانؤن ہمیشہ کے دشمن ہین اے رحیم و کریم اِس مشکل کو آسان کر قیطاس نے دروازہ کھولا ہی پل تختہ ڈال رہا ہی چاہتا ہی کہ خندق کے اس پار آکر شاہزادے کو گرفتار کرلون اور جاکر قتل کردن یہ لوگ بڑے سرہنگ ہین یکہ و تنہا قلعے پر چڑھ آیا اب قصد کیا کہ سب کے آگے مین جاؤنگا

شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیدن شاہزادہ پکارا اُٹھا رباعی اے خالق ہر بلند و پستی ✤ شش چیز عطا بکن بہ ہستی ✤ علم و
عمل و فراخ دستی ✤ ایمان و امان و تندرستی ✤ بلک کر جو شاہزادے نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
ملکہ حنظل آکر آسمان پر پہونچین شاہزادے کو دیکھا کہ مثل تصویر تصویر حیران و پریشان کھڑا ہی اور قیطاس
بہ جمعیت دس بارہ ہزار جوان آتا ہی اور شاپور مردار خوار قلعے سے سحر کر رہا ہی ملکہ نے للکارا کہ او نامرد
مردان عالم کو یون حیران و پریشان کرتے ہین یہ کہکے ہاتھ ہلایا شاہزادے کے گرد روشنی ہوئی ہاتھ اور
پانوٗن قابو مین آئے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے دشمنون پر جا پڑا شاہزادہ خندق پر ڈٹ رہا ہی کئی افسر ونکو
مار کر گرا دیا شاپور سحر کر رہا ہی کہ شاہزادے کا ہاتھ رُکے تو قیطاس گرفتار کرلے قیطاس الگ سے
لینا لینا کر رہا ہی قریب شاہزادے کے نہین آتا شاپور جو سحر کرتا ہی ملکہ حنظل دفع کردیتی ہین لاکھ لاکھ
شاپور سحر کرتا ہی مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا مگر ملکہ حنظل بھی سحر کرتی جاتی ہی کہ شاہزادے کی قوت بڑھے
تلوار مین کاٹ زیادہ ہو کوئی افسر ہاتھ نہ تھام لے جو قریب آیا وہ ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہوا
آخر شاپور اپنے مقام سے اُٹھا منظور ہوا کہ تڑپ کر نکلجاؤن کہ اس ظالم کے ہاتھ سے نجات پانا مشکل
ہی یہ سوچکر اُٹھا شاہزادے پر آگ برسائی پانی گرایا مگر شاہزادہ گرم و سرد عالم دیدہ سحر سے محفوظ رہا
حنظل نے جو دیکھا کہ شاپور جایا چاہتا ہی للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی مگر شاپور نے کچھ جواب ندیا
اُڑتا ہوا چلا حنظل نے ہاتھ ہلایا شاپور کو معلوم ہوا کہ چہار طرف میرے دیوارین لوہے کی کھنچی ہین
اب مین کدھر سے جاؤن جدھر جاتا ہی یہ خوف ہوتا ہی کہ ایسا نہو مجھپر دیوار گر پڑے اُدھر سے پلٹتا ہی
دوسری طرف وہی نظر آتا ہی خوف ہی کہ ایسا نہو کسی دیوار کے نیچے دب جاؤن اُدھر سے پلٹ کر مارا
مارا پھر رہا ہی کہ ایک دیوار مین در پیدا ہوا دیکھا کہ حنظل جادو مسکراتی ہوئی نکلی پکار کر آواز دی
اے شاپور اب تو قلعۂ آہن مین گھر چکا اس قلعے سے نکل تب مین جانون کہ تو ساحر ہی شاپور نے
پلٹ کر گولہ مارا حنظل نے گولہ کاٹ دیا کئی گولے شاپور نے مارے اور ملکہ نے دفع کیے آخر مین
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سنہری پُتلی نکالی کہا اے تصویر ساحری شاپور کو لینا وہ پُتلی ناچتی ہوئی اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی طرف شاپور جادو کے چلی نظم

رجوع بندے کی اسطرح ہو خدا کیطرف
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کیطرف
الجھکے شانے سے کہتا ہی سیکڑون جھٹکے
نہ ہوگا میل طبیعت کو پھر حنا کیطرف
فراق یار مین رہتا ہی یون تصور گور
پہ سوے ارض روان ہوگا وہ سما کیطرف

بعید کیا ہی مروت سے تیری اے شہ حسن
جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کیطرف
ملا جو تجھسے لہو دست و پا ہین عاشق کا
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کیطرف
نہ ہوگا ہمسفر روح پیکر خاکی
خدا پرست ہی چل خانۂ خدا کیطرف

بکھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کیطرف
کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
قصور ہی یہ ترے گیسوے رسا کیطرف
کریگا یار مری جنگ مین وہی امداد
خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کیطرف
بہت خراب رہا تنگدل نہین اے آتش

وہ نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی
قریب شاپور کے آئی حنظل آواز دے رہی ہی کہ ہان گلچہرہ کیا کہنا اب تیرے دام سے باہر نجاے
دیوانہ ہو جاسے اسکو قتل کر اپنا خون اپنی گردن پر لے اپنی گردن پہ تلوار رکھ لے اسطرح اسکو
قتل کر اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر مسکرا کر کہا کیون اے شہنشاہ ساحران ہم تو تمھارے مشتاق
ہو کر آئے ہین اور تم توجہ بھی نہین کرتے ہو یہ سُنکر شاپور نے ہاتھ تھاما اشعار سُنکر مبہوت ہو چکا ہی

چہرہ سیاہ و لب پر آ وہ نازنین شاپور کو لیکر دیوار آہن سے نکلی سامنے پہاڑ تھا اشارہ کیا کہ چلو اسپر چلکر بیٹھیں شاپور ساتھ ساتھ اُس نازنین کے اُس پہاڑ پر آیا اختلاط کرنے لگا جب شاپور نے چاہا کہ سینے پر ہاتھ رکھدے اُس نازنین نے طمانچہ مارا شاپور بگڑنے لگا گلچہرہ نے کہا او بیغیرت سامنے قلعۂ قیطاس ہی اور تو سینے پر ہاتھ رکھتا ہی لوگ دیکھ رہے ہین کچھ غیرت کا کام کر ٹھنڈی سانسین نہ بھر تلوار کھینچ گلے پر اپنے رکھلے افسوس تو کیسا عاشق صادق ہی کہ جان عزیز کرتا ہی شاپور نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی ابھو تلوار کو کھینچا سر دھڑ سے الگ ہو گیا یہان حنظل آسمان سے سحر کر رہی ہی شاہزادے کا زور بڑھاتی ہی کافرون کا بلوہ گھٹا رہی ہی قیطاس مجبور و ناچار دیکھ رہا ہی کہ دیکھا وہی نازنین پلٹ کر آئی آتے ہی ملکہ سے اشارہ کیا کہ اُسکا خاتمہ ہوا ملکہ نے پتلی کو اُٹھا کر جھولی مین رکھ لیا شاہزادہ جنگ مستانہ کرتا ہوا پھاٹک پر پہونچ چکا ہی اور پھاٹک پر فوج کے بلوے ہین حنظل نے آکر ایک سحر کیا کہ فوج والے بھاگے شاہزادہ اندر قلعے کے پہونچا مگر لیلائے غنچہ دہن جیسے محل مین آئی ہی پیٹ رہی ہی کنیزین خبر دیتی ہین کہ واری شاپور مارا گیا حنظل نے آکر مارا شاہزادہ قلعے مین آگیا ہی اب قیطاس سے مقابلہ ہی فوج والے بھاگے بھاگے پھر رہے ہین یہان شاہزادہ جب وسط قلعہ مین پہونچا فوج والے تو بھاگ بھاگ کر چھپ گئے اب شاہزادہ گھوڑا دوڑائے پھر رہا ہی مگر کوئی مقابلے مین نہین آتا قیطاس نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادہ اکیلا پھر رہا ہی شاہزادے نے بھی للکارا کہ او نامرد انہی وابدی تو مقابلے مین آ کچھ زور پہلوانی دکھا قیطاس نے افسرون کو اشارہ کیا کہ گھیر کر اسکو مار لو جو افسر سامنے آیا علت شمشیر آبدار ہوا کئی افسرون کو مار کر شاہزادہ سامنے قیطاس کے پہونچا ملکہ بھی کوٹھے پر چڑھ آئی ہی شمشیر زنی شاہزادے کی دیکھ رہی ہی دعائین دیتی ہی کہ اس قوت بازو کے مین نثار پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے مجھ بدبخت کا لانا ایسا ناگوار ہوا کہ خود ہی چلے آئے قیطاس نے گینڈا بڑھا کر نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اُسکا قلم کیا ڈانڈ پھینک کر اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شاہزادے نے بڑھکر تلوار کو روکا دنبالہ سپر پر اُٹھا سپر کو گردش دیکر تیغہ اپنے سے جدا کیا ہاتھ تلوار کا مارا قیطاس روسیاہ نے گردہ سپر کا چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ برق تاب جو چمک کے گرا فوراً سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ زمین پر بوسہ دیا قیطاس کا مارے جانا کہ افسران فوج جو بھاگتے پھرتے تھے رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوے شاہزادہ سواری لیکر در محل پر آیا ملکہ نے جو خبر سُنی دوڑی ہوئی آئین مگر بیتاب و بیقرار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی پہونچین

نظم

دریا بہا گیا عرق انفعال کا
ممکن نہین کہ چشم تصور سے دیکھیے
ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ کلال کا
چکر کیا کیا تپش دل سے مدتون
آیا نہ منھ مین گور کے لقمہ حلال کا
تکرار ایک بوسے مین تمکو نہ چاہیے

اللہ ری تردد خاطر کی کثرتین
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا
کیا کیا ٹوٹتا ہی مگر دل ادھر اودھر
لوہا ہوا گداز جو نیزہ وکمی بھال کا
شعلہ نہین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا

اسدرجہ تھا قلق مجھے رد سوال کا
تو دہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا
کیون مجھ شکستہ حال کی مٹی ملائی خاک
اُستاد ہی خدنگ نظر دیکھ بھال کا
کیا اس حرا... خور کو جزیہ دم نصیب
جلوہ کہان کہان ہی تمہارے جمال کا
جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آسے آنکھ کو

خورشید عکس ہی ترے نور جمال کا
حیرت نہ کس طرح سے تصور کو ہو مرے
عاشق ہوا ہون ایک بت خردسال کا

روئے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین
آئینہ سامنے ہی کسی کے جمال کا

مرنے کے بعد لطف ملا ہی وصال کا
سہنی پڑی ہین مجھکو بڑی آفتین نسیم

شاہزادے نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا سوار کرنے کی تیاری ہونے لگی ملکہ خوشی خوشی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ بوا تم بھی چلوگی کنیزین عرض کر رہی ہین واری ہم ساتھ ہین اب ہمارا کون سرپرست ہی قیطاس مارا گیا ہمکو اپنے ساتھ لے چلیے کہ ملکہ حنظل بھی آکر پہونچین لیلا نے جو حنظل کو دیکھا سلام کیا حنظل نے آکر بلائین لین کہا واری مجھکو اپنی کنیز جانیےگا نگوڑا شاپور اٹھالایا مگر ایسا ذلیل کرکے مارا کہ عدم مین بھی بیچین رہےگا جہنم مین کف افسوس ملیگا ملکہ نے کہا اے حنظل تمھارا بڑا احسان ہی کہا واری مجھکو از روے ستارہ شناسی کے معلوم ہوا تھا اِسوجہ سے سحر سے توبہ نہین کی جانتی تھی کہ معرکے عظیم پڑینگے آج اگر مین نہ پہونچ جاتی تو شاپور سحر کرچکا تھا گرفتار کرادیتا ہرچند کہ مین اُسکے قلعے تک اُسکا پیچھا نہ چھوڑتی مگر بہیتن خاتمہ ہوگیا شاہزادے نے کہا محافہ لے چلو اور مین انتظام قلعہ کرکے آتا ہون محافہ روانہ ہوا مگر حنظل نے کہا کہ یہ کنیز بھی ساتھ محافے کے جاے شاہزادے نے کہا تم ہمارے ساتھ چلنا یہ تو عاشق زار ہی اِتنا کہنا باعث خوشحالی ہوا حنظل تو ٹھہر گئی شاہزادہ دارالامارۂ قیطاس مین آیا ایک افسر کو خلعت تاجداری دیا قلعے کا انتظام کرکے دوسرے دن شاہزادہ سوار ہوا شبگرد کوتوال کو محافے کے ہمراہ کردیا ہی محافہ ملکہ کا جاتا ہی کئی سو کنیزین رتھون مین تانگون مین ہمراہ ملکہ بھی پردہ اٹھاے ہوے سیر صحرا دیکھتی ہوئی جاتی ہی شبگرد نامے کوتوال دو ہزار سوارون سے ہمراہ محافہ ہی دہیم قزاق کہ بالاے قلعہ بیٹھا تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک محافہ زرین اور ایک افسر دو ہزار سوارون سے ساتھ ہی کئی سو رتھین و تانگے اُنمین کنیزان ماہرو سوار ہین چہلین کرتی ہوئی جاتی ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اب محل مین صاحبقران کے داخل ہونگے ہفت ملک کی شاہزادیان وہان موجود ہین اُن سب سے ملین گے ملکہ کی خدمت مین حاضر رہین گے دہیم قزاق نے ایک سوار کو بھیجا کہ جاکر افسر سے کہو کہ محافہ چھوڑدے مال و اسباب سے ہاتھ اُٹھاے نقد جان لیکر چلا جاے ورنہ دیکھ یہ کوہ دہیم مشہور عام ہی وہ بارہ ہزار جوان رکھتا ہون کہ جو دم بھر مین تم سب کو قتل کرینگے ہتھیار بھی تمھارے چھین لین گے شبگرد نے کہا کہ جاکر دہیم سے کہو کہ جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر ہم محافہ نہین چھوڑ سکتے مقام ادب ہی کہ معشوقۂ شیران کو ہم چھوڑ دین اور اپنی جان کو عزیز کرین لڑ بھڑ کر مرینگے دہیم بارہ ہزار فوج اپنے ہمراہ لیکر پہاڑ سے اُتر آیا چہار طرف سے شبگرد کو گھیر لیا مگر شبگرد خوب لڑ رہا ہی دو ہزار جوان سے اور یہ بارہ ہزار قزاقون سے تلوار چل رہی ہی مگر دہیم ہر مرتبہ یہی ارادہ کرتا ہی کہ محافے تک پہونچون معشوقہ پر قبضہ کرون مگر ملازمان ملکہ نیزے پکڑے ہوے گرد محافے کے کھڑے ہین جسنے ارادہ کیا کہ قریب محافے کے آئے اُسکو نیزہ مار کر گرادیا ملکہ بیقرار دعائین مانگ رہی ہین کہتی ہین کہ بڑا غضب ہوا مین نے چاہا تھا کہ حنظل کو ساتھ لیلیں اگر وہ ہوتین تو ایک سحر مین سب کو دیوانہ کردیتین سامنے قریہ تھا ایک زمیندار برائے رفع ضرورت نکلا تھا اُسکی جو نگاہ پڑی دیکھا اُسنے کہ ایک محافے مین ماہتاب

یا مہر درخشان جلوہ فرما ہی اور دیہیم قزاق قصد کرتا ہی کہ محافے پر قبضہ کرون اپنے جا کر گانؤن مین آوا
ز دی پاسی اور گنوار جمع ہوے دس ہزار آدمی ساتھ لیکر گانؤن سے نکلا پکار کر آواز دی کہ ای دیہیم ہمجاو
اِن لوگون پر ہم قبضہ کرینگے ہماری سرحد ہی یہ ہمارے ڈانڈے سے جاتے ہین دیہیم نے للکارا او گنوار
تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ قزاقون سے مقابلہ کریگا اب یہ دونون لشکر آپس مین لگے لڑائی ہونے
لگی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی زمیندار اپنے گنوارون کو لڑا رہا ہی دیہیم قزاق بھی جانبازی کر رہا ہی ہر
مرتبہ قصد کرتا ہی کہ محافے پر قبضہ کرون مگر زمیندار گنوارون کو لیکر سینہ سپر ہوتا ہی زمیندار اپنے
ٹٹو کو بڑھا کے قریب دیہیم کے آیا کہا میرے تمھارے فیصلہ ہو جاے بندگان خدا کیون قتل
ہون دیہیم سے نیزہ چلنے لگا دیہیم نے نیزہ زمیندار کا توڑ ڈالا اور تلوار کھینچکر پکارا کہا کہ کیون اے
زمیندار ہم تمھارے قریبے کا پاس کرتے ہین کہ تمھارے لوگ جو نکلتے ہین ہم اُنکو نہین لوٹتے
ہم تم ناحق کو لڑ رہے ہین اور وہ لوگ مطمئن کھڑے ہین ایسا نہ ہو بھاگ جاوین ہم تم ملکر اُن
سب کو لوٹ لین پھر آپس مین فیصلہ کر لین گے جو مال ہو وہ نصف تم لینا اور نصف ہمکو دینا
مگر جو عورت محافے مین ہی اسپر مین قبضہ کرونگا زمیندار سوچا کہ دیہیم سچ کہتا ہی اس سے معاملہ کر لو
وقت پر تقسیم مین بگڑ جانا اور پھر کہونگا کہ عورت مین لونگا دیہیم ناچار ہو کر قبول کر لیگا یہ لوگ تو
قزاق ہین مال کے زیادہ خواہان ہین مین کہونگا سب مال تم لیلو اور عورت مجھے دو جمعیت
میرے ساتھ کم نہین ہی یقین ہی دیہیم کو بھی خوف ہو یہ سوچکر ان دونون نے آپس مین میل
کیا مگر لشکر ایک مقام پر جمع کیا جب دونون نے ملکر بلوہ کیا تو ملازمان ملکہ گھبراے آپس مین
کہتے تھے کہ یہ دونون دشمن ایک جگہ ہو گئے اب کیونکر جان بچیگی مگر جانبازی کر رہے ہین ہر چند
کہ وہ دونون ملکر بیس بائیس ہزار آدمی ہو گئے ہین مگر یہ دو ہزار جوان بڑی جرأت سے لڑ رہے
ہین محافے کے پاس سے نہین ہٹتے جان دینے پر آمادہ ہین مرنے والے سے سب ڈرتے ہین مگر
زمیندار دوڑا ہوا گانؤن مین آیا ایک جادوگر گنوار تخم جادو رہتا تھا اُس سے زمیندار نے
کہا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے مگر محافے پر قبضہ نہین ہوتا وہ لوگ جو سب ساتھ ہین محافہ کا
پیچھا نہین چھوڑتے جان دے رہے ہین تیرے کیے کچھ ہو سکتا ہی تخم جادو نے کہا ایسے سحر کرون
کہ سب کے ہاتھ سے نیزے گر جاوین زمیندار نے کہا یہی چاہیے ہی وہ لوگ اگر جنگ نہ کرین تو
دم بھر مین محافے پر قبضہ کرلین تخم جادو کو ساتھ لیا زمیندار نے دیہیم سے پکار کر آواز دی کہ
تامل کرو ابھی دیکھو یہ سب بیکار ہوے جاتے ہین سب نے بلوہ موقوف کیا تخم جادو نے بڑھکر
سحر کیا کہ نیزے ہاتھ سے سوارون کے گر پڑے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے لاکھ روکتے ہین
گھوڑے بھاگے جاتے ہین سب نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم غلام آپ کے ناچار ہوے
ہمارے گھوڑے ہمارے قابو مین نہین ہمکو ہٹاے لیے جاتے ہین ہم مجبور ہین یہ سب ہٹے
ایک نخلستان مین جا کر گھوڑے ٹھہرے کہارون نے محافہ زیر نخل رکھدیا کہا کستیان ہمارے
ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین قدم قایم نہین ہوتے اور تخم جادو اِسنے ایک چراغ روشن کیا ہی اُسکی
روشنی جہانتک پہونچتی ہی سواے بھاگنے کے کسی کو کچھ نہین سوجھتا ملکہ نے جو محافے سے دیکھا

کہ ہمارے ساتھ والے الگ جا کھڑے ہوے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھا یا پکار اُٹھی کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اِن دشمنون سے بچالے میری آبرو کو تو نے ہر جگہ نگاہ رکھا دشمنون سے بچایا ہاے مجھ کمبخت نے یہ کیسا غضب کیا ہے کہ ملکہ خنظل کو ساتھ نہ لیا ورنہ وہ ایک سحر مین سب کو بھگا دیتین مین نے اپنے کو ناموس خلیل الرحمان مین داخل کیا ہے اِن کافرون کے قبضے مین نہ جاؤن ورنہ وہ بدعت کرینگے مین عورت دست و پاشکستہ سواے فریاد کے اور کیا کرونگی اے خالق بے نیاز مجھکو تجھسے سب طرحکی امید ہے

نظم

بلندی بخش ہر ہمت بلندی
نقصب باف عروسان بہاری
قیام آموز سرو جوئباری

بہ طاعت گیر پیران ریاکار
بہ پستی افگن ہر خود پسندی
گنہ آمرز رندان قدح خوار

انیس خلوت شب زندہ داران
رفیق روزہ و محنت گزاران

تو ہی اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچانے والا ہے ظاہر مین سب طرح خرابی ہے مگر باطن کا حال تو جانتا ہے دیہیم و زبیندار طرف محافے کے چلے کنیزون نے جو دیکھا کہ ہماری مالک پر بلوہ کیے ہوے آتے ہین رتھون سے نکل پڑین کفار کو روکنے لگین جسکے قریب جاتی ہین وہ اُنکو نیزہ مار دیتا ہے ملکہ نے جو محافہ سے دیکھا کہ کنیزون کے لاشے پڑے ہین مگر کنیزین بڑھ بڑھکے جان دے رہی ہین اور پکارتی ہین کہ اے دشمنو تم ہمارے قریب نہ آؤ ملکہ بیقرار ہی ہین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

فرط شوق اُس بُت کے کوچے مین لگا لیجائیگا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجاے گا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ کر
ناتوان ہون باد کا جھونکا اُڑا لیجاے گا

روتے روتے جان جاویگی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مُردہ بہا لیجاے گا

دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اکدن اِسے دزد حنا لیجاے گا

مصر تک پہونچا نہ جو کنعان سے وہ یوسف ہون
دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لیجاے گا

ایک گل اِس باغ کا بوے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لیجاے گا

وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اِس سرا سے مجھکو کب تک اُس سرا لیجاے گا

استخوان اُجرت مین دینگے ہم نقیر اے شاہ حُسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لیجاے گا

کشتی تن بحر ہستی مین رہی برسون تباہ
پار اِسے اکدم مین اِسکا ناخدا لیجاے گا

حُسن دکھلا دیگا اے بُت تجھ مین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لیجاے گا

بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے
آتش مقتول اپنا خون بہا لیجاے گا

زبیندار نے پلٹ کر تخم جادو سے کہا اے برادر مردون کو تو تمنے ہٹا دیا اب یہ عورتین بلوہ کر رہی ہین اِنکو بھی ہٹا دو تخم جادو نے بڑھکر دو سرا چراغ جلایا اُسکی روشنی کا عکس جو عورتون پر پڑا یہ بھی سب بھاگنے لگین اب محافہ زیر نخل رکھا ہے زبیندار و دیہیم دونون آتے ہین کہ محافے پر قبضہ کرین دیہیم کو خیال ہے کہ عورت مین لونگا اور زبیندار کہہ رہا ہے کہ اے دیہیم تم ٹھہر جاؤ مین محافے کو اُٹھوا کر گانو مین لیجاؤن پھر تمھارے پاس بھیجدونگا دیہیم نے کہا اے گنوار تو میرے ساتھ نقرہ کرتا ہے مین تیرا اصل مطلب سمجھا زبیندار کے بھی گنوار آ گئے کہہ رہا ہے کہ اے دیہیم مین تو

محانہ نہ جانے دونگا آپس مین تکرار ہونے لگی دونون کا ارادہ فاسد ہی دونون نے اپنے اپنے کینے ظاہر کیے تلوارین کھینچین ایک محانے کے داہنے پر کھڑا ہی دوسرا بائین پر کھڑا ہوا ور تکرار ہو رہی ہی ملکہ عرض کرتی ہی اوپروردگارا اِن دونون کے ہاتھ سے مجھے بچالے یہ دونون مارے جاوین اگر ایک مرا تو ایک قبضہ کریگا سبب تو معلوم ہوا کہ میرے بچانے کو یہ سامان ہوا ہی کہ دونون آپس مین بگڑے ہین تو مسبب الاسباب ہی سبب پیدا کرتا ہی اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچالے مجھکو اِس بدعت سے نجات دے قریب تھا کہ دونون مین تلوار چلنے لگے طرف زمیندار کے گنوار آمادہ ہین یقین ہی کہ دونون لشکر بلجاوین ملکہ نے جو بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی ایک ابر برنگ گلنار آسمان پر پیدا ہوا اُس سے رعد کی گرج برق کی چمک نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا او نابکاران پُر دغا نعرۂ شیران شیر سوار لقب شیر شیران دشت نبرد ✤ کہ دشمن شود ورحم گرد برد ✤ بہ میدان جنگ آوران خوش لقب ✤ منم نور عین امیر عرب ✤ دو ہزار سوار و سنے شاہزادہ پہونچا نعرہ کر کے آگر اندمیندار کو للکارا کہ او گنوار خبردار قریب محانے کے نہ جانا گنوار نے لپک کر ہاتھ مارا شاہزادے نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ گنوار کے دو ٹکڑے ہوے گنوار کو مار کر طرف وہیم قزاق کے پہونچے فرمایا کہ او لٹیرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ محانے کو بنگاہ قہر دیکھتا ہی خبردار ہٹ جا یا میرے مقابلے مین آ وہیم نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا وہیم کے بھی دو ٹکڑے ہوے وہیم تو مارا گیا اودھر دو ہزار سوار جنگ کر رہے ہین قزاق اور گنوارون کو قتل کر رہے ہین دو ہزار نے بیس بائیس ہزار کے جی چھڑوا دیے ہین جان دیے ہوے لڑ رہے ہین مگر تخم جادو نے جو دیکھا کہ وہ دونون مارے گئے دونون کا لاشہ دیکھا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اِس عورت پر ہم قبضہ کرین گے بڑھکے سحر کیا کہ بلا زمان شاہزادہ کے ہر چند چاہتے ہین کہ تلوار لیکر بڑھین مگر ہاتھ پاؤن بیکار ہو رہے ہین گھوڑے دوڑتے پھرتے ہین جب شاہزادے نے یہ معرکہ دیکھا تو مایوس ہو کے طرف ابر کے اِشارہ کیا کہ او ملکۂ عالم یہ کیسی غفلت ہی تخم جادو نے جو دیکھا کہ جیسے ہی شاہزادے نے یہ آواز دی ابر کو جنبش ہوئی ابر پھٹا ایک نازنین ہنس پر سوار ابر سے نکلی اور للکارا کہ او گنوار یہ چراغ روشن کرنا تجھکو کس سیاہ رو نے بتایا ہی اسپر بڑا گھمنڈ ہی تیرا چراغ مراد گل ہوگا خوب سحر کرلے کہ حوصلہ نہ باقی رہے تخم جادو نے دو دو چراغ روشن کیے تھے دونون پر سحر کیا کہ شعلے اُنکے بھڑکے اُنھین شعلون سے آگ نکلنے لگی جس گنوار پر یہ شعلہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا جب کئی سو گنوار جلے تو تخم جادو گھبرایا بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ او ملکۂ عالم میرا چراغ عقل گل ہی مجھکو سامری و جمشید سے توسل ہی مجھکو معاف فرمائیے ملکہ نے کہا تو غریب آزار ہی تیرا زندہ رہنا بیکار ہی اگر تجھکو سحر مین کچھ دخل ہو جائیگا تو بندگان خدا کو حیران کریگا تیرے سحر کا کون جواب دیگا اِن لوگون کے نزدیک تیرا سحر کافی تھا اُنھین چراغون سے تیری شمع حیات گل کرو دون اب سحر نہین کرتا نا چار ہو اغریا کو تو ستاتا تھا جو سحر نہین جانتے اُنپر خوب بڑھ بڑھ کے سحر کرتا تھا یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ تخم جادو کے دو ٹکڑے ہوے تخم کا مارے جانا کہ سب فریاد کرنے لگے کہ او شہریار الامان سینے آکر

اطاعت کی قریے پر بھی قبضہ ہوا کوہ دیہیم پر بھی قابض ہوے شب کو اُسی قریے مین رہے صبح کو سوار ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے آتے آتے ایک صحرا مین آکر پہونچے کہ وہ صحرا نہایت ہیبت ناک تھا چہار جانب بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین درخت سوکھے کھڑے ہین پتے سوکھے ہوے ہوا سے اُڑتے پھرتے ہین شاہزادے کو اُسی صحرا مین شام ہوئی شاہزادے نے فرمایا اِسی مقام پہ اُترو حنظل نے کہا بھی کہ یہ مقام خوف ناک ہی آگے بڑھ چلیے شاہزادے نے کہا اب شام ہو گئی یہین اُترنا بہتر ہی ہر چند حنظل نے منع کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا اُسی صحراے ویران مین اُتر پڑے حنظل جادو و ستارہ شناس ساحرۂ زبردست ہی اِسنے ہماے تیز رفتار سے کہا اے ہماے تیز رفتار شاہزادے کا ساتھ نہ چھوڑنا مجھکو خوف ہی کہ آج رات کو کوئی اُفتاد پڑیگی تم شاہزادے کا ساتھ نہ چھوڑنا اور شاہزادے سے الگ نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ شاہزادے کو کوئی تکلیف پہونچے مجھکو از روے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہی کہ شب کو کوئی اُفتاد ہوگی ہما نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو جان و دل سے موجود ہون شاہزادے نے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے بارگاہ اِستادہ ہو بارگاہ اِستادہ ہوئی شاہزادہ آکر بیٹھا ملکہ حنظل پہلو مین ہما کو حنظل کے کہنے کا خیال ہی باہماے عیاری سے آراستہ بیٹھا ہی شاہزادے نے اِشارہ کیا کہ بھائی کچھ گاؤ ہماے تیز رفتار نے نَے بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

لاچکا حسن جہانسوز جو ارہ اپنا
یاد خاطر رہے جنبش تری ابرو کا تلوکو

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے تشخیص
حق تو یہ ہی نہین تقدیر سے چارہ اپنا

گنہ عشق مین اب ہی یہ کفارہ اپنا
آئنہ صاف ہوا دُور سکندر نہ آیا

راہ دے بصورت موسیٰ ہمین بحر ہستی
کشتی وپل سے نہ ہوویگا گذارہ اپنا

ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارہ اپنا
صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار

سالہا سال سے تحصیل سخن ہی آتش
اِس قلمرو مین ہی مدت سے اجارہ اپنا

کیجیے برق تجلی کو اشارہ اپنا
لنگ کو ہو نہ فراموش اِشارہ اپنا
رنگ زرد ولب خشک و مژہ خون آلود
خود پسند ونکو مبارک ہو نظارہ اپنا
زیر دیوار ہین ہم بام کے او پردہ ماہ
منہ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارہ اپنا

ہماے تیز رفتار گا رہا ہی ملکہ حنظل تعریفین کر رہی ہین قضاے کار ویرنہ جادو اِس صحرا کی مالک ہی درہ کوہ مین بیٹھی ہی چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آج تو صحرا مین بڑا ہنگامہ ہی ایک شاہزادۂ والا قدر حسن مین رشک بدر ایک ساحرہ کامل واکمل ساتھ ہی عیار طرارہ بیٹھا ہوا گا رہا ہی اور چہار طرف لشکر اُترا ہوا ہی مناسب یہ ہی کہ کچھ اُنکو سزا دیجیے ویرانہ جادو یہ حال سُنکر جل گئی کہا لو غضب دیکھو ہماری عملداری کے صحرا مین غیر آکے اُترا ہوا ہی اُسکو ایسی سزا دون کہ عمر بھر کو یاد کرے یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی یہان شاہزادہ بیٹھا ہوا ہی کہ ایک آندھی اُٹھی حنظل نے کہا اے ہما ہوشیار ہو جاؤ کوئی ساحرہ آتی ہی یہ آندھی سحر کی ہی ہما ایک گوشے مین چھپا ہوا تھا آندھی شق ہوئی دیکھا ایک ساحرہ بصد جوش وخروش آتی ہی حنظل بھی چھپ گئی کہ اُسکی نگاہ جمال بیمثال شاہزادے پر پڑی دیکھا ایک جوان لاثانی حسن مین یوسف ثانی تیغ وسپر لگاے ہوے عجب شان سے بیٹھا ہی شاہزادے کو دیکھتے ہی ویرانۂ صحرا نشین پسینے پسینے ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اُتر کر زمین پر آئی قریب شاہزادے کے ٹہلتی ہوئی آئی کہا اے شیر بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان

جہالت اِس صحرا مین تم اُتر پڑے کہ جو اِستندر صحراے ویران ہی یہ نہ سوچے کہ اسمین جو ہم اُتر ینگے تو کیا
انجام ہوگا تمھارے ساتھ کوئی مشیر و زیر نہ تھے کہ جو تمکو سمجھاتے کہ اِس صحرا مین نہ اُترو مگر خیر مجکو
تمھارے حال پر رحم آیا ہمارے ساتھ چلو ہم درہ کوہ مین چلکر تمکو تماشہ دکھاوین شاہزادے نے
قبضے پر ہاتھ رکھا ویرانہ ہنسی اور کہا یہ تلوار وغیرہ کچھ کام نہ آویگی مین تمکو کشان کشان لیچلونگی
اور اسکا گمان نہ کرنا کہ اتنا لشکر اُترا ہوا ہی سب کو ایک سحر مین دیوانہ کر دونگی کسکی مجال ہی کہ مجھسے
مقابلہ کرے مین نے غار افراسیاب مین تعلیم پائی سب سے اعلی سند پائی سب ساحر میری بڑی
تعظیم و تکریم کرتے ہین شیران صحرا میرے خوف سے ڈرتے ہین اگر صحرا مین سحر کرون تو پہاڑ ہوا
پر اُڑجاوین کوئی درخت باقی نہ رہے پتے کف افسوس ملین شاخون مین خم آجائے درخت
جڑ سے اُکھڑ کر گرین طفلان غنچہ شیر خواری موقوف کردین شیر شبنم سے منھ پھیرین مرغان
چمن چہکارے چھوڑ دین شیران صحرا آپس مین لڑین طائران ہوا مین غدر ہو ایک کو ایک
ہلاک کرے اور مجھکو کچھ صدمہ نہ پہونچے شاہزادے نے کہا او شغتل یہ ہمارا گناہ تجویز کیا ہی
کہ تمھارے صحرا مین اُتر پڑے کیا کچھ تمھارا لے لیا آدمی آدمی کے پاس اُترتا ہی اپنا مہمان جانو
ویرانہ بڑھی کہ اِس جوان سے کون تکرار کرے کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون درہ کوہ مین لیجاکر
تماشہ دکھاؤن اِسکو اپنے وصل پر راضی کرون ایسی کمسن بنون کہ اِسکی گود مین کھیلنے لگون
اِسکو بھی معلوم ہو کہ سحر ایسی چیز ہی کہ ساحرہ ایسی کمسن بنی کہ ہماری گود مین کھیل رہی ہی
پھر اُسکو اختیار ہی خوشامد کریگا وصل پر راضی ہوگا اگر خلاف کریگا تو پہاڑ پر بٹھا دونگی
کہ بیٹھا ہوا تماشہ دیکھا کرے ایسا کچھ سوچکر بڑھی کہ کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون شاہزادے
نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا کہ پہلو سے آواز آئی کہ او نابکار لکاتہ کیا بیہودہ بک رہی
ہی دیکھا کہ حنظل جادو تڑپ کے گوشے سے نکلی للکارتی ہوئی کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ویرانہ
نے جو ساحرہ کو دیکھا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ باش او ظالم کہان جاتی ہی گرد اُڑی حنظل
لڑکھڑا کر گری ویرانہ نے چاہا کہ دونون کو اُٹھا لون ہماے صبا رفتار جو گوشے مین پڑا
ہوا تھا اُسنے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے گردن مین ویرانہ کے پڑے ہماے نے جھٹکا مارا کہ
ویرانہ گری ہماے نے دیکھا کہ شاہزادہ و حنظل دونون اِسکے سحر مین ہین خنجر نکالکر مارا کہ شکم
چاک قصہ پاک حنظل و شاہزادہ اُٹھے مرنے کا ویرانہ کے جو ہلڑ ہوا چند سپاہی اندر چلے
آئے پوچھا شہریار یہ کیا معرکہ ہی شاہزادے نے سب حال بیان کیا فرمایا کہ اتفاق دیکھیے ہم
کیا جانتے تھے کہ یہ ویرانہ ویرانۂ جادو کا مقام ہی وہ آئی تھی کہ مجھکو اُٹھا لیجائے حنظل نے
جو سما منا کیا اُسنے دو ہتھڑ مارا دیا گرد اُڑی ملکہ حنظل گرین حنظل نے کہا مین اُسکے ساتھ چلی
آئی اِسوجہ سے اُسکے سحر نے تاثیر کی ورنہ کیا اسکی حقیقت ہی ایک ادنی سے اشارے مین
اُسکو مار لیتی مگر ہماے تیز رفتار نے بڑا کام کیا کس چالاکی سے اسکو مارا ہی کہ صنعت بھی
نہین ہوسکتی عیار ایسا چاہیے شاہزادے نے حکم دیا لاشہ اِسکا صحرا مین پھینک دو لاشہ
ویرانہ کا پھینک دیا بعد تھوڑی دیر کے چند کنیزین آئین وہ لاشہ ویرانہ کا اُٹھا لیگئین

جب لاشہ اسکا درہ کوہ مین پہونچا تو عاشق اسکا بہران صحرائی ایک پہلوان تھا اُسنے کہا مین جاکر بدلہ لونگا بہن اسکی دیوانہ ویرانہ نشین اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھی کہ ای بہران مین فورًا تمھاری مدد کو آؤنگی اگر رستم ہوگا تو اُسکو بھی زیر کرادونگی بہران نے کہا مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا جو کوئی مجھسے مقابلہ کرے گا چیر پھاڑ کے پھینک دونگا یہ کہکر نکلا بہر صحرائی پر سوار ہوا دس ہزار فوج ساتھ لیکر چلا یہان شاہزادہ اُترا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بہران صحرا نشین دس ہزار فوج سے آکر پہونچا اور کہلا بھیجا کہ ای جوان تونے غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو قتل کیا کہ جسکا مثل نہ تھا اب تجھکو زندہ نہ جانے دونگا حنظل نے کہا مین سمجھی جس بات پر اُسکو گھمنڈ ہی اُسکا علاج ہوجائیگا اُس سے کہنا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر بہران نے یہ سُنکر طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری وہ وقت آیا کہ نظم صبح چو شد انوری لبستہ بہ زینت گری ؛ تا بہ دم خاوری منقبت بو الحسن ؛ شاہ ولایت پناہ پیر امامت سپاہ ؛ نصرت دین آنکہ فخر زمین و زمین دیگر مہر چون بر فلک ہویدا شد ؛ قطرہا ریختہ سویدا شد ؛ صبح کو خیل خیل و ذیل ذیل لشکر طرف میدان کے روانہ ہوے بہران زنجیرون سے کمر باندھکر طرف میدان کے چلا دیوانہ ویرانہ نشین یہ کہکے اُٹھی کہ بھائی صاحب آپ میدان کارزار مین چلیے عقاب بنی ہوئی آسمان پر رہونگی اُسکا زور گھٹاؤنگی اور تمھارا زور بڑھاؤنگی یہ سُنکر بہران بہت خوش ہوا اور کہا ای ہمشیرہ ویرانہ کا مارے جانا قلب پر قلق ہی مگر جب تک کہ اُسکے قاتل کو نہ قتل کرونگا دل کو آرام نہ آئے گا ہمنے کہا تھا کہ ای ملکہ عالم اگر یہ لوگ اُترے ہین چلے جاوینگے اگر منظور ہو کہ انکو سزا ملے تو مین جاکر سمجھا دون یقین ہی ایسی خطا پھر نہ کرین گے ہمارا کیا نقصان ہی اُترے رہنے دو مین جاتا سمجھا دیتا اور یہ کہہ دیتا کہ ایک شب سے زیادہ نہ رہنا مگر وہ غصے مین خود جا پڑین آخر اُسکا یہ انجام ہوا دیوانہ نے کہا بھائی صاحب آپ میدان کارزار کو چلیے مین عقاب بنکے آتی ہون لیکن ایک ساحرہ اُنکے ساتھ ہی سُنا ہی کہ ملکہ جاکر اُس شاہزادے پر عاشق ہوئین پہلے اُسکو سمجھایا وہ بھلا کب مانتا تھا حنظل ایسی ساحرہ جسکے قبضے مین ہی کہ سحر مین بھی زبردست صورت زیبا ایسی کسکی مجال ہی کہ اُسکے جمال کی تعریف نہ کرے اور یہ اُسوقت اور صورت مین تھین اسوجہ سے شاہزادے نے انکار کیا اُس ساحرہ سے بھی مقابلہ پڑا آخر یہ انجام ہوا کہ عیار نے کمند مار کر مار لیا اسکا قلق ہی دیوانہ سے وعدہ لے کے بہران طرف میدان کے روانہ ہوا بعد جانے بہران کے دیوانہ ویرانہ نشین عقاب بنکر آسمان پر گئی یہان شاہزادہ جو سوار ہوا حنظل نے آکر رکاب تھام لی اور عرض کی کہ کنیز کو معلوم ہوتا ہی کہ آج سحر ضرور ہوگا دیکھیے لشکر لیکر میان بہران آئے ہین یہ ملعون ضرور فساد برپا کریگا شب کو مین نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دیوانہ بہران کی معین و مددگار ہی اُسی کے بھروسے پر یہ نامرد آیا ہی یقین ہی وہ آسمان پر آکر

سحر کرے یہ بازوبند بازو پر باندھے دیتی ہون اسپر سحر تاثیر نہ کریگا مجھکو تو سب طرح کا خیال ہو کہ ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی زوال آجاے مین مزاج سے آپ کے آگاہ ہون کہ دشمن سحر کرے اور آپ سحر کو منع کرتے ہین شاہزادے نے کہا مین یہ بازوبند نہ باندھونگا خنظل نے منھ پیٹ لیا کہا اے شہریار مین جانتی تھی کہ ضرور ہیرے عرض کرنے کو آپ خلاف جانینگے نظم

وہ نہ مانین گے احبا انکو سمجھائین گے کیا
پہلے ہی قسمت نے پھیرا دل ہو گھبرائین گے کیا
واے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہو آپ فرمائین گے کیا
دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار مین
نالے خود شرمندہ ہین منھ تک مرے آئین گے کیا
غیر ممکن ہو کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھنچتا نہین ہو پانون پھیلائین گے کیا
انکی بے رحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہو لحاظ
منھ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائین گے کیا
کب توقع ہو وہ آئین لاش عاشق دیکھنے
بہنے مانا جان بھی کھوئی تو پھر پائین گے کیا
بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہون مین پھول مرجھائین گے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائین گے
حور و غلمان و پری مجھکو بھلا بھائین گے کیا
رہ گئے ہین ٹوٹ کر شانے مین گیسو کے جو بال
افعی مردہ ہین یہ اے دوست لہرائین گے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دل مین آیا شاید آج
کیون بلایا ہو مرے سر کی قسم کھائین گے کیا
کسطرح بہلائین گے مجھکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمہاری شکل بنجائین گے کیا
گھورتا ہو یہ انکھین وہ میل کرتا ہو ادھر
دیدہ و دل ہیرے مجھکو باتین سنوائین گے کیا
یہ غلط ہو حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم
عاشقون کو دید سے اپنی وہ ترسائین گے کیا

خنظل نے یہ اشعار پڑھکر زبردستی بازوبند بازو پر باندھا اور بہمانے تیز رفتار چست و چالاک کھڑا ہو چہار جانب دیکھ رہا ہو کہ بعد صفوف آرائی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت یہ اشعار پڑھنے لگے جس سے صاف ثابت تھا نظم

اِس چمن کی ہواے بہمن ودے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے میکشان محفل درد
تب نظر آیا گیسوِ سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہو کبود لباس
عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آشیین زن چراغ عقل پہ ہو
لالہ رو دل یہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پہ ہو جو سیب زیب چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہو قابل سیر
جسکو دیکھو وہ ہو پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
کسی محبوب کا ہو سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اِسی اندوہ مین کر وجو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار سنکر بہران نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر خوب نیزہ ہلایا یکایک آواز دی جسکو تمنا مرگ کی

ہو وہ نکلے مگر افسر اعلیٰ کا خواہان ہوئی شاہزادے نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلہ بہران میں آئے
بہران نے کہا اے جوان مجھکو تیرے سن و سال پر رحم آتا ہی اُس عیار کو حوالے کر دے جسنے اُسے
قتل کیا خطا معاف کر دونگا ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادے نے جواب دیا بس اب
یاوہ گوئی نہ کر و زبان شمشیر سے کلام ہو بہران نے نیزہ مارا شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
بہران لپٹ پڑا دونوں جوان زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی مگر ہر مرتبہ بہران طرف
آسمان کے دیکھتا ہی جب یہ طرف آسمان کے دیکھتا ہی تب ایک عقاب لہرا کر شاہزادے پر سایہ
اپنا ڈالتا ہی ہاتھ پاؤں میں شاہزادے کے رعشہ آجاتا ہی مگر جب بازو بند کو مس کرتے ہیں تو قوت
آتی ہی شاہزادہ بہران کو رگڑ رہا ہی بہران کی زرہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئی پیشانی سے خون بہا عاجز
ہوکر طرف ملکہ کے دیکھا اور پکار اٹھا کہ اے ملکۂ عالم میں اس جوان پر غالب نہیں ہوتا عقاب
لہرایا اور حنظل نے دیکھا کارد کمر سے نکالی اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری سینے پر عقاب کے پڑی توڑکر
پشت کو پار گذری عقاب زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے مرا آواز آئی کشتی مرا نام من دیوانۂ ویرانہ نشین
بودم نا ساحرہ کا کہ شاہزادہ ریل کرنے دوڑا بہران اپنی جان سے بیزار ہی جی میں کہتا ہی بلا سے
زیر ہو جاؤں اس کشاکش سے تو نجات پاؤں ورنہ یقین ہی کہ اس جوان سے جان نہ بچیگی مگر
شاہزادہ ریلکرے دوڑا دس بارہ قدم ریلکر لایا وہاں آکے ٹکہ مارا کہ دونوں گھٹنے بہران کے
آشنا بہ زمین ہوئے شاہزادے نے کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ زمین کانپ گئی پہلے ہی زور میں
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا اے بہران شناخت میں
پروردگار کی کیا کہتا ہی بہران سوچا کہ سوائے اطاعت کے کیا چارہ ہی پکار اٹھا تا زندہ ایم
بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا خیال میں ہی کہ بھائی میرا جیران جنگ آزما آکر قیامتیں
برپا کریگا یہ سوچکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھا کینہ رکھکر مسلمان ہوا شاہزادے نے چھوڑ دیا بہران
قدموں پر گرا اور کل فوج کو ساتھ لیکر شاہزادے کے ساتھ ہوا اسکی بارگاہ الگ استادہ ہوئی
ایک رقعہ بھائی کو روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ اے برادر میں ساتھ شیران کے ہوں تم لشکر کشی
کر کے آؤ مقابلے میں آئز و میں شاہزادے کا سر کاٹ لاؤنگا جیران کو جو یہ نامہ پہونچا بیس ہزار
فوج ساتھ لیکر روانہ ہوا یہاں جب شاہزادہ ارادہ کرتا ہی کہ کوچ کریں بہران ہاتھ باندھکر روکتا
ہی شاہزادے سے عرض بھی کرتا ہی کہ اے شہریار آج دن اچھا نہیں ہی اسطرح کی باتیں کر کے اُسنے
شاہزادے کو روکا ہی تیسرا دن ہی کہ جیران جنگ آزما آکر پہونچا مقابلے میں شاہزادے کے
آکر اُترا طبل جنگی بجوایا شاہزادے نے بہران سے پوچھکر طبل جنگی بجوا دیا تیاریاں ہونے لگیں
مگر بہران نے عرض کی آج غلام طلایہ دیگا شاہزادے نے حکم دیا بسم اللہ بہران نے رات کو
آکر انتظام کیا طلایہ پھرنے لگا جب دیکھا اسنے کہ اب سناٹا ہوا قریب بارگاہ کے آیا خادموں نے
کہا مجھکو تو وہ ہیں نہ رہا شاہزادے کو دیکھ آؤں یہ کہکے پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا شاہزادہ
سو رہا ہی تلوار کھینچی چاہا ہاتھ ماروں کہ شاہزادے نے عالم خواب میں دیکھا کہ ملکہ حنظل سامنے
کھڑی آپ رہی ہی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیسے شاہزادے نے آنکھ کھولدی دیکھا ایک شخص تلوار

مارا چاہتا ہو للکارے کہ او بے حیا تو کون ہو بہران نے جو شاہزادے کی آواز سُنی بدحواس ہوکر بھاگا
شاہزادہ اُٹھا بہران کا پیچھا کیا یہان صبح ہو چکی ہو جیران جنگ آزما مسلح ہوکر بیٹھا ہو کہ یکایک
دیکھا بہران بھاگا ہوا آیا جیران نے پوچھا کیون خیر تو ہو گھبراہٹ مین مُنھ سے نکلا کہ وہ شخص میرے
پیچھے آتا ہو جیران نے پوچھا کون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا شبیران شیر سوار تیغ برہنہ ہاتھ
مین کھینچے ہوے للکارتا ہوا آتا ہو کہ او نامرد کہان بھاگا جاتا ہو مین تیرا تعاقب نہ چھوڑونگا مگر
جیران نے جو شاہزادے کو دیکھا کہا اے بہران کیون بھاگتا ہو اب تو میری بارگاہ مین آگیا تلوار
کا ہاتھ مار کہ دو ٹکڑے ہو جائین یہ جو جیران نے کہا بہران پلٹ پڑا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا
مارا شاہزادے نے کلائی تھام کر جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی اور ایک تمانچہ مارا کہ بہران
کا اُڑ گیا جیران نے قریب آکر کہا اے جوان تو نے میرا کچھ خوف نہ کیا اب کیونکر میرے ہاتھ سے
بچیگا اب مین تجھکو زندہ نہ جانے دونگا شاہزادے نے کہا مین اسی کا امیدوار ہون کہ تم سے
بھی فیصلہ ہو جاے اب مجھکو معلوم ہوا تم ایسے بھروسے پر آئے تھے کہ بہران اپنا کام کریگا
جیران اُٹھتا ہو مگر جیران ہو کہ بہران ایسا زبردست قتل ہوا ایسا نہ ہو مجھکو بھی قتل کرے آخر
دیکھکر کہا کہ اب جائیے میدان مین سمجھ لونگا شاہزادے نے کہا مین تو مشتاق تھا کہ آپ ہین
بدلہ لینے کو مجھکو مزہ ملتا جیران نے کہا اب آج تو آپ کو تکلیف ہوئی بہران نے جیسا کیا ویسا ہی
پایا مین اس بات پر راضی نہ تھا کہ شاہزادے کے ساتھ مکر کروں سنتا ہون کہ آپ فرزند امیر
ہین چند ساعت بیٹھ جائیے مین خاطر کرون آپ کا تشریف لانا باعث فخر و افتخار ہو آپ کے والد
نامدار جری و بہادر مشہور ہین بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے شاہزادہ ڈنگل پر
بیٹھا جیران نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام بھر کر دیا شاہزادے نے جام پر ہاتھ رکھدیا
جیران نے پوچھا اے شہریار باعث انکار کیا ہو شاہزادے نے فرمایا ہم کافر کے یہان کچھ کل نہ
شرب نہین کرتے اور کچھ میوہ خشک منگاؤ تمھارا حکم پورا کرین جیران اُٹھا کچھ ثمر لاکر پیش
کیے شاہزادے نے بلا تکلف نوش فرمائے مگر جیران جیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہو جب
شاہزادے نے چند ثمر کھائے تو جیران نے کہا ایک میری شرط ہو اگر اُسکو پورا کیجیے تو پھر مین
بدل و جان مسلمان ہوتا ہون جو میرا قلعہ ہو آئینہ نگار اُسکو کہتے ہین اُس قلعے کے قریب
ایک دشت ہو کہ وہان کا حاکم دیدار مردم در وحشی مزاج ہو صاحب تخت و تاج ہو بارہ ہزار
جوان اُسنے اپنی وضع کے اکٹھا کیے ہین اُسکی دختر بلند اختر شیرین لب اُسپر جان دیتا ہون
اگر آپ اُسکو زیر کر دین اور شیرین لب سے منسوب ہون تو عمر بھر تابعداری کرون شاہزادے
نے ہنسکر کہا میرے ہمراہ چلو رہبری کرو انشاء اللہ تمھارا مطلب دلی پورا ہوگا جیران نے
عرض کی حضور تشریف لے چلین غلام حاضر ہوتا ہو شاہزادہ اُٹھا جیران نے آکر سوار کرایا
اور بہت سے عذر کیے اور لاشۂ بہران پھنکوا دیا شاہزادہ پلٹ کر آیا کہ بھاے تیز رفتار
کل فوج ساتھ لیے ہوے آتا تھا حنظل جادو بھی ساتھ ہی کہتی ہوئی کہ ایسا نہ ہو شاہزادہ
اکیلا گیا ہو اور جیران جنگ آزما کچھ فریب کرے شاہزادے نے جو حنظل کو آتے ہوے دیکھا

ہاتھ تھام لیا فرمایا کیون صاحب تمنے کیون تکلیف کی حنظل نے کہا آپ کی جہالت پر دل ٹکڑے ہوتا ہی اُسکے لشکر مین جانا کیا ضرور تھا اگر وہ کچھ فریب کرتا تو ہم لوگ کدھر کے ہوتے شاہزادے نے کہا جیران جنگ آزما نے ایک شرط درپیش کی ہی اب مین اُسکے وعدے پر جاؤنگا عرض حنظل نے کہا آپ اپنے والد کی ملاقات کو چلیے کیون اپنے کو کانٹون مین پھنساتے ہین یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا ابتو اُس سے وعدہ کرچکا ہمارے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ جو کوئی شرط پیش کرے اُسکی حاجت کو پورا کرتے ہین خواہ روپیہ صرف ہو خواہ جا نبازی ہو اسی ہوس مین طلسمات فتح کیے حنظل نے کہا آپ کو اختیار ہی شاہزادہ آکر بارگاہ مین بیٹھا کہ نوبت نقارے کی آواز آئی ہرکارون نے عرض کی جیران جنگ آزما آتا ہی کل لشکر ساتھ ہی شاہزادے نے چند سردار بھیجے استقبال کرکے لائے جیران آکر بیٹھا شاہزادے نے فرمایا کیون اے جیران کیسا مزاج ہی جیران رونے لگا کہا اے شہریار کیا عرض کرون غلام کی تو یہ کیفیت ہورہی ہی نظم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہمپہ احسان ہی ۔ کہ اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہی
مقام سیر ہی کنج لحد بھی یاد گلرو سے ۔ جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہی
یہ حالت ہی کہ ہو زنجیر بھی محتاج نالے کی ۔ ہلا سکتے نہین پا کو یہانتک تنگ زندان ہی
مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہی اے دل ۔ کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہی
نہین مدفن مین بھی آرام ہردم چونک اٹھتے ہین ۔ صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہی
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دل ربائی مین ۔ بہ شکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہی
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اُسکا ۔ نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہی

شاہزادے نے ہاتھ تھام لیا کہا اے جیران کیون پریشان ہوتے ہو مین تمھارے ساتھ چلتا ہون جیران نے عرض کی غلام کو دریافت ہوا ہی کہ آپ کے سردار مانع ہین کہ تشریف نہ لیجائیے غلام سنکر نا امید ہوا شاہزادے نے کہا سردارونکا کہنا تو کیا اگر قبلہ وکعبہ بھی آکر منع کرین تو بھی مین قبول نہ کرون شاہزادہ اُسیوقت سوار ہوا جیران کو مع لشکر ہمراہ لیا منزل درمنزل چلے دیدار دمرحوم دراسپ بیشے مین بیٹھا ہی بارہ ہزار وحشی جابجا اُترے ہوے ہین مسخرہ پن کررہے ہین کوئی اچکتا ہی کوئی کودتا ہی کوئی کہتا ہی آقا مدت سے لڑے نہین کوئی شراب مانگتا ہی کوئی کہتا ہی معشوقہ کو بلوا دیجیے اب ہمین صبر نہین شہزادہ منزلون کو طی اور پیکر کے بیشۂ سبز وخرم مین پہونچا صحرا آیا دشمل سرسبز وشاداب ہر طرف طائران خوش الحان بزبان حال تعریف وتوصیف ایزد منان مین مصروف ہین اور زمزمہ سرائی کررہے ہین شاہزادے نے جو صحراے سبز وخرم دیکھا فرمایا اسی مقام پر لشکر اُترے جیران نے بڑھکر کہا سامنے کوہ کیوان ہی دیدار دمرحوم در اسی صحرا کا حاکم ہی اب لشکر اُترے گا تھوڑے عرصے مین وہ دیوان وحشی تماشۂ لشکر کا دیکھنے آوینگے اور قصد کرینگے کہ بندگان خدا کو ستائین شاہزادے نے کہا ہمارے ملازم ایسے نہین ہین کہ اُنکے ستانے سے ڈرجاوین مربان تیغ سے جواب دینگے مگر تم اپنا لشکر پشت پہ اُتارو جیران ایسا خائف تھا کہ لشکر اپنا کوس بھر ہٹا کر اُتارا لیکن

ویدار مردم در کو خبر پہونچی کہ ایک لشکر آتا ہوا ہے دیوانے اپنے مقام سے اُٹھے سیر کرنے کو لشکر مین شیران کے آئے اور ملازمون کو ڈرانے لگے ملازمان شیران کب ڈرتے ہین کئی وحشیون کو قتل کیا جو باقی بچ رہے تھے وہ کانپنے لگے لاشے اپنے ساتھ والون کے اُٹھا کر بھاگے سامنے ویدار مردم در کے آئے اور لاشے سامنے رکھدیے کہا اے افسر یہ لوگ بڑے گستاخ ہین ہمارے ساتھ والون کو قتل کیا ہے ذرا بات نہین کرتے زبان تیغ سے جواب دیتے ہین ویدار مردم در نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو وہ سزا اِس جوان کو دون کہ جنگل سے بھاگ جائے کبھی سامنے نہ آئے شاہزادہ اُترا ہوا ہے کہ ویدار مقابلے مین آیا لشکر اِسکا عجب طرح کا کودتے ہوئے اُچھلتے ہوئے اِسکے ساتھ کے لوگ آئے دور ہی سے ہنگامہ کر رہے ہین ملازمان شیران اِشارے کرتے ہین کہ یہان تو آؤ تماشہ ہو وہ دیوانے غل مچا رہے ہین ایک عجب ہنگامہ ہے دیوانے اُچھلتے پھرتے ہین چوبدستین تولتے ہین مگر ویدار مردم در سب کے آگے کھڑا ہوا اُچھل کر رہا ہے چوبدست کاندھے پر گینڈے کے سر پر سوار سپر پشت پر للکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم ویدار مردم در میری چوبدست سے امان نہین ملیگی مین نے اِس بیشے مین آکر قبضہ کیا یہان آدم خوار رہتے تھے مین یہان آکر اُنکے بڑا آدم خوار دون کو مارا زریر آدم خوار و سرپیر آدم خوار دو افسر تھے دونون کو گرفتار کر کے لایا چند سے تعلیم کیا اب دیکھو میری خدمت مین ہین مین ایسا بہادر ہون کہ آدم خوار دن کو مین نے اپنا رفیق بنایا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے شاہزادے نے گھوڑا بڑھایا میدان مین آئے زریر آدم خوار یہ کہتا ہوا دوڑا کہ آقائے نامدار آپ پلٹ جائیے مین اِس آقائے سرخ سے سمجھ لونگا زریر آدم خوار کے بال بدن کے بڑھے ہوئے سر کے بال زمین پر برابر لٹکتے ہوئے چوبدست آہنی کاندھے پر سامنے شاہزادے کے آیا کہا اے آقائے سرخ کیون لڑتا ہے شاہزادے نے کہا ہمارا سردار جیران ہے وہ شیرین لب دختر ویدار مردم در پر عاشق ہے وہ اپنی بیٹی دیدے تو پھر کوئی جھگڑا نہ ہو جا کر اپنے افسر کو سمجھاؤ زریر ہنستا ہوا پلٹا سامنے ویدار کے آیا کہا وہ آقائے سرخ نرزک مانگتا ہے ویدار نے ایک چوبدست ماری کہ زریر پیدا اُٹھا ہو گیا سرپیر نے بڑھکر کہا کیون آقائے نامدار بھائی نے میرے کیا خطا کی تھی کہ آپ نے اُسکے چوبدست ماردی اب وہ بات بھی نہین کرتا لاکھ پکارتا ہون مگر نہین بولتا ویدار نے کہا غضب کی بات ہے کہ یہ آقائے سرخ نرزک کا سر میدان مین نام لیتا ہے مین نے اُسکو کس مشقت سے پالا ہے اب اِس لائق ہوئی کہ اپنے پہلو مین سلاؤن نہ کہ غیر کے حوالے کر دون جیران قریب شاہزادے کے آیا کہا اے شہریار ان دیوانون سے کیا مقابلہ کیجئے گا آپ نے وعدہ پورا کیا مین آپ کی جرأت کا قایل ہوا اب آپ کی رفاقت کرونگا شاہزادے نے فرمایا مین اِن دیوانون کو ہوشیار کر دونگا جیران نے کہا آپ نے دیکھا کہ ذرا سی بات پر اپنے رفیق کو مار ڈالا اِسکی چوبدست غضب کی ہے شاہزادے نے کہا مجھے امتحان اپنا منظور ہے میرے بھائیون نے بھی دیوانون کو زیر کیا اگر یہ فوج بھی ساتھ ہو تو بڑی شوکت نمائی ہے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا للکار کر آواز دی اے دیوانے بیباک وا اے حیف دچالاک ہمارے مقابلے مین نہین آتا دیوانہ گینڈے سے کود پڑا چوبدست ہلاتا ہوا قریب آیا شیران بھی گھوڑے سے کود پڑے اُسنے بیٹھنے تو شاہزادے کو گھوڑے

پر دیکھا تھا اجو پیدل دیکھا چوبدست چرخ دیکر لگائی شبیران نے آڑے کھڑے ہوکر چوبدست تھام لی جھٹکے چلنے لگے شاہزادے نے زور سے جھٹکا مارا چوبدست اُسکے ہاتھ سے نکل گئی شاہزادے نے چوبدست پھینک کر چاہا کہ لپٹ جاؤن دیدار ہردم درنے ایک چنگل مارا کہ زرہ نوچ لے گیا جسم شاہزادے کے خون جاری ہوا اگر شاہزادہ لپٹ گیا دیدار نے جکٹ ماری بوٹی نوچ لے گیا چاہتا ہو وہ گوشت نکل جاؤن کہ شاہزادے نے ایک تھپڑ مارا معلوم ہوا دیدار کو کہ گرز پڑا اُسکا منھ کھل گیا بوٹی گوشت کی منھ سے نکل پڑی دیوانہ کھڑا ہوا کانپ رہا ہو شاہزادے نے گردن پہ ہاتھ رکھکر ایک ٹکر مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے مل گیا صدمہ جو پہونچا چیخین مارتا ہو منھ پھیلا کے رہجاتا ہو حرکت نہین مارتا شاہزادے سے کشتی ہونے لگی دو چار مرتبہ جو شاہزادہ پکڑ لایا اور زمین پر لاکر دو تین گھسے مارے کہ لباس چرمی پارہ پارہ ہوا گال سج گیا چھوڑ کر شاہزادے کو الگ ہوا شاہزادے نے کہا کیون اے دیدار کہان جاتے ہو دیدار نے ایک چیخ ماری کہ یارو یہان سے نکل چلو کیونکہ آقاے سرخ بہت سخت لڑتا ہو میری گردن مین درد ہوتا ہو سب کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے بھاگا سب ملازم بھی اُسی کے ہمراہ چلے مگر پلٹ پلٹ کے کہتا جاتا ہو کہ اے آقاے سرخ تو نے وطن قدیم چھڑوایا کسی صحراے تو مین جاکے رہونگا مگر خبردار پہاڑ پر نہ جائیے گا نرزک کو چھوڑے جاتا ہون دیوانون نے کہا حضور نرزک کو ساتھ لے لیجیے دیوانہ پشت کوہ پر آیا نرزک نرزک کہکر پکارا شیرین لب نے دیکھا کہ دیوانہ کھڑا پکار رہا ہو اور یہ بھی کوہ سے دیکھ رہی تھی بیقرار ہوکے جوابدیا کہ کیا مطلب ہو دیوانے نے کہا اے نرزک بھاگ چل شیرین لب نے روکر جواب دیا نظم

زخم بالیدہ ہوے داغون پہ جوبن آگیا | پھر وہ رنگ پایا گیا جو زیر دامن آگیا
دوری امید آخر کھینچ لائی متصل | دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
دست وحشت نے مٹا دی آج دونونکی خلش | کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق | دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا
توڑکر تسبیح میل رشتۂ زنار ہو | بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
دشمنون کی پردہ پوشی کی ہواے شوق نے | گردنون مین خار کے پیراہن تن آگیا
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی | مثل اخگر دل نہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون | کچھ غرض رکھتا نہین گر سوے گلشن آگیا
اے فلک شاید گران خندہ اسیر بھی ہوا | جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
آج راحت پائی احسان اجل سے اے نسیم | فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بد ظن آگیا

دیوانے نے پہاڑ پر چڑھکر شیرین لب کو آغوش مین لیا کاندھے پر بٹھال کر لشکر مین آیا لشکر سمیت طرف صحرا کے بھاگا شاہزادے نے فرمایا اِسی کے تعاقب مین چلونگا لیکن دیوانہ دیدار ہردم دیو مع لشکر ایک صحرا مین آکر پہونچا سامنے قلعہ تھا اُسپر ایک بادشاہ موسوم بہ رنگین تاجدار سیر صحرا کر رہا تھا کہ اِسنے دور سے دیکھا چند دیوانے آکر پہونچے بارگاہ وغیرہ صحرا مین اِستاد کی کاندھے سے ایک معشوقہ کو اُتارا رنگین تاجدار نے قلعے سے دیکھا کہ وہ معشوقہ

خوبرو کاندھے سے باپ کے اُترکر خرامان خرامان بارگاہ مین داخل ہوئی رنگین تاجدار نے بالاے قلعہ سے جمال بے مثال شیرین لب دیکھا عیار اسکا تہمتنگ سبک رو سامنے حاضر تھا اُسنے پوچھا آقا مین نے اِسوقت دیکھا کہ آپ خود بخود متغیر ہوگئے رنگین تاجدار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے خیر خواہ دولت میرا یہ حال ہے **نظم**

بڑھتے بڑھتے لاغری پنہان بدن ہوجاے گا
تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہوجاے گا

گر یہی ہے ناتوانی فکر عریانی ہے کیا
دامن نظارہ تن پہ پیرہن ہوجاے گا

ایک چادر خاک کی ہے اِک رداے آسمان
اِس تن عریان کا بے منت کفن ہوجاے گا

لذت تکلیف تازہ سے نہ ہونگے سیر ہم
زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہوجاے گا

اشکِ دیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانی کی فکر
گر پڑے جس جا وہین اپنا وطن ہوجاے گا

خار ہونگے نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کا
اشک خونی سے مرے صحرا چمن ہوجاے گا

بسکہ ہے مضمون نازک بین تو کامل اے نسیم
شہرہ آفاق تیرا بھی سخن ہوجاے گا

عیار نے کہا حضور کا تو عجب حال ہے باتون سے درد پیدا ہے رنگین نے کہا یہ جو دیوانہ آ کے اُترا ہے ایک معشوق پریچہرہ لایا ہے تم جاؤ اور جا کر پیغام دو کہ رنگین تاجدار سے نسبت کرلو تم صحرا مین کیون اُترے ہو قلعے مین آؤ عیار نے کہا غلام جاتا ہے آپ اپنے قلب کو تسکین دین طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہین سے بھاگ کر آئے ہین پریشان ہو رہے ہین اگر انکو آرام ملیگا اور قلعے مین لا کر اُتارا جائے گا تو یہ سب مطمئن ہوجاوینگے تہمتنگ سبک رو قلعے سے اُترا لشکر دیوانگان مین آیا جسکو دیکھتا ہے دیوانہ وحشی چوبدستین ہلا رہے ہین کس سے بات کرے مگر چونکہ عیار ہے نہایت طبیعت دار ہے ٹہلتا ہوا پاس ویدار کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا ویدار نے چوبدست کو سنبھالا کہا او خرد ماغ سنڈے تو کون ہے کیا کہا چاہتا ہے عیار نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارا آقا تاجدار قلعۂ رنگین حصار چاہتا ہے آپ سے پیوند کرے اور آپ اُنکو یہ فرزندی قبول فرما دین تو اس پریشانی سے نجات پا دین دیوانے نے کہا مین نہین سمجھا ایک خدمتگار بول اُٹھا کہ حضور شیرزک کو مانگتے ہین دیوانہ چوبدست لیکر اُٹھا اور کہا چوبدست ماردونگا اِسی شیرزک کے واسطے تو مین بھاگ کر یہان آیا آقاے سرخ کیسا مہربان جری دبہادر ایکبار تو مانگتا تھا مین نے نہین قبول کیا غریب الوطنی اختیار کی عیار سامنے سے ویدار کے بھاگا پاس رنگین تاجدار کے آیا کہا اے شہریار وہ سب دیوانے بیباک ہین نیک و بد کچھ نہین سمجھتے چوبدست لیکر اُٹھا تھا اگر نہ بھاگتا تو ایک چوبدست ماردیتا کہ پر اُٹھا ہوگیا تھا آپ اطمینان کرین اور صبر فرمائین مین رات کو معشوقہ کو چُرا لاؤنگا آپ وصل حاصل کیجیے گا رنگین تاجدار خاموش ہو رہا مگر سامنے دیکھتا ہے کہ دیوانے اُچک رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر دم دیوانون مین ہنگامہ ہے ایک ایک چوبدست لیکر دوڑتا ہے چاہتے ہین آپس مین مقابلہ ہو چوبدست چلے دوڑتے پھرتے ہین رات کو بھی وہی ہنگامہ ہے مشعلین روشن کردی ہین اُسکی روشنی مین سب نے کھانا کھایا پھر وہی غریو بلند ہوا آج بھٹیان چلی جاتی ہین یہان عیار قلعے سے نکلا

چھپتا ہوا لشکر ودیار مین پہونچا ایک گوشے مین آکر بیٹھا نقب کنی کرنے لگا خیمے مین ملکہ شیرین لب کے پہونچا دیکھا ملکہ شیرین لب سو رہی ہی اسکے قریب آکر دوپٹہ جو چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ ماہتاب تابان نکل آیا بجلی چمک گئی جی مین کہتا ہی آقا سے نامدار کیون نہ گھبرائین ایسی معشوقہ پر کیون نہ جان دین قریب آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا راستہ طی کرکے قلعے مین پہونچا رنگین تاجدار کہ منتظر بیٹھا تھا عیار کو دیکھکر خوش ہوگیا کہا اے رفیق وشفیق تو نے بڑا کام کیا مین فراق مین اس محبوب کے مرجاتا راتین ہجر کی تیرہ وتار میرے کاٹے نہ کٹتین آج شام سے دل دھڑک رہا تھا یہی تردد تھا کہ عیار خیر وعافیت سے آوے تجھے لاتے ومنات لایا سامنے کمرے مین لیجاکر بچھاؤ مطمئن کرو عیار نے جاکر کمرے مین اُتارا مسند پہ لاکر ملکہ کو بٹھایا ہوشیار کیا رنگین تاجدار سامنے آکر بیٹھا ملکہ کو ہوش آیا دیکھا ایک شخص زرد رو سیاہ فام ہاتھ جوڑے ہی اور کہتا ہی کہ اے ملکۂ عالم مین غلام وتابعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمائیے میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی نظم

شوق وصلت مین ہی شغل اشک افشانی مجھے — ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے
فی الحقیقت تو ہی اے دلبر سزاوار سجود — کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے
تنگ کرتا ہی گریبان گھٹنے لگتا ہی گلا — موسم گل کی جو یاد آتی ہی عریانی مجھے
ایک حرف اسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہین — لکھدیا کس خط مین ہی یہ خط پیشانی مجھے
خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے — ایسی اے آنکھین دکھاؤ صبح نورانی مجھے
ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم — عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے
بوسے لیتا ہون دہان ناپدید یار کے — آشکارا ہوگیا ہی گنج پنہانی مجھے
کون سے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین — یار کے کوچے مین زیبا ہی غزلخوانی مجھے
ساقیان ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم — میکدے مین عالم ہستی ہی سلطانی مجھے
خشک رہتا ہی بہت شوق شہادت سے گلا — ہوسکے تو ہمدمو خنجر کا دو پانی مجھے
خاک مین ملوا رہا سودائے زلف یار ہی — مثل گرد راہ رہتی ہی پریشانی مجھے
اے خیال یار کرتا ہون ریاضت سے صفا — خانۂ دل مین ہی کرنی تیری مہمانی مجھے
شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج — تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

ملکہ نے گھبراکر کہا او گستاخ تو کون ہی کہ ایسے کلمات کہتا ہی رنگین نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا شیدا ہون مین نے یہ چاہا تھا کہ یہ پیغام وسلام یہ مطلب ہوجاے مگر تمھارے لشکر کے لوگ سب دیوانے ہین کس سے کوئی کلام کرے چھپ بیٹھین لیکر دوڑتے ہین آخر مین نے چُرا منگوایا میری گستاخی معاف فرمائیے ملکہ نے کہا خبردار میرے قریب نہ آنا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاے گا یہ کہکے الماس کی انگوٹھی ہاتھ سے اُتارکر چاہا چباجاؤن رنگین تاجدار منتین کرنے لگا کہا اے ملکۂ عالم مین ابھی جاتا ہون اور مین سامنے نہ آؤنگا یہ کہکے رنگین اُٹھ گیا چند کنیزین حاضر ہوئین خدمتگذاری کرنے لگین ملکہ رنجیدہ کبیدہ بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری

خیال ہی کہ دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ وہ لوگ رخصت ہوے لیکن رنگین تاجدار بارگاہ مین آکر بیٹھا یہی ذکر کر رہا ہی کہ معشوقہ مجھکو اچھا نہین جانتی لوگ کہتے ہین حضور چند روز تامل کیجیے آخر طائر وحشی رام ہو جائیگا جب آپ سے اُس نے محبت معقول ہوگی جو آرزو ہی دل ہی وہ حصول ہوگی یہان تو رنگین کی یہ کیفیت ہی کہ کسی طرح صبر نہین آتا مگر دیدار مرزم دل دیوانہ جو صبح کو اٹھا دیوانون مین آکر بیٹھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی اے افسر ہمارے چھپر کھٹ سے ملکہ غائب ہوگئین اور پلنگ خالی پڑا ہی دیدار اُٹھا دو ایک کنیزون کو مار ڈالا خیمے مین جو آکر پہونچا دیکھا کہ چہرہ نقب کا لگا ہی حیران ہو گیا سب دیوانون نے آکر دیکھا کہا حضور قلعہ رنگین حصار والون نے یہ ظلم کیا ہی دیدار نے کہا مین ابھی جا کر قلعہ پامال کرونگا نرگس کو وہان نہ رہنے دونگا حاجبو سمجھو تو سہی کہ مین نے اس محبت سے پالا اور مین غیر کو دیدون یہ تو مجھسے نہ ہوگا مین اپنے پاس سلاؤنگا ایسا نہ ہوگا کہ وہ اُسکو رکھ سکے ابھی قیامت برپا کرونگا سب نے کہا چلیے دیوانہ دیدار مرزم دل چوب دست ہلاتا ہوا نکلا سامنے قلعے کے آیا سب دیوانے پشت پر جمے ہوے کھڑے ہین پکار کر آواز دی کہ اے رنگین تاجدار یہ تو نے کیا کیا وہ سزا دون کہ اہل قلعہ مجبور ہو جائین سب کو قتل کرونگا رنگین تاجدار نے آواز دی کہ کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تجھکو منظور ہو تو نسبت قرار دے شادی میری اُسکے ساتھ ہو جائے دیوانے نے پکار کر کہا او بیحیا [illegible] جان اپنی دونگا اور قلعہ کو تسخیر کرونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رکھے رنگین تاجدار نے کہا او دیوانے مین کیا تجھسے باب کمی کا رکھتا ہون یہ کہکے رنگین تاجدار نے ایک آواز دی بیس ہزار فوج تیار ہو کر آئی رنگین تاجدار قلعے سے نکلا پکار کر آواز دی اب مین تیرے مقابلے مین آیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر دیوانے نے اپنے دیوانون کو اُبھارا ارادہ تھا کہ جا پڑون مگر ساتھ والون نے کہا اے شہریار ٹھہر جائیے اپنے قلعے سے باہر آیا ہی جب قصد کرینگے مار لین گے اور رنگین تاجدار کہتا ہی ان سبکو ہوشیار کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا اب مجھے کیا خوف ہی کہ معشوقہ تو میرے قبضے مین آگئی اگر بہ خوشی راضی ہوگی جبر کرونگا پھر کیا عذر کریگی شام ہوتے ہی حکم دیا طبل جنگی بجے لشکر مین رنگین تاجدار کے طبل جنگی بجا دیوانون کو خبر پہونچی یہ لوگ بھی غل مچانے لگے ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ کل حریف کو مار لین گے رنگین تاجدار کے ملازم کہ رہے ہین ہم لوگ بیس ہزار ہین اور وہ بارہ ہزار ہین انکو مار لین گے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے دیوانے کیا لڑ سکین گے چوب دستین پھینک کر بھاگین گے اسی ہنگامے مین رات بسر ہوئی وہ وقت آ کے پہونچا کہ **نظم**

سحر چون تاراج شب بر دا نبر داشت | خروس صبحدم آواز بر داشت | عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند | سمن از آب شبنم روے خود شست | بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
علم آفتاب نکلا جب | فوج انجم ہوئی گریزان سب | شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا | ہوا میدان چرخ سے اکبار | مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

صبح ہوتے ہی دونون لشکر میدان جنگ آئے دیوانے ٹھٹھتے ہوے چوب دستین ہلاتے ہوے میدان مین آکر جمے رنگین تاجدار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جو تم مین افسر ہو وہ میرے

مقابلے مین آئے دیدار چوبدست لیکر دوڑا رنگین سمجھا کہ یہ آکر میرے سامنے ٹھہرے گا کچھ کلام ہوگا مین سمجھا دونگا کہ کیون فساد بڑھاتا ہو شرماتا نہین ہو کہ تو اُسکا باپ ہو اپنے پہلو مین کیونکر اُسکو سلائے گا آخر کسی کے ساتھ شادی کرے گا پس مجھ مین کیا عیب ہو حقیقت مین مجھسے بہتر داماد نہ ملیگا مگر دیوانے نے آتے ہی ایک چوبدست تواضع کی رنگین نے اپنے کو بچایا مگر مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ وہ مرکب گیا دیوانے نے دوسرا ہاتھ مارا اگر رنگین نہ ہٹ جائے تو یہ اُٹھا ہوجائے آخر کو تیسری چوبدست جو اُٹھائی رنگین سامنے سے بھاگا اہل فوج کو آواز دی کہ یارو یہ دیوانہ مجھکو زندہ نہ چھوڑے گا مجھکو اسکے ہاتھ سے بچاؤ بلوہ کرو مغلوبہ کرکے سب کو مار لو بیس ہزار فوج وافسران کلان فوج دیدار انگان پر آپڑے دیوانون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر گھرا ہو اور یہ ساری فوج ہم پر بلوہ کیے چلی آتی ہو مگر ہمارا افسر جنگ رستمانہ کر رہا ہو جسکو چوبدست مار دی اُسنے پھر سانس نہلی بارہ ہزار دیوانے آپڑے دیوانون کی جنگ غل مچاتے جاتے ہین دیوانون نے مار کر لشکر رنگین کا پراگندہ کر دیا آخر رنگین تاجدار شکست کھا کر بھاگا اور جا کر قلعے مین چھپا تو بین سیدھی کین توپون کو دیکھکر دیوانے رُکے رنگین تاجدار نے گولہ اندازون کو اشارہ کر دیا ہو کہ اگر یہ لوگ آگے بڑھیں تب توپین فیر کرو مگر دیوانے رُک گئے دیوانہ دیدار نے پکارکر کہا او رنگین اسی مین خیر ہو کہ معشوقہ کو بھیجدے ورنہ کل سر سواری قلعہ لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے قلعہ گھیر لیا سامنے سب غلغلہ کر رہے ہین جب غلغلہ ہوتا ہو تو رنگین گھبرا جاتا ہو کہ ایسا نہ ہو یہ دیوانے آپڑین تیر چل رہے ہین رات بھر تو یہ ہنگامہ رہا صبح کو دیدار اُٹھا سامنے قلعے کے آیا سب دیوانے جمع ہوئے قلعے کے سامنے آکر اُچھلنے لگے اور آواز دی کیون رنگین تاجدار کیون فساد بڑھاتا ہو نرزک کو ہمارے آقا کی بھیجدے نرزک کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ تیرے گھر کی سب عورتون کو پکڑ لادینگے سامنے تیرے وصل حاصل کرینگے اور اگر نرزک بھیجدے گا تو تیری خطا معاف کرینگے مقدمہ صاف کرینگے کیون مفت مین جان دیتا ہو رنگین نے جواب ندیا دیدار نے اشارہ کیا ایک دیوانہ بالکل برہنہ چوبدست کاندھے پر لیے کھڑا تھا تڑپ کر سامنے قلعے کے آیا اور طرف قلعے کے چلا رنگین تاجدار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا تیر اسکے مار دیا وہ دیوانہ گرا اور پکار کر آواز دی ای افسر مین تو رخصت ہوتا ہون مگر اسیر بھی وہ دیوانے دو دو چار چار پانچ پانچ بڑھتے تھے ہاتھ سے اہل قلعہ کے مارے جاتے تھے اب دیدار گھبرایا کہ میرا دیوانہ تا بہ قلعہ نہین پہونچتا وہان سے تیر آتا ہو قلب کو بر ماتا ہو بیقرار ہوکر پکارا اگر اسوقت میرا آقائے سرخ ہوتا تو ان تیرون کو قلم کرتا مین اسکا عاشق زار ہون سب دیوانے رونے لگے کہتے تھے ای افسر آقائے سرخ نے خوب سمجھایا تھا افسوس اُسکا کہنا تونے نہ مانا آخر یہ انجام ہو کہ چند دیوانے مارے گئے اور کوئی صورت فتح جنگ کی نہین نکلتی دیکھیں انجام کیا ہو مگر ای خدا اسے نادیدہ جمال بے مثال اُس شہریار کا ہمکو دکھادے وہ جری وجہاندار ہو ان سب سے سمجھ لیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا سب نے کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری بحکم پروردگار شاہزادہ شہریار شہیر شہسوار سامنے

سے پیدا ہوے ویدار نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا جیران جنگ آزما مرکب پری پیکر پر سوار مسلح و مکمل بہ عہدۂ رفاقت شاہزادے کے پہلو مین حاضر ہی جیران نے پکار کر کہا ای شہریار وہ سامنے دیکھیے سب دیوانے آپ کو پکار رہے ہین شاہزادہ گھوڑا اچپکا کر دیوانون مین آیا سب دیوانون نے ویدار سے کہا ایسا آفتاب عالمتاب زور و جرأت مین لاجواب آپ کا خیر خواہ دیکھیے کتنی جلد آیا ہی اور ہم سب کو تسکین دے رہا ہی کہ تم لوگ تامل کرو مین قلعہ تسخیر کر لونگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا قلعے سے تیر پڑنے لگے شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا ہی ادھر دیوانے سب تعریفین کر رہے ہین مگر ویدار کو تاب نہ آئی جھپٹ کر قریب شاہزادے کے آیا کہا کہ ای شیر بیشۂ جرأت مین تو تیرے ساتھ چلون رنگین سے سمجھ لون شاہزادے نے کہا تم ٹھہر جاؤ دیوانے نے چوبدست اٹھائی فورًا شاہزادے نے لپٹ کر چھین لی اور ایک تمانچہ مارا کہ او بے ادب دیکھتا ہی کہ قلعے سے تیر برس رہا ہی اور تو ایسے وقت مین ہمکو روکتا ہی دیوانہ تو تھرا کر خاموش ہو رہا شاہزادہ گھوڑے کو اڑاتا ہوا قریب خندق کے پہونچا ہرچند رنگین نے بڑی کد و کوشش کی مگر شاہزادہ گرز کو تھوانسے ہوے خندق پر کھڑا ہی اور کہ رہا ہی کہ ای رنگین تاجدار قلعے سے نکل اور معشوقہ کو حوالے کر دے ورنہ مین قلعے مین آتا ہون اگر میری فوج نہ بھی آئی تو یہ دیوانے قیامت برپا کر دینگے رنگین نے جب دیکھا کہ حقیقت مین سب دیوانے آتے ہین جست و خیز کرتے ہوے چاہتے ہین کہ دیوار قلعے سے لپٹ جاوین اور شاہزادہ کھڑا ہوا گرز کو تول رہا ہی چاہتا ہی کہ دروازہ توڑ کر اندر گھس جاؤن لیکن رنگین سوچا کہ اگر یہ قلعے مین گھس آیا تو معشوقہ ہاتھ سے جائیگی کیا تدبیر کرونگا آخر ناچار ہو جاؤنگا پس رنگین تاجدار رومال سے ہاتھ باندھکر قلعے سے نکل آیا عرض کی ای شہریار مین تابعدار ہون مجھکو سرفراز فرمایئے معشوقہ اپنے رفیق کے واسطے لیجایئے مین نے بڑی خطا کی کہ ان دیوانون سے لڑا مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ بھی آپ کے مطیع اور تابعدار ہین ایسے جانباز ہین کہ صدہا دیوانے مین نے مارے مگر قدم پیچھے نہین ہٹاتے بڑھتے چلے آتے ہین جان دینے کو فخر جانتے ہین پھر اِنسے کون لڑسکتا ہی شاہزادے نے رنگین کے ہاتھ کھولے جیران جنگ آزما کہ پہلو مین ہی کہا جاؤ معشوقہ کو دیکھو جیران گردپھرنے لگا کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپ نے جو زبان سے فرمایا تھا اسکا ظہور ہوا اب مین معشوقہ کو دیکھونگا میرے دل کو صبر ہی شاہزادہ ہمراہ رنگین تاجدار داخل قلعہ ہوا ویدار صردم دربھی آیا مگر رنگین تاجدار کہ نہایت مکار ہی عیار سے صلاح کی کہ اِن سب کو بہ مکر پکڑ لون اور پاس سکندر کے لیچلون شاہزادگان ہفت کشور بہت خوش ہونگے سب نے کہا یہ حضور نے خوب تجویز کیا کیا مرتبہ ملیگا انھین کے ساتھ رہین گے مسلمانون سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے غرض سب فوج کی صلاح لیکر اِسنے جلسہ آراستہ کیا معشوقان پریچہرہ یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگین

نظم

شفا مریض محبت کو زینہار نہ ہو
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہ ہو

برنگ شمع نہ ہون ہم اگر نجار نہ ہو
در حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے

کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون
سواد کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہیں در کار طاق کسرا کا
گلہ نہیں ہے جو صدفی شتر الجوار نہ ہو
کمال سوت کا مشتاق ہے دل بیمار
غم فراق کہیں شبیر کا شکار نہ ہو

بلند نقش قدم سے مزار نہ ہو
فراق یار میں احوال کیا کہوں اپنا
خزاں کا باغ میں نرگس کو انتظار نہو
بر نگ سایہ گذر شاہراہ ہستی سے

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
دل دو نیم نہ ہو جان بیقرار نہ ہو
بہت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہو
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا تو رنگین تاجدار جام بھر کر لیکر آیا انجام سے اسکے شاہزادہ خبردار نہ تھا بے تکلف پی گیا دوسرا جام رنگین نے جیران جنگ آزما کو دیا دیدار نے پکار کر کہا ای رنگین ہمکو محروم رکھوگے جام شراب نہ دوگے رنگین حاضر حاضر کہتا ہوا قریب آیا دیدار کو جام شراب دیا دیدار بھی پی گیا ہمارے تیز رفتار اسنے جو طریقے سے دیکھا کہ شاہزادے کو بیہوشی ہوگئی یہ نکل بھاگا رنگین تاجدار نے پوچھا بھی کہ عیار صاحب کہاں گئے کسی نے کہا کہ ابھی باہر گئے ہیں رنگین تاجدار نے بی حنظل کو بلوایا کہلا بھیجا کہ آج آپ اس جلسے میں شریک نہ ہونگی حنظل خود بیقرار ہو رہی تھیں کہ شاہزادہ صحبت میں گیا مجھکو نہیں طلب فرمایا فورا آئیں رنگین تاجدار جام شراب بھر کر دربارگاہ پر کھڑا ہوا جیسے ہی ملکہ آئیں اسنے جام پیش کیا حنظل نے کہا بھی کہ بیٹھنے تو دو رنگین تاجدار نے گھبرا کر کہا کہ شاہزادہ نوش نہ فرماتا تھا کہ بی حنظل کو بلا کر پہلے پلاؤ اس فقرے پر حنظل نہال ہوگئیں کہ شاہزادے کو میرا خیال ہے جام نوش کیا ہمارے صبا رفتار بھی بہ شکل خدمتگار دروازے پر کھڑا ہوا خبر دریافت کر رہا ہے کہ جیسے ہی حنظل پہونچیں تو دیکھا شاہزادہ خاموش بیٹھا ہے ہاتھ بڑھا کر پوچھا کیوں شہریار مزاج کیسا ہے شاہزادے نے ہنس کر جواب دیا آج کیا ہے کہ صاحبقران دربار میں نہیں آئے حنظل حیران ہوگئی کہ صاحبقران کو کیا پوچھتے ہیں یہاں صاحبقران کہاں ہنسکر جواب دیا کہ اے شہریار مزاج کیسا ہے شاہزادہ تلوا ٹیک کر اٹھا کہ ملکہ بات کا جواب نہیں دیتی ہو ملکہ نے چاہا ہاتھ تھاموں مگر شاہزادہ لڑکھڑا کے گرا حنظل ہاں ہاں کر کے سنبھالنے لگی دونوں گر کر بیہوش ہوے جیران جنگ آزما اپنے مقام سے یہ کہکے اٹھا کہ شاہزادے کو کیا ہوا جو لڑکھڑا کر گرا اور گر کر بیہوش ہوا اور جو چند سردار ہمراہ شاہزادے کے تھے وہ بھی لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہو چکے تو رنگین تاجدار نے سب کو مسلسل کیا ساحرہ کی زبان میں سوزن دی دیوانے کہتے ہیں یہ کیا معرکہ ہے کہ ہمارا آقا اندر ہے اور ہمکو طلب نہیں فرماتا رنگین تاجدار نے دیکھا کہ یہ دیوانے آفت برپا کرینگے فوج کو اپنی تیار کیا کہا ان سب پر شبخون مارو رات کا اندھیرا سب حیران و پریشان بیٹھے تھے اور ہمارے بھی آکر چند کس سے اطلاع کی ہے کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادے کو بیہوشی دیگئی جو اٹھا حیران حیران ہم سے پوچھ رہا ہے کہ آخر کیا تدبیر کروں ہمارے نے کہا جب قید لیکر نکلیں تب بگڑ جاؤ جمکر لڑو ہمارے یہ باتیں کر رہا تھا کہ چار طرف سے آکر لوگ ٹوٹ پڑے یہ سب بے سامان وہ سامان سے آئے لڑے مگر شکست کھائی بھاگ کر در ہارے کوہ میں چھپے بارگاہیں خیمے سب لٹ گئے خزانہ وغیرہ رنگین نے قبضے میں کیا اور ریگل کو قید خانے میں روانہ کر دیا اور نگہبان مقرر کیے مگر رنگین گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے کہ صاحبو ایسا سامان کسکے ساتھ ہوگا کہ اگر ساحرہ کی زبان سے سوزن نکلجائے

تو کل لشکر کو پامال کرے کسکی مجال ہو کہ اُسکے بلوے کو روک سکے اب تم سب کی کیا صلاح ہو ہین نے شاہزادے کا سامنا نہین کیا سب نے کہا اب لحاظ نہ کیجیے سامنے بلوائیے سوال وجواب کیجیے لیکن یہ خبر مشتہر ہوئی شیرین لب نے بھی سُنی کہ رنگین تاجدار نے بڑی نامردی کی شاہزادے کو بیہوشی دیکر پکڑ لیا لشکر سارا تباہ ہوگیا شیرین لب نے بڑا افسوس کیا کنیزون سے کہا صاحبو تمنے سُنا کہ کیا معرکہ ہوا سب نے کہا ہمنے خبر سُنی شیرین لب نے کہا پھر کیا تدبیر کرین کنیزون نے عرض کی کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ شاہزادہ رہا ہو یہ ذکر تھا کہ ہمامے صبار فتار بشکل کنیز ہو پہنچا ملکہ نے کہا کیون گلگلرو کیا ہنستی ہوئی آئین ہما قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا ملکہ نے کہا کیون گلرو خیر تو ہی ہمانے عرض کی حضور مجھے شناسا نہین ہین مین شاہزادے کا عیار ہون رات کو محفل مین جب بیہوشی دیگئی ہو تو غلام نکل بھاگا آپ تک آیا ہون اگر کوئی تدبیر ہو سکے تو فکر کیجیے ورنہ مین طرف لشکر صاحبقران کے جاتا ہون جاکر انکے بھائیون سے اطلاع کرون جو سنیگا وہ کد وکوشش کریگا یہ جو لوگ شکست کھاکر بھاگے ہین یہ بھی درہ ہاے کوہ مین چھپے ہین یقین ہو اگر ہم لوگ سامان جنگ کرین تو وہ بھی آکر شریک ہو جائین شیرین لب نے کہا بھیا مین تو مثل قیدیون کے ہون یہ کنیزین اُسی کے یہانکی ہین صرف میری خدمت کو آئی ہین مجھے انپر اعتبار نہین کہ وفاداری کرین یا نہ کرین ہمانے کہا مین جاکر فکر کرتا ہون اگر کچھ تدبیر بن پڑے تو بہتر یقین ہو کہ یہ سب لوگ بھی طرف لشکر صاحبقران کے چلین شیرین لب نے کہا بھیا اب زیادہ باتین نکرو جاکے دیکھو کہ یہ دشمن کیا کرتے ہین اور جاکر اُنکے لشکر مین خبر کرو وہ لوگ آپڑینگے تو یہ بھیا گھبراجائیگے رنگین تاجدار روز میرے نزدیک آتا ہو ہر روز کلمات وصل درمیان مین لاتا ہو مین نے یہ تدبیر کی ہو کہ جب وہ آتا ہو الماس کی انگوٹھی اُتار لیتی ہون اسی خوف سے وہ میرے قریب نہین آتا ہین ہر روز جان پر کھیلتی ہون تب عصمت بچی ہو ورنہ ابتک آبرو برباد ہو گئی ہوتی ہمانے کہا آپ بہت ہوشیار رہیے گا کہ اب اُسنے دوسرا فریب کیا کہ شاہزادے کو بھی قید کر لیا اب آمادہ ہو کہ تم پر قبضہ کرے سارہ تمھاری ذات کا فساد ہو شیرین لب رونے لگی کہا مہتر صاحب کیا کہتے ہو مجھکو قتل کر ڈالو مین آمادہ ہون کہ اس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچون افسوس صد ہزار افسوس کیا بیان کرون جو کیفیت ہو اب تو دل کی روز بروز بُری حالت ہو رہی ہو نظم

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لے گئے … خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لے گئے
زہر کھاکر اک شکر لب پر موا ہون دیکھنا … قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لے گئے
عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن … چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لے گئے
ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی … گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لے گئے
تیرہ بختی کے اثر نے شام کو گل کر دیا … صبح کو کوے اُٹھا کر شمع تربت لے گئے
دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب سے … کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لے گئے
باغ عالم مین ہو نافہمون کو بے برگی کا غم … سبز پتے اس چمن سے زر و صورت لے گئے
مصحف رخسارہ کے مضمون سوا مضمون نہین … سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لے گئے

گردش چشم غزالان نے ستایا دشت مین ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لے گئے
دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود کھود کربت سانہ آتش سنگ تربت لے گئے

ہما نے کہا اے ملکہ اب آپ نہ گھبرائیے یہ فرزندان **صاحبقران** ہین انپر ایسی اُفتادین بہت پڑتی ہین مگر پروردگار انکا معین و مددگار ہے کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی مین تدبیر کرتا ہون انشاءاللہ رہائی کی صورت پیدا ہوگی ملکہ کو سمجھا کر ہما نکلا دیکھا لشکر تیار ہو رہا ہے ارابے پر جو قیدیون کو لاد ا شاہزادے نے کہا او مکارہ یہ مکر تیرا تیری گردن پر پڑے گا بہت پریشان ہوگا یہ مجال نہین کہ فرزندان **صاحبقران** کو قتل کر سکے ملکہ حنظل نے اشارہ کیا کہ او ظالم مین نے کیا خطا کی تھی سب سے زیادہ دیوانہ زنجیرین ہلانے لگا چاہتا ہے قید کو توڑ ڈالون کیونکر اس بند سے مین نکلجاؤن شاہزادہ فرماتا ہے اے دیدارہ نہ گھبراؤ پروردگار رہائی کی صورت پیدا کرے گا عیار ہمارہ اچھوٹا ہوا ہے یہ جو شاہزادے نے پکار کر کہا رنگین تاجدار نے ساتھ والون کو حکم دیا کہ اس لشکر مین تلاش کرو عیار کہان ہے حقیقت مین وہ نکل گیا بڑا تیز و طرار ہے ایسا نہ ہو کسیکو براے مدد لائے تو خرابی ہو اب ہما چھینا پھرتا ہے کبھی چوبدارون مین ملتا ہے کبھی خدمتگارون مین اسطرح اپنے کو بچاتا پھرتا ہے ملازمان رنگین تلاش کرتے پھرتے ہین نہنگ رو نے کہا مین تلاش کر لونگا آپ لشکر کو لیکر چلیے لشکر چلا ہما سے تیز رفتارہ اپنے کو مخفی کیے ہوے لشکر کے ساتھ ساتھ ہے جب گلشن حصار دو چار منزل رہگیا یہان لشکر سکندر مین عجب پریشانی ہے کہ جو پہلوان آیا ہاتھ سے رستم و کرب کے مارا گیا کبھی عمرو بن حمزہ میدان مین نکلتے ہین انکی ضرب شمشیر کی کب پناہ ہے جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا سکندر ملکدر بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی اے شہریار فرزند صاحبقران نامدار سوسوم بہ شیران شیر سوار قید ہو کر آتا ہے اور رنگین نامے ایک قلعہ دار ہے وہ سب کی قید لیے ہوے آتا ہے سکندر خوش ہو گیا کہا کیون اے ملک جی کیا صلاح ہے کچتنگ نے کہا اگر یہان قید ان سب کی آئے گی تو بھائی بند انکے آکر لڑینگے رہا کر لینگے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ یہان سے نامہ لکھیے کہ اے رنگین تاجدار یہان مجمع مسلمانان ہے یہان قید نہ لاؤ وہین صحرا مین میدان خونی کی تیاری کرو سر لیکر یہان آؤ سکندر نے یہ فرمان لکھوایا اور گلیم گوش کو دیا کہ جا کر رنگین کے ہاتھ مین دینا ادھر سے تو گلیم گوش جاتا ہے ادھر سے ہما گھبرایا ہوا آتا ہے زیر نخل بیٹھا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا گلیم گوش آتے ہین ہما نے حلقے کمند کے خس پوش کیے اور فکر مین گلیم گوش کی بیٹھا کہ گلیم گوش اسی راستے پر آیا کمندون مین پھنسا ہما نے جھٹکا مارا گلیم گوش گرا ہما نے حباب مار کر بے ہوش کیا حیران ہے کہ یہ اسطرف کہان جاتا تھا تو بڑے کو ٹٹولنے لگا کہ وہ فرمان نکلا ہما نے پڑھ کر فرمان اپنے پاس رکھا گلیم گوش کو ایک مقام پر باندھ دیا کچھ پتیون سے آڑ کر دی کہ آیندہ و روند اسکو نہ دیکھین آپ کھڑا ہو کر سوچنے لگا دل سے باتین کر رہا ہے کہ مین خود جا کر عیاری کرون یا طرف لشکر صاحبقران کے چلون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم پیلتن شکار کھیلتے ہوے آتے ہین ہما نے بڑھ کر سلام کیا رستم نے پوچھا اے ہما آجکل بھائی صاحب کہان ہین صاحبقران بعض اوقات دریافت فرمایا کرتے

ہین ہمارو رونے لگا کہا ای شہریار آپ کے بھائی صاحب نے بڑے بڑے کار ہاے نمایان کیے لیکن رنگین حصار پر جاکر دام مین ایک تاجدار مکار کے پھنسے قید اُنکی آتی ہو سکندر نے نامہ لکھا تھا کہ مہر لیکر یہان آؤ مین نے نامہ تو اُسکے پاس سے لے لیا اور اُسکو جنگل مین باندھ آیا ہون رستم نے کہا مین ابھی چلکر رہا کرتا ہون چاہا گھوڑا پھیرون براے رہائی برادر چلون کہ ہما نے عرض کی غلام کو کیا حکم ہوتا ہو رستم نے کہا میرے پیچھے پیچھے آؤ مین جاکے اُسکے لشکر پر گرونگا ہما نے عرض کی کہ حضور اکیلے اور وہان بیس ہزار کا مجمع ایسا نہو دشمنون کو کچھ چشم زخم پہونچے فرمایا ای ہما جب مین لشکر پر کپیتان کے گیا ہون تو بارہ لاکھ فرنگی جمع تھے کہ کپیتان مرزوق فرنگی کا بیٹا تھا سب افسران کلان اُسکے ساتھ آئے تھے مین تن تنہا آیا اُسے جاکر گرا کپیتان کو مارا اور لشکر کو شکست دی سلطان سعد جب قید ہوگئے اُنکی محبت مین یہ فرنگستان گئے وہان کے معرکے درج دفتر ہین ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا ہرچند کہ اس مختصر مین جابجا کے پتے دیتا جاتا ہون کہ ناظرین کو آسان ہو مگر رستم ہما کے سامنے کل فرنگستان کا حال بیان کرنے لگے آخر مین زیر کرنا آلاگردومالاگرد کا جو رستم نے بیان کیا ہما تعریفین کرنے لگا کہ ای شہریار آپ کا خاندان جری ہی ہو مگر سمجھ کے جنگ کیجیے گا غلام جاکر لشکر کو لادے رستم نے کہا تو یہ کام کرنا کہ آلاگردومالاگرد فرنگی سے اطلاع کرنا اور کسی غیر سے اطلاع نہو میرا یہ باعث بدنامی ہو دربان بچہ کرب غازی وہ اٹھہ پہر یہی چاہتا ہو کہ جہان رستم جاوین وہان مین بھی جاؤن مین اُسکی مدد نہین چاہتا پروردگار حاکم و ناظم ہو جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہ فرما کے گھوڑا بڑھایا ہما نے تیز رفتار طرف لشکر کے چلا مگر رستم جو چلے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے پہلو مین کوہ کے دیکھا باغ ہو چونکہ پیاسے ہورہے تھے باغ مین چلے آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون نہرین بہ صد آب و تاب جاری ہین حوض آب صاف و شفاف سے مملو حباب مثل چشم معشوق موجہ خنجر برہنہ اکثر طائر شاخون سے اتر کر حوض مین پانی پی رہے ہین کبھی زمزمہ سرائی کرتے ہین کبھی صفت باغبان قضا و قدر کبھی عبرت دنیا پر نظر کبھی یہ اشعار پڑھ اثر اُنکی زبان پر جاری نظم

پھر شجر سرسبز ہین کتنے ہین آتی ہو بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہو بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہو بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہو
صورت انفاس ہردم آتی جاتی ہو بہار

کوئی گل ہو سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہو بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہو راحتین
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہو بہار

حال ہوجاتا ہو ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہو بہار

خندۂ گل کی صدائین بے سبب آتین نہین
جوش وحشت کے ہمین فردستاتی ہو بہار

اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے
پہلے سب کے باغ مین بلبل کو پاتی ہو بہار

بلبلین ہوتی ہین خوش رنگینی گل دیکھکر
اپنے احسان چاردن سب پر جتاتی ہو بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہو اُسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چراتی ہو بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہو چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہو بہار

آمد فصل خزان ہی لطف ہی رخصت ہی نسیم	چلیے اب سوے چمن سنتے ہین جاتی ہی بہار

طائران نغمہ سرا بہ بلند ترانہ و ادایہ اشعار پڑھکر چہکارے مارتے ہین پھول پھول کر باغبان قضا و قدر کو پکارتے ہین رستم یہ تماشہ دیکھتے ہوے ایک حوض پر آکر ٹھہرے کہ پہلوے چمن سے دیکھا ایک نازنین مہ جبین کئی سو خواصین پشت پر سیر کرتی ہوئی آتی ہی رستم کی جو نگاہ پڑی بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے اُس نازنین نے بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان خوشخو عنبرین مو مرد سپاہی حوض پر کھڑا ہی پانی پی رہا ہی مگر حال ابتر اسی جانب بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی چلو مین پانی اُٹھاتا ہی اور پانی گر جاتا ہی مگر نگاہ اِدھر ہی لڑی ہوئی ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا صاحب ہوش مین آؤ اپنی آبرو بچاؤ اِس باغ مین کیونکر چلے آئے یہ نہ سوچے کہ کسی صاحب عصمت کا باغ ہی ابھی جو کہلا بھیجون تو اِسقدر فوج آئے کہ سارے ہتھیار باندھنا بھول جاؤ ایک تلوار ایک سپر اُسپر یہ کر و فر شاہزادے نے جو یہ کلام عشرت انجام سُنا نگاہ معشوق تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے نصف جسم آب مین اور نصف بیرون آب ملکہ نے جو دیکھا کہ اِس جوان کو غش آگیا کنیزون سے اِشارہ کیا اِسکو بیہوشی سے ہوشیار کرو ہم بارہ دری مین چلتے ہین وہان لیکر آؤ اُس سے پوچھین گے کہ پرائے مکان مین کیا سمجھ کے چلے آئے بلکہ اگر موقع ہوگا تو سزا دیجاویگی یہ کہکے وہ نازنین تو بڑھ گئی چند کنیزین جو ٹھہرین تھین وہ آکر تلوے سہلانے لگین کوئی گلاب چھڑکتی ہی کوئی کیوڑہ چھڑکتی ہی بمشکل شاہزادہ کو ہوش آیا آنکھین کھول کر دیکھا کہ چند کنیزین لپٹی ہوئی ہین مزے اُڑا رہی ہین کوئی سینے سے سینہ رگڑتی ہی کوئی بلائین لیتی ہی کوئی قربان جاتی ہی رستم نے کہا تمھاری مالک کہان گئین کنیزون نے کہا بارہ دری مین تشریف لے گئی ہین آپ کو یاد فرمایا ہی رستم اُٹھے بارہ دری مین آئے ملکہ نے جو رستم کو دیکھا کہا کیون صاحب پرائے باغ مین آپ کیون چلے آئے یہ نہ سوچے کہ شاید یہان زنانہ ہو اب تمکو کیا سزا دون رستم نے سر جھکا دیا کہا اے ملکۂ عالم فرد ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ✦ سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا ✦ رستم نے جو سر جھکا کر کہا ملکہ کو رحم آگیا بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا آئیے آپ کو سزا دینگے رستم نے کہا یہ گنہگار حاضر ہی جو سزا مناسب ہو وہ دیجیے مین تو عرض کر چکا ملکہ نے چٹکی لی کہ بس اب زیادہ باتین نہ بناؤ آکر قاعدے سے بیٹھو رستم آکر مسند پر بیٹھے ملکہ جب پہلو مین بیٹھ چکین تو رستم نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی یہ کون سی سرحد ہی ملکہ نے کہا اِس سرحد کو نیلی حصار کہتے ہین نیلم شاہ یہان کا بادشاہ ہی مین اُسکی دختر ہون اِس باغ مین اکثر آتی ہون رستم باتین کر رہے ہین جب جام مے ارغوانی اُسنے دیا رستم نے ہاتھ رکھکر اِسلام کو کہا ملکہ نے قبول کیا اپنا نام روح افزا بتایا رستم ساتھ روح افزا کے مشغول عیش و نشاط ہوے خواصین کھُس رہی ہین گوشون مین بیٹھی ہوئی باتین کر رہی ہین کہ بوا تمنے دیکھا اِس گیسو بریدہ نے کیا کیا کہ غیر مرد نہ جان اور نہ پہچان اُسکے پہلو مین بیٹھی ہین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین نہین معلوم یہ شخص قوم کا کون ہی ایک نے کہا صورت ظاہری تو خوب ہی ایک کھِلاڑن بول اُٹھی کہ معشوق محبوب ہی بوا یہ دل اپنے اختیار مین نہین ہی جیسے آیا اُسیر آیا اِسیطرح ملکہ دیکھکر بیقرار ہوئین مگر انجام اِس عشق کا برا ہی اگر اِنکے والد ناہدار سُنین گے تو ہم سب پر بدعت

کرینگے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یہان رستم پہلو مین روح افزا کے بیٹھے ہین محبت مین عورت کی
اصل مطلب کو بھول گئے ہین مگر ہمارے تیز رفتار جو بھاگا ایک ایک سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ آلاگرد
و مالاگرد کا کونسا لشکر ہے اندلس پھرتا ہوا آتا تھا اِسنے دیکھا کہ ایک عیار لشکر آلاگرد و مالاگرد کو
پوچھتا پھرتا ہے جھپٹ کر قریب آیا محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالکر کھڑا ہوا پوچھا مہتر صاحب آپ کہان
سے آتے ہین آلاگرد و مالاگرد کے پاس آپ کولے چلون مین اُسی لشکر مین نوکر ہون ہما نے کہا
آپ کا نام نامی کیا ہے اندلس نے کہا مہتر سیارہ مجھکو کہتے ہین ہما نے کہا مین سیارہ کو تو نہین
جانتا مگر آلاگرد و مالاگرد ملک فرنگستان کے سردار ہین رستم کے مطیع و منقاد ملکہ دختر آلاگرد پر وہ
عاشق ہونے کیا کیا کار ہائے نمایان کیے کہ آجتک اہل فرنگستان نام سے رستم کے کانپتے ہین
جس ملک مین پہونچے اُسے اسلام آباد کیا ضیمران شاہ کس تکلف سے مسلمان ہوا کہ دفتر کے
دیکھنے پر موقوف ہے مین صرف آلاگرد و مالاگرد کا جویا ہون اندلیش باتین کرتا ہوا ساتھ اپنے لیچلا
جب قریب لشکر کرب پہونچا دیکھا گھوڑے بندھے ہین قزاق جابجا فردکش ہین ہما نے پوچھا کہ یہ
لشکر کسکا ہے اندلس نے کہا آلاگرد و مالاگرد جہان کے افسر ہین کہ دیکھا سامنے سے فتاح بلنگینہ پوش
آتا ہے اندلس نے کہا وہ دیکھیے بڑے بھائی صاحب تو آتے ہین چھوٹے بھی کہین ہونگے غرض
فتاح نے پکارکر پوچھا اے اندلس کسکی ضرورت ہے اِسنے اِشارہ سے کہا کہ میری بات کا اِنکار نکرنا
چھوٹے بھائی صاحب آپ کے بالاگرد کہان ہین میان عیار صاحب تلاش کرتے ہوے آئے
ہین فتاح نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا مہتر صاحب کیا ضرورت ہے عیار نے کہا آپ کے آقائے نامدار
تنہا ہمارے مقابلہ رنگین تاجدار گئے ہین سو تمکو طلب کیا ہے فتاح نے اچھا کہکے سر جھکا لیا فتاح
نے کہا مین فورًا آتا ہون یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا سامنے ہما کے نکلا اندلس نے کرب کو
خبر کی کرب غازی نام رستم سُنکر فورًا تیار ہوے چند قزاقون کو ساتھ لیکر روانہ ہوے لیکن
ہمارے تیز رفتار طرف سے لشکر آلاگرد و مالاگرد کے نکلا دیکھا دو بھائی کرسیون پر بیٹھے ہین
خانساماں وغیرہ حاضر ہین ہما گھبرایا سوچا کہ فرنگی یہ معلوم ہوتے ہین سب لشکر مین ویسا ہی
انتظام ہے گورے پھر رہے ہین جابجا سنگینین لگی ہین باورچی خانون مین خانساماں سب
کھانے پکا رہے ہین یہ نگاہ حسرت جو اِسنے طرف آلاگرد و مالاگرد کے دیکھا آلاگرد نے اشارے
سے قریب بلایا پوچھا اے دل تھم کیا دیکھ رہا ہے ہمارے تیز رفتار نے سب کیفیت بیان کی کہ
دھوکے سے ایک عیار نے دیکھ لیا مجھسے سب حال پوچھا مگر اب مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مین نے
دھوکا کھایا یہ لشکر ہے آلاگرد و مالاگرد آپ کا نام ہے اِن دونون نے خوش ہوکر کہا ہم ملازمان
رستم ہین تم شاید لشکر مین کبھی نہین آئے ہما نے حال رستم بیان کیا کہ یکہ و تنہا بیس ہزار پر
گئے ہین یہ سُنکر آلاگرد و مالاگرد گھبرا گئے فورًا گھوڑون پر سوار ہوے دو ہزار سوار چیدہ
تھے اُنکو ساتھ لیکر چلے ہما تو اُنکو ساتھ لیکر چلا مگر فتاح بلنگینہ پوش عقب مین کرب نامدار
دورہ کے راستے سے چلے مگر آلاگرد و مالاگرد جو سامنے پہونچے ہما نے کہا وہ لشکر آتا ہے ارے
یہ شیبران شیر سوار قید ہے مگر افسوس ہے کہ رستم کا پتہ نہین معلوم ہوتا آلاگرد و مالاگرد نے کہا

آتا آجا دیتے ہم تو رسم شروع کر دین ہما نے اشارہ کیا آلاگرد و مالاگرد جا پڑے رنگین تاجدار نے
خبر سنی کہ دو انگریز لشکر پر آپڑے ہین برائے رہائی شاہزادہ کد و کوشش کر رہے ہین گینڈے پر سوار ہو کر
نکلا اولان اول آلاگرد شو ٹو کا آلاگرد سے متقابلہ پڑا ایشت سے ایک پہلوان نے آکر ہاتھ تلوار کا
مار دیا آلاگرد زخمی ہوا مالاگرد نے گھوڑا اڑا دیا چند پہلوانون نے ملکر مالاگرد کو بھی زخمی کیا کلھم
دو ہزار سوار تھے بیس ہزار نے جو بلوہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگے رنگین تاجدار مارتا ہوا چلا
مگر یہ بہادر جا بجا ٹھہر جاتے ہین چاہتے ہین بلوے کو روکین مگر بلوہ نہین رکتا جب وہ آکر گرتے
ہین تب پھر بھاگتے ہین یہان رستم دربار پر جو کمرہ ہے پاس روح افزا کے بیٹھے ہین کہ آواز
گیر و دار کان مین آئی پلٹ کر دیکھا آلاگرد و مالاگرد شکست خوردہ جاتے ہین ایک تاجدار
چند پہلوانون کو ساتھ لیے ہوئے جب آگے گرتا ہے تب یہ دونون لڑتے ہین زخم سے چور پارہ ہو گئے
ہین آخر بھاگ نکلتے ہین رستم نے قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا اے شہریار آپ کو کیون حرارت
آئی رستم نے کہا یہ میرے سردار کیونکر زخمی ہوئے ہین جا کر انکی مدد کرون اُس تاجدار کو مارون
کہ پہلو سے گرد اڑی آگے آگے فتاح پلنگینہ پوش پشت پر کرب نامدار آکر پہونچے مغلوبہ کو
دیکھکر بوق ترکی بجایا نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ کرب منم صف شکن نامور نامدار ✽ نظر کردۂ
شیر پروردگار ✽ نعرہ کر کے جو گرے دو ہزار زفرافون نے زمین ہلا دی کچھ لوگ تبر سے مارے پھر
نیزے چلے بعد اسکے تلوارین پکڑ کے گرے کرب نامدار لڑتے بھڑتے قریب رنگین تاجدار کے
پہونچے رنگین نے ہاتھ مارا ایک پہلوان پشت سے آیا کرب نے پلٹ کر اُسکو قبضہ مارا کہ
اُسکا تو سر پھٹا رنگین تاجدار کی تلوار کو گانٹھا کا ٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ رنگین کے دو ٹکڑے
ہوئے اور کئی پہلوانون کو فتاح نے مارا آلاگرد و مالاگرد کو بڑھکر سنبھالا کرب نے آکر قید
شیران کاٹی اور شیران نے زبان سے حنظل کی سوزن نکالی حنظل نے رہا ہوتے ہی کچھ
سنگ ریزے اُٹھا کر پھینک مارے لشکر دشمن پر سنگ باری ہونے لگی شاہزادے نے ہاتھ
حنظل کا تھام لیا کہا خبردار ملکہ سحر نہ کرنا یہ ہمارے طریقے سے خلاف ہے اگر والد نامدار سنین گے
تو نہایت درجہ ناگوار خاطر اُنکے گذرے گا اسطرف اگر کوئی جادوگر ہوتا تو البتہ مضائقہ نہ تھا
غیر ساحرون پر سحر کرنا باعث بے اعتباری ہے وہ لوگ شکایت کرینگے حنظل نے کہا اے شہریار آپ
لوگون کو جرأت کا بڑا گھمنڈ ہے دشمن نے مکر کیا تھا اب اُسکا جواب یہی ہے کہ دو حملے مجھے کرنے
دیجیے دیکھیے تو لشکر کا کیا حال ہوتا ہے انکا تباہ ہی ہونا بہتر ہے یہ کہکے ماتھے پر نشتر مارا خون چلو
مین لیکر پھینک مارا خون کے جو قطرے گرے شعلۂ آتش بنگئے جسپر شعلہ پڑا وہ جلگیا شیران
نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے حنظل اب سحر نہ کرو مجھکو ملال ہوتا ہے اِس سحر کو اپنے روکو حنظل نے ہاتھ
سے اشارہ کر دیا شعلے بھڑکنا موقوف ہوئے چند افسر جو باقی رہے تھے فریاد کرتے ہوئے سامنے
شیران کے آئے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئے مگر دیوانہ دیدار مردم در جو چھوٹا دہ
دوڑکر ایک درخت کے پاس پہونچا جڑ سے اُکھیڑ لیا کاندھے پر رکھکر چلا وہ سب فریاد کر رہے
تھے دیوانے کو جو آتے ہوئے دیکھا اور زیادہ دوہائی دینے لگے شیران نے کہا اے دیدار بس

وہ لوگ فریاد کرتے ہین ویدار نے کہا ای شہریار ہم بھی تو قید مین فریاد کرتے تھے شیران نے کہا وہ تو مارا گیا جسنے تمھین قید کیا تھا اب یہ تو سب اطاعت کرتے ہین دیوانے کو شیران نے روکا کہ صحرا سے گرد اڑی دو ہزار دیوانے جو درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے ہمراہیان ویدار آکر گرے انکی جو جو بدتنین چلین کئی ہزار بلا زم رنگین تا جدار کے مار گئے شاہزادہ بڑھکر ویدار کے قریب آیا آکر منع کیا کہ ان سبکو روکو ویدار نے سب کو منع کیا وہ سب نہ رکے شیران نے بڑھکر دیوانون کو منع کیا دیوانون نے کہا ای آقاے نامدار ان کافرون نے بڑا ظلم ہمپر کیا غرض ان سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے رستم کو بڑا افسوس ہوا مگر خاموش دیکھا کہ سامنے سے شیران نکل گئے رستم حیران ہین کہ کیا کرون آخر ملکہ سے رخصت ہونے لگے ملکہ نے کہا ای شہریار کنیز کا تو عجیب حال ہی کہ زندگی محال ہی مین اپنے دل مین یہ خیال کرتی ہون

نظم

گلرخون کی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث / ہی ہوا اے چمن عالم ایجاد عبث
تنگ دل موم نہ ہونگے یہ ہوس بیجا ہی / نالہ بیفائدہ ہی شور رشش فریاد عبث
سخت جانی نہین دینے کی کبھی فرصت مرگ / سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث
دوستی کرتے ہین اُس سے جو محبت رکھے / اُس ستم پیشہ کی ای دل ہی تجھے یاد عبث
کیا ہو امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا / حال سُنکر مرا کہتا ہی وہ جلاد عبث
رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے / خدمتین کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث
تو تیا چشم فلک کا نہین جو ہونگا عزیز / ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث
قسمت بد سے میسر نہ ہوا وصل حبیب / تھی بیٹے کو کہنی محنت فرہاد عبث
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرحبا ہُون گا / زور بازو مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث
خوبرویون سے تمناے وفا حیف نسیم / دل لگایا ہی تو اب شکوۂ بیداد عبث

رستم نے کہا ای ملکۂ عالم مین وعدہ کیے جاتا ہون کہ پھر بہ ارادۂ ملاقات آؤنگا اب دیکھون یہ لوگ کیونکر پہونچتے ہین لشکر سکندر سے اور ہمارے والد سے مقابلہ پڑا ہی دیکھین کیا ہو یہان سکندر بیٹھا ہی کہ گلیم گوش جنگل سے چھوٹ کر آیا سب حال بیان کیا کہ راہ مین مجھکو ایک عیار نے پکڑ لیا کاغذ چھین لیا کئی دن کے بعد آج رہا ہوا ہون اور اُس خبر کو تو جانے دیجیے مگر ایک خبر لیکر آیا ہون وہ یہ ہی کہ سکان مغربی تین لاکھ کی فوج سے براے مدد حضور آتا ہی یہ سُنکر سکندر خوش ہوگیا سردارون کو حکم دیا کہ سکان کو استقبال کرکے لاؤ سرداران سکندر روانہ ہوے استقبال کرکے سکان کو لائے سکان نے سکندر کو سلام کیا سکندر نے پوچھا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان کیسا مزاج رہا سکان نے عرض کی دعاے دولت مین ہر وقت مصروف رہتا ہون مین نے خبر پائی کہ آپ سے اور کسی قوم سے مقابلہ ہی اُن لوگون نے بہت سرکار کو تنگ کیا ہی غلام کو بہت ناگوار ہوا کہ بادشاہ مغرب سے یہ بے ادبی اسواسطے آیا ہون کہ انکو تنبیہ کرون ایسا قتل کرون کہ وہ بھی یاد کرین جن جن لوگون کو دعوی جرأت ہی سر میدان انکو قتل کرون جن لوگون نے سرکار سے غدر کیا ہی اُن کو سزا دون بختک نے کہا

اے پہلوان دوران وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ سزا پاوین ابھی دیکھیے زنگین تاجدار فرزند حمزہ کو گرفتار کیے ہوے لاتا تھا کرب اور علمشاہ پہونچے رنگین تاجدار کو راہ مین مارا اور فرزند حمزہ کو رہا کر لیا بڑے بڑے پہلوان آئے اور ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب فی الحال جسکا نام رستم ہی اُسکے بڑے زور و شور ہین دیکھیے داراے ہند بیٹھے ہین اِنکو سر مید ان مع ہاتھی اُٹھالیا صاحب زور و قوت صاحب شوکت و لیاقت میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ مسلمانون سے دعوی نہ کیجیے سکندر نے کہا ملک جی تم اسے آگاہ نہین ہو بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے ہماری سرکار سے اِنکو کچھ سالانہ ملتا ہی جب ہمسے اور کسی سے مقابلہ ہوگا تو یہ ضرور تکلیف کرینگے لیکن بختنک کب مانتا ہی کرب اور علمشاہ کی تعریفین کر رہا ہی جو جو سکندر پر رنج و ملال پہونچے ہین اُنکا ذکر کرتا ہی کہ سکندر صاحب نے ارادہ کیا تھا کہ مغرب مین جا کر داراے ہند کی شادی کرین دو جوان حمزہ نے بھیجے کہ شادی نہ ہونے دینا ہر چند کہ وہ دونون اگر مغرب مین آتے تو قتل ہوتے مگر اُنکے خدا نے مدد کی کہ بی مہران فیلزور خود نکل گئین کیسے کیسے معرکے پڑے مگر ملکہ مہران باپ اور چچا سے باغی ہو کر نکل گئین قباد نے اُسکو دامن مین پناہ دی کیسی کیسی فکر ہوئی ہی مگر وعدہ سکندر کا پورا نہ ہوا آجتک کوشش ہو رہی ہی مگر شادی نصیب نہ ہوئی اب صرف میان گلیم گوش کا بھروسا ہی سکان نے کہا ملک جی آپ وزیر اعظم شاہنشاہ ہفت کشور کے ہین ہین آپ کی بات کا کیا جواب دون اِن سب مقدمات کو مین اپنے ذمے لیتا ہون شادی لندھور کی دھوم سے ہو اور شاہ بہ فتح و فیروزی پلٹ کر ملک مغرب کو جاوین مسلمانون سے فیصلہ ہو جاے بختنک نے کہا یہ امر بہت دشوار ہی سکان طرف لندھور کے متوجہ ہوا کہا اے داراے ہند تمنے خوب کیا کہ اِسطرف چلے آئے ہین تمسے مصمم وعدہ کرتا ہون کہ مہران کے ساتھ شادی کرا دونگا عورت کی ضد کیا سمجھا دیا جائیگا لندھور نے بگڑ کر جواب دیا کہ میرے مقدمے مین آپ دخل نہ دیجیے بادشاہ مغرب کی مدد کیجیے اگر میری تقدیر مین وہ عورت ہی تو بدون حکم حمزہ شادی نہ ہوگی آخر اُنسے کبھی صفائی ہوگی مین چالیس برس رفاقت حمزہ مین رہا مگر فلک نے گردش دکھائی کہ مین اِسطرف چلا آیا لیکن انجام بخیر ہوگا سکان نے بختنک سے اِشارہ کیا کہ یہ مسلمان ہین بُرائی حمزہ کی کب قبول کرینگے یہ کبھی اتفاق سے ہوا کہ تمھارے شریک ہین کسی دن کسی حیلے سے چلے جاوینگے اُسکا یہی قول ہی کہ بدون حکم حمزہ شادی نہ ہوگی دیر تک یہی کلام رہے مگر سکان نے کہا اے بادشاہ مغرب اب میری جنگ کا تماشہ دیکھیے میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے سکندر نے نام پر سکان کے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو خبر کو موجود تھے خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین آئے کہ ایک پہلوان اکناف مغرب سے آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا اِرادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہو اے شہریار آج لندھور سے بڑی تکرار ہوئی اُسنے سکان سے کہا کہ میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے میری شادی اب بدون حکم حمزہ نہ ہوگی صاحبقران نے فرمایا اُسکی قدرت سے سب قریب ہی آرزو ہے دلی ضرور پوری ہوگی کہ ہمراہ شادی قباد شادی لندھور کرون ملکہ مہرنگار کو بڑے ارمان ہین کل شاہان

ہفت اقلیم جمع ہونگے ایسی مہمانداری کرون کہ کتابون مین لکھا جاے تمام عالم مین ڈھنڈھورا پٹ جاے مگر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے مگر دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی مین ابتک لندھور کو اپنا قوت بازو سمجھتا ہون یقین ہی کہ لندھور شرمندہ ہو پہلو ڈھونڈھ رہا ہی ہرچند کہ اسکا خیال باطل ہی مین سر دربار بالاعلان کہتا ہون کہ لندھور چلے آوین مین بخوشی اُنکی شادی کرون خود گود مین لیکر ہاتھی پہ بیٹھون اسقدر زر و جواہر نثار کرون کہ لوگ یہ کہین کہ کبھی ایسی خیرات نہین ہوئی مگر لندھور نہین آتے اُنکی خوشی ورنہ مین کیطرح موجود ہون بڑا اُنکو رستم سے ملال ہی رستم عم نامدار کہے لیکن کل سے رستم کا پتہ نہین ہی مرنے کہا عیار شیبران شیبر سوار آیا تھا کہتا تھا کرب و علمشاہ برادرے رہائی شیبران آگئے ہین جب امیر کو احوال رستم معلوم ہوا تو فرمایا کہ یہ بڑی خلاف بات ہی کہ ہمکو خبر نہین کرتے اور لڑائی پر چلے جاتے ہین یہی ذکر رات بھر رہے جبکہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان مین آئے اُدھر سے سکان فیلسوار گینڈے پر سوار میدان کارزار مین آکر پہونچا اِدھر سے صاحبقران عالیوقار آگے بڑھکر کھڑے ہوے صفین جمنے لگین کہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے رستم پہلو مین کرب غازی مرکب باد رفتار پر شیبران شیبر سوار مگر سب کے آگے ایک دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا چیخین مارتا ہوا چلا آتا ہی جیسے ہی میدان مین دیکھا کہ ایک کافر خاسر مبارزطلبی کر رہا ہی عرض کی آقاے نامدار مین اسکو جاکر سمجھاؤن شیبران نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو رستم خود آمادہ کھڑے ہین جیسے ہی میدان مین اُس کافر کو دیکھا گھوڑے کو بڑھایا لیکن سکان نے رستم کو دیکھا گینڈا بڑھاکر قریب آیا کہا اے رستم تمھاری جرات تو مشہور ہی مگر یہ پیچھے کسکو لیتے آئے ہو رستم سمجھے کہ شاید دیوانہ چلا آیا ہو جیسے ہی پلٹے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا انجتک نے اپنے مقام پر کہا یہ پہلوان ضرور غالب آئے گا جسنے مسلمانون سے مکر کیا وہ غالب آیا کس ترکیب سے رستم کو زخمی کیا رستم کے زخمی ہوتے ہی کرب غازی نے گھوڑا اڑا دیا جیسے ہی آکر برابر ٹھہرے سکان نے کہا دیکھیے سنبھلکر آئیے آپ کے پیچھے کون ہی کرب کو بھی گمان ہوا کہ شاید دیوانہ چلا آیا ہو جیسے ہی پلٹے اِسنے ہاتھ تلوار کا مارا کرب بھی زخمی ہوے دیوانہ بل کرنے لگا شیبران نے قصد کیا تھا کہ دیوانہ دوڑ پڑا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا برابر سکان کے پہونچا وہ سمجھا تھا کہ یہ بھی آکر کچھ کلام کریگا اِسکو بھی فقرے سے زخمی کرونگا مگر دیوانے نے آتے ہی کلام کیا اور بات کیسی چوبدست کو چرخ دیتا ہوا آیا تھا آتے ہی ہاتھ مار دیا سکان پر اٹھا ہوئے رہگیا اِسکے ساتھ والے دوڑ پڑے دیو اسکے بھی دوڑ پڑے دونون لشکر مل گئے سکندر نے لشکر کو حکم نہ دیا لشکر سکان نے شکست کھائی شیبران خوب لڑے صدہا کافر انکے ہاتھ سے مارے گئے جب دن کم رہا ہمراہیان سکان شکست کھاکر بھاگے شیبران و رستم وغیرہ کو صاحبقران ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی داخل لشکر ہوے لیکن اب حال عرض کیا جاتا ہی کہ شاہزادہ خاور سیاہ قاسم نوجوان گیارھوان برس ہی کہ اُنھون نے خبر سنی کہ شہ ختن پر لشکر کشی کر کے ترک توسن لعین کا فرزند توسن بن ترک ساٹھ ہزار فوج سے طرف ختن کے جاتا ہی سیارہ بن عمر و کو رستم برادر

پرورش قاسم چھوڑ گئے ہین قاسم نے پوچھا اے عم نامدار بڑے افسوس کی بات ہے کہ چچا ہمارے ختن
پر ہین عمرو گونزنہ ادختنی وہ ختن مین تنہا ہین مجھکو مناسب ہے کہ اُنکی جا کر مدد کرون سیارہ نے
سن کو خیال کیا جواب دیا کہ آپ ابھی کمسن ہین دوسرے یہ کہ خاور پر ہمیشہ ترک توسن چڑھ آتا ہے
ایسا نہ ہو کہ آپ چلے جاوین اور ترک توسن قصد کرے بیٹے کو اُسنے اُدھر بھیجا اگر آپ اِدھر آجائے
تو اُسکو کون روکیگا قاسم نے کہا عم نامدار مجھیر تو بہت شاق ہے کہ چچا کی مدد کو نہ جاؤن اور سنا ہے
کہ عم نامدار ہمیشہ بیمار رہتے ہین اور فی الحال بھی کسی عارضے مین مبتلا ہین وقائع نگار نے بھی
لکھا ہے کل جب مین نے پرچۂ اخبار ختنی دیکھا تو اُسمین یہ خبر درج تھی مین رات سے بیقرار ہون
سیارہ نے کہا اپنی مادر مہربان سے پوچھیے دیکھیے اجازت دیتی ہین کہ نہین دیتین قاسم نے
کہا مین والدہ سے حیلہ شکار کا کرونگا اُنسے صاف صاف نہ کہونگا اور خبردار تم بھی ذکر نہ کرنا سیارہ
نے کہا آپ کو اختیار ہے قاسم جو شب کو محل مین آئے تو ماں کے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہا کہ اے مادر
مہربان اگر حکم ہو تو کل ہم واسطے شکار کے جاوین خورشید خاوری نے کہا اے نور نظر مین کیونکر حکم
دون صحرا مین جانور ان درند ہوتے ہین تمہارا یہ سن و سال مین کیونکر گوارا کرون قاسم نے
کہا مین دور نہ جاؤنگا دوپہر سے قبل پلٹ آؤنگا خورشید خاوری خاموش ہو رہین صبح کو قاسم
باہر نکلے بارہ ہزار لڑکے جو اُنکے ساتھ پیدا ہوے ہین وہ نیچے لیے ہوے دروازے پر موجود
ہین قاسم نے کہا گھوڑے کو تیار کرو سیارہ نے پوچھا مادر مہربان سے آپ نے اجازت لی یا
نہین قاسم نے کہا عم نامدار تم اِسی مقام پر رہو والدۂ ماجدہ کی حفاظت کرو مین بہت جلد آؤنگا
سیارہ نے جا کر خورشید خاوری سے کہا کہ حضور نے قاسم کو اجازت شکار دی وہاں تیاری
ہو رہی ہے اب وہ ضرور جاوینگے ملکہ خورشید خاوری گھبرا گئین کہا اے بھائی سیارہ تم جا کے
منع کرو کہ ماں تمہاری منع کرتی ہین سیارہ جو آیا قاسم نے جھڑک دیا کہا اب مین رخصت ہونے
بھی نہ جاؤنگا وہ آتشخو شعلہ مزاج ہین سیارہ نے ہرچند کہا مجھکو بھی ساتھ لیجیے مگر قاسم نے یہ
بھی نہ قبول کیا سیارہ کو یہین چھوڑا بارہ ہزار لڑکو نکو لیکر طرف ختن کے چلے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا قاسم کا ختن پر اور توسن بن ترک کو زیر کرنا اور راہ
مین سیارہ کا آنا اور مقام رستم بتانا اور قاسم کا جانا طلسم افراسیابی مین شکست کرنا
طلسم کو اور تقابدار یاقوت پوش بنکے نکلنا اور ترک توسن کا لشکرکشی خاور پر کرنا اور
قاسم کا وقت پر پہونچنا اور ترک توسن کا بھاگنا اور لشکر پسران نوشیروان مین آنا
اور قاسم کا بارگاہ مین آکر مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قلم کرنا اور پھر مقابلہ
صاحبقران سے اور زیر ہونا و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ

بیا ای ساقی صیقل گر دل
گدایت ہستم ای شاہنشہ من
برای میکشی پر آرزو ہم
بہ شوق جام پر لبریز خون است
بیا ای ناخدای کشتی من
کن آزاد از الم مرغ دلم را
کرم کن ساغر مقصد مرادہ

بہ رنگ جان گذر کن در بہر دل
بہ جام بیخودی سرشار گردان
معطر کن ز جام مشک بویم
ز مدت ہاست مثل شب سیہ روز
فزون شد از فلک سرگشتی من
بہ عشق ساغر پر فغانم
شراب ابتدا در انتہا دہ

تو ئی ساقی تو ئی خضر رہ من
ز تقوی عاجزم میخوار گردان
بیا بنگر بہ حال دل کہ چون است
چراغ آرزویم را برافروز
بیا بکشای عقد مشکلم را
بہ فریادم برس ای مہربانم

چہرہ مجاہدان تہور شعار و غازیان جلالت کردار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریائے معانی ✻ چنین داد اند داد نکتہ دانی ✻ یہان توسن بن ترک کہ قد و قامت مین دیو ہی اور ساٹھ ہزار فوج ساتھ اپنی جرأت پر مغرور ربڑا ناز کرتا ہی جب قریب ختن پہونچا یعقوب شاہ ختنی نانا عمرو کو رزادے کے فرزند کو گود مین لیے تخت پر بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ توسن بن ترک آ پہونچا اور شاہزادے کا جویا ہی یعقوب شاہ گھبرا گئے قلعہ بند کیا آلات حرب سے قلعے کو آراستہ کیا بالائے قلعہ آکر بیٹھے دوسرے روز توسن بن ترک مع لشکر سامنے قلعے کے پہونچا قلعے کو جو بند دیکھا پکار کر آواز دی ای یعقوب شاہ بہتر یہ ہی کہ فرزند حمزہ کو لیکر نکل آؤ مین خطا معاف کرونگا یہان سے جواب دیا گیا او بے حیا کیا بکتا ہی کون یہ بات گوارا کریگا کہ جان اپنی دشمن کے حوالے کرے توسن نے کہا کل سرسواری قلعہ لونگا گھیر کر قلعے کو اتر پڑا طبل یورش بجوایا قلعے مین بھی طبل جنگی بجا لیکن یعقوب شاہ کو بڑا ہراس ہی صبح کو توسن نے آکر قلعے کو گھیرا اول مع فوج یلغر کیا جب یہان سے توپین وغیرہ دو چار ہزار مارے گئے تو توسن نے لشکر کو روکا اکیلا گرز ہاتھ مین لیکر چلا گینڈے کو کاوے پر ڈالے ہوے گولون سے بچ رہا ہی برلب خندق پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای یعقوب شاہ جرأت مردان عالم کو دیکھا ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑے ہین اب مین نے قلعہ لے لیا اندر آکے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یعقوب نے بیقرار ہو کر تاج سر سے پھینکدیا عرض کی ای کریم و رحیم یہ فرزند صاحبقران میرے پاس امانت ہی اسکو بچائیو اگر ہم لوگ قتل ہون تو گوارا ہی اگر مہلت پاتا تو صاحبقران کو عرضی روانہ کرتا وہ ضرور اپنے فرزند کی مدد کو آتے بیقرار ہو کر جو دعا کی توسن بن ترک نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار یاقوت پوش مع بارہ ہزار طفلان کمسن آکر پہونچا للکارا کہ باش او بے حیا طرف قلعے کے نہ آنا مین آ پہونچا یہ کہکے گھوڑا ابھی جھکایا توسن نے پلٹ کر نیزہ مارا نقابدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ اسکا ہوائی کیا توسن نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کٹی توسن نے اپنے تئین شکم مین گینڈے کی چھپایا تلوار جو تڑپ کر گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی گینڈے کا مارے جانا کہ توسن گینڈے سے گر پڑا چاہا مرکب نقابدار کا پی کردن نقابدار دو قدم آگے کودا توسن لپٹ پڑا

اسکو گمان تھا کہ تجھکو ٹاپون پر مار ڈالونگا اب جو کشتی ہونے لگی برابر سے مقابلہ پڑا ہوا ہی نقابدار نے ایسے دو چار گھونسے مارے کہ توسن کی زرہ پارہ پارہ ماتھے سے خون جاری ہوا دن بھر توسن لڑا شام کو جاہا جدا ہو جاؤن نقابدار نے نہ مانا روشنی ہوئی کشتی ہونے لگی رات بھر توسن لڑا جبکہ شاہ کج کلاہ خاوری نے سپہر زریں آفتاب کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمایل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اب اہل فوج نے دیکھا کہ نقابدار توسن کو عاجز کر رہا ہی پہر دن رہے تک اُلجھ اُلجھ کے لڑا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا توسن نے امان مانگی نقابدار نے سوال اسلام کیا توسن نے کہا مین رفاقت چاہتا ہون مگر آرزو ہی کہ جمال جہان آرا دیکھون نقابدار نے جواب دیا قلعے مین چلکر نقاب چہرے سے ہٹاؤنگا توسن بصدق دل مسلمان ہوا کل فوج کو دائرۂ اسلام مین لایا نقابدار سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا اول عمرو گوہر زاد ختنی کو سلام کیا نقاب چہرے سے اُٹھائی عمرو گوہر زاد نے گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند بڑا احسان کیا ورنہ کوئی صورت بچنے کی نہ تھی قاسم نے کہا مین اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کرونگا اور اُسیوقت تخت پر بٹھایا اپنے ہاتھ سے تاج سر پر رکھا توسن کو بھی جمال دکھایا توسن عاشق ہو گیا جی مین کہتا ہی عجب شیر کی اطاعت کی کہ جسنے بارہ برس کے سن مین تجھکو زیر کیا یہ پہلوان عالم ہوگا شباب مین اِس سے کون لڑ سکیگا کمر ہمت باندھکر خدمت مین حاضر ہوا اب لشکر بھی قاسم کو ممکن ہوا دوسرے دن یعقوب شاہ سے رخصت ہوے مگر یہ کہا کہ شاہزادہ کو مین لیجاؤنگا میرے لشکر مین بادشاہ نہین ہی عمرو گوہر زاد ختنی کو تخت پر بٹھایا اور توسن کو سپہ سالار کیا کوچ کر کے چلے مگر سیارہ بن عمرو قلعۂ خاور مین تھا خبر سنی کہ ترک توسن آتا ہی سیارہ نکلا کہ مین جا کر قاسم کو تلاش کرون ایسا نہ ہو کہ کہین راہ مین ملاقات ہو جاے تو باعث خرابی ہی ترک توسن بہادر خان اعظم جہاندیدہ و کار آزمودہ ہی اور یہ صاحبزادے ہین نشیب و فراز عالم سے واقف نہین بچا کے اُنکو لاؤن ایک مقام پر لشکر قاسم کا اُترا ہوا تھا کہ سیارہ آکر پہونچا عرض کی ای شہریار خبر مشہور ہی کہ ترک توسن آتا ہی آپ کی مان بہت گھبرا رہی ہین لہذا طرف خاور کے چلیے قاسم نے کہا ابتو مین برسر راہ ہون اگر آپ روانہ چاہے گا تو خاور پر بھی پہونچ جاؤنگا سیارہ ساتھ ہوا قریب ایک درۂ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک آہو جست و خیز کر رہا ہی سیارہ رونے لگا قاسم نے پوچھا ای عم نامدار باعث گریہ کیا ہی سیارہ نے کہا آپ کے والد نامدار اِسی طلسم مین پھنسے ہین یہ سُنکر قاسم نے کہا مین جاؤنگا ہرچند سیارہ نے منع کیا مگر قاسم نے نہ مانا صبح کو گھوڑے پر سوار ہوا جب قاسم طرف درۂ کوہ کے چلنے لگا تو توسن نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا ہرچند قاسم نے منع کیا مگر توسن نے نہ مانا توسن کو ساتھ لیکر قاسم قریب درۂ کوہ کے آئے آہو پر تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا سامنے قلعہ تھا آہو اُسمین داخل ہوا توسن اُدھر طرف گیا قاسم یکہ و تنہا حیران کھڑے ہین کہ ایک پنجہ چمک کر گرا قاسم کو اُٹھا لے گیا قاسم کی جو آنکھ

کھلی اپنے کو ایک مکان مین مقید پایا مگر سیارہ نے جب دیکھا کہ قاسم غائب ہوے بہت رویا اہل
فوج سے کہا مین تو خدمت مین اُنکی والدہ کی جاتا ہون ایسا نہو کہ ترک آجاوے تو وہان قلعے کا
انتظام کون کریگا یہ کہکر سیارہ تو روانہ ہوا مگر قاسم نے جو اپنے کو مقید پایا بہت بیقرار ہوا دعا
مانگنے لگا شام کو دیکھا ایک نازنین آئی کھانا لاکر سامنے قاسم کے پیش کیا قاسم نے کہا مین کھانا
نہ کھاؤنگا وہ نازنین عاشق ہو چکی تھی پوچھا کہ ای شہریار کیا باعث ہی قاسم نے کہا مین چاہتا ہون
کہ اِس طلسم کو فتح کرون اور اپنے باپ کو چھڑاؤن اُس نازنین نے کہا مین ہتھکڑیان کاٹے دیتی
ہون جب مین جا چکون تو آپ اِس مکان مین اُتر کر آئیے گا جو پہلو مین اِس قصر کے ہی ایک ساحرہ
سو رہی ہوگی سرہانے اُسکے صندوق رکھا ہی اُسکو کھولکر لوح نکال لیجیے گا تب وہ ساحرہ جاگے گی
دربان جادو اُسکا نام ہی جسطرح لوح حکم دے اُس ساحرہ کو قتل کیجیے گا وہ دربان طلسم ہی
اُسکے مرنے سے راستہ کھلے گا بموجب حکم لوح طلسم فتح کیجیے یہی جادوگرنی آہو بنکر اُس گردمین
چرخ مارتی ہی اصل نام اِسکا غزال جادو ہی یہ سب تدبیرین بتاکر وہ نازنین تو چلی گئی قاسم چھٹکر
کوٹھے پر آئے کوٹھے سے اُترے حقیقت مین دیکھا کہ ایک ساحرہ سو رہی ہی اور سرہانے اُسکے
صندوق رکھا ہی قاسم نے صندوق کھولا لوح طلسم افراسیابی پائی غصے مین اُس ساحرہ کو ایک
لات ماری کہ اُسکی آنکھ کھلی اُسنے قاسم کو سرہانے دیکھا لوح قاسم کے گلے مین دیکھی گھبرا کے
اُٹھی سحر کرنے لگی بسبب لوح کے سحر کی تاثیر قاسم پر نہ ہوئی زانو پر ساحرہ ہاتھ مارتی تھی کہ ہائے
مقام لوح کسنے بتا دیا ابتو اِسپر سحر تاثیر نہین کرتا تڑپ کر نکلجاؤن زمین پر گری بشکل طائر ہوکر
چلی ابتو قاسم بیقرار ہوا کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار اُسی صندوق مین تیر و کمان ہی اُسی تیر
سے اِس خطا شعار کو ماریے قاسم نے صندوق سے تیر و کمان لیا تاک کر مارا کہ سینے کو توڑ کر
پشت کے پار گذرا غزال جادوگرنی تڑپ تڑپ کے تمام ہوئی قاسم نے پلٹ کر اُسی نازنین
کو دیکھا کہ اُسی نے آواز دی تھی فرمایا صاحب تمھاری وجہ سے لوح حاصل ہوئی اور غزال کو
بھی مارا اُسنے اِشارہ کیا کہ اب لوح کو دیکھیے جو لوح حکم دے وہ کیجیے اِسکے خلاف نہ کیجیے گا قاسم
نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جس مکان مین مقید تھے پھر اُسی مکان مین جاؤ اور لوح کو دیوار سے
مس کرو مکان گرے گا تب راستہ ملیگا مگر جس مقام پر پہونچنا یا اگر کوئی شخص ملاقات کو آوے
تو لوح کو دیکھکر اُس سے ملاقات کرنا قاسم نے اُسی مکان مین آکر مکان سے لوح مس کر کے
گرایا جب دیوار گری تو سامنے ایک صحرا دیکھا ایک مکان سامنے تھا اُس مین سے آواز رونے
کی آتی تھی قاسم نے آکر دروازے پر اُس مکان کا قفل توڑا ایک طرف سے آواز آئی کہ کون
ہی کسنے یہ گستاخی کی قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پرور ہی شہسوار العل پوش
خاور ہی پہلے پلٹ کے دیکھا کہ چند زنگی باتیغہ ہائے برہنہ پہونچے قاسم پر حملہ کرنے لگے قاسم نے
بحکم لوح لوح کو سامنے پھینکدیا وہ سب آپس مین لڑ لڑ کر تمام ہوے آواز آئی کشتی مرا نام
من سیاہ تاب جادو بود مالک زندان خانۂ طلسمی قاسم اندر مکان کے آئے آگے دیکھا
بہت سے بندگان خدا قید ہین ایک جانب کو ترک توسن بھی قید ہی قاسم نے سب کو رہا کیا

سب شاہزادے تھے آکر بلا مین پھنسے تھے تین سو ساٹھ تھے تین سو جوان تھے قاسم نے سب کو رہا کیا اور کل کو ساتھ لیا مگر لاشہ سیاہ تاب کا چرخ مارتا ہوا آسمان پر گیا بادشاہ طلسم جو ہی افراسیاب جادو سامنے اسکے آکر لاشہ سیاہ تاب کا گرا بادشاہ گھبرایا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شیطان طلسم افراسیاب یہ مارے گئے طلسم کشا نے جاکر زندان طلسمی کو توڑا قیدیون کو چھڑا لیا یہ سنکر افراسیاب اٹھا تین لاکھ فوج سے برائے گرفتاری قاسم چلا قاسم اُن نوجوانونکو ساتھ لیے ہوئے آتے تھے مگر قدم بقدم لوح دیکھتے جاتے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی افراسیاب جادو تین لاکھ فوج سے پہونچا قاسم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس فوج سے خوف نہ کرو نعرہ کرکے جا پڑو مگر اُس تیر و کمان کا خیال رکھنا جس سے غزال مری ہی اُسی سے قضا اِسکی بھی ہی قاسم نے کمان کو کاندھے پر ڈالا تیر ترکش مین رکھے تلوار کھینچی فوج پر جا پڑے توسن بن ترک بھی خوب لڑ رہا ہی اور وہ شاہزادے موافق اپنی حقیقت کے جنگ کر رہے ہین تلوار چل رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر قاسم و لشکر توسن بن ترک افسر لیکر پہونچے آکر شریک جنگ ہوے جب بادشاہ نے اِس فوج کو دیکھا گھبرا گیا اور دیکھا کہ طلسم کشا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی جس غول پر پہونچا افسر کو تاک کر مارا اکثر سرافسر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے لوح کو گردش دے رہا ہی بادشاہ طلسم نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایک عقاب بنکر اُڑا قاسم نے تیر چلا کمان مین جوڑا تاک کر مارا کہ عقاب کی پشت سے گذرا بادشاہ کا مارے جانا فوج نے امان مانگی قاسم نے سب کو مسلمان کیا کلمہ بتایا ایک ساحر نے کہا سامنے جو باغ ہی ایک جوان مدت سے قید ہی اسرار جادو اِس طلسم کی رہنے والی اُس جوان پر بدعتین کیا کرتی ہی طالب وصل ہوتی ہی وہ جوان انکار کرتا ہی اسکے حال پر افسوس آتا ہی اُسکو چلکر رہا کیجیے قاسم لوح لیے ہوے اُس باغ مین آئے دیکھا بارہ دری مین ایک جوان بیٹھا ہی گرد ماران سیاہ وہ شعلہ ہاے آتش کے مانند روشن ہین کہ اُنکے دہن سے شعلے نکل رہے ہین اُس جوان کی ریش کے بال بڑھے ہوے سر کے بال بڑھکر کمر تک پہونچے ہین بیٹھا ہوا رو رہا ہی قاسم کی محبت نے جوش مارا اُپکار کے آواز دی اے جوان نہ گھبرا منم قاسم بن علمشاہ تیری رہائی کو آیا ہون اُس جوان نے رو کر آواز دی اے فرزند علمشاہ مین ہی ہون مگر میرے قریب نہ آنا یہ ماران سیاہ آزار پہونچائینگے ناظرین حیران ہونگے کہ علمشاہ یہان کیونکر آگئے اِسکا جملہ یہ ہی کہ جب رستم خاور پر تھے قاسم پیدا ہو چکے تھے کہ ترک توسن لشکر کشی کرکے آیا چاہا قلعہ لیلون کہ رستم براے شکار گئے تھے لیکن رستم نے آکر ترک کو زیر کیا ترک بہ کر مسلمان ہوا رستم کو ساتھ لیکر چلا ایک مقام پر آکے کہنے لگا اے شہریار دیکھیے یہ ہرن جو درہ کوہ مین گشت کر رہا ہی اِسپر تیر ماریے رستم نے تیر مارا بچ کر اُدہر رستم کو اُٹھا لے گیا جسکا نام اسرار جادو لکھا ہی بعض نے اِسکو گنجور جادو لکھا ہی گرفتار کرکے رستم کو لائی خواہان وصل ہوئی اودہر رستم نے اِنکار کیا گنجور نے قید کیا اسوقت باپ بیٹے کی یہ گفتگو ہی رستم کا منع کرنا کہ بیٹا اِسطرف نہ آؤ اور قاسم کا عرض کرنا کہ جناب قبلہ و کعبہ عجب حال مین آپ کو دیکھا میرا دل کیونکر مانے کہ آپ تک نہ آؤن کہ ناگاہ آندھی اُٹھی گنجور جادو غل مچاتی

ہوئی آئی کہ او طلسم کشا خبردار میرے معشوق پاس نہ آنا مگر قاسم رستم نہ چھٹتا ہوا جاتا ہی گنجور نے
دیکھا کہ اگر یہ قریب پہونچ گیا صاحب لوح ہی بارہ وغیرہ سب دفع ہو جاوینگے شعلۂ آتش بجھین گے مین
کیا کر سکونگی تڑپ کر گری رستم کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی قاسم ایسا بیقرار ہوا کہ گر کر بیہوش ہوگیا
علمشاہ نے بلندی سے آواز دی کہ ای نور نظر صبر کرو اگر زندہ ہین تو ملین گے ورنہ ہمین یاد کرنا
تمسے خدا نام ہمارا روشن کریگا قاسم دیکھتا رہگیا گنجور رستم کو لیکر نکل گئی سابق کا یہ ذکر ہی کہ
ترک توسن رستم کو طلسم مین پھنسا کر خاور کو چلا اسکے دل مین یہ ہی کہ کسی طرح خورشید خاوری
پر قبضہ کرون مدت سے جان دیتا ہی جب سیارہ نے خبر پائی کہ ترک آتا ہی قاسم کا سن اُس
زمانے مین پانچ برس کا تھا صاحبقران کو عرضی لکھی صاحبقران نے آکر ترک کو شکست دی
قاسم کو گود مین لیکر بہت خوش ہوے خورشید خاوری نے کہا دن بھر یہ غلام آپ کا محل مین
تلوار چمکاتا ہی جو کشتی کا پیچ سیکھکر گھر مین آتے ہین جشنون پر اُسکا امتحان ہوتا ہی صاحبقران
نے فرمایا یہ فرزند میرا بڑا جری و بہادر ہوگا مگر ترک توسن بعد فتح طلسم افراسیابی جو خاور پر آیا
سیارہ نکلکر بھاگا اہل قلعہ سے کہ گیا کہ آپ لوگ چالیس روز کی مہلت لیجیے گا مین اس عرصے
مین جاکر قاسم کو تلاش کرتا ہون قاسم طلسم توڑ کر جو قلعے مین آئے خزانہ دار نے کنجی بیت کی قاسم
نے جو کھلوایا تیغۂ پلارک افراسیابی و بارگاہ افراسیابی و سپر افراسیابی و تیر و کمان کہ جنپر جواہر
جڑے ہوے تھے مع اسباب عیار سب چیزین نکلین بارہ ہزار یاقوت پوشونکا سامان نکلا قاسم
نقابدار بنکر چلے تھے کہ مقابلۂ صاحبقران مین جاؤن جاکر بانے طلب کرون کہ سیارہ نے آکر
خبر دی کہ ترک توسن طرف خاور کے آتا ہی غلام سب کو مطمئن کر کے آیا ہی یہان ترک توسن
قریب قلعہ آیا چاہا قلعے پر حملہ کرے ان قاسم کے نانا کے وزیر کو بیرون قلعہ پاس ترک کے بھیجا وزیر نے
آکر بیان کیا کہ چالیس روز کی مہلت دیجیے بعد چالیس روز کے آپ کو قلعے مین لے چلین گے
ترک بہت خوش ہوا جانتا ہی کہ رستم و قاسم طلسم مین گرفتار ہین اب یہ لوگ [illegible] اور
کیا کرینگے چالیس روز کی مہلت دی مگر وزیر اعظم کی خاطر کی کہ اے وزیر اعظم چالیسوین دن مالکہ
کا محافہ لیکر آنا وزیر نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض چالیس روز کاٹے چالیسوین دن سامنے قلعے
کے آیا دیکھا قلعہ بند ہی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان قلعہ وعدہ پورا کرو وہان سے جواب ملا
کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ترک بہت جھلایا کہا ان مسلمانون نے بڑا مکر کیا کہ مجھے فقرہ دیکے
ان سب نے چالیس دن کاٹے یہ کہکے حملہ کیا آخر خود گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا
ملکہ خورشید خاوری کوٹھے سے دیکھ رہی ہین کہ ترک توسن گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق
پہونچا قصد کیا کہ پار خندق کے جاؤن خسرو خاوری نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ صحرا سے گرد اُٹھی
نقابدار یاقوت پوش آگے آگے بارہ ہزار یاقوت پوش پشت پر اپنے بیٹھے توسن بن
ترک کو دیکھا کہ یہ عہدۂ رفاقت ہمراہ ہی نقابدار کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ کہان بھاگ جاؤن
نقابدار کا مقابلہ نہ کرون زیر قلعہ ہوکر ترک توسن بھاگا نقابدار نے پیچھا کیا اور اپنے بادشاہ
لشکر سے کہا آپ اپنی فوج سے سمجھ پیچھے مین آتا ہون آگے آگے ترک جاتا ہی مگر نقابدار سے

دو کوس آگے ہی ترک بھاگا ہوا جاتا ہی تا بہ سمرقند پہونچا طولاب روے سمرقندی کہ بالاے قلعہ تھا اُس سے پکار کر کہا کہ خاور یہ لڑائی ہوئی خسرو خاوری نے شکست کھائی مین طرف دار صاحبقران کا ہون پھاٹک کھولدو کہ مین نکلجاؤن جا کر صاحبقران کو خبر کرون طولاب نے پھاٹک کھولدیا ترک توسن نکل گیا کہ نقابدار یا قوت پوش پیدا ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان قلعہ تم سب ہوشیار رہو ترک توسن میرے ہاتھ سے بھاگا ہی مین تعاقب مین جاتا ہون اہل سمرقند نے بیان کیا کہ ہم لوگون کو دم دیکر نکلگیا شہر پناہ سے یہی یون ہی نکلا تا بہ تخنشب پہونچا قضاے کار فرخ شہسوار قلندر نے جو ماہ تخنشبی سے شادی کی تھی اُسکے بطن سے شاہزادہ فرخ بخت پیدا ہوا فرخ شہسوار تو چلے گئے مگر فرخ بخت واسطے شکار کے جاتے تھے سائیس گھوڑا عربی تیار کیے ہوے بیرون قلعہ کھڑا تھا کہ ترک توسن پیدا ہوا ایک دن ایک رات بھاگتے بھاگتے گذرا ہی گینڈا جو زیر ران ہی وہ چل نہین سکتا سائیس سے کہا یہ گھوڑا مجھے دیدے میرا گینڈا نہین چلتا سائیس نے کہا یہ گھوڑا نبیرۂ صاحبقران کا ہی ترک توسن نے سائیس کو مار ڈالا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا فرخ بخت نے آکر پوچھا سائیس مین رمقے جان باقی تھی اُسنے بیان کیا کہ ایک جوان مجھے مار کر چلا گیا فرخ بخت بہت جھلاے کہ سامنے سے گرد اُڑی فرخ بخت غصے مین کھڑے تھے کہ نقابدار یا قوت پوش کو دیکھا کہ گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی فرخ بخت سمجھے کہ یہ اُسی جوان کے ساتھ کا ہی جسنے میرے سائیس کو مارا اور گھوڑے پر سوار ہو کر نقابدار کو روکا نقابدار نے منع کیا کہ ای شہریار سامنے سے میرے ہٹ جایے مگر فرخ بخت نے نہ مانا ہاتھ تلوار کا مار دیا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی کمر بین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا فرخ بخت نے کہا ای نقابدار مجھکو مار ڈال مگر میرے باپ و چچا تجھسے ضرور بدلہ لینگے کہان بچکے جائیگا نقابدار نے کہا باپ کا تمھارے کیا نام ہی فرخ بخت نے جواب دیا کہ فرخ شہسوار قلندر فرزند حمزۂ نامور نقابدار فرخ بخت کو ایک گوشے مین لایا نام و نسب اپنا بتایا جب صورت زیبا دکھائی فرخ بخت نے نقابدار کی اطاعت کی نقابدار نے کہا میرا لشکر آتا ہوگا اُسکے ساتھ تم بھی آنا فرخ بخت کو چھوڑ کر ایک جام آب پیا اور دو چار پھنکے میوے کے کھائے مگر ترک توسن کئی دن کا تھکا ماندا بھوکا پیاسا قریب گلشن حصار پہونچا کوس بھر پیشتر ایک چوکی تھی وہان ایک فقیر رہتا تھا منڈیا اُسکی پڑی ہوئی کاہ فروش وغیرہ آکر ٹھہرتے تھے ترک گھوڑے سے اُترا فقیر بیٹھا روٹی کھا رہا تھا پہلے تو کاہ فروش سے کہا کہ میرے گھوڑے کے آگے گھانس ڈالدے کاہ فروش نے انکار کیا جب اُسنے انکار کیا تو ترک توسن نے ایک دو کوڑے اُسکو مارے اور گٹھا گھاس کا اُٹھا کر اپنے گھوڑے کے آگے ڈالدیا اور فقیر کی زوجہ موٹی موٹی روٹیان بچھوے کی چٹنی اُسپر رکھی ہوئی کھا رہی تھی کہ ترک توسن نے قریب آکر روٹی مانگی فقیر نے انکار کیا کہ بابا یہ فقیر کا ٹکڑا ہی رات سے پڑے ہوے تھے اسوقت میسر ہوا ہی فقیر کے بچے بھوکے رہجاوینگے ترک نے ایک دو کوڑے مارے فقیر دہائی دینے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی آمد نقابدار کی

دیکھکر ترک بھاگا آگے بڑھکر ایک لشکر ملا معلوم ہوا اسکو کہ لشکر پسران نوشیروان اترا ہی سامنے بارگاہ
جمشیدی استادہ ہی ترک بھاگا ہوا لشکر پسران نوشیروان مین آیا دربار گاہ جمشیدی پر آکر اترا اور آکے
درگہ سالار سے کہا کہ جاکر شاہزادون سے عرض کرو کہ ترک نوسن حاضر ہی بختیارک نے سنکر کہا
بلا لو ترک اندر آیا شاہزادون کو سلام کیا خستہ وشکستہ گھبرایا ہوا ایک زنگل پر بیٹھ گیا بختیارک نے
پوچھا کہان سے آتے ہو بہت بدحواس پائے جاتے ہو ترک نے چاہا کہ حال بیان کرون کہ
دروازے پر نقابدار آیا درگہ سالار نے روکا نقابدار نے کہا ہمارا اونڑ واندر آیا ہی ہم اسکے
لیے جاتے ہین درگہ سالار تکرار کرنے لگا اور تلوار اٹھائی نقابدار نے کلائی تھام کر ایک
تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا وہ سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین آیا ترک نے کہا شاید وہ آگیا
بختیارک نے پوچھا کون کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا نقابدار یاقوت پوش سامنے آیا اور مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی چاہا ترک پر جا پڑون ترک اٹھ کھڑا ہوا گرد ستون بارگاہ
جمشیدی پھرنے لگا نقابدار نے دو چار پھیرے کیے جب دیکھا کہ یہ نہین ٹھہرتا تو ہاتھ تلوار کا
مارا مع ستون بارگاہ ترک کو قلم کیا بارگاہ لہرائی نقابدار نے کاندھا اپنا ستون مین لگا دیا اور
کہا ستون دیگر لاؤ قضائے کار خواجہ عمرو خبر کے واسطے آئے تھے بہ صورت مبدل کھڑے تھے
یہ زور دیکھکر ہوش اڑ گئے ملازمان پسران نوشیروان جب ستون دیگر لائے اور نصب کیا
تب نقابدار نے کاندھا اپنا ہٹایا بیچ بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی اگر کسی کو دعوی ہو
تو بدلے بختیارک نے کہا آپ جائیے کسکی شامت ہی کہ آپ سے بھڑے نقابدار نکل کے
گھوڑے پر سوار ہوا صحرا کی راہ لی خواجہ عمرو پیچھے پیچھے چلے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر
اپنا نام نامی بتا دو نقابدار ہنسا کہا خواجہ جاؤ صاحبقران سے کہدینا کہ بانہاے صاحبقرانی
روانہ کردین ورنہ سر میدان لونگا خواجہ گڑگڑاتے ہوئے چلے آتے ہین نقابدار نے تیر مارا
کہ کلاہ سر سے خواجہ کے اڑ گئی کہا جائیے ورنہ ایکے مرتبہ تیر سینے کے پار ہوگا خواجہ بھاگے
نقابدار نکل گیا خواجہ بارگاہ صاحبقران مین آئے سب حال امیر سے بیان کیا کہ حمزہ نقابدار
نے آج وہ کام کیا کہ بارگاہ پسران نوشیروان مین سناٹا پڑ گیا کوئی اس سے نہ بھڑا یا امیر وہ
آپ سے بانہاے صاحبقرانی کا خواہان ہی اپنی جان بچائیے بالون سے ہاتھ اٹھائیے امیر نے
فرمایا خواجہ جب آئے گا تب دیکھا جائیگا مگر سکندر نے جو خبر سنی کہ نقابدار نے دربار پسران
نوشیروان مین آکر ترک کو مارا اور کسی نے دخل نہ دیا جھلا کر کہا یارو تمنے سنا اب مسلمانون
نے یہ دست اندازی شروع کی ہی کہ اکیلے آکر شاہزادون کی بارگاہ مین بے ادبی کرتے ہین
دولاب مغربی ایک پہلوان ہی وہ اٹھا کہا ای شاہ طبل جنگی بجوائیے کل سر میدان سمجھ لونگا
اگر نقابدار آیا تو اسکو بھی سزا دونگا سکندر نے دولاب کے نام پر طبل جنگی بجوایا امیر کو
خبر پہونچی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے دولاب مغربی طرف سے سکندر کے نکلا مگر صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور
جو میدان مین آیا ہی ایک نخل کی آڑ مین کھڑا ہی دولاب نے چاہا مبارز طلبی کرون کہ صحرا سے

اگر دائرے نقابدار یاقوت پوش بہ شوکت تمام بارہ ہزار یاقوت پوش توسن ایسا سپہ سالار بادشاہ تخت پر کئی ہزار ارابہ زر سرخ و سفید کا لٹتا ہوا ہر طرف سے سائل دعائین دے رہے ہین کہ خدا اِس نقابدار کو سلامت رکھے دولاب کو جو نقابدار نے میدان مین دیکھا کہ نیزہ ہلا رہا ہی وہین سے گھوڑے کو اُڑایا تین ٹھیکون مین گھوڑا مقابلہ دولاب مین پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار نے نیزہ ہوائی کیا دولاب نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے اپنے کو زیر سپر کیا صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کر دیا جیسے ہی دولاب تلوار مار کر پلٹا نقابدار نے سر کو بنا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے مار کر دولاب کو نقابدار نے نعرہ کیا کہ وہ لوگ کہان ہین جو اپنے کو پہلوان جانتے ہین اگر سامنے آوین تو حلقہ غلامی کان مین ڈالون بدیع الزمان نے جو یہ نعرہ نقابدار کا سُنا قبا دسے اِجازت لی مقابلہ نقابدار مین آئے نقابدار نے دیکھتے ہی کہا کہ او کشتی گیر بے دولت تجھکو دعوی پہلوانی کا ہی یہ سُنکر بدیع الزمان نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون جو ہو سکے وہ ہنر دکھا نقابدار نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا پہر بہر کامل نیزہ بازی ہوئی کوئی غالب نہ معلوم ہوا آخر دونون نیزے ٹوٹے تلوارین کھنچین جب تلوار بدیع الزمان چلتی ہی تو امیر کلیجے پر ہاتھ رکھ لیتے ہین فرماتے ہین کہ اے پروردگار نقابدار کو بچائیو جب نقابدار ہاتھ مارتا ہی تو صاحبقران زمان گھبرا جاتے ہین فرماتے ہین اے رحیم میرے فرزند کو بچانا دونون کے واسطے دعائین مانگ رہے ہین مگر بدیع الزمان نے دیکھا کہ دو چار وار بدو فارغ ہوے بدیع الزمان نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ رکھا دونون جوان گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ نقابدار ہر مرتبہ بدیع الزمان زیادتی کرتے ہین مگر نقابدار بھی جان دیے ہوے لڑ رہا ہی چاہتا ہی زیر کرون مگر بدیع الزمان پر پنجہ قابض نہین ہوتا دونون شیر ببر ٹکرا رہے ہین کشتی دونون مین ہو رہی ہی اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ تین شبانہ روز برابر کشتی رہی ہر مقام پر بدیع الزمان پکڑ لاتے ہین چند گھسّے مارتے ہین ہر چند کہ نقابدار خستہ و شکستہ ہو رہا ہی مگر ایک طور پر لڑے جاتا ہی چاہتا ہی کہ جان دون مگر بدیع الزمان کو زیر کرون لیکن بدیع الزمان وہ جوان ہی کہ جو پیچ نقابدار نے کیا بدیع نے فوراً توڑ کیا جو سمجھے دن بہر دن رہے نقابدار نے ایک پیچ باندھا بدیع الزمان نے توڑ کیا اور نقابدار کو پکڑ لائے نقابدار نے جھلا کر کہا او کشتی گیر بد دولت ایک خنجر مارونگا کہ آنتین تیری نکل پڑینگی بدیع الزمان نے قرولی کھینچی کہا او بد تیغ پوش مین خود تیری آنتین ڈھیر کر دونگا دونون مین تکرار ہونے لگی عمرو نے صاحبقران سے کہا یا امیر غضب ہوا خنجر چلا چاہتا ہی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ دونون آمادہ ہین خنجر و قرولی کھینچے ہوے ہین ایک کے ہاتھ مین خنجر دوسرے کے ہاتھ مین قرولی صاحبقران دیکھکر گھبرا گئے اشقر کو مہمیز کیا بیچ مین دونونکے آکر کود کے داہنا ہاتھ سینے پر بدیع الزمان کے رکھا بایان ہاتھ سینے پر نقابدار کے رکھا نقابدار نے کہا آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون مگر صاحبقران کا ہاتھ

خم نہ ہوا لقا بد اطوار کا بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھا کر نقاب چہرے سے نوچ لی نقاب جو چہرے سے اٹھی آفتاب طالع ہوا صاحبقران نے دیکھا میرے رستم کا ہمشبیہ ہی ہاتھ پھیلا کر فرمایا ای نور نظر کیا نام ہی عیار نے بڑھکر عرض کی آپ کے فرزند کا فرزند ہی تب صاحبقران کو یاد آیا کہ پانچ برس کے سن مین اسکو دیکھا تھا قاسم نے چاہا قدمون پر گرے ان صاحبقران نے سر چھاتی سے لگایا فرمایا ای نور نظر یہ تمھارے عم نامدار بجاے رستم ہین بدیع الزمان نے گلے سے لگا لیا صاحبقران کو قاسم کے دیکھنے کی بڑی خوشی ہوئی صاحبقران قاسم اور بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بدیع الزمان ذنگل رستم پر بیٹھتے ہین جب بدیع الزمان ذنگل رستم پر بیٹھے تو قاسم اپنے مقام سے اٹھے کہا دادا جان مین فریاد کرتا ہون کہ یہ ذنگل میرے باپ کا ہی کشتی گیر کیون بیٹھا ہی بدیع الزمان نے کہا باپ تمھارے شہر چیگل مین پھنسے تھے مین نے جا کر مدد کی انھون نے اسکے معاوضے مین مجھکو ذنگل لکھدیا ہی اسپر مہر تمھاری بھی ہی قاسم نے کہا کاغذ دکھا لیجے بدیع نے جو کاغذ نکالا قریب مہر رستم مہر قاسم کی ثبت دیکھی مگر چھوٹی سی اور رستہ کو جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اسوقت مین قاسم کا سن پانچ برس کا تھا قاسم نے کہا عدم بلوغ کی سند ناجائز ہوتی ہی میرے والد نامدار نے زبردستی مہر کر دی دادا جان یہ کاغذ جعلی ہی مین ابھی ذنگل سے اٹھا دونگا بدیع الزمان نے کہا کیا مجال اگر ذنگل کا نام لو تو خون کے دریا بہا دین قاسم نے کہا مین آپ ذنگل پر نہ بیٹھنے دونگا میری میراث ہی جب صاحبقران نے دیکھا کہ دونون مین جنگ ہوا چاہتی ہی تو فرمایا کہ ای فرزندو ہم ایک تصفیہ کرتے ہین اس تکرار سے کیا فائدہ جو غالب ہو وہی ذنگل لے قاسم نے کہا مین نے قبول کیا بدیع الزمان نے بھی کہا مین دل وجان سے قبول کرتا ہون امیر نے ذنگل رستم بارگاہ سلیمانی مین اٹھوا دیا تب رفع فساد ہوا مگر شوکت وشان قاسم کی بہت بڑھی ہوئی ہی بادشاہ لشکر فرزند صاحبقران سپہ سالار توسن بن ترک نہایت جری وبہادر دارائے زر سرخ وسفید کے بارگاہ افراسیابی جس مین کئی سو ستون مکلل بجواہر ہین جب میدان مین آتا ہی تو تہلکہ پڑ جاتا ہی صاحبقران تعریفین کرتے ہین فرماتے ہین کہ جس عظم وشان سے میرا پوتا آیا آجتک کوئی اس شوکت سے نہین آیا اور بدیع الزمان جو میدان مین آتے ہین بارہ ہزار کشتی گیر ہمراہ ہوتے ہین بعد چندے کے ایک دن قاسم نے تقاضہ کیا کہ دادا جان کفار سے فیصلہ نہین ہوتا مین چاہتا ہون طبل جنگی بجوائیے چچا جان سے فیصلہ ہو جاے سر میدان مشکین باندھون بدیع الزمان نے بھی عرض کی کہ کیا کہون بھائی صاحب کا پاس آتا ہی مگر سر میدان زیر کرونگا دونون نے جو تکرار کی صاحبقران نے فرمایا خواجہ جا کر طبل جنگی دونون کے نام کا بجواؤ اور اکھاڑے کی تیاری کرو کل یہ دونون شیر سر ٹکرائینگے خدا انجام بخیر کرے دونون کے نام پر طبل جنگی بجا لشکرون مین مشہور ہوا کہ کل بدیع الزمان اور قاسم سے مقابلہ ہی چچا بھتیجے لڑینگے ملازمان بدیع الزمان کہ رہے ہین آقاے نامدار فوراً یا ایک دن مین زیر کر لینگے توسن کہتا ہی کل ہمارے آقاے نامدار کشتی گیر کی مشکین باندھینگے ساری حقیقت کرکری ہو جائیگی مگر صاحبقران نے بہرام کو بلایا فرمایا ای رفیق وشفیق تم

بدیع الزمان کے ہوا خواہ ہو ایک مجھکو بڑا تردد ہی کہ قاسم کے پاس سامان ظاہری بہت خوب ہی
بارہ ہزار یاقوت پوش اور بارہ ہزار ارابہ زر سرخ وسفید کا جب نکلتا ہی کس شوکت وشان سے
میدان مین آتا ہی اور بدیع الزمان جری وبہادر ہی کشتی گیر بے نظیر مجھکو یقین ہی کہ قاسم پر غالب
ہو لیکن ایک مشکل ہی کہ سامان ظاہری بدیع الزمان کو کیونکر ممکن ہو تم جاکر خزانۂ سلیمانی سے
سامان ظاہری نکالو اور بدیع الزمان کے ہمراہ جاؤ کہ اسباب شوکت بدیع الزمان کے پاس
ہوجاے قاسم ضرور طعن کریگا بہرام نے عرض کی غلام نے بدون ارشاد حضور یہی سامان
کیا تھا کہ بدیع الزمان کے ہمراہ جاؤن آپ نے خزانۂ سلیمانی کو فرمایا مین نے ملک چین وماچین
کا سامان نکلوایا ہی ماہی ومراتب سب سامان موجود ہی اب مین جاکر تیاری کرتا ہون مین خود
متردد ہو رہا ہون جاتا ہون سامان نکلواتا ہون اس عظم وشان سے بدیع الزمان کو لیکر
میدان مین جاؤن کہ دیکھنے والے رشک کرین بہرام واسطے سامان کے روانہ ہوے بدیع
نے جو یہ ذکر سنا ہی تو ملکدر ہو رہے ہین مگر قاسم جو دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے اور
یہ کل خبر سنی کہ واسطے بدیع الزمان کے بہرام سامان کرنے گئے ہین خزانۂ سلیمانی کھلا ہی اسباب
نکل رہا ہی قاسم نے خیال کیا یہ کشتی گیر بے دولت پرائے بھروسے پر شکرہ پالتا ہی اسکو ذلیل
تو کرون قلم اٹھاکر نامہ لکھا کہ او کشتی گیر بے دولت عم نامدار تام کو ہین جو میدان مین آؤن گا
تو بارہ ہزار یاقوت پوش ساتھ ہونگے بارہ ہزار نقرئی وطلائی باجے بجتے ہونگے بارہ ہزار
ارابہ زر سرخ وسفید لٹتا ہوگا اس شوکت سے آؤنگا کہ میدان پر بہار ہوجائیگا تم کس کو
لیکر آؤگے وہی بارہ ہزار کشتی گیر اپنے جوتڑ بجاتے ہوے میدان مین آئینگے یقین تو ہی کہ
بہت شرماؤگے ہرچند کہ بہرام نے سامان کیا ہی مگر دیکھنے والے تو کہینگے کہ یہ سامان صاحبقران
ہی تو بس عم نامدار عقل کو دخل دیجیے یقین ہی کہ آپ شرمندہ ہونگے صاحبان وسعت یہی پکارینگے
کہ یہ سامان جو ہوکر آیا ہی ذاتی نہین ہی تو مین آپ کو لکھتا ہون کہ جبتک سامان شوکت
ممکن نہ ہو تب تک مقابلے کا ارادہ نہ کیجیے گا ورنہ بہت پچھتائیےگا شرمندہ ہوکر میدان
سے پلٹیے گا یقین ہی کہ آپ ایسے محجوب ہون کہ کبھی آنکھین چار نہ کرین یہ رقعہ عیار کو دیا کہ
انکے عیار کو جاکر دینا سیارہ نے لاکر نامہ امیہ کو دیا امیہ سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا
ای شہریار مقابلے سے تو جی چھوٹے ہوے ہین اب حیلۂ شوکت نمائی نکالا ہی یہ تو ظاہر ہی کہ
حضور انپر غالب ہین مقابلے سے منھ پھیرتے ہین دیکھیے یہ نامہ بھیجا ہی بدیع الزمان نے
نامہ لیکر دیکھا اور سر ہلاکر کہا سچ کہتا ہی ہرچند کہ چھوٹا ہی مگر بات بڑی کہتا ہی اسباب شوکت میرے
پاس نہین ہی ای امیہ مرکب تیار کرو امیہ نے پوچھا کہان چلیےگا بدیع الزمان نے کہا آوارۂ
دشت ادبار ہوتے ہین اگر اس سے بہتر و برتر سامان ممکن ہوا تو آکر اسکی گردن توڑینگے
ورنہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دینگے امیہ رونے لگا کہا آقاے نامدار سب سے آپ چھوٹے
ہین یہ عیش وسامان کہان ملیگا بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای امیہ ہرچند کہ وہ چھوٹا ہی لیکن
بات بڑی کہتا ہی صبح کو جو میدان مین جاؤنگا اور اسباب شوکت لیکے بہرام ہمراہ ہونگے

ضرور لوگ کہینگے کہ یہ اسباب صاحبقران کا ہی یا تو سامان ذاتی پیدا کرونگا یا اپنی جان دونگا
اگر تمکو رنج اُٹھانے کی تاب نہین ہی تو تم میرے ساتھ نہ چلو یہین لشکر مین رہو اُمیہ نے کہا اے
آقاے نامدار بدون مرے ساتھ نہین چھوٹے گا مین ضرور ساتھ چلونگا گھوڑا تیار کرکے لایا
بدیع الزمان بیٹھکر روئے اور بارگاہ وغیرہ سے رخصت ہوے گھوڑے پہ سوار ہوکر چلے
طرف صحرا کے نکل گئے صبح کو قاسم بہ شوکت تمام و بہ آرایش مالاکلام بارہ سو نقارہ بجتا ہوا
زر سرخ و سفید لٹتا ہوا کل اسباب طلسمی ہمراہ اِس زور و شور سے میدان امتحان مین آیا
صاحبقران و بادشاہ وغیرہ آکر بیٹھے انتظار بدیع الزمان کر رہے ہین کہ دیکھا بہرام روتا
ہوا آیا اور ایک عرضی پلنگ پر بدیع الزمان کے پڑی تھی وہ اُٹھا لایا مضمون اُسکا یہ تھا
کہ یا جناب قبلہ و کعبہ قاسم نے مجھکو طعنہ دیا مین خدمت سے رخصت ہوتا ہون اگر اِسکے
سامان سے بہتر ممکن ہوا تو حاضر خدمت ہونگا ورا اِس خاوری کی گردن توڑ ونگا دعاے
خیر کا امیدوار ہون عرضی کمترین بدیع الزمان صاحبقران یہ مضمون عرضی پڑھکر بہت روئے
فرمایا اے بہرام دوسرا افراسیاب کیونکر پیدا ہوگا بدیع الزمان نے بڑی سختی پر قدم مارا
ہی خدا اُسکی مدد کرے اِس آفت کو رد کرے قاسم نے جو یہ سُنا ہنسنے لگا کہا لو صاحبو چچاجان
بھاگ گئے دست راستی بے سرو ار ہو رہے تھے سر جھکا کر خاموش ہو رہے مالک وغیرہ نے
بڑے بلڑ مچائے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بدیع الزمان جنگ قاسم سے بھاگ گئے خوب حیلہ
تجویز کیا قاسم جو بارگاہ مین ساتھ صاحبقران کے آیا اپنے مقام سے اُٹھا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا کہا دادا جان دنگل مجھکو ملجاے کہ مین اُسپر بیٹھون صاحبقران نے فرمایا ابھی تو جھگڑا
درپیش ہی جب انتقال بدیع الزمان کی خبر سُن لیجیے گا تب دنگل مین آپ کو دونگا ابھی تو یہین
لٹکا رہے کہ سب کو معلوم ہو کہ اِس دنگل پر مناظرہ ہی انشاء اللہ تعالی بدیع الزمان سعادتمند
ہی خدا اُسپر فضل کرے کا قاسم نے سر جھکا لیا مالک سے آکر کہا کسی مقام پہ ڈکیتی کرینگے اسباب
طلسمی کجا یہ طلسم وہ تھا کہ اگر دادا جان بھی جاتے تو سالہا سال اُسمین تباہ رہتے جس دن
افراسیاب سے لڑائی پڑی ہی اُسکے سحر سے زمین کانپتی تھی مگر مین خائف نہین ہوا جب لوح
کو چمکاتا تھا ہزار ہا ساحر نابینا ہو جاتے تھے سر ٹکراتے پھرتے تھے جب یہ جفائین اُٹھائی ہین
تب یہ اسباب ممکن ہوا ہی ایسا سامان ملنا ناممکن ہی مالک بھی خاموش ہو رہے قاسم کی
خوشامد کر رہے ہین کہ حضور نے جو عظم و شان پایا وہ صاحبقران کو بھی ممکن نہین ہوا لیکن
چونکہ بزرگ ہین اِس وجہ سے آپ نے اطاعت کی صاحبقران کو مناسب ہی کہ بانہاے صاحبقرانی
آپ کے سپرد کرین کہ صاحبقرانی آپ کے نام رہے قاسم ہنسکر خاموش ہو رہے اب واضح ہو کہ
بدیع الزمان پر یہ حال گذرا کہ کئی صحراے ہول خیز وحشت انگیز طی کیے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نہ ملا
مگر اُمیہ خدمت مین حاضر ہی کچھ پھل وغیرہ توڑ کر صحرا کے حاضر کرتا ہی ہمہ باعث زندگی ہی ایک
مہینہ کئی دن کے بعد قریب ایک پہاڑ کے پہونچے ایک درخت کے سایے مین بیٹھے ہین کہ
طرف سے شہر کے دیکھا ایک بادشاہ پیر زین گیر ایک تابوت کو ساتھ لیے ہوے روتا پیٹتا ہوا

آیا قریب پہاڑ کے پہونچکر تابوت کو رکھدیا آپ روتا ہوا پلٹا بدیع الزمان نے کہا ای اُمیّہ آج کئی دن کے بعد آبادی ملی تو لاش کا پہلے سامنا ہوا جاکر دریافت تو کرو کہ یہ بادشاہ کسکی لاش کو لایا اور کیون تابوت رکھکر روتا ہوا گیا اُمیّہ نے کہا حضور چلیے خود چلکر بادشاہ سے پوچھیے بدیع الزمان اُٹھے پیچھے اُس بادشاہ کے شہر مین آئے دیکھا سارا شہر آباد مگر سیاہ پوش ہی بدیع الزمان بھی دیکھتے بھالتے بارگاہ مین آئے دیکھا کہ وہ بادشاہ تخت پر بیٹھا رو رہا ہی تمام اہالی دربار بھی گریان و نالان ہین بدیع الزمان نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ جمال بدیع الزمان دیکھکر حیران ہوگیا بدیع نے کہا کہ یہ کیا معرکہ تھا جو ہمین نے دیکھا کہ تم تابوت لیکر گئے اور پھر روتے ہوے پلٹ آئے بادشاہ نے کہا ای شاہزادۂ والاقدر آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون تو اپنی مصیبت کو بیان کرون ہرچند کہ میری مصیبت وہ ہی کہ اُسکا حل ہونا مشکل ہی بدیع الزمان نے اپنا نام ونسب مفصل ظاہر کیا بادشاہ قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار یہ سلطنت موجود ہی مجھے گوشہ نشین کیجیے تاج وتخت بھی حاضر ہی مین گوشے مین بیٹھکر عبادت خدا کرون شاید انجام بخیر ہو ای شہریار اس شہر کا نام فردوسیہ ہی یہان کی بہار رعنائی وزیبائی مشہور ہی عمارتین عمدہ قصرہاے معقول اِس مدت پیری مین پروردگار نے ایک فرزند عطا کیا تھا کہ خسرو کج کلاہ اُسکا نام تھا سامنے جو پہاڑ آپ نے دیکھا اُس کوہ کو کوہ صفا کہتے ہین سُنتا ہون کہ اِسکے اندر طلسم ہی خسرو نے جو خبر سُنی قریب پہاڑ کے پہونچا چاہا اندر جاؤن ایک مرد پیر بیٹھا تھا اُسنے منع کیا جب اُسکا کہنا نہ مانا تو اُسنے کچھ اشارہ کیا خسرو مردہ ہوکر گرا ملازم اُسکی لاش کو اُٹھا لاے مین اُس غم مین دیوانہ ہو رہا ہون بعد سال بھر کے تابوت بناکر لیجاتا ہون اور چھوڑکر چلا آتا ہون ہاے اُس نوجوان نے وہ وہ شمشیرزنی کی کہ بڑے بڑے پہلوان عاجز ہوے یہ جسقدر پہلوان بیٹھے ہین سب اُسی کے زیر کردہ ہین بدیع الزمان نے کہا کہ ای بادشاہ مین عہد کرتا ہون کہ تیرے فرزند کو لاکر ملاؤنگا یہ تو مجھکو ظاہر ہوا کہ یہ لاش کا آنا معاملہ طلسمی ہی اہل طلسم ڈراتے ہین اِسوجہ سے مجھکو یقین ہی کہ تمھارے فرزند کو زندہ پاؤن اُمیّہ اشارون سے منع کر رہا ہی کہ آپ پرائی آفت کیون اپنے سر لیتے ہین جسکی لاش آچکی اُسکا زندہ ملنا مقام تعجب ہی مگر بادشاہ نے خوشی خوشی محفل جشن آراستہ کی رات بھر خاطرداری بدیع الزمان مین مصروف رہا صبح کو جو بدیع الزمان اُٹھے مسلح ہوکر فرمایا کہ ای بادشاہ ہم جاتے ہین تمھارے فرزند کی خبر لاتے ہین چالیس روز ہمارا انتظار کرنا اگر آگئے تو فبہا ورنہ ہمارے قبلہ وکعبہ کو لکھ بھیجنا کہ بدیع الزمان کا خاتمہ ہوا کہ دشمنون کو فرحت ہو وہ بادشاہ روتا ہوا بدیع الزمان کے ساتھ ہوا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اُمیّہ ساتھ ہی تمام شہر مین مشہور ہوا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران براے خبر خسرو جاتے ہین کل شہر والے ہمراہ ہوے بدیع الزمان سب سے صاحب سلامت کر رہے ہین فرماتے ہین صاحبو دعا کا امیدوار ہون کہ میرے واسطے دعا کیجیے کہ پروردگار مجھکو مظفر ومنصور کرے خسرو کو لاکر ملک میمون سے ملاؤن کہ اسکا رونا پیٹنا دفع ہو ملک آباد ہوجاے رعایا دلشاد ہو سب ہاتھ اُٹھا اُٹھاکر

دعائین دے رہے ہین کہ پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے یہ فتح و فیروزی یلیٹو بدیع الزمان نے
صحرا مین آکر کوہ صفا کو دیکھا کہ درہ ہاے متعدد مین جس درے مین خبر سنی تھی کہ اِس مین خسرو
گیا تھا اُس درے کو چھوڑ کر دوسرے درے مین داخل ہوے جب انجام درے پر پہونچے
دیکھا ایک مرد پیر بیٹھا منع کر رہا ہو کہ ارے جانے والے اِدھر نہ جانا ورنہ ہلاک ہوگا سواے رنج
و مصیبت کے کوئی سامان بہتری یہان نہین ہرچند وہ بڈھا چیخا مگر بدیع الزمان نے کچھ بھی نہ سُنا
گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے جب بیرون درہ آئے تو دیکھا صحراے ریگستان بونڈلے گرد کے
اُٹھ رہے ہین ہر طرف سناٹا ہو بدیع الزمان بھوکے پیاسے اُس صحرا مین پھرنے لگے دن بھر
پھرے مگر ریگستان سے مہلت نہ پائی ایک نخل کے نیچے پڑ رہے بھوک پیاس سے حال ابتر
ہوا اُمیّہ حال بدیع الزمان دیکھ دیکھکر رو رہا ہو کہتا ہو اے شہریار آپ کا بھوکا پیاسا رہنا غلام
پر بہت شاق ہو بدیع الزمان فرماتے ہین اے امیہ ہماری تقدیر مین فاقہ کرنا لکھا تھا وہ ہوا
فرزند صاحبقران اور فاقہ مگر جو نوشتۂ تقدیر وہ رات تڑپ تڑپ کے کاٹی صبح کو پھر سوار
ہوے جستجوے آب کرتے ہوے چلے دور سے دیکھا کہ ایک طرف ایک قلعہ بنا ہو بارہ برج
ہین ہر برج پر زنگیان آدمخوار قرنائین لیے کھڑے ہین ایک طرف قلعے کے نخل سرو ہین
اور سامنے قلعے کے ایک حوض آب جس مین آب ناباب صاف و شفاف موج مار رہا ہو مگر
بدیع الزمان آٹھ پہر کے پیاسے پانی کو دیکھکر گھبرا گئے گھوڑا اُڑا کر طرف حوض کے چلے
چاہا پانی پیوین کہ ایک آواز آئی اے جوان خبردار پانی نہ پینا اسکے پینے کی ممانعت ہو سب
زنگی قرنائین بجانے لگے بدیع الزمان نے دیکھا کہ پھاٹک قلعے کا کھلا ایک جوان نقابدار
زمرد پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہو زمرد کا خود سر پر رکھے ہوے
قریب آیا کہا او جوان منع کرتے ہین کہ خبردار پانی نہ پینا مگر تو نہین مانتا مجھسے مقابلہ کر تو پھر
حال کھلے بدیع الزمان نے غصے مین نیزے کو جنبش دی پس نقابدار نے گھوڑا بڑھا کے
نیزے کو چرخ دیا ڈانڈ بدیع الزمان پر ماری کہ وہ ڈانڈ کمر پر پڑی بدیع الزمان گھوڑے
سے گر پڑے نقابدار نے نیزہ سینے پر رکھدیا کہا او جوان اشارہ کرون جگر چھیدلون مگر معاف
کرتا ہون اب کبھی اِدھر نہ آنا اور نہ کبھی پانی پینے کا ارادہ کرنا یہ کہکے نقابدار نے نیزہ ہٹالیا
اور گھوڑا اُڑا کر قلعے مین گیا بدیع الزمان ناچار جھاڑ پونچھکر اُٹھے مگر دریاے شرم مین
غوطہ زن کہ اے بدیع الزمان بڑی ذلت اُٹھائی کاش اُمیّہ ساتھ نہ ہوتا مجھکو اِس خرابی مین
نہ دیکھتا حقیقت مین بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا خوشی خوشی آیا ایک نیزے مین مجھکو گرا دیا
ہمارے خاندان کے غلام کو بھی یہ ذلت نہ ہوئی ہوگی پانی کہین ممکن نہین پھر اُسی مقام پر
جانا ہوگا اسکے مرتبہ دیکھیے کیا ہو وہ پانی پینے نہ دیگا اے کریم و رحیم اِس ذلت و رسوائی سے
بچالے کیا تدبیر کرون یہ سوچتے ہوے جاتے ہین دن بھر پھرے شام کو بھوکے پیاسے
پڑ رہے صبح کو اُٹھے اپنی زندگی سے تنگ ہین خیال مین گذرا اور کہین پانی نہ ملے گا اُسی
مقام پر چلو وہین پانی دستیاب ہوگا مگر بناہ پانی مشکل ہو دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہو یہ سوچکر

سامنے قلعے کے آئے دیکھا وہی حوض آب چھلک رہا ہی طائران صحرا آکر بیٹھتے ہین بھاٹک قلعے کا بند ہی زنگی برسر قلعہ کھڑے ہین بدیع الزمان کو دیکھکر پکارنے لگے کہ اوجوان خبردار پانی نہ پینا مگر بدیع الزمان بیتاب تھے اُنکا کہنا نہ سُنا گھوڑے کو بڑھاکر قریب حوض پہونچے تھے کہ وہی نقابدار قلعے سے نعرہ کرکے نکلا ایک ڈال زمرد ریحانی کا خود سر پر زرہ بن بنا الماس کے بندھے ہوئے نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ اوجوان بے غیرت تجھکو کچھ شرم ہی ... تھا اور پھر تو آیا بدیع الزمان نے پھر کچھ نہ سُنا چاہا کہ پانی پر گر پڑون مگر اتقا ... ہوا کہا اوجوان خبردار پانی نہ پینا یہ کہکے ڈانڈ ماری بدیع الزمان نے ہرچند چاہا روکون مگر وہ ڈانڈ کب رکتی ہی کمر پر پڑی کہ بدیع الزمان گھوڑے سے گرے اُسنے سنان نیزہ چھاتی پر رکھدی کہا او بے غیرت نیزہ مار دون کہ چھاتی کو توڑ کر پار گذرے بدیع الزمان نے فرمایا قسم ہی تجھکو اپنے دین و مذہب کی مجھکو مار ڈال مین پھر یہان آؤنگا اور کہین پانی کا نشان نہین پھر کہان جاؤن نقابدار نے کہا ہم کیا جانین اس پانی کے پینے کا حکم نہین ہی نقابدار نے نیزہ اُٹھا لیا کہا اوجوان جا اب نہ آنا ورنہ ابکے مرتبہ مار ڈالونگا بدیع الزمان کو کیسا قلق ہی دل سے کہتے ہین کاشکے مین تنہا ہوتا اُمیتہ اس ذلت کو نہ دیکھتا ہرچند کہ میرا رفیق ہی مگر ضرور ذکر کریگا کہ بدیع الزمان کو ایک نقابدار نے یون ذلیل کیا اور یہ اُسکا کچھ نہ کرسکے گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک طرف پہاڑ ہی اُسمین سے پانی نکل رہا ہی مگر پانی سیاہ ہورہا ہی جھیل بھرگئی ہی بدیع الزمان نے سیاہ ہونے کو پانی کے نہ دیکھا اسقدر پیاسے تھے کہ چاہا پانی پی لون کہ ایک آواز آئی ای شخص خبردار پانی نہ پینا اس پانی پینے سے بناہ پانی مشکل ہوگی جن لوگون نے یہ پانی پیا ہی اُنکے استخوان ... ہوگئے یہ پانی اژدہا پیتا ہی مگر آواز دردناک تھی کہ بدیع الزمان آواز سُنکر بیقرار ہوگئے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک نخل چنار ہی اُسمین زنجیرون سے ایک تخت بندھا ہی اُس تخت پر ایک نازنین مہ جبین زہرہ مثال ابرو ہلال رشک چمن سیمتن بال مشک ختن بقول شاعر نظم

نور رُخ کے روبرو نور قمر کیا چیز ہی　　آب دندان کے حضور آب گہر کیا چیز ہی

سوز دل کے روبرو نار سقر کیا چیز ہی　　نوح کا طوفان حضور چشم تر کیا چیز ہی

نام سنتا تھا شب فرقت مین پر دیکھی نہین　　یا الٰہی کس سے مین پوچھون سحر کیا چیز ہی

کوئی غنچے سے بتہ پوچھے دہان یار کا　　اور یہ پوچھے رگ گل سے کمر کیا چیز ہی

شیر کے روکے سے مین دیوانہ رُکنے کا نہین　　ق　　تو بھلا ای پاسبان بے خبر کیا چیز ہی

توڑ ڈالونگا بتا سے کیطرح چوڑ کیطرح　　قفل کی کیا اصل ہی زنجیر در کیا چیز ہی

وان ید بیضا تھا یان دس اُنگلیان مین دس چراغ　　عیب بینون سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہی

اُس سے پوچھون جو صدمے ہجر کے جھیلے ہوئے　　آہ بے تاثیر کیا شی ہی اثر کیا چیز ہی

تو جواب خط تو لا انعام خاطر خواہ لے　　جان تک حاضر ہی مال ای نامہ بر کیا چیز ہی

آنکھین دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے　　ہوگیا نشہ ہرن ای نور ڈر کیا چیز ہی

عجب طرح کی نازنین پریرو خوشخو عنبرین مو سرو قد خورشید خد بدیع الزمان نے دیکھی لیکن حیران و
پریشان بال بکھرے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تخت پر بیٹھی ہی بدیع الزمان سے
جو آنکھ چار ہوئی صبر و قرار تو رخصت ہوا حضرت عشق کا جوش ہوا بیہوشی کا ہوش ہوا اپنے کو
بمشکل سنبھالا دیکھکر آہ سرد کی ای مہ جبین کسنے تجھکو اس بلا مین مبتلا کیا ہی مین کئی دن کا پیاسا
ہون تجھے پانی کو کیون روکا اسنے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا کے کہا ای شیر بیشۂ جرأت
و ای یکہ تاز میدان جلالت شعر مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین ✣ غریب و بیکس و
بے یار و بے وطن ہون مین ✣ دیگر نہ بلبل چمن نہ گل نو رسیدہ ہون ✣ اس موسم بہار مین شاخ
بریدہ ہون ✣ کیا اپنا حال سناؤن کیا اپنی مصیبت بتاؤن ایک شخص ہی ملک باختر مین خاک
اسکے دہن مین کہ دعوی خدائی کرتا ہی چالیس لاکھ فوج رکھتا ہی ایک قصر سات طبقے کا بنایا ہی
اسمین بیٹھتا ہی اس قصر کا نام قیطولات خداوندی رکھا ہی اگر اسکا حال مفصل بیان کرون
تو شام تک تمام نہو یہی لفظ کافی ہی کہ سب سامان خدائی ممکن کیا ہی اسکا پیغمبر مالک اقلیم سنجاب
کہ سات سو ملک اسکے قبضے مین ہین اسکا نام ہی گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش
اس دشمن خدا نے اسکو اپنا پیغمبر قرار دیا ہی مین بدنصیب عیش سے دور رنج و مصیبت سے
قریب اسکی دختر ہون نام میرا گوہر ملک سنجابی ہی دیو ہومان مجھکو اٹھا لایا ہی اس مقام پر
لاکر رکھا ہی آپ تو برائے شکار جاتا ہی مین دن بھر آفتاب مین رہتی ہون اور رات کو
شبنم کی مصیبت سہتی ہون اس مقام کا یہ قاعدہ ہی کہ جو کوئی اجل گرفتہ آتا ہی پانی اس حوالی
مین ممکن نہین بیقرار پیاس سے ہوکر سامنے قلعے کے جاتا ہی اس حوالی بھر مین وہی حوض آب
ہی جب انسان قصد کرتا ہی کہ پانی پیون تو اندر سے قلعے کے ایک نقابدار زمرد پوش آتا ہی
وہ سلاح زیب جسم ہین کہ بادشاہون نے بھی آنکھ سے نہ دیکھے ہونگے للکار کر پانی کو منع
کرتا ہوا آتا ہی اگر اپنے زمانے کا رستم ہو تو اس سے مقابلہ نہین کرسکتا وہ سوار طلسم ہی ایک
ڈانڈ مین نیزے کی گرا دیتا ہی اور سنان نیزہ سینے پر رکھکر ڈراتا ہی کہ مار ڈالون پھر رہا کرتا
ہی کہ ای شخص جا اب یہان نہ آنا دو مرتبہ زیر کرکے چھوڑ دیتا ہی اگر وہ شخص پھرتا ہوا یہان آیا
تو جوش مین پیاس کے یہ پانی پیتا ہی یہ پانی پہاڑ سے آتا ہی اسمین اژدہا رہتا ہی یہان اگر
پانی پیتا ہی اور زہر اسکا لعاب دہن پانی مین گرتا ہی پیتے ہی انسان گر پڑتا ہی اور پانی ہوکر بہ جاتا
ہی اگر تیسری مرتبہ وہ اسطرف گیا تو نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہی کوئی صورت بچانے
کی نہین اسوجہ سے مین نے منع کیا آپ کے حال پر مجھے افسوس آیا کہ اگر آپ پانی پئین گے
تو باعث ہلاکت ہی آپ کا نام نامی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا ای ملکۂ عالم نام میرا بدیع الزمان
فرزند صاحبقران بھتیجے کی جستجو سے نکلا ہون مگر اس قلعے پر جو بارہ برج بنے ہین اسکا بھی کچھ
حال معلوم ہی گوہر ملک نے کہا برج اول جو ہی سب برجون سے کلان ایک بادشاہ گذرا ہی
کہ اسکا طہمورث دیو بند نام تھا اسنے اپنے زمانے مین جو کچھ مال و جواہر پیدا کیا جب وقت
ضعیفی ہوا تو یہ خیال آیا کہ یہ مال و اسباب دوسرے کے ہاتھ پڑیگا حکیمون کو جمع کرکے ✣

برج طلسمی بنوایا تمام خزانہ اپنا رکھا اُسکے بعد نوبت جمشید آئی اُسنے بھی یہی خیال کیا دوسرا برج بنوایا مال اپنے عہد دولت کا اُسمین رکھا تیسرا برج فریدون نے بنوایا مال اپنی حیات کا اُسمین رکھا غرض بارہ برجون مین بارہ سلطنتون کا مال ہی یہ نقابدار جو سلاح پہنکر آتا ہی اُس مال کا یہ نمونہ ہی کہ ایک ڈال زمرد کا خود پہنکر آتا ہی نیزہ ایسا کہ جسپر جواہرات کے بند بندھے ہوے زرہ الماس نگار کہ جسکو دیکھکر جوہری فلک بیقرار ہو بدیع الزمان اِن باتون مین مصروف ہین اور دل سے کہہ رہے ہین کہ ای بدیع الزمان اگر پروردگار اپنا فضل کرے اور یہ طلسم شکست ہو اور یہ مال دستیاب ہو تو البتہ خاورمی کو شرمندگی ہو حقیقت مین کیا اسباب شوکت ہی بارہ سلطنتون کا مال ایک جگہ بدیع الزمان باتین کر رہے ہین مگر اُس محبوب کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ غنچۂ دہن سے پھول گر رہے ہین کہ ایک آواز آئی ای جوان تو کون ہی کہ میری معشوقہ سے باتین کر رہا ہی بدیع الزمان چہار جانب دیکھنے لگے کہ جھک کر ایک پنجہ گرا بدیع الزمان دامیتہ کو اُٹھا لیگیا آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مقام ہی چار طرف سبزہ زار خوش گوار ایک اکھاڑا بنا ہوا ہی ایک دیو کو دیکھا کہ دو شمشاد لیے ہاتھ مین کھڑا کہہ رہا ہی ای جوان تو نے غضب کیا کہ میری معشوقہ سے کلام کیا مگر تیرا کیا نام ہی بدیع الزمان نے اپنا نام مفصل بتایا قبلہ و کعبہ کا پتہ دیا دیو ہومان نے کہا مجھپر عجب معرکہ گذرا ہی کہ دیو قہرمان میرا سپہ سالار تھا یہانتک اُسکو اختیار رہا کہ سب فوج اُسکے قبضے مین ہوگئی میری بیٹی گردوانہ پری پر عاشق ہوا مجھسے سوال کیا مین نے جواب صاف دیا اُسنے بلوہ کرکے ملک میرا لے لیا مین بھاگ کر یہ دنیا مین آیا یہان رہنے لگا کہ ایکدن گذر میرا طرف سنجان کے ہوا یہ معشوقہ کوٹھے پر اپنے کھڑی تھی اسکو اُٹھا لایا اور اس عرصہ دراز مین چالیس ہزار جوان مین نے ممکن کیے ہین ایک سے ایک زیادہ بہادر ہی مگر آجتک کسی کو ایسا نہ پایا کہ قہرمان کے مقابلے کے لایق ہوتا اُن سب کی خدمت کرتا ہون اب تو سب شکار کو گئے ہین یقین ہی آتے ہون یہ ذکر تھا کہ گرد اُڑی دیکھا چالیس ہزار جوان شاہزادے نیزے ہاتھ مین مرکب ہاے بادرفتار پر سوار تاج سرون پر دیو ہومان نے کہا ای شہریار یہ فوج مین نے ممکن کی ہی مگر کوئی اِن مین اِس لایق نہین کہ قہرمان کے مقابلے مین لیجاؤن بدیع الزمان نے کہا ہم تمھارے ساتھ چلینگے اور سلطنت دلوا دینگے لیکن اِن سب سے کہو ہماری اطاعت کرین ہومان نے کہا مین نے اِن سب کو زیر کیا ہی تب یہ میرے قابو مین ہین سب کے آگے جو جوان تھا خود عمدہ پہنے ہوے ہتھیار عمدہ لگاے ہوے چہرہ بہادر معلوم ہوتا ہی جب وہ سب آکر پہونچے دیو ہومان سے پوچھا ای افسر یہ کون شخص ہی ہومان نے کہا یہ میرے آقاے نامدار فرزند صاحبقران عالیمقدار ہین آپ سب صاحب اِنکی اطاعت کیجیے مین اِنکو اب مقابلہ قہرمان مین لیجاؤنگا یہ دیو بند اور ردیو کش ہین سب نے کہا ہم اِنسے مقابلہ کرینگے اگر ہمپر غالب آوین تو ہم اطاعت کرین بدیع الزمان نے کہا جو تم سب مین بڑا زبردست ہو اور سب پر غالب ہو وہ مقابلہ کرے وہ جوان جو سب کے

آگے تھا بدیع الزمان اُس سے بہ خُلق و محبت پیش آئے پوچھا کیون برادر تمھارا کیا نام ہی وہ
جوان رونے لگا کہا ای شہریار خسرو کج کلاہ میرا نام ہی باپ میرا ملک جیحون بادشاہ ملک صفاتیہ
ہی مین اتفاق سے یہان آکر پھنس گیا مگر اِن سب کو زور دلواتا ہون بدیع الزمان نے کہا
مین خاص تمھارے ہی واسطے آیا ہون باپ تمھارا دیوانہ وار وحشی مثال ملک جیحون سے
ملک مجنون نام رکھا ہی مین اُس سے وعدہ کر کے آیا ہون کہ تمھارے فرزند کو لیکر آؤنگا
انشاءاللہ تم سب کو لیچلونگا خسرو نے کہا آپ مجھسے مقابلہ کیجیے اگر آپ مجھپر غالب آئے تو
گویا اِن سب کو زیر کیا یہ سب مجھسے زیر ہو چکے ہین بدیع الزمان نے خسرو سے مقابلہ کیا سب
دیکھ رہے ہین کہ بڑے لطف سے کشتی ہو رہی ہی آٹھ پہر مین بدیع الزمان نے خسرو کو زیر کیا
سب نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا دیو ہومان سے کہا ای ہومان ہمکو پردۂ قاف لے چلو
اور دوسرا کام یہ ہی کہ گوہر ملک کو اُنکے ملک پہونچا دو ہماری طرف سے وعدہ کرو کہ ہم
انشاءاللہ براے ملاقات آوینگے گھبرانا نہین دیو ہومان نے ملکہ گوہر ملک کو سمجھا کر ملک
سنجان مین پہونچا دیا اب ہومان پلٹ کر آیا بدیع الزمان سب سے رخصت ہوے اور کہا
بھائیو تم چندے یہان بسر کرو ہم انکی سلطنت دلوا کر آوینگے تو تم سب کو لے چلینگے مگر
فتح کرنے مین اِس طلسم کے ضرور کد و کوشش کرینگے اگر اِس طلسم کو فتح کیا تو اسباب شوکت
ممکن ہوگا جس سے جشمک ہی اُسکو بھی معلوم ہو کہ اسباب شوکت لیکر آئے تب احوال
کھلیگا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین سب کو رضامند کر کے دیو ہومان کے کاندھے پر سوار ہوے
ہومان بدیع الزمان کو لیکر طرف پردۂ قاف کے چلا کئی دن مین شکارگاہ سلیمانی مین پہنچا
کہا ای شہریار آپ زیر نخل ٹھہرین مین کچھ کھانے کی تدبیر کرون بدیع الزمان زیر نخل بیٹھے
ہومان واسطے شکار کے گیا تھوڑی دیر مین بھاگتا ہوا آیا کہا ای شہریار غضب ہوا کہ دیو
قہرمان مع بارہ ہزار دیونژادون کے براے شکار آیا ہی مین اُسکی بارگاہ دیکھکر بھاگا
اگر مجھکو دیکھ لیتا تو چیر پھاڑ کر پھینک دیتا بدیع الزمان نے کہا کیون گھبراتے ہو مین ابھی
جا کر اُسکی گردن لیتا ہون یہ فرما کر کہا ای ہومان میرے ساتھ چلو کہ مین چلکر دیو قہرمان
کو ٹٹولون ہومان نے کہا ای شہریار مین نہ جاؤنگا بدیع الزمان نے کہا بہتر ہومان تو اسی
مقام پر ٹھہر گیا بدیع الزمان ایک کاغذ ہاتھ مین لیکر لشکر قہرمان مین آئے دیونژادون
نے پوچھا ای شخص تو کون ہی بدیع الزمان نے کہا مین نامہ دار ہون قہرمان کے پاس آیا
ہون سب دیونژاد راہبر ہوے بدیع الزمان بارگاہ قہرمان مین آئے دیکھا قہرمان تو
مقام صدر پر بیٹھا ہی کئی ہزار دیونژاد گرد بیٹھے ہین مگر بدیع الزمان نے کچھ خوف نہ کیا شل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی قہرمان نے پوچھا ای شخص تو کون ہی کہ میرے سامنے
یہ گستاخی کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا میرے ولی نعمت دیو ہومان کا ایلچی ہون یہ سن کے
قہرمان اُٹھا چوبدست چرخ دے کر ماری بدیع الزمان نے چوبدست چھین لی قہرمان اور
بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی سب دیو کھڑے دیکھ رہے ہین بدیع الزمان نے پچھاڑ کر

چھاتی پر چڑھکے سوال اسلام کیا اور اطاعت ہومان کا ذکر کیا قہرمان نے کہا مین تابعدار ہون قہرمان مکر سے مسلمان ہوا جب بدیع الزمان نے چھوڑ دیا تو باہر آیا اور بارہ ہزار دیوزادون سے کہا سب ملکر اسکو مار لو بارہ ہزار دیوزادون نے بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان لڑ رہے ہین قضاے کار ملکہ قریشہ سلطان جنگ فتح کرکے پلٹی ہین کہ آدار گیرودار کان مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ بدیع الزمان بارہ ہزار نرہ ہاے دیو مین گھرے ہوے ہین تندک سے اشارہ کیا کہ انکو مار لو میرا بھائی گھرا ہے فوج قریشہ سب جمع ہوئی آکر گری سب کو تو قتل کیا لیکن قہرمان کو پکڑ لیا قہرمان نے پھر مکر سے اطاعت کی ملکہ قریشہ بھی اُس مقام پر اُترپڑین بدیع الزمان سے سب حال پوچھا بدیع الزمان نے تمام کیفیت بیان کی کہ مین یہان کے بعد طلسم طہمورث مین جاؤنگا اگر خدا نے فضل کیا اور میرے ہاتھہ سے وہ طلسم فتح ہوا تو مقابلۂ قاسم مین جاؤنگا اُس سے مقابلہ ضرور ہے یہ کہکے شب کو سوئے دیو قہرمان رات کو اُٹھا بدیع الزمان کو لے بھاگا لاکر قصر البحرین مین قید کیا آپ قلعۂ فولاد مین آیا کہ دیو فولاد وہانکا حاکم ہے اُسنے قہرمان کو دامن مین پناہ دی مگر بدیع الزمان قصر البحرین مین قید بیٹھے تھے کہ ایک طرف دیکھا کچھ پریزادین نہا رہی ہین ایک پریزاد شعلۂ جوالہ پانی مین جو اُتری معلوم ہوتا ہے ماہ تابان برج آبی مین آیا بیقرار ہوکر چند اشعار عاشقانہ پڑھے جنکا مضمون یہ تھا

نظم

کعبہ نہیں ہے زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہے مکان دوست
افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن — رہتی ہے لب پہ آٹھہ پہر داستان دوست
جھگڑا گیا عذاب مٹا مخلصی ملی + — رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگا سے نظر اُنھین — رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
ہوتی ہے مشق بے ادبی گالیونکے ساتھہ — رکھتی ہے اور طرحکا جسکا زبان دوست
مانند گل وہان جراحت شگفتہ ہین + — ہے اور رنگ پر چمن بخشان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام — دیکھا کرے بہ صورت آئینہ شان دوست
دیکھے جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جانان نے اے نسیم — پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

بیکار کر یہ اشعار جو بدیع الزمان نے پڑھے اُس پریزاد نے پلٹ کر دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر مائل ہے ہوئی قریب آکر پوچھا اے جوان تجھکو کسنے قید کیا ہے بدیع الزمان نے سب حال اپنا بیان کیا سب پریزادین گرد بیٹھ گئین وہ ملکہ پہلوے بدیع الزمان مین آکر بیٹھین کہ دیو قہرمان دیو فولاد کو ساتھہ لیے ہوے پہونچا دیکھا ایک پریزاد پہلو مین بیٹھی ہے اور وہ جوان تو عیش کر رہا ہے جام ارغوانی چل رہا ہے وہین سے للکارا کہ او پریزاد تو کون ہے جو میرے قیدی سے باتین کر رہی ہے پریزادین تو پشت پر ہوگئین بدیع الزمان قید توڑکر

لڑنے لگے عین گرمی جنگ تھی کہ ملکہ قرلیشہ آکر بیہو بچین جنگ کو آکر فتح کیا قہرمان اور رفولاد ہاتھ سے ملکہ قرلیشہ کے مارے گئے بدیع الجمال پری و بدیع الزمان کو ساتھ لیکر گلستان ارم مین آئین ملکہ آسمان پری بھی خوش ہوگئین بدیع الزمان کا عقد بدیع الجمال سے ہونے کا بند وبست ہوا ملکہ آسمان پری نے حکم دیا شادی کی تیاری ہوئی پریزادان پردہ قاف حاضر ہین بدیع الزمان کا بڑی دھوم سے ملکہ آسمان پری نے عقد کیا بدیع الزمان شب باش ہوے شب کو گوہر مراد حاصل کیا ناظرین پر واضح رہے کہ اسی شاہزادی کے بطن سے نور العیان و نور الزمان فرزندان بدیع الزمان پیدا ہونگے کہ باختر مین انکا ذکر ہوگا زمانہ مقابلہ لقا مین ملکہ بدیع الجمال پری ساغر وصل سے سیراب ہوکر طرف اپنے وطن کے روانہ ہوئین قرلیشہ نے بدیع الزمان سے کہا اے فرزند اب کیا ارادہ ہے فرمایا دیو ہومان موجود ہے اسکو سند سلطنت قلعہ دیجیے کہ اسکی مراد برآئے ہومان نے کہا مین آپ کے ساتھ چلونگا عملداری تو میری قلعے مین ہوگئی رعایا مجھے راضی تھی جب انھون نے خبر سُنی کہ دیو قہرمان مارا گیا سب نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا ہے آپ کو اسی کوہ پر لیچلون وہ سب جوان انتظار کر رہے ہونگے ہومان بدیع الزمان کو گردن پر سوار کرکے دامنۂ کوہ صفا مین لایا چالیس ہزار جوان انتظار مین تھے بدیع الزمان کو دیکھکر خوش ہوے دیو ہومان کو سب نے مبارکباد دی بدیع الزمان نے کہا مین سامنے اس کوہ کے جاؤنگا اور فتاحی طلسم کی تدبیر کرونگا دیو ہومان نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ حضور چلین تو مین شہر صفاتیہ مین پہونچادون بدیع الزمان نے کہا جس مقام پر گوہر ملک سے باتین ہوئی ہین اُس مقام تک تو جاؤن جاکر دیکھون شاید کوئی صورت معلوم ہو اُن سب سے رخصت ہوکر اُس مقام پر آئے کہ جہان وہ جھیل تھی وہ وقت ہے کہ اژدہا پانی پینے آیا ہے یہ دیکھکر ہومان نے کہا اے شہریار ہٹ آئیے کہ اژدہا پانی پی رہا ہے بدیع الزمان نے نہ مانا اور سامنے اژدہے کے آکے کھڑے ہوے اژدہے نے قلابہ چھوڑکر دم کھینچا بدیع الزمان گرے دس پانچ قدم گرتے پڑتے چلے ایک مقام پر دشت مین ایک پتھر گڑا ہوا تھا بدیع الزمان نے اُسپر ہاتھ رکھا پانوٗن پتھر مین اڑا دیے اور کمان کاندھے سے اُتاری تیر چلا کمان مین جوڑکر آنکھ پر اژدہے کی تاک کر مارا کہ تا بہ سری غرق ہوا اژدہے نے سر اُٹھاکر جو مارا پہاڑ پر پڑا کہ سر پاش پاش ہوا اژدہے کا مرنا بدیع الزمان آگے بڑھے دیو ہومان سے کہا اس اژدہے کو اُٹھا لیجاؤ اسکی پوست کشی کرنا ہم تدبیر فتاحی طلسم مین جاتے ہین یہ کہکر اندر درے کے داخل ہوے درے مین بچے اژدہے کے تھے انکو مارا اُنکے نیچے ایک دروازہ کلان تھا وہ دروازہ جو کھولا دیکھا خزانہ ہے خمہاے خسروی پُر از زر و جواہر زنجیرون مین بندھے لٹکے ہین ایک طرف ایک صندوقچہ دیکھا کہ زمین مین پڑا ہے بدیع الزمان نے اُسے اُٹھا کے جو کھولا تو لوح طلسم طہمورث پائی اُسکو اُٹھاکر ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واہ ہو سیار ابھی عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور اژدہا مارا جاے اور لوح خزانے سے دستیاب ہو تو پہلو سے کوہ مین ایک چاہ ہے اسمین اپنے کو گرا دو صحرا مین مرکب طہمورث

چرر ہا ہو اُسکو لوح دکھا کر تسخیر کر و اُسپیر سوار ہو کر بمقابلۂ نقابدار مین جاؤ لوح دیکھکر وہ بھاگے گا اُسکے تعاقب مین جانا قدم بقدم لوح دیکھنا جو لوح حکم دے وہ بجا لانا بدیع الزمان نے لوح پاکر اپنے کو کوئین مین گرا یا دیکھا ایک صحراے سبزہ زار ہی ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل نہایت شائستہ چر رہا ہی بدیع الزمان کو دیکھکر شیہہ کھینچا بدیع الزمان پر آپڑا بدیع الزمان نے یال کے بال تھامے جب بدیع الزمان نے بال اُسکی تھام لی تب مرکب نے منھ سینے پر رکھدیا لوح کو دیکھکر تسخیر ہوا بدیع الزمان اُسپیر سوار ہوے وہ طرارہ بھرتا ہوا چلا اُس صحرا کو طی کرگیا سامنے وہی قلعہ معلوم ہوا حوض بھی آب صاف وشفاف سے مملو ملا بدیع الزمان طرف حوض کے چلے انتہا کے پیاسے تھے گھوڑے سے اُترے زنگیان قلعہ منع کر رہے ہین کہ اوجوان کیا غضب کرتا ہو اِس پانی سے آشنا نہ ہو تا بدیع الزمان نے کچھ نہ سُنا پانی لیکر پیا دروازہ قلعے کا کھلا وہی نقابدار زمرد پوش نیزہ ہلاتا ہوا آیا کہا کیون او بے غیرت مین نے دو دم تجھکو سمجھایا مگر تو نے بڑی گستاخی کی کہ پانی پی لیا نقابدار نے جو بدیع الزمان کو للکارا اور کلمات سخت کہے بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہوے اُسنے نیزہ اِس کن سے مارا کہ اِنکو گھوڑے سے گرا دون بدیع الزمان نے لوح کو جنبش دیکر نیزہ اُسکا روکا نیزہ روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سنان نیزہ اُڑ گئی ڈانڈ قلم ہوئی تلوار اُسکے سر پر پڑی کہ خود کاٹ کر سر زخمی ہوا نقابدار کی نگاہ جو لوح پر پڑی ایک چیخ ماری کہ او ساکنان قلعہ غضب ہوا یہ جوان تو لوح طلسم لایا کہ مجھ ایسا پہلوان زخمی ہوا یہ کہکے بھاگا بدیع نے اُسکا تعاقب کیا زنگی جو قلعے پر فرنا لیے کھڑے تھے وہ منع کرنے لگے کہ او جوان پلٹ جا اُسکا پیچھا نہ کر مگر بدیع الزمان نے کسی کو جواب نہ دیا ادھر نقابدار بھاگ کر قلعے مین گیا بدیع الزمان جو قلعے مین آئے پھاٹک پر جو پہونچے وہ زنگی جو فرنائین لیے کھڑے تھے تلوارین کھینچکر کرے بدیع الزمان کو آکر پھاٹک پر روکا اور کہتے تھے کیون او جوان ہم تجھکو منع کرتے ہین اور تو نقابدار کا پیچھا کرتا ہو پانی سے وہ ناچار ہو اہل طلسم کا حکم نہین کہ کسی کو پانی پینے دو سزا تو پا چکا وہ زخمی بھاگ کر گیا ہو بدیع الزمان سے تلوار چلنے لگی ہرچند چاہا اِن زنگیون کو مار کر نقابدار پر جا پڑون ممکن نہوا بدیع الزمان جو زنگیون سے جنگ مین مصروف ہوے نقابدار نے مہلت پائی بھاگ کر نکلگیا بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ زنگی لڑ رہے ہین لاشہ جو گرتا ہو وہ نہین معلوم ہوتا تب بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح پڑھو تب یہ دفع ہونگے بدیع الزمان نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا زنگی مر کر گرنے لگے تھوڑے عرصے مین زنگیون کو مار کر آگے بڑھے دیکھا دوکانین شہر کی بند ہین اور دوکانون پر سناٹا پڑا ہو بدیع الزمان حیران ہین کہ شہر کو کسنے لوٹ لیا مگر رستہ طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ سامنے ایک دروازہ باغ کا ملا کئی کنیزین در باغ پر کھڑی ہین جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہوتا ہو جب بدیع الزمان قریب پہونچے تو کنیزون نے پکار کر آواز دی ایک نازنین مہجبین اندر سے باغ کے نکلی اُن سب کے ساتھ ہو کر گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

بلبلو دل سے جو مصروف ہون مین شیون مین
تم تو کیا ہو نہین پہول کبہی گلشن مین

نعش کفنا دے مری خون بہرے پیراہن مین
دیکھہ لیگا کوئی رکھہ جلد مجھے مدفن مین

ڈالو برقع تو ہو رونق بہی رُخ روشن مین
نور ہوتا ہی فزون شمع تہ دامن مین

خود دیئے قتل جو وہ قاتل عاشق مجھکا
خون رگ رگ کا سمٹ آیا رگ گردن مین

یہ کسی شعلۂ رقصان کی ہین ٹھوکر کہاے
ناچتے پہرتے ہین ہر سمت بگولے بن مین

شاید آتا ہی پئے فاتحہ وہ مست خرام
کروٹین لینے لگے کیون شہدا مدفن مین

تیرے وحشی کو یہی وضع پسند آئی ہی
دل کے سو ٹکڑے ہون سو چاک ہون پیراہن مین

مرغ دل زلف کے پہندون مین پہنسا رکھا ہی
ایک دن جان نکل جائیگی اِس اُلجھن مین

قتل میرا جو ہو منظور تو جلاد سے کہہ
حشر تک روح رہیگی ترے ہاتھون تن مین

اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھہ مرے سرخ النسو
لوگ سمجھینگے جو یہ داغ رہے دامن مین

اُلفت دوست کے ساتھہ اپنی عداوت ہی شریک
اپنو خلوتکدہ اپنا ہی دل دشمن مین

حال یون ہو نچیگا میرا تجھے او پردہ نشین
لکھہ کے چپکے سے رکھہ آؤنگا کسی روزن مین

انکو پازیب مبارک ہمین زنجیر جنون
وہان چھم چھم مین مزا ہی تو یہان جھن جھن مین

ناز ہی دامن یوسف پہ زلیخا کو صفیر
ایسے پیوند لگے ہین مرے پیراہن مین

بدیع الزمان یہ صدائے دردآمیز سنکر قریب در باغ آئے اُس نازنین نے بڑھکر ہاتھہ مین ہاتھہ ڈالدیا کہا اے شہریار مین نے جب سے آپ کے آنے کا ذکر سنا ہی انتظار مین تھی تشریف لے چلیے بدیع الزمان ساتھہ ساتھہ اُس نازنین کے اندر باغ کے آئے وہ چو کنیزین پشت پر ہین آپس مین باتین کرتی ہوتی آتی ہین کہ گلفروش نے مفت مین اپنی جان دی طلسم کشا کو باغ مین لائی اگر لقا بدارسن لیگا تو اِنکا دشمن ہو جائیگا پہر طلسم کشا کیا کرینگے بدیع الزمان یہ باتین سنتے ہوے جاتے ہین اُس نازنین کے ہاتھہ مین ہاتھہ پڑا ہوا ہی گلفروش لگاوٹ کر رہی ہی کبہی کہتی ہی دیکھیے شکم میرا لگا ہوا ہی کئی دن سے آپ وہ دانہ ترک ہی یہ کہکے شکم صاف و شفاف کھولدیا بدیع الزمان بیچین ہو جاتے ہین مگر ضبط کیے ہوے اُسکے ساتھہ آتے ہین جب قریب بارہ دری کے پہونچے تو گلفروش نے کنیزون سے کہا آپ کو بارہ دری مین لے چلو کنیزین شاہزادے کو ساتھہ لیکر بارہ دری مین آئین مسند پر جگہ دی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

تمسے کیا تشبیہ دون فکر دوئی یکسو نہین
ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین

اسقدر مفلس ہوا ہون دی جو گوہر سے مثال
مدتین گذرین کہ میری آنکھہ مین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بہی تیرا مطیع
اے پری کس سے کہین تیرا تو یہ جادو نہین

ربط باہم کے مزے باہم رہین تو خوب ہین
یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین

آنکھ کے تل کی سیاہی مشک سے ہی کچھہ زیاد
کسطرح اِسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہی آتے آتے جو زبان تک جان لے
نوش کے قابل لعاب افعی گیسو نہین

طوق ہوکر رہگئی ہی یان کسی کی یہ نگاہ ✢ حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین
بے ادب قاتل نہ ہو تیغ نگہ بس ہی ہمین سینہ اپنا آشنا سے زحمت زا تو نہین
نوجوانون کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے مدتین گذرین کہ دل کو صحبت پہلو نہین
ہین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی ہیر اغبار کولئے دن تو تنیا سے دیدۂ آہو نہین
حادثات دہر سے کس شی نے پایا ہی فراغ جامۂ آبی خطوط موج سے اُتو نہین
ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سے اتحاد کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین
کینۂ صیاد سے کیسی سبکدوشی ہوئی سر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین
تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی کچھ تو ہی بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین
ہر کدورت سے مصفا ہی لباس عاجزی یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست شو نہین
کیا کرین بے اختیاری سے نہین کچھ اختیار آپ پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین
کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سے ای نسیم کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہین

بدیع الزمان گانا اُنکا سُن رہے ہین کنیزین اسباب عیش و نشاط رکھتی جاتی ہین گلابیان شراب کی چنین کشتنیان کباب کی رکھین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار مجھکو بچایئے یہ کنیز نثار ہوتی ہی بدیع الزمان نے دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش سر سے خون جاری باغ مین آیا اُس نازنین کا ہاتھ تھام کر کھینچنے لگا بدیع الزمان اُٹھے اور آواز دی کہ او بیحیا نامرد ازلی اب مقابلہ نہین کرتا اِسی کا خواہان تھا کہ ایک تلوار کھا کر بھاگا یہ کہکے قریب پہونچے نقابدار اُس نازنین کو چھوڑکر بھاگا دیوار کو دکر نکلگیا جب بدیع الزمان قریب پہونچے تو وہ نازنین ہنسنے لگی کہا ای شہریار شکر کرتی ہون کہ یہ جلاد آپ کی آواز سے بھاگا مجھکو بڑا خوف تھا کہ دیکھیے کیونکر آبرو بچے بدیع الزمان اُس نازنین کو سنبھالے ہوے طرف اُس باغ کی بارہ دری کے چلے لوح کو جو جنبش ہوئی اُسپر نگاہ پڑگئی مضمون سے واقف ہوکر خاموش ہوے جب بارہ دری مین آکر بیٹھے اُس نازنین نے جام بھر کر دیا مگر مسکرا کر کہا کہ میری جان کا خیال رہے مین عاشق جمال ہون ہر وقت یہی خیال ہی کہ یہ نقابدار مارا جائے کہ آپ کو امان ملے بدیع الزمان تو مضمون دیکھ چکے تھے جام اُسکے ہاتھ سے لے لیا انجام سے واقف تھے جام لیکر اُس نازنین پر شراب پھینک ماری لیکن جی مین کہتے ہین کہ ای بدیع الزمان عجائب و غرائب طلسمی عجب طرح کے ہین یہ جلادی کہ وہ تو عشق ظاہر کرتی ہی اور ہم اُسکے قتل کے درپے ہین جیسے ہی شراب اُسپر پڑی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تودۂ بارود مین چنگاری پڑگئی وہ نازنین جلنے لگی کنیزین چیخین مارکر لپٹین وہ بھی جلکر خاک ہوئین تمام باغ ویران ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلفروش جادو بود مرنا گلفروش کا کہ شاہزادے نے دیکھا نہ وہ باغ ہی نہ عروسان چمن نہ جوانان چمن جا بجا منڈیرون پر زاغ بیٹھے کائون کائون کر رہے ہین نہ قمری کی کوکو نہ فاختۂ قلندر مشرب کی حق سرہ سنسان میدان مین بیٹھا ہون وہ قصر بھی غایب ہوا

چند جانوران درندہ و گزندہ سامنے پھرتے ہوئے معلوم ہوئے شاہزادہ صحرا مین چلا مگر لوح
کو دیکھ لیا بدیع الزمان کو ایک جوش ہی ہر مرتبہ دعائین کرتے ہین کہ اے پروردگار و اے معین
و مددگار اِن آفتون سے نجات دے طلسم کو فتح کرکے جاؤن اور ہر بارہ سلطنتون کا مال
لے جاؤن تو حریف کیسا شرمندہ ہو یقین ہی کہ کبھی جرأت کا نام نہ لے یہ سوچتے ہوے جاتے
تھے کہ ہواے تیز و تند چلی سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام بال اِسقدر بڑھے ہین کہ
زمین پر لوٹ رہے ہین لہنگا کالا پہنے ہوے اُسپر چندری سرخ کانون مین دو جست کی
بالیان ایک آہو پر سوار ہی بہ گویا اُسکا ہوادار ہی جب تالی بجاتی ہی تو آندھی اُٹھتی ہی درختونکو
ایذا پہونچتی ہی بہت سے درخت گرے بدیع الزمان نے للکارا کہ او گیسو بریدہ و اونگ
خاندان اِسطرف آ اُس ساحرہ نے آواز دی کہ او طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا سامنے سے نکلجاؤنگی
یہ غزال جسپر سوار ہون یہ ہواسے زیادہ تیز ہی اے ساکنان صحراے خراب آباد دیکھتے ہو کہ
طلسم کشا پھر رہا ہی اور گلفروش جادو قتل ہوئی اور تم لوگ دخل نہین دیتے چہار طرف سے
اُس صحرا کے ہزارہا ساحر تیغ بکف ماش کے دانے اُچھالتے ہوے نمایان ہوے ہر ایک
ساحر کی زبان پر یہی کلام ہی کہ طلسم کشا کو مار لو اگر یہ زندہ بچا تو ہمین کون پوچھیگا ہم ہمراہ
باد انگیز جادو ہین سب ساحرون نے آکر گھیر لیا تب بدیع نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ سامنے
پلٹ کر دیکھو نقابدار زمرد پوش بھی کھڑا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی باد انگیز کو مار کے
نقابدار پر جاؤ بدیع الزمان طرف باد انگیز کے متوجہ ہوے لوح چمکاتے ہوے جاتے
ہین لوح کو دیکھکر ساحر بھاگتے ہین چاہتے ہین کسی گوشے مین چھپین اور طلسم کشا کا سامنا
نہ کرین مگر نقابدار زمرد پوش ترغیب جنگ دے رہا ہی ساحر ہر چند کد و کاوش کرتے ہین
مگر قریب بدیع الزمان نہین پہونچتے آواز گیر و دار بلند ہی باد انگیز نے جو دیکھا کہ تھوڑے
عرصے مین ہزارہا جادوگر مارے گئے پشت آہو سے گری ایک طائر کی شکل بنکر اُڑی بدیع
نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ نکلجائیگی تو آفت برپا ہوگی مہینون سرگردان رہوگے
اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارو بدیع الزمان نے تیر سے باد انگیز کو مارا اِسکا جو لاشہ زمین پر
گرا سب ساحر جل گئے آواز آئی کشتی مرا نام من باد انگیز جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو
بدیع الزمان نے نقابدار کو نہ پایا لوح کو دیکھا اسمین نوشتہ پایا کہ طرف دست راست کے
روانہ ہو اب پتہ نقابدار کا بہ مشکل ملیگا مگر یہ نقابدار بادشاہ طلسم ہی جب تو ایسے ایسے
سلاح لگا کر آتا ہی کہ جو شاہان عالم نے نہ دیکھے ہون مثل خود کہ ایک ڈھال زمرد کا ہی غرض بدیع
طرف دست راست کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک قصر نمایان ہوا دیکھا اُس مین
نقابدار بیٹھا ہی سر کا خون چلو مین لیکر پھینک رہا ہی ہر قطرۂ خون سے ایک ساحر تیار ہوتا
ہی لاکھون جادوگر مکان کو گھیرے کھڑے ہین جیسے ہی نقابدار نے بدیع الزمان کو آتے
ہوے دیکھا نعرہ کیا کہ ہان صاحبو اِسکو مار لو یہ طلسم کشا ہی جانے نہ پائے سب ساحر بلوہ کرکے
بدیع الزمان پر آپڑے اور وہ نقابدار بھی قصر سے نکل آیا لپنا لپنا کر رہا ہی خود بھی تلوار

ہلاتا ہو ساحرون کو ترغیب جنگ دے رہا ہو کہ ہان یارو یہ جنگ آخر ہو اگر طلسم کشا کو مار لیا تو سلطنت قایم رہی ورنہ نام سامری وجمشید مٹتا ہو اس حوالی مین کوئی نام سامری وجمشید کا نہ لیگا بعد مرنے باد انگیز کے کہان جا کر چھپون لیکن بدیع الزمان نے بعد مرنے باد انگیز کے طرف لقا بدار کے رخ کیا لقا بدار نے ایک چیخ ماری کئی ہزار زنگی آکر لڑنے لگے بدیع لڑ رہے ہین چاہتے ہین لقا بدار تک پہونچون مگر زنگی سینہ سپر ہوتے ہین بدیع الزمان لوح کو گردش دے رہے ہین لوح مثل برق چمک جاتی ہو تو لقا بدار آنکھین بند کر لیتا ہو جب روشنی لوح کی مٹتی ہو تو آنکھین کھولکر غل مچاتا ہو ہزارہا زنگی آتے ہین اور بدیع الزمان سے لڑ رہے ہین مگر دیو ہومان بعد جانے بدیع الزمان کے چالیس ہزار جوانون کو لیے ہوے سامنے پہاڑ کے کھڑا ہو سب سے کہہ رہا ہو یارو آقا نے وہ کارہاے نمایان کیے کہ اگر رستم واسفندیار ہوتے تو عاجز ہو جاتے اژدہے کو مارا ایجون کو اژدہے کے مارکے لوح پائی کوئین مین اپنے کو گرا دیا خدا انکو مظفر ومنصور کرے خسرو کج کلاہ درہ کوہ کے قریب کھڑا ہو کہتا ہو اے دیو ہومان آقا کے نعرے کی آواز آتی ہو معلوم ہوتا ہو کہ کسی مقام پر جنگ کر رہے ہین یکایک پہاڑ کو جنبش ہوئی اور پہاڑ گرا خسرو نے دور سے دیکھا کہ بدیع زنگیون مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین گھوڑا اٹھا کر جا پڑا ہومان نے جو دیکھا کہ آقا زنگیون مین لڑ رہے ہین اور خسرو پہونچا جا کر شریک جنگ ہوا ہومان بھی مع ہمراہیون کے جا پڑا زنگیون کو کھانے لگا جب چنگل مارا دس پانچ کو اٹھا کر کھا گیا اب لقا بدار گھبرایا کہ ایکطرف سے خسرو لڑتا آرہا ہو اور ایک طرف سے طلسم کشا لوح چمکا رہے ہین ایک طرف سے چالیس ہزار جوان آگرے لقا بدار حیران ہو کہ کس طرف جاؤن کیونکر جان بچاؤن ناچار ہو کر ہٹو ہٹو کرتا ہوا طرف بدیع الزمان کے چلا پکارتا ہوا کہ او جوان تو بڑا صاحب غیرت ہو کہ دو مرتبہ میرے ہاتھ سے زیر ہوا اور پھر میرے مقابلے کا قصد کرتا ہو مین وہی ہون کہ ایک طعن مین نیزے کی تجھکو گرایا تھا مگر قاعدہ طلسم سے چھوڑ دیا اب کی مرتبہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر قریب آیا تنگاور زن ہوا نیزہ پھرا کر چاہا مارون فوراً بدیع الزمان نے سنان نیزہ کو اڑا دیا سنان کو اڑا کر ڈانڈ کو قلم کیا ڈانڈ کو قلم کرکے لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی لقا بدار حیران ہو گیا خاموش کھڑا ہوا مگر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے پھر لوح چمکائی پھر لقا بدار رک گیا ہاتھ باندھتا تھا کہ لوح نہ چمکائیے میرے قلب پر صدمہ ہوتا ہو اندر سے قلب کانپتا ہو بدیع الزمان یا تو لوح چمکاتے تھے یا رک کر کہا لے لوح کو چھپا لیا تلوار کھینچکر سامنے آئے فرمایا کہ اب جرأت دکھا لقا بدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا وے سے ہاتھ نکالکر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا دیا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے مارے جانا لقا بدار کا کہ ہنگامہ عظیم برپا ہوا سیکڑون کوئین خشک ہو گئے بیابان کی قطع بدل گئی صحرا سے پھر بہار ہو گیا ہمت طائفہ ان زمزمہ سرا چہلین کر رہے تھے اور طلسم کشا کو دعائین دیتے تھے کہ خدا اس جوان کو سلامت رکھے کہ اسکی وجہ سے صحرا پر بہار ہو گیا ہر طرف سے

آواز مبارک باد آتی ہے اور سامنے وہی قلعہ ہے پھاٹک کھلا ہے خلقت کی آمد و رفت بدیع الزمان
دیو ہومان اور چالیس ہزار جوانونکو ساتھ لیکر قلعے مین آئے کہ خزانہ دار نے آکر کنجیان نذر دین یہ
ملحوظ رہے کہ اُمتبہ بھی ساتھ ہے جب خزانہ دار نے کنجیان پیش کین تو بدیع الزمان نے برج اول
کھلوایا چالیس ہزار زمرد پوشون کا سامان نکلا یہی چالیس ہزار شاہزادے و وزیرزادے
جو ساتھ تھے اِن سب کو زمرد پوش کیا ملک میمون کو بلوایا باپ کو بیٹے سے ملوایا میمون
بیٹے سے ملکر بہت خوش ہوا کہتا تھا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپ کے تصدق
سے بیٹے کو زندہ پایا دولت دنیا حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی برج دوم جو کھلا چالیس ہزار
جوانون کے سلاح کے علاوہ بہت سا خزانہ و جواہر بیش بہا اُس برج سے نکلا تیسرا برج جو
کھولا علاوہ سلاح کے زمانہ جمشید کا جواہر سونا چاندی غرض کہ بارہ برجون سے بارہ سلطنت
کا مال نکلا ہومان نے سب مال بار کرایا کئی ہزار ابلد ابدیع الزمان نقابدار زمرد پوش ہوئے
وہ اژدہا جو براے پوست کشی دیا تھا وہ تیار ہوکر آیا آنکھین یاقوت احمر کی لگائین جسوقت
اراب پر لادا تو معلوم ہوتا تھا اژدہا زندہ ہے شب کو اُسی مقام پر اُترے ملک میمون سے
رخصت ہونے لگے خسرو بھی باپ سے رخصت ہوا کہنے لگا مین آقاے نامدار کا ساتھ ہرگز
نہ چھوڑونگا ملک میمون نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا بدیع الزمان نے ملک میمون کو تخت
پر سوار کیا خسرو چالیس ہزار جوانون کا افسر ارابے زر سرخ و سفید کے لدے ہوے ہمراہ ہین
اور اژدہا سب کے آگے چاہا کہ روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی سلطان بلندر کاب اور دو
پہلوان شیر پر سوار اِس زور و شور سے مع لشکر آکر پہونچا میمون کو نامہ بھیجا کہ مال طلسمی
ہمارے پاس بھیجدو مال طلسمی نہ جانے دونگا میمون نے وہ نامہ بدیع الزمان کو ملاحظہ کرایا
بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ہمنے طلسم توڑا ہے ہم ایک حبہ نہ دینگے اُسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے وہ دونون پہلوان ایک کا نام نریمان شیر افگن دوسرا
ببران تیغ زن دونون کو بدیع الزمان نے زیر کیا دونون بہ صدق دل مسلمان ہوے
اور سلطان بلندر کاب بھی بہ صدق دل مسلمان ہوا تین لاکھ فوج اور ہمراہ ہوئی مگر
ملک میمون و سلطان تخت ہاے زرین پر آگے ارابہ اژدر کا اُسکے قریب دونون شیر سوار
اِس جاہ و حشم سے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے یہان صاحبقران دربار مین
بیٹھے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ کون آتا ہے
خواجہ جو باہر نکلے دیکھا بختیارک وغیرہ براے استقبال جاتے ہین خواجہ بھی ہمراہ ہوے
صحرا مین آکر کھڑے ہوے کہ دیکھا شتر سوار سانڈنی سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے سے
نکل گئے اُنکے بعد دیکھا کہ گینڈے پر ایک جوان زیر علم زرین آفتاب اُسپر بنا ہوا نیزے
مین بند جواہر کے بندھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن بارہ ہزار جوان جلودار
بہ صد کر و فر سلاح جواہر نگار آراستہ کیے ہوے ہمراہ ہین اور پشت پر تین لاکھ باختری بڑے
بڑے قد کے جوان سپرون پر موتیون کے جال پڑے ہوے معلوم ہوتا ہے کہ جس ملک سے

یہ آئے ہین وہان جواہر کی کان ہی ہر خرد و کلان جواہر بے بہا پہنے ہوے ایک سمت بارہ ہزار مرکب اشہر پا کمرین موتیون کی پڑی ہوئین عمرو اس جواہرات کو دیکھکر بیقرار ہو گیا لوگون سے پوچھا اِس پہلوان کا کیا نام ہی لوگون نے بتلا دیا اِسے مہاران گاؤ گوش کہتے ہین لقا نے اسکو بھیجا ہی کہ جاکر شاہزادون کی سلطنت دلوادے یہ مدد پسران نوشیروان کو آیا ہی خواجہ عمرو تو جواہرات کو دیکھکر عاشق ہو گئے مہاران کے ساتھ چلے بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ خواجہ اگر یہ جواہرات ملجاتا تو اِس مہینے کا سودا ادا ہو جاتا بختیارک مہاران سے باتین کرتا ہوا سب سردار ساتھ ہین جب مہاران اندر بارگاہ کے گیا خواجہ بصورت مبدل تھے بارگاہ مین آتے ہی بدحواسی مین رنگ و روغن چہرے کا چھٹا کر بصورت اصلی ہو گئے اور بختیارک سے آنکھ ملی بختیارک نے چاہا مہاران سے کہون کہ عمرو کھڑا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہو جبکہ جو خداوند لقا کو برحق جانتا ہو یا خداوند تیرے صدقے جمال تو تیرا دیکھ رہا ہون حقیقت مین بڑا مکار یہ بچہ ہی مگر مجھکو اپنے پاس بُلائیے کہ مین قربت حاصل کرون تعریف لقا کرتے ہوے سامنے مہاران کے آگئے کہا ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان مین نے شب کو خداوند لقا کو عالم خواب مین دیکھا مین وہ شخص ہون کہ مین نے ہزارون جادوگر مارے مگر کبھی کسی خداوند کو نہین دیکھا فرماتے تھے کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہی کل ہمارا بندہ مقرب آئیگا اُسکی اطاعت کرنا وہ تجھکو لاکے ہمسے ملائیگا لیکن ای پیغمبر خداوند مین خطاوار بڑا ہون خداوند کے اکثر بندے میرے ہاتھ سے مارے گئے لہذا یہ خنجر لو اور میرے ہاتھ قلم کرو میرا سر بھی کاٹو اور میری ٹانگ مین رسّی باندھکر سامنے خداوند کے لے چلو شاید اُنکو رحم آجائے اور گناہ میرے بخشدین مہاران نے کہا ای عمرو کیون تو گھبراتا ہی مین نے تیری خطا معاف کی اور قدرت سے معاف کرادونگا مین سامنے قدرت کے بالائے تبطول جاتا ہون خود زبان سے فرمایا کہ جاکر مسلمانون کو تباہ کر اور سلطنت پسران نوشیروان دلوادے مین تقدیر پختہ کرا کے آیا ہون کوئی مجھپر غالب نہین ہو سکتا ای عمرو مین نے تیری خطا معاف کی بختیارک تو دنگ ہو رہا ہی کہ آج خواجہ نے یہ کیا فتور مچایا ہی دیکھیے مہاران کے ساتھ کیا کرتے ہین مہاران نے ہاتھ پکڑکر عمرو کو تخت پر بٹھایا تاج جواہر سر پر رکھا عمرو کہتا ہی ای مہاران حمزہ کو مارکر تمکو سلطنت دلواؤنگا تمام دنیا مین تمھارے نام کا ڈنکا بجے خداوند کا مذہب جاری ہو تب میرے دل کو آرام ہو مہاران کہ رہا ہی خواجہ وہ مرتبہ تمھارا کرون کہ ہر ایک کو رشک ہو بختیارک سے آنکھ ملاکر عمرو نے اِشارے سے کہا ملک جی آپ خاموش بیٹھے رہیے اگر میرا نقصان ہوا تو تم سے سب لونگا بختیارک چاہتا ہی اگر ذرا عمرو منھ پھیرے تو مہاران کو آگاہ کرون مگر عمرو نے مہاران سے باتین کرتے کرتے طبلہ کھینچ لیا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا
جب مین گیا وعدہ فردا کیا

خوب کیا آپ نے اچھا کیا
کچھ تو کسی نے انھین سمجھا دیا

ہائے رے پیمان شکنی کے مزے
ہم جو گئے آج تو پردا کیا

بدن کی تقصیر نہین ہی مگر +
آج نہ اسنے کوئی پھیرا کیا
نام مرا سنتے ہی شرما گئے
شانہ عبث زلف سے الجھا کیا

بے اثری نے مجھے رسوا کیا
آپ کے احسان کی تعریف ہی
تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا
اسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم

صورت کے صدقے کہ یہ لینے تھے وہ
مین نے اگر شکوہ اعدا کیا
مین دل صد چاک کا کتا تھا
مجھسے مرے شوق نے یہ کیا کیا

اِن اشعار کو سُنکر مہاران بہت خوش ہوا کہا اے شہنشاہ آج کیا ... حقیقت مین ... صاحب کامل ہو مین قدرت سے تمھارا عفو جرایم کراونگا خواجہ ہنس رہے ہین بہت تعریفین مہاران کی کین اور صاحبقران کو برا بھلا کہہ رہے ہین اور کہتے ہین سب کی مشکین مین باندھکر لاؤنگا مہاران کے منھ سے نکلا کہ کیون شاہ عمرو ایلچی کیونکر روانہ کرتے ہین عمرو خوب ہنسا کہا اے پیغمبر خداوند خوب بات تجویز ہوئی حمزہ کے نام پر نامہ لکھو اور مین ایلچی ہوکر جاؤن سر دربار حمزہ کو ذلیل کرون مشکین باندھکر لاؤن اور پھر کُل اہل لشکر بھی دیکھین کہ عمرو لقاپرست ہوا یہ آبرو پائی حمزہ کی ملازمت کرکے کیا لطف پایا اب عمرو تخت نشین ہوا یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ شاہ عمرو ملقب ہوا مہاران نے اُسیوقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ او حمزہ منم مہاران گاؤ گوش پیغمبر خداوند لقا ہرچند کہ مجھ ایسے وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین مگر میری یہ آبرو ہی کہ خداوند عمرو کے خواب مین آئے ایسا رفیق تمسے جدا ہوا کہ جسکی جدائی سے برباد ہوجاؤگے لشکر کا نشان نہ معلوم ہوگا جسوقت طبل جنگی بجواؤنگا زمین کانپنے لگی اور عمرو اب لقاپرست ہوا اُسکو باختر لیجاؤنگا خدمت خداوند مین حاضر رہیگا یہ نامہ لکھکر رکھا اور آواز دی کون ایسا ہی کہ اس نامے کو لیجائے عمرو تاج پہنے ہوے تخت سے کود انامہ اُٹھا لیا مہاران نے کہا بھی کہ خواجہ ایسا نہ ہو کہ حمزہ تمسے ساتھ بدی کے پیش آئے تو مین کیا کرونگا مجھکو بڑا ملال ہوگا عمرو نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کیا مجال ہی کسیکی کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے میرے شاگرد وہان موجود ہین وہ بلوہ کرین کہ حمزہ اپنی جان سے عاجز ہو مگر اے پیغمبر اب چاہتا ہون اِس سامان سے جاؤن کہ حمزہ دنگ ہوجاے اپنے مقام پر کہے کہ شاہ عمرو نے بڑا مرتبہ پایا اب میری اطاعت نہ کریگا اہل لشکر سب دنگ ہون مہاران نے کہا اے شاہ عمرو جو سامان کہو وہ کردون عمرو نے کہا یہ جو بارہ ہزار جلودار جواہرپوش آپ کے ساتھ ہین اِنکو میرے ساتھ کردیجیے کہ حمزہ عظم وشان دیکھے مہاران نے کہا خواجہ لیجاؤ بختیارک بیٹھا بھُن رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ سب جلوداردن کو عمرو لیچلا وہان جاکے اِن سب کو لوٹ لیگا مگر مہاران نے طرف بختیارک کے منھ بھی نہ کیا ہرچند اِشارے کرتا ہی زانوون پر ہاتھ رکھتا ہی مگر مہاران متوجہ نہین ہوتا الغرض خواجہ عمرو تخت پر سوار ہوے ملازمان مہاران نے تخت اُٹھایا بارہ ہزار جواہرپوش ساتھ کیے عمرو تخت پر تنا ہوا بیٹھا ہی نعرے کرتا جاتا ہی کہ منم بندۂ خداوند لقا یہ مرتبہ پایا ہی کہ تخت پر سوار ہون بارہ ہزار جلودار ساتھ ہین بر سر حمزہ بہ عہدۂ سفارت جاتا ہون حمزہ کو جاکر ذلیل کرونگا جب عمرو بارگاہ سے نکل گیا تو بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا مہاران نے پوچھا ملک جی کیا ہنستے ہو بختیارک نے

کہا اے مہاراان عمرو نے خوب جال پھیلایا بارہ ہزار جلوداروں کو لیگیا اب وہ پلٹ کر نہ آئیگا مہاراان نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ قدم بقدم کی خبر مجھکو پہونچاؤ ہرکارے روانہ ہوے مگر عمرو اس شان و شوکت سے کنارے لشکر اسلام کے پہونچا تقضائے کار کہ عادی پہلوان ہتھیار اُتار رہے تھے عمرو کو جو اس شان و شوکت سے دیکھا ہنسکر کہا کہ او کہنہ دزد یہ سامان کہان سے پایا عمرو نے جلوداروں کو اشارہ کیا کہ تمھارے آقا کا یہ حکم ہے کہ سوائے شاہ عمرو کے اور کوئی کچھ نہ کہے یہ شلغم بزرگ کہنہ دزد کہتا ہے سب ملکر اسکو مارو بارہ ہزار جلودار چوب و چماق لیکر عادی پر جھپٹے آخر کو عادی بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے کہا اے شہریار عمرو بادشاہ بنا ہوا آتا ہے اور کہتا ہے میں بندۂ خداوند لقا مجھکو اسقدر پٹوایا کہ زندگی سے بیزار ہوگیا اب تک بمشکل آیا ہون صاحبقران ہنس پڑے فرمایا آج خواجہ نے کیا رنگ جمایا ہے بادشاہ نے کہا اے شہریار وہ تو لقا پرست ہوگیا صاحبقران نے فرمایا جسطرح آتا ہے آنے دو عمرو بارگاہ سلیمانی پر پہونچا جو عیار سامنے آتا ہے اُس سے کہتا ہے کہ دیکھو یارو کیا مرتبہ پایا ہے تم سب کو بھی مرتبہ دلواؤنگا عیار سر جھکاکر خاموش ہو رہتے ہین عمرو بارگاہ سلیمانی سے آگے بڑھا جلوخانے مین آکر بارہ ہزار ساتھ والون کو جتایا کہا تم لوگ کھڑے رہو مین اندر جاتا ہون دیکھون کیا گذرے عمرو اندر بارگاہ کے آیا سینہ تانے ہوے پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہے جو کہ جو خداوند لقا کو برحق جانتا ہے کسی نے کچھ جواب سلام کا نہ دیا صاحبقران ہنسے عمرو نے کہا او حمزہ غیرت نہین کرتا ہے تو نے غضب کیا کہ ایک نیا مذہب ایجاد کر دیا جاگتی جوت کا خداوند موجود ہے مگر تم اعتقاد نہین کرتے کھینچتا ہوا سامنے پہلوان کے لیجاؤنگا یہ کہکے عمرو نے تیغچہ مارا صاحبقران نے کلائی تھام لی فرمایا او ساربان زادے ایک تھپڑ مارون کہ سر اُڑجائے کیا بیہودہ بکتا ہے عمرو نے کرب سے اشارہ کیا کہ اے فرزند مجھکو مشکین باندھکر روانہ کردو اور بارہ ہزار جلودار دروازے پر حاضر ہین اُن سب کے لباس اُترو الو مگر خبردار کوئی نقصان نہ ہونے پائے کرب نے اُٹھکر خواجہ کی مشکین باندھین تاج وغیرہ اُتار لیا عمرو چیخ رہا ہے کہ یا خداوند تیرے نثار جو مرتبہ میرا ہے وہ دیکھ رہا ہون راہ خداوند مین جو صدمے پہونچین وہ مجھکو بدل و جان گوارا ہین کرب نے باہر نکلکر اُن بارہ ہزار کے لباس اُترو الیے اور خواجہ کو گدھے پر سوار کیا عمرو نے اشارہ کیا کہ منھ بھی کالا کردو گلے مین جوتیون کا ہار ڈالدو کوئی ذلت باقی نہ رہے کرب نے اُسی طرح خواجہ کو گدھے پر سوار کیا اور بارہ ہزار جلودار برہنہ سب خواجہ کے ساتھ ہین عمرو چیخ رہا ہے کہ یا خداوند لقا آپ کی راہ مین یہ مصیبت اُٹھائی ہے مگر آپ کو دیکھ رہا ہون آپ تسکین دے رہے ہین مین اسپر راضی ہون یہ ذلت نہین ہے بلکہ عزت ہے تیری رحمت ہے مگر یا خداوند جسنے میرا یہ حال کیا اُسکا بھی یہی حال کرون حمزہ بھی یاد کرے کہ شاہ عمرو کو جو ذلیل کیا اُسکا یہ انجام ہوا آپ کے سر ہلانے کو مین سمجھا کہ میری عرض قبول ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر مہاراان کو پہونچائی مہاراان نے کہا دیکھو تو ملک جی عمرو نے یہ ذلت اُٹھائی کہ فریاد کرتا ہوا آتا ہے تم کہتے تھے نہ آئیگا بختیارک نے کہا اے

پیغمبر اب تمھاری ذات پر جو جواہرات موجود ہین اُسکا خواہان ہوکر عمرو آتا ہی مہاران نے کہا ملک جی عمرو سچ کہتا تھا کہ ملک جی میرے دشمن ہین یہ مال گیا تو مجھکو کچھ پروا نہین ہی اس سے زیادہ ممکن ہو جائیگا بختیارک اور مہاران سے گفتگو ہو رہی ہی مگر مہاران محبت عمرو کا قایل ہی کہتا ہی کہ جان بڑی چیز ہی عمرو تو خود کہتا تھا کہ مجھکو قتل کر مین نے قتل نکیا بختیارک نے کہا یہ سب فقرے ہین جانتا ہی کہ دربار مین کوئی آشنا نہین ہی خوب فقرے بنائے اِتنا کئے دیتے ہین کہ عمرو تمھاری فکر مین ہی مہاران نے کہا وہ میرا کیا کرسکتا ہی یہ ذکر تھا کہ عمرو آکے پہو نچا دوڑکر قدمون سے مہاران کے لپٹ گیا کہا اے پیغمبر تامرسل مین اکیلا حمزہ نے میرا یہ حال کیا مگر مین نے راہ مین خداوند کو دیکھا کہ کھڑے ہوے افسوس کر رہے ہین فرماتے تھے کہ اے خواجہ عمرو تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ عالم عالم رشک کرے مین اِسپر راضی ہون کہ جو ذلت پہونچی بہتر ہوا خداوند تو راضی ہوے مگر افسوس کرتا ہون کہ اُس دربان بیچے نے تمھارے خلوہ داردن کو بھی لٹوا لیا مین ناچار ہوکر چلا آیا مہاران نے کہا خواجہ اسکا افسوس نکرو مین اِس سے زیادہ مال ممکن کر لونگا مگر بختیارک کچھ اشارے کیے جاتا ہی مہاران عمرو کا ہاتھ تھام کر اُٹھا کہا اے شاہ عمرو میری بارگاہ مین چلو یہان صحبت تو خلاف ہی خواجہ عمرو کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا خواجہ بختیارک سے بڑھکر کوئی تمھارا دشمن نہین ہی کہتا تھا خواجہ اب پلٹ کے نہ آوینگے مین نے طعنہ دیا کہ دیکھو خواجہ آئے یا نہین اُسپر جواب دیتا ہی کہ تمھاری فکر مین آئے ہین عمرو نے کہا مین نے ایسے ہی فقرے دیکر اِن کافرون کو لوٹا ہی کہ بختیارک کو اعتبار نہین آتا مگر ایسی جاگتی جوت کا خداوند نہ دیکھا تھا میرے دل سے محبت اہل اسلام نکالدی آپ اپنی بارگاہ مین آیئے گانا سنیے عیش و جیش کیجیے کہ مین اپنا کمال دکھاؤن تمکو خوش کرون راضی کرون مہاران نے کہا اے شاہ عمرو تمھارا وہ مرتبہ کرون کہ بڑے بڑے تاجدار رشک کرین عمرو نے کہا خداوند میرا گلا ناسُن رہے ہین وہ دیکھیے کونے مین بیٹھے ہین چوہے کے بل سے نکلے ہین حقیقت مین کیا جمال ہی اور کیا ریش ہی کہ ہر موے ریش مین مروارید بے بہا نصب ہین مہاران نے کہا خواجہ بیشک تمنے خداوند کو دیکھا حقیقت مین یہی قطع ہی عمرو نے جلسہ آراستہ کیا سامنے مہاران کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گائے

نظم

رخ رنگین کا تصور ہی تماشائے بہشت
بند کر کھول کے آنکھوں کو نہ دریائے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہی جب سے
ہائے جنت کبھی کہتا ہون کبھی وائے بہشت

رند ہون مجھکو خرابات مغان جنت ہی
سر زاہد کو مبارک رہے سودائے بہشت

نہین ملتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤنگا نہین خرمائے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہی مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشک لئے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریائے بہشت

گل جنت سے وہ خوشرنگ ہی روئے رنگین
پست بالائی بلندی سے ہو طوبائے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے — پھر وہ کافر ہی جو اُسکو رہے پروائے بہشت
وا رہ حشر سے محشر مین کہونگا مین بھی — یہ گنہگار بھی رکھتا ہی تمناے بہشت
محفل حور وشان کو یہی میری ہی دعا — تجھکو آباد رکھے انجمن آراے بہشت
تیرے کوچے کی ہوا انمین نہ چلتی ہوگی — مرکے بھی دیکھ لین مشتاق تماشاے بہشت
حور کی آنکھونسے شرمائی ہوئی ہین آنکھین — صورت یار کے دیوانے ہین شیداے بہشت
دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے — اسکی ہمچشم نہین نرگس شہلاے بہشت
عاشق ساقی کوثر ہون مین رند اے آتش — حوض کوثر کے لیے ہی مجھے سوداے بہشت

خواجہ نے اِس رنگ مین یہ غزل گائی کہ مہاران تعریفین کرنے لگا کہتا تھا اے شاہ عمرو یہ تمہارا اگانا دل ٹکڑے کرتا ہی عمرو نے کہا یہ کمال آپ نے کیا دیکھا ہی وہ کمال دکھاؤن کہ جسکو قدرت بھی پسند کرین مہاران نے پوچھا وہ کمال کیا ہی عمرو نے کہا ساقی گری کرتا ہون کہ منھ سے گاؤن پانوٗن سے ناچون اور ہاتھ سے بتاؤن اور سر سے شراب پلاؤن کہ آپ حیران ہو جاوین مہاران نے کنجی میخانے کی دی عمرو نے آکر شراب کو خراب کیا شراب درست کرکے محفل مین آئے سر پر جام رکھا ہاتھ سے بتاتے ہوے سامنے مہاران کے پہونچے سر جھکایا کہ ایسے کاملون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مہاران بے اندیشۂ انجام جام پیگیا اتنے عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی اب سب اُچھلنے اور کودنے لگے کوئی ہاتھ بڑھاتا ہی کوئی دیوانہ پن دکھاتا ہی مہاران نے پکار کر کہا کہ یارو میری صحبت کو کیا بازار سقر کر کیا ہی یہ کہکے اُٹھا کہ سب کو سزا دون کہ یہ بھی لڑکھڑا کر گرا اسکا بیہوش ہونا کہ سب گر کر بیہوش ہوے خواجہ نے سب کے لباس لیے اور مہاران کی ریش تراشی کئی ایک موے ریش رہنے دیے اُس مین نوشتہ باندھا کہ اے مہاران سنم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری حکم حمزہ کا نہ تھا ورنہ تیرا سر کاٹ لیتا اگر اپنی جان کی تو خیر چاہتا ہی تو صبح کو آکر مسلمان ہو ورنہ اِس سے زیادہ ذلیل کرونگا اور افسوس ہی کہ مال کچھ نہ پایا ہیا نقصان کرکے چلا یہ نوشتہ موے ریش مین باندھکر خواجہ نے اسباب کا گٹھر باندھا تذرزنبیل کیا کہا دا رہا جان یہ تو لیجیے خیر اِس مہینے کا سود تو ادا ہوا اصل روپیہ بھی کبھی نہ کبھی ادا ہو جائیگا صبح کو صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے کہ خواجہ ہنستے ہوے آئے صاحبقران نے پوچھا کیون خواجہ خوب مال لوٹا عمرو نے کہا وہ جواہرات سب دغل تھہراوہین پھینک کر چلا آیا بیہوشی بیکار صرف کی صاحبقران کو پرچۂ اخبار گذر چکا کہ عمرو نے مہاران کو لوٹ لیا یہان بختیارک نے خبر سنی تھی کہ خواجہ نے ساقی گری آغاز کی رات بھر نہ آیا ہی صبح ہوتے دربار مہاران مین آیا دیکھا دروازے پر چوبدار لڑ رہے ہین اور خدمتگار دن سے جوتی چل رہی ہی چوبدار کہ رہے ہین کہ ہمارا عصا کیا ہوا خدمتگار کہتا ہی میری پگڑی بتا مالک پوچھے گا تو کیا جواب دونگا مہاران گاؤ گوش جو پڑا تھا نسیم سحری چلی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک معشوق پہلو مین سو رہی ہی اُسکو لپٹا لیا کہا اے جان جہان رات بھر بیکار ہین نشے مین

میری آنکھ نہ کھلی ورنہ تھوڑی دیر عیش و عشرت کرتا اب اسوقت کیا ہوتا ہے وہ وقت گذر گیا بقول میر حسن شعر بقول حسن کوئی پاتا نہین + گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین + غرض وہ شخص اسکا بھانجہ تھا جسکو خواجہ معشوق بناکر اسکے پہلو مین سلا گئے ہین اسنے دیکھا کہ ایک داڑھی منڈا مجھکو لپٹا تا ہے ہنسکر کہا ابے تو کون ہے داڑھی مونچھین منڈی ہوئین تیرے یہان کون مرگیا ہے کہ بھدرا کرا کے آیا ہے دونون مین تکرار ہو رہی ہے کہ بختیارک نے آکر سلام کیا اور آئینہ دکھایا اور کہا اے مہاران اب راضی ہوے بھانجے کو کیون ڈباتے ہو یہ معشوق نہین ہے مہاران نے جو اپنی صورت دیکھی جھلا کر اٹھا کہا ملک جی اگر عمرو نے میرے ساتھ عیاری کی تو مین دریاے خون میدان مین بہادونگا نقاب ڈالکر بارگاہ مین آیا خفیف و شرمندہ ہو رہا ہے اور بختیارک طعن و تشنیع کر رہا ہے مہاران نے کہا طبل جنگی بجے میدان مین جرأت دکھاؤنگا اور گھس کر لشکر مین عمرو کو قتل کرونگا کہو نگا کیون اوسارہ بان زادے یہ کیا حرکت میرے ساتھ کی مارے کوڑون کے کھال گرادونگا لیکن ہرکارے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سرخ تا بد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بہ کام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مہاران نے طبل جنگی بجوایا ہے بہت بگڑا ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجوا دو اور کل تمھین مہاران سے مقابلہ کرنا عمرو نے کہا اگر وہ مجھکو پکارے گا تو مین ضرور اُس مردود کے مقابلہ مین جاؤنگا یہ کہکے نقار خانۂ سکندری مین آئے چوب طبل سکندری پر لگائی نظم

چو بر طبل اسکندر آمد زوال	ز ناہید مریخ کرد این سوال	جہان را اگر روز آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نی طبل اسکندر است	کز آواز او گوش گردون کر است

تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل مہاران سے مقابلہ ہے تیار ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب قباے زرین زیب جسم کرکے فوج ضیا و شعاع ہمراہ لیکر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین قاسم کھڑے ہوئے بل کر رہے ہین مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین مہاران کا ارادہ ہے کہ میدان مین نکلون کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھ رہے ہین کہ آگے آگے ایک اژدہا اڑا ہے پر اور دو جوانان شیر سوار اژدر کی بگیں راتی کرتے ہوے اور ایک نقابدار زمرد پوش سلاح جنگ سے آراستہ سب کے آگے دو تاجدار ان جلیل القدر تخت ہاے سلطنت پر کئی ہزار نقارے طلائی و نقرئی بجتے ہوے چالیس پچاس ہزار ارابہ زر سرخ و سفید کا پشت پر ادبار الوان پر اسلحہ و جواہرات لدا ہوا پانچ چھ لاکھ فوج جنگی سبکے آگے جو اژدر ہے وہ منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا ابر ابر کلے کے روزن رکھا ہے اُس مین شاطر بیٹھا ہوا ارال منھ سے اُڑا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اژدر زندہ ہے یعنی صناعان چابک دست نے ایسا درست کیا ہے کہ زندہ معلوم ہوتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا کہ عجب عظم و شان سے

یہ نقابدار آیا ہی کہ کبھی کسی کی یہ شوکت نہین دیکھی یہ اژدہا نمونۂ جرأت ہی لشکر کے آگے رکھا ہی
جس سے ثابت ہو کہ نقابدار نے اِسے مارا ہی اسباب بھی بے حساب ساتھ ہی قاسم نے کہا
کوئی ڈکیتا معلوم ہوتا ہی مگر نقابدار نے جو مہاران کو میدان مین دیکھا وہین سے مرکب اُڑایا
تین ٹھیکون مین مرکب مہاران کے مقابلے مین آیا مہاران جھلایا ہوا کھڑا تھا اُسنے نیزہ مارا
نقابدار نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے باڑھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ
ڈالا مہاران لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی نقابدار نے مہاران کو پہر دن رہے زیر کیا
زیر کرکے مشکین باندھین خواجہ عمرو کو آواز دی اِسکو لیجایئے گھوڑے پر سوار ہوکر نعرہ کیا
کہ وہ لوگ کون ہین جو اپنے کو رُستم و اسفندیار جانتے ہین اپنی شوکت پہ بڑا ناز ہی شوکت بھی
دیکھین نکلکر مقابلہ کرین قاسم نے دیکھکر کہا کہ یہ جوان مجھپر نعرہ کرتا ہی کیا شوکت و شان ہی کس
بات پر اِسکو گمان ہی ایک باختری کو زیر کیا اُسپر یہ گھمنڈ کرتا ہی نقابدار دمبدم نعرے کر رہا ہی
کہ میرے سامنے وہ لوگ نہین آتے جنکو اپنی جرأت پر گھمنڈ ہی یہ سنکر قاسم گھوڑے اُتر آکر سامنے قبلہ
کے آیا کہا خداوند نعمت مجھکو اجازت دیجیے کہ مین اِس نقابدار کی مشکین باندھکر لاؤن
اِسکی شوکت کا گھمنڈ مٹاؤن بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ قاسم مرکب اُڑا کر مقابلہ نقابدار
مین آیا کہا او بیہودہ کیا بک رہا ہی مردان عالم سے آنکھہ تو چار کر یہ کہکے نیزہ مارا نقابدار سے
نیزہ چلنے لگا سب دیکھ رہے ہین کہ قاسم بھی جانبازی کر رہا ہی ہر چند یہ چاہتا ہی کہ نیزہ نکالون
مگر نقابدار وہ سپاہی ہی کہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا پھر بھر کا مل نیزہ چلا آخر دونون کے نیزے
ٹوٹے تلوارین کھینچکر مقابل ہوے جب تلوار چلتی ہی برق شمشیر کی چمک جوانون کے غصے
جمے ہوے لڑ رہے ہین صاحبقران دونون کے واسطے دعائین کر رہے ہین کہ پروردگار
قاسم تو میرا فرزند زادہ ہی مگر نقابدار کی بھی خیر و خوبی مانگتا ہون جب شام قریب ہوئی
تلوار چل رہی ہی صاحبقران فرماتے ہین کیون خواجہ کیا باعث ہی کہ جسقدر خیال مجھکو قاسم
کا ہی اُسیطرح خیر و خوبی اِس نقابدار کی بھی چاہتا ہون اور اُسیطرح دل بیقرار ہی خون
رگون مین جوش مار رہا ہی عمرو نے کہا ای آقاے نامدار آپ خوشامد نہ کیجیے بعد قاسم کے
زیر کرنے کے آپ پر نعرہ کریگا وہ خواہانِ اشیاے صاحبقرانی ہی دیکھو ماتھے پر اژدر کے لکھا
ہی کہ نقابدار نہ مرد پوش صاحبقران عصر اگر تم چاہو کہ اِن خوشامد و لتے تمکو چھوڑ دے تو یہ
غیر ممکن ہی امیر نے کہا خواجہ کیا بیہودہ بکتے ہو مین بہرام فلک سے بھی باہر نہین ہون جسطرح
چاہے امتحان کرلے جب قاسم تلوار مارتے ہین نقابدار خالی دیتا ہی اور جب نقابدار وار
کرتا ہی تو قاسم اُسکو رد کر دیتے ہین اِسی طرح سر شام تک تلوار چلی نقابدار نے جب دیکھا
کہ تلوارین آرٹی ہو گئین تو باڑھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا قاسم آتشخو شعلہ مزاج لپٹ پڑے
آپس مین کشتی ہونے لگی جب بالکل شام ہوئی تو قاسم نے چھوڑ دیا کہا او نقابدار جا بیج
سعادت کیا نقابدار نے ہاتھ تھاما کہا ای قاسم جانے نہ دونگا جبتک میدان مین زیر نکر لونگا
قاسم نے کہا او برقع پوش اندھیرے مین کون ہمارا تیرا تماشہ دیکھیگا نقابدار نے کہا اگر

تمکو روشنی میسر نہین ہی تو مین روشنی منگاتا ہون ابھی رات کا دن ہو جائیگا یہ کہکے شاطر نے اشارہ
کیا شاطر نے اُسیوقت بادشاہون کو آواز دی کہ روشنی بھیجیے ایک چشم زدن مین قاسم نے دیکھا
کہ بڑے بڑے جھاڑ لا کر رکھدیے جنکی قیمت حوصلے سے جوہری فلک کے. باہر ہی نقابدار بہی
خوب ماہر ہی وہ جھاڑ دیکھکر صاحبقران تعریف کرنے لگے کہ کیا بے مثل جھاڑ ہین دست چپیون
نے کہا حضور ملاحظ فرمائین سب جھاڑ خراب ہین دیکھیے شمعین کیسی لگائی ہین کہ جو روشنی نہین
دیتین اب شب کو پھر نقابدار اور قاسم سے کشتی ہونے لگی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی
بچھایا ہی فلک بچشمۂ ماہتاب آنکھ پر رکھکر تماشہ دیکھ رہا ہی اِدھر لشکر نقابدار کمر کھولکر اُتر پڑا ہی کہ
جہانتک نگاہ کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر ہی ایک طرف لشکر امیر مین سب جوان اپنے اپنے کمید انونکے
پاس دریان بچھا کر بیٹھے سوارون نے زین پوش بچھایا ہی سودے والے آوازین لگانے
لگے ایک میلہ معلوم ہوتا ہی تماشہ دیکھنے کے اشتیاق مین سکندر و پسران نوشیروان میدان
مین موجود ہین جب سکندر نقابدار کی تعریف کرتا ہی تو بختیارک کہتا ہی کہ اے سکندر یہ تمہاری
تمھاری جان کے واسطے یہ نقابدار آفت ہوگا مین تو نقابدار سے آگاہ ہو گیا کہو تو نام
لے لون مگر تم لوگ یقین نہ مانوگے اب چلکر آرام کرو دات بھر تو یہی اُلجھیڑا رہیگا صبح کو حال
کھلیگا کچھ تعجب نہین کہ یہ نقابدار بدیع الزمان ہو سکندر نے کہا اے دیوانے بدیع الزمان
کہان اِس نقابدار نے یہ اژدہا مارا دونون بادشاہ اِسکے ساتھ ہین بدیع الزمان اکیلے
نکل گئے ہین خوبصورت تو انتہا کے ہین کہین بیٹھ رہے وہ اب کیونکر آوینگے یہ نقابدار
کوئی بڑا بہادر ہی اور ہرکارون نے مجھکو خبر دی ہی کہ یہ نقابدار طلسم طہمورث توڑ کے
آیا ہی بارہ سلطنتون کا مال اُس طلسم مین تھا مین نے تواریخ مین پڑھا ہی کہ ہر بادشاہ نے
اپنے عہد دولت کا مال اُس طلسم مین رکھا کوئی وہان نقابدار زمرد پوش ہی کہ وہی نگہبان
طلسم ہی کسی کو پانی نہین پینے دیتا جو اُسکے سامنے گیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا ایک ڈانڈ نیزہ کی
مارتا ہی اگر پہاڑ بھی ہو زمین پر گر پڑے کسکی مجال تھی کہ اُس نقابدار کو کوئی مارتا مین جانتا
ہون کہ وہی نقابدار بیچ طلسم سے نکل آیا کہ ملک گیری کرون ملک جی اگر یہ نقابدار وہ ہی
تو سب کو زیر کریگا اور تمنے سراسر خلاف کہا بدیع الزمان کہا اور یہ مال و دولت کہان
دیکھتے ہو کہ سلاح کیسے ذات پر آراستہ ہین وہ مال لدا ہی کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہو اگر
ایک ادا بھی ملجاے تو سلطنت کو اوج ہو سردار کیا عمدہ پائے ہین شیر سوار کو اپنی جرأت پر
کیسا ناز ہی مہاران کو کیسا جھٹ پٹ زیر کر لیا اور قاسم سے کس لطف سے لڑ رہا ہی یقین
ہی کہ قاسم کو زیر کرے دیکھ لو زیادتیان کر رہا ہی بختیارک نے کہا اے سکندر یہ زیر و زبر
نہ ہونگے فیصلہ ہو جائیگا کل دن کو حال کھلیگا گردست چپی قاسم کی جرأت کے غلغلے
کر رہے ہین لیکن بیچا کا پلڑہ ہی ہر مقام پر نقابدار زیادتی کرتا ہی کئی مرتبہ قاسم کو پکڑ لایا
قاسم عاجز ہو رہے ہین دیکھ لو چہرہ اُداس ہی عالم یاس ہی نقابدار کسقدر شگفتہ لڑ رہا ہی
کچھ پروا بھی نہین کس تیور سے جنگ کر رہا ہی اول تو مہاران سے لڑا قاسم کو للکارا اب

اِتنا زمانہ گذرا کہ قاسم ایسے شیر سے جنگ کر رہا ہے ابتک کسی مقام پر کمی نہین کی سپر دیکھو پشت پر
پڑی ہی اُسپر جال موتیونکا گل ہر دانہ بیدبے بہا ہین ایک ایک موتی کمیاب بلکہ نایاب ہی لیکن
حقیقت مین کہین جواہرات پڑا تھا کہ اُٹھا لایا ہی مگر ملازمان نقابدار خاموش تماشائے جنگ
دیکھ رہے ہین آپس مین کہہ رہے ہین آقائے نامدار سے ہمارے کوئی نہین لڑسکتا ہی ماشاء اللہ
کس خوشی سے مجادلہ کر رہے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے رات اِسی ہنگامے مین گذری وہ
وقت آیا کہ رستم زرین پوش بہ صد جوش وخروش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا اور شاگردان
ضیاء وشعاع ساتھ اسفندیار ماہ تابان کو شکست دیکر آیا ہی اکھاڑے مین چرخ نیلوفری کے
آکر ٹھہرا تمام زمانہ منور ور روشن ہوگیا یہ دونون شیر اُسی طرح سر ٹکرا رہے ہین غرض یہ کہ پہر دن
باقی رہا ہی نقابدار قاسم کو ریلکر لے دوڑا قاسم پانچ چار قدم پر جاکر رُکے نقابدار نے
چاہا اور آگے دوڑاؤن قاسم نے قدم جما دیے کہا او برقع پوش تنے حیا اب مردان عالم کے
قدم نہ ہٹینگے چاہے زمین ٹل جائے نقابدار نے کہا دیکھو دوڑاتا ہون دس قدم اور لیجاؤنگا
قاسم نے کمر سے خنجر کھینچا کہا او نقابدار وہ خنجر ماروں کہ انتڑیان ڈھیر کردوں نقابدار نے
قرولی کھینچی کہا او خاورزمی مجھکو افسوس ہی کہ رستم کے سامنے شرمندہ ہونگا ورنہ تجھکو پیسکر
مار ڈالتا مگر تو بے غیرت ہی قاسم نیچے ہٹے کہ خنجر مارتا ہون نقابدار نے کہا بسم اللہ یہ بھی حوصلہ
باقی نہ رہے آج کوئی جرأت اٹھا نہ رکھو ننھیال کی جرأت دکھاؤ کہ خسرو خاورزمی نے تعلیم
کیا ہوگا اِسپر قاسم بہت جھلایا کہا او نقابدار مفلوک کیون زیادہ بکتا ہی اِدھر عمرو نے جو دیکھا
کہ دونون جوان جان دینے پر آمادہ ہین قرولی و خنجر کھنچ گیا ہی پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران
جلد اپنے کو پہونچایئے جس کسی کا وار چل جائیگا دوسرے کا خاتمہ ہوگا صاحبقران نے
گھوڑا بڑھایا اِس تیزی سے آئے کہ دونون کی آنکھیں جھپک گئین بیچ مین آکر کودپڑے
داہنا ہاتھ سینے پر نقابدار کے رکھا بایان ہاتھ قاسم کے سینے پر رکھا فرمایا ہان ہان جوانو
یہ کیا جہالت ہی پھر گرم جنگ ہونا میدان وسیع ہی پھر طبل جنگی بجے گا پھر حوصلہ نکال لینا کیا
وقت گذرا جاتا ہی قاسم بیچین ہی نقابدار تو رُک گئے مگر قاسم تڑپ رہا ہی کہتا ہی دادا جان
چھوڑ دیجیے مین اِسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا نقاب چہرے سے نوچ لی
لکھا ہی نقاب جو اُٹھی تو بقول شاعر فرد اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب ٭ گرا چرخ سے چرخ
کھا آفتاب ٭ زمین پر ہالہ پڑ گیا معلوم ہوا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا صاحبقران نے
دیکھا کہ میرا فرزند بدیع الزمان ہی گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند کہان تھے تمھارے فراق مین
نور آنکھونکا کم ہوگیا ہی بدیع الزمان نے عرض کی کہ قاسم نے شوکت کا طعنہ دیا تھا اسباب شوکت
جب مہیا ہو لیا تب خدمت مین حاضر ہوا قاسم برائے سلام جھکے عم نامدار کہکر لپٹ گئے بادشاہ
وغیرہ نے بدیع الزمان کو گھیر لیا امیر نے جو دیکھا کہ قاسم مکدر ہی فرمایا اے فرزند تمھارے
باپ نے وہ جرأت کی کہ آجتک مشہور ہی ملک فتنہ ملک فرنگستان کہلاتے ہین تمنے طلسم افراسیابی
توڑا اِنھون نے طلسم طہمورث شکست کیا اب سرداران بدیع الزمان مثل گوہر شب خطائی

وآزربرزین تبریزی اگرلپٹ گئے کہا آقاے نامدار غلاموں کو یہیں چھوڑا ہم لوگ آپ کے
فراق میں بیتاب تھے بارگاہ سلیمانی میں چلیے بدیع الزمان نے امیر کے سامنے ہاتھ باندھے
کہا قبلہ وکعبہ ایک شب کی مجھکو مہلت دیجیے کل صبح کو بہ صد شوکت وحشمت جملہ سرداروں کے
واسطے علیحدہ علیحدہ اسباب رکھا ہی وہ سب لیکر آؤنگا اول بادشاہ کو نذر دونگا اور حضور کے
سامنے اسباب شوکت پیش کرونگا اور سب صاحبان عالیمقدار کو تحفہ جات طلسمی تقسیم کرونگا
پھر انصاف ہوجائیگا ونگل رستم مجھکو ملے ورنہ طلسم طہمورث سے وہ وہ ونگل لایا ہوں کہ جسپر
لاکھوں روپیکا جواہرات نصب ہی ہرچند صاحبقران نے کہا مگر بدیع الزمان نے یہی عرض
کی کہ آجکی شب غلام علیحدہ رہےگا صبح کو حاضر خدمت ہوگا یہ فرماکر سرداروں کو رخصت کیا
مگر قاسم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ سب جرأت کی تعریفیں کررہے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیشک
آپ گوے سبقت لیگئے قاسم تو نقاب سرخ چہرے پر ڈالکر اس خیال میں نکلگیا کہ اب اسوقت
تو انکی تعریفیں ہورہی ہیں دادا جان سے کیا کہوں مگر انکے لشکر سے مشکیں باندھکر لاؤنگا
تب ساری شوکت کھلجائیگی یہ طلسم کا حیلہ ہی کسی مقام پر بیٹھکر ڈکیتی کی تاجروں کا مال لوٹ لائے
ہیں اسکو اسباب طلسمی بنایا ہی خیر اب شب کو سب حال کھلجائیگا صاحبقران بھی فرمائیں کہ میرے
پوتے نے کارنمایاں کیا ساری شوکت رکھی رہجائیگی یہ سوچکر قاسم تو نکل گئے کہ انکا ذکر رفت
پر ہوگا مگر بدیع الزمان نے صاحبقران سے بہ کمال عجز شب بھر کی مہلت لی اپنے لشکر میں آئے
بارگاہ طلسم طہمورث استادہ ہی بدیع الزمان ونگل پر ہر دو بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہیں ہر دو
بارگاہ کا اٹھا ہی اسباب طلسمی نکل رہا ہی بدیع الزمان الگ کرا رہے ہیں کہ یہ تاج وتخت
نذر بادشاہ اور یہ اسباب نذر صاحبقران اور یہ سرداران لشکر کا ہی اور سرداران قاسم
کو بھی خلعت دونگا کہ عمر بھر یاد کریں کہ بہادر ایسے ہوتے ہیں دو پہر سے شب گذر چکی ہی اور
چاندنی پھیلی ہوئی ہی کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار گلگوں پوش اپنے
گھوڑے کو اڑاے ہوے آیا کنارے پر لشکر کے آکر آواز دی کہ وہ کشتی گیر کہاں ہی نکلے تو
احوال معلوم ہو یہ مال لیجانے نہ دونگا یوں زیر کروں کہ عمر بھر یاد کرے بدیع الزمان بارگاہ
سے نکلے قریب نقابدار کے آئے فرمایا کہ بسم اللہ جنگ شروع کیجیے نقابدار نے کہا تجھکو تو
لشکر کے بھروسے پر بڑا گھمنڈ ہی میں مصروف جنگ ہوں تمام لشکر مجھپر ٹوٹ پڑے صحرا میں چلکر
مقابلہ کیجیے تب احوال جرأت کھلے بدیع الزمان نے کہا چلیے نقابدار نے گھوڑا بڑھایا بدیع
اسکے پیچھے چلے ایک درۂ کوہ میں آکر نقابدار نے گھوڑا اڑا دیا بدیع الزمان بھی درۂ کوہ
میں گئے باہر درے کے نکلکر دیکھا ایک دریا جوش مار رہا ہی ایک جہاز کنارے پر لگا ہی اور
کنارے پر دریا کے ایک خیمہ استادہ ہی چند نقابدار پھر رہے ہیں مرکب نقابدار ایک سائیس
تھامے ہوے ٹہلا رہا ہی بدیع الزمان نے آکر سائیس سے کہا نقابدار کہاں گیا سائیس نے
کہا خیمے میں جائیے آپ کو حال معلوم ہوجائیگا بدیع الزمان نے کہا یا تو وہ جوش وخروش
یا مثل عورتوں کے منہ چھپا کر بیٹھا ہی سائیس نے کہا آپ کی باتیں کرامت میں اندر جائیے

سب حال کھلجائیگا بدیع الزمان گھوڑے سے کودے اندر بارگاہ کے آکے دیکھا وہ خیمہ برج آفتاب ہی اور ایک مہ جبین مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین جیسے گرد ماہ تابان ہجوم سیارگان وہ مہ جبین اُداس و پریشان آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے جس سے صاف ظاہر ہی کہ نرگس شہلا بیمار ہی بہ قول شاعر فرد اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو ✤ ہی سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو ✤ ہرچند کہ خواجہ حیدر علی آتش نے اِسی قافیہ مین مطلع فرمایا ہی کہ جو یہ ہی مطلع سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو ✤ نیلگون گنڈا پہنایا مردم بیمار کو ✤ مگر اِنھین قافیون مین حقیر قمر نے بھی طبع آزمائی کی ہی شکر ہی کہ نکل تو آیا ناظرین والاتمکین انصاف کرینگے سینے پر ابھار جب سے ثابت ہوتا ہی کہ سرو گلشن مین بار آئے شمشاد قد خورشید خد نازنین خوشخو پریرو عنبرین مو و بال عاشق گیسو سراپا اُس مہ جبین کا دیکھکر بدیع الزمان بیٹھ گئے مگر دل تھام لیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اُس نازنین نے کہا آپ کیا دیکھ رہے ہین بدیع الزمان نے کہا نگاہ کہتی ہی کہ کہین دیکھا ہی یہ سُنکر وہ نازنین رونے لگی کنیزون سے کہا صاحبو تمنے سُنا کہ کیا فرماتے ہین بموجب قول شاعر فرد زلیس کہ حسن فزود و غمش گداخت مرا ✤ نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا ✤ حقیر مصنف کتاب ہذا مطلع چمکایا اُنکو حسن نے ہم غمسے ڈھل گئے ✤ ہم بھی کچھ اور ہوگئے وہ بھی بدل گئے ✤ اب یہ ہمکو کیا پہچانینگے وعدہ فراموش کیا ہماری تو جستجو اور اُنکی یہ آرزو اپنی بدنصیبی کی کیا شکایت کرین جو فلک نے دکھایا وہ دیکھا مگر جو ہم کہتے تھے وہی پیش ہوا بدیع نے کہا اے ملکۂ عالم مین نے پہچانا آپ کا نام گوہر ملک ہی یہ کہکے آنسو پاک کیے منت کرنے لگے گوہر ملک نے کہا اے شہریار مین جاکر بیمار ہوگئی آخر حکیم سے کہکر اجازت سیر دریا کی لی اور یہانتک پہونچی شکر ہی کہ آپ کو پایا اب ملک سنجان کو چلیے ہمارا باغ ملک حرمان کہ میرا باغ ہی اُسمین چلکر آپ کو رکھون برسون کسی کو حال نہ معلوم ہو کہ کون کہان رہتا ہی بدیع الزمان نے کہا اے ملکۂ عالم مین کئی برس کے بعد آج آیا ہون ابھی مان باپ سے بھی نہین ملا اب یہین رہو پھر ہم چلینگے ملکہ گوہر ملک تکرار کرنے لگین بدیع الزمان اِنکار کر رہے ہین کہ اے ملکۂ عالم مقدمۂ آبرو ہی کل انصاف ہوگا کہ اسباب شوکت کسکا زیادہ ہی کہ وزیرزادی جو قریب بیٹھی تھی اُسنے آنکھ سے ملکہ کو اشارہ کیا کہ آپ کیون تکرار کرتی ہین بے ہوشی پلا کر لے چلیے جسقدر آپ کہین گی وہ انکار کرینگے ملکہ خاموش ہو رہین جام ارغوانی بھر کر بدیع کو دیا اور رنگائین سے اشارہ ہوا کہ گاؤ وہ یہ اشعار عاشقانہ بناز و ادا گانے لگی نظم

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو ✤ دلبر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہ ہو

شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہی ✤ میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو

دیکھون تو تا کجا نہین ہوتا ہی رام تو ✤ انسان ہی آخر اے بت وحشی ہرن نہ ہو

پہونچے نہ راستی مین ترے قد کو سرو باغ ✤ ہم پلہ ناز کی مین گل یاسمن نہ ہو

آئینے سے حجاب نہ ٹوٹے حبیب کا ✤ شانے سے صاف زلف شکن در شکن نہو

شرمندہ پیش یار ہین گل برگ و آئینہ ✤ ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہو

ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے — وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو
عاشق ہون مین معاف ہو میرے سوا مجھے — عریان جو چاہے اُسکو میسر کفن نہ ہو
جس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہو دلا — روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو
عالم پسند صورت زیبا سے یار ہو — یہ سکہ وہ نہین ہو کہ جسکا چلن نہ ہو
آتش جو بوسہ لیلے تو اُسکا بُرا نہ مان — عاشق ہو ای صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

اِس ہنگامے مین بدیع الزمان نے جام پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوے گوہر ملک نے بدیع الزمان کو اُٹھا کر جہاز پر رکھا اور لنگر جہاز کے اُٹھوا دیے ملکہ گوہر ملک تو بدیع الزمان کو لیکے گئین مگر قاسم بہر رات رہے نقاب سرخ چہرے پر ڈالے ہوے لشکر بدیع الزمان پر آئے پکار کر پوچھا وہ کشتی گیر کہان ہو لوگون نے کہا ایک نقابدار آیا تھا اُسکے تعاقب مین گئے ہین یہ سُنکر قاسم نے کہا کشتی گیر بھاگا مگر تعاقب کرکے زیر کرونگا یہ کہکے اُسی طرف چلے صبح ہوتے کنارے دریا کے پہونچے دیکھا کنارے دریا کے ایک عیار طرار مثل گلدستے کے دوڑتا پھرتا ہو قاسم نے پوچھا ای عیار طرار تو کسکی فکر مین پھر رہا ہو عیار نے کہا مین شاطر ہون گوہر ملک سنجانی کا مین صحرا مین واسطے رفع حاجت کے گیا اور وہ بدیع الزمان کو لے گئین قاسم نے جو یہ سُنا ہوش اُڑ گئے جی مین کہتے ہین کہ جرأت تو اُسکی ظاہر ہو ہم لوگون مین کیا ہو اب وہان جا کر کھلبلی ڈالیگا یہ ذکر تھا کہ اور ایک جہاز آیا وہ جہاز تاجرون کا تھا قاسم نے اُس عیار سے کہا تو میرے ساتھ چل مین پہونچا دونگا تاجر سے پوچھا کہ یہ جہاز کہان جائیگا تاجر نے کہا یہ جہاز سنجان جائیگا قاسم خوش ہوے جواہرات بازو سے کھولا محصول اپنا اور اُس عیار کا دیا اور اُس جہاز پر سوار ہو کر یہ بھی طرف سنجان کے چلے کہ اِن دونون کا ذکر کوچک باختر مین موجود ہو یہان صبح کو صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین آئے انتظار کر رہے ہین کہ بدیع الزمان آتے ہونگے کہ سردار و عیار اُنکے روتے ہوے آئے تمام مال لاکر ڈالدیا اور عرض کی رات کو بدیع الزمان کے تئین ملکہ گوہر ملک بشکل نقابدار گلگون پوش بنکر لیگئین امیر نے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا کیا ستم ہوا کہ ہم اپنے فرزند کو دیکھنے بھی نہ پائے یہ باتین ہو رہی تھین سب سردار دست راست کے واسطے بدیع الزمان کے افسوس کر رہے تھے کہ اُمیہ نے آکر خبر دی کہ قاسم بھی طرف سنجان کے گئے صاحبقران نے بیقرار ہو کے فرمایا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اُن دونون کو تیرے سپرد کرتا ہون اگر کہین پر سامنا ہو گیا تو انتہا کی جنگ ہو گی خدا اُنکی حفاظت کریگا پھر مجھسے زندہ ملائیگا یہ خبر محلات مین پہونچی ملکہ گردیہ بانو بھی رونے لگین صاحبقران نے سمجھا کر کہا صاحب نہ گھبراؤ مین بھی طرف ملک سنجان کے چلونگا انشاء اللہ اُن شیرون سے ملونگا سب لوگ دعائین مانگنے لگے ہر ایک کا یہ قول تھا نظم

حاضر ناظر رفیق ہے تو — مالک خالق شفیق ہو تو
ہر شے مین ہو تیرا نور قدرت — تو واہب و رازق و امین ہو
یارب تو ہی سامع الدعا ہو — یارب تو ہی غافر الخطا ہو
ہر جا ہو ترا ظہور قدرت — تو وارث و باعث و معین ہو

حاکم عادل حکیم ہی تو
تو ہی اول تو ہی ہی آخر
یوسف کی بچائی جان تو نے
بخشی آدم کو تو نے جنت
زیبا ہی تجھی کو کبریائی
تو ذوالمنن و کبیر و دانا

صادق راحم کریم ہی تو
لا علم لنا علیم ہے تو
موسی کو دکھائی شان تو نے
طوفان سے نوح کو بچایا
تو سب کا خدا تری خدائی

تو ہی ہی قدیم تو ہی ہی قادر
حادث ہم سب قدیم ہے تو
ذوالکفل کی تو نے کی کفالت
ادریس کو خلد مین بلایا
تو باقی ہے قایم و توانا

یہان تو یہ کیفیت ہی کہ سب واسطے بدیع و قاسم کے بیقرار ہین دعائین مانگ رہے ہین مگر سرو ازدن نے عرض کی کہ حضور صبر کرین انشاء اللہ بخیر و خوبی آپ کے فرزند ملین گے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان عیاری مہتر گلیم گوش چابک کے لشکر اسلام مین جانا اور ملکہ مہران فیلزور کو چرا لانا اور صاحبقران کا بہ قہر و غضب تمام جانا اور ملکہ مہران کو لیکر اشتقر پر ڈالنا اور خود مصروف جنگ ہونا اسی گیر و دار مین صاحبقران کا غش کھا کے گرنا سکندر کا ارادہ کرنا کہ قتل کرون اور لندھور کو جوش محبت صاحبقران ہونا اور لڑنا اور عمرو بن حمزہ کا لڑتے بھڑتے آنا اور قصد کرنا کہ لندھور کو مارون صاحبقران کا آنکھین کھولکر منع کرنا و دیگر

حالات متعلقۂ داستان ہذا - وساقی نامہ

ساقی ہو کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مر مر کے خزان کے دن گذارے
کر لال پری مرے حوالے
دل مین مرے وہ شتاب آجائے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے
عاشق کی برابری کرون مین
سارہ کی سی اسکی شان ساری
سہ پیکر و ماہ چہرہ و فضائل
قد فتنۂ حشر قہر کی چال

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بار رسے
دل ہی مرا ڈلوان ڈول کب سے
اِس دلو مین آفتاب آجائے
اُترے جسدم وہ رشک محفل
بجائین نشے مین کالے گورے
عاشق نے تو اک پری ہی پائی
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوے ایڑیون تلک بال

اے روز الست کے شرابی
دے جام اپنی سلامتی کا
اے میری دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
نظرون ہی مین دیکھکر جو بیچاؤن
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل
قابو مین جب وہ پری کرونین
جسکی مداح ہی خدائی
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن قمر کی صورت
ہنستے مین جو دیکھ لین وہ دندان ۱۹۰

تجھے بھوے سے ہون خندان
شرماتی بڑی رسیلی آنکھین
آغوش ہلال مین شہا ہو
کانون ہی مین کچھ نہین ضیا ہو
اٹھکر ستشیشہ پری کا لایا
آغاز ہوا بیان رنگین ✤

پہونچے جو شمیم زلف شبدیز
پیاری پیاری انیلی آنکھین
دن رات نثار چاند سورج
جو عضو ہی چھوٹ دے رہا ہو
منھ مانگی جب مراد پائی
سنیے نئی داستان رنگین ✤

آنے مین ہو مشک کا جگر خون
ماتھے پہ نشان جو جبے کا ہو
ہین دونون عذار چاند سورج
ساقی یہ سنکے مسکرایا
پھر ذہن کھلا ترنگ آئی
چہرہ منکر ان کمند انداز

وعیاران شعبدہ باز اس داستان عیاری کو بصد طراری یون تحریر فرماتے ہین شعر
سخن سنج غواص دریاے ہوش ✤ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ✤ قضاے کار منہر گلیم گوش
کہ ہر روز لشکر اسلام مین آتا ہو ایک دن جو آیا تو اُسنے یہ دیکھا کہ ایک مقام پر سپاہیون کے
جانے کا بیت الخلا بنا ہو وہ مقام اسنے ٹھہرنے کا پایا دوسرے دن چمار کی شکل بنکر لشکر
اسلام مین آیا ایک مقام پر بیٹھا شام ہو گئی بھنگی جو چل پھر کر آیا پکار کر آواز دی کہ کیون
منکر پاکی مان یہ چمار کیون بیٹھا ہو عورت چاہتی تھی کہ کچھ جواب دے کہ اسنے بڑھکر گلیم گوش
کو دو لاتین ماریں یہ تو مکار و عیار ہی اپنے کو گرا دیا رونے لگا عورت نے پکار کر کہا ارے
خدا کے باپ غریب کو کیون مارتا ہو بھنگی نے کہا ارے جانتی نہین سامنے باغ مہران فیلزور
ہو خواجہ روز آکر تاکید کر جاتے ہین کہ غیر یہان نہ رہنے پائے گلیم گوش نے کہا ارے میان
چودھری صاحب مین فلان گانوُن کا رہنے والا ہون شام ہو گئی (تو ندی کا عارضہ ہو
اگر تمھاری خوشی ہو تو ٹٹیون کے پاس پڑا رہون صبح سویرے چلا جاؤنگا تمھاری کیا
ہوگی تمنے لات ماری پھوڑا پھوٹ گیا عورت نے دیکھا حقیقت مین ران سے اُسکی
خون بہ رہا ہو عورت نے کہا ارے چودھری جانے دے ٹٹیون کے پاس پڑا رہے گا
کھانا مجھکو بہت ملتا ہو اسکو بھی دو روٹیان دیدونگی کھا کے پڑ رہے گا صبح کو چلا جائے گا
یہ عیار و مکار کو کیا جانے دن بھر مین نے اسکو دیکھا کہ بیٹھا رہا پیسے کی مزدوری نہ آئی
حقیقت مین اسکو کم سوجھتا ہو بھنگی اپنی سرکارون مین چلا گیا گلیم گوش بیٹھا رہا دن بھر گزرا
رات کو پڑ رہا جب دو پہر رات گذری تو اپنے مقام سے اُٹھا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا
دیوار سے دیکھا کہ ملکہ مہران روشنی دیکھکر سوئی ہین کنیزین جابجا پھر رہی ہین بعض لیٹی ہین
گلیم گوش دیوار سے اُترا اُٹھتا بیٹھتا قریب پلنگ کے پہونچا ایک خواص جاگ رہی تھی
دیوار سے جو گلیم گوش اُترا وہ سمجھی کہ کوئی بھوت پلید ہو منھ اپنا ڈھانپ لیا گلیم گوش نے
ملکہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکے بھاگا دیوار سے اُترکر راستہ لشکر سکندر کا لیا سکندر نے
خبر سُنی ہو انتظار مین بیٹھا ہو راے اعظم کو راضی کر چکا ہو کہ جسوقت مہران آوے تو فورًا
لندھور کے ساتھ عقد کر دو راے اعظم بھی بیٹھا ہو سکندر لندھور سے کہ رہا ہو کہ اے
دارائے ہند اب مین نے تدبیر کی ہو بفرحت و شادمانی تمھارا عقد کرونگا گلیم گوش گیا
ہوا ہو راے اعظم نے بھی لندھور سے کہا کہ اے دارائے ہند گھبراؤ نہین گلیم گوش گئی

اسی فکر مین لگا ہو یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ بلند ہوئی سکندر نے کہا گلیم گوش آتا ہو پھر سکندر
نے کہا یا لات ومنات میری آرزو پوری کرو کہ مین لندھور کا عقد ساتھہ ملکہ مہران کے کر دون
کہ اِس اثنا مین گلیم گوش پشتارہ بدوش پہونچا سکندر نے پوچھا کہ ای گلیم گوش اِس پشتارے
مین کیا ہو گلیم گوش نے کہا آپ کا مدعا ہو مہران قیلزور کو لایا مین نے جان اپنی لگا دی بمشکل
تمام لایا ہون پہلو مین بارگاہ کے خیمہ ایستادہ تھا سکندر نے کہا ای گلیم گوش اِس خیمے مین
پشتارہ رکھکر چلے آؤ اُسکے باپ ہوشیار کرینگے گلیم گوش نے جا کر اُس مقام مذکور پر پشتارہ
رکھا رأس الاعظم اندر گیا بیٹی کو ہوشیار کیا مہران کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک خیمہ تنہا ہو باپ
سرھانے بیٹھا ہو اُسنے رأس الاعظم کو سلام کیا رأس الاعظم نے کہا ای نور نظر وای پارہ جگر چچا کو
تمھارے بڑا رنج ہو سکندر ایسا کج چشم ہر اسے عقد کہتا ہو اور لندھور بادشاہ ہندوستان
ہو مین یہ خوشی سمجھاتا ہون کہ لندھور کو یہ شوہری قبول کرو مہران قیلزور نے کہا ای والد
نامدار گلیم گوش نے بہت برا کیا کہ مجھکو چرا لایا مین پناہ مین صاحبقران کی ہون آپ کو
شرم نہین آتی کہ آپ شادی کو کہتے ہین میری شادی کے مقدمے مین صاحبقران زمان کو
اختیار ہو یہ نہین مجال ہو کہ کوئی مجھپر دست انداز ہوسکے صاحبقران زمان اگر ایک سائیس
کے حوالے کردین تو اُسکے ساتھہ چلی جاؤن انکار نہ کرون مگر ہان صاحبقران زمان اپنی
بارگاہ مین فروکش ہین دمبدم فرما رہے ہین آج کیا سبب ہو کہ بہرام وجمہور پلٹ کر نہین آئے
خبر خیر وعافیت مہران نہین سنائی خواجہ بھی بارگاہ مین حاضر تھے امیر نے فرمایا خواجہ جا کر
خبر لاؤ کہ مہران تو خیر وعافیت سے ہو مہران کو بادشاہ جہجاہ نے دامن مین پناہ دی ہو مین
اُسکو بجاے فرزند سمجھتا ہون عمرو نے جو غصہ صاحبقران کا دیکھا کانپتا ہوا باہر آیا بارگاہون
مین بہرام کی گیا جمہور کو بھی بارگاہ مین بہرام کی پایا خواجہ کو دیکھکر اُٹھہ کھڑے ہوے کہا
خواجہ بڑا غضب ہو ہم روے باغ پر پہرا دیتے رہے اور پشت باغ سے آکر گلیم گوش
ملکہ مہران قیلزور کو لے گیا جسوقت سے یہ خبر سنی ہو بڑا انتشار ہو خوف آتا ہو کہ ایسا نہو امیر
باتوقیر فرمائین خوب پہرا دیا کہ مہران کو گلیم گوش چرا لیگیا عمرو یہ مضمون سنکر کانپتا ہوا اُٹھا
بارگاہ سلیمانی مین آکر زیر تخت قباد چھپا کہ شاگردان عمرو وہرکارے لشکر اسلام کے آکے
حاضر ہوے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ رات کو آکر گلیم گوش مہران کو چرا لیگیا سکندر
نے پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ ہو اُسمین مہران کو رکھا ہو رأس الاعظم کو بھیجا تھا کہ لندھور
کے عقد پر اُسکو راضی کرو لیکن ملکہ مہران نے جواب صاف دیا کہ ای باپ عقد میرا مرضی پر
امیر کی موقوف ہو جب تک لندھور نگرام رہیگا اور صاحبقران سے نہ ملیگا جب تک مین
لندھور کو نہ قبول کرونگی آپ کا نام لیکر رو رہی ہو یہ سنکر صاحبقران برہم ہوے کوڑا
ہاتھہ مین اُٹھا کر فرمایا ساربان زادہ کہان ہو جسکو دعوی عیاری ہو مین نے اُسکو خلعت
اسی واسطے دیا تھا اور یہ لفظ کہا تھا کہ مہران سے ہوشیار رہنا اِس ساربان زادے
کو ہمارے حکم کا خیال نہین رہتا یہ فرما کر تیغہٴ عقرب ٹیک کر اُٹھے فرمایا مین جا کر مہران کو

لاؤنگا یا اپنی جان دونگا جب صاحبقران اُٹھکر چلے تو سرداروں نے چاہا کہ ساتھ دین صاحبقران
نے فرمایا جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی مین یکہ و تنہا جاؤنگا جب تو عمرو زیر تخت سے نکلکر
قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا کہا ای شہریار حقیقت مین مجھسے خطا ہوئی مین محجوب ہون
مگر وعدہ کرتا ہون اور آپ کے قدمون کی قسم کہ رات کو مہران رہان نہ رہنے پاویگی جسطرحسے
بن پڑیگا لاؤنگا بہرام و جمہور بھی شرمندہ ہو رہے ہین امیر نے فرمایا اب خواجہ مین نہ مانونگا
مجھے جانے سے نہ روکو میری بات مین فرق آتا ہی نکلکر اشقر پر سوار ہوے مگر ہرکارے لشکر
کفار کے موجود تھے یہ خبرین لیکر بھاگے سامنے سکندر کے آئے سب حال بیان کیا سکندر
نے کہا ملک جی اگر حمزہ آئیگا تو زندہ نہ بچیگا سترہ سی سرداران مغرب اسوقت میری بارگاہ
مین جمع ہین اگر ایک ایک وار کرینگے تو حمزہ کو مار لین گے بجنتیارک نے کہا ای سکندر یہ
وہ حمزہ ہی کہ نوشیروان سے برابر لڑا اور ملک و مال چھین لیا آخر شاہ نے اپنی جان دی اور
شاہزادون نے خروج کیا شاہ زنگیان ملک چو طویل زنگی کہ بے شمار فوج رکھتا تھا اور
بیٹا اُسکا حرباے زنگی کہ کسی کو موجود نہ جانتا تھا برائے مدد شاہزادگان آیا آخر اُسکا ملک
بھی امیر نے لے لیا حرباے زنگی مسلمان ہوا اب آپ کے ملک مین آئے کیسے کیسے لوگ
آپ کے مارے گئے کون کون پہلوان قتل ہوے ہر مرتبہ مسلمانون کی فتح ہوئی آج موقع
جنگ عظیم ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ سات صفین آراستہ کیجاوین اور ایک ایک صف
پر دو دو پہلوان نامی و بہادران گرامی مقرر ہون کہ حمزہ کو آنے نہ دین ایسی جنگ پڑے
کہ اگر حمزہ بہ جرأت لڑے اور تا بہ حضور پہونچے تو مہران فیلزور کو نہ لے سکے اب اس تدبیر
مین جلدی کیجیے ابھی پرچۂ اخبار سکندری گذرا ہی کہ حمزہ سوار ہو چکا اور واسطے لینے مہران
کے آتا ہی سکندر نے کہا ملک جی جو انتظام مناسب جانو وہ کرو بیشک اگر حمزہ آگیا تو جنگ
عظیم ہوگی آج تو ایسی تلوار چلے کہ بہ قول تمھارے حمزہ تا بہ مہران نہ پہونچے اور ہم مہران کا
عقد زبردستی ساتھ لندھور کے کرین ہمکو مقدمۂ لندھور مین بڑا افسوس ہی کہ یہ اگر ہمارے
شریک ہوے مگر لطف زندگی نہ پایا ایسا امر حقیر کہ ایک عورت وہ بھی ہماری برادرزادی
اور اُسکا عقد نہ کرسکین لندھور کو تسکین نہ دین ہم مہران پر جبر کرینگے اور زبردستی لندھور
کے ساتھ عقد کر دینگے بجنتیارک اُٹھا باہر آکر فرنا کرائی ہفت صف جمائی ہر صف پر دو دو پہلوان
کاردان جنگ دیدہ و کار آزمودہ مقرر کیے اور یہ حکم دیدیا کہ حمزہ کو نہ آنے دینا جہانتک
ہوسکے روکنا اور جو حمزہ کو قتل کریگا اُسکو اسقدر دیگا کہ اُسکے اُٹھائے سے اُٹھ نہ سکے عمر بھر
سلطنت کرے بجنتیارک نے اس اقرار پر ہفت صف کو آراستہ کیا صفون مین بھی یہی شور
ہی کہ یارو آج انعام کامل مقرر ہوا ہی جو حمزہ کو مار لے دولت ہفت اقلیم لے ایمن یہ باولے
گینڈون کو مہمیز کر رہے ہین اور نیزون کو ہلا رہے ہین اور زبان پر یہ قول ہی کہ آج جسکی
تقدیر رسائی کرے وہ حمزہ کو مار لے مگر لندھور بن سعدان یہ سامان دیکھکر خوش ہوے
اور اپنے رفیقون سے فرماتے ہین کہ بجنتیارک نے خوب سامان کیا آج حمزہ کیونکر جا پہونچا

دو دو پہلوان مقرر ہین خود سکندر آمادہ بیٹھا ہو ہتھیار لگائے ہوے تیغہ تول رہا ہو کمر مین خنجر زبان پر ہو کہ آج یہ تیغہ سر حمزہ پر چلیگا جب زخمی ہو کر آئے اور یہان گرے تو ای ذرار اسے ہندمین وعدہ کرتا ہون کہ اپنے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرونگا سب دیکھنے والے دیکھین اور تعریفین کرین کہ آپ نے کیا کار نمایان کیا حمزہ ایسے بہادر کو قتل کیا اور دین لات ومنات بچا لیا ورنہ تھوڑے دنونمین کوئی نام لات ومنات نہ لیتا صدہا دیر وبران پڑے ہین برسون مین کبھی اتفاق نہین ہوتا کہ گھنٹ وناقوس بجے ایک دن نام لات ومنات نہین لیا جاتا کیسے کیسے گانے والے آئے کیا کیا ساز بجائے مگر قدرت تشریف نہین لائے ہرچند کہ راگ وہ چیز ہو کہ دیوار ودر مست ہو جاتے ہین مگر یہ زمانہ وہ ہو کہ تاثیر گانے کی جاتی رہی راگ اب صورت نہین دکھاتے مگر رفیقان لندھور کہ رہے ہین ای لندھور بن سعدان وای مالک کل ہندوستان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ حمزہ کے دشمن قتل ہون اور تم آنکھون سے دیکھو لندھور نے کہا یارو یہ مجھکو گوارا نہین ہو کہ حمزہ کے دشمن قتل ہون مگر انکی اولاد نے وہ صدمات پہونچائے ہین کہ قوت ربط وضبط دل مین باقی نہین دیکھیے وقت پر کیا ہو یہان تو یہ ذکر ہو وربار سکندر پہلوانون سے بھرا ہوا ہو ایک ایک کافر خرس طینت میمون خصلت خوک بادیۂ ضلالت جھوم رہا ہو انعام واکرام کی آرزو مین سکندر سے کہ رہے ہین کہ آج وہ تلوار چلے کہ حمزہ مغلوبہ دیوان بھول جائے یہان تو یہ کیفیت ہو مگر وہان صاحبقران زمان سوار ہوے غصے مین چہرہ سرخ تیغۂ عقرب کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا مرکب مہمیز کر کے چلے گھوڑے سے فرماتے ہوے کہ ای مرکب وفادار آج سوا اے تیرے کوئی ساتھ نہین ہو آج رفاقت کرنا محبت کا دم بھرنا سب سے زیادہ خیال مجھے مہران فیلزور کا ہو کہ افسوس وہ کیسی پریشان ہوگی اور کہتی ہوگی کہ صاحبقران نے خوب ہماری حفاظت کی کفار کے قبضے مین چھوڑا ایسا محبت سے منھ موڑا ای اشقر تا بہ مہران کسی ترکیب سے مجھکو پہونچا دے پھر جرائت دیکھنا اشقر سر ہلاتا ہوا آنکھون سے اشک حسرت بہاتا ہوا صاحبقران کو لیے جاتا ہو کہ صاحبقران آتے آتے سامنے صف اول کے پہونچے ناظرین وشائقین پر واضح ہو کہ ورسوار پیدل پسران نوشیروان کے وچونسٹھ لاکھ مغربی ان سب کو بختیارک نے جما یا ہو جو سوار لڑنے کے لائق نہین ہین انسے کہدیا ہو کہ تم دور سے نیزے مار نا تیر بے مار کر بھاگنا مگر صاحبقران نے جو صف لشکر کفار کو دیکھا اشقر کی پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ ای مرکب وفادار اس صف سے کیونکر نکلین اشقر نے کہا مین طرارہ بھرتا ہون صف اول سے تو نکلجاؤن امیر نے جو رانون سے گھوڑے کو مسلا گھوڑے نے طرارہ بھرا صف اول کو پھاند گیا دوسری صف پر حیران مغربی ولغمان مغربی دو پہلوان تھے دونون نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر کو تو گھوڑا انکال لے گیا ایک دوسرے کی تلوار سے زخمی ہوا دونون کے سر سے خون جاری ہوا یہ تو آپس مین گوشت خود ندان سگ ہوے صاحبقران تیسری صف پر پہونچے سفیان صردم ونہیکلان عاد نامے دو پہلوان گینڈون پر سوار مثل دیو کے جھوم رہے ہین صاحبقران نے سامنے آکر نعرہ کیا یا شدید ای کافران

بیحیا و ای نابکاران بُرہ و غا سامنے سے ہٹ جاؤ اسی مین خیر ہو ورنہ تمکو قتل کرونگا منم صاحبقران
زمان و الی قاف و دنیا یہ ایسے دونون گھبرائے کہ گینڈے ہٹا لیے اور لشت والے سوارون
سے کہا ارے یارو راستہ دو حمزہ کو نکلجانے دو صاحبقران گھوڑا اُڑا کر نکلے چوتھی صف پر
پہونچے ہنگام فیل تن و لالان کوہ کن یہ دو پہلوان کھڑے تھے صاحبقران کو جو آتے
ہوے دیکھا ہنگام نے لالان سے کہا او بھائی دیکھو حمزہ آتا ہو لالان نے فوج کو اشارہ
کیا صاحبقران لالان پر جا پڑے لالان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار روک کے
لالان کو قتل کیا ہنگام سامنے سے بھاگا صاحبقران چوتھی صف پر جنگ کر کے پانچوین
صف کے قریب پہونچے تیغدار مردم در و اسرار خود سر کھڑے جھوم رہے تھے امیر نے
للکارا کہ او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ اسی مین خیر ہو دونون کے دونون تلوارین کھینچکر
سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے تیغدار کو اٹھا لیا اسرار پر کھینچ مارا دونون
تلے اوپر ہو کر گرے ان دونون کا گرنا کہ صف والون نے راستہ دیا امیر جھپٹکر چھٹی صف پر پہونچے
کہ اُس صف پر نہر بار بلند سر و شاخسار کوہ پیکر مقرر تھے صاحبقران نے سامنے آ کے
اُن دونون کو للکارا تلوار چلنے لگی امیر نے دونون سردارون کو قتل کیا اہل فوج ہٹے
صاحبقران اس صف سے بھی گذرے ساتوین صف پر چند کس تھے انھون نے کچھ قصد نکیا
صاحبقران لڑ بھڑ کر یہان سے بھی نکلے در بارگاہ سکندر پر پہونچے تلوار چلنے لگی امیر در
بارگاہ پر گھوڑے سے کودے اشقر سے زبان جنی مین کہا کہ ای فرزند اسی مقام پر رہنا مین
مہران کو لاتا ہون یہ فرما کر چلے تھے کہ درگہ سالار نے منع کیا کہ اندر نہ جائیے یہ بارگاہ بادشاہ
مغرب ہی مقام ادب ہو درگہ سالار نے تلوار کھینچی صاحبقران نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ
مارا کہ درگہ سالار گرا اوپر سے لات مار دی آپ پردہ اٹھا کر اندر گئے دیکھا بارگاہ سکندر
جمی ہوئی ہو تمام سردار ادھر اُدھر بیٹھے ہین لندھور خاموش بیٹھا ہو امیر کو دیکھکر سکندر حیران
ہوا مگر امیر نے نگاہ اٹھا کر دیکھا مہران کو اُس جلسے مین نہ پایا چہار جانب دیکھنے لگے کہ کان
مین آواز آئی کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز رحم اپنا شریک کر جمال با کمال صاحبقران
دکھادے کہ میرا حال زار دیکھین صاحبقران پردہ اٹھا کر اندر اُس خیمے کے آئے آکر دیکھا کہ
مہران فیلزور پڑی ہوئی بیتاب و بیقرار دعائین مانگ رہی ہو کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز
اب مجھے جمال بے مثال صاحبقران دکھادے کہ مین اپنا حال زار عرض کرون صاحبقران
نے قریب آکر ارشاد فرمایا کہ ای مہران فیلزور دعا تیری درگاہ بے نیاز مین قبول ہوئی مین
آ پہونچا چل مین تجھکو لے چلون ادھر قدرت پروردگار سکندر وغیرہ پہ ایسا سناٹا آیا ہو کہ
صاحبقران آئے اور گھوڑے سے اُترے اور درگہ سالار کو سزاے معقول دی اور خیمہ
مہران مین گئے مگر سکندر ہر ایک سے یہی پوچھ رہا ہو کہ حمزہ کیونکر آیا راہ مین جو سات صفین
آراستہ ہوئی تھین انھون نے حمزہ کو نروکا اور نہ تو کوئی جواب نہ دے سکا مگر لندھور نے
جواب دیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ حمزہ وہ حمزہ ہو کہ جو اٹھارہ برس پردۂ قاف مین دیوزاد دلتے

لڑا یہ ہفت صف اُسکو کیار و کیتین سکندر نے جواب دیا کہ ای دارا اے ہند تم جرأت حمزہ کے قایل
ہوئے کہکر پھر اسنے کہا ای دارا اے ہند مقام افسوس ہی کہ تم جرأت حمزہ کے قایل ہوا اور پھر حمزہ
سے جدا ہوئے لندھور نے کہا نہین ہر چند کہ حمزہ سے جدا ہون مگر دل و جان سے حمزہ کے
ساتھہ ہون قدرت پروردگار یہ ہی کہ کوئی یہ نہین کہتا کہ حمزہ مہران کے پاس گیا ہی اُسکو
نور روکو آپس مین طرح طرح کے جملے بیان ہو رہے ہین مگر لندھور برہم بیٹھا ہی دل سے
باتین کر رہا ہی کہ ای لندھور مقام افسوس ہی کہ تیری ہی وجہ سے حمزہ نے بڑی بڑی تکلیفین ہین
یہ نوبت پہونچی کہ حمزہ مہران کے واسطے ہفت صف پہ لڑا اگر انصاف کیا جاے تو یہ بھی
حفاظت تیری آبرو کی ہی مگر یہ منھ سے نہین نکلتا کہ ای سکندر حمزہ مہران کو تسکین دے رہا
ہی کیا عجب ہی کہ لے نکلے کوئی ذکر ہفت صف کر رہا ہی ہر کارے بیان کر رہے ہین کہ حمزہ ہفت
صف سے یون گذرا بہت سے پہلوان نامی مارے گئے حمزہ جرأت مین یگانۂ آفاق ہی فن
سپاہ گری مین طاق ہی کس زور و شور سے آیا کہ صفون کے پہلوان کانپتے تھے ہر صف سے حمزہ
بجرأت و شوکت گذرا یہان صاحبقران نے مہران کو گود مین اٹھایا فرمایا ای فرزند چلو
مین تمھارے لینے کو خاص کر آیا یہ فرما کر مہران کو گود مین لے کر نکلے سب نے دیکھا امیر نے
اشقر کو زبان جنی مین پکارا آواز یہ دی کہ ای فرزند یہان آؤ اشقر سامنے آیا امیر نے مہران
کو پشت پر اشقر کی باندھا اور فرمایا ای فرزند یہ ہماری آبرو ہی اسکو تمھارے سپرد کرتے ہین
جبتک ہمکو نہ دیکھنا مہران کو پشت سے نہ اُتار دینا اشقر نے سر ہلایا مراد اسکے سر ہلانے کی
یہ تھی کہ جو آپ نے فرمایا وہ مین نے قبول کیا اشقر کو روانہ کر کے صاحبقران بارگاہ سکندر
مین آئے اور نعرہ کیا کہ او سکندر اُٹھکر مجھسے مقابلہ کر اب سکندر گویا خواب سے بیدار ہوا
سترہ سو افسر کہ برابر اسکے بیٹھے تھے اُنسے اشارہ کیا کہ حمزہ کو مار لو امیر نے نعرہ کیا کہ او بھیاؤ
اُٹھو تمھاری جرأت دیکھین مگر بعد جانے امیر کے عمرو بن حمزۂ یونانی یہ کہکر اُٹھے کہ کیون
یارو آج کا دن جانبازی کا ہی کل سردار اُٹھے عمرو بن حمزہ گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوے
اِنکے سرداران کی پس پشت ہین مثل ہزبر ببر سوار و الوالفرج زنگی و لالان زنگی و
شہباز بلکہ تاز مشرقی فرخ بن عمرو عیار سب کو لگا کر پیچھا مگر عمرو بن حمزہ جب صف اول پر
پہونچے یا تو سب کھڑے تھے یا تلوارین کھینچکر طرف عمرو بن حمزہ کے چلے عمرو بن حمزہ نے
نعرہ کیا نعرۂ عمرو بن حمزۂ یونانی بہ صولت رستم دستان بہ صورت یوسف ثانی ✤ ہزبر
دلیو کش نامم عمرو بن حمزۂ یونانی ✤ نعرہ کر کے گرے لڑنے لگے ایک صف کو توڑ کر دوسری صف
پر چلے ہین کہ بوق ترکی کی آواز آئی کرب نامدار مع قزاقان خنجر گذار جو آکر گرا صف اول
کو درہم و برہم کر دیا اور نعرہ کیا نعرۂ کرب کرب شیر دل نامور نامدار ✤ نظر کردۂ شہ
پروردگار ✤ عمرو بن حمزہ دوسری صف کو توڑ کر تیسری صف پر چلے ہین کہ حملہ سردار لشکر
گرے سب سے پہلے مالک کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ✤ سپہ دار در
لشکر اہل دین ✤ دوسری طرف سے نعرہ ہوا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین ✤ کہ از

ہیبت من بہ لرزد زمین ؂ بعد بہرام کے حملہ دار شاہ گرتمیس سپہرگردان رلقمان بن منظر و منظر شاہ
یمنی وطوق حران گردو ابو المعین گرد علم اژدہا پیکر کو لیے ہوئے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے جاتے
ہین طوق حران گرد چھڑ علم اژدہا پیکر کی بغل مین دبائے ہوئے ابو المعین آگے بڑھا ہوا علم
کو بڑھاتا ہوا جاتا ہی جس مقام پر علم کو گاڑ دیا تمام سردار زیر علم آگئے پھر سرا علم اژدہا پیکر کا خون
سے رنگین ہوتا جاتا ہی مگر سرداران تہمتن وجوانان تیغ زن جنگ رستمانہ کر رہے ہین سبکے آگے
عمرو بن حمزہ اُنکے پیچھے کرب نامدار اس شوکت سے لڑتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کہ عمرو بن حمزہ سے آگے
نکلجاؤن مگر کب ممکن ہی عمرو بن حمزہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی لڑتے بھڑتے ہوئے
جاتے ہین جسطرف منھ اُٹھایا اور کافرون نے بلوہ کیا جمکر اُس مقام پر لڑے جب لاشون کے انبار
ہو جاتے ہین تب کرب آکر گرتا ہی اِنکے فراقون کی جودت گھوڑون کا دوڑنا گرد کا اُڑنا خون کی
چھینٹین اُڑتی ہین سرداران تہمتن وتہور شعاران تیغ زن جم جمکر لڑ رہے ہین ایک ایک سردار
نے خون کے دریا بہا دیے ہین عمرو بن حمزہ لڑتے بھڑتے ساتوین صف پر پہونچے تیغۂ طلسم
تاریخ دست حق پرست مین جس مقام پر لڑے کفار سے معرکے پڑے دریائے خون بہا دیا
طبقے کو زمین کے ہلا دیا ہنگامۂ گیرودار بلند ہی مگر حال صاحبقران تحریر کرتا ہون کہ دربار مین
سکندر کے جو نعرہ کیا نعرۂ امیر

[illegible]

سمندون زہیبتش فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

[illegible]

زسن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہر اسلام آباد شد

ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف
کہ صاحبقران درجہان نام شد

سکندر نے جو اشارہ کیا سترہ سو مغربی تلوار کھینچکر گرد صاحبقران کے سب سے لڑ رہے ہین
سکندر دنگل پر بیٹھا ہوا سب کو ترغیب دے رہا ہی کہ ہان یارو حمزہ جانے نہ پائے غضب ہی
مغربیون کی آبرو جاتی رہی سات صفین فوج کی اور ہر صف پر چار چار لاکھ پانچ پانچ لاکھ
پیادہ وسوار تھے مگر کسی کی جرأت نہ پڑی کہ حمزہ کو روکتا اور حمزہ ایک متنفس گھسا ہوا چلا آیا
افسوس بڑی شرم کی بات ہی کہ حمزہ اُن صفون کو توڑ کر بابدولت کے سامنے آگیا مگر یارو اب
بھی جرأت کر کے حمزہ کو مارلو جو مین نے کہا ہی وہ کرونگا زروجواہرات سے مالا مال کر دونگا
اب حمزہ کسی طرح زندہ بچکر نہ جائے امیر کے بائین ہاتھ مین سیہر گرشاسپ نوجوان داہنے ہاتھ
مین تیغۂ عقرب سلیمانی شیرانہ لڑ رہے ہین یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ سپر گرشاسپ کٹتی نہین ہی
اُسی کے سائے مین اپنے کو بچا رہے ہین یہ شب فراق عاشقان ہی یہ کیونکر کٹے جو کافر سامنے
آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارو پیادہ دو پرکالے ہو کر گرا امیر چاہتے ہین تخت پر چڑھکر ہیکلان کو
مارون یا سکندر پر جا پڑون مگر سردارون کے پرے بندھے ہوئے ہین جانین اپنی دیتے
ہین مگر امیر کو قدم نہین بڑھانے دیتے سینہ سپر کیے ہوئے لڑ رہے ہین اُدھر اشقر کا یہ حال ہی
کہ صفون سے نکلتا ہوا جاتا ہی صدہا کافر پامال کیے قیچیون سے نعلون کے خون کے دریا بہا دیے
سرداران نامی نے دیکھا کہ اشقر لڑتا ہوا جاتا ہی تو سردار حیران ہوتے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی
کہ اشقر کی پشت پر اشارہ بندھا ہوا گمندون سے آراستہ مہران فیلزور ہاتھ گردن مین اشقر

کی ڈالے ہوے اور اشقر اُڑا ہوا جاتا ہی مگر عمرو بن حمزہ کی نگاہ جو اشقر پر پڑی ایک نعرہ آہ کا کیا
اور پکار کر کہا ای اشقر آقاے نامدار کو اپنے کیا کیا اشقر نے طرف بارگاہ سکندر کے اشارہ کر دیا
مراد اُس اشارے سے یہ تھی کہ صاحبقران بارگاہ سکندر مین لڑ رہے ہین عمرو بن حمزہ نے اشقر
کی کمک کی ہنر بر خوارزمی و سہیل شیر شکار وغیرہ سے کہا کہ اشقر کے ہمراہ جاؤ اسکو صفون سے
نکالو نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ صاحبقران اسکی پشت سے اتر پڑے خدا اُنکو زندہ دکھاے
یہ کہکے لڑتے ہوے چلے مگر صاحبقران جنگ رستمانہ بارگاہ سکندر مین کر رہے ہین میخوار
مغربی ایک پہلوان ہی کہ مکر و حیلے پر نہایت ناز رکھتا ہی سکندر نے اشارہ کیا کہ ای میخوار مغربی
پشت پر جاکے حمزہ کو تو ہاتھ مار دے تو مین اُٹھکر حمزہ کو قتل کرون میخوار نے آگے بڑھکر چند
پہلوانون کو اشارہ کیا وہ صاحبقران پر جھپٹے صاحبقران اُنکو جواب دینے لگے ہاتھ سے سپر کو
بلند نہین کرتے تلوار ہی پر روکتے ہین کئی مغربی مارے طرف سکندر کے چلے کہ میخوار نے
آکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جو جھکی صاحبقران نے منھ پھیر کر دیکھا تلوار سر پر پڑی سکندر نے
خود آکر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو چرخ آیا آنکھون کے نیچے اندھیرا ہوا پرنالہ خون کا
سر سے بہ رہا ہی صاحبقران چرخ مار کر زمین پر گرے چت پڑے ہوے ایڑیان رگڑ رہے
ہین سکندر نے کمر سے خنجر کھینچا سینے پر صاحبقران کے سوار ہوا صاحبقران کو جو صدمہ
پہونچا آنکھین کھولکر دیکھا سکندر سینے پر ہی خنجر گلے پر رکھا چاہتا ہی امیر نے آنکھین پھرا کے
بہ نگاہ حسرت طرف لندھور کے دیکھا لندھور کی جو آنکھ صاحبقران سے ملی دیکھا کہ چہرہ
خون آلود آنکھین بہ حسرت گردش کر رہی ہین لندھور کا دل بیقرار ہو گیا ابتک تو بخوشی
دیکھ رہا تھا کہ صاحبقران لڑ رہے ہین یا امیر کو چت پڑے ہوے دیکھا اور سکندر سینے پر
امیر بحسرت چہار جانب دیکھ رہے ہین کوئی اپنا بیگانہ قریب نہین لندھور کا دل ٹکڑے ہو گیا
جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور مقام افسوس ہی کہ آقاے نامدار ایک عورت کے واسطے مارے
جاتے ہین چہار جانب بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین اسوقت حمزہ کے دل پر کیا گذرتی ہوگی
یہ سوچکر لندھور اپنے مقام سے اُٹھے فوراً بختیارک نے کہا ای پسران نوشیروان اب دیکھیے
لندھور اپنے مقام سے اُٹھے ہین دیکھیے کیا کرتے ہین لندھور اُٹھکر قریب سکندر کے آیا
کہا او سکندر اس حال مین حمزہ کو کیون قتل کرتا ہی سکندر نے کہا ای لندھور چونکہ تم ملکہ
مہران پر عاشق ہو چاہتا ہون کہ حمزہ کو قتل کر کے تمھاری شادی مہران فیلزور سے
کرون لندھور نے کہا مین شادی قبول نہین کرتا ہاے میرا آقاے نامدار کہکے رونے لگا
امیر بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ لندھور میری غربت پر رو رہا ہی مگر لندھور نے قریب سکندر
آکر ایک لات ماری کہ سکندر سینے سے صاحبقران کے گرا سب مغربی لندھور پر ٹوٹ پڑے
لندھور گرد صاحبقران پھر کر لڑنے لگا اسقدر لندھور پر وار ہوے کہ لندھور چرخ
مار کر گرا سر قدمون پر صاحبقران کے اور ہاتھ دونون سینے پر امیر کے آنکھون سے آنسو
جاری سکندر نے اشارہ کیا کہ دونون کے سر کاٹ لو سرداران سکندر طرف لندھور

کے اور صاحبقران کے تلواریں کھینچکر چلے کہ دونوں کو قتل کریں اسوقت لندھور کی بیقراری اور اشکباری دعائیں کر رہا ہی کہ اے کریم و رحیم حمزہ کو بچالے میں نثار ہو جاؤں عاشق کا یہی کام ہی کہ معشوق پر تصدق ہو آج انجام عشق دکھاتا ہوں شکر ہی کہ سر حمزہ کے قدموں پر ہی دمبدم قدموں کو چومتا ہی سکندر اشارے کر رہا ہی ہاں یارو تامل نکرو دونوں کا سر کاٹ لو کافر بلوہ کر کے چلے تلواریں چمکاتے ہوئے اسوقت صاحبقران پڑے ہیں اور لندھور ایڑیاں رگڑ رہا ہی کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا عمرو بن حمزہ یونانی نے آکر دیکھا کہ لندھور قریب صاحبقران کے پڑا ہی ہاتھ سینے پر اور سر قدموں پر سمجھے کہ لندھور صاحبقران کو مارنے آیا ہی تلوار کھینچے ہوئے طرف لندھور کے چلے لندھور نے سر بڑھا دیا کہا اے فرزند صاحبقران یہ سر کاٹنے کے لائق ہی عمرو بن حمزہ نے چاہا کہ ہاتھ ماروں کہ سر لندھور کا اڑ جائے صاحبقران نے آنکھیں کھولکر فرمایا کہ اے فرزند یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور کا قدم نہ ہوتا تو تم اپنے باپ کو زندہ نہ پاتے سکندر قتل کرنے کو آیا تھا لندھور ہی نے بچایا اور تمکو پروردگار نے زندہ دکھایا اگر بچاتے ہو تو مجھکو اسکو دونوں کو بچاؤ عمرو بن حمزہ گرد دونوں کے پھر کر لڑنے لگے جسنے لندھور کا ارادہ کیا اسکو بھی مار اگرد پھر پھر کر عمرو بن حمزہ لڑ رہے ہیں یہانتک زخم کھائے کہ سر و پشت سے خون جاری ہی عرصہ درازتک لڑے آخر لڑکھڑا کر یہ بھی گرے سکندر نے اشارہ کیا کہ تینوں کے سر کاٹ لو سرداران مغربی چلے تھے کہ ہندیوں نے بلوہ کیا عادل شیردل و فاضل شیردل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی و ارشیون پریزاد و فرہاد خان یکفرہی و الماس بن لندھور آکر گرے لڑنے لگے فرہاد خان نے آکر ہاتھی کو بٹھایا لندھور کو اٹھانے لگے لندھور نے آنکھیں کھولکر کہا اے فرزندو پہلے صاحبقران کو اٹھاؤ اور خبردار اگر کافر مجھکو قتل کریں تو قتل ہونے دینا مگر آقا کے واسطے جان لڑانا خبردار جان کو اپنی آقا سے عزیز نہ کرنا فرہاد خان و ارشیون پریزاد قریب امیر کے آئے چاہا اٹھاویں امیر نے آنکھیں کھولکر فرمایا کہ پہلے میرے جان بخش کو اٹھاؤ اسکے میرا دشمن نہ جانو پھر تو سرداروں نے صاحبقران و لندھور بن سعدان و عمرو بن حمزہ کو اٹھاکر ہاتھی پر لادا ایک طرف فرہاد خان چوبدست گران سنگ لیے ہوئے اور ایک طرف ارشیون تلوار کھینچے ہوئے گرد سرداران ہندوستان سکندر نے جو دیکھا کہ حمزہ کو لیے جاتے ہیں اور بارگاہ سکندری کو لوٹ لیا ہزاروں کافر اس مقام پر مارا گیا سکندر بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ مغلوبہ ہو رہی ہی سرداران حمزہ جان لڑا رہے ہیں دریائے خون بہہ رہا ہی نقیب خاموش ہیں بدنقیب اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہیں کہ یارو آگاہ ہو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی ایک دم میں کچھ کا کچھ ہی

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا　　نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی　　کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے　　گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال　جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا　ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم　کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار　جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین　ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری　کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس　کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین سکندر مغربیون کو ساتھ لیے ہوے لڑتا آتا ہی ہندیون کی جنگ آج نو لاکھ ہندی ایک جگہ پر ہوکر لڑ رہے ہین سکندر ادھر سے جنگ کرتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھا کرب غازی مطیع شہنشاہ حجازی بہ کروفر لڑتا ہوا آتا ہی سکندر نے مغربیون سے اشارہ کیا کہ ان قزاقون کو مار لو یارو ان قزاقون سے ہمنے بڑے صدمات اٹھاے ہین مغربی بھی قزاقون پر گرے قزاقون نے نیزے اٹھائے کسی کی پگڑی اچھال دی کسی کو نیزہ مار کر گرا دیا لاشون کے انبار کر دیے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ یہ مغلوبہ تین شبانہ روز رہی مگر چوتھے دن جب گریبان سحر چاک ہوا صاحبقران نیر اعظم لباس زرین زیب جسم فوج ضیاء شعاع ہمراہ چرخ زبرجدی سے تماشہ دیکھ رہا ہی قزاق بہ جانبازی لڑ رہے ہین سکندر برابر پہلوانون کو اشارہ کر رہا ہی کہ کرب کو مار لو مگر جو مقابلے مین کرب کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا لاشون کے انبار کرب نے لگا دیے فتاح بلنگینہ پوش ملک ثریا سے زنگی دیو طویل زنگی و فاخر تاجدار وغیرہ پشت پر کرب کی لڑ رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی سکندر مہلت نہین پاتا کہ مقابلۂ کرب مین آئے مگر کرب غازی لڑتا بھڑتا قریب علمدار لشکر سکندر پہونچا علمدار نے جو کرب کو آتے ہوے دیکھا ہاتھی کو بڑھایا کئی پہلوانون نے کرب کو روکا مگر جو کرب کے سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا پہلوانون کو مار کر کرب برابر علمدار کے پہونچے گھوڑا انکا ابرش گل اندام سکندری طرارہ بھر کے سامنے علمدار کے آیا دونون ٹاپین اپنی مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا کرب نے روک کر ہاتھ تیغۂ برق تاب طلسمی کا مارا وہ تیغہ جو گرا علمدار کو مع علم قلم کیا علم کو کاٹ کر جو تیغہ گرا تیغۂ طلسمی دست زبردست کرب غازی ہاتھی کو بھی کاٹ کر زمین مین تیغے نے بوسہ دیا مگر سکندر نے جو دور سے دیکھا کہ علمدار مارا گیا کہا یار و غضب ہوا نشان شکست ظاہر ہوے پشت پر کرب کی آکر تیغہ مارا کہ سر کرب کا زخمی ہوا کرب نے پلٹ کر آواز دی او نامرد تو نے مکر سے مجکو زخمی کیا مگر ایک وار سپر انکو اٹھا مثل عورتون کے منھ نہ چھپا سکندر سامنے آیا ہر چند کہ سر سے خون جاری ہی بائین ہاتھ سے زخم سر کو سنبھالا اور تیغہ مارا سکندر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر سر سکندر پہ آیا خود کو کاٹا سراسر گلے و جبڑے کو قلم کیا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب و صندوق سینہ سے مانند سیماب گذرتا ہوا شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے مع مرکب

سکندرہ کے چار ٹکڑے ہوے سکندرہ کا مارے جانا کہ فوج بھاگنے پر آمادہ ہوئی سکندرہ کی قریب
پر لڑ رہے تھے بھگدر پڑگئی ہر ایک کا یہی قول ہو کہ یارو سکندرہ مارا گیا پیکلان بھاگ گیا
اب کسکے بھروسے پر لڑین اپنی جان بچاؤ ملازمان حمزہ بڑے بہادر ہین یہ مغلوبہ تین دن اور
تین رات ہوئی چوتھے دن شکست فاش ہوئی پسران نوشیروان ایک جانب بھاگے اور
لشکر سکندرہ نے فرار پر قرار کیا مگر کرب غازی کہ ہاتھ سے سکندرہ کے زخمی ہوے تھے اسقدر
خون سر سے جاری ہوا کہ غش آنے لگا دونون ہاتھ گردن مین گھوڑے کی ڈالدیے قبضہ ہاتھ
مین جما ہوا بیہوش ہوگئے گھوڑے نے جو اپنے آقا کو سست پایا مجمع سے لے نکلا کہ انکا حال
وقت پر تحریر ہوگا مگر قباد شہریار نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی کل لشکر کو ساتھ لیا فرمایا ہم
ہاتھی صاحبقران کا تو تلاش کرو کہ سامنے سے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یکضربی دریا
خون مین نہائے ہوے مگر ہاتھی کو گھیرے ہوے اسقدر لڑے ہین کہ زخمون کا شمار جسمو نہیر
نہین ہو ہاتھی پر امیر وعمر وبن حمزہ یونانی ولندھور بیہوش پڑے ہین بادشاہ جمجاہ نے چاہا
صاحبقران کو اُتارون کہ صاحبقران نے آنکھین کھولکر فرمایا پہلے میرے جان بخش کو
اُتارو لندھور نے آج وہ رفاقت صرف کی ہو کہ میری جان اُسپر نثار ہوگئی لہذا پہلے لندھور
کو اُتارو دوسری ایک اور تدبیر کرو کہ اشقر کو تلاش کرو کہ وہ کہان ہو اُسکا پتہ جلد لگاؤ اور
خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین کچھ خیمے لیے خزانے قبضے مین کیے کہ ہرکارے دوڑے ہوے
آئے عرض کی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اشقر دیوزاد قریب قلعۂ گلشن حصار ہو پشت پر اسکی
پشتارہ سر ٹکرا رہا ہو کسی کو قریب نہین آنے دیتا عمرو یہ سُنکر دوڑا سامنے آکر دیکھا کہ اشقر
دیوزاد دیوار قلعۂ گلشن حصار سے کھڑا سر ٹکرا رہا ہو عمرو نے پکارا کہ اے بچہ ارنا ئیس آقا
تیرا زندہ ہو میرے ساتھ چل مین آقا کو دکھا دون اشقر پلٹا عمرو کے ساتھ ہوا عمرو سامنے
صاحبقران کے لایا جب اشقر نے امیر کو دیکھا تو شیہے کھینچنے لگا امیر نے فرمایا کہ اے فرزند بڑا
کار نمایان کیا خوب مہران کو بچایا کارنامۂ جرأت دکھایا اب مناسب ہو کہ پشتارۂ مہران
حوالے کردو مین انشاء اللہ صحت پاکر اپنے جانشین کی شادی کرونگا بعد لندھور شادی
قباد ہو کہ مہرنگار کا گھر آباد ہو اشقر بیٹھ گیا پشتارہ مہران کا اُتار کر محل مین بھیجا گیا اب
جراح آئے کہ صاحبقران کے ٹانکے لگائین لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ سب سے پہلے
ٹانکے میرے جانشین کے سر مین لگاؤ لندھور کے سر مین بھی ٹانکے دیے گئے خواجہ عمرو کو
حکم ہوا کہ تلاش کرو کرب غازی کہان ہو عمرو نے کہا انشاء اللہ انکو بھی زندہ یا دیکھے
ہرکارے تلاش کو گئے ہین مین بھی اب جاتا ہون امیر نے فرمایا خواجہ یہ بھی دریافت
کرو کہ پسران نوشیروان کہان گئے کسنے دامن مین پناہ دی مین قسم کھا چکا ہون کہ یا تو
ان دونون کو قتل کرون یا مسلمان ہون تب انکا پیچھا چھوڑون خواجہ براے خبر کرب
نامدار روانہ ہوے ہر مقام پر خواجہ تلاش کرتے ہین دیکھیے کہان پر پتہ ملتا ہو مگر خواجہ

حیران و پریشان جنگل جنگل فکر کرب غازی مین پھر رہے ہین نظم

دو کلمۂ داستان شوکت بیان کرب غازی کا زخمی ہوکر بہارستان مغرب پر پہونچنا اٹھا لیجانا یکہ تاجدار کا کہ طرف سے فرامرز کے بادشاہ ہی وعشق کرب غازی ملکہ یاقوت ملک دختر فرامرز سے ودیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دینا
دکھلا کہین آفتاب للہ
دم پر اب ضعف سے بنی ہی
ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ
اے کشتی دختر رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہدے یہ مری طرف سے للہ
اب حال بہت چھپا نہ پل کر
ہین تاک مین تیری اور دوچار
دیدار سے تیرے دوست ہوا نثار
ساقی نے یہ سنکے مے پلا دی
کی خامے سے یون گہر فشانی

گرتا ہون مین ہاتھ تھام لینا
اب ہوتا ہی سارا نشہ پانی
ایذا اے فراق جان کنی ہی
شیشے کے مین سن رہا ہون قلقل
دے راحت روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دختر رز دکھا دے
آیا ہی ترا فقیر اے ماہ
یون ہجر مین ہی پہرا دہ غمناک
کشتی سے اتر بھی آتو اکبار
کر قصۂ غم خوشی سے آغاز
دریا کی طرح طبیعت آئی

اے میری شب مراد کے ماہ
بس بندہ نواز مہربانی
دل پر مرے پڑ رہی ہی اک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساغر مل
چلتے ہین آخری ہی یہ دور
بچھڑے ہوے دوست سے ملا دے
انجمن ہی بہت خوش اسکا دل کر
جسطرح کسی کلال کا چاک
پھر دل کی سرا ے غم ہو آباد
دم بند ہین کھول پردۂ راز
منہ مین جو بھر آیا اسکے پانی

چہرہ عاشقان ہجر نصیب و خوش نصیبان معشوق قریب آں داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر لبساط آرا ے بازار معانی ✤ چنین آرد متاع نکتہ دانی ✤ توسن طبع کو میدان مدعا مین یہان سے یون جولان کیا جاتا ہی کہ کرب نامدار ہاتھ سے سکندر کے جو زخمی ہوے گھوڑا کرب کو لے نکلا دن بھر اور رات بھر برابر رہروی کرتا چلا گیا قضاے کار ایک دشت سبزہ زار و نواح دلکشا مین گھوڑا پہونچا جھیل پر پانی پیا چند میٹھے گھاس کے کھاے گردن کو جنبش دی کرب پشت مرکب سے گرے مرکب نے بہت کچھ چاہا کہ اپنی پشت پر سوار کرے مگر یہ اٹھنے کے لایق نتھے ناچار ہوکر مرکب چرا مین مصروف ہوا اتفاقات قضا و قدر کہ یہ سرحد بہارستان مغرب کی ہی جہانکے حاکم ہلال زرین تاج و فرامرز عاد مغربی ہین فرامرز کی طرف سے یکہ تاجدار انتظام کرتا ہی آجکل فرامرز تو سفر مین ہی اور یکہ تاجدار براے سیر نکلا ہی چند سوار پیدل ہمراہ ہین ایک سوار کی نگاہ مرکب کرب پر پڑی یکہ تاجدار سے کہا اے افسر ایک گھوڑا نایاب خون مین نہایا ہوا ٹہل رہا ہی یکہ تاجدار کی جو نگاہ مرکب پر پڑی عاشق ہوگیا کہا یارو اس مرکب کو گرفتار کرو چند سوار و پیدل دوڑے گھوڑا بھاگ کر سامنے کرب کے آیا زبان سے زخم چاٹنے لگا لوگون کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب عالمتاب بیہوش پڑا ہی سر زخمی ہی پکار کر کہا اے بادشاہ سوار بھی اس گھوڑے کا پڑا ہی یکہ تاجدار نہایت مرد

مردانہ ہی فرامرز کی صحبت اُٹھائی ہو ٹہلتا ہوا قریب کرب کے آیا جمال بے مثال دیکھکر بیقرار
ہو گیا پکار کر کہا یارو معلوم ہوتا ہی کہ کہین قزاقون نے اسکو گھیرا مگر خوب لڑا مال نہین دیا
جان دیدی جب قریب آیا تو آمد وشد نفس دیکھکر کہا کہ حقیقت مین یہ جوان زندہ ہی ایک
چارپائی لاؤ ملازم دیہات سے چارپائی لائے اُسپر کرب کو سوار کیا مرکب کو ساتھ لے لیا
طرف شہر کے چلا مکانات شاہی مین داخل ہوا ایک کمرے مین لاکر لٹا یا بیٹھکر ٹانکے دیے
پٹیان مرہم کی چڑھا دین سب زخم باندھے بیٹھکر نگہبانی کرنے لگا ہتھیار کرب کے رکھے
ہین ہر ایک چیز کو بحسرت دیکھتا ہی تعریفین کر رہا ہی قبضۂ تلوار کہ ہاتھ مین جما ہوا تھا یکہ تاجدار
نے ہاتھ سینک کر تلوار نکالی تلوار دیکھکر پھڑک گیا ساتھ والون سے کہتا ہی کیا نایاب تلوار
ہی اگر دو چار ہزار روپیہ جوان لیگا تو مین دیدونگا سپر وشمشیر دونون نہایت نایاب ہین
حقیقت مین جوان شوقین ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی یہ تو ظاہر ہی کہ کہین کا تاجدار اور
یا رئیس جلیل ہی یہ تحفہ جات نایاب کسی کو ممکن نہین ہوتے نہین معلوم یہ تلوار کہان سے
پائی سپر بھی عمدہ و نایاب ہی شب فراق عاشقان کا جواب ہی کمان کیانی کو ہلال فلک کہون
یا خم ابروے خمدار ہی ترکش بے مثل وبے نظیر طائر پر بند ہر ایک تیر خنجر کمر کا بے مثل ولاجواب ہی
جسکے نظارے سے دل بیتاب ہی تیر زہر سے بجھائے ہوئے ہین لباس عمدہ مگر سب خون آلود
ہی سو پچاس آدمیون سے لڑا ہی مگر نہین معلوم کیا سانحہ ہوا کہ وہ لوگ زخمی کرکے بھاگ گئے
ساتھ والون نے جواب دیا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ جوان گھوڑے سے گرا
تو قزاقون نے ارادہ کیا کہ مال اسکا لین مگر جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تب قزاق بھاگے
یکہ تاجدار نے کہا یہ سچ کہتے ہو ہمین کو دیکھکر قزاق بھاگے ورنہ ایسے رئیس شاندار کا
تمام مال وسلاح جو ہزارون روپیہ کا ہی قزاق لیجاتے مگر لات ومنات نے کرم کیا کہ ہین پہونچگیا
اس جوان کا مال بچا رفقا خادم خدمتگار بیٹھے ہین یکہ تاجدار بھی باتین کر رہا ہی کہ کرب کی
آنکھ کھلی اپنے کو مکان شاہی مین پایا ایک جوان گندمی رنگ سامنے بیٹھا ہی رومال ہلا رہا ہی
کہ مکھی نہ بیٹھنے پائے خادم وخدمتگار خدمت مین مصروف ہین کرب نامدار نے ہاتھ پیشانی
پہ رکھا یکہ تاجدار نے جواب سلام دیا بیقرار ہی کہ حسب ونسب اس جوان کا پوچھون قزاقون
کا نام ونشان دریافت کرون دوڑ بھیجکر اُنکو گرفتار کراؤن مگر یہان تو عملداری رستم
سرزمین مغرب کی ہی قزاق کب رہسکتے ہین کرب سے پوچھا آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی
کرب نے کہا کرب غازی ملازم صاحبقران زمان یکہ تاجدار نے پوچھا یہ زخم کسکے ہاتھ
کا ہی کرب بولا اسکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے ہاتھ کا مگر مین نے یہ زخم کھا کر ہاتھ مارا کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے یکہ تاجدار کو سناٹا آگیا چپکے سے کہا اے شہریار یہ ملک بھی سکندر کا ہی کہ
اُسکا بھائی ہلال زرین تاج اور اُسکے بھائی کا فرزند فرامرز عاد مغربی یہانکا حاکم ہی
لوگ سنین گے تو آپ کے ساتھ دشمنی کرینگے اب یہ ذکر نہ کیجیے گا کرب نے کہا کچھ بڑی بات
نہین ہی کہ مین اپنی جرأت کا ذکر کرون مقابلے مین یہی ہوتا ہی ایک غالب اور ایک مغلوب

میرا ہاتھ پڑ گیا وہ مارا گیا اگر اُسکا ہاتھ پڑ جاتا مین مارا جاتا تمھارے لوگ اگر مجھسے نہ پوچھینگے تو مین خود نہ بیان کرونگا اگر پرسش کرینگے تو بین یہی کہونگا یکہ تاجدار جرائت پر وجد کرنے لگا جی مین کہتا ہی بڑا بہادر ہی اپنی ہی کہے جاتا ہی بدل و جان خدمت مین مصروف ہو الغرض کئی دن مین زخم سربر و براہ ہوا یکہ تاجدار نے سامان جلسے کا کیا منظور یہ ہی کہ اِسکو جلد رخصت کرو ورنہ ایسا نہو فرامرز آ جاے تو بہت غصہ کریگا کہ قاتل سکندر کو تمنے جگہ دی مجھکو بدنام کروگے لوگ کیا کہینگے ایک بھائی کا قاتل اور ایک بھائی نے علاج کیا کوئی ایسا تھا کہ اُسکو زہر دیدیتا ایکہ تاجدار جو میری مراد ہی وہ حاصل نہوگی مین چاہتا ہون کہ یہ جوان صحت پائے اور بہ خیر و خوبی اپنے لشکر مین جائے جہان ہفت اقلیم کے آدمی ہین یہ اُنہین میری جرأت کا ذکر کریگا تو ہفت اقلیم میری جرأت سے آگاہ ہونگے کہینگے کہ سبحان اللہ کیا کارگزار تھا کہ اپنے آقا کے بھائی کے قاتل کو براحت جگہ دی اور علاج کیا حقیقت مین بہادر ایسے ہی ہوتے ہین خادمون سے تاکید کی کہ خبردار اِس بات کا ذکر نہو ورنہ مین بدنام ہو جاؤنگا مین یہ نہین چاہتا کہ مہمان بہادر کو رنج و ملال پہونچے کوئی اگر طعن و تشنیع کرے یا مجھکو کوئی کلمہ کہے اِس جوان کو ناگوار ہوگا دیوانہ مزاج معلوم ہوتا ہی ہر بات مین جرأت کی لیتا ہی مجھے تو گوارا ہی کہ میرا مہمان عزیز ہی جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب موجود ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹلجاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تیری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح
منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا

کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ
پاؤن تھک تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجھکو
تیری حسرت ہی مین ای حسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حال دیکھ کف افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رویونکو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہی پگھل جاؤنگا

حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
کیا سمجھتا تھا کہ دو دن مین بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہی بہار آنے دو
دیکھکر لڑکونکی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

یکہ تاجدار دمبدم آتا ہی اور کرب سے پوچھتا ہی کہ کل ضرور تشریف لیجائیے گا کرب فرماتے ہین کہ بھائی ارادہ تو یہی ہی آگے آپ دونون کے اختیار ہی اگر ہمارا آب و دانہ تمھارے یہان سے اُٹھا ہی تو جانے مین کیا عذر ہی زخم تمھاری جستجو سے اچھا ہو گیا تم ہمارے جان بخش ہو تمنے ایسی خدمت کی کہ ہم تمسے بہت محجوب ہین یکہ تاجدار عرض کرتا ہی افسوس ہی کہ مجھسے کچھ

خدمت نہ بن پڑی آپ مجھکو شرمندہ کرکے چلے جاتے ہین مین چاہتا تھا ایسی خدمتگذاری کرون کہ حضور وقتاً فوقتاً مجھکو یاد کرین اور جب دربار مین بیٹھین تو میرا ذکر آئے بہادران نامدار اور دلاوران تہور شعار بارگاہ صاحبقران مین جمع ہون جب اِس حقیر کا ذکر نکلے تو وہ لوگ فرمائین کہ حقیقت مین بڑا بہادر تھا کہ اُسنے آپ کو اپنے یہان رکھا کچھ اپنے مالک کا خیال نہ کیا اور قاتل سکندر کو اپنے یہان جگہ دی شاید کبھی ایسا اتفاق ہو کہ یہ غلام بھی اُس طرف نکل آئے اور صاحبقران سے ملازمت ہو تو آپ ضرور مجھکو اپنی بارگاہ مین جگہ دینگے بہادران نامی و دلاوران گرامی مجھکو دیکھنے آوینگے مین بھی اپنی جرأت پر ناز کرونگا ہلال زرین تاج سے تو اِس معاملے کو پوشیدہ کرونگا مگر فرامرز عاد مغربی کہ نہایت بہادر ہے اُس سے ضرور ذکر کرونگا یقین ہے کہ خوش ہوجائے کہ تمنے بہادر کی خاطر کی فرامرز نہایت صاحب جرأت و شوکت ہے اُسکا یہی حکم ہے کہ بہادر کے ساتھ مکر نہ کرو کرب نے کہا ہان یکہ تاجدار مین نے رستم کی زبانی ذکر اُسکا سُنا تھا کہ رستم قید ہوکر گئے تھے فرامرز نے طعن و تشنیع کی رستم نے جواب دیا کہ ہمکو مکر سے گرفتار کرکے سکندر نے روانہ کیا ہے فرامرز نے اُسیوقت قید سے رہا کیا اور دونون کے نام پر طبل جنگی بجے بڑی خاطرمدارات سے میدان مین لایا مقابلہ کیا جب نیزہ چلا ہے تو فرامرز کی سب تعریفین کرتے تھے اور رستم کی کوئی تعریف نہ کرتا تھا اسپر فرامرز بگڑا کہا صاحبو یہ نامنصفی کیسی اگر میرے بند باندھنے کی تعریف کی تو اُسنے کس خوبصورتی سے کھولا پھر لوگون نے کہا آپ مقابلہ کیجیے پھر اُس مین نیزہ چلنے لگا پھر لوگون نے اُسی طرح تعریف کی فرامرز نے کہا اے رستم اِن نامنصفون کے سامنے مین مقابلہ نہ کرونگا اگر تم غالب آؤگے تو یہ لوگ لوٹ پڑینگے اِنکو یہ خیال نہین ہے کہ مہمان سے مقابلہ ہے پھر کہا اے رستم اب مقابلہ موقوف رکھیے اور اپنے لشکر کو جائیے ہم وہین آکر مقابلہ کرینگے کہ چچا جان سکندر بھی وہان موجود ہین اور پسران نوشیروان و لشکر صاحبقران سب جری و بہادر وہان جمع ہین وہان جو مقابلہ ہوگا تو انصاف ہوجائیگا باپ نے ہرچند کہا کہ اے فرزند غضب کرتے ہو تمنے اِن گنہگارون کو رہا کردیا ایسا نہ ہو کہ تمھارے چچا جان کے خلاف ہو کہ مین نے گنہگارون کو بھیجا تھا اور تمنے کیون رہا کیا تو کیا جواب دوگے فرامرز نے کہا مین چچا جان کو سمجھا لونگا اِنکا قید رکھنا باعث بدنامی ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ سکندر ایسا بادشاہ اِن چند کس کو بمکر گرفتار کرے اور وہ قید رہین مین خوب سمجھا لونگا اور رستم کو روانہ کردیا ہرچند سب نے کہا مگر کسی کا کہنا نہ مانا تو اُسکی جرأت مشہور خاص و عام ہے اے یکہ تاجدار ہم تمسے نہایت نادم و مجوب ہین یکہ تاجدار نے عرض کی مجھکو اپنا غلام جانیے مین یہی چاہتا ہون کہ آپ بخیر و عافیت تمام اپنے لشکر مین پہونچین اور مجھ نالایق کا نیکی ذکر کرین میری یہی خوشی ہے کرب جواب دیتے ہین مین تمھارا ذکر صاحبقران سے کرونگا کہ مجھپر احسان کیا جان بخشی کی علاج کیا مجھکو صحیح و سالم کرکے یہان روانہ کیا صاحبقران بھی ممنون ہونگے اور تمھاری تعریف کرینگے اور فرماوینگے کہ سرحد مغرب مین ایسے ایسے بہادر موجود ہین کہ دشمن کے حال پر بھی رحم کرتے ہین بلکہ یہ قاعدے صاحبقران کے ہین کہ دشمن سے دوستی کرنا اور بہادر کو سرفراز فرمانا

لہذا تمھارا ذکر بوجہ احسن ہوگا بکہ تاجدار خوش ہوتا ہی باورچی خانے مین جاکر تاکید کرتا ہی کہ مہمان کے واسطے کھانا تیار کرو اور وہ اشیا کہ جو مہمان کے ساتھ جاوینگی وہ تیار ہو رہین ادھر ایک نازنین نہایت حسین وجمیل نازک اندام کبک خرام طرارہ وفرار ناچتی ہوئی سامنے کرب کے آئی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا	بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا
حُسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق	زلفین وان منڈگئین یان حال پریشان نہ گیا
صبح کی شام نظارے مین رُخ روشن کے	رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
اُڑکے پہونچا مد جوش جنون سے وان تک	پانؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا
روز وشب زلف ورخ یار کا افسانہ رہا	ذکر صبح وطن وشام غریبان نہ گیا
مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس	چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا میکش	شیشے سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا
خاک یا تونے نہ اس عیسی نفس کی چھڑکی	باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
مجھسا غمدوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین	کونسی مجلس ماتم مین مین مہمان نہ گیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین	تمسے شرمندہ مین اے خار مغیلان نہ گیا
عاشق اس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش	بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

بتاتی ہوئی وہ نازنین سامنے آئی دامن جو کرب کا پکڑا کرب نے پلٹ کے دیکھا روپیہ نہ پایا تیغۂ طلسمی رکھا تھا کرب نے دیدیا نازنین ہنستی ہوئی اُٹھ گئی چند اشعار گاکر پھر بیٹھی پھر دامن تھاما اسکے کرب نے سپر حوالے کردی وہ بھی طلسمی ہی کہ کٹتی نہین پھر بتاتی ہوئی اُٹھی اسکے جو آکر دامن پکڑا کرب نے کمر سے خنجر نکالکر دیدیا ہرکارون نے یہ خبر بکہ تاجدار کو پہونچائی کہ کرب نے سب ہتھیار رقاصہ کو دیدیے بکہ تاجدار یہ سنکر دوڑا قریب اُس نازنین کے وارثونکے آیا جنکے پاس اشیاء مذکور رکھے ہین کہا کہ صاحبو یہ ہتھیار مہمان کے ہین اور وہ خاندان عالی سے ہی کئی ہزار روپے دیکر ہتھیار چھڑائے لاکر پہلوے کرب مین رکھے کرب نے کہا اے بہادر یہ اشیاء کیون لائے بکہ تاجدار نے کہا مین روپیہ دیکر لایا ہون جبر یہ نہین چھین لیے آپ سے عرض کرتا ہون کہ جو چیزین آپ لیکر آئے ہین یہ سب بہ احتیاط لیجائیے تب مجھکو خوشی ہو روپیہ اُسکا بھیجدیجیے گا غلام روپیہ نے لیگا مگر انکو نہ چھوڑونگا کرب نے ناچار ہوکر ہتھیار لیے اب بکہ تاجدار گیا مگر رقاصہ سے کہگیا کہ یہ خاندان عالی سے ہین دامن انکا نہ تھامنا یہ بہت محجوب ہوتے ہین روپیہ پاس موجود نہین ہی آخر ہتھیار دیدیے مین یہ کیونکر گوارا کرون کہ میرے گھر سے بدون ہتھیار جاوین رقاصہ خاموش ہو رہی الگ الگ ناچ رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ جاکر سوال کرون اسکے مرتبہ جو گلے مین موتیون کا مالا پہنے ہین وہ لون تکہ صبح ہوئی اور ناچ وراگ ورنگ موقوف ہوا کرب غازی جانے کی تیاری کر رہے ہین بالون مین شانہ کیا کمر باندھی ہتھیار لگائے کہ بکہ تاجدار آیا مگر کرب نے دیکھا کہ ایک خدمتگار زار زار رو رہا ہی

کرب نے کہا ای برادر کیون روتے ہو خدمتگار نے کہا کہ آپ کا جانا ہمپر بہت شاق ہے آپ کے
صرف کے واسطے جو بکہ تاجدار رقم رکھ جاتا تھا وہ سب ہمین لیتے تھے اب وہ سب نفع گیا اسی
خیال مین رو رہا ہون آپ کی محبت آپ کا خلق اور زیادہ ہمین بیچین کرتا ہے مگر مقام افسوس ہے
چوبیس پچیس روز آپ رہے یہان کا میلہ آپ نے نہ دیکھا ایسا میلہ ہوتا ہے کہ کبھی کسی مقام پر نہ دیکھا
ہوگا کرب نے پوچھا میلے کا کیا باعث ہے خدمتگار نے کہا ای شہریار مقدمہ طول و طویل ہے مگر اتنی
یہ سبیل ہے کہ فرامرز عاد مغربی نے حکم دیا تھا کہ جو بیٹی ہمارے یہان پیدا ہو اسکو گلا گھونٹ کر
مار ڈالو کئی بیٹیان پیدا ہوئین اور ماری گئین لوگون نے فرامرز سے کہا یہ کس واسطے کرتے
ہو فرامرز نے کہا اگر بیٹی زندہ رہیگی تو مین کسی کا خسر کہلاؤنگا وہ زمانہ آیا کہ ملکہ یاقوت ملک
آفتاب جمال خورشید مثال پیدا ہوئی اسکے جمال کو دادی دیکھکر رونے لگی اور فرامرز کو بلا کر
کہا ای فرزند ارجمند کیون ان معصومون کا خون ناحق گردن پر لیتا ہے بیچ کے صدہا جھگڑے ہین
زندہ رہے یا نہ رہے دس بارہ برس مین اس لایق ہوگی کہ پیغام آوین ابھی کیون قتل کرتا ہے
فرامرز مان کے کہنے سے خاموش ہو رہا یاقوت ملک اسکا نام رکھا دمبدم نشو و نما پانے
لگی چندہی عرصے مین یہ صورت ہوئی کہ شگرفیرے تک زمین کے اسکے ساتھ محبت کرنے لگے
شاہون کے نامہ و پیام آنے لگے فرامرز نے ان نامون کو دیکھکر چاک کیا کہا یارو مین شادی
نہین قبول کرتا دادانے اور دادی نے یہ اشتہار دیا کہ عاشق لوگ خود آوین مگر فرامرز نے
رفقا سے صلاح کی کہ کیون یارو اب کیا کرون سب نے کہا ایسی شرط مقرر کیجیے کہ اسکے ادا
کرنے سے ہر شخص عاجز ہو تب فرامرز نے ایک ہاتھی آہنی بنوایا اتنا بھاری تھا کہ خود پہلوان
زبردست اور چار پہلوان مثل اپنے ساتھ لیے اور اس ہاتھی کو اٹھایا لیکن وہ ہاتھی اپنے مقام
سے نہ اٹھا تب ایک تالاب بنوایا اور ایک نقارہ شرطی رکھوا دیا اور کئی لاکھ روپے کا جہیز بھی
اسی جگہ رکھوا دیا اور شرط مقرر کی کہ جو اس ہاتھی کو اٹھائے اسکے ساتھ یاقوت ملک کی
شادی ہو عاشق تن آنے لگے مگر وہ ہاتھی کا بار کسی سے کب اٹھتا ہے فرامرز نے انکو قتل کیا ستر
شاہزادہ قتل ہوا قبرین انکی اسی باغ مین ہین وہ مقام مزار عاشقان کہلاتا ہے اول مین ملکہ
روتی ہوئی آتی ہے جہان قبرون کے قریب [illegible] کہ عاشقون [illegible] احوال دیکھ لو تو قبر [illegible]
جنبش ہوتی ہے بعض قبرون سے [illegible] ظاہر ہوتا ہے سوز عشق سے مردہ جیتا ہے
ایسا میلہ یہ ہوتا ہے کہ ہفت اقلیم کے لوگ آتے ہین بڑے بڑے تاجدار [illegible] لاکھون روپے
کا مال لیکر آتے ہین نفع اٹھاتے ہین اگر حضور رہتے ملاحظہ کرتے تو باعث [illegible] ہے کرب نے
ہتھیار کھول ڈالے کہا اب میلہ دیکھکر جاوینگے خدمتگار تو خوش ہو گئے کہ بعد تھوڑی دیر کے
بکہ تاجدار آیا اسنے دیکھا کہ کرب نامدار بدون سلاح بیٹھے ہین ہتھیار کھلے ہوے رکھے ہین کہا
کیون شہریار کیا آج قصد نہین ہے کرب نے کہا بھائی میلہ دیکھکر جاوینگے بکہ تاجدار ہنسنے
لگا کہا حضور میلہ کہان ہے کرب نے کہا در باغ ملکہ یہ وہ ہاتھی والا میلہ ہوگا ہم بھی تماشۂ مزار
عاشقان کا دیکھین گے بکہ تاجدار نے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خدمتگارون نے آپ سے

حال بیان کیا کرب نے کہا خدمتگار کیون بناتے تمام دنیا مین مشہور رہی کہ میلہ ہوتا ہی ہم کو بھی
احوال معلوم ہوا بکیہ تاجدار نے کہا اگر حضور رہگئے ہین تو ایسا میلہ دکھاؤن کہ سواے فرامرز
کے یا ہلال زرین تاج کے کوئی نہ دیکھ سکے کرب نے کہا احسان تمھارا بکیہ تاجدار کرب
کی باتون پر نہال ہوا جاتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ آقاے نامدار دل یہی چاہتا ہی کہ آپ کی خدمت
مین رہون کرب فرماتے ہین مین تمھارا بار اُٹھا سکتا ہون اگر مناسب ہو میرے ساتھ چلو
لشکر اسلام مین رہو سپاہ گری کا مزہ حاصل ہوگا دیکھنا کیا کیا جوان ہمارے لشکر مین ہین یہ سنکر
بکیہ تاجدار نے عرض کی خدا اپنی قدرت سے کوئی سامان ایسا پیدا کرے کہ مین آپ کے ہمراہ
رہون جب آپ فرامرز سے مقابلہ کرینگے غالب آنا تو دشوار ہی اگر شاید آپ اُنپر غالب ہوے
تو ہم بھی مطیع ہونگے اور ہمیشہ ہمراہ رہین گے سرداران شاہی مین منسوب رہونگا دن جب
تمام ہوا تو بکیہ تاجدار نے آکر کرب کو ساتھ لیا کچھ کلیجی کے کباب لے لیے ایک گلابی شراب
کی لی اِس تکلف سے شاہزادے کو ساتھ لیکر چلا سامنے باغ کے ایک کوہ تھا اُس کوہ پر زیر
درخت لایا وہان لاکر کرب کو بٹھایا کہا ملاحظہ فرمائیے بائین طرف پلٹیے تو میلہ دیکھیے اور اگر
داہنی جانب نگاہ اُٹھے تو سامنے باغ ہی مزار عاشقان ہی ان سب چیزون کو ملاحظہ فرمائیے اِس
مقام پر کوئی بیٹھ نہین سکتا مگر مین نے حضور کے واسطے یہ سامان کیا ہی چاہتا ہون کہ اپنی
جان تک نثار کرون کرب کو بٹھا کر اشیاے ضروری رکھدیے کہا غلام جاتا ہی انتظام اِس
میلے کا سب میرے سپرد ہی مین وہان جاکر انتظام کرون بادشاہ آجکل یہان نہین ہی ایسا نہو
کسی دوکاندار کا نقصان ہو جاے تو میرے لیے بدنامی ہوگی صبح کو بخیر و خوبی آپ چلے آئیے گا
پھر مین آپ کے جانے کی تیاری کرونگا کرب بہت خوش ہوے زیر نخل آکر بیٹھے گھوڑے کو
درۂ کوہ مین کھڑا کر دیا بکیہ تاجدار گیا کرب کبھی طرف باغ کے دیکھتے ہین کبھی طرف صحرا کے متوجہ
ہوتے ہین دیکھتے ہین کہ صحرا مین اجماع عالم و انبوہ خلایق ہی جابجا فرش بچھے ہین رئیسان شہر
بیٹھے ہین کلام آپس مین ہو رہے ہین خوانچے والے آتے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا ساقنین
دوکانین آراستہ کیے بیٹھی ہین سنہرے حقے اُنپر لال نیچے برابر لگے ہین ایک تپائی پر چلمین
جمی ہین اور ایک جانب لکڑیان سُلگ رہی ہین بھٹگیرنین حسین و جمیل جوڑے ترچھے باندھے
ہوے گوری گوری صورتین لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھی ہین کسی جوان نے آکر روپیہ پھینکا
اور پکارکر کہا ای محبوب و مطلوب اچھا ٹرّہ سالجہان کا پلوانا بھٹگیرن نے چلم بھروائی چرس
جمائی جوان نے کہا ذرا اسمین بھی لگا دو بھٹگیرن نے دم لگا کے حقہ دیا جوان نے حقہ ہاتھ مین
لیا اور اکڑکر آواز دی نظم نہ آزاد کے دم مین کچھ اگر تو دھن کا پکا ہی + بہشت اِک باغ ہی
دوزخ بھی اِک شہر ہی وہ ٹرکا ہی + نہ آزاد کے دم مین کھینچ دم چرس نکا رندون مین + پیارے
دم ہی کا تو فرق ہی مردے و زندون مین + یہ کہکے دم مارا آنکھین سُرخ ہوئین آگے نظر گئی
دیکھا ایک جانب ہزارہا حلوائی شیرین سخن دوکانین لگاے ہوے خوانچے شیرینی کے رکھے
ہین ایک جانب گلفروش بیسے ہین آوازین لگا رہے ہین پلنگ توڑ بیلا ہی ہار پہن لے اگر

البیلا ہی طرہ اُسپر یہ کہ بدھیاں معقول ہاتھوں پر پڑی ہوئی ہیں سبزہ زاروں میں ٹہل رہے ہیں ایک جانب بھانڈ بھگتیں لہنگے بھاری پہنے ہوئے دوپٹے گلنار زیور چاندی کا زیب جسم ناچتی پھرتی ہیں۔ جس جوان کو پکڑ لیا کسی نے چار پیسے دیے کسی نے دوانی چوانی ہر طرف ہنگامہ ہے تمام صحرا وہاں کا تماشہ بینوں سے اور دوکانداروں سے مملو ہے جب طرف باغ نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ باغ میں سناٹا پڑا ہے قبریں عاشقان ثابت قدم کی اداسی اُسپر چھائی ہوئی کسی قبر پر پھول پڑے ہیں کسی قبر پہ عود و عنبر سوز روشن ہے دھواں اُسکا مثل زلف محبوبان تاو پیچ کھا رہا ہے سوزش اہل قبر ثابت ہے کہ مرنے کے بعد بھی جل رہے ہیں ناگاہ ایک جانب سے دیکھا کہ ایک نازنین آگے آگے پشت پر کئی ہزار خواصیں وہ نازنین ٹہلتی ہوئی قبروں پہ آئی کسی قبر پر پھول ڈال دیے قبر سے ایک آواز آئی کہ نظم

آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما	بس نازک است شیشہ دل در کنار ما
روشن شد از وصال تو شب ہاے تار ما	صبح قیامت است چراغ مزار ما

دوسری قبر پہ اگر ٹھوکر لگائی آواز آئی نظم مصنف

پڑھوں غزل وہ جنوں خیز جسکے سننے سے	رہے نہ ایک گریبان عاشقاں میں تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار	اُٹھو اُٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار
پڑھوں میں قصۂ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند	عدم کے خواب سے مجنوں نہ ہو کہیں بیدار

اُس نازنین نے ٹھوکر آکر آواز دی کہ ارے کمبخت بعد مرنے کے بھی چین نہیں برابر دوسری قبر تھی اُسکی جنبش ہوئی اور آواز آئی نظم

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر	جو دیکھتا ہوں تو اک تربت پہ ہے نرگس زار
کیا سوال یہ میں نے کہ اے گل نرگس	تو سرنگوں ہے بھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا	عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہے گل نرگس کا نہ گلستان میں	تو اُسکا گور غریباں میں کیسلیے ہو گزار
میں اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ مرقد ہے	بہ زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار

کوئی قبر ٹھکرائی کسی کو جنبش ہوئی کسی کے پتھر سے ٹوٹ گئے زمین سے شعلے نکلتے تھے چہار جانب ملک گشت کر کے ایک مقام پر گری زبان سے یہ کلام نکلا کہ اے عاشقو جمال میرا دیکھ لو جب کنیزوں نے دیکھا کہ وہ معشوق بیہوش ہو گئی تو گود میں اُٹھا کر حمام میں لے گئیں بقول شاعر اشعار نظم بطور مسدس

گرم ہو کر سر حمام اُسے میں لایا	چھینٹے دیدے سے کئے نہانے کے لیے [illegible]
میل خاطر یہ جو اُس سیم بدن کے پایا	طمع کیسۂ زر دے کے وہیں بہلایا

یوں نہا دھو کے وہ حمام سے باہر نکلا
آتشی برج سے گویا مہ انور نکلا

ٹھیک پوشاک جو سلوائی تھی میں نے ساری	اُس سبک دوش کو پہنائی سبھی انگیا بھاری

کامدانی کی سراسر جو وہ تھی نیاری
پیٹ پر گرتی نے جالی تو ہوئی گلکاری
نیا پھر محرم زرتار کے کسکے باندھے
جال مین سونے کی چڑیا جو پھنسی پر باندھے

سرخ اطلس کا وہ پاجامہ جو تھا بوٹے دار
ہاتھون پائینچے دونون جو اٹھائے اکبار
جسکی کلیدن کا ہوا غنچہ دہن سے نہ شمار
کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ رشک بہار
گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اُسنے
چٹکیون مین دم رفتار اڑایا اُسنے

اک دوپٹہ دیا شبنم کا جو اس گل کو اڑھا
جنبش جسم سے آنچل کا جو ٹھیٹھا لچکا
پڑ گئی اوس حسینان جہان پر ہر جا
جا در ابر مین بجلی کو تڑپتے دیکھا
جھمٹ اُسنے رخ روشن پر جو تن کر مارا
قہقہہ برق نے سورج کی کرن پر مارا

بکھرے بالون سے پریشان جو ہوا دل میرا
تیل بالون مین حنا کا وہ دیا مین نے لگا
کنگھی چوٹی کا سراسر ہوا دل کو سودا
مشک بو زلف معنبر سے ہوا گھر سارا
بال مقراض سے گیسو کے برابر کاٹے
اڑ چلی زلف کی ناگن تو وہین پر کاٹے

دریاے جواہر مین غوطہ مارکر وہ نازنین باہر نکلی کنیزان زرین پوش لالٹینین ہاتھون مین لیے ہوے آگے آگے سب کے وہ نازنین زہرہ مثال مشتری خصال دریاے حسن مین غوطہ لگائے رشک چمن نازک اندام گلبدن عارض رشک ماہتاب گہر ریزی مین لاجواب شیرین عذار کبک رفتار چہرہ رشک بہار کرب غازی نے جو جمال بے مثال دیکھا اور سامان نذکور نظر آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا پسینہ آگیا تھرتھرا کر گرے بیہوش ہوگئے ایڑیان رگڑنے لگے مقام وہ پہاڑ کا کہ نہ یار رہے نہ مددگار رہے زمین مین پڑے لوٹ رہے ہین بیقراری کی خوب بن آئی سلطان عشق کی مرزعۂ دل پر چڑھائی ہوئی ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد عرصۂ دراز تک پڑے لوٹا کیے بعد عرصۂ دراز کے جب خوب پسینہ آیا اور ہوا سرد چلی تو کرب کی آنکھ کھلی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر آئے

نظم

تم تک مجھے لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
اب جاؤن کہان رستہ معلوم نہین گھر کا
دشمن کو ہٹاتے ہین اور مجھکو بلاتے ہین
لو اور نئی سوجھی منہ دیکھئے خنجر کا
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
البتہ شگون بد ہے صرصر کی سی آمد ہے
گھبرائے نہ کیون بلبل منہ دیکھ گل تر کا
مشتاق رہے برسون وعدے کبھی ہوے الجھون
لیکن نہ ملا بوسہ ای جان لب تر کا
ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
دشمن تو ابھی تک ہے پہلو سے نہین سر کا
عالم سے تراناہی پر ایک سے پالا ہے
حاجت نہین کچھ رکھتا محتاج ترے در کا

اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سویا کر — حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا
اُسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا — تلوون سے ملا پھرون سر میرے کبوتر کا

کرب غازی بیتاب اُٹھے ایک تو دیوانے ہین پھر وحشت کا جوش ہوا بیہوشی مین بہ ہوش ہوا کہ سر اُٹھا کر دیکھا ایک تخت جواہر نگار بچھا ہی اُسپر وہ معشوق پری پیکر بہ تکلف تمام بیٹھی ہی سامنے ناچ ہو رہا ہی ایک مہ جبین دلنشین نہایت تکلف سے یہ اشعار بہ آواز بلند گا رہی ہی **نظم**

دل مین رہتا ہی خیال داغ سے روشن چراغ — گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ
کب یقین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ — تم جلانے بھی نہ آؤ گے پس مردن چراغ
شعلے دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین اُستخوان — جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ
مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین — قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ
ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون — مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ
اک تماشہ ہی فروغ کرمک شب تاب سے — باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہ دامن چراغ
روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے — جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ دامن چراغ
جسقدر بے مایگی ہو باعث آرام ہی — بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ
یہ جلاتا ہی اُنھین آتے ہین پروانے جو پاس — وائے قسمت دشمنون کا اپنے ہی دشمن چراغ
شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد — تیرگی بالائے مدفن ہی تہ مدفن چراغ
امتحان کے واسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین — تابش رخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ
انتقال روح عاشق کا زمانہ ہی قریب — لو مبارک ہو تمھین روشن کرے دشمن چراغ
بجھسون کو بھی تمھارے حسن سے ملتا ہی فیض — رات بھر رہتا ہی ہر دیوار مین روزن چراغ
اے نسیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل — جوش مضمون کہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

وہ نازنین لفظ چراغ کو نئے نئے طور سے بتا رہی ہی کبھی عارض دکھایا کبھی ہاتھ سے بتایا کرب دیوانہ وار اُٹھے درہ کوہ مین آکر مرکب پر سوار ہوے طرف باغ کے چلے قناتین کھنچی ہوئی ہین اول مقام پر مردانہ پھر انخفا ایک زنگی نے جو کرب کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او دیوانے اِدھر نہ آنا یہ باغ ایسا مقام نہین ہی کہ کوئی آسکے کرب نے جواب بھی نہ دیا مگر جب قریب پہونچے تو اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا کرب نے تلوار روک کر قبضہ مارا دیا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا اور کئی زنگی اُس مقام پہ یکے بعد دیگرے قتل کیے جب وہ مقام صاف ہوا تو آگے بڑھے حبشنین ترکنین جو بیٹھی تھین اُنکی نگاہ جو جمال پر پڑی کوئی قدمون سے لپٹ رو رہی ہی کوئی بلائین لے رہی ہی کوئی ہنس ہنس کے کہ رہی ہی ارے یہان کیون آیا یہ مقام مزار عاشقان ہی یہ مقام دختر فرامرز عاد مغربی کا ہی یہان مرد کے آنے کا حکم نہین ہی ارے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا ستر شاہزادے اُس جلاد مزاج نے قتل کیے کیا اُنھین تو بھی شامل ہوگا ایک کہتی ہو کیا مطلوب ہی ایک کہتی ہی کیا محبوب ہی مگر کرب غازی کسی طرف توجہ نہین کرتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جب گھوڑا بڑھاتا ہی کنیزین منھ کے بھل گر پڑتی ہین کرب غازی

آگے بڑھہ جاتے ہین تین پہرے طے کیے جو تھا پہرا کہ دروازے کے قریب تھا سب خواصین ہاتھ کرکے نکل پڑین چوب و چماق ہاتھہ مین لیے ہوے غلغلہ کر رہی ہین کہ ارے یہان نہ آ ارے یہ باغ شہر طلبہ ہی مگر کرب غازی مبہوت ہو رہا ہی جب گھوڑا بڑھاتا ہی کنیزین گر پڑتی ہین ہاتھ جو زیادہ ہوا دروازے پہ غلغلہ ہو رہا ہی ملکہ نے سر اٹھا کر فرمایا صاحبو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ دل میرا پریشان ہوتا ہی ایک کنیز گلر خسارہ نام دوڑی ہوئی آئی کہا واری اور غضب دیکھیے آج مدت کے بعد ایک عاشق پیدا ہوا یہ ستر شاہزادے جو قتل ہوے اور مشہور ہوا کہ جو جاتا ہی قتل ہوتا ہی کئی سال سے کوئی عاشق نہ آیا تھا مگر واری یہ جوان خوشخو خوبرو ہی مگر آمادہ اس ہو رہا ہی آپ کو دیکھنے آتا ہی ملکہ نے کہا ارے کمبختو نہ روکو آنے دو صبح کو نوبت قتل کی ہوگی خبر مجھکو دیکھہ تو لے کنیزون کو منع کرو کنیز نے عرض کی اصل تو یہ ہے

نظم

باغ مین تمیز پڑی کس کسکی آنکھ
بلبل و گل کی نظر نرگس کی آنکھ

دل ہمارے دل سے اسکا مل چکا
آنکھ سے ملتی نہین ہی جسکی آنکھ

غیر سے بولے وہ مجھکو دیکھکر
بے طرح پڑتی ہی ہمپر اسکی آنکھ

ہم بھی محو یار ہین آئینہ بھی
دل مین گھر کرتی ہی دیکھین کسکی آنکھ

واہ ری شوخی تری تصویر کی
جلتے دیکھی تھی نہ یون بیجس کی آنکھ

زہر کر دے گی نگاہ یار کو
میرے حق مین کانٹھ ہو کر لیس کی آنکھ

میری حیرت کے تماشائی تھے سب
تھی اسی جانب تری مجلس کی آنکھ

دیکھکر گلشن مین قد و چشم یار
سرو کا سر جھک گیا نرگس کی آنکھ

پاے تیری دولت دیدار اگر
خوب لوٹے عاشق مفلس کی آنکھ

شوق سے گھر کر لو آجائے پسند
دیکھنے والون مین اپنے جسکی آنکھ

قاصد اسکو دیکھہ آیا کیا جلال
کچھ پھری جاتی ہی ہمسے اسکی آنکھ

واری کس شے کی تعریف کرون حسن و جمال مین وحید و بے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی ملکہ نے کہا ضرور آنے دو چند خواصین دوڑین پکار کر منع کیا ارے اسکو آنے دو ہم بھی دیکھین کہ کیسا عاشق ہی جان دینے آتا ہی خدا اسکی جان بچائے خواص نے جا کر جو یہ آواز دی کہ اس اجل گرفتہ کو آنے دو نہ روکو اپنو خواصین ہٹین ہاتھ موقوف ہوا کرب غازی گھوڑے سے اترے تیغہ ہاتھہ مین تنتے ہوے آتے ہین خواصین سامنے سے ہٹین اب ملکہ سے کرب کی چار آنکھین ہوئین کرب نے جو صورت زیبا دیکھی بیقرار ہو کر پکار کے آواز دی

نظم

قاتل خلق ترے سر کی قسم ہین ابرو
نہ کہین خنجر و شمشیر دو دم ہین ابرو

تیرچھے زخمون سے جو ہون کجروشی کا شاکی
کہتے ہین سیدھے نہ ہونگے کبھی ہم ہین ابرو

دل پکارا جو پڑی روے صنم پر میری آنکھ
جھک پڑے سجدہ کو محراب حرم ہین ابرو

بس ہی ظالم ہون نہ سمجھے تری قد کمان ورا
کیا کسی سے ستم و جور مین کم ہین ابرو

خود پکار اٹھتے ہین ان ابروونکے موسے سیاہ
واہ کیا تیغ سیہ تاب ستم ہین ابرو

۹/۵

کاٹ دیتے نہین میرے خط پیشانی کو — کیون نہین چلتے ہین کیسے یہ قلم ہین ابرو
دیکھکر کہتے ہین سب جُتی بھوین قاتل کی — ہر کوئی تیغ دو پیکر کہ بہم ہین ابرو
شکر کرتے ہین ادا حسن خداداد کا بُت — دیکھ لو آٹھ پہر سجدے مین خم ہین ابرو
دیکھ مشکل نہ دم تیغ پہ چلنا ہو جاے — نگہ شوق ترے زیر قدم ہین ابرو
بے گنہ قتل کیا ہو نہ کسی کو قاتل — کیون اٹھاتے نہین سر کیلیے خم ہین ابرو
جان بچنے کی نہین دیکھکے قاتل کو جلال — تیر بیداد مژہ تیغ ستم ہین ابرو

ملکہ بھی سراپاے کرب کو بہ غور دیکھ رہی ہی حقیقت مین سراپا قابل نقشہ کھینچنے کے ہی پھر کرب کی نگاہ ملگئی دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین سراپا خوب محبوب مرغوب غنچہ دہن سیم تن رشک گلشن نازک اندام کبک خرام شیرین کلام سرو قد خورشید خد ہی بہ قول شاعر اشعار

نظم

فدا ہی مانگ کی خوبی پہ راستی قد کی — نثار چین جبین پر ہی چین پیراہن
خم ابرونکا خم زلف پر بلا گردان — بلائین لیتی ہی ابرو کی گیسوئی شکن
نگاہ چشم کی شوخی پہ آنکھ مارتی ہی — نگہ کی فتنہ گری پر ہی دیدہ چشمک زن
ابھارتی ہی یہ ایک ایک مردمک کو مژہ — دفور شرم سے کبتک رہیگی خم گردن
اشارے کرتی ہین نیچی نگاہین شرگالنے — دکھادو آنکھ کا جلوہ اٹھائے تم چلمن
دہان تنگ کے اوصاف مین لب نازک — ثنا ے جنبش لب مین ہی خامشی دہن
گلے کی زیب چمک سونیون کے مالے کی — گلے کے ہار کی رونق تجلی گردن
فروغ دست نگارین حنا کی رنگینی — حنا کا دست نگارین سے رنگ پر جوبن
جو پشت پا ہی سہ لو تو آئینہ کف پا — کبھی یہ جلوہ نما ہی کبھی وہ عکس فگن

سراپا کو دیکھکر کرب غازی بدحواس ہوے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند کہ اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے لہرا کر گرے چبوترے پر گرکے بیہوش ہوگئے ایڑیان رگڑنے لگے ملکہ یاقوت ملک نے جو یہ حال اپنے کشتے کا دیکھا بیقرار ہوگئی اپنے مقام سے اُٹھی قریب آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا اشک حسرت بہانے لگی اشک حسرت جو اُسکی آنکھون سے گرے اُنھون نے گلاب کا کام کیا دماغ مین جو بوے زلف معنبر پہونچی آنکھ کھولکر دیکھا سر زانوے محبوب پر پایا مگر ملکہ نے جو دیکھا کہ آنکھ کھولی ہی بس شرما کر اُٹھی مگر ہاتھ تھام لیا کہا صاحب فرش مکلف پر آکر بیٹھو کرب غازی ساتھ ملکہ یاقوت ملک کے آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے کہا سنو صاحب اِس عشق کا انجام بد ہی فرامرز عاد مغربی وہ جلاد ہی کہ سنتر شاہزادے قتل کیے اور افسوس نہ آیا جو نوجوان اپنے ملک سے اشتیاق مین آیا اور کنارے تالاب کے جو نقارہ رکھا ہی اُسکو بجایا تمام شہر مین مشہور ہوا کہ کوئی عاشق اُس بدنصیب کا آیا ہی نقارہ بجا دیا انجام نہ سوچا صبح کو اُس پہاڑ کا سامنا ہوا انسان اُس پہاڑ کو کیا اُٹھا سکتا ہی جلاد حاضر ہوگئے شلنگین لگانے لگے آخر اُس شاہزادے کو قتل کیا لاش پھنکوا دیتے سکتے مگر رفیقون نے کہا ای شہریار آپ کا دانا تو کہلایا اگرچہ جان دی

لہذا قبر اسکی باغ مین بنوا ئیے اسی طرح ہوتے ہوتے ستر جوان آئے اور مارے گئے مزار عاشقان تیار ہو گیا پس تمنے کیون یہ آفت اپنے ذمے لی چراغ سحری ہو لیکن یہ آگاہ کرتی ہون کہ تمھارے ساتھ ہماری بھی جان جاویگی یہ غیر ممکن ہی کہ تمھارا داغ ہم اٹھائین نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقون کے پیارے انداز — نہ تمھاری سی ادائین نہ تمھارے انداز
دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز — تمکو دیوانہ بنا دین نہ تمھارے انداز
جو ادا الگیٔ ہی دل کو بتا دین گے تمھین — ایک دن اپنے دکھانا ہمین سارے انداز
دل کی تقصیر نہ اس مین مری آنکھونکی خطا — پیارہ دلواتے ہین سب آپکے پیارے انداز
ایک دل جسکے یہ سب تیری طرف سے خواہان — ناز اغماض ادا غمزے اشارے انداز
رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو — سیکھ جائین گے چمکنے کا ستارے انداز
راز الفت نہ کسی طرح چھپا یارون مین — میری خاموشیون کے آپ پکارے انداز
گریبان اپنی نہ ای برق تجلی دکھلا — یہی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز
وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ — میرے دل مین بھی ہین دلبری کے سارے انداز
تا نر اس شوخ کے دشمن بھی اٹھاتا ہی جلال — اتنو کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

کرب یہ اشعار سنکر رونے لگے ملکہ بے اختیار رونے لگی کہا صاحب ہمنے کیا بیان کیا تمنے کیا اپنا حال کیا آجکل بڑی خبر ہی کہ وہ جلاد باقی ظلم وفساد شہر مین نہین ہی خیر مجھ بدنصیب کو دیکھ لیا اب جا کر کسی سرا مین فروکش ہو جیسے نامہ وپیام پہونچے گا جسدن موقع پاؤنگی تمھارے وعدے پر نکل آؤنگی کرب نے کہا ای ملکۂ عالم چھپنا کیسا مین جا کر شرط کو پورا کرتا ہون پھر انشاء اللہ تمکو لیچلونگا مع جہیز چلنا ہوگا ملکہ نے کہا ای صاحب خدا کے لیے یہ ارادہ نہ کرو وہ پہاڑ تکوڑا کیونکر اُٹھے گا اول تو فرامرز زور وطاقت مین بے نظیر ہی اُسپر چار پہلوان مثل اپنے اور شریک کیے لیکن وہ ہاتھی نہ اُٹھا انسان کی کیا مجال ہی کہ اُس فیل کو اُٹھا سکے کیونکر شرط ادا کروگے کرب نے کہا ای ملکۂ عالم مایوس نہ ہو نظر خدا پر رکھو پروردگار چاہے گا تو اُس ہاتھی کو اُٹھاؤن گا اور تمکو لیجاؤنگا اور اگر قضا لیکر آئی ہی تو اپنی جان دونگا لیکن چاہیے کہ اس ارادے سے باز رہون یہ غیر ممکن ہی ملکہ ضد کر رہی ہی اور منع کرتی ہی مگر کرب اپنی ہی کہے جاتے ہین کہ ملکہ تم خاطر جمع رکھو پروردگار میرا مالک ومختار ہی مین اس ارادے سے ہرگز باز نہ رہونگا ضرور قصد کرونگا آیندہ پروردگار کو اختیار ہی یہ باتین کرکے کرب اُٹھے ملکہ روتی ہوئی اُٹھی کہ ای شہریار خدا حافظ وناصر مگر صاحب خدا کے لیے قریب اُس ہاتھی کے نہ جانا کرب نے کہا صاحب مین ضرور جاؤنگا آگے آگے کرب غازی پیچھے ملکہ حیران حیران فرماتی ہوئی ای شہریار آپ کے حسب ونسب سے آگاہ نہ ہوئی کرب نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا میرا تو یہ حال ہی نظم

اِس اپنے بھید کو کب راز دار پاتے ہین — کہین ہو درد مہان ہم کہین بتاتے ہین
یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین — تو یاد سے بھی ہماری وہ نکلے جاتے ہین

نہ جائیگی کبھی اسکی تڑپ نہ جائیگی +
جگر ہین سینے مین پہلو مین دل ہین او سفاک
غبار تک نہین ہوتا بلند عاشق کا +
لگے نہ خندۂ دندان نما کو دیکھو لطف
وہ سو رہا ہو دباتے ہین پانون ہم شب وصل
نہ رہنے دیگا فلک مرکے بھی گلی مین تری
گلہ ہو اس دل بے اختیار سے اتنا +
جلال آنکھ سے آنسو نہین نکلتے جواب

ہمارے دل کو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین
کہان کہان ترے اک تیر کو چھپاتے ہین
وہ نیچی نظرون سے یون خاک مین ملاتے ہین
نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہین
پکارتے نہین فتنون کو یون جگاتے ہین
کہ اپنی خاک کے کچھ پانون اٹھے جاتے ہین
خبر نہ کی کہ کسی بے خبر پہ آتے ہین
جگر کا خون کیا ہو اُسے چھپاتے ہین

ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا کہ ای شہریار مین کیونکر آرام سے بیٹھون تم تو جان دینے جاتے ہو مین کیونکر آرام کرون آپ کے ساتھ مین بھی جان دونگی یکہ تاجدار جو طرف سے فرامرز کے فی الحال حاکم ہو وہ ضرور قتل مین کد کریگا کون مدد کریگا دو ہزار جوان تالاب پر بطور رجہیز اترے ہوے ہین آجتک کسی کے ساتھ انکو جانا نصیب نہین ہوا اسی مقام پر اترے ہوے ہین سب تالاب پر جلا دہی لیتے ہین یہ کہکر دروازہ پر آگے کرب کا دامن تھام لیا کہا صاحب خدا کے لیے نام ونسب سے تو آگاہ کرو کہا مین پہلوان عادی کا فرزند ہون شہر اندلس میری ننہیال ہو مگر نظر کر وہ بزرگان دین ہوا اسکندریہ چالیس شبخون مارے از شہر سومنات مغرب تا چرن کوہ مین نے انکا پیچھا کیا آخر کو اسکی قضا تیرے ہاتھ سے تھی اس مغلوبہ مین مار آگیا اسی کے ہاتھ سے زخم کھایا گھوڑا لیکر یہان آیا خواجہ نے مجھکو فرزند کیا ہو اگر مددپرور دگار شریک ہوگی تو ہاتھی کو اٹھاؤنگا ملکہ نام ونسب سنکر رونے لگی کہا ای شہریار جسوقت سنونگی کہ آپ قتل ہوتے ہین تو پردے کا پاس نکرینگی فورًا نکل آؤنگی پہلے جلا دے کہونگی کہ میرا سر قلم کر دونون جنازے ساتھ اٹھین اور سپاہیون سے کہونگی کہ تم لوگ جہیزی ہو جنازے کے ساتھ چلو یہ تو خبر مشہور ہو جاے گی کہ معشوق نے ساتھ عاشق کے جان دی ہر چند کہ فرامرز بڑا جلاد ہو مگر قلق تو ہوگا کہ پالی پوسی بیٹی سر بازار مری جب غور کرے گا تو اسکو بڑا قلق ہوگا لیکن عاشقان ثابت قدم تو میرا نام دفتر عاشقان مین لکھین گے شیرین کا معاملہ بھول جاوینگے کہ اسنے بعد انتقال فرہاد جان دی زندگی مین نہ اسکو شاد کیا مین چاہتی ہون کہ آپ کی زندگی مین پہلے جان دون کہ دیکھنے والے دیکھ لین اور اپنے مقام پر کہین کہ معشوق باوفا تھی اپنے عاشق سے قبل جان دی بار ہجر کو اٹھا نہ سکی کرب نے آنسو پونچھے کہا صاحب اتنا صبر کرو کہ ہماری خبر تم تک پہونچ جائے تب اختیار رہو بلکہ یہ آرزو ہو کہ جب جنازہ میرا اٹھے موے سر پریشان نہ کرنا اور ٹھنڈی سانسین نہ بھرنا ورنہ لوگ بدنام کرینگے کہین گے عاشق کا سوگ ہو ہم نہین چاہتے کہ تم بدنام ہو ملکہ نے رو کر کہا کہ ای شہریار جہانتک ضبط ہوسکیگا وہانتک صبر کرونگی اور جب صبر نہ ہوسکیگا تو ناچار ہون عرصۂ دراز تک دروازے پر باغ کے ملکہ اور کرب سے

باتین رہین مگر کرب یہی کہے گئے کہ مین اب تالاب پر جاتا ہون شاید پروردگار فضل کرے اور ہاتھی اٹھہ آئے اور ہمارا عقد تمھارے ساتھ ہو کیا عنایت خدا سے بعید ہو کہ یہ آرزوے دلی پوری ہو اور اگر ایسا نہ ہوا تو سر ہتھیلی پر رکھنے ہین موت کا مزہ چکھتے ہین دیکھیے فلک کیا دکھائے مگر اب تو تمھاری یاد دل مین محبت روے روشن کی آب و گل مین ہو بخوبی ملکہ کو سمجھا کر کرب غازی چلے مگر آنکھین بند دل دردمند وقت وہ ہو کہ صبح ہو چکی ہو دوکاندار اٹھتے جاتے ہین اور دوکانین بھی برخاست ہوتی جاتی ہین میلے والے پلٹ رہے ہین کرب آتے آتے قریب تالاب کے پہونچے وہ دو ہزار جوان کہ جو تالاب پر مقرر ہین کرب کو دیکھکر منع کرنے لگے کہ اے جوان قریب نقارہ ہرگز نہ جانا اسکو ہاتھ نہ لگانا حقیقت مین یہ نقارہ شرطی ہو کرب نے کسیکو جواب نہ دیا اور قریب نقارے کے آکر چوب اٹھائی اور اس زور سے چوب لگائی کہ نقارہ ٹوٹ گیا گمیدان رسالدار دوڑے قریب آکر جو جمال بے مثال دیکھا مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ہوے ہر ایک منت کرنے لگا کہ اے جوان تو نے بڑا غضب کیا مگر بھاگ جا ہم لوگ بہانہ کرلین گے فرامرز کو جواب دینگے کہ ایک شخص دیوانہ آیا اسنے نقارہ توڑ ڈالا اور صد ہا تماشہ بین جمع ہین مہاجن کہتے ہین اے یوسف ثانی ہماری کوٹھی مین چل تجھکو چھپا رکھین گے شرفا کہ رہے ہین ہمارے مکان پر چلیے غرضکہ وہ مقام بازار یوسفی ہو گیا لوگ گھیرے کھڑے ہین یہی کہ رہے ہین کہ اے جوان ہرچند کہ تو خطاوار ہو لیکن ہمارے محلے مین دستور ہو کہ اگر مہمان آتا ہو تو سب اسکے شریک ہوتے ہین آپسے اگر کوئی آنکھ ملائیگا ہمارے محلے کے سب لوگ بگڑ جاوینگے سو دو سو آدمی تمھارے لیے جان دینگے اپنا خون اپنی گردن پر لین گے کرب کہتا ہو صاحبو مین نے غفلت نہین کی مین نے عمداً چوب لگائی ہو مین شرط پوری کرونگا سب نے کہا اے جوان سنو جوان زبردست اور رفنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق دعوی کرکے آئے آخر شرمندہ ہوے اور سر جھکا کر بیٹھے پھر بحسرت قتل ہوے کہ اب انکا نام و نشان نہین لہذا تمکو مناسب نہین ہو کہ ایسے کام کا نام لو وہ شرط ایسی نہین ہو کہ انسان ادا کرے وہ ہاتھی ہو یا پہاڑ ہو اسکو کون اٹھا سکتا ہو کرب نے کہا پروردگار مین سب طرح کی طاقت ہو وہ اگر طاقت دیگا تو اٹھا لین گے سب لوگ سمجھا رہے ہین کہ اے نوجوان واسطہ اپنے دین و مذہب کا اس فعل سے باز آ یہ امر ہونے والا نہین ہو کرب نہین مانتے قضاے کار ملکہ تاجدار میلے کی دوکانین اٹھوا رہی ہو کہ اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ آج ایک یوسف ثانی نہایت حسین و جمیل سپاہی وضع عاشق ہو کر آیا ہو ملکہ تاجدار نے کہا کوئی شخص ہوگا مارا جائیگا ہرکارون نے کہا چلکر دیکھ تو لیجیے شاید آپ کا مہمان نہ ہو دوسرے ہرکارے نے بڑھکر کہا اے ملکہ تاجدار تمھارا مہمان ہو نام مہمان سنکر ملکہ تاجدار گھبرا گئیں گھوڑے پر سوار ہوکر پہلے پہاڑ پر آیا دیکھا وہ مقام خالی پڑا ہو گرنے کا نشان پایا جاتا ہو حیران ہوکر دوڑا اسوقت آیا کہ دیکھا گرد لاکھون آدمی جمع ہین گمیدان رسالدار سمجھا رہے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اے جوان بھاگ جا کرب کہتے ہین مین نہ بھاگون گا مین عمداً آیا اور ایسی ضرب لگائی کہ نقارہ ٹوٹ گیا اگر مین اسکا گنہگار ہون تو نقارہ اس سے بہتر بنوا دونگا ملکہ تاجدار

نے دور سے دیکھا کرب کو پہچانا روتا ہوا قریب آیا کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا ستم کیا جس نیک نامی کے واسطے مین نے یہ کیا تھا اسکا بدلہ بدنامی ہوا کمیدان اور رسالدار سے منتین کرنے لگا کہا بھائیو میرے حال پر رحم کرو یہ جوان میرا مہمان ہوا ہے جانید و کمیدان و رسالدار نے کہا کہ ہم اول سے سمجھا رہے ہین مگر یہ جوان نہین مانتا کہتا ہے مین ہاتھی کو اٹھاؤنگا ہم سب نے بخوبی سمجھایا مگر یہ کہتے ہین اب انکو اٹھانے دو یکہ تاجدار قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا ای شہریار برا ے خدا نکل جائیے ہم لوگ بات بنالین گے فرامرز سے کہدینگے کہ ایک شخص آیا تھا وہ نقارہ توڑ کر بھاگ گیا کمیدان و رسالدار نے کہا ای یکہ تاجدار اگر تمہارا مہمان ہے تو لیجاؤ یکہ تاجدار نے کہا ای شہریار چلیے کرب نے کہا ای یکہ تاجدار اب تم تماشہ دیکھو کہ مین فضل خدا سے کیا کرتا ہون یہ معرکہ سب کو یاد رہیگا مین تمہارا بہت ممنون و شکر گزار ہون یکہ تاجدار منت کر کے ناچار ہوا قدمون کو چھوڑ کر الگ ہوا کہا ای شہریار اختیار ہے میرا سمجھانا بیکار ہے ملازمون نے عرض کی حضور اب حمام مین چلیے آپ کو دولھا بنا دینگے تب آپ کو ہاتھی دکھا دینگے کرب ان سب کے ساتھ ہوے سب حیران ہین کہ یہ جوان جان و دل سے آمادہ ہے کیا خیال ہے بڑا زور پر اپنے گھمنڈ رکھتا ہے ناحق موت کا مزہ چکھتا ہے کرب ان جوانون کے ساتھ حمام مین آئے حمامیون نے غسل دینا شروع کیا نہلا کر جامہ خانے مین لائے کرب نے ہاتھ پاؤن پھیلا دیے لوگ مہندی لگانے لگے یکہ تاجدار نے آکر دیکھا کہا ای شہریار آپ سچ سچ دولھا بن رہے ہین یہ دولھا بننا نہین ہے پیغام اجل ہے غلام کا دل بیکل ہے آپنے ہاتھ پاؤن کیون پھیلا دیے کرب نے کہا دولھا بننے کی خوشی ہے یکہ تاجدار بہت رویا کہا ای شہریار غلام کو آپ نے بدنام کیا سب لوگ کہین گے اپنے گھر مین آتار اعلاج کیا حیلہ دکھا کر دیوانہ کر دیا اسیوجہ مین وہ شخص قتل ہوا عجب حیلے سے قتل کرایا کرب نے کہا ای یکہ تاجدار مین پکار کر کہدونگا کہ مین بہ خوشی شرط پوری کرتا ہون یکہ تاجدار کو اسمین دخل نہین تمہاری بدنامی جاتی رہیگی مین نہین چاہتا اور مین تمہارا ممنون احسان ہون مجھکو یہ نہین منظور ہے کہ تمہارے واسطے بدنامی ہو تمنے میرے ساتھ وہ احسان کیا کہ مین محجوب ہون یہی چاہتا ہون کہ آپ اس امر سے بری رہین اور آپ پر کسی طرحکا الزام نہ عائد ہوگا یکہ تاجدار نے کہا از برا ے خدا اب بھی باز رہیے اسوقت تک آپ کو چھپا سکتا ہون میرے مقدمے مین کوئی دخل نہ دیگا کرب نے کہا مردانگی سے بہت بعید ہے کہ ایک امر کا ارادہ کرین اور پھر باز رہین شاید پروردگار رحم کرے اور ای یکہ تاجدار وہ جمال جہان آرا دیکھا ہے کہ قلب کانپ گیا کیونکر باز رہون یہ جیتا نہ رہونگا ضرور ہاتھی اٹھاؤنگا میرے مولا علی غالب کل غالب میری مدد کرینگے انکی ذات باصفات سے امید ہے کہ ایسی قوت عطا فرمائین کہ ہاتھی کو اٹھالون یکہ تاجدار نے کہا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے اور اس فعل کا برا انجام ہے کرب نے کہا ای یکہ تاجدار باہر چلکر ٹھہرو زیادہ کلام نہ کرو میرا تو عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

نظم

شوق کا تیر سے ٹھکانا تو ہے میرے دل مین	خضر کو ڈھونڈھ سے نکلا ہون گذ اسی منزل مین
غیر کا حال ہے اپنا سا تری محفل مین	یہ بھی رکھتا ہے کوئی در دمقرر دل مین

گالیان دے کے مجھے کہتے ہین وہ محفل مین / کہ لیا ہوگا ہمین تو نے بھی کیا کچھ دل مین
جسطرح چاہو جہان جاکے رہو تم لیکن / آرزو دیکھے جو رہنا تو ہمارے دل مین
شوق مجنون دل لیلی مین کرے کچھ تو اثر / یون حجاب اُٹھے کہ پردہ ہی نہ ہو محمل مین
اشک عشاق حسینون کا غبار خاطر / تھوڑے تھوڑے سے ہین یہ بھی مرے آب و گل مین
رک گیا ہی جو گلے پر مرے چلکر خنجر / کوئی جھگڑا ہی مری موت مین اُس قاتل مین
بولے وہ آکے نہ خود رفتہ جو پایا مجھکو / لطف کیا بانی محفل ہو نہ جب محفل مین
وہ تڑپتے ہین اسے حسرت و بیتابی ہے / فرق ہی اور شہیدون مین ترے بسمل مین
جس مین دشمن کی محبت نے جگہ پائی ہی / میرے کینے کو بھی رکھے نہ خدا اُس دل مین
قتل کرنا بھی اُنھین تھا مرا دشوار جلال / کار آسان پہ بھی راضی ہوے کس مشکل مین

اتنے عرصے مین منھدی لگا چلے لباس دولھا کا لاکر پہنایا سر پہ شملۂ زرتار رکھا سجا رہی سہرا باندھا کرب غازی دولھا بنکر باہر حمام کے آئے روشن چوکی والے اور تاشے والے وہان موجود تھے یہان ملکہ یاقوت ملک بالاے بام کھڑی ہی اور کنیزون سے کہ رہی ہی کہ جلد خبر لاؤ مین ابھی کوٹھے سے گر ونگی اپنی جان دونگی کنیزین آکر خبرین دے رہی ہین ایک کنیز نے خبر دی نقارہ بجایا ملکہ نے مُنھ پیٹ لیا کہا صاحبو وہ شخص اپنے ہوش مین نہین ہی دوسری خواص دوڑی ہوئی آئی کہ داری حمام مین گئے ہین اب لباس پہنایا جاتا ہی ملکہ نے کہا ارے صاحبو مجھکو چھوڑ دو مین اپنے تئین کوٹھے سے گرا دون اُس شہریار سے پیشتر میری جان جاے اور اُنکے سامنے میرا جنازہ اُٹھے میرا جنازہ وہ دیکھ لین شاید مسیحائی فرمائین زندہ کرلین یہ تو ضرور یقین ہی کہ میرے جنازے کو کاندھا دینگے اُنکا کاندھا دینا میرا باعث شرف ہوگا میری تو عجیب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا / رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے ندیا
مدتون ضبط نے اشک آنکھ سے ڈھلنے ندیا / پھر جو نظرون سے گرایا تو سنبھلنے ندیا
لاکھ احسان جنازے پہ گران باری کے / دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے ندیا
کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو / نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے ندیا
اشک سے شمع کے پروانے کو شکوہ ہی یہی / کیون لگی میری بجھا دی ابھی جلنے ندیا
دل مین جو کچھ تھا وہ کہہ ڈالتے مست مے عشق / آگیا ہوش ذرا خم کو اُبلنے ندیا
کبک و طاؤس مین تلوار مقرر رہتی / نازکی نے اُسے گلشن کبھی ٹہلنے ندیا
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر / شجر عشق و بیا پھولنے پھلنے ندیا
آہ تک کر نہ سکے محفل جانان مین فلک / یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے ندیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر سے پھیری / بخت نے گردش ساغر کو بدلنے ندیا
ملگئے خاک مین ہرچند اُٹھے اٹھ نہ سکے / تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے ندیا
بام پر آئے تھے وہ ہم بھی وہین ہوتے جلال / رہ گئی کچھ تپش شوق اُچھلنے ندیا

ملکہ کو خواصین لیٹی ہوئی ہین ملکہ کہتی ہی مجھے چھوڑدو اسوقت تم لوگ گھبرے ہوے ہو مین رات کو اٹھونگی اپنے کو گرادونگی یکایک نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی گھبراکر کہا یہ باجہ کیسا بجتا ہی کنیز نے آکر خبر دی کہ واری وہی شہریار دولھا بنکے نکلا ہی اسباب جلوس نکل رہا ہی تمام کمیدان اور رسالدار وردیان پہن پہن کے آراستہ ہوے ہین اب قریب قنات لیے جاتے ہین ملکہ نے گھبراکر کہا ہی صاحبو اب جو اُس پہاڑ کو دیکھین گے تو کیسے گھبراوین گے یہان کرب تاعدار نو دولھا بنے ہوے گھوڑے پر سوار ہین پشت پر جو پلٹ کے دیکھا تو یکہ تاجدار روتا ہوا آتا ہی دو ہزار جوان مسلح ومکمل سجے ہوے آرہے ہین آگے شہنا نواز بھیرویں کی دھن مین یہ اشعار گارہے ہین

نظم

کھلاے جشن نے طرفہ چمن مبارک ہو
تمام بزم ہے گل پیرہن مبارک ہو
چٹک کے کہتی ہین باغ مراد کی کلیان
وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو
بنے کو دیتی ہی مژدہ گھڑی یہ شادی کی
کہ ساز گار ہو سہرا دُلھن مبارک ہو
کھلے ہین پھول کسی رشک گل کے ای بلبل
تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو
بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی ایک جہان
پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو
ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب و روز
کہ راگ رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو
بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال
پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

ملکہ نے جو یہ آوازین سنین اور ایک کنیز نے بھی آکر خبر دی کہ اب قریب قنات کے پہونچا چاہتے ہین تڑپ کر کہا کہ صاحبو حقیقت مین موت کے قریب جاتے ہین پہلے مجھکو نثار ہو جانے دو اب کوئی دم بھر مین خبر آئیگی کہ دشمن اُنکے قتل ہونے کو ہین لہذا پہلے میری لاش اُٹھے کیونکہ اُنکا زوال مین نہ دیکھون مجھسے اب صبر نہین ہو سکتا دل پہلو کو چیر کر نکلا جاتا ہی شاعر باکمال کیا خوب یہ اشعار کہتا ہی

نظم

آسودگان خاک مین پھر ہونگے ہم شریک
پہلے ہون پہلوؤن مین ترے کوئی دم شریک
جس کشمکش مین عشق کے ہاتھون پڑا ہون مین
میری ہی جان اُٹھین ہی میرا ہی دم شریک
مرنے کو چلے تھے اگر کوے یار مین
کر لیتے عاشقون کو بھی اہل عدم شریک
بہلالین میرے دل کو تو کیا خوب بات ہی
ہو کر فراق یار کے رنج و الم شریک
ناخوش رقیب کو بھی تو پاتا ہون اپنی طرح
دونون کے حال مین ہی ترا ایک غم شریک
باقی ہی جتنی عمر وہ کٹ جاے لطف سے
اک دم کو ہو کسی کی جو تیغ دو دم شریک
اک درد دل تھا ہمدم تنہائی فراق
اُسکو بھی دیکھتے ہین بہت اُنکو کم شریک
ملجاتے جلد خاک مین ملجانے کی جگہ
اُس جستجو مین ہوتے جو نقش قدم شریک
مطلب نہ رکھتی یار سے آہ رسا جلال
اُنکی خبر تو لینی تھی جو ہین ستم شریک

ان باتون پر کنیزین کہتی ہین بدا ری نہ بیتاب ہو جیسے صبر کو دل مین جگہ دیجیے شاید خدا فضل کرے اور ہاتھی کو اُٹھالین اور یہی برات لیکر دروازے پہ آوین اور ہم لوگ مبارکباد گاوین اور

باغ مین خوشی ہو ملکہ نے کہا صاحبو کیا باتین کرتی ہو کیونکر ہین کہون کہ اُس پہاڑ کو اُٹھا لین گے اور تم لوگ خوشی کروگے اب ہمارے واسطے عیش کہان مصیبت و رنج کا سامنا ہی موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جتنی دور وہ قنات سے ہین اُتنا ہی موت سے فاصلہ ہی کنیزین کہتی ہین واری اُس رحیم کی قدرت سے سب کچھ امید ہی کیا تعجب ہی گلچہرہ نامے کنیز جو سامنے کھڑی تھی اُسنے کہا واری جب تک مین نہ آؤن جبتک صبر کیجیے مین کسی کی سنی سنائی خبر نہ لاؤنگی اپنی آنکھون سے دیکھ آؤنگی جو سانحہ گذرے گا وہ دیکھونگی یہ کہتے گلچہرہ بھاگی ہاتھیون کے پیٹ کے نیچے سے ہو کر گھوڑون سے بچتی ہوئی مجمع مین گھستی ہوئی قریب تالاب کے پہونچی دیکھا کرب نامدار دولھا بنے ہوے قریب قنات آترے بھاری سہرا سر پر لپیٹ لیا قنات کو ملازمون نے ہٹایا گلچہرہ بھی گھس پل کر تالاب پر آئی مگر دعائین کر رہی ہی کہ اگر خدا نخواستہ یہ جوان مارا گیا تو ملکہ ہماری اپنی جان دینگی ہم لوگ کیا کرینگے ہم لوگون کی عزت و آبرو اُنھین کے ساتھ ہی فرامرز ایسا جلاد ہم لوگونکو کیا سرفراز کریگا کرب نے جو مہندی لگے ہاتھون سے قنات کو ہٹایا ایک فیل مست پڑا ہوا دیکھا ہاتھا رنگا ہوا ہلال وغیرہ بنے ہوے کرب نے کہا اے یکہ تاجدار ان لوگون سے کہو کہ ذرا ہاتھی کو ہٹادین سب نے بڑھکر کہا نوشاہ صاحب ہم اگر اس ہاتھی کے ہٹانے کے قابل ہوتے تو فرامرز عاد مغربی کے داماد کہلاتے اور کل سلطنت کے مالک و مختار ہوجاتے اسکے شکم مین جو موٹھین لگی ہین انکو تھام کر اُٹھایئے کرب نے کہا اے یکہ تاجدار اگر تم سب کی خوشی ہو تو دو رکعت نماز حاجت پڑھین یکہ تاجدار نے کہا اے شہریار اگر آپ کا کوئی نفع ہو تو بسم اللہ پڑھیے اُسوقت ایک عجب طرح کا ہنگامہ ہی سب طرح کے لوگ جمع ہین مگر واسطے کرب کے دعائین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اے خدائے آسمان اس جوان پر رحم کر شرط اسکی پوری ہو گلچہرہ کھڑی کانپ رہی ہی کرب نے نیت کر کے سورۂ حمد شروع کیا آنکھون سے آنسو جاری ہین بعد ختم نماز ہاتھ واسطے طلب حاجت کے طرف آسمان کے اُٹھائے کہ اے سامع الدعوات و اے رفیع الدرجات اس دعا کو قبول کرلے تیرے اوصاف کیا بیان کرون

نظم

دکھائے ہین قدرت کے جسنے چمن
زہے باغ پیرائے صنعت نما
سرایا ہی جسکا سراپائے باغ
تو گیسو بھی سنبل کی تصویر ہین
لب نازکی غنچۂ برگ سمن
جھڑین پھول منھ سے وہ رنگین سخن
صنوبر اسی پر ہی دل باختہ
چٹکتے جو ہین غنچہ ہاے خموش
اُسیکی ہی مدحت سرائی محال

کھلائے ہین صنعت کے جسنے چمن
مرقع حسینون کا پیدا کیا
تماشا ہی جسکا تماشائے باغ
تعجب اگر ہو دیکھیے جسکی آنکھ
پسندیدہ ریحان سے خط کی پھبین
صبا کو اُسی کی تو ہی جستجو
اُسی کا تو دم بھرتی ہی فاختہ
اُسیکی صفت کا یہ کچھ ہی بیان
نہ بانین ہین مرغان گلشن کی لال

زہے گلشن آرائے قدرت نما
گلستان تازہ ہویدا کیا
جو عارض رُخ گل کی تصویر ہین
یہین اُٹھتے دیکھی نہ نرگس کی آنکھ
ہنسین غنچۂ گل پر ایسے دہن
اُسی کی ثنا دل مین ہی گفتگو
اُسیکی ہی اُلفت کا دل مین خروش
کہ خاموش ہی سوسن صد زبان
اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز

ایسی طاقت عطا کر کہ اِس پہاڑ کو اُٹھا لون اِس مجمع عام مین سرخرو ہون اور کہنے والے کہین کہ صدقہ شاہزادون سے یہ کام نہ ہو سکا مگر اِس حقیر پرتقصیر نے تیری قدرت سے اُٹھایا اے رحیم و کریم انجام ہیچمدان کیا تیرے اوصاف کا ذکر کرون مگر اسوقت در اجابت وا ہو کہ آرزو پوری ہو اور مین بھی سمجھون کہ تو نے قدرت نمائی کی ورنہ میری کیا مجال ہی کہ اِس پہاڑ کو اُٹھاؤن کرب کی تو آنکھون سے آنسو خوف خدا مین جاری ہین مگر حاضرین وقت کہتے ہین کہ دیکھو یارو یہ جوان اب اپنی حسرت پر رو رہا ہی اجو پہاڑ کو دیکھا تو رو رہا ہی خدا اِسکی مشکل آسان کرے حقیقت مین بڑے کار عظیم کا ارادہ ہی کرب دعا مانگ کے سجادے سے اُٹھا قریب ہاتھی کے آیا سب حاضرین وقت دعائین دے رہے ہین کہ پروردگار اِسکو مظفر و منصور کرے خدا کرے یہ ہاتھی اُٹھ جائے گلچہرہ کہتی ہی صاحبو یہ جوان اصل مین مقابل ملکہ کے ہی حسن و جمال مین بے مثال صاحب حسب و نسب جری بہادر لوگ پوچھ رہے ہین کہ کیون گلچہرہ ملکہ کا کیا حال ہی گلچہرہ نے کہا ملکہ کا عجیب حال ہی بیقراریان کر رہی ہین فرماتی ہین کہ مین زندہ نہ رہونگی اِس شخص کے ساتھ میری بھی جان ہی اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

ایسا ویران کسی کا دل ناشاد نہ ہو
کہ جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہ ہو

ہمدمی کون کرے میری جو فریاد نہ ہو
بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہ ہو

بت جو دل پھیر بھی دین مجھکو تو کیا ہی میرا
پاس رہتی نہین وہ شے جو خداداد نہ ہو

رگ گردن وہ نہین چھوڑ دے جو خنجر کو
ہاتھ میرا یہ نہ ہو دامن جلاد نہ ہو

جھونک دے غیر کی آنکھون ہی مین ای باد صبا
اڑکے خاک اپنی در یار سے برباد نہ ہو

پھلی بلبل شیدا کو لگا کر سوے باغ
بوے گل نام ہی جسکا کوئی صیاد نہ ہو

وصل کی شب ہی وہ آزردہ مرے ہنسنے پر
آج بھی کہتی ہی تقدیر کہ تو شاد نہ ہو

سنکے شیرین ہمین دے کوہ کنی کا کوئی حکم
بے ستون تو ابھی موجود ہی فرہاد نہ ہو

آئنہ ہی نگہ ناز کی کھوئے گا کبھی +
عیب جو کون ہی جب سامنے استاد نہ ہو

کچھ بلا مین شب غم صبح کے کہتا ہی فلک
دیکھ تو اٹھکے انھین مین وہ پریزاد نہ ہو

بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل مین
ہم بتا دین جو تمھین غیر کا گھر یاد نہ ہو

یہ سمجھتے تو نہ دیتے دل نالان مین جگہ
لیکے جسکی بھی کوئی مانع فریاد نہ ہو

دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
کہ وہ کمبخت بھی خوگر وہ بیداد نہ ہو

ذبح کرنے کو کہا مین نے تو بولا بے رحم
وہ گلا کاٹنا کیا جانے جو جلاد نہ ہو

آئنہ دیکھکے دھیان آئے نہ مجھ حیران کا
جسکی تصویر رہے ہاتھ مین وہ یاد نہ ہو

کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا
ضبط جس آہ مین تاثیر خداداد نہ ہو

دیکھون تو وصل کی شب جاگتے کیونکر نہین
قہقہے یار کے ہین یہ مری فریاد نہ ہو

ہم تو مر ہی گئے یہ ہوتا ہی اب شادیِ مرگ
دیکھو سمجھاؤ عدو کو کہ بہت شاد نہ ہو

ہم یہ کہکے بناتے ہین انھین موجد جو یہ
اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہ ہو

	تجھسا ناشاد بھی عشاق مین ہوگا نہ جلال		دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہ ہو	

گلچہرہ کی ان باتون پر جو قریب کھڑے تھے وہ رونے لگے کہتے تھے کیا مقام مشکل ہو اتبک ایسے عاشق و معشوق نگاہ سے نہین گذرے تھے دیکھو تو یہ جوان بھی متغیر ہورہا ہی دل کے دھڑکنے کی آواز آتی ہی ہم لوگون کی طبیعت گھبراتی ہی خدا اِس جوان کو بچائے کیون گلچہرہ تو خبر کو آئی ہی گلچہرہ نے کہا باغ مین قیامت برپا ہی جان دینے پر ملکہ آمادہ ہین مین کہکر آئی ہون کہ آنکھون سے دیکھکر خبر لاتی ہون یہان آکر یہ وقت قریب دیکھا عجب صدمہ ہوا خدا ہماری مالک کو سلامت رکھے کہ ہم لوگون کی بھی آبرو ہے ہماری کون قدر کریگا ایک ایک کنیز کو سرفراز فرماتی ہین ہم نالائقون کے مرتبے بڑھاتی ہین ہم دعا مانگ رہے ہین کہ خدا اُنکی آرزوے دلی پوری کرے یہ جوان ہاتھی کو اُٹھالے بھی سجی ہوئی برات دروازے پر باغ کے پہونچے یہ دونون گل و بلبل ہین دیکھو نوشاہ بنے ہین کیا تجمل ہین چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض گل گلاب ابرو ہلال جوان باکمال خدا اُسکو مظفر و منصور کرے وہان پر جتنے لوگ کھڑے ہین بیان پر گلچہرہ کے رو رہے ہین مگر کرب غازی نماز پڑھکے دعا کرکے اُٹھے قریب ہاتھی کے آئے بسم اللہ کہکے موٹھون پر ہاتھ ڈالا یا حیدر کرار کہکر زور کیا ہاتھی کو پہلے زور مین کھڑا کر دیا ایک غریو واہ واہ کا بلند ہوا کرب ہاتھی کو کھڑا کرکے اپنا دم آرام کرنے لگے اپنے کو درست کیا پھر موٹھون پر ہاتھ رکھا یا مشکل کشاے عالم کہکر زور کیا اب جو دوسرا زور کیا ہاتھی زمین سے بلند ہوا تیسرا زور کرکے ہاتھی کو ہاتھون پر روکا کرب غازی ہاتھی کو لیکر چلے مگر اُسکے لنگر سے چہرہ سرخ ہی ہاتھ پانؤن مین رعشہ قدم با قدم جاتے ہین یکہ تاجدار نے بڑھکر آواز دی کہ ای شہریار بس آپ شرط پوری کر چکے کمیدان رسالدار دوڑے کہتے ہوے کہ ای جوان ہم تیرے تابعدار ہوے یہ سب جہیز تمھارا ہی یاقوت ملک کو شرط مین جیت لیا ہم تمھارے ساتھ لڑینگے اعتقاد اسلام بھی ہوا کرب نے کسی کو جواب نہ دیا کسی کے کہنے پر عمل نہ کیا ہاتھی کو لاکر سات قدم پر رکھا اور رکھا بس اب یہان سے اُٹھا لیجانا سب لوگ تعریفین کر رہے ہین کہ ای جوان کیا کہنا تمام رئیسان شہر و کمیدان رسالدار مبہوت ہو گئے ہر طرف سے غلغلہ ہی کہ دولھا میان کیا کہنا کرب سب کو سلام کر رہے ہین گلچہرہ نے بڑھکر کہا ای شہریار در باغ پر چلیے ملکہ کا عجیب حال ہی اُنکو بھی معلوم ہو کہ شرط پوری ہوئی اب مین قبضے مین مفر ہیون کے نہ رہی انشاء اللہ یہ برات یون ہی جائیگی کرب گھوڑے پر سوار ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا طرف باغ کے چلے متصدی نے بڑھکر فرد پیش کی کہ اسباب جہیز ملاحظہ فرما لیجیے کرب نے جواب دیا کہ دلوا لیجی صاحب ابھی اپنے قبضے مین رکھیے پھر ہم آپ سے سمجھ لین گے ابھی باغ تک چلنے دو ہر طرف سے لوگ عرض کر رہے ہین ہم آپ کے ملازم ہین کرب فرماتے ہین مین آپ سب صاحبون کا بار اُٹھاؤنگا آپ لوگون کو الگ نہ کرونگا یہان ملکہ بالاے بام کھڑی تھی نوبت نقارے کی جو آواز سنی تو گھبرا گئی سر پیٹ کر کہا لوگو غضب ہوا شاید فلک نے ہمکو پا بوس کیا حسرت دل کی دل ہی مین رہی کوئی آرزو نہ پوری ہوئی نظم

جگر مین رہ گئی ای صدمۂ جدائی چوٹ ۔ ابھارتے رہے نالے ابھر نہ آئی چوٹ
سر اسکے در سے کبھی پھوڑ کر نکھائی چوٹ ۔ یہ بارہا مری تقدیر مجھسے آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی ۔ تو اس سے دست بسر ہونے پہلے ائی چوٹ
سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا + ۔ دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا ۔ بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکا بہ رنگ شیشۂ مے ۔ دل شکستہ کا آخر کو رنگ لائی چوٹ
مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب ۔ تری نگاہ کی پتھر نے بھی بچائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ الفت کی سختیان ای خضر ۔ قدم قدم پہ ہی ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا ۔ کہان پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
تمھاری چشم سیہ کا جو ہو گیا سودا ۔ ہرن کی آنکھون نے ڈھیلونکی ہنسنے کھائی چوٹ
نشان انکے تمانچون کا منھ پہ کچھ تو رہے ۔ دکھاے وصل مین اتنی نہ بیوفائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہی ۔ کریگی ای سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
جلال بیٹھ گئے سر پٹکے زیر فلک ۔ سر خمیدہ اٹھاتے ہی وہ اٹھائی چوٹ

ملکہ بیقراری کر رہی ہین کہتی ہین صاحبو تمنے مجھکو شرمندہ کیا کہ سامنے سے گلچہرہ ہنستی ہوئی آئی پکار کر ملکہ نے پوچھا اری او خبلہ کیا ہنستی ہی کچھ خبر بیان کر گلچہرہ پکارتی ہو مبارک ہو مگر ملکہ کے کان مین آواز نہین آئی چلا کر پوچھتی ہی ارے یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہی لوگ سب ادھر ہی چلے آتے ہین کیا دشمنون نے یہ قصد کیا ہی کہ جنازہ اس شہریار کا مجھکو دکھادین مین دیکھ سکونگی ذکر مین تو میری روح پر صدمہ ہوتا ہی مفصل خبر بیان کر سب لوگ ادھر کیون آتے ہین گلچہرہ نے بڑھکر عرض کی حضور مبارک ہووے کہ دولھا بنے ہوے آتے ہین شرط جیت لائے سب جہیز ساتھ ہی لوگ اسی طرف سب آتے ہین یہ سنکر ملکہ کوٹھے سے اتری ہین پکار کر آواز دی ارے صاحبو تیار ہو کہ اب چلنا ہوگا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے ورنہ اسی مقام پر ٹھہرے اب شاہزادیون سے ملنا ہوگا اور رہین تو ضرور رجاؤنگی اول انکی والدہ کو سلام کرونگی پھر اور شاہزادیون سے ملونگی سب نے عرض کی ہم سب چلین گے حضور کے دم سے ہماری آبرو ہی یہان کسکے پاس رہینگے بیکاری کی جفا سہین گے ملکہ دروازے پہ آئین دراروں مین سے دیکھ رہی ہین دیکھا کہ آگے آگے کرب نامدار دولھا بنے ہوے بکہ تاجدار سر جھکاے ہوے سوچتا ہوا آتا ہی کہ اب مین کیا کرون شرط تو اسنے پوری کی اگر انکی طرف ہو جاؤن تو نمک حلالی سے بعید ہی اور اگر نہ شریک ہون تو برائی ہی حقیقت مین کرب نے وہ کار نمایان کیا کہ انسان کا کام نہ تھا اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتے مصاحب کہ رہے ہین جو حضور کے نزدیک مناسب ہو وہ کیجیے کہیے لڑین سڑین دروازے پہ باغ کے دریاے خون بہادین کسی کمبید ان کے کان مین یہ آواز پڑی اسنے گھوڑا بڑھا کر کہا ای بکہ تاجدار اگر لڑوگے تو ہم اسی جوان کے شریک ہونگے خیال تو کرو کہ ستہ شاہزادون کو قتل کیا آج اس شرط کا ظہور ہوا

اب ہمین کیا عذر ہی جسنے ہاتھی اُٹھایا اُسی کے ساتھ ہین جو کچھ ہو ہمین جان دینا گوارا ہی مگر یہ منظور
نہین کہ شرط کے خلاف کرین یہی شرط تھی کہ جو ہاتھی اُٹھائے اُسکے ساتھ ہو جانا لہذا اب ہم اُسکے ساتھ
ہین جو اُس سے لڑیگا اُس سے لڑینگے تامل نکرینگے یہ سُنکر بکہ تاجدار گھبرایا سوچا کہ جنگ سے
مطلب نہ نکلے گا یہ جوان بھی قاتل سکندر ہی وہ لڑائی پڑیگی کہ لوگ گھبرا جائینگے مین آخر کیا کرون
مصاحبون نے جواب دیا کہ ہماری عقل مین کچھ نہین آتا فوج سب پھر گئی ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ شتر جوالون کا خون بہا اس جوان نے شرط کو ادا کیا لہذا اب ہمکو کیا عذر ہی جب بکہ تاجدار
نے دیکھا کہ اہل فوج پھر گئے سب طرفداری کرب کی کر رہے ہین اور کرب نے لاکر محافۂ زرین
دروازے پر لگایا اور قصد کیا کہ ملکہ کو گود مین اُٹھا کر محافے مین سوار کرون تب بکہ تاجدار
تلوار کھینچکر دروازے پر آیا کرب نے کہا اے محسن کیا ارادہ ہی مین تمسے سب طرح موجود ہون
مگر تم میرے محسن ہو بکہ تاجدار نے کہا میرا حضور پر حق ہی امیدوار ہون کہ میری ایک عرض
قبول فرمایئے ایسا نہ ہو فرامرز انکار کرے کہ مین نے تو یہ شرط واسطے مغربیون کے مقرر کی تھی
مین غیر شخص کو نہین مانتا تو کون اُسکو جواب دے گا پس امیدوار ہون کہ مین اپنا گلا کاٹون
اور اپنے کو آپ پر نثار کرون کرب نے کہا سوا لیجانے ملکہ کے اور جو کہو وہ قبول کرون
تم محسن اور ہمارے جان بخش ہو جو کہوگے وہ قبول کرینگے اور تمھارا جان دینا ہمکو گوارا
نہین ہی ملکہ نے جونکہ اُسی بیقرار ہو کر رونے لگی کہا صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ اُنھون نے شرط کو
پورا کیا اور میان بکہ تاجدار تکرار کرتے ہین کنیزین ہلڑ کر رہی ہین ایک کہتی ہی ارے
میرا بٹار لاؤ ایک بڑھیا دوڑی ہوئی آئی کہا واری کنجی دیجیے تو مین اپنی پن کٹی نکالون ادھر
ملکہ پکار کر کرب غازی سے کہتی ہین کہ اے شہریار مجھکو چھوڑ نہ جایئے گا ورنہ مجھے زندہ نہ پایئے گا
فرامرز مجھے مار ڈالے گا وہ اس شرط کو نہ گوارا کریگا سارا شہر بھی کہ رہا ہی کہ شرط کو خوب ادا کیا
مگر بکہ تاجدار نے سوچکر عرض کی کہ اے شہریار ملکہ کو آپ لیجایئے مگر محافے پر میرا پہرا رہے مین
ایک عرضی واسطے فرامرز کے لکھتا ہون رئیسان شہر کی مُہرین کر دونگا کہ کرب نے شرط کو
پورا کیا جو آپ کو منظور ہو اُس طرح پیش آیئے مگر برائے خدا باغ مین نہ جایئے ملکہ خود محافہ
مین سوار ہو جائین بس یہ غلام کی خاطر کیجیے کہ ملکہ کو نہ دیکھیے غلام کے لیے بدنامی نہ ہو کہ مین
خدمتگزار ہون یہ بات مشہور ہو گی کہ بکہ تاجدار نے اپنے گھر مین رکھا اور ملکہ کو دکھا دیا اس وجہ
سے یہ فتور ہوا آپ فرامرز کے مزاج سے آگاہ نہین ہین اور مین بھی یہی چاہتا ہون کہ مین
نمکخوار ان شاہی مین منسوب ہون کرب نے کہا اے بکہ تاجدار اگر تم ہمارے لشکر مین رہوگے
تو صاحبقران بہت سرفراز فرمائینگے سب تمھاری خاطر کرینگے بکہ تاجدار نے کہا آپ سے
اور فرامرز سے فیصلہ ہو جائے اور مین بدنامی سے باز رہون پھر خدمت مین حاضر رہونگا
تا مرگ دامن دولت نہ چھوڑونگا ر فاقت سے منھ نہ موڑونگا کرب نے کہا جو تمنے کہا وہ
مین نے بدل و جان قبول کیا خیر ملکہ خود سوار ہون مین باغ مین نہ جاؤنگا گود مین اپنی
نہ اُٹھاؤنگا اور فرامرز قبل لاے گا تو کیا کریگا ملکہ کو اب کسی طرح نہ پاے گا ہمنے اپنی جان دیکر

شرط کو پورا کیا انسان کی کیا مجال تھی کہ اس پہاڑ کو اٹھا سکے مگر پروردگار نے قوت عطا کی اور میرے مولا میری مدد کو آئے تب یہ امر ہوا ایکہ تاجدار نے کہا بیشک مذہب آپ کا برحق ہے اسی کی برکت سے آپ نے اِس شرط کو پورا کیا حقیقت مین ایسا کار نمایان کیا کہ ستر ہزار شاہزادے آئے بعض حسین وجمیل بھی تھے بعض فنون سپاہگری مین طاق فن نیزہ و شمشیر مین شہرۂ آفاق کیسی کیسی کد وکاوش اُن لوگون نے کی مگر کچھ زور نہ چلا آپ نے عجب طور سے شرط پوری کی کہ بے لگاؤ فیل آہنی کو اُٹھایا اور سات قدم لے گئے تمام اہالی شہر نے دیکھ لیا آپ کی شرط ادا کرنے مین کون عذر کر سکتا ہے یہ کہکر یکہ تاجدار نے بنام فرامرز عرضی لکھی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس کرب غازی زخمی ہوکر اِس ملک مین آئے نہین معلوم کہان رہے روز میلہ شاید ملکہ کو دیکھ لیا یا نادیدہ عاشق ہوے ہون مین اِسکو بخوبی نہین جانتا جاکر شرط کو پورا کیا ہاتھی کو اُٹھا لیا تمام اہل شہر نے دیکھا لہذا برات لیے ہوے کرب غازی آتے ہین جو مناسب جانیے وہ تحریر فرمائیے مین اُسطرح بجا لاؤن ابتک مین نے سامنے ملکہ کے نہین جانے دیا آیندہ جیسا مناسب وقت ہو یہ عرضی شتر سوار کو دی شتر سوار اُسطرف چلا یہان کرب غازی نے محافہ اُٹھوایا ملکہ خوشی خوشی سوار ہوئین کئی سو کنیزین ہمراہ کرب غازی سب کے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ شہنا مین گاتے ہوے چلے

نظم

تجھسا بھی یار دلبر یگانہ خو نہ ہو — اپنا کرے ہزار کوئی تجھکو تو نہ ہو
تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہ ہو — پھر ہمسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہ ہو
جو بحث تھی کلیم سے اے یار طور پر — عاشق سے وہ کنایے مین بھی گفتگو نہ ہو
سو بار دل سے جاؤ چلے اُٹھ لاکھ بار — تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہ ہو
کس درد کی دوا ہین مرے اشک بے اثر — پانی ہے وہ گلاب نہین جسمین بو نہ ہو
ہم تو نشان دیتے ہین دل مین کسی کے ہے — پیکان کی اپنے تمکو نہین جستجو نہ ہو
فریاد عاشقان سے ہے اُنکی غضب مین جان — کہتے ہین تنگ آکے کہ بشر خوبرو نہ ہو
مر جائین راہ چلتے نہ جا لون یہ آپ کی — سب کچھ سہے یہ حشر مرے روبرو نہ ہو
برسون رہیگی دامن تر کی مرے تری — یہ زاہدان خشک کا آب وضو نہ ہو
سچ ہے کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض — دل کو سنبھالے کون جو اے درد تو نہ ہو
پھولون مین میرے ہو جو کوئی گلبدن تنگ — وہ پھول بھی مہکنے لگین جن مین بو نہ ہو
یون نیمجان رہین مرے دشمن فراق مین — پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہ ہو
اے تیغ یار کچھ بھی اگر تجھمین جذب ہے — دم کو تو کھینچ لے جو رگون مین لہو نہ ہو
تم دل پکڑ لو مجھسے یہ دیکھا نہ جائے گا — آئینے سے دوچار مرے روبرو نہ ہو
کیا حال سوز دل کہین چھپائے زبان کے — خود منھ سے پھوٹنے مین کوئی گفتگو نہ ہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان ملا — یعنی عدو بنانے سے بھی جو عدو نہ ہو

اِدھر تو اِس دھوم سے برات لیے کرب غازی جاتے ہین کہ راہ مین دیکھنے والے تماشے کو آتے

ہین ہر ایک کا یہ قول ہو کہ حقیقت مین دولھا نے بڑی جانبازی کی بعض کہتے ہین کہ ہمنے بھی اُس ہاتھی کو دیکھا تھا آہن کا پہاڑ تھا لیکن دربار صاحبقران مین کل سردار بیٹھے ہین صاحبقران کی نگاہ جو زنگل کرب غازی پر پڑی ایک ٹھنڈھی سانس کھینچکر فرمایا خواجہ تمنے کرب کی خبر لی نہین معلوم اُسیر کیا گذری لشکر پسران نوشیروان مین جاؤ وہان سے پتہ لگاؤ کچھ احوال معلوم ہو خواجہ اُسی وقت اُٹھکر روانہ ہوے ہرکارے تو خبر دے چکے ہین کہ فلان دشت مین لشکر پسران نوشیروان فروکش ہو خواجہ بموجب ارشاد صاحبقران گئے اور خواجہ نے بھی کرب کو فرزند کیا ہو بیقرار ہوکر چلے لشکر ہرمز و فرامرز مین آئے خدمتگار کی شکل بنکر اندر بارگاہ کے پہونچے دیکھا پسران نوشیروان تخت پر اور سب سردار بیٹھے ہین مگر پہلو مین تخت کے زنگل زرین ہو کہ آسپر فرامرز بیٹھا ہو بختیارک سے باتین بنا رہا ہو کہ ملک جی تمہارا لشکر ایسا بھاگا کہ اُسکے ساتھ مجھے بھی بھاگنا پڑا اور مین کبھی اسطرح نہ بھاگا تھا ہرمز فرامرز سے کہنے لگا اور فرامرز اب کیا منظور ہو فرامرز نے کہا آپ لشکر یہان سے اُٹھائیے مقابلہ صاحبقران مین چلیے تو جرأت دکھاؤن خواجہ خدمتگار بنے ہوے پشت پر فرامرز کی کھڑے ہین گس رفی کر رہے ہین فرامرز یہ باتین کر رہا ہو کہ مین حمزہ کا خاتمہ کر دونگا مگر ملک جی چندے سے مجھکو اپنے ملک کی خبر نہین معلوم یکہ تاجدار کو بادشاہ کرکے آیا ہون نہین معلوم کیا معرکہ ہو کہ آجتک کوئی نامہ نہین لکھا نہین معلوم کس فکر مین ہو کہ اُسنے کوئی خط نہین لکھا ہر ہفتے مین خط ضرور آتا تھا مین حال سے آگاہ ہوجاتا تھا اب مین یہان سے خود نامہ لکھونگا خواجہ کان لگاے یہ سب باتین سن رہے تھے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شترسوار آیا ہو یکہ تاجدار کا کوئی شخص ہو اُسکا نامہ بنام فرامرز لایا ہو فرامرز نے حکم دیا بلاؤ نامہ دار اندر آیا فرامرز کے ہاتھ مین نامہ دیا فرامرز خود نامہ پڑھ رہا ہو اور خواجہ بھی مطلب سمجھ رہے ہین جب فرامرز مضمون نامے سے آگاہ ہوا نامے کو چاک کرکے اُگالدان مین ڈالدیا اور یہ کہکر اُٹھا کہ دیکھو تو کیا کرتا ہون میرے ساتھ بھی دیوانہ پن کیا مین دیوانے کو ہوشیار کر دونگا یہ کہکر تنتنا ہوا باہر نکلا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا ہلال زرین تاج کہ بارگاہ مین بیٹھا تھا اُس کو ہرکارون نے خبر دی کہ فرامرز بارگاہ پسران نوشیروان مین بیٹھا تھا کہ اُسکے وطن سے نامہ آیا یکہ و تنہا طرف صحرا کے گیا ہو یہ سُنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھا کل فوج کو تیار کیا تعاقب مین فرامرز کے چلا مگر کرب نامدار سہرا سر پر لپیٹے ہوے لباس نوشاہی پہنے ہوے یکہ تاجدار محافے کو گھیرے ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی یکہ تاجدار دمبدم کرب سے کہتا ہو کہ حضور اب نامہ پہونچا ہوگا فرامرز آتا ہوگا ضرور تکرار کریگا مگر خواجہ عمرو جانا فرامرز کا دیکھکر بھاگے بارگاہ صاحبقران مین آئے کل سردار جمع ہین کہ عمرو پریشان سامنے امیر کے آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوا جلد چلیے کرب غازی مارا جاتا ہو امیر نے فرمایا او کمبخت تیرے منھ مین خاک احوال مفصل بیان کر سردار اُٹھنے لگے عمرو نے سب حال بیان کیا کہ کرب تو برات لیے ہوے آتا ہو مگر فرامرز یہ کہکر گیا ہو کہ دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا امیر نے فرمایا لاحول کیا

کرب غازی فرامرز سے کم ہی مگر اشقر لاؤ مین بھی چلونگا خواجہ نے کہا ای امیر جلدی جایئے ورنہ اگر کرب کا ایک موے جسم میلا ہوگا تو مین اپنے کو زندہ نہ رکھونگا مین نے بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہی امیر نے فرمایا او ساربان زادے زیادہ کیون باتین بناتا ہی اشقر تیار کرا کے جلدی لا جبتک لشکر صاحبقران روانہ ہو کہ اولان اول فتاح پلنگینہ پوش روانہ ہوگیا اور اندلس و قزاق بھی ساتھ چلے یہان کرب آتے تھے کہ فرامرز سامنے سے پیدا ہوا قریب کرب کے آیا کہا آپ جو بہ صد شوکت برات لیے ہوے جاتے ہین مین نہ جانے دونگا کرب نے جھک کر سلام کیا کہا آپ میرے بزرگ ہین میری خطا معاف فرمائیے فرامرز اور زیادہ بگڑا کہ دفعتہً سامنے سے گرد اڑی خواجہ عمرو سامنے آکر پہونچے آتے ہی کرب پر خفا ہونے لگے کہا کیون او نالایق پرائی بیٹیون پر جا کر عاشق ہوتا ہی ای فرامرز اسکو خوب سزا دینا کرب ہاتھ باندھے کھڑا ہی اور خواجہ سخت و سست کہ رہے ہین کہ کیون او دیوانے اسکی بیٹی کو لیکر آیا ہی اور سر نہین جھکاتا عذر کر سر قدمون پر رکھ تو شاید معاف کر دے ورنہ اب معاف ہونا دشوار ہی کہ سامنے سے گرد اڑی پسران نوشیروان و ہلال زرین تاج آکر پہونچے کرب نے کہا کہ آپ کے حمایتی تو آ گئے فرامرز طرف باپ کے پلٹا کہا آپ کیون آئے اور فوج کو کیون لائے مین اکیلا ہزار پر کافی ہون کس کی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے مین کسی سے بند نہین ہون کرب بموجب کہنے خواجہ عمرو کے خوب خوب عذر کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ آپ میرے بڑے ہین بلکہ میرے خسر ہین ہمارے یہان خسر بمنزلہ والد ہوتا ہی اُس سے گفتگو نہین کرتے مین سر جھکائے کھڑا ہون تلوار کھینچیے سر کاٹ لیجیے آپنے شرط عام مقرر کی تھی وہ شرط مین نے پوری کی اب کیا عذر ہی فرامرز جواب دیتا ہی کہ مین نے شرط واسطے مغربیون کے مقرر کی تھی نہ کہ واسطے غیر ملت والون کے کرب نے جیب سے اشتہار نکالا کہا دیکھیے اسمین کہان لکھا ہی کہ مغربیون کے واسطے شرط ہی شرط عام لکھا ہی وہ جو مزار عاشقان بنایا ہی ستر شاہزادونکو قتل کیا ہی وہ کیا مغرب کے تھے فرامرز جواب دیتا ہی کہ مین نے مسلمان کے لیے شرط نہ مقرر کی تھی کرب نے کہا یہی اسمین لکھا ہوتا فرامرز شرمندہ ہو کر سر جھکا لیتا ہی مگر پھر سیاہ گری کی لیتا ہی کہ سامنے سے گرد اڑی فتاح پلنگینہ پوش و اندلس مع قزاقون کے آکر پہونچے فتاح نے آتے ہی محافے پر اپنا انتظام کرنا شروع کیا اندلس نے پردے مین سر ڈالکر کہا کہ ملکہ مین اس شہریار کا عیار ہون مین بھی اپنا حصہ لونگا یہ کہکر وزیرزادی پر نگاہ ڈالی منتین کرنے لگا کہ حضور میرا یہ حصہ ہی وزیرزادی نے ایک دوہتھڑ مارا کہا ارے کمبخت آقا سے فساد ہوتا ہی اور تجھکو دل لگی سوجھی ہی مگر جب قزاقون نے چاہا کہ محافے پر قبضہ کرین اور کہتے جاتے ہین کہ ہمارے مالک کی منظور نظر کا محافہ ہی بلکہ تاجدار نے بڑھکر کرب سے کہا ای شہریار انکو منع کیجیے ورنہ فساد ہوگا کرب نے منع کیا کہ ای فتاح تامل کرو مگر قزاق کب مانتے تھے سب کو ہٹا دیا اپنا قبضہ محافے پر کیا بلکہ تاجدار الگ کھڑا ہی مگر کانپ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھیے کیا گذرے باعث فساد کا تو ظاہر ہی فرامرز ایک جاہل اجہل ہی وہ کسکی مانے گا

عزور کرب سے فساد کریگا ساتھ والے کہتے ہین کہ کرب کی یہ لیاقت ہو کہ وہ منتین کر رہا ہو اور رسیان فرامرز بگڑتے ہین شرط کے پورا کرنے سے ثابت ہوا کہ زور و قوت مین فرامرز سے زیادہ ہین مگر بہادر با انصاف ہین یہ ذکر تھا اور کرب اور فرامرز مین تکرار ہو رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آگے آگے بادشاہ جمجاہ پیچھے صاحبقران اور باقی سب لشکر پشت پر صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ عمر و گڑگڑا رہے ہین طعن و تشنیع کی باتین کر رہے ہین کہ ای فرزند جسکے مان باپ نہین راضی ہوتے اُس سے شادی کیونکر ہو سکتی ہو لہذا ہاتھ اُٹھاؤ کرب جواب دیتا ہو ای والد نامدار مین نے شرط پوری کی ہو تب خواجہ کہتے ہین ای فرامرز تم بزرگ ہو خرد کی خطا معاف کرو مگر فرامرز بگڑا ہوا ہو صاحبقران گھوڑا اُٹھا کر قریب آئے کہا کیون بھئی یہان کرب غازی یہ کیا معرکہ ہو کرب نے کہا مین نے شرط پوری کی ملاحظہ فرمائیے اشتہار کو مین نے بموجب تحریر شرط پوری کی یہ روک رہے ہین صاحبقران نے فرامرز کو بہت سمجھایا اور فرمایا کہ ای فرامرز تمنے جو شرط مقرر کی تھی وہ شرط اِنھون نے پوری کی اب تمعین کیا عذر ہو فرامرز نے کہا یا صاحبقران مین کرب کو نہ جانے دونگا اور محافہ چھین لونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرامرز عاد مغربی تم کرب کو کیا سمجھے ہو کیا وہ تمسے پایہ کمی کا رکھتا ہو فرامرز نے کہا جو کچھ ہو مگر محافہ نہ جانے دونگا اسباب جہیز چھین لونگا صاحبقران نے فرمایا ہان بھئی کرب غازی اب تم جاؤ اور یہ جانین کوئی اور دوسرا دخل نہ دے سکیگا امیر نے جو اِسطرح فرمایا ابتو کرب گھوڑا چمکا کر سامنے فرامرز کے آئے فرمایا ای فرامرز نیزہ اُٹھاؤ اور صاحبقران سامنے کھڑے ہین فرامرز سوچا کہ اگر مین نے کرب سے مقابلہ کیا جنگ دو سردار دا اگر زیر ہو گیا تو میری کیا آبرو ہوگی اور اگر زبر کیا تو صاحبقران فرمائین گے کہ مین مقابلہ کرتا ہون اختتام جنگ صاحبقران پر ہوگا پس مین کرب سے کیون مقابلہ کرون اِس سے یہی بہتر ہو کہ حمزہ سے مقابلہ کرون اگر زیر ہونگا تو بھی آبرو ہوگی کرب کو تو جواب نہ دیا مگر صاحبقران کا دامن تھام لیا کہا ای شہریار مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ حضور سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا میری کیا خطا ہو جو تمھارا خطاوار ہو اُس سے مقابلہ کرو فرامرز نے کہا میرے نزدیک یہی بہتر ہو کہ آپ کے مقابلے پر اختتام جنگ ہو صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ فرامرز نے کہا لشکر پسران نوشیروان بھی آچکا اور آپ کا لشکر بھی آگیا جا کر اُتریے لیکن محافہ میرے ساتھ کر دیجیے صاحبقران ع نے فرمایا یہ غیر ممکن ہو ہم عورت کو تمھارے ساتھ نہ کرینگے اگر تم شب کو اُسے مار ڈالو تو ہم کیا کرین مگر البتہ انصاف کی یہ شرط ہو کہ کرب غازی خیمۂ یاقوت ملک مین نہ جائیگا جبتک کہ تمسے فیصلہ نہ ہو لے فرامرز پسران نوشیروان کے ساتھ پلٹا اِدھر صاحبقران کرب غازی کو ساتھ لیکر چلے نوبت نقارے بجاتے ہوے آئے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی صاحبقران نے الگ بارگاہ اِستادہ کرائی اور اُس مین ملکہ یاقوت ملک کو داخل کیا اور فرمایا کہ کرب غازی اِس خیمے مین نہ آنے پاوین نگہبان مقرر ہو گئے مگر یاقوت ملک کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ کرب غازی نہ آوینگے تڑپ گئین اور

فراق مین صاحب وہ کیا رنگ ہی کہ کرب ناہد ار میرے پاس نہ آئے میر القبہ حال ہی کہ قلب پر ملال ہی نظم

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہی | تمھاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہی
مین جان دینے لگا یار پر تو دل بولا | تجھ پہ پہلے تصدق غلام ہوتا ہی
جمال یار کا نظارہ کرلے حشر مین انکھ | وہ منہ چھپانے کو ہین دن تمام ہوتا ہی
نہ سرو ہو کہین بازار فتنہ فردا | وہ آج نازسے گرم خرام ہوتا ہی
فراق مین مجھے ساقی کے دیکھکر روتے | کچھ آبدیدہ بھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہی
قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل ہین | ورود خضر علیہ السلام ہوتا ہی
نگاہ نازسے دل کی نہین کہی جاتی | ادا انھین سے کچھ انکا پیام ہوتا ہی
ترے نصیب جو کھاجائے جان بھی غم دوست | جگر تو اب کوئی دم مین تمام ہوتا ہی
سمجھ گئے تو چھپین وہ عاشق سے وجہ خاموشی | زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہی
نکالنے جو لگین دلکی حسرتین وہ جلال | ابھی تو دس مین بلوائے عام ہوتا ہی

ملک تو بیقرار ہو اشکبار رہی خواصین سمجھا رہی ہین کہ دوا ری اب تو صاحبقران سے مقابلہ فرامرز کا ہوگا وہ زیر کرینگے فرحت حاصل ہوگی اب یہان سے کوئی آپ کو لیجا نہین سکتا صاحبقران کبھی نہ دینگے مگر فرامرز عاد مغربی دربار مین پسران نوشیروان کے آیا کہا ای شاہزادگان اب کل فیصلہ ہی یا تو مین خدمت مین صاحبقران کی ہونگا یا صاحبقران کو آپ کی خدمت مین لاؤنگا بختیارک نے کہا ای شاہزادہ بہارستان مغرب جو کلمہ حق تھا وہ خود تمھاری زبان پر جاری ہوگیا حمزہ کو آجتک کسی نے زیر نہین کیا جو اُنسے لڑا وہ زیر ہوا حمزہ دیوبند و دیوکش ہی اگر اوروں سے لڑتے تو شاید غالب بھی ہوتے مگر حمزہ پر غالب ہونا دشوار ہی حمزہ کی حالت اگر بیان کرون تو صبح سے شام ہوجائے تو بھی ایک شمہ بیان نہ ہو فرامرز نے جھلاکر کہا کیون ملک جی حمزہ کے کیا چار ہاتھہ پانؤن ہین بختیارک نے کہا ہر چند کہ دو ہی ہاتھہ ہین اور دو ہی پانؤن ہین مگر آجتک جو کوئی آیا اور حمزہ سے لڑا وہ زیر ہوا سمجھ مین کیونکر کہون کہ تم غالب ہوگے فرامرز نے کہا ملک جی یہ سراسر تمھارا گمان ہی کل میدان مین دیکھہ لینا بعد کلام بسیار طبل جنگی بجا ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبر لیکر بھاگے بارگاہ سلیمانی مین آئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھہ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ✤ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ✤ نگین سعادت بنامت بود باد ✤ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✤ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو فرامرز عاد مغربی نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہو اسے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے حضور سے دعوی کیا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ نقار خانہ سلیمانی مین آئے طبل سکندری سے نماشبہ اٹھایا آستین چڑھاکر زور سے دوال دیا نظم

چو بر طبل سکندر آمد دوال | زناہید مریخ کرد این سوال
جہانرا اگر رستہ آخر رسید | سرافیل صور قیامت دمید

بگفتہ کہ نہ طبل اسکندر است | کز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر مین مشہور ہوا کہ کل کا فردن سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہی سب بہادر تیاریان کرنے لگے چار پہر رات گذر گئے صبح کو اب وہ وقت آیا کہ

نظم

رُخِ شمع مایل بہ زردی ہوا | لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند | ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان | اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صاحبقران زمان مسجد کے پاس مین آئے تجدید وضو کرکے نماز پڑھی دست دعا بدرگاہ خدائے عزوجل بلند کیے اور پکار اٹھے کہ او رحیم و کریم رحم اپنا شریک کرنا اس بڑھاپے مین جوان دشمن کے ہاتھ سے بچا لیجیو اس حقیر کی مدد کیجیو تونے ہمیشہ میری آرزو پوری کی مجھکو ضعیف جانکر فرامرز نے دعوی کیا ہی تو رحم اپنا شریک کر اور اس جوان کے ہاتھ سے بچالے امیر دعا مانگ رہے ہین کہ پشت سے آواز آئی آمین امیر نے پلٹ کر عمرو کو دیکھا فرمایا خواجہ شیطان ہو دعا بھی نہین کرنے دیتے بول اٹھتے ہو عمرو نے کہا حمزہ کیون روتا ہی مجھکو دعا دے کسکی مجال ہی کہ تجھپر نگاہ ڈالے فقط تیری وجہ سے خیال اور خوف آتا ہی ورنہ گلیم اوڑھکے سب کو مار ڈالون جب دیکھونگا فرامرز تمپر غالب آتا ہی ایک حباب مار کر اسکو بیہوش کردونگا خنجر مار دونگا کہ شکم چاک قصہ پاک ہو ناحق کو مارے ڈر کے لشوے گھلا تا ہی بیکار گھبراتا ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تمھین کوئی زیر کرے یا تمھین تکلیف پہونچے مین ہر طرح تمھاری مدد کو موجود ہون صاحبقران نے فرمایا آپ مہربانی فرمایے میری مدد نہ کیجیے مین ایسی مدد نہین چاہتا صاحبقران نے فرمایا او مقبل صندوق سلاح سنجوگ لاؤ مقبل نے صندوق لاکر آگے رکھدیا امیر نے خود ہیود سر پر رکھا زرہ داودی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام و تیغہ عقرب سلیمانی و نیمچہ سہراب یل و سپر گرشاسپ نوجوان یہ سب اشیا ذات پر آراستہ کرکے بیرون مسجد آئے طرف دار الامارہ شاہی کے چلے اور سر راہ مین سلے اُنسے صاحب سلامت کرتے ہوے دربارگاہ شاہی پر آئے دیکھا عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچا ہی آمد آمد سلطان گیتی ستان کی پائی جاتی ہی چوبدار کھڑا تھا صاحبقران نے پوچھا برآمد ہونے مین سلطان گیتی ستان نے کیا دیر ہی چوبدار نے عرض کی کہ حمام ہو چکا اب جامے خانے مین تشریف لیگئے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین کہ ناگاہ پردہ اُٹھا بارہ ہزار طفلان ماہ طلعت مہر صورت نکلنے کے لوٹے عود وسوز عنبر سوز وغیرہ ہاتھون مین لیے ہوے اشعار بہاریہ پڑھتے ہوے نمایان ہوے اُنکے بعد کئی سو کہاریان زرلفتی لنگے پہنے دوپٹے اوڑھے ہوے دریاے جواہرین غوطہ زن بھولی بھولی صورتین تخت شہنشاہی لیے ہوے نکلین اول اول صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ آپ کی جگہ ہمارے دل مین ہی سب کا مجرا سلام لیتے ہوے بادشاہ جمجاہ چلے نقیب آوازین لگاتے ہوے فردیلا نو جوانو بڑھے جائیو

دو جانب سے باگین لیے جا بجا + دعائے دولت دیتے ہوئے اِس زور و شور سے لشکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے لشکر کافران آیا ہرمز و فرامرز تخت پر فرامرز ایلچی بنا ہوا آگے آگے نظم

برآمد ہوئے لشکر بیشمار + / مسلح مکمل تھے مردان کار
بہادر جو آمادۂ جنگ تھے / شجاعت سے رُخ سب کے گلرنگ تھے
جوانمرد اِستادہ تھے صف بہ صف / طلبگار جان دادنی سر بکف
یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے / عروس ظفر کے طلبگار تھے
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق / کمر مین وہ تیغے کہ تھے رشک برق
وہ آلات جنگی کی تن پر پھبین / وہ جوشن مین ایک ایک کی بانکپن
لڑائی کی اُمنگ اور جھیلے ہوئے / بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوئے
اُدھر لشکر کافر پر دغل / نمایان ہوئے ناگہان دَل کے دَل
نشان روسیاہی کے کالے علم / نہ کہیے علم بلکہ تھے نخل غم
ہر اِک مست و لایعقل و خشمگین / ستم پیشہ و کافر و بدیقین
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور / ہر اِک مست صہبائے کبر و غرور
دماغون مین نخوت خوشامد طلب / جبین پر شکن تند کے بے ادب
مسبب کرے ای مہر وہ سبب / جہنم کے کندے ہون یہ سب کے سب

دونون لشکر میدان مین آئے نقیب نقابت کرنے ہٹے نقیبون کے لڑکے گوری گوری صورتین ایک ایک بجلی کان مین پڑی ہوئی جوڑے زرچے بندھے ہوئے سرود بجا بجا کر زیل کی آواز مین یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار / تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو / ہے خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا / جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن جھیلین رہا کرتی تھین سر او تخت / عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام / ارغنون وار سدا اگو بجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو کسی موسم مین / کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
قصر کو جانیو و باشندونکو وانکے دیکھو / تکیہ گور ہے دگو زن آج ہے ہر اِک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت / نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
زور جھیلین نہ نرگسین نہ خود آرائی ہے / کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یارو یہ دنیا عجب ناپائدار ہے اِسکا کیا اعتبار ہے ماہ تابان فلک نیلگون پر نمایان ہوتا ہے اول ہلال پھر بدر کمال آخر گھٹنے لگتا ہے کمالے را زوال اے یارو یہ میدان کارزار ہے جیکر لڑو نام روشن ہو یہ نعرے کرکے نقیب ہٹے کڑکیتیون نے کڑکا کہا وہ یہ مضمون تھا نظم کڑکیتیون نے جب کہا یہ کڑکا + دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا + ہان ناموروہ نام کرنا + رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا +

رستم ہو نہ اب ہی سام باقی ✦ مردون کا فقط ہی نام باقی ✦ یہ جو سب نے آوازین لگائین صفون سے مردان عالم کی صدائین آنے لگین ہر ایک بہادر بول اٹھا فرد آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ✦ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ✦ جب صفین بخوبی آراستہ ہو چکین فرامرز نے مرکب بڑھایا سامنے تحت پسران نوشیروان کے آیا عرض کی اجازت میدان ملے شاہزادون نے کہا ای فرامرز اب تمھارے سوا اور کوئی نہین ہو تمکو لات و منات کے سپرد کرتے ہین ہونے دو سو خداوند تمھارے نگہبان ہین بختیارک نے پکار کر کہا ای فرامرز ہمسے کبھی مل لو اب تم ہمارے دشمن ہو جاؤگے طرف سے حمزہ کے میدان مین آؤگے ہلال زرین تاج نے کہا ملک جی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو بختیارک نے کہا اس شخص سے مقابلہ ہی کہ شکار کنندہ ہفت قلۂ قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کیونکر کہون کہ یہ پلٹ کر آوینگے ہمارے دشمن ہوجاوینگے ہمین سے مقابلہ کرینگے ای ہلال بڑے شخص سے دعوی کیا ہی ہلال نے منھ پھیر کر کہا ملک جی تم فرامرز سے آگاہ نہین ہو فرامرز وہ شخص ہی کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا اسکے سامنے سے کبھی کوئی حریف پلٹ کر نہین گیا فرامرز نے گھوڑا بڑھایا گھوڑا اطرارے بھر کر میدان مین آیا نیزہ ہلایا اسپ تازی چوگان بازی خوب دکھلا کر پکارا کہ ای مسلمانان ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے مگر سوائے حمزہ کے اور کسی کو نہین چاہتا آج مزہ شجاعت کا ملیگا وہ بھی جانینگے کہ پہلوان وبہادر ایسے ہوتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ میدان قرق ہو عمرو نے کلاہ اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نکلین گے سب سردار پیدل ہوکر خدمت صاحبقران مین آئے عرض کرنے لگے کہ ای شہریار غلامان جانباز جاوین اب حضور کا زمان پیرانہ سالی ہی دشمن کی جوانی وقت بحالی ہی صاحبقران نے فرمایا آپ لوگ بخوبی آگاہ ہین کہ میرا یہی ضابطہ ہی کہ جو جسکو پکارے وہی اسکے مقابلے مین جائے بادشاہ نے کہا آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون کرب نے ہرچند کہا کہ غلام کی وجہسے یہ فساد ہی غلام جاکر مقابلہ کرے آپ کے اقبال سے زیر کرکے لاؤنگا یا اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا دو مجھسے وعدہ کر چکا ہی ہین ہی مقابلہ کرونگا یہ فرماکر مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا گھوڑا اکوہ سرین کوہ کفل طرار و فرار سوار اسکا بے نظیر سردار گھوڑا باد صرصر سوار رشک قمر گھوڑا تیزرو سوار رشک مہ نو حقیقت مین راکب و مرکب بے نظیر سوار ماہ منیر مرکب فلک سیر سوار صاحب جاہ و توقیر حقیقت مین مرکب کی شوخی یہ سوال کرتی ہو کہ وصف اسکا نظم کیجیے بہرکیف یہ قطعہ نہ صفت مرکب عرض کیا ہو نظم

قمر صفت توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ یا سنگ ہی

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوش کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہانکی بہت تنگ ہی

دیگر جب ذرا رخش قمر طلعت و خورشید لقا ✦ آنکہ چون فلک بنجم بدو و فوق سما ✦ صاحبقران جو

اِس شان وشوکت وجاہ وجلال سے سامنے فرامرز کے آئے فرامرز آئینۂ جمال دیکھکر حیران ہوگیا امیر کو سلام کیا امیر نے وعلیک السلام جواب دیا فرامرز نے کہا یا صاحبقران آپ سراپا خلق ہین مگر اسکا کیا باعث کہ جواب سلام مین ہاتھ نہ اُٹھایا امیر نے فرمایا ای بہادر ہمارے مذہب مین صاحب سلامت شرعی بھی ہی یہ نہ خیال کرنا کہ مین نے غرور کیا مین تمھاری جرأت کا کُل حال سُن چکا ہون بڑے بڑے کارہاے نمایان تمسے سرزد ہوے اول یہ کہ مغرب مین رُستم کا چھوڑدینا اور دوسرے ناموس قباد کا شرارت لندھور سے محفوظ رکھنا حقیقت مین مین تمھارا بہت ممنون وشکر گزار ہون فرامرز نے کہا ای شہریار جب رُستم نے کہا کہ ہمکو مکر سے گرفتار کرکے بھیجا ہی مجھکو بہت ناگوار ہوا ہرچند کہ چچا صاحب وہان موجود نہ تھے مگر خیال کیا کہ مجھپر جو کچھ چاہین گے خفا ہولین گے مگر بہادر سے چشم پوشی نہ ہو مین نے چاہا تھا کہ فیصلہ کرلون دریافت فرمائیے گا کہ مثل چاکران کمترین خدمت مین مصروف رہا کہ اُنکو کوئی صدمہ نہ پہونچے ہتھیار سب پاس لاکر رکھدیے کہ اپنے کو مجبور نہ سمجھین صبح کو مقابلہ ہوا نامنصف جو کھڑے تھے اُنھون نے تعریف بیجا کی مجھکو بہت ناگوار ہوا خوف ہوا ایسا نہ ہو کہ مین مغلوب ہون اور باپ فوج لیے کھڑا ہی مہر پدری سے فوج لیکر آپڑے اِسوجہ سے مین نے جنگ موقوف کی اور کہا کہ آپ جائیے لشکر سکندری مین آکر سمجھ لونگا مگر مقام تاسف ہی کہ اُس شہریار کو مین نے نہین دیکھا اُنسے بھی صاحب سلامت کرلیتا امیر نے بیٹے کا ذکر سُنکر اِس درد سے آہ کی کہ فرامرز بھی رونے لگا فرمایا کہ ای فرامرز رستم کو ترک توسن نے طلسم افراسیابی مین پھنسایا اُس شیر سے چھوٹے اِس ضعیفی مین اپنا داغ دیگئے گو کہ اُسکے فرزند نے کہ بڑا جری وبہادر ہی طلسم افراسیابی کو توڑنا چاہا کہ باپ کو اپنے چھڑاؤن ایک ساحرہ عین وقت پر آئی فرزند رستم کو اُٹھا لیگئی ہم آٹھ پہر اُنکو یاد کرتے ہین میرا توقوت بازو وتھا فرامرز نے کہا ایک مقدمہ یہ کہ جب قباد نے یہ خیال دل مین کیا کہ لندھور جو قلعے مین جائیگا علاوہ لینے اپنی معشوقہ کے مہرنگار میری مادر مہربان اور معشوقہ میری ملکہ ماہ مغربی ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکے ساتھ کچھ بے ادبی کرے تو قباد نے کہا مین کچھ وصیت کرنا چاہتا ہون لندھور نے تو انکار کیا کہ مین تیری وصیت نہین سُنتا مگر مین نے عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی مین وصیت بجا لاؤنگا قباد نے فرمایا کہ حفاظت ناموس کی خواہش ہی مین نے لندھور کو روکا لندھور بہت تڑپے اور بپھڑ گئے کہ مجھکو جانے دو مگر مین نے نہ جانے دیا بہادر کی بہادر رد کرتا ہی مرد سے مرد لڑتا ہی مگر عورات پر دست ظلم نہین دراز کرتے آپ حضور ممنون کیون ہین صاحبقران نے فرمایا ای فرامرز اگر زندگی ہی تو پھر باتین کرین گے اب تو زبان نیزہ وشمشیر سے کلام ہو مجھے بڑا تاسف ہی کہ تمسے مقابلہ ہوتا ہی فرامرز نے یہ سُنکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ہلال زرین تاج پسران نوشیروان سے کہ رہا ہی کہ آپ ملاحظہ فرمائیے کہ میرا فرزند کس زور وشور سے نیزہ بازی کر رہا ہی بختیارک کہتا ہی کہ ای ہلال اب فرامرز سے ہاتھ اُٹھا دیہ نیزہ بازی دیکھنے کو ہی جس دم پر حمزہ نیزہ چلائیگا نیزہ نکالدیگا ای ہلال حمزہ نے بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا حمزہ کا

مثل ہی نہین ہو اب فرامرز پلٹ کر نہ آوینگے ہلال بگڑ رہا ہو کہ ملک جی دیکھو نیزے مین تو حمزہ کچھ نہین کرسکتا زور و طاقت مین حمزہ بے مثل و بے نظیر ہو جو کچھ لات و منات چاہین گے وہ ہوگا یہان امیر نے بعد پھر پھر گے نیزہ فرامرز کا گانٹھا گھوڑا اڑا کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فرامرز کے نکلگیا لشکرون مین ایک غلغلہ ہوا سردار ان صاحبقران کلاہین اچھالنے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ اے شہریار سبحان اللہ کس لطف سے نیزہ فرامرز کا نکالا ہو فرامرز نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر نے گرد اسپر گرشاسپ کا اٹھایا کہا اے فرامرز اس سپر سے بچنا امتحان زور کا بھی ہوگا فرامرز اس مطلب کو نہ سمجھا اور ہاتھ تلوار کا مارا طلسمی سپر ہو چار پنجہ پیدا ہوے تلوار کو لپٹ گئے فرامرز نے کہا کیون حمزہ یہ چوٹی سپر کیسی پیدا کی ہو امیر نے فرمایا اے فرامرز تلوار کا کام کاٹنا ہو لہذا مین نہین چاہتا کہ میرے تمھارے تلوار چلے مجھے تمسے ایک محبت ہو فرامرز نے عرض کی مین بھی آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون مگر مجبور ہوکر مین نے آپ سے مقابلہ کیا آپ کے خلق و مروت کا بندہ ہون امیر نے فرمایا کہ خدا وہ دن کرے کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو اور بیٹھکر بہ اطمینان بات کرین فرامرز نے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون اگر آپ کو زیر کرونگا تو اپنے لشکر کی سلطنت دونگا صاحبقران نے فرمایا اب گھوڑے سے اتریے آپسمین کشتی ہو فرامرز گھوڑے سے کودا صاحبقران بھی اترے بختیارک نے کہا کہ اے ہلال زرین تاج اب غضب ہوتا ہو تلوار کی لڑائی مین امید تھی کہ شاید ہاتھ تلوار کا پڑے اب وہ بھی شک نکلگیا کشتی مین صاحبقران زیر کرلین گے ہلال نے کہا ملک جی کیون دیوانے ہوے ہو فرامرز وہ قیامت کا پہلوان ہو کہ صاحبقران کو مشکل پڑیگی بختیارک بکے جاتا ہو ہلال نے آخر منھ پھیر لیا یہان صاحبقران سے فرامرز لپٹا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ کس زور و شور سے دونون جوان لڑ رہے ہین دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی جب شام قریب آئی تو فرامرز چھوڑ کر الگ ہوا کہا یا صاحبقران اب جاکر آرام کیجیے پھر سمجھ لونگا صاحبقران نے فرمایا ابھی غالب و مغلوب نہین ہوے ابھی سے ترک جنگ کیسا فرامرز نے کہا اندھیری رات مین ہم اور آپ جانبازی کرینگے کون دیکھے گا امیر نے فرمایا رات دن ہو نا کتنی بڑی بات ہو ہان خواجہ روشنی کرو خواجہ عمرو دوڑے سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی اے شہریار مین نے حمزہ سے ٹھیکہ لے لیا دو لاکھ روپے کی روشنی کا ٹھیکہ ہو بادشاہ نے فرمایا خواجہ خاموش رہو جھوٹھ نہ بولو دو لاکھ بہت ہوے عمرو نے کہا حضور یہ رقم کم ہو آپ بادشاہ ہین فرمایئے تین لاکھ روپیہ دونگا آپ کو رقم کا خیال نہ چاہیے یہ کہکے دوڑے ہوے بازار مین آئے بنیے بقالون سے کہنے لگے بھائیو آج اتنی مہربانی کرو جہان ایک چراغ جلاتے ہو وہان دو جلاؤ دم بھر مین روشنی کرائی لشکر آباد فرمایا پاؤ پاؤ بھر تیل سب دیوین عمرو نے سب سے لیکر بھٹا ٹھر بندی کی جھاڑ زنبیل سے نکالے جابجا روشن کردیے لشکر فرامرز سے بھی روشنی آئی صاحبقران نے فرمایا اے فرامرز لو دن ہوگیا فرامرز مجبور پھر لڑنے لگا کمیدان رسالدار وغیرہ زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے کہین پلٹن کہین رسالہ معلوم یہ ہوتا تھا کہ ایک میلہ آراستہ ہو فراش

ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے
تھے سودے والے غل مچا رہے ہین پکارتے پھرتے ہین مزہ پیڑون مین گل فروش الگ بستے ہین
ہنگامہ گرم ہی صاحبقران و فرامرز آپس مین کشتی لڑ رہے ہین سب تماشہ دیکھ رہے ہین صاحبقران
جس جگہ پر زبادتی کرتے ہین تو فرامرز خود تعریفین کرتا ہی اور کہتا ہی ای شہریار سبحان اللہ وہ پیچ تم نے
باندھا تھا کہ جسکا توڑ ناممکن تھا مگر آپ نے کیا توڑ کیا ہی حقیقت مین آپ نے اس فن کو ایسا حاصل
کیا کہ مین تعریف نہین کرسکتا یہ وہ پیچ تھا کہ جسکا توڑ آجتک کسی نے نہین کیا آج آپکے دست حق پرست
سے مین نے یہ توڑ دیکھا ورنہ کسی استاد نے نہین بتایا صاحبقران فرامرز کو ریلکر لیے دوڑے
فرامرز دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹتا ہوا آتا ہی امیر نے دس قدم پر لا کر ایک مارا کہ فرامرز
پٹ گر انقش زمین ہوگیا صاحبقران پشت فرامرز پر آئے ایک ہاتھ کی اندر ہی چڑھا دی جب
دوسرا ہاتھ چاہتے ہین پکڑ دن فرامرز ہاتھ چرا کے شکم کے نیچے کر لیتا ہی صاحبقران تامل فرماتے
ہین کہ فنون سپاہ گری اسکے ختم ہولین تو جیت کرون کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو
اٹھا لیگیا فرامرز خم مار کر اٹھا پکار کر آواز دی کہ واہ صاحبقران خوب بھاگے کرب کو تاب
نہ رہی گھوڑا اڑھا کر آیا پکار کر کہا ای فرامرز اگر تم جانتے ہو کہ صاحبقران بھاگ گئے تو ہم جنگی
غلام موجود ہین جا کر طبل جنگی بجواؤ کل آکر مقابلہ کرو فرامرز نے کہا آخر تمھارے نزدیک امیر
کہان گئے کرب نے کہا کیا تعجب ہی کہ اہالی پردۂ قاف لے گئے ہون یا کوئی ساحر دشمن ہو نے
یہ حرکت کی تو وہ صاحب اسم اعظم ہین اسکو مار کر آوینگے اگر آسمان پری نے بلوایا ہی تو بعد فتح
جنگ بخیر و خوبی تشریف لاوینگے فرامرز نے کہا مین نے انھین سے وعدہ کیا ہی مین انھین سے
فیصلہ کرونگا کرب اپنی جانب پلٹے فرامرز پلٹ کر پسران نوشیروان کے ہمراہ بارگاہ جمشیدی
مین آیا بختیارک نے کہا ای فرامرز تم صاحب اقبال ہو ہاتھ سے حمزہ کے بچ گئے فرامرز نے
کہا ملک جی یہ نہ سمجھو اگلے مرتبہ جو نیچے سے نکلتا تو صاحبقران کو زبر کر لیتا بختیارک تو ایک ہی
متفنی ہی کہا کیا نکلنا نصیب ہوتا حمزہ چت کر کے چھوڑتا صاحبقران تمھارے فنون دیکھ رہے
تھے ہر مقام پر یہی سوچتے تھے کہ کوئی فن منجملہ جرأت فرامرز کو باقی نہ رہے فرامرز نے کہا غلط ہی
آخر یہ جھلا کر بولا کہ ای فرامرز آج دن اچھا تھا کہ تم خیر و عافیت سے پلٹ آئے ورنہ تمھاری جرأت
آن بان مسلمانون سے بہت ملتی ہی مگر نہین معلوم کیا باعث ہی کہ ابتک تم شریک مسلمانان نہ
ہوے جمہور جہانسوز کس کر و فر سے آیا تھا علمشاہ سے لڑا کچھ مطلب نہ ہوا مگر صاحبقران نے
تین دن مین اسے زیر کیا لہذا اسی طرح تمکو بھی زیر کر لین گے اب بہتر یہ ہی کہ سکندر تو مارے گئے
پاس لات و منات کے پہونچے تمکو مناسب یہ ہی کہ اپنے ملک کو چلے جاؤ ان جھگڑون مین نہ پڑو
ورنہ مسلمان ہونا پڑیگا اور ہمارے شاہزادے وہ صاحب اقبال ہین کہ جو انکی مدد کو آیا پھر
پلٹ کر اسے جانا نصیب نہ ہوا یا مارا گیا یا مسلمان ہوا یہی رنگ تمھارا بھی ہوگا فرامرز نے کہا
ملک جی مردان عالم جو کہتے ہین وہی کرتے ہین صاحبقران کو زیر کر کے اطاعت پسران نوشیروان
کراونگا مقام افسوس ہی کہ سکندر مارا جاے اور ہم بدلہ نہ لون یہان تو یہ تکرار ہی ہین لیکن

بختیارک اپنی کہے جاتا ہی مگر فرامرز جواب دیتا ہی کہ ملک جی خاموش رہو مین تمھاری باتون سے
نہ ڈرونگا حمزہ سے مقابلہ کرونگا مگر حال صاحبقران یہ ہوا کہ بچے نے جب امیر کو اُٹھایا تموج ہوا
سے بیہوش ہوگئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو پردۂ قاف مین پایا آسمان پری سرھانے بیٹھی ہین اور
ہر نہر آنکھون سے آنسو جاری ہین صاحبقران نے آنکھین کھولکر فرمایا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی
آسمان پری نے کہا اے شہریار شمشاد بن قہقہہ بارہ لاکھ فوج سے چڑھ آیا ہی قریشہ نے مقابلہ
کیا مگر سستی طالع سے زخمی ہوئی ہین نے آپ کو بلوایا گلستان ارم گھرا ہوا ہی صاحبقران نے
فرمایا قریشہ کہان ہی کہ سامنے سے قریشہ آئین سر پر زخم پٹی چڑھی ہوئی صاحبقران نے گلے سے
لگایا فرمایا اے نور نظر کیا اُفتاد پڑی کہ تم زخمی ہوگئین قریشہ نے کہا اردہ پشت نہنگ چل گیا لگاو
چیک زخمی ہوگئی یہ ذکر تھا کہ دیو تندک دوڑا ہوا آیا عرض کی حضور کے آنے کی شمشاد کو خبر نہین
طبل یورش بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا بجا جائیگا آسمان پری نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین شمشاد بلبلا رہا ہی کہ قریشہ کو تو مین نے مار لیا کل قلعہ فتح کرونگا
آسمان پری کو واسطے قہقہہ کے لیجاؤنگا تمام دیوزاد بڑے بڑے افسر بیٹھے ہین کہہ رہے ہین کہ
اے قہر ہمارے دل پر داغ ہی افسر ہمارا مارا گیا مقام افسوس ہی کہ عفریت وغیرہ یہ سردار زادے
مارے جاچکے ہین اور ہم بدلہ نہ لے سکین اگر کل قلعہ فتح کرلیا تو فوراً بدلہ لین گے پھر لشکر کشی کرکے
پیرزہ دریا چلین گے وہان جاکر حمزہ کو مارینگے تب ہمارا دل ٹھنڈا ہوگا آجتک دل پر داغ ہی
سمندون ایسا ہمارا افسر اعلی مارا گیا جب ذکر آتا ہی تو قلب کانپتا ہی کیا ساعت بدبختی کہ سمندون
نے جیسے کروفر سے مقابلہ کیا جب امیر پر وار کیا حمزہ نے سو دو سو ہاتھ کاٹے سمندون اُن
ہاتھون کو لے کر بھاگ جاتا تھا جب صاحبقران کو ثابت ہوا کہ چشمۂ حیوان اُسکے قبضے مین
ہی جاکر پر سر کوہ گرز مارا کہ پہاڑ پھٹ پڑا چشمۂ حیوان نابود ہوا اب جو سمندون نے چشمۂ حیوان
نابود پایا سر اپنا پہاڑ پر دے مارا یون سر ٹکرا کر جان دی ورنہ سمندون ایسا دیو نہ تھا کہ اُسکو
کوئی قتل کرتا دیو عفریت بھی ایسا ہی دیو تھا کہ خانۂ قاف اُسکا لقب تھا اُسکو امیر نے
طلسم ملعونہ مین جاکر مارا رات بھر یہی چرچے رہے تمام دیو جاگتے رہے حربے درست کیا کیے
صبح کو دیو شمشاد اُٹھا لشکر آراستہ ہوا بارہ لاکھ نرہ ہاے دیو ہین یہان صاحبقران صبح کو مسلح
ہوے آسمان پری کو تخت پر سوار کیا کل فوج کو ساتھ لیکر چلے سیاہک سیاہ کلاہ وراشد جنی
وارشد جنی و دیو اقوال وغیرہ پچاس ساٹھ ہزار نرہ ہاے دیو پشت پر دیو شمشاد نے سامنے آکر
دیکھا کہ بالاے قلعہ سناٹا پڑا ہی تیر انداز و نفت انداز وغیرہ کوئی نہین ہین دیو شمشاد نے کہا یارو
غضب ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آسمان پری نکل گئین دیکھو بالاے قلعہ سناٹا پڑا ہی مگر
مال تو قلعے مین بے حساب ہوگا یہ کہکے ارادہ کیا کہ بلوہ کرون کہ دروازۂ قلعۂ گلستان ارم کا
کھلا دیکھا آگے سبکے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہین ہر چند کہ شمشاد کے ساتھ بارہ لاکھ نرہ ہاے دیو ہین
اور امیر فوج قلیل سے نکلے مگر دیو شمشاد کانپنے لگا اور ہلڑ ہوا کہ صاحبقران آگئے دیو شمشاد
نے کہا مین کیا حمزہ سے ڈرتا ہونگا قلعہ پامال کرونگا صفین [illegible] چند دیو نقیب ہین ہاتھ [illegible]

لیے ہوئے میدان مین آئے آوازین لگائین کہ بار وزلزلہ قاف سے مقابلہ ہے جس دیو کو جان اپنی دینا ہو وہ نکلے اور کشندۂ عفریت سے مقابلہ کرے دیو فیل سر کہ پہلو مین شمشاد کے نقرہ تھا شلنگین لگا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے امیر پیدل بڑھے دیو فیل سر کے مقابلے مین آئے فیل سر نے کہا کہ او آدم زاد تو ہماری خوراک ہے کیا ہمارے ہاتھ سے بچ سکتا ہے دیو عفریت بے وقوف تھا کہ تجھکو کھا نہ گیا مین تیرا ایک لقمہ کرونگا امیر نے فرمایا دیر کیون کرتا ہے جو منظور ہو وہ حربہ کر دیو فیل سر نے چوبدست تو پھینکدی ہاتھ پھیلا کر بڑھا اور ہاتھ بڑھایا کہ جنگل مارون اور گولی بنا کر کھا جاؤن امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی سے ہاتھ اُسکا قلم کیا دیو فیل سر چیختا ہوا بھاگا صف مین آکر سامنے شمشاد کے کہنے لگا یہ آدمی بلا ہے روزگار ہے دیو شمشاد نے کہا اور کوئی دیو ایسا ہے کہ حمزہ کو کھالے دیو شتر سر جست کر کے سامنے امیر کے آیا کہا او آدم زاد تو ہماری خوراک ہے مین منھ پھیلا کر بیٹھون تو دہن مین میرے پھاند پڑ وعدہ کرتا ہون کہ دانت نہ لگاؤنگا یون ہی تجھکو نگلجاؤنگا تجھکو صدمہ نہ پہونچے گا امیر ہنسے اور فرمایا کہ اچھا مین نے قبول کیا منھ پھیلا کر بیٹھ دیو شتر سر منھ پھیلا کے آنکھین بند کر کے بیٹھا پکار کر آواز دی کہ اب آئیے دہن میرا مشتاق ہے کہ تجھ ایسے آدم زاد کو کھا جاؤن امیر نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے غار دہن مین ڈالدیا کہ چند دانت دیو شتر سر کے ٹوٹ کر مع پتھر حلق مین اُتر گئے دیو نے آنکھ کھول کر کہا کہ لقمۂ انسان بہت سخت ہے امیر کو جو سامنے کھڑا دیکھا پکار اُٹھا کہ او آدم زاد تو زندہ کھڑا ہے میرے حلق مین کیا اُتر گیا امیر نے فرمایا مین تیرا کہنا بجا لایا دیو شتر سر منھ سے کلیان خون کی اُگلنے لگا اور خیال کر کے کہا کہ ارے میرے دانت کیا ہوئے امیر نے فرمایا تمھارے پیٹ مین پہونچے دیو شتر سر بھی اُٹھکر بھاگا سامنے شمشاد کے آیا کہا اے افسر اعلیٰ سوائے آپ کے کوئی حمزہ سے مقابلہ نہین کرسکتا دیو شمشاد نے کہا مین جا کر حمزہ کو کھائے لیتا ہون یہ کہکے چلا چوبدست ہلاتا ہوا سامنے امیر کے آیا کئی ہزار من کی چوبدست آہنی چرخ دیکر لگائی صاحبقران نے چوبدست کو قلم کیا شمشاد نے ٹھنڈو کا پھینک مارا امیر نے اکوائی ہو کر خالی دیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر دیو کا زخمی ہوا سر سے خون بہتا جاتا ہے چلو مین خون لیکر پی رہا ہے کہتا ہے میرا خون زمین پہ نہ گرے امیر تلوار لیکر بڑھے کہ قتل کرون دیو شمشاد نے کہا او حمزہ اب تو مین زخمدار ہون کل تجھسے مقابلہ کرونگا امیر رُک گئے دیو شمشاد اپنی فوج مین آیا بارگاہ مین اپنی آکر زخم مین ٹانکے دلوائے دن بھر تو بیٹھا رہا شام کو دیوزادون سے کہا اگر تم سب کی رائے ہو تو شبخون مارون سب نے کہا بہت مناسب ہوگا لشکر مین تیاری ہونے لگی مگر امیر نے بارگاہ مین آکر دیو تندک سے کہا کہ خبر لاؤ دیو شمشاد کا کیا ارادہ ہے مین تو جانتا ہون فرار پر قرار کرے گا اب کیا مقابلے مین آئیگا دیو تندک واسطے خبر کے آیا دیکھا لشکر تیار ہو رہا ہے ہر چند کہ دیو شمشاد نے کہدیا ہے کہ یہ خبر مشہور نہ ہو ملازمان آسمان پری آگاہ نہ ہونے پاوین مگر دیو بے وقوف غل مچاتے پھرتے ہین کہ یارو لشکر تیار کرو دوسرا کہتا ہے یارو خاموش رہو افسر نے منع کیا ہے ایسا نہ ہو جاسوس

آسمان پری کے آجائیں دوسرا کہتا ہی مین نے تو ابتک کسی سے ذکر نہین کیا کہ شبخون مارینگے دیو تندک یہ خبر لیکے بھاگا خدمت صاحبقران مین آیا عرض کی ای شہریار دیو شمشاد کا لشکر تیار ہو رہا ہی سب ملکر برا ے شبخون آیا چاہتے ہین صاحبقران نے فرمایا سب درۂ کوہ مین چلو جب دشمن براے شبخون آوین اور مال لوٹ کر تیار ہون اور وہ لوگ اسباب لیکر چلین تب نکلکر اُنپر گرو یقین ہی کہ شکست دین سارے لشکر کو ساتھ لیکر صاحبقران درۂ کوہ مین آگے پیچھے شمشاد آکر گرا خیمے جو خالی پاے دیو لوٹنے لگے خوب مال اُٹھا کر پشت پر باندھا کسی نے گٹھر سر پر باندھا دیو شمشاد نے بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا شاید ناظرین کہین کہ بارگاہ سلیمانی پردۂ دنیا مین ہی تو براے رفع شک تحریر کرتا ہون کہ جب بارگاہ شہپال بن شہرخ پدر ملکہ آسمان پری نے خزانۂ سلیمانی سے نکلوائی تو آسمان پری نے کہا بارگاہ سلیمانی پردۂ دنیا مین جاے صاحبقران نے فرمایا نصف پردۂ قاف مین رہے اور نصف پردۂ دنیا مین جاے وہی نصف بارگاہ سلیمانی پردۂ قاف مین ہی جسمین ملکہ قریشہ آکر بیٹھتی ہین دیو شمشاد نے آکر جو بارگاہ کو دیکھا جواہر کے چمن جھاڑ کنول بلور کے حالت نور کی خود بارگاہ کو اُٹھا کر کاندھے پر لاد لیا اور لیکر چلا جب صاحبقران نے دیکھا کہ دیوزاد مال وافر لے چلے تو درۂ کوہ سے نکلکر نعرہ کیا نعرۂ امیر

منم سرکش لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
سمندون ز پیشم فراری شده
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شده
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

نعرہ کرکے امیر آگرے دیوزاد نعرۂ صاحبقران سنکر بھاگنے لگے سب مال چھوڑ کر بھاگے امیر نے اُس شب تیرہ و تار مین پیچھا کیا جو راہ مین ملگیا علف شمشیر آبدار ہوا اگر صاحبقران تنہا تعاقب کرتے ہوے چلے دیو شمشاد بھاگا ہوا جاتا ہی صاحبقران تعاقب مین ہین شب تیرہ و تار ایک صحرا مین آکر صاحبقران ٹھہرے پلٹ کر دیکھا کہ مین اکیلا کھڑا ہون سردار میرے ساتھ کے رہگئے صاحبقران نے جس جانب دیکھا صحرا مین سناٹا پایا ایک نخل کے نیچے بیٹھے جی مین کہتے ہین شاید دیو تندک آتا ہو اُسکے ساتھ جاؤنگا نخل کے نیچے بیٹھے چار جانب دیکھ رہے ہین صحرا کا سناٹا کچھ اژدہے جنگل مین دوڑ رہے ہین منھ سے شعلۂ آتشین چھوڑ رہے ہین صاحبقران اژدہون سے کب ڈرتے ہین اسم اعظم ورد زبان ہی یاد خدا مین مصروف ہین چارون طرف اژدہے پھر رہے ہین مگر صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہ چکے ہین سب نشیب و فراز دیکھے ہوے اژدہون سے کب خوف کرتے ہین صبح کو صاحبقران نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب بر آمد ہوا صبح کا وقت ہی کہ بونڈے گرد کے بیٹھنے لگے ہر طرف بالکل سناٹا ہی پتے کھڑ کھڑا رہے ہین شاخین خم کھائی ہوئین ڈراتی ہین کہ ایک طرف سے دیکھا پھر پڑا دین ڈر در گوش مرصع پوش یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہین نظم

اگر پہلے ہی کام آخر ہوے جب سامنا ٹھہرے
قیامت ہی جو ہم بیتاب مر کر بیوفا ٹھہرے

تمھاری ابتدا ٹھہرے ہماری انتہا ٹھہرے
کوئی جالے ابھی لاش اپنی مدفن مین ذرا ٹھہرے

بھرونگا تیغ کا دم شکر ٹھہرے یا گلا ٹھہرے — دعا جلاد کو دونگا وہ چاہے بد دعا ٹھہرے
ابھی ہو سامنے قاتل تڑپ لین نیمجان دم بھر — ذرا تیغ ادا کا وار چلتا ہو قضا ٹھہرے
قلق دل کا دعا کو کارگر ہونے نہین دیتا — دعا جب مضطرب خود ہو اثر پھر آکے کیا ٹھہرے
تمھین سب جان کہتے ہین ہمین سب جسم کہتے ہین — جدائی کون سی باقی ہو پھر ہم تم جدا ٹھہرے
نہ آنکھون مین تھمے آکر نہ مژگان پر رکے آنسو — چلے جب اپنی رہ مین پھر یہ کسکے آشنا ٹھہرے
کوئی تسکین دے ہر چند بیتابی بھی جب نا نے — نہ ٹھہرے درد جس دل مین وہان کیونکر دوا ٹھہرے
نہ ہوش ان بادہ خوارون مین نہ زاہد ہوشیار اتنے — شرابی تو یہ سب ٹھہرے مگر مشرب جدا ٹھہرے
خدا کو بت کو اپنا کر لیا شیخ و برہمن نے — ہمین اک رہ گئے کوئی ہمارا بھی خدا ٹھہرے
بہت جلد اضطراب عشق کی طی ہو گئی منزل — وہین تحریک کی پھر شوق نے جب دست و پا ٹھہرے
ترے وعدون نے بدلین صورتین بے اعتباری کی — کبھی بوے وفا ٹھہرے کبھی رنگ وفا ٹھہرے
عجب مشکل ہو دل ہو آنکھ ہو تقدیر ہو اپنی — شکایت کیجیے جسکی تمھارا ہی گلا ٹھہرے
یہ کسکو بت پرست ایزد پرست اپنا سمجھتے ہین — کسیکے بھی نہ ٹھہرے جب وہ عالم آشنا ٹھہرے
وہ کیون شرمندہ ہون کس بات پر نیچی ہو آنکھ انکی — جفائین شوخیان ٹھہرین ستم ناز و ادا ٹھہرے
ہمیشہ تو یہ پیشکش وہان مقبول ہوتی ہو — کبھی ایسا نہین ہوتا جو زاہد کی دعا ٹھہرے
جہان ٹھہرے ہوے تھے طالب دیدار محشر مین — جلال امیدوار وصل یار رکنے جدا ٹھہرے

امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ سب پریزادون کے آگے ملکہ قمر چہر بادر قمر زاد سیر کرتی ہوئی آتی ہین امیر قمر چہر کو دیکھکر خوش ہو گئے قمر چہر نے آکر سلام کیا کہا اے شہریار مجھکو خبر پہونچی کہ آپ اس صحرا مین اکیلے بیٹھے ہین باغ مین چلیے وہان چلکر آرام فرمائیے آپ کا غلام بھی آتا ہوگا پھر مین اپنے ملک مین لے چلونگی صاحبقران اٹھ کھڑے ہوے قمر چہر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا امیر کو لیچلی تھوڑی دور راستہ طی کرکے قریب ایک باغ کے پہونچین دور سے دیکھا ایک باغ دلکشا ہو بہت بلند مرتفع نہایت آراستہ و پیراستہ بقول شاعر نظم

دلکشا ایسا رہا باغ کہ سبحان اللہ — جسکو سعدی کی گلستان کا پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چارون چمن اسپر صدقے — آٹھو فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ — سرو و شمشاد و نہالے گل و ریحان نایاب
جب نسیم آتی ہو کھلجاتا ہو غنچہ دل کا — جب شمیم آتی ہو لہجاتی ہو وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہو صبا — روح کو پامال کیے دیتی ہو جسکی بیتاب
رنگ لالے سے ہم آغوش ہو بوئے نسرین سے — بستر ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب
صحبت بادہ پرستان کا ہو نقشہ گلبین — شاخ ساقی ہے سبو غنچہ ہو گل جام شراب
بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش — [illegible] گلون سے ہو خطاب
باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین — دشمنان [illegible] آتی ہو بوسہ حباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے — [illegible]

چارسو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت — وسط گلزار مین اک نہر مصفا پُر آب
جوے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری — چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق — جسکے فوّارون مین کیفیت باران سحاب
جنپہ لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی — جنکا دم بھرنے لگے چشم تماشا وہ حباب
وہ صفاخیز وہ تابان وہ درخشان پانی — پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب
وہ چمک ہو وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین — لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب
چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا — ایک ایک حور ارم جنکی ہوا مین بیتاب
وجد معمارون کو ہو طرح عمارت ایسی — سجدے کرنے لگین دیکھین جو در انکی محراب
غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہو — فرش اُسکا شرف چادر عکس مہتاب

صاحبقران نے جو باغ کا یہ رنگ دیکھا تعریفین کر کے پوچھا کیون صاحب یہ باغ کونسا ہو ہمنے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا قمر چہر نقلی نے جواب دیا آپ کے تشریف لیجانے کے بعد آپ کے فرزند نے یہ باغ بنوایا ہو اُسکو بڑا شوق ہو جابجا سے نخل پیدا کیے گٹھلیان تخم وغیرہ جابجا سے لائے کئی برس مین یہ باغ تیار ہوا صاحبقران ساتھ قمر چہر پری کے بارہ دری مین آئے مسند پر آکر بیٹھے ملکہ قمر چہر نقلی پہلو مین آکر بیٹھین کنیزون سے اشارہ کیا کہ رات سے اس شہریار پر بڑی تکلیف ہو صحراے ویران مین شب بسر ہوئی اِنکو کوئی گھڑی آرام ملے کنیزین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین قمر چہر پری نے جام لبریز کر کے سامنے صاحبقران کے پیش کیا ہرچند کہ صاحبقران کا دل دھڑکا مگر قمر چہر پری کو اپنا عاشق جانتے ہین فورًا جام لے لیا اور لبون سے لگا کر پی گئے جیسے ہی جام پیا صاحبقران کی تو آنکھ بند ہونے لگی ہرچند چاہتے ہین آنکھ کھولون مگر دل نہین مانتا امیر نے فرمایا کیون صاحب یہ شراب کیسی تھی کہ نیند چلی آتی ہو آنکھین بند ہوئی جاتی ہین دل گھبرا رہا ہو کیا تدبیر کرون قمر چہر نے دیکھکر آواز دی آپ نے مجھکو نہین پہچانا مَین شبگونہ جادو ہمشیرۂ ملعونہ ہمشیرہ کہ گئی تھین کہ جس طرح بن پڑے حمزہ سے بدلہ ہمارے خون کا لینا آج تم ہمارے دام مین پھنسے صاحبقران نے جو بغور دیکھا حقیقت مین ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام بیٹھی باتین بنا رہی ہو اور جن کو پریزاد سمجھے تھے وہ سب جادوگرنیان ہین غلغلہ کرنے لگین صاحبقران تیغۂ عقرب ٹیک کر اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے شبگونہ نے حکم دیا کہ قید گران لاؤ وہ قید جو دیو نژادون کو پہنائی جاتی ہو کئی سو من کی دو ہتھکڑیان ویسی ہی بیڑیان طوق آہنی گلے مین بغلون مین خار دار لسٹور انون مین چوڑے فولاد کے پانؤن پر چوڑے فولاد کے سامنے کمرہ تھا اُسمین صاحبقران کو قید کیا ایک چیخ ماری کہ اے بہار پیرا رخصت ہو خزان دوست کو بھیجدو یہ کہنا تھا کہ سارا باغ ویران ہو گیا سب چمن مثل چشمۂ کور کے خشک پڑے ہین حباب غائب ہوے پھول مُرجھا کر گر پڑے شاخون مین خم طائر بیدم جس مقام پر عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی تھین اب اُن مقامون پر زاغ اور زغن بول رہے ہین ہر طرف سناٹا کرگسون کا غلغلہ زاغ و زغن کی بھیانک آواز چمن پھولونکے

مرجھائے ہوئے پھول زمین پر پڑے ہوئے غنچون کا چٹکنا موقوف طفلان غنچہ کی بانہین بند ہوگئین شگوفہ باغ کا یہ حال کرکے اور صاحبقران کو کمرے مین قید کرکے چلی گئی مگر تیترون سے کہ گئی کہ ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہو دونون وقت کھانا پہونچانا بھوکا پیاسا نہ رہے ہر چند کہ مجھے اسکے حال پر رحم آتا ہو مگر عفریت کا قتل ہونا یاد ہو کہان کہان چھپا مگر اسنے پیچھا نہ چھوڑا اٹھارہ برس پردہ قاف مین تباہ رہا مین غم مین بہن کے بیمار پڑگئی آج پیرون نے مجھکو خبر دی کہ فلان صحرا مین امیر اکیلے بیٹھے ہین مجھے کچھ نہ بن پڑا آخر ناچار ہوکر بہ شکل قمر چہر آئی تین دن خبر لینا چوتھے دن بھائی صاحب کو بلاکر میدان خونی کی تیاری کرونگی اور اپنے ہاتھ سے تیرباران کرونگی خوشخرام جادو سے کہدینا کہ تین دن تکلیف ہوگی تمھین آب و دانہ پہونچانا پھر سمجھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوگئی مگر امیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا باغ سامنے ویران عوض مین عندلیبان خوشنوا کے زاغ و زغن بول رہے ہین امیر بہت پریشان ہوئے حیران ہین کہ مین کس بلا مین آکر پھنسا کہ قید وہ بھاری پہنے ہون کہ ہاتھ پاؤن کو جنبش نہین ہوسکتی طوق وہ بھاری گلے مین ہو کہ سر نہین اٹھ سکتا بیتاب ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اب مجھکو اس آفت سے نجات دے

نظم

تو ئی کافرید ی زیک قطرہ آب		گہر ہائے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف گوہر پدید		بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را		تو بر روے جوہر کشی رنگ را

دن بھر صاحبقران نے دعائین مانگین تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لیلاے شب نے زلف معنبر کھولی نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز صحراے نجد مغرب مین گیا صاحبقران کمرے مین تنہا باغ کا سناٹا دیکھکر گھبرانے لگے عرض کرتے ہین ای رحیم کیا میری دعا درجۂ اجابت پر نہین پہونچی یہ فرما رہے تھے کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا ایک نازنین لباس عمدہ پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل پشت پر ایک خواص ایک خوان سر پر رکھے ہوئے آکر پہونچی صاحبقران کو حیرت سے دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے پکار اٹھی نظم

پہونچی برون سینہ سلگ کر جگر مین آگ		ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہو رات دن		کب کی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو		دی شعلہ ہائے حسن نے پاے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرر بار کو مری		ہنگام احتیاج ہو موجود گھر مین آگ
تھوڑے خلاف حکم سے ہوتا ہو خشمگین		کیسی بھری ہوئی ہو مزاج بشر مین آگ
ہو نالہ سوز ہجر کو پھونکا ہو مین نے دل		کہتی ہو آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سنگ دل بچا ہو جو شعلہ مزاج ہو		جو سنگ ہو ضرور ہو اسکے جگر مین آگ
مین آپ جلگیا تپش التماس سے		بخشی مری دعا نے خود اپنے اثر مین آگ
بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے		بھر دی کہان کی عشق نے اس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہون گا مین — قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی — ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ
کیا منھ ہی کیا مجال کسی کی ہی اب نسیم — پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شعر تر مین آگ

بہ محبت جو اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا سراپا اُسکا دیکھکر بہت پسند کیا فرمایا قریب آئیے اس خوان مین کیا ہی اُس نازنین نے کہا آپ کے واسطے طعام ہی لیکن یہ تو بتائیے کہ آپ کو اِس ظالم نے کیون قید کیا شبگونہ کی آپ نے کیا خطا کی تھی امیر نے فرمایا ظاہر تو کوئی خطا نہین ہی مگر باطن کا حال مین نہین جانتا اُس نازنین نے ہنسکر کہا کہ مقام تعجب ہی شبگونہ تمکو ایسا گنہگار جانتی ہی کہ آج کے تیسرے دن قتل کا حکم لگایا ہی اور حکم ہی کہ چوتھے روز میدان خونی کی تیاری ہو سب ساحر جمع ہون اور سحر سے قیدی کو جلا دین امیر نے فرمایا یہ تو اُسکا خیال محال و تصور ناتمام ہی مین مجبور اسوجہ سے ہوا کہ مجھکو شراب مین اُسنے بیہوشی پلا کر بیہوش کیا یہ قید گران مجھکو پہنا دی مین ناچار ہون سحر مجھپر تاثیر نہ کریگا مین صاحب اسم اعظم ہون لیکن اس قید سے مجبور ہون کہ یہ قید ٹوٹ نہین سکتی خوشخرام نے شرما کر کہا اسوقت تو آپ قید و بند مین ہین مگر جب رہا ہونگے پھر آپ کسی کے کیونکر ہاتھ لگین گے آخر یہ ہوگا کہ ہم تڑپین گے اور آپ کے دیکھنے کو ترسین گے امیر نے فرمایا نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا خوشخرام جادو امیر نے فرمایا کہ جب تم سحر سے توبہ کروگی تو مین ضرور تمھارے ساتھ عقد کرونگا کچھ تامل نہ ہوگا خوشخرام نے کہا عہد کامل کیجیے امیر نے فرمایا جو زبان سے کہا وہ پتھر کی لکیر ہی یہی تمھارے وصل کی تدبیر ہی شبگونہ قتل ہو تو ہم رہائی پاوین خوشخرام نے اُسیوقت سوہن نکالا کیلین کاٹین ہتھکڑیان بیڑیان جسم سے صاحبقران کے دور کین طوق بھی اپنے اُتارا بیٹھکر باتین کرنے لگی کہا اے شہریار ایک کام کیجیے سامنے نخل چنار ہی اُسکو بہ قوت صاحبقرانی اُکھیڑ کر پھینکدیجیے مین آپ کو ایک پرچہ دیتی ہون اُس مین سب حال لکھا ہی جب درخت اُکھیڑیے گا تو دہنہ نقب کا پیدا ہوگا اُس نقب مین داخل ہوجیے تھوڑی دور پر جا کر ایک قصر بلیگا میگونہ جادو بہن شبگونہ کی اُسمین رہتی ہی وہ سورہی ہوگی اُسکو بیدار نہ کیجیے کا بلکہ سوتے ہی مین قتل کیجیے گا بعد اُسکے قتل کے پرچہ ملاحظہ فرمائیے گا جو لوشتہ ہو اُسپر عمل کیجیے گا اگر تا بہ شبگونہ پہونچ گئے اور اُسکو قتل کیا تو مین فوراً آؤنگی آپ کو اِس صحرا سے نکالدونگی پھر یقین ہی کہ آپ گلستان ارم مین پہونچینگے صاحبقران اُٹھے خوشخرام پرچہ دیکر چلی گئی امیر ٹہلتے ہوے قریب نخل چنار کے آئے اول داہنے بازو کا ہکہ دیا نخل تھرایا پھر بائین سے بہ زور ہکہ مار کر نخل کو اُکھیڑا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا امیر یا حفیظ کہکر دہنہ نقب مین داخل ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ سامنے سے قصر گلگونہ معلوم ہوا امیر راہ طے کرتے ہوے در قصر پر آئے بسم اللہ کہکر قصر مین داخل ہوے اور خراٹے کی آواز کان مین آئی قصر مین جا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا نیلا پہنے ہوے چندری اوڑھے ہوتے سورہی ہی اور سرہانے ایک مار سیاہ کفچہ بلند کیے ہوے منھ سے زبانین نکال رہا ہی صاحبقران نے قصد کیا کہ قریب ساحرہ

کے جاؤن اُس مارسیاہ نے جھپٹ کر چاہا کہ کاٹ کھاؤن امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ مار سیاہ جلنے لگا اُسکے جلنے سے ایک ہنگامہ ہوا میگونہ اُٹھ بیٹھی للکاراکہ او گنہگار تجھکو یہانتک کون لایا صاحبقران نے فرمایا تیری قضا مجھکو لائی ہو مین تیرا ملک الموت ہون میگونہ نے ران پر ہاتھ رگڑا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی ارے تو بڑا صاحب اقبال ہو خوشخرام تجھسے مل گئی نگر دیکھنا تو خوشخرام کا کیا حال کرتی ہون اِس سرحد مین رہنے نہ پاویگی صاحبقران نے تلوار کھینچی میگونہ نے آگ برسائی مگر امیر نے اسم اعظم ورد زبان رکھا سحر نے تاثیر نہ کی میگونہ نے تلوارین برسائین تلوار بھی کوئی امیر کے اوپر نہ گری آخر میگونہ نے اپنے کو زمین پر گرادیا غلطک مار کر بہ شکل عقاب اُڑتی ہوئی چلی کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار یہ جانے نہ پائے امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا تیر ہوا مین رہنے پائین جاتا تھا قضا و قدر نے اُسکے سینے پر پہونچایا توڑ کر پشت کو پار گذرا میگونہ زمین پر گری تڑپ تڑپ کے جان دی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من میگونہ جادو بود مار کر میگونہ کو مکان سے نکلے چند زنگی پہلوون سے آئے امیر کو گھیر لیا چاہتے تھے قتل کرین امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا باشید اے سیاہ رویان منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

زنگیون سے لڑنے لگے مگر نیا معرکہ یہ دیکھا کہ جون جون قتل کرتا ہون ایک کے دو ہوے اور دو کے چار تھوڑے ہی عرصے مین ہزارہا زنگی ہوگئے امیر نے اُس پرچے کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ اسم اعظم پڑھکر دم کیجیے تب یہ بلا دفع ہوگی امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم تیکار کر پڑھا کچھ زنگی تو بھاگے سامنے کنوان تھا اُس مین کود پڑے غرق چاہ ذلت ہوے مگر امیر سے مقابلہ نہ کرسکے کچھ زنگی بھاگ کر درختون پر چڑھ گئے چند امیر کے ہاتھ سے مارے گئے امیر اُنکو بھگا کر آگے بڑھے ایک نخل سامنے تھا اُسپر ہزارہا طائر بیٹھے تھے امیر کو دیکھکر پر کھولے اور اپنی زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

زخم بالیدہ ہوے داغون پہ جوبن آگیا — پرورش پایا کیا جو زیر دامن آگیا
دور ہی امید آخر کھینچ لائی متصل — دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلودہ سے ہی پیرہن بلبل قریب — اور رہی رنگینیون پر اپنو دامن آگیا
کو لنا یہ خاکسار آتا ہو دیکھو او شہسوار — اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش — کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر — میری آنکھون کو لحاظ خواب مدفن آگیا
بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق — دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا
توڑ کر تسبیح میل رشتۂ زُنار ہو — بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
دشمنون کی پردہ پوشی کی ہواے شوق نے — گردلون مین خار کے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی ++ مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بہ شکل بلبل تصویر ہون کچھ غرض رکھتا نہین گر سوے گلشن آگیا
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین بوسۂ چاک جگر پینے کو آہن آگیا
اے فلک شاید گمانِ خندہ اِسیر بھی ہوا جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
آج راحت پائی احسان اجل سے اے نسیم فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

امیر نے چاہا کہ اُن طائرون سے گذر دن کہ وہ طائر بلند ہوے سر پر امیر کے چرخ مارنے لگے اُنکے چرخ مارنے سے یہ نقصان ہوا کہ امیر راہ چلنے سے عاجز ہوے اُن طائرون مین طائر کلان ایک عقاب تھا اُسنے سر پر صاحبقران کے آکر جھکارا مارا کہ امیر ٹھہر گئے اب چاہتے ہین کہ قدم اُٹھائون ایک ایک پائون ہزار ہزار من کا معلوم ہوتا ہی یقین تھا کہ امیر لڑکھڑا کر گرین آنکھون کے نیچے اندھیرا آرہا ہی پائون اُٹھ نہین سکتا اسم اعظم بھی پڑھا مگر پائون مین طاقت نہ آئی تب تو ناچار ہوے چہرے پر اُداسی اور پریشانی ظاہر ہونے لگی سامنے پہلو مین ایک نخل تھا کہ اُدھر سے رونے کی آواز آئی صاحبقران اُس پریشانی مین اُدھر متوجہ ہوے دیکھا ایک طوطی زرین بال عجیب حال اشک حسرت بہا رہی ہی صاحبقران حیران ہوے کہ اِس طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین یہ کیون گریان ہی کیون اِسقدر پریشان ہی وہ عقاب جو سر پر صاحبقران کے چرخ مار رہا ہی اُسنے جو طوطی کو روتے ہوے دیکھا بہ نگاہ قہر طوطی کو دیکھا ہر چند کہ چرخ مارنے سے سر پر صاحبقران کے اُسکو مہلت نہین مگر چاہا طوطی پر جا پڑون اور طوطی کو چیر پھاڑ ڈالون جب عقاب طرف طوطی کے چلا تو طوطی نے مثل انسان کے آواز دی کہ یا صاحبقران زمان مقام افسوس ہی کہ آپ کے پاس پرچہ موجود ہی اسم اعظم پڑھتے ہین مگر اُسکو نہین ملاحظہ کرتے یہ کہکر طوطی اُڑ کر بھاگی عقاب پیچھے طوطی کے چلا تھوڑی دور جا کے عقاب نے طوطی کے پر نوچے ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہی کہ طوطی کو پنجے مین دبالون مگر طوطی منھ سے چنگاریان چھوڑ رہی ہی عقاب نے جو دیکھا کہ طوطی آگ سے ڈراتی ہی پرون کو جنبش دی پانی کی بوندیان پڑنے لگین وہ شعلہ ہاے آتش کہ طوطی نے اپنے گرد کیے تھے اُن شعلون پر پانی گرنے لگا جب سب شعلہ ہاے آتش بجھ گئے تو عقاب نے چاہا طوطی کو پنجے مین دبالون طوطی نے تڑپ کر آواز دی منم خوشخرام جلد اِسکو تیر ماریے ورنہ کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی شبگونہ جادو یہی ہی آپ کو بیکار کرنے کا اِرادہ کیا تھا قدم آپ کا نہین اُٹھتا امیر نے آواز خوشخرام جادو کی سُنی یہ بھی دیکھا کہ خوشخرام جادو بہ صورت اصلی فریاد کر رہی ہی پس امیر کو اِسکے احسان کا خیال آیا کمر سے وہ پرچہ نکالا اُسمین نوشتہ پایا کہ شبگونہ کو تیر مارو ورنہ خوشخرام کو ہلاک کریگی امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجز کمان مین پیوست کیا جیسے ہی تیر مارا شبگونہ بلند ہوگئی تیر زمین پر گرا اُس خطا شعار پر نہ پڑا اور چاہا تڑپ کر نکلجاؤن خوشخرام نے بڑھکر گدہ مارا شبگونہ نے منھ سے حباب چھوڑا گولہ پھٹ کر گرا شبگونہ تڑپ کر گری خوشخرام کو پکڑ لیا مگر خوشخرام نے پکار کر آواز دی اے شہریار اِسنے مجھکو گرفتار کر لیا پرچے کو دیکھکر جلد فکر کیجیے

ورنہ یہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگی روز اسیر گھل گیا **نظم**

دیکھ لے تڑپھی نگاہون سے دیکھ اچھی طرح　　سامنے تیرے تڑپتے ہین دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنے کا نہ اے دل عشق مین　　آہ مین جب تک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
ہمنے دل دیکر کسی کو ہاے پھر کیون لے لیا　　کیا برائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقونکے **حال** پر یہ آپ ہنسیے شوق سے　　یہ بھی رو لیوینگے کبھی دل کھولکر اچھی طرح
اسکے یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش　　بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
دیکھکر اپنی جھلک آئینے مین غش ہو گئے　　کیجے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
قصد اٹھنے کا اگر ہے بہر خرام ناز ہی　　زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
پانی تصویر تصور پر کسی کی پھر نہ جاے　　دیکھ بینا اسکو تو اے چشم تر اچھی طرح
کیا جواب خط دیا اسنے یہ کس سے پوچھیے　　بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح
یا الٰہی اپنے کشتہ کو نہ پہچانے کوئی　　مل نہ لے ہاتھون کو جبتک نعش پر اچھی طرح
نیمجانون پر کسی کے اے فلک گذرین کبھی　　دن کٹے ہون بار رات کے دو پہر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آنکلا ہے سینے کی طرف　　پوچھنا ہے دل کہ اے درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہے شب فرقت نہین پہچان لے　　آج تو میری دعا کو اے اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پر سر تھا **جلال**　　کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

یہ اشعار حسرت آمیز پڑھتی ہوئی سامنے سے غائب ہوئی مگر **صاحبقران** کے پانون اسی طرح زمین پکڑے ہوے ہے امیر نے پرچہ ملاحظہ فرمایا حاشیے پر پرچے کے اسم یا رحیم لکھا تھا امیر نے وہ اسم پڑھا پانون مین طاقت آئی پھر پرچہ ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ قصر ابیض مین خوشخرام کو لے گئی ہے اپنے کو پہونچایئے **صاحبقران** ایک جانب چلے تھوڑی دیر مین ایک قصر روشن دور سے معلوم ہوا امیر سمجھے شاید قصر ابیض یہی ہے مگر شگوفہ خوشخرام کو لیے ہوے قصر ابیض مین آئی روشن مزاج جادو جو قصر کا حاکم ہے وہ دوڑا ہوا آیا عرض کی اے ملکۂ عالم خوشخرام نے کیا خطا کی شگوفہ نے کہا اے روشن مزاج اسنے غضب کیا قاتل ملعونہ کو مین نے گرفتار کیا تھا اسنے رہا کر دیا اور ہر مقام پر ہدایت کرتی ہے مین قتل سے بچی قاتل ملعونہ نے تیر مارا اگر اسم حاشیہ نہ پڑھا تھا وہ شخص کل علوم مین طاق ہے شہرۂ آفاق ہے ضرور اسم پڑھا ہوگا مگر تم اسکی نگہبانی کرو بعد دو دنکے اسکو قتل کرونگی اسنے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا مین اسکو زندہ نہ چھوڑونگی مگر اے روشن ہوشیار رہنا کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے روشن نے خوشخرام کو لیا مگر مدت سے اسیر عاشق ہے ٹھنڈھی سانسین کھینچتا جاتا ہے اور بیڑیان پہنا رہا ہے شگوفہ تو چلی گئی مگر روشن بیٹھے بیٹھے گھبرایا جی مین کہتا ہے اس سے بہتر وقت کیا ملیگا کہ میری قید مین ہے اب یقین ہے ضرور قبول کرے چلکر سامنے بعجز عرض کرون **نظم**

آپ پر جان دین یہ تھا مطلب　　ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
دل تو جاتا ہے کسکے ہو کے رہین　　حسرت ارمان مدعا مطلب

بند کا بند ہی رہا خطِ شوق — قاصد اِسکا نہ کچھ کُھلا مطلب
فرق ہوا ای صنم دلون مین تو ہو — میرا تیرا نہین جدا مطلب
لفظ و معنی کا ربط کُھلتا ہو — دل سے ہو کس طرح جدا مطلب
مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی — سُننے والے نے سُن لیا مطلب
ایک سینہ ہی حسرتین لاکھون — ایک دل ہی ہزار ہا مطلب
وصل کی رات بیوفا نکلا — پڑھ کے تجسے بھی کچھ مرا مطلب
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے — دل بیتاب کا ہی کیا مطلب
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھکے جلال — کچھ سمجھ تو بُرا بھلا مطلب

دل کو اپنے ٹھہرا کر قریب خوشخرام کے آیا کہا ای عاشق کُش مجھکو عرصہ دراز گذرا کہ تجھپر جان دیتا ہون تو نے کبھی دلدہی نہ کی اب آج تمپر سختی ہی جو مجھسے کہو وہ خدمت کرون کہو تو رہا کردون خوشخرام نے کہا ای روشن مزاج جو راسے مین آئے وہ کرو روشن مزاج نے جانا کہ مجھکو شربت وصل سے سیراب کریگی پھر خوشخرام نے کہا ای روشن مزاج مجھکو بھی تیرے نام پر توجہ رہی مگر خوف سے شبگونہ کے کچھ نہ کہہ سکی دیکھو مجھپر کیا جرم رکھا ہی اس حیلے سے قتل کریگی معلوم ہوا کہ اکیلی بسر کریگی مین تو بخوبی جانتی ہون کہ اگر موت آگئی ہی تو چارہ کیا اگر موت نہین ہی تو خدا نے تجھکو مہربان کیا قید سے چھڑانے پر آمادہ ہی مجھکو تجھسے کچھ عذر نہین ہی جو تو کہیگا وہ قبول کرونگی دستور ہی کہ معشوق اگر خلاف بھی کہے تو وہ بمنزلہ حدیث و آیہ کے ہوتا ہی روشن مزاج کو یقین کامل ہوا کہ یہ مجھپر جان دیتی ہی اپنی زبان سے اقرار کیا کہ جو تم کہوگے وہ قبول کرونگی ای روشن مزاج اسکو لیکر نکل چل یقین ہی کہ قاتل ملعونہ اُسکو قتل کرے جب وہ زندہ نہ رہیگی تو مجھکو کون تلاش کریگا قاتل ملعونہ کہ پرچہ اُسکے پاس موجود ہی اُسمین حال قتل شبگونہ لکھا ہی اُسی پر کار بند ہوگا صاحب شوکت و لیاقت مالک سطوت و جلالت کیونکر قید سے چھوٹا یہ دل مین سوچکر خوشخرام کو قید سے رہا کیا کہا چلو نکلچلو کسی ملک مین چلکر دعوی خدائی کرینگے تم کو خداوند بنا کر بٹھا دینگے ہم شعبدۂ عجائب و غرائب دکھا دینگے یقین ہی سب معتقد ہو جاوینگے یہ سوچتا ہوا لے بھاگا ایک قصر سامنے دکھائی دیا اُس قصر مین آکر ٹھہرا جالینوس جادو اُس قصر کی حاکم ہی اُسنے کہا ای روشن مزاج آج کیونکر تشریف لائے ہرچند کہ روشن مزاج ساحر زبردست ہی مگر ڈر گیا کہا ای ملکۂ عالم ایک گھڑی بھر کا مجھکو تخلیہ کرنے دو مین مطلب دلی خوشخرام سے حاصل کرون اُسکے عشق مین بیقرار ہون بمشکل تمام یہ دن نصیب ہوا ہی ورنہ مدتین گذرین کہ اُسکے عشق مین بیقرار ہون جالینوس نے کہا ای روشن مزاج تو کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ شبگونہ کی وزیرزادی ہی اسپر دست انداز نہ ہونے دونگی طرف خوشخرام کے متوجہ ہوئی کہا کہ ای خوشخرام تو وصل پر اِس سے راضی ہی خوشخرام نے جواب دیا ای جالینوس مین مجبور و ناچار قید تھی اِسنے ہاتھ باندھکر مجھسے کہا

نظم

مشتعلہ ہی یہی اکثر دل سودائی کا — ڈھونڈھتا سینے مین پہلو مری رسوائی کا

شوق اللہ رے اُس چشم تماشائی کا
سر پٹکوانا ہی عالم شب تنہائی کا
آج کچھ لپٹے ہی جاتے ہین رہ آئینے سے
زور اس دل کی تڑپ ہو کر اٹھا جاتا ہی
نام لے لیکے کسیکو مین پکار اٹھتا ہون
تمسے کیا آہ سے ہم مانگتے ہین اپنی پناہ
آج تقدیر بھی لڑجاے کہین آنکھ کے ساتھ
چپ لگی ہی مجھے کچھ عشق کی دھن مین آ بن
یون اٹھین ہاتھ کہ ہم دیکھ لین انکا جوبن
ہم گرین پانون پر آنکے وہ لگائین ٹھوکر
مانگنے کو دل بیتاب کچھ اللہ سے تھے
آنکھ مین چھپنے کو تو آئی تھی اے حسرت دید
رخ کرے مہر فلک خلق کی جانب کیونکر
جلوہ جب اُسکا نہ دیکھا تو دکھایا مجھکو
ایڑیان رگڑی ہین تقدیر سے یون اسکا عوض
آپ کو بھول گئے دیکھکے اُس بت کو جلال

حوصلہ تنگ ہوا جاتا ہی بینائی کا
نام ہی بخت سیہ اپنے تماشائی کا
نشہ بے خود کیے دیتا ہی خود آرائی کا
صبر کا ہاتھ ہو یا پانون شکیبائی کا
سُن نہ لے کوئی تو احسان ہی تنہائی کا
اُس سے ڈرتے ہین جسے ڈر نہین رسوائی کا
بامن یہی وقت تو ہی معرکہ آرائی کا
اٹھا ارمان ہی انگڑائی کا
کوئی خم بازہ بھی کھینچے کبھی انگڑائی کا
قابل دید مقدر ہی جبین سائی کا
نام ہی بھول گئے صبر و شکیبائی کا
کیا خبر تجھکو نہ تھی گھر ہی یہ رسوائی کا
پھر نے دیکھا نہیں منھ تیرے تماشائی کا
روز محشر نے بھی عالم شب تنہائی کا
پاے دشمن پہ ارادہ ہی جبین سائی کا
حق ادا ہو نہ سکا پھر بھی شناسائی کا

اے جالینوس اسنے ایسی حسرت اپنی بیان کی اور مین بلا مین مبتلا تھی ناچار ہوکر کہدیا جو کہوگے وہ قبول کرونگی مگر مین اسکے پاس بیٹھنا نہین چاہتی جبراً چاہے سر کاٹ لے روشن مزاج نے کہا مین تو تابعدار ہون اے جالینوس ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ تو مین معشوق سے عذر کرون جالینوس نے کہا او دیوانے عورت تو تجھسے بیزار ہی تو کیونکر وصل حاصل کریگا بس اب جاؤ مین خوشخرام کو یہین رکھونگی روشن مزاج نے کہا اے جالینوس مین اپنی جان دونگا بے حصول مطلب نہ جاؤنگا جالینوس نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا اور کہا اے روشن مزاج تم مجھے آگاہ نہین ہو بلکہ شگوفہ نے اپنی حفاظت جان میرے سپرد کی ہی اسی راہ سے قاتل ملعونہ آئیگا مین اُسکو قتل کرونگی تو کیا بلبلاتا ہی روشن مزاج نے چاہا بڑھکر جالینوس کا ہاتھ پکڑ لون جالینوس نے گولہ مارا گولہ پھٹا شعلہ ہاے آتش نے روشن مزاج کو گھیر لیا روشن مزاج نے اُس سحر کو دفع کیا مگر خوشخرام نے دیکھا کہ یہ دونون مصروف جنگ ہین مین تو نکل جاؤن کہ اس جفا سے بچون یہ سوچکر قصر سے نکلی کہا اے جالینوس مین تو جاتی ہون تم اس بھڑوے بوالہوس کو روکو روشن نے ایک چیخ ماری کہ اے جالینوس اگر یہ معشوق چلی جائیگی تو مین جان دونگا جالینوس نے کہا دیکھون تو کیا کرتا ہی روشن مزاج نے چاہا تعاقب مین خوشخرام کے جاؤن جالینوس نے کہا او وحشی کہان جاتا ہی روشن مزاج نے کہا ارے ہم تم ناحق لڑتے ہین جس سے مطلب ہی وہ نکلی جاتی ہی جالینوس نے کہا تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی وہ ہمارے مالک کی وزیرزادی ہی

ہم اُسکو ضرور بچاوینگے اب روشن مزاج یہ سوچا کہ اگر خوشخرام نکلجائیگی تو پھر کیونکر پاؤنگا پلٹ کر
ایک گوہ طرف خوشخرام کے مارا آواز دی کہ ای حلقہ زن یہ جانے نہ پاوے گرد خوشخرام کے ایک
حلقۂ آہنی ہوگیا خوشخرام رُکی جالینوس نے جو دیکھا کہ خوشخرام کو روک لیا اب وہ نہین بڑھ سکتی
للکارا کہ اوروشن مزاج تیری قضا آئی ہی فوج زنگیان بلاؤن یہ کہکر آواز دی ای سیاہ رو سے جادو
اسکو لینا کیونکہ اسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی پہلوے قصر سے کئی سو زنگی نکلے اُن سب نے روشن مزاج
کو گھیر لیا روشن مزاج نے جو دیکھا کہ زنگیون نے مجھکو گھیر لیا ایک چیخ ماری کہ ای زرہ دک جادو
اِن سب کو مارلے صحرا سے گرد اُڑی کئی ہزار زرد پوش آکر زنگیون سے لڑنے لگے دونون سحر
کررہے ہین جالینوس زنگیون کو اشارہ کررہی ہی اور روشن مزاج بھی زرد پوشون کو
اِشارے کررہا ہی دونون قبیلے مصروف جنگ ہین باہم تلوار چل رہی ہی مردے بھی گر رہے ہین
خوشخرام الگ سے دیکھ رہی ہی پشت پر جالینوس کے کھڑی ہی قضاے کار صاحبقران زمان
نے دور سے یہی قصر دیکھا تھا اِسی جانب متوجہ ہوے آکر دیکھا زیر قصر چند زنگی وجوانان
زرد پوش لڑرہے ہین آپس مین ایک کا ایک گریبان گیر ہی ہرچند کہ تلوار جھپاٹے کے ساتھ چل رہی
ہی نہ زرد پوش کمی کرتے ہین اور نہ زنگی رُکتے ہین مگر لاشے جو زمین پر گرتے ہین گرتے ہوے تو
لاشہ معلوم ہوتا ہی پھر غائب ہوجاتا ہی کہ خوشخرام نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا پکار کر کہا
ای شہریار آیئے کنیز کو اپنی بچایئے ورنہ حرمت و آبرو جاتی ہی صاحبقران نعرہ کرکے آپڑے مگر
خوشخرام نے کہا ای جالینوس اب وہ وقت ہی کہ اِس جوان کو مار لو پھر ہم تم سمجھ لین گے اِس
جوان کے پاس پرچہ ہی ایسا نہ ہو ہماری تمھاری فکر مین ہو جالینوس وروشن مزاج نے اُن
زرد پوشون اور زنگیون کو اِشارہ کردیا دونون فوجین امیر پر آپڑین امیر نے نعرہ کیا
کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا اور اسم اعظم پڑھنے لگے اسم اعظم کی تاثیر سے وہ سب
بھاگنے لگے اور غل مچاتے ہین کہ ای افسر و ہمارے ہتھیار ازور اِس جوان پر نہین چلتا ہی یہ
زبان سے کیا کہ رہا ہی کہ ہمارے بدن مین آگ لگی جاتی ہی ہم کیونکر اِسکو قتل کرین جالینوس
وروشن مزاج نے اور سحر کو زور دیا زنگی پلٹتے ہین دور سے لینا لینا کررہے ہین مگر قریب کوئی
نہین آتا امیر نے پرچہ نکالکر دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ جبتک جالینوس وروشن مزاج نہ قتل
ہونگے یہ ہنگامہ بڑھتا ہی جائیگا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اول جالینوس کو تاکا
تیر مارا سینے پر جالینوس کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا دوسرا تیر روشن مزاج پر مارا کہ
یہ بھی مرا خوشخرام جادو کہ عاشق جمال بیمثال ہی جھپٹ کر آئی اور بلائین لینے لگی کہا ای شہریار
آپ نے بڑے دشمنون کو مارا امیر فرمارہے ہین ای خوشخرام ایسی آوارگی مین پڑا ہوا ہون
کہ گلستان ارم تک نہین پہونچتا کیا تدبیر کرون آسمان پر پری کیسی گھبراتی ہوگی فریشتہ بیمار
پڑ گئی ہی اُسکا الگ تردد ہی شمشاد بن قہقہہ زندہ نکل گیا ہی ایسا نہ ہو پلٹ پڑے تو باعث
خرابی ہو کوئی جنگ کرنے والا نہین ہی خوشخرام نے کہا جبتک شبگونہ قتل نہ ہوگی اِس بکھیڑے
سے آپ نہ نکلین گے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے تا بہ گلستان ارم پہونچاے یہ ذکر تھا کہ

ایک آواز مہیب کان مین آئی امیر نے بات کرنیکی کیشگونہ بیک اثردہے پر سوار غرّے کرتی چیختی ہوئی آتی ہے خوشخرام کو جو امیر سے باتین کرتے ہوے دیکھا جل گئی پکار کر آواز دی کہ اے خوشخرام تونے میرے مصاحبون کو قتل کرایا مین اسکا بدلہ لونگی ارے تو کیونکر قصر ابیض سے نکلی ہے مین سمجھ گئی کہ تونے روشن مزاج سے نین مٹکا کیا اب میرے دشمن سے باتین کر رہی ہے کیا مین تجھے زندہ چھوڑونگی یہ کہکر اثردہے سے کود ہی اثردہا طرف صاحبقران کے چلا امیر نے اسم اعظم دم کیا اثردہا تو اندھا ہوگیا مگر شگونہ امیر پر تلوارین برسا رہی ہے یہی چاہتی ہے کہ کسی طور سے گرفتار کر لون جب بہت سحر کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی تو اثردہے کے منھ پر ہاتھ پھیرا انکھین اثردہے کی روشن ہوگئین اثردہا تڑپ کر طرف صاحبقران کے چلا صاحبقران خاموش کھڑے رہے اور اثردہے نے ارادہ کیا کہ صاحبقران کو دہن مین لے لون صاحبقران نے دونون ہاتھون سے کلہ پکڑ کر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین اثردہے کو چیر ڈالا اثردہا جو مرا اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین خوشخرام ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہے شگونہ تڑپ کر گری خوشخرام کو پنجے مین دبایا خوشخرام نے تڑپ کر آواز دی اے شہریار مجھکو بچایئے اسکے مرتبہ زندہ نہ چھوڑیگی کنیز مرتے مرتے نام نامی نہ بھولے گی قبر مین بھی پشت نہ لگے گی ہان بھی تڑپونگی اس ملعونہ نے آپ سے مجھکو جدا کیا بموجب قول شاعر

نظم

پھر آئے راہ سے نہ ہوئی طی جو راہ شوق
ہم ناتوان نہ سنبھلے اپنی نگاہِ شوق

ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کر دیا
پیہم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہِ شوق

فوج شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
دل مین گڑا جو آ کے نشان سپاہِ شوق

ہر آہ اپنی شاکی بیداد ضبط ہے
فریاد کسکی کسکی سنے بادشاہِ شوق

بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہِ شوق

پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہِ شوق

جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
دل مین پکارتا ہی یہی دادخواہِ شوق

آخر کو ہوائے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
ملتا نہین کہین ہمین گم کردہ راہِ شوق

امید ہی نہین رہی دیدار یار کی
اب وہ نگاہ یاس ہے جو تھی نگاہِ شوق

کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا
دو دو رو دو رار کتنی ہی ہوجاے راہِ شوق

صاحبقران دیکھتے رہگئے شگونہ خوشخرام کو لیکر نکل گئی اس وقت صاحبقران کی بیقراری خوشخرام کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال باتین اسکی بھولی بھولی یاد آتی ہین دل سے فرماتے ہین اے رحیم و کریم خوشخرام کو شگونہ کے ہاتھ سے بچانا امیر نے پرچہ نکالکر دیکھا صاف صاف نوشتہ پایا کہ شگونہ خوشخرام کو قریب شکارگاہ سلیمانی جو صحراے خارستان ہے وہان لے گئی صاحبقران اُسی طرف چلے مگر شگونہ خوشخرام کو لیے ہوے جاتی تھی ایک صحراے سبزہ زار مین جاکر اُتری ایک نخل کے نیچے جاکر بیٹھی خوشخرام کو آگے بٹھا لیا سمجھانے لگی کہ کیون اے خوشخرام تونے میرے ساتھ کیون دشمنی کی مین نے تجھکو گودون مین پالا تیرے ناز اُٹھائے

اب بھی توبہ کر مسلمان سے دل نہ لگا مذہب کی خرابی نہ کر تیرے مان باپ نے تجھکو میرے سپرد
کیا ہی اِس معصوم سے تیری شادی کرونگی کہ یاد کریگی خوشخرام بھی بہ سہولیت کلام کر رہی ہی اور
دمبدم یہی کہتی ہی کہ مین آپ کے حکم سے سر نہ پھیرونگی جو فرمایئے گا وہ بجا لاؤنگی جو خطا ہوئی
اُسکو معاف کیجیے اور یاد مین صاحبقران کی رونے لگی شبگونہ سمجھی کہ میرے واسطے روتی ہی
آنسو پونچھکے سر سینے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیکر کہا اے نور نظر مین اولاد نہین رکھتی سلطنت
تجھی کو لکھدونگی قضاے کار سنبر بخت جادو کہ اِس صحرا کا حاکم ہی ٹہلتا ہوا اسطرف آنکلا
خوشخرام کو دیکھکر عاشق ہوا شبگونہ کو آکر سلام کیا شبگونہ نے کہا بیٹا جیتے رہو سنبر بخت نے
پوچھا آج اِس صحرا مین آپ کہان آنکلین شبگونہ نے کہا بیٹا ایک آفت مین ہون قاتل ملعونہ
کو مین نے پھنسایا تھا دشمنون نے رہا کر دیا اب وہ میرے قتل کا درپے ہی جان بچاتی پھرتی
ہون سنبر بخت نے کہا یہ صاحبزادی کون ہین شبگونہ نے کہا جسکو گو مین لیا کرتے تھے
خوشخرام جادو ہی اب ہوش وحواس درست ہوے سنبر بخت نے پوچھا اِنکی شادی ہوگئی
شبگونہ نے کہا ابھی شادی تو نہین ہوئی پیغام آرہے ہین مین نے کسیکو قبول نہین کیا یہ سنکر
سنبر بخت نے ہاتھ باندھکر کہا اگر مناسب ہو تو اِس حقیر کو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے شبگونہ
نے کہا اے فرزند ابھی جو جھگڑا پڑا ہی مین اُس سے مہلت پاؤن تو پھر تمکو جواب دون سنبر بخت
نے ہاتھ باندھکر کہا جو کام سخت ہو وہ میرے سپرد کیجیے قاتل ملعونہ کا سر لاؤن آپ کی مشکل
آسان کرون شبگونہ نے کہا وہ شخص ایسا نہین ہی جسکو مار لوگے جنسے ملعونہ کو مارا لوح طلسم
حاصل کرلی عفر بہت کو گھیر کر مارا ایسے کو مین کیونکر کہون کہ تم قتل کر سکوگے صاحب اسم اعظم
محترم ومحتشم سنبر بخت بیٹھ گیا شبگونہ سے منتین کرتا جاتا ہی اور بہ خوشخرام سے اِشارے کر رہا ہی
خوشخرام نے منھ پھیر لیا شبگونہ نے کہا اے سنبر بخت ابھی اِسکا موقع نہین ہی بعد چندے کے
مین تمکو اِسکا جواب دونگی اُسوقت مین تمکو اِختیار ہی سنبر بخت نے جھلا کر کہا اے شبگونہ میری
عملداری مین آئی ہو مین جانے نہ دونگا شبگونہ نے کہا اے سنبر بخت تمھاری کیا مجال ہی مین
ابھی چلی جاؤنگی مگر تمھارے بزرگون سے رسم ہی اِس لیے مین اُسکا پاس کرتی ہون بس اب
چلے جاؤ زیادہ کلام نہ کرو ابھی سارے صحرا کو پھونک دونگی مین نے حمزہ سے کیا شکست
کھائی کہ ہر ایک سے دبجاؤنگی تمسے ہرگز ہرگز نہ دبونگی ایسا فساد عظیم ہوگا کہ بہت پچھتاؤگے
ہر چند سنبر بخت نے سمجھایا مگر شبگونہ نے سختی سے جواب دیا یہی کہا کہ یہ نہین ہوسکتا عرصے تک
گفتگو رہی جب شبگونہ نے جھلا کر کہا اے سنبر بخت اب جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمھارے خلاف گذرے
میرے منھ سے کوئی کلمہ سخت نہ نکلجاے سنبر بخت کچھ سوچکر اُٹھا صحرا مین جا کر چھپ رہا بعد تھوڑی
دیر کے شبگونہ نے خوشخرام کو لیکر چلی سنبر بخت جادو ایک عقاب بنکر اُنکے تعاقب مین چلا کہ
ایک مقام پر شبگونہ ذرا آگے بڑھ گئی خوشخرام پیچھے تھی عقاب تڑپ کے گرا خوشخرام کو
اُٹھا لے گیا خوشخرام نے پکارا کہ اے مادر مہربان اِس اپنی کنیز کو بچایئے مجھکو یہ کون لیے جاتا ہی
مین کیونکر زندہ بچون گی

نظم

آفت تھی آنکھ ہوش ربا اک نظر نہ تھی — دل کو مری خبر مجھے دل کی خبر نہ تھی
چشمک زنی کبھی دل بیتاب پر نہ تھی — آگے یہ طرز خندۂ زخم جگر نہ تھی
دل بھی تڑپ رہا تھا جگر بھی فراق مین — ای درد عشق تیری توجہ کدھر نہ تھی
ساری جفائین وقت ستم تھین شریک یار — ہان اک مری وفا وہ ادھر تھی اُدھر نہ تھی
کیون ہاتھ سے فلک کے مٹے بنکے نقش پا — کیون خاک مین ملانے کو وہ رہگذر نہ تھی
شرمندہ خوب نالۂ شبگیر نے کیا — ہم پر ہنسی نہ ہو کوئی ایسی سحر نہ تھی
یون جلد تر گذر گئی کیون ای شب وصال — دل مین کسی کے کوئی تمنا مگر نہ تھی
سیدھا بنایا لاکھ نہ سیدھی ہوئی کبھی — تقدیر تھی مری تری ترچھی نظر نہ تھی
کیا جانتے تھے بھول گے یون دیکے اپنی یاد — تم کچھ خبر نہ لوگے یہ ہمکو خبر نہ تھی
صحرا کو کوے یار سے کیا جلد یا جلال — شب کو صدا ے نالۂ وحشت اثر نہ تھی

تسکو نہ چھپٹی مگر سنبر بخت نکل گیا تسکو ناچار پلٹی مگر تنق ہی نہ دیکھیے چھوکری پر کیا گذرے دل سے باتین کرتی ہوئی آتی ہی کہ مین نے سمجھا کے اُسکو راضی کیا حمزہ کی طرف سے اُسکا دل پھیرا جب وہ راضی ہو چکی تب بیچ مین یہ آفت آ پڑی مگر خیر سنبر بخت اپنا ہم مذہب ہی اگر ملوث ہو گا تو سامری و جمشید کا مذہب تو باقی رہیگا مگر ہاے غضب ہوا مین کیا جانتی تھی ساتھ لیکر چلتی خیال نہ رکھا اُسی کا یہ انجام ہوا الغرض سامنے اُس صحرا کے ایک قصر سیاہ تھا اُسکو [illegible] کر سنبر بخت نے اُتارا پہلے منتین کین خوشخرام نے رو کر کہا او بیحیا کیا بکتا ہی مین اپنے خیال مین ہون تجھکو اختیار ہی قتل کر ڈال جب سنبر بخت نے دیکھا کہ کسی طرح راضی نہین ہوتی تو ستون سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا خوشخرام رونے لگی اور کہا او دشمن خدا اگر تو جان بھی لیگا تو مین رضامند نہون گی مگر دل سے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق و ای مالک اِس ظالم کی بدعت سے بچالے اور اِس ظالم کی جفا سے نجات دے جیسے ہی بلک کر خوشخرام نے دعا کی خیر و عافیت مرادون پر پہونچا کہ صحرا سے صاحبقران زمان آتے تھے دیکھا کہ خوشخرام بندھی ہوئی ہی ایک ساحر زشت رو بدخو کوڑا لیے کھڑا ہی امیر نے دور سے دیکھا للکارا کہ او بیحیا خبردار ہاتھ اسپر نہ اُٹھانا ورنہ ہاتھ قلم کر ڈالونگا اور خوشخرام بھی امیر کو دیکھکر ہنس پڑی سنبر بخت سوچا کہ یہی قاتل ملعونہ ہونگا [illegible] آواز دی کہ او حمزہ مین تیری فکر مین تھا اب کہان جائیگا یہ کہکے گولہ پھینکا امیر پر آگ برسنے لگی لیکن بسبب اسم اعظم کے آگ تاثیر نہین کرتی سنبر بخت نے آواز دی او حمزہ مین سمجھا تو نے بھی سحر سیکھا ہی مین اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکے سحر کرنے لگا طرف صحرا کے کچھ ماش کے دانے پھینکنے لگا امیر نے آکر خوشخرام کو تو رہا کر دیا خوشخرام بلند ہوئی لیکن سنبر بخت نے طرف صحرا کے جو ماش کے دانے پھینکے صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی طرب اُٹھے سے معلوم ہوتا ہی کہ دو چار خوش گلو آواز ملا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

گیسوون کا [illegible] شعر [illegible] کھتے ہین — [illegible] باعث [illegible] کر [illegible] سے ہین

تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین
چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین

دست و پا ہین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین
خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین

سچ تو یہ ہی کہ نہین دوسرا تجھسا کوئی
ای صنم جھوٹھ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین

نرم کر دینگے دل سخت صنم کو دم سرد
شرط اُلفت کی سبھی اعمال جزا رکھتے ہین

روے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین
یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین

پانؤن کو منزل مقصود مین عاجز سمجھین
طاقت اُٹھنے کی اگر دست و عصا رکھتے ہین

محتسب عقل جو رکھتا ہی تو کھانے نہ جا
شیشہ و جام سے ہوش ربا رکھتے ہین

لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنے کا
پانؤن توڑین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین

بحر اُلفت مین تباہی کا ہی اندیشہ کسے
ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین

عارض حسن دو روزہ ہی یہ مُنڈ جاوینگے
عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہی
اِک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین

خون جگر ہوتا ہی جو سنتا ہی رو دیتا ہی
درد آمیز فقیر اُسکے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہی معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

صاحبقران نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین حسین دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چند خواصین پشت پر اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہی مگر وہ جو سب کے آگے ہی حقیقت مین جو روش زہرہ خوشتری رو ہی صاحبقران دیکھکر اُس نازنین کو خاموش ہوے اسم اعظم پڑھنا موقوف کیا گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ نازنین قریب آئی اُسنے ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار باغ مین چلیے طفلان غنچہ بہت مشتاق ہین عندلیبان خوشنوا کو ہجر کی شبین شاق ہین ہر سرو چمن اکڑ رہا ہی نہرون مین پانی جوش مارتا ہی حباب اپنی آنکھون سے آپ کی آمد کے مشتاق ہین پریشان نگران ہین صاف ظاہر ہی کہ دیدۂ حیران ہین موجین خنجر بران ہین چادر آب چادر رحمان صاحبقران زمان نے فرمایا مین خود تمھارا مشتاق تھا لیکن مین وقت پر آئین یہ کہکر صاحبقران نے بھی ہاتھ تھام لیا اُسکے ساتھ چلے خوشخرام نے بیقرار ہوکر آواز دی ای شہریار آپ اُسکے ساتھ کہان جاتے ہین آپ سحر مین سنبر بخت کے پھنسے مناسب ہی کہ پرچہ ملاحظہ فرمائیے صاحبقران کو ہوش آگیا آواز دینا خوشخرام کا نہایت تاثیر کر گیا بس صاحبقران نے اُس نازنین کا ہاتھ چھوڑ کر پرچہ ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ یا صاحبقران اگر سنبر بخت سحر کرے اور ایک نازنین آکر ہاتھ تھام لے حاشیے پر جو اسم یا معین ہی پڑھکر اُسپر دم کرو صاحبقران نے یا معین ورد کیا جیسے ہی صاحبقران نے پرچہ اُٹھایا اور اسم مذکور کو پڑھنے لگے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا اور کہا یا امیر مجھکو رخصت کیجیے مگر امیر نے جلدی سے اسم مذکور جو دم کیا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری ہاے جلی اور واے جلی کہتی ہوئی بھاگی سامنے ایک نخل تھا اُسکی جڑ مین جاکر غائب ہوگئی امیر نے اُس نخل کے قریب آکے بموجب ہدایت رقعہ اسم اعظم ورد کیا بیخ پر دم کر دیا نخل گرا بیخ مین جو وہ حسین چھپی تھی جلتی ہوئی

نکلی چند خواصین جو پشت پر تھین رہ ہی گئی مگر انہین بوش کہتی ہین ہم پہلے ہی منع کرتے تھے کہ اُس
ظالم کے پاس نہ جایئے سب سامان اُسکے پاس موجود ہی وہ مہ جبین جلتی جاتی ہی اور کہتی ہی کہ مین
ایسا ظالم نہ سمجھی تھی کہ مجھکو جلا کر آپ ڈھونڈھتے ہونگے سامری و جمشید سمجھ لین گے سنبر بخت نے جو
جلنا اُس نازنین کا دیکھا زانو پر ہاتھ مار کے کہا میرا بڑا سحر مٹایا یا سامری و جمشید اب کیا کرون کہ
صحرا سے آواز آئی اے سنبر بخت تو صحراے سبزہ زار کا حاکم ہوکر ایسا مجبور رہتا ہی طائران صحرا کو بلا کر
رنگ تسخیر دکھا یہ سُنکر سنبر بخت نے ایک دستک دی کُل طائران صحرا چانئون چانئون کرتے ہوے
صحرا سے اُڑے صاحبقران کے سر پر آکے چرخ مارنے لگے جون جون وہ طائر چرخ مارتے ہین
صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آرہا ہی پانئون بھاری ہوتے جاتے ہین خوشخرام نے
پکار کر آواز دی اے شہریارہ اِن طائرون کے بیچ مین عقاب ہی اُسکو بہ تعجیل تیر ماریے ورنہ یہ
طائر ہوش اُڑا دینگے دیکھیے کیا آفت برپا کرین لگا کر آپ کو صحرا مین لیجاوینگے وہ تمام صحرا حسرت
اسکے معمور ہی چلے جانا کیا دور ہی اگر چالیس چرخ اِن جانورون نے مار دیے تو پرچہ بھی تیغے
سے نکلجائیگا وہی اسم پڑھیے امیر نے وہی اسم مذکور پڑھکر تیر مارا کہ اُس عقاب کے سینے کو توڑ کر
پار گذرا بجاے خون کے جسم سے اُس طائر کے شرارے نکلے سب طائر جلکر خاک ہوے
اُن طائرون کے بھی قصے پاک ہوے سنبر بخت جھلا کر قصر سے کودا تلوار کھینچے ہوے دوڑا
اور چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے ون امیر نے کاغذ ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ اُسی کا تیغہ چھین کر
اُسی سے اُسکو قتل کرو جیسے ہی اُسنے ہاتھ مارا صاحبقران نے بار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
تلوار چھین لی نعرہ کرکے اُسی تلوار سے سنبر بخت کو قتل کیا جب سنبر بخت مارا گیا تو خوشخرام زمین
پر آئی گرد پھرنے لگی کہتی تھی اے شہریارہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ ساحر تھا کہ سو ساحرون
سے اکیلا لڑتا تھا مگر قضا آپ کے ہاتھ سے تھی ورنہ اِسکا مارے جانا بہت دشوار تھا بڑا مکار
تھا صاحبقران نے فرمایا کاغذ خبر دیتا ہی کہ جبتک شبگون قتل نہ ہوگی ایسے ایسے اتفاق اکثر ہونگے
خوشخرام نے کہا مین آپ کے ساتھ چلتی ہون خواہ قتل ہو جاؤن خواہ جان جاے مگر آپ کا
مطلب بہر نوع پورا ہو یہ سب صحرا اُسی کے سحر کے ہین ہر طرف سے ہواے سحر آتی ہی آپ اسم اعظم
ورد کرتے ہوے چلیے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا امیر
نے دیکھا نقابدار زمرد پوش گھوڑا اُڑا کر قریب آیا امیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا اے بہادر کہان
سے آتے ہو نقابدار نے عرض کی شمشاد بن قہقہہ شکارگاہ سلیمانی مین فروکش تھا غلام نے اُسپر
شبخون مارا مگر فوج اُسکے ساتھ بہت تھی ۔ دو شبانہ روز تلوار چلی کئی ہزار جوان میرے بھی مارے گئے
مگر دوسرے دن نقابدار گلگون پوش ہر چند کہ ہمچشم ہی لیکن مجھکو جو گھیرے ہوے دیکھا تو بیتاب
ہو گیا بڑے زور و شور سے آکر شمشاد کو زخمی کرتا ہوا میرے پاس پہونچا مجھکو مجمع سے نکالا وہ
ابھی رخصت ہو کر گیا ۔ مین فکر مین شمشاد کی جاتا ہون مگر شمشاد کو خبر پہونچ گئی کہ صاحبقران
صحراے عجائب و غرائب مین پھر رہے ہین کیا عجب ہی گلستان ارم پر جاے ملکہ آسمان پری
کے نام کا دشمن ہی کتنا ہی جان دون مگر اُسپر قبضہ کرون فی الحال قہقہہ سے خفگی بیمار ہو گیا ہی اسوجہ سے

شمشاد کو بھیجا ہی کہ تو آسمان پری کو لا اللہ اُسکو جا کر راہ مین روکو ن تا بہ گلستان ارم نہ جانے
دو ن صاحبقران نے فرمایا ای فرزند مین چند دن سے اِن جنگلون مین مارا مارا پھرتا ہون مجھکو
پردہ دنیا پہونچا دو زمرد پوش نے عرض کی بے اسکے قتل کیے نہ جائیے ورنہ یہ فتور کریگا قہقہہ نے
نامہ بھیجا تھا صرصر آہو تنگ عیار نامہ لیے ہوے جاتا تھا میرے عیار نے اُسے گرفتار کیا
وہ نامہ لایا اُس مین یہ مضمون درج تھا کہ ای فرزند سعادتمند اگر آسمان پری کو لیکر نہ آؤ گے
تو ہمین زندہ نہ پاؤ گے وہ نامہ مین نے چاک کر ڈالا مگر شمشاد بن قہقہہ شبخون سے بچکر صحرا مین
اُترا ہوا تھا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک آندھی چلی شگوفہ آکر پہونچی شمشاد کو دیکھا کہ سو گز کا
دیو ہیتون کا تاج پہنے ہوے بہ تکلف تخت پر بیٹھا ہی سوچی کہ اِس سے یارانہ کرون تو مطلب
حاصل ہو ایک پریزاد کی شکل بنکر اپنی صورت دکھائی شمشاد عاشق ہو اُپکارا کہ ای جان
جہان و ای آرام دل مشتاقان اسطرف آؤ مین تمھارا طالب ہون شگوفہ تو خود چاہتی تھی
اسکے پکارتے ہی چلی آئی اُچک کر تخت پر بیٹھی شمشاد اختلاط کرنے لگا جب تنہائی ہوئی تو
شگوفہ نے پوچھا کہ تو کون ہی اتنا بڑا لشکر ساتھ ہی تسخیر قاف نہین کرتا عفریت کے مارے
جانے کا سب کو قلق ہی مین تیری معین رہونگی شمشاد نے سب حال اپنا بیان کیا کہ مین قہقہہ
کا فرزند ہون واسطے لینے آسمان پری کے آیا ہون اور باپ نے بہ تاکید کہا تھا کہ اگر تم ملکہ
آسمان پری کو نہ لاؤ گے تو مجھکو زندہ نہ پاؤ گے اُنھین کی ذات سے ساری نشو و نما ہی نامہ آیا
تھا ملازم نقابدار چھین لے گیا شگوفہ نے کہا تجھسے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا حمزہ تو اُس صحراے
ویران مین مارا مارا پھرتا ہی تم گلستان ارم پر چڑھ چلو مین آسمان پری کو اُٹھا لاؤنگی تم
قریشہ پر بھی غالب ہو گے مین قلعے کی فوج کو بیکار کر دونگی یہ مضمون فرحت مشحون سُنکر شمشاد
بہت خوش ہوا کہا کل لشکر لیکر چلونگا گلستان ارم کو تسخیر کرلونگا مین تمھارے ہی پاس رہونگا
شگوفہ شمشاد کی بارگاہ مین ہی آپس مین شراب چل رہی ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش
بلند ہی مٹکے شراب کے چلے آتے ہین ساقی جام بھر بھر کے پلاتے ہین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا
تمام لشکر سو جاگنے لگا شمشاد گھبرا کر نکل آیا پلٹ کر شگوفہ سے کہا ایک نقابدار زمرد پوش
آگرگرا ہی اُسنے لشکر کو پراگندہ کر دیا ہی ہان صاحب جلدی جلد الیہا نہ ہو وہ نقابدار یہان آجاے
تو باعث خرابی ہی شگوفہ نکلی دیکھا کہ نقابدار لڑ رہا ہی خیمون مین آگ لگا دی ہی جو سامنے آیا
وہ مارا گیا شگوفہ نے سحر کیا کہ نقابدار لڑتے لڑتے رہ کا مثل تصویر تصویر کھڑا ہی ساتھ والے
بھی حیران ہو گئے دیوزادون نے سب کو گرفتار کر لیا شمشاد نے سب کو مسلسل و مطوق
کیا مگر نقابدار حیران ہی کہ کیا معرکہ ہوا کہ مین گرفتار ہوا اب دیکھیے کیا ہو شمشاد شگوفہ کی
بلائین لینے لگا کہا اب مجھکو یقین ہوا کہ گلستان ارم بھی تسخیر کرلونگا مین تیرا عاشق صادق
ہون شگوفہ کو ساتھ لیکر چلا قیدی اراے پر سوار ہین منزل در منزل جاتا ہی یہان آسمان پری
بیرون قلعہ اُتری ہوئی ہین کہ صحراے گرد اُڑی شمشاد بن قہقہہ چھ سات لاکھ فوج سے
آکر پہونچا آسمان پری خائف ہوئین قلعے مین بھاگ گئین قلعہ بند کیا خندق پر آب کرادی

بالائے قلعہ تیر انداز بٹھائے ملکہ قریشہ سلطان کی بیماری کو ترقی ہوئی زخم بگڑ گیا ملکہ آسمان پری نے آکر پوچھا اے فرزند شمشاد بن قہقہہ آیا ہے اور باپ تمھارے نہیں بیٹھے معلوم نہیں انگکو کسنے روک لیا قریشہ نے کہا اے والدہ ماجدہ مین تو لڑنے کے لایق نہیں ہون میرا زخم بگڑ گیا مگر دیو اقوال نے عرض کی حضور تو اندر قلعے کے رہین غلام جاکر اُسکو روکیگا دیکھون تو شمشاد کیا کرتا ہے آسمان پری نے کہا اے دیو اقوال صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے تھے نہین معلوم اُنپر کیا گذری یہ شمشاد کہان سے پلٹ آیا ہے دیو اقوال نے کہا حضور جو کچھ گذرے گی مین جھیلونگا جان لگا دونگا غرض شمشاد نے آکر اُترا شام کو طبل جنگی بجوایا آسمان پری نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون طرف تیاریان ہونے لگین صبح کو شمشاد چوبدست ہلاتا ہوا نکلا قصد کیا کہ قلعہ پر جائون کہ دروازہ قلعے کا کھلا دیو اقوال آکر شمشاد سے مقابل ہوا اور للکارا کہ او بھگوڑے تونے شاید خبر پائی ہے کہ صاحبقران نہیں ہین مگر اُنکے غلام موجود ہین تجھسے مقابلہ کرینگے جان دینگے دیو شمشاد نے چوبدست اُٹھائی چرخ دیکر اقوال کی کمر پر ماری اُدھر شگونہ سحر کر رہی ہے اِس زور سے چوبدست پڑی کہ کولہ دیو اقوال کا اُتر گیا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا شمشاد نے اقوال کو گرفتار کر لیا خوشی خوشی پلٹا شگونہ نے کہا کیون شمشاد تونے دیکھا اگر تو کہے تو آسمان پری کو اُٹھا کر لے آئون شمشاد نے کہا اب کل قلعہ تسخیر کر لونگا آج چلکر عیش کرو شمشاد خوشی خوشی پلٹا آکے بارگاہ مین بیٹھا ناچ گانا ہونے لگا چند پریزادین یہ اشعار عاشقانہ بہ ناز و انداز گانے لگین

نظم

اپنی میت پر کسی کو نوحہ گر پاتے نہیں
نام لے لیکر پکارا اُٹھتے ہو شب کو غیر کا
کیا طرفداروں مین یہ درد جگر کے ہو گیا
کاش مرجاتے تو بہتر تھا فراق دوست مین
آفتون سے پہلے آتا ہے جدھر آتا ہے تو
بے تامل دے دیا ہے ایسے ظالم کو جو دل
صورت درد نہان دلمین ہمارے ہو نہان
خوب ہنستا ہے تڑپ پہ دل کی او زخم جگر
لے گئی کیا جانے از خود رفتگی ہمکو کہان
حوصلہ ہی تیرے نظارے کا دل مین رہگیا
یار مست حسن ہے تم بیخود عشق اے جلال

اب بھی عشق بے اثر مین کچھ اثر پاتے نہیں
تمکو سوتے مین بھی اُس سے بیخبر پاتے نہیں
دل کو پاتے تھے جدھر پہلے اُدھر پاتے نہیں
دشمنون کی بھی دعا مین ہم اثر پاتے نہیں
فتنے تیری چال کو اے فتنہ گر پاتے نہیں
خود وہ کہتے ہین کہ تجھسا بے جگر پاتے نہیں
تم جہان ہو جاتے ہین ہم مگر پاتے نہیں
بسمل تیغ ادا کب تجھسے بھر پاتے نہیں
بے خبر وہ ہین کہ اپنی بھی خبر پاتے نہیں
آنکھ باقی ہے مگر تاب نظر پاتے نہیں
ہوش مین دونون کو ہم دو دو پہر پاتے نہیں

شمشاد خوش بیٹھا ہے خوشی خوشی کہہ رہا ہے کہ اے شگونہ تونے بڑا احسان کیا والدہ نامدار کو تو مدتین گذرین کہ یاد مین آسمان پری کی بیقرار رہتے ہین جسوقت آسمان پری کو لیجاؤنگا نہال ہو جاوینگے اور فرماوینگے کہ تونے مجھکو زندہ کیا شگونہ کہتی ہے اے شمشاد مین تجھکو خان قاف کرونگی جس ملک پر جائیگا وہ لوگ آکر اطاعت کرینگے کل ممالک پردہ قاف کا مالک ہوگا چھتیس پردے صاحبقران نے فتح کیے ایک پردہ قاف باقی ہے سو وہ پردہ تاریک

تمہارے قبضے مین ہی اور باقی پر قبضہ کرا دونگی ان باتون کو سن سنکر دیو زاد خوشیان کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کل گلستان ارم کو فتح کر لیجیے تو دل کو آرام ہو شگوفہ کہہ رہی ہی کہ مین بہت آسانی سے فتح کرا دونگی مگر صاحبقران نے خوشخرام کو ساتھ لیکر ساری شکارگاہ سلیمانی کو چھانا مگر کہین پتہ شگوفہ کا نہ ملا اور ساحرون سے مقابلے پڑے انکو قتل کیا امیر نے پرچہ کاغذ دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ مناسب ہی گلستان ارم پر جاؤ وہان شگوفہ سے ملاقات ہوگی امیر نے زانو پر ہاتھ مار کے فرمایا ای خوشخرام یہ پرچہ خبر دیتا ہی کہ گلستان ارم مین شگوفہ سے ملاقات ہوگی معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہ ملعونہ وہان پہونچی خدا اسکے شر سے بچاے ایسا نہ ہو ان لوگون پر دباؤ ڈالے خوشخرام نے کہا کہ اسم حاشیہ پرچہ پڑھیے تب راستہ ملیگا امیر نے اسم حاشیہ پڑھا جیسے ہی اسم پڑھ چکے راستہ تبدیل ہوا نشان حوالی گلستان ارم ملنے لگے مگر شمشاد بن قہقہہ رات بھر ساتھ شگوفہ کے مشغول عیش وطیش رہا ناچ و راگ و رنگ رہا جب گریبان سحر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا نیر اعظم بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام عالم روشن ہوا صحراے ویران رشک وادی ایمن ہوا شمشاد بن قہقہہ سات لاکھ فوج ساتھ لیکر طرف قلعے کے چلا اہل قلعہ حربے لیے بیٹھے ہین وہ تیر مارے اور منجنیق سے پتھر پھینکے کہ کئی ہزار دیو زاد مارے گئے ابتک تو شگوفہ پردے مین تھی شمشاد نے آواز دی ای ملکہ عالم جلد آؤ وفا واپیش نہین ہوتا یہ سنکر شگوفہ تنتی ہوئی نکلی اہل قلعہ نے تیر مارے تیر چل جاکے خندق مین گرے دوبارہ جو ماش کے دانے پھینکے تیر انداز مجبور ہوے ہاتھ نہ اُٹھتے تھے آخر ناچار ہو کر سر پیٹنے لگے ملکہ آسمان پری کرسی پہ بیٹھی ہوئی دیکھ رہی ہین کہ نقابدار زمرد پوش مع فوج ایوان پر ایک طرف دیو اقوال وغیرہ مسلسل و مطوق بیٹھے ہین سب کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے آسمان پری بولین صاحبو غضب ہوا اب دیو اقوال وغیرہ کے قید ہونے کا حال کھلا ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی ادھر شگوفہ نے کہا ای شمشاد جاؤ اب کوئی تمپر ہاتھ نہ اُٹھا سکیگا سیدھے قلعے مین جاؤ ملکہ آسمان پری کو لے لو قریشہ کو قتل کرو اسباب سب لوٹ لو شمشاد بن قہقہہ چلا سب دیو زاد شلنگین لگاتے ہوے چلے ہر ایک کہتا ہوا کہ خوب مال لوٹین گے آسمان پری چھینیں پردونکی بادشاہ ہوا ایک ایک فقیر امیر ہو جائیگا آسمان پری نے قریشہ سے کہا ای نور نظر پروردگار سے رجوع کرو دعا مانگو شاید پروردگار رحم کرے قریشہ نے خود سر سے اُتارا اور دست حق پرست طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای کریم و رحیم واسطہ بندگان دین کا مشکل آسان کر نظم

نام علی جو منھ سے قضا را نکل گیا
مشکل کے وقت کام ہمارا نکل گیا

دل مین جو یاد مہر امامت کی آگئی
طالع کا نحس تھا جو ستارا نکل گیا

پایا یہ فیض مدحت مولا سے مرتبہ
ساتون فلک سے نام ہمارا نکل گیا

پہنچو پڑا جو کوہ پہ حضرت کے رخش کا
پتھر سے جست کر کے شرارا نکل گیا

سمجھے کچھ اور تمکو تو شاہا خطا معاف
حد ادب سے پانون ہمارا نکل گیا

الحذر سے مرتبہ تیرے در کے فقیر کا
آیا مقابلے مین تو دارا نکل گیا

کافر ہین جمع اب نہ کرو دیر یا علی
چارون حدون پہ تیغ تمھاری ہوئی محیط
آئی بہار خاک نجف کی جو اسکو یاد
نکلے حسین گھر سے تو سب بے وطن ہوئے
فریاد ہی کہ نیشتر غم سے یا علی
مشکل پڑی جو کوئی تو اپنی زبان سے
کچھ غم نہین جو فوت ہوا دشمن علی
مولا کے غم مین جب کوئی آنسو ٹپک پڑا
دنیا وہ دشت ہی کہ جہان خار مرگ سے
جنت نصیب کیون نہ ہوا اپنا لقب اسیر

از جوہر [illegible]

ہو … رزِ جنگ وقت شمار ا نکل گیا
ساتون فلک سے تیر تمھارا نکل گیا
آدم جنان مین آکے دوبارا نکل گیا
پتھر سے لعل چاہ سے پارا نکل گیا
سیرون بدن سے خون ہمارا نکل گیا
بے اختیار نام تمھارا نکل گیا
کانٹا چمن سے اے چمن آرا نکل گیا
دل مین جو تھا غبار وہ سارا نکل گیا
پیراہن سکندر و دارا نکل گیا
دم عشق مرتضی مین ہمارا نکل گیا

آسمان پری و قرلیشہ و جملہ سردار و اہل شہر آمین کہہ رہے ہین تیر وغیرہ قلعے سے موقوف ہین اگر کسی نے بڑی جرأت کی اور تیر جو اسطرف جوڑ کر پھینکا یا پتھر گرایا تو وہ پلٹ کر فصیل قلعہ پر گرتا ہی بلکہ نے منع کیا کہ صاحبو تیر وغیرہ نہ پھینکو یہ تو ہمارا نقصان کرتے ہین ہمارے ملازم زخمی ہوے شمشاد نے جب دیکھا کہ اپنتو تیر وغیرہ کچھ نہین ہین چوبدست کو چرخ دیتا ہوا دوڑا کہ پہلو سے صحرا سے گرد اڑی نقابدار یاقوت پوش بارہ ہزار سوار و پیدل ہمراہ وارین و چقماق چادرین ہمراہ لیے ہوے آیا نقابدار نے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے نہ بڑھنا یہ قلعہ مشہور بگلستان ارم ہی ناموس صاحبقران زمان اس مین رہتے ہین گھوڑا اڑا کر سامنے شمشاد کے آگیا شمشاد نے چوبدست کا وار کیا نقابدار نے وار کرکے چوبدست کو قلم کیا قلم کرکے ہاتھ مارا کہ سر شمشاد کا زخمی ہوا شمشاد سامنے سے بھاگا نقابدار فوج پر آگرا شگبونہ بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ رونے کی آواز آئی اسنے سر اٹھاکر کہا ارے یہ کون روتا ہی پردہ جو بارگاہ کا اٹھا دیکھا کہ شمشاد روتا ہوا آتا ہی شگبونہ نے اسے گلے سے لگایا کہا کیون پیارے کون ایسا بیدرد تھا جسنے تجھکو زخمی کیا کچھ افسوس نہ آیا ابھی جلکر اسے جلادونگی شمشاد نے کہا اے مادر مہربان نقابدار یاقوت پوش آگرا ہی مجھکو زخمی کرکے فوج کو قتل کر رہا ہی فریاد فریاد کی صدا بلند ہی یہ سنتے ہی شگبونہ جھلاتی ہوئی نکلی باہر نکلکر دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے خیمے جلا دیے بنیے بقال بھاگے جاتے ہین شگبونہ نے دیکھکر آواز دی ارے سامنے سے ہٹ جاؤ اب میرا گولا چلتا ہی دیوزاد ہمراہیان شمشاد ہٹے نقابدار سینہ سپر کرکے لڑ رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا شگبونہ نے گولا اٹھاکر پھینکا گولا آکر پھٹا شعلے گرنے لگے نقابدار کے گھوڑے نے رہروی موقوف کی جہان کھڑا تھا وہین رہگیا ساتھ والے زمین پر گرے شگبونہ نے پکار کر آواز دی ارے ان سب کو گرفتار کرلو دیوزاد ٹوٹ پڑے سب کو گرفتار کرلیا سب کو مسلسل و مطوق کرتے ہوے شام ہوگئی شگبونہ نے کہا اے شمشاد رات کو بلوہ کردو شمشاد نے کہا صبح کو یلغار کرکے قلعے لونگا میدان سے پلٹا آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا ناچ وغیرہ ہونے لگا شمشاد

پھولون نہین سماتا کہتا ہو ای ملکۂ عالم کیا غضب کا تمھارا سحر ہی کہ چند ماش کے دانون نے بارہ ہزار دیوزادون کو بیہوش کر دیا اب مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی شمگونہ نے کہا ای شمشاد تو نے میرا سحر دیکھا نہین فقط بیہوش ہوتے دیکھا اتنے ہی دانون مین دس لاکھ کو بیتاب کرونگی کہو بیہوش ہون کہو جلکر خاک ہو جائین کہو بھاگین سب کچھ میرے اختیار مین ہی ان پر دون کو تسخیر کر کے دعوی خدائی کرونگی وہ وہ شعبدے دکھاؤن کہ زندون کو مردہ کرون مردون کو زندہ تارون کو آسمان کے زمین پر بچھادون کرامات خدائی دکھادون یہ کہکے طبل یورش بجوایا آسمان پری کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر دشمن مین پھر طبل جنگی بجا ہی مگر صاحبقران زمان راہ کو طی کرتے ہوے آتے ہین کہ ایک مقام پر دیکھا دو تاجدار گھوڑون پر سوار بارہ بارہ ہزار فوج پشت پر آمادۂ جنگ وجدل کھڑے ہین صورت یہ ہی کہ صیفور تاجدار و تیفور تاجدار قوم جن سے ہین باپ انکا مر گیا وراثت پر جھگڑا ہی سبب ان بین نکلے ہین کہ آپس مین جنگ کرین دو مین سے ایک رہجاے صیفور و تیفور لڑ رہے تھے کہ صاحبقران نے نعرہ کیا باشید ای کافران بےحیا و ای نابکاران پر دغا کیون آپس مین لڑ رہے ہو آکے دونون کو اُٹھا لیا فرمایا ای شرط کہ لڑا کر مار ڈالون ان دونون نے کہا ای شہریار ارشد جنی و ارشد جنی جو آپ کے مصاحب ہین وہ ہمارے چچا ہوتے ہین صاحبقران نے دونون کو گلے سے لگایا فرمایا کہ ای فرزندو کیون لڑتے ہو عرض کی باپ کی وراثت پر صاحبقران نے فرمایا نصف نصف بانٹ لو خبردار آپس مین لڑنا نہین اور اسطرف کے صحرا خالی پڑے ہین انکا بھی انتظام کرو یہ مقام ہمنے تمکو دیے یہی خواہش ہو کہ عملداری بڑھے ان صحراؤن پر قبضہ کرو اور ملک مین تمکو دونگا میرے افسرون کے بھتیجے ہو صیفور و تیفور نے بڑی دھوم سے دعوت کی پریزادان دُر در گوش مہ جبینان مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

گل پیچ وتاب کچھ ہمین حد سے زیادہ تھا
گھٹتا نہ کیون کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا

کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا
مجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا

ہرچند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق مین سر پر قدم قدم
آرہ ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف
بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل مین تیری مجھکو دکھاتا جو بانکپن
ایسا رقیب کونسا سرہنگ زادہ تھا

مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو جو ربط
دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

صحرا مین میرا ساتھ جنون بھی نہ دے سکا
اس راہ مین سوار سے آگے پیادہ تھا

آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر انھین
گویا مرا رقیب انھین کا ارادہ تھا

دعوی تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

بند آج ہی ہوا ہو شب ہجر مین جلال
کل تک در قبول سُنا ہو کشادہ تھا

صاحبقران خوش بیٹھے ہین فرمایا ای فرزندو کچھ حال گلستان ارم کا بھی معلوم ہی قریشم

زخمی تھی نیفور نے عرض کی غلام نے سُنا ہی کہ شمشاد بن قہقہہ سات لاکھ فوج سے پھر چڑھ گیا ہی اور
آسمان پری نے قلعہ بند کر لیا ہی مگر مین نے سُنا ہی کہ شمشاد کے ساتھ کوئی ساحرہ ہی روز اول نقابلہ
یاقوت پوش خوب لڑا نقابدار ان زمرد پوش و یاقوت پوش گرفتار ہین دیو اقوال وغیرہ بھی
پکڑے گئے اِن سب قیدیون کو ساتھ لیکر شمشاد کل بلوہ کریگا صاحبقران نے آہ کا نعرہ کیا فرمایا مین
اسی وقت جاؤنگا صیفور و نیفور نے عرض کی غلام بھی آپ کے ساتھ چلین گے اپنے چچا کو چلکر
دیکھین گے ہمراہ حضور ہی کے رہین گے صاحبقران نے دونون کو تخت پر سوار کیا اور طرف
گلستان ارم کے چلے ملکہ خوشخرام ابر مین چھپی ہوئی اُس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک مگر
شمشاد نے رات بھر شبگونہ کے ساتھ عیش کیا ہی شبگونہ بھی بہت خوش ہی صبح کو میدان مین نکلا
سات لاکھ فوج کو جمایا ہی پرے کے پرے جمے ہوے آپ آگے بڑھکر کھڑا ہوا حکم کیا کہ ملکہ کی علم
کو بلا لو تیرانداز ونکو تو بیکار کر دین ورنہ میرے لوگ مارے جاوینگے شبگونہ باہر نکلی اپنے سامنے
آکر سحر کیا کہا اے شمشاد دیکھ نیا تماشہ دکھاتی ہون شمشاد خوش ہو رہا ہی مگر شبگونہ نے ایک
ابر بناکر بالائے قلعہ بھیجا اُس ابر سے بوندیان پڑنے لگین جسپر بوندی پڑی ہاتھ سے کمان بھی
چھوٹ گئی پتھر گرے شبگونہ نے کہا اے شمشاد اب جاؤ جون جون تم قریب جاؤگے یہ ابر خوب
برسے گا نیا تماشہ یہ دکھائیگا کہ جو جس مقام پر ہی اپنے مقام سے اٹھ نہ سکیگا جاکر آسمان پری
کو لے آنا قریشہ پر ہاتھ مار دینا بڑا دشمن آج ملتا ہی حمزہ غم مین بیٹی کے تڑپ تڑپ کر اپنی
جان دیگا اِس قلعے کو لیکر قلعۂ زرین حصار پر چلو شہپال کا خزانہ وہین جمع ہوتا ہی چلکر خزانے پر
قبضہ کرین وہان سے پلٹکر قلعۂ بلور پر چلو سلاسل پری نکلکر اطاعت کرے تمکو خراج دے
سب کو معلوم ہو کہ شمشاد بن قہقہہ خان قاف ہوا ایک چھ ماہ مین کل پر دے فتح کرا دونگی
اِسی قلعے پر آکر بیٹھنا تاجدار یہان رہے سب جگہ کا خراج یہان آیا کرے شمشاد بن قہقہہ
بہت خوب بہت خوب کر رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ کیا آشنا ملی ہی جان کا مزہ ملتا ہی
رات بھر آرام نہین کرنے دیتی مین بھی اپنی جان لگا رہا ہون ساتھ والے کہتے ہین اب
آپ کا ستارہ چمکا سب سرکشان قاف آپ کی اطاعت کرینگے جو اطاعت نہ کریگا وہ مارا جائیگا
شمشاد چلا اور آسمان پری نے دیکھا کہ قلعے مین سب بیکار ہوے تیرانداز اوندھے پڑے
ہین سر پیٹ رہے ہین بعض پکارتے ہین اے بے نیاز داے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

یا لطیف و خبیر یا حافظ
یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا محیط یا باری
یا رضی یا نصیر یا حافظ
یا بدیع و سریع یا دافع
یا مبین و مجیر یا حافظ

یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قریب و مجیب یا احد
یا علی یا کبیر یا حافظ
یا رؤف و عطوف یا قاضی
دستگیر فقیر یا حافظ
پھرا دے روز عیش دکھلا دے

یا قوی یا سلام یا قدوس
یا مجید و منیر یا حافظ
یا خفی یا لطیف یا شاہد
یا بشیر و نذیر یا حافظ
یا جلیل و جمیل یا خالق
رنج مین ہی اسیر یا حافظ

سارے قلعے مین ہنگامہ ہی لوگ پیٹ رہے ہین ہر ایک شخص کی زبان پر یہی ہی کہ اے خدا

کارساز رحم اپنا شریک کر کہ آج خاندان شہپال کی تباہی ہوتی ہی قرلیشہ سلطان مین اُٹھنے کی طاقت نہین ملازمون مین لڑنے کی حالت نہین تو سمیع و بصیر ہی ہمارا رب قدیر ہی ہر طرف سے آواز یاربا یا مستغیثاہ بلند ہی اب شمشاد نے دیکھا کہ نصف سید ان فوج طی کر آئی اور تیر پتھر نہین آتا اگر وہ لوگ کسی طور سے پھینکتے ہین تو تیر و پتھر خندق مین گرتے ہین سب فریاد کر رہے ہین کہ ای ملکہ آسمان پری ہمارے پانؤن رعشہ دار ہین ہم بالکل مجبور و بیکار ہین شمشاد نے جب دیکھا کہ قلعے سے حرب و ضرب ترک ہی تو چوبدست کو چرخ دیتا ہوا آگے بڑھا جست و خیز کرتا ہوا چلا قصد کیا کہ قلعے پر جا پڑون سب دعائین کر رہے ہین کہ ای رب بے نیاز بچا لے ہزارون آمین آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے آواز آئی کہ زمین تھرائی نعرے کی صاحبقران کے سب نے صدا سنی نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سمند ون زپیشتم فراری شده
نومن دیو عفریت عاری شده	همه قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چابک لقب شد به قاف
همه شهر آباد ز اسلام شد	که صاحبقران در جهان نام شد	

ملکہ آسمان پری نے دیکھا کہ صیفور و تیفور دونون تخت پر سوار بارہ ہزار جنات ایک ایک کی پشت پر امیر مرکب بڑھائے ہوئے آگے آتے ہین اور نعرہ کیا کہ او ناہنجار کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا شمشاد نے جو صاحبقران کو دیکھا مثل بید کے تھرا گیا مگر اہل قلعہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ہم سب سحر مین مبتلا ہین اسم اعظم بآواز بلند پڑھیے کہ ہم سب سحر سے رہائی پاوین صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا جسطرح اذان دیتے ہین اول سب سے قرلیشہ کے دست و پا کھلے غصے مین تیغہ کھینچکر قلعے سے کود پڑی شمشاد نے شبگونہ کو پکارا کہ ای شبگونہ غضب ہوا سحر تمھارا باطل ہوتا ہی شبگونہ جھپٹ کر نکلی امیر پر سحر کرنے لگی مگر قرلیشہ جو قلعے سے کودین تھین تیغ سلیمانی ہاتھ مین جست کرتی ہوئی سامنے شمشاد کے پہونچین للکارا کہ او بیحیا اُس فاحشہ سے کہ کہ اب سحر کرے مٹانے والے سحر کے اب آ پہونچے اب حال کھلیگا شبگونہ نے سحر کیا چاہتی ہی کہ ابر کو برساؤن مگر ابر تھر تھرا کر رہجاتا ہی باعث یہ ہی کہ بالاے ابر جو خوشخرام موجود تھی اُسنے اگر روکا یا تو ابر سے پانی برستا تھا یا ابر کو پناہ پانی مشکل ہوئی ساری آبرو ابر کی مٹی ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بجائے آب ابر سے خاک گرنے لگی شبگونہ نے پکارا او خوشخرام مین نے تجھکو دیکھا کیون شامتین آئی ہین اب کے جو لیجاؤنگی راہ مین قتل کرونگی دو مرتبہ مین نے بڑا تامل کیا تجھپر افتاد پڑی مگر بچ گئی اب کے مرتبہ زندہ نہ بچے گی یہ کہتی ہوئی جست کرکے بلند ہوئی خوشخرام نے جو دیکھا کہ شبگونہ آتی ہی گاتی باندھکر مستعد جنگ ہوئی پھر سوچی کہ یہ بلاے روزگار ہی تڑپ کر گری ایک طائر بنی چاہا بلند ہوکر نکلجاؤن مگر شبگونہ عقاب بنکر پہونچی طائر کو گھیرا آپس مین پنجہ اور منقار چلنے لگا غرضکہ جب شبگونہ پنجہ مارتی ہی تو پر طائر کے گرتے ہین مگر خوشخرام جو تڑپ کر نکلتی ہی یہی قصد ہی کہ اِس سے مقابلہ نہ کرون نکل جاؤن مگر شبگونہ نے حصار سحر کیا ہی

اُس حلقے سے نکل نہین سکتی جب ناچار ہوئی تو پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران آپ ملاحظہ

فرما رہے ہین [illegible] ہے کہ یہ خطا شعار مرے تب میر چچا چھوٹے امیر نے دیکھا کہ دونون طائر باہم
لڑ رہے ہین کمان کیانی کاندھے سے اُتاری عقاب کو تیر مارا تیر داہنے بائین جاتا تھا مگر قضا و
قدر نے سینے پر پہونچایا شبگونہ تڑپھکر گری ایک چیخ ماری کہ ای شمشاد میرا خاتمہ ہوا تیری
محبت مین قتل ہوئی ان ظالمون کے ہاتھ سے نہ بچی یہ کہتی ہوئی زمین پر گری خوشخرام نے برق
چمکا دی برق نے دو ٹکڑے کیے مگر قریشہ سلطان جو سامنے شمشاد کے پہونچین امیر نے
ہر چند پکارا کہ ای نور نظر تم نہ مقابلہ کرنا مین آ کے اِسے سمجھائے دیتا ہون مگر قریشہ نے کچھ بھی
جواب نہ دیا سامنے شمشاد کے پہونچین فرمایا او بیحیا حملہ کر شمشاد نے چوبدست گردش دیکر
لگائی قریشہ نے چوبدست کو قلم کیا قلم کر کے ہاتھ مارا اسپر سنگین شمشاد نے اٹھائی لیکن تیغ
قریشہ جو تڑپ کر گرا اسپ سنگین کو کاٹا مگر پشت شمشاد سے گری کہ سر شمشاد کا زخمی ہوا الیقین تھا
کہ دو ٹکڑے ہون مگر شمشاد نے اپنے کو گرا دیا ملکہ خوشخرام نے آسمان سے چاہا کہ سحر کرون
صاحبقران نے آواز دی کہ ای خوشخرام اب سحر نہ کرنا میرے طریقے کے خلاف ہوگا لہذا
مناسب یہ ہے کہ الگ آ کر ٹھہرو شمشاد نے اپنے کو گرا دیا تھا کہ ضرب شمشیر سے بچون مگر تلوار
سر سے ہٹی شانے پر پڑی شانہ شمشاد کا نشانہ ہوا آخر اٹھکر بھاگا صاحبقران اسکی فوج
پر جا پڑے مگر شمشاد ایسا بھاگا کہ اسنے پلٹ کر بھی نہ دیکھا جب شمشاد بھاگ کر نکل گیا تو
صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر مقدمہ خوشخرام مین تردد ہے کہ آسمان پری نے جب سے
دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک نازنین سحر کر رہی ہے غصے مین بیٹھی تلوار تولکر کہتی ہین کہ یہ زن
حسین کون ہے جو حمزہ کے ساتھ آئی ہے جان اپنی لگا رہی ہے خیر وقت پر آئی اور اسنے خدمت
کی معاف کرتی ہون یہ اقوال وغیرہ جو رہا ہو کر اسکے قدمون پر آسمان پری کے
گر پڑے کہا ای ملکۂ عالم اگر یہ خوشخرام نہ ہوتی تو صاحبقران قید سے رہائی نہ پاتے عمر بھر
قید ہی مین رہتے اسی کی عنایت سے صاحبقران نے رہائی پائی شبگونہ قتل ہوئی آسمان
پری نے [illegible] جواب دیا کہ ای اقوال وغیرہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین سوت کے نام سے
جلتی ہون حمزہ نے اسپر یہ بدعت کی کہ میرے قصر مین ریحانہ پری و قمر چہر پری سے عقد
کیا اسی قصر مین صحبت آرا ہوے مادر حضرت خضر کی خاطر سے مین نے حمزہ کو راستہ دیا
اور [illegible] سے جا کر رہنا پایا کیا شادی مین شرکت کی ورنہ کیا مجال تھی کہ دوسرے سے
عقد کرتے [illegible] سامنے تم اسکو نہ لاؤ قریشہ سے کہو اپنے ساتھ لیجائے وہ بہت خوش
ہوتی ہے [illegible] بھوت وغیرہ بھی آ کر بنگی اسکو بڑی خوشی ہوگی وہ میرے خلاف ہے اپنے باپ
کی [illegible] خبر [illegible] رشید و ارشاد نے بڑھکر حکم ملکہ آسمان پری کا قریشہ سے بیان کیا
کہ ملکہ خوشخرام کو اپنی بارگاہ مین لیجاؤ صاحبقران نے جو یہ خبر سنی فرمایا کہ مالک کیفیت وہ
یہ بارگاہ سلیمانی مین چلیگی صاحبقران خوشخرام کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے
خوشخرام نے آسمان پری کو سلام کیا آسمان پری نے کہا بی بی بیٹھ جاؤ خوشخرام بھی
آ کر بیٹھی امیر نے سب حال بیان کیا کہ ای ملکۂ عالم اسنے مجھکو قید سے رہا کیا ایک پرچہ دیا

کہ مثل لوح کے تھا اُسکی ہدایت پر کاربند رہا ورنہ شبگونہ نے بڑے بڑے مکر کیے ہر مقام پر یہی چاہا کہ مجھکو پھنسالے مگر خوشخرام نے بچایا ملکہ آسمان پری اپنے مقام سے اُٹھیں اور خوشخرام کو گلے سے لگا لیا کہا ہاں تم سب کی محسن ہو تمنے امیر کے ساتھ خیر خواہی کی ہم سب ممنون اور شکر گزار ہوے یہ کہکر جام ساقی کے ہاتھ سے لیا اور خوشخرام کو دیا خوشخرام نے سلام کر کے جام لیا اُسکے جھکنے پر آسمان پری بہت خوش ہوئیں فرماتی تھیں اُسکے مزاج میں غرور نہیں ہر مجھکو اِسکی باتیں بہت پسند آئیں سامنے جو پریزادیں کھڑی تھیں اُنکو اِشارہ کیا وہ سب ملکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

بہار آتے ہی لے نکلا ہمیں دیوانہ پن اپنا — برنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا
وہ داغ اے عشق دکھلائیں کہ عاشق ہو چمن اپنا — وہ گل کھائیں کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
کچھ ایسے شوق عریانی میں ہم جامے سے باہر ہیں — کہ اپنی جستجو میں پھر رہا ہی پیرہن اپنا
جگہ کیا گور میں پائے عذاب گور جب ٹھہرے — کفن میں کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا
کوئی دامن جنوں میں کھینچتا ہی آستیں کوئی — اُتارے لیتے ہیں خار بیابان پیرہن اپنا
یہ رتبہ سنگ راہ یار ہو کر دل نے پایا ہی — کہ جسکو بت بنایا چاہتے ہیں برہمن اپنا
ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی — بنا تا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا
عجب احسان حیرت نے کیا ہی بزم جاناں میں — کہ آئینہ مجھے سمجھی ہی ساری انجمن اپنا
صبا بھی جب ہوا خواہوں میں ہو صیاد و گلچیں کے — کسے سمجھیں چمن میں ہم صفیران چمن اپنا
یہ راہ راست پر آتا تو میں بھی اس سے کھنچا تا — فلک نے کجروی چھوڑی نہ میں نے بانکپن اپنا
سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی — تو نشتر چھیڑنے کو بنگیا ہر موے تن اپنا
کسی خوش چشم کی آنکھوں کا سودائی جو سمجھے ہیں — کھڑے ہیں راستہ روکے بیابان میں ہرن اپنا
ترے وحشی سے ملنے کی تمنا رہگئی اُن کو — نکیرین آئے مرقد میں تو خالی تھا کفن اپنا
دیار عشق سے جو وادی وحشت میں آنکلا — ہم اُس سے دوڑ کر لپٹے سمجھکر ہم وطن اپنا
جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤں جو سمجھادے — یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہیں شیخ و برہمن اپنا

صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر میر اگلشن حصار پر اُترا ہی میں کل صبح کو چلا جاؤنگا آسمان پری نے کہا ابھی دو چار دن ٹھہریے آپ کی دعوت وضیافت کریں کوئی قصر تجویز ہو کہ آپ خوشخرام کو لیکر وہاں بیٹھیں ہم شمع سان جلا کریں جان کی پروا تک نہ ہو صاحبقران نے فرمایا اے آسمان پری یہ صرف تمھارا گمان ہی ہمیں جو تمسے محبت ہی وہ کسی سے نہیں ہاے کیا کہوں جب مہرنگار کی جدائی یاد آتی ہی کلیجے پر چھری چلتی ہی آسمان پری نام مہرنگار کا سنکر رونے لگیں عرصے تک یہی ذکر رہے صاحبقران نے فرمایا میں کل ضرور جاؤنگا ایسا نہ ہو میرے بعد فرامرز نے طبل جنگی بجوایا ہو وہ بڑا بہادر ہی اور بڑے کس بل رکھتا ہی حقیقت میں مقابلہ کر کے اُس سے حال کھلا کہ جرأت کا پتلہ ہی اور جوان ہی ضد بڑی مزاج میں ہی چاہتا ہی جو کہوں وہی ہو دیکھیے میرے اُسکے کیا گذرے رات بھر صاحبقران صحبت میں رہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی

بر وقت سحر **صاحبقران** نے ہتھیار لگائے **خوش خرام** سے کہا ہمنے تمکو سرحد **شبگونہ** کا حاکم کیا وہ ملک و مال جاکر لو اگر کوئی متعرض ہو تو ہمکو لکھنا ہم پہلوان کو بھیجینگے **خوش خرام** نے کہا آپ کی عنایت سے مین نے ہمیشہ کار وزارت کیا جب سبکو ثابت ہوگا کہ **شبگونہ** قتل ہوگئی اور ملکہ **خوش خرام** بادشاہ ہوئیمین وہ سب بدل و جان اطاعت کرینگے اور جو اطاعت نہ کریگا سزا پائیگا امیر نے اول ہی **خوش خرام** کو رخصت کیا **آسمان پری** نے خلعت دیے خلعت فاخرہ پہنکر **خوش خرام** طرف وطن کے روانہ ہوئی چارون حاملان تخت حاضر ہوے **امیر** جب تخت پر سوار ہوے اور **آسمان پری** سے فرمایا کہ لو ملکہ خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین **آسمان پری** رونے لگین عرض کی اے شہریار آپ کے آنے سے فرحت ہو جاتی ہی اس کنیز کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جینا محال ہی **نظم**

اٹھ اٹھ کے کچھ اشارے یہ کرتا ہی ابر سرخ — دستار شیخ سرخ ہی گیتی شیخ و گنبد سرخ

کشتہ ہون اسکے دست نگارین کا دوستو — رنگ کفن حنائی اگر ہو تو قبر سرخ

لائی یہ رنگ سینہ زنی ہجر یار مین — چھاتی کا عاشقون کے ہوا سنگ قبر سرخ

منصدی نہ ملیے وصل مین آپ اختیار ہی — بوسون سے دونون ہاتھ کرونگا بہ جبر سرخ

تھا کیسا دوست اسکی گلی کا سگ سیاہ — دشمن کو میرے کھا نہ گیا نکلے ببر سرخ

پلکین ہین اشکبار تو خونبار چشم تر — ابر سیہ سے بڑھکے برستا ہی ابر سرخ

آفاق مین ہی کس بت گل پیرہن کا دور — تسبیح شیخ لال ہی زنار گبر سرخ

اٹھتی ہی جب تو خون ہی برساتی ہی **جلال** — تلوار کا ہی کیا مرے قاتل کے ابر سیر سرخ

صاحبقران نے اشک **آسمان پری** کے پاک کیے فرمایا اے ملکۂ عالم تجھ اجو رسم قلبی تمسے ہی کسی سے یہ راز و نیاز نہین ہوا اور دنیا مین رہکر سو معاملے پیش ہوتے ہین مین **خوش خرام** کو لیکر یہان نہ آتا مگر اسکی ذات سے پتہ **شبگونہ** کا ملا اب کیونکہ اسیر توجہ نہ کرتا لیکن پردہ قاف مین جب آؤنگا تو کسی کے پاس نہ اترونگا مجھکو تمسے دل سے رغبت ہی کہ آٹھ پہر تمھارے پاس رہون مگر پسران **نوشیروان** نے خروج کیا ہی انکی مدد کو بادشاہ مغرب آیا تھا اسکا بھی خاتمہ ہوا اب جاکر **فرامرز** سے فیصلہ کرون **آسمان پری** حال کرب سنکر بہت ہنسین کہا آپ کے لشکر مین کیا کیا شیر دلیر ہین **فرامرز** ایسے بدمزاج کے دھبہ لگادیا بیٹی کو اسکی بیاہ لائے اسکا لڑنا جاسے ہی امیر نے فرمایا ابکی جنگ مین فیصلہ ہوجائیگا کہ **قریشہ** نے آکر سلام کیا اور کہا اے والدۂ ماجدہ بس حکایت و شکایت ہوچکی ہم بھی اپنے قبلہ و کعبہ سے مل لین یہ سنکر **آسمان پری** نے جھلاکر کہا اری نگوڑی تو نہین جانتی کہ میان بی بی باتین کر رہے ہین اور بلا تکلف گھس آئی امیر نے **قریشہ** کو گلے سے لگایا دعاے جان درازی دی فرمایا اے نور نظر تمھاری ذات سے پردہ قاف پر قبضہ ہی مگر جہانتک ہوسکے اپنے کو ان پردہ تاریک والے بچانا یا مجھکو بلا بھیجنا مین آکر سمجھاؤنگا پردہ تاریک والے ہمیشہ خروج کرتے ہین اب **ششال** بن **قہقہہ** شکست کھاکے گیا ہی ضرور پلٹ کر آئیگا بس اے فرزند اگر وہ آئے تو ہمکو بلا بھیجنا تم

مقابلے مین نہ جانا کل تمنے بڑی کوشش کی تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوکر سمجھا کا ہی ضرور لشکر کشی کریگا فرلیشہ رونے لگی کہا قبلہ و کعبہ مجھے اپنے ساتھ لے چلیے مین چلکر لشکر مین رہون امیر نے تسلی دیکر فرمایا کہ ابھی نور نظر سوء تقع نہین ہی ہمارے یہان بارگاہ سلیمانی مین پانچ ہزار پانسو پچپن سردار بیٹھتے ہین کیونکر تمکو بارگاہ مین لیجاؤن مگر انشاء اللہ وقت آنا شرط ہی تمکو بلواؤنگا فرلیشہ سے بھی امیر رخصت ہوے مگر آسمان پری کی بیقراری اشکباری یہی چاہتی ہین کہ صاحبقران دو چار روز نہ جاوین مگر صاحبقران نے فرمایا مجھکو فرامرز کا خوف ہی ایسا نہ ہو کہ طبل جنگی بجوادے کسی سردار کو اسکے مقابلے کے لایق نہین پاتا ہون یقین ہی جاتے ہی فیصلہ ہو وہ بھی دعد بکا بجتنہ ہو خبر سنتے ہی طبل جنگی بجوائیگا یہ فرماکر تخت پر سوار ہوے حاملان تخت نے تخت کو اٹھایا آسمان پری نے بہت کچھ تخت پر رکھدیا کہ راہ مین امیر کو تکلیف نہ ہو امیر سب سے رخصت ہوکر پردۂ قاف سے طرف پردۂ دنیا کے چلے مگر فرامرز عاد مغربی دربار پیران نوشیروان مین دمبدم کہتا ہی کہ اب صاحبقران میرے مقابلے مین نہ آوینگے کئی ہفتے گذرے ابھی تک تشریف نہین لائے یہ کہتا ہوا بیرون بارگاہ کھڑا ہوا تماشہ دیکھ رہا ہی کہ دیکھا آسمان سے لکۂ ابر نمایان ہوا فرامرز دیکھنے لگا لکۂ ابر آکر بیٹھا دیکھا صاحبقران زمان تخت پر سوار چار دیو تخت کو اٹھائے ہوے ہین سرداران صاحبقران اپنے آقا کو دیکھکر دوڑے امیر تخت سے اترے فرامرز نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا خود بھی قریب آیا امیر کو سلام کیا امیر نے برخوردار کہکر گلے سے لگالیا فرامرز نے عرض کی مین آپ کا مشتاق تھا اسکے مرتبہ خدا نے آپ کا جمال دکھایا سب سردار چلے آتے ہین حتی کہ قباد بھی نکل آئے امیر نے قباد کو سلام کیا قباد نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی امیر فرامرز کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے برابر دنگل کے جگہ دی ساقی کو اشارہ کیا ساقی نے فرامرز کو جام دیا فرامرز بے اندیشۂ انجام جام پی گیا امیر باتوقیر نے رقاصہ کو اشارہ کیا رقاصہ نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تجویز کرچکا ہون رند و سزا سے واعظ ۔۔۔ مانگو دعا کہ جلدی ممبر پہ جائے واعظ
بہلاتے رہتے ہین دل عشق بتان مین سنکر ۔۔۔ ناصح کی داستانین افسانہائے واعظ
ذکر بہشت ہمسے کوسے بتانکے ہوتے ۔۔۔ یہ حال ہی شنیدہ قصے سنائے واعظ
تر دامنو نکو زاہد دوزخ جلائے گا کیا ۔۔۔ آسیدہ آگ جتنی چاہے لگائے واعظ
مجرم رحیم کا ہون عاصی کریم کا ہون ۔۔۔ ڈرکر ڈرا خدا سے مجھکو ڈرائے واعظ
توڑونگا آج توبہ مجمع ہی میکشون کا ۔۔۔ پیر مغان کو لانا خالی ہی جائے واعظ
اس سے دعا ہی مانگے رندونکی مغفرت کی ۔۔۔ کہنے سے وعظ کے تو بس ہاتھ اٹھائے واعظ
ہی جا عبث ہماری خانہ خرابیون کا ۔۔۔ اپنی تو بگڑی عقبی پہلے بنائے واعظ
یا سنگ در نہین جھکنا یا سجدون مین ہمکو ۔۔۔ گہ سر ہی پائے خم پر گہ زیر پائے واعظ
دیکھا انھین نظر تھی جنکی کرم پہ اسکے ۔۔۔ کیون حشر مین کھڑا ہی آنکھین چرائے واعظ

چھپتی شراب خواری کیونکر جلال اپنی	بوسے ریا تو دیکھین ہمت چھپاے واعظا

مین گرمی صحبت مین فرامرز نے عرض کی اے شہریار مین چاہتا ہون کہ میرے آپ سے فیصلہ ہوجاے مین نے خبر سنی کہ آپ کے جانے کے بعد کرب غازی براے ملاقات یاقوت ملک گئے اور ہنگامۂ عیش و نشاط رہے صاحبقران نے طرف کرب کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کرب نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار یہ سراسر خلاف ہے مین خیمۂ یاقوت ملک مین نہین گیا اُنھون نے اگر بلوایا بھی تو جواب دیدیا کہ صاحبقران سے ابھی فیصلہ نہین ہوا ہے کیونکر آؤن نگہبانون سے دریافت کرلیجیے صاحبقران نے فرمایا اے فرامرز تمنے سُنا یہ مجال کسی سردار کی نہین ہے کہ جو مین حکم دون اُسکے خلاف کرین سب صاحب مہربانی فرماتے ہین کہ جو میرا حکم مانتے ہین فرامرز نے سر جھکا لیا امیر نے فرمایا مین نہین چاہتا کہ سرمیدان تمسے مقابلہ ہو لیکن اگر تمکو خواہش ہے تو جاکر طبل جنگی بجواؤ سرمیدان مقابلہ ہوجائیگا احوال کم و بیش کا کھلجائیگا مین موجود ہون بلکہ تم کہو تو اسیوقت چلون جو کچھ ہو وہ ہوجاے فرامرز نے کہا مین تکلیف حضور نہین چاہتا مگر بختیارک نے حیران کر رکھا ہے کہتا ہے کوئی صاحبقران سے لڑ نہین سکتا امیر نے فرمایا اُسنے جو کچھ دیکھا ہے وہ کہتا ہے اور تم بھی دیکھ چکے کہ بہ مقدمۂ لندھور کیسی جنگ ہوئی مگر شکر پروردگار کرتا ہون کہ جو قصد کیا تھا بہ عنایت پروردگار وہی ہوا مہران بھی قبضے مین رہی اور لندھور بھی آگئے دیکھو کیسے خوش بیٹھے ہین اپنی حرکات پر شرمندہ ہین ایک دن وہ تھا کہ یہ تمھاری بارگاہ مین تھے آج بہ عنایت پروردگار اپنے مقام قدیم پر بیٹھے ہین تمسے فیصلہ ہولے تو انکی شادی کرون کہ دیکھنے والے کہین شادی یون ہوتی ہے فرامرز نے کہا یا صاحبقران مین رخصت ہوتا ہون جو آپ کو آرزو ہے بہ حسرت ہی رہجائیگی مگر مین آپکے خلق و مروت کا بندہ ہون تا دربارگاہ امیر پہونچانے آئے فرامرز سوار ہوکر گیا جیسے ہی بارگاہ پسران نوشیروان مین پہونچا بختیارک نے کہا اے فرامرز حمزہ سے کیا اصلاح کر آئے ہمنے خبر سنی ہے ہرکارون نے بیان کیا کہ تم تو عجز کرتے رہے مگر صاحبقران فرماتے تھے ابھی فیصلہ کرو میرے تمھارے مقابلہ ہو کہ پھر کوئی جھگڑا نہ رہے فرامرز نے کہا ملک جی کیون طعن و تشنیع کرتے ہو سرمیدان حال کھلیگا طبل جنگی بجواؤ طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے زمین ادب کو کب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ✣ گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ✣ نگین سعادت بنام تو باد ✣ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد ✣ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو فرامرز نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی فضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قسمت نے ہمارے صفحۂ تقدیر مین لکھا ہے وہ ضرور پیش آنی ہے نظم عبث ہرکس براے کار خود تدبیرہا دارد ✣ قضا چیزے دگر در پردہ تقدیرہا دارد ✣ دیگر نقوش کلک قسمت مین [illegible] اندیشے کو حیرانی ✣ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی ✣ خواجہ بصد تعظیم اُٹھے نقارخانۂ سکندری مین آکے قلابہ چینی ادر

کیا یہ جیتی دو تون دار و غہ دو دو اشرفیان نذر کی لیکر اُٹھے سمجھے تھے کہ خواجہ معاف کرینگے عمرو نے چارون اشرفیان اُٹھالین اور کہا مین خوب جانتا ہون کہ تمھاری آمد کم ہی اور خرچ زیادہ ہی مگر تمھاری نذر قبول کرنا ضرور ہی یہ نہ سمجھو کہ خواجہ کچھ آزردہ ہین غرضکہ اُٹھا کر طبل سکندری پر دو وال دیا کہ صدا اُسے طبل بلند ہوئی **نظم**

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
ز ناہید مریخ کرد این سوال
جہان را مگر روز آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید
بگفتند کہ نہ طبل اسکندر است
کہ آوازہ او گوش گردون کر است

صدائے طبل جنگی بلند ہوئی سبکو خبر معلوم ہوگئی کہ طبل جنگی بجا ہی دیکھین کل گردش دون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالے **نظم**

در اندیشہ گردن کشان یک بیک
کہ فردا بکام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہند
کرا رخت تا بوت در بر کشند
کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید
نہ دیدار خواہد شدن ناپدید

بھائی سے بھائی دوست سے دوست مل رہا ہی باہم کہتے ہین کل روز جنگ ہی انشاء اللہ تعالےٰ اگر کل میدان سے زندہ پھرے تو پھر ملین گے دیکھین کیونکر غنچۂ آرزو کھلین گے اب کل فرامرز عاد مغربی سے معرکہ ہی صاحبقران جنگ کرینگے فرامرز عاد مغربی کو بڑا گھمنڈ ہی لیکن آقائے نامدار زیر کر لین گے اُدھر کفار مین ہلڑ ہی ہمراہیان فرامرز کہہ رہے ہین کہ ہمارا آقا رستم سرزمین مغرب کہلاتا ہی اور صاحبقران زمان کا زمانۂ پیری ہی اِس نوجوان سے کیا لڑ سکین گے پہلے دن مقابلے مین اُسنے زور اصلی نہین کیا ہر مقام پر ٹالتا رہا مگر کل کے مقابلے مین تامل نہ فرمائیگا امیر کو بآسانی باندھ لائیگا چار پہر رات اِسی ہنگامے مین بسر ہوئی اور لشکرون مین تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست کھا کے قلعۂ مغرب مین گیا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تاج زرین سر پر رکھکر مع فوج ضیا و شعاع تخت چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا بقول شاعر **نظم**

سحر چون زاغ شب پروانہ بر داشت
خروس صبحدم آوازہ بر داشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لباس غنچہ از رہ در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

دیگر

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا پیدا ان چرخ سے اک بار
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

صاحبقران زمان مسجد کے پاس مین تشریف لاے نماز واجب پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ اے رحیم و کریم تو نے بچپن سے میری نانبرداری کی امیدوار ہون کہ اِس پیرانہ سالی مین میری آبرو پر نگاہ رکھنا حریف سخت سے مقابلہ ہی مگر تو ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہی کہ پشت

آواز آئی آمین اے رب العالمین اپنا رحم حمزہ کے حال پر فرما کہ اسکا گزند دفع ہو امیر نے بہت کر
خواجہ عمرو کو دیکھا فرمایا کہ او ساربان زادے تو تو شیطان ہو دعا نہیں کرنے دیتا عمرو نے کہا
حمزہ جیسی صورت ہوتی ہو ویسی ہی آئینے مین معلوم ہوتی ہو امیر نے کنگھا سجا دے پر رکھ کے
فرمایا کہ اے مقبل صندوق سلاح جنگ لاؤ مقبل نے صندوق لاکر حاضر کیا امیر نے خود ہوشنگ
سر پر رکھا اور زرہ داؤدی زیب جسم کی تیغۂ صمصام و قمقام لگائے تیغ سہراب بیل حمایل کیا
کل سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے طرف بارگاہ شہنشاہی کے چلے جلو خانے مین آکر پہونچے چوبدار
سے پوچھا کہ برآمد ہونے مین سلطان گیتی ستان کے کتنی دیر ہی چوبدار نے عرض کی حمام کرکے
جامے خانے مین تشریف لے گئے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین کہ اور سردار بھی آئے وہ بھی بیٹھے
کہ روشن چوکی کی آواز آئی سب کھڑے ہو گئے سننے لگے دیکھا بارہ ہزار طفلان ماہ طلعت و
مہر صورت پری پیکر یہ اشعار گاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے **نظم**

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی وحشت غبار انگیز کا
ہین اِک بگولہ بنگیا صحرا سے وحشت خیز کا

تا حشر مٹنے کا نہین لالی کا داغ اے باغبان
دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا

شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا
عالم رگ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا

بیداد دلبر کی سند کچھ اور رکھتے نہین
دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دست آویز کا

آشفتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوئے گل بھی ہی
سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا

زاہد اِسے پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے
پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا

پڑھکر وہی پیمان شکن اے نامہ بر سمجھائیگا
ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا

جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین جسکی دوا
پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا

پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر
میری اِس آہ گرم کا تیری نگاہِ تیز کا

وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولان گاہ ہی
گردش ہی ہفت افلاک کی کاوِ اتر ے شبدیز کا

ڈرتے نہین ہم اے جلال آشوب روز حشر سے
دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

وہ بارہ ہزار لڑکے سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد نقیبان باآواز بلند دعائین دیتے ہوے
سامنے سے نمایان ہوے اُسکے بعد تخت سلطانی سامنے سے نمایان ہوا صاحبقران نے
بڑھکر سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہی اور جملہ
سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوے سواری کوچۂ سلامت سے نکلکر طرف وعدہ گاہ مصاف
کے چلی اُدھر سے فرامرز عادمغربی اونچی بنا ہوا آگے آگے پشت پر ساکنان بہارستان مغرب
تخت پر پسران نوشیروان کرورسوار و پیدل ساتھ نوبت و نقارہ بجتا ہوا اِس کر و فر سے
دونون لشکر میدان مین آئے **نظم**

برآمد شدہ لشکرے بے قیاس
زمین در تزلزل فلک در ہراس

حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

یلان غرق آہن ز سر تا بہ پا
چو صورت کہ گیرد در آئینہ جا

چنان مرد خود را در آہن گرفت | کہ مژگان او شکل سوزن گرفت

میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمین گاہ طرفین سے آراستہ ہونے لگے جب فوجین جم چکین گرد وغبار بیٹھ چکا نوبت ونقارے بج رہے ہین کہ نقیب بڑھے سرور چھیڑے بالحان یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش | جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوا سے بہمن وکہو | آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا | تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلیہ لے گئے جب داغ | تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل ورد | جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان | ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار | تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم مین جو دفن یہین + | چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن | کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان | غافلو کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین | باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم + | ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم +
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر | خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس | گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے مردان جنگ جو وبہادران جہاد آرزو جھومنے لگے تلوارین نیام سے ابلی پڑتی ہین ایک طرف فوج لندھور کہ باغ بحران کہنا چاہیے خوشرو خوشرو جوان عمدہ عمدہ گھٹنے پہنے ہوئے ململ کے انگرکھے زیب جسم رنگین دوپٹے گلون مین پڑے ہوئے کٹے سجھٹے لڑے بھڑے کلون پر گھنگھرو بنے ہوئے خانہ جنگیان لڑے ہوئے از سرتا پا زرخمدار نگر مشہور شعار صفون کے آگے کھڑے ہین چاہتے ہین کہ حریف آئے اور کچھ آواز دے تو ہم جا پڑین ایک طرف مالک اژدر اسی ہزار عرب پشت بر دریاے آہن مین سب غوطہ زن صفدر وصف شکن دور کابے مرکبون پر سوار جمے ہوئے کھڑے ہین ایک جانب بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیون سے نیشت بر نگار خانہ چینی تختون پر کھڑے جھوم رہے ہین یہی ارادہ ہی کہ حریف لوٹکے اور جا پڑین شیہہ مرکبان سے زمین تھرا رہی ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ حریف نکلے تو ہم جا پڑین تامل نہ کرین جملہ سرداران نامی یعنی پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار سات سو تاجدار تخت شاہی کو گھیرے کھڑے ہین کہ فرامرز نے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت پسران نوشیروان کے آیا عرض کی اے شہریار اجازت میدان ملے شاہزادون نے جواب دیا کہ اے فرامرز عادو مغربی آج تمکو انتہا کا معرکہ درپیش ہی اور

جاسے پیس و پیش ہی خوب سمجھ کے مقابلہ کرنا ہونے دو ہر خداوند ون کے تمکو سپرد کیا فرامرز عادو مغربی جب سامنے باپ کے آیا ہلال زرین تاج نے گلے سے لگا لیا اور کہا ای فرزند بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا سب چھوٹے بڑے حمزہ کی تعریف کرتے ہین فرامرز نے کہا ابتدا ہی سے قیامت برپا کرونگا اور آج مین کوئی فن اٹھا نہ رکھونگا یہ کہکے گھوڑا اڑایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری اپنی دکھانے لگا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سواے صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا میرے انکے وعدہ ہو چکا ہے یہ سنکر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا خواجہ میدان ترق کرو عمرو نے کلاہ سندی کو اچھالا معلوم ہوا سب کو کہ صاحبقران میدان مین نکلین گے سب سرداروں نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر نے آکر پایۂ تخت قباد کو تھاما عرض کی اجازت میدان ملے بادشاہ نے ہنسکر جواب دیا حضور کو پروردگار عالم کے سپرد کیا کرب سامنے آکر رونے لگا کہا ای شہریار افسوس کرتا ہون کہ میری وجہ سے حضور پر یہ جفا ہے غلام کو حکم ہو کہ جاکر فرامرز سے مقابلہ کرون یا اگر حضور کی مرضی ہو تو یاقوت ملک کو حوالے کر دون مگر گوارا نہ ہوا امیر نے فرمایا ای کرب نامدار خاموش رہو مین جاکر مقابلہ کرونگا انشاء اللہ بحول و قوت الٰہی فرامرز کی مشکین باندھکر لاتا ہون یا اپنی جان دیتا ہون یہ فرماکر اشقر کو بڑھایا گھوڑا اطرار سے سمجھتا ہوا چلا کلائیان مارتا ہوا ادہم سے جینور کرتا ہوا عجب شان و شوکت سے سوار کو لاتا ہے اس سبکی سے قدم زمین پر رکھ رہا ہے کہ گرد نہین اڑتی ہر نقش پا ہلال ہے یہ سبک روی کا کمال ہے بقول شاعر

شعر جہ از رخش قمر طلعت رخورشید لقا ÷ آنکہ چون فکر منجم بدود فوق سما +

تین جھپکون مین گھوڑا مقابلہ فرامرز مین پہونچا آپس مین نگاور زن ہوے فرامرز نے سلام کیا صاحبقران نے بھی مسکرا کر جواب سلام دیا فرامرز نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مجھے آپ سے ایک محبت ہے مین چاہتا ہون کہ مجھسے آپ مقابلہ نہ کرین کسیوجہ سے مقابلہ ہو جائے صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون مگر جبتک زیر نہ کرونگا دل سے اطاعت نہ کروگے فرامرز نے کہا مین اقرار کرتا ہون کہ مین حلقۂ غلامی حضور کا کان مین ڈالون اور آپ میرے لشکر کی سلطنت قبول کرین بادشاہ کے سب ملازم ہوتے ہین مجھے ملازم کہ کے پکارا کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر اتنے میدان مین آچکے اب جنگ ہی بہتر ہے فرامرز نے عرصے تک صاحبقران کو سمجھایا آخر نیزہ اٹھایا امیر نے فرمایا ای فرامرز اسکی کیا ضرورت ہے اب کشتی مین امتحان ہو جاے فرامرز نے کہا آپ کو کشتی مین بڑا ناز ہے صاحبقران نے فرمایا مین قدرت خدا پر ناز کرتا ہون لندھور ایسا رفیق ہے ہرچند کہ ہندوستان مین جو مقابلہ ہوا تو مین نے لندھور کو زیر نہین کیا لیکن مقابلے مین غالب مغلوب ثابت ہو گیا تب لندھور نے اطاعت کی ورنہ تمسے زیادہ اسکو غرور تھا جب سمجھ گیا کہ مین مغلوب ہون تب اطاعت کی اسی طرح جملہ سرداروں نے جب امتحان لے لیا تب اطاعت کی ہے جو لوگ زیر نہین ہوے ہین مین انکی فکر مین ہون کہ کوئی ایسا موقع ہو کہ ان لوگون سے مقابلہ کرون اور انکو زیر کرون ای فرامرز نیزہ و شمشیر سے مطلب نہ نکلیگا کشتی مین غالب و مغلوب کھلا دیگے آخر فرامرز گھوڑے سے کودا کہا آئیے

میرے آپ کے مقابلہ ہو جائے صاحبقران بڑھے فرامرز نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جھگڑا کا کشتی کا بلہ
ہوا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ فرامرز عاد مغربی بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین امیر بھی
زورا اور ریلے فرامرز کے سنبھال رہے ہین لشکر والے تعریف کر رہے ہین اور بختیارک
ہلال زرین تاج کو چھیڑے جاتا ہی کہ ای ہلال زرین تاج دیکھو حمزہ نے کیا پیچ کیا ہی کیسا
کیا اور دیکھو فرامرز کا جوڑ نہ چلا کیون ہلال دیکھا فرامرز نے کیا پیچ باندھا تھا اور امیر نے
ہر پیچ کو بہ آسانی کھولا بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی ہلال کہتا ہی ملک جی دیکھو فرامرز
صاحبقران کے ساتھ کیسا پیچ کیا ابھی تم حال سے فرامرز کے آگاہ نہین ہوے اسطور سے
امیر کو زیر کریگا کہ سب لوگ عش عش کرینگے دیکھو ملک جی جتنے پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب
فرامرز کے زیر کردہ ہین ان لوگون نے بڑی بڑی کد و کوشش کی یہی چاہتے تھے کہ فرامرز سے
زیر نہ ہون لیکن فرامرز نے ان سب کو بہ آسانی زیر کیا بچپن سے آجتک لڑتا چلا آتا ہی جس ملک
لشکر کشی کر کے گیا اس ملک کو زیر و زبر کیا تم فرامرز کو نہین معلوم کیا سمجھے ہو بختیارک کہتا
ای ہلال انجام برا ہی حمزہ کا یہ طریقہ ہی کہ اول حریف سے نرمی کرتا ہی کل جا کر حمزہ سنبھلے گا تب بلا
پیل دشوار ہوگی ابھی تو حمزہ امتحان زور کر رہا ہی جب سب کمال فرامرز کے ختم ہو جاوینگے ا
حمزہ زیر کر لیگا ہلال کہتا ہی ملک جی تمھاری باتین مجھ پر تیر لگتے پڑتی ہین تم فرامرز کی جرائت سے
آگاہ نہین ہو بختیارک نے کہا ای ہلال تصور تو کرو فرامرز نے بہارستان مغرب مین جو ہاتھی
سنوایا تھا مجھکو اندر روے پرچۂ اخبار مغربی کے معلوم ہوا کہ خود اور چار پہلوانون نے مل کے
اٹھایا تھا تنہا وہ ہاتھی اسنے نہ اٹھا کرب غازی نے یکہ و تنہا اس ہاتھی کو اٹھا لیا پس بتاؤ
کہ فرامرز پر غالب ہوا یا مغلوب ہوا فرامرز کے باپ نے کہا ملک جی وہ بار تھا اور یہ موقع
جانبازی ہی تم خیال کر کے دیکھو تو کس زور و شور سے فرامرز لڑ رہا ہی بختیارک و ہلال
مین تکرار ہو رہی ہی امیر و فرامرز لڑ رہے ہین دن بھر اسی معرکے مین گذرا شام کو فرامرز
نے چاہا چھوڑ کر الگ ہون صاحبقران نے نہ قبول کیا صاحبقران نے فرمایا ای فرامرز اب
میدان کارزار سے خالی پلٹنا باعث بدنامی ہی یا مجھکو زیر کر کے پلٹوگے یا شاید مین پیرزمین
تم پر غالب آؤن ورنہ تم تو غالب یون بھی ہو ظاہر ہی کہ مین ضعیف اور تم نوجوان مگر پروردگا
قوی و توانا ہی شاید مین غالب ہون فرامرز کہتا ہی یا امیر نہایت عجز آپ کے مزاج مین ہی کہ
آپ مجھکو بناتے ہین ہر مرتبہ کلام عجز کرتے ہین لیکن شب کو ہماری آپکی جرائت کون دیکھیگا
امیر نے فرمایا روشنی طلب کرو فرامرز نے حکم کیا کہ روشنی بھیجو ہلال زرین تاج نے بڑے
بڑے جھاڑ نکلوا کر بھیجے وہ سب میدان مین روشن ہوے عمرو نے اپنے لشکر مین روشنی کرادی
امیر پھر متوجہ ہوے کہ ای فرامرز اب پھر وقت کشاکش آیا استادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ
رات کا وقت ہی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین فرامرز پھر لڑنے لگا صاحبقران فرامرز کو لڑا رہے ہین
ہنگامہ گیر و دار بلند ہو رہا ہی رات اسی کشاکش مین گذری صبح کا وقت ہوا شمع جابجا جھلملا رہی

پروانے جلے ہوئے لگن بین پڑے ہین فرش مین، جابجا شکن ہو مسلمانون نے نماز پڑھی لشکر کفار مین گھنٹہ و ناقوس بجا جابجا پوجے پاٹ کی آواز آنے لگی دیر مین لٹیان ہاتھ مین لیے ہوئے دھوتیان سنبھالے سب پوجے پاٹ کو جاتے ہین جو دیر مین پہونچا اول زنجیر ہلائی بت سنگی پر لٹیا پانی کی ڈالدی، لشکر اسلام مین درود و وظایف ہو رہے ہین قباد و شہریار جب براے نماز کھڑے ہوے سات سو تاجدار پشت پر آئے پیش نماز صیف ذوالیدین انکے پیچھے لندھور بن سعدان و بعدہٗ مالک وغیرہ صفین نمازیون کی بندھ گئین سب نے بخضوع و خشوع نماز صبح پڑھی سب نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے پکار اٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر ہمارے آقا کو فرامرز پر غالب کرنا کہ ہم سب کو عید ہو کفار رنجیدہ و کبیدہ ہلٹین صاف ثابت ہو جاے کہ صاحبقران غالب ہوے لڑائی کا اختتام ہو ہم سب کا بہ نیکی نام ہو نماز سے فراغت کر کے پھر تماشہ دیکھنے لگے سرداران نامی کہہ رہے ہین ہمارے آقاے نامدار تامل فرماتے ہین ورنہ ابتک زیر کر لیتے لیکن لندھور کہتا ہے ہمارے آقاے نامدار کا طریقہ ہے چاہتے ہین کہ حریف کی کوئی جرأت باقی نہ رہے سب طرح سے حوصلہ نکلجاے وہ دن بھی امیر پر سے گذرا پھر رات ہوئی روشنی کی گئی سرداران نامی نے خوان کھانے کے بھیجے فرامرز نے تو کچھ کھایا بھی مگر صاحبقران نے کھانے پر کچھ توجہ بھی نہ کی سردارون کو جواب دیا کہ خوراک ہماری لخت دل ہے پیاس کے واسطے خون جگر پیتے ہین جب پروردگار غالب کریگا تب کھانا کھاوینگے سردارون نے بہت اصرار کیا صاحبقران نے فرمایا آپ لوگ مجھے تنگ نہ کرین مین کھانا نہ کھاؤنگا جب پروردگار چاہیگا تب کھانا بھی کھالونگا فرامرز نے جب دیکھا کہ صاحبقران کھانا نہین کھاتے خوان کو ٹھوکر ماردی کہا یا صاحبقران یہ آپ ہی کا کام ہے اس بھوک پیاس مین جنگ کرنا صاحبقران نے فرمایا اے فرزند مجھکو عادت ہے جب صاحبقران فرزند کہتے ہین تو فرامرز خوش ہو جاتا ہے تین شبانہ روز اسی طور سے کشتی ہوئی چوتھے دن جب زوال آفتاب ہوا فرامرز ہانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کیون اے فرامرز پانی پیوگے اب زور آخر کرتا ہون فرامرز نے کہا اے شہریار ہرچند کہ پیاسا ہون مگر غیرت آتی ہے کہ آپ ضعیفی مین بھوکے اور پیاسے رہین تو پھر مقابلے کا کیا مزہ ہے صاحبقران نے فرمایا مین تو عادی ہون تم ترک عادت نہ کرو فرامرز نے کہا مین بھی چاہتا ہون کہ زور آخر کرون کہ اب میرے آپکے خاتمہ ہو صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ زور آخر کیجیے مین بہت مشتاق ہون فرامرز نے اب دونون مونڈھے صاحبقران کے تھامے سینے مین سر اڑا کے ریلکر لے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر پانچ قدم ہٹے وہان پر لاکر فرامرز نے ہکہ مارا امیر لنگر یار کر زمین پر جمے فرامرز نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسطرح کا زور کیا کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اسکو بھی اکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت نہ آئی تین زور کیے ہانپنے لگا کہا اے شہریار اب آپ کے زور کا مشتاق ہون صاحبقران ریلکر لے دوڑے فرامرز جب چاہتا ہے کہ داہنے پیر رکون امیر بائین بازو پر ہکہ مار دیتے ہین فرامرز پیچھے ہٹتا ہے اسی طرح

رہلتے ہوے سترہ قدم تک لائے وہاں پر لاکر پکہ مارا دونوں گھٹنے فرامرز کے آشنا بہ زمین ہوے امیر نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ ای فرامرز میں کو زور کرون فرامرز نے کہا مین زور کا آپکو اختیار ہی امیر نے فرمایا ایک زور رلتو راہ خدا مین معاف کیا اور یہ خاق خدا جو دیکھتی ہی ایک زور انکے نام پر معاف کیا ایک زور کرتا ہون اگر تمکو اُٹھا لیا تو غالب آیا ورنہ تمھاری اطاعت کرونگا فرامرز خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ حمزہ بہت چوکا اپنی زبان سے اطاعت کا اقرار کرتا ہی میرا لنگر کیا اُٹھا سکینگے آخر میری اطاعت کرینگے ورنہ اپنی زبان سے خود معقول ہونگے کہ خود فرمایا اگر لنگر نہ اُٹھے تو مین زیر ہوا ای فرامرز اگر حمزہ مطیع ہو تو بے مثل و بے نظیر ہی اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا باپ کو تخت سے اُتار دونگا اور یہی فخر کرونگا کہ حمزہ میرا تابعدار ہی مگر امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرہ امیر

بکی تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
بکی تیغ عقرب یکی ذوالحسام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

دیگر یکی نعرہ شد آن ز حلقش بدر + کہ آہن دلان را دریدہ جگر +

اس زور سے نعرہ کیا کہ فرامرز کانپ گیا اور نعرہ صاحبقران کی صدا تمام صحرا مین گونج گئی سب حیران ہوگئے کہ اس آسانی سے صاحبقران نے فرامرز کو اُٹھا لیا سب نے دیکھا کہ سر سے بلند کرکے زمین پر مارا فرامرز چاروں شانے چت گرا امیر نے مشکین باندھین اور فرامرز کو لے گئے فرامرز کو لندھور کے سپرد کیا کہا ای داراے ہند اسکو بہت اچھی طرح رکھنا آب و طعام معقول پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو لندھور فرامرز کو لیکر پلٹا ہی امیر ہتھیار کھول رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی زنجیر کے چھنا کے کی آواز آئی سب نے دیکھا ایک دیوانہ موسوم بہ قمقام تیز رو آگے بڑھا ہوا چوبدست اُٹھاے ہوا آتا ہی پشت پر بارہ ہزار دیوانے چوبدستین ہلاتے ہوے چیخین مارتے ہوے قمقام نے جو فرامرز کو بندھے ہوے دیکھا ایک چیخ ماری کہ ای آقاے سرخ ہمارے سردار کو کیون قید کیا دیوانہ ہیروم ہمردی قریب اشقر کھڑا تھا دیوانے کا جو نعرہ سُنا اور یہ معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کو للکارتا ہی بیتاب ہوکر دوڑا اور للکارا کہ او بیحیا کیا نعرہ کرتا ہی مجھسے تو مقابلہ کر قمقام نے جو اپنی صورت کا جوان دیکھا چوبدست لگائی دیوانہ ہیروم نے چوبدست تھام لی دیوانہ قمقام کو جو صدمہ پہونچا چوبدست چھوڑکر ایک چنگل مارا گوشت تک نوچ لیگیا دیوانہ ہیروم نے بھی چنگل مارا اور گلے کا گوشت نوچ لے گیا قمقام کو بڑا صدمہ پہونچا ایک گھونسہ مارا ہیروم و قمقام لپٹ پڑے آپس مین کشتم کشتا ہونے لگی صاحبقران نے قریب آکر دونوں کو منع کیا فرمایا کہ آپس مین کیون لڑتے ہو قمقام نے جو صاحبقران کو چھوٹے قد کا آدمی پایا جھپٹ کر ایک چنگل مارا امیر نے ہیروم کو ہٹا کر قمقام کا ہاتھ تھاما اور ایک تمانچہ مارا دیوانے کو یہ معلوم ہوا کہ میرا سر اُڑ گیا لڑکھڑایا مگر دم بھر مین اپنے کو درست کرکے پھر لپٹ پڑا صاحبقران زمان کشتی لڑنے لگے دیوانہ جب منھ پھیلاتا ہی کہ چکٹ لگاؤن تب امیر گھونسہ لگاتے ہین تو دیوانہ اشارہ کرتا ہی کہ نہ کاٹونگا صاحبقران زمان ریلکر لے دوڑے ہیروم کو رہا ہی او

قمقام اب مرکتا نہین یہ سنا ہو کہ جسنے مجھکو یہ کیا ہمیری جو بدست ہے ادگ پناہ مانگتے تھے مگر بندون نے ایسا زیر کیا کہ تابعداری مین اسوقت تک حاضر ہون تو کیا مرک سکتا ہو صاحبقران نے دس پندرہ قدم لاکر دیوانے کو دے مارا اور چھاتی پہ چڑھکر سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا تیرا مذہب قبول نہ کرونگا امیر نے خنجر نکالا تب تو دیوانہ کانپنے لگا کہا آقاے سرخ اسکو چھپا لیجیے مین بہت ڈرتا ہون کہ میرا سر نہ کٹ جاے امیر نے فرمایا تمنے ہمارا پاس نہ کیا تمام بدن نوچ ڈالا اب مجھے اصلاح کے خواہان ہوے دیوانہ قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا اے آقاے سرخ آپ سے فریاد کرتا ہون کہ کوہ قمقام کا حاکم ہون قریب کوہ قمقام کوہ نیلوفر ہو تختہ نرگس کھلا ہوا ایسا صحرا معقول ہو کہ وہان کے طائر مثل انسان کے زمزمہ سرائی کرتے ہین اُس زمزمہ سرائی سے یہ آوازین برابر آتی ہین

نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جلے جو پروانہ پری پیدا ہو
شوخیون مین روش فتنہ گری پیدا ہو — چشمکون مین نئی جادو نظری پیدا ہو
سرد آہین جو کبھی کھینچکے لبون تک آئین — گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
کام کر عشق مین اے غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
آئنہ دیکھے اگر حال پریشان میرا — ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
چار چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت مین — خشک آنکھون مین ابھی رنگ تری پیدا ہو
اڑکے جانیکا خط شوق ارادہ تو کرے — بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو
زلف پیچان کے تصور مین جو کھینچون آہین — پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے — عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو
عکس تیرے لب رنگین کا جو اے سرو پڑے — باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو
ہم یہ سمجھین کہ کسی نے کوئی قاصد بھیجا — پوچھنے کو جو خبر بے خبری پیدا ہو
جلوہ دکھلاے اگر شام جوانی اپنا — لے کے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو
آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال — پھر نہ ہو جو صلدہ بے اثری پیدا ہو

ایک دن مین براے سیر اُس صحرا مین گیا وہان کے [illegible] آئی گھوڑے نے بدلگامی کی نقاب اُٹھگئی مین جمال اُسکا دیکھکر رہ گیا وہ تو گھوڑا اُڑاکر نکل گئی مین تڑپا کیا طائرون کے اشعار سنتا تھا اور سر دھنتا تھا اِسمین نیلوفر تاجدار آیا اُسنے کہا او دیوانے کیون تڑپ رہا ہو مین نے اُس سے بیان کیا اُسنے کہا وصل ہماے تاج بخش ایک شرط پر موقوف ہو ایک طائر آتا ہو کہ وہ زمزمہ سرائی کرکے آواز دیتا ہو مثل انسان کے کہ وصل ہماے تاج بخش میرے قتل پر موقوف ہو اسکا پتہ بتاؤ کہ یہ طائر کہان سے آتا ہو کیا کہکے چلا جاتا ہو اِسکو میری دختر سے کیا کام ہو جب یہ راز کھلے تو مین بیٹی کی شادی کرون مین نے خبر سنی تھی کہ ایسے مقدمات مین صاحبقران دخل دیتے ہین اسواسطے آیا تھا مگر

فرامرز کو جو مسلسل و مطوق دیکھا اُسکی طرف سے ہمارے لیے جاگیر مقرر ہو اسی وجہ سے آپ سے لڑا
آخر زیر ہوا اب امیدوار ہون کہ جلد میری شرط پوری کیجیے اور ہمارے تاج بخش سے میری شادی
کرا دیجیے امیر نے قمقام کو ساتھ لیا لشکر مین آئے فرامرز کا حال پوچھا لندھور نے عرض کی وہ
انکار کرتا ہو کہ مین مسلمان نہ ہونگا مجھکو صاحبقران قتل کرین صاحبقران نے فرمایا ای لندھور
فرامرز کے ساتھ نیکی کرنا کوئی تکلیف اُسکو نہ پہونچے مین دیوانہ قمقام کے ساتھ جاتا ہون
مین نے اس سے وعدہ کیا ہو خدا اسکی شرط کو پورا کرائے نہین معلوم وہ طائر کون ہو کہان سے
آتا ہو اور کیا کہکے چلا جاتا ہو مگر انشاء اللہ اگر خداے بزرگ و برتر اپنا فضل شریک حال کریگا
تو جا کر پتہ لگاؤنگا یہ فرما کر قمقام کے ساتھ ہوے عمرو نے کہا ای آقا مین بھی چلونگا امیر نے
عمرو و مقبل کو ساتھ لیا قمقام کے ساتھ چلے کئی منزلین طے کرکے صحراے نیلوفر مین پہونچے دیکھا
عجب صحراے فرح افزا ہو پھولون کے درخت بیشمار طائرونکی پکار نرگس کی دیدہ بازی سوسن
کی غمازی سامنے کوہ نیلوفر کے آکر صاحبقران کھڑے ہوے مقبل نے آواز دی کہ ای نیلوفر
تاجدار صاحبقران زمان تمکو بلاتے ہین نیلوفر کو لوگون نے خبر دی کہ ایک بہادر صف شکن
سامنے پہاڑ کے کھڑے ہین آپ کو بلا رہے ہین نیلوفر تاج پہنکر کوہ سے اُترا جمال صاحبقران
دیکھکر دنگ ہوا کہا ای شہریار کیا مجھسے مطلب ہو صاحبقران نے فرمایا دیوانہ قمقام کہ ہمارا
رفیق ہو اسکو بدامادی قبول کرو نیلوفر نے عرض کی تھوڑے عرصے سے ایک طائر آتا ہو وہ
یہی کہتا ہو کہ وصل ہماے تاج بخش میرے قتل پر موقوف ہو اسکا پتہ لگا دیجیے تب مین شادی
کرون یہ باتین تھین کہ آسمان پر فرآتا ہوا وہ طائر ہفت رنگ پر تولتا ہوا آیا نخل پر آکر بیٹھا اور
زمزمہ سرائی کرنے لگا بعد زمزمہ سرائی کے آواز دی کہ وصل ہماے تاج بخش میرے قتل پر
موقوف ہو یہ صدا دیکر اُڑ گیا صاحبقران نے فرمایا ای نیلوفر قتل تو اسکا آسان تھا مگر یہ معلوم
نہین کہ یہ کہان سے آتا ہو اور کہان جاتا ہو یہ بھی دریافت ہو جائیگا نیلوفر نے بارگاہ بھیجی اُسی
صحرا مین بارگاہ استادہ ہوئی عمرو نے کہا ای شہریار مقام خوف ہو یہ صحرا کسی کے سحر کا ہو اور یہ طائر
بنا کر بھیجا ہو لہذا اس مقام پر نہ رہیے صاحبقران نے فرمایا کہ حال کیونکر کھلے یہ فرما کر بارگاہ مین
بیٹھے عمرو بھی ایک گوشے مین بیٹھا ہو مقبل سامنے حاضر ہو مصروف خدمتگزاری ہو بلکہ پروانہ جادو
کہ ایک کنیز کو طائر بنا کر بھیجتی ہو اُس کنیز نے آکر ذکر کیا کہ ای ملکہ پروانہ جادو آج ایک جوان حسین و
جمیل بانکا ترچھا سپاہی وضع صحرا مین آکر اُترا ہو میرے قتل کا اُسنے ارادہ کیا مگر مین فورًا صدا
دیکے چلی آئی اگر مناسب ہو تو اُسکو جا کر دیکھ آئیے پروانہ جادو مشتاق ہوئی بصورت اصلی
چلی دربارگاہ پر آکے اُتری پردہ اُٹھا کر اندر آئی جمال صاحبقران دیکھکر محو دیدار ہوئی قریب
آکر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا نیکبخت تو کون ہو پروانہ جادو بیٹھ گئی کہا ای شہریار میرا نام
پروانہ جادو ہو جو طائر ہفت رنگ آتا ہو میرے سحر کا بنایا ہوا ہو وہ آکر یہ آواز دیکر چلا جاتا ہو
اب مین صاف صاف بیان کرتی ہون کہ وہ میری ایک کنیز ہو بہ شکل طائر ہفت رنگ آتی ہو
امیر نے سنکر فرمایا کہ اسکا قتل مجھکو ممکن تھا تیر مار دیتا لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ ثابت ہو کہ یہ طائر

کہان سے آتا ہو اور کہان جاتا ہو اور کیون یہ فقرہ کہتا ہو پروانہ جادو نے کہا میری کنیز نہایت شوخ طبع ہو ایک جادوگر کہ بہرام جادو اسکا نام ہو وہ مجھپر عاشق ہو ہمیشہ پیام وصل دیتا ہو مگر مین نے اُس سے انکار کیا ہو اِس کنیز کو مقرر کیا کہ صحرا مین جاکر آواز دے کہ وصل ہماے تا بخشش میرے قتل پر موقوف ہو امید وار ہون کہ مجھکو ہاتھ سے بہرام جادو کے بچائیے یہ طائر جو کہ آواز دیتا ہو وہ چاہیے نام بہ اِنسے سمجھنے والا سمجھ جائیگا کہ ... قبول نہ کرونگی اور مین خود از روے نجوم کے جانتی تھی کہ صاحبقران زمان فلان تاریخ بہ اِرادہ مقام اِس صحرا مین آئینگے اور بہرام کی قضا انھین کی ذات بابرکات پہ موقوف ہو اسی وجہ سے یہ طائر یہ مقرر تھا کہ جب آپ تشریف لائیگا مجھکو خبر ہو جائیگی امیر نے فرمایا بہرام جادو کہان ہو کہ مین اُسکو سمجھاؤن اور تمکو بچاؤن اگر میرا کہنا نہ مانے گا تو پھر اُس سے مقابلہ کرونگا اگر خدا چاہیگا اور اُسکی قضا ہو تو میرے ہاتھ سے قتل ہوگا انشاء اللہ تمھاری مدد کو ہر حال مین موجود ہون پروانہ نے کہا مین رخصت ہوتی ہون پھر حاضر ہونگی امیر نے فرمایا اچھا پروانہ باہر نکلی اتفاقاً بہرام اُڑتا ہوا جاتا تھا اُسنے جو آسمان سے پروانہ کو دیکھا تڑپ کر گرا پنجے مین دبا کر لیچلا پروانہ نے آواز دی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے دیکھیے بہرام جادو مجھکو لیے جاتا ہو نیز کا یہ حال ہو رہا ہو

نظم

بلا ہو مری شام فرقت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین
نکلتی نہین جان کیون ہجر مین
چلو تمکو تو ہمسے وحشت نہین
مرے دل کو پہلو مین کیون دی ہو جا
ستم کی تمھارے شکایت نہین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین
اُسے ہان کے کہنے کی عادت نہین

کہ جبتکی سحر تا قیامت نہین
خدا رنج دینے کی توفیق دے
کوئی میرے دل کی یہ حسرت نہین
تمھین کیون نہ جھگڑا چکا دو مرا
اگر اُنکو مجھسے محبت نہین
شب وصل اور اتنی کم اے فلک
اُن آنکھو لسے جنھین مروت نہین

مجھے ایسے بستر سے نسبت نہین
مین تمسے طلبگار راحت نہین
ترقی پر اپنا جنون ہو تو ہو
یہان انتظار قیامت نہین
تم اپنی عنایت کا سن لو تو شکر
مرے دل مین کیا کوئی حسرت نہین
وہ شوخ اور اقرار وصل ہو چلا

صاحبقران صد اشکر بارگاہ کے باہر نکل آئے دیکھا پروانہ کو ایک ساحر سیاہ فام لیے جاتا ہو دور جا چکا تھا صاحبقران نے عمرو سے کہا خواجہ اِسکا پیچھا کرو عمرو با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر تعاقب مین بہرام کے چلا پہاڑ پر جاکر بہرام اُترا اپنے باغ مین پروانہ کو لے گیا لاکر مسند پر بٹھایا خاطر مدارات کرنے لگا مگر پروانہ انکار کر رہی ہو کہ بہرام کے کان مین آواز آئی کہ کنج باغ سے کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو اور تمام طائر وجد کر رہے ہین

نظم

لائی اُفتادگی کوچۂ یار تک
جور گلچین سے ہین ڈھیر بلبل کے پر
خار صحرا نے کی اے جنون رہبری
شام سے تھا جو کل اک ہجوم بلا
اب وہ خنجر بکف پھرتے ہین ہر طرف

سایہ بنکر گئے اُسکی دیوار تک
صحن گلزار سے کنج گلزار تک
کپڑے کیا چھین لی سر سے دستار تک
ڈر کے ستمی رہی کچھ شب تار تک
خیر تھی اے اجل ڈھال تلوار تک

قطرۂ خون دل رنگ لائے ہین کیا ۔ دل سے آئے ہین جب چشم خونبار تک
میکدے سے مرے گل جو اُٹھی گھٹا ۔ عالم آب تھا دشت و کہسار تک
گل کہان اے جلال اور دامن ترا ۔ اس سے اُلجھے نہ جب باغ کے خار تک

بہرام اپنے مقام سے اُٹھا صدا پر چلا کنج باغ مین آکر دیکھا کہ ایک بڈھا گویا بوضع عجیب و غریب بیٹھا ہوا تانین مار رہا ہی تمام طائر بیٹھے ہوے ہین دمبدم اشعار بدلتا ہی وہ وہ اشعار گا رہا ہی کہ دل کو وجد ہوتا ہی بہرام نے قریب آکر پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی گوئیے نے جوابدیا مجھکو اُستاد خورد و بزرگ کہتے ہین مین اِس فکر مین آیا ہون کہ تمسے ملاقات کرون کسی ساحرہ کو لائے ہو مجھکو سامری و جمشید نے خبر دی کہ پروانہ جادو کو بہرام لایا ہی تم جاؤ اور جاکر اُسکو رضامند کرو یہ سنکر بہرام خوش ہوگیا کہا میرے ساتھ چلیے ہاتھ پکڑ کے میان خورد و بزرگ کو اُٹھایا ساتھ ساتھ بہرام ہی سیر باغ کرتے ہوے گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا کہ موج مار رہی ہین بڑے میان تماشہ دیکھتے ہوے محفل مین آئے آکے دیکھا پروانہ جادو سر جھکاے بیٹھی ہی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری افسر ہمارا آپ کے نام پر جان دیتا ہی لہذا آپ قبول فرمائیے ورنہ باعث خرابی کا ہی پروانہ جادو جواب دیتی ہی کہ جو بدعت چاہین وہ مجبور کرین مگر مین قبول نہ کرونگی اب اُنکے بس مین ہون میری جان وہ لے لین مگر عصمت کا نام نہ لین کہ بہرام سامنے سے آیا کنیزون نے کہا واری وہ نہین قبول کرتین کہتی ہین کہ جان لے لین مگر عصمت کا نام نہ لین بہرام نے کہا اب تم لوگ نہ سمجھاؤ اور ہٹ جاؤ وہ شخص آیا ہی کہ جو خدمت سامری مین رہتا ہی وہ سمجھا لیگا بڑے میان پاس پروانہ کے بیٹھ گئے بہ محبت سمجھانے لگے ہر مرتبہ یہ قول تھا کہ ملکۂ عالم میرا کہنا قبول کرو سامری و جمشید نے حکم دیا ہی پروانہ نے کہا سامری و جمشید نگوڑے کون ہین ہرچند بڑے میان نے سمجھایا مگر پروانہ نے قبول نہ کیا آخر عمرو نے زانو پر ہاتھ رکھا چپکے سے کہا اے پروانہ میرا کہنا قبول کرو تم خواجہ عمرو ہیں پروانہ نام عمرو کا سنکر خوش ہوگئی اِشارہ کیا کہ خواجہ جو کہو وہ کرون مگر مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے آبرو بچ جائے خواجہ نے بڑھکر بہرام سے کہا کہ پروانہ تو خود تمپر عاشق ہی مگر کہتی ہی مجھپر بدعتین کین اِسوجہ سے اِنکار کیا اب اُنکو اختیار رہی ہین سب طرح موجود ہون بہرام خوش ہوگیا پروانہ پر سے سحر اُتار امسند پر آکے پروانہ بیٹھی ہنس ہنس کے باتین کرنے لگی خواجہ نے کہا اے بہرام مین ساقی گری کرون تمکو شراب پلاؤن اپنا رنگ جماؤن بہرام نے کہا یہ خدمت تمہین نہ دونگا تمہین تکلیف ہوگی خواجہ نے کہا کنجی میخانے کی مجھے دیجیے پھر تماشہ دیکھیے بہرام نے کنجی پھینکی خواجہ نے اُٹھالی گوشے مین آکر شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے بہرام کے آئے سر جھکا کر کہا ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بہرام نے دونون ہاتھ بڑھا دیے بے اندیشۂ انجام جام پی گیا جب جام پی چکا تو خواجہ نے کنیزون کو پلانا شروع کیا کہ آسمان پر برق چمکی سحر اب جادو بڑا اُبھا لی بہرام کا سیر کرتا ہوا جاتا تھا محفل جو آراستہ دیکھی اُتر آیا پروانہ کو دیکھکر عاشق ہوا

بہرام نے پوچھا مزاج کیسا ہی سہراب نے بحسرت جواب دیا کہ میرا تو یہ حال ہی تاب پر ہجوم غم و ملال ہی جینا محال ہی

نظم

شوخ پامالیِ دل سے کہین باز آتے ہین — ٹھوکرون مین یون ہی پروردہ ناز آتے ہین
آمد عشق کی ہی دل مین بہت گرم خبر — طرفہ کہتے ہوے سوز و گداز آتے ہین
موت ہی وادیِ غربت کی حیات ابدی — خضر فرماتے ہوے عمر دراز آتے ہین
کشش عشق نے زاہد کو بھی کھینچا آخر — پیچھے ہم رندون کے اک پیش نماز آتے ہین
جب بلاتا ہی اثر کہتے ہین نالے میرے — سوز دل سے ہمین کر لینے دو ساز آتے ہین
اب ٹپکتے ہین کسی بزم مین میرے آنسو — حال دل کہنے کو کچھ محرم راز آتے ہین
جلوہ دکھلائین قضا کا تو ادائین تیری — جان دینے کو ابھی کشتہ ناز آتے ہین
یاد محبوب کا مین بندۂ احسان ہون جلال — یون کرم کرتے ہوے بندہ نواز آتے ہین

یہ اشعار پڑھکر سہراب سامنے بہرام کے رونے لگا کہا ای بہرام یہ معشوق کون ہی مین تو اسکو دیکھکر مر گیا عمرو نے جلدی سہراب کو جام دیا سہراب بھی جام پی گیا بہرام نے جواب دیا کیون ای سہراب تم کون ہو یہ میری معشوقہ ہی خبردار اسپر نگاہ نہ ڈالنا ورنہ آنکھ نکال لونگا سہراب بھی نشے کے جوش مین تھا کہا ای بہرام میری تو عجب کیفیت ہی جبتک یہ معشوق نہ ملیگی مجھکو چین نہ آئیگا بہرام نے کہا بس خاموش رہو سہراب نے کہا اسی مین بہتر ہی کہ معشوقہ میرے حوالے کرو مین وصل حاصل کرون بہرام نے کہا او بے ادب کیا بیہودہ بکتا ہی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ سہراب نے گولہ سحر کا مارا بہرام نے خالی دیکر کاردِ سحر ماردی سہراب کے سینے کو توڑکر پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سہراب جادو بود بہرام نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے میرا غصہ دیکھا کہ مینے بھائی کو مار ڈالا پروانہ جادو کانپ گئی اور کہا کہ ای بہرام کیا کہنا خواجہ نے اتنے عرصے مین کنیزون کو بھی شراب پہونچائی بہرام تو غصے مین بیٹھا ہوا نشے مین جھوم رہا ہی کبھی آسمان کو دیکھتا ہی کبھی زمین کی جانب نگران حیران و پریشان ہی لیکن کنیزون مین دست درازی ہونے لگی آخر لمبا کر اٹھا پکارتا ہوا کہ حرام زادو کچھ دیوانی ہو کیسی دست درازی کر رہی ہو میری محفل کو بازار مقرر کیا ہی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین پروانہ جادو نے کہا خواجہ لینا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم — بہ باغ دین زنکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری — عمرو آن شاہ عیاران عیاری
سراپا دانش و عقل مجسم — بہر کشور بلاے جان کفار

خنجر بہرام کو مارا تاج اتارا کر نذر زنبیل کیا کنیزون کے کپڑے اتار لیے پروانہ نے کہا خواجہ نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اسکا عزیز آجائے مگر خواجہ کب مانتے ہین بیخوف لوٹ ... ہین لاش بہرام پڑا ہی کہ آسمان سے آواز آئی باش او ظالم تونے غضب کیا کہ بہرام ایسے ساحر کو مارا اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگا عمرو نے چاہا جست کرکے نکلجاؤن مگر اُسنے آواز کیری دی عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے پروانہ نے دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا اور یہ بھی دیکھا کہ بہرام کا

باب ہی لبسرام جادو پروانہ نے گولہ مارا اور چاہا کہ خواجہ کو نکال لے جاؤن لبسرام نے سحر کرکے اُسی گولے کو پلٹا یا وہ گولہ قریب سرپروانہ آکر پھٹا قطرات آب گرے پروانہ لہرائی اور لہرا کر گری زبان بند ہوگئی لبسرام نے اشارہ کیا چند کنیزین اُٹھین کہا لاشۂ بہرام لیجاؤ مین ان دونون کو قصر نیلگون مین قید کرونگا کہ دونون تڑپ تڑپ کر مرین ہاے بہرام ایسا فرزند مارا جاے اور مین بدلہ نہ لون مقام افسوس ہی ہاے کیا کرون ابھی اُسکا سن کیا تھا کل تین سو برس گذرے تھے ابھی اُسنے شباب بھی نہ دیکھا تھا عین بچپنے مین مٹا دیا میرا کلیجہ ہلا دیا کنیزین لاشہ بہرام کا لیگئین لبسرام نے قفس آہنی لیا اُسمین عمرو اور پروانہ کو قید کیا اور لیکر چلا پروانہ نے کہا کیون خواجہ دیکھا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا آخر انجام یہ ہوا خواجہ نے کہا اے ملکہ پروانہ لبسرام کی بھی قضا ہی میرے قید ہونیسے ثابت ہوجاتا ہی کہ کسی ساحر کی قضا آئی ہی مگر لبسرام قفس لیے ہوے ایک مقام پر آیا کہ وہان ایک قصر نخفا نیلا رنگا ہوا اُس مین ایک ساحرہ سر جھکاے بیٹھی تھی لبسرام نے پکارا اے نیلی پوش مین دو قیدیون کو لایا ہون انکو قید کرو مگر ایسا نہو کہ انکا کوئی ہمین آجائے بعد دو دن کے انکو قتل کرونگا یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ہزارون جادوگر مارے ساحر مشمش و دمامہ اسی کے ہاتھ سے قتل ہوے چاہ ماہان و ام الجبال وغیرہ تباہ و برباد ہوے کیسے کیسے ساحر مارے گئے اس ظالم نے بہرام کو مارا باغ اُسکا لوٹ لیا مین عین وقت پر پہونچ گیا تب مین نے اسکو گرفتار کیا نیلی پوش نام عمرو کا سنکر دوڑی کہا اے بہرام شاید تمنے سامری نامہ نہین پڑھا مین نے ساری کتاب دیکھی جابجا سامری یہی لکھتے ہین کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہی بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے قتل ہونگے مین تو اس موے نگوڑے کے نام کی دشمن ہون مگر یہ عورت کون ہی لبسرام نے کہا مرنے والے کی معشوقہ ہی اسیکی وجہ سے میرا فرزند مارا گیا اب مین خود اسپر قبضہ کرونگا کوشش کرکے جبتک دوسرا فرزند بہ شکل متوفی نہ نکال لونگا ہرگز ہرگز میرے دل کو صبر و قرار نہ ہوگا اور تمام ملک مسلمانون کے تباہ کردونگا جہان مسلمان پاونگا اُسے قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نیلی پوش نے قفس لے لیا لبسرام تو چلا گیا نیلی پوش قفس لیے بیٹھی ہی پروانہ سے حال قتل بہرام پوچھ رہی ہی پروانہ رو رو کے بیان کرتی ہی اسکو یقین نہین کہ اب قید سے رہائی پاوینگے تڑپ تڑپ کر قید مین مرینگے مگر عمرو سامنے نیلی پوش کے رونے لگا نیلی پوش نے کہا خواجہ تم کیون روتے ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اپنی تقدیر کو روتا ہون اب جو مین کہون کسیکو یقین نہ آئیگا بھائی بھائی لڑے انھین کے ہاتھ سے بہرام مارے گئے میری کیا مجال تھی کہ مین قتل کرتا ناحق کو مجھے گرفتار کیا ہی اے ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ میرے پاس کچھ روپیہ ہی وہ لے لیجیے میرا تیجہ اور چالیسوان کر دیجیے گا ایسا نہو کہ یہ دونون رہین نہ ہون تو روح بھٹکتی پھریگی اتنے نیلی پوش روپے کا نام سنکر بیتاب ہوئی عمرو نے کمر سے روپیون کی پوٹلی نکالی نیلی پوش کو دی نیلی پوش نے روپے گنکر چادر مین باندھے عمرو نے دوسری طرف سے اور روپیہ نکالا جب کئی پوٹلیان نیلی پوش نے پائین تو کہا خواجہ مین تمہارا چالیسوان ضرور کرونگی لیکن

نصف روپیہ سے لونگی اور نصف تمھاری تقریب مین صرف کرونگی عمرو نے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا ای نیلی پوش اس ڈبیا مین جواہرات اعلی ہین اسکو کھولنا نہین ہوا لگنے سے قیمت کم ہوتی ہی نیلی پوش نے کہا خواجہ مین دیکھکر بند کردونگی ہوا نہ لگنے پائیگی عمرو نے کہا دیکھو لو مگر جلدی بند کر دینا نیلی پوش نے جیسے ہی ڈبیہ کھولی ایک دھوان نکلا گرکر بیہوش ہوئی عمرو نے قفس سے نکلکر نیلی پوش کو قتل کیا لاشہ اسکا پھینک دیا اسی کی شکل بنکر بیٹھے پیرواز کا قفس لٹکا دیا بعد تھوڑی دیر کے بہرام پھر آیا اسکو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو رہا ہوجائے تو باعث خرابی ہو آکر پکارا ای نیلی پوش خیر تو ہی خواجہ نے جواب دیا بھائی صاحب آئیے ایک نیا معرکہ گذرا مین جب سے حیران بیٹھی ہون مین قفس عمرو لیے بیٹھی تھی کہ خداوند سامری و جمشید آئے عمرو کو قفس سے نکال لیا شیران صحرا کو بلایا مین تو خاموش رہی خوف سے نہین بولی مگر شیران صحرا نے چیر پھاڑ کر عمرو کو کھا لیا سامری و جمشید یہ کہکر گئے کہ ای نیلی پوش آج ہمارا بڑا دشمن مارا گیا آج ہمکو آرام ملا ہین بڑا تردد تھا کہ ایسا نہ ہو ہمارے بندون کو قتل کرے تو ہمکو افسوس ہوگا اور اکثر بندے ہمارے اسکے ہاتھ سے قتل ہوے بہرام یہ مضمون سنکر بہت خوش ہوا کہا ای نیلی پوش شکر ہی کہ دشمن خداوند مارا گیا ہم بھی آخر قتل کرتے اب پیرواز جادو کو سمجھاؤ کہ میرے فرزند کو تو نہین قبول کیا مجھکو تو قبول کرے نیلی پوش نے کہا وہ تو تمھارا نام لے لیکر روتی تھی اور کہتی تھی کہ بہرام مجھکو کیونکر قبول کرینگے شاید فرزند کا خیال کرین بہرام نے خوش ہوکر کہا ای نیلی پوش تمسے پیرواز کہتی تھی نیلی پوش نقلی نے کہا مین ابھی اسسے باتین کر رہی تھی اور خداوند نے بھی بہت آنکھین دکھائین فرماتے تھے کہ ای پیرواز اگر ہمارے بندہ خاص بہرام کو نہ قبول کریگی تو تجھکو جہنم مین جلاؤنگا جب قدرت نے یہ فرمایا اور قدرت چلے گئے اور عمرو اسکا خیرخواہ جسپر اسکو بڑا گھمنڈ تھا وہ مارا گیا تب ذرا ڈھیلی ہوئی ہین مجھسے کہنے لگین بہرام سے مجھے ملوا دو اسی مین بہتری ہی ورنہ باعث خرابی ہوگا مین نے اقرار کیا کہ مین بہرام کو راضی کردونگی ایک جام شراب پیالہ سامنے پیرواز کے جاؤ دیکھو کیا کہتی ہی قدرت خوب سمجھا گئے ہین یہ فقرہ [illegible] کہا کہ اب اسی مین بہتری کہ بہرام [illegible] بنکر رہو یہ کہکے نیلی پوش نے جام شراب بھرا اور رکھے مین ہاتھ ڈالکر کہا بیٹا یہ پی لو کہ طبیعت مین جودت ہو ہاتھ پانؤن مین طاقت ہو بہرام خوشی خوشی جام پی گیا حلق سے اترتے ہی بیہوشی نے تاثیر کی طرف قفس کے پکارتا ہوا چلا ای جان جہان واہ آرام دل [illegible] ترا ن میری تو عجب کیفیت ہی

نظم

تڑپے بسمل کو ای سفاک تیرے پاس ہونا تھا	تڑپ کر رہ نہ جاتا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
حقیقت اسکی سب دریافت کرنے دیکھکر مجھکو	تجھے تو مرے آئینہ ادراک ہونا تھا
جو آنکھیں لئے ٹیک کر خاک مین ملنا تھا اسکو	تو اس گلرو کے آنچل سے یہ پہلے پاک ہونا تھا
کبھی تو دل کو ہوتا حسرت دیدار کا صدمہ	اسے بھی میری آنکھین پھاڑ نے پیچاک ہونا تھا
خدا کے سامنے بھیجے تینون نے کہین نہ چار آنکھین	نہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا

نکلجاتی جو ساتھ آہونکا بھی جان حزین دیتی — بہت سُستی نہ کرنا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
نہ تھی صحبت مین مرا انگور تار و نکے ٹپک پڑتے — فلک کو وصل کی شب وا السبت تاک ہونا تھا
نہین معلوم ہم بھولے سے کسکو یاد آتے ہین — خبر لانا تھا دل کو پیچکیونکو ڈاک ہونا تھا
لپٹ پڑنا تھا توسن سے جلال اُس صید افگن کے — رگ گردن کو نخچیر و نکی خود فتراک ہونا تھا

بسرام یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا چاہا کہ قریب قفس کے جاؤن کہ نیلی پوش نے اُٹھکر آواز دی ای برادر بات تو سن لو بسرام پلٹا نیلی پوش نے کہا دیکھو کیا صحرا ے سبزہ زار ہی جیسے ہی بسرام نے مُنھ پھیرا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے بسرام نے چاہا پلٹون خواجہ نے جھٹکا مارا بسرام گر کر بیہوش ہوا پروانہ کو قفس سے نکالا پروانہ نے نکلتے ہی بسرام پر پنجہ مارا کہ بسرام کے دو ٹکڑے ہوے مرنا بسرام کا خواجہ تو لوٹتے پھرتے ہین جس گوشے مین پہونچے چھت پردے نوچ لیے اگر مال رکھا پایا اُٹھالیا پروانہ کہ رہی ہی کہ خواجہ نکل چلو یہ مقام آفت خیز ہین ایسا نہ ہو کہ آفت آجائے خواجہ فرماتے ہین کہ کیون گھبراتی ہو چلتے ہین افسوس کا مقام ہی کہ اتنی بڑی ساحرہ کے گھر مین کچھ مال نہ نکلا جس گوشے مین جاتا ہون سناٹا پاتا ہون مگر پروانہ جادو جسوقت سے اپنے باغ سے آئی ہی پھر پلٹ کر نہین گئی وہ کنیز کہ جو طائر بنکے جاتی تھی اور آواز دیتی تھی جب کئی دن گذرے ہفت رنگ نے کہا صاحبو چلو ملکہ کو تلاش کرو سب کنیزون کو ساتھ لیکر تلاش مین پروانہ کی نکلی پہلے صحرا مین آئی وہان ملکہ کا پتہ نہ پایا سب کنیزین اُڑی ہوئی جاتی تھین کہ اُس قصر پر نگاہ پڑی سب کنیزین اُتر آئین پروانہ کو جھک جھک کر سلام کرنے لگین کہا ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی جسوقت سے آپ باغ سے آئین پھر نہ پلٹین خواجہ نے پروانہ سے پوچھا یہ کنیزین کون ہین پروانہ نے کہا یہ ہفت رنگ جادو ہی عمرو نے سب کنیزون کو بٹھایا اور سامنے اُنکے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

لائی اُفتادگی کوچۂ یار تک — سایہ بنکر گئے اُسکی دیوار تک
جور گلچین سے ہین ڈھیر بلبل کے پر — صحن گلزار سے کنج گلزار تک
حق پہ منصور تھا اس سے سولی چڑھا — راستی گو نہ اُتنے لے گئی دار تک
شام سے تھا جو کل اک ہجوم بلا — ڈر کے سمٹی رہی کچھ شب تار تک
کالے کوسون کا ہی بُعد فرقت کی شب — مرگ سے مجبہ ہی جان ناچار تک
اب وہ خنجر بکف پھرتے ہین ہر طرف — خیر تھی ای اجل ڈھال تلوار تک
قطرۂ خون دل رنگ لائے ہین کیا — دل سے آئے ہین جب چشم خونبار تک
میکدے سے مرے کل جو اُٹھی گھٹا — عالم آب تھا دشت دکہسار تک
وصل ہی رات بھر سوئین وہ بے خطر — مانگتا ہی دعا بخت بیدار تک
گل کہان ای جلال اور دامن ترا — اُس سے اُلجھے جب باغ کے خار تک

گانا تو خواجہ کا سحر ہی سب کنیزین وجد کرنے لگین کہتی تھین ای ملکۂ عالم آپ اس عیش و چین مین رہین جب تو ہم لوگون تک نہین آئین ملکہ نے کہا صاحبو تمنے ابھی اِنکا کمال کیا دیکھا ہی یہ

ساقی گری خوب کرتے ہین خواجہ نے ساقی گری کرکے سب کو شراب پلائی اور بیہوش کیا ہفت رنگ کو اُٹھا کر اپنی زنبیل مین ڈال دیا پروانہ نے کہا خواجہ یہ کیا کیا عمرو نے کہا اِسکے قتل پر شادی ہوتو ہی دیوانہ قمقام کو آقا ساتھ لیکر آئے ہین الحمدللہ نیلوفر اعتراض کرتا اب وہ جلد سٹ گیا اگر عقد اُسنے کر دیا تو بہتر ہوا ورنہ صاحبقران اُس سے مقابلہ کرینگے اور کنیزون کو ہوشیار کرکے ساتھ لیلیا پروانہ نے کہا خواجہ تخت پر سوار ہو ہین سحر سے اُڑاتی ہوئی لے چلون خواجہ نے بھی مناسب جانا تخت پر بیٹھگئے پروانہ نے پایۂ تخت تھام لیا کنیزین پشت پر ابر سرخ رنگ آراستہ کیا اِس زور شور سے چلے یہان نیلوفر پہاڑ سے اُترا ہو صاحبقران کے ساتھ مقبل ہر روز کہتا ہو کیون اے شہریار پروانہ کا پتہ نہ ملا صاحبقران فرماتے ہین میرا عیار گیا ہوا ہو یقین ہو خبر لیکر آئیگا نیلوفر امیر سے یہ باتین کرکے اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہو مصاحبون سے صلاح کر رہا ہو کہ تم سب کی کیا راے ہو ہماے تاج بخش کو دیوانے کے حوالے کرون یا کچھ تکرار کرون سب کہ رہے ہین کہ حمزہ وہ جری و بہادر ہو کہ لاکھون سے اکیلا لڑتا ہو تمکو زیر کر لیگا نیلوفر سوچ رہا ہو کہ اب کیا تدبیر کرون یہ ذکر تھا کہ ہواے گرم چلی سالار جادو اِسکا ملاقاتی ہو نیلوفر کی ملاقات کو آیا سامنے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا سالار جادو نے پوچھا اے نیلوفر کس تردد مین بیٹھے ہو مین آج تمکو پریشان پاتا ہون مجھسے تو بیان کرو نیلوفر نے ذکر کیا کہ حمزۂ صاحبقران قمقام دیوانے کو ساتھ لیکر آئے ہین اور شرط بھی پوری کرنے کا اِرادہ ہو اب مین کیا کرون اگر ہماے تاج بخش کا عقد ساتھ دیوانہ قمقام کے کرتا ہون تو مذہب سامری و جمشید مین فرق آتا ہو اگر نہ کرون تو حمزہ جبر کریگا پھر مجھکو کیا بن پڑیگا سالار نے کہا آپ طبل جنگی بجوائیے وہ سحر کرون کہ حمزہ و قمقام دونون کو زیر کر لو امیر نیلوفر بہت خوش ہوا نیلوفر نے صاحبقران کو پیام دیا کہ اگر آپ شرط بھی پوری کرینگے تو مین ہما کی شادی ساتھ قمقام کے نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مین بے ہما کے رخصت کرائے جاؤنگا قمقام میرا رفیق ہو مین اُس سے وعدہ کر چکا ہون جسطرح سے دوگے اُسطرح لونگا جو تمنے شرط پوری کرنے کو کہا تھا اُسکا انتظام ہو رہا ہو اب تمکو دعوی جرأت ہو تو بسم اللہ میدان مین آؤ نیلوفر نے طبل جنگی بجوایا امیر نے یہ سُنکر نقارہ نوازی کو حکم دیا ایلا مقبل ساتھ ہو اُسی نے طبل جنگی بجا دیا صبح کو صاحبقران میدان مین آئے اُدھر سے نیلوفر آیا جب دونون میدان مین نکلے نیلوفر نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے کو آئیے صاحبقران نے مرکب بڑھایا نیلوفر نے نیزہ مارا امیر اُسکے وار روک رہے ہین اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین امیر ہرچند چاہتے ہین کہ نیزہ اِسکا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہو کہ اِسکا نیزہ نہین نکل سکتا خیال کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ ہاتھ مین رعشہ ہو امیر نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے رب کارساز و اے خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر دے قطعہ

اے خالق ہر بلند و پستی ✤ شش چیز عطا بکن بہ ہستی ✤ علم و عمل و فراخ دستی ✤ ایمان و امان و تندرستی ✤

اے کریم و رحیم یہ کیا معرکہ ہو کہ پیچ نہین گھٹتا بیقرار ہوکر جو صاحبقران نے دعا کی ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا امیر نے دیکھا کہ خواجہ تخت پر بیٹھے ہوے پروانہ جادو پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے

چند کنیزین پشت پر ابر گھرا ہوا نہ پر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کہ جنکی آواز سے یہ اشعار پیدا ہوتے تھے

نظم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی

آہ کہتی ہے کسے ڈھونڈھون اثر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژۂ دیدۂ تر ہو تو سہی

تیر ہو تیغ ہو برچھی ہو کٹاری کہ چھری
دل مین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل
خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی

زلف کی جھونک اٹھائیگی یہ ہنگام خرام
قابل اسکے تری بل کھائی کمر ہو تو سہی

نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤ اسکو
کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی

کیون فلک وصل کی شب بھی نہ ہنسین یار سے ہم
شام سے ہے یہی دھڑکی کہ سحر ہو تو سہی

آئے ہین وہ کہ رلا کر مجھے پونچھین مرے اشک
آنکھ کمبخت مگر خشک ہے تر ہو تو سہی

یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی

ٹھہرے خود یاد کسی کی تو اسے بھی ٹھہرے
پہلے اسکا دل بیتاب مین گھر ہو تو سہی

ضبط ہی کر نہ سکون لے وہ جگر مین چٹکی
میری فریاد مین پیدا کچھ اثر ہو تو سہی

کہتی ہین حسرت دیدار سے آنکھین میری
دیکھ لین گے ہم اسے تاب نظر ہو تو سہی

غیر ہی کچھ مری جانب سے لگا دے جا کر
اس لگی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی

صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

قطع یہ وصل کی امید ہی ہو کاش جلال
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

عمرو نے پروانہ سے کہا ذرا خیال کر کے دیکھو **صاحبقران** کیسے الجھ الجھ کے نیزہ بازی کر رہے ہین پروانہ نے بہ نگاہ غور دیکھا ہنسکر کہا لو خواجہ سالار سحر کر رہا ہے یہ کہکے ابر کو اشارہ کیا ابر سے ایک برق گری سالار جادو کے سامنے لوٹی سالار کی زبان بند ہوئی ایک طائر کو بھی پروانہ نے اشارہ کیا اُس طائر نے سر پر **صاحبقران** کے چرخ مارا اور جلکر گرا خاک جو اُسکی سر پر **صاحبقران** کے پڑی ہوش آگیا فوراً نیزہ نیلوفر کا گانٹھا نیزہ ہاتھ سے نیلوفر کے نکل گیا نیلوفر نے گھبرا کر طرف سالار کے دیکھا سالار نے اشارہ کیا کہ اے نیلوفر مین ناچار ہون زبان میری بند ہو گئی سحر نہین یاد آتا کسی نے میرے سحر کو روک دیا نیلوفر نے کہا اب مدد کرو مین تلوار کھینچتا ہون سالار نے اشارہ کیا نیلوفر نے تلوار کھینچی سالار نے ایک چراغ روشن کیا اُس چراغ کی لو جو بلند ہوئی کچھ شعلے اُس مین سے نکلے گرد آکر نیلوفر کے پھرے نیلوفر تیز ہو کے لڑنے لگا ہر مرتبہ وار کرتا ہے **صاحبقران** تلوار روک لیتے ہین مگر پروانہ نے زمین پر آکر ایک گولہ مارا کہ چراغدان گر پڑا چراغ حیات گل ہوا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا اور وار کیا تلوار چمک کر گری تیغۂ عقرب سلیمانی دست زبردست **صاحبقران** ہاتھ جو مارا تڑپ کر تیغہ گرا نیلوفر کے دو ٹکڑے ہوے سالار بہت تڑپا کٹتا تھا یارو اصل یہ ہے کہ میرے بھروسے پر

نیلوفر مارا گیا یہ ابحر پیرواز نے روک دیا چراغ بھی سحر کے گل کیا میرا کچھ زور نہ چلا اہل فوج نے کہا نیلوفر تو مارا گیا اگر آپ حکم دیں تو بلوہ کرکے حمزہ کو گھیر لیں سالار نے کہا اب میں بھی ظاہر میں سحر کرتا ہوں تم لوگ بھی بڑھو حمزہ کو گھیر لو تم ہزار دو ہزار آدمی ہو اور حمزہ اکیلا ہی سب لینا لینا کہکے دوڑ پڑے امیر یا توقہر نے گھوڑا اٹھایا اور اپنا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران زبان

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شده
همه شهر آباد اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سمند و ن زبیشم فراری شده
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی مگر سالار ہر مرتبہ صاحبقران کو روکتا ہے کبھی آگ برساتا ہے کبھی پانی برساتا ہے مگر صاحبقران کے اسم اعظم ورد زبان ہے اسوجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ کیوں یارو تم اسقدر ہو اور ایک شخص کو پکڑ نہیں سکتے ہر مرتبہ فوج بلوہ کرکے آتی ہے مگر مقبل صاحبقران کی پشت پر ہے تیر ایسے برسا دیے ہیں جسکے تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا کئی سوار گھوڑے سے گرائے مگر پیروازہ نے جو دیکھا کہ سالار صاحبقران پر سحر ظاہر نہیں کر رہا ہے بالوں کو اپنے بل دیا ایک لٹ کو اٹھا کر ہاتھ پر مارا اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے سالار نے دیکھا کہ ایک نازنین چہار دہ سالہ ظاہر ہیں شعلۂ جوالہ حسین مہ جبین کبک رفتار شیرین گفتار یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی

نظم

فرقت میں درد ایک مرا ہمنشین رہا
اٹھ بھی کھڑا ہوا تو یہیں کا یہیں رہا

پوچھا کیا بغل میں جو وہ نازنین رہا
ارمان کوئی اور نہ تو دل میں نہیں رہا

اُس بُت نے ایک سجدہ نہ میرا کیا قبول
ٹیکا کلنگ کا مجھے داغ جبین رہا

نکلا تمہارا ات سیر شب ماہ کو کوئی
اک حشر آفتاب پہ زیر زمین رہا

اُس دل میں جسقدر ہو نزاکت بہت ہے کم
جسمیں ہمیشہ ایک نزاک نازنین رہا

آنکھ اسنے روز حشر بھی ہمسے نہ چار کی
محو ... نگہ شرمگین رہا

تاب و توان شکیب و تحمل قرار و صبر
جب لے گئے تھے بزم میں اسکی وہیں رہا

دل سے نکل گئی کوئی حسرت کہ تن سے جان
دیکھیں تو کون پیش دم واپسین رہا

کیا کیا صبا کو کدر ہی لیکن مرا غبار
اٹھا نہ اُس گلی سے مرا جانشین رہا

غصے میں حسن یار کو سوجھی نئی نئی
گہ ابروؤں کا بل کبھی چین جبین رہا

آخر کیا تمام یار کی پہلی نگاہ نے
آغاز عشق ہی سے میں انجام بین رہا

جس ہاتھ سے پھٹا نہ گریبان عشق میں
کس کام کا وہ بیجد صفت آستین رہا

جا لیٹا خاک ہو کے میں دامن سے یار کے
کوئے وفا میں جا ل کوئی میں نہیں رہا

دل لیکے مجھسے یار نے یوں کہہ دیا جلال
دونوں جہان میں جسکا ٹھکانا نہیں رہا

یہ اشعار جو سالار نے سنے اور آنکھ اُس مہ جبین سے ملائی بہ ... گیا ہاتھ ... کہا کیا حکم کرتی ہو جو حکم دو وہ بجا لاؤں اُس مہ جبین نے کہا باغ ... ان ... تمھا ... ب ... ہو

سالار اُس نازنین کے ساتھ ہوا قریب درۂ کوہ پہونچکر اُس نازنین نے کہا سامنے باغ ویران ہو
جاکر باغ ویران کی سیر کرو سالار برابر دوڑا پتھرون سے سر ٹکراتا ہوا جاتا ہو راہ مین ایک کنوان تھا
اُس مین اپنی صورت دیکھی اُسنے اِشارہ کیا کہ آؤ یہ ہاے بھائی کہکر پھاند پڑا امرنا سالار کا ایک
ہنگامہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سالار جادو بود امیر نے فوج کو شکست
دی سب بھاگے صاحبقران لڑتے ہوے بالاے کوہ آئے طرف قصر ہماے تاج بخش کے
چلے قمقام بھی امیر کے ساتھ ہی ہماے تاج بخش کو خبر پہونچی کہ نیلوفر مارا گیا سالار نے
اپنی جاندی صاحبقران قمقام کو لیے ہوے آتے ہین کنیزون کو ساتھ لیکر اُٹھی واسطے استقبال
کے چلی جب امیر در قصر پہ پہونچے تو دیکھا کہ ہماے تاج بخش کھڑی ہو براے تسلیم خم ہوئی امیر
نے فرزند کہکے گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند قمقام بجاے میرے فرزند کے ہو تمھارا عاشق صادق
ہو اسکو قبول کرو ہمنے اسکے واسطے بڑی تکلیفین اُٹھائین اگر یہ دانہ نہ ہوتی تو ہم جنگ سے رہائی
نہ پاتے ہماے تاج بخش نے سر جھکا کر عرض کی اگر حضور کی خوشی یہی ہو تو مین بدل وجان حاضر
ہون امیر نے ہماے تاج بخش کا عقد ساتھ قمقام کے کیا محافہ ہماے تاج بخش کا ساتھ
لیا دیوانہ قمقام آگے آگے جست وخیز کرتا ہوا صاحبقران طرف لشکر کے چلے یہان پسران
نوشیروان کا قصد ہو کہ بھاگ جاوین بڑا اسجد وسافر امر نہ کا تھا وہ بھی صاحبقران کے ہاتھ
سے زیر ہو کر گرفتار ہوا مگر خاقان گردون اساس کہ بادشاہ ملک ہاماوران ہو براے مدد
آیا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ اگر مناسب ہو میرے ملک مین چلیے ایسے ایسے پہلوان رکھتا ہون
کہ فرزندان حمزہ کو گرفتار کرلینگے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی کفارہ نیلی پوش چھ لاکھ فوج کی جمعیت سے آتا ہو یہ سنکر
شاہزادون نے بختیارک کو حکم دیا کہ جاکر اُسکو استقبال کرکے لاؤ بختیارک روانہ ہوا
وہان بادشاہ نے جو نوبت نقارے کی آواز سُنی ہرکارون سے کہا بڑھکر خبر تو لو کہ یہ کیسا باجا
بج رہا ہو ہرکارے گئے بختیارک کو جاتے ہوے دیکھا خدمتگار بنکر ساتھ ہوے صحرا مین آکر
دیکھا کہ بختیارک ٹھہرا بعد تھوڑی دیر کے کفارہ کی آمد ہوئی کچھ شتر سوار کچھ سانڈنی سوار
اہتمام کرتے ہوے نکل گئے اُسکے بعد دیکھا ایک جوان دیو خصال عفریت مثال بڑا سا نیزہ
ہاتھ مین گینڈے پر سوار علم سیاہ کا سر پر سایہ جھومتا ہوا آتا ہو بختیارک نے بڑھکر ملاقات
کی کفارہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہین ساتھ والون نے بیان کیا کہ وزیر اعظم پسران نوشیروان
بختیارک نے سلام کیا کفارہ نے جواب سلام دیا بختیارک نے باتین بنانا شروع کین
مگر ہنستا جاتا ہو کہتا ہو اے کفارہ فوج تو بہت سی ساتھ ہو بڑا امیلہ ہو مگر مسلمانون سے مقابلہ بہت
مشکل ہو اُن لوگون نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اُنسے مقابلہ کیونکر کروگے کوئی اُنپر غالب
نہین ہوتا مگر فی الحال ایک بہتری ہو شاید غالب آجاؤ کہ حمزہ لشکر مین نہین ہو دو چار دن
پنا زور دکھاؤ بعد اس مقابلے کے مہلت نہ پاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے جب تو کفارہ نے
کہا ملک جی آپ مجھسے آگاہ نہین ہین جہان گیا اُس لڑائی کو فتح کیا اِس جنگ کو بھی فتح کرونگا

بختیارک نے کہا اِس جنگ کا فتح ہونا بہت دشوار ہی **بختیارک کفار نیلی پوش** کو ساتھ لیے ہوے باتین بناتا ہوا دربار مین آیا شاہزادون کو **کفار** نے سلام کیا شاہزادون نے اُسکو خلعت دیا **کفار** بیٹھا **صاحبقران** کا حال پوچھنے لگا شاہزادون نے کہا ای **کفار حمزہ** کا کیا ذکر کرین ہمارے گھر کا ملازم ہی مگر ایسا زور پکڑا کہ ملک و مال چھین لیا **کفار** بولا اُسکی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے طبل جنگی بجوائیے کل میدان مین تماشہ دیکھیے تب آپ کو حال کھلیگا کہ کیسا پہلوان ہون شاہزادون نے حکم دیا طبل جنگی بجا یہ خبر **قباد** کو پہونچی اُنھون نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین نقارۂ رزمی بجا تیار یان ہونے لگین جوانان شیردل آپس مین کہرہے ہین کل پسران نوشیروان کو تحت سے اُتار لین گے خوب مغلوبہ ہوگی تمام اہل اسلام مین تلوارین وغیرہ درست ہو رہی ہین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری اب وہ وقت آیا

نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت | خروس صبحدم آواز برداشت | عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از روی خورشید ند | سمن از آب شبنم روی خود شست | بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست
دیگر علم آفتاب نکلا جب | فوج انجم ہوئی گریزان سب | شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا | ہوا میدان چرخ سے اکبار | لشکر انجم سیاہ رو بہ فرار

صبح کا ہونا کہ لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون گروہ گروہ دستے کے دستے طرف میدان کے روانہ ہوے دردولت شاہی پر سرداران نامی جمع ہین انتظار شہنشاہ کا کر رہے ہین کہ ناگاہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا **بادشاہ جمجاہ** بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی برآمد ہوے سب سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوے طرف میدان کے چلے **فرد** سوے دشت شہ کی سواری چلی + کہے تو کہ باد بہاری چلی + علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے سواران جنگی و پیادگان یکرنگی بہ صد کر و فر میدان مین آکر ٹھہرے کہ اُدھر سے لشکر کفار بہ صد جوش و خروش آیا **کفار نیلی پوش** تنتا ہوا نیزہ ہاتھ مین تلوار کاندھے پر چھ لاکھ فوج پشت پر پسران نوشیروان تخت پر سوار **بختیارک** پہلو مین تمام ساسانی و گرگانی و میلادی و جمشیدی کئی لاکھ کا لشکر جماے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے مگر خائف و ترسان میدان مین آکر ٹھہرے پرے جمنے لگے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ ہوے نقیب خوش آواز میدان مین آئے اول سرود چھیڑے بخشش الحانی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے

تخت جمشید جو جام ہوا نقش فنا | نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا | نفس باد سحر ہے یہ صدا آتی ہو
کہ سلیمان کا یہ باد ہوا تخت ہوا | سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے | گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ کسی بانگ درا
اُنکی اِس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال | جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا | وہ گل تازہ نہین باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھر جسکے لیے باد ہوا | اس خیابان کا ہراک نخل ہی نخل ماتم | کف افسوس ہراک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار | جنکی رفتار سے ہرگام تھے فتنے برپا | ہو ملاقات تو ہے اہل فنا سے [illegible]
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا | **دیگر** راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری | کیونکر تاریک لحد مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس | کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری | **دیگر** جب خاک مین [illegible]

یاران وطن بچھڑے وطن چھٹتا ہے	اسباب جہان سے دیکھ لے اے غافل	مٹی ملتی ہے یا کفن ملتا ہے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے مردان عالم جھومنے لگے یہی قول تھا کہ یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے سکندر و دارا و کیقباد حسرت لیکے پردہ دنیا سے گئے اب انکی قبرون کا نشان نہین معلوم ہوتا بلکہ کوئی نام بھی نہین لیتا کہ اُنپر کیا گذری مگر کفار نے گینڈا اپنا مہمیز کیا سامنے تخت پسران نوشیروان کے آکر اجازت خواہ ہوا عرض کی اے شہریار اجازت میدان ملے یہ سنکر پسران نوشیروان نے کہا لات و منات کے سپرد کیا کفار گینڈا بڑھاکر نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ اے شیدای مسلمانان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فردگران ہر کرا بار سر بر تن است ؛ حکیمم علاجش بدست من است ؛ یہ جو اُسنے للکارا جمہور جہانسوز پہلوان بہادر شہنشاہ تبرزن گھوڑا بڑہاکر نکلا میدان مین مقابلہ کفار مین آیا کفار نے جو جمہور کو جوان معقول پایا پوچھا اے جوان تیرا نام کیا ہے تونے شاید میرا نام نہین سُنا مجھکو کفار نیلی پوش کہتے ہین جمہور نے کہا نام تو بہت بڑا ہے جنگ دیکھیے کیسی ہوتی ہے کفار نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا جمہور نے نیزہ کفار کا توڑ ڈالا کفار نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ کھینچا مگر تیغہ لنگردار جوہردار خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جمہور جبتک سپر اُٹھاوے گوشۂ سپر کو کاٹ کرتا و ابرو تیغہ پہونچا دو بارہ اُسنے چاہا کہ سر کاٹ لون کہ نعمان بن منظر آپڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کفار نے اُسکو بھی زخمی کیا چار پہلوان اور نکلے وہ بھی زخمی ہوے چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُسنے گینڈا مہمیز کیا اور پُکارکر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان امان دیتا ہون اب پلٹ جاؤ کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ و کبیدہ زخمیون کو ساتھ لیے ہوے پلٹے کفار سامنے بختیارک کے آیا کہا ملک جی میری جنگ دیکھی کتنون کو زخمی کیا کسی مقام پر رکا نہین بختیارک نے کہا اے کفار کوئی شوم دست نہین نکلا ورنہ حال کھلجاتا مگر بختیارک طعن و تشنیع کرتا ہوا بارگاہ مین لایا کفار بلبلانے لگا بختیارک کہ رہا ہے اے کفار اب کل مشکل پڑیگی اگر کوئی شوم دست نکلا تو پھر نہ بچوگے تہ تیغ ہوگے آج وہ لوگ کہ جو لشکر کے کوڑا تھے نکلکر تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوگئے اُن مین سے اگر کوئی نکلتا تو مشکل پڑتی کفار کہتا ہے ملک جی تم کبھی قائل نہ ہوگے خون کے دریا بہادونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ نام بتا دو جسکو کہو لوک کے مارون بختیارک نے کہا مین کسی کا نام نہین بتاتا جو کوئی نکلیگا وہ تمپر کھلجائیگا یا تو ہمارے شریک تھے یا پھر جاکر شریک مسلمانان ہوے وہ لندھور بن سعدان ہین اگر کہین نکل آئے تو ایک گرز مین پیوند زمین کرینگے دوسرا مالک اژدر کہ صاحبقران کا نیزہ دار ہے اُسکے نیزے سے بچنا محال ہے اُنکا گرز جو کھاکر بچا تو اُسکو نیزہ دار نے لیا کرب نامدار کہ جو جری و بہادر ہے اگر کہین نکل آیا تو بمشکل بھاگ کے جان بچاؤگے یا اُسکے ہاتھ سے فوراً مارے جاؤگے کفار نے کہا ملک جی اب زیادہ باتین نہ بناؤ طبل جنگی بجواؤ میدان مین تماشہ دیکھنا کفار نے پھر طبل جنگی بجوایا بادشاہ کو خبر ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو کفار اکڑتا ہوا میدان مین آیا نہیب دی کہ

آج کس کسکی قضا ہی کون کون میرے سامنے آتا ہی عبد الجبار حبشی گھوڑا بڑھا کر نکلا مقابلہ کفار ہین
آیا بعد کلام نیزہ چلا مطلب حاصل نہوا نوبت تلوار کی آئی کفار نے جلدی کر کے ہاتھ مارا کہ سر
عبد الجبار کا زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے بہا غش آنے لگا بھائی اسکا عبد القہار دوڑ پڑا بھائی
کو ہٹا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر اسنے رد کر کے یکا یک جھکائی دی کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ
مارا عبد القہار بھی زخمی ہوا منظر شاہ یمنی نکلا دیر تک مقابلہ کیا آخر زخمی ہوا عامر شاہ رود باری
بصد شوکت نکلا آکر مقابلہ کیا کفار نے نیزہ شانے پر مار دیا عامر شاہ زخمی ہوا چھ سات پہلوان نکلے
دو جان سے مارے گئے پانچ چار زخمی ہوئے ابتو کفار پھول گیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ
خدا پرستان میرا طرز جنگ دیکھا دو دن مین اتنے جوان زخمی کیے کل خاتمہ کر دونگا لاشونسے
میدان بھر دونگا ابتو پلٹکر جاتا ہون لاف و گزاف کر کے پلٹ گیا بادشاہ رنجیدہ و کبیدہ و ملول و
حزین اندر گئے زخمیونکو لیکر پلٹے آکر ٹانکے لگوائے چالاک سامنے بیٹھا تھا فرمایا اے چالاک امیر
کو عرصہ ہوا کہ قمقام کے ساتھ تشریف لے گئے یہ بھی ہمنے خیال کر کے دیکھا ہی کہ جب صاحبقران
لشکر مین نہین ہوتے تو کوئی بلا نازل ہوتی ہی کئی سردار زخمی ہوئے گھمنڈ اسکا بڑھتا جاتا ہی
کیا کیا غرور کے الفاظ زبان پر لاتا ہی تمسے اگر ہو سکے تو صاحبقران کو تلاش کرو چالاک
بادشاہ کو رنجیدہ دیکھکر اُٹھا لشکر سے نکلا صحراؤن کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک پہاڑ پر آکے دیکھا
کہ دامنۂ صحرا مین ایک بارگاہ استادہ ہی بارہ چودہ ہزار ساحر اُترے ہوئے ہین چالاک اُس
لشکر کو دیکھکر حیران ہو گیا فقیر بنکے لشکر مین آیا دو ایک سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہی ساحرون نے
کہا مالک کا ہمارے نام جیجون دریا دل ہی پسران نوشیروان کی مدد کو جاتے ہین ہم لوگ
سب ساحر ہین عنظلی آباد کے پہلو مین ایک قریہ ہی کہ اُسکو قریۂ سحر طراز کہتے ہین ہمارے آقا
وہان کے زمیندار ہین نامہ شاہزادون کا عنظلی آباد جاتا تھا ہمارے آقا نے نامہ لیکے
نامہ دار کو پلٹا دیا اور کہا کیون وہان جاتے ہو ہم جاکر خاتمہ کر دینگے ایک مہینہ گذرا کہ
سفر مین ہین اب خبر پائی ہی کہ صاحبقران گلشن حصار پر ہین پسران نوشیروان سے مقابلہ ہی
ہمارے آقا جاتے ہی خاتمہ کر دینگے چالاک کو بڑا خوف ہوا کہ صاحبقران لشکر مین نہین
ہین ایسا نہو کہ بادشاہ کے لیے باعث خرابی ہو لہذا اِسکی یہین گردن لینا چاہیے جسوقت کہ
اِسنے یہ سوچا تو فکر مین پھرنے لگا پشت بارگاہ جیجون پر آیا ایک گوشے سے نقب لگانے لگا
آخر بارگاہ جیجون مین پہونچا دیکھا جیجون پلنگ پر پڑا سو رہا ہی چالاک زمین سے نکلا قریب
پلنگ کے پہونچا قصد کیا کہ اِسکو بیہوش کرون کہ پلنگ کے نیچے سے آواز آئی او ظالم کیا
کرتا ہی خبردار ہاتھ نہ لگانا منم تصویر ہنومان دیکھا پلنگ کے نیچے سے ایک بندر نکلا ایک
ہاتھ سے ایک ہاتھ چالاک کا تھام لیا اور دوسرے ہاتھ سے جیجون کو بیدار کیا پکار کر
آواز دی اے شہنشاہ ساحران اُٹھیے یہ شخص آپ کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی جیجون نے آنکھین
کھولکر دیکھا کہ میرا بیر ایک عیار کو پکڑے ہوئے ہی اور مجھکو جگا رہا ہی جھلا کر کہا ارے
تو کون ہی نہین جانتا تھا کہ مین بمقابلہ صاحبقران چلا ہون اپنا انتظام کر چکا ہون مین

جانتا تھا کہ جب مین قریب پہونچونگا تو ضرور عیار بلوہ کرینگے مین نے سب حال ہوشربا کا سُنا ہی کہ سب سرداران افراسیاب اِسی دھوکے مین مارے گئے بس یہ کہکے چالاک کو گرفتار کیا بند رپھر پلنگ کے نیچے چلا گیا جیحون نے آواز دی سردار اِسکے حاضر ہوے اُسنے ملازمون سے کہا تم اِس عیار کو لیجا کر قید کرو ایک سردار سوفار جادو چالاک کو لیکر چلا چالاک راہ مین رونے لگا کہا اے افسر اعلی مجھکو چھڑوا دیجیے مین یہ نہین جانتا تھا کہ شہنشاہ ساحران سب انتظام اپنا کر چکے ہین ورنہ مین نہ آتا حمزہ نے جو خبر سُنی وہ کانپ رہا ہی کہ جیحون دریا سے کیونکر مقابلہ کرونگا آخر مجھکو روانہ کیا تب مین آیا سوفار نے کہا اے چالاک مین تجھکو نہین رہا کر سکتا تو نے بڑی گستاخی کی اگر آقا نے انتظام نکیا ہوتا تو تو نے مار لیا تھا اب سرکار نے حکم دیا ہی کل سید ان خونی کی تیاری ہوگی چالاک رونے لگا کہا اے سوفار مین یہ چاہتا ہون کہ میری رہائی کی تدبیر کرو سوفار نے کہا کچھ روپیہ صرف کرو تو مین سفارش کرون چالاک نے کہا کنارے چلیے تو میرے پاس روپیہ ہی مین دون سوفار چالاک کو لیکر گوشے مین آیا چالاک نے پوٹلا روپی کا نکالکر دیا کئی سو روپے اُسمین تھے سوفار خوش ہوگیا دوسرا پوٹلا چالاک نے نکالکر دیا کئی پوٹلیان بھی نکالکر دین چالاک نے یہ چالاکی بعد کئی پوٹلیون کے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا اِسمین جواہرات ہی کھولکر دیکھ لیجیے سوفار نے جو ڈبیہ کو کھولا بیہوشی اُڑی سوفار بیہوش ہوا چالاک نے سوفار کو اپنی شکل بنایا اور زبان مین سوزن دی اپنی شکل بناکر اُسکو قید خانے مین رکھا آپ سوفار کی شکل بنکے طرف دربار کے چلا جیحون دریا بار آکر دربار مین بیٹھا ہی سرداروں سے ذکر کر رہا ہی کہ تمنے سُنا آج عیار لشکر حمزہ آیا تھا چاہتا تھا مجھکو گرفتار کرے مگر تصویر ہنوبان نے اُسکو گرفتار کرا دیا مین نے معرفت سوفار کے اُسکو قید خانے مین بھیجا ہی وہ قید کرکے آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ سوفار ہنستا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ عجب معرکہ گذرا کہ مین نے جب جاکر اُس عیار کو گرفتار کیا تو پہلو سے آواز آئی کہ اے سوفار اِسکو قید کرو کل اِسکو قتل کرنا اِسنے بہت سے بندے ہمارے مارے ہین مین نے دو چار گھونسے مارے قدرت کو آنکھون سے دیکھا دوڑکر سجدہ کیا قدرت نے گلے پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہمنے تجھکو علم موسیقی کا حاکم کیا لہذا گانا تو سینیے یہ کہکے بایان کھینچا سید ھا سید ھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

لاکھون مین اِک پسند کیا تو نے یار دل
ٹھہرا ئین کسکو ٹھہرے بھی جب بیقرار دل
دو بھر مجھے بھی آپ کو بھی ناگوار دل
رونے لگے وہ سُنکے مصیبت جو ہجر کی
دیکھیں ان کیسکی نرگس بیمار دیکھکر
پایا یہان سے جاکے جو پہلوے یار مین
میرا تمہارا حضرت ناصح کا غیر کا

امیدوار رہگئے امیدوار دل
بجلی پہ ہی تلاش مین تیری سوار دل
آخر کہان رہے یہ مرا بیقرار دل
پہلو مین ہنس پڑا مرے بے اختیار دل
کیونکر بچا سکے رکھتے ہین یہ ہنر گار دل
تھوڑا اسا دے ہین بھی وہ صبر و قرار دل
تا حشر ایک ہو نہین سکتے یہ چار دل

اُسنے بھی پھیر لیگا ہماری طرح سے آنکھ
شکر خدا ملا ہمین بے اعتبار دل

اُس بیوفا سے ذکر بھی کرتا نہین کبھی
بھولا ہوا ہے مجھکو مرا یادگار دل

اچھی طرح کٹے شب تنہائی فراق
دیدہ و جور رات بھر کے لیے مستعار دل

اپنا کسی نے آنکھ کو بنا کر ستم کیا
جان اپنی بیوفا تھی نہ بے اعتبار دل

رکھین کہان چھپا کے تمنائے قتل کو
مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل

تم دل مین تھے وگرنہ ارادہ تو تھا یہی
دشمن پر آج کیجیے اپنا نثار دل

وہ حسرتین بھی داد کو پہونچین گی روز حشر
مقتل ہے جنکا سینۂ عاشق مزار دل

انصاف کی جگہ ہے کہ بت تجھسے چھین لین
تیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل

دم یار کا جو سینے مین رکھکے بھرے جلال
اس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

سوفار نقلی نے اِس لطافت سے یہ غزل گائی کہ جیحون دریا بار خوش ہوگیا کہا اے سوفار تجھ حقیقت مین تمہ خوش آواز بھی ہوگئے اور راگ ودھن کے بھی بادشاہ ہوے کہا حضور ایک کمال اور ارشاد فرمایا ہے کہ میرے شراب پلانا جیحون کا دل شاد کرنا اِس لیے کہ جیحون ہمارا ایک بندہ خاص الخاص ہے اُسکا راضی ہونا ضرور ہے اُسکے ہاتھ سے سب مسلمان قتل ہونگے جتنے بڑے بڑے ساحر مارے گئے ہین اُن سب کے خون کا بدلہ لیویگا مسلمانون کو شکست دیگا جیحون نے کہا اے سوفار یہ کمال تو بہت دشوار ہے میرے سوا کوئی شراب پلا نہین سکتا چالاک نے کہا ایک کمال کا تو آپ امتحان لے چکے دوسرے کمال کا بھی امتحان لے لیجیے مین نظر کردہ بزرگان ہون اب مجھے کیا افسوس ہے اور قدرت فرما گئے ہین کہ جب تو یاد کریگا ہم فوراً آوینگے جیحون نے کلید میخانہ دی چالاک گھبرایا ہوا تھا دوڑا ہوا آیا میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی سو گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین لایا گھنگرو پاؤن مین باندھے پیشواز پہنی کھڑا ہوکر گت ناچنے لگا جیحون کی اب بری گت ہے تعریفین کر رہا ہے کہ اے سوفار حقیقت مین تمپر نگاہ خداوندی ہے چالاک تعریفین سنکر خوش ہو رہا ہے کہ جھٹ پٹ اِسکو مار لون اور دریا سے بخیر و خوبی نکلجاؤن ایسا نہ ہو کوئی آفت آ پڑے گت ناچتے ناچتے جھک کر جام لبریز جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا ہر ٹھوکر پر اہل محفل پامال ہوتے ہین اور چالاک گاتا ہوا آتا ہے اس طرح بتاتا ہے کہ جیحون خوش ہو رہا ہے چالاک یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گاتا ہے

نظم

ہمین وصل کی یاد آئیگی رات
شب زلف کی عمر پائیگی رات
یہ کہتا ہے خوف شب انتظار
مگر کوئی رنگ لائیگی رات
بلائین جدائی کی ہین اور ہم
وہان آزار دیگا ستائیگی رات
وہ مہ لاکھ آنیکا وعدہ کرے
جدائی کی یون جلد جائیگی رات
اُسے خواب مین جب دکھائیگی رات
کہ تارون سے آنکھین دکھائیگی رات
شب وصل گذری اسی فکر مین
اگر ٹل گیا دن نہ جائیگی رات
خبر دیتے ہین وعدہ منتظر
توقع کسے ہے کہ آئیگی رات
یونہی ہجر کی بڑھتی جائیگی رات
قیامت کو پہلے جگائیگی رات
ہمہ یار شبخون کریگا ضرور
وہ جائینگے یا پہلے جائیگی رات
ہمین گے عمر دو روز شب ہجر
درازی قد کی بڑھائیگی رات
وہ بیکس ہون روئیگی شبنم مجھے

مرے غم مین آنسو بہائیگی رات
کبھی تو عیان ہوگی صبح امید
اُداسی ہی شمعون پہ چھائیگی رات

مین ہون کشتۂ عشق گیسوے یار
کسی دن تو پردہ اُٹھائیگی رات

چراغ لحد خود جلائیگی رات
نہ آئے اگر بزم مین وہ جلال

غزل گاتا ہوا سامنے سے آیا آگے جیجون کے سر جھکایا جیجون نے ہاتھ بڑھا کر جب جام کو لیا تو چالاک کو تکنے لگا اور شراب پر نگاہ ڈالی شراب چرخ مارنے لگی مثل خون کے سرخ ہوگئی تڑاتے کی آواز آئی جام ٹوٹا شراب گری جیجون نے کہا ارے تو کون ہی اور ہاتھ ہلایا کہ شعلہ چمکا رنگ و روغن چہرۂ چالاک سے اُڑ گیا بہ شکل اصلی ہوگیا جیجون نے جو چالاک کو دیکھا کہا ارے تو کہان یار و دیکھو تو سوفار کے ساتھ اِسنے کیا کیا کیونکر اُسکے نیچے سے چھوٹا ساحر قیدخانے مین گئے سوفار کو اُٹھا کر لائے جیجون نے دیکھا زبان مین سوزن ہی آنکھین کھلی ہوئی ہین مگر بول نہین سکتا حیران حیران دیکھ رہا ہی زبان سے سوزن نکالی گلے مین کبید ٹھسا ہوا تھا وہ نکالا تب سوفار روتا ہوا اُٹھا قدمون سے جیجون کے لپٹ گیا کہتا تھا کہ اے شہنشاہ اِس ظالم نے مجھکو ایسا دھوکا دیا کہ پکڑ لیا مجھکو قید کر آیا حضور کو مارنے آیا تھا جیجون نے کہا مجھکو کوئی نہین مار سکتا سوتے مین بھی نہ مار سکا ادھر جاگتے مین جو آیا تو کیا کر لیا آخر مین نے گرفتار کیا مگر اِسکا قید رکھنا بہتر نہین ہی فورًا امید ان خونی کی تیاری کرو اسیوقت قتل کرونگا سارا لشکر تیار رہے کماندار دن سے کھولیس ہوکر آوین اِس خطاشعار کو قتل کرین اُسیوقت ساحر تیار ہونے لگے ہر ایک کا قول ہی کہ بلا کا عیار ہی سوفار کو کیا دم دیا کہ اُسکو اپنی شکل بنا کر قید کر آیا مالک ہمارے ایسے ہی ہوشیار تھے کہ اِس مرتبہ بچے ورنہ اِسکی بڑا دھوکا دیا تھا مگر اُنھون نے پہچانا دارین استادہ ہونے لگین جلاد خنجر لیکر موجود ہوے جیجون اُٹھا سردارون سے اپنے باتین کرتا ہوا آتا ہی کہتا ہی یارو حمزہ سے مقابلہ ہی اِسکے مارے جانے کے بعد اور عیار آوینگے وہ بھی فساد بڑھاوینگے مین کس کسکی فکر کرونگا مگر میرا بھی ارادہ ہی کہ جو گرفتار ہو اُسکو فورًا قتل کرون قید نہ کرون صدہا عیار آئیگا نیا نیا رنگ لائیگا مین نے ہوشربا مین دیکھا ہی کہ عیارون نے وہ قیامتین برپا کین کہ افراسیاب ایسا ساحر کہ جسکا مثل نہ تھا عیارون نے اُسکو دیوانہ بنا دیا آخر کو اسد غازی کے ہاتھ سے مارا گیا مین ایسا دیوانہ نہین ہون کہ انکو قید کرون دیکھون تو کون آگے رہا کرتا ہی اگر سامری و جمشید آوین تو انکو بھی دیوانہ کردون مثل افراسیاب کے مین دیوانہ نہین ہون جسکو پاؤنگا اُسکو فورًا قتل کرونگا اگر انکو قید کرونگا تو انکے چھڑانے والے آوینگے کیا کیا مکر کرینگے لشکر مین میرے ہنگامہ ڈالدینگے جو افراسیاب کے ساتھ خرابیان کی ہین میرے ساتھ بھی وہی خرابیان کرینگے تو مین کیون تامل کرون سب مصاحب کہہ رہے ہین کہ حضور جو آپ نے سوچا ہی بہت معقول ہی اور وہی مناسب ہی بہت جلد اِسے قتل کیجیے جیجون میدان خونی مین آیا نقیب بیان کرنے لگا سب جلاد موجود ہین اور آوازین دے رہے ہین فر و سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؎ مرغ ر ادانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؎ کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی سر رشتۂ حیات کسکا منقطع ہوا ہی کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی

تیغے باڑھدار رکھتے ہین بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سو کو تن سے جدا کرتے ہین اے شہنشاہ ساحران حکم اول ہو ذرا سمجھ کے دیجیے گا قتل کرنا ہمارا کام ہر جلانا کام سامری و جمشید ہی کا ہی جیجون جواب دیتا ہو کہ ارے کیون گھبراتے ہو طائران تیر خون کے اِس باخطا کے پیاسے ہین لیس رہو بہت جلاؤ نہین اسی گوشے مین اِسکو قتل کرو مثل کمان خم نہ ہو مثل زبان خنجر بہم نہو یہ کہکر تیر و کمان اٹھائی بارہ ہزار تیر اندازکمانین لیکر لیس ہوے لیکن چالاک نے جو یہ حال دیکھا کہ آفتاب لب بام ہون افسوس ہو کہ ناحق کو بدنام ہون کہا ای کریم کارساز واہو رحیم بندہ نواز میرے باطن سے تو بخوبی آگاہ ہو امیدوار ہون کہ اِس بلاے ناگہانی سے مہلت ہو نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب | گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید | بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را | تو بردے جوہر کشتی رنگ را
نبارد سحوا تا نگوئی ببار | زمین ناورد تا نگوئی ببار
جہان را بدین خوبی آراستی | برون زانکہ یاری گرے خواستی
زگرمی و سردی و از خشک و تر | سرشتی بہ اندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار | کہ ہرگز نیارد خرد در شمار

ای کریم و رحیم اِس مصیبت سے نجات دے بلک کے چالاک نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل شعر از دامن دشت کوہ او رنگ + گردی برخاست تو نیار رنگ + سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا از لڑاقات ثانی سلیمان مع قمقام دیوانہ بارہ ہزار دیوانے پشت پر چوبدستین ہاتھ مین زنجیر بن ہلاتے ہوے غل مچاتے ہوے ہویدا ہوے امیر نے جو دور سے دیکھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو دار پر لٹکا ہو بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار | یکے تیغ صمصام و قمقام نام | امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان جملہ در خاک کرد | یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر نے جو نعرہ کیا قمقام دیوانہ اپنے ہمراہیون کو لیکر دوڑ پڑا دیوانون کا بلوہ جسے چوبدست مار دی پیوند زمین ہوا امیر سب کے آگے بڑھے ہوے قریب دار چالاک پہونچے جاتے ہی فوراً تیغ عقرب سے رسن کاٹی زنجیر کو قلم کیا چالاک جو چھوٹا اپنے پہلو پر آکر چالیس حقہ ہاے آتشبازی جو داغے دغاباز جلنے لگے آسمان سے گویا آگ برسی سب گرم و سرد بھولے اُن حقّون کی آگ کو چاہتے تھے سحر کرکے مٹائین ہرچند سحر کرتے تھے مگر وہ آتش اصلی جسپر گری جلنے لگا چالاک نے اِسقدر حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ تمام میدان آتش بہار کر دیا امیر لڑتے بھڑتے سامنے جیجون کے پہونچے جیجون کو سحر پڑھنا نہ ہی ایک دو تھمڑ زمین پر مارا کر زمین کانپ گئی زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے دیوانے پریشان ہوے قمقام نے پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے ہاتھ ہماری دست گیری نہین کرتے

پانوٗن ثابت قدمی سے باز رہے امیر نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا سب دیوانے پھر چابق وچوبند ہوے لڑتے ہوے چلے ساحر جنگ کو کیا جانین دیوانون نے چنگل مار مار کے سب کو زخمی کیا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کو کاٹ کھایا جسطرح جسکو پایا ساحرون کو گھس گھسکر مارا مصاحبون نے کہا ای جیجون حمزہ بھی ساحر ہی تمھارے سحر کو دفع کیا جیجون نے دیکھکر آواز دی کہ مین حمزہ کو مٹاے دیتا ہون یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا ایک زنگی صحرا سے آیا اُسکے ساتھ ایک سرود نواز تھا سرود نواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا سامنے امیر کے آیا نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد — سُن لے تو اُسکو دھیان سے قاصد
اب تو مرتا ہون جان سے قاصد — باز آ امتحان سے قاصد
دیکھے خط کیا کہے گا سُنتا جا — کچھ ہماری زبان سے قاصد
دیکھ پھر کر اُدھر سے بھی آنا — تو اِسی آن بان سے قاصد
کیا لکھون خط قلم بھی اُٹھتا ہی — کہین مجھ ناتوان سے قاصد
میری کہکر کچھ اُسکی بھی سننا — ہاے بہرا ہی کان سے قاصد
بھیجنا ہی جو یار کو پیغام — وہ کہون کس زبان سے قاصد
اُنھین کسکی خبر کو بھیجدیا — گئے دونون جہان سے قاصد
مٹگئی میری قبر اب دریار — پائین گے کس نشان سے قاصد
کیون نہ اُس ماہ تک رسائی ہو — جب ملین آسمان سے قاصد
نامۂ شوق کا جواب تو لا — ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال — جاکے اُسکے مکان سے قاصد

وہ زنگی تلوار کھینچے ہوے قریب آیا مگر وہ سرود نواز آواز اپنی صاحبقران کو سنا رہا ہی مگر صاحبقران اسم اعظم ورد کیے ہوے اُس زنگی سے لڑ رہے ہین کئی وار رد کر اسم اعظم پڑھا اور ہاتھ تلوار کا مار دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کا مارے جانا کہ وہ سرود نواز بھی جلگیا جیجون کانپ گیا کہا صاحبو اصل یہ ہی کہ حمزہ بڑا ساحر ہی میرے بڑے سحر کو دفع کیا مین جانتا تھا اِس سحر سے کوئی نہ بچیگا مگر حمزہ نے خوب دفع کیا اب مین دوسرا سحر کرتا ہون سب نے کہا حضور آپ نے سہل سا سحر کیا سحر سخت کیجیے تو پھر حمزہ نہ بچے جیجون نے صحرا کیجانب اِشارہ کیا کچھ گولے پھینکے ماش کے دانے بھی پھینکے کہ غراٹے کی آواز آئی ایک دریاے قہار و مواج لطمہ سنج آفت نہ از زور و شور سے موجہ بلند مچھلیان بھی شناوری کرتی ہوئین گھڑیال غریو کرتے ہوے اِس زور و شور سے دریا جو آگے گرا ہزار ہا سپاہی اور دیوانے اُس دریا مین ڈوبے صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا وہ دریا اُلٹا پلٹا جیجون ہرچند روکتا ہی مگر دریا کب رُکتا ہی آخر جیجون نے جسوقت خون اپنا کاٹکر دریا مین ڈالا تو دریا خشک ہوگیا بیچ مین درختون کی غائب ہوا دم بھر مین خاک اُڑنے لگی مصاحبون نے کہا یہ سحر تو آپ نے کامل کیا تھا اب دوسرا سحر کیجیے جیجون نے ایک

درخت پر چڑھکے آواز دی کہ اے سمندر جادو جلد آ حمزہ کو تسخیر کرلے حمزہ حرزہ نہ کرسکے اسوقت مین مجھے بچاے جو پکار کر جیجون نے کہا زمین شق ہوئی اور پانی زمین سے اُبلنے لگا سب دیوانے بھاگ کر پیچھے صاحبقران کے آئے تھوڑے عرصے مین عالم آب ہوگیا مگر دیوانے کانپ رہے ہین کہ آقاے سرخ ہمکو بچائیے غلام آپ کے ڈوب جاوینگے کیونکر آبرو بچا دینگے صاحبقران نے فرمایا نہ گھبراؤ حاکم بحر و بر مالک ہی وہی سب کو بچائیگا مگر تھوڑے عرصے مین تمام صحرا پانی پانی ہوگیا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک جہاز کلان آدمیون سے بھرا ہوا دھارے پر بہتا چلا آرہا ہی مگر ناخدا اُسکا پکار رہا ہی کہ جو ہمارے جہاز کو روک لے دو ہزار آدمیون کی جان بچائے صاحبقران یہ صدا سنکر بیقرار ہوگئے بڑھے کہ جہاز کو روک لون مگر دیوانے قدمون سے لپٹگئے چیخین مار مار کر رونے لگے کہ اے آقاے نامدار آپ نہ جائیے اُسی جہاز پر ایک کمرہ بند تھا ناگاہ اُسکا دروازہ کھلا ایک عورت حسین نہایت خوش آواز اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی نکلی نظم

کس منھ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا
کچھ آپ کا مزاج نہ تھا جو بدل گیا

خالق کو تھی پسند جو برگشتگی مری
پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جاے خون دہان جراحت مین پیپ ہی
کیا انقلاب ہی کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین
ہوتے ہی پیدا آنکھ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑھی کیا کیا خمیدگی
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہی آجکل
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

ہی التفات یار سے بیمار جان بلب
اچھا تو کیا ہوا ہی مگر کچھ سنبھل گیا

بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوگئے ہین تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

ممکن نہین کہ راست کبھی کج مزاج ہو
اس چرخ پیر کا نہ جوانون سے بل گیا

پھر کہدیا کچھ اُس بت وعدہ خلاف نے
پھر کچھ دنون مریض محبت سنبھل گیا

تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے
جب کوئی گل سنا تو مرا جی دہل گیا

صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین
قسمت کو کیا کرینگے اگر دل بہل گیا

مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم
مضمون کی تازگی سے مرا دل بہل گیا

اِس خوش آوازی سے اُسنے یہ غزل گائی کہ صاحبقران قصد کرتے ہین کہ اپنے کو جہاز پر پہونچا دین اِس نازنین سے بات کرون پروانہ نے جو آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران طرف جہاز کے جاتے ہین مگر جس مقام پہ قدم رکھتے ہین پانی سوکھ جاتا ہی خاک اُڑنے لگتی ہی پروانہ نے پکار کر کہا کہ اے شہریار اسم اعظم ورد زبان رہے صاحبقران نے جو اسم اعظم پڑھا جہاز نے چرخ مارا وہ نازنین چلائی کہ یا صاحبقران مجھکو ڈبو دیجیے گا کنیز کا یہ جہاز ہی ذرا التصور تو فرمائیے کہ مین راہ دور و دراز طی کرکے براے ملاقات آئی تھی لیکن یہان آکے یہ رنگ دیکھا کہ آپ ہمارے افسر سے لڑ رہے ہین اب دوسرا یہ ستم کرتے ہین یہ آپ کیا پڑھتے ہین ہرگز نہ پڑھیے ہرچند وہ نازنین چیخی مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھے گئے جب قریب کنارے کے پہونچے صاحبقران نے

اسم اعظم بآواز بلند پڑھا جہاز چرخ مار کر ڈوبا پانی خشک ہونے لگا دم بھر مین وہ دریا بھی غایب ہوا اُس دریا کے مٹنے پر جیجون بہت گھبرایا مصاحبون سے کہتا ہی کہ حمزہ بڑا ساحر ہی دیکھو کونسا سحر دفع کیا اِس سحر کو کوئی دفع کرسکتا ہی حمزہ ہی کا کام تھا مصاحبون نے کہا دریافت تو کیجیے کہ کونسا سحر حمزہ کرتا ہی یہ سُنکے جیجون نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک تیلی سنہری نکالی اُسکو سامنے کھڑا کیا اُس سے پوچھا کہ حمزہ کیونکر دفع سحر کرتا ہی تیلی ہنسی مثل انسان کے گویا ہوئی کہ ای جیجون ابھی تو واقف نہین ہوا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اُسی سے دفع سحر ہوتا ہی کوئی سحر ایسا نہین ہی کہ دفع نہ ہو جائے ای جیجون اگر کچھ جرأت رکھتا ہی تو حمزہ سے مقابلہ کرین بھی کد و کوشش کرونگی یہ جو تیلی نے کہا جیجون تلوار کھینچکر اسم سحر پڑھتا ہوا چلا مگر پروازجادو کہ آسمان پر اُڑ رہی تھی اُسنے دیکھا کہ تیلی مسکرا رہی ہی فورًا ابرق گرائی وہ برق تڑپ کر گری تیلی کے دو ٹکڑے ہوے اور جلنے لگی جلکر خاک ہوئی خاک بادفنا مین اُڑ گئی جیجون قریب صاحبقران کے پہونچا وار تلوار کا کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر سپر پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا جیجون نے چاہا سپر پر روکون مگر تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار دست زبردست صاحبقران عالیوقار جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوے جیجون نے اپنے کو گرا دیا زمین مین غلطک مار کر پری وار پیدا کیے پروازجادو نے آسمان سے سحر کیا کہ جیجون لڑکھڑا کر گرا امیر نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیجون دریابار کے دو ٹکڑے ہوے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من جیجون دریابار ساکن عنظلی آباد بود اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا قمقام دیو انے نے قیامت برپا کردی کئی لاکھ ساحر مارے اور مقبل نے بھی تیر سے کئی ہزار آدمی گرائے اور چالاک نے حقہ ہاے آتشبازی خوب مارے چندکس جو باقی رہے وہ فریاد کرنے لگے امان مانگتے تھے بہتون نے تنکے اپنے منھ مین دبائے کہ ای شہریار معاف کیجیے امیر نے ہاتھ تلوار کا روکا مگر دیوانہ نہین رکتا چو بدست ہلاے جاتا ہی ساتھ والے لڑ رہے ہین امیر نے آکر قمقام کا ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ ای قمقام تامل کرو بانی فساد مارا گیا وہ سامنے دیکھو لاشۂ جیجون پڑا ہی اِن فوج والون کو امان دو دیکھو کسطرح فریاد کر رہے ہین انکو امان دینی چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ سب بھاگ جاوین تب قمقام نے ہاتھ روکا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے چالاک سے پوچھا تم کیونکر یہان آکے پھنسے چالاک نے کہا ایک کافر مدد لپسران نوشیروان کو آیا ہی بہت سردار زخمی کیے کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا ہی مین حضور ہی کی تلاش مین نکلا تھا یہان جو لشکر اِسکا دیکھا کئی بار عیاری کی مگر شومی طالع سے گرفتار ہوا کہ حضور وقت پر پہونچے اب جلد لشکر مین چلیے ایسا نہ ہو کہ ناچار ہو کے بادشاہ مقابلہ کرین صاحبقران نے رات ہی کو لشکر تیار کرایا اُسیوقت روانہ ہوے مگر کفار رنبلی پوش چار دن سے برابر میدان داری کر رہا ہی کئی سردار زخمی کیے تاب نہین لیتا بادشاہ نے یہ بھی چاہا کہ تا وقت تشریف آوری صاحبقران مہلت لین اور اُس مغرور نے ظاہر مین مہلت بھی دیدی میدان کارزار مین کہکے گیا کہ طبل جنگی نہ بجواؤنگا مگر جب اپنی بارگاہ

مین پہونچا تو بختیارک سے صلاح کی بختیارک نے یہ بات تجویز کی کہ مہلت نہ دو اب مسلمان دبے ہین بیشک تا آنے حمزہ کے تم فیصلہ کر لوگے بڑے لطف سے جنگ کرتے ہو تمھاری جنگ ہمکو پسند آئی بختیارک نے جو تعریف کی خوش ہو گیا اُسیوقت طبل جنگی بجوایا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار جمع ہین صلاح ہو رہی ہی کہ ابتو مہلت لے لی ہی یقین ہی کہ اب طبل جنگی نہ بجویگا صدائے طبل جنگی جو بادشاہ نے سُنی فرمایا کہ نقارہ کیسا بجا ہی سرداروں نے عرض کی ہرکارے آتے ہونگے حضور ظاہر تو یہ ہی کہ اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہوگا آپ سے ظاہر مین تو اقرار کر لیا مگر یہ کافران عہد شکن ہین اُنکی بات کا کیا اعتبار یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ رو ئیدہ باشد بہ باغ ✚ گل سرخ تا بر چو روشن چراغ ✚ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✚ نگین سعادت بنام تو باد ✚ شہریار کی عمر دراز ہو اور دشمن کو سوز و گداز ہو ای شہریار کفار نیلی پوش نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو بادشاہ نے فرمایا اُسنے عہد کے سراسر خلاف کیا لندھور نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین غلامان راسخ الاعتقاد مقابلہ کرینگے ایک طرف سے مالک و بہرام اُٹھے اُنھون نے بھی یہی عرض کی کہ انشاءاللہ کل کافرون سے سمجھ لین گے پسران نوشیروان کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا مقام افسوس ہی کہ ہمارے آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین اور اِس بجیا کا ستارہ اوج پر ہی جب میدان داری کرتا ہی سرداران نامی زخمی ہوتے ہین لندھور نے مکرر عرض کی کہ کل غلام مقابلہ کریگا دو دستی گرز مارونگا ہڈیان تک نہ ملینگی لاکھ خاک چھانی جائے مگر ایک ریزۂ استخوان دستیاب نہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا اصل یہ ہی کہ آپ لوگ سب جانباز اور سرفروش ہین لیکن صاحبقران کو خدا نے افسر قرار دیا ہی اُنکا نہ ہونا باعث بربادی لشکر ہی یہ مناسب نہین کہ ہم طبل جنگی نہ بجوائین کفار تو ارادہ کرے اور ہم تامل کرین آپ سب صاحب اگر اجازت دین تو مین خود نکلکر مقابلہ کرون انشاءاللہ بہ یک ضرب شمشیر پیوند خاک کر دونگا لاشونسے میدان بھر دونگا ہرکارون نے عرض کی کفار کہتا تھا مہلت دو مگر بختیارک نے ایسی طعن و تشنیع کی کہ اُسنے طبل جنگی بجوایا خدا بدعت کفار سے بچائے سبنے کہا ہم آپکو میدان مین ہرگز نہ جانے دینگے ہم لوگ جاکر لڑینگے صاحبقران آکر فرماوین گے کہ بادشاہ لشکر کو لڑنے دیا تم لوگ کیون نہ لڑے ہم لوگ مطعون و بدنام ہونگے ہم لوگ یہ چاہتے ہین کہ حضور ہماری سرپرستی کرین ہم مصروف جانبازی رہین کہ صاحبقران کے سامنے منھ روشن ہو غرض یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نسیم سحری چلی لیلی سیاہ پوش شب پردۂ مغرب مین مخفی ہوئی مجنون روز پردۂ دشت مشرق سے نمایان ہوا صحرائے چرخ زبرجدی مین آکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تجھسے نہین مجھے دل و جان کوئی تو عزیز
پیاری ہی مجھکو اک نگہ لطف اے عزیز

ہم اپنا خون بخشدین کیون ای فلک جسے
رو دشت بزم مین کرے اک جام ہی عزیز

ہکدر دسے امید ہو کیا دل سے جب مرے
تاثیر اپنے نالے کی کرتی ہو تو عزیز

پہلو مین وہ بٹھاتے ہین جنکے ہو پاس دل | مین بھی عزیز ہون مری خاطر بھی ہو عزیز
سب جیتے جی کے تھے کوئی کسکا ہو بعد مرگ | تا قبر دیکھین آتے ہین کو دوست کو عزیز
تنہائی فراق مین کیا دینگے میرا ساتھ | اِس مرحلے کو کر نہین سکتے ہین طی عزیز
بلبل وہ ہون کہ سارے چمن کا ہون دوست مین | گل سے زیادہ سبزۂ بیگانہ ہو عزیز
تصویر اپنی مجسے نہ اے یار مانگنا | واللہ تجھسے ہو تو یہی ایک شی عزیز
کہتی ہو کوسے یار مین میت جلال کی | آکر عزیز کر مری مٹی تو اے عزیز

جلوۂ نیر اعظم سے تمام میدان نورانی و منور ہوا معلوم ہوتا تھا کہ تمام عالم روشن ہو ذرّونکی چمک سے وہ میدان رشک دہ گلشن ہو یکایک فوجین میدان مین آئین صفین جمنے لگین نقیبان بلند آواز نکلے پہلے سرود بجاے پھر گنگنا کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار | تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو | ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعزّ و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردار رنگین | عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام | ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین | کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جنپہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس | آجکل وہ لب جو جغد کا ہو آئینہ دار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے | مسکن فاختہ ہو قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت | ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانیدو باشندونکو دان کے دیکھو | تکیۂ گور و گوزن آج ہو ہر اِک کا مزار
سینہ پر ز تمنا و بلب مہر سکوت | نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو ✢ | کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو ✢
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین | طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

اِن اشعار کو سُنکر بہادر جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ آج تو وہ تلوار چلے کہ کفار کو بھی معلوم ہو سب سے زیادہ سندھی بگڑے ہوے ہین ہر ایک یہی کہتا ہو کہ سب کو تلوار کے گھاٹ اُتار دینگے بڑھکر تلوارین مارینگے آج ہمکو صورت فتح معلوم ہوتی ہو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوتا ہو ہم لوگ خانہ جنگیان لڑے ہوے ہین ایسے معرکے پڑے ہین کہ کفار گھونگھٹ کھائین سامنے سے بھاگ جائین کہ اُدھر سے دیکھا کفار اچھی بنا ہوا آگے بڑھا ہوا بجنتیارک سے کہتا ہوا آیا کیون ملک جی تمنے طرز جنگ بابدولت دیکھا اب تمکو معلوم ہوتا ہو کہ لڑائی فتح ہوگی بجنتیارک نے کہا اے کفار مین کیا کہون میرا تو دل کانپ رہا ہو آج آواز حمزہ کان مین آرہی ہو تمھاری قضا اُسی کے ہاتھ سے معلوم ہوتی ہو کفار نے بجنتیارک کو جھڑک دیا کہا ملک جی چار دن سے جنگ کر رہا ہون ہر روز مین

مظفر و منصور پلٹا مگر مسلمان ایسے جری و بہادر ہین کہ ہر بار دند لڑنے پر آمادہ ہین دوسرا لشکر ہوتا تو شکست فاش ہو جاتی بھاگنے کی تلاش ہوتی مگر مسلمان جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہین اسوجہ سے جمے ہوے ہین بڑے ثابت قدم ہین مگر دو دن کے بعد کسی کا عدم وجود نہ ہوگا کل ممالک پر قبضہ کر لیجیے مین سب جگہ ساتھ دونگا ہر ہر شہر پر قبضہ کرا دونگا اول یہان سے ملک مدائن چلیے پھر جا بجا ملکون پر قدم رنجہ فرمائیے مجھکو ہمیشہ کے لیے سپاہ سالار لشکر کیجیے ہر مقام پر لڑونگا جس مقام پر کوئی سرکشی کریگا اُسکو سزا دونگا اور بادشاہون کو فرمان پہونچاؤن گا جو عذر کریگا اُسکو معزول کرونگا اُسکے مقام پر دوسرا بادشاہ مقرر کرونگا شاہزادے خوش ہو رہے ہین مگر بختیارک منھ بنا کر جواب دیتا ہو کہ شاید یہ خواب تمنے دیکھا ہو اِسکی تعبیر یہی ہو کہ جب آنکھ کھلی تو ہیچ بشاخہ ہاتھ مین حمزہ کے آنے کی دیر ہو ای کفار نیلی پوش ہمارے شاہزادے اگر ایسے صاحب اقبال ہوتے تو ابتک ملکون پر قبضہ کر لیا ہوتا جو ملک قبضۂ مسلمانان مین آئے حمزہ تو بڑا مقبل ہو اُن شاہون کو مسلمان کیا اعتقاد اُنکے دل مین جم گئے وہ ایسے نہین ہین کہ اب تمھاری اطاعت کرین یقین ہو کہ نام کفار مشکر برہم ہون آٹھ پہر آمادہ ہین کہ طرفین صاحبقران کے لڑین کافرون سے معرکے پڑین ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ آج کی جنگ یادگار رہیگی دیکھین کون کون لڑتا ہو کس کس سے معرکہ پڑتا ہو جب نقیب نقابت کر کے ہٹے کفار نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے پسران نوشیروان کے آیا کہا ای بادشاہ جمجاہ اجازت میدان ملے آج نامی لوگون کو قتل کرونگا بختیارک ہنسا کفار نے پوچھا ملک جی کیا ہنسے بختیارک نے کہا مین خیال کر کے دیکھتا ہون آج کچھ تمھارا چہرہ اُترا ہوا ہو ملک الموت آ چکے حقیقت مین جو خیال کرتا ہون تمھارے چہرے پر اُداسی چھائی جاتی ہو کفار نے منھ پھیر لیا کہا ملک جی بڑے بدزبان ہو جو چاہتے ہو وہ کہتے ہو ہم تو کچھ تمھاری بات کی حقیقت نہین جانتے دیکھیے آج کیا قیامتین برپا کرتا ہون جو تمھارے نزدیک سب مین بڑا ہو اور جری و بہادر ہو اُسکا نام بتاؤ اُسکو جا کر پکار دن چشم زدن مین قتل کرون بلکہ کہو تو مشکین باندھکر لاؤن مگر مسلمانون کا تار بندھ جاتا ہو ایک کے بعد ایک آتا ہو بڑے جانباز اور سر فروش دریاے جرأت کے نہنگ ہین ہر صرصر فرامرز نے کہا ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان تم اِس زرد موکی بات کا خیال نہ کرو یہ ایسی ہی باتین بنایا کرتا ہو کفار نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پہلے آ کر سلحشوری دکھائی پھر پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر چاہتا ہون کہ آج وہ بہادر نکلے کہ جو اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہو لندھور ہاتھی سے کود کے اُدھر بادشاہ نے مرکب طلب کیا لندھور نے آ کر پایۂ تخت پر سر رکھدیا کہا ای شہریار مین آپ سے بہت شرمندہ ہون آپ کو میدان مین ہرگز نہ جانے دونگا آج مین سر قدم اقدس پر نثار کرونگا دیکھیے تو اِس مغرور کا کیا حال کرتا ہون بادشاہ نے فرمایا مین اب آمادہ ہو چکا مجھی کو جانے دو ایک طرف سے مالک و بہرام آئے پایۂ تخت سے لپٹ گئے مالک نے کہا ای شہریار آج غلام کی نیزہ بازی دیکھیے بہرام نے کہا غلام میدان مین جائیگا

چالیس سرداران نامی قریب تخت شاہی کے آئے ہر ایک کا قول تھا کہ ہم جاکر لڑین ہمسے معرکے پڑین تب کافرون کو حال کھلے اب بادشاہ حیران ہین کہ کیا کرون کسکو اجازت دون ان شیرونکو کیونکر روکون جب مایوس ہوے تو دعا کرنے لگے کہ ای مسبب الاسباب کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ مین ان سب سے سرخ رو رہون شرمندہ نہون ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر سب سردار آمین آمین کہہ رہے ہین مگر لندھور ہر مرتبہ عرض کرتے ہین کہ حضور کیون پریشان ہوتے ہین مجھکو اجازت دین مین اس بدزبان سے سمجھ لونگا خدا چاہیگا تو شکست دونگا مگر بادشاہ یعنی قباد شہریار عالم اضطرار بیقراری مین فرما رہے ہین کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر اور ان کافرون کی بدعت سے بچالے بواسطۂ بزرگان دین اس گنہگار کی دعا کو قبول فرمالے

نظم

دخل ہو دونون کو اول سے خدا کے راز ہین
موم تھا آہن بھی ایسا در رشتہ آواز ہین
کام اژدر کیا اکھاڑا آپ نے خیبر کا در
مار کر زندہ لقیبری کو کیا ہفتا دبارہ
انتناع نغمہ جس محفل مین وہ بادی کرے
روضۂ اعلیٰ ہو روشن مثل برج آفتاب
رفعت شہ کا ہو واصف طائر مضمون مرا
پہلوے بشکستہ زہرا کا رہتا ہو خیال
فی الحقیقت قدرت خالق کا وہ قایل نہین
وصف حیدر سے گل مضمون یہ رنگین ہین امیر

مصطفیٰ سے مرتضیٰ کچھ کم نہین اعجاز ہین
کم نہ تھے مشکلکشا داؤد سے اعجاز ہین
نور یہ انجام مین تھا اور وہ آغاز ہین
تھے سوا عیسیٰ سے شرد رجہ وہ اعجاز ہین
پھونک دے زہرہ کو گردون پردہ ہای ساز ہین
چادر منہ کا ہو عالم فرش پا انداز ہین
نسر طائر سے ہو بالاتر کہین پرواز ہین
ورد کا پہلو نہ کیونکر ہو مری آواز ہین
جسکو شبہہ ہو رسول اللہ کے اعجاز ہین
بلبل شیراز کو بھی وجد ہو شیراز ہین

بادشاہ جمجاہ کا مرکب تیار سامنے موجود ہو اور سردار عجز کر رہے ہین کہ ہمکو رخصت دیجیے مگر کفار کہ میدان مین کھڑا انتہا غرور مین اپنے آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان آج کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا مین خود آتا ہون بادشاہ نے منھ پیٹ کر کہا ای حاضرین وقت کیون ذلیل کراتے ہو کفار کیا کیا کلمے کہہ رہا ہو مجھسے اب نہین سنے جاتے مجھی کو اجازت دو سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری کیا مجال ہو جو آپ کو اجازت دین آپ معاف فرمایئے ہم مین سے ایک کو حکم دیجیے بادشاہ نے فرمایا سب کو مین صرتے مین برابر سمجھتا ہون مین کیونکر حکم دون سب صاحب ہٹ جاوین ایک شخص لایق مقابلہ کفار کھڑا رہے تو مین اسکو اجازت دون آپ سب صاحب کھڑے ہین سب اجازت کے خواہان ہین کفار نیلی پوش بلبلا رہا ہو مقابلے مین بلا رہا ہو لہذا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ سب صاحب مجھی کو رخصت دین سب سردار رونے لگے کہ ای شہریار آپ کو تو نہ جانے دینگے مقام افسوس ہو کہ ہم لوگ زندہ رہین اور حضور کو اجازت دین کہ آپ جاکر کافر سے لڑین ہم سب جانباز ہین اسیواسطے ملازم ہوے ہین کہ سینہ سپر رہین کسی مقام پر کمی نہ کرین تاکہ ہمارا اور حضور کا باعث سبکی نہ ہو یہ سنکر بادشاہ نے بیقرار ہوکر پھر ہاتھ اٹھائے اور پکار اٹھے کہ ای خالق بیے نیاز خدا ای

نظم

رب چارہ و سازندہ و کر
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے
تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا و دیگر
دعاے کند من کنم مستجاب
ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے

اے رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر یہ سرداران نامی اور پہلوانان گرامی جری و بہادر اس زخمداری مین خواہان رخصت و جویاے جنگ ہین ہین کیونکر انکو اجازت دون کہانتک خاموش رہون بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان پشت پر قمقام دیوانہ چالاک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے صاحبقران گھوڑے کو اڑائے ہوے آتے ہین پشت پر سب دیو انے صاحبقران نے جو دیکھا کہ بادشاہ تخت سے الگ کھڑے ہین اور سب سردار ہاتھ باندھے ہوے کچھ عذر کر رہے ہین ادھر ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال میدان مین جھوم رہا ہی اور مبارزطلبی کر رہا ہی صاحبقران نے وہین سے گھوڑا اپنا بڑھایا اور نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ باش او کافر خاسر کیا لاف و گزاف کر رہا ہی مین تیرے مقابلہ مین آتا ہون یہ کہکے پھر نعرہ کیا اور گھوڑے کو ایڑ دی نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

نعرہ کرکے سامنے کفار کے پہونچے کفار نے پوچھا کیون حمزہ کہان بھاگ گیا تھا صاحبقران نے فرمایا بھاگ جانا کام نامردون کا ہی مین براے حل مشکل قمقام گیا تھا مین ملک الموت جان کافران ہون اب انکی روح قبض کرکے پلٹا تمپر مسلّط ہوا ہون اب تمھاری روح قبض کرونگا کفار نے کہا حمزہ مین چار دن مین تیرے لشکر کا خاتمہ کر چکا ہون تیری تو فکر مین تھا خوب وقت پر آیا صاحبقران نے فرمایا او مردود مین کیون نہ آتا قابض ارواح کافران ہون جب تیرا وقت موت قریب آیا تب پروردگار نے مجھکو بھیجا اب تو اپنے کو بچا دیکھون کیونکر بچتا ہی کفار نے یہ سنکر نیزہ مارا صاحبقران زمان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دیے ہاتھ نکالکر یا حافظ حقیقی کہکر ہاتھ مار اترپ کے جو برق شمشیر گری خرمن حیات کفار کو جلا دیا دو ٹکڑے ہوا مرنا کفار کا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سب لینا لینا کہکے آپڑے سب کے پہلے قمقام دیوانہ پہونچا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ یارو بہت جلد چلو آقا سے سرخ گھر گئے سب دیوانے آپڑے پھر بادشاہ جہاد قبا دشہریار مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوکے آئے نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

بہار گلستان کاؤس و جم
منم قاتل کافران جہان
منم شاہ شاہان فریدون حشم
گل نخل بستان صاحبقران

ایک طرف سے لندھور کا نعرہ ہوا ہندی بڑے زور و شور سے آگے گرے ولائتیان ہاتھون مین چھکیت بکبت لڑے بھڑے کٹے پھٹے اسوجہ سے شرمندہ تھے کہ مدتون کافرون کے ساتھ رہے اب تو مسلمانون کی مدد کرین نو لاکھ ہندیون کا لشکر عادل شیر دل اور

فاضل شیر دل پہلوان اور نگ و پہلوان گور نگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ و دولت آبادی
پہلو پر لند ھور کے جنگ کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے نعرہ مالک ہوا کہ منم شہنشاہ نیزہ بازان
نعرہ منم مالک اژدر خشمگین ٭ سپہ دار در لشکر اہل دین ٭ پشت پر اسی ہزار نیزہ دار لبیس عرب اور
قیس عرب سپہ سالاران لشکر مالک لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے بہرام آکر گرا
اسکے اسی ہزار جوان سجے سجاے تلوارین کھینچے ہوے جھکے لڑنے لگے ایک طرف سے نعرہ ہوا نعرہ جمہور
جمہور جہانسوز شہنشاہ تبرزن ٭ نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن ٭ ساٹھ ہزار جوانان طرطوسی
تبرہاے زرین ہاتھون مین جمے ہوے لڑ رہے ہین اُن جوانان شیر دل نے صفون کو درہم و برہم
کر دیا بادشاہ جہجاہ نے جو دیکھا کہ صفین پراگندہ ہوئین گھوڑا اُڑا کے طرف پسران نوشیروان
کے چلے پہلوان بڑھ بڑھ کے قباد کو روکنے لگے جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو
پہلوانون کو مار کر قریب تخت پہونچے گھوڑے کو جو اُڑایا گھوڑے نے دونون ٹاپین ہاتھی
کی مستک پر رکھدین فیلبان نے گھوڑے کو ٹہکا مار دی گھوڑا اُلٹ گیا بادشاہ گرے لوگ
ٹوٹ پڑے تاجدارون نے بہت کد و کاوش کی مگر گلیم گوش نے حلقہ ہاے کمند مار کر گرفتار
کر لیا بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے سرداروں کو اپنے
دیکھتے ہوے ایک ایک کی تعریف کرتے ہوے کہ بھائیو کیا خوب جنگ کی ہو سردار سلام
کرتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ جب حضور ہمراہ ہوتے ہین تو ہمسے جنگ بن پڑتی ہو حضور
اس ہفتے مین نہ تھے ہر روز لشکر پر شکست ہوئی مگر بختیارک ایسا حرامزادہ ہو کہ شکست فاش
نہین ہونے دیتا طبل بازگشت بجوا دیتا ہو آج شکست کو اُسنے بچا دیا ورنہ شکست فاش
ہوتی کافرون کو بھاگنے کی تلاش ہوتی صاحبقران نے فرمایا سب آئے مگر بادشاہ نہین آئے
کہ ملازمین مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو زخمی لیکر آئے اور عرض کی کہ بادشاہ گرفتار ہو گئے امیر کو
بڑا قلق ہوا مگر ہرمز و فرامرز شکستہ و خستہ پلٹے بارگاہ جمشیدی مین آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین
ہرمز و فرامرز نے کہا اگر تم سب صاحبون کی صلاح ہو تو ملک ہاماوران پر چلین کیونکہ
خاقان گرد ون اساس کہ رہا ہو کہ میرے ملک پر چلیے آج شب کو شبخون مار و قباد کو بھی
لیکر نکل چلو اور چلکر وہان انکو قتل کرو بختیارک نے کہا کہ ہلال زرین تاج بیٹھے ہوے
ہین فرامرز عاد مغربی لشکر مسلمانان مین قید ہو اگر حضرت گلیم گوش صاحب کچھ جرأت کرین
کہ اُسکو چھڑا لادین تب لشکر کا اہتمام ہو ورنہ باعث خرابی ہو اگر وہ ساتھ ہوگا تو بڑی مدد
پہونچے گی بہارستان مغرب کے لوگون کو بلوائیگا ایسی جنگ پڑیگی کہ مسلمانون کو ضرر
پہونچے گا ہلال زرین تاج نے جو یہ سُنا نہال ہو گیا کہا ملک جی یہ صلاح بہت معقول ہو
سہیل عاد مغربی عیار فرامرز کا جو کھڑا تھا اُسنے کہا ملک جی اگر حکم پاؤن تو مین فرامرز کو
رہا کر کے لاؤن مین انکا عیار ہون کیا مجبور و ناچار ہون اپنے کو پہونچاؤن جو سوار و
پیدل گرد ہین انکو قتل کرون ہلال زرین تاج نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور کہا
اے سہیل یہ مالا تمھاری نذر ہو مین تمکو دولت دنیا سے نہال کرونگا دامن مدعا تمھارا

دامن

جواہرات سے بھرونگا سہیل اسیوقت روانہ ہوا گر گلیم گوش کو یہ ناگوار ہوا کہا سہیل کی کیا مجال ہی کہ جا کے عیاری کرے اور فرامرز کو لائے مگر مین اسکی مدد کو جاتا ہون جہان کہین روکا ٹوکا جائیگا تو مین مدد کرونگا عیاران اسلام میرے نام سے ڈرتے ہین یہ کہکے چالیس پیک بچون کو ساتھ لیا جنگل مین آکر چھپا مگر سہیل عاد مغربی صورت بدل کر لشکر اسلام مین آیا آگے پھرنے لگا دور سے دیکھا کہ ایک خیمے مین فرامرز قید ہی چند سوار بیٹھے ہین بیچ مین ایک گھڑا رکھا ہی اسپر ایک چراغ روشن ہی سولی ہورہی ہی پلڑا ہی کوئی چھ سات کا داؤن بدرہا ہی کوئی آٹھ نو کی شرط لگا رہا ہی ایک کہتا ہی چھ آئے دوسرا کہتا ہی سات ہین بھئی سات تیسرا کہتا ہی اندھے ہو اچھے خاصے آٹھ نو پڑے ہین چوتھے نے پکار کر آواز دی نو کا میرا داؤن ہی دیکھو تو بارہ و نو ہین ایک نے دوسرے سے کہا ابے کیسی پھنکائی پھینکتا ہی تیرہ سولہ کی کوڑی پھینک تو داؤن لگین کیسا کچا جواری ہی مین نے تیرے ہاتھ پر بڑی بازی ہاری ہی سب روپیہ تجھسے بھر لونگا سہیل عاد مغربی نے جو یہ معرکہ دیکھا کنارے آکر ایک مالن کی شکل بنا ایک تھالی مین پھول رکھے تھالی پھول کی ہاتھ مین لیکر چمکتا مٹکتا ہوا چلا ناگاہ جوانون نے دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت زیور مین پھولون کے غوطہ زن سینے پر اُبھار رنگین ساری کی بہار آدھی ساری باندھے اور آدھی اوڑھے ہوے آتی ہی کنگھی چوٹی سے آراستہ مانگ مین سیندور بھرا ہوا ماتھے پر ٹیکا کانون مین جھمکے جھالے پہنے جنکے سرے کاندھون پر پڑے ہوے گلے کا طوق ہر جوان کو مسلسل کرتا تھا کلائیون مین گجرے لاکھ کی چوڑیان پہنے پاؤن مین گلٹ کے جھانجھے مالن نے جوانون کے غول سے نکلتے نکلتے ایک جوان پر چھپکا مارا اور مسکرا کر چلی جوانون نے دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہی بیقرار ہوگئے پکار کر آواز دی اے بی جانے والی ذرا ادھر تو دیکھو تو ہمسے بھی ملاقات کرلو ہار بیچوگی ہم بھی تمھارے پُرانے خریدار ہین مالن نے پلٹ کر دیکھا ہنسکر جواب دیا میری دیوری کو روزہ لگے ہین ہین شوالے مین پوجہ کرنے جاتی ہون ایک جوان نے پکار کر کہا اے بی یہان آؤ ہمکو بھی پرشاد دو یہین پوجہ کرلو تمھاری دیورانی کے لڑکا ہوگا دوسرے جوان نے کہا تمھارا نام کیا ہی مالن نے منھ پھیر کر جواب دیا مین ابھی نئی نویلی ہون مگر مشہور چنبیلی ہون نام بتا کر مالن کھڑی ہوکے سب سے لڑنے لگی گالیان دینے لگی کہا نگوڑو تمھین میرے نام سے کیا مطلب کیا کوئی ٹوٹکا کروگے تمھاری آنکھین پھوٹین کن نگاہون سے مجھکو دیکھا کہ سر مین درد ہونے لگا آنکھین مثل مشعل کے روشن ہین اتنا کہنا کہ ایک جوان نے بڑھکر تھالی سے پھول لیے دوسرے نے جھپٹ کر مو ہن بھوگ لیا جب تو مالن نے تھال رکھدیا کہا مین صاحبقران زمان سے فریاد کرونگی کہ آپ کے لشکر مین آکر لٹ گئی سامنے گاؤن مین میرا مکان ہی مگر وہ سوار کب خیال کرتے ہین موہن بھوگ آپس مین تقسیم کر لیا جسنے کھایا وہ بیہوش ہوکر گرا تھوڑے عرصے مین چالیس نگہبان ستھے سب بیہوش ہوے اب سہیل نے سب کے سر کاٹ ڈالے اندر خیمے کے آکر دیکھا فرامرز بیٹھا ہوا ہی

مگر ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھہ پانؤ مین ہین سہیل نے آکر سلام کیا کہا ای قاتل نامدار مین نے خدمتگار تمکو
قتل کیا تب آپکے پاس پہونچا قید کاٹ دون تشریف لے چلیے آپ کے والد بہت بیقرار ہین
آپ وو انہ تنک ترک ہو فرامرز نے کہا ای سہیل تو نے برا کیا مین قید سے حمزہ کی نہ جاؤنگا
مین نے اب تک یہی ضد رکھی ہو کہ جب حمزہ نے مجھکو بلایا اور سوال اسلام کیا مین نے اُسے
جواب دیا کہ آپ مجھکو قتل کیجیے مین مسلمان ہرگز نہ ہونگا ہر چند کہ حمزہ نے دلایل بہ ثبوت
مذہب اسلام بیان کیے کہ مین جواب سے عاجز رہا اور خاموش ہو گیا ای سہیل خیال یہ ہو
کہ مذہب اسلام بہت سچا مذہب ہو مگر مردان عالم نے جو زبان سے کہا وہ کہا لیس میرے
جسم پر قید حمزہ عیب ہو اسکو کوئی جدا نہین کر سکتا اور اگر مجھکو لیجاؤگے تو بہت پچتاؤگے
سہیل نے کہا مین تو آپ کا غلام قدیم ہون بغیر حکم حضور کیونکر لیجاؤنگا جو حکم ہوگا وہی بجا لاؤنگا
یہ کہکے سہیل نے عطر بیہوشی نکالا کہا یہ عطر ہو اسکو ملاحظہ فرمائیے فرامرز نے جو عطر سونگھا وہ عطر
آغشتہ بہ داروے بیہوشی تھا فوراً بیہوشی نے تاثیر کی فرامرز بیہوش ہوا سہیل سوچا وہان دربار
مین انکے والد موجود ہین وپسران نوشیروان کسقدر انکا پاس کرتے ہین اُنکے سامنے کچھ نہ
کرسکین گے ضرور حکم شاہزادگان ایران وتوران بجالائین گے یہ سوچکر پشتارہ باندھا
پشت پر پشتارہ لگاکے سہیل لے چلا جسوقت یہ خیمے سے باہر نکل گیا چالاک بن عمرو کہ
انتظام طلاے پر تھا پھرتا ہوا اسطرف آیا کئی آوازین دین جب آواز نہ آئی تو یہ ٹہلتا ہوا
قریب آیا دیکھا نگہبانون کے سر کٹے پڑے ہین نگہبانون کو جو مقتول دیکھا گھبرا گیا اندر
خیمے کے آیا دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین گھبرا گیا جی مین کہتا ہو ای چالاک بڑا غضب
ہوا معلوم ہوتا ہو کوئی فرامرز کو لے گیا حیران ہوکر نقش پا کو دیکھتا ہوا چلا جب صحرا مین پہونچا
تو دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہو چالاک نے للکارا کہ او عیار مکار کہان جاتا ہو
سہیل نے جو چالاک کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اکیلا ہو سہیل نے پشتارہ زمین پر رکھدیا تپنچہ
لیکر پلٹا اور پکارکر کہا [illegible] ای چالاک مجھکو کیا حلوا سمجھا ہو میرے پیچھے آتا ہو جو اپنی زندگی
کا خواہان ہو تو پلٹ جا مگر چالاک کب سنتا ہو فوراً جا پڑا آپس مین نیمچہ چلنے لگا صحرا کا سناٹا
دونون آپس مین لڑ رہے ہین مگر گلیم گوش کہ صحرا مین آکر چھپا تھا چالیس پیک بچے اسکے ساتھ
ہین یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین چالاک نے لڑتے لڑتے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا سہیل
کے دو ٹکڑے ہوے جھک کر دیکھنے لگا کمند ہین اُسکے بازوون سے کھولین خنجر کمر سے نکالا
اتنے عرصے مین گلیم گوش نے آکر پشتارہ فرامرز کا اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا چالاک نے
دیکھا کہ گلیم گوش چالیس پیک بچون سے ہو اور مین اکیلا ہون کیا کرونگا ناچار ہوکے
ٹھہر گیا یہان کی دربار پسران نوشیروان مین صبح کا وقت ہو سردار آتے جاتے ہین بختیارک
بیٹھا ہو مرتبہ ہلال زرین تاج سے کہتا ہو کہ کیون ای شہریار سہیل گیا تھا پلٹ کے نہین
آیا ہلال کہتا ہو کہ وہ عیار طرار ہو خالی نہ پلٹےگا یہ ذکر تھا کہ نرنگ کی آواز آئی سب دیکھنے
لگے دیکھا گلیم گوش پشتارہ بدوش آتا ہو چالیس پیک بچے سب پیچھے کھینچے ہوے ساتھ ساتھ

ہین گلیم گوش نے آکر پشتارہ رکھا ہلال نے دوڑکر اپنے بیٹے کو گلے سے لگا لیا لاکر وتکل پہ
بٹھایا گلیم گوش سے کہا اسکو ہوشیار کرو گلیم گوش نے ہوشیار کیا فرامرز کی جو آنکھ کھلی
اپنے کو دربار پسران نوشیروان مین پایا باپ کو سلام کیا اور کہا مجھے یہان کون لایا سہیل
سکار کہان ہی مین اسکو قتل کرونگا مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھکو نہ لے چل مین حمزہ کی قید
مین ہون قید مردان عالم نہین جدا کرتے جب وہ خود رہا کریگا تب قید سے چھوٹونگا لیکن
اس بیحیا نے اپنا ہی کہنا کیا کہ مجھکو لے آیا اسکی سزا دونکہ پھر کبھی ہمارے کہنے کے خلاف
نہ کرے قضائے کار قیطاس مغربی ایک پہلوان ہی کہ وہ پہلو مین بیٹھا ہی بول اٹھا کہ ای
فرامرز کیا باتین کرتے ہو کچھ باپ کا لحاظ نہین شاہزادے سامنے تخت پر بیٹھے ہین تمھین تو
بڑے پہلوان ہو جرأت کا طریقہ کچھ نہین جانتے فرامرز پلٹا کہا ای قیطاس تو کیون بولا ای
بیوقوف تو جرأت کو کیا جانے ہرچند کہ حمزہ کے مذہب سے مجھے انکار ہی مگر حمزہ خلق مجسم ہی
مین خلق کا تابعدار ہون مین ابھی جاکر قید خانے مین بیٹھونگا مین اس رہائی کو نہین قبول
کرتا قیطاس نے کہا بس فرامرز زیادہ بل کی نہ لو تم بڑے بہادر ہو فرامرز نے پلٹ کے کہا
او بیحیا خاموش رہ کیون اپنی جرأت بگھارتا ہی ایک تمانچہ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا یہ سنکے
قیطاس اٹھا کہا ای فرامرز بڑا تجھکو دعوی ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا فرامرز اٹھا
کہا او نامرد کیون بلبلاتا ہی مین صرف حمزہ سے زیر ہوا اور کسی سے مین نے آنکھ نہین جھپکائی
جسطرح تیرا جی چاہے وار کر تب میری جرأت کھلے قیطاس نے ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے
بائرھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر اسی تلوار کا قبضہ مار دیا کہ سر قیطاس کا پھٹ گیا
قیطاس کا مارے جانا کہ شنکال عدائی یہ کہتا ہوا اٹھا ای فرامرز تمکو کچھ شاہ کا پاس نہین سردربار
قیطاس کو مار ڈالا ہی شرط کہ سر کھینچ لون شنکال نے چاہا کہ فرامرز کے لپٹ جاؤن قد و قامت
کا بڑا تھا فرامرز کو حقیر جانا جیسے ہی شنکال نے ہاتھ بڑھایا فرامرز نے کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا
خم ہوا فرامرز نے گھونسہ مارا کہ سر شنکال کا پھٹ گیا دریاے خون مین نہایا ہوا فرامرز
چلا ہلال زرین تاج نے پکار کر کہا کہ ای فرزند جو کچھ کیا وہ بہتر کیا مگر اب تم اس رہائی کو بھی
غنیمت جانو فرامرز نے پلٹ کر کہا آپ ایسا نہ فرمائیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے کچھ بے ادبی ہو جے
ہلال خاموش ہوا فرامرز اسی حال سے باہر نکلا مگر صاحبقران زمان جو صبح کو دربار مین
آئے چالاک نے سب حال بیان کیا کہ سہیل عاد مغربی کو تو مین نے مارا کہ عیار فرامرز کا
تھا مگر گلیم گوش گوشے مین لگا ہوا تھا پشتارہ لیکر بھاگ گیا چالیس پیک بچے اسکے
ساتھ تھے صاحبقران نے فرمایا فرامرز بڑا جری و بہادر ہی دربار پسران نوشیروان مین
فساد ہوگا یقین ہی وہ اس رہائی کو قبول نہ کریگا یہ کہکر مقبل سے فرمایا کہ مرکب تیار کرو
سردار اپنے مقام سے اٹھنے لگے صاحبقران نے فرمایا میرے ساتھ کوئی نہ آئے مین اکیلا
اسکی خبر کو جاؤنگا سردار رک گئے مگر صاحبقران اشقر پر سوار ہوکر چلے یہان فرامرز
باپ کو جواب دیکر بارگاہ سے باہر نکلا جب وسط لشکر مین پہونچا تو کاؤس مغربی رسالدار

اسکے لشکر کا اس مقام پر فرود کش تھا فرامرز کو دیکھکر سلام کیا کہا ای شہریار ہمنے تو خبر سنی ہی کہ آپ کو گلیم گوش لایا آپ کہان جاتے ہین فرامرز نے کہا ای کاؤس سراسر جرأت کے خلاف ہی کہ قید حمزہ میرے جسم پر تھی اور حمزہ نے وہ محبت صرف کی ہی کہ مہرپدری کا مزہ ملتا ہی پس مین نہ گوارا کرونگا کہ اسطرح کی رہائی قبول کرون میرے لیے باعث بدنامی ہی کاؤس نے کہا آزردہ آپ نہ ہوجیے گا مین آپ کا تابعدار ہون لیکن اگر ارادہ کرون تو آپ کو نہ جانے دون فرامرز نے کہا تیری کیا مجال ہی رسالدار نے رسالے کو اشارہ کیا سب جوانون نے گھوڑون پر چڑھ چڑھکے نیزے اٹھائے فرامرز نے ایک سوار کو گھوڑے پر سے کھینچ لیا اسی کے ہتھیار سے سوارون کے نیزے قلم کیے جب دو چار سوار مارے گئے تو رسالدار نے طرف کل فوج کے دیکھا اور پکارکر آواز دی یارو تم سب دیکھ رہے ہو ایک اکیلا شخص تم گرفتار نہین کر سکتے دس ہزار آدمی فرامرز پر ٹوٹ پڑے فرامرز زخمی ہوتا جاتا ہی مگر برستمانہ لڑ رہا ہی دس ہزار نامردون نے گھیرا اگرچہ نہین دبتا بجوش وخروش لڑ رہا ہی جسپر ہاتھ تلوار کا مارا دیا وہ دو ہو گیا لیکن جب فرامرز زیادہ زخمی ہوا تو بیقرار ہوکر پکار اٹھا ای خداے نادیدہ حمزہ کے میری تو مدد کر مجھکو اس آفت سے بچالے یا جمال امیر مجھکو دکھا کہ انسے عرض کرون کہ مین آپ کی محبت مین مارا جاتا ہون جیسے ہی مجھکو باپ نے بلوایا تھا انکی اطاعت کرتا رہائی قبول کرلیتا تو یہ بلا کیون نازل ہوتی مگر جرأت مین فرق تھا اسوجہ سے مین نے اطاعت نہین کی اصل مین سب تیرے ہی بندے ہین سامری وجمشید ولات ومنات وغیرہ وغیرہ بقول حمزہ جھوٹے ہین صرف تیرا نام سچا ہی تو حقیقت مین یکتا ہی فرامرز نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ سامنے سے صاحبقران زمان امیر عالیشان نمایان ہوے اور آتے ہی عربدہ نعرہ کیا کہ ہاتھ بند ای کافران بے حیا منم صاحبقران زمان فرامرز بہادر مغربی نے جو صاحبقران کو تنہا آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار یہان دس ہزار نامرد ہین آپ تنہا نہ آئیے گا اپنے سردارونکو بلائیے صاحبقران نے آواز دی ای بہادر جب مرنے پر آئے تو ایک اور لاکھ برابر ہوتے ہین مین جان دینے پر آمادہ ہون ای فرامرز تم تو اکیلے ہو اور مین سردارون کے لینے کو پلٹ جاؤن یہ فرماکر گھوڑا بڑھایا اور پھر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز پیشم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بقاف

منم سرنگون لشکر کافران
ز من دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

منم اختر برج عز وجلال
بہ پیشم نگون شد سر کافران
ہمہ قاف از کفر شد پاک وصاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

امیر تلوار کھینچے ہوے آگر گرے لڑتے ہوے اول قریب فرامرز کے آئے شانہ تھام کے تسکین دی فرمایا کہ ای فرزند نہ گھبرانا فرامرز کہتا ہی ای شہریار آپ اکیلے کیون آئے سرداران نامی ہمراہ نہ آئے امیر نے فرمایا کوئی نہ کوئی آیا چاہتا ہی یہ فرماکر اکیلے صاحبقران اس جنگ کو جھیل رہے ہین مگر ہرکارے جو واسطے خبر کے موجود تھے انھون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان گھرے ہوے ہین طرف لشکر کے بھاگے ہر غول مین آئے غل مچاتے ہوے کہ یارو کیا غافل

بیٹھے ہو صاحبقران جاکر گھر گئے قمقام دیوانہ کہ ایک صحرا مین بیٹھا تھا سب ساتھ والے چوبدستین
ہلا رہے ہین غلغلہ ہو کوئی اُسطرف سے نہین نکلتا ہرکارون کی جو آواز سنی قمقام نے پکار کر کہا
کہ ہان یارو سنتے ہو ہرکارے کیا غل مچا رہے ہین آقاے سرخ کو کافرون نے گھیر لیا ایسا نہو
آقاے سرخ پر کچھ چشم زخم پہونچے یہ جو قمقام نے پکار کر کہا بارہ ہزار دیوانے چوبدستین لیکر
اُٹھے ہمراہ قمقام کے چلے مگر لندھور بن سعدان کہ بارگاہ سے اپنی آتا تھا دیوانون کو جو
جاتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے قمقام کہان چلے قمقام نے پلٹ کر کہا اے دارا ے ہند
تمکو خبر بھی ہے آقاے نامدار جاکر کافرون مین گھر گئے ہین لندھور بھی فوراً اشبرنگ تازی پر سوار
ہوا ایک طرف سے جمہور و بہرام چلے دوسری طرف سے کرب غازی آتے تھے ارادہ
تھا کہ جاکر صاحبقران کو سلام کرون کہ سرداران مذکور کو جو جاتے ہوے دیکھا پکار کے
پوچھا کہ اے لندھور کہان جاتے ہو لندھور نے کہا آقاے نامدار جاکر فوج کافران مین
گھر گئے کرب بھی فوراً سوار ہوے اُنکے بارہ ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوے اُٹھے
جسطرف سے جس سردار نے سُنا وہ بھی سوار ہوا یہان صاحبقران لڑ رہے ہین اپنے بھی
حربے دفع کرتے ہین اور فرامرز کو بھی بچاتے جاتے ہین کہ سامنے سے سب کے پہلے دیوانہ
قمقام آیا دیوانون سے اِشارہ کیا کہ اِن نامردون کو مار لو کرب نے جو آکے دیکھا فرامرز
اتنا کا زخمی ہے قزاقون سے اِشارہ کیا کہ ان نامردون کو زندہ نہ چھوڑو قزاقان کرب نامدار
جنگ دیدہ کار آزمودہ اسطرح گھوڑے دوڑا کر گرے کہ گرد کا تتق بلند ہوا اُسی اندھیرے
مین سبکو مارا بادشاہ کو بھی قید سے چھڑایا اُدھر کرب نے آکر فرامرز کو سنبھالا اور رہوار دار پر
سوار کر لیا صاحبقران نے جو یہ طریقہ دیکھا ہنس پڑے فرمایا لو بھئی فرامرز تمھارے داماد
تمھاری مدد کو آئے فرامرز بگڑ گیا کہا اے شہریار ایسے کلمات تو نہ کہیے مین نے ابتک اُنکو
نہین قبول کیا صاحبقران نے فرمایا تمھارے قبول نکرنے سے کیا ہوتا ہے شرط پوری ہوئی
اب تمھارا مسلمان ہونا باقی ہے فرامرز نے پھر جھلا کر جواب دیا مین اطاعت نہ کرونگا مجھکو
چاہکر قید کیجیے یا قتل کیجیے اور دربار مین باپ کے جو کچھ گذرا وہ خبر آپ کو معلوم ہوگی مگر قمقام
دیوانہ لڑتا بھڑتا سامنے رسالدار کے پہونچا اور چوبدست کو گھما کر ہاتھ مار دیا رسالدار نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چوبدست فولادی جو پڑی ہاتھ رسالدار کا کانپا سپر چھوٹی سر گردن
مین اور گردن سینے مین آخر جسم کرگدن و جسم رسالدار آپس مین شریک ہوگیا ادہر ان
نوشیروان کو خبر پہونچی کہ حمزہ آکر فرامرز اور بادشاہ کو لیگیا فقط چند سردار آئے تھے یا تو کل لشکر
تیار ہوتا تھا یا سب نے کہا اے شاہزادگان ایران اب تو وہ لوگ لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر بلال
روتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہا صاحبو دیکھیے کیا ہوتا ہے میرے فرزند کا قلب اُلٹ گیا ہے
ہم لوگون سے کیسا باغی ہے دو سردار بارگاہ مین مارے دس ہزار سوار و پیدل مارے گئے
حمزہ محبت صرف کر رہا ہے اب مین جاتا ہون یا تو اُسکو سمجھا کر لاؤنگا یا مین بھی صاحبقران کا
شریک ہو جاؤنگا یہ کہکے باہر نکلا چھ لاکھ بہارستان مغرب والے افسر وغیرہ سامنے آئے

اور عرض کی کہ اے افسر کیا ارادہ ہے ہلال نے کہا لشکر مین صاحبقران کے چلونگا اُنسے عذر کرونگا
فرامرز کو سمجھاؤنگا کہ اے فرزند نہ بر ہوے تو اطاعت کیون نہین کرتے اگر فرامرز نے مان لیا
تو فبہا ورنہ امیر سے عذر کرونگا کہ اُسکی جہالت پر نہ جائیے رحم فرمائیے اِسکو دو چار دن قید مین
رکھیے اسکا نشہ اُتر جاے شاید دائرہ اسلام مین آئے سب نے کہا چلیے آپ کا فرمانا صاحبقران
ضرور قبول کرینگے یقین ہے فرامرز کو آپ کے سپرد کرین صاحبقران خلق مجسم ہین جو فرمائیے گا
اُسے قبول کرینگے چھ لاکھ فوج ساتھ لیکر ہلال زرین تاج چلا بختیارک نے کہا اے شاہزادگان
والاقدر بڑے افسوس کی بات ہے کہ فرامرز تو ہاتھ سے گیا تھا مگر ہلال زرین تاج بھی جاتے
ہین فوج سے کہیے اِنکو روکین اگر پلٹ آوین تو بہتر ہے نہ پلٹین تو بہ جرأت روکین ہرمز و فرامرز
بختیارک کو کلید عقل جانتے ہین کہا جاکر فوج کو حکم دو کہ ہلال کو انگشت نما کرین جانے
نہ دین گھیر کر ہمارے سامنے لا دین بختیارک باہر نکلا کل اہل فوج سے پکار کر کہا کہ ہلال
جاتا ہے اسکو بڑھکر روکو کنارۂ لشکر تک ہلال پہونچا تھا کہ کرور سوار و پیدل لپٹا لپٹا کہکے
پہونچے کسی نے سمجھانیکا نام نہ لیا ہلال پر ٹوٹ پڑے ہلال زرین تاج لڑنے لگا چھ لاکھ
فوج کو کرور سوار و پیدل نے گھیرا ہے وہ ہلڑ مچا یا کہ ہلال گھبرا گیا مگر یہان صاحبقران فرامرز
کو لیکر بارگاہ مین اپنی آئے فرامرز کو رہا ہے مین مسلمان نہ ہونگا صاحبقران زبان بمحبت
سمجھا رہے ہین کہ بھئی فرامرز تمنے شرط کی تھی سو خدا نے ہمکو تم پر غالب کیا اب کیون عذر
کرتے ہو اگر ہم زیر ہوتے تو تمہاری اطاعت کرتے فرامرز کہتا ہے مین یہ کچھ نہین جانتا
یا تو مجھکو قید کیجیے یا قتل کا حکم ہو کہ مین اِس کشاکش سے مہلت پاؤن صاحبقران فرماتے
ہین اے فرامرز بخدا دل نہین چاہتا کہ تمہارے قتل کا نام لون تمہارا مین ہمیشہ سے جویا تھا
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ہلال زرین تاج آتے تھے لیکن
فوج پسران نوشیروان نے روکا ہے یقین ہے کہ وہ سب مارے جاوین فرامرز یہ خبر سنکر اپنے
مقام سے اُٹھنے لگا مگر فرط زخمداری سے لڑکھڑا کر گرا صاحبقران نے فرمایا اے فرامرز مطلب تو
بیان کر عرض کی کہ باپ میرا لڑنے کے لایق نہین ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی افسر پسران نوشیروان
کا اُسکو ٹوکے وہ حیران ہوکر رہجائے گا وہ تلوار کھینچنا نہین جانتا چاہتا تھا کہ مدد کو جاؤن
مگر زخم نہین اُٹھنے دیتے کمر پر تلوار کو ٹیک کر اُٹھے کہا آپ کیون اِسقدر گھبراتے ہین مین ابھی
جاکر اُنکو لاتا ہون میرے بھی آخر وہ بزرگ ہین مین کبھو گوارا کرونگا کہ دشمن اُنکے قتل ہون
فرامرز نے شرما کر سر جھکا لیا کمر پر بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر بوق ترکی بجاتے ہوے
چلے یہان ہلال زرین تاج گھرا ہوا ہے اور گھبرا گھبرا کر کہہ رہا ہے کہ یارو جو فرامرز رہا ہوتا تو
یہی فوج سے کون لڑسکتا تھا دیکھو فوج دل دہی نہین کرتی اب زندگی کی صورت نہین ہے
میرا فرزند رہا ہوتا تو لڑ بھڑ کر نکلجاتا افسران فوج کہہ رہے ہین خدا آپ کو بچائے ہم لوگ
جان دینے پر موجود ہین مگر افسوس یہ ہے کہ کوئی لڑوانے والا نہین ہے وہ ہمارے سر پر
ہوتے تھے تو ہمارا دل مضبوط رہتا تھا وہ بڑھ بڑھکے لڑتے تھے کن کن مقامو نپر ہی ادگ لڑے

کیسے کیسے قلعے فتح کیے مگر آج روز شکست ہو ہاریجانے کا بندوبست ہو ہلال زرین تاج نے گھبرا کر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے پکار اٹھا کہ اے بے نیاز و کارساز اس آفت سے بچالے صاحبقران زمان کو کون خبر کرے کہ ہم لوگونکی آکر خبر لین دشمنون کے ہاتھ سے بچائین ایسا نہ ہو کہ ساتھ والے قتل ہو جاوین یہ ذکر تھا کہ بوق ترکی کی آواز آئی سب کفار صدائے بوق سے گھبرائے ہین معلوم ہوا کہ صور اسرافیل پھونکا ہلال نے دیکھا آگے آگے کرب نامدار صرف بارہ ہزار قزاق ساتھ ہین آتے ہی بوق ترکی بجایا زمین کانپنے لگی کرب نامدار لڑتا بھڑتا اس زور و شور سے گرا کہ کروہ سوار گھبرا گئے کئی افسران کو سر جھکا مارا ساتھ والے قزاق لوٹ پر گرے خیمے لوٹ لیے خزانے پر جو گرے توڑے اٹھا اٹھا کر مرکبون پر رکھ لیے مگر نیزہ بازی کر رہے ہین کرب نے کئی افسرون کو للکارا جو سامنے آیا وہ علف شمشیر آبدار ہوا جب کئی افسر مارے گئے کرب لڑتا بھڑتا قریب ہلال زرین تاج کے آیا شانہ تھام لیا اور فرمایا حضور کیون گھبرائے ہوے ہین میرا سر آپ کے قدمون کے ساتھ ہے ایسا ممکن نہین کہ یہ غلام زندہ ہو اور آپ پر زوال آئے میرے تو آپ بزرگ ہین ہلال نے فرط محبت مین گلے سے لگا لیا اور فرمایا اے فرزند مین تمسے بہت محجوب ہون لیکن کرب نے اس زور و شور سے جنگ کی کہ کافر گھبرائے آپس مین چرچے ہونے لگے کہ ان مسلمانون مین بڑا ایکا ہے اب آمد سرداران کا لگا لگ جائیگا سب سردار آدینگے ہلال کو بچاوینگے صاحبقران کو انکا بڑا پاس ہے دیکھو سب سے پہلے مدد کو کرب غازی آئے بارہ ہزار نے تو قیامت برپا کر دی ایسا نہ ہو صاحبقران بھی آجاوین ابھی لڑ بھڑ کر گئے ہین خبر سنین گے تو فوراً آدین گے ہم لوگون کو بھاگنے کا بھی راستہ نہ ملیگا مگر کرب نے ہلال کو ساتھ لیا قزاقون کو اشارہ کیا کہ سامنے کا بلوہ پاک کرو قزاقون نے کمانہا سے کیانی کاندھے سے اتارین لیس ہو کر تیر اندازی کرتے ہوے بڑھے بارہ ہزار عقاب تیر جبہ پر کھول کر گرے بارہ ہزار جوان مارے گئے فوج مین تھلکہ پڑ گیا کرب لڑتے بھڑتے بیچ مین سے اس فوج کے نکلے ہلال زرین تاج کو سنبھالے ہوے کہتے ہوے کہ حضور نہ گھبرائین آپ پر جو وار کریگا مین سینہ سپر ہون ہلال زرین تاج ممنون ہو رہا ہے یہ خبر لیبران نوشیروان کو پہونچی کہ کرب غازی نے آکر ہلال زرین تاج کی مدد کی وہ ہلال کو لیے جاتا ہے لیبران نوشیروان نے پکار کر آواز دی کہ تم مین سے کوئی ایسا افسر ہو کہ جا کر کرب کو روکے اور ہلال زرین تاج کو گرفتار کر کے لائے اشفاق فیل پیکر ایک پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست بیٹھا تھا وہ ہاتھ باندھکر اٹھا کہا کہ شاہزادگان ہفت کشور اگر آپ حکم دیجیے تو کرب اور ہلال دونون کو لاؤن بختیار کی ہنسنے لگا کہا اے اشفاق اجل تمھارے سر پر کھیل رہی ہے کرب کو تم کیا گرفتار کرو گے وہ شیر بیشۂ جرات و یکہ تاز میدان جلالت ہے یہ یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کریگا اشفاق بل کرتا ہوا اٹھا کہتا ہوا کہ مالک جی ٹھنے ابھی پہلوان نہین دیکھے اسطرح سے جا کر لڑون کہ مسلمانو کے

قدم اُٹھاؤ دون ہلال وکرب کو کھینچتا ہوا لاؤن پیش تخت حاضر کر دون بختیارک خاموش ہو رہا جب اشفاق باہر نکلا تو بختیارک نے کہا اشفاق کی موت آئی ہی کرب کے ہاتھ سے یہ نہ بچیگا ہرمز نے جھلا کر کہا او بیحیا تیری زبان سے کلمہ خلاف نکلتا ہی کبھی اچھی بات بھی کہتا ہی اشفاق تو وہ پہلوان ہی کہ جس معرکے مین گیا سرخ رو پلٹا کسی سے اسکی آنکھ نہین جھپکی مگر کرب نامدار گرد سوار کو شکست دیکر ہلال کو ساتھ لیے ہوئے چلے ہین کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا کرب نامدار دیکھنے لگے دیکھا ایک پہلوان لحیم وشحیم گینڈے پر سوار للکارتا ہوا آتا ہی کہ اے کرب نامدار اگر اپنی حیات چاہتے ہو تو ہلال کو ساتھ نہ لیجاؤ ورنہ تمکو بھی گرفتار کرونگا مشکین باندھکر لیجاؤنگا اگر ہلال کو پا گیا تو میری بات رہجائیگی کہدونگا کرب بھاگ گیا ہلال کو لایا ہون یقین ہی کہ شاہزادونکا غصہ اُتر جائے گا ورنہ حکم پسران نوشیروان یہ ہی کہ دونون کو لاؤ مین دونون کو لینے آیا ہون مگر تمھاری جوانی پر رحم آتا ہی کرب نے یہ سُنکر گھوڑا بڑھایا مقابلہٴ اشفاق مین پہونچے اشفاق نے نیزہ مارا ساتھ والون نے اسکے بلوہ کیا کرب نے ہنسکر کہا ان اپنے حمایتیون کو تو روکیے اشفاق نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ کل فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو مشکین باندھکر لے چلو قزاقون نے جو دیکھا کہ فوج کا بلوہ ہی نیزے اُٹھا کر بڑھے کفار پر جا پڑے ایسے گھوڑے دوڑائے کہ غبار بلند ہوا اسی اندھیرے مین کفار کو مار لیا مگر اشفاق نے نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ توڑ ڈالا اشفاق نے تلوار کھینچی کہا او جوان تو نے غضب کیا کہ بادولت کا نیزہ توڑا اب بے قتل کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکے تلوار تولی اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کرب نے تلوار کو اسکی گانٹھا اُسنے چاہا تلوار مارے کر بلیٹون کرب نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مار دیا تیغہٴ طلسمی جو تڑپ کر گرا اشفاق کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے ساتھ والے لاش لیکر بھاگے پسران نوشیروان دربارگاہ پر کھڑے تھے کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی گھبرا کر کہا کہ یارو خبر تو لو کہ کون قتل ہوا اور کون مارا گیا کہ لاش اشفاق لیکر چند کس سامنے آئے عرض کی اے شہریار یہ حضور پر نور پر نثار ہوگئے بختیارک نے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے کہ اجل انکے سر پر کھیل رہی ہی آخر یہ انجام ہوا اور اسیکو روکنے کو بھیجے ہرمز و فرامرز خاموش ہو رہے کہا او کل جتنے جو تیرے منھ سے نکلتا ہی وہی ہوتا ہی بختیارک نے کہا ہم تو دیکھتے چلے آتے ہین کرب غازی نظر کردہ شاہ مردان ہی حمزہ نے بھی اُس سے مقابلہ نہین کیا اور اشفاق نے دعوی کیا تھا کہ کرب غازی کی مشکین باندھکر لاتا ہون مین جانتا تھا کہ کرب پر غالب ہونا دشوار ہی اسوجہ سے مین نے کہا تھا کہ موت انکو لیے جاتی ہی وہی ظہور رہوا اب خاموش ہو رہیے یہان صاحبقران زمان فرامرز کو سمجھا رہے ہین فرامرز کہتا ہی کہ مین کیا جواب دون نہین معلوم میرے باپ پر کیا گذری کہ کرب غازی ہلال کو ساتھ لیکر آئے ہلال نے جو بیٹے کو بیٹھے دیکھا کہ ہتھکڑیان و بیڑیان بھی ہاتھ پانؤن مین نہین ہین دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا کہا اے نور نظر انصاف تو یہ ہی کہ اگر صاحبقران نہ جانے تو تم کیونکر بچتے اسوقت مین بھی گھرا ہوا تھا مگر تمھارے داماد نے

جا کر وہ شمشیر زنی کی کہ کروڑہا سوار و پیدل کے پانؤن اُٹھا دیے اے فرزند جیسے تم بہادر تھے ویساہی
دانا و ملا لہذا اسکو غنیمت جانو صاحبقران خلق مجسم ہین فرزند کہکر کلام کرتے ہین بہتر یہ ہو کہ جو یہ
کہتے ہین قبول کرو مین تو بہ صدق دل مسلمان ہوا یہ کہکے ہلال رونے لگا مہر پدری سے تاب نہ تھی
دل مین خوف تھا کہ فرامرز جھلا جھلا کر جواب دے رہا ہو اور یہی کہے جاتا ہو کہ مین مسلمان نہ ہونگا
ایسا نہ ہو صاحبقران غصے مین آکر حکم قتل دیدین پھر کون بچائیگا صاحبقران سب کے افسر ہین
اُنکے حکم کے سب تابع ہین باپ نے جو رو رو کر سمجھایا فرامرز بھی خوب رویا قدمون پہ امیر کے
گر پڑا کہا اے شہریار آپ نے وہ دلایل وحدانیت کے بیان کیے کہ مین جسکا جواب نہ دے سکا
لہذا تابعداری اختیار کرتا ہون مگر چاہتا ہون کہ اطاعت مین کرب غازی کی رہون امیر نے
فرمایا اگر دست راست مین بیٹھوگے تو کرب تمھاری جانب ہین فرامرز چہار جانب نگاہین
اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہا ہو صاحبقران زمان نے فرمایا اے فرزند کیا دیکھتے ہو فرامرز نے کہا رستم
کو میری آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین اُنکے ماتحت بیٹھونگا صاحبقران نے ایک آہ کی اور رونے
لگے فرمایا کہ رستم کو ہمسے تقدیر نے چھڑایا نہین معلوم وہ شیر کہان گیا فرزند اُسکا قاسم ہم چشم
بدیع الزمان بھی گیا نہین معلوم اُن دونون پر کیا گذری خدا وہ دن دکھائے کہ لڑتا بھڑتا ہوا
تا بہ سنجان پہونچون اپنے فرزندون کی خبر پاؤن فرامرز نے کہا تو مین طرف دست راست کے
بیٹھونگا جمہور سے آنکھ ملنے لگی جمہور نے کہا بہت بہتر ہوا کہ ہماری صف مین یہ نہ بیٹھا دست
چپ مین جوانان شیر دل بیٹھتے ہین دست راستیون کا کیا اعتبار ابھی تھوڑے دن ہوے
کہ سرکردہ دست راستیان لندھور بن سعدان شریک پسران نوشیروان ہوگئے مدتون
اُنکے ساتھ رہے ہم دست چپیون مین کون ایسا ہو کہ کافرون کا ساتھ دے اور اُنکی مدد کرے
ہمارے رستم نے مع ہاتھی لندھور کو اُٹھا لیا کسی دست چپی کو اگر یہ ذلت ہوتی تو منھ نہ دکھاتا
مگر لندھور سب مین کھلے ملے بیٹھے ہین اُنھین کا اب یہ مغربی بھی شریک ہوا بہت مناسب ہوا
ہم اپنی صف مین نہ بیٹھنے دیتے فرامرز نے سُنکر جواب دیا دست راست مین بدیع الزمان ایسا
صف شکن ہو سنجان مین چلکر اُنسے ملین گے آخر پروردگار اپنا فضل کریگا سنجان مین پہونچ جائینگے
اُن شیرون سے ملین گے پھر تو دست راستی و دست چپی کلام طعن آمیز کرنے لگے صاحبقران نے
منع کیا کہ یارو یہ جہالت کیسی آپس مین تکرار نہ کرو اپنے اپنے مقام پر بیٹھو فرامرز عاد مغربی کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ماتحت کرب آکر بیٹھا ہلال زرین تاج کو ہمراہ تاجداران
لشکر کے جگہ ملی کہ مالک نے اُٹھکر فرامرز سے کہا اے رستم سرزمین مغرب ہمارے یہان تمھاری
دعوت ہو ایک طرف سے لندھور نے اُٹھکر کہا غرض جملہ سردارون نے فرامرز و ہلال کی
دعوت کی مہمان تو دعوت ہو رہی ہو روز لشکر مین روشنی ہوتی ہو اور خواجہ عمرو ہر ایک
سے ٹھیکہ روشنی و ناچ وغیرہ کا لیتے ہین ایک ایک سردار کے ذمے ایک ایک روز کا
سامان متعلق ہو صاحبقران نے فرامرز کو اپنا پسر خواندہ کیا واضح رہے کہ دست چپ
مین جمہور پسر خواندہ ہو اور دست راست مین فرامرز عاد مغربی مگر بعد جنگ مذکور کے

ہرمز و فرامرز جو بارگاہ مین آئے صلاح کرنے لگے خاقان گردون اساس نے کہا اے شاہزادگان والاقدر اب طرف ملک ہاماوران کے چلیے آپ کو بڑا آرام ملیگا وہ پہلوان یہ کفنا ہون کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بختیارک نے کہا اے خاقان ظاہرا معلوم یہ ہوتا ہے کہ ملک ہاماوران بھی اسلام آباد ہوگا خاقان نے کہا ملک جی چپ رہو ایسے کلمات نالایق نہ کہو بختیارک خاموش ہو رہا پھر بول اٹھا کہ اے خاقان اس مصیبت مین پڑو گے کہ عمر بھر یاد کرو گے مسلمانون کی لشکر کشی کا بار کون اٹھا سکتا ہے اس دھوم سے آدینگے کہ ٹھہرا جاؤ گے خاقان نے کہا ملک جی صحرا وہان کے سبزہ زار ملک پر بہار شہر آباد دریا باول شاد عمارتین پختہ صحن بڑے بڑے دارالامارہ وہ معقول کہ لایق تخت شہنشاہی سردارون کے ڈنگل کرسیان سب موجود اور چار سو سرداران عالی ہین جین تین لاکھ فوج سے آیا ہون شکارگاہ مین شکار کھیل رہا تھا کہ نامہ شہنشاہی پہونچا پھر ملک پر اپنے نہین گیا اسی طرف چلا آیا اگر ملک سے ہو کر آتا تو اسوقت سردار ساتھ آتے بختیارک نے کہا وہ سردار واسطے رونق کے ہونگے حمزہ کے یہان سب جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہین خاقان خاموش ہو رہا مگر سب نے یہی صلاح دی کہ اب یہان رہنا بہتر نہین ہے ایسا نہ ہو صاحبقران طبل جنگی بجوا کر خواہان جنگ ہون افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ چلنے کی تیاری کرو مگر ثابت نہ ہونے پائے کہ کہین جاینگے ہین پہر رات گئے تک چپکے چپکے تیاری ہوا کی پہر رات گئے بختیارک نے کہا چلنے کا تو آپ کے ارادہ ہے اگر مناسب ہو تو ذرا مسلمانون کو آگاہ کرتے چلیے شبخون مار دیجیے [illegible] روارو ہی کر کے نکل چلیے ہرمز و فرامرز نے منظور کیا عبد اسے لاہوت و جم زرین کلاہ وقارن رزم زن و قارن فیل تن وغیرہ دس سردار نامی و گرامی سوارون کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلے قضائے کار صاحبقران عالیوقار بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سب سردار جمع ہین اور فرامرز کی تعریفین ہو رہی ہین جلسہ آراستہ ہے ایک نازنین [illegible] خوبصورت یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہو کر دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہو کر
آئے گر یاد تری حسرت و حرمان ہو کر دل نکلتے ہی نہ دے بھول کے ٹھلیان ہو کر
خوش نگاہون کے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہو کر
آرزو ہے کہ بلا کر اُسے رکھیے دل مین صاحب خانہ جو بنجاتا ہے مہمان ہو کر
دست وحشت سے کہونگا کہ اسے بھی کر چاک دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہو کر
حسرت ناوک قاتل مین جو دل بھر آیا آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہو کر
حسرتین خاک مین سب ملگئین اپنے دل کی اب بلائین اُنھین کیا بے سر و سامان ہو کر
جان ہو جاتے ہین کس طرح کسی کے دلبر آئہ مایش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہائے اُس شوخ کی شرمندگی جور و ستم مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر

محفل یار سے کیونکر نہ نکالے جاتے ہم گئے تھے ہمہ تن حسرت و ارمان ہوکر
بیوفائی مین نہ تھا یار سے کم عہد شباب چلدیا صبح کو اک رات کا مہمان ہوکر
ابھری کیا تری تصویر خیالی اُن مین خواب تک نکلے جن آنکھوں سے پریشان ہوکر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم راہ بتلاے یہ دانائون کو نادان ہوکر
ناتوانی نے کیا جیب تک آتے ہی یہ خشک رہگیا دست جنون تار گریبان ہوکر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ پھانس کھنچ آئے کلیجے ہی کی پیکان ہوکر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال دیکھیے رہتی ہی کسکی شب ہجران ہوکر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر سلطان سعد طلاے کا انتظام کر رہے ہین سوار جابجا بازارون مین چھوڑے ہین آپ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے ہین پہر رات پچھلی باقی ہی کہ طرف صحرا کے روشنی معلوم ہوئی سلطان سعد نے بڑھکر دیکھا کہ عبدا اسے لاہوت تین لاکھ فوج سے آتا ہی گھوڑا بڑھاکر روکا فرمایا کہ او نامرد کہان آتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا مگر عبدا اسے لاہوت نے دیکھا کہ دس بارہ سوار سلطان سعد کے ساتھ ہین فوج سے اشارہ کیا کہ میر طلایہ کو تو مار لو فوجین بلوہ کرکے چلین سلطان سعد جا پڑے عبدا اسے لاہوت کو زخمی کیا مگر دوسرے پہلو سے جم زرین کلاہ جاکر گرا ایک طرف سے قارن رزم زن دوسری طرف سے قارن فیل من دونون نے خیمے جلادیے سوتون کو قتل کرنا شروع کیا ان سردارون کے بعد ہرمز و فرامرز کا نعرہ ہوا مگر بختیارک کا حکم ہی ایک حملہ کرکے نکل چلو لڑتے جاتے ہین اور نکلتے جاتے ہین سب کے پہلے ہرمز و فرامرز نکل گئے مگر سلطان سعد ایسے لڑے کہ کئی سو پہلوان مارے عبدا اسے لاہوت کو زخمی کیا مگر خود بھی سر پر زخم کاری کھایا غش آنے لگا آخر گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈالے گھوڑا سلطان سعد کو نکال لے گیا انکا ذکر تو لکھونگا مگر سرداران صاحبقران نے جو خبر پائی کہ ہرمز و فرامرز برا سے شبخون آئے ہین جو خیمے سے نکلا نعرہ کرتا نکلا قباد شہریار جو نکلے بیچ لشکر مین آکر نعرہ کیا باشندہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ قباد

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس حشم	ہژبر بیشہ پہلوان جہان
گل نخل بستان صاحبقران	شاہ کے نعرے کی جب صدا بلند ہوئی ایک طرف سے نعرہ	

صاحبقران کی آواز آئی ابتو سب کافر گھبرائے لندھور و مالک و بہرام وغیرہ خوب جمکر لڑے فرامرز عاد مغربی نے صبح تک شمشیرزنی کی جب غل مین پہونچا جم گیا علم فوج کو بھی گرایا ہنگامہ گرم ہی ہر طرف تلوار چل رہی ہی تمام صحرا مین خون کا دریا بہہ رہا ہی لاشے تڑپ رہے ہین نقیبان بلند آواز بہ صدا سعد زد و گدا از اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہین نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے کہ سلیمان کا ہر باد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں فنا

وہ گل تازہ نہ اِس باغ مین ہنستے دیکھا
اِس خیابان کا ہر اِک نخل ہی نخل ماتم
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اِک برگ ہی اِس گلشن کا

اے مردان عالم مراد اِن اشعار سے یہ ہی کہ رستم سا پہلوان نہ رہا اسفندیار الیاس روئین تن بھی مرا سکندر و دارا وغیرہ نام نامی چھوڑ گئے پیوند خاک ہوے اُنکو اُس صناع ازل نے بنایا اور بنا کر مٹا دیا بقول شاعر مصرعہ یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر + اِن اشعار پر یقیبون کے بہادر چھنین مار مار کر رو رہے ہین صبح تک تلوار چلی صبح کو سب ہمراہیان ہرمز و فرامرز لڑ بھڑ کر نکل گئے اور ہزارون کشتہ ہوے صاحبقران بر فتح و فیروزی پلٹے بیقرار ہو کے فرمایا میرا فرزند سلطان سعد کہان ہی ہرکارون نے عرض کی اُنکو گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران نے ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان سعد کی خبر لاؤ ہرکارے برائے خبر چلے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شاہزادہ سلطان سعد کا پہونچنا شہر تاتارین اور مقابلہ نقابدار سیاہ پوش سے پھر اُسکے ہاتھ سے بظاہر مارا جانا اور لاشۂ اِنکا گھوڑے پر لاد کر روانہ کرنا طرف لشکر اسلام کے اور صاحبقران کا خبردار ہو کر کوشش کرنا اور امیر کا پہونچنا اور خود سلطان سعد کا آکر نقابدار کو مارنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ تصنیف مصنف

ساقی اِک جام اور دو پیا
دکھلا کہین آفتاب لِلّٰہ
دم پر اب ضعف سے بنی ہی
ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ
اے کشتی دختِ رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہہ دے یہ مری طرف سے لِلّٰہ
اب حال بہت چھپا نہ مل کر
کچھ ڈر نہین اب خدا نہ کردہ
کشتی سے اُتر بھی آ تو اِک بار

گرتا ہون مین ہاتھ تھام لینا
ہوتا سارا نشہ ہی پانی
ایذاے فراق جانکنی ہی
شیشے کی مین سن رہا ہون قلقل
دے راحت روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دختِ رز دکھا دے
آیا ہی ترا فقیر اے ماہ
یون ہجر مین ہی پھرا وہ غمناک
کسواسطے پھر گیا ہی پردہ
اے راحت روح دل ربا یان

اے میرے شب مراد کے ماہ
بس بندہ نواز مہربانی
دل پر مرے پڑ رہی ہی اِک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساغر گل
چلتے ہین ہم آخری ہی یہ دور
بچھڑے ہوے دوست سے ملا دے
اُلجھن ہی بہت خوش اُسکا دل کر
جسطرح کسی کلال کا چاک
اب تک ہین ہین جو اور دو چاک
لکھتا ہون یہ داستان پنہان

چہرہ غازہ بیان جلالت شعار و مجاہدان شوکت شعار اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر واقفانی کہ در سخن فرزند + شرح این داستان چنین کردند + شاہزادہ سلطان سعد والانژاد نور نگاہ عمرو بن حمزۂ یونانی حسن بن یوسف ثانی اِنکو گھوڑا لیکر جو جنگ سے نکلا تھا ہو کی صدا کان مین بھری ہوئی صحراے تاتارین پہونچا ایک جھیل پر پانی پیا

بدن کو جنبش دی سلطان سعد گھوڑے سے گر گئے گھوڑا اصیل تھا گھٹنے ٹیک دیے زخم سر کو زبان سے چاٹنے لگا یہ صحرا متعلق شہر تاتار ہے جمشید تاتاری و خورشید تاتاری دونون بھائی سلطنت کرتے ہین دونون نوجوان شکار سے پلٹے ہوے آتے تھے ساتھ والون مین سے ایک شخص نے دیکھا کہ ایک گھوڑا باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چر رہا ہے جمشید و خورشید سے ایک شخص نے عرض کی کہ ایک گھوڑا انتخاب و لاجواب مصروف چرا ہے شاہزادون نے سر اٹھا کر دیکھا زیر نخل ایک آفتاب چمک رہا ہے معلوم ہوتا ہے بدر کامل اسی مقام سے نکلتا ہے حیران ہو کر گھوڑون سے کود کے قریب اُس جوان کے آئے سینے پہ ہاتھ رکھا نفس کی آمد و رفت پائی مگر دیکھا کہ تلوار عمدہ برق تاب بلکہ لاجواب قبضے مین سپر پشت پر جسپر موتیون کا جال اور پھول یاقوت احمر کے سیاہی اُسکی شب تاریک عاشقان مہجور گلے مین موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے جمشید و خورشید حیران ہو گئے کہ یارو کون ایسا ظالم تھا کہ جسنے اس آفتاب جمال کو زخمی کیا ہے کیا جرأت ہے کہ انتہا کے زخمی ہوے مگر مال و اسباب اپنا بچایا معلوم ہوتا ہے کہ سو دو سو سے مقابلہ پڑا ہے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ چارپائی لاؤ ہمکو تو بڑا خوف پیدا ہوا ہمارے ملازم رسالون کو اس صحرا مین آتے ہین اگر قزاق یہان قریب ہین تو اُنکے ساتھ بھی قزاق بدی سے پیش آوینگے پس اس جوان کا علاج کرکے اس سے حال دریافت کرین اور دوڑ بھیجکر اُنکو گرفتار کرائین ایسی سزا دیجاوے کہ پھر ایسی حرکت نہ کرین چارپائی منگائی ملازمون نے سلطان سعد کو چارپائی پہ ڈال لیا گھوڑے کو بھی ساتھ لیا زین وغیرہ اُسکا سنبھالا سلطان سعد کو لیکر شہر مین آئے مکان شاہی مین لا کر ایک پلنگ پر لٹایا جرّاح کو بلوایا ملازم لوگ فوراً جرّاح کو بلا کر لائے زخم دھلوایا ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی زخم پر چڑھوا دین آرام ہوا جو ملا سلطان سعد کی آنکھ کھلی دیکھا دو شاہزادے سرھانے بیٹھے ہوے ہین تاج سرون پر پہنے ہوے خادم خدمتگار برابر خدمت حاضر ہین سلطان سعد اٹھکر بیٹھے دونون شاہزادون کو سلام کیا جمشید تاتاری و خورشید تاتاری نے سلام لیکر پوچھا اے جوان تو کہان سے آتا تھا جو تجھکو قزاقون نے گھیرا کس مقام پر تلوار چلی صورتین اُنکی کیا تھین مین دوڑ بھیجون اُنکو گرفتار کراؤن وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین سلطان سعد سوچے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ کافر ہین اگر مفصل حال کہون شاید دشمن ہو جاوین کیا ضرور ہے اپنا حال مفصل کہنا سلطان سعد نے سوچکر کہا رات کو اُن لوگون نے آکے گھیرا مین نے کسی کی صورت نہین دیکھی دو چار آدمی میرے ہاتھ سے مارے گئے مین بھی زخمی ہوا گھوڑا اصیل تھا اس طرف نکال لایا وہ مجھکو نہ پاسکے یہی باعث ہوا مال کے بچنے کا اور حال مجھکو نہین معلوم خدمتگارون نے عرض کی حضور حال قزاقون کا ہرکارے دریافت کرلائینگے آپ کی عملداری مین بد وضع شخص نہ رہنے پاویگا شاہزادون نے کئی دن تک سلطان سعد کا علاج کیا بعد ایک ہفتے کے زخم سر کو صحت ہوئی جب زخم خشک ہوا اور پٹیان اُتر گئین تو سلطان سعد نے کہا میرا پیشہ تجارت ہے گماشتے حیران ہونگے مجھکو تلاش کرتے ہونگے

جمشید و خورشید نے کہا تم تاجر نہین بلکہ شاہزادے معلوم ہوتے ہو سلطان سعد نے کہا حضور کی پرورش ہی جمشید و خورشید نے کہا آج شب کو جلسہ کرین کل رخصت ہونا سلطان سعد نے کہا خوشی آپ کی رات کو شاہزادون نے روشنی کرائی جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے معشوقان مشتری جمال یہ اشعار گانے لگین **نظم**

حسرتین اسکی جو دو اک آکے مہمان ہو گئین — دل مین دی ہنسنے جگہ وہ دشمن جان ہو گئین
دل مین کوئی آرہا آنکھون سے اپنی چھپ گیا — جب سے دلجمعی ہوئی نظرین پریشان ہو گئین
گھر مین اُس پردہ نشین کو اب بٹھاؤنگا کہان — دونون آنکھین بھی تو فرش راہ جانان ہو گئین
تو نے ایذا ابھی جو دی راحت ہی سمجھے اُسکو ہم — دل جگر کی ہمکو بھالنین تیری مژگان ہو گئین
وحشت دل لے چلی تھی دل کو سینے سے کہین — کچھ تمنائین گرد دست و گریبان ہو گئین
عشق مین جن خواہشونکو دل مین جا دی تھی جلال — جان کی آخر وہی کمبخت خواہان ہو گئین

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو جب سلطان سعد نے ہتھیار لگائے اور چلنے پر آمادہ ہوے جمشید تاتاری و خورشید تاتاری رونے لگے کہا آپ کا جانا ہمپر بہت شاق ہی آپ کی وجہ سے یہان بڑی رونق تھی سلطان سعد نے کہا آپ ہمارے جان بخش ہین عمر بھر آپ ہی کی خدمت مین رہون مگر میری تجارت مین فرق پڑیگا جمشید و خورشید نے کہا آج کے دن تو آپ اور رہجائیے ہم شکار کو چلین آپ کی بھی تیر اندازی دیکھین تمام دن شکار کھیلیے رات کو جلسۂ صحبت رہے صبح کو تشریف لے جائیے گا مگر ہمارے آپ کے نامہ و پیام ضرور رہے یہی دل چاہتا ہی کہ تمھارا ہمارا ساتھ ہو سلطان سعد نے کہا آپ ہمارے جان بخش ہین آپ کی بات پر انکار نہین کر سکتا جو آپ فرماتے ہین یہی بجا لاؤنگا جمشید تاتاری و خورشید تاتاری خوش ہو گئے اُسی وقت کارگزارون کو بلایا اور حکم دیا کہ پہلے قراول سیر شکار یوز باش وغیرہ سامان شکار مکمل کرو کارگزارون نے اُسیوقت سامان شکار سب موجود کیا جمشید تاتاری و خورشید تاتاری نے چند پہلوانون کو ساتھ لیا سلطان سعد بھی گھوڑے پر چڑھے جمشید و خورشید نے دیکھا کہ مرکب پر کیا عمدہ نشست ہی معلوم ہوتا ہی کہ خاتم پر نگینہ جڑا ہوا ہی سلطان سعد ہمراہ جمشید تاتاری و خورشید تاتاری کے براے شکار چلے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی پہلے قراول جانوران ہوائی کا شکار کرنے لگے پہر دن چڑھے تک شکار کھیلا تیر اندازی سلطان سعد کی دیکھکر نہایت خوش ہوے برطب اللسانی تعریفین کرتے ہین جس طائر کو تاکا تیر مار کے گرا دیا کوئی نشانہ سلطان سعد کا خالی نہین گیا جمشید تاتاری و خورشید تاتاری ہر نشانے پر پھڑک جاتے ہین جب سلطان سعد تیر لگاتے ہین جمشید و خورشید کہتے ہین حقیقت مین آپ قادر انداز ہین صدہا طائر آپ نے شکار کیے کوئی نشانہ خالی نہین گیا سلطان سعد سر جھکا لیتے ہین اور کہتے ہین آپ کی قدر افزائی ہی اکثر نشانہ خالی بھی جاتا ہی امر اور تیر اندازی بہت مشکل ہی مگر مین نے اسکو بچپن سے حاصل کیا ہی جمشید و خورشید نے کہا وہ جو ہم سنا کرتے تھے کہ

شب تار مین آواز پر تیر مارتے ہین اور تیر نشانے پر پہونچتا ہو وہی وصف آپ مین پایا آپ کی
تیر اندازی بے مثل ہو ہم کیا تعریف کرسکتے ہین اتنے پہلوان ساتھ ہین کسی نے بھی اتنے طائر
گرائے آپ کا کوئی نشانہ خالی نہین گیا لیکن اے پہلوان دوران اگر مناسب ہو تو خیمہ اِستادہ کرین
کرسیان بچھا کر بیٹھین جو طائر سامنے سے نکلے اُسکو شکار کرلین اب یہان سے شام کو چلین گے
سلطان سعد نے کہا جو آپ کی راے مین ہو وہی بہتر ہو ہم آپ کے ہمراہ ہین جو کام کیجیے گا
اُسمین شرکت کرینگے جمشید وخورشید سلطان سعد کی باتون پر پھڑک جاتے ہین ساتھ والون
سے کہتے ہین کہ یہ جوان باتین کرتا ہو کہ منھ سے پھول گرتے ہین اِسکی باتون سے مزہ ملتا ہو
جو بات ہمنے کہی سوا اسے بہت خوب کے اِسنے اِنکار نہ کیا غرض خیمہ اِستادہ ہوا اُسکے آگے
کرسیان بچھ گئین جمشید وخورشید بیٹھے پہلو مین سلطان سعد متمکن ہوے پشت پر چالیس
پہلوان ہتھیار بند آکر بیٹھے اور شکار ہونے لگا جو طائر نکلا اُسکو تیر مارا ملازم اُٹھا اُٹھا کر
لارہے ہین کباب تیار کر رہے ہین جمشید وخورشید خوش بیٹھے ہین سلطان سعد سے باتین
کر رہے ہین گہر ریزی زبان معجز بیان کی بہت پسند آئی ہو دمبدم فرماتے ہین کہ آپ کی تو
باتون سے دل شاد ہوتا ہو ماشاء اللہ کیا کمال آپ کر رہے ہین طائر نکلا اور آپ کے
ہاتھ سے مارا گیا قضاے کار بہلیون نے جو صحرا مین جاکر جانوران صحرائی کو ہنکایا تھا
ایک شیر ببر کہ بیشے مین بیٹھا تھا آواز انسان کی سنکر انگڑائی لیکر اُٹھا بہلیے وغیرہ شیر کو دیکھکر
بھاگے سامنے جمشید تاتاری وخورشید تاتاری کے آئے مگر ایسے گھبراے ہوے ہین کہ
ہاتھ سے اشارے کرتے ہین منھ سے کسی کے بات نہین نکلتی جمشید وخورشید حیران ہین
کہ یارو انھون نے کیا دیکھا کہ ایسے گھبراے ہوے آئے کیا ہاتھ سے اِشارہ کرتے ہین
تم لوگ کچھ سمجھے پہلوانون نے کہا اِنکے اِشارون سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی شی عقب
مین آتی ہو کوئی ہرن نکلا ہوگا اُسکو دیکھکر بھاگے ہونگے جمشید وخورشید نے کہا وہ اِشارہ
کرکے بھاگ گئے مارے خوف کے دیوانے ہوگئے بہلیے جو اِشارہ کرکے بھاگے ایک
جھاڑی مین جاکر چھپے جمشید وخورشید دیکھ رہے ہین پہلوانون سے کہا دیکھو وہ جاکر
چھپے ہین پہلوانون نے جواب دیا حضور جنگل کا مقدمہ ہو کسی شی کو دیکھا ہوگا اپنے اپنے
طور پر سب کلام کرنے لگے کوئی کہتا ہو ہرن نکلا ہوگا کوئی کہتا ہو مار سیاہ کو دیکھا ہوگا اِسی
وجہ سے یہ گھبراہٹ تھی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے وہ شیر ببر ڈکارتا ہوا جنگل سے نکلا جمشید
وخورشید کے منھ سے نکلا کہ ہان یارو تیر مار کر اِسکو گرادو وہ چالیسون پہلوان کرسیون
سے اُٹھکر بھاگے بھاگنے مین ہتھیار بھی کھلکر گرے اُنکو بھی پلٹ کر نہ اُٹھایا مگر سلطان سعد
جسطرح بیٹھے ہین اسی طرح بیٹھے رہے جمشید تاتاری وخورشید تاتاری نے جو پلٹ کر
دیکھا بالکل میدان صاف پایا چالیسون پہلوان بھاگ گئے اب شاہزادے بھی بخوف
جان کانپ رہے ہین گھبرا کر کہا اے جوان اگر ہو سکے تو ہمکو بچا سلطان سعد بہت خوب کہکر
اُٹھے تیر وکمان ہاتھ سے ڈالدیا شیر کے جو سامنے آئے شیر نے دھڑ کا مارا کر دونون ہاتھ

اپنے اٹھائے جاتا تھا کہ جنگل ہارون سلطان سعد نبیرۂ صاحبقران فرزند شبیر بیشۂ یونان نے
او سنگ صحرائی کہکر کلائیان اُسکی پکڑلین شیر تڑپنے لگا سلطان سعد نے ایک ہاتھ سے دونون
کلائیان پکڑ بین اور دوسرے ہاتھ سے گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا چرخ کھا گرا اور برسے
ایک لات ماری جمشید وخورشید اٹھکر لپٹ گئے کہا ای جوان کیا جرأت اور کیا لیاقت ہی
کسکی طاقت ہی کہ تمسے مقابلہ کرسکے وہ پہلوان بھگوڑے پلٹ کر آئے ایک کہتا ہی مین لاٹھی
لینے گیا تھا دوسرا کہتا ہی مین بندوق ڈھونڈھتا تھا مگر حضور بندوق نہ ملی ورنہ ایسا نشانہ
لگاتا کہ شیر الٹ جاتا جمشید وخورشید نے جھلا کر کہا آپ لوگ ایسے بھاگے کہ پلٹ کے بھی
نہ دیکھا حقیقت مین وہ جو ہمارا احسان تھا کہ ہمکو یہ جان بخش کہتے تھے اب ہم انکو جان بخش
کہتے ہین مگر کس جرأت سے ماشاء اللہ شیر کو مارا ہی عین وقت پر اُسکو للکارا ہی حقیقت مین
کسکی مجال تھی کہ شیر کی جا کر کلائیان تھام لیتا ایسا گھونسہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا ماشاء اللہ
بہادر ایسے لوگ ہوتے ہین دیکھو کیا جرأت کی ہی اگر تم لوگ آمادہ ہو جاتے چالیس جوان
تھے اگر ایک ایک تیر مارتے تو شیر غربال ہو جاتا مگر اپنی جان کا خیال کیا ہماری جان کا پاس
نہ ہوا سب نے شرما کر سر جھکا لیا سلطان سعد تو اور طائرون کو شکار کرنے لگے مگر جمشید
وخورشید نے ساتھ والون سے کہا نہین معلوم یہ جوان کون ہی اپنے کو تاجر بتاتا ہی تاجر
مین یہ لیاقت وجرأت کہان ہمکو جبتک حال نہ کھلے گا اسکو نہ جانے دینگے یہ کسی خاندان عالی
سے ہی حیلہ کرکے تاجر بتا دیا مگر یہ تاجر نہین ہی سب نے کہا حضور ہم لوگ بھی یہی سوچ رہے ہین
کہ یہ جوان کیا عجب ہی کہ خاندان رستم سے ہو اپنے کو چھپاتا ہی جمشید وخورشید نے کہا اب
حال کھلجائیگا تخت وتاج وغیرہ لاؤ ہم اسکو تخت پر بٹھا دینگے حال کھلجائیگا یہ کہکے جمشید وخورشید
نے تاج وتخت منگوایا اور سلطان سعد کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے عرض کی کہ
حضور تخت پر بیٹھین تاج سر پر رکھین ہمارا تاج وتخت آپ نے بچا لیا ورنہ ان لوگون نے
تاج وتخت کو مٹا دیا تھا اب ہم چاہتے ہین کہ آپ تخت پر بیٹھین اور تاج سر پر رکھین ہمکو اپنا
ملازم جانین سلطان سعد نے جواب دیا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہماری مجال ہی
کہ ہم تاج سر پر رکھین یا تخت پر بیٹھین جمشید وخورشید نے کہا آپ کے تاجدار کون ہین یہ سنکر
سلطان سعد نے کہدیا آدمی سخن ہین کہ قباد شہریار کہ خدا سلامت رکھے جو بادشاہ لشکر اسلام ہین
اور مین فرزند ہون فرزند صاحبقران یعنی عمرو بن حمزۂ یونانی کا مغلوبہ مین زخمی ہوا گھوڑا ادھر نکال
لایا آپ لوگون کی خدمت مین پہونچا اگر مجھسے آپ کو محبت ہی تو امیدوار ہون مذہب لات ومنات
کو ترک کیجیے یا اگر آپ کا کوئی عالم وفاضل ہو تو اسکو بلائیے مین چند سوال کرون اگر وہ جواب
باصواب دے تو ترک مذہب نکیجیے اگر وہ خاموش ہو رہے تو فوراً کلمہ پڑھیے پنڈت سامنے کھڑا تھا
وہ بولا ای شہریار یہ بتائیے بوفے دو سو زیادہ ہین کہ ایک زیادہ ہی سلطان سعد نے کہا ای برادر
خیال کرو اگر اتنے خدا ہوتے تو حکم مین اختلاف ہوتا ایک کہتا بندے کو پیدا کرو دوسرا کہتا نہ پیدا کرو
اسطرح کے اور دلائل سلطان سعد نے کیے پنڈت نے تو سر جھکا لیا جمشید وخورشید کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے

باندھکر سامنے کھڑے ہوے عرض کی شکر ہی خدا کا کہ آج راہ راست پر پہونچے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے غلامان صاحبقران مین محسوب ہوے اب یہان چلیے چلکر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کرین سلطان سعد نے اُنھین کو تخت پر سوار کیا اپنا ہاتھ پایۂ تخت پر رکھ لیا طرف قلعے کے چلے راہ مین جو ملا اُسنے سلام کیا جمشید و خورشید نے جواب دے کر کہا یارو اس جوان نے ہم کو بچالیا ورنہ لقمۂ شیر ہو گئے ہوتے کیا مجال تھی کہ کوئی اس بلا کو ٹال سکتا اسی شہریار کا کلیجہ تھا کہ شیر کو بیک ضرب مشت مارا ورنہ ہم تم لوگون کو کیونکر دیکھتے ان کو سلام کرو ہمارے جان بخش ہین قلعے مین دوکانداروں سے کہتے ہوے دارالامارۂ شاہی مین آئے ہر ایک سے یہی ذکر کر رہے ہین کہ اس جوان نے ہماری جان بچائی اس کا مثل و نظیر نہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی نازنینان مہجبین بہ خوش آوازی یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگین نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا ۔ جسنے پر توڑکے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
اے فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر + دی سعادت اُسے تو نے اسے منحوس کیا +
درد دل ہی جسے افسانۂ خواب راحت ۔ ایسے بیدرد سے تقدیر نے مانوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جا کر + کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
عشق کا فرکا یہ سب اے دلِ نالان ہی سلوک ۔ برہمن مجکو بنایا تجھے ناقوس کیا +
فائدہ تو اگر اے آہ بنی شعلۂ شمع + چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا + تنگ تو نے بہت اے پردۂ ناموس کیا +
جامۂ زہد کرے گا تجھے رسوا زاہد + خود پکارے گا مجھے خرقۂ سالوس کیا
ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم ۔ نالے دیتے ہین دُہائی ہمین محبوس کیا
جو ہی وہ جلوہ گہ یار مین ہی نا امید ۔ سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا +
کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر ۔ مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا +
عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال ۔ دلِ مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا +

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جمشید و خورشید خود جام بھر بھر کے سلطان سعد کو دے رہے ہین ہر مرتبہ ہر ایک کے سامنے ذکر احسان کرتے ہین کہ یہ جوان ہمارا جان بخش ہی ہم اس کے ممنون احسان ہین دولت دنیا یہ دی کہ شیر کے پنجے سے بچالیا اور دولت عقبیٰ یہ مرحمت فرمائی کہ راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہونچایا ہم ہر طرح سے احسانمند ہین جی چاہتا ہی گرد پھرین تصدق و نثار ہون ہماری جان بچائی ایمان عطا کیا ہم انکے احسان کو کیا بیان کر سکتے ہین تمام اہل دربار تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہین دوپہر ڈھل چکی ہی کہ سلطان سعد اپنے مقام سے اُٹھے کہا اگر حکم ہو تو جاکے آہو کا شکار کرون جمشید و خورشید نے عرض کی کہ حضور کو اپنے فعل کا اختیار ہی ہم آپ کے زیر حکم ہین ہماری

مجال ہی کہ ہم آپ کو حکم دین اگر ہو سکے تو آپ کو آنکھون پر بٹھائین سلطان سعد سوار ہوے تھوڑی دور پر آکے شکار کھیلنے لگے کئی آہو شکار کیے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے ہین کہ ملازمین پلٹ کر آئین تو ان آہوون کو اُٹھا کے لے چلین کہ اس عرصے مین ایک آہو تیر خوردہ دکھائی دیا کہ سامنے سے آتا ہی سلطان سعد نے اُس کو بھی تیر مارا آہو تیر کھا کے گرا شاہزادے نے اُس کو بھی بقربانی پہونچایا کھینچ کر اُس کو بھی زیر نخل لا کے کھڑے ہوے تھے کہ سامنے سے کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش تیر و کمان ہاتھ مین لیے چہار جانب دیکھتا ہوا آیا اپنے آہو کو جو پڑا ہوا دیکھا قریب سلطان سعد آ کے کہا کہ او اجل رسیدہ تو نے ہمارے صید کو صید کیا کچھ خوف نہ آیا سلطان سعد نے جواب دیا کہ صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی ہمارے سامنے شکار آیا ہم نے شکار کیا اب اِسے لے جائیے نقابدار نے جھلا کر جواب دیا کیا مین پارچۂ گوشت کا محتاج ہون تو نے تو میرا مزہ ہی کھو دیا یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سلطان سعد نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر نقابدار کو اُٹھا لیا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ٹوٹا ایک آفتاب نکل آیا ہالہ اُس مقام پر پڑ گیا سلطان سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک معشوق محبوب مرغوب حسین و جمیل اپنے عاشقون کا کفیل ابرو ہلال عارض انور گل گلزار خوبی ہونٹھ مسیحائے فلک محبوبی غنچہ دہن سیم تن نازک بدن خوش رو خوش خو خنجر ابرو عنبرین گیسو ہی جمال جہان آرا دیکھ کر سلطان سعد کا ہاتھ کانپا نقابدار ہاتھ سے چھوٹا اور غش کھا کر گرے مگر گرتے گرتے بے ساختہ زبان سے نکل گیا نظم

وہ دل نصیب ہوا جس کو داغ بھی نہ ملا	ملا وہ غمکدہ جسمین چراغ بھی نہ ملا
گئی تھی کہکے مین لاتی ہون زلف یار کی بو	پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نہ ملا
اسیر کرکے ہمین کیون رہا کیا صیاد	وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نہ ملا
بتون کے عشق مین کیا ہوتی ہم سے یاد خدا	کہ دل بھی تھا نہ ٹھکانے فراغ بھی نہ ملا
خبر کو یار کی بھیجا تھا گم ہوئے ایسے	جو اس رفتہ کا اب تک سُراغ بھی نہ ملا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر	نظر فریب ہمین ایک داغ بھی نہ ملا
بھر آئے محفل ساقی مین کیون نہ آنکھ اپنی	وہ بدنصیب ہین خالی ایاغ بھی نہ ملا
چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھین	شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نہ ملا
جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم	چمن کو پھول ملے ہم کو داغ بھی نہ ملا

یہ کہکر شاہزادہ بیہوش ہو گیا قضائے کار یہ مہجبین موسوم بہ بہشتِ دختر جمشید اور برادر زادی خورشید کی ہی جب شاہزادہ بیہوش ہوا اور اُسنے جمال بے مثال شاہزادہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی فرش خاک پر بیٹھ گئی گرد چہرے کی پاک کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

بڑھکر ہی عیش وصل سے فرقت کا غم لذیذ	ایسی بھی کوئی چیز ہی دنیا مین کم لذیذ
کیا ہین ترے دیے ہوے درد و الم لذیذ	اس سے وہ کم مزے ہین نہ اُس سے یہ کم لذیذ
کیا جانے اُسکے لطف مین کیا ہونگی لذتین	جسکی جفا مزے کی ہی جس کا ستم لذیذ

اُسکی رسیلی آنکھ کی شیرین ادائیان
لکھے اگر صفت لبِ شیرین یار کی +
گالی ہو بوسہ یا لبِ جان بخش یار کا
کھاتے ہو لاکھ بار جو ایک ایک بات پر
بوسے کی آرزو مین جو تھا ناگوار و تلخ +
کس کس مزے سے کھاتے ہین ہجر کے وصال کے
فرقت مین پوچھتا ہی یہ مجھسے جگر کا درد
وہ اپنے ہاتھ سے جو ہمین زہر دین جلال

دیکھو تو ہوتی جاتی ہین کیا دمبدم لذیذ +
شاخ نبات سے ہو زبانِ قلم لذیذ +
دونون ہین میٹھے دونون کو کہتے ہین ہم لذیذ
سچ کہدو ایسی کیا ہی یہ جھوٹی قسم لذیذ
کیا ہو گیا ہی آ کے لبون پر وہ دم لذیذ
تیرا غمِ فراق ہی کیا اۍ صنم لذیذ +
دیتی ہی دل کی ٹیس مزہ یا ہین ہم لذیذ
امرت سے بھی زیادہ ہو واللہ سم لذیذ

اشعار عاشقانہ پڑھتی جاتی ہی اور اشک حسرت بہاتی جاتی ہی اشک حسرت جو عارض پر سلطان سعد کے گرے اُنھون نے کام گلاب کا کیا آنکھ کھول کر سرھانے اُس ماہ تابان کو دیکھا جلوۂ دیدار سے آنکھین روشن ہوئین زیر سر تکیۂ محبوب پایا دماغ اپنا عرش اعلےٰ پر پہونچایا گھبرا کے اُٹھ بیٹھے ہاتھ تھام لیا سیمتن نے شرما کر سر جھکا لیا کہ سامنے سے گرد اُڑی چند کنیزان زرین پوش گھوڑیون پر سوار تلاش مین ملکہ کی آتی ہین ملکہ کنیزون کو دیکھ کر شرمائی کہا اۍ شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون تو آپ کو اپنے باغ مین لے چلون یہان صحرا مین کیا موقع ہی مگر جو تقدیر نے دکھایا وہ دیکھنا پڑا آیندہ دیکھین کیا ہو سلطان سعد نے حسب و نسب اپنا بتایا اور فرمایا کہ جمشید و خورشید کا مہمان ہون قریب ایک ماہ کے گذرا ہی اُنھون نے زخم وغیرہ میرا اچھا کیا ہی اسوجہ سے مین مہمان رہا اب وہ مسلمان ہوے اگر مناسب ہو تو اپنے باغ مین ہم کو لے چلیے اۍ ملکۂ عالم فراق تمھارا ہمیر بہت ناگوار ہوگا سیمتن نے مادیان منگوائی اُسپر سوار ہوئی سلطان سعد اپنے مرکب پر سوار ہوے ساتھ سیمتن کے چلے تھوڑی دور چل کر دروازہ باغ کا دکھائی دیا کہ مثل آغوش عاشق کھلا ہی بوے خوش آرہی ہی قریب در باغ آ کے گھوڑے سے اُترے اور داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ شگفتہ و سیراب رنگ و بو مین ہر چمن نایاب ہی ایکطرف فوارے چھوٹ رہے ہین ہر طرف گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون حوض پُر آب پانی نایاب کہ آب گوہر جسکو دیکھ کر پانی بھرے ملکہ سیر باغ دکھاتی ہوئی وسط باغ مین پہونچی سلطان سعد کو لا کر مسند پر بٹھایا کنیزان زرین پوش گرد آ کے بیٹھین حکم دیا کہ گائن کو بلاؤ گائن بصد ناز و کرشمہ حاضر ہوئی نہایت حسین و جمیل خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگی نظم

مُردے جلائین کھل کے کبھی اُن کے بند لب
کیا ہو گئے جو نالۂ دل کے تھے زور و شور
سنا کی جراحتون کے نہین دلفگار عشق +
اللہ رے اُس حسین کی شیرین ادائیان +
ہل کر گرے گا عرش الٰہی یہ خوف ہی +

جان بخشیان کرین وہ نزاکت پسند لب
کچھ تو کرین بیان خموشی پسند لب +
قاتل کا شکر کرنے کو پائے ہین چند لب +
باتین جو ہین نبات کی ڈلیان تو قند لب
ہلجائین گے ترے جو دلِ دردمند لب

تاکید ضبط آہ جو یون ہی کرے گا عشق +
درد جگر کو ہوئے نہ دینگے بلند لب +
ہونٹھ اُن لبون کی یاد مین اکدن چبائے تھے
کیا دخل بھول جائین وہ لطف گزند لب
امرت ہمارے حق مین بنا دین خدا کرے
یہ تلخ باتین یار کی یہ زہر خند لب +
جب تک وہ چپ ہین کہہ لے ہر اک دلکی آرزو
مُنھ بھی نہ پھر تو کھولنے دینگے یہ بند لب
سینے مین ہی کبھی کبھی ہونٹھون پر اپنے آہ
یا دل اسے پسند ہی یا ہین پسند لب
گرچاہتے ہو ہمسے نہ کچھ کہہ سکے جلال +
دے کر تم ایک بوسۂ لب کر دو بند لب

قضائے کار ایک کنیز شیرین ادا نامے سلطان سعد کو دیکھ کر بہت جھلاّ ئی آپ ہی آپ یہ کہنے لگی کہ ملکہ کی حماقت دیکھو کہ بازار سے ایک جوان کو بُلا لائین نہ جان نہ پہچان پہلو مین اپنے بٹھالیا جاکر ان کے باپ سے اطلاع کرون یہ کہکر شیرین ادا بڑبڑاتی ہوئی ایک ڈولی پر فوراً سوار ہو کر چلی راہ مین ڈولی جاتی تھی کہ جمشید و خورشید بہ ارادے سیر نکلے تھے شیرین ادا نے جو شاہزادون کو دیکھا ڈولی سے اُتر پڑی جھک کر سلام کیا جمشید نے پوچھا کہ کیون شیرین ادا کہان جاتی ہو شیرین ادا رونے لگی کہا ای شہریار حضور کے پاس آتی تھی مگر عین وقت پر ملاقات ہوئی مجھے کچھ عرض کرنا ہی آپ کا جو مہمان ہی وہ صحرا مین شکار کھیلنے آیا تھا نہین معلوم ملکہ سے کیونکر ملاقات ہوئی انتہا کا حسین ہی اُسکو لا کے پہلو مین بٹھایا ہی خوشی خوشی باتین کر رہی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی مجکو بہت ناگوار ہوا جمشید نے کہا کہ سلطان سعد جسنے ہمکو مسلمان کیا ہی کہا حضور نام تو مین نہین جانتی مگر یہ جانتی ہون کہ حسن مین یوسف ثانی ہی آپ چل کر دونون کو سزا دین دونون بھائی گھوڑون سے اُترے شیرین ادا کو ساتھ لیکر چلے جب سامنے باغ کے پہونچے محلدار دروازے پر بیٹھی تھی شاہزادون کو آتے ہوے دیکھ کر بھاگی ملکہ سے آ کے کہا کہ حضور بڑا غضب ہوا آپ کے باپ اور چچا آتے ہین شاید شیرین ادا نے جا کر آگ لگائی وہ ہی ساتھ آتی ہی ملکہ یہ سُن کر گھبرائین چاہا کہ اُٹھ کر بھاگون سلطان سعد نے کہا کہ ملکہ کیون بھاگتی ہو اگر تمھارے باپ اور چچا کو ناگوار ہوگا تو ہم عذر کرین گے قتل کرنے کا یقین ہی کہ ارادہ نہ کرین اور اگر ارادہ کرین گے تو مین بطور جنگ بھی موجود ہون تم بیٹھی رہو تم سے وہ نہین بول سکتے اگر بولین گے تو مین منع کرونگا یقین ہی کہ کہنا میرا مان لین اگر نہ مانین گے تو مین سب طرح موجود ہون بلکہ گائن سے اشارہ کیا جس طرح گاتی ہو اُسی طرح گاؤ کیون چپ ہو اپنا کام کرو کوئی میان جلال کی غزل گاؤ گائن یہ اشعار گانے لگی نظم

عدو کو رنج نہ تم سے نہ آسمان سے ملا
تمھین کہو یہ مقدر اُسے کہا سے ملا +
وہ پاس غیر کے ہی کہہ رہے ہین دور سے ہم
نہ دل ملے تو ذرا آنکھ ہی وہان سے ملا
دیا پتا تو دل گم شدہ نے کچھ اُسکا
ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا
ہمیشہ دل سے رہین سرد مہریان اُسکی
جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
یہ دیکھو عشق کے نیرنگ گو ہی یکجائی +
لہو نہ دل کا مگر چشم خونفشان سے ملا
پکارتا ہون مین تنگ آکے نالۂ دل کو
سر اب اُٹھا کہ بہت جھک کے آسمان سے ملا

یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے +	کبھی تو موے کمر جسم ناتوان سے ملا +
جو آملے کوئی ہم سے تو جذب سے پوچھین	بتا یہ پہلے کہ تجکو اثر کہان سے ملا +
ادھر نفاق ہوا دل ہین ادر مجھ مین جلال	اُدھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

گانے والی بتا رہی ہی کہ سامنے جمشید و خورشید آئے جیسے ہی سلطان سعد سے نگاہ ملی جھک جھک کے سلام کرنے لگے اور دوڑ کر قدمون سے سلطان سعد کے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس کیا قدر افزائی فرمائی کہ اپنی کنیز کو اپنی خدمت مین قبول کیا ہم آرزو رکھتے تھے کہ آپ سے ہمارا پیوند ہو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم نے اسکے مقدمے مین نامے لکھے مین نے سب کو جواب صاف دیے مگر شکر کرتا ہون کہ اس حیلے سے میرے آپ کے رشتہ داری ہوئی اور پلٹ کر شیرین ادا کو دو تمانچے مارے کہا کیون او بیحیا اس درانداز کو تو نے بہتر جانا یہ ہمارے جان بخش ہین گھر بار کا ان کو اختیار ہی یہ باغ بھی انھین کا تھا اگر آکے بیٹھے تو بہتر کیا کنیز موجود تھی وہ کیونکر خدمت مین نہ آتی ای سیمتن خبردار شاہزادے کو کوئی رنج و ملال نہ پہونچے یہ وہ شخص ہین کہ جنکے سلام کو فلک سر خم ہوتا ہی نوشیروان ایسا بادشاہ ان لوگون کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرا اب ہرمزد فرامرز کو کوئی مقام ٹھہرنے کا نہین ملتا مغرب والونکے پاس سے بھاگے اب طرف ملک ہاماوران کے گئے ہین خاقان گردن اساس کی کیا حقیقت ہی کہ اُن کو روک سکے جب صاحبقران لشکر کشی کرکے پہونچین گے گھبرا جائیگا لہذا انکی خاطرداری مین کوئی فرق نہ آئے ای شہریار مناسب ہو تو دربار مین تشریف لے چلیے اگر نہ دل چاہتا ہو تو یہین تشریف رکھیے سلطان سعد اُٹھ کھڑے ہوے خورشید و جمشید اپنے ساتھ لیکر چلے باہر آکے گھوڑون پر سوار ہوے راہ مین بھی سلطان سعد نے دیکھا کہ کوئی کلمہ بغض کا مُنھ سے جمشید و خورشید کے نہین نکلا سلطان سعد سمجھ گئے کہ جو ظاہر مین ہی وہی دل مین بھی ارادہ ہی محجوب ہو رہے ہین راہ مین خورشید نے کہا کہ ای شہریار آپ خاموش کیون ہین اور ہم آپ کو مکدر پاتے ہین چاہتے ہین کہ ہماری ذات سے کوئی ملال نہ پہونچے ورنہ ہماری خدمتگزاری مین فرق ہوگا حضور کو جو ہم باغ سے لائے کچھ خیال نہ فرمائیے ہمکو کوئی ملال نہین بالکل اُس بات کا خیال نہین بلکہ باغ باغ ہوے کہ حضور سے پیوند ہوا اب ہم کو ملازمت مین دعوی ہو گیا صاحبقران زمان سے جب ملین گے تو فخر کا مقام ہی کہ وہ ہم کو سمدھی کہین گے ہماری آبرو ہوگی کہ اُس دربار مین جس مین پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار بیٹھتے ہین سات سو تاجدار ہوتے ہین مقام بارگاہ سلیمانی صاحبقران جرأت مین لاثانی ہمکو اپنا سمدھی سمجھین کیسا مقام فخر ہوگا سلطان سعد ان باتون سے خوش ہو رہے ہین رنج و ملال طبیعت کا دفع ہو گیا ہنس ہنس کے باتین کرتے ہوے سب دارالامارہ مین آئے اور آکر دنگل زرین پر بیٹھے کہ ان کا دنگل پایۂ چہارم تخت کے قریب ہی دونون بھائیون نے وزیر اعظم سے اشارہ کیا کہ ترنج خوشبوئی سینے پر شاہزادے کے لگادے وزیر حیران ہی کہ کیا فرماتے ہین قریب آکے پوچھا کہ کیا حکم ہی دونون بھائیون نے خوش ہوکے کہا کہ ترنج خوشبوئی یہ کہکر

سینے پر شاہزادے کے لگاؤ کہ ملکہ سیمتن کو جمشید و خورشید نے بخوشی خاطر ہمراہ سلطان سعد بن عمرو بن حمزۂ یونانی منسوب کیا ایسا نہ ہو کہ شاہزادہ انکار کرے وزیر نے فوراً ترنج خوشبوئی لا کے سینے پر سلطان سعد کے لگایا آواز مبارکباد بلند ہوئی وزرا و امرا نذریں دینے لگے شاہزادوں نے حکم دیا کہ آج ہی ہمراہ شاہزادہ عقد ہو جائے دیر ہونا ہم نہیں چاہتے سبھوں نے عرض کی بہت بہتر ہی سلطان سعد بھی خوش بیٹھے ہیں ایک گائن خوش گلو بہ صد آرزو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

دیکھیں آئینے میں وہ اپنی ذرا چین جبین	کبھی اُنپر بھی تو آئینہ ہو آئین جبین
مانگ ہی ارہ کش دل نہیں سر پر اُنکے	تیغ کھینچے ہوے ابرو بھی ہی یا ئین جبین
نور سے افشان کے ہون تارے نہ کیون چمکرن	وہ شب ماہ مین ہین مائل تزئین جبین
فلک حُسن کا ہی چاند کہ ٹیکا اُن کا	سر کے چھپکے مین ہین موتی کہ یہ پروین جبین
خوف اسکا ہی کہین صبح نہ کردے شب وصل	خندہ زن ہو کے کھارا گل نسرین جبین
چاند کو دبدبہ اُس رُخ کا دبا لیتا ہی	روکش عرش ہی اللہ ری تمکین جبین
چہرۂ یار کی تصویر ہی جو پیش نظر	مانگ کی مدح کبھی ہی کبھی تحسین جبین
مشورہ کرتی ہی کیا جانے مرے قتل مین کیا	شکن ابروئے پُر خم سے تری چین جبین
عرش مین جھولتی ہی یار کی تلوار جلال	اُس ستمگار کا ابرو نہیں یا ئین جبین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جمشید و خورشید بھی خوش بیٹھے ہین کہ ہرکارے حاضر ہوے شاہزادون کو دعا دی قطعہ اے ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد + وے نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد + لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر + لم یکن یاری دہ و مونس لہٗ کفواً احد شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو ایک نقابدار سیہ پوش تین لاکھ فوج سے آیا ہی سامنے قلعے کے آکر اُترا ہی حکم دیا ہی کہ شاہان تاتار سے کہو کہ بخدمت ما بدولت آکے حاضر ہون دوسری خبر سُنی ہی کہ نبیرۂ حمزہ تمھارے یہان ہی اُس کو ہمارے حوالے کرو ہمارے بزرگون کا اُس کے بزرگون کے سر پر خون ہی ہم اُن سب کا بدلہ لینے نکلے ہین طرف صاحبقران کے جاتے ہین اگر اس مین تامل ہو تو ہمارے مقابلے مین آؤ سر میدان سمجھ لونگا جمشید و خورشید نے طرف شاہزادے کے دیکھا سلطان سعد نے فرمایا بیہودہ بکتا ہی کہلا بھیجو کہ ہم تیرے مقابلے مین آتے ہین دیکھین تو کیا کرتا ہی جو پیام لیکر آیا تھا جمشید و خورشید نے اُس کو باہر ہی ٹھہرایا اور جواب صاف دیا کہ اپنے افسر سے کہدینا کہ ہم تیرے مقابلے مین آتے ہین بعد جانے پیامبر کے سلطان سعد نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو لیکن شاہان تاتار کے یہان فوج کم ہی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کمر باندھ کر تیار ہوے سلطان سعد سب کے آگے آگے تخت پر جمشید و خورشید بیرون قلعہ آکے اُترے بارگاہ استادہ ہوئی سامنے لشکر نقابدار سیہ پوش اُترا ہوا ہی جمشید و خورشید نے عرض بھی کی کہ اُس کے ساتھ بہت جمعیت ہی ہمارے ساتھ فوج کم ہی شاہزادے نے فرمایا ان

ساطان سعد

ساٹھ ہزار مین پانچ ہزار تو لڑنے والے ہونگے ہم اکیلے اس جنگ کو فتح کرین گے نقابدار نے جو خبر سُنی کہ سلطان سعد میرے مقابلے مین آئے ہین طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر آکے سلطان سعد کو پہونچائی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر سلطان سعد حیران ہین کہ یہ نقابدار کون ہی اور یہ بھی خبر سُنی کہ ہیکلان حاد مغربی پدر سکندر اس لشکر کا بادشاہ ہی باعث یہ ہوا کہ جب سکندر مارا گیا اور ہیکلان نکل بھاگا ایک صحرا مین اُترا ہوا تھا کہ نقابدار مذکور آیا ہیکلان نے رو رو کر سب حال بیان کیا سیہ پوش نے کہا کہ آپ میرے لشکر کی سلطنت قبول کیجیے اور میرے ساتھ چلیے مین وعدہ کرتا ہون کہ ملک مغرب آپکو دلوا دونگا مگر خراج مجکو دیجیے گا مین ہمیشہ آپ کا مددگار رہونگا ہیکلان یہ سُن کر بہت خوش ہوا اور خراج دینا نقابدار کو قبول کیا امید ملک پر آیا ہی لوگون نے سامنے سلطان سعد کے یہی جملہ بیان کیا سلطان سعد نے جواب دیا کہ سکندر کی قضا ہاتھ سے کرب غازی کے تھی ہیکلان کی قضا ہاتھ سے ہمارے ہی انشاء اللہ سر میدان سمجھا جائیگا رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ نیر اعظم بصد شوکت وصولت وحشم تخت چرخ زبرجدی پر آکے قائم ہوا فوج ضیاء وشعاع ہمراہ لشکر میدان کارزار مین آنے لگے ہیکلان تخت پر سوار ہوا نقابدار سیہ پوش گینڈے پر سوار ہوکے تین لاکھ فوج ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر سے سلطان سعد والانژاد اوچی پہنے ہوے آگے آگے تخت جمشید وخورشید کے پشت پر ساٹھ ہزار جوان مسلح ومکمل بقول شاعر نظم بر آمد شدہ لشکر بے قیاس + زمین در تزلزل فلک در ہراس + حضیض زمین چون فلک اوج بود + سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود + خسک بر گذرگاہ کین ریختند + نقیبان خروشیدن انگیختند + یزک بر یزک سو بسو بر شتاب + نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب + صفین جمنے لگین جب صفین بموجب قاعدۂ قدیم کے آراستہ ہوچکین نقیب نقابت کرچکے کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے نقابدار سیہ پوش نے گینڈا اپنا بڑھایا ہیکلان سے اجازت لے کر میدان مین آیا سلحشوری دکھا کے آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن است + حکیم علاجش بدست من است + آج تک کبھی کوئی میرے ہاتھ سے بچا نہین یہ لاف وگزاف کرکے جو اُسنے پکارا سلطان سعد نے گھوڑا صف سے بڑھایا جمشید وخورشید سے اجازت کے خواستگار ہوے جمشید وخورشید نے عرض کی کہ ای شہریار آپ کا جانا مقابلے مین اس دیو خصال کے غلامون پر بہت شاق ہی بلکہ اگر حضور کی مرضی ہو تو اور پہلوان کو میدان مین بھیجین سلطان سعد نے کہا کہ وہ میرا خواہان ہی اگر مین نہ نکلونگا تو وہ میرا نام لے کر پکاریگا میری حقارت ہوگی اب مجکو اجازت دیجیے جمشید وخورشید نے کہا کہ خدائے حقیقی کے آپ کو سپرد کیا سلطان سعد مرکب بڑھا کے طرف میدان کارزار کے چلے گھوڑا اطرا رہے بھرتا ہوا اشکل ماہ نو کنڈہ کیے ہوے کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا بقول شاعر نظم وہ چہ مرکب چو برق یا بادی + طرفہ دیوانہ وپریزادی + خوشخرامی ز آب نازک تر + تیز گامے

زبرق چابک نثر + نقابدار نے جو سلطان سعد کو اس شوکت و شان سے دیکھا حیران ہوگیا عیار
اِسکا برابر کھڑا تھا اُس سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی عیار نے عرض کی کہ شاہزادہ سلطان سعد
فرزند عمرو بن حمزہ تعلیم کردہ رستم بڑا زبردست جوان ہی فرنگستان مین اِسنے خوب شمشیرزنی
کی ملک کے ملک تباہ کردیے حضور ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجئے نقابدار نے کہا کہ ای عیار مین مطمئن ہون
تیسرے پہر کو زیر کرلونگا اور زیر کرتے ہی قتل کر ڈالونگا مجھے حمزہ سے سخت ملال ہی چاہتا ہون
کہ ایسے صدمے پہونچاؤن کہ حمزہ کے قلب کو صدمہ پہونچے جسکو گرفتار کرونگا اُسے قتل ہی
کرڈالونگا مین قید نہ کرونگا اور شاہان تاتار پر قبضہ کرونگا اُنھون نے بڑا غضب کیا کہ اپنے
گھر مین جگہ دی اُس کی سزا دونگا کہ سلطان سعد سامنے آئے آپس مین تگاور زن ہوے چند
قدم مرکب سلطان سعد کا پیچھے ہٹا کوئی دو ایک قدم گینڈا نقابدار کا پیچھے ہٹا نقابدار نے
گینڈا ملا کر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہی صاحبقران سے کیا رشتہ رکھتا ہی سلطان سعد
نے کہا کہ مین ادنیٰ غلام صاحبقران کا نبیرۂ صاحبقران کہلاتا ہون باپ میرے رستم پیلتن
کشندۂ قویل و دویل ہندی وکشندۂ کیپتان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان ہین نقابدار نے
کہا کہ ای سلطان سعد میرے بزرگون کو تمھارے بزرگون نے قتل کیا اب مین اُنکا بدلہ لینے
نکلا ہون بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ بہت پچتاؤگے سلطان سعد نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بیہودہ بکتا ہی ہم لوگ کسی کی اطاعت کرتے ہین نام جرأت پہ مرتے ہین نقابدار نے
کہا کہ حربہ تو کر لیجیے تاکہ حوصلہ باقی نہ رہے سلطان نے کہا کہ اپنا یہ دستور نہین جب تیرے
حربے سے پروردگار عالم بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا نقابدار نے نیزہ مارا سلطان سعد
سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین جمشید و خورشید دعائین کررہے ہین کہ ای
پروردگار ہمارے شہریار کو غالب کرنا بڑے حریف سخت سے مقابلہ ہی مگر ماشاء اللہ کس
دھوم سے لڑ رہے ہین سلطان سعد نے نیزہ اُسکا گانٹھا ہر چند نقابدار نے چاہا کہ
نیزہ نہ نکلنے دون مگر سلطان سعد نے نیزہ گانٹھ کر مرکب اُڑایا اس کرّ سے تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا پہلوان چہار جانب سے تعریفین کرنے لگے جمشید و خورشید تو
نہال ہوگئے کہتے تھے کہ کیا کمال کیا کس لطف سے نیزہ نکالا ایسا پہلوان دیو خصال عفریت مثال
نیزہ تھا کہ درخت تاڑ کس لطف سے نیزہ نکالا ہی مگر نقابدار کا جو نیزہ نکلا مثل ابر کے گرگڑایا
چکا سکے آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا ہوائی کیا دو دریا سے لشکر جا بین
دیکھ رہے ہین یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقتاب کھینچا ایک برق چمک گئی خبردار خبردار کہکر
ہاتھ مارا سلطان سعد نے سپر کو گردش دی تلوار کو سپر پر روکا کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا
نقابدار لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی سلطان سعد
زیادتیان کررہے ہین جب نیچے پکڑ لاتے ہین تو گردن تھام کر دو تین گھسّے ایسے لگاتے ہین کہ
نقابدار پریشان ہوجاتا ہی ماتھے سے خون جاری ہی زرہ پارہ پارہ ہوگئی ہی بمشکل نیچے
سے نکلتا ہی دوپہر تک تو اس طور سے مقابلہ رہا کہ ہر مقام پر سلطان سعد غالب معلوم ہوتے تھے

جب زوال آفتاب ہوا زوال زور ہونے لگا اب نقابدار زیادتیان کرتا ہی سلطان سعد
اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین ہاتھ پانون مین سُستی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ تمام جسم کا
خون نکل گیا سلطان سعد حیران ہو رہے ہین کہ یارب یہ کیا معرکہ ہی کچھ میرا زور نہین چلتا
پھر بھرا اُلجھ اُلجھ کے لڑے پہر دن پچھلا باقی تھا کہ نقابدار ریل کرلے دوڑا ہر چند سلطان سعد
چاہتے ہین اپنے کو روکون نہین رُک سکتے مثل پرکاہ اُڑے ہوے چلتے ہین نقابدار دس
بارہ قدم ریل کر لایا وہان پہر لا کے ہکہ مارا دونون گھٹنے سلطان سعد کے آشنا بہ زمین ہوے
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا یالات ومنات کہہ کر آواز دی پہلے ہی زور مین سلطان سعد
کا لنگر اُکھیڑ لیا دوسرے زور مین تا بہ سینہ لایا تیسرے زور مین سر سے بلند کیا سلطان سعد
بیہوش ہوگئے اُسی حال مین نقابدار نے مشکین باندھین گھوڑا ابھی سلطان سعد کا لیگیا
جمشید وخورشید روتے ہوے آئے بارگاہ مین بیٹھے کہہ رہے ہین کہ یارو بڑا غضب ہوا
فرزند صاحبقران کو اس ذلت سے لے گیا دیکھین اب کیا کرتا ہی تھوڑی دیر نہ گذری تھی
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کلاہین اپنی پھینکدین عرض کی کہ ای شہریار وہ معرکہ گذرا
کہ قلب ہمارا کانپ گیا نقابدار سلطان سعد کو لیکر اپنی بارگاہ مین پہونچا اُس مقام پر پردہ
پڑا ہی اندر سے جو نکلا تو سر لیے ہوے سلطان سعد کا نکلا اور لاش سے سر ملحق کر کے مرکب پر
باندھ دیا ہی کہ دوسرا ہرکارہ آیا اُسنے عرض کی کہ نقابدار نے اور ایک کام کیا ایک رقعہ
لکھ کر کان مین مرکب کے باندھ دیا ہی اور لوگون کی زبانی سُنا ہی کہ اُس رقعے مین یہ مضمون لکھا
ہی کہ یا صاحبقران آپ نے میرے بزرگون کو مارا تھا نقابدار سیہ پوش مین نے سلطان سعد
کو قتل کیا اور لاش اُسکی مرکب پر لاد کر طرف آپ کے روانہ کی ہی جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے
لہذا آپ باہر نکل کر دیکھ لیجیے کہ وہ مرکب طرف صحرا کے جاتا ہی خاک اُڑاتا ہوا یال کے بال
کھُلے ہین جس طرح سے زن سوگوار بال کھولتی ہی صحرا کی طرف روتا ہوا روانہ ہوگیا یہ خبر وحشت
سُن کر جمشید وخورشید نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ہاے شاہزادہ والا قدر کی ہر طرف
صدا بلند ہوئی مگر یہ خبر جو محل مین پہونچی سیمتن نے بال سر کے کھول دیے بیقرار ہوکر پکارتی تھی
کہ ای شہریار لونڈی کو بیوہ کر گئے یہ لونڈی لاش بھی نہ دیکھنے پائی لاش بھی دشمنون نے
طرف صحرا کے روانہ کردی اگر لاش ملتی تو نثار ہوتی کیا عجب تھا کہ اس کنیز کا بھی جنازہ ساتھ
ہوتا افسوس صد ہزار افسوس چند دن بھی سہاگن نہ رہی مجھ بدنصیب کا پہلو مین آنا ایسا
آ، د منحوس ہوا کہ آپ راہی عدم ہوے نظم

نظر بھر سے پہلے وہ ادھر دیکھین تو ‖ دیکھتا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو ‖ اسطرح دلکی یہ لیتا ہی خبر دیکھین تو
آخر اس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو ‖ ملتفت گر وہ نہون مڑکے ادھر دیکھین تو
ہجر جانان مین وہ دن ہین نہ وہ راتین اپنی ‖ انقلاب فلکی شمس وقمر دیکھین تو
خوب شرمندہ شب وعدہ دعاؤن نے کیا ‖ کس پہ ہنستی ہوئی آتی ہی سحر دیکھین تو

دل کو تھامے ہوے کیون بیٹھے ہین تبلا دینگے
جوش مارا کرین الفت مین سرشک رنگین
گرمیان عشق کی دیکھو کہ تقاضا ہی یہی
ڈھونڈھتی ہی دہن یار کو خاموشی بھی
آزمائین گے قفس مین تجھے ای شوق چمن
تمسے کہدینگے حقیقت ہی جو اُس کی مو سے
دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور اُنکو جلال

آپ آئینے مین انداز نظر دیکھین تو +
آہین کہتی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو
کیونکر اُٹھتے ہین ترے دلسے شرر دیکھین تو
نازکی خود یہی کہتی ہی کمر دیکھین تو
لے بھی اُڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو
جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو +
حسرتون سے ہی جو آباد وہ گھر دیکھین تو

تمام کنیزین سمجھانے لگین کہ واری صبر کیجیے شاید پروردگار انجام بخیر کرے یہ بھی مشہور ہی اور خبر سُنی ہی کہ اس نقابدار کے ساتھ کوئی ساحرہ ہی شاید اُسنے سحر سے مارا ہوا اور پھر اُنکو زندہ دیکھین سیمتن نے اُسکے چہرے کی بلائین لے لین کہا تیرے مُنھ مین گھی شکر خدا کرے ایسا ہی ہو مجکو رونا اسکا ہی کہ مین ایسی بد نصیب ہون کہ اپنے عزیزون سے بھی نہ ملی اُن کی والدۂ ماجدہ کس تکلف سے مجکو اُترواتین شاہزادیان جمع ہوتین کس اعزاز و اکرام سے مجکو اندر محل کے لیجاتین مجھ سوختہ بخت کی رونمائی ہوتی مجھ کمبخت کو یہ دن بھی نصیب نہوا دل کا حوصلا دل ہی مین رہا ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا واری آپ کے باپ اور چچانے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا ہی اُس مین سب حال تحریر کیا ہی کہ اسطرح شاہزادہ آیا اور اس طرح نقابدار سیہ پوش سے مقابلہ پڑا جنگ مین یہ رنگ ہوا کہ بعد دوپہر کے ہمراہ زوال آفتاب زوال زور بھی ہونے لگا پہردن رہے شاہزادہ بیہوش ہوگیا اُسی حال مین وہ گرفتار کرکے لے گیا بعد تھوڑی دیر کے لاشہ روانہ کیا یقین ہی کہ مرکب بھی آپ تک پہونچا ہو یہ عرضی بندگان عالی روانہ کرتے ہین خدمت صاحبقران مین پہونچیگی ملکہ نے بلک کر کہا کہ باپ سے جلکے کہو کہ وہ نامہ مجھے دین مین لے کر جاؤن اور اپنے وارثون کو دیکھون صاحبقران کے قدمون پر گرونگی کہ ای مسیحاے زمان میرے وارث کو زندہ کردیجیے وہ حلال مہمات عالم ہین کیا عجب ہی کہ ظہور ہو اُس شہریار کو پھر آتے ہوے دیکھون مگر جمشید و خورشید نے عرضی مضمون مذکور لکھ کے ایک شاطر کو دی کہا یہ جاکر صاحبقران کو دینا کہ غلام کیا کرین ای شاطر اس وقت میرے ہوش درست نہین ہین جو کچھ کہ تو نے دیکھا ہی وہ زبانی بھی بیان کردینا کہ صاحبقران زمان بخوبی آگاہ ہوجائین شاطر بہت خوب کہکے روانہ ہوا یہ ذکر تھا شاطر جاچکا ہی کہ چوبدار نے آکے عرض کی دروازے پر ایک پیامبر نقابدار کا حاضر ہی امیدوار باریابی ہی جمشید و خورشید نے سامنے بلوایا پیامبر نے سلام کرکے نامہ دیا جمشید و خورشید نے پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ ای جمشید و خورشید جسکا تمھین بھروسا تھا اُس کو تو ہم نے قتل کیا اب مناسب یہ ہی کہ اگر ہماری اطاعت کرو ورنہ مابدولت آتے ہین دریا رہین آکے دریاے خون بہادینگے مجکو کون روکیگا نبیرۂ حمزہ کا تو مین نے یہ حال کیا اب کون مجھسے مقابلہ کرسکتا ہی پیامبر کو تو جمشید و خورشید نے رخصت کیا آپس مین صلاح ہونے لگی کہ کیون یارو کیا ارادہ ہی ہرچند کہ دلسے

اوسی عمت سے بدلا لو سعد کی کی تھی اب اُسکی اطاعت کرین مگر ایک ہفتے کی مہلت لو شاید کوئی
معین آجائے تو ہم بھی لڑ بھڑ کر اپنی جان دین اس راے کو سب نے پسند کیا ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ پندرہ دن کی مہلت لیجیے اور کہلا بھیجیے کہ ہم اپنا سامان کر کے حاضر ہونگے یا آپ خود
تشریف لائیے بارگاہ بھی آپ کی ہی اور ہم بھی آپ کے ہین ہمین اطاعت مین کوئی عذر نہین
ہی یہ پیام جو نقابدار کے پاس پہونچا ہیکلان عاد مغربی کہ بہ تکلف تمام تخت پر بیٹھا ہی یہ پیام
سُن کر بول اُٹھا کہ کیا نقصان ہی پندرہ دن کی مہلت دیجیے سب سامان سلطنت لیکر آدین گے
ہم دامن پناہ دین گے غرض نقابدار نے پیامبر کو یہی جواب دیا کہ ہم نے مہلت قبول کی
اب نقابدار اکثر بارگاہ جمشید و خورشید مین آتا ہی کلمات اصلاح کہتا ہی کہ ای شاہزادو
مین کہین رہون مگر خراج تم ملک عدن مین بھیجنا مجکو ابھی دور دور جانا ہی یہان تو یہ کیفیت ہی
مگر حال صاحبقران تحریر کرتا ہون کہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کل سردار جمع ہین
کہ امیر کی نگاہ دنگل سلطان سعد پر پڑی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کیون خواجہ
کچھ سلطان سعد کا حال معلوم ہوا کوئی سردار ایسا ہو کہ جا کے اُس کو تلاش کرے آج
دل بہت بیقرار ہی جی چاہتا ہی کہ نام لے کر سلطان سعد کا روؤن سردارون نے عرض کی
پروردگار آپ کو گریان و نالان نہ کرے ہم لوگ بھی اس وقت پریشان ہین آنکھین اُس
شہریار کو ڈھونڈھ رہی ہین یہ حال صاحبقران دیکھ کر کرب غازی اپنے مقام سے
اُٹھے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای کرب نامدار طرف مشرق کے جاؤ کچھ خبر معلوم ہوگی یقین
ہی کہ حال مفصل دریافت ہو کرب غازی باہر آکے مرکب پر سوار ہوے صرف اندلس
اپنے عیار کو ہمراہ لیا تلاش مین سلطان سعد کی چلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ صحرا
سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک مرکب دریاے خون مین نہایا ہوا اُسپر ایک لاشہ لدا ہوا کمندون
سے بندھا ہوا کان مین گھوڑے کے ایک رقعہ بندھا ہی گھوڑا سمون سے خاک اُڑاتا ہوا
آنکھون سے آنسو جاری پیدا ہوا کرب غازی نے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا دوڑ کے
قریب مرکب کے پہونچے دیکھا کہ سلطان سعد ہی سر کٹا ہوا اُس شہریار کا لاشہ گھوڑے پر
لدا ہی کرب غازی نے رقعہ کھول کر پڑھا مضمون مذکور اُس مین درج تھا کرب غازی
دیر تک صحرا مین رویا اندلس نے عرض کی اب اس گھوڑے کو مع لاش خدمت صاحبقران
مین لے چلیے کرب غازی مرکب کی باگ تھام کر خاک اُڑاتے خدمت صاحبقران مین چلے
صاحبقران بارگاہ مین تشریف رکھتے تھے جملہ سردار گرد بیٹھے ہین قباد فرما رہے ہین کہ
کرب غازی کو خدا بلطف ہم لوگون سے ملائے صاحبقران فرما رہے ہین کرب غازی
گیا ہی دو تلاش کر کے لائیگا یقین ہی کہ خالی نہ پلٹے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا آواز رونے کی آئی
صاحبقران نے فرمایا یہ لوگ کیون رو رہے ہین کہ چالاک روتا ہوا سامنے آیا کہا ای
شہریار غضب ہوا کرب غازی آتے ہین مگر لاشہ سلطان سعد لے کر آئے ہین امیر نے
ہاے فرزند کہہ کے اپنے تئین گرا دیا قباد شہریار نے تاج سر سے اُتار کے دے مارا اور

روتے ہوے باہر چلے آکے دیکھا کہ کرب غازی سر برہنہ پا پیادہ گھوڑے کی باگ تھامے ہوے
مرکب پر لاشہ سلطان سعد کا لدا ہوا ہی خاک اُڑاتا ہوا آتا ہی صاحبقران ہاے فرزند کہکر
لاش سلطان سعد پر گرے سب سردار گریان و نالان تھے یہ جو خبر مشہور ہوئی اور محل مین پہونچی
ملکہ حور رُخ مادر سلطان سعد پیٹتی ہوئی محل سے نکل آئین پشت پر کئی ہزار مستورات دوشتر
چلتا ہوا آکر لاش سلطان سعد پر گرین صاحبقران نے بیقرار ہوکے مقبل کو اشارہ کیا کہ
ارے پردہ پوشی کا سامان کر مقبل نے قناتین استادہ کرائین حور رُخ کہتی ہین صاحبقران کو
تو بُلاؤ وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سلطنت لشکر کی کریگا آج سلطنت لُٹ گئی میری مانگ تو اُجڑ چکی تھی
کوکھ باقی تھی وہ آج اُجڑی بس اُن کو بُلاؤ مسیحاے زمان ہین میرے فرزند کو زندہ کر دین
یا مجھے اس کے ساتھ دفن کرین یا مین اسکی قبر پر فقیرنی بن کر بیٹھونگی داغ دل کے پھول چڑھاؤنگی
اشکون سے چھڑکاؤ کرونگی جو کوئی پوچھیگا کہدونگی کہ فرزند نوجوان میرا اس زمین مین دفن ہی اُسکی
آواز کی مشتاق ہوکے قبر پر بیٹھی ہون اپنی عمر تک یہی کام رہیگا کسی وقت غفلت نہ کرون گی
شاید کبھی میرا فرزند مجکو پکارے تو آواز دونگی کہ دارہی دائی تمھاری موجود ہی کہ بادشاہ
روتے ہوے آئے حور رُخ کا ہاتھ تھام لیا کہا بھابھی صاحب براے خدا تمھارے بین سے
دل ٹکڑے ہوتا ہی اب رونا موقوف کرو کہ ان کو دفن کرین نہین معلوم کب انتقال فرمایا لاشہ
ہم تک اب پہونچا مگر صاحبقران کا عجب حال ہی لاش کو نہین چھوڑتے فرماتے ہین کہ ای فرزند
اُٹھ کر مان کو جواب دو تم تو حقوق والدہ بخوبی جانتے تھے اس وقت جواب بھی نہین دیتے مان کا
عجب حال ہی یہ کس آسرے پر زندہ رہے بیوہ ہونا اسکا مجکو یاد ہی کرب غازی نے امیر
سے عرض کی کہ ای شہریار ایک خط کان مین مرکب کے بندھا ہی ذرا اس کو ملاحظہ فرمائیے
صاحبقران نے نامہ ہاتھ مین لیا اُسکو جو پڑھا موے جسم کھڑے ہوگئے فرمایا یہ نقابدار سیہ پوش
کون ہی ملک تاتار پر یہ معرکہ گذرا مین نے اُسکے بزرگون کو کب قتل کیا ہی بڑا کوئی دشمن
سخت ہی عدن کا پتہ دیتا ہی بادشاہ نے فرمایا یارو یہ قیامت برپا ہی ذرا خواجہ زادون
کو تو بُلاؤ خواجہ زادے آئے بادشاہ نے فرمایا بمقدمۂ سلطان سعد ملاحظہ فرمائیے کہ
کیا معرکہ گذرا خواجہ زادون نے سوا ہاتھ زمین لپیٹی قرعہ نکالا قرعۂ خیال اوپر لوح سوال
کے پھینکا اور پکار کے آواز دی کہ ای پروردگار غیب کا حال تو جاننے والا ہی کیا عجب ہی کہ
خبر نیک نکلے دوازدہ بروج وہفت کواکب کو ملاحظہ فرما رہے ہین عرصۂ دراز تک کل
منسوبات کو ملاحظہ کرکے بخوشی سر اُٹھایا فرمایا ای شہریار انجام بخیر ہی سلطان قتل نہین ہوے
یہ انکا لاشہ نہین ہی سحر کا پتلا ہی اور یہی شہریار اُس نقابدار کا قاتل ہی مگر تدبیر کرنا ضرور ہی
صاحبقران کو گو نہ تسکین ہوئی مگر لندھور نے صندوق وغیرہ منگوایا حور رُخ نے
پکار کر کہا کہ ای شہریار میرا فرزند نازک مزاج ہی پردۂ خاک مین اس کو نہ دفن کیجیے یہ
راتون کو مان کو پکارتے تھے اندھیرے مین گھبراتے تھے لظم کبھی ہوجاتی تھی گل شمع تو گھبرا اُٹھتے
ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان + نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا + نہ جہان اختر تابندہ

نہ ماہ تابان + کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین + طاقتِ نطق کہان سالش بھی دمساز نہین + میرا فرزند کیسا گھبرائیگا صاحبقران نے حور رُخ کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای نور نظر دیکھو تو خواجہ زادے کیا کہتے ہین حور رُخ نے کہا کہ ای شہریار آپ مجکو تسکین نہ دیجیے پہلو مین میرے فرزند کے مجکو بھی سلا دیجیے صاحبقران نے بمشکل رو رو کے جنازہ اُٹھوایا کل سردار مع قباد و شہریار ہمراہ صندوق سر و پا برہنہ چلے عجب لشکر مین قیامت ہی آلاگرد و مالاگرد اپنے لوگون کو لیے ہوے ساتھ ہین کہتے ہین یہ فرزند تو ہمارے آقاے نامدار کا تھا آج رستم ہوتے تو اپنا حال کیا ابتر کرتے ہم لوگ بے وارث کے ہوگئے دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی اُنھون نے کس لطف سے ان کی پرورش کی کُل فنون تعلیم کیے فرماتے تھے یہ نور نظر مثل میرے صف شکن ہوگا ہاے یہ نہ جانتے تھے کہ عین شباب مین ان کا انتقال ہوگا شہر خموشان مین لاکے جس وقت قبر مین اُتارا ہی تو صاحبقران کا عجب حال تھا ہر مرتبہ فرماتے تھے مجکو بھی قبر مین اسکے ساتھ دفن کرو سب سردار داڑھین مار مار کر رو رہے ہین ادر لندھور فرماتے ہین یارو حقیقت مین غضب ہوا کیسا شیر دلیر اُٹھ گیا رونق لشکر کی مٹی آسکے صاحبقران کا ہاتھ تھاما کہا ای شہریار کوئی کسی کے ساتھ نہین جاتا صبر کیجیے اب اُٹھیے بارگاہ مین چلیے یہان سواے خاک کے ڈھیر کے اور کیا ہی عجب داغ دے گئے ای شہریار کوئی کسی کے ساتھ نہین جاتا پروردگار نے وہ انتظام رکھا ہی کہ سواے دفن کردینے کے کوئی چارہ نہین مان باپ دشمن ہو جاتے ہین پروردگار صبر عطا کرتا ہی کیا تقاضاے شریعت ہی یہ وقت قطع محبت ہی یہ ذکر تھا کہ شاطر جمشید و خورشید کا آکے پہونچا عرضی جمشید و خورشید پیش کی صاحبقران نے وہ نامہ پڑھا طرف سے جمشید اور خورشید کے لکھا تھا کہ ای شہریار فرزند آپ کا زخمی ہو کے یہان آیا ہم جمال جہان آرا دیکھکر مبہوت ہوگئے اُٹھا کر لائے موافق اپنی حقیقت کے علاج کیا بیٹی ہماری موسوم بہ سیمتن اُسپر عاشق ہوئی ہم نے بخوشی کنیزی مین اُس شہریار کی دے دیا فخر اپنا جانا ہمارے ملک تاتار کو سلطان سعد بے چراغ کر گئے اب غلامون نے بخوف جان و آبرو اُس سیہ رو کی اطاعت کی ہی اگر مناسب ہو تو کسی سردار کو روانہ فرمائیے تاکہ ہم کو بدعت سے نقابدار سیہ پوش کی بچائے اُس ملعون نے جو حالِ ملکہ سیمتن سُنا ہی سر دربار سوال کیا ہی کہ سیمتن کو میرے ساتھ کر دیجیے ہم نے بہ ناچاری دو ہفتے کا وعدہ کیا ہی کہ بعد دو ہفتے کے دھوم سے شادی کرین گے مگر آپ کی کنیز نے جو یہ معاملہ سُنا جان دینے پر آمادہ ہی آٹھ پہر رویا کرتی ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر رہتے ہین نظم

وہ ہی یہ دل ہی جو پالا ہوا تھا نازون کا / نیاز مند ہی اب چند بے نیازون کا
نہ بخت ہم سے موافق نہ وصل کی تدبیر + / ابھی تو ڈھنگ ہی بگڑا ہی کارسازون کا
کلیم جلوہ گہ یار مین نہ کھوئے جو ہوش + / وہ جائے بنکے پیمبر نظارہ بازون کا +
بتو نمین جا کے مرا اک پیام ادا کر آ + / ثواب پائیگا ای شیخ سو نمازون کا +

حسین ہون مرے مہمان خدا کی قدرت ہی
اجل کو ہم جو تڑپ ہجر کی دکھاتے ہین
مزاج نازک دل بھی بہت غنیمت ہی ٭
دہین گی چشم سخن گو ہی سے تری پلکین
مری نظر پہ چڑھو ہین کے آنکھ کی پتلی
وہ کوہ جو نہ کٹا کوہکن کے تیشے سے
بتون کی بے دہنی کی نہ وجہ پوچھ ای شیخ
غلط ہی جلوہ دکھائین گے حشر مین اپنا
جلال بخت کو نیرنگ اگر دکھانے ہین

فقیر خانے مین مجمع گدا نوازون کا ٭
وہ اُس کو کھیل سمجھتے ہین عشق بازون کا
کہ یادگار ہی اُس دلربا کے نازون کا
جواب دے تو یہ دے اِن زبان درازونکا
پسند آتا ہی جھکنا ہی سر فرازون کا
پگھل گیا جو سُنا نالہ دل گدازون کا
ہر اک امین ہی امنین خدا کے رازون کا
وہ خود نظارہ کرینگے نظارہ بازون کا
تو چند دن ہو مصاحب کرشمہ سازون کا

ہم آٹھ پہر اُس کو سمجھاتے ہین مگر وہ بیقرار ہو کے کہتی ہی کہ میرے سامنے دوسرے مرد کا ذکر نہ کرو مین اُس شہریار کے واسطے جان دونگی دیکھیے وہ زندہ رہتی ہی یا مرجاتی ہی مگر اب حضور کی بہو کا عجب حال ہی ہمین یقین نہین کہ وہ زندہ رہے سردار کے آنے سے نقابدار کو بھی خوف ہوگا صاحبقران اِس عرضی کے مضمون کو پڑھ کر بارگاہ مین آئے جواب نامہ لکھا کہ ای جمشید و خورشید تم مسلمان کامل ہو اور میرے عزیز دار ہو مگر سیمتن کو سمجھانا کہ ای نور نظر انشاء اللہ خواجہ زادون نے حکم لگایا ہی تم اپنے شہریار کو زندہ دیکھو گی نقابدار کی کیا مجال ہی کہ تم پر دست انداز ہو مین قیامت بپا کرونگا وہ نقابدار مفلوک کون ہی کہ جو ہمارے ناموس پہ دست اندازی کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکر نامہ چوکی پر رکھا پکار کے آواز دی کہ ایہا الحاضرین تم مین سے کون ایسا سردار ہی کہ برائے مدد جمشید و خورشید جائے اور بہو کو ہماری ہاتھ سے اُس ظالم کے بچائے اور یہ نامہ خود لے جائے لندھور بن سعدان کہ بہت بیقرار تھے اپنے مقام سے اُٹھے جام پیا کہا ای شہریار غلام جائیگا اور بدعت سے اُس نقابدار کی سیمتن کو بچائیگا یا شاید قضا لیے جاتی ہی بہر نوع غلام جائیگا مگر جب صاحبقران نے لندھور کو انتہا کا آمادہ دیکھا تو اُس وقت حرز ہیکل گلے سے اُتار کے لندھور کو پنھا دی فرمایا کہ ای دارا ے ہند ایک خیال رہے کہ جو معرکہ گذرے اُس کی ہم کو خبر پہونچے ہم بھی اُس کا انتظام کرین یہ گمان نہ کرنا کہ جس طرح نبے ہم ہی اُسکو مارین خواجہ زادے فرماتے ہین کہ وہی شاہزادہ نقابدار کو قتل کریگا پس اُسکی رہائی کی فکر کرنا اور ہم کو خبرین ضرور لکھنا ہین پڑیگا تو مین خود آؤنگا دل یہی چاہتا ہی کہ مین اُس نقابدار کو دیکھون کہ وہ کون ہی اور کہان سے خروج کر کے آیا ہی یہ سُنکر لندھور نے اُسی وقت وہ نامہ لے کر سر سے باندھا اپنے فیل میمونہ پر سوار ہوے پچاس ساٹھ ہزار ہندی ساتھ لیے دونون بیٹے لندھور کے فرہاد خان یک ضربی وارشیون پریزاد بھی اپنے مقام سے اُٹھے ہرچند لندھور نے منع کیا کہ ای فرزندو تمھارا کیا کام ہی تم نہ جاؤ مگر دونون نے دست بستہ عرض کی کہ غلام تنہا نہ جانے دین گے ضرور ہمراہ چلین گے لندھور

ناچار ہوے دونونکو ساتھ لیا لندھور ہاتھی پر فرہاد و ارشیون کرگدن مست پر سوار ہوکے باپ کے ہمراہ ہوے یہان نقابدار سیہ پوش روز بارگاہ جمشید و خورشید مین آتا ہی سوال سیمتن کیا کرتا ہی جمشید و خورشید بخاطر پیش آتے ہین اور جواب دیتے ہین کہ ہم بمقدمۂ سیمتن عذر نہ کرینگے اس دھوم سے شادی کرینگے کہ لوگ رشک کرین جہیز اسقدر دینگے کہ راستے بند ہو جائین یہ مضمون سُن کر نقابدار بہت خوش ہوتا ہی کہتا ہی کہ ای جمشید و خورشید تمکو بادشاہ روے زمین کرونگا اب تسخیر ممالک سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا چندے مین سب ملکون پر قبضہ کرلونگا پسران نوشیروان کی مدد کو ضرور جاؤنگا میرے باپ اور چچا اُنھین کی محبت مین مارے گئے اُن کا بدلہ لونگا فرزند حمزہ کو جو مین نے قتل کیا یہی مراد تھی کہ جب فرزند حمزہ کو پاؤن قید مین اُس کو نہ رکھون فوراً قتل کرون معاوضۂ خون بزرگان لون بلبلایا کرتا ہی کہا کرتا ہی کہ شادی اپنی بڑی دھوم سے کرونگا چاہتا ہون کہ پانچ سات دن جلسہ رہے وہ ناچ ہو کہ تمام شاہان جہان جمع ہون اور میری شادی کا سامان دیکھین جمشید و خورشید دل مین کہتے ہین خدا یہ دن اس کو نصیب نہ کرے پروردگار میری بیٹی کو اسکے ہاتھ سے بچائے ایک روز نقابدار اُٹھ کر دربار سے جمشید و خورشید کے گیا ہی جمشید و خورشید بیرون بارگاہ کھڑے ہوے ٹہل رہے ہین اور ساتھ والونسے کہ رہے ہین کہ انجام یہ معلوم ہوتا ہی کہ لڑائی ہوگی کیا وجہ کہ وہ ناموس کا خواہان ہی اور وہ بہو صاحبقران کی ہی میری مجال ہی کہ مین اُس کو اس دشمن خدا کو دیدون اور سیمتن کا یہ حال ہی کہا کرتی ہی کہ ای پروردگار مجکو اس ظالم سے بچالے نظم

چل منزل فنا سے کہ وقفہ قلیل ہے / آمد شد نفس مین صدائے رحیل ہے
روشن ہی صاف آتش لالہ سے باغبان / گلزار دہر روکش نار خلیل ہی
جو چیز ہی جہان مین وہ بے مثال ہی / ہر فرد خلق وحدت حق پر دلیل ہی
تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی / دشمن مزاج یار مین بیڈھب دخیل ہی
شاید وہ آج بیٹھے ہین آغوش غیر مین / سینے مین اضطراب دل اپنا دلیل ہی
صد شکر اُن کے دیدۂ مردم شناس مین / رعنا کا اعتبار ہی دشمن ذلیل ہی

ساتھ والے کہ رہے ہین کہ لڑائی پڑے تو ہم بھی ایسا جم کر لڑین کہ اُسکے دانت کھٹے کردین ہے اُسنے غضب کیا کہ سلطان سعد کو مار ڈالا اگر قید کرتا تو لڑ بھڑ کر ہم لوگ چھڑا لیتے مگر اُس بیحیا نے ایسی جلدی کی کہ جھٹ پٹ قتل ہی کر ڈالا یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی جمشید و خورشید نے کہا کہ یار و طریقے سے معلوم ہوتا ہی صاحبقران کی طرف سے فوج آتی ہی یہ باتین کر رہے تھے کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ اے بادشاہ تاتار مبارک ہو کہ جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان حضور کی مدد کو آپہونچا دو بیٹے ساتھ ہین جمشید و خورشید طرف رفیقون کے متوجہ ہوے کہا صاحبو میرا ارادہ یہ ہی کہ لندھور کو استقبال کرکے لاؤن اپنے قلعے کے برابر اُتارون نقابدار کو پیغام دون کہ مین تیرا حریف ہون جو تجھسے ہوسکے تصور نہ کر میری بیٹی کا تو یہ حال ہی کہ نوبت بجان

وکار دبر استخوان ہی ہر وقت یہی خواہان ہی کہ اپنی جان دون اور یہ بیجیا خواہان وصل ہی مین اُسکو کیا کہکے سمجھاؤن یہی کہا کرتی ہی

نظم

عجب عالم ہی اُس گل پیرہن کی یاد مین دلکا — کہ نالہ مُنھ سے نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا
کیا ہی دست ہمت نے ارادہ دست باذل کا — وہ دولت ہون کہ مُنھ تکتا ہو نہین امان سائل کا
نہین لیتا ہون فرصت ایک ساعت بیقراری سے — بدلتا ہون مین کروٹ درد ہون پہلوے بسمل کا
تردد ہی مرے آنسو کو دامن تک پہنچنے مین — مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بُعد منزل کا +
فراقِ جسم سے اےروح تکلیفین گذرتی ہین — بہت یاد آئیگا لیلی تجھے آرام محمل کا +
مناسب ہی بشر کو فکر آخر روز اول سے — پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا
وہ رہجاتا ہی اُن کے پاس یہ ہر دم پلٹتا ہی — زیادہ شوق سے ہی ابتو گھبرانا مرے دل کا
ہجوم شوق مجنون اسقدر تھا ساتھ لیلی کے — کہ ناقے سے نہ اُٹھا اک قدم بھی بوجھ محمل کا
دم تکلیف ہرگز پاس الفت رہ نہین سکتا — نہین منظور قالب کو ٹھہرنا روح بسمل کا
بڑھا دی بیکسی ایسی کمال ناتوانی نے — کہ نالہ بھی نہین مُنھ چومنے آتا عنادل کا
تمناے عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی — پس مردن ندامت آشنا ہی قہر قاتل کا
بشکل جام خالی ہر نفس دوری ہی مقصد سے — مجھے میرے مقدر نے بنایا ہاتھ سائل کا
بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہی — کہ گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا +
رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اُس نے آئینہ — نہ دیکھا مُنھ کہ تا دیکھے نہ مُنھ عکس مقابل کا +
عنانِ توسن خاطر نسیم اب اور جانب ہو — کہ دل مین حوصلہ ہی بندشِ مضمون مشکل کا +

ایسی دیوانی کو کیونکر سمجھاؤن آٹھ پہر رویا کرتی ہی کسی وقت غم سے خالی نہین چہرے پر اُسکے بحالی نہین یہ سُن کر سب نے یہی جواب دیا کہ سرکار مناسب ہی کہ لندھور کو استقبال کرکے لائیے اور اپنے قلعے مین اُتاریے جمشید وخورشید واسطے استقبال لندھور کے بڑھے آکر سلام کیا لندھور نے پوچھا آپ لوگون کا نام نامی کیا ہی مین پیرا سے مدد جمشید اور خورشید آیا ہون دونون شاہزادے یہ سُن کر رونے لگے کہا اے جانشین صاحبقران وہ بدبخت ہم ہی ہین کہ سلطان سعد ہمارے سامنے مارے گئے اب آپ قلعے مین چلیے اب تک تو ہم اُس سے موافق تھے اب اُس سے مخالف ہوے اگر خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کچھ زوال آیا تو ہم لڑبھڑ کر اپنی جان دین گے پہلے بیٹی کو مار ڈالین گے اُس کے بعد اُسے اختیار ہی اور جو خدا نے آپ کو غالب کیا تو خوشیان کرین گے مگر ہم وہ مصیبت دیدہ وآفت کشیدہ ہین کہ ہم کو عیش اب کہان وہ رنگ تقدیر نے دکھایا کہ ایسا داماد اسطرح مارا گیا اب اُن کا ارادہ تھا کہ زوجہ کو رخصت کرکے لے جاوین اور اُس بدنصیب کو بڑی خوشی تھی کہ جاکے شاہزادیون سے ملونگی وہ دن اُسکو نصیب نہ ہوا ایک شب سُہاگن رہی دوسری شب کو بیوہ ہوئی ہم سے اُسکے بین سُنے نہین جاتے جب وارث کو پکارتی ہی تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی اُسکے رونے پر ہر کہ ومہ روتا ہی یہ کہکر لندھور کو لیکر قریب

قلعہ آئے اُسی مقام پر اُتر پڑے لندھور نے بارگاہ استاد کرائی یہ خبر نقابدار کو پہونچی کہ جانشین صاحبقران آیا ہی جمشید وخورشید استقبال کر کے لے گئے بہت جھلایا کہا جمشید وخورشید کی شامت آئی ہی میرے ساتھ مکر کیا اس طرح پیش آؤن کہ تمام قلعے کو قتل کرون اور سیمتن کو نکال لاؤن دیکھون تو کیونکر نہین مانتی تلوار گلے پر رکھدونگا جب تو وصل قبول کریگی اور اگر اس کے خلاف کریگی تو اُسکی بھی موت آئیگی بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور سے کون لڑ سکتا ہی یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا مگر بہت ہی بلبلاتا ہوا کہتا ہی کہ یارو تم نے سُنا جمشید وخورشید نے لندھور کی اطاعت کی ہم سے بغاوت اختیار کی خیر کل صبح کو میدان مین سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا یہان وہ وقت ہی کہ لندھور دنگل پر بیٹھے ہین دونون شاہزادے تخت پر فرزندان لندھور دنگلون پر بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھین نقابدار کیا کرتا ہی لندھور کہتے ہین کل سر میدان اس بے حیا سے سمجھونگا برقع بے حیائی مُنھ پر ڈال کر آیا ہی اُسپر اس قدر بلبلاتا ہی فرہاد خان وارشیون عرض کر رہے ہین کہ غلام چاہتے ہین ہم خود میدان مین نکل کر مقابلہ کرین آپ کو تکلیف نہ ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا ہی لندھور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہو رہے ہین ہندیون کو جو خبر ملی کہ کل مقابلہ ہی تلوارون پر باڑھ رکھوا رہے ہین تیرون کو نہ ہر سے آبداریان دیرہے ہین تلوارون وسپرون کو صیقل کر رہے ہین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی اب وہ وقت آیا نظم سحر چون زاغ شب پرواز برداشت + خروس صبحدم آواز برداشت + عنادل لحن دلکش برکشیدند + لحاف غنچہ از رو در کشیدند + سمن از آب شبنم روے خود شست + بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست + دیگر علم آفتاب نکلا جب + فوج انجم ہوئی گریزان سب + شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا + ہوا میدان چرخ سے اک بار + مہ انجم سپاہ رو بہ فرار + شہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت وحشم تخت چرخ زبرجدی پر بیٹھا فوج ضیاء و شعاع صف بندی کرنے لگی تمام میدان نورانی و منور ہوا لندھور بن سعدان میدان مین آئے جمشید وخورشید تخت پر سوار ہین اُدھر سے نقابدار سیہ پوش بصد کر و فر آیا ہیکلان عاد مغربی تخت پر سوار عیار نقابدار سیہ پوش موسوم بہ یغماے سگ دندان رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بانہاے عیاری سے آراستہ جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی جب دونون لشکر میدان مین پہونچے نقابدار سیہ پوش نے ہیکلان سے اجازت لے کر گینڈا اپنا بڑھایا تین ٹھیکون مین گینڈا میدان مین آیا سلحشوری دکھا کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین نکلے جیسے ہی نقابدار نے آواز دی ارشیون پر بزاد نے گینڈا اپنا بڑھایا پہلے باپ سے اجازت لی پھر بہ جمشید وخورشید آئے جمشید د

خورشید نے کہا کہ ای شاہزادۂ والاقدر وای آسمان جرأت کے بدر آپ اس کے مقابلے مین جاتے ہین خدا آپ کو مظفر و منصور کرے بسم اللہ مگر یہ سیہ رو بڑا زبردست ہی ارشیون نے کہا انشاء اللہ بیک ضرب گرز پیوند خاک کرونگا مگر ہاے ای شاہزادۂ سلطان سعد تم پر کیا سانحہ گذرا کہ ہاتھ سے ایسے سیہ رو کے زیر ہوے کبھی اولاد حمزہ کو زیر ہوتے نہین سُنا اب خدا مظفر و منصور کرے رنج سلطان سعد دور کرے ارشیون پریزاد بہ عجلت گینڈا بڑھاکر روبرو نقابدار سیہ پوش کے آئے تگا درزن ہوے بعد تگاور کے نقابدار نے نیزہ مارا ارشیون پریزاد سے نیزہ چلنے لگا ارشیون نے نیزہ نقابدار سیہ پوش کا نکالا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا نقابدار سیہ پوش نے اراب بر سے چوبدست کو لیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ارشیون نے گرز کو چہرے کی پناہ کیا مگر بڑے زور سے چوبدست گری ارشیون نے ہرچند چاہا کہ روکون مگر سر پر گینڈے کے آکر چوبدست پڑی کہ گینڈے کا سر پھٹ گیا اور ارشیون کو لاؤ اتر گیا گینڈے سے گرے بیہوش ہو گئے گرد جو میدان سے ہٹی اور روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ ارشیون بیہوش پڑے ہین اور نقابدار گینڈے سے کودا اُسی بیہوشی مین ارشیون کی مشکین باندھ لین ہرچند پہلوانون نے آواز دی کہ او قابو پرست یہ کیا کرتا ہی لیکن نقابدار نے نہ سُنا ارشیون کی مشکین باندھ کر لے گیا لندھور پلٹے مگر نہایت رنجیدہ دکبیدہ فرماتے ہوے کہ مقام افسوس و حسرت ہی ارشیون اپنا حربہ بھی نہ کرنے پایا اور گرفتار ہو گیا بیہوشی مین وہ لے گیا ای داراب گلبرگی جاکے خبر تو لاؤ کہ ارشیون کے ساتھ کیونکر پیش آیا داراب با نہاے عیاری لگاکے چلا لشکر نقابدار مین آیا دیکھا ہر طرف چہل پہل ہو رہی ہی صورت تبدیل کی قریب بارگاہ نقابدار آیا اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ ارشیون کو نقابدار نے بلوایا ہی دربار سمجھ رہا ہی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ میری اطاعت کیجیے ورنہ قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا داراب کھڑا ہوا سُن رہا ہی ارشیون نے جواب دیا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہماری قضا نامرد کے ہاتھ سے تھی کیا مضائقہ ہی نقابدار نے کہا کہ ان کو قید خانے مین لیجاؤ داراب بشکل خدمتگار کھڑا تھا عیار نقابدار یعنی یغماے سگ دندان نے جو دور سے دیکھا داراب کو پہچانا پشت پر سے آکر حلقہ کمند مارے داراب گرفتار ہوا یغماے سگ دندان نے پوچھا کہ تو کون ہی داراب نے جواب دیا کہ مین عیار لندھور ہون داراب میرا نام ہی یغماے سگ دندان نے داراب کو لیجاکر قید کیا جب پہلوے ارشیون مین داراب آکے قید ہوا فکر ہوئی کہ کیونکر نکاسی کرون نگہبان جو اندر آیا داراب اُس کو دیکھکر رونے لگا نگہبان نے پوچھا کہ کیون او قیدی کیون روتا ہی داراب نے کہا کہ جان کے خوف سے ہم چاہتے ہین کہ ہماری سفارش کرو ہم روپئے دین گے نگہبان روپئے کے لالچ مین داراب کو گوشے مین لایا داراب نے باتون مین لگاکر نگہبان کو بیہوش کیا قید کاٹ کر ڈالدی سراپچہ کو چاک کرکے نکلا یغما اُدھر سے آتا تھا اسنے جو داراب کو دیکھا پہچان کر آواز دی کہ او مکار

تو قید خانے سے کیون نکلا داراب سامنے سے بھاگا یغما پیچھے چلا ایک صحرا مین آ کے
یغمانے داراب کو گھیر لیا آپس مین تیغہ چلا داراب نے یغما کو زخمی کیا مگر نقابدار جو
اپنی بارگاہ سے نکلا اور خبر سُنی کہ یغما تعاقب مین داراب کے گیا ہی خود بھی گینڈا بڑھا کر
چلا صحرا مین آ کے دیکھا کہ یغما زخمی پڑا ہی نقابدار سیہ پوش نے پوچھا کہ تجھے کسنے زخمی کیا
یغمانے کہا کہ مجھے داراب زخمی کر کے بھاگ گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہی نقابدار نے
گینڈا بڑھایا اور دور سے للکارا کہ او نا عیار کہان جاتا ہی میرا عیار زخمی ہوا اب
مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا داراب اور تیز بھاگا لندھور بارگاہ مین بیٹھے ہین اور
ذکر ارشیون ہو رہا ہی کہ داراب گھبرایا ہوا آیا آ کے زیر دنگل لندھور چھپا لندھور
نے پوچھا کہ ای داراب خیر تو ہی داراب نے کہا کہ میرے تعاقب مین نقابدار سیہ پوش
آتا ہی مجکو اُسکے ہاتھ سے بچائیے کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا لندھور نے دیکھا کہ نقابدار
اکڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا اور کہا کہ اپنے عیار کو میرے حوالے کیجیے ورنہ دریاے
خون بہادونگا لندھور نے کہا کہ ای نقابدار مقدمے مین عیارون کے ہم کو اور تمکو کیا
دخل ہی عیار عیاریان کرتے ہین تم نے کیا سمجھ کے پیچھا کیا اپنے عیار سے کہدو کہ وہ بھی اسکو
زخمی کرے مین تمھین اُسے نہ دونگا یہ تو میرا عیار ہی اگر کوئی شخص تمھارا دامن پناہ لیتا
تو تم بتاؤ کہ دیتے اور ای نقابدار بہادر تم نے جو کچھ کیا وہ خوب کیا مگر مین چاہتا ہون کہ
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو نقابدار نے کہا کہ ای دارا ے ہند مجھے ابھی
پردہ منظور ہی جب حمزہ سے مقابلہ کرونگا تب نام میرا ثابت ہوگا مین ابھی اظہار نکرونگا
یہ کہکے اُٹھا نقابدار سیہ پوش تو چلا گیا لندھور اپنے سردارون سے کہ رہے ہین
کہ دیکھیے میرے اس کے مقابلے مین کیا گذرتی ہی اور عرضی صاحبقران کو روانہ کی کہ
جسکا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار غلام یہان آ کے پہونچا نقابدار نے طبل جنگی بجوایا اُس سے
مقابلہ پڑا ارشیون پریزاد کو مکر سے گرفتار کر لے گیا اور کل غلام سے مقابلہ ہی دیکھیے
کیا ہو اطلاعًا گزارش کیا مگر نقابدار نے جا کے طبل جنگی بجوایا یہ خبر لندھور بن سعدان
کو ہوئی مگر صاحبقران نے جو عرضی لندھور کی دیکھی فرمایا خواجہ تیاری کرو لندھور کو
ہراس ہی ہرچند کہ مین نے حرز ہیکل پہنادی ہی کہ سحر اُن پہ تاثیر نہ کریگا مگر تحریر لندھور
سے عجز پیدا ہی خواجہ عمرو نے تیاری چلنے کی کی صاحبقران نے عمرو و مقبل کو اپنے
ہمراہ لیا اور پانچہزار ملازم بہرام کے لیے مگر بہرام نے ضد کی کہ مین بھی آپ کے
ساتھ چلونگا صاحبقران نے بہرام کو بھی ساتھ لیا اور طرف تاتار کے چلے یہان
لندھور نے طبل جنگی کی خبر سُنی اور انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے نقابدار سیہ پوش نکلا
لندھور کو پکارا لندھور مقابلے مین آئے بعد گفتگوے بسیار نقابدار نے نیزہ مارا
لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر

دیکھ رہے ہین کہ آپس مین نیزہ چل رہا ہی مگر لندھور جانشین صاحبقران ہین نیزہ نقابدار کا نکالا لندھور نے گرز اُٹھایا سر پر نقابدار کے لگایا نقابدار غبار مین مخفی ہوا عیار نے جا کے چھینٹے پانی کے دیے نقابدار غبار سے نکلا گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی تھی لندھور فیل بیمونہ پر سوار نہین ہین دوسرا ہاتھی ہی نقابدار جو گرد سے نکلا ہاتھی کی سونڈ سے لپٹ گیا گردن فیل کی کھینچ لی لندھور کے ہوش اُڑ گئے ہاتھی سے کود کے لپٹ پڑے آپس مین کشتی ہونے لگی نقابدار کیسے کیسے زور کر رہا ہی کہ لندھور کو زیر کر لون مگر کیا امکان ہی کہ لندھور پیر غالب آوے شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی ہر چند کہ لندھور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی مگر جب حرز ہیکل کو جنبش دیتے ہین وہ رعشہ موقوف ہوتا ہی لندھور کو یقین ہو گیا کہ یہ سحر مین معمور ہی اسی سحر سے اسنے سلطان سعد کو زیر کیا تھا مگر صاحبقران نے ہماری حفاظت کر دی کہ حرز ہیکل گلے مین ڈالدی اس وجہ سے مین بچا ورنہ مثل سلطان مجکو بھی زیر کر کے لے جاتا جب شام قریب ہوئی تو نقابدار نے لندھور کو چھوڑ دیا کہا اب ای لندھور پلٹ جاؤ لندھور نہ مانتے تھے مگر جان پر صدمہ تھا کہ دیکھیے اس مکار سے کیا گذرتی ہی یہ مجھسے زیر نہ ہوگا نقابدار نے کہا جائیے اب مین مقابلہ نہین کرتا لندھور کو غنیمت ہو گیا نقابدار اُس طرف پلٹا لندھور اپنے لشکر مین آئے سردارون سے کہتے ہوے کہ یارو حقیقت یہ ہی کہ نقابدار پیر سحر ہی اُس کے گلے مین جو ہیکل پڑی ہوئی ہی جب اُس کو جنبش دیتا ہی تو حریف کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجاتا ہی مگر خدا نے مجکو بچایا وہان نقابدار جو پلٹ کر گیا ہیکلان سے کہنے لگا ای بادشاہ شکر ہی لات ومنات کا کہ آج مجکو لات ومنات نے بچا لیا ورنہ بدن مین آگ لگی جاتی تھی ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سینے پر شعلہ رکھا ہی مگر مین نے ضبط کیا لندھور کو چھوڑ کر چلا آیا آج تو یون جان بچائی ای یغمائے سگ دندان اگر ہو سکے تو لندھور کو جا کے گرفتار کر لا پھر تو سب کو زیر کر لونگا کوئی میرے ہاتھ سے نہ بچیگا بڑا پہلوان اُن کا بیٹا ہی فرہاد خان پاک ضربی اُس کو بھی گرفتار کر لونگا یغمائے سگ دندان نے کہا کہ ابھی جاتا ہون یغما بانہلے عیاری ذات پر لگا کر چلا لشکر لندھور مین آیا صورت بدلے ہوے پھر رہا ہی طلائے پر دیکھا کہ داراب طلایہ دے رہا ہی یغما نے کنارے آکے رنگ وروغن عیاری کا لگایا صورت داراب کی بن کر تیار ہوا اور بارگاہ لندھور پر آیا نگہبانون نے پوچھا کہ ای داراب کہان آئے یغمائے سگ دندان نے کہا کہ مین نے خبر سُنی ہی کہ عیاران لشکر کفار آئے ہین تو ہین اندر جاکے بیٹھون اپنے آقا کی حفاظت کرون نگہبانون نے کہا جائیے جس طرح بنے اپنے آقا کی حفاظت کیجیے باہر سے کوئی نہ آسکیگا یغما اندر آیا آکے لندھور کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر رکھدیا نگہبانون سے آکر کہا کہ ذرا بازار تک جاؤ دیکھو کیسا ہلڑ ہو رہا ہی نگہبان اُس طرف گئے یغما پشتارہ لے کر بھاگا اُدھر داراب کہ طلائے پر تھا نگہبانون کو جو آتے ہوے دیکھا پوچھا کہ تم لوگ کیون آئے ہو اُن سب نے

کہا آپ ہی نے ہم کو بھیجا ہی تو ہم آئے اب آپ پوچھتے ہین کیا بتائین داراب سمجھا کہ میری شکل پر
عیار آیا اور لندھور کو لے گیا روتا ہوا طرف صحرا کے چلا ایک بلندی پر سے دیکھا کہ یغما
پشتارہ بدوش جاتا ہی داراب نے للکارا کہ او نامرد ذرا ٹھہر جا مین کیا تجکو جانے دونگا
اپنے آقا کا پشتارہ لونگا یغما ٹھہر گیا یغما اور داراب سے نیچہ چلنے لگا یغما نے پشتارہ زمین
پر رکھدیا ہی داراب سے مصروف جنگ ہی صحرا کا سناٹا یہ دونون لڑ رہے ہین داراب
اس فکر مین ہی کہ ذرا اِسکی پلک جھپکے تو سر اُڑا دون مگر یغما بلاے روزگار ہی پشت و پہلو سے
ہوشیار لڑ رہا ہی داراب پہلو نہین پاتا کہ سر یغما کا کاٹ لے پہر بھر دونون مین نیچہ چلا
مگر غالب و مغلوب نہ معلوم ہوے داراب مصروف جنگ ہی کہتا جاتا ہی کہ ای یغما مین
تجھے جانے نہ دونگا یغما جواب دیتا ہی کہ ای داراب تُمھاری کیا مجال ہی کہ مجکو قتل کر سکو
دونون آپس مین تکرار کرتے جاتے ہین اور نیچہ چل رہا ہی چار گھڑی رات پچھلی باقی ہی کہ
نقابدار سیہ پوش بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا بڑے غضب کی بات ہی کہ عیار میرا گیا تھا ابھی تک
پلٹ کر نہین آیا شاید کسی نے اُسکو روکا یہ کہکے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلاش مین
یغما کی چلا دور سے اِسنے آواز سنی کہ میرا عیار کسی سے لڑ رہا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ منم
نقابدار سیہ پوش کون میرے عیار سے لڑ رہا ہی داراب نے جو نقابدار سیہ پوش کو
آتے دیکھا گھبرا کے بھاگا پکار کے آواز دی کہ او نامرد لندھور نے کہا تھا کہ مقدمے
مین عیارون کے سردار دخل نہین دیتے مگر تو اپنے عیار کی مدد کو آیا ہی اور پھر للکارتا
ہی نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ کھڑا تو رہ داراب بھاگ کر نکل گیا نقابدار سیہ پوش نے
یغما سے کہا کہ پشتارہ اُٹھا لے لشکر مین چل دیکھون تو وہان عیار کیونکر آتا ہی یغما نے
پشتارہ اُٹھا لیا ساتھ نقابدار کے ہو لیا اپنی بارگاہ مین آکے لندھور کو مسلسل و مطوق
کیا پہلوے ارشیون مین لندھور کو بھی قید کیا اب تو مطمئن ہو کر نقابدار سیہ پوش
نے طبل جنگی بجوایا فرہاد خان نے خبر سُنی اِنھون نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکر مین
مین تیاریان ہوئین صبح کو نقابدار میدان مین آیا ادھر سے فرہاد خان لشکر کو لیکر
پہونچے مگر فرہاد خان کو تردد ہی کہ دیکھیے کیا گذرے والد نامدار سے یہ چار پہر
کامل لڑ چکا ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے اس فکر مین فرہاد خان کھڑا ہی ارادہ ہی
کہ میدان مین نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار و فرہاد خان دیکھنے لگے دیکھا
کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بجوش و خروش آکے پہونچے مقبل و بہرام
پشت پر خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اس زور و شور سے صاحبقران آکر
پہونچے فرہاد خان نے بڑھکر استقبال کیا صاحبقران کو بعظم و شان لیکر لشکر مین
آیا نقابدار میدان سے پلٹ گیا فرہاد خان صاحبقران عالیشان کو لیے ہوے اپنی
بارگاہ مین آیا سب حال گذشتہ بیان کیا اور لندھور کا حال کہا کہ اس طرح لندھور
گرفتار ہوے داراب نے بہت تدبیر کی مگر لندھور کی رہائی نہ ہوئی مگر حضور کو دیکھکر

نقابدار پلٹ گیا میدان مین نہ رہا امیر نے فرمایا کہ ای خواجہ ذرا جا کے خبر تو لو کہ یہ شخص کون ہی خواجہ شام کو بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر کفار کے چلے لشکر نقابدار مین آ کے بصورت مبدل پھرنے لگے آخر کنارے آ کر صورت بدلی ایک حسینہ کی شکل بن کر تھال برنجی ہاتھ مین لیا اُس مین چمک روشن موہن بھوگ رکھا ہوا طرف سے قید خانے کے گذرے نگہبانون نے جو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ ای جانے والی ذرا ادھر تو آؤ خواجہ عمرو چھاؤنی بتا کر سامنے آئے سپاہیون نے گھیر لیا کوئی موہن بھوگ لیتا ہی کسی نے ہار لیے کسی نے پھول لیے سونگھ سونگھ کر اور موہن بھوگ کھا کھا کر بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے اُن سب کے سر کاٹ لیے قید خانے مین جو آئے دیکھا کہ لندھور اور ارشیون بیٹھے ہین ایک طرف سے نقب کا ٹوٹا داراب گلبرگی نقب سے نکلا نکل کے خواجہ عمرو کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا ای داراب کیونکر آیا داراب نے کہا کہ میرا آقا قید تھا میرے دل کو کیونکر آرام پڑتا ایک گوشے مین بیٹھکر نقب کھود کے آیا خواجہ نے داراب کو گلے سے لگا لیا اور کہا ای فرزند تم نے بڑا کام کیا ہے کہ کر قریب لندھور و ارشیون آئے ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین عطر بیہوشی سنگھا کر دونون کو بیہوش کیا لندھور کا پشتارہ باندھ کر داراب نکلا ارشیون کو خواجہ نے لیا اور لے کر نکلے یغمائے سگ دندان پھرتا ہوا عین وقت پر آیا پُکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہی خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا یغما سمجھ گیا کہ عمرو جاتا ہی عمرو بھاگا یغما نے پیچھا کیا صحرا مین آ کے عمرو سے سامنا پڑا تیغچہ چلنے لگا عمرو نے کمر کو بتا کر تیغچہ مارا دونون پانون یغما کے کٹ گئے یغما گرا خواجہ چلے تھے کہ نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا اپنے عیار کو جو تڑپتا ہوا دیکھا للکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہی میرے عیار کو مارا مین تجھے قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو بھاگے ہوے جاتے ہین اور نقابدار تعاقب مین خواجہ کے چلا آتا ہی خواجہ عمرو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُس پہاڑ پر چڑھ گئے نقابدار گینڈے سے اُترا پُکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے کیا مین پہاڑ پر نہین آسکتا بدون قتل کیے تجکو نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے مُنھ نہ موڑونگا یہ کہہ کر گینڈے کو تو چھوڑ دیا جھنڈیان پکڑ کر چڑھتا ہوا چلا خواجہ عمرو پُکار رہے ہین کہ او نقابدار یہان کہان آتا ہی مگر نقابدار نہین مانتا جست کرتا ہوا ایک گھاٹی طے کر جاتا ہی جب بلندی پر نقابدار آچکا تو خواجہ نے سر سے گوپھن کھولا سوا پانچ سیر کا پتھر تراشیدہ وخراشیدہ کلّہ گوپھن مین دیا تاک کر نقابدار کے ہاتھ پر مارا نقابدار کے ہاتھ سے جھنڈی چھوٹی لنڈھکتا ہوا چلا خواجہ نے پتھر مارنا شروع کیے اسقدر پتھر مارے کہ نقابدار زخمی ہوکے پہاڑ سے گرا پتھرون کی چوٹ اور پہاڑ سے گرنے کا صدمہ گر کر بیہوش ہو گیا عمرو بہ اطمینان پہاڑ سے اُترا اُتر کر نقابدار کو باندھ لیا پشتارہ دوش پر لگایا رات بھر کد و کاوش مین گذری صاحبقران صبح کو دربار مین بیٹھے ہین یہی ذکر کر رہے ہین کہ خواجہ شام سے گئے ہین نہین معلوم اُن پر کیا گذری کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی خواجہ سامنے سے

پشتارہ بدوش آگئے امیر نے دیکھا پشتارہ نقابدار کا باندھے عمرو آکر پہونچا نقابدار کو سامنے ڈال دیا اور فرزند لندھور کو زنبیل سے نکالا امیر نے حکم دیا نقابدار کو دنگل پر بٹھاؤ اور بند نقاب درست کردو خواجہ نے ہوشیار کیا نقابدار نے اپنے تئین دربار مین صاحبقران کے پایا مگر پشت و پہلو مین درد ہی کراہنے لگا امیر نے فرمایا کہ ای نقابدار دین اسلام اختیار کر نقابدار نے کہا آپ نے کیا مجکو زیر کیا ہی عیار مجکو باندھ لایا مین ابھی تو اسلام اختیار نہ کرونگا امیر نے فرمایا کہ اپنا نام نامی تو ظاہر کرو نقابدار نے نقاب چہرے سے اُلٹی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو بدخو بڑے بڑے دانت منھ سے نکلے ہوے امیر نے فرمایا کچھ نگاہ پہچانتی ہی نقابدار نے کہا کہ ای شہریار منم فرزیل بن فرامرز بن قارن جب مین نے ہوش سنبھالا تو مجکو شوق سپہ گری ہوا سردار جمع کیے ہمسکاران شکست خوردہ ل گئے مین نے اُن کو بادشاہ لشکر کیا آپ پر خروج کرکے آیا یہان اہل تاتار کی خبر سُنی کہ یہ تازہ مسلمان ہوے مجکو بہت ناگوار ہوا یہان رُک گیا سلطان سعد سے مقابلہ پڑا اُن کو زیر کیا سر میدان جب مقابلہ پڑیگا تو احوال کھلیگا سر میدان کوئی مجکو زیر نہین کر سکتا اگر چاہون تو پہاڑ کو اُٹھا لون مگر عمرو نے میرے ساتھ مکر کیا مجکو پتھر مار کر گرفتار کیا مین کیونکر اسلام اختیار کرون یہ ذکر تھا کہ پھر آواز زنگ کی آئی دیکھا کہ داراب پشتارہ لندھور کا لیے ہوے آیا ایک ہاتھ مین ایک سر تھا امیر نے حال پوچھا داراب نے کہا کہ مین نقب کھود کر قیدخانے مین پہونچا لندھور وارشیون کی قید دور کی مین لندھور کو لے بھاگا امیر نے پوچھا کہ یہ سر کسکا ہی داراب نے کہا کہ مین پشتارہ بدوش آتا تھا صحرا مین جو پہونچا کراہنے کی آواز کان مین آئی مین نے دیکھا کہ میان یغما پانون کٹے ہوے پڑے ہین مین نے کہا او بیحیا یہ کیا ہوا اُسنے ذکر کیا کہ عمرو میرے پانون کاٹ کر چلا گیا مین تڑپ رہا ہون اب یہ احسان کرو کہ سر میرا کاٹ لو اب زندہ نہ رہونگا پانون دونون میرے کٹ گئے صدمۂ عظیم پہونچا ای شہریار مین نے کہنا اُسکا قبول کیا کہ سر اُس خود سر کا کاٹ لیا تب میرے دل کو صبر آیا صاحبقران نے داراب کو بھی خلعت دیا مگر نقابدار اپنے عیار کا سر دیکھ کر جھلا کر اُٹھا کہا یا صاحبقران اب مین جاتا ہون اول جا کر اپنا علاج کرونگا ایک ہفتے کی مہلت دیجیے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجوا کر سر میدان آکے آپ سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے نقابدار کو رخصت کیا فرزیل اپنی بارگاہ مین آیا صاحبقران مصروف عیش ہوے لندھور وارشیون کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون اپنے اپنے مقام پر بیٹھے نقابدار سیہ پوش اپنا علاج کرنے لگا یہ دونون لشکر تو اس انتظام مین مصروف ہین جمشید و خورشید نے صاحبقران کی بڑے دھوم سے دعوت کی ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا	تسلیان بھی تو ای اضطراب دیتا جا

ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکین
وہ آنکھ تو ہمین او بے حجاب دیتا جا

رہے جو یار کی تصویر سامنے ای دل
وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا

پکار کہہ کے مرے جان نثار چلتے وقت
کوئی تو ہم کو نمودی خطاب دیتا جا

بتا جوانی عاشق کدھر گئی ای عشق
مٹے ہوون کو نشان شباب دیتا جا

بغل مین رہے جو ہی تجھسے بے خبر ای دل
ٹھو کے اُسکو دم اضطراب دیتا جا

پھری نگاہ تری مجھسے دل مرا تجھسے
اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا

لیے ہین کتنے دل ایک ایک نازیر تو نے
بغل مین بیٹھ کے اس کا حساب دیتا جا

شبِ فراق مین کہتا ہون ہو کے شاکی بخت
صدا تو چونک کے او مست خواب دیتا جا

نہ کر عزیز تو برباد بھی نہ کر ای چرخ
مجھی کو تو مری مٹی خراب دیتا جا

معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے
یہ روگ لے کے نہ کوئی عذاب دیتا جا

رقیب بوسۂ لب لے چلے ادھر بھی کوئی
بچی کھچی ہمین ساقی شراب دیتا جا

نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل
لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا

جو بت ہی کعبے مین روپوش تو وہ ہی تو نہین
پتا کچھ اپنا اُلٹ کر نقاب دیتا جا

مزہ ہی چھیڑ کے جب شکوے سُننے کا شب وصل
بگڑ بگڑ کے جو تو بھی جواب دیتا جا

کیے ہین تو نے جو عشق بتان مین نیک عمل
جلال شیخ کو اُن کا ثواب دیتا جا

بارگاہ صاحبقران مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی لقا بدار انتظار کر رہا ہی کہ درد پہلو و پشت کم ہو تو میدان مین نکل کر صاحبقران سے مقابلہ کرون ہیکلان سے کہ رہا ہی کہ اسکے مقابلے مین خاتمہ ہی مجکو جو یہ صدمہ پہونچا ہی کچھ بیان نہین کر سکتا ہاے میرا عیار مارا گیا کیسا طرار و قرار تھا ایسا خیر خواہ کہان ملیگا بچپن سے میرے ساتھ پرورش پائی ہمیشہ میرے ہمراہ رہا جانبازی کرتا تھا مگر لات و منات کو یہ منظور ہوا کہ اُس کو بہشت مین بُلا لیا گیا اسکا بدلہ نہ لونگا اور پہاڑ سے گرنے کا مجکو بڑا صدمہ ہی عمرو نے ایسے پتھر مارے کہ ہڈیون مین درد ہوتا ہی ان سب کا بدلہ حمزہ سے کرونگا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا حمزہ کو زیر کر کے قید نہ کرونگا فوراً قتل کرونگا ہیکلان کہتا ہی کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان حمزہ وہ شخص ہی کہ جسنے پانچ چھ برس ہم لوگون سے مقابلہ کیا آخر سکندر مارا گیا فرامرز بھی مسلمان ہوا مین کیونکر کہون کہ حمزہ کو تم زیر کر لوگے حمزہ بلاے روزگار ہی آج تک کسی نے پشت اُسکی زمین سے نہین لگائی بڑے بڑے پہلوان دعوئی کر کے آئے مگر حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے حمزہ اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑا سرکشان قاف کو مارا دنیا مین آ کے نوشیروان کو شکست دی اتنا بڑا بادشاہ جلیل شہرون شہرون مین مارا مارا پھرا مگر امیر کے ہاتھ سے مہلت نہ پائی اب ان شاہزادون نے خروج کیا ہی کئی سال سے لڑ رہے ہین اول مین شاہان زنگبار شریک ہوے ملک شریا سے زنگی بہ امداد شاہزادگان والا قدر آیا مگر کرب غازی نے اُس کو زیر کیا سردارون نے اُس کے

اُسکو یعنی کرب نامدار کو گرفتار کیا قید طرف زنگبار کے روانہ کی چوگان بن حمزہ جاکر پہونچے ایسا جاکر بلوہ کیا کہ چوطویل بھی مسلمان ہوا اس شد و مد سے کرب غازی لشکر لیکر آئے شاہزادون کو شکست دی شاہزادے بھاگے مغرب سے سلسلہ شروع ہوا ایسی جنگ ہوئی کہ کوئی بادشاہ ایسا نہین لڑا ای فرزیل سکندر کا مارا جانا اور شکست فاش ہونا ہم لوگون کا کف افسوس ملنا ای فرزیل مین وہین سے شکست کھاکے آیا تھا صحرا مین اُترا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی لات و منات تمکو حمزہ پر غالب کرین مگر دل نہین قبول کرتا ای فرزیل حمزہ سے بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا یہ دونون لشکر تو اس فکر مین ہین اب یہان سے احوال سلطان سعد تحریر ہوتا ہی

دو کلمۂ داستان شوکت بیان سلطان سعد کہ زمزمۂ جادو قید انکی لیکر معنبر کوہ پر گئی ہی اور رہائی پانا سلطان سعد کا بمدد سکندر رخ لقا اور عین وقت پر فرزیل کو آکے بجرأت و شوکت مارنا شاہزادۂ سلطان سعد کا اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ

ساقی اب وہ شراب دے تو
جتنی ہو شراب سب کو لانا
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
جو بو عرق بہار کی دے
وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام
دیتی ہی مہک گلاب کیطرح
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے
جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل
کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو
کیا مہر نے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد پائی +
پھر تو تن تن کے یان تلک پی
لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا +

جس سے آئے گلاب کی بو
دریا نوشون کا سامنا ہی
دس پانچ برس اُدھر کی دینا
جسکا مارا مرے تڑپ کے
وہ زہر کہ جسکا ہی دوا نام
جسکا اک نام ہی ادا مست
متوالا ہی سور جسکا وہ مے
جسپر ہی مری طبیعت آئی
آنکھین ہین جسکی صید منزل
ساقی سے یہ کہتے تھے ابھی ہم
کشتی آئی مہک پری کی +
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوے ظرف بھر گیا جی

لانا بنت العنب کو لانا ،،
دو چار خمون کی اصل کیا ہی
جو سرخی روے یار کی دے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
تابان ہی جو آفتاب کی طرح
جسکا دیوانہ ہی سدا مست
شیشہ ہی جس پری کا مسکن
جو ہی مرے قلب مین سمائی
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہم کو
آپہونچی جو دختِ رز پری چہم
وہ آئی کیا مراد آئی ،،
[illegible] لگا لب سے لب لب جام
جسدم نشہ اپنا رنگ لایا

چہرہ سرشاران جام جرأت و ہمکشان میکدۂ ہمت جام جہان نماے شراب بیان کا اس طرح دورہ کرتے ہین سشمرد اتفائی کہ درسخن فرد ند ،، شرح این داستان چنین کردند ،، زمزمۂ جادو کہ فرزیل پر عاشق تھی جب سلطان سعد کو بزور سحر گرفتار کرا یا تو زمزمۂ جادو نے کہا کہ ای فرزیل یہ فرزند فرزند حمزہ ہیں تم ان ہین عیارون

اور سردار ان کا تار بندھ جائیگا جان بچانا مشکل پڑیگی مین نے بزرگان دین سے سنا ہی کہ مسلمان بھڑ کی چھتا ہین ان کو چھیڑا اور غضب ہوگیا جس مقام پر مسلمان پہونچے عیاران اسلام نے تار باندھ دیا ای فرزیل مین خوف سے نام نہین لیتی بختک کا قول تھا کہ جہان عمرو کا نام لیا وہ اُس محفل مین آکے موجود ہوتا ہی اُس مکار کا محفل مین ہونا غضب سامری و جمشید ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکو روکے یا اُس مکار کو ٹوکے بھائی کے سامنے بھائی بن کر جائے باپ کے سامنے بیٹا بنے لہذا مین معنبر کوہ پر جاتی ہون وہان ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے ایک ہفتے مین خاتمہ ہو جائیگا آب و دانہ بند کر دونگی بھوکا پیاسا مر جائیگا مین پھر چلی آؤنگی اور سحر اپنا چھوڑے جاتی ہون تو جس سے لڑیگا غالب آئیگا میری زندگی مین کوئی تجھپر غالب نہین ہوسکتا وہ پیر مقرر کیے ہین کہ ہر وار پر تیری مدد کرینگے کسی سے تجکو زیر نہ ہونے دینگے میرے نہونے پر بھی وہ ہی رنگ تیرا رہیگا جو میرے سامنے ہوتا ہی بخوبی سمجھا کر سلطان سعد کو ایک قفس مین بند کیا صورت کا سلطان سعد کی ایک مردہ بنا کر اُسکا سر جدا کرکے فرزیل کو دے دیا تھا زمزمہ تو روانہ ہوگئی فرزیل نے بطور مذکور لاشۂ بے سر گھوڑے پر لادکے روانہ کر دیا تھا مگر زمزمہ جادو جو معنبر کوہ پر آئی زیر کوہ ایک غار تھا ایک لٹھے پر پنجرے کو نصب کیا اور اُسی غار مین اُتار دیا مگر قریب کوہ شہر معنبر ہی جہان کا شاہزادہ سکندر فرخ لقا ہی کہ زمزمہ ہمیشہ سے اسپر عاشق ہی سلطان سعد کو قید کرکے براے ملاقات سکندر آئی کہا ای سکندر تم نے بڑی غلطی کی کہ میرا ساتھ نہ دیا اور وصل قبول نہ کیا تمھاری ضد پر مین نے فرزیل بن فرامرز کو معشوق بنایا خروج کرکے اُسکے ساتھ کئی شہر تاتار اُسنے تسخیر کیا اور سلطان سعد کو سر میدان زیر کر لیا سب کو حیرت ہی کہ سلطان سعد کا زیر ہونا کیا غضب ہوا اب طرف سے مسلمانون کے جو آتا ہوگا اُسکو زیر کرلاتا ہوگا اب اُسکی جرأت کے شہرے ہین وہ سحر بنا کر چھوڑ آئی ہون کہ جسکا عدیل و نظیر نہین وہ پیر اُسکے لیے تدبیر کرتے ہونگے جو میدان مین آتا ہوگا اُس سے زیر ہوتا ہوگا چاہے قتل کرے چاہے بخشے ای سکندر مین سلطان سعد کو قید کرکے لائی ہون زیر معنبر کوہ قید کیا ہی اگر تو اب بھی مجھے قبول کرے تو تمام ملک فتح کرا دون تجکو صاحبقران بناؤن سکندر نے جو نام سلطان سعد سُنا ایک محبت قلبی فورًا پیدا ہوئی زمزمہ دمبدم بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی کہ میری جان تجھپر جاتی ہی آٹھ پہر اپنے دل ہی دل مین تیری ہی یاد مین یہ اشعار پڑھا کرتی ہون

نظم

میرا وہ دل نہین ہی کرے جسکو تو پسند	آگے تری نگاہ کے او خوبرو پسند
اُس دل کے یہ خطاب ہین جسکو ہی تو پسند	حسرت پسند یاس پسند آرزو پسند
ای عشق کہدے خاک مین کسکو ملائیگا	آنسو ہرے پسند ہین یا آبرو پسند
میری سُنیگا دادرِ محشر نہ حشر مین	اُس بت کی آنکہ ہی جو کہین گفتگو پسند
سو بار دل کو کھوئیے سو بار ڈھونڈھیے	گم گشتگی ہی اُسکو نہین جستجو پسند

اپنا دماغ خود نہین ملتا کبھی اُنھین
کیونکر پُکار کر مری میت پہ روئے تو
چل میرے ساتھ دیکھون تو واعظ کو کسطرح
اللہ دے وہ بخت جو لڑ جائے عشق مین
کیا رنج دل کو ہی کہ وہی خشک ہوگیا
اپنا جسے یہ شیخ و برہمن نہ کر سکے
دل مین بٹھاؤن مین کہ کلیجے مین یار کو
بولے دکھا کے لطف کبھی اپنا ستم کبھی وہ
بت ہنستے بولتے ہوے بت کو بنا دیا
دورنج ہی مُبارک کوئی تم جلال کو

جنکو ہی یار تیری محبت کی بو پسند
آواز بھی مجھے تری او خوش گلو پسند
آئی ہی حور خلد ترے روبرو پسند
تقدیر بھی پسند ہی تو جنگجو پسند
پیکان تیر یار کو تھا جو لہو پسند
آیا ہی ہم کو وہ بت بیگانہ خو پسند
دونون نے کی ہی وصل مین اک آرزو پسند
دیکھین تو اِنمین سے کسے کرتا ہی تو پسند
پچتائے ہم تو کرکے تری گفتگو پسند
یہ بھی نہ کیا خوشی سے کریگا عدو پسند

سکندر نے کہا کہ ای زمزمہ مین تجکو قبول کرتا ہون مگر وصل یہان ہونا مناسب نہین ہی معنبر کوہ پر چل کے صحبت شراب وکباب کر اُسی وقت وصل بھی ہوجائیگا زمزمۂ جادو نہال ہوگئی ہنسنے لگی کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرا بہت بڑا مرتبہ کرونگی فرزیل کو اب چھوڑ دونگی نگوڑا اٹھو کرین کھائیگا ہرچند کہ وہ میری بڑی اطاعت کرتا ہی مگر مین تو تجھپر جان دیتی ہون اُس کی اطاعت مجھے پسند نہین آتی جس روز سے گئی تھی آٹھ پہر تجھی کو یاد کرتی تھی اُسکا پہلو مین ہونا معلوم ہوتا تھا کہ کانٹا کھٹک رہا ہی ای سکندر اب میرے ساتھ چلو بعد سالہا سال کے آج تو آرزو پوری ہو کہ دل کو صبر آئے راتین تیری یاد مین بڑی مشکل سے بسر ہوتی ہین آنکھون سے بحرِ اشک جاری رہتا ہی دل صدمۂ فراق سہتا ہی آج البتہ آرزو پوری ہوگی مگر ای سکندر اپنے عہد پر قایم رہنا ایسا نہ ہو کہ وقت پر انکار کرو سکندر نے کہا کہ جب تک انکار تھا اب اقرار کیا ہمیشہ تیری اطاعت کرونگا زمزمہ نے بلائین لین کہا مین رخصت ہوتی ہون چل کر زیر معنبر کوہ فرش بچھواتی ہون مگر اکیلے آنا کوئی درانداز ساتھ نہ ہو مین بھی کسی کنیز کو نہ بلاؤن گی تنہا تیرے پہلو مین بیٹھونگی تیرا حکم بجالاؤنگی آخر مین تجکو صاحبقران سے لڑواؤنگی تو صاحبقران کو سر میدان زیر کریگا تمام دنیا مین ہلڑ ہوگا کہ سکندر پہلوان بے نظیر ہی صاحب جاہ و توقیر ہی یہ باتین کرکے زمزمہ چلی طرف معنبر کوہ کے روانہ ہوئی بعد جانے زمزمہ کے سکندر نے بھی لباس بدلا گوشے مین آکر دعا کی کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز اس آرزو کو میری پورا کرنا کہ سلطان سعد کو رہا کرون اب مین دین اسلام اختیار کرتا ہون تو بھی میری دعا قبول کر نظم

یارب توہی غافر خطا ہی
حاضر ناظر رفیق ہی تو
ہرجا ہی ترا ظہور قدرت
ہر شی مین ہی تیرا نور [illegible]
تو وارث و باعث و معین ہی
حاکم عادل حکیم ہی تو
توہی ہی قوی توہی ہی قادر
توہی اول ہی توہی آخر

یارب توہی سامع الدعا ہی
مالک خالق شفیق ہی تو
تو واحد [illegible] رازق [illegible]
صادق راحم [illegible] ہی تو
لا علم لنا علیہم [illegible]

حادث ہم سب قدیم تو ہی
طوفان سے نوحؑ کو بچایا
تو سب کا خدا تری خدائی

یوسفؑ کی بچائی جان تونے
ادریس کو خلد مین بلایا
تو باقی و قایم و توانا

موسیٰؑ کو دکھائی شان تونے
زیبا ہی تجھی کو کبریائی
تو ذوالمنن و کبیر و دانا

دلسے دعائین مانگکر ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ ای کریم و رحیم تو قوی و توانا ہی ساحرہ پر مجکو غالب کرنا اگر آگاہ ہوجائیگی زندہ نہ چھوڑیگی تو معین و مددگار ہی ہم سب کا پروردگار ہی بس سکندر نے صدق دل سے اسلام اختیار کیا لباس فاخرہ پہن کر سوار ہو اطرف معنبر کوہ کے چلا خادم کو بھی ساتھ نہ لیا یہان زمزمہ انتظار کر رہی ہی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین چشم براہ دیکھ رہی ہی جی مین کہتی ہو کہ ای زمزمہ کیا باعث ہی جو سکندر کو اسقدر دیر ہوئی ناگاہ سامنے سے دیکھا کہ سکندر گھوڑے پر سوار تاج شاہی بر سر لباس فاخرہ در بر گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی اس سج دھج کو دیکھکر زمزمہ بیقرار ہو گئی پکار اٹھی کہ ای شاہزادہ والا قدر و ای آسمان حسن کے بدر مین انتظار مین تھی پہر پہر گذرا کہ سامان لیکر بیٹھی ہون سکندر نے کہا کہ مجکو خود جلدی تھی مگر کچھ لوگ ملاقات کو آگئے اسوجہ سے دیر ہوئی شکر کرتا ہون لات و منات کا کہ تمکو آمادہ پایا زمزمہ نے بڑھکر رکاب تھام لی اور کہا کہ ای جان جہان و ای مرہم زخم بیقراران تو وعدہ کرتا اور مین انتظار نہ کرتی سب سامان تیار ہی فقط تیرے آنے کی دیر تھی میرا تو اب یہ حال ہی کہ ضبط محال ہی نظم

آنکھ سے چھپنے کا راز اسکے نہ کھولا ہوتا — دل تو کہتا تھا ذرا مجکو ٹٹولا ہوتا
غیر پر خون نہ ثابت ہو یہ ممکن ہی نہین — میرا قاتل تو کوئی آپ سا بھولا ہوتا
بند یون بیٹھے دیتا نہ ہوئی خلوت ہاے — مین ہون وہ شوخ کہ کیا کیا تمھین کھولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کے رونا ہی عبث — اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھالے پھٹتے — دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
جانتا ہین اسے فرقت مین مسیحا اپنا — زہر جسنے مری تبرید مین گھولا ہوتا
سبز رنگونکی محبت مین جو ہوتی تاثیر — کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا
کوچۂ یار مین میلہ جو ہوا چرخ کو بھی — یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا
حشر مین حق سے گذرنا تھا نہ تجکو ای بت — آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا
چرخ انگار و نپہ لوٹا تھا شب وصل جلال — ہم تو خوش ہوتے اگر جلکے یہ کولا ہوتا

زمزمہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی سکندر کو فرش پر لائی لاکے مسند پر بٹھایا کہا ای معشوق خوبرو آج تو میرے لیے عید ہی کہ تو آکر بیٹھا سکندر نے کہا ایک خدمت میرے سپرد کرو کہ شراب مین تم کو پلاؤن خود بھی پیتا جاؤن زمزمہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور زیادہ لطف ہوگا سکندر نے بڑا سا جام اٹھایا اسکو لبریز کرکے ہاتھون پر رکھا کہا ای جان جہان بیو فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند زمزمہ نے جوش محبت مین ہاتھ بڑھا کے جام کو اٹھا لیا اور پکار اٹھی مطلع الا یا ایہا الساقی

ادر کا سنا وناد لہا * کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا * بے اندیشۂ انجام وہ جام پی گئی
اب تو سکندر نے جام پر جام دینا شروع کیے زمزمہ پی رہی ہی اور لاؤ لاؤ کر رہی ہی سکندر
متواتر جام دے رہا ہی یہانتک شراب پلائی کہ زمزمہ گھبرا کر اُٹھی چاہا گلے مین سکندر کے ہاتھ
ڈالون کہ لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہو گئی سکندر نے کمر سے خنجر کھینچا اور چھاتی پر چڑھ کر
زمزمہ کا سر کاٹا مرتے ہی زمزمہ کے صدائے ہاہو بلند ہوئی سکندر آواز سُن کر گھبرانے لگا
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زمزمۂ جادو بود بعد قتل زمزمہ سکندر غار
کوہ مین آیا پنجرہ سلطان سعد کا نکالا سلطان سعد ہوشیار بیٹھے تھے مرنے سے زمزمہ
کے ہاتھ پانوٗن مین طاقت آ گئی تھی سکندر نے سلطان سعد کو پنجرے سے نکالا سلطان سعد
کو نکال کر قدمون سے لپٹ گیا کہا مجکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے سلطان سعد نے کلمہ سکندر کو
پڑھایا سکندر کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا سلطان سعد کو سکندر ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا کہا حضور تخت پر بیٹھین مگر سلطان سعد نے انکار کیا فرمایا ای سکندر خدا
ہمارے تاجدار کو زندہ وسلامت رکھے ہم اُن کے ملازم ہین وہ تاجدار ہم خدمتگزار ہین
لیکن اب مجکو تاتار پر جانا چاہیے جا کر اُس سیہ رو کو سزا دون کہ اُسنے بہت سر اُٹھایا ہوگا
نہین معلوم شاہزادون کا کیا حال کیا ہو وہ بیچارے بصدق دل مسلمان ہوے میرا اُنکی دختر
سیمتن سے عقد ہوا مگر ایک شب نہ رہ سکے اب چل کر پہلے اُس کو سزا دین اگر ہمارے
بزرگون کو خبر پہونچی ہوگی تو یقین ہی کہ آئے ہونگے صاحبقران ضرور تشریف لائے ہونگے
یقین ہی کہ نقابدار سیہ پوش سے مقابلے پڑے ہون دادا جان صاحب مجکو بہت چاہتے ہین
مین اُن کے نور نظر کا غلام ہون یقین ہی کہ تشریف لائے ہون مین کل ضرور جاؤنگا سکندر
نے عرض کی جو ارشاد ہوا وہ بجا ہی لیکن غلام نے اس واسطے اطاعت نہین کی ہی کہ دامن
دولت چھوڑون مین ہمراہ سرکار رہونگا آرزو ہی کہ مجکو بھی ساتھ لے چلیے سلطان سعد
نے کہا کہ ای سکندر معرکہ عظیم ہی تمھارا لیچلنا اچھا نہین سکندر رونے لگا سلطان نے کہا مین
یہ چاہتا ہون کہ تم کو ساتھ نہ لیجاؤن یکہ وتنہا جا کر اُس مردود کا فیصلہ کرون نہین معلوم
کہ دادا جان پر کیا اظہار کیا ہو تمام لشکر بیقرار ہوگا مین یہ چاہتا ہون کہ جا کر سب کو
تسکین دون ہر ایک کو یہی خیال ہوگا کہ نہین معلوم سلطان سعد پر کیا گذری دادا
جان سے اگر مقابلہ ہوا تو خیر ورنہ سب سردار زیر ہونگے اور مجکو اُسنے مشہور کیا ہوگا
کہ مین نے مار ڈالا لہذا سب کو معلوم ہو جائے کہ سلطان سعد زندہ ہی سکندر نے
کہا کہ مجھسے وہ یہ کہتی تھی کہ سلطان سعد کو تو یہان روانہ کیا اور صورت لاشۂ سلطان سعد
بنا کر مرکب پر آپکے وہ لاشہ لا دیا اس طرح آپ کے بزرگون کو آگاہ کیا اور یہ بھی کہتی تھی کہ
جو وہان مقابلے کو آئیگا مین وہ سحر کر آئی ہون کہ جو اُس کے مقابلے مین جائیگا اُس کو وہ
زیر کر لیگا پس اب اُس کا سحر مٹا اب جو آپ جائیے گا اور مقابلہ پڑیگا تو اغلب ہی کہ آپ
ضرور غالب آئیے اب صرف اُس کا زور اصلی باقی ہی سلطان سعد نے کہا کہ اگر تم کو یہان

رہنا منظور نہین ہی تو بسم اللہ تیاری کرو ہمارے لشکر کے تم بادشاہ ہوے ہمیشہ یہی چاہین گے کہ تم کو تاجدار رکھین سکندر نے رات بھر تیاری کی صبح کو سکندر کو تخت پہ سوار کیا بارہ ہزار سوار و پیدل ساتھ لیے آپ مرکب پر سوار ہوکر لشکر کے آگے ہوے بطور سپہ سالار کے لشکر کو لیکر چلے مگر یہان نقابدار سیہ پوش نے بعد ہفتے کے طبل جنگی بجوایا اور ہیکلان سے کہا کہ کل سر میدان حمزہ کو زیر کرونگا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ نقابدار سیہ پوش نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے خواجہ کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر مین صاحبقران کے بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین بقول شاعر نظم بزد طبل را آن چنان طبل زن + کہ در بیہ میت ز ہیبت کفن + دہل زن دہل زد بہ تحسین او + بہ بین دین او دین او دین او + دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا وان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ + بہت گرمخوار روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگے آگے خط صبح کا + کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + صاحبقران سجادے پر آئے اول نماز واجب ادا کی بعد اُس کے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے عرض کی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس مشکل کو میری آسان کر مجکو بڑا انتشار ہی تو نے بچپن سے میری آبرو و عزت رکھی ہر جگہ مظفر و منصور کیا اے کریم و رحیم اس نقابدار نے کیا سبب تھا کہ سلطان سعد کو زیر کیا میری اولاد کسی سے اس طرح زیر نہین ہوئی جس طرح کہ سلطان سعد زیر ہوے مجکو ہزار طرح کا تردد ہی مگر تو معین و مددگار ہی حقیقت مین تو پروردگار ہی کہ عمرو نے آکے عرض کی کہ حضور چلین لشکر میدان مین جا چکا لندھور بھی حاضر ہی ہمراہ رکاب جائیگا صاحبقران تسبیح کو بوسہ دیکر اُٹھے صندوق سلاح سنجوگ منگایا خود ہود سر پہ رکھا زرہ داؤدی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل زیب کمر فرمایا اور سپر گرشاسپ نوجوان پشت پہ لگائی مسلح و مکمل ہوکے باہر نکلے جلوخانے مین آئے لندھور نے آکے سلام کیا ارشیون پریزاد و فرہاد خان پاک ضربی ہمراہ تھے سب نے امیر کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اشقر سامنے سے مقبل لے کر آیا امیر بسم اللہ کہہ کر پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور وغیرہ ہمراہ ہوے پشت پر پانچہزار جوان امیر لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آئے اُدھر سے آمد آمد لشکر کفار ہوئی نقابدار سیہ پوش اونچی بنا ہوا آگے بڑھا ہوا تخت پر ہیکلان عاد مغربی پشت پر لشکر بارہ چہ دہ ہزار سیہ پوشون کا فرزیل نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا صفین آراستہ ہونے لگین کہ جانبین سے نقیب نکلے اول سرود چھیڑے پھر باواز بلند یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہیں دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہی
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا +
اس چمن کی ہواے بہمن ودی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخِ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گُل ہوا الطہام
شاخ پر ہی جو سیب زیبِ چمن
غافلو کل من علیہا فان

تب ہوا لالہ زیبِ محفلِ باغ
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

جب مٹے میکشان محفلِ رزؤ
تب نظر آیا گیسوِ سنبل
گُل ہوا جب چراغ عارضِ یار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان

اس طرح کے مضمون درد انگیز اور مفہوم عبرت خیز کے جو اشعار نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ میدان مین جائین لڑین بھڑین نام بزرگون کا روشن کرین میدان سے قدم نہ ہٹائین مگر نقابدار سیہ پوش بصد جوش و خروش سامنے ہیکلان کے آیا اور کہا ای شہریار اجازت میدان ہیکلان نے یہ کہا ای نقابدار بہادر آج معرکہ سخت ہی کہ حمزہ سے مقابلہ ہی ایک خیال رہے کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ سحر و ساحری کیسی اس کا ذکر کیون کیا مین اپنے زور سے لڑتا ہون جس طرح سلطان سعد کو زیر کیا اُسی طرح حمزہ کو بھی زیر کرونگا دیکھیے آج کیا قیامت برپا کرتا ہون اور ای بادشاہ مجکو سحر و ساحری سے کام نہین ہی ایسا نہین کہ آج میدان سے خالی پلٹون آج وہ زور کرون کہ صاحبقران بھی عاجز ہو جائین ہیکلان نے کہا کہ ای نقابدار اگر آزردہ نہ ہو تو ایک بات کہون نقابدار نے کہا کہ فرمائیے ہیکلان نے کہا کہ آج آپ کا چہرہ اُداس معلوم ہوتا ہی آج وہ شوکت و جلالت نہین ہی نقابدار نے کہا کہ حضور کی نگاہ کا خلل ہی معلوم ہوتا ہی کہ عارضہ نزول آب یا آشوب چشم ہوا ہی میدان مین جاکر وہ جرأت و جلالت دکھلاؤنگا کہ حمزہ کو عاجز کر دونگا ہیکلان نے دعا دیکر کہا ای نقابدار سیہ پوش ہمارا بھروسا تم ہی پر ہی سلطنت ہماری چھوٹ گئی اگر تم غالب آئے تو پھر وہ ہی سلطنت ہوگی اور اگر شکست کھائی تو پھر وہ ہی صحرا اور کوہ و دشت و بیابان ہی اور ہماری گردش ہی اپنے مطلب کی کوشش ہی نقابدار نے کہا کہ اگر لات و منات نے چاہا تو غالب ہوکے آؤنگا ہیکلان نے کہا کہ تمھین لات و منات کے سپرد کیا نقابدار نے گینڈا بڑھایا میدان مین آیا خوب نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے آکر مجھسے مقابلہ کرے آج قیامت برپا کرونگا لواے شوکت صاحبقران چھین لونگا صاحبقران زمان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کر عمرو نے کلاہ نمدی اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلینگے لندھور و ارشیون و فرہاد خان اپنی اپنی سواری سے اُترے آکے صاحبقران کو گھیر لیا سب یہی عرض کرتے تھے کہ ہم میدان مین جاوین مگر صاحبقران نے فرمایا یارو بخوبی جانتے ہو کہ جو جسکو پکارتا ہی وہ ہی جاتا ہی بس وہ میرا خواہان ہی پردے مین مجھی کو بلاتا ہی مین اُسکے مقابلے مین جاؤنگا کہ نقابدار نے پھر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے

صاحبقران نے فرمایا یارو مجھے کیون روکتے ہو حریف کلمہ زنی کر رہا ہی کلمات سخت سنتے کو میرا دل نہین چاہتا انشاء اللہ آج اس سیہ رو سے مقابلہ ہی فنون سپہ گری دکھلاتا ہی مین یہ بھی دریافت کرونگا کہ سلطان سعد کو کس تیغ پر زیر کیا اُس سے اپنے کو بچاؤن لندھور نے اشارہ کیا کہ بسم اللہ تشریف لے جائیے بیشک وہ کلمہ زنی کر رہا ہی صاحبقران زمان نے قصد کیا ہی کہ مرکب بڑھاؤن مقابلہ نقابدار مین جاؤن کہ لندھور نے عرض کی آج نقابدار کچھ سست معلوم ہوتا ہی شاید جو اس کا معین تھا اُسپر کوئی افتاد پڑی وہ زور و شور نہین ہی جس طرح میدان مین آتا تھا یا شاید کوئی تردد ہو پھر لندھور نے کہا اے حضور کو خدا کے سپرد کیا جملہ سردار دعائین دینے لگے صاحبقران نے پڑھ کے پر مرکب کے ہاتھ کیا جیسے ہی قصد کیا کہ مرکب کو بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی بقول شاعر نظم از دامن دشت کوہ اور نگ + گردے برخاست تو تیار نگ + از دامن دشت پُر غبارے + رخسارہ نمود شہریارے + دیکھا کہ سلطان سعد آگے آگے ایک شخص نہایت حسین وجمیل تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار سوار و پیدل کہ جو اپنے فن مین یکتا و بے بدل ہین امیر نے جو سلطان سعد کو اس جلالت سے دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا کہ ای لندھور تم نے بھی دیکھا امیرا نور نظر آتا ہی کیا شکر پروردگار کرون کہ مین نے سلطان سعد کو بہ جاہ وجلال دیکھا مگر سلطان سعد نے طرف میدان کے دیکھا کہ نقابدار سیہ پوش مبارزطلبی کر رہا ہی اول صاحبقران کو سلام کیا گھوڑا طرف میدان کے بڑھایا مگر نقابدار سیہ پوش نے جو سلطان سعد کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جی مین کہتا ہی کہ ای فرزیل اس جوان نے کیونکر رہائی پائی معلوم ہوتا ہی زمزمہ پر کوئی افتاد پڑی کہ اس جوان نے رہائی پائی مگر جب سلطان سعد قریب پہونچے تو نقابدار سیہ پوش نے پوچھا کہ ای نوجوان زمزمہ کے ساتھ کیا کیا سلطان سعد نے کہا کہ وہ واصل جہنم ہوئی اب کچھ زور بازو دکھا ہر چند کہ حال فرزیل کا غیر ہی مگر ضبط کر کے نیزہ مارا سلطان سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا فرزیل کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پہ مارا کود کر چھاتی پہ سوار ہوے نقاب نوچ کے پھینکدی دیکھا کہ ایک شخص سیہ رو زرد مو دانت مثل گراز کے دہن سے نکلے ہوے بحیرت سلطان سعد کو دیکھ رہا ہی سلطان سعد نے کہا کہ او بے حیا تیرا نام نجس کیا ہی نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ منم فرزیل بن فرامرز بن قارن عدنی شہر عدن سے خروج کر کے آیا ہون سلطان سعد نے اُٹھ کر ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھاما اور ایک پاؤن کو پاؤن سے دبایا نعرۂ اللہ اکبر کر کے نقابدار سیہ پوش یعنی فرزیل کو چیر کر پھینک دیا ہیکلان نے جو دیکھا کہ نقابدار مارا گیا فوج کو اشارہ کیا سب مل کر سلطان سعد پر آپڑے سلطان سعد نے مرکب بڑھایا کنیزان سیمتن نے کہ برائے خبر موجود تھین جا کے سیمتن کو خبر کی کہ واری مبارک ہو سلطان سعد آگئے اور اُنھین کے ہاتھ سے نقابدار مارا گیا مثل کرپاس کہنہ اُسے چیر کے پھینک دیا

یا تو ملکہ سیمتن رو رہی تھی یا ہنس پڑی پکار اُٹھی ای صاحبو کیا حال بیان کرون نظم

بیری مین آئے وہ رُخِ روشن نظر مجھے — دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے
خالِ رُخِ صبیح ہی مد نظر مجھے — یوسفؑ سے بھی عزیز ہی زنگی پسر مجھے
ای نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی — دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے
جاتا ہون اُڑکے شہر سے صحرا بہار مین — جوشِ جنون بری کے لگا تا ہی پر مجھے
قاصد کیطرح قتل جو کرتے تو عید تھی — ہونا تھا خطِ شوق کا خود نامہ بر مجھے
کانون نے میرے یار مرے ہوش اُڑا دئے — تیری خبر سُنا کے کیا بے خبر مجھے
رسوا چکو رسے ہون سوا اُسکے عشق مین — پہچانتا ہی خوب وہ رشکِ قمر مجھے
لب بند ہو گئے کب شیرین کے وصف مین — میرا دہن ہوا اگرہ نیشکر مجھے
برسو نسے مین خراب ہون دلکی تلاش مین — رکھتا ہی شوق کعبہ میان سفر مجھے
سودے مین تیغ ابرو خمدار یار کے — گردن وبال ہو گئی ہی بوجھ سر مجھے
واماندگی سے میری نہ نالان ہوا ای جرس — منزل مین سب سے دیکھیو تو بیشتر مجھے
معشوق تھے غرور سزا وار تھا تھین — شکوہ نہین ہی تمنے نہ پوچھا اگر مجھے
حلقو نسے زلف یار کے تھرا رہا ہو نمین — پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہی ڈر مجھے
طالب نہین ہی دولتِ دنیا کا دل مرا — اُس سیمتن کا وصل ہی تحصیل زر مجھے
جب دیکھتا ہی یار تو ہی دانت پیستا — ڈوبونگا مین ڈبوئیگا آبِ گہر مجھے
شمشیر خارجی نہین ہونے کی کارگر — حُبِّ علیؑ کی کافی ہی آتش سپر مجھے

صاحبو مجکو اس وقت تم نے نہال کر دیا گویا مردے کو زندہ کر دیا اِدھر جب سلطان سعد فوج مین گھرے جمشید و خورشید نے عرض کی کہ ای شہریار شاہزادہ گھرا ہوا ہی نامرد چاہتے ہین بلوہ کرکے گرفتار کرلین اور وہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت لیشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی چہار جانب سے کفار کا بلوہ ہی مگر سکندر رفرخ لقا نے فوج کو اشارہ کیا کہ تم سب ملکر جا پڑو سکندر کو بڑی بیقراری ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ یارو بڑے تعجب کی بات ہی کہ شاہزادہ گھرے اور ہم لوگ مدد نہ کرین سکندر نے جو سمجھا کے کہا بارہ ہزار جوان گھوڑے اُٹھا کر جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے صاحبقران نے بھی لندھور کو اشارہ کیا کہ جا کر سلطان سعد کی مدد کرو کفار کا بہت بلوہ ہی یہ سُن کر لندھور کہ خود ہی آمادہ کھڑے تھے نہ کہ صاحبقران نے حکم دیا ہاتھی بڑھا کر جا پڑے ارشیون و فرہاد خان بھی مشتاق تھے کہ ہمکو حکم ملے تو جا کے سلطان سعد کی مدد کرین اور خوب لڑین فرہاد خان نے بڑھ کر علم فوج کو گرایا ارشیون نے صفون کو درہم و برہم کیا لندھور ہیکلان پر جا پڑے ہیکلان نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی تلوار مار کے ہیکلان پلٹا لندھور نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ہیکلان زخمی ہوا اور سامنے سے بھاگا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو نکل چلو اب وقت شکست ہی

بھاگنے کا بندوبست ہی ہیکلان جو بھاگا سب نے راہِ صحرا لی صاحبقران بفتح و فیروزی سلطان سعد کو ساتھ لیکر پلٹے نوبت و نقارے بجاتے ہوے ہر طرف سے صداے مبارکباد بلند ہی امیر نے اسقدر زر سلطان سعد پر نثار کیا کہ آج تک ذرے زمین تا تار پر چمک رہے ہین پھر گلے لگا کر فرمایا کہ اے نور نظر خدا تمکو سلامت رکھے مان کا تمھاری عجب حال ہی فقیر ہونے کو کہتی تھین جمشید و خورشید نے بڑی خوشیان کین سیمتن نے کنیزو نکو انعام بانٹا اور پیر دیدار کا کونڈا کیا بی ترت پھرت کی پڑیا دی محل مین نذر و نیاز ہونے لگی صاحبقران نے شام سے سلطان سعد کو حکم دیا کہ اے فرزند محل مین جاؤ کل شب بھر مین نہین سویا رونے کی آواز آتی تھی کوئی بیقرار ہو کر کہتا تھا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کہانتک میرے ساتھ کجروی کریگا میرا تو یہ حال ہی نظم

ہی ہنسی لب پر پہ دل مین درد ہی	راز رکھتا ہی نہان جو مرد ہی
فصل گل ہی کیون نہ ہو ہم پر بہار	سرخ آنسو ہی تو چہرہ زرد ہی
بے ہوا سرگشتہ ہی میرا غبار	سامنے اُسکے بگولہ گرد ہی
اسقدر نامون کے لکھنے مین ہون صرف	ہاتھ مین ہر دم قلم ہی فرد ہی
قاصد محبوب کی آمد نہین	اسلیے ہر شعر مین آورد ہی
بوے گل لائی نہین ہر دم نسیم	اُس کی بازی گاہ کی یہ گرد ہی
نامۂ محبوب جو لائی صبا	مجکو ناسخ گنج باد آورد ہی

یہ اشعار سُن کر دل کو بیقراری ہوتی تھی مین عمرو سے کہتا تھا اس مہ جبین کو جا کر تم سمجھاؤ اور عمرو کئی مرتبہ گیا مگر اُسنے کسی کا کہنا نہ مانا اب جا کر اُسے تسکین دو ایسا نہ ہو وہ اپنے کو ہلاک کرے تو باعث خرابی ہی اُسکو انتہا کی بیتابی ہی سلطان سعد محل مین آئے محلدار نے سیمتن کو خبر دی سیمتن واسطے استقبال کے دوڑی آ کر لپٹ گئی اور رونے لگی سلطان سعد نے کہا ملکہ اب کیون روتی ہو شکر کرو خدا کا کہ اُس رب بے نیاز نے ہم کو تم سے ملایا ایسے مقام پر قید تھے کہ امید رہائی کی نہ تھی یہ یقین تھا کہ تڑپ تڑپ کر مرین گے مگر خدا نے اپنی قدرت سے مددگار بھیجا شاہزادہ سکندر فرخ لقا نے آ کر شراب پلا کر اُس ساحرہ کو مارا ہم کو قید سے رہا کیا تب بخیر و عافیت پہونچے شکر ہی کہ تم سے ملے ہمین امید زیست نہ تھی زمزمہ جادو خود مجھپر عاشق تھی مگر سکندر کی محبت مین اُسنے جان دی اس قدر شراب سکندر نے پلائی کہ بیہوش ہو گئی اُسی بیہوشی مین اُسنے مارا ملکہ سلطان سعد کو لیے ہوے قصر مین آئین سلطان سعد کو مسند پر بٹھایا اور گائنون کو طلب کیا گائنین بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

صورت سے اُسکی بہتر صورت نہین ہی کوئی	دیدار یار سی بھی دولت نہین ہی کوئی
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرین گے	ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہی کوئی
مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے	معذور رکھیے ہمکو فرصت نہین ہی کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی طریق اپنا
مذہب نہین ہی کوئی ملت نہین ہی کوئی

ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفون کا
نا آشنائے معنی صورت نہین ہی کوئی +

ہژدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہی تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہی کوئی

نازان نہ حسن پہ ہو مہمان ہی چار دن کا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہی کوئی +

جان سے عزیز دل کو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون کہ مجکو حسرت نہین ہی کوئی

مین پانچ وقت سجدہ کرتا ہون اُس صنم کو
مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہی کوئی

شہر بتان ہی آتش اللہ کو کرو یاد
کسکو پکارتے ہو حضرت نہین ہی کوئی +

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ملکہ نے جشن کی تیاری کی روشنی ہوئی طائفے عمدہ عمدہ آئے طعام ولیمہ تقسیم ہوا ایہان صاحبقران نے سکندر سے کہا کہ لشکر تیار کرو ہم کل کے دن کوچ کرین گے جمشید و خورشید و سکندر فرخ لقا نے ساتھ چلنا قبول کیا لشکر کو آراستہ کیا صبح کو سلطان ملکہ سے رخصت ہونے لگے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا کنیز کو بھی ساتھ لے چلیے سلطان سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دادا جان کے ساتھ جاتا ہون مجھے کیا اختیار ہی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار فراق مین آپ کے مین زندہ نہ رہون گی تڑپ تڑپ کر جان دونگی میرا تو یہ حال ہی نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد و ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا +

مردے سے بدتر زلیس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایک دن
نکہتِ گل پر گمانِ بوے پیراہن رہا +

آشیانِ بلبل و قمری ہوا ہر روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو ای غیرتِ گلشن رہا

صورتِ عاشق سے درپردہ اُسے بھی عشق ہی
غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

شمع سان رو روکے یاد گور مین شب روز کی
جب تلک میرا چراغِ زندگی روشن رہا

اُسکو یرقان سے تھا اسکو ہی یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرے کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلقِ ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑکر اُسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملنا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی +
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جب تک رہا تیری جلو مین ای جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنون نے سل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا +

دیکھ کر اُس ماہ رو کو غش رہے دو دوپہر
حال ہیرا نے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

سلطان سعد نے دامن سے آنسو پاک کیے کہا اب تو دادا جان کے ساتھ جانے دیجیے ہم تمھین بلوا بھیجین گے باپ یا چچا تمھارے لینے کو آدین گے ملکہ نے دامن چھوڑ دیا سلطان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر نکلے امیر تیار کھڑے تھے سعد کا انتظار کر رہے تھے

جیسے ہی سلطان سعد آئے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا گریان ہوے تھے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے ہین اگر دل چاہے تو معشوقہ کے پاس رہجاؤ لیکن لشکر مین سب تمھارے منتظر ہین
بادشاہ جمجاہ کو ایسا غم ہوا کہ کئی روز تک خاصہ نوش نہین کیا تمکو دیکھکر خوش ہوجائینگے
سلطان سعد نے عرض کی مین خود ہمراہ رکاب چلونگا مجکو خود اشتیاق ہی کہ سب سے
جاکر ملون صاحبقران مع سلطان سعد طرف لشکر کے روانہ ہوے منزلین جب طی کرکے
قریب لشکر پہونچے سب سردار براے استقبال آئے امیر سلطان سعد کو لیکر داخل لشکر ہوے
جسنے سلطان سعد کو دیکھا باغ باغ ہوگیا سب بحیرت تمام امیر سے پوچھتے تھے کہ کیون ای
آقاے نامدار یہ حضور کو کیونکر ملے ہم نے تو ان کی لاش دفن کی تھی صاحبقران نے کیفیت
سحر زمزمہ جادو بیان کی کہ یہ اُس ملعونہ کا شعبدہ تھا سکندر نے اِنکو چھڑایا قباد شہریار
نے پوچھا کہ وہ نقابدار کون تھا امیر نے بیان کیا کہ فرزیل بن فرامرز بن قارن عدی تھا یہان
تو جشن شروع ہوا صاحبقران اُسی صحرا مین اُتر پڑے حور رخ نے سلطان سعد کو دیکھکر
کہا کہ مین اپنے فرزند کی چھٹی کرونگی گود مین لیکر تارے دیکھونگی یہان تیاری چھٹی کی ہونے لگی
مگر ہرمز و فرامرز ایک صحرا مین فروکش تھے خاقان گردون اساس خدمت کرتا ہوا طرف
ملک ہاماوران کے لیے جاتا ہی کہ ایک صحراے سبزہ زار ملا کوسون تک اُس صحرا مین نخل معقول
تھے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہرمز و فرامرز
دربارگاہ پر تماشا دیکھ رہے ہین واضح رہے کہ بختیارک تو وزیر اعظم ہی اور باپ اس کا
بختک ہر کام مین صلاح دیتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر
سوار ایک عیار بلاے روزگار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر فوج بے انتہا ہرمز
و فرامرز کو خبر ملی کہ بیٹا فرزیل کا ارزیل بن فرزیل بن فرامرز بن قارن عدی آتا ہی
چند سردار براے استقبال بھیجے بختک خود گیا ارزیل سے ملا ارزیل نے بختک کی بڑی
خاطر کی بختک اسکو ساتھ لیکر چلا راہ مین سمجھاتا ہوا کہ ای ارزیل تمھارے سب بزرگ مارے گئے
باپ تمھارے تاتار پر قتل ہوے عیار کو بھیجو اگر یہ عمرو کو گرفتار کر لایا اور تم نے عمرو کو قتل کیا
تو لشکر حمزہ تباہ ہوجائیگا عمرو کی ذات سے لشکر مین بڑا انتظام ہی عیار ارزیل یعنی
معمار تیز رو جو ہمراہ تھا اُسنے کہا ملک جی یہ کتنی بڑی بات ہی مین عمرو کو گرفتار کر لاؤنگا آپ
فوراً قتل کیجیے گا راہ بھر بختک نے یہی سمجھایا کہ ای معمار عمرو کی فکر کرو عمرو سے مجکو بڑے
صدمے پہونچے ہین مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہی کہ اگر عمرو زندہ رہا تو میرا زوال ہی جب ہی
تو مین دخل نہین دیتا ایسا نہ ہو کہ وہ ساربان زادہ مجھسے بگڑ جائے جب گرفتار ہوکر آیا بیٹا
میرا بختیارک کلام سخت کرتا ہی مگر مین منتین کرتا رہتا ہون معمار کہتا ہی ملک جی تم مطمئن ہو
تمھین کیا مار سکتا ہی یہ باتین کرتا ہوا سامنے ہرمز اور فرامرز کے آیا ہرمز و فرامرز نے
مزاج پوچھا ارزیل نے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر کہا دعاے دولت مین مصروف رہتا ہون
سُنا ہی مین نے کہ والد نامدار تاتار پہ جاکر مارے گئے معاوضہ لینے کو آیا ہون آپ کو

سُنا کہ اس صحرا مین فروکش ہین خیال مین آیا کہ آپ کا شریک ہو کر مقابلہ کرون میرے دادا جان نے حمزہ کو نو مہینے قید رکھا کیا کیا صدمے دیے مگر بے وقوف تھے کہ قتل نہ کیا اگر میرے قبضے مین حمزہ آجائے تو اُسی وقت قتل کرون اب لشکر کو اُٹھائیے مقابلۂ صاحبقران مین چلیے جنگ شروع ہو ہرمزو فرامرز نے کہا کہ ای ارزیل اتنا بڑا بادشاہ مارا گیا کہ حوصلہ پست ہوگیا سکندر بن ہیکلان عاد مغربی چونسٹھ لاکھ مغربیون سے شریک ہوا تھا اُس کا مارا جانا اور ہمارا تباہ ہونا یاد ہی بختک پھر بول اُٹھا کہ ای معمار جو کہا ہی وہ کر و عمرو کی فکر سے غافل نہ رہو جب لشکر حمزہ دور ہوگا اور گرفتار کرکے لاؤگے تو قتل بھی کر سکوگے اور اگر لشکر حمزہ قریب ہوا تو پھر نہین قتل کر سکتے جملہ سردار اُسکے چھڑا نے کو آوینگے عمرو کا سب کو پاس ہی سب پر عمرو کا احسان ہی لہذا تم اب روانہ ہوا اور عمرو کو لاؤ معمار نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے ارزیل سے کہا کہ ای آقاے نامدار مین رخصت ہوتا ہون عمرو کے لینے کو جاتا ہون یہ حضور کو خیال رہے کہ جس وقت عمرو کو لیکر آؤن تو ایک لمحہ توقف نہ کیجیے فوراً ہی قتل کیجیے ارزیل نے کہا کہ ای معمار مین خود ان مسلمانون کے نام کا دشمن ہون دادا جان کی عقل پر افسوس کرتا ہون کہ نو مہینے حمزہ قبضے مین رہا اور اُسکو قتل نہ کیا اگر ایک دن کو میرے قبضے مین آجائے تو زندہ نہ چھوڑون قتل سے اُس کے مُنھ نہ موڑون معمار بخوبی ارزیل کو سمجھا کر بہ فکر خواجہ روانہ ہوا یہان وہ زمانہ ہی کہ لشکر مین جشن ہی ملکہ حور رخ نے چھٹی کا سامان کیا ہی طائفے جمع ہین شاہ و شہریار آرہے ہین تمام لشکر مین چہل پہل ہو رہی ہی ہر مقام پر ناچ و رنگ ہو رہا ہی دربار مین صاحبقران کے چیدہ طائفے حاضر ہین خواجہ عمرو آج کل بہت خوش ہین ہر طرف سے نفع ہی رنڈیون کو انعام ملتا ہی اُس مین سے اِکتی کاٹ لیتے ہین کھانا جو پکتا ہی باورچیون سے ٹھہرا لیا ہی اُن سے روپئے مین دو آنے لیتے ہین جب محل مین آتے ہین تو شاہزادیون سے لڑ لڑ کر لیتے ہین ایک دن خواجہ عمرو بازار مین پھر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

اگرچہ دل کی لگی آگ مین شرار نہ تھا	سلگ رہا تھا مگر دل مجھے قرار نہ تھا
جو دل پسند مرا ای نگاہ یار نہ تھا	تو آنکھ ملتے ہی پھر کیون تجھے قرار نہ تھا
جو چند بار ابھی اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا	وہ مین تھا رہگذر یار کا غبار نہ تھا
پس فنا بھی رہا نقش مدعا باقی	مٹائے سے نہ مٹا نقش پاے یار نہ تھا
خدا کی شان کہ ہم پر رقیب کے آگے	وہ جبر کرتے کوئی یہ بھی اختیار نہ تھا
نگاہ یاس سے دل مطمئن تھا دلسے نگاہ	مگر ہمین تمھین دونون کا اعتبار نہ تھا
جو جاگتا بھی کسی شب تو کیا وہ ساری رات	نصیب خفتہ مرا چشم انتظار نہ تھا
کروگے یاد ہمین امتحان غیر کے وقت	ابھی تو خاک مین ملتا وہ جانثار نہ تھا
مکر گیا تھا وہ جب لیکے چٹکیان دلمین	کوئی نشان بھی کیا اُنکا یادگار نہ تھا

جیسے ہی سلطان سعد آئے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا گریان ہوئے تھے آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے ہین اگر دل چاہے تو معشوقہ کے پاس رہجاؤ لیکن لشکر مین سب تمھارے منتظر ہین بادشاہ جمجاہ کو ایسا غم ہوا کہ کئی روز تک خاصہ نوش نہین کیا تمکو دیکھکر خوش ہوجاینگے سلطان سعد نے عرض کی مین خود ہمراہ رکاب چلونگا مجکو خود اشتیاق ہے کہ سب سے جاکر ملون صاحبقران مع سلطان سعد طرف لشکر کے روانہ ہوے منزلین جب طی کرکے قریب لشکر پہونچے سب سردار براے استقبال آئے امیر سلطان سعد کو لیکر داخل لشکر ہوے جسنے سلطان سعد کو دیکھا باغ باغ ہوگیا سب بحیرت تمام امیر سے پوچھتے تھے کہ کیون اے آقاے نامدار یہ حضور کو کیونکر ملے ہمنے تو ان کی لاش دفن کی تھی صاحبقران نے کیفیت سحر زمزمہ جادو بیان کی کہ یہ اُس ملعونہ کا شعبدہ تھا سکندر نے اِنکو چھڑایا قباد شہریار نے پوچھا کہ وہ نقابدار کون تھا امیر نے بیان کیا کہ فرزیل بن فرامرز بن قارن عدنی تھا یہان تو جشن شروع ہوا صاحبقران اُسی صحرا مین اُتر پڑے حور رخ نے سلطان سعد کو دیکھکر کہا کہ مین اپنے فرزند کی چھٹی کرونگی گود مین لیکر تارے دیکھونگی یہان تیاری چھٹی کی ہونے لگی مگر ہرمز و فرامرز ایک صحرا مین فروکش تھے خاقان گردون اساس خدمت کرتا ہوا طرف ملک ہاماوران کے لیے جاتا ہے کہ ایک صحراے سبزہ زار ملا کوسون تک اُس صحرا مین نخل معقول تھے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہرمز و فرامرز دربارگاہ پر تماشا دیکھ رہے ہین واضح رہے کہ بختیارک تو وزیر اعظم ہے اور باپ اس کا بختک ہر کام مین صلاح دیتا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار ایک عیار بلاے روزگار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر فوج بے انتہا ہرمز و فرامرز کو خبر ملی کہ بیٹا فرزیل کا ارزیل بن فرزیل بن فرامرز بن قارن عدنی آتا ہے چند سردار براے استقبال بھیجے بختک خود گیا ارزیل سے ملا ارزیل نے بختک کی بڑی خاطر کی بختک اسکو ساتھ لیکر چلا راہ مین سمجھاتا ہوا کہ اے ارزیل تمھارے سب بزرگ مارے گیے باپ تمھارے تاتار پر قتل ہوے عیار کو بھیجو اگر یہ عمرو کو گرفتار کر لایا اور تم نے عمرو کو قتل کیا تو لشکر حمزہ تباہ ہوجائیگا عمرو کی ذات سے لشکر مین بڑا انتظام ہے عیار ارزیل یعنے معمار تیز رو جو ہمراہ تھا اُسنے کہا ملک جی یہ کتنی بڑی بات ہے مین عمرو کو گرفتار کر لاؤنگا آپ فوراً قتل کیجیے گا راہ بھر بختک نے یہی سمجھایا کہ اے معمار عمرو کی فکر کر و عمرو سے مجکو بڑے صدمے پہونچے ہین مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہے کہ اگر عمرو زندہ رہا تو میرا زوال ہے جب ہی تو مین دخل نہین دیتا ایسا نہو کہ وہ ساربان زادہ مجھسے بگڑ جائے جب گرفتار ہوکر آیا بیٹا میرا بختیارک کلام سخت کرتا ہے مگر مین منتین کرتا رہتا ہون معمار کہتا ہے ملک جی تم مطمئن ہو تمھین کیا مار سکتا ہے یہ باتین کرتا ہوا سامنے ہرمز اور فرامرز کے آیا ہرمز و فرامرز نے مزاج پوچھا ارزیل نے پایہ تخت کو بوسہ دیکر کہا دعاے دولت مین مصروف رہتا ہون سُنا ہے مین نے کہ والد نامدار تاتار پر جاکر مارے گئے معاوضہ لینے کو آیا ہون آپ کو

سُنا کہ اس صحرا مین فروکش ہین خیال مین آیا کہ آپ کا شریک ہو کر مقابلہ کرون میرے دادا جان نے حمزہ کو نو مہینے قید رکھا کیا کیا صدمے دیے مگر بے وقوف تھے کہ قتل نہ کیا اگر میرے قبضے مین حمزہ آجائے تو اُسی وقت قتل کرون اب لشکر کو اُٹھائیے مقابلۂ صاحبقران مین چلیے جنگ شروع ہو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ ای ارزیل اتنا بڑا بادشاہ مارا گیا کہ حوصلہ پست ہوگیا سکندر بن ہیکلان عاد مغربی چھ ساٹھ لاکھ مغربیون سے شریک ہوا تھا اُس کا مارا جانا اور ہمارا تباہ ہونا یاد ہی بختک پھر بول اُٹھا کہ ای معمار جو کہا ہی وہ کرو عمرو کی فکر سے غافل نہ رہو جب لشکر حمزہ دور ہوگا اور گرفتار کرکے لاؤ گے تو قتل بھی کر سکو گے اور اگر لشکر حمزہ قریب ہوا تو پھر نہین قتل کر سکتے جملہ سردار اُسکے چھڑانے کو آوین گے عمرو کا سب کو پاس ہی سب پر عمرو کا احسان ہی لہذا تم اب روانہ ہو اور عمرو کو لاؤ معمار نے اُسی وقت بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے ارزیل سے کہا کہ ای آقاے نامدار مین رخصت ہوتا ہون عمرو کے لینے کو جاتا ہون یہ حضور کو خیال رہے کہ جس وقت عمرو کو لیکر آؤن تو ایک لمحہ توقف نہ کیجیے فوراً ہی قتل کیجیے ارزیل نے کہا کہ ای معمار مین خود ان مسلمانون کے نام کا دشمن ہون دادا جان کی عقل پر افسوس کرتا ہون کہ نو مہینے حمزہ قبضے مین رہا اور اُسکو قتل نہ کیا اگر ایک دن کو میرے قبضے مین آجائے تو زندہ نہ چھوڑون قتل سے اُس کے مُنھ نہ موڑون معمار بخوبی ارزیل کو سمجھا کر بہ فکر خواجہ روانہ ہوا یہان وہ زمانہ ہی کہ لشکر مین جشن ہی ملکہ حورزرخ نے چھٹی کا سامان کیا ہی طائفے جمع ہین شاہ و شہریار آرہے ہین تمام لشکر مین چہل پہل ہو رہی ہی ہر مقام پر ناچ و رنگ ہو رہا ہی دربار مین صاحبقران کے چیدہ طائفے حاضر ہین خواجہ عمرو آج کل بہت خوش ہین ہر طرف سے نفع ہی رنڈیون کو انعام ملتا ہی اُس مین سے اِکنّی کاٹ لیتے ہین کھانا جو پکتا ہی باورچیون سے ٹھہرا لیا ہی اُن سے روپیے مین دو آنے لیتے ہین جب محل مین آتے ہین تو شاہزادیون سے لڑ لڑ کر لیتے ہین ایک دن خواجہ عمرو بازار مین پھر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

اگرچہ دل کی لگی آگ مین شرار نہ تھا
سلگ رہا تھا مگر دل مجھے قرار نہ تھا

جو دل پسند مرا ای نگاہ یار نہ تھا
تو آنکھ ملتے ہی پھر کیون تجھے قرار نہ تھا

جو چند بار ابھی اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا
وہ مین تھا رہگذر یار کا غبار نہ تھا

پس فنا بھی رہا نقش مدعا باقی
مٹائے سے نہ مٹا نقش پاے یار نہ تھا

خدا کی شان کہ ہمپر رقیب کے آگے
وہ جبر کرتے کوئی یہ بھی اختیار نہ تھا

نگاہ یاس سے دل مطمئن تھا ویسے نگاہ
مگر ہمین تمھین دونون کا اعتبار نہ تھا

جو جاگتا بھی کسی شب تو کیا وہ ساری رات
نصیب خفتہ مرا چشم انتظار نہ تھا

کروگے یاد ہمین امتحان غیر کے وقت
ابھی تو خاک مین ملتا وہ جانثار نہ تھا

کمر گیا تھا وہ جب لیکے چٹکیان دلمین
کوئی نشان بھی کیا اُنکا یادگار نہ تھا

اسی پتے سے کبھی ڈھونڈھ لاتی آہ رسا ... دل اُسکی زلف مین کیا کوئی داغدار نہ تھا
ادا پر اُسکی جفا کی تو کاٹتا ہون گلا ... بھلے کو لطف نہ تھا بیوفا کا پیار نہ تھا
جگر کی پھانس کی ایذا اُٹھا سکتا ... چھری نہ تھی کوئی برچھی نہ تھی کٹار نہ تھا

خواجہ عمرو اس آواز پر مبہوت ہو کر چلے کنارے پر لشکر کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی ایک مہ جبین زہرہ جبین مشتری خصال بہ ناز بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہی چند شخص بیٹھے ہین بیل وغیرہ دے رہے ہین خواجہ عمرو کو دیکھ کر سب اُٹھ کھڑے ہوئے اُس نازنین نے مؤدب ہو کر سلام کیا اور کہا تشریف لائیے اس ادا سے اُسنے کہا کہ خواجہ عمرو بیقرار ہو گئے بیٹھ کر گانا سننے لگے چند چیزین گا کر اُسنے پاندان سے پان خواجہ کو دیا ہرچند کہ اُس کی طراری وفراری پر خواجہ عمرو کو خیال ہوا مگر پھر سوچے کہ آج کل کسی سے مقابلہ نہین ہی قوم کی کسبی چالاک و چست ہی اپنے فن مین درست ہی فوراً گلوری کہا گئے جیسے ہی پیک حلق سے اُتری خواجہ کا سر پھرنے لگا بحسرت طرف اُس نازنین کے دیکھا اُسنے بھی نگاہ ڈالی خواجہ عمرو نے کہا کہ ارے اس پان مین کیا تھا اُسنے ہنس کر جواب دیا کہ خواجہ عمرو اس مین سنکھیا پڑ گئی آپکو بھی کیا کیا گمان ہین مین خود آپ کی مشتاق تھی شکر کرتی ہون کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا تین دن سے اُتری ہوئی ہون داروغہ ارباب نشاط مجکو نہ لے گیا میرا مجرا سامنے صاحبقران کے نہ ہوا مگر اب آپ آئے ہین ضرور میرا ذکر ہو جائیگا خواجہ کو یہ معلوم ہوتا ہی جیسے کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی گھبرا کر اُٹھے کہ نکل جاؤن بازار مین جا کر پڑون جیسے ہی اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے وہ نازنین نعرہ کر کے اُٹھی کہ منم معمار تیزرو یہ کہکر عمرو کی مشکین باندہین پشتارہ لیکر چلا اتفاقاً کہ چالاک بن عمرو طلائے سے پلٹا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی اُسنے پکار کر آواز دی کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ چالاک کو دیکھ کر بھاگا چالاک اُسکے پیچھے چلا ہرچند چاہا کہ اُسکے قریب پہونچے مگر وہ ایسا تیزرو تھا کہ چالاک نہ پہونچا سامنے سے نکل گیا چالاک نے قران کو بلایا کہا خلیفہ معلوم ہوتا ہی کہ قبلہ کعبہ کو کوئی گرفتار کر لے گیا مین نے دور سے دیکھا تھا کہ پشتارے سے سر لٹکا ہوا تھا قران نے کہا کہ آخر یہ کون ہی چالاک نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا کہ وہ کون تھا مگر کوئی عیار تھا جست وخیز کر کے نکل گیا مگر اے قران مین تلاش مین جاتا ہون وقت پر آنا قران نے کہا جاؤ جہان ڈھونڈھو گے وہین مجکو پاؤ گے مگر وہ عیار پشتارہ لیے ہوئے لشکر پسران نوشیروان مین آیا ارزیل بن قرزیل بن قرامز بن قارن عدنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر ملی معمار تیزرو پشتارہ لیکر آتا ہی بختک نے کہا کہ اے ارزیل جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کرو اب یہ ساربان زادہ زندہ نہ بچے ارزیل نے کہا کہ ملک جی تم نے دیکھا میرے عیار نے جو کہا وہ کیا اب جو مناسب ہو وہ کرو بختک نے کہا کہ مین ساربان زادے کے سامنے کلام نہ کرونگا اور یہی کہونگا کہ اُستاد کو چھوڑ دو مگر تم میرا کہنا نہ ماننا ارزیل نے کہا کہ ملک جی مین جانتا ہون تمھاری رائے پر سلطنت

نوشیروان رہی اب شاہزادے بھی تم کو کلید عقل جانتے ہین تمھاری راے پر کل سلطنت کا انتظام ہی ہر سردار تمھاری راے پر کار بند رہتا ہی مین کیونکر عذر کرونگا جو کہوگے وہ ہی ہوگا یہ ذکر تھا کہ معمار آکے پہونچا کہا ای شہریار مین عمرو کو لایا ارزیل اندرون بارگاہ بیٹھا ہی کل سردار جمع ہوتے جاتے ہین سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کہ عمرو گرفتار ہوکر آیا ہی اسوجہ سے سردار آتے جاتے ہین ارزیل اشارے کر رہا ہی کہ جلاد کو بلاؤ عمرو کو مسلسل کرو معمار نے عمرو کو مسلسل کیا ارزیل نے کہا کہ ہوشیار کرو عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا سامنے دیکھا کہ ایک پہلوان بیٹھا ہی اور بختک انتظام کر رہا ہی خواجہ کو جو ہوشیار دیکھا جھک کر سلام کیا کہا استاد مزاج اچھا ہی مین جانتا ہون کہ آپ کو کوئی قتل نہین کر سکتا آپ رہا ہو جاوینگے عمرو نے کہا کہ ملک جی تمھارے مسخرے پن کو خوب سمجھتا ہون گویا حریف کو آگاہ کرتے ہو کہ ہم رہا ہو جاوینگے بختک جھلایا ہوا کھڑا تھا ایک لات عمرو کو ماری خاردار بوٹ پہنے تھا وہ خار عمرو کے چبھ گئے عمرو نے بیقرار ہوکر کہا کہ او بے حیا کبھی تو نے ایسی حرکت نہ کی تھی آج ایسی گستاخی کی اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اگر قید سے رہائی پائی تو سب سے پہلے تیری تدبیر کرونگا بختک کانپنے لگا کہا ای ارزیل اب عمرو کو جلد قتل کرو وہان پر ایک مجمع عام ہی کوئی کہہ رہا ہی کہ قتل کرو کوئی کہتا ہی یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ہماری داڑھی مونڈی تھی ساری بارگاہ کو لوٹ لیا تھا زمانہ نوشیروان مین کیا کیا فتور کیے ایسا دباو ڈالا کہ صابر نمد پوش شاگرد ہوگیا اب بھی شاگردی کا دم بھرتا ہی عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی اور دعائین کر رہا ہی جلاد ہر مرتبہ خنجر دکھاتا ہی بختک اب تو پکار پکار کے کہہ رہا ہی کہ ارے خالی خنجر چمکاتا ہی خنجر مار دے کہ اسکا سر کٹ کر گرے مجکو بڑا خوف پیدا ہوا ہی کہتا ہی کہ تجکو مار ڈالونگا اسکا کہنا خالی نہین جاتا یہ ضرور مجکو مار ڈالیگا عمرو نے کہا ملک جی آج تو بہت گستاخ ہوگئے ہو بختک نے کہا کہ او ساربان زادے آج تیری جان نہ بچیگی عمرو کے جو خار لگے ہین دل مین خار کھٹک رہا ہی درد سے کراہ رہا ہی اور دعائین مانگتا ہی کہ ای کریم و رحیم مجکو اس بلا سے نجات دے اور اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اور قید سے جلد رہائی دے رباعی ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی ٭ وز دامن شب صبح نمایندہ توئی ٭ دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی ٭ عمرو کی بیقراری پر بختک ہنس رہا ہی عمرو کو اسکا ہنسنا اور زیادہ ناگوار ہوتا ہی جی مین کہتا ہی ای عمرو آج کیا معرکہ ہی کہ بختک مسخرے پن کر رہا ہی نہین معلوم اسکو کیا قوت ہی یہ تو ہمیشہ عجز کیا کرتا تھا آج تو کھل کھل کر کہہ رہا ہی کہ عمرو کو قتل کرو ای کریم و رحیم تو معین و مددگار ہی تو میرا پروردگار ہی عمرو بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی اور بختک تاکید قتل کر رہا ہی جلاد سے کہہ رہا ہی خنجر مار دے کہ سر اسکا اڑجائے ای ارزیل بڑا غضب ہوا مین نے تمھارے بھروسے پر اسکو لات ماردی دیکھیے اسکا کیا انجام ہو کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ آگے آگے ایک

اسی پتے سے کبھی ڈھونڈھ لاتی آہ رسا | دل اُسکی زلف مین کیا کوئی داغدار نہ تھا
ادا پر اُسکی جفا کی تو کاٹتا ہون گلا | بھلے کو لطف نہ تھا بیوفا کا پیار نہ تھا
جگر کی پھانس کی ایذا اُٹھا سکے نہ جلا | چھری نہ تھی کوئی برچھی نہ تھی کٹار نہ تھا

خواجہ عمرو اس آواز پر مبہوت ہوکر چلے کنارے پر لشکر کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا خیمہ استاد ہے ایک مہ جبین زہرہ جبین مشتری خصال بہ ناز بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہے چند شخص بیٹھے ہین بیل وغیرہ دے رہے ہین خواجہ عمرو کو دیکھ کر سب اُٹھ کھڑے ہوئے اُس نازنین نے مودب ہوکر سلام کیا اور کہا تشریف لائیے اس ادا سے اُسنے کہا کہ خواجہ عمرو بیقرار ہوگئے بیٹھ کر گانا سننے لگے چند چیزین گاکر اُسنے پاندان سے پان خواجہ کو دیا ہرچند کہ اُس کی طراری وفراری پر خواجہ عمرو کو خیال ہوا مگر پھر سوچے کہ آج کل کسی سے مقابلہ نہین ہے قوم کی کسبی چالاک و چست ہے اپنے فن مین درست ہے فوراً گلوری کھا گئے جیسے ہی پیک حلق سے اُتری خواجہ کا سر پھرنے لگا بحسرت طرف اُس نازنین کے دیکھا اُسنے بھی نگاہ ڈالی خواجہ عمرو نے کہا کہ ارے اس پان مین کیا تھا اُسنے ہنس کر جواب دیا کہ خواجہ عمرو اس مین سنکھیا پڑ گئی آپکو بھی کیا گمان ہین مین خود آپ کی مشتاق تھی شکر کرتی ہون کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا تین دن سے اُتری ہوئی ہون داروغۂ ارباب نشاط مجکو نہ لے گیا میرا مجرا سامنے صاحبقران کے نہ ہوا مگر اب آپ آئے ہین ضرور میرا ذکر ہوجائیگا خواجہ کو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہے گھبرا کر اُٹھے کہ نکل جاؤن بازار مین جاکر پڑ رہون جیسے ہی اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوگئے وہ نازنین نعرہ کرکے اُٹھی کہ منم معمار تیزرو یہ کہکر عمرو کی مشکین باندھین پشتارہ لیکر چلا اتفاقاً سے کار چالاک بن عمرو طلائے سے پلٹا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے اُسنے پکار کر آواز دی کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جا وہ چالاک کو دیکھ کر بھاگا چالاک اُسکے پیچھے چلا ہرچند چاہا کہ اسکے قریب پہونچے لیکن وہ ایسا تیز رو تھا کہ چالاک نہ پہونچا سامنے سے نکل گیا چالاک نے قران کو بلایا کہا خلیفہ معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ و کعبہ کو کوئی گرفتار کرلے گیا مین نے دور سے دیکھا تھا کہ پشتارے سے سر لٹکا ہوا تھا قران نے کہا کہ آخر یہ کون ہے چالاک نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا کہ وہ کون تھا مگر کوئی عیار تھا جست وخیز کرکے نکل گیا مگر ای قران مین تلاش مین جاتا ہون وقت پر آنا قران نے کہا جاؤ جہان ڈھونڈھوگے وہین مجکو پاؤگے مگر وہ عیار پشتارہ لیے ہوئے لشکر پسران نوشیروان مین آیا ارزیل بن قرزیل بن فرامرز بن قارن عدنی بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ خبر ملی معمار تیزرو پشتارہ لیکر آتا ہے بختک نے کہا کہ ای ارزیل جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کرو اب یہ ساربان زادہ زندہ نہ بچے ارزیل نے کہا کہ ملک جی تم نے دیکھا میرے عیار نے جو کہا وہ کیا اب جو مناسب ہو وہ کرو بختک نے کہا کہ مین ساربان زادے کے سامنے کلام نہ کرونگا اور یہی کہونگا کہ اُستاد کو چھوڑ دو مگر تم میرا کہنا نہ ماننا ارزیل نے کہا کہ ملک جی مین جانتا ہون تمھاری رائے پر سلطنت

نوشیروان لکھتی اب شاہزادے کبھی تم کو کلید عقل جانتے ہین تمھاری راے پر کل سلطنت کا
انتظام ہو ہر سردار تمھاری راے پرکار بند رہتا ہی مین کیونکر عذر کرونگا جو کہو گے وہی
ہوگا یہ ذکر تھا کہ معمار آکے پہونچا کہا ای شہریار مین عمرو کو لایا ارزیل اندرون بارگاہ بیٹھا ہی
کل سردار جمع ہوتے جاتے ہین سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کہ عمرو گرفتار ہو کر آیا ہی اسوجہ
سے سردار آتے جاتے ہین ارزیل اشارے کر رہا ہی کہ جلاد کو بُلاؤ عمرو کو مسلسل کرو معمار نے
عمرو کو مسلسل کیا ارزیل نے کہا کہ ہوشیار کرو عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو مسلسل و مطوق پایا سامنے دیکھا کہ ایک پہلوان بیٹھا ہی اور بختک انتظام کر رہا ہی خواجہ
کو جو ہوشیار دیکھا جھک کر سلام کیا کہا اُستاد مزاج اچھا ہی مین جانتا ہون کہ آپ کو
کوئی قتل نہین کرسکتا آپ رہا ہو جاوینگے عمرو نے کہا کہ ملک جی تمھارے مسخرے پن کو
خوب سمجھتا ہون گویا حریف کو آگاہ کرتے ہو کہ ہم رہا ہو جاوینگے بختک جھلایا ہوا کھڑا تھا
ایک لات عمرو کو ماری خاردار بوٹ پہنے تھا وہ خار عمرو کے چُبھ گئے عمرو نے بیقرار ہو کر کہا
کہ او بے حیا کبھی تونے ایسی حرکت نہ کی تھی آج ایسی گستاخی کی اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا
اگر قید سے رہائی پائی تو سب سے پہلے تیری تدبیر کرونگا بختک کانپنے لگا کہا ای ارزیل اب
عمرو کو جلد قتل کرو وہان پر ایک مجمع عام ہی کوئی کہہ رہا ہی کہ قتل کرو کوئی کہتا ہی یہ وہ شخص
ہی کہ جسنے ہماری داڑھی مونڈی تھی ساری بارگاہ کو لوٹ لیا تھا زمانہ نوشیروان مین
کیا کیا فتور کیے ایسا دباؤ ڈالا کہ صابر نمد پوش شاگرد ہو گیا اب بھی شاگردی کا دم بھرتا
ہی عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی اور دعائین کر رہا ہی جلاد ہر مرتبہ خنجر دکھاتا ہی بختک اب تو
پکار پکار کے کہہ رہا ہی کہ ارے خالی خنجر چمکاتا ہی خنجر مار دے کہ اسکا سر کٹ کر گرے مجکو بڑا
خوف پیدا ہوا ہی کہتا ہی کہ تجکو مار ڈالونگا اسکا کہنا خالی نہین جاتا یہ ضرور مجکو مار ڈالیگا
عمرو نے کہا ملک جی آج تو بہت گستاخ ہوگئے ہو بختک نے کہا کہ او ساربان زادے
آج تیری جان نہ بچیگی عمرو کے جو خار لگے ہین دل مین خار کھٹک رہا ہی درد سے کراہ رہا
ہی اور دعائین مانگتا ہی کہ ای کریم و رحیم مجکو اس بلا سے نجات دے اور اس ظالم
کے ہاتھ سے بچالے اور قید سے جلد رہائی دے رباعی ای آنکہ بملک خویش پایندہ
توئی ٭ وز دامن شب صبح نمایندہ توئی ٭ دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ بکشاے
خدایا کہ کشایندہ توئی ٭ عمرو کی بیقراری پر بختک ہنس رہا ہی عمرو کو اسکا ہنسنا
اور زیادہ ناگوار ہوتا ہی جی مین کہتا ہی ای عمرو آج کیا معرکہ ہی کہ بختک مسخرے پن
کر رہا ہی نہین معلوم اسکو کیا قوت ہی یہ تو ہمیشہ عجز کیا کرتا تھا آج تو کھل کھل کر کہہ رہا
ہی کہ عمرو کو قتل کرو ای کریم و رحیم تو معین و مددگار ہی تو میرا پروردگار ہی عمرو بلک بلک کر
دعائین مانگ رہا ہی اور بختک تاکید قتل کر رہا ہی جلاد سے کہہ رہا ہی خنجر مار دے
کہ سر اسکا اُڑ جائے ای ارزیل بڑا غضب ہوا ہین نے تمھارے بھروسے پر اسکو لات
ماردی دیکھیے اِسکا کیا انجام ہو کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ آگے آگے ایک

عورت بال کھُلے ہوے دوپٹہ گردن مین لپیٹے ہوے بھاگتی ہوئی آتی ہی اور پشت پر ایک زنگی غل مچاتا ہوا آواز دیتا ہی کہ اری ٹھہر جا کرطے اپنے مجکو دے آج بہت بڑا جُوا ہو رہا ہی اگر دو بار رنگ کھیلے گی تو مکان روپو نسے بھر لونگا آج ضرور رنگ کھیلے گی وہ عورت غل مچاتی ہی کہ یارو مجھے بچاؤ لوگ دوڑے کہ او ظالم کیون اسے مارتا ہی زنگی تو بھاگ گیا یہ کہکر کہ کیا اب گھر مین نہ آئیگی مار ڈالونگا کرطے ضرور لونگا تونے آج بڑی گستاخی کی زنگی تو لوگون کو دیکھ کر بھاگ گیا مگر وہ عورت آکر عمرو کے پاس گری قدمون سے لپٹی جاتی ہی ایک ایک سے کہتی ہی صاحبو مجکو بچاؤ یہ ظالم مجکو زندہ نہ چھوڑیگا لوگون نے پوچھا تو کون ہی عورت نے کہا کہ مین جگت سیٹھ کی بیٹی ہون یہ زنگی میرا شوہر ہی کئی لاکھ کا اسباب لیکر آئی تھی نگوڑا جواری ڈھنڈاری نشے باز رنڈی باز سارا اسباب میرا لیکر ہار دیا آج کرطے مانگتا تھا پہلے صبح کو بالیان لے گیا اُن کو ہار کر آیا کہتا تھا کہ ساری ہار آج پوری ہو جائیگی آج رنگ کھیل رہی ہی اسقدر جیتونگا کہ سب کو مفلس کردونگا پھر پیسہ روپیہ باقی نہ رہے پیسے رہ جاوین لوگ تعجب کرین کہ آج تو میان خوب جیتے مین بھاگی وہ پیچھے دوڑا تھا یہان یا تو سامان قتل عمرو ہو رہے تھے یا اب سب اس عورت سے باتین کر رہے ہین اور عورت بیان کر رہی ہی کہ حقیقت مین ایسے شوہر سے نباہنا دشوار ہی رات کو گھر مین نہین رہتا گھڑی بھر کو آتا ہی کچھ نہ کچھ اسباب لیجاتا ہی مین ناچار عورت ذات کیا کرون صابر نمد پوش عیار پسران نوشیروان اسکو بھی قتل عمرو ناگوار تھا جی مین کہتا ہی کہ ایسا عیار بے نظیر کہان ممکن ہوگا جب کوئی مشکل پڑتی ہی تو جا کر اس سے پوچھتا ہون جو مشکل ہوتی ہی بتا دیتا ہی یہ سوچ کر قریب آیا عورت سے باتین کرنے کو بیٹھ گیا لیکن بیڑیان کاٹنے لگا باتین کرتے کرتے عمرو کو رہا کیا جب عمرو کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ گئین تو اُس عورت نے آنکھ ملائی خواجہ نے پہچانا میرا فرزند چالاک ہی خوب وقت پر آیا کہ رہائی پائی چالاک سر ہلاتا ہوا اُٹھا کہا صاحبو سامنے سے ہٹ جاؤ مین نکل جاؤن صابر نے بھی کہا کہ یارو جاؤ موقوف کرو اب عمرو سمجھ گیا کہ صابر و چالاک نے ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین بل کرکے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ او بے حیا بختک مین نے قید سے رہائی پائی آگاہ ہو نعرہ عمرو سا عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندۂ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہمرہ قدم + اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + یہ نعرہ کرکے عمرو نے جست کی خود ارزیل کا لیا جست کرکے نکل گیا معمار کو ایک دھول ماری کہ کلاہ اُسکے سر سے گری مگر عمرو نکل گیا صابر نمد پوش نے پہچانا نہ کیا جب خواجہ عمرو غائب ہو گئے چالاک بھی نعرہ کرکے نکل گیا بختک نے کہا کہ ای صابر تمنے استادی کا پاس کیا اور عمرو کو نہ روکا صابر نے کہا کہ بڑے عیار تو میان معمار کھڑے تھے اُنھون نے کیون نہ روکا

مین عمرو کا دشمن ہون مین یہی چاہتا تھا کہ عمرو قتل ہو جائے بختک نے کہا کہ اب مجکو خوف ہی مین نے ساربان زادے کے ساتھ ایسی حرکت نہ کی تھی دیکھیے وہ میرے ساتھ کیا کرے اب میری حفاظت کرو صابر نے کہا کہ اپنی حفاظت آپ ہی کرین گے مگر خواجہ جو بھاگ کر صحرا مین پہونچے چالاک و قران سے ملاقات ہوئی عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا کہا ای فرزند خوب وقت پر پہونچے قران نے کہا کہ اُستاد اب لشکر مین جائیے عمرو نے کہا کہ مین لشکر مین نہ جاؤنگا میرے قلب پر صدمہ ہی کہ بختک نے لات ماری تھی خار جے تے کے میرے پار ہو گئے مین بدون بختک کو مارے نہ آؤنگا قران نے کہا کہ اُستاد مین اُسکا سر لاؤن عمرو نے کہا کہ مین تمھاری تکلیف نہین چاہتا جو مین نے سوچا ہی وہ تمسے نہ ہوگا اس طرح پر بے حیا کو مارون کہ سب کو ثابت ہو جائے کہ بختک مارا گیا چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین گرفتار کر لاؤن عمرو نے کہا کہ تم سے بھی نہین بنے گا ہر چند دونون نے تکرار کی مگر عمرو نے نہ مانا یہی کہا کہ تم لوگ جاؤ مین صبح ہوتے آؤنگا خیر تم لوگ بھی سُن لوگے اس بے حیا نے بڑی گستاخی کی ہر چند کہ برائی ہمیشہ کرتا تھا مگر آج تو اُسنے خلاصہ ہوکے سر دربار دشمنی کی لات بھی ماردی پُکار پُکار کر کہتا تھا کہ عمرو کو قتل کرون مین خاموش رہا اب تامل نہ کرونگا بمشکل دونون رخصت ہوے مگر جہتر قران روتے تھے کہ اُستاد آپ ہمارا کہنا نہین مانتے ہم سے بختک کو لیجیے اور آپ پلٹ چلیے عمرو نے کہا کہ مین نہ جاؤنگا تب یہ لوگ رخصت ہوے خواجہ نے کنارے آکے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیف باورچی کی شکل بنکر تیار ہوے چند کباب بہت عمدہ بناکر اُسپر رومال ڈال کر طرف لشکر پسران نوشیروان کے چلے لشکر مین آئے داروغہ جو باورچی خانے کا تھا اُسکے سامنے خواجہ عمرو آئے جُھک کر سلام کیا اور کہا یہ تحفہ حضور کے لیے لایا ہون اسکو ملاحظہ کیجیے مین سرکار خان مین نوکر تھا ہریسہ خوب پکاتا ہون اسی ہریسے کی وجہ سے چارسی بیٹے خان کے ہوے میرے نسخے سے یہ زور ہوا کہ کئی سو محل تھے داروغہ نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا کہ اُستاد چرب دست بدمست اِس حقیر کا نام ہی جب ہریسہ پکیگا تو تمام لشکر مین خوشبو ہوگی آپ بھی نوش کیجیے گا داروغہ کو یہ سُن کر بڑا اشتیاق ہوا جاکر ہرمز اور فرامرز سے کہا کہ اس طرح کا ایک اُستاد آیا ہی کہ جسکے نسخے سے خان اعظم مرد بنے ہوے تھے انتہا یہ کہ چارسی بیٹے ہوے کل وہ ہریسہ پکائیگا نوش فرمائیے گا اسقدر قوت ہوگی کہ آپ کو تاب نہ باقی رہیگی ہرمز و فرامرز یہ خبرین سُن کر خوش ہوے داروغہ سے کہا کہ جاکے نسخہ لکھواؤ داروغہ دوڑا ہوا آیا کہا اُستاد متصدی کو ساتھ لایا ہون نسخہ لکھوائیے عمرو نے کہا سو متصدیونکو بلایے داروغہ نے کہا ایک متصدی تو سارے پرگنے کا حساب لکھتا ہی سو متصدی کیا ہونگے عمرو نے کہا کہ میرا نسخہ ایسا نہین ہی کہ ایک متصدی لکھے گئی متصدی قلم دوات لیکر بیٹھے عمرو نے جانورون کے نام بتانا شروع کیے جانوران پرندین سواے

پروانہ کے کوئی نام نہین چھوٹا جانوران چرپایہ مین سوائے کلب وخنزیر کے کوئی نام باقی نہین
رہا کل جانوران حرام وحلال لکھوا دیے کسی کا گوشت باقی نہ رہا اور چیزین خوشبو کی سب بتائین
متصدیون نے لکھ لین نسخہ لکھوا کر عمرو نے سب چیزین منگوائین چونکہ سرکار شاہی ہی سب
چیزین ممکن ہوگئین عمرو نے پیسنے کوٹنے والونکو حکم کیا اُنسے کہا کہ یہ سب چیزین تیار کرو
رات کو خواجہ نے اُن سب کی یخنی توڑی اور دیگ مین ڈالی بعد اُسکے اُسپر آٹا لگایا
کباب جاکر جزو اعلے لائو یہ کہکر خواجہ عمرو بختک کی تلاش مین چلے لیکن بختک بارگاہ
مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا اے شاہزادو تم دربار عام مین بیٹھے ہو ایسا نہو ساربان زادہ
چلا آئے مین اپنے خیمے مین جاکر انتظام کرونگا ہرمز وفرامرز نے کہا کہ ملک جی تمھین ناحق
کا خوف ہی یہان عمرو نہین آسکتا بختک نے کہا کہ آپ کیا جانین ساربان زادہ پکار کے
کہگیا ہی کہ تجکو زندہ نہ چھوڑونگا کسی کی شکل بنکر چلا آئے تو مین کیا کرون ہرمز اور فرامرز
نے کہا کہ اختیار ہی بختک اُٹھا باہر آکر تخری پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہتا ہوا چلا
کہ یارو کوئی نیا آدمی نہ آنے پائے اگر کوئی نیا شخص آئے تو اُسکو گرفتار کرلینا سب نے
کہا کہ ملک جی یہ لشکر شاہ ہی کرور سوار و پیدل اُترے ہین سب طرح کے لوگ رہتے ہین
آپ ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم لوگ گرفتار کرلین گے بختک نے کہا کہ یارو جب ملک الموت
آتا ہی تو کون اشارہ کر سکتا ہی سب کہتے ہین جب تک آپ اشارہ نہ کرینگے ہم کس طرح
گرفتار کرینگے بختک نے کہا کہ تم لوگ تکرار کرتے ہو میری جان پر بنتی ہی دیکھیے اُس
ساربان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچون سر دربار پکار کے کہگیا ہی کہ تجکو زندہ نہ چھوڑونگا
یہ باتین کرتا ہوا اپنے خیمے مین آیا ایک کشتی مین پوست دوست رکھتے تھے اُسکو اُتارا
پکارنے لگا کہ یا لات ومنات ویا لوٹک لوٹادیا جھوٹاک جھوٹا میری مشکل آسان کرو
ساربان زادے کے ہاتھ سے مجکو بچاؤ تم پورے دوسرے خدا ہو ایسی تقدیر کرو کہ
ساربان زادہ مجپر دست انداز نہو ہرچند چینچا پیٹا مگر وہ پتھر کے پتلے کیا جواب دیتے
آخر دعا کرتے کرتے گھبرایا کشتی کو چھوڑ کر اُٹھا سرانچہ چاک کیا نکل کر بھاگا شتر خانے مین
پہونچا زیر پالان شتر چھپا شتربان نے جو دور سے دیکھا ساتھ والے سے کہا کل چور لوٹا
لے گیا تھا آج پھر آکے پالان کے نیچے چھپا ہی یہ کہکر سونٹا اُٹھایا پشت پر بختک کی ایک
سونٹا مارا بختک ہائے ہائے کرتا ہوا بھاگا اب وہان سے بھاگا ہوا چکلے مین آیا جہان
رنڈیان رہتی ہین رات زیادہ آچکی ہی سب رنڈیان اُٹھ گئین ایک رنڈی نے اپنی ماما کو
کپڑے پہناکر بٹھا دیا تھا بختک اُسکے پاس آیا دو اشرفیان نکال کر دین کہا مین تمھارے
پاس سورہونگا ماما خوشی خوشی اشرفیان لیکر نائکہ کے پاس آئی کہا حضور کہا کرتی تھین
کہ تو بدصورت ہی ایسی خوبصورت ہون کہ دو اشرفیان ملین نائکہ نے کہا اُسکو بُلا لے مگر
ناز وکرشمہ کرنا ایسا راضی ہو کہ کل پھر آئے تجکو دو اشرفیان روز دیگا مین تجکو زیور دلواسا
بنوادونگی روز بیٹھا کر اسی طرح روز تماش بین آجائیگا چندے مین سب زیور ہوجائیگا

لوگون سے کہدینگی کہ جو ماما ہمارے یہان نوکر ہوئی تھی امیر ہو کر گئی تھوڑی دیر مین کیا نقصان ہی جو کہے وہ قبول کرنا ماما ہنستی ہوئی بختک کے پاس آئی کہا آئیے آرام کیجیے پلنگ وغیرہ تیار ہی بختک اُسکے ساتھ اندر آیا ماما ساتھ لیکر لیٹی ہی چاہتی ہی توجہ کرے بختک چاہتا ہی کہ یہ رات خیر و عافیت سے کٹے ماما ہر مرتبہ بختک پر ہاتھ رکھتی ہی اور بختک ہاتھ ہٹا دیتا ہی کہتا ہی صاحب میرے سر مین درد ہی مین اور بات کا خواہان نہین ہون صرف سو رہنا چاہتا ہون ماما نے منھ پھیر لیا مگر خواجہ عمرو اول دربار پسران نوشیروان مین آئے بختک کو وہان نہ پایا لوگون سے پوچھا کہ وزیر اعظم کہان گئے سب نے کہا کہ عمرو کے خوف سے اپنے خیمے مین گیا ہی آج عمرو کے خوف سے گھبرا رہا ہی خواجہ عمرو بارگاہ پسران نوشیروان سے نکلے بختک کے خیمے پر آئے کسی کی آواز نہ سُنی تب اندر آئے دیکھا کہ کشتی پتلون کی رکھی ہی بختک نہین ہی خواجہ نے کشتی طلائی پتلون کی اُٹھا کر نذر زنبیل کی اور دیکھا کہ سراپچہ چاک ہی سمجھے کہ نکل گیا مگر جہان جائیگا تلاش کر لونگا یہ سوچ کر چلے اسباب خیمۂ بختک کا اُٹھا لیا اور نذر زنبیل کیا بختک کو تلاش کرتے ہوے چلے جنگلے مین پہونچے رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوے چھڑی سُنہری کمر مین لگی ہوئی گولیدار پگڑی سر پر پکارتے ہوے چلے خزانۂ شاہی مین چوری ہوئی ہی کئی سو اشرفیان چوری گئین چور جسکے یہان نکلے گا اُس کا گھر بار ضبط ہو گا سزائے سخت پائیگا کسی کے بچائے سے نہ بچیگا یہ کلمات کہتے ہوے چلے نائکہ حیران تھی کہ ایسا کون شخص ہی کہ جسنے اس کالی کلوٹی کو دو اشرفیان دین یہ آواز سُنکر گھبرا گئی سوچی کہ حقیقتاً یہ جو تماش بین آیا ہی چور ہی جب تو دو اشرفیان ایسی عورت کو دے دین اور کچھ دل پر صدمہ نہ ہوا اگر اپنا مال ہوتا تو کیونکر دے سکتا عورت بھی وہ عورت جسکے سر کے بال سفید منھ مین ایک دانت نہین مین جا کر ہرکارے کو سمجھا دون کہ چور میرے یہان سو رہا ہی نائکہ اشرفیان لیے ہوے نکلی پکار کر آواز دی کہ میان ہرکارے صاحب ذرا یہان آئیے مین چور کی شریک نہین ہون میرے گھر کی ماما ہی یہ دو اشرفیان اُسکو دی ہین اور چور ساتھ اُسکے سو رہا ہی چل کے اُسکو گرفتار کر لیجیے خواجہ نے کہا کہ تیرے واسطے بڑی خرابی ہو گی زیور اپنا اُتار دے رنڈی نے دیکھا کہ زیور دینے سے آبرو بچتی ہی ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن زیور اپنا رنڈی نے اُتار دیا قصد کیا کہ ہرکارے کو اندر لیجاؤن لیکن بختک نے جو عمرو کی آواز سُنی اُٹھ کر دوسری طرف سے بھاگا اب حیران تھا کہ کہان جاؤن پھرتا پھراتا تکیے مین پہونچا ایک ٹوٹی قبر مین لیٹا اور پکار رہا ہی یا لات و منات بچائیے خواجہ عمرو نے جب کسی کے مکان مین بختک کو نہ پایا تو اُس سے کہہ گئے کہ صبح کو تم سے سمجھ لونگا سب نوچیان گرفتار ہونگی تم بھی قید ہو گی کسبی تو کانپنے لگی اور خواجہ عمرو تلاش مین بختک کی چلے پھرتے پھراتے تکیے پر پہونچے بختک کی آواز سُنی کہ لات و منات کو پکار رہا ہی کہ مجکو آکر بچائیے عمرو نے آکے ایک لات ماری کہا او بے حیا اُٹھ بختک منتین کرنے لگا عمرو نے کہا

کہ او بے حیا کل تو تو نے غضب کیا کہ مجکولات ماردی اب تک میرے درد ہو رہا ہی یہ کہکر
چند خرمے جیب سے نکالے کہا اسکو نوش کیجیے بختک نے کہا کہ اُستاد مین نے جلاب لیا ہی
دماغ کو گرمی چڑھ جائیگی عمرو نے زبردستی وہ خرمے کھلائے حلق سے اُترتے ہی بختک
بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے پشتارہ باندھا لیکر طرف باورچی خانے کے چلے دارو غہ وغیرہ سب
دیکھ رہے ہین کہ اُستاد چرب دست کچھ لیکر آئے ہین مگر کسی کو بات کرنیکا حکم نہین ہی خواجہ
اندر قنات کے گئے حرامزادے کو حلال کیا پارچے بنائے اُسی دیگ مین ڈالدیا اور خوب
گھونٹ دیا کچھ پارچے گل گئے کچھ سالم رہے صبح کو عمرو نے کہارون کو بُلایا دیگ لدوائی
ہرمز و فرامرز بارگاہ مین مشتاق بیٹھے ہین سب نوجوان آکے جمع ہوے ہین کہ نسخہ رات کو
تیار ہوا ہی ایسا پر قوت ہی کہ خان اعظم کے یہان چار سی بیٹے ہوے اب شاہزادے رنڈیان
بلوایا کرین گے ضرور اولاد ہو گی کہ دیکھا اُستاد چرب دست دیگ پر ہاتھ رکھے ہوے
داخل بارگاہ ہوے پیالون مین نکال نکال کر سب کے آگے رکھا ہرمز و فرامرز کو
بڑے پیالون مین دیا بختیارک بھی بیٹھا ہی یہ نامرد ازلی بہت مشتاق ہی شاہزادون سے
کہ رہا ہی اب مین بھی رنڈی نوکر رکھونگا روز وصل ہوگا اس کے آگے بھی خواجہ عمرو نے
بڑا پیالہ رکھا اب سب کھانے لگے قضاے کار ہرمز و فرامرز کے ہاتھ مین ایک پارچہ بے
گلا ہوا آگیا دانتون سے اُسکو نوچنے لگے ہر مرتبہ مُنھ پر پڑتا ہی مگر نوچنا نہین موقوف کرتے
سب نے پیٹ بھر بھر کے کھایا مگر بختیارک نے جو ہاتھ ڈالا بختک کا ہاتھ ہاتھ مین آیا
انگوٹھی اُنگلی مین تھی بختیارک نے جو باپ کا ہاتھ دیکھا چیخ مار کر رو دیا کہا ای شاہزادو
غضب ہوا باواجان مارے گئے ہرمز و فرامرز نے پُکار کر کہا کہ کیون اُستاد چرب دست
یہ کیا معرکہ ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو ۵ عمرم کہ کلاہ
از سرِ قیصر ببرم + رنگ از رُخ بختک بد اختر ببرم + در مجلس خسروان چو گردم ساقی +
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم + آج مین نے بختک کو مارا کل اُسنے بڑی بے ادبی کی تھی اُسکا
یہ انجام ہوا نعرہ کر کے تاج ہرمز و فرامرز کا لیا اور بختیارک کو ایک دھول ماری کلاہ
اسکی بھی لی اور بھاگے جب عمرو نکل گیا تو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ یارو غضب ہوا ہم سب
لوگون نے گوشت انسان کا کھایا عمرو غضب کر گیا بختیارک چیخین مار مار کے رونے لگا اور
کہتا ہی کہ ہاے باواجان ساربان زادے نے تم کو مارا نہین معلوم کیونکر قتل کیا کس
مصیبت سے جان دی ہو گی مجکو افسوس آتا ہی ہرمز اور فرامرز نے بختیارک کو دلاسا دیا
سب نے اُنگلیان حلق مین ڈال کر خوب قی کی تمام لشکر مین ہنگامہ ہی اور ہر طرف یہی غل ہی
کہ آج بختک مارا گیا اُس کے مقام پر بختیارک مقرر ہوا لوگ افسوس کر رہے ہین کہ
بڑا منتظم مارا گیا لوگ کہتے ہین بختیارک اُس سے زیادہ ملحد ہی وہ ہی حرکتین کریگا جو
باپ کا چلن تھا اُسی راہ پر چلیگا مگر خواجہ راہ کو طی کر کے اپنے لشکر مین آئے اول چالاک
سے ملاقات ہوئی چالاک نے پوچھا کہ قبلہ و کعبہ کیا گذری خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے آج

بجنتاک کو مارا اور پکا کے سب کو کھلا آیا ہرمزو فرامرز نے وہ گوشت کھایا کہ جسکا نام
لینا نہ چاہیے مگر بجنتیارک کے ہاتھ اُسکے باپ کا ہاتھ لگا باپ کی انگشتری دیکھ کر بہت رویا
تب مین نکل آیا مگر میرا بڑا نقصان ہوا آگے بڑھے تھے کہ قران سے ملاقات ہوئی قران نے
کہا اُستاد مین رات بھر پھرا ہون کہ ایسا نہ ہو کہ اُستاد پر کوئی اُفتاد پڑے عمرو نے کہا
کہ وہان کون میرا پہچاننے والا تھا باورچی بن کر گیا تھا ہریسہ سب کو کھلایا اب تو لشکر اسلام
مین مشہور ہوا کہ بجنتاک کو عمرو نے مارا جب صاحبقران نے یہ خبر سُنی عمرو کو بلوایا کہا خواجہ
یہ کیا حرکت کی بجنتاک کہا کرتا تھا بجنتاک کی ذات سے فساد برپا ہوتے تھے مقابلہ ومجادلہ
اُسی کی ذات سے تھا ہرمز اور فرامرز کو جابجا لے جاتا تھا لڑائی کا انتظام کرتا تھا عمرو
نے کہا اُسکے عہدے پر بجنتیارک مقرر ہوا ہی وہ ہی حرکتین کریگا جابجا ہرمز اور فرامرز
کو لیجائیگا انتظام جنگ کریگا اُسی طرح فوج کو لڑوائیگا اُسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی
کی سر دربار لات ماری مین ناچار ہو گیا آخر مین نے اُس کا ہریسہ پکایا ہرمزو فرامرز
کو کھلایا بجنتیارک نے بھی کھایا سب اہل دربار قے کر رہے ہین کل لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی
ارزیل بن فرامرز آمادۂ جنگ وپیکار ہی ہرمزو فرامرز سے کہ رہا ہی کہ لشکرکشی کیجیے
صاحبقران کے مقابلے مین چلیے یقین ہی صبح وشام مین وہ لشکرکشی کرے صاحبقران
خاموش ہو رہے اتنا فرمایا کہ خواجہ تم نے بُرا کیا بجنتاک کو کیون قتل کیا اُسکی ذات
سے معرکہ ہاے جنگ تھے پہلوانون کو تاکید کرتا تھا خواجہ خاموش ہو رہے مگر امیر کو
قتل بجنتاک کا بڑا ملال ہوا فرماتے ہین کہ بخدا بجنتاک کا مارا جانا مجکو بہت شاق ہوا
خیر جیسا اُسنے کیا ویسا پایا یہ فرما رہے ہین کہ وہان لشکر پسران نوشیروان مین بعد
جانے عمرو کے ارزیل نے کہا کہ لشکرکشی کیجیے چل کے مسلمانون سے معاوضۂ خون بجنتاک
لون عمرو کو گرفتار کر لونگا ایسی سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے اُسنے ایسی بُری حرکت کی
مجھے افسوس ہی کہ ایسا شخص مارا گیا کہ نمک صحبت تھا ہر وقت اُسکی باتون سے دل لگی
تھی معمار نے کہا کہ آپ چلیے جب مین عمرو کو پکڑ لایا تو حمزہ کو گرفتار کر لانا کتنی بڑی بات
ہی جب حمزہ کو گرفتار کر لاؤن تو فوراً قتل کیجیے گا پھر کوئی سردار آپ سے مقابلہ نکر سکیگا
سب سے لڑیے گا آپ تعلیم کردہ پہلوان زبردست کے ہین تمام فنون سپہ گری سے آگاہ ہین
ایسی جنگ کیجیے کہ سب کو عاجز کر دیجیے ہرمز اور فرامرز نے اُسی وقت حکم دیا کہ لشکر
تیار ہو کر ور سوار و پیدل اسی ہزار ارزیل کے ہمراہی مسلح ومکمل ہوے ہرمز اور فرامرز
نکل کر تخت پر سوار ہوے ارزیل آگے بڑھا بعہدۂ سپہ سالاری چلا یہان صاحبقران
بیٹھے ہوے تھے جملہ سردار حاضر ہین ذکر قتل بجنتاک ہو رہا ہی کہ نوبت ونقارے کی
آواز کان مین آئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ کسکی آمد ہی کہ
ہرکارے حاضر ہوے دست بستہ عرض کی کہ لشکر پسران نوشیروان آتا ہی امیر نے
فرمایا کہ خداے ما بزرگ است جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا مین نے تو یہ خبر سُنی تھی

کہ خاقان گردون اساس طرف ہاماوران کے لے چلا ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ارزیل جو آگیا ہی اُسکو اپنی جرأت پر بڑا گمان ہی عیار اُسکا بہت چست و چالاک ہی خدا اُسکی بدعت سے بچلائے ہمارے اُستاد خواجہ عمرو کو گرفتار کرکے لے گیا تھا اب وہ کہتا ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرلاؤنگا اور جملہ سردارون سے ارزیل لڑ لیگا امیر نے فرمایا کہ سمجھا جائیگا جو فلک دکھائیگا وہ دیکھنا ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے مگر مین یہی چاہتا ہون کہ پسران نوشیروان کو مجھسے آزار نہ پہونچے اور وہ میرے درپے آزار ہین مگر پروردگار معین و مددگار ہی جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا یہان لشکر مقابلے مین آکے اُترا ارزیل نے عیار سے کہا کہ جاکر صاحبقران کو خیرالامعمار چلا بہانے عیاری سے آراستہ ہوا لشکر اسلام مین آیا چہار جانب پھرا پشت بارگاہ سلیمانی پر آیا گوشے مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا جب نقب کھودتے کھودتے قریب سراپچۂ بارگاہ پہونچا ہرچند چاہتا ہی کہ سراپچہ اوپر کرکے اندر بارگاہ کے پہونچون جسقدر کھودتا ہی سراپچہ جذب ہوتا جاتا ہی جب معمار نقب کھودنے سے عاجز ہوا اور اُس کو معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ سلیمانی ہی اسکا سراپچہ کبھی بلند نہ ہوگا تب اِسنے آگ نکالی چاہا کہ سراپچے کو آگ سے جلاؤن سراپچہ جلنے سے بھی محفوظ رہا آخر ناچار ہوکے دوسری طرف کھودنے لگا پہلوے بارگاہ سلیمانی مین بارگاہ کرب غازی ہی جاکے ٹھہرہ بارگاہ مین توڑا زمین سے نکلا مگر دو نقبین جو کھودین تو رات تمام ہوگئی اندلس صبا رفتار واسطے جگانے کرب کے آیا جیسے ہی پردہ اُٹھایا دیکھا کہ ایک سیہ پوش کھڑا ہی للکارا کہ ارے تو کون ہی معمار اپنے دل مین یہی سمجھ رہا ہی کہ ابھی رات باقی ہی جست کرکے بھاگا اندلس نے کہا کہ او بےحیا تجھے جانے نہ دونگا تعاقب معمار کیا جیسے ہی معمار بارگاہ سے نکلا اُدھر سے اور عیار بھی آتے تھے کہ وہ شاگردان اندلس ہین اس امید پر جاتے ہین کہ جاکر قریب بارگاہ آواز لگائین کہ ہماری آواز سے آقا بیدار ہون معمار نے جو شاگردان اندلس کو آتے دیکھا تو اِس نے پکار کر کہا کہ یارو سامنے سے ہٹ جاؤ شاگرد سمجھے ہمارے اُستاد آتے ہین یہ سامنے سے ہٹے سمجھے کہ ہٹنے مین کچھ مطلب ہوگا معمار جست و خیز کرکے نکل گیا اندلس جو پہونچا شاگردون سے کہا کہ تمنے اسکو گرفتار کیون نہ کیا شاگردون نے عرض کی کہ اُستاد ہم سمجھے کہ آپ ہین ہٹ جانے ہی سے مطلب نکلے گا اندلس نے کہا کہ مین تو اُسکے تعاقب مین جاتا ہون یہ کہکر تیز روانہ ہوا مگر معمار ہانپتا کانپتا ہوا قریب ایک جھیل کے پہونچا انتہا کا پیاسا تھا پانی پینے کو جھکا جیسے ہی دو چلو پانی پیے پشت سے آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی منم اندلس صبا رفتار معمار نے جو دیکھا کہ اندلس صبا رفتار آگیا پلٹ پڑا آپس مین نیمچے چلنے لگے اندلس چاہتا ہی کہ اسکو جھکائی دیکر مار لون مگر دیکھا کہین چوکتا نہین اندلس نے بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ پانون معمار کا زخمی ہوا اب معمار گھبرایا کہ اگر اب نیمچہ پڑیگا تو پانون اُڑ جائیگا بلا کے عیار سے مقابلہ ہی اندلس نے زیر نیمچہ رکھ لیا ہی

معمار پیچھے ہٹ رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ ذرا یہ رُکے تو ہاتھ مارون کہ معمار نے اپنے پیچھے کو جنبش دی اندلس پیچھے ہٹا اپنے کو بچایا کہ صحرا سے گرد اُڑی طاؤس فیل سوار کہ جسکا بھانجا ارزیل ہی بارہ ہزار فوج سے پیدا ہوا معمار نے جو طاؤس کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے دیکھیے زخمی ہو چکا ہون طاؤس نے وہین سے گینڈا بڑھایا اندلس نے جو اُسکو آتے ہوے دیکھا کہ نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے ایک پتھر مارا کہ گینڈے کے مُنھ پر پڑا گینڈا جست کرکے بدلگامی کرنے لگا اندلس جست وخیز کرکے نکل گیا طاؤس قریب معمار کے آیا پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی معمار نے کہا کہ مین عیاری کرنے گیا تھا یہ عیار میرے پیچھے آیا اِسنے مجھے گھیرا تھا قضاے کار فتاح بلنگینہ پوش کہ رات کو براے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا تھا پانچ ہزار قزاق ساتھ ہین اِسنے جو اندلس کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ مہتر صاحب کہان سے آتے ہو کیون گھبرائے ہوے ہو اندلس ٹھہر گیا کہا ای افسر معمار نامے عیار ارزیل میرے آقا کو چُھڑانے آیا تھا مین نے اُسکا تعاقب کیا صحرا مین آکے مقابلہ پڑا یہ نوبت پہونچی کہ مین نے اُسکو زخمی بھی کیا مگر صحرا سے گرد اُڑی طاؤس فیل سوار نامے پہلوان بارہ چودہ ہزار فوج سے کہ براے مدد ارزیل آیا ہی وہ دوڑا کہ اس کو نیزے پر اُٹھا لون مین پتھر مار کے بھاگا اس وجہ سے بدحواس ہو رہا ہون فتاح نے کہا کہ مین جا کر طاؤس کی گردن لون اندلس نے کہا شکار کھیل کے آتے ہو اسکا بھی شکار کر لو فتاح بڑھا طاؤس معمار سے باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے فتاح پیدا ہوا اور وہین سے للکارا بوق ترکی نکال کر بجایا آواز بوق سُن کر گھبرا ہیان طاؤس حیران ہوے فتاح آپڑا قزاقون کی لڑائی وہ گھوڑے دوڑائے کہ تتق گرد بلند ہوا فتاح کے قزاقون نے ساتھ والون کو اُس کے قتل کرنا شروع کیا وہ تو گھوڑے کو اپنے درست کر رہے ہین قزاق نے آکر پہلو پر نیزہ مار دیا سوار گرا قزاق نے گھوڑا لیا مردے کی کمر ٹٹولی جو کچھ پایا نکال لیا لوٹ پر بھی آمادہ ہین گھوڑے کوتل ڈریا لیے فتاح لڑتا بھڑتا سامنے طاؤس کے پہونچا اپنے آقا کے طریقے دیکھے ہی کہا کہ او بے حیا یہ تیری پشت پر کون کھڑا ہی ہم کو تیر مارا چاہتا ہی طاؤس پلٹا فتاح نے ہاتھ مار دیا سر کٹ کر خود سر کا گرا فتاح نے گینڈا لیا کمر سے ہمیانی روپیون کی لی معمار نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا کہ چند عرصے مین قزاقون نے طاؤس کو بھی مار لیا اور اُس کے لشکر کو بھی شکست دی دوڑا ہوا سامنے ارزیل کے آیا کہا ای آقاے نامدار آپ کے ماموں صاحب آپ کی مدد کو آتے تھے فتاح سردار کرب غازی آپڑا طاؤس کو قتل کیا فوج کو شکست دی اگر مناسب ہو تو چلیے ارزیل نے کہا مین ایسے ویسون سے مقابلہ نہین کرتا فرزندان حمزہ سے لڑونگا ماموجان کیون قزاقون سے بھڑے ایسے کے ہاتھ سے مارے گئے اور بدنام ہوے کہ قزاقون نے گھیر کر صحرا مین مارا اور طریقہ جنگ یہی ہی کہ جسکا ہاتھ پڑ گیا حریف قتل ہوتا ہی مین اُن لوگون سے لڑونگا کہ جنکی تلوار کی دھاک ہی اُن کو سر میدان قتل کرون سکہ میدان مین جماؤن جو اچھے

ساتھ کے زندہ بچے ہین اُن سے کہو کہ پلٹ آوین اُن کو قضا لیکر آئی تھی ہم سے ملاقات بھی
نہ ہونے پائی کہ لات و منات کے پاس چلے گئے بہشت مین سیر کرتے ہونگے افسوس مجھسے
ملاقات نہ ہوئی ورنہ مین سمجھا دیتا کہ ہر ایک سے نہ اُلجھیے معمار جا کر جو شکست کھا کر بھاگے تھے
اُن سب کو بُلا لایا ارزیل اُن سے بہت بگڑا کہ تم سب نے مل کر میرے مامون کو قتل کرایا
یہان آتے اُن کی دعوت کرتا اب اور بھی عزیز میرے آوینگے مسلمانون کو مشکل پڑیگی
ای معمار آج کی شب تو خالی گئی معمار نے کہا آج کی رات بفضل لات و منات خالی نہ
جائیگی صاحبقران کا تو لانا دشوار ہی مگر کسی نہ کسی سردار کو لاؤنگا ارزیل نے طبل جنگی
نہ بجوایا صاحبقران دن بھر منتظر رہے شام کو معمار پھر چلا لشکر اسلام مین آیا پھرتا ہوا
قریب بارگاہ لندھور پہونچا لندھور اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے خدمتگار بن کر بارگاہ مین
آیا اور ایک ڈنگل کے نیچے چھپا لندھور جب بارگاہ صاحبقران سے آئے خاصہ نوش کیا
خاصہ نوش کر کے آرام فرمایا معمار ڈنگل کے نیچے سے نکلا سب کارخانے دیکھ چکا ہی آ کر
لندھور کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا سراپچہ چاک کر کے لے نکلا داراب کلبرگی کر
طلائے پر تھا دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی وہین سے للکارا
کہ ارے کون جاتا ہی معمار بھاگا داراب نے پیچھا کیا صحرا مین جا کے گھیرا نیچہ چلنے لگا
مگر داراب نے دیکھا کہ عیار چست و چالاک ہی وار کو روک رہا ہی کسی مقام پر چوٹ
نہین کھاتا پشتارہ زمین پر رکھدیا ہی مگر عاجز ہو رہا ہی کہ کیونکر نکل جاؤن کس طرح
جان بچاؤن قضائے کار اسکے پانچ چار شاگرد آ گئے اُنھون نے آ کر داراب کو گھیرا
معمار نکل بھاگا داراب ناچار ہوا شاگردون سے لڑ بھڑ کر نکلا لیکن معمار لندھور کا
پشتارہ لیے ہوے سامنے ارزیل کے آیا ارزیل نے کہا ہوشیار کر معمار نے کہا کہ یہ
شیر بیشۂ جرأت ہی اگر یہ ہوشیار ہوگا تو مشکل پڑیگی اول آہنگرون کو بُلائیے پہلے مسلسل و
مطوق کرائیے تب ہوشیار کیجیے ارزیل نے آہنگرون کو بُلایا ہتھکڑیان بیڑیان پنھائین
لندھور کو ہوشیار کیا لندھور کی جو آنکھ کُھلی زنجیر کا غل سُنا سوچے کہ کیا معرکہ ہی جب
اچھی طرح آنکھ کھول کر دیکھا تو اپنے کو دربار ارزیل مین پایا بل کر کے اُٹھے مثل اہل اسلام
کے صاحب سلامت کی ارزیل نے کہا جلاد کو بُلاؤ میرے سامنے خدا اے نادیدہ کا نام
لیا مین ابھی قتل کرونگا سب نے کہا قتل کرنا مناسب نہین ہی اگر حمزہ سُنیگا تو فوراً گھس آئیگا
لندھور کو رہا کر کے لیجائیگا بختیارک نے کہا کہ ای ارزیل عدن مین کسے حاکم کر آئے ہو
ارزیل نے کہا کہ میرا سپہ سالار قبطوس فیل زور بجائے میرے بادشاہ ہی بختیارک نے
کہا کہ ان کی قید وہان روانہ کر دیجیے کہ احتیاط سے رکھے جب ہمارے پاس سے نامہ پہونچے
تب فوراً قتل کرے یہ رائے ارزیل کو پسند آئی اُسی وقت سپہ سالار کو بُلایا کہ نام اُسکا
صمصام زور آزما ہی داراب دیکھ رہا ہی صمصام نے اُسی وقت لندھور کو اراب
پر لادا چار پانچ ہزار فوج ساتھ لیکر طرف عدن کے روانہ ہوا جب قید لندھور

روانہ ہو گئی تب داراب روتا ہوا پلٹا لشکر مین جو آیا کنارے پر لشکر کے کرب غازی سے ملاقات ہوئی کرب نے پوچھا کہ کیون داراب خیر تو ہی داراب نے سب حال سامنے کرب کے رو رو کر بیان کیا کرب نے اُسی وقت فتاح کو بُلایا کہا قزاقون کو تیار کرو مین تعاقب مین صمصام کے جاؤنگا اور لندھور کو راہ مین رہا کرونگا قزاق تیار ہو کر آئے کرب غازی گھوڑے پر سوار ہوے قزاقونکو ساتھ لیکر بتلاش صمصام چلے لیکن صمصام دو منزل طی کر کے نکل گیا غیر راہ سے گیا بختیارک نے سمجھا دیا تھا کہ ای صمصام بہت ہوشیار جانا غیر راہ کو طی کر کے قریب عدن پہونچا قیطوس کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای افسر اعلی قید لندھور لیکر آیا ہون جس وقت حکم دیجیے اُس وقت داخل ہون قیطوس کے پاس جو عرضی پہونچی خوش ہو گیا کہا دیکھو آقاے نامدار نے جا کر جانشین حمزہ کو گرفتار کیا اور قید روانہ کی یارو تم خوشیان کرو وہ فتح کر کے آوینگے جواب لکھا کہ ای صمصام آج بیرون شہر رہو مین یہان نقارہ بجواتا ہون اشتہار چسپان ہونگے سارا شہر براے تماشا آئیگا ہرچند کہ شہر والون سے مجھے اب تک خوف ہی مگر کیا کر سکتے ہین مین بھی فوج لیکر آونگا اگر کوئی بولیگا تو اُس کو قتل کرونگا بڑے تکلف سے قید لیکر آؤ کہ اہل شہر کو معلوم ہو کہ ارزیل ایسا زبردست ہی کہ جانشین حمزہ کو قید کر کے بھیجا ہی کہ جو سب سردارون مین زبردست ہی اور حمزہ نے اپنا جانشین کیا ہی اب کون اُس سے مقابلہ کر سکیگا یہ جواب صمصام کے پاس پہونچا صمصام نے رات بھر تیاری کی صبح کو لندھور کو اراب پر لادا اور قید لیکر چلا وہان قیطوس نے تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹوایا اشتہار چسپان کرائے قضاے کار بہن ارزیل کی یعنے ملکہ سنبل گیسو دراز کہ نہایت حسین و جمیل ہی کنیزون نے جا کر خبر دی کہ کل کے روز قید جانشین حمزہ بادشاہ کُل ہندوستان اندر شہر کے آئیگی آپ بھی چل کے تماشا دیکھیے سنبل نے حکم دیا کہ چوک مین جو بادشاہی مکان ہی اُس کو خالی کرو چقین وغیرہ لگا دو ہم بھی قیدی کا تماشا دیکھنے جاوینگے سو کنیزون کو ساتھ لیا طرف چوک کے چلی یہان صمصام قید لندھور لیے ہوے شہر مین جو آیا اہالی شہر قید دیکھ کر دنگ ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقاے نامدار نے بڑا کمال کیا کہ ایسے جوان کو گرفتار کر کے بھیجا جب زیر قصر ملکہ اراب پہونچا لندھور نے لنگر مارا ہر طرف سے ہلڑ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا ملکہ نے جو ہلڑ سُنا پردے کو ہٹایا جھانک کے دیکھنے لگی لندھور کا حُسن و جمال ابرو ہلال صنوبر قد خورشید خد جری و بہادر صف شکن تیغ زن ابرو ون پر بل پڑا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ تیغ اصفہانی نیام انتقام سے اُبلے پڑتے ہین دیکھکر مبہوت ہو گئی بیقرار ہو کے پکار اُٹھی نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین

کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے
اے دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین

قصے گل و بلبل کے کل ہین نے کہے اُن سے
باتون مین پھنسا رکھا کیّاد اسے کہتے ہین

تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی +
فردوس اُٹھا لایا شیدا داسے کہتے ہین +
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین
قول اہل سخن کا ہی اُستادا سے کہتے ہین

کنیزون نے جو ہلڑ کیا لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک مہ جبین زہرہ وش مشتری خصال بڑے بڑے بال کمر نازک پر پڑے ہوے بیہوش پڑی ہی لندھور کو سناٹا آگیا ٹھنڈھا ٹھنڈھا پسینہ آیا لنگر ہٹالیا اراب روانہ ہوگیا لیکن قیطوس فوج لیکر آیا تھا کہ شاید اہالی شہر بلوہ کرین لندھور کو چھڑالین تو باعث بدنامی ہی اب قید لندھور کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا صمصام نے نامہ شاہ کا دیا قیطوس نے نامے کو دیکھ کر کہا کہ قتل نہین کرسکتے اسکو قید کرد پہلو مین قصر کے ایک مکان تھا اُس مکان مین لندھور کو قید کیا مگر سنبل جو پلٹ کر آئی رنگ ۔۔۔ ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد خواصون سے کہتی ہی کہ میرا دل گھبراتا ہی تم لوگ ہٹ جاؤ مجکو اکیلا چھوڑدو خواصین عرض کرتی ہین کہ واری ہم لوگ کس واسطے ہین حضور کی خدمت کرین آپ کو بہت پریشان پاتے ہین ملکہ سنتے رو رو کر ایک خواص سے کہا کہ ای رنگین ادا میرا کیا حال پوچھتی ہی اصل مین یہ صورت ہی بہت بُری حالت ہی نظم

نہ آہ مجھسے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دلکو گداز کرتے ہین
بتون سے ہٹتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین +
پکارتی ہی محبت جو بیٹھیے چپ بھی +
یہ ڈھنگ جلد ترافشاے راز کرتے ہین
لبون تک آتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے
شکایت رہ دورو دراز کرتے ہین +
نہ بند کرد یہ مسجد کو مجھپر ای زاہد +
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین
ترے تمام عمل ہین یہ رائگان ای شیخ
وہ فعل کرتو کہ جو عشق باز کرتے ہین +
وہ شوخ کہتا ہی مجکو بناکے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
گلہ نہ کیجیو ای دامن شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ گیسو تیرے جو بیکس نواز کرتے ہین
پکارے قبر کو پامال کرکے عاشق کی
ملاکے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے
بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین +
بصد نیاز اُٹھاتا ہی خنجر قاتل +
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین
جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

رنگین ادا نے عرض کی واری آپکی باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ کہین مائل ہوئین آپکی باتون سے درد پیدا ہی وہ اشعار آپنے پڑھے کہ دل ٹکڑے ہوتا ہی واری اپنے دلکو سنبھالیے ایسا نہ ہو دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای رنگین ادا جسوقت سے اُس قیدی کو دیکھا ہی میرا دل قابو مین نہین ہی جی چاہتا ہی کہ

گریبان پھاڑ کر نکل جاؤن بقول شاعر نظم

جھو تُون ہی خوش کبھی کوئی امیدوار رہو
وعدہ تو کر لو کیسا ہی بے اعتبار رہو
کہتے ہین وہ مری کس ادا پر نثار رہو
مجھسے تو کہدو تم جو مرا اعتبار رہو
اک بار بھی نظر جو نظر سے دوچار رہو
پھر خود کسی کے سامنے تم لاکھ بار رہو
ای درد عشق کوئی کسی کا نہین شریک
دیکھے جگر تماشے جو دل بیقرار رہو
جب تک کہ بس چلیگا نہ دونگا بتونکو دل
آئندہ جو مشیت پروردگار رہو +
عاشق کے دل کو رکھین کہان ہی اگر یہ فکر
دیدو مجھی کو پھر جو مرا اعتبار رہو
اچھا ملا دے خاک مین اور آسمان گر
دامن ہو اُسکا اور ہمارا غبار رہو
نعش اُٹھتے ہی ہماری سدھارو تم اپنے گھر
ہم بھی سوار ہوتے ہین تم بھی سوار رہو
آخر نکالنی ہی پڑی آرزوے وصل +
کام اُن سے نکلے ہمسا جب امیدوار رہو
کہتا ہون بوسے لیکے مین تصویر یار کے
کچھ بول اُٹھ اگر تجھے بھی ناگوار رہو +
عالم کا خون کیکے مرے دلمین آچھپین
کیا ڈر ہی پھر جو حشر مین اُن کی پکار رہو
کیا ہم خوشی سے مورد بیداد چرخ ہین
تیرے ہی جبر اُٹھائین جو کچھ اختیار رہو
ای رنج و محنت و قلق و درد ہجر یار
ہم ایک کسکے کسکے ہون تم تین چار رہو
پتھرا بھی جائین پھر بھی کہون ای صنم یہی
آنکھین ہون میری اور ترا انتظار رہو
جانے نہ پائے یار ترے بانکپن کی نوک
ہر بار صلح مین بھی چھُری ہو کٹار رہو
آنکھون مین دم بتاتے ہو عاشق کا بعد مرگ
کیونکر مرے کوئی کہ تمھین اعتبار رہو
پہچان کر لحد مری ٹھوکر لگاؤ تم +
ایسا نہ ہو کہ اور کسی کا مزار رہو +
پہونچا ہی دیگا دل ہمین کوچے مین یار کے
پھر ہو وہ خضر لاکھ غریب الدیار رہو +
اتنا تو ہو کہ وصل مین وہ کہدین او تڑپ
گستاخیان معاف بہت بیقرار رہو +
دشت جنون کی گرد تو ای قیس بیٹھ جائے
پیدا عجب نہین کوئی محمل سوار رہو
جس خوبرو سے آنکھ لڑی اپنی ای جلال
کیسا ہی انچلا ہو گھڑی بھر مین یار رہو

ملکہ نے رو رو کر جو یہ اشعار پڑھے رنگین ادا بلائین لینے لگی کہتی ہی واری آپ کے جوش و خروش نے مارا پھر جو حکم ہو وہ بجالائین ملکہ نے رنگین ادا سے کہا کہ کیا کہون مجکو کچھ بن نہین پڑتا جی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑ کر نکل جاؤن جنگل جنگل پھرون دشت نجد تلاش کرون اور اُستاد مجنون سے ملاقات کرون اُن سے پوچھون کہ کیون اُستاد والا نژاد محبت کرنیوالے کیا کھاتے ہین کیا پیتے ہین آخر کیونکر جیتے ہین پہلی ہی رات ہجر کی تھی معلوم یہ ہوتا تھا کہ دیو شب غم مجکو کھا جائیگا اب سحر نہ ہوگی دو دو پہر کے بعد گھڑیال بجتا تھا گھڑیال کی آواز سے یہ مراد ظاہر ہوتی تھی فرد غافل تجھے دیتا ہی یہ گھڑیال منادی + گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی + مجکو یہ ثابت ہوتا ہی کہ اسی غم مین تڑپ تڑپ کر مرونگی چند خواصین اور آئین اُنھون نے بھی یہ حال سُنا کہا ای ملکۂ عالم آپ کے باغ سے قصر قید خانہ قریب ہی

اگر حکم ہو تو نقب دیگر نکال لاوین ملکہ نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ قیطوس کو خبر ہو جائے ارزیل اُن کو حاکم کر گیا ہی اُن کی طرف سے اُسکو سب طرح کا اختیار ہی سب کنیزون نے یہ حال سُنا کہا حضور کیا مجال ہی کہ کسی کو خبر ہو ملکہ نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی سب نے کہا واری نقب کے راستے سے چلنا ہوگا ایسا نہ ہو کہ کوئی صدمہ پہونچے سنبل نے کہا کہ ان صدمون نے سب صدمے کم ہونگے شب سے میری یہ کیفیت ہی کہ دل کی بیقراری آنکھون سے اشکبار ہی تھی پروانون کو دیکھتی تھی کہ آتے ہین شمع کے گرد پھر پھر کر جل جاتے ہین مجھے خیال ہوا کہ یہ تو بے زبان بہتر ہین مگر معشوق باوفا کا کیا کہنا شمع بھی رات بھر اشک حسرت بہاتی ہی صبح کو دیکھو تو اندھیر ہی پروانون کا لگن مین ڈھیر ہی کنیزون نے عرض کی کہ حضور تھوڑی دیر صبر کرین ہم ابھی لندھور کو لاتے ہین اور لا کر آپ کے پہلو مین بٹھاتے ہین آخر سنبل ناچار ہوئی کہا صاحب جو تم سے بن پڑے وہ کرو ہم کو اس کشاکش سے بچاؤ اگر اب رات ہوئی تو جان نہ بچیگی عجیب حالت ہوگی نظم

دل بھی رُکا ہجر مین دم کی طرح
نزع مین بھی نکلی نہ دم کی طرح

ظلم عدو کے بھی تری یاد مین
دیدہ و دل دیر و حرم کی طرح

آہ کو سینے مین رہا اضطراب
اُنکے غضب مین بھی کرم کی طرح

آئی ہی بے یار جو لب پر ہنسی
نقش قدم اُٹھ کے قدم کی طرح

آئی دلِ مردہ مین جو آرزو
دل مین رہی درد و الم کیطرح

شیخ تری ضد سے طواف کنشت
خون نکلتا نہین دم کی طرح

پاؤن کبھی کوچۂ جانان مین جیسے
قتل کیا تیغ دودم کی طرح

دونون کھنچے تیغ دودم کی طرح
کوے مغان کے ہین گدا یا شاہ

بھول گئے تیرے ستم کی طرح
بخت مری سعی سے جکڑ مین ہین

رات بھر اُکھڑے ہوے دم کیطرح
سنگ رہ دوست بنا ہون جبین

وہ بھی رُلا جاتی ہی غم کی طرح
دور نہین ہی جو فلک روز ہجر

رہ گئی دل ہی مین عدم کیطرح
آپ ہی کاتب نہ بنا نامہ بر

فرض ہوا طوف حرم کیطرح
شوق اسے کہتے ہین ٹھہرتا نہین

رہ نہ گئے نقش قدم کی طرح
جاگ چکے بخت ہمارے جلال

حسرت دل رہ گئی غم کی طرح
جشن کیا کرتے ہین جم کی طرح

راہزن کعبۂ مقصود ہین
سر کو بھی گردش ہی قدم کیطرح

پاتے ہین ہم بندہ نوازی کی شان
پوجتے ہین گبر صنم کی طرح

ہین جو جھکا کر گئے ظلم راہ عشق
ٹوٹ پڑے اپنے ستم کی طرح

یاد کبھی آئی تو وہ تڑپا گئی
پاؤن نہ گھِس جاتے قلم کیطرح

فصد بھی مجنون کو ہوئی جا نکلی
ہاتھ مین مکتوب قلم کی طرح

کوچۂ قاتل کے دورا ہے نے بھی
سوے ہین یارانِ عدم کی طرح

کنیزین سب رونے لگین کہا واری جوش و خروش آپ کا دیکھا نہین جاتا یہ کہکر دس بارہ کنیزین چند حبشنین نقب کھودنے پر مستعد ہوئین جان لڑا رہی ہین جب قریب قید خانے کے پہونچین تو کان مین رونے کی آواز آئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ قیدی رو رہا ہی ایک نے دوسری سے کہا سُنو وہ بھی رو رہا ہی دوسری نے کہا کہ اری تو دیکھتی ہی ملکہ کا حُسن عابد کش و زاہد فریب ہی سُنو کیسا بلک کر قیدی رو رہا ہی رنگین ادا نے کہا کہ اُسی کی یاد مین رو رہا ہی اُسکو بھی تسکین دینا چاہیے رنگین ادا اُدھر توڑ کر نکلی لندھور کو سلام کیا لندھور نے

پوچھا تو کون رنگین ادا نے عرض کی آپ کس واسطے رو رہے ہین لندھور نے کہا نیکبخت تو کیون پوچھتی ہے رنگین ادا نے عرض کی کہ سنبل گیسو دراز برائے تماشائے قید حضور چوک مین گئی تھین اُنھون نے آپ کو دیکھا تھا جب سے بیہوش ہوکے گری ہین شاید اُن کو آپ نے بھی دیکھا ہوگا لندھور نے کہا کہ ای مشفق و مہربان تیری باتون سے جان بدن مین آگئی اب تک یہی خیال تھا کہ ہم کہان اور وہ نازنین کہان ہمکو آکر قتل کر گئی نظم

ہم اُس کی بزم سے اُٹھے تو درد ہوکے اُٹھے ۔ سرشک بن کے گرے آہ سرد ہوکے اُٹھے
جو مر گئے تھے حسینانِ سرو قامت پر ۔ وہ لوگ حشر مین آزاد مرد ہوکے اُٹھے
دکھائے بادِ خزانی نے چلکے رنگ نئے ۔ بگولے خاک سے گلشن کی زرد ہوکے اُٹھے
مکدر آئے مکدر چلے گلی سے تری ۔ غبار بن کے جو بیٹھے تو گرد ہوکے اُٹھے
گھر دن مین بیٹھے تھے کیا کہ گئی بہار جنون ۔ کہ باغ باغ یہ صحرا نورد ہوکے اُٹھے
وہ عندلیب خزان دیدہ تھے ترے عاشق ۔ کہ جنکے پھول پس مرگ زرد ہوکے اُٹھے
عجب نہین جو قیامت کے روز سنگ لحد ۔ مری لحد سے گنا ہونکی فرد ہوکے اُٹھے
زہے کرم جو بٹھایا بُلا کے ساقی نے ۔ جوان بادہ کشی پیر مرد ہوکے اُٹھے
چلا ہے دوش صبا پر جنازۂ عشاق ۔ ملے تھے خاک مین ایسے کہ گرد ہوکے اُٹھے
وہ دردمند ہون جو بیٹھ جائے پاس مرے ۔ ملے اُسے بھی نہ آرام درد ہوکے اُٹھے
بٹھا کے بزم مین اُسنے وہ سرد مہری کی ۔ جگہ بھی گرم نہ کی تھی کہ سرد ہوکے اُٹھے
اثر یہ دھوپ مین جلنے کا تھا غریبون کے ۔ کہ شعلے دل سے جو اُٹھے وہ زرد ہوکے اُٹھے
بجھے بھی آتش سوز نہان جلال اگر ۔ یقین ہے کہ دھوان آہِ سرد ہوکے اُٹھے

اس طرح بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھے کہ کنیزین رونے لگین کہا ای عاشق ناشاد اب صبر کیجیے زیادہ نہ دل جلائیے ہم آپ کو لینے آئے ہین یہ کہکر کنیزون نے ہتھکڑیاں بیڑیان کاٹ کے وہین ڈالدین لندھور کو ساتھ لیکر چلین لندھور داخل نقب ہوے ہمراہ اُن سب کے چلے آتے ہین مگر رنگین ادا بہت چست و چالاک ہے دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری مبارک ہو کہ ہم قید خانے سے آپ کے عاشق کو نکال لائے اب ملاقات کیجیے ملکہ نے شرما کر کہا کہ تم لوگ بٹھاؤ خاطر کرو سنا مان مجھسے لو مین تو سامنا نہ کرونگی رنگین ادا نے عرض کی کہ واری آپ یہ کیا فرماتی ہین ہم نے آپ سے زیادہ اُن کو بیقرار پایا نام و نشان سے آپ کے اُن کو آگاہ کیا ملکہ نے کہا کہ او شقتل تجھسے کسنے کہا تھا کہ ہمارا اشتیاق ظاہر کرنا مین تو ہرگز سامنا نہ کرونگی کمرے مین چھپکر بیٹھونگی اگر قیطوس کو خبر ہوئی تو نہ معلوم کیا فتور کریگا اگر ارزیل کو لکھا تو وہ صاف لکھ بھیجے گا کہ سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو تم لوگ سب الگ ہو جاؤ گے میری جان پر آفت ہوگی سب نے کہا واری ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ آپ کسقدر بیقرار تھین اب جو سامنے کا وقت آیا تو آپ ایسا فرماتی ہین پھر کیا کرین وہ تو بدولان آپ کے محفل مین نہ بیٹھین گے وہ بھی تو

خاندان عالی سے ہین ہندوستان کے بادشاہ صاحبقران زمان کے جانشین آپ کی یاد مین چہرہ زرد ہو رہا ہی جب ہم لوگون نے حسب ونسب بتایا اور یہ کہا کہ ہم آپ کو لینے آئے ہین پھر مین کیا کہون کہ کیسے خوش ہوے مثل غنچہ شگفتہ ہوگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے آتے تھے ایسے صاحب طاقت ہین کہ طوق آہنی توڑ کر پھینک دیا یہ ذکر تھا کہ لندھور سامنے سے آئے ملکہ نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگون کنیزون نے نہ اُٹھنے دیا لندھور نے جو دیکھا کہ ملکہ کو شرم زیادہ ہی قریب آکے ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرور وان باغ محبوبی اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بقول شاعر نظم

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو ٭ مین شکوہ کہون گو سنے والے کا بھلا ہو
جس مُنھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو ٭ شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اُس سے گلا ہو
سینے مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس ٭ تار ایک ہی بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہ ہو ساتھ ٭ دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھون مین حیا ہو
دل مانگتے ہو مُنھ سے مگر کچھ نہین کہتے ٭ انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی ٭ اندیشہ ہی کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر ٭ دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
کیا جانے کہان تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم ٭ کہدینگے ٹھکانا بھی ذرا ہوش بجا ہو
جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد ٭ آندھی ہو بگولہ ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
کیا عشق کی سرکار مین ڈھونڈھو تو نہ نکلے ٭ جو دُکھ مجھے آرام دے جو درد دوا ہو
بے باک ہی ہو نا نگہ یار کا اچھا ٭ ملتی ہی جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

ملکہ نے شرما کر سر جُھکا لیا کہا صاحب تمھین دیوان کے دیوان یاد ہین کنیزین ہر کام کے حیلے سے ہٹ گئین لندھور و ملکہ سے اختلاط ظاہری ہونے لگے و فتر حکایت و شکایت کُھلے ملکہ نے پوچھا کہ صاحب تم نے مجھے کیونکر دیکھا لندھور نے کہا کہ جب تم غش کھا کر کوٹھے پر گرین اور کنیزون نے ہلڑ کیا میری بھی نگاہ اُٹھ گئی تمھارے جمال بے مثال کو دیکھا تیر مژگان کلیجے کے پار ہوے اسقدر بیقرار ہوے کہ رات تڑپ کر کاٹی شکر ہی پروردگار کا کہ تم تک پہونچے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی مگر قیطوس بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے کہا اے شہریار غضب ہوا لندھور کو قید خانے سے کوئی آکر نکال لے گیا قید خانہ خالی پڑا ہی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین قیطوس کو یہ سُنکر سناٹا آگیا عیار اسکا سندس تیز رو سامنے موجود تھا اُس سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ کون لے گیا معلوم ہوتا ہی کہ شاید لندھور کا عیار ساتھ آیا تھا اُسنے یہ حرکت کی تو جاکے تلاش کر اور دریافت کر کہ یہ حرکت کسنے کی ما بدولت کی عملداری مین یہ حرکت میرے حکم کا ڈنکا بجتا ہی کسکی مجال ہی کہ میرے حکم کے خلاف کرے سب جانتے ہین کہ قیطوس اپنے وقت کا نوشیروان ہی جو کہتا ہی وہ ہی کرتا ہی رعایا مین تو کسی کی مجال نہین کہ قیدی کو لیجائے

مگر یہ کام کسی بڑے گستاخ کا ہی سندس نے کہا کہ مین جاکر دریافت کرتا ہون کہ یہ حرکت کسنے
کی ہی یہ کہکر سندس روانہ ہوا قیطوس سرنگون بیٹھا ہی مگر ساتھ والون سے کہرہا ہی کہ اب کیا
تدبیر کرون قیدی کو کون لے گیا اگر ارزیل پوچھیگا تو کیا جواب دونگا یہ سوچ رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اُٹھی ایک آواز آئی کہ تمام اہالی قلعہ تھرا گئے دیوارین ہلنے لگین قیطوس نے گھبرا کر کہا
کہ کیون یارو کیا قیامت آگئی یہ صور اسرافیل پھنکا رے دیوارین کانپ رہی ہین سب نے
کہا کہ حضور ہماری سمجھ مین نہین آتا نہین معلوم یہ کسکی آواز ہی کہ زمین تھرا رہی ہی یہ باتین تھین
کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کرب غازی آتے ہین بارہ ہزار قزاق پشت پر بوق ترکی
بجتا ہوا کرب غازی سب کے آگے قیطوس گھبرا گیا کہتا تھا کہ ان لوگون کو کسنے خبر دی کہ
قید لندھور یہان آئی ہی کرب غازی نے سامنے آکر آواز دی کہ ای قیطوس فیلدر لندھور
جانشین صاحبقران کی قید تمھارے قلعے مین آئی ہی اگر اپنی خیر و عافیت چاہتے ہو تو لندھور
کو حوالے کردو قیطوس نے گھبرا کر جواب دیا کہ ای کرب نامدار ہم ناچار ہین قید خانے سے
وہ غائب ہوگئے اگر ہم کو پتہ ملیگا تو ہم حاضر کرینگے اور یون آپ کو اختیار ہی کرب نے
حکم دیا کہ قلعے کو چار جانب سے گھیر لو سبھون نے چار طرف سے گھیر لیا آب و آزوقہ بھی
بند کیا مگر سندس عیار قیطوس جو گیا تھا قید خانے مین پہونچا چار طرف دیکھنے لگا کہ ایک
جانب مُہرہ نقب کا دیکھا اُس نقب مین پھاندا باغ مین ملکہ سنبل کے آکر نکلا سر اُٹھا کر دیکھا
کہ لندھور و ملکہ سنبل باغ مین سیر کررہے ہین اور ملکہ فرماتی ہین کہ ای دارا سے ہند
اب کیا ہوگا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی اُسنے عرض کی کوئی سردار ہی کرب غازی
بارہ ہزار قزاقون سے آیا ہی قلعے کو گھیر لیا لندھور نے جواب دیا کہ ہمارے لشکر کا سردار
ہی ہمارے واسطے بیقرار ہی یقین ہی کہ تعاقب مین چلا ہو اس قلعے تک آگیا خیر اب اُسکو
اُترنے دو باقی سمجھا جائیگا سندس نے یہ سب باتین سُنین نقب سے نکلا آکر قیطوس ثیل در
سے اطلاع کی کہ ای افسر اعلیٰ بڑا غضب ہوا کہ لندھور کو ملکہ نے چُھڑوایا ہی اُنکے باغ
مین لندھور بیٹھا ہی اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن قیطوس نے کہا کہ اب تو کرب غازی
نے قلعے کو گھیرا ہی مین کیونکر دو طرف کا انتظام کرون اگر لندھور پر لشکر کشی کرون تو ادھر
سے قزاق دبا کو ڈالینگے مین ادھر رہو کون کہ لندھور پر جاؤن جو اُس گیسو بریدہ نے
کیا خوب کیا کہ باپ کے گنہگار کو قید سے رہا کر لیا اور باغ مین بخوشی دل لیے بیٹھی ہوئی ہی
مصاحبون نے کہا کہ حضور ملکہ کی اور زیادہ گستاخی بڑھیگی اُن کو سزا دیجیے لندھور کو
گرفتار کر لیجیے قیطوس نے کہا کہ جو تم سبھون کی خوشی ہی لشکر لیکر چلتا ہون حل کر لندھور
کو گرفتار کر لاؤنگا بارہ ہزار فوج میرے ہمراہ ہی وہ اکیلا کس کس سے لڑیگا مین فوراً
گرفتار کر لونگا سندس نے کہا کہ میرے شاگرد موجود رہینگے مین دھوکا دیکر کمندون
مین گرفتار کر لونگا قیطوس اپنے مقام سے اُٹھا بارہ ہزار جوان لیکر چلا یہان لندھور
ملکہ سے باتین کر رہے ہین اور ملکہ سے فرماتے ہین کہ ای ملکہ گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالےٰ

کرب غازی بھی آگیا ہی وہ قلعہ فتح کرلیگا ادھر سے مین نکلونگا جنگ فتح ہو جائیگی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا نقب سے جو ہم لندھور کو لائے تھے وہ نقب نہین بند کیا سندس عیار آیا تھا آپ کو دیکھ گیا جاکر قیطوس سے کہا ملکہ زار زار رونے لگین کہا ای شہریار جسوقت آپ نہ ہونگے تو مین تڑپ تڑپکر مرونگی اُسوقت یہ حال ہوگا نظم

بے یار کسطرح نہ نظر آئے گھر اُداس — وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے دیوار و در اُداس
کیا جانے کیا جواب خطِ شوق کا ملا + — آتا ہی کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس
کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے + — یون تجکو دیکھتے تھے نہ ای چشم تر اُداس
اندھیر ہی نہ آیا شب وعدہ بھی کوئی — ہمسے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس
دیکھین دکھائے آج شب انتظار کیا — جلتا ہی شام ہی سے چراغ قمر اُداس
تڑپا رہی ہین دل کو اگر اُسکی شوخیان — پھر کیون ہی میری آہ کا رنگ اثر اُداس
نکلا تھا جسکو لیکے ترا شوق جستجو + — آئی ہی پھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر اُداس
بیشک ہی وہ کچھ کسی سے مکدر کہ تماشوخ — بیٹھے اُداس بزم مین اور اسقدر اُداس
اول تو دیکھین صبح شب ہجر یار ہم — پھر ای فلک سحر بھی تو ایسی سحر اُداس
محفل کا عاشقونکی بھی ہی رنگ دیدنی — کوئی اِدھر اُداس ہی کوئی اُدھر اداس
سب چہچہے بھلائے ہمین اُسکی یاد نے — ایک ایک بات رکھتی ہی دو دو پہر اُداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون — ہم چُپ دل ستم زدہ ساکت جگر اُداس
ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیان + — افسردہ تم ہوے وہ تمھین دیکھکر اُداس

لندھور نے آنسو پوچھے کہا ای ملکۂ عالم کیون اسقدر پریشان ہوا ادھر سے تو مین نکلتا ہون اُدھر سے کرب غازی دباؤ ڈالیگا یقین ہی قلعہ فتح ہو جائے قیطوس گرفتار ہوا کہ سبکے جی چھوٹ جاوین گے کہ کنیزون نے آکر عرض کی قیطوس آپہونچا لندھور بن سعدان نے ہتھیار لگائے مسلح ہو کر ایک مرکب عربی تھا اُسپر سوار ہوے باہر نکلے تھے کہ فوج نے بلوہ کیا لندھور لڑنے لگے مگر بقوت تمام نعرہ کیا نعرۂ لندھور سے جزیرہ ہلے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + نعرۂ لندھور کی آواز بیرون قلعہ پہونچی اور کرب غازی نے سنا بوق ترکی بجاکر قزاقون کو تیار کیا طرف قلعہ کے چلے لوگون نے آکے قیطوس سے اطلاع کی کہ آپ تو یہان جنگ مین مصروف ہین قزاق قلعہ لیا چاہتے ہین اُنکو کون روکے قیطوس نے گھبرا کر چند گولہ اندازون کو حکم دیا کہ بالائے قلعہ جاکر آگ برساو قزاق نہ آنے پاوین چند گولہ اندازون نے بالائے قلعہ آکے توپین مارنا شروع کین مگر لندھور لڑتے ہوے طرف قیطوس کے چلے سندس نے چالیس عیارون کو ساتھ لیکر لندھور کا پیچھا کیا لندھور نے چاہا سندس پر جا پڑون کہ چالیس عیارون نے کمندین مارین لندھور گھوڑے سے گرے از روے بلوے کے لندھور کو گرفتار کرلیا قیطوس لیکر چلا اور ملکہ کو کہہ گیا کہ تمسے سمجھونگا ملکہ کا عجب حال ہی

یہ جو خبر سُنی کہ لندھور گرفتار ہوگئے رونے لگی بیقرار ہوکر یکارتی تھی نظم

ہجر کا دن کٹا عبث مر کے جیے تو کیا عبث
موت نے دی دغا عبث زیست نے کی دغا عبث

بے اثری نے گم کیا جادۂ کوے مدعا
باب قبول مل چکا ڈھونڈھتی ہی دعا عبث

دعوی عشق و عاشقی اور رقیب واہ جی
مٹتے ہین میرے مدعی صورت مدعا عبث

یہ بھی عجیب اتفاق یار ہوا شب فراق +
روح و بدن مین تھا نفاق روٹھ گئی قضا عبث

سُنتے ہین کب یہ باغبان نالۂ مرغ بوستان
کان گلون کے ہر زمان کھولتی ہی صبا عبث

دیدۂ دل جو روئینگے آبرو اپنی کھوئین گے
نام مرا ڈبوئین گے عشق مین آشنا عبث

وصل نہین اگر نصیب ہم سے اجل تو ہی قریب
درد فراق کو طبیب کہتے ہین لا دوا عبث

رہتا ہی جس جگہ اثر جا نہ پھری کبھی اُدھر
ٹھوکرین کھائین عمر بھر آہ نے جا بجا عبث

میرے دل گرفتہ کا عقدہ کبھی نہ ہوگا وا
سعی پہ مستعد ہوا میرا گرہ کشا عبث +

یار کی جستجو عبث وصل کی آرزو عبث
حسرت گفتگو عبث دید کی التجا عبث +

کہدے کوئی کہ بے خبر مر کے بھی جیتے ہین بشر
اہل وفا کی لاش پر ناز عبث ادا عبث

وصل کسی کا یا وصال دونون یہ امر ہین محال
ہاتھ اُٹھا دای جلال آٹھ پہر دعا عبث

کنیزون نے ملکہ کو سمجھایا کہ واری اسقدر بیقرار نہ ہو جیسے انجام بخیر ہو گا کرب غازی گولون کو رد کرکے قریب خندق پہونچ چلے ہین یقین ہی قلعہ فتح کرین مگر قیطوس جو لندھور کو لیکر چلا ہر چند لندھور گرفتار ہین مگر زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی یہ رہائی کا توسل ہی چاہتے ہین قید توڑ ڈالون کئی سو نیزہ باز گرد ہین لندھور کے سینے سے نیزے ملا دیے ہین تمام جسم لندھور کا غربال ہی خون بہ رہا ہی مگر بگڑے ہوے ارابے پر بیٹھے ہین ہر مرتبہ یہی چاہتے ہین کہ قید توڑ ڈالون مگر کرب غازی نے اپنے تئین برابر خندق کے پہونچایا جست کرکے اسپار آئے گرز سے پھاٹک توڑا افتاح نے دور سے دیکھا کہ آقا نے پھاٹک توڑا گھوڑے دوڑا کر سب آگئے کرب غازی پھاٹک توڑ کر اندر آئے تلوار چلنے لگی کرب غازی نے دور سے دیکھا کہ قیطوس قید لندھور لیے ہوے جاتا ہی کرب نے اُسی طرف رُخ کیا ادر یوق نکال کر بجایا یہی آواز دی کہ ای قزاقان لندھور کو رہا کرو بڑی شرم کی بات ہی کہ ہم رہا ہون اور لندھور قید رہین سب قزاقون نے بلوہ کیا فوج قیطوس کو مار لیا قیطوس اکڑتا ہوا قریب کرب آیا پشت سے آکر ہاتھ تلوار کا مارا سر کرب کا زخمی ہوا کرب غازی نے پلٹ کر ہاتھ مارا کہ سر قیطوس کا بھی زخمی ہوا قیطوس سامنے سے بھاگا چند کس کو ہمراہ لیکر قلعے سے نکل گیا لیکن سندس نے ساتھ نہین چھوڑا قیطوس کے ہمراہ رہا قیطوس بیرون قلعہ نکلا یہان سے بارہ کوس پر بھائی اسکا مجنون فتنہ پرداز رہتا ہی اُسی طرف بھاگا یہان کرب غازی نے آکے لندھور کو رہا کیا لندھور نے رہا ہوتے ہی کرب غازی کو گلے سے لگایا فرمایا تمھارا آنا کیونکر ہوا کرب غازی نے سب کیفیت بیان کی کہ جب تمکو عیار گرفتار کرکے لیگیا دارآب تمھارا عیار خبر لیکر آیا مین اُس وقت طلائے سے پلٹا تھا مین نے خبر سُنی کہ قید تمھاری

طرف ملک عدن کے گئی مین توشاہ راہ چلا مگر وہ سردار جو قید لیکر چلا تھا خلاف راستے سے آیا عدن مین پہونچ گیا تب مین بھی یہان آیا مگر تم کو کون رہا کر کے لے گیا تھا لندھور نے بیان کیا کہ ملکہ سنبل گیسو درازہمشیرۂ ارزیل مجھپر عاشق ہوئی قید خانے سے لے گئی صبح کو سندس نے آکر دیکھا قیطوس کو خبر دی وہ لشکر لیکر آیا عیار روشنے بہ مکر از روے بلوے کے کمندون مین گرفتار کرایا مگرای شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت تم خوب وقت پر پہونچے ماشاء اللہ کس زور و شور سے قلعہ فتح کیا اب چلنے کی تدبیر کرو پھر لندھور نے کہا کہ مین آتا ہون کرب غازی دار الامارۂ شاہی مین آئے لندھور بن سعدان باغ مین پہونچے آواز رونے کی سُنی کہ کوئی رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

جانِ عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آبھی گیا وہ بے وفا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری
گر پڑا یون تھام کر دل کو مین اُنکے سامنے
ہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین
دیدنی تھی نزع مین اپنی نگاہِ یاس بھی+
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت اک اُٹھی
ہاے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال

تم نے مارا تام بیچاری قضا کا ہو گیا
ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا ا؛ا
دل ہمارا ہجر مین قاصد تمھارا ہو گیا
عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
شکوۂ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا+
یار سا لے دید تک محوِ تماشا ہو گیا ا؛ا
حسرتون نے سر یہ پیٹا حشر برپا ہو گیا
ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

اندر آکے دیکھا کہ ملکہ رو رہی ہین جیسے ہی لندھور کو آتے ہوے دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئین لندھور نے کہا ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ملکہ سنبل نے دامن تھام لیا اور کہا کہ مین آپکو نہ جانے دونگی یا ساتھ چلونگی لندھور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب فی الحال کرب آئے ہوے ہین لشکر مین صاحبقران کے بدنام ہو جاؤنگا مجھسے بڑی خطا سرزد ہو چکی ہی لیکن ملکہ نے غل مچائے اور کہا آج کی رات رہجاؤ کل اختیار ہی آخر لندھور نے کرب غازی سے آکر کہا کہ آج کی شب اور رہجاؤ کل تمھارے ساتھ چلین گے کرب نے کہا کہ میرا کل سامان تیار ہی مین نہین رُک سکتا علاوہ ازین صاحبقران زمان مشتاق ہونگے فرماتے ہونگے کہ کرب ایک دن کے واسطے گیا تھا کہان عرصہ ہوا تو مین کیا جواب دونگا لندھور نے کہا اچھا تم چلو مین آتا ہون بلکہ میرے تمھارے راہ مین ملاقات ہوگی بمشکل تمام کرب روانہ ہوے لندھور قلعۂ عدن مین داخل ہین ملکہ کو تسکین ہی مگر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ قیطوس کے بھائی سدوس کرگدن سوار کو کرب یہانکا حاکم کر گئے مگر سدوس نکلجانے سے قیطوس کے پریشان ہو رہا ہی کہتا ہی کیا ستم ہوا کہ بھائی صاحب زخمی ہوکر نکل گئے کسی طرف مارے مارے پھرتے ہونگے چند ہرکارون کو حکم دیا کہ جاؤ جاکے بھائی صاحب کو تلاش کرو اور تلاش کرکے کہنا کہ آپ کیون بھاگ گئے اطاعت کرکے خدمت مین

رہے ہوتے آپکے جانیکے بعد مجکو سلطنت ملی کرب غازی تو گئے لندھور یہان ہین
مین اُن کی فکر مین ہون اگر آپ یہان ہوتے تو ہم دونون مل کر تدبیر کرکے لندھور کو
گرفتار کرکے سلطنت پر پورے طور سے قبضہ کر لیتے میرے کہنے کو خلاف نہ جانیے گا مین اپنے
باطن کا حال آپ کو تحریر کرتا ہون وہ ہرکارے جو اس سے موافق تھے اُن کو نامہ دیکر
روانہ کیا ہرکارے تلاش کرتے ہوے چلے اُس مقام پر آکر پہونچے کہ جہان قیطوس
کا دوسرا بھائی مجنون فتنہ پرداز رہتا ہی قیطوس کو ہرکارون نے دیکھ کر وہ نامہ
پیش کیا قیطوس پڑھ کر خاموش ہو رہا کسی کو اس مضمون سے آگاہ نہین کیا لیکن مجنون
سے کہا کہ ای برادر یجان برابر یہ نامہ جو برادر سدوس کا آیا ہی اسمین تمھاری کیا
راے ہی مجنون فتنہ پرداز نے جواب دیا کہ ای برادر صاحب وہان جانا کسی طرح
مناسب نہین ہی مگر مین عیار کو تمھارے روانہ کرتا ہون وہ مفصل خبر لائیگا اور تنہائی
مین منجھلے بھائی صاحب سے ملاقات بھی کریگا یا کہو لشکر کشی کرون قیطوس نے کہا یہ خبر بھی
مین نے سُنی ہی کہ لندھور کے پاس فوج نہین ہی لیکن اس زمانے مین بھرتی کر رہے ہین
امروز فردا مین اگر ہزار دو ہزار ملازم کیے تو وہ ہمارے ملازمان قدیم سے کیا لڑ سکتے ہین
ہم فوراً گرفتار کر لین گے یا قتل کرین گے ہمارے ہاتھ سے بچ نہین سکتا قیطوس کی ان باتون
سے مجنون فتنہ پرداز بہت خوش ہوا مجنون تخت پر سوار ہوا قیطوس کو سپہ سالار کیا اور
ساٹھ ہزار جوان ساتھ لیکر طرف عدن کے چلا صبح کا وقت ہی لندھور بالاے قلعہ بیٹھے
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مجنون و قیطوس آکر پہونچے اور لندھور سے کہلا بھیجا کہ بہتر یہ ہی
کہ قلعۂ عدن چھوڑ دو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے لندھور نے وہ نامہ لاکے
ملکہ کو دکھایا ملکہ قیطوس کو کوسنے لگی کہ خدا اس نگوڑے کو غارت کرے کہ آکے فساد برپا کیا

اپنا خود حال ابتر ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

با شکستون کو جب ملینگے آپ
بولے جب جان بلب ملینگے آپ
دل یہ کہکر خبر کو اُس کی چلا
ایسے مجمع مین کب ملین گے آپ
وصل مین بھی جبین پہ ہو گی شکن
ہر جگہ بے طلب ملینگے آپ
چھیڑ مطرب ترانۂ شب وصل
شوق کیا جانے کب ملینگے آپ

سر راہ طلب ملین گے آپ
جستجو تیری ہم سے پوچھتی ہی
مجکو زندہ نہ اب ملین گے آپ
عرصۂ حشر عید گاہ ہوا
توڑنے کو غضب ملین گے آپ
چھوڑ دی رخ پہ زلف سمجھے ہم
ساز عیش و طرب ملینگے آپ
یار جب ملگیا تو ہم سے جلال

اُسنے پوچھا تھا کب ملینگے آپ
یار سے اپنے کب ملین گے آپ
بھیڑ ہی حسر تون کی حضرت دل
سب سے مل لینگے جب ملینگے آپ
بیخودون کو تلاش سے کیا کام
چھپکے اک آدھ شب ملین گے آپ
دل ہی اس راہ و رسم سے بیخبر
جو نہ ملتے تھے سب ملینگے آپ +

لندھور نے کہا کہ ای ملکہ کیون گھبراتی ہو مین اکیلا جا کر اُس کو جواب دونگا اُس نامرد کے
کہنے کو نہ مانونگا تنہا سمجھ کے آیا ہی انشاء اللہ بہت ذلیل ہو کے جائیگا بھرتی جو کی تھی تو کئی سو
جوان ملازم کیے تھے اُن مین سے چالیس جوان ساتھ لیکر لندھور بیرون قلعہ نکلے بارگاہ

استاد کرائی قیطوس نے طبل جنگی بجوایا لندھور نے بھی جواب مین طبل جنگی کو حکم دیا دونون طرف تیاریان ہونے لگین لندھور کا ارادہ ہو کہ اکیلا جاکے مقابلہ کرون اور قیطوس کو شکست دون رات بھر تیاری رہی صبح کو لندھور میدان مین آئے اُدھر سے قیطوس و مجنون آئے کُہسار بربری ایک پہلوان ہو کہ وہ مجنون فتنہ پرداز کے ساتھ آیا ہی لندھور کو جو تنہا دیکھا بلبلانے لگا مجنون سے کہا کہ مین میدان مین جاؤنگا مشکین باندھ کر لندھور کی لاؤنگا اس جنگ کی فتح میرے نام لکھیے مجنون نے کہا کہ ای برادر مین یہ چاہتا ہون کہ لندھور کو مین زیر کرون جس وقت فوج کا بلوہ ہوگا ہوش اُڑ جاوینگے وہ فوج کا ہنگامہ ہوگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا آخر کو بھاگ کر قلعے مین چھپینگے مین سر سواری قلعے کو فتح کر لونگا ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑے ہین اس قلعے کی کیا حقیقت ہی دم بھر مین اسپر قبضہ کرونگا مگر کُہسار بربری قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای شہنشاہ اپنے پہلوان کو نہیں آبرو دیتے ہین میرا نام مشہور ہو کہ مین نے لندھور کو زیر کیا لشکر صاحبقران مین ہر شخص ذکر کریگا کہ کُہسار بربری نے لندھور ایسے شخص کو زیر کیا حضور ہی کا نام ہی یہی لوگ مشہور کرینگے کہ مجنون کے ملازم نے لندھور کو زیر کیا اسمین آپ کا زیادہ نام ہوگا لوگ جانینگے کہ مجنون ایسا زبردست تھا کہ کُہسار ایسے شخص کو زیر کیا ہوگا جسنے دم بھر مین لندھور کو زیر کیا ہر شخص آپ کے اوصاف بیان کریگا کُہسار نے ایسا مجنون کو عاجز کیا کہ مجنون نے گھبرا کے کہا کہ ای کُہسار تمھین میدان مین جاؤ لندھور کو ایسا حلوا سمجھے ہو وہ جانشین صاحبقران زمان ہی جا بجا لڑا ہی بڑا حوصلہ ہی کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہم جانتے تھے کہ قلعہ بند ہو کر لڑیگا اور بڑا غضب یہ ہوا کہ بھانجی قیطوس کی لندھور پر عاشق ہوئی اُسی کی ذات سے یہ سب فتور برپا ہوے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی مگر صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے بالحان پکارتے تھے نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اس کی یہ ظاہر عقلا کے او پر	یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز یست و ما بیخبریم

یارو دنیا مقام عبرت ہی نہ جانے عشرت بڑے بڑے نامی و نام آور پیوند خاک ہوے اُن سب کے معاملے پاک ہوے اب جو لوگ زندہ ہین لڑ بھڑ کر نام پیدا کرین کہ اُنکے بزرگون کا نام روشن ہو ہر محفل مین ذکر ہو ہر شخص کو تمھاری جراٗت کی فکر ہو یہ کہہ کے کڑکیت ہٹے کُہسار بربری گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای لندھور مین تمھاری جنگ کا مشتاق ہون لندھور نے عربدہ نعرہ شنا مرکب عربی بڑھایا ان کے لشکر مین کوئی بادشاہ نہین فقط چالیس آدمی پشت پر ہین اُن سے پلٹ کر کہا کہ یارو تم سب

خدا کے سپرد کیا سب نے کہا کہ ای آقاے نامدار خدا آپ کا نگہبان ہی لندھور نے کہا دیکھو اس بربری سے کیونکر پیش آتا ہون اس کو سزاے معقول دونگا بڑے زور و شور سے میدان مین آیا ہی نہین معلوم مجکو کیا سمجھا ہی بلبلا رہا ہی یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مرکب طرارہ بھر کے مقابلہ کہسار مین آیا کہسار نے جو لندھور کو دیکھا سمجھانے لگا کہا ای دارا ے ہند ہمارے آقا کی اطاعت کرو ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہی کل کا تم کو افسر کرینگے مرتبۂ اعلے دینگے یقین ہی کہ جس طرح لشکر صاحبقران مین جانشین ہوا اُسیطرح اپنا نائب کرینگے ہر نوع تمھارا مرتبہ بڑھاوینگے اور جو لڑائیان متعلق ہین وہ سب تمھارے سپرد کرینگے لندھور نے کہا کہ او نادان و بیوقوف مین حمزہ کا جانشین ہون فرزندان حمزہ مجکو چچا کہتے ہین مین سبکو اپنا فرزند جانتا ہون ایسی ایک خطا مجھسے سرزد ہوئی کہ اور کوئی بادشاہ یہ خطا کبھی نہ معاف کرتا مگر صاحبقران نے اُس خطا کا ذکر بھی نہین کیا ایسے افسران رحم دل کہین ملتے ہین مین اُن کی اطاعت چھوڑون اور ایک کافر کی اطاعت کرون مجکو کیا ضرورت ہی یہ میدان کارزار ہی زبان نیزہ و شمشیر سے کام لے تب کہسار نے نیزہ اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا لندھور نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا نیزہ کے ٹوٹتے ہی کہسار نے جھلا کر تلوار کھینچی ہاتھ مارا لندھور نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی دور پھینک دی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا کہسار کو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر طرف آسمان کے پھینکا تلوار کمر سے کھینچی کہسار کو چورنگ ہوائی قلم کیا مجنون نے جو دیکھا کہ کہسار مارا گیا جی چھوٹ گئے یا تو ارادہ تھا کہ نکلون جی مین کہتا ہی کہ مین کہسار سے کچھ زبردست نہین ہون کس آسانی سے لندھور نے اُس کو مار لیا قبطوس نے کہا کہ ای برادر لندھور کی جرأت مشہور ہی جب تو حمزہ نے اُسکو اپنا جانشین کیا ہی حمزہ کے لشکر مین بڑے بڑے جری و بہادر ہین جب تو پسران نوشیروان سے لڑرہے ہین کیسی کیسی شکست دی زنگبار کو فتح کیا دریاے بصرے سے بھاگے اب سُنا ہی کہ خاقان گردون اساس شاہزادون کو لے کر طرف ماوران کے چلا تھا کہ راہ مین ارزیل سے ملاقات ہوئی ارزیل کے کہنے سے پھر مقابلہ ہوا مگر کیا مجال ہی کہ صاحبقران سے مقابلہ کرسکین میری تو یہ صلاح ہی کہ کل فوج کو اشارہ کرو کہ سب مل کر لندھور کو گھیر کر مارلین عیار موجود ہی یہ چہار جانب سے اپنے شاگردون کو ایکبار کمندین ماریگا تب شاید لندھور گرفتار ہو فتح تمھاری ہو ورنہ کسی کی یہ مجال نہین ہی کہ لندھور کو زیر کرے لندھور کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا مجنون نے کل فوج کو حکم دیا ساٹھ ہزار جوان لندھور پر آپڑے یہ چالیس جوان بھی آکر شریک جنگ ہوے مگر ساٹھ ہزار نے چالیس کو گھیر لیا ایک ایک جوان ہزار ہزار مین گھرا اُن چالیس نے بمدد لندھور کئی ہزار جوان قتل کیے آخر سپار گلشن جنان ہوے اب سب نے صلاح کی کہ لندھور اکیلا ہی اس کو ہر طرف سے گھیر کر مار لو سب بلوہ کر کے چلے

لندھور نے پلٹ کر دیکھا کسی ہمراہی کو قریب نہ پایا بیقرار ہو کر پکار اٹھے کہ اے خالق بے نیاز
وای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر وقت مدد ہی نظم

یارب تو ہی غافر خطا ہی +
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت
تو وارث و باعث و معین ہی
تو ہی ہی قوی تو ہی ہی قادر
حادث ہم سب قدیم ہی تو
ذوالکفل کی تو نے کی کفالت
ادریس کو خلد مین بلایا
تو باقی و قائم و توانا +
جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی
واحد شاہد احد تو ہی ہی
جو کچھ ہی ترا دیا ہوا ہی
جاری ترا حکم بحر و بر مین
توجسکو بنا دے چیز ہو جاے

حاضر ناظر رفیق ہی تو +
ہر شی مین ہی ترا نور قدرت
حاکم عادل حکیم ہی تو +
تو ہی اول ہی تو ہی آخر
یوسف کی بچائی جان تو نے
بخشی آدم کو تو نے جنت
زیبا ہی تجھی کو کبریائی +
تو ذوالمنن و کبیر و دانا
تو باغ مین گل ہی گل مین خوشبو
باری باسط صمد تو ہی ہی
صنعت تری مہر و مہ سے روشن
جلوہ ہی ترا گل و ثمر مین

یارب تو ہی سامع الدعا ہی
مالک خالق شفیق ہی تو +
تو واہب و رازق و امین ہی
صادق راحم کریم ہی تو
لا علم لنا علیم ہی تو +
موسے کو دکھائی شان تو نے
طوفان سے نوح کو بچایا
تو سب کا خدا تری خدائی
تو دونون جہان کا بادشا ہی
حاضر غائب ہی ہر جگہ تو +
انسان مین سواے خاک کیا ہی
تیری قدرت سے دشت گلشن
عزت جسے دے عزیز ہو جاے

لندھور نے جو بیقرار ہو کر دعا کی چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہی سندس کا ارادہ ہی کہ کمندین مار کر گرفتار کرلون مگر لندھور نے جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک زنگی بچہ چالیس زنگیون سے آکے پہونچا بغدہ لیکر گرا اگر پہلے سندس پر آیا للکارا کہ او دغاباز چاہتا ہی کہ لندھور کو مکر سے گرفتار کرون سندس نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی بچے نے بغدے پر روکا روک کر بغدہ مارا کہ سندس کے دو ٹکڑے ہوے سندس کے مرتے ہی عیار تو بھاگے پیچھے پھرتے ہین کہ اُستاد ہمارے مارے گئے ہم کسکے بھروسے پر مقابلہ کرین مگر مجنون فتنہ پرداز نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ اُن چالیس زنگیون نے ساٹھ ہزار کو شکست دی کئی ہزار جوان مارے گئے آخر مجبور دنا چار ہو کے مجنون بھاگا لندھور لڑتے ہوے قریب اُس زنگی کے آئے پوچھا اے برادر تو کون ہی تو نے بڑا احسان کیا عین وقت پر آیا تیرا نام نامی کیا ہی تیرا طرز جنگ مثل مہتر قران کے ہی زنگی نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی کہ مین آپ کے غلام کا غلام ہون مہتر قران کا بیٹا جالنسوز بن قران نام ہی ان زنگیون کو لیکر لشکر صاحبقران مین چلا تھا مگر راہ مین خبر پائی کہ لندھور اکیلے گھرے ہوے ہین سندس نامے کوئی عیار ہی چاہتا ہی کہ کمندون مین گرفتار کرے [illegible] آپہونچا لندھور نے جالنسوز کو گلے سے لگایا فرمایا ہمارے ہمراہ چلو [illegible] کی لوٹ لین اسباب فوج قبضے مین کرکے قلعے مین آئے [illegible] دعائین مانگ رہی تھین

اور یہ اشعار زبان پر [illegible] نظم

جگر مین رہگئی ای صدمۂ جدائی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی چھوڑ کر نہ کھائی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی
وہ سخت جان اُسی کے اُچٹ اُچٹ کے لگی
سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا
دیے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم
ہو فراق مین ٹھوکے برنگ شیشۂ مے
جگر مین ڈالتی ہی گھاو اُسکی ترچھی نظر
مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح
نہ پوچھ کوچۂ الفت کی سختیان ای خضر
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہی
تمھاری چشم سیہ کا جو ہوگیا سودا
شکست توبہ می کی ہوا اسقدر تکرار
نشان اُنکے تمانچون کا مُنھ پہ کچھ تو رہے
تلاش سنگ در یار تجکو لازم ہی +
جلال بیٹھ گئے سر پکڑ کے زیر فلک +

اُبھارتے رہے نالے اُبھر نہ آئی چوٹ +
یہ بارہا مری تقدیر مجھپر آئی چوٹ +
تو اُس سے دست بسر ہونے پہلے آئی چوٹ
فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
دل و جگر سے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
ہماری چوٹ پہ آئینے نے بھی کھائی چوٹ
دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
لگائے دل پہ مقدر کے کج ادائی چوٹ
تری نگاہ کی پتھر نے بھی بچائی چوٹ
جو بیستون کی طرف کو اُبھار لائی چوٹ
قدم قدم پہ ہی ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
کہان پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
یہان دکھاتی ہی تاثیر مومیائی چوٹ +
ہرن کی آنکھون کے ڈھیلون کی ہمنے کھائی چوٹ
کہ زاہد بھی تو کرے چوٹ پر لگائی چوٹ
دکھائے وصل مین اتنی نہ بے وفائی چوٹ
کرگئی ای سر شوریدہ رہنمائی چوٹ +
سر خمیدہ اُٹھا گئے ہی وہ اُٹھائی چوٹ

کنیزون نے بڑھ کر خبر دی کہ واری آپ کیون روتی ہین لندھور آتے ہین ملکہ اُٹھ کے دوڑین کہا ای دارای ہند کیونکر فتح پائی لندھور نے کہا وہ بے حیا گیا تھے کہسار جب مارا گیا تب اُسنے مغلوبہ کا کل فوج کو حکم دیا چالیس رفیق ہمارے مارے گئے مین اکیلا گھرا ہوا تھا عین وقت پر جالنوز بن قران آیا ملکہ نے کہا کہ ای دارای ہند جالنوز کون شخص ہی لندھور نے کہا ای ملکہ وہ شاگرد عمرو کا فرزند ہی اُسنے آکے سندس عیار کو مارا اُسکے مرتے ہی مجنون شکست کھا کے بھاگا ملکہ نے کہا ایک خیال رہے کہ مجکو یہان نہ چھوڑیے گا ورنہ یہ سب بے حیا میری آبرو ریزی چاہین گے مین آپ کی ناموس ہون کہین ایسا نہ ہو کفار کے قبضے مین آجاؤن تو کوئی والی وارث میرا نہین ہی لندھور نے کہا کہ مین تم کو ضرور ساتھ لے چلونگا لیکن یہ قلعہ کسکے سپرد کرون ملکہ نے کہا کہ یہان کا وزیر اعظم بڑا خیر خواہ ہی عقیل خوش تقریر نام ہی اُسکو بادشاہ سمجھیے قلعہ اُسی کے سپرد کر دیجیے وہ یہان کا انتظام کریگا لندھور نے باہر آکے عقیل خوش تقریر کو بلایا اُس کو بادشاہ کیا کنجی

دن کے بعد تیاری کی ملکہ کا محافہ ساتھ لیا طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے یہان
ارزیل نے بعد روانہ کرنے لندھور کے کئی دن تک طبل جنگی نہ بجوایا مگر معمار سے کہا کہ
ایک سردار اور گرفتار کر لا معمار نے کہا کہ اول مین غفلت تھی کہ لندھور کو چرا لایا اب
وہان سب ہوشیار ہو گئے ایسا نہ ہو کہ مین گرفتار ہو جاؤن ارزیل نے کہا کہ آج کی
شب کو خالی دینا مناسب نہین معمار ناچار ہو کر چلا مگر جب چلا تو کلاہ سر سے گری بختیارک
نے کہا کہ بہت نامبارک بات ہوئی ای معمار نہ جاؤ معمار نے کہا کہ ملک جی میرا بھی دل
نہین چاہتا مگر آقا کی تاکید ہی حکم شہنشاہی بجالاتا ہون ارزیل نے کہا ملک جی تم اس
مقدمے مین دخل نہ دو یہ جاکر کسی سردار کو چرا لائیگا صبح کو قید سردار کی روانہ کرونگا
جو عدن گیا وہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آئیگا معمار با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا
بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا سب طرف پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک مقام پر آیا
دیکھا بارگاہ یاقوتی استادہ ہی بارہ ہزار یاقوت پوش اترے ہوے ہین کسی سے اسنے پوچھا
کہ یہ بارگاہ کسکی ہی اُسنے اس کو جواب دیا کہ یہ بارگاہ شاہزادہ خاور سیاہ فرزند
رستم پیلتن ہی مگر وہ یہان نہین ہین ملک سنجان پر گئے ہین گنجاب پر آفت برپا کر رہے
ہونگے دونون شیر وہان لڑتے ہونگے مگر خدا اُن شیرون کی جان بچائے بڑے شخص سے
مقابلہ ہی مگر اُن کے لشکر کے بادشاہ عمرو گورزاد ختنی البتہ موجود ہین اُنھین کی وجہ
سے لشکر آراستہ ہی ہم لوگون کو خدا شاہزادے سے ملائے یہ جو معمار نے سُنا آمادہ ہوا کہ آج
عمرو گورزاد ختنی کو چرا لیجاؤن بصورت خدمتگار بارگاہ مین آیا شاہزادہ خاصہ نوش کر رہا
تھا یہ ایک گوشے مین آکے چھپا جب شاہزادہ خاصہ نوش فرما کے پلنگ پر آیا خادم وغیرہ
باہر گئے شاہزادے نے خدمتگار کو پکارا کہ ارے کوئی حاضر ہی معمار گوشے سے نکلا قریب
شاہزادے کے آیا شاہزادے نے پانی مانگا معمار نے پانی آغشتہ بدارو بے ہوشی دیا
شاہزادہ پی کر بیہوش ہوا معمار نے پشتارہ باندھا سر انجمہ چاک کر کے لے نکلا قضائے کار
چالاک طلائے پر تھا اسنے دور سے دیکھا ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی سمجھا کہ
لشکر کفار کا کوئی عیار ہی کسی سردار کو لیے جاتا ہی نظر اسکی بچا کر پھاگا صحرا مین آکر شاہ راہ پر
کمندین بچھائین گوشے مین چھپ کر بیٹھا کمندون کو خس پوش کر دیا ہی کہ معمار جست و خیز کرتا ہوا
آیا جب قریب کمندون کے پہونچا تو اسکا دل دھڑکا دو چار آوازین دین سمجھا کہ جنگل کی
وجہ سے دل دھڑکتا ہی اس مقام پر خوف نہین ہی جست کر کے چلا کمندون کے بیچ مین آیا
چالاک نے جھٹکا مارا معمار گرا چالاک جست کر کے نکلا چھاتی پر اسکی سوار ہوا اول پشتارے
کو دیکھا پہچانا کہ عمرو گورزاد ختنی کو لیے چلا تھا سر اُسکا قلم کیا عمرو گورزاد ختنی کو لے کر پلٹا
یہان لشکر کے لوگ آگاہ ہوے تھے کہ شاہزادے کو کوئی لے گیا تلاش کر رہے تھے کہ
چالاک پہونچا کہا صاحبو ایسے غافل رہتے ہو کہ تمھارے بادشاہ کو عیار لے چلا تھا مین نے
عیار کو مارا اور ان کو رہا کیا عمرو گورزاد ختنی کو ہوشیار کیا شاہزادے نے چالاک کو

انعام دیا فرمایا کہ ہم تو بے سردار ہو رہے ہین ہمارے سردار کو خدا ہم سے ملائے ہم لوگون کو چھوڑ کر چلے گئے افسوس یہ ہی کہ ہم کو ساتھ نہ لیا دیکھیے فلک ہمکو کیا دکھائے رنگ فلک دگرگون ہی یہان تو یہ رنگ ہی مگر ارزیل نے رات بھر عیار کا انتظار کیا صبح کو اُسکے شاگردون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ تمھارے اُستاد پر کیا گذری شاگرد جو چلے جنگل مین اُگر لاشۂ معمار پایا روتے پیٹتے ہوے لاشہ اُٹھا کر لائے ارزیل نے جو اپنے عیار کا لاشہ دیکھا بہت رویا کہا میرے معین کو کسنے مارا عیارون نے خبر دی کہ بادشاہ لشکر قاسم کو لاتا تھا راہ مین چالاک نے گھیر کر مارا چالاک کو خلعت ملا ہی بس ارزیل نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے کہ بامر جاسوسی موجود تھے آکر صاحبقران سے عرض کی کہ ارزیل کو اپنے عیار کا بڑا غم ہی اُسی غصے مین طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے صاحبقران نے بھی طبل جنگی کو حکم دیا عمرو نے جاکے طبل سکندری پر چوب لگائی نظم چو بر طبل اسکندر آمد دوال + زناہید مریخ کرد این سوال + جہان را مگر روز آخر رسید + سرافیل صور قیامت دمید + بگفتا کہ نی طبل اسکندر است + کز آواز او گوش گردون کر است + تمام لشکر مین صدا پہونچی سب کو معلوم ہوا کہ کل ارزیل سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالے بقول شاعر نظم در اندیشہ گردن کشان یک بیک + کہ فردا بکام کہ گردد فلک + کرا تاج اقبال بر سر نہند + کرا تخت تابوت در بر کشند + کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید + زدیدار خواہد شدن ناپدید + بھائی سے بھائی دوست سے دوست مل رہا ہی ہر ایک کو انتشار ہی کہ ارزیل بلاے روزگار ہی دیکھین کسکی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی پروردگار سرفراز کرے اسی بے حیلے نے لندھور کو گرفتار کرکے طرف عدن کے روانہ کیا آج تک نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری غیر ملک نہ کوئی دوست نہ مونس کیسے پریشان ہونگے فرماتے ہونگے کہ کسی نے ہماری خبر نہ لی افسوس ہی کہ لندھور کی قید کا جانا اور یہان سے کوشش نہ ہونا کہ اُن کی رہائی ہو خدا اُن سے ہمین ملائے چار پہر رات اسی تیاری مین گذری نظم یکایک ہوا دان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ + بہت گرمخو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگے آگے خطِ صبح کا + کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + صبح ہوتے ہی صاحبقران زمان مسجد کرپاس مین آئے نماز سحر سے فراغت پائی صندوق سلاح سنجوگ آیا تمام اشیاے بزرگان ذات پر آراستہ کین تیغہ عقرب ہاتھ مین لیکر باہر نکلے سب سرداروں نے سلام کیا صاحبقران ایک ایک سے بخلق و مروت ملے سب کو ساتھ لیکر دربارگاہ شاہی پر آئے چوبدار سے پوچھا بر آمد ہونے مین بادشاہ کے کیا دیر ہی چوبدار نے عرض کی بر آمد ہوا چاہتے ہین کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچا آمد آمد

سلطان گیتی ستان کی ظاہر ہوئی آگے آگے بارہ ہزار طفلان ماہ طلعت و مہر صورت و پری پیکر بالحان داؤدی دعائین پڑھتے ہوئے سامنے سے نکل گئے ان کے بعد کئی سو کہاریان دُر در گوش و مرصع پوش تخت شاہی کو کاندھون پر لیے ہوئے برآمد ہوئین سب سے پہلے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی اور محبت آپ کی آب و گل مین ہی سب سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوئے سواری کوچۂ سلامت سے نکل کر طرف وعدہ گاہ نبرد کے چلی فرد سوء دشت شہ کی سواری چلی + کہے تو کہ بادبہاری چلی + میدان مین آکر بادشاہ پہونچے اُدھر سے ارزیل بن فرزیل اونچی بنا ہوا تخت پر ہرمز و فرامرز سوار ہین کرور سوار و پیدل لشت پر علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے اس کر و فر سے دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ ہوئے نقیبون نے نکل کر نقابت کی آوازین لگائین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکے عیش و رنج کا کیا اعتبار ہی سکندر و دارا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے آخر خاک مین ملے اب کوئی اُنکا نام بھی نہین لیتا کہ کون تھے اور کہان گئے پس مناسب یہ ہی کہ میدان جنگ مین نام پیدا کرو کہ تمھارے بزرگون کے نام روشن ہون آج دریاے خون بہین گے نامرد مجحوب رہین گے یہ کہکر نقیب ہٹے ارزیل نے گینڈا بڑھایا سامنے ہرمز و فرامرز کے آیا عرض کی کہ اجازت میدان بختیارک نے کہا کہ ای ارزیل تم میدان مین نہ جاؤ ہمارے لشکر مین تمھاری ذات سے بڑی آبادی ہی ارزیل نے کہا کہ اب تو مین قصد کر چکا پلٹنا میرے واسطے مناسب نہین دو چار کو زخمی کرونگا اور دو چار میرے ہاتھ سے مارے جاوینگے بخیر و خوبی پلٹ آؤنگا بختیارک نے کہا کہ ای ارزیل کیا کہون آج تمھارے چہرے پر اُداسی ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی سردار جلیل نکلے اور تم کو قتل کر ڈالے تو ہمارے روکے نہ رُکیگا بس اب خاقان کے ساتھ طرف ملک ہاماوران کے جاوینگے جو تقدیر دکھائے ارزیل نے کچھ کہنا بختیارک کا نہ مانا اور میدان مین آیا صاحبقران کا ارادہ ہی کہ مین خود میدان مین نکلون ارزیل آوازین دے رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے مہتر قران پہلوے شاہ مین کھڑے ہین کہ سامنے آکر دامنۂ گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب نے کہ لندھور بن سعدان مرکب عربی پر سوار جالنسوز بن قران جست و خیز کرتا ہوا چالیس زنگیون سے پشت پر ایک طرف ایک محافۂ زرین صدہا کہاریان نازک بچکانے محافے کو گھیرے ہوئے مگر لندھور نے جو ارزیل کو میدان مین کھڑا دیکھا جالنسوز سے کہا کہ تم لشکر مین جاؤ مین اس نامرد کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکر گھوڑے کو بڑھایا گھوڑا اطرانے بھرتا ہوا سامنے ارزیل کے پہونچا ارزیل نے جو لندھور کو دیکھا پوچھا عدن سے کیونکر رہائی پائی لندھور نے کہا کہ سب واصل جہنم ہوے اور ملکہ سفید گیسو دراز یعنی ہمشیرہ صاحبہ تمھاری ہمارے ساتھ ہین ارزیل یہ مضمون سُن کر

بہت جھلایا نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی
مگر لندھور نے بعد چند طعنون کے نیزہ ارزیل کا نکالا نیزہ ارزیل کا جو زمین پر گرا
اور لشکر مین غریو ہوا کہ لندھور نے نیزہ ارزیل کا نکالا ارزیل بہت شرمایا قبضے پر
تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا اے لندھور یہ تیغ بے دریغ ہی برسون کے جھگڑے دم بھر مین
فیصلہ کرتی ہی ذرا اس سے بچو لندھور نے کہا کہ اے برادر عمر اسی رنگ مین گذری
وہ حافظ حقیقی سر پرست ہی سب سے زیادہ زبردست ہی تم بے خوف ہاتھ لگاؤ ارزیل
نے ہاتھ مارا لندھور نے کلائی پکڑلی ارزیل نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوتے
زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی لشکر پسران نوشیروان بحسرت دیکھ رہا ہی لندھور
نے تیسرے زور مین ارزیل کو اُٹھا کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال
اسلام کیا ارزیل سیہ دل بد نے جواب دیا کہ اے لندھور مین مسلمان ہرگز نہ ہونگا
لندھور غصے مین اُٹھے ایک پانون اپنے پانون سے دبایا دوسرے پانون کو ہاتھ سے
پکڑ کر جھٹکا مارا مثل کر پاس گھنہ کے ارزیل کو چیر کر پھینک دیا اس کے ساتھ والے لینا
لینا کہہ کر آپڑے پسران نوشیروان نے بھی کل لشکر کو حکم دیا اِدھر سے صاحبقران
براے مدد لندھور آئے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران ؎ امیر عرب ضیغم روزگار +
بحکم خدا بستہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام +
بن کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ در خاک کرد + قباد بھی برابر پہونچے اور
آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ ؎ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان
کاؤس و جم + ہزبر دمان پہلوان جہان + گل نخل بستان صاحبقران + جملہ سردار نعرہ کر کر کے
آپڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر قباد شہریار لڑتے بھڑتے سامنے تخت پسران
نوشیروان کے پہونچے مرکب بڑھایا پہلوان روکنے لگے مگر قباد شمشیر زنی کرتے ہوے
پہلوانون کو ہٹاتے ہوے سامنے تخت کے پہونچے گھوڑے نے جو جست کی دونون
ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین فیلبان نے گھوڑے کے پیٹ مین گجباگ ماری گھوڑا
اُلٹ گیا سب کافر قباد پر ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے قباد کو گرفتار کر لیا جب
بادشاہ گرفتار ہو چکے تو بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے مگر امیر
نے دیکھا کہ مرکب قباد کوتل آیا ہرکارون سے حال پوچھا کہ اُس شہریار پر کیا گذری
ہرکارون نے عرض کی کہ لشکر کفار مین گرفتار ہو گئے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا
کہ خواجہ تم جانتے ہو مہر نگار اگر حال قید قباد سُنین گی بیقرار ہو جاوین گی لہذا جلد
جا کر رہائی کی تدبیر کرو خواجہ عمرو بہت خوب کہہ کر اُٹھے بصورت مبدل لشکر کفار مین
آئے خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ ہرمز اور فرامرز مین پہونچے یہان وہ وقت ہی کہ قباد
سے ہرمز و فرامرز سوال کر رہے ہین کہ بہتر یہ ہی کہ لات و منات کو سجدہ کرو بادشاہ
فرماتے ہین کہ مین تو اُن پر لعنت کرتا ہون سب کفار دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ کیا

دلیر ہی بیشۂ جرأت کا شیر ہی کسی مقام پر نہین دبتا کلہ بہ کلہ گفتگو کر رہا ہی ہر چند کہ ہرمز اور
فرامرز دشمن قباد ہین مگر کیا کر سکتے ہین دشمن اگر قوی ہی نگہبان اُس سے زیادہ قوی ہی
بقول شاعر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + بختیارک کہہ رہا ہی کیون
نہ یہ گفتگو برابر کرین جانتے ہین کہ صاحبقران زمان آکر رہا کرلین گے وہ تلوار چلیگی
کہ دریاے خون بہ جائیگا جانتے ہین کہ ہین قید نہین رہ سکتا مگر اے شاہزادو چونکہ
اب ٹھہر نہین سکتے طرف ہاماوران کے چلو قیدی کو بھی لیتے چلو یہ راے سبھون کو
پسند آئی رات کو لشکر تیار کر کے قباد کو ارابے پر سوار کیا راتی راتا طرف ہاماوران
کے روانہ ہوے صبح کو صاحبقران کو خبر پہونچی کہ ہرمز و فرامرز طرف ملک ہاماوران
کے بھاگ گئے اور قید قباد بھی لے گئے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک سردار کو چاہتا ہون
کہ تعاقب مین ہرمز و فرامرز کے جائے اور اگر ہو سکے تو قباد کو رہا کر لے اتنا تو
کافرون کو خوف رہے کہ کوئی سردار ہمارے تعاقب مین آتا ہی ایسا نہ ہو بے خوف
ہو کر قتل کر ڈالین تو باعث خرابی ہی داراے ہند یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھے کہا یہ
غلام براے خدمتگزاری شاہ جائیگا اگر راہ مین لشکر اُن کا مل گیا تو بیشک مقابلہ کرونگا
ہر چند کہ لشکر اُن کا بہت ہی مگر اقبال شاہی معین و کفیل ہی یقین ہی کہ مجھ کو فتح نصیب ہو
لندھور لولاکھ ہندی ساتھ لیکر روانہ ہوے مگر ہرمز و فرامرز قید قباد لیے ہوے
جاتے ہین کہ صابر نمد پوش نے جو قباد کو قید مین دیکھا بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے
کہنے لگا مقام افسوس ہی کہ نواسا نوشیروان کا اس طرح قید ہی کل سے نگہبانون نے
اُس کو کھانا بھی نہین دیا یہ انقلاب فلکی ہی کہ فرزند صاحبقران نواسۂ نوشیروان فاقہ
سے بسر کرے کیسا مقام افسوس ہی آج میرا ارادہ ہی کہ شب کو اُن کو رہا کر دون خواہ
شاہ آزردہ ہون خواہ خوش ہون اول تو مین ایسی تدبیر سے جاؤنگا کہ میرا حال نہ کھلے
اور اگر کھل بھی جائیگا تو مین جواب دونگا کہ آپ کے بھانجے کو رہا کیا آپ نے حکم دیا تھا کہ
آب و دانہ نہ بند کرنا نگہبانون نے یہ بدعت کی کہ آب و دانہ بھی نہین دیا سب نے کہا کہ
اُستاد آپ کو اختیار ہی دن کو تو صابر خاموش رہا رات کو نگہبانون کے پاس آیا اور
اُن کو شراب پہونچائی کہا یہ شاہزادون نے بھیجی ہی سب پی کر بیہوش ہوے صابر اندر آیا
دیکھا قباد سرنگون بیٹھے ہین مگر تکلیف سے رو رہے ہین صابر نے آکے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی کہ اے شہریار ہر چند کہ مین آپ کا دشمن مشہور ہون مگر آپ کی
مصیبت پر دل ٹکڑے ہو گیا بختیارک نے شیطنت سے آب و دانہ بند کرایا مین
قید کاٹے دیتا ہون آپ نکل جایئے قباد نے فرمایا کہ اے صابر تیری محبت حد سے گذر گئی کہ تو نے
مجھ پر رحم کیا مگر شاہزادون کو رحم نہ آیا کل سے ہم پر آب و دانہ بند ہی بسم اللہ قید کاٹ مین
نکل جاؤنگا مگر پیدل نہ چل سکونگا اگر ہو سکے تو ایک مرکب لادو کہ مین اُس پر سوار ہو کر
جاؤن یہ ذکر تھا کہ جہرہ نقب کا ٹوٹا صابر دیکھنے لگا دیکھا کہ خواجہ عمرو نقب دیکر پہونچے

صابر نے سلام کیا کہا اُستاد مین قباد کے رہا کرنے کو آیا تھا شکر ہی کہ آپ بھی آ گئے مین
جا کر مرکب لاتا ہون عمرو نے زنبیل سے کلیچہ نکال کر قباد کو دیا کہا اسکو نوش فرمائیے صابر
قید کاٹ رہا ہی خواجہ کلیچہ کھلا رہے ہین کہ کوتوال لشکر طلایہ پھرتا ہوا اس طرف آیا
اُسنے دیکھا کہ نگہبان بیہوش پڑے ہین پکار کر آواز دی کہ یارو دیکھو تو قیدی کی خیر و عافیت
ہی صابر نے کہا کہ غضب ہوا کوتوال آ گیا قباد نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ اب تو خواجہ عمرو
موجود ہین تم بھی نکل کر حملہ کرنا تمھاری بن پڑی شاہزادون کو جواب دینا کہ میری شکل
بنکر عمرو گیا اُسنے نگہبانون کو بیہوش کیا مین بھی لڑائی مین مصروف ہوا یقین ہی کہ تمھاری
خطا کوئی نہ ثابت کر سکیگا کوتوال دروازے پر آیا دیکھا قباد رہا بیٹھے ہین اور کچھ نوش
فرما رہے ہین کوتوال نے للکارا کہ او قیدی یہ گستاخی چاہا ہاتھ تلوار کا مارون قباد
نے تلوار چھین کر اُسی تلوار سے کوتوال کو قتل کیا اُسی کا گھوڑا لیا اور باہر نکلے کوتوال
کے ساتھ والون سے لڑائی ہونے لگی مگر قباد جسکو ہاتھ مارتے ہین اُس کے دو ٹکڑے
ہوتے ہین اور بڑھتے جاتے ہین عمرو نے نکل کر حقۂ آتشبازی مارا نگہبان بھاگے عمرو
نے کہا کہ ای شہریار نکل چلیے قباد بڑھے عبد اے لاہوت طلائے پر تھا یہ بھی خبر سنکر
سامنے سے آیا اب ہرچند قباد چاہتے ہین کہ ان کے بیچ سے نکلون مگر عبد اے لاہوت
کے ساتھ ساٹھ ستر ہزار جوان تھے سب نے گھیر لیا مگر عمرو بھی ساتھ قباد کے نیمچہ زنی کر رہا
ہی صابر نمد پوش بھی چاہتا ہی کہ یہ نکل جاوین دور سے للکارتا ہی کہ او ساربان زادے
تو نے غضب کیا کہ میری شکل بن کر آیا نگہبانون کو بیہوش کیا اب قباد سے مقابلہ ہی تم سب
ہٹ جاؤ مین قباد کو گرفتار کرلونگا مگر صابر کی کوئی نہین سنتا چہار طرف سے فوج کا
بلوہ ہی جسنے خبر سنی کہ قباد رہا ہو گئے وہ دوڑ پڑا آ کے گھیر لیا مگر کوئی قریب نہین آتا
دور سے تیر و نیزے مار رہے ہین مگر قباد تیرون کو قلم کرتے ہین سنان ہائے نیزہ بھی
اُڑا دیتے ہین اپنے کو بچا رہے ہین اُستادان سخنور نے اس داستان کو یون تحریر کیا ہی کہ
شب بھر قباد کو جنگ کرتے ہوئے گذر گئی ناگاہ گریبان سحر ان کے غم مین چاک ہوا
اب کل لشکر تیار ہو گیا قباد نے جو دیکھا کہ کرور سوار و پیدل نیزے ہلاتے ہوئے آتے ہین
مرکب پر جم کر بیٹھے شیرانہ لڑنے لگے خواجہ عمرو بھی جان دینے پر آمادہ ہین رکاب پہ
ہاتھ مصروف جنگ جس کسی نے چاہا کہ قباد پر حملہ کرے عمرو نے بیٹھ کر نیمچہ مار دیا پاؤن
اُسکے قطع ہوے وہ گرا عمرو نے کپڑے اُتارے کئی سو لاشے برہنہ تڑپ رہے ہین مگر
قباد نے جو دیکھا کہ فوج کا انتہا کا بلوہ ہی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور
پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز تیری کیا صفت بیان کرون بلوے سے
کافرون کے بچائے نظم بطور مسدس

تو رازق و کریم و سمیع و بصیر ہی + تو راز دان ہی واقف ما فی الضمیر ہی
تو بادشاہ جملہ صغیر و کبیر ہی + تو ہی غنی جہان ترے در کا فقیر ہی

عاجز نواز میرے بڑا تو قدیر ہی
ربا مین پا شکستہ ہون تو دستگیر ہی

ہر عبد نا صبور کی سنتا ہی تو دعا +
دیندار ہو کہ گبر ہو سلطان ہو یا گدا
برلاتا ہی تمام زمانے کے مدعا +
بیشک قبول کرتا ہی تو سب کی التجا

عاجز نواز میرے بڑا تو قدیر ہی
ربا مین پا شکستہ ہون تو دستگیر ہی

تو خالق العباد ہو رب جلیل ہی
سب کا معین سارے جہان کا کفیل ہی
تو آبرو دہندہ عبد ذلیل ہی +
ہادی خضر راہ نمائے خلیل ہی +

عاجز نواز میرے بڑا تو قدیر ہی
ربا مین پا شکستہ ہون تو دستگیر ہی

طوفان سے بیڑا نوح کا تونے بچا لیا
یوسف کو ملک مصر کا حاکم بنا دیا
فرعون پر کلیم کو غلبہ عطا کیا +
سب کی غرض کفیل ہوئی ذات کبریا

عاجز نواز میرے بڑا تو قدیر ہی
ربا مین پا شکستہ ہون تو دستگیر ہی

یونس کو تونے پیٹ مین مچھلی کے دی امان
موسئے پر اور ہوا نہ فرعون مہربان
پہونچا دیا مسیح کو بالائے آسمان +
باہر ہی عقل سے تری قدرت نمائیان

عاجز نواز میرے بڑا تو قدیر ہی
ربا مین پا شکستہ ہون تو دستگیر ہی

بیقرار ہو کر جو قباد نے دعا کی اور عمرو کو بھی یقین ہوا کہ اب گرفتار ہو جاوینگے دعا پر قباد کے آمین کہہ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی قضائے کار کرب غازی جو لندھور سے رخصت ہو کر چلے تھے شکار کھیلتے ہوے آتے تھے راہ مین خبر ملی کہ قباد گھرے ہوے ہین کچھ خوف نہ کیا بارہ ہزار سے کرور سوار و پیدل پر آپڑے قزاقون کا گھوڑے دوڑانا ترکیب سے اپنی لڑنا بوق ترکی کو دم دے رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھونکا کرب غازی لڑتے بھڑتے قریب قباد پہونچے قباد کو بیچ مین لیا چاہا کہ لڑ بھڑ کے نکل جاؤن مگر عبدا ے لاہوت و جم زرین کلاہ وغیرہ ہر طرف سے فوج لا رہے ہین اور غل ہی کہ قباد کو گرفتار کرلین کرب نے جب دیکھا کہ بارہ ہزار قزاق بھی گھر گئے بلوے سے نکل نہین سکتے عالم یاس ہوا کہ ای کرب بڑا غضب ہوا اگر خدانخواستہ قباد کا موے جسم کم ہوا تو صاحبقران کو کیا منہ دکھاؤنگا بیقرار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و دای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر یہ غلام قتل ہو جاے مگر بادشاہ ہمارا بچے کرب غازی نے جو بیقرار ہوکے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ علمہاے سُرخ و سفید نمایان ہوے آگے آگے دارا سے ہند لندھور بن سعدان پشت پر لولا کہ ہندی جوانان صف شکن

تیغزن لڑے بھڑے کٹے پھٹے رنگین دو پٹے گلون مین پڑے ہوے مشروع کے گھٹنے ململ کے
انگرکھے نیچے ہاتھ مین سپر کو ہاتھ مین لینا عیب جانتے ہین جیسے ہی لندھور نے دور سے
دیکھا کہ قبا دگھرے ہوے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ یا شیدا ای کافران بے حیا وای نابکاران
بُرد غامنم دارا ے ہند لندھور بن سعدان نعرۂ لندھور ٭ جزیرہ ہاے دریا را
گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان دیگر منم صاحب عمو دوجانشین
حمزہ در گردان ٭ شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان ٭ جیسے ہی لندھور نے
نعرہ کیا عادل شیر دل وفاضل شیر دل پہلوان اورنگ وپہلوان گورنگ و
گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وارشیون پریزاد و فرہاد خان آکر
فوج کفار پر گرے تہنگا نہ لڑنے لگے نو لاکھ فوج جو ایک مرتبہ آکر گری اور دو تین لاکھ
کفار قتل کیے لشکر کفار مین تہلکہ پڑ گیا ہمراہیان پسران نوشیروان وہ لوگ ہین
کہ جو نام سے مسلمانون کے بھاگتے ہین نہ کہ اب تو ساتھ والے مارے گئے اگر ایک گرا دس
جوان لاشہ اُسکا لیکر بھاگے اگر افسر نے روکا تو جواب دیا کہ ایسی نوکری سے ہم لوگ
باز آئے ہمارا بھائی مارا جائے اور جنازہ بھی نہ اُٹھائین افسر خاموش ہو رہتا ہی پرے
کے پرے خالی ہونے لگے ہر چند بختیارک غل مچاتا ہی مگر طوطی کی آواز نقار خانے مین
کون سُنتا ہی بعض جواب دیتے ہین کہ ملک جی شاہ کے ساتھ تخت پر سوار ہو وہین سے
باتین بنا رہے ہو نیچے آؤ ہمارے ساتھ جنگ کرو تو احوال کھُلے حریف نے تہ و بالا کر دیا
ہر پلٹن اور رسلے مین ہزار ہزار جوان تھے اب چار چار سی تین تین سی معلوم ہوتے ہین
کیونکر نہ بھاگین موت کا سامنا ہی دیکھیے کیونکر بچین بختیارک کہتا ہی یارو تم لوگ اب
بھی دہ چند ہو ذرا سی جرأت کرو تو گھیر کر مار لو نو لاکھ کی کیا حقیقت ہی افسر جواب
دیتے ہین کہ ملک جی یہ تو خیال کرو کہ افسر کیسے لڑ رہے ہین لندھور ایسا بہادر کرب
ایسا صف شکن آپ کے لشکر مین کون ہی کہ ان جوانون کو روکے کس زور و شور سے
لندھور لڑ رہا ہی کرب کے قزاق چست وچالاک و بیباک کس ہوشیاری سے جنگ
کر رہے ہین آپس مین یہ میل ہی کہ جنگ اُن کے سامنے کھیل ہی ایک نے لُوٹا کا دوسرے
نے آکر تلوار مار دی بارہ ہزار قزاقون نے کئی لاکھ جوان قتل کیے ہندی کیسے جوانان
عالی ہمت ہین کس لطف سے لڑ رہے ہین نو لاکھ نے قیامت برپا کر دی ہی اُن کے منھ
پر کون چڑھ سکتا ہی ہر طرف سامان جنگ ہی لشکر ہمارا تنگ ہی کدھر بھاگ کر جائین
کیونکر جان بچائین ملک جی افسر کا دستور ہی کہ فوج کے آگے ہوتا ہی ہما ے آگے کون ہی
اُن کا افسر لڑ رہا ہی نقیب غل مچاتے پھرتے ہین ہر غول مین آکر یہ آواز دیتے ہین الخصم

ای مقیمانِ تہ سقفِ سپہرِ غدار ٭	تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام ✣
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
قصر کو جانے دو باشندو نکو وان کے دکھو
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت ✣ ✣
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی ✣

عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہرسو بازار
ارغنوان وار سدا گو نجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی ✣

ان آوازون کو سنکر پلٹنین رسالے بڑھتے ہین مگر جب لندھور نے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ منم دارا اے ہندو او بے حیاؤ سامنے سے ہٹ جاؤ کافر گھوڑون سے گرنے لگے بعض جان بچا کر بھاگنے لگے ہر طرف بھگدر پڑی ہی بختیارک نے جو دیکھا کہ اب اہل فوج کے پیر اُٹھ گئے دل دہی نہین کرتے طبل بازگشت بجوایا اور لندھور نے قریب قباد آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا چلیے خدا نے فضل کیا مین آپ کی رہائی کو آیا تھا خدا نے میری آرزو پوری کی اگر آپ قید خانے مین ہوتے اور مین پہونچتا تو اپنے کو لشکر کفار پر گرا دیتا مین حضور سے بہت مجحوب ہون دشمنون نے مکر کرکے مجکو حضور سے لڑوایا کلمات ناز یبا میری زبان سے نکلے قباد نے سر لندھور کا سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ ای عم نامدار وہ وقت بھی گذر گیا آپ نے کیا کیا کارہاے نمایان کیے کیسے کیسے لڑے جا بجا معرکے پڑے مگر کبھی تامل نہین کیا ہمیشہ سینہ سپر کرتے رہے کرب غازی نے بھی آکر سلام کیا بادشاہ نے ان سب کو ساتھ لیا خواجہ عمرو نے بہت کچھ مال لوٹا تھا مگر قباد سے فرماتے ہین کہ ای فرزند آج میرا بڑا نقصان ہوا کمر مین میری صندوقچہ جواہرات کا تھا وہ کہین مغلوبہ مین گر گیا اب مہاجن مجکو ذلیل کرین گے آپ لوگ فرمایا کرتے ہین کہ عمرو جمع کرتا ہی انھین خرابیون کو جھیلا کرتا ہون اب یہ جو مال گرا اسکا کون دینے والا ہی قباد نے کہا کہ ای عم نامدار دس ہزار روپیہ تو مین دونگا اور سردارون سے دلواؤنگا عمرو نے کہا وہ بہت بڑا مال تھا اگر آپ نے لاکھ دو لاکھ دلوائے تو اُس سے کیا ہوتا ہی مین مہاجن کو تمسک لکھ دونگا آئندہ جیسا کچھ ہوا اپنی تنخواہ سے ادا کرونگا قباد ہنسکر فرماتے ہین کہ آپ کا قرضہ ادا ہونے کے لائق نہین ہی خواجہ عمرو خاموش ہو رہتے ہین جب قریب لشکر اسلام پہونچے اور امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ قباد شہریار آتے ہین لندھور و کرب وقت پر پہونچے شریک جنگ ہوے اس طرح قباد کی رہائی ہوئی صاحبقران زمان واسطے استقبال کے آئے قباد کو بہ اعزاز و اکرام لے گئے جب محل مین لے گئے مہرنگار نے آکے بلائین لین صاحبقران سے کہا کہ مین قباد کی شادی کرنا چاہتی ہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مین بھی اسی فکر مین تھا اب ہرمز و فرامرز بھاگ گئے ہین یہان سامان کرتا ہون اول شادی لندھور کرون بعد لندھور قباد کی شادی کا سامان ہو بڑا لطف یہ ہوا ہی کہ فرامرز عاد مغربی مسلمان ہوا باپ اُسکا ہلال زرین تاج بھی ہمارا شریک ہی وہ طرف ملکہ ماہ مغربی کے ہوگا اور اُنکا عزیز قریب ہی فرامرز بہت لطف سے شادی کریگا مہرنگار یہ

مضمون سُن کر رونے لگین کہا ای شہریار اُس ہندی نے کیا کیا فساد کیے اور پھر پہلے شادی اُسی کی ہو امیر نے فرمایا جانبازی بھی تو کیا کیا کرتا ہی ابھی قباد قید تھے وہ لشکر لیکر پہونچا اور جان کا خوف نہ کیا کرور سوار و پیدل سے لڑا قباد کو رہا کر کے لایا مین کیونکر اُسکا پاس نہ کرون تم مالک لشکر ہو خطاے گذشتہ کا خیال نہ کرو وہ تمھارا ملازم ہی ملکہ مہر نگار خاموش ہو رہین صاحبقران نے باہر آکے فرامرز سے کہا کہ ای برادر سامان شادی لندھور کرو اُس وقت فرامرز نے عرض کی کہ غلام جان و مال سے حاضر ہی مگر راے اعظم کو اطلاع دیجیے کہ بیٹی کی شادی کا سامان کریے راے اعظم نے عرض کی سومنات مغرب مین سامان شادی ہوا فقط رخصت عروس باقی ہی وہ کرا دیجیے صاحبقران نے فرمایا جو کچھ اُنھون نے کیا اُس سے ہمین کیا کام ہم ابتدا سے سامان کرین گے راے اعظم نے بہت شکریہ ادا کیا صاحبقران نے محل مین مہران سے پوچھا کہ تمھاری شادی لندھور کے ساتھ کرین مہران فیل زور نے عرض کی مین تو لندھور سے اس وجہ سے بیزار ہون کہ وہ آپ سے باغی تھا اب جب موافق ہو تو مجھے کیا عذر ہی میری شادی و غمی آپ کی خوشی پر موقوف ہو اب مجھے لندھور سے کیا عذر ہی صاحبقران خوشی خوشی باہر آئے سب تاجدارون کو حکم دیا کہ آپ لوگ ہمراہ راے اعظم جائین وقت پر مانجھے کے ساتھ آئیے گا سب تاجدار ہمراہ راے اعظم ہوے راے اعظم نے الگ آکر بارگاہ استاد کرائی سامان مانجھے کا کیا جملہ تاجدار ہمراہ ہین نوبت و نقارے بجتے ہوے امیر لندھور کو لیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے آگے بیٹھے خبرین آرہی ہین کہ راے اعظم مانجھا لیے ہوے آتا ہی صاحبقران تماشا دیکھنے کو باہر نکلے دیکھا سات تاجدار ہمراہ مانجھے کے ہین سب کے آگے راے اعظم فرامرز اہتمام کرتا ہوا ہلال زرین تاج تعریفین کرتا ہوا کہ دیکھو یارو آقا ایسے ہوتے ہین کہ لندھور سے اتنی بڑی خطا ہوئی اُس کے بعد یہ سرفرازی لندھور بن سعدان پر ورش پر امیر کی پسینے پسینے ہو رہا ہی سب سرداران ہند جمع ہین لندھور کہتا ہی کہ یارو پرورش صاحبقران دیکھی کیا عنایت فرمائی ہی کہ اہتمام مین خود شریک ہین کہ راے اعظم آکے پہونچا صاحبقران کو سلام کیا کشتیان مانجھے کی پیش کین امیر نے اپنے ہاتھ سے لندھور کو مانجھا پہنایا اس دھوم سے شادی ہوئی کہ بڑے بڑے تاجدار رشک کرتے تھے لندھور بیاہ کر مہران کو لائے حجلۂ عروسی مین پہونچے دونون ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ہین جب لندھور قریب مہران آئے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا نظم

اُس اُنگلے کو آج تو کچھ ہم سے میل ہی	تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھیل ہی
سونگھا ہوا ہی گیسوؤن مین جو پھلیل ہی	یہ تو کہو تمھارے تلون مین بھی تیل ہی
لین بوسہ اُن لبون کا جنھین چومتا ہی غیر	دیتے ہو وہ شراب ہمین جس مین میل ہی
طول امل سے ہوتی ہی نشو و نما کسے	چڑھتی نہین نڈھے جو کبھی یہ دہ بیل ہی
آنکھین کسی کے جلوہ سے روشن خدا نے کین	گھی کے چراغ جلتے ہین کب اُنمین تیل ہی

چاہیے جو عشق کیون نہ لہو پانی ایک ہو	کیا خون دل کا آنکھ کے آنسو مین میل ہی
فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی	رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی
آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج	میرے چراغ خانے مین کیا تل کا تیل ہی
بوچھار ہم پہ سنگ حوادث کی ہی جلال	چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل ہی

مہران نے گھونگھٹ اُٹھاکر جواب دیا ای دارائے ہند عنایت صاحبقران کی دیکھی مین یہی چاہتی تھی کہ صاحبقران شادی کرین کیون دارائے ہند اگر مین نہ نکل جاتی تو یہ خوشی کیونکر نصیب ہوتی لندھور نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم مین تم سے بہت راضی ہوا تم نے مجکو حجاب سے بچالیا اور خدائے بڑا فضل کیا کہ کوئی فرزند حمزہ میرے ہاتھ سے مارا نہین گیا ورنہ آج روسیاہ ہوتا خیر جوگذرا سوگذرا کہ تمہارا وصل ممکن ہوا مہران رونے لگی کہا ای لندھور حقیقت مین مین نے بڑی بڑی بدعتین اُٹھائین جب گلشن حصار مین پہونچی ہون تو خدا سلامت رکھے قباد شہریار کو اُنھون نے ایسی پرورش فرمائی کہ مین اُن کے احسان کا ذکر نہین کرسکتی اس آرام سے مجھے رکھا کہ بخدمت مہرنگار رہتی تھی میرے واسطے لشکر سکندر رسے لڑے تم سے مقابلے پڑے مجکو سب سے بچایا آخر تم تک پہونچایا غرضکہ لندھور نے ملکہ مہران سے گوہر مراد حاصل کیا۔ ملکہ مہران حاملہ ہوتی ہین لندھاوہ بن لندھور انکے بطن سے پیدا ہوگا جسکا ذکر آئیگا صبح کو صاحبقران محل مین گئے تو مہرنگار نے کہا کہ اب تو تمک حرام کی شادی سے فراغت پائی اب شادی قباد کی رچاؤ مین خزانۂ کیخسروی کھلواتی ہون انشاءاللہ میرے فرزند کی شادی مین وہ سامان ہو کہ لوگون کو آپ کی شادی یاد آجائے باہر جاکر فرمان لکھوائیے اور سب شاہان خراجگزار کو بلوائیے مین اپنے فرزند کی طرف سے آپ سامان کرونگی آپ طرف ماہ مغربی کے ہوجائیے امیر نے فرمایا ماہ مغربی کے طرفدار موجود ہین مثل راے اعظم و ہلال زرین تاج و فرامرز کے لندھور بن سعدان وغیرہ کو بھی اُن کے ہمراہ کرونگا لندھور خزانۂ ہندوستان کھلوائیگا بادشاہ اسلام کی شادی ہی ماہی مراتب بھی ہوگا اس دھوم سے برات جائے کہ تمام افسران فوج ساتھ ہون یہ فرماکر صاحبقران باہر تشریف لائے میرمنشی کو بُلایا کہ سب خراجگزارون کو نامے لکھو یہان تو میرمنشی تحریر نامہ جات مین مصروف ہو کہ ذکر اسکا ہوگا اور کرب کا بھی عقد ہمراہ ملکہ یاقوت ملک دختر فرامرز ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی اس کے بطن سے رستم ثانی بن کرب پیدا ہوگا کہ ذکر اس کا ہفت در بند فرعونیہ پر آئیگا ناظرین کو بخوبی واضح ہوجائے گا

در ذکر داستان حیرت بیان شادی قباد ہمراہ ماہ مغربی دختر سکندر رو ذکر قتل قباد از دست عنتر گلیم گوش و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

ساقی اک جام اور دینا	گرتا ہون میرا ہاتھ لینا
ای میری شب مراد کے ماہ	

دکھلا کہین آفتاب نشہ +
دم پر اب ضعف سے بنی ہی
ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ +
ای کشتیِ دختِ رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہدے یہ مری طرف سے سد
اب حال بہت چھپا نہ بل کر +
کچھ ڈر نہین اب خدا نہ کردہ
دیدار سے تیرے دوست ہون شاد
ساقی نے یہ سُنکے مے پلائی
کی خامے نے یون گہر فشانی

ہوتا ہی یہ سارا نشۂ پانی
ایذاے فراق جانکنی ہی
شیشے کی سُن رہا ہون قلقل +
دے راحت روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دخت رز دکھادے
آیا ہی ترا فقیر ای ماہ +
یون ہجر مین ہی پھرا وہ غمناک
کسواسطے پھر کیا ہی پردہ
کر قصۂ غم خوشی سے آغاز
دریا کی طرح طبیعت آئی

بس بندہ نواز مہربانی +
دل پر مرے پڑ رہی ہی اک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساغر مل +
چلتے ہین آخری ہی یہ دور +
بچھڑے ہوے دوست سے ملادے
اُلجھن ہی بہت خوش اُسکا دل کر
جسطرح کسی کلال کا چاک
پھر دل کی یہ غم سرا ہو آباد
دم بند ہی کھول پردۂ راز
مُنھ مین جو بھر آیا اُسکے پانی

چہرہ نغمہ سنجان شاخسار حدیقۂ معانی و ترانہ سرایان بوستان سخندانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی + چنین آرند جنس نکتہ دانی + جب ہرمز و فرامرز نے لندھور و کرب کے ہاتھ سے شکست کھائی ایک صحرا مین جا کر اُترے ہرمز نے بختیارک سے کہا کہ او بے حیا تیری راے سے سارا فساد برپا ہوتا ہی اُنکے لشکر کا بادشاہ قید ہوتا اور وہ رہائی کی تدبیر نہ کرتے عمرو نے آکر رہا کیا اور لندھور و کرب براے مدد پہونچے اس لڑائی مین لاکھون روپیہ کا مال چھوٹ گیا فوج گھاتے مین قتل ہوئی شکست فاش کھائی اگر تو نہ صلاح دیتا تو قباد کو کیون لاتے سیدھے سیدھے ملک ہاماوران مین پہونچ جاتے بختیارک نے کہا میری اب یہ صلاح ہی کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ مہر گہر تاجدار ہمشیرۂ مہر نگار کہ حُسن و جمال مین بے نظیر ہین اب تو ملک سے اپنے آپ نکلے وہ تدبیر کیجیے کہ بشوکت تمام وطن کو واپس ہون یہانسے کئی منزل پر ملک بربر ہی کہ وہان کا حاکم گاؤ لنگی گاؤسوار ہی جسکے چار سی بیٹے ہین بس مناسب یہ ہی کہ تصویر ملکہ صناع چابک دست سے کھنچوا کر گاؤ لنگی کو روانہ کیجیے اور نامے مین یہ لکھیے کہ دختر شاہ اپنی ہمشیرہ کی آپ کے ساتھ شادی کرتے ہین مگر بدلہ اُسکا یہ ہی کہ ہمارا ملک حمزہ سے دلوا دیجیے جب وہان سے وہ منظوری لکھے تو اول ملکہ کو روانہ کیجیے اُسکے بعد آپ چلیے وہین چل کر آرام فرمائیے اور گاؤ لنگی گاؤسوار وہ شخص ہی کہ لقا کا اسرافیل قدرت مشہور ہی بڑی فوج اُس کے پاس ہی اور خود بھی بہادر ہی ہرمز و فرامرز تو بختیارک کو کلید عقل جانتے ہین بدل و جان قبول کیا نامہ لکھوا کر مع تصویر طرف بربر کے روانہ کیا ابھی نامہ روانہ کرکے بیٹھے تھے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا گلیم گوش گرد مین اٹا ہوا حیران و پریشان آکے پہونچا پایۂ تخت کو بوسہ دیا بختیارک نے پوچھا کہ کیون مہتر صاحب تم کہان تھے گلیم گوش نے کہا ملک جی کیا حال پوچھتے ہو جس دن سے سکندر مارے گئے مارا مارا پھرتا ہون آخر خیال مین آیا کہ آپ کی خدمت مین چلون اور ابکی ایسی عیاری کرون

کہ امیر و عمرو کو صدمہ پہونچے بختیارک نے کہا کہ ای گلیم گوش ہم مدت سے تم کو جانتے ہین عراق
و اصفہان مین تم نے کیا کیا ابو الفتح اصفہانی سے تمہارا بس نہ چلا آخر وہان سے بھاگ کر مغرب
مین پہونچے سکندر کے ساتھ کیا کیا اور کیا کیا سانحے گذرے مگر تم سے کچھ نہ ہو سکا یہانتک کہ
خواجہ نے تم کو جا بجا ذلیل کیا اور تمہاری ناک پر ذرا سا چرکا بھی دیا دیکھو یہ اُسی کا نشان
اب تک باقی ہی اور کچھ تمہاری عیاری نہ چلی اب کوئی کار نمایان کر کے آؤ تو شاہزادے تمہاری
قدر کرین گلیم گوش نے کہا کہ ملک جی مین جاتا ہون ایسا کام کرون کہ حمزہ کلیجہ پکڑ کر رہجائے
کُل لشکر کو صدمہ ہو بختیارک نے کہا کہ اگر ایسا کام کر کے آؤ گے تو شاہزادے تمہاری
قدر کرینگے مگر جو کام کرنا سمجھ بوجھ کر کرنا گلیم گوش نے کہا ملک جی مین وہ عیار ہون کہ بیٹے
میرے گلباد و کلباد عراقی کیسے عیار کامل و اکمل ہین مگر عمرو کے ہاتھ سے مسلمان ہوے میری
پرورش کو بھولے جسدن کسی مقام پر پاجاؤنگا مشکین باندھ کر اُن کی بھی لاؤنگا سامنے
شاہزادون کے سزا دونگا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اگر بن پڑا تو حمزہ کا سر لاؤنگا
لشکر کو بے چراغ کر دونگا آپ کو باغ باغ کر دونگا بعد حمزہ کے کوئی ایسا نہین ہی کہ اس عہدے
کو سنبھالے علمشاہ و عمرو بن حمزہ غائب ہو گئے اُن کا نشان نہین معلوم کہ اُن پر کیا گذری
بدیع الزمان و قاسم طرف سنجان کے گئے اُس بادشاہ کے ملک مین گئے ہین جو سات سَو
ملک کا حاکم ہی فوج بیحد و بے حساب پہلوان جرأت مین لاجواب لقا کا پیغمبر رزق کہ سکو
وہی رزق پہونچاتا ہی بدیع الزمان و قاسم کو گرفتار کریگا تڑپا تڑپا کر ماریگا اگر حمزہ بھی
لشکر مین نہ ہو تو خاتمہ ہی کسکی مجال ہی کہ عہدۂ صاحبقرانی کو سنبھالے یہ سردار جو ہین لندھور
و مالک وغیرہ اِنکا زور و شور حمزہ کے سبب سے ہی ان کی کیا مجال ہی کہ لشکر کو سنبھالین
بختیارک نے کہا کہ ای گلیم گوش سچ کہتے ہو مگر سر حمزہ لانا بہت دشوار ہی کہ جنکا عمرو ایسا
عیار ہی کیا کہون اُس ساربان زادے سے ایسا جلتا ہون اگر پا جاؤن بوٹیان کاٹکر کھاؤن
بے حیا نے میرے باپ کا ہریسہ پکایا ہم سب کو پیٹ بھر کے کھلایا ہرمز و فرامرز نے ہنسکر
کہا کہ ملک جی آزردہ نہ ہو تو ایک بات کہین بختیارک نے کہا فرمائیے شاہزادون نے کہا
کہ ملک جی وہ ہریسہ مزے کا تو ایسا تھا کہ آج تک زبان پر لذت ہی بختیارک نے جھلا کر کہا
جی ہان حضور آپ کو کیون نہ لذیذ معلوم ہوتا کہ جو گوشت سب سے عمدہ تھا وہ آپ کے ہاتھ
مین آیا آپ نے خوب نوش فرمایا مین کوئی نوالہ بھی نہین کھانے پایا جیسے ہی ہاتھ ڈالا ہاتھ کی
اُنگلی اُنکی میرے ہاتھ مین آگئی کہ جس انگشت مین انگشتر میرے باپ کی تھی تو ای گلیم گوش یہ
قصہ تمہارے سنانے کو بیان کیا کہ دلیری اور گستاخی اسکا نام ہی مین نے پُکار کر کہا کہ کیون
اُستاد چرب دست یہ انگوٹھی کہان سے ہاتھ آئی بس گویا ایک بجلی تھی کہ جھپکی ساربان زادے
نے جست کی تاج شاہزادون کا لیا میری کلاہ لیکر بھاگا اور پُکار کر کہتا گیا کہ مین نے بختک کو
مارا حرامزادے کو حلال کیا اُسکی گستاخی کا یہ انجام ہوا ای گلیم گوش دل پر صدمے ہین مگر
اظہار نہین کر سکتا گلیم گوش نے کہا کہ ایسے کسی کا سر لاؤن کہ ان سب کا بدلہ ہو بختیارک

نے کہا کہ آج شب کو رہو کل جانا جستجو مین مصروف ہونا گلیم گوش نے کہا اب مجکو ایک لمحہ شاق ہی صدمۂ حمزہ کا دل مشتاق ہی جاتے ہی اطاعت کرونگا عمرو کی خدمت مین رہونگا اُسی پردے مین کوئی مطلب بھی نکل آئیگا بختیارک نے پشت پر ہاتھ رکھا چلتے وقت گلیم گوش نے یہ اشعار عبرت آثار سامنے بختیارک کے پڑھے نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا ۔ تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوِ قاتل کو اس لیے ۔ ایک ایک استخوان مرے تن سے نکل گیا
کیا تنگ گورکن دل بیتاب سے رہے ۔ تڑپا جو مین مزار کُہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان ۔ ایسا بڑھا کہ چرخ کُہن سے نکل گیا
بخشی دراز دستی وحشت نے مخلصی ۔ لاشہ مرا جب کفن سے نکل گیا
اب جاے حُسن سبزۂ نوخیز ہی نمود ۔ آبِ حیات چاہ ذقن سے نکل گیا
لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنار ۔ دولھا کا اشتیاق دُلھن سے نکل گیا
مضمون آبدار نے جنبش لبونکو دی ۔ گوہر سخن کا دُرج دہن سے نکل گیا
اصلاح کی یہ نکہتِ گیسوے یار نے ۔ سودا دماغ مشک ختن سے نکل گیا
یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین ۔ مین مُنھ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا
مانع ہوئی نہ کچھ سپر آسمان نسیم ۔ ہر تیر آہ چرخ کُہن سے نکل گیا

بختیارک نے گلیم گوش کو خلعت دلوایا اور کہا ای گلیم گوش بونے دوسی خداوندون کے تم کو سپرد کیا ایسا کارنمایان کرکے آؤ کہ حمزہ تڑپ تڑپ کر جان دے گلیم گوش نے کہا کہ ملک جی اب تو جا کر ملتا ہون جو بن پڑیگا وہ کرونگا کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا یہ آرزو ہی کہ داغ بالاے داغ دون گلیم گوش سب سے رخصت ہو کر اُٹھا لشکر بین سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا جاتا ہی کہتا ہی یارو یا تو میری قضا مجکو لیے جاتی ہی یا حمزہ کی میرے ہاتھ سے قضا ہی سب افسر دعائین دے رہے ہین کہ ای مہتر گلیم گوش بہ عنایت لات ومنات سرخرو پلٹو بہ عزت و آبرو آؤ پھر شاہزادون کو لیکر ملک مدائن چلین وہان چل کر سلطنت کرین جس دن سے وطن چھوٹا ایک لمحہ آرام نہ پایا پھر پلٹ کر وطن نہ پہونچے اسی افسوس مین رہے لہذا اب تمھاری وجہ سے وطن پہونچ جائین آرام پائین سرکار کی نوکری کرین کل بادشاہ زیر حکم ہون جو نوشیروان کے وقت مین سامان تھا وہی چہل پہل ہو گلیم گوش کہتا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر روانہ ہوا منزلون کو طی کرکے چلا ایک قریے مین جو گذر ہوا خبر سُنی کہ یہان ایک نجومی ہی بڑا ستارہ شناس فلک اساس دوازدہ بروج ہفت کواکب اُسکے زیر نگاہ رہتے ہین جو حکم لگاتا ہی وہی ہوتا ہی رات کو گلیم گوش نے دریافت کیا صبح کو نجومی کے پاس پہونچا کہا میان نجومی صاحب میرے دن دیکھ دیجیے نجومی نے پوتھی کھولی مین میکھ پر نگاہ ڈال کر بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا اُنگلیون پر گن کر ثابت کرنے لگا کہا مہتر صاحب راس تمھاری بُری ہی ستارہ تمھارا گردش مین ہی ایک سرکار سے چھوٹے دوسری سرکار مین گئے

وہ سرکار بھی مٹی اب کسی شاہ جلیل سے وعدہ کرکے آئے ہو جس کام کو جاتے ہو وہ کام تو ضرور
ہوگا مگر عمرو کے ہاتھ سے تمھاری بھی قضا ہے اسی مہینے کے اندر یہ سب کچھ ہوگا جو کچھ کام کرنا
سمجھ کے کرنا جہان تک ہوسکے اپنے کو بچانا کلیم گوش عرصہ دراز تک پوچھا کیا نجومی نے
خوب خوب حکم لگائے جو کلیم گوش کے دل مین تھا وہ سب ظاہر کر دیا کلیم گوش بعد عرصے کے
اُٹھا رہر و منزل ہوا بعد ایک ہفتے کے لشکر اسلام مین پہونچا دیکھا کہ تاجدارون کی آمد ہی
پوچھا یہ تاجدار کیون آرہے ہین لوگون نے بیان کیا کہ قباد شہریار کی شادی ہے سب
تاجدار بطور مہمان آئے ہین دیگین چڑھی ہوئی ہین کھانا پک رہا ہے فوجون مین تقسیم ہوتا ہے
کلیم گوش پھرتا پھراتا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار
آپ کی دل وجان سے اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ خدمت مین رہون اطاعت کیا کرون
لات ومنات پر لعنت کرتا ہون صاحبقران نے سر اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا مندویل
کہ انکا یہ عیار قدیم ہے اُنھون نے بھی سفارش کی کہ حضور اس کی خطا معاف کرین صاحبقران
نے فرمایا کہ ای مندویل اصفہانی میرا دستور ہے کہ مین خطاہاے گذشتہ کا خیال نہین کرتا
خواجہ کو بُلا کر فرمایا کہ خواجہ جی کلیم گوش آیا ہے یہ بصدق دل مسلمان ہوتا ہے اسکی خطاے گذشتہ
کا خیال نہ کرو معاف کرو اور اسکو اپنا شاگرد کرو فنون عیاری اسکو تعلیم کرو خواجہ عمرو
نے سراپاے کلیم گوش دیکھا فرمایا کہ ای کلیم گوش تیرے چہرے سے مکر ہویدا ہے ایسا
نہ ہو کہ تو کوئی فتور کرے یہ سمجھ لے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون کا مین اُستاد ہون اگر
کوئی خطا ہوئی تو مین زندہ نہ چھوڑونگا کلیم گوش کانپنے لگا کہا اُستاد میری مصیبت پر تو آپ
خیال فرمایئے کہ جب سرکار عراق و اصفہان چھوٹی سکندر کے یہان جا کر نوکر ہو گیا پھر
وہ بھی مرتبہ ملاکل سرہنگون کا افسر کہلاتا تھا اب وہ بھی مارا گیا سرکار پسران نوشیروان
باقی ہے وہ خود بھاگتے پھرتے ہین وہ نوکر رکھتے تھے مین نے نوکری نہین کی یہ خیال ہوا کہ چلکر
خواجہ کی شاگردی کرون اب مجھسے کوئی خطا نہ ہوگی خوب برباد یان اُٹھا کر آیا ہون اب
مجھے سرفراز فرمایئے مین مکر نہ کرونگا عمرو نے کہا کہ ای کلیم گوش کیا کہون تو خوب جانتا ہے
کہ مین بشرہ شناس ہون تیرے بشرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ضرور مکر کریگا کلیم گوش
قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا کہا اُستاد خطاہاے گذشتہ کو نہ یاد فرمایئے اپنے غلامون
مین محسوب کیجیے عمر بھر خدمتگزاری کرونگا جو شاگردان قدیم ہین اُنھین مین مل جاؤنگا آٹھ پہر
خدمت کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای کلیم گوش مجھے یقین نہین آتا تیری صورت دیکھ کر
دل دھڑکتا ہے یہی دل کہتا ہے کہ تیری ذات سے کوئی ایسا رنج پہونچیگا کہ سارے لشکر
کو صدمہ ہو امیر نے غصے سے فرمایا کہ خواجہ بس غیب دانی موقوف کرو وہ روتا ہے مگر تم
اپنی کہے جاتے ہو وہ عذر کرتا ہے کہ مجھسے خطا نہ ہوگی عمرو نے کہا آقاے نامدار کیا کہون
اسکے بشرے کو دیکھ کر دل کانپتا ہے کہ یہ فتور کریگا امیر نے فرمایا بس اب خاموش رہو
اسکو گلے سے لگاؤ شاگرد کرو طریقۂ اہل اسلام تعلیم کرو سمجھو تو سہی کہ گرفتار ہو کے نہین آیا

خود بخود بخوشی اطاعت کرتا ہی اب عذر کیا ہی اور ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی جیسا کریگا ویسا پائیگا خواجہ نے ناچار ہو کر سر جھکا لیا گلیم گوش شیرینی لایا خواجہ کا شاگرد ہوا خواجہ نے مُنھ بھروایا مگر کان پکڑ کے کہا کہ اے گلیم گوش یہ نہ کہنا کہ مین دھوکا کھاتا ہون مگر آقائے نامدار نہین سمجھتے جو تیرے دل مین ہی وہ میرے آب وگل مین ہی جی چاہتا ہی کہ تیری صورت نہ دیکھون مگر اے گلیم گوش اتنا سمجھ لینا کہ اگر تجھسے کوئی خطا ہوئی تو تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا ڈھونڈکر تجھے قتل کرونگا آخر کہان بھاگ کر جائیگا اگر آسمان پہ جائیگا تو مثل دعاے مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثرٰی مین جائیگا تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا وہان سے تلاش کرکے لاؤنگا اے گلیم گوش اس کو بخوبی یاد رکھنا کہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا گلیم گوش نے خوب عذر کیا اور کہا اُستاد میری جانب بدی کا خیال نہ کیجیے پسران نوشیروان ملازم کرتے تھے مگر مین نے نوکری نہین کی اس ملازمت کے ساتھ یہ بھی قید لگائی تھی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ مین نے جواب دیا کہ میری کیا حقیقت ہی کہ عمرو پہ ہاتھ ڈالون عمرو نے کہا کہ اے گلیم گوش کیا کہون جو جو تو عذر کرتا ہی تیرا عذر بدتر از گناہ معلوم ہوتا ہی مگر دلکو اپنے صاف کر تیرا دل صاف نہین ہوتا صاحبقران نے پھر جھلا کر جواب دیا کیون ہمارے کہنے کا بالکل خیال نہین اب اسکو کچھ نہ کہو قسم ہاے شدید کھاتا ہی قدمون کو تمھارے بوسہ دیتا ہی شیرینی لایا بصدق دل مسلمان ہوا اب کیا عذر ہی خواجہ عمرو ناچار ہو کر خاموش ہو رہے گلیم گوش رہنے لگا اور اس طرح خدمت سردارون کی کی کہ سب اس کی تعریف کرتے ہین صبح کو خیمے پر کل سردارون کے جاتا ہی جھک کر سلام کرتا ہی اور کہتا ہی آپ سب صاحب خواجہ عمرو سے میری سفارش کیجیے کہ مجھسے صاف ہو جائین مین ہرچند خدمت کرتا ہون مگر خواجہ کوئی عہدہ سپرد نہین کرتے مجھسے شک کرتے ہین ہر روز فرماتے ہین کہ تجھسے کوئی صدمہ پہونچیگا مین روز عذر کرتا ہون کہ مین غلام قدیم ہون اب مجھسے ایسی خطاے فاش نہ ہو گی کہ جس سے آپ آزردہ ہون پس جملہ سردار روز خواجہ سے کہتے ہین کہ اے شہنشاہ اوج عیاران گلیم گوش پر مہربانی کیجیے اُس سے کام لیا کیجیے اس سے کوئی خطا نہ ہو گی روز عذر کرتا ہی خواجہ سب سردارون کے کہنے سے گلیم گوش سے غافل ہو گئے اب گلیم گوش سب عیارون مین ملا ہوا رہتا ہی طلایہ وغیرہ دیتا ہی بازارون کا انتظام کرتا ہی کہ کل شاہان خراجگزار صاحبقران آکر جمع ہوے اور فرامرز عاد مغربی نے ایک بارگاہ استاد کرائی شاہان مغرب سب اس کے شریک ہین اسنے صاحبقران کو عرضی لکھی کہ مانجھا تیار ہی کب غلام لیکر حاضر ہو صاحبقران نے خواجہ زادون کو بُلا کر تاریخ عمدہ مقرر کی فرامرز عاد مغربی بڑی دھوم سے تاریخ مقررہ پر مانجھا لیکر آیا مہرنگار خوشی خوشی محل مین پھر رہی ہین تمام شاہزادیان جمع ہین سب سے شگفتہ ہو کر فرماتی ہین کہ میرے حضور عالم کا مانجھا آتا ہی صاحبو مجکو مبارک باد دو سب شاہزادیان قریب ملکہ آتی ہین بخوشی فرماتی ہین کہ ملکۂ عالم مبارک ہو ملکہ جوڑے تقسیم کر رہی ہین فرماتی ہین کہ صاحبو یہ دن خدا نے مجکو دکھایا جو

مانگو وہ دون جوڑے تقسیم ہو رہے ہین کہ یکایک ہنگامہ ہوا کشتیان مانجھے کی آئین سمدھنین اُترنے لگین ملکہ ایک ایک سمدھن کو اُتروا تی ہین چھڑیان چل رہی ہین ڈومنیون کا ہنگامہ ہی بصد عیش و سرور بہ خوش آوازی یہ اشعار مبارکباد گا رہی ہین باہم کہتی ہین کہ یہ دن سعید ہی بلکہ بہتر از عید ہی

نظم

آتا ہی دوڑ دوڑ کے پیک خیال عید ✣ لاتا ہی بار بار نوید وصال عید
معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ ✣ دیتا ہی مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
ابروے مہوشان کی طرح اہل دید کو ✣ کرتا ہی کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
خوبان رشک ماہ زلیخا سے بڑھکے ہین ✣ مشتاق آمد آمد یوسف جمال عید
کیا رنگ تو بدلتی ہی مستونکو دیکھکر ✣ مینائے آسمان مین مے کہنہ سال عید
کیسا چھلک کے بادۂ سور و سرور سے ✣ کیفیتین دکھاتا ہی جام ہلال عید
چرچے ہر انجمن مین نشاط و طرب کے ہین ✣ ہر بزم مین ہی غلغلۂ قیل و قال عید
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجد مین ✣ صوفی کو حال آتا ہی سن سُنکے حال عید
آمد ہی اسکی آمد معشوق شوخ و شنگ ✣ اللہ رے ناز و عشوہ و غنج و دلال عید
طرز خرام دیکھکے ہوتے ہین ہر قدم ✣ سینونمین اہل شوق کے دل پائمال عید
دکھلا رہا ہی بزم حسینان کو آئنہ ✣ آئینہ دار حسن رخ بے مثال عید
آرائشون مین حجلہ نشینو نکی محو ہی ✣ مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کے ✣ آ آکے نذرین دیتے ہین جاہ و جلال عید
وہ ماہ جسکے ملتزمان رکاب ہین ✣ شامل ہوا اپنا فخر سمجھ کر ہلال عید
مطلع وہ رشک مطلع ابرو رقم کرون ✣ جُھک کر مجھے سلام کرے خود ہلال عید
زلف دوتا سواد دل آویز شام عیش ✣ خال سیاہ اختر صبح وصال عید
جلوے پہ ایک اک کف پا کے نثار بدر ✣ قربان حسن ناخن پا پر ہلال عید
حقا کہ تو وہ یوسف کنعان حسن ہی ✣ ہو جائے نوجوان تجھے دیکھے جو زال عید
عیش و طرب کا عہد ہمایونمین دور دور ✣ شب ہی شب برات تو دن ہی مثال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب ✣ ہر جشن خسروانہ ہی تیرا ہمال عید
موجد ہو کیون نہ عہد مبارک نشاط کا ✣ جو اسکی عین و دال وہی عین و دال عید
وہ عیش باغ محفل حسن شبانہ ہی ✣ دائم جہان نہال رہے نونہال عید
وہ میکدہ ہی بزم معلاے خسروی ✣ بھر لے جہان سے ساغر خالی ہلال عید
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر ✣ کچھ منفعل ہوے ہین یہ جاہ و جلال عید
نوروز ہی تصدق شاہی سے مایہ دار ✣ ادنی یہ بخشش دی ہوئی دولت ہی مال عید
شہرہ ہی بسکہ ہمت عالی کا گوش زد ✣ پورا مرا سوال ہو گر ہی سوال عید

اس طرح کے اشعار جو ڈومنیون نے گائے ملکہ نے موتیون کے مالے دیئے سب شاہزادیان

جمع ہین کسی نے موتیون کے کنٹھے دیے کسی نے زیور اُتار کر دیا کسی نے اشرفیان پھینکین اتنا ڈومنیون کو ملا کہ اُٹھا نہین سکتین سب بے نیاز ہو گئین ملکہ مہر نگار نے خوش ہو کر فرمایا کہ جلد حضور عالم کو بُلاؤ چوکی آکر بچھ گئی صاحبقران کو خبر ہوئی قباد کو ساتھ لے کر محل مین تشریف لائے ڈومنیون نے جو صاحبقران کو دیکھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو تھی　　اپنے رونے پر ہنسی پھر مجکو یار آنے کو تھی

بعد مدت اے جنون تیری بہار آنے کو تھی　　ہوش تھے جانے کو بوے زلف یار آنے کو تھی

مانگ بیٹھا بوسہ لب یار سے مین وصل مین　　ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو تھی

دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین　　یہ اجلی کسکی قضا پروردگار آنے کو تھی

کیا ہوا کیون رہگئی میت کو میری چھوڑ کر　　خاک اُڑاتے حسرت دل نامزار آنے کو تھی

کیون نہ بول اُٹھا کہ باقی ہے ابھی کچھ امتحان　　جان کشتون مین ترے پھر ایکبار آنے کو تھی

وصل جانان کی گھڑی کیون آتے آتے رہگئی　　کب سے وہ اے گردش لیل و نہار آنے کو تھی

اپنا ذکر اُس انجمن مین ہوتے ہوتے رہگیا　　آج ہمکو ایک ہچکی یادگار آنے کو تھی +

تمنے آتے ہی شب وعدہ دکھائی مجکو آنکھ　　ورنہ بیشک گفتگوے انتظار آنے کو تھی

باغ سے کر لے گیا صیاد کب مجکو اسیر　　جب خزان جانے کو تھی فصل بہار آنے کو تھی

دیدنی ہین شوخیان صبح شب وصل آپ کی　　کیا ہوئی وہ شرم جو کل بار بار آنے کو تھی

نیند نے کیون وصل کی شب مہربانی کی جلال　　آج ہی آنکھون مین یہ غفلت شعار آنے کو تھی

صاحبقران نے یہ اشعار سُن کر جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک ملک کی سند نکال کر ڈومنیون کو مرحمت فرمائی مہر نگار و امیر نے بخوشی و خرمی قباد کو مانجھا بٹھایا جب قباد مانجھا پہن کر سہرا سلام جھکے پہلے مان کو سلام کیا مہر نگار نے بلائین لین پانی وار کر پیا صاحبقران قباد کو باہر لائے لا کر تخت پر بٹھایا پانچہزار پانچ سو پچپن سردارون نے نذرین دین اور سردارون نے سر قدمون پر رکھا تاجداران جلیل نے قریب آکر تاج سرون سے اُتارے تصدق و نثار ہوے امیر کو مبارکباد دے رہے ہین کہ شہریار یہ شادی پروردگار عالم آپ کو مبارک کرے بعد چند رسے کے پوتا کھلائیے صاحبقران نے تاجدارون کو ایک ایک سال کا خراج معاف کیا سب دعائین دے رہے ہین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

جب ہنسی میرے لب تک آئی ہے　　اُس پہ تقدیر مسکرائی ہے

حسرت اُس بت کی دل مین آئی ہے　　ہم نے اک شے کسی کی پائی ہے

مر چلے ہم تو بولے ناز سے وہ　　دیکھو حد کی یہ بے وفائی ہے

اُسکی آنکھون مین روز وصل آنا　　اے تہ یا عین بے حیائی ہے

زندگانی نے ہجر کی مارا　　ملک الموت کی دوہائی ہے

ہے دو عالم سے غیر عالم دل　　اک صنم کی یہان خدائی ہے

دیکھ لینے دے یار کو ای ضعف
پاک الفت کسی سے رکھتا ہون
سیدھی نظرون مین بھی تری ظالم
بولا آئینہ دیکھ کر وہ شوخ ٭
اُسکے درتک جلال جا پہونچا ٭

ہمنے پہرون مین آنکھ اُٹھائی ہی
رند ہوکر یہ پارسائی ہی ٭
تھوڑی تھوڑی سی کج ادائی ہی
ہای کیا آنکھ مین سے پائی ہی
آگے تقدیر کی رسائی ہی

صاحبقران نے ان سب کو موافق خواہش کے انعام دیے رنڈیان دعائین دیرہی ہین کہ خدا آپ کو سلامت رکھے دولہا دُلھن سلامت رہین ایسا کچھ مرحمت ہوا کہ دل بے نیاز ہوگئے کبھی کسی شاہ نے ایسا انعام نہین دیا جو کچھ آپ نے مرحمت فرمایا ہماری اوقات سے باہر ہی صاحبقران فرماتے ہین کیا کہون دل یہ چاہتا ہی کہ اِس شادی کی خوشی مین اپنے تمام کپڑے اُتار کر دے دون خدا نے مجکو یہ دن دکھایا قبا د جو مانجھا پہن کر تخت پر بیٹھے سب محوِ دیدار ہو رہے ہین کسبیان لپس رہی ہین آپس مین کہتی ہین خوشا نصیب اُس عورت کے جو اس شہریار کے پہلو مین بیٹھے ملکہ ماہ مغربی کو خدا سلامت رکھے وہ اِنکے لائق یہ اُنکے لائق صاحبقران ایسے فیاض دولہا کے باپ کیا کیا انعام دے رہے ہین قصبات وقریات کی سندین کسبیون کو مرحمت فرمائین ہر طرف ہنگامۂ عیش ونشاط ہی بیرون بارگاہ افسران فوج اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی انعام واکرام دے رہے ہین کل لشکر کو نئی وردیان بٹی ہین سارا لشکر زرین پوش ہی ہر مقام پر ناچ وراگ ورنگ ہو رہا ہی بازارین آراستہ وپیراستہ ہین دوکاندار خوش بیٹھے ہین جوہری بازار کھلا ہوا ہی جوہری پنا لال وہیرا لال ولالہ یاقوت راے وگوہر سنگھ اپنی اپنی دوکان پر بیٹھے ہین خرید وفروخت ہو رہا ہی دلالون کی بولیان صبح کا وقت کہارون کا اپنے اپنے مالکون کی دوکانون کو لیپنا اور چوتھائی دوکان کا باقی رہجانا کہ دلال کا اپنی زبان سے کہنا کہ بس اب رہنے دے لالہ کو بلا لا کہ سودا ہوجائے یہ دلال کہ رہے ہین گویا روپے مین چار آنے دلالون کے ہوگئے ہر طرف بازار مین ہنگامہ ہی خرید وفروخت ہو رہی ہی مشتری بھی خوش بیچنے والا بھی نہال آپس کی قیل وقال اس لطف سے صحبت ماتجھے کی ہوئی شاعرون نے قصیدے پیش کیے انعام واکرام پائے نہال ہوگئے اپنے اپنے گھر گئے تقریبات شادی ہو رہی ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ یہ شادی پروردگار امیر کو مبارک کرے فرامرز وغیرہ کو صاحبقران نے رخصت کیا اور اُنکے اہتمام کی بڑی تعریف کی فرامرز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی چونکہ چندے سے سفر مین ہون جیسا سامان حقیر چاہتا تھا وہ ممکن نہ ہوا مگر غلام نے یہ سراسری انتظام کرلیا افسوس کہ یہ سامان آپ کی شان کے لائق نہ تھا میرے اس عذر کو قبول فرمائیے گا شب بھر یہ جلسۂ عیش ونشاط رہا صبح کو مہرنگار نے امیر کو طلب فرمایا کئی ہزار خوان بینڈیون کے تھے وہ سامنے امیر کے پیش کیے عرض کی کہ ای شہریار ان کو سب افسران فوج پر تقسیم کرا دیجیے جملہ سرداران

تاجدار و افسران فوج سب شریک ہون ای شہریار مین نے خبر سُنی تھی کہ تاجدار جانے کو
ہین میری جانب سے اُن کو پیغام دیجیے کہ آپ میرے مہمان ہین خواجہ بھی اُس مقام پر
موجود تھے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم بڑا خرچہ کل تاجدارون کے روکنے مین ہوگا قریب
شادی کے سب پھر آجاوینگے اس لیے کہ ابھی شادی مین عرصہ ہی ملکہ نے کہا کہ خواجہ
تم کو کیا اگر خرچ ہوگا تو کیا مضائقہ ہی مجھے کوئی شادی اور کرنا ہی تمھاری تو وہ مثل ہی
کہ داتا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھُوٹے خواجہ نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ ای
ملکۂ عالم مین اسکو نہین کہتا ہون کہ تم خرچ نہ کرو اس لیے کہتا ہون کہ جو کچھ خرچ ان
تاجدارون کے روکنے مین ہو وہ مجکو مرحمت ہوجائے کہ مین اپنا قرضہ ادا کرون قرضہ
تو بھلا کیا ادا ہوگا کوئی دو چار مہینے کا سود مہاجن کو پہونچ جائیگا صاحبقران زبان سے
فرمایا بس اب خواجہ زیادہ باتین نہ بناؤ جاکر اُن تاجدارون کو پیغام پہونچا دو عمرو
نے کہا کہ بہتر ہی مین ابھی جاتا ہون اور جملہ تاجدارون کو پیغام آپ کا پہونچاتا ہون
مگر آپ کام لینے کو ہین اور کچھ دینے لینے کا نام نہین یہ مثل صادق آتی ہی کہ دینے
لینے پر ڈالو خاک محبت کی باتین کرو خواجہ امیر سے مسخرہ پن کرکے طرف تاجدارون
کے روانہ ہوے آکے سب کو پیغام دیا کہ آپ لوگون کو برات مین شریک ہونا ہوگا
ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے مہمان ہو سب تاجدارون نے عرض کی کہ خوشا نصیب
ہمارے کہ ہم ملکۂ عالم کے مہمان ہون ایک ہماری طرف سے عرض کرو کہ ای ملکہ ہر تاجدار
کے ساتھ پچاس پچاس ہزار فوج ساتھ ہی ان سب کی برداشت مین سرکار کو تکلیف پہونچیگی
ہم پھر حاضر ہونگے اور برات کے ساتھ چلو مین جاوینگے بھلا یہ ممکن ہی کہ قباد کی
شادی ہو اور ہم لوگ برات مین نہ ہون ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے کہ اس
شادی سے دل باغ باغ ہوگئے انجام پروردگار بخیر کرے ملکہ کو جب خبر پہونچی تو امیر
سے عرض کی کہ کل تاجدارون کو واسطے قیام شادی کے خرچہ مرحمت فرمائیے صاحبقران
نے باہر آکر خزانہ کھلوایا سب تاجدارون کو موافق اُن کی حقیقت کے خرچہ مرحمت کیا
سب تاجدار دعائین دینے لگے عرض کی کہ ہم لوگ اسلئے خواہان نہ تھے ملکہ کی خوشی
چاہتے ہین صاحبقران تاجدارون سے بہت خوش ہوے درمیان مین رسم حنابندی
و سامان محفل سانچق وغیرہ کمال تکلف سے ہوا اسقدر آتشبازی چھُوٹی کہ تمام شہر و
صحرا آتش بہار ہوگیا روز برات صاحبقران نے بارگاہ سلیمانی مین جلسہ کیا قباد
تخت پر بیٹھے جملہ سردار گرد تاجدار جلیل حاضر دربار شاہ کو گھیرے ہوے بیٹھے ہین اور
تمام لشکر مین سامان روشنی ہوا اسقدر جھاڑ و کنول وغیرہ روشن ہوے کہ اگر برنج
زمین پر ڈالو تو ایک ایک چُن لو اور جابجا ناچ ہو رہا ہی اور بارگاہ سلیمانی مین جلسہ
آراستہ ہی معشوقان پری طلعت و ماہ خصلت و مہر صورت بصد عشرت و شادمانی
بجوش آوازی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی
تم سے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی

پھینکی تھی بام یار پر ای دل کمند آہ
وہ بھی لٹک کے عرش الٰہی مین رہگئی

عشق بتان مین حضرت زاہد کو گفتگو
اب تک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی

یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کوئی آج
قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہگئی

گذریگا کون اِدھر سے کہ خاک اِس فقیر کی
اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای دعاے وصل صنم تو نے کیا سُنا
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی

گم ہوکے دل تو پھر بھی ٹھکانے سے جا لگا
حسرت غریب کیسی تباہی مین رہگئی

پوری نظر اُس آنکھ کی تم پر پڑیگی کیا
رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہگئی

جھوٹا بنونگا درد جگر کہکے یار سے
دل کی تڑپ کہین جو گواہی مین رہگئی

لکھتے تھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہگئی

حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دست شوق کی
اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی

دیر اُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

دو پہر رات گئے جب سب طائفون کا مجرا ہوچکا اور کل سامان تیار ہوا سردارون نے عرض کی کہ اب نوشاہ کو دولہا بنانا چاہیے زنانی سواریان بہت سی روانہ ہوگئی ہین صاحبقران اُٹھے قباد کو حکم دیا کہ ای فرزند حمام مین جاؤ قباد حمام کرکے آئے جوڑا شاہانہ زیب بدن کرایا ہاتھی لندھور کا فیل میمونہ آراستہ ہوکے آیا صاحبقران خود فرزند کو گود مین لیکر ہاتھی پر سوار ہوے طبل سکندری پر چوب پڑی دھوم سے برات چلی چھکڑون پر قلعہ ہاے آتشبازی لدے ہوے جس مقام پر حکم ہوا اُسی مقام پر قلعے آراستہ ہوے اول گولون کا دناٹا ہوا اور آتشبازی چھوٹنے لگی تمام بازار آتش بہار ہوگیا گلی کوچہ نہین رعایا کے جا کو مستوراتین کوٹھون پر چارپائیان لگا کر بیٹھی ہین برات کا تماشا دیکھ رہی ہین جملہ سردار و تاجدار اہتمام کرتے ہوے برات کو لیے جاتے ہین مستورین آپس مین ذکر کررہی ہین کہ آج تک ایسی برات نہ دیکھی تھی نقیبان بلند آواز بصد عیش و سرور اشعار دعائیہ پڑھ رہے ہین نظم

کس ترقی پہ ہی حسن سخن اللہ اللہ
شوخ لفظین ہین دلھن معنی ہی رنگین نوشاہ

رقعہ لکھتا ہی حسینان مضامین کو قلم
یوسف حسن بیان کا ہی بڑے دھوم سے بیاہ

منعقد بزم سخن کی ہی سخن سازون نے
رونق افروز معانی ہین بصد شوکت وجاہ

ایک اک حرف ہی ناظورۂ نظارہ فریب
ایک اک دائرہ معشوق کی ہی چشم سیاہ

شاہد صفحۂ کاغذ نے چُنی وہ افشان
جسکے جلوے پہ ٹھہرتی نہین انجم کی نگاہ

حسن پروین پہ ہی نقطون کی چمک چشمک زن
نور افشانی قرطاس ہی رشک شب ماہ

فکر آراستہ محبوب قمر سیما ہی
طبع پیراستہ ہی دلبر خورشید کلاہ

حسن تقریر دکھاتا ہی وہ رنگین جلوے
طبع رنگین بھی یہ کہتی ہی کہ ماشاء اللہ

جتنے مصرع ہین عروسانہ ہی سج دھج اُن کی | ایک اک بیت مین ہی جلوۂ آرائش گاہ
مطلع شوخ لکھا چاہتا ہی اب کوئی | شوخیان ہین مرے کلک سخن آرا کی گواہ

مطلع

پوچھتی پھرتی ہی بوے چمن عشرت گاہ | کسکے یہ پھول کھلے کس گلِ رعنا کا ہی بیاہ
پھول چنتی ہی صبا گوندھتی سہرا ہی نسیم | کو نثار شاکِ چمن ہی کہ بنے گا نوشاہ
نغمہ دیتا ہی خبر جشن کی بلبل کو کبھی | گل کو کرتا ہی کبھی خندۂ عشرت آگاہ
مژدہ محفل کو سناتا ہی کبھی رنگ نشاط | دیتی ہی بوے طرب خوشخبری باغ کو گاہ
بوے گل پھرتی ہی اتراتی ہوئی گلشن مین | رنگ یہ رنگ مین ڈوبا ہی کہ اللہ اللہ
شوخ رنگے ہین وہ صباغِ چمن نے جوڑے | دیکھ کر وجد کرے شوخ نگاہون کی نگاہ
رونق افروز ہی پیرایۂ گل مین ہر پھول | شاہد لالہ سے بدلی ہی شگوفون نے کلاہ
دیکھ کر ہر گلِ خود رَو کی خود آرائی کو | باغ پیراے چمن کہتے ہین ماشاء اللہ
چشم آئینۂ شبنم کو دکھا دیتی ہی | جلوۂ مہر دمِ جلوہ گری مہر گیاہ
سرمۂ ناز و ادا آنکھ مین دے کر نرگس | خون کرتی ہی گلون کا جو لڑاتی ہی نگاہ
لبِ سوسن کی مسی روے سمن کا غازہ | دونون رنگ اپنا جماتے ہین نئے شام و پگاہ
قابلِ دید ہی گلگونہ گلِ سوری کا | رنگ مہندی بھی وہ لائی ہی کہ سبحان اللہ
سبزہ دیوانۂ زیبائش زلفِ سنبل | سنبل آشفتۂ حسن چمن آراے گیاہ
پھول بازار مین نکلے ہین دکھانے جوبن | عطر ملتی ہی کھڑی بادِ بہاری سرِ راہ
گل اِدھر مایلِ تزئین اُدھر اک اک اختر | رات بھر آگے سے ہٹتا نہین آئینۂ ماہ
آنکھ بہ جبیں کی ناہید سے لڑتی ہی کبھی | مشتری پر کبھی پڑ جاتی ہی زہرہ کی نگاہ
جلوہ گر چرخ پہ ہوتی ہی پہن کر ہر روز | اطلس سرخ کا جوڑا شفقِ شام و پگاہ
مانگ مین کاہکشان تارونکی افشان چنکر | رونق افروز جہان ہوتی ہی ہر شب سرِ راہ
صبح چمکاتی ہی گا ہے رُخِ روشن اپنا | شام آراستہ کرتی ہی کبھی زلفِ سیاہ
ماند ہو جاتی ہی انجم کی چمک جسکے حضور | شام سے ایسی نکھرتی ہی عروسِ شبِ ماہ
دھوم سیار و ثوابت مین ہی دیکھو چل کر | کس جھمکڑے سے ہی آج انجمن آرا نوشاہ
تختِ شاہی کی طرح مسندِ دامادی پر | رونق افروز ہی شہزادۂ آفاق پناہ

گلیون مین روپیے کا انبار صاحبقران ہر مرتبہ مشت بھر کر روپئے لٹاتے ہین شہدے غل مچا رہے ہین نوشاہ سلامت رہے سردار اُن کو روکتے ہین تاجداران جلیل اپنی اپنی کمرین باندھے ہوے مصروف اہتمام ہین اس دھوم سے برات جاتی ہی کہ دیکھنے والے حیران جمال و محو دیدار ہین ہر طرف یہی ہاڑ ہی کہ صاحبقران نے ایسی فرزند کی شادی کی کہ اپنی شادی کو بھلا دیا صاحبقران باغ باغ ہین تخت کسے ہوے اُن پہ معشوقان پری چہرہ سوار سازندے ساز بجا رہے ہین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہین نظم

بتا سکتے نہین شوخی نے جبکی مار ڈالا ہی
ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی

خبر ہی کوئی اُس محفل مین رسوا ہونے والا ہی
وہ دل ہر دلکی حسرت ہی وہ مین ہون میرا نالا ہی

کہین ایسا نہو وہ پھُوٹکر آنکھون سے بہ جائے
جسے کہتے ہین دل سینے کا اپنے ایک چھالا ہی

سیہ بختی ہی کو ہم پلہ دیکھا سبز بختی سے +
یہ کمل ہی فقیرون کا وہ شاہون کا دوشالا ہی

اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت بھرے تیرے
کسی کا دم کے ساتھ ارمان بھی تونے نکالا ہی

تڑپ دل کی وہی ہی گو کیے سو لطف قاتل نے
بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی

اُٹھاتا ہی وہی دل ہجر مین جھٹکے پر اب جھٹکے
تمھاری زلف نے سایہ مین اپنے جسکو پالا ہی

تماشا ہی طلسم زلف و رُخ کا دید کے قابل
اُجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اُجالا ہی

وہ سب فرقت مین گذرین جتنی راتین ہم پہ بھاری کٹھن
پہاڑونکو جلال اپنی گران جانی نے ٹالا ہی

ہر طرف سے عورتین کوٹھون پر سُن رہی ہین کئی ہزار تخت کسا ہوا سامان ماہی و مراتب نقارخانہ سلیمانی و نقارخانۂ سکندری نوازش مین ہی کئی ہزار نقارہ بج رہا ہی ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط رنج و غم کو عیش سے ارتباط اس دھوم سے صاحبقران برات لیے ہوے قریب بارگاہ فرامرز پہونچے فرامرز و ہلال زرین تاج و رائے اعظم وغیرہ براے استقبال نکلے صاحبقران نے دولھا کو ہاتھی سے اُتار احمل مین حکم ہوا کہ سواری دولھا کی آگئی چند کنیزین ماہرو ایک طشت زرین مین پانی بھرے ہوے لیکر آئین ہاتھی کے نیچے ڈالدیا دائین دائیان اتائین چھُوچھُو حکم کر رہی ہین کہ ہمیشہ دولھا سامنے دُلھن کے پانی بھرے قباد کو صاحبقران لے کر چلے بارگاہ فرامرز مین پہونچے تخت سلیمانی بچھا ہوا ہی اُسپر لاکر قباد کو بٹھایا اب حکم ہوا کہ ناچ و گانا موقوف کرو قاضی صاحب کو بُلاؤ خواجہ نے کہ برات کے ساتھ تھے یہ خبر سُنی کہ قاضی بلائے جاتے ہین دوڑے مکان پر خواجہ بزرگ امید کے آئے خواجہ تیار بیٹھے تھے عمرو نے کہا چلیے خواجہ سے خواجہ بزرگ امید نے ہاتھ باندھکر کہا اگر فرمائیے مین نکاح پڑھنے چلون یا گھر مین بیٹھا رہون براے خدا مجکو جمال گوٹے نہ دیجیے گا مین بہت پریشان ہو رہا ہون عمرو نے کہا آپ کیا فرماتے ہین مین بھلا آپ کو جمال گوٹا دونگا مگر یہ گلوری نوش فرمائیے خواجہ نے کہا کہ مین پان نہین کھاتا عمرو نے کہا آج روز خوشی ہی مُنھ تو لال رہے صاحبقران نے خود فرمایا تھا کہ گلوری کھِلا کر لانا خواجہ بزرگ امید نے جب نام صاحبقران کا سُنا گلوری لیکر نوش فرمائی گلوری کھاتے ہی خواجہ کے پیٹ مین درد ہوا کہا ای خواجہ عمرو ٹھہر جائیے مین رفع حاجت کر آؤن خواجہ تو اندر گئے عمرو نے کنڈی لگا دی رنگ و روغن عیاری کا لگایا خواجہ بزرگ امید کی شکل بنکر بیٹھے کہ چوبدار شاہی آیا کہا خواجہ سلامت چلیے خواجہ عمرو بصورت خواجہ بزرگ امید ساتھ ہوے کفش پہنے ہوے کُرتا زیب جسم پائجامہ کسی قدر اونچا عمامہ باندھے ہوے اس سج دھج سے خواجہ بارگاہ مین آکر پہونچے رنڈیان تو خاموش ہوئین حکم ہوا کہ قاضی صاحب تشریف لائے ہین صاحبقران نے استقبال کیا کہا اندر جائیے اول دُلھن سے اجازت لے آئیے اُسکے بعد پھر آکر

عقد پڑھیے خواجہ محل کی طرف چلے محل مین ہلڑ ہوا کہ صاحبو پردہ کرو قاضی صاحب تشریف لاتے ہین خواجہ عمرو محل کو دیکھتے ہوئے آتے ہین تمام شاہزادیان پھر رہی ہین قاضی صاحب ہر ایک سے انعام مانگتے ہوئے چلے آتے ہین شاہزادیان جواب دیتی ہین کہ اول دُلھن سے اجازت تو لے آئیے خواجہ قریب پردے کے آئے شاہزادیان وزیرزادیان ملکہ ماہ مغربی کو گھیرے ہوئے بیٹھی ہین قاضی صاحب نے پوچھا کہ کیون بی بی قباد شہریار فرزند صاحبقران زمان سے تین ملکون کے خراج پر مہر تمھارا بندھتا ہی تمنے قبول کرکے مجکو وکیل کیا کہ مین جاکر عقد شرعی پڑھون ماہ مغربی خاموش ہین شاہزادیان خاموش ہونے پر کہہ رہی ہین کہ بی بی قبول کرو ہون کہدو جب کئی مرتبہ قاضی صاحب نے پوچھا تب ماہ مغربی نے بہ آہستگی ہون کی شاہزادیون نے کہا قاضی صاحب آپ نے سُنا کہ دُلھن نے ہون کہی قاضی صاحب پوچھکر پلٹے ایک ایک شہزادی سے کہتے ہوئے آتے ہین کہ انعام دلوائیے مین ایجاب کرا چلا سب شاہزادیان انعام واکرام خواجہ عمرو کو دے رہی ہین کہ دامن زر سُرخ وسفید سے بھر گیا روپئے مُٹھے بھر بھر کے زنبیل مین رکھتے جاتے ہین دریافت کر رہے ہین کہ دولھا کی مان کہان ہین فتنہ اندر سے نکلی اُسنے عمرو کو پہچانا ایک دوہتڑ مارا کہ او ساربان زادے فرزند خواجہ بزرجمہر کا تو نے کیا حال کیا کہ اُن کی شکل بن کر آیا ہی یہ کہکر بھاگی ہنستی ہوئی سامنے مہرنگار کے آئی کہا واری آپنے کچھ سُنا ساربان زادہ بشکل خواجہ بزرگ امید آیا ہی اور ایجاب بھی ملکہ سے کرا لیا اور سب سے انعام واکرام لے رہا ہی کہ خواجہ قریب پردے کے آئے پکار کے کہا کہ صاحبو دولھا کی مان کیا کرتی ہین مہرنگار نے آواز دی کہ کیون خواجہ عمرو یہ کیا بدعت کہ قاضی کی شکل بنکر آئے ہو اور اُنکی حق تلفی کرتے ہو عمرو نے کہا کہ یہ آپ سے کسنے کہا آپکی وزیرزادی صاحب کی بات کا اعتبار نہین خواجہ عمرو کی زوجہ ہین جو جا ہین وہ کہین مین بزرگ امید ہون ایک بھائی میرے باہر ہین مین یہان آیا ملکہ نے پردے سے جھانک کر دیکھا فتنہ سے کہا کہ اری فتنہ تو نے کیا بیہودہ کہا خواجہ بزرگ امید تو کھڑے ہین گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیا خواجہ مالا لیکر بھاگے باہر آئے راہ مین بہت ٹوٹکے ٹامڑے ہوئے مگر خواجہ عمرو کسی سے کب رہجاتے ہین سب ٹوٹکے سُنتے ہوئے باہر آئے قباد شہریار تخت پر بیٹھے ہین صاحبقران پہلو مین کہ قاضی صاحب نے آکر صاحبقران کو سلام کیا عرض کی مبارک ہو کچھ دلوائیے صاحبقران نے لندھور سے اشارہ کیا کہ خواجہ کو دس ہزار روپیہ دلوادو عمرو نے کہا یا صاحبقران آج ایک ملک لونگا اُس مین سلطنت کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند بزرجمہر مین جسقدر سندین ملکون کی لایا تھا وہ تقسیم ہوگئین مگر مین آپ کو سرحد ترکستان کی سند دونگا قریات وہانکے اور ملکون سے بہتر ہین سمرقند پر آپکا قبضہ ہوگا طولا یہ روے سمرقندی حاضر ہوا اُسنے آکر سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کو کچھ مرحمت نہین ہوا صاحبقران زمان نے کئی سال کا

خراج معاف فرمایا اور سندین دی طولا بروے سمرقندی دعائین دیتے ہوے الگ
ہٹے اب قاضی صاحب نے آکر قباد سے پوچھا کہ ای شہریار ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر سے
حضور کا عقد بمہر خراج سہ ملک ہوتا ہی آپ نے مجکو وکیل کیا قباد نے سر جھکا لیا امیر نے
فرمایا قاضی صاحب یہ فرزند میرا نہایت محجوب ہی مین قبول کرتا ہون تین ملک کا خراج ہمیشہ
ماہ مغربی کو پہونچیگا خواہ قبضہ کرلین خواہ ہمارے سپرد رکھین ہم بطور احسن انتظام کردینگے
اور جسقدر ملک ہین سب کا خراج خدمت شاہ مین آتا ہی جو ملک جسکو چاہین دے دین
کسی کو دخل نہین قباد نے بھی سر ہلایا اب قاضی صاحب سامنے آکے بیٹھے عقد شروع کیا
لڑلڑکے صاحبقران سے انعام لے رہے ہین جملہ سرداروں نے بھی انعام دیا ہی لندھور نے
سب سے زیادہ دیا مالک وبہرام وغیرہ نے بھی موافق اپنی حقیقت کے دیا جملہ سردار بادشاہ
کو دعائین دے رہے ہین جو صاحبقران سے طلب کرتا ہی فوراً اُسے عنایت فرماتے ہین انکا
سے زبان آگاہ نہین جسنے کہا بہت خوب فرمایا اور جیب مین ہاتھ ڈال کر مرحمت فرما دیا عقد بادشاہ
کا پڑھوا کر کشتیان اُٹھوائین بیرون بارگاہ چلے تھے کہ چند چوبدار بڑھے صاحبقران کے
سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے امیر نے پوچھا کیا چاہتے ہو چوبداروں نے عرض کی دردولت
حضور پہ فرزندان بزرجمہر حاضر ہین اور خواجہ عمرو سے تکرار ہو رہی ہی وہ کہتے ہین ہم نے
عقد نہین پڑھا خواجہ چوبدار بنکر پہونچے بزرگ امید کو جمال گوٹا دیا وہ کہتے ہین ہم کو
دست آنے لگے اور خواجہ باہر کی کنڈی لگا کر چلے آئے خواجہ چاہتے ہین کہ مین نکل جاؤن
اور کشتیان لے جاؤن مگر خواجہ زادے روکے کھڑے ہین بڑھنے نہین دیتے سب عیار جمع ہوگے
آگئے ہین اپنے اُستاد کی طرفداری کر رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ جسنے عقد پڑھا اُس نے
انعام پایا اب بلوہ ہوا چاہتا ہی چند سردار خواجہ زادوں کے طرفدار ہین اور کہتے ہین عمرو
نکاح پڑھنے والے کون یہ تمام انعام واکرام جو اندر محل سے اور دربار وغیرہ سے ملا
ہی اس سب کے مستحق خواجہ بزرگ امید ہین یہ خواجہ کی بدحستی تھی کہ جو اُن کو بیہوش کیا
اور اُن کی صورت بنکر واسطے نکاح پڑھنے کے خود آئے امیر نے یہ سب حال سُنکر فرمایا
مین خود چلتا ہون بدون میرے چلے یہ جھگڑا طے نہ ہوگا باہر تشریف لائے دیکھا خواجہ عمرو
آستینین چڑھائے کھڑے ہین اور خواجہ بزرگ امید بہ متانت ولیاقت کھڑے ہین کچھ نہین کہتے
بسہولیت فرماتے ہین کہ خواجہ ہمارا حق دے دو بس نصف تم لے لو اور نصف ہمین دو کہ
صاحبقران نے آکر فرمایا خواجہ عمرو یہ کیا حرکات ہین خواجہ زادوں کو راضی کرو کشتیان
دیدو عمرو نے اسباب نکال لیا خالی کشتیان پیش کین خواجہ زادوں نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت
ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تو دیتا ہون مگر یہ نہین لیتے تو مین ناچار ہون خواجہ بزرگ امید
نے کہا کہ کیون خواجہ عمرو اب دست کیونکر موقوف ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ دہی نوش کیجیے
گھی پیجیے آپ نے غذا نوش کرنے مین کچھ بے اعتدالی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا دو نوالے کم
کھا لیجیے شادی کا کھانا بھاری پکا ہوا آپ نے زیادہ نوش فرما لیا اب مین جا کر کہدونگا

کہ خواجہ زادون کا حصہ نہ بھیجا کیجیے ایسا نہ ہو دشمنون کو کچھ ہو جائے خواجہ زادون نے سر جھکا لیا کہا اب ہمین حصے کی کیا ضرورت ہی خواجہ صاحب خوب آپنے یہ سب رقم ہضم کی اب ایسر ہم کو اور کچھ دینگے ہمارا حق ملیگا صاحبقران نے کئی قصبات کی سند مرحمت فرمائی اور جسقدر رقم نقد کہ خواجہ عمرو کو دی تھی اُسی قدر خواجہ بزرگ امید کو دی تیسرے پہر تک برات رہی فرامرز نے آکر عرض کی کہ اس غلام کو کیا میسر تھا کہ شہریار کو جہیز دیتا مگر جو کچھ اس حقیر کو ممکن تھا وہ حاضر کیا اسباب لدچکا اب صرف حضور کے سوار ہونے کی دیر ہی کہ محل سے محلدار آئی اُسنے کہا دولہا میان کو اندر طلب کیا ہی دولہا کو سب نے ساتھ لیا قباد محل مین داخل ہوے عورتون نے بیچ مین لے لیا قباد بیڑے چنتے ہوے چلے وہان آنکے پہونچے جہان ملکہ دُلھن بنی بیٹھی ہین قباد آکر بیٹھے دونون پر دوشالہ ڈالدیا سورۂ اخلاص کھولکر رکھا آئینہ رکھدیا اب قباد سے ڈومنیان کہہ رہی ہین کہ ای میان دلھن سے کھو کہ بی بی آنکھین کھولو مین تمھارا غلام ہون عمر بھر خدمت کرونگا قباد خاموش ہین کہ ملکہ مہرنگار نے آنکے پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ای فرزند یہ لفظین جو ڈومنیان کہتی ہین تم بھی کہدو تمھارے باپ نے بھی یہ لفظین کہی تھین ورنہ دلھن آنکھین نہ کھولے گی ڈومنیون نے حیران کردیا تھا آخر کہنا پڑا آرسی مصحف ہو چکا قباد نے آئینہ مین جو جمال بیمثال دیکھا سبحان اللہ مثل مشہور ہی کہ عروس شب اول نہایت حسین ہوتی ہی جمال دیکھ کر محو ہو گئے اب ڈومنیان ٹونے گانے لگین جب قباد نہین کہتے تو مہرنگار کہواتی ہین ہلڑ ہوا کہ محافہ دروازے پر آگیا قباد نے آغوش تمنا مین عروس کو اُٹھایا شور گریہ وزاری بلند ہوا میکے والے رونیلگے زوجۂ ہلال زرین تاج نے آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ کنیز واسطے ہاتھ دُھلانے کے دی ہی یہ تو آپ پر ظاہر ہی کہ یہ یتیم ہی اسپر نگاہ لطف رہے مہرنگار نے جواب دیا کہ میری یہ جان و روح ہی کہان قباد سے تھے کہان خدا نے دُلھن اُن کی دکھائی آرزو دل کی بر آئی مین آنکھون مین رکھونگی آپ خاطر جمع رکھیے باپ اِن کے صاحبقران ہین مان مین ہون خزانہ بخشدی لیکر آئی ہون ان پر نثار کرونگی آپ خاطر جمع رکھیے جس وقت بلائیےگا فوراً بھیجدونگی جب ہم طلب کرین تو آپ بھیجدین عذر نہ ہو یہ کہکر قباد سے اشارہ کیا قباد شہریار دُلھن کو لیکر چلے محافے مین سوار کیا خود ہاتھی پر سوار ہوے برات چلی شہدون نے مل کر غل مچایا صاحبقران نے کئی لاکھ روپے شہدون کو دیے برات لیکر چلے قدم بقدم رُکتے ہوے جاتے ہین صاحبقران توڑے لٹا رہے ہین ہر طرف سے آواز مبارکباد و سلامت باد بلند ہی مگر جن تختون پر کسبیان سوار ہین مثل حیدر جان و جدن و کالی امراؤ و دخترزادیان چودھرائن صاحبہ کی و بی نظیر جان و بستی جان و دادھا بگن صاحبہ و بگن صاحبہ و علیجان صاحبہ و دیگر طوائف شہر سب ملکر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین بطور مبارکباد نظم

کھلائے جشن نے طرفہ چمن مبارک ہو ۔ تمام بزم ہی گُل پیرہن مبارک ہو
چٹک کے کہتی ہین باغِ مراد کی کلیان ۔ وصالِ شاہدِ غنچہ دہن مبارک ہو

بنے کو دیتی ہی مژدہ گھڑی یہ شادی کی
کہ سازوار ہو سہرہ دلھن مبارک ہو
کھلے ہین پھول کسی رشک گل کے ای بلبل
تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو
بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی ایک جہان
پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو
ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب و روز
کہ راگ و رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو
بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال
پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

اس دھوم سے برات کو لیکر صاحبقران قریب بارگاہ سلیمانی کے آئے سب سردار گھوڑون سے اُترے تاجدارون نے قباد کو اُتارا صاحبقران قباد کو لیکر بارگاہ مین آئے بہت خوش ہین ایک ایک سے فرماتے ہین کہ خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین قباد کی دلھن بیاہ کے لایا بخیر و خوبی برات آگئی لندھور وغیرہ سب تعریفین کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت یہ ہی کہ عجب لطف سے برات گئی فرامرز نے بڑا سامان کیا کئی کرور روپیہ اُسکا خرچ ہوا امیر فرماتے ہین ای لندھور یہ فرامرز نے احسان کیا مین یہ روپیہ کسی حیلے سے فرامرز کو دونگا اُسکو محروم نہ رکھونگا خزانہ اُسکا خالی ہو گیا ہوگا پھر خزانہ اُسکا معمور کر دونگا اُس نے بڑا بار اُٹھایا کہ تین تین شادیان کین بہت کچھ اُسکا اُٹھا اُسکا معاوضہ ضرور چاہیے مین تامل نہین نہ کرونگا منھ اُسکا موتیون سے بھرونگا یہ ذکر تھا کہ فرامرز بھی آ کے پہونچا اسباب جہیز اُترنے لگا تمام کہاریان اُٹھا اُٹھا کر لیجاتی ہین ملکہ مہر نگار جہیز کو رکھوا رہی ہین تمام دن اسی کام مین گذرا قباد شہریار باہر ہی رہے شام کو محلدار نے آ کے عرض کی تشریف لیچلیے صاحبقران نے سمجھا کر قباد کو محل مین بھیجا مہر نگار نے آ کے بلائین لین کہا ای نور نظر حجلۂ عروسی مین جاؤ قباد مان کو سلام کر کے حجلۂ عروسی مین آئے ملکہ ماہ مغربی کہ مشتاق جمال تھین جیسے ہی قباد آئے برائے تعظیم اُٹھین قباد شہریار نے آ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکۂ عالم تمھارے فراق مین یہ کیفیت اور یہ حالت رہی نظم

وہ کھینچین تیغ جھکائے ہوے ہین ہم گردن
یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہی خم گردن
یہ تیغ یار سے کہتا ہون کر کے خم گردن
اُڑا دے تجکو سر یار کی قسم گردن
گلے سے چھوٹ جو نکلا ہی تیرے پان کا رنگ
شراب سُرخ کی ہی ساقیا قلم گردن
فراق یار مین مانع ہی میکشی سے مجھے
کچھ آج ہلتی ہی مینا کی دمبدم گردن
نکال لونگا پس قتل حسرت پا بوس
کبھی نہ چھوڑیگی کٹ کر ترے قدم گردن
قریب جس رگ گردن سے آپ ہی قاتل
ستم ہی ہو وہ تہ خنجر ستم گردن
حریم کوچۂ جانان ہی سجدہ گاہ بتان
یہان جھکا کے اُٹھاتے نہین صنم گردن
اُٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے
کبھی اُٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن
لکھا تھا خط اُسے تھی سرنوشت کی نہ خبر
کہ نامہ بر ہی کی ہو جائیگی قلم گردن
ہم اُنکو وصل مین شرمندہ کر کے خود ہین خجل
جھکی ہین اُسطرف آنکھین ادھر ہی خم گردن
اُبھار ہی ترے سینے کا کس قدر سرکش
بہت اُٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن

حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکائے جلال ✣ | فلک کو دیکھ رہے ہین اُٹھائے ہم گردن

پھر قباد نے ملکہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم بخدا مجھبہ جدائی شاق تھی طبیعت تمھاری ہی ملاقات کی مشتاق تھی اب غم نہ کرو انشاء اللہ ہمیشہ ساتھ رہے گا مگر انقلاب فلکی سے خوف چاہیے دمبدم افسوس آتا ہی کہ یہ فلک سفلہ پرور دمبدم سنگ تفرقہ پھینکتا ہی اُس سے تو مجبور رہین ورنہ یہی منظور رہیگا کہ ہمارے تمھارے جدائی نہ ہو ہمیشہ سامان وصل رہے عاشق و معشوق کا ایک مقام پر ہونا ضرور ہی حکایتین شکایتین ہو رہی ہین قباد ہر مرتبہ عذر کرتے ہین مگر نہین معلوم کیا باعث ہی کہ ملکہ کا دل بھرا آتا ہی فرمایا ای شہریار ایک خوف ہی ایسا نہ ہو کہ اس وجہ مین فراق ہو یعنی کوئی معشوق قبضے مین آئے اور آپ مجھے فراموش کرین قباد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ دل سے اپنے دور رکھو اگر حور بھی قبضے مین آئیگی تو تمھارا جو ناز و نیاز ہی وہ ہمیشہ رہیگا کبھی فرق نہ پڑیگا مگر البتہ قضا سے سب ناچار ہین اس جدائی کا کوئی علاج نہین ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار بہر یہ ذکر نہ کیجیے کلیجہ پھٹتا ہی خدا آپ کو صد وسی سال سلامت باکرامت رکھے میرا جنازہ آپ اُٹھائیے مین اس امر کی خبر نہ سنون آگے زمین سخت آسمان دور ہی جو تقدیر دکھلائے اُسکو دیکھنا پڑیگا قباد نے سر ملکہ کا سینے سے لگا لیا اشک حسرت پاک کیے اب دونون مین اختلاط ظاہری ہونے لگا دونون مست شراب محبت و سرشار جام مودت ہین لطف وصل ہونے لگا قباد نے گوہر مراد حاصل کیا۔ ملکہ حاملہ ہوئین انکے بطن سے سعد بن قباد پیدا ہونگے کہ بعد عقابین یہی بادشاہ ہونگے بوقت سحر قباد اُٹھے ملکہ تو آرام کرتی رہین قباد شہریار حمام مین آئے کئی دن کے جاگے ہوے تھے نہا کر جو نکلے چہرہ مثل آفتاب چمکا آئینہ خانے مین گئے اپنے جمال کو دیکھ کر آپ محو ہو گئے دل سے کہتے ہین مقام افسوس ہی کہ یہ صورت ایک دن خاک مین مل جائیگی ای قباد اس سلطنت مین تم سے بڑے بڑے ظلم ہوے وہ عادل جو پوچھیگا تو کیا جواب دوگے یہ سوچ کر آئینہ خانے سے حیران و پریشان روتے ہوے نکلے مصاحبون نے جا کر صاحبقران سے کہا کہ شہنشاہ رو رہے ہین آئینہ خانے سے نہین ہٹتے صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سُن کر دوڑے آئینہ خانے مین آکے دیکھا قباد رو رہے ہین صاحبقران نے آکے گلے سے لگایا فرمایا کہ کیون ای نور نظر کیا خواہش ہی کاہے کی کاہش ہی جو ضرورت ہو بجا لاؤن جو چیز پردۂ دنیا مین نہ ہو پردۂ قاف سے طلب کرون تمھاری مادر مہربان آسمان پری بھیجدین گی زبان سے تو کہو مین ابھی بجا لاؤن قباد شہریار نے عرض کی کہ ای شہریار کسی شی کی ضرورت نہین ہی اس وقت مجکو خیال آیا کہ ایک دن یہ صورت خاک مین مل جائیگی بھائی باپ کوئی ساتھ نہ جائیگا اور حضور نے مجھے بادشاہ کیا تصور تو فرمائیے کہ مین گھوڑے پر سوار ہوا اور سائیس وغیرہ پیدل چلے بندگان خدا کو کیسا آزار پہونچا اگر تصور کیا جائے تو ہماری اور اُنکی ایک خلقت ہی ہم بھی انسان وہ بھی انسان بس اگر مناسب ہو تو مجھے بادشاہت سے معاف فرمائیے مجھے

اپنی زندگی زیادہ نہین معلوم ہوتی ایک جلسہ مقرر کیجیے اور شربت بنوائیے مین سبکو شربت خود پلاؤن اور خطا اپنی معاف کراؤن شاید پروردگار بھی معاف کرے فرد گناہون کو صاف کرے ورنہ ایسا حساب وکتاب ہوگا کہ سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہو جاؤنگا کیا عجب ہے کہ اس ظلم کا بدلہ جہنم مین ملے کسی طرح آرام نہ ہوگا صاحبقران زمان قباد کو سمجھاتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے جملہ سردار وتاجدار حال پُر ملال بادشاہ دیکھ کر رونے لگے اور صاحبان اولاد کلیجون پر ہاتھ رکھے ہوے آپس مین اشارے کر رہے ہین کہ یارو قباد سچ فرماتے ہین حقیقت مین دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے یارو خیال تو کرو کہ جب وقت زوال آیا تو سکندر دارا سے بگڑ گیا اور دارا پر غالب آیا وہی سکندر نے سلطنت کی بہت جاہ وجلال سے اپنا زمانہ طے کیا مگر جب وقت موت آیا نہ فوج کام آئی نہ لشکر کام آیا ناچار ہو کر انتقال کیا جب قبرستان مین پہونچے اور دفن ہوے تب ثابت ہوا کہ دنیا ناپائدار تھی ہم نے کیون اعتبار کیا نوشیروان کس حسرت ویاس سے دنیا سے گیا کہ آج تک ذکر ہوتا ہے کہ نوشیروان نے آرام نہ پایا ہاتھ سے صاحبقران کے بھاگتا پھرا آخر اقرار کر کے ملک مدائن مین بیٹھا کہ یا صاحبقران اب آپ سے نہ لڑونگا امیر نے قبول کیا مگر بختیارک نے وہ فتور کیا کہ ہرمز وفرامرز کو بھڑکا یا دونون نے آکر باپ سے کہا کہ آپ نے بڑی بے غیرتی کی کہ حمزہ سے مانگ کر روٹی کھائی ہماری غیرت تقاضا نہین کرتی کہ ہم اس روٹی کو کھائین جی چاہتا ہے کہ گلا کاٹ کر مر جائین یا تو خروج کیجیے یا تخت سے اُتریے ہم حمزہ سے سلطنت لین گے ایک بھائی نے ہاتھ تھاما اور ایک نے تاج اُتار لیا اپنے سر پر رکھا نوشیروان سر برہنہ پا پیادہ بھاگا ہوا محل مین آیا یہ حالت دیکھکر ملکہ زرانگیز خاتون نے پوچھا کہ کیون شہریار خیر تو ہے نوشیروان نے کہا صاحب تم نے سُنا کہ ہرمز وفرامرز نے ارادۂ سلطنت کیا ہے دیکھو تو ہین چل رہی ہین افسران فوج کو بختیارک نے ملا لیا ملکہ زرانگیز نے کہا کہ آپ بیٹھیے آرام کیجیے مین حمزہ کو لکھ بھیجون گی وہ سزا دیگا کہ ان کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا نوشیروان مجبور ہوا گوشے مین بیٹھا بعض نے لکھا ہے کہ طاق کسریٰ پھٹ پڑا نوشیروان اُسی کے نیچے دب گیا اور بعض نے لکھا ہے کہ ایسا صدمہ پہونچا کہ شب کو ہیرا انگوٹھی کا چبا لیا تڑپ تڑپ کر اپنی جان دی صبح کو جنازہ اُٹھا سب رؤسا ساتھ تھے مگر کوئی قبر مین ہمراہ نہ گیا تنہا دفن ہوے خیر خواہان دولت کو یہ کبھی خیال نہ ہوا کہ شب کو قبر پر رہین شاید ہمارا شاہ پکارے کسی کو بلاے تو ہم حاضر ہونگے مگر کون خیال کرتا ہے دفن سے فراغت کر کے چلے آئے بعد تھوڑی دیر کے وہی سوال نکیرین سختی قبر جو جو مشکلین تھین وہ ظاہر ہوئین آخر جہنم مین داخل ہوا دنیا سے کیا پھل حاصل ہوا پھر صاحبقران نے فرمایا کہ اے نور نظر صبر کرو دل پہ جبر کرو انشاء اللہ ہم جلسہ آراستہ کرین گے قباد نے کہا کہ مین اب کھانا نہ کھاؤنگا کوئی آرام نہ کرونگا مجکو بڑا خیال ہے کیون قبلہ وکعبہ اگر آج ہی موت آجائے تو توبہ سے بھی باز رہون یہ اقرار فرمائیے کہ

موت ابھی دو۔ ہر امیر نے فرمایا یہ پروردگار جانتا ہی کسی کو دخل نہین کہ موت کو عرصہ ہی یا قریب ہی جو جسکا وقت ہی اُسی دم آئیگی کون بچائیگا حدیث مین وارد ہی کہ موت ہی انسان کی نگہبان ہی جب نگہبان قصد کرے تو اُسکو کون روکے حقیقت مین تمھارا خیال بہت جلسے ہی خدا تمکو سلامت رکھے ہمارے جنازے کی رونق ہو قباد نے کہا کہ خدا حضور کو تا صد و سی سال سلامت رکھے کہ آپ رونق دین اسلام ہین مجھے حسرت و یاس نے گھیرا ہی میرے دل کا غم اب کسی طرح نہ جائیگا جب تک کہ سب سے خطا معاف نہ کراؤنگا تب تک مجکو آرام نہ آئیگا دمبدم تردد بڑھتا جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای لندھور بن سعدان میرے تو حواس درست نہین ہین جلسہ آراستہ کرو شربت قند و نبات بنواؤ شہریار سب کو پلاوینگے ہر خرد و کلان سے اپنی خطا معاف کرائینگے گلیم گوش یہ سب معرکہ دیکھ کر دل مین کہتا ہی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی قباد بہت گھبرائے ہوے ہین لات و منات خیر کرین اگر ین پڑا تو صاحبقران کو قتل کرونگا کون روکنے والا ہی خواجہ زادے بھی رو رہے ہین یہ خبر محل مین بھی پہونچی کہ قباد نے جلسہ آراستہ کرایا ہی زار زار رو رہے ہین امیر نے کہلا بھیجا کہ ملکہ مہرنگار سے کہو کہ تمھارے فرزند کا یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اپنی بہو سے دریافت کرو کہ قباد سے کچھ بے لطفی تو نہین ہوئی مہرنگار نے آکے دیکھا کہ ماہ مغربی خود رو رہی ہین اور فرماتی ہین کہ شہریار کو بلاؤ مین سر قدمون پر رکھون اپنی خطا اُن سے معاف کراؤن جو کچھ مجھسے خلاف ہوا ہو اُسکا عذر کرون اگر عذر قابل قبول نہ ہو تو مجکو سزا دین اگر عذر لائق قبول ہو تو معاف کرین جس طرح ہو مقدمہ صاف کرین اس کنیز کی طرف سے کچھ خلاف نہ ہوگا مین نے خود خدمتگزاری کی مگر اُن کی باتین رات بھر حسرت آلود رہین کہ جسکے یاد کرنے سے دل ٹکڑے ہوتا ہی مہرنگار نے کہلا بھیجا کہ یا صاحبقران ماہ مغربی خود حد سے زیادہ بیقرار ہی وہ کیا خطا کرتی حضور عالم کو محل مین بھیجیے اپنے فرزند کو چھاتی سے لگاؤن رات بھر ہنگامۂ شادی رہا صبح کو یہ غم و الم خدا اسکا انجام بخیر کرے کہ اُن کو صبر آئے لندھور نے تھوڑے عرصے مین جلسے کو آراستہ کیا سب سردار و تاجدار آکر بیٹھے قباد نے کہا بابا جان ان لوگون سے تو مین صاف ہون مگر اہل فوج کو جمع کیجیے جنپر جبر کیا ہی خلاف عدالت ہوا ہی اُن سے عذر کرون کہ میری خطا معاف کرین بادشاہ نہ جانین یہ سمجھین کہ یہ بھی ہمارا خدمتگزار ہی یا دین موت کی بیقرار ہی صاحبقران زمان نے افسران فوج کو بھی جمع کیا سائیس تک آکر بیٹھے قباد نے اول جام شربت لبریز کیا امیر کے سامنے لیکر آئے عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میری خطا معاف فرمائیے مجکو ثابت یہ ہوتا ہی کہ اجل بہت قریب ہی صاحبقران چیخ مار کر روئے فرمایا کہ ای نور نظر آج تو تمنے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے جی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کرون صحرا مین نکل جاؤن ای فرزند ہر چند کہ یہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مگر ابھی صاحبزادے ہو تمھاری شادی کی ہی امید ہی کہ پروردگار اولاد عطا کرے ہم بھی جانتے ہین کہ موت سب کی قریب ہی جو موت کو یاد نہین رکھتا

وہ بدنصیب ہی حقیقت مین جب تم فرنگستان گئے ہو اور صبح کو تمھاری عرضی پڑھی تو کیا کیا انتشار تھے مہرنگار کا بلک بلک کر رونا لشکر مین قیامت ہونا ہر خرد و کلان تمھارے واسطے بیقرار تھا مین نحیف و ضعیف تمھارے لیے اشکبار رہتا آٹھ پہر یہی خیال تھا کہ کبھی گھر سے نہین نکلے اور یہ سفر طولانی خدا انجام بخیر کرے قباد نے عرض کی آپکے اقبال سے اُس سفر مین ایسا خوش و محفوظ رہا کہ ہر مقام پر آرام بلا عرشی تاجدار و فرشی تاجدار کو زیر کرنا اور ملکہ ماہ سیماے سبز پوش سے عشق ہونا کہ اُسنے بڑی کد و کوشش سے باغ مین آکر ملاقات کی مگر بابا جان یہ خیال رہے کہ یہ سفر آخرت ہی جسمین ہر طرح کی مصیبت ہی بقول شاعر فرد

تعجب کیا تھین ای ساکنان ملک ہستی ہی ✣ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی دیگر

بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر ✣ خاک کے نیچے خوب بستی ہی ✣

لہذا یہ انتشار ہی کہ ایسا نہ ہو موت آجائے اور توبہ نہ ہو حضور معاف فرمائین امیر نے رو رو کر جواب دیا کہ ای نور نظر موت کا دروازہ کھلا ہی ہر شخص مرنے والا ہی مگر بیٹا کوئی حال اجل کا نہین جانتا کہ کسوقت موت آئیگی تم کو یہ گمان کیونکر ہی کہ اجل بہت قریب ہی قباد نے عرض کی کہ جناب قبلہ و کعبہ اصل معاملہ یہ ہوا کہ مین حمام کرکے آئینہ خانے مین گیا آپکے تصدق سے جمال وہ ملا کہ ہر ایک حسین پر طعنہ زن ہی اپنا جمال دیکھکر مبہوت ہو گیا یہ تصور بندھا کہ یہ صورت ایک دن خاک مین مل جائیگی کوئی ساتھ نہ جائیگا آخر ناچار ہوا یہی سوچا کہ سب سے خطا معاف کراؤن ہو سکتا ہی کہ اجل آج ہی آجائے شعرا کے کیسے کیسے کلام ہین کوئی شاعر کہتا ہی نظم

ہاقلان باغ یہ نہین دلکش ✣
آستین زن چراغ عقل یہ ہی ✣
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان ✣
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
غافلو کل من علیہا فان ✣
دیکھکر بے ثباتی عالم ✣
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر ✣
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وقت
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر ✣

اس چمن کی ہواے بہمن و دی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے میکشان محفل درد
تب نظر آیا گیسوِ سنبل ✣
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہی کبود لباس

قباد یہ اشعار پڑھکر رونے لگے صاحبقران بھی بیقرار ہو کر رو رہے ہین فرماتے ہین کہ ای نور نظر شعرا کے کلام کا کیا اعتبار ہی ان مضامین پر خیال کرنا سراسر بیکار ہی شاعر کو یہ خیال رہتا ہی کہ تکلفات لفظی ہون خواہ مذہب رہے خواہ جائے جو مضمون سامنے آگیا وہ نظم کر دیا پڑھنے والا اُسکے تکلفات کو دیکھے مضمون کا اُسکے اعتبار نہ کرے قباد نے کہا کہ میرا حال عرض کرنے کے لائق نہین ہی

حضور کو سمجھاتا ہون پروردگار نے حضور کو صاحبقران کیا ہی جو اولاد دیتے ہین اُن کو غنیمت جانیے خدا رستم کو آپ سے ملائے عمرو بن حمزہ آکر ملین بدیع الزمان و قاسم حضور سے بخیر و عافیت ملین سبکو میری جانب سے دعا و سلام کہیے گا اور فرمائیے گا کہ ای بھائیو قباد تمھاری ملاقات کے مشتاق گئے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا موافق قول مخفی نظم

از دلِ غم دیدہ حالِ دلِ پرخون مپرس
ہیچ کس در سینہ ہیچ گہ از حالِ دل آگاہ نیست
ہرچہ پیش من بود از قوتِ طالع بود +
خانمانم رفت برباد و ستم ای چشم تر
رشک دریای محیط است اشک گوہر بار من
روزگاری شد کہ من دردی کش میخانہ ام

در درون خانہ از مردم بیرون مپرس
تا ز لیلی بین و از حالِ دلِ مجنون مپرس +
زین پریشانی من از گردش گردون مپرس
چون نمی پرسد کسے از من تو ہم اکنون مپرس
دیدہ از من قصۂ افزونی جیحون مپرس
مخفیا در بزم من از بادۂ گلگون مپرس +

صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر مین پہلے ہی کہہ چکا شعرا کے قول کا اعتبار نہین جو کچھ چاہتے ہین وہ کہہ دیتے ہین ای نور نظر اب زیادہ مجکو بیقرار نہ کرو جام پھیر لے جاؤ کہ انجام بخیر ہو قباد نے عرض کی امیدوار ہون کہ اتنا ارشاد فرمائیے کہ مین نے خطا معاف کی جو تم نے آج تک خطا کی ہو وہ معاف کرتا ہون تب مجکو صبر آئے صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر تم نے آج تک میری کوئی خطا ہی نہین کی مین کیا معاف کرون اور اگر کوئی خطا کی ہو تو اُسکو بدل و جان معاف کیا یہ فرماکر قباد کو گلے سے لگا لیا کہ ای قباد مین تم سے کہتا ہون کہ تم مجکو برباد کرتے ہو خدانخواستہ تمھارا داغ ہم سے نہ اُٹھیگا ای نور نظر تمھارا حکم مین نے پورا کیا اب جاکر مان کو سمجھاؤ اُس بدنصیب کا عجب حال ہی بیقرار ہو کر رو رہی ہی فرماتی ہی کہ قباد مجکو تباہ کرتے ہین زوجہ اُن کی گھونگھٹ مین رو رہی ہی اور دمبدم کہتی ہی نظم

ابکی جسدن اُسکے در پر بیٹھیے
نور کے پردونکے اندر بیٹھیے
بزم جانان سے اُٹھاتے ہین رقیب
ہمنشین کے پاس کیونکر بیٹھیے
دل نہین پہلو مین اب کہتے وہ کیون
پاس بولی جائیے گھر بیٹھیے

مرکے اُٹھیے خاک ہو کر بیٹھیے
یہ ارادہ ہی کسی کے تیر کا
دلمین تھا جو قصد اب کر بیٹھیے
بیخودی کہتی ہی بزم یار مین
آئیے میرے برابر بیٹھیے

آئیے آنکھو نمین چھپ کر بیٹھیے
سینے مین دل کے برابر بیٹھیے
بیقراری اتنی فرصت بھی تو دے
چلیے اب محفل کے باہر بیٹھیے
ڈھونڈھنے اُسکو چلے تھے ای جلال

قباد نے صاحبقران سے خطا معاف کرا کے آکر پھر جام پھرا قریب لندھور کے آئے لندھور اُٹھ کھڑے ہوئے قدمون سے لپٹ گئے عرض کی کہ ای شہریار غلام سے کچھ کلام نہ کیجیے مین اپنی خطا پر خود نادم و محجوب ہو رہا ہون جو چاہیے سزا دیجیے مین سراسر گنہگار ہون قباد نے کہا کہ ای عم نامدار مین خود آپ سے محجوب ہون کہ کلمات خلاف زبان سے نکلے یہ فرمائیے کہ جو خطا تم سے ہوئی اُسے بدل معاف کرتا ہون مجکو ثابت ہی کہ قضا مجھسے بہت قریب ہی لہذا اپنے چھوٹے کو گنہگار نہ کیجیے پاک و صاف کر دیجیے لندھور اُٹھ کر گرد پھرے عرض کی کہ ای شہریار مین تصدق و نثار ہوتا ہون جو خطا حضور نے کی

وہ بدل و جان معاف کرتا ہون حضور کا سایہ ہمارے سر پر رہے ہمیشہ خدمتگزار رہون مین محسوب رہون لندھور بن سعدان نے رو رو کر سامنے شاہ کے یہ اشعار پڑھے نظم

بھولے سے بھی نہ جانب گلزار دیکھیے — ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے
کرتا ہی کیا چلن ترا ای یار دیکھیے — پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے
اب دل مین ہی کہ پرچۂ اخبار دیکھیے — لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے
اچھی نہین یہ کاوش بیکار دیکھیے — گالی نہ ہم کو دیجیے ہر بار دیکھیے
بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے — بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے
لیتا ہون دل پہ آپ کی تلوار دیکھیے — اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے
جلوہ دکھا کے آپ جو اک بار دیکھیے — عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے
لیتا ہی جان عشق کا آزار دیکھیے — دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے
سمجھا چکے ہین آپ کو سو بار دیکھیے — کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے
باغ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے — جب تک ہی آنکھ انجمن یار دیکھیے
حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے — سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے
لیکر غزل ہزبر کی ای یار دیکھیے — کیا کیا ہی نظم حال دل زار دیکھیے

رونے پر لندھور کے تمام سرداران ہندوستان گرد بادشاہ کے پھرتے تھے اور ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ہم حضور پر نثار ہو جائین قباد فرماتے ہین یارو مین کیا جواب دون اجل میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ ملک الموت برا ے قبض روح آئے ہین اب میری زندگی دشوار ہی پھر قباد نے کہا کہ ای عم نامدار اب زیادہ بیقرار نہ ہوجیے جو مین عرض کرتا ہون دوبارہ فرمائیے لندھور نے کہا کہ ای شہنشاہ گیتی ستان آپ کو گودیون مین پالا دوبارہ کیونکر زبان سے نکلے کہ مین کہون خطا حضور کی معاف کرتا ہون جو کچھ حضور نے میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا ناموس کی آبرو بچائی مجکو پھر اس مرتبے پر پہونچایا کہ پھر ملازم امیر ہوا اب مین آپکے فراق کا طالب نہین ہون لیکن فلک جو دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا یہ کہکر لندھور خوب روئے اور عرض کی کہ ای شہریار جو آپ نے میری خطا کی وہ مین نے بدل و جان معاف کی قباد پاس سے لندھور کے ہٹے جام لبریز کیا قریب مالک کے آئے کہا ای عم نامدار اس جام کو نوش فرمائیے اور زبان سے ارشاد کیجیے کہ جو خطا تم نے میری کی وہ مین بدل معاف کرتا ہون مالک چیخین مارکے رونے لگے کہا ای شہریار خدا ہمکو وہ روز سیاہ نہ دکھائے ہمارے جنازے کی آپ رونق ہین خدا وہ دن دکھائے کہ ہم آپ کے سامنے مرین اور آپ جنازے کے ساتھ ہون راہ مین جو لوگ پوچھین کہ یہ جنازہ کسکا ہی تو آپ فرمائین کہ ہمارے رفیق نے انتقال کیا ہم دفن کرنے جاتے ہین تو ہماری روح کو راحت ہوگی پیٹھ قبر مین لگے گی آرام سے سوئین گے اگر خدانخواستہ آپ کے دشمنون کا ہمنے جنازہ دیکھا تو کیونکر صبر ہوگا کلیجہ پھٹ جائیگا قباد نے قدمون پر سر رکھدیا عرض کی ای عم نامدار

اب زیادہ دیر نہ کیجیے مجھے سارے لشکر کو شربت پلانا ہی سب خرد و کلان جمع ہین آخر مالک نے مجبور و
ناچار ہو کر کہا کہ ای شہریار جو آپ نے میری خطا کی وہ بدل و جان معاف کرتا ہون پروردگار آپسے
راضی ہو قباد وہان سے ہٹے جملہ سردارون کو اسی طرح شربت پلایا ہر ایک سردار تصدق و
نثار ہوتا تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جیسے آپ بادشاہ ہوے کیا کیا پرورش فرمائی قباد شہریار نے
پھر جام بھرا قریب کرب غازی آئے عرض کی کہ ای نظر کردہ شاہ مردان میری خطا معاف فرمائیے اور
جام نوش کیجیے کرب غازی چیخین مار کر رونے لگے کہا ای شہریار آپ نے مجکو عزت و آبرو عطا کی
خاک سے پاک ہوا اس مرتبے کو پہونچایا کہ غلام خاص کہلاتا ہون افسران اعلیٰ مین میرا نام ہی مجکو
خدمتگزاری سے کام ہی عمرو ایک طرف پچھاڑین کھا رہا ہی عیارون سے کہہ رہا ہی کہ کیون یارو
آج کیا ہونے کو ہی کہ قلب پر ہجوم غم و الم ہی دمبدم دل گھبراتا ہی کوئی کلیجہ مسل رہا ہی کرب
نے اپنے تئین بادشاہ پر نثار کیا بارگاہ سلیمانی مین قیامت برپا ہی ہر خرد و کلان رو رہا ہی ہر شخص
کا یہ قول ہی کہ ای پروردگار و ای معین و مددگار جو بلا شاہ پر آنے کو ہو وہ ہمپر آئے مگر ای
پروردگار قباد کو بچالے قباد نے کرب کو گلے سے لگایا فرمایا جو ہم کہتے ہین وہ کہو کرب نے
رو رو کر کہا کہ ای شہریار جو آپ نے میری خطا کی ہو اُسے بدل و جان معاف کرتا ہون مگر اس بات
کا امیدوار ہون کہ میرے جنازے کے ساتھ حضور ہون قباد نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا ای
کرب غازی مشیت پروردگار مین کیا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی کوئی کیا جانے کہ تقدیر مین
کیا لکھا ہی جسکی قضا مقرر ہی اُسکو کون روک سکتا ہی ایک لمحہ بموجب ارشاد کبریا کمی اور زیادتی
نہین ہوسکتی قرآن مجید و فرقان حمید مین رب اکبر ارشاد فرماتا ہی یہی مضمون ہی جو مین نے ادا کیا
مین یہی چاہتا ہون کہ آپ سب صاحب میرے جنازے کے ہمراہ ہون کہ میرے جنازے کی رونق ہو
دیکھنے والے کہین کہ کیا بادشاہ خوش نصیب تھا کہ جسکے اسقدر سردار ساتھ ہین مین جانتا ہون
کہ یہ شب مجھپر نہ گذریگی ملکہ مہرنگار دروازے پر محل کے کھڑی ہین اور پکار رہی ہین کہ صاحبو
صاحبقران سے کہو کہ میرے حضور عالم کو تو اندر بھیجین ناظر عرض کر رہے ہین کہ بادشاہ
کام مین مصروف ہین بعد فراغت کے حاضر ہونگے اور سب شاہزادیان نکلی پڑتی ہین یہی ہر ایک
کا قول ہی کہ قباد ہم سب کی آس مراد ہین ہمارا رنڈاپا یہی بسر کرین گے اگر خدانخواستہ یہ نہ
ہوے تو ہم لوگ کیسے خراب ہونگے کہان مارے مارے پھرین گے ناظر بچکلے سمجھا رہے ہین
کہ ملکۂ عالم اندر چلیے ملکہ فرماتی ہین صاحبو یہ تو بتاؤ کہ میرے حضور عالم کو کیا ہو گیا کیسے
کلمات نامبارک فرماتے ہین اس دائی کو فراموش کیا آکے ذرا صورت دکھا جائین صاحبقران
نے جو آواز مہرنگار سُنی روتے ہوے دروازے پر آئے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم جا کر بیٹھو قباد
سب سردارون کو شربت پلا چکے ہین اب سوار و پیدل سے عذر کر رہے ہین سب ملازم
جانباز و سرفروش عرض کرتے ہین کہ حضور کا غم ہم کو پروردگار نہ دکھائے ایسا بادشاہ کہان
پائین گے جری ایسے کہ ہمیشہ ہم سے آگے رہتے ہین پرورش یہ کہ ہمیشہ جب ساتھ حضور کے لڑے
ایک ایک کی تعریف کرتے ہین ہم لوگ شاد ہو جاتے ہین دعا دیتے ہین کہ خداوند کریم حضور کو

سلامت رکھے مہر نگار نے کہا کہ صاحب مین کیونکر جا کر بیٹھون میرے دل کو قرار نہین جی چاہتا ہی
کہ باہر نکل پڑون خاک چھانون قباد کے دل سے یہ رنج کیونکر دفع ہو صاحبقران عالیشان
فرماتے ہین کہ ای ملکہ مہر نگار کیا بیان کرون کہ قباد کے دل پر کیا غم والم ہین اپنی بات پر اڑے
ہوے ہین کل لشکر کے سائیس تک جمع ہین ہر ایک سے خطا معاف کرا رہے ہین یہی فرماتے ہین
کہ بھئی کہدو کہ جو حضور نے خطا کی وہ ہمنے معاف کی امیر نے سب شاہزادیون سے فرمایا صاحبو
ملکہ کو اندر لے جاؤ ان کو بٹھاؤ او فتنہ تو بھی اس وقت مدد نہین کرتی کہ ملکہ کو سمجھا کر بیجا فتنہ
قدمون پر گر پڑی عرض کی کہ ملکۂ عالم اندر تشریف لے چلیے ملکہ ناچار ہو کر صاحبقران زمان سے
کہہ کر پلٹین کہ جا کر بھائی خواجہ عمرو سے کہیے کہ لشکر مین دیکھین کوئی دشمن تو نہین آیا ہی اسکو
نکال دین شاہزادے کی حفاظت کرین امیر نے فرمایا آج کوئی نیا لشکر مین نہین آیا مجھ کو
دمبدم کی خبر ملتی ہی کسکی مجال ہی کہ لشکر مین آسکے ہر طرف نگہبان مقرر ہین دشمن سامنے سے
بھاگ گئے ہرمز فرامرز راہ شہر ہاماوران مین ہین اگر کا شکے وہ بھی مقابلے مین ہوتے
تو مین تصور کرتا کہ شاید کسی کو بھیجا ہو وہ ہی قدیم لوگ جو جانباز و سرفروش ہین وہ ہی حاضر
ہین ملکہ روتی ہوئی اندر گئین مگر قرار نہین اُستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو
یون تحریر فرمایا ہی کہ شام تک قباد نے سب کو شربت پلایا ادنیٰ ادنیٰ شخص کو اپنے ہاتھ سے
سیراب کیا اور خطا معاف کرائی ہر کس و ناکس نثار ہوتا ہی آخر مین سب کے گلیم گوش بیٹھا ہوا
تھا قباد اُسکے قریب آئے اور جام دیکر فرمایا کہ ای گلیم گوش جو کچھ خطا ہوئی ہو اُسکو معاف کر
گلیم گوش حسرت سے قباد کی رونے لگا اور اسنے بھی جام پیا کہا ای شہریار خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ کی حسرت نے مار ڈالا مگر دل مین پیش بندیان کر رہا ہی کہتا ہی کہ ای گلیم گوش آج
قباد نے بڑی مشقت کی آخر تھک کر جہان جاوینگے ان کی فکر کرونگا مگر قباد سب کو شربت
پلا کر ایسے تھکے کہ تخت پر آکے لیٹے اور عمرو نے طلایہ دار مقرر کیے چونکہ پریشان ہو رہے تھے
گلیم گوش کو خدمت طلایہ داری دی اور سب سے تاکید کی کہ یارو ہوشیار رہنا آج قباد
کی حسرت نے مار ڈالا ہی ایسے کلمات کہے کہ کلیجے مین سوراخ پڑ گئے مگر گلیم گوش طلایہ پھر رہا ہی
جابجا لوگون کو مقرر کیا آپ تنہا ہی مگر قباد جو آکر گرے تھک کر تخت پر لیٹے اور لیٹتے ہی سو گئے مگر
صاحبقران نے جو دیکھا کہ قباد سو گئے سردارون سے فرمایا کہ اپنی اپنی بارگاہ مین جاؤ شہریار
نے آرام کیا اب کوئی بولو نہین شہریار کو سو جانے دو نیند مین دخل نہ دو اب جو اُٹھین گے
تو بحال ہو جائینگے یہ فرما کر صاحبقران بھی اُٹھے اور جملہ سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی اپنی بارگاہ مین
گئے قباد آرام فرما رہے ہین گلیم گوش ہر مرتبہ پھرتا ہوا آتا ہی عیارون کا جابجا پہرا ہی پکارتا جاتا
ہی کہ یارو ہوشیار رہو عیار کہتے ہین مہتر صاحب یہان ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی ہی انسان کی
کیا مجال ہی کہ اس طرف آسکے ہم لوگ پہرے پر بیٹھے ہین مہتر صاحب تم مطمئن رہو ہم لوگ ہوشیار
ہین کیون مہتر صاحب کسکا خوف ہی کہ اسقدر حفاظت کرتے پھرتے ہو گلیم گوش کہتا ہی کہ یارو
بادشاہ نے ایسے کلمات فرمائے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہو گئے صاحبقران بھی تاکید کر گئے ہین کہ خوب

اچھی طرح حفاظت کرنا مین حکم شہریار کا پورا کر رہا ہون دمبدم دربارگاہ پر آتا ہی اور بادشاہ
کو جھانک جاتا ہی قصد کرتا ہی قریب جاؤن مگر حوصلہ نہین پڑتا جب پھرتے پھرتے لشکر مین
سناٹا ہوا دو پہر شب گذری کلیم گوش پھرتا ہوا آیا بارگاہ مین گھس گیا سیڑھیون پر قدم رکھکر
تخت پر چڑھا ہرچند کہ خنجر ہاتھ مین ہی مگر کانپ رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ ای کلیم گوش کیا کرون
حقیقت مین یہ جان لشکر اسلام ہی پشتارہ باندھ کر نہ جا سکونگا آخر سوچتے سوچتے خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیکر قریب آیا اگرچہ ہاتھ اسکا کانپ رہا ہی مگر بوسہ گاہ مہر نگار پر خنجر رکھا خنجر اسقدر
روان تھا کہ سر قباد کا کٹ گیا سر کاٹ کر اسنے رومال مین باندھا لاشۂ خون آلود چھوڑ کے
بھاگا اب سر تو اس کے ہاتھ مین ہی مگر مثل اندھونکے گوشون مین چھپتا پھرتا ہی آخر پشت بارگاہ
سے نکلا اور میدان پکڑا طرف لشکر پیران نوشیروان کے چلا یہان صاحبقران زمان نے
مہر نگار کو خبر دی کہ قباد تخت پر سو گئے مین چوکیان مقرر کر کے آیا ہون کیا مجال کسی کی ہی کہ
آسکے ای مہر نگار اب خوف نکرو بس امیر نے مہر نگار کو جو مطمئن کیا دن بھر کی تھکی ہوئی تھین فورًا
لیٹتے ہی سو گئین دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے انکے کلیجے پر چھری پھر رہی ہی
قلب پر صدمہ ہی عالم خواب مین دیکھا کہ قباد شہریار دریاے خون مین غوطے مار رہے ہین
گھبرا کر روتی ہوئی اُٹھین صاحبقران کو جگایا کہا صاحب سوتے ہو مین نے عجب طرح کا خواب
دیکھا ہی کہ قباد دریاے خون مین غوطے مار رہے ہین اُسی دہشت سے بیدار ہو گئی ہون امیر و
مہر نگار روتے ہوے محل سے نکلے باہر نگہبانون نے سُنا کہ مہر نگار آتی ہین کچھ خواب دیکھا
ہی آوازین دینے لگے کہ یارو آنکھین بند کرو جناب ملکۂ معظمہ مہر نگار تشریف لاتی ہین خدا
اُن کو آباد رکھے نگہبانون نے اپنی اپنی آنکھین بند کر لین مگر ملکہ مہر نگار گرتی پڑتی قریب بارگاہ
پہونچین پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہی چیخ ماری کہ یارو یہ کیا اندھیر
ہی یہ ہمارے شہریار کی خوابگاہ ہی ایسا اندھیرا ہی کہ کچھ سوجھتا نہین ہاتھ سے ٹٹولتی ہوئی
چلین جب قریب تخت پہونچین ہاتھ بڑھائے خون مین قباد کے پڑے پُکار کر کہا یا صاحبقران
مین نے ابھی تک قباد کو نہین پایا مگر ہاتھ خون مین بھر گئے ہین براے خدا روشنی منگاؤ امیر نے
آواز دی ارے مقبل روشنی لا مشعلچی مشعل لیکر دوڑا چاہا بارگاہ مین جاؤن کہ صاحبقران
نے اُسکے ہاتھ سے مشعل لے لی فرمایا او بے حیا اندر بارگاہ کے نہ آنا زنانہ یہان پر آگیا ہی
مشعلچی تھرا کر ٹھہر گیا صاحبقران مشعل ہاتھ مین لیکر اندر بارگاہ کے آئے اب مہر نگار
نے وہ حال دیکھا کہ خدا کسی مان کو بیٹے کا یہ حال نہ دکھائے دیکھا کہ قباد تڑپتے ہوے تخت
سے گرے ہین مگر سر ندارد پُکار کر کہا کہ یا صاحبقران میرے نور نظر کو کسی نے مار ڈالا لاشہ
سر کٹا ہوا پڑا ہی صاحبقران نے جو پلٹ کر دیکھا ہاے فرزند کہکر گرے خون مین قباد شہریار
کے لوٹنے لگے ہلڑ جو ہوا کئی ہزار عورتین اور شاہزادیان پیٹتی ہوئی نکل آئین سب محلات
آگئے ملکہ گردیہ بانو حور رخ دمشکین موے کاکل کشا وغیرہ دوہتھڑ چلتا ہوا آکر شریک
مہر نگار ہوئین ملکہ گردیہ بانو پُکارتی ہین ای نور نظر کہان تشریف لے گئے کونسا ظالم جلاد تھا

جسنے حضور کا سر کاٹ لیا کہ دربارگاہ پر جملہ سردار آکر جمع ہوے پکار کر کہا کہ سب شاہزادیان ہٹ جاوین کہ ہم لوگ اندر آوین حال قباد دیکھین یارو یہ کیا غضب ہوا کون ایسا دشمن لگا ہوا تھا کہ شہریار کا سر کاٹ لے گیا صاحبقران نے شاہزادیون کو ہٹایا شاہزادیون کے بال کھلے ہوے ایک ایک کا چہرہ اُداس ہے اور یہی ہنگامہ ہے کہ ہم لوگ تباہ ہو گئے اب ہماری وارثی کون کریگا صاحبقران نے بمشکل عورتون کو ہٹایا مگر ملکہ مہرنگار کا عجب حال ہے کہ غش پر غش آرہا ہے اور پیٹتے پیٹتے اپنے تئین نیلا کر دیا ہے اور فرماتی ہین کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کیا صدمۂ جانکاہ تو نے مجکو پہونچایا ہاے میرے لال کو مجھسے چھڑایا اب مین حضور عالم کسکو کہونگی ہاے خدا کل کی بات ہے کہ اُسکی دُلھن بیاہ کر لائی کہ جسکی تقریب چوتھی کی بھی نوبت ابھی تک نہین آئی افسوس ای قباد تمھارے لاشے کے مین واری ہاے کیا مایوسی برستی ہے ارے لوگو میرے حضور عالم کو تو دیکھو کہ کس طرح سر کٹے پڑے ہین یہ کہکر لاشۂ قباد سے لپٹ گئین اور پچھاڑین کھا رہی ہین عجب نوبت ہے بمشکل جدا ہوئین اب جملہ سردار بارگاہ مین آئے دیکھا کہ صاحبقران لوٹ رہے ہین خواجہ سے فرماتے ہین خواجہ تم نے دیکھا کہ تمھارے فرزند کا کسینے سر کاٹ لیا کون ایسا بیرحم تھا اُسکے کلمات حسرت پیش آئے براے خدا آکر دیکھو تو قاتل بے ادب کیونکر تخت پر چڑھا اُسکو اس ماہ تابان پر بالکل رحم نہ آیا کیونکر سر کاٹا عمرو نے آکے دیکھا اپنے کو نقش پا پر گرا دیا پکار کر کہا کہ بے حیا گلیم گوش کہان گیا اُسی کا پتہ معلوم ہوتا ہے کل عیارون نے آکر دیکھا اور پتہ گلیم گوش کا قرار دیا صاحبقران یہ کہکر اُٹھنے لگے کہ مین سمجھ گیا ہرمز اور فرامرز نے اشتعالک کی مین لڑتا ہوا بارگاہ مین جاؤنگا ہرمز و فرامرز کو قتل کرونگا میرے گھر کا چراغ گل کیا مین چراغ نوشیروان گل کرونگا یہ فرما کر اُٹھنے لگے لڑکھڑا کر گرے لندھور نے بڑھکر سنبھالا فرمایا کہ ای دارا ے ہند وہ جو دعوی جرأت کا تھا سب نکل گیا اب ہم مین قوت نہین خواجہ براے خدا جاؤ سر گلیم گوش سے لاؤ مگر گلیم گوش راہ کو طی کر کے بارگاہ ہرمز و فرامرز مین پہونچا رومال مین سر بندھا ہوا ہے ہرمز و فرامرز نے پوچھا ارے یہ کسکا سر لایا گلیم گوش نے کہا کہ آج مین نے کل لشکر کو مٹا دیا شاہزادون نے کہا کہ ارے کیا صاحبقران کا سر لایا گلیم گوش نے کہا صاحبقران سے بہتر سر لایا ہون ہرمز و فرامرز نے گھبرا کر کہا ارے صاحبقران سے کون بہتر ہے کیا ہمارے بھانجے کو مٹایا گلیم گوش نے سر سامنے ڈالدیا ہرمز و فرامرز نے جو سر قباد دیکھا اپنے کو تخت سے گرا دیا کہا او ملعون یہ تو نے کیا کیا یہ بھی تو ہمارے گھر کا چراغ مراد تھا تو نے اُسکو گل کیا گلیم گوش نے جو دیکھا کہ شاہزادے بھی بُرا کہتے ہین اور صاحبقران بھی باغی ہوے سر کو رکھکے بھاگا بختیارک نے کہا کہ ای شاہزادو بہتر اسی مین ہے کہ سر قباد لیکر چلو ایسا نہو کہ صاحبقران آجاوین تو اس قدر تلوار چلیگی کہ کوئی زندہ نہ بچیگا شاہزادون نے کہا کہ ہم چلین گے بختیارک بھی روتا پیٹتا ہوا ساتھ ہوا چاہتے ہین کہ روانہ ہون دیکھا کہ دربارگاہ سے عمرو بن اُمیۂ ضمری چیخین مارتا ہوا ہرمز و فرامرز کو بُرا کہتا ہوا اندر آیا دیکھا ہرمز و فرامرز خود پیٹ رہے ہین اور کہتے ہین اُس دشمن نے

چراغ کیانی گل کیا ہم نے اُسکو نکال دیا عمرو نے پوچھا وہ بے حیا کہان گیا بختیارک نے کہا
کہ جب شاہزادے بگڑے اور کہا کہ او بے حیا یہ تو نے کیا ستم کیا کہ چراغ خاندان کیانی گل کر دیا
تو وہ سر ڈال کر بھاگا عمرو یہ سُن کر باہر نکلا نقش پاے گلیم گوش دیکھتا ہوا چلا راہ مین گلیم گوش
جاتا تھا کہ پشت سے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا کہ عمرو بیتاب آتا ہی آتے ہی للکارا کہ او
نامرد اب کہان جائیگا گلیم گوش نے تیغچہ مارا عمرو نے جھکائی دے کر ہاتھ مار دیا کہ سر گلیم گوش
کا اُڑ گیا عمرو نے سر تو اُٹھا لیا لاشہ وہین پڑا رہنے دیا سر کو رومال مین باندھا لشکر مین پسران
نوشیروان کے آیا دیکھا زنانی سواریان ہو رہی ہین در دولت پر ہنگامہ ہی ہرمز و فرامرز سر
لیکر جاتے ہین تمام سردار پیٹ رہے ہین محافے مین سے آواز آتی ہی کہ ای نور نظر نانی کے گھر بھی
نہ آئے اور اُس دشمن نے سر کاٹ لیا اب مہر نگار کو جا کر کیا مُنھ دکھاؤن وہ سمجھے گی انھین نے
ل کر قباد کو قتل کرایا ہر چند کہ جھگڑا فساد تھا مگر یہ کبھی نہین چاہا کہ تمھارے دشمنون پر زوال
ہو گلیم گوش نے بڑی بدعت کی نام ہمارا مٹایا عمرو نے دیکھا کہ یہان تو خود قیامت ہی اپنی
کیا بدعت کرون دشمن کا سر لایا اب اِن کو چلنے دو ہرمز و فرامرز سر قباد کا لیے ہوے طرف
صاحبقران کے چلے یہان صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون صاحبو ہم ایسے جسکے وارث
ہون اُسکا لاشہ بے سر دفن ہو یہ ذکر تھا کہ اول عمرو آ کے پہونچا سر گلیم گوش کا آگے امیر
کے رکھدیا اور کہا ای شہریار مین نے صحرا مین جا کر اسکو مارا اندھا ہو گیا تھا جنگل مین ٹٹولتا
پھرتا تھا مین نے جاتے ہی سر کاٹ لیا امیر نے فرمایا خواجہ اسکے قتل سے مجھے کیا نفع ہوا
عمرو نے کہا مشیت پروردگار مین کیا دخل ہی قضا سب کے واسطے ہی نظم

ہم نے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہلِ نظر
وجہ ہو اِس کی یہ ظاہر عقلا کے اوپر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادِ رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

ای شہریار جب ایسے ایسے اولوالعزم نہ رہے اور پیوند خاک ہوے تو اِنکو بھی چلکر دفن کیجے
امیر نے پوچھا ہرمز و فرامرز کیا کرتے ہین اگر اُنکی خواہش سے یہ مقدمہ ہوا ہو تو مین جا کر اُنھین
قتل کرون عمرو نے کہا وہ بہت رنجیدہ ہوے بلکہ خود بھی آتے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرمز و فرامرز
آ کے پہونچے سامنے آ کے امیر کے گر پڑے کہا ای شہریار یہ چراغ ہمارے خاندان کا تھا
وہ آج گل ہوا ہماری اشتعالک نہ تھی جب وہ سر لیکر پہونچا ہم نے اُس کو نکالدیا اور یہ کہا
کہ او بے حیا تو نے یہ کیا غضب کیا ہمارے خاندان کا چراغ گل کیا خواجہ عمرو نے اُسے
جا کر مارا ہم کو خود راحت ہوئی یہ ذکر تھا کہ زنانی سواریان اُترین مہر نگار پیٹ رہی تھین کہ
ملکہ زرانگیز خاتون مادر مہر نگار سامنے آ کر پہونچین فرمایا ای نور نظر بڑا غضب ہوا مہر نگار
نے کہا کہ ای مادر مہربان آپ کو کیونکر گوارا ہوا کہ نواسہ آپ کا مارا گیا زرانگیز مہر نگار
سے لپٹ گئین کہا ای نور نظر ہم مین کسی نے اشتعالک نہین دی اُس بے حیا نے اپنی طرف سے

یہ کام کیا یہ سُنکر مہر نگار ماں سے لپٹ گئین زار زار انگیز رونے لگین کہ ہائے نواسہ میرا کبھی ننھیال مین
نہ آیا آیا تو سر آیا کیا کرون قباد کو کہان ڈھونڈھون مان بیٹیان لپٹی رو رہی ہین مہر نگار کہتی ہین
میری عمر بھر کی کمائی تھی وہ یون لٹی اب مین کیا زندہ رہونگی آٹھ پہر گریہ و زاری کرونگی یہان
باہر صاحبقران نے سردارون سے فرمایا یارو مین کیونکر کہون کہ ان کو پیوند خاک کرو
یہ نازک مزاج بادشاہ لشکر ہمیشہ سلطنت کی انکی نازک مزاجی کا کیا ذکر کرون نہایت پریشان ہون نظم

کبھی ہوجاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہائے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پر تو خورشید نہ تحریک صبا
نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان

کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین
طاقتِ نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

ان باتون پر صاحبقران کی تاجداران ذیوقار خاک پر لوٹ رہے ہین سب سے زیادہ کرب
بیقراریان کر رہے ہین ایک جانب سلطان سعد پچھاڑین کھا رہے ہین فرماتے ہین ای شہریار
اب ہماری آبرو کون کریگا کون ایسا ہی کہ ہماری قدر دانی کرے فلک درپے آزار ہی بندہ مجبور
و ناچار ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ تلوارین ڈھونڈھ رہے ہین چاہتے ہین اپنے تئین
ذبح کرین مگر کمیدان و رسالہ داران سب کو پکڑے ہوے ہین ہتھیار چھین لیے ہین مگر لندھور
وغیرہ نے جلدی تدبیر کرکے صندوق صندلی منگوایا اُسمین قباد کو رکھا جس وقت جنازہ اُٹھا
عجب قیامت برپا تھی کہ زمین و آسمان سے رونے کی آواز آتی تھی اکثر شاہزادیان محل سے نکل
آئین ناظر بچکانے موجود ہین اُنھون نے دروازے بند کردیے سب بی بیان دروازون سے
سر ٹکرا رہی ہین سب سے زیادہ مہر نگار کا عجب حال ہی فرماتی ہین میرے نور نظر کو لیے جاتے ہین
صاحبو مین بھی ساتھ جاؤنگی قبر پر فقیرنی ہوکر بیٹھونگی داغ دل کے پھول چڑھاؤنگی اشکون سے
چھڑکاؤ کرونگی جو کوئی پوچھیگا تو کہدونگی کہ میری کمائی اس خاک مین ملی ہی مین فقیرنی بن کے
بیٹھی ہون ہروقت قبر پر رہتی ہون کہ شاید کبھی اس دائی کو پکارین تو مین عرض کرون کہ
حضور عالم یہ دائی حاضر ہی مگر موت سے قاصر ہی فتنہ زوجۂ خواجہ عمرو دروازے سے سر
ٹکرا رہی ہی اور کہتی ہی صاحبو مجکو میرے حضور عالم تک جانے دو مین تو بچپن کی خدمتگزار تھی
گودیون مین کھیل کر پلے اور ہمین چھوڑ کر چلے مین گود مین لیکر بیٹھونگی فیروزہ بن عمرو کہ سڑی
ہوگیا ہی کہتا ہی یارو بچپن کا ساتھ ایک ہی دن پیدا ہوے انھین کے ساتھ کھیلے اب مین کہان
جاؤن یا صاحبقران مجکو ان کے ساتھ دفن کیجیے عمرو بھی اس بات پر راضی ہی کہ قباد کا دل پر
داغ ہی اگر میرا فرزند بھی اس وقت مرجاے تو قباد کے ساتھ دفن کرون مین دل و جان سے راضی
ہون سردارون نے صندوق لاکر مقام غسل پر پہونچایا جب نہلا کر کفن پہنایا تو دوبارہ صندوق مین
رکھا پھر سیف ذوالیدین نے نماز پڑھوائی سارا لشکر پشت پر کھڑا تھا صفین بندھی ہوئی ہین
سیف ذوالیدین نے فرمایا یارو خاموش رہو نماز تو پڑھوالے دو صاحبقران نے فرمایا کہ ای
عالم لشکر یہ کسکی نماز پڑھواتے ہو سیف ذوالیدین نے عرض کی کہ ای شہریار جو ہمارا تاجدار تھا

وہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا ہماری تقدیر مین لکھا تھا کہ اُنکی نماز جنازہ پڑھو آخین سیف ذوالیدین
نے بمشکل نماز ادا کی اب لندھور نے بڑھ کر جنازہ اُٹھایا جانب قبر لے چلے صاحبقران زبان
فرماتے تھے ای لندھور مجکو بھی اسکے ساتھ دفن کرو اب مین جاکر مہر نگار کو کیا مُنھ دکھاؤنگا کہینگی
کہ میرے حضور عالم کو کیا کر آئے کس زبان سے کہونگا کہ اُنکو پیوند خاک کیا آخر رو رو کے لاش
قباد کو دفن کرایا اور تلقین سیف ذوالیدین پڑھنے لگے صاحبقران فرماتے تھے کہ ای
فرزند اچھی طرح سوال وجواب کرنا تُمھارا جہاد کافی ہی کہتا مین سرفتنہ ملک فرنگستان ہون
ہرمز و فرامرز قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار اب ہمارے
اور آپ کے لڑائی موقوف رہے اگر حکم ہو تو اسی مقام پر رہین امیر نے سر جُھکا کر فرمایا کہ
مین تو نمکخوار قدیم ہون جس طرح ارشاد ہو وہ ہی بجالاؤن ہرمز و فرامرز صاحبقران سے
وعدہ کر کے رخصت ہوے مگر ملکہ مہر نگار نے حکم دیا کہ لشکر سے ہمارے اسباب عیش و نشاط
اُٹھ جائے گانا بجانا میکشی سب موقوف رہے میخانے لشکر سے اُٹھ گئے ارباب نشاط کو حکم دیا
کہ تم لوگ لشکر سے باہر جا کر رہو کوئی کسبی ہمارے لشکر مین باقی نہ رہے لشکر مین سناٹا ہو گیا
کئی مہینے جب اسی طور پر گذرے مثل سلطان سعد و چوگان بن حمزہ فرزندان صاحبقران
و چند سردار جمع ہو کر خیمۂ کرب غازی مین آئے کرب نے سب کی خاطر کی پوچھا آج آپ
لوگون نے کہان سرفراز فرمایا سب نے کہا ای کرب نامدار تم فرزند خواجہ عمرو ہو خواجہ
کے خیمے مین چلو اُنسے خواہش کرو کہ میکشی کرتے ہم لوگونکی عمرین گذرین اب کئی مہینے سے بالکل موقوف
ہی ہم لوگ پریشان ہوتے ہین کوئی تدبیر ایسی کرو کہ صاحبقران شراب پئیین جو ہونا تھا
وہ ہو چکا مرتے کے ساتھ کوئی مرتا نہین دنیا کا یہی رنگ ہی بڑے بڑے جلیل مذہب اسلام
کے کفیل دنیا سے اُٹھ گئے اُن کے عزیز و اقارب نے کیا کیا کرب غازی سب کو اپنے ساتھ لیکر
خیمۂ خواجہ مین آئے خواجہ حیران ہوے کہ آج یہ سب نوجوان کیون آئے ہین سب نے کہا
ای خواجہ عمرو دربار اب نہین ہوتا وہان آپ کو دیکھ لیتے تھے اب کئی مہینے سے آپکی زیارت
نہین ہوئی تھی اس وجہ سے حاضر ہوے جب خواجہ نے سب کو بٹھایا کرب غازی نے دست بستہ
عرض کی کہ ای پدر نامدار ہمین تو آپ ہی کا بھروسا ہی کئی مہینے سے دربار موقوف ہی اسوجہ سے
جملہ جوانون نے مجھے آکر گھیرا ہی آپ کے پاس کچھ گزارش لے کر آئے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ
بیان کرو سب جوان ہاتھ باندھنے لگے کرب نے عرض کی کہ ہم سب اس وجہ سے حاضر ہوے ہین
کہ ہماری مدد کیجیے کسی طور سے صاحبقران کو راضی کیجیے کہ شراب و کباب کا چرچا ہو آپ
کلید عقل صاحبقران ہین عمرو نے کہا کہ ای فرزند کرب اتنا خیال کرو کہ یہ مقدمہ انتقال قباد
ہی اور ملکہ مہر نگار نے یہ حکم دیا ہی کہ کوئی وجہ عیش و عشرت لشکر مین نہ ہونے پائے اسی وجہ سے
یہ سب سامان ملتوی ہین اگر مقدمہ حمزہ ہوتا تو مین اُن کو راضی کر لیتا کرب غازی نے کہا ای
ارسطو فطرت اور ای لقمان حکمت آپ کے کیے سب کچھ ہو سکتا ہی اب ہم لوگون کی مشکل آسان کیجیے
جملہ سردار اپنی اپنی بارگاہون مین پڑے رہتے ہین اُسی طرح دربار ہو سب جگہ جلسہ ہوا کرے

ارباب عیش ونشاط لشکر مین آئین سلطنت کسی کے واسطے تجویز ہو جائیگی آپ انتظام فرمائیے جب
عمرو نے دیکھا کہ یہ لوگ نہین مانتے ناچار ہو کر کہا یارو مجکو خوف یہ ہو کہ مہر نگار نہ بگڑ جائے اُسنے
آج تک کوئی کام خوشی کا نہین کیا آٹھ پہر رویا کرتی ہو سب نے کہا خواجہ کچھ بھی نہ ہوگا آپ امیر
کو راضی کیجیے ہم سب لوگ سمجھ لین گے عمرو نے کہا یارو اسکا خیال رہے کہ انجام اس تدبیر کا
بد ہو مہر نگار بڑے فیل لائیگی وہ روز کہا کرتی ہو کہ یا صاحبقران آپ کو مرنے کا قباد کے کیا
ملال ہو اور بی بیان سلامت رہین کہ اُن کے فرزند ہین آپ اُن کو دیکھ کر شاد ہوتے ہونگے میرا تو
عیش بالکل مٹ گیا ہین کیونکر آرام لون مگر سردارون نے نہ مانا کہا خواجہ ہم لوگ آج نہ جاوینگے
جب تک آپ اقرار نہ کرین گے ہم لوگ آب ودانہ ترک کردین گے جب خواجہ نے دیکھا کہ یہ
لوگ جان دینے پر آمادہ ہین تب عمرو نے کرب سے کہا کہ ای نور نظر تمھاری خاطر سے یہ انتظام
کرتا ہون کہ اپنے کو بیمار ڈالتا ہون بعد کئی دن کے ایک کام کرنا کہ حکماے لشکر کو بھی ملا لینا جب
میری علالت کو ترقی ہو تو صاحبقران کو خبر کرنا وہ ضرور میری عیادت کو آئین گے اُسوقت
مین سمجھ لونگا جب حکیم بلائے جائین تو وہ سب یہی کہین کہ عمرو نے چونکہ شراب چھوڑی ہو اسوجہ
سے انکا یہ حال ہو بدون شراب صحت نہ ہوگی پھر مین سمجھ لونگا یہ سمجھا کر سب کو رخصت کیا خواجہ
بیمار پڑے صاحبقران کو خبر ہوئی امیر خاموش ہو رہے بعد کئی دن کے لندھور بن سعدان
روتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا خواجہ کی علالت یہانتک بڑھی کہ دم توڑ
رہے ہین حضور کو بلایا ہو کہ مجکو دیکھ جائیے مین آپسے رخصت ہوتا ہون اور جو کچھ مین نے
خلاف کیا ہو اُسے معاف فرمائیے صاحبقران یہ سُن کر روتے ہوے اُٹھے سب نوجوان ساتھ
ہین قریب خواجہ آئے دیکھا خواجہ کی آنکھین اُلٹی ہوئی ہین بستر پر پڑے تڑپ رہے ہین امیر
نے سر عمرو کا گود مین لیا اور پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو اب
جاکر قباد سے ملوگے ہماری طرف سے پیغام کہنا کہ بیٹا مان باپ کا بُرا حال ہو ای نور نظر خواب
مین تو آکر اپنی صورت دکھاؤ کہ ہم کو آرام ملے خواجہ نے آواز صاحبقران سُن کر آنکھ کھولی نگاہ
حسرت طرف صاحبقران کے دیکھا عرض کی کہ ای آقاے نامدار یہ خیر خواہ رخصت ہوتا ہو اب
عجب عالم ہو کہ لبون پر دم ہو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارا ساتھ چھوڑ دوگے عمرو نے کہا
کلیجہ مین درد ہو روح بدن سے نکلا چاہتی ہو امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای خواجہ ہمارا
تمھارا تو وعدہ تھا کہ ہم تم ساتھ چلین گے دنیا مین ساتھ رہا ایک ساتھ جنازہ ہمارا تمھارا
اُٹھے تب لطف ہو سب اپنے مقام پر کہین کہ ایک جنازہ رفیق کا ہو اور ایک شفیق کا ہو
امیر نے حکیمون سے ارشاد فرمایا کہ تجویز کرو عمرو کو کیونکر صحت ہو حکما نے عرض کی کہ چونکہ عمرو
بچپن سے شراب کے عادی تھے اُسکے چھوٹنے سے یہ درد پیدا ہوا ہو اگر شراب پئین تو ابھی
صحت ہو ان کو کوئی بیماری نہین ہو بخوبی نبض دیکھ لی ہم نے بخوبی تشخیص کی ثابت ہوا کہ شراب کے
چھوٹنے سے یہ درد اُٹھا ابھی پئین تو ابھی صحت ہوتی ہو صاحبقران نے فرمایا خواجہ عمرو بطور
دوا پیو کہ صحت ہو عمرو نے روکر عرض کی کہ ای شہریار مقام تاسف ہو کہ قباد نہ ہون اور مین شراب

پیو ن اگر جان جاتی ہی تو صدقہ پاپوش مگر یہ علاج قبول نہ کرونگا خواجہ نے عرض کی کہ ہم کو جو نصیحت کرنا تھی
وہ کر چکے اب پینے نہ پینے کا آپ کو اختیار ہی سب نوجوان بھی بول اُٹھے کہ خواجہ کیا مضائقہ ہی بطور
دوا پی لو کہ تم کو صحت ہو آپ کے لشکر مین نہ ہونے سے سارا لشکر تباہ ہو جائیگا کسی کو آرام نملیگا
عمرو نے کہا کہ مین ایک طرح سے شراب پیتا ہون کہ آقاے نامدار بھی پئین اور جملہ سردار بھی تو مین
بھی پیونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اگر مہرنگار سُنے گی تو بڑی آفت برپا کریگی مین اُسکو کیا
کہکر سمجھاؤنگا عمرو نے کہا محل مین خبر کون کریگا انکو خبر بھی نہ ہوگی امیر نے حکم دیا ایک گلابی لاؤ
سردارون نے عرض کی لشکر مین شراب نہین ہی سب میخانے اُٹھ گئے باہر سے شراب طلب کی گئی
خواجہ نے اول جام لبریز کیا اور روتے جاتے ہین فرماتے ہین ہاے افسوس قباد نہ ہوا دن اور
ہم شراب پئین صاحبقران نے فرمایا دفع عوارض کو کیا نقصان ہی عمرو نے کہا پہلے آپ
نوش فرمائین تو مین پیون امیر نے ناچار ہوکر جام لیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین اور
فرماتے جاتے ہین مین خواجہ کی علالت کے واسطے شراب پیتا ہون یہ فرماکر جام پیا دوسرا
اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے خواجہ کو دیا خواجہ نے کہا کہ ای آقاے نامدار مین جب شراب
پیون کہ جملہ سردار بھی پئین صحبت عیش آراستہ ہو تب مین شراب پیون امیر نے سردارون
سے فرمایا عمرو کے علاج کے واسطے تم سب شراب پیو جملہ سردارون نے شراب پی مقبل بھی
بیٹھا تھا اُس کو بھی دی جب سب پی چکے تب عمرو نے بھی پی پیتے ہی چہرہ سُرخ ہوگیا کھانا درد بھی
موقوف ہوا جملہ سردار جمع تھے عمرو نے کہا اب مجھے نشہ ہوا اگر حکم ہو تو ساز بجاؤن امیر نے
کہا کیا مضائقہ ہی خواجہ عمرو نے ساز بجایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

زمانے مین کوئی ایسا نہ ہوگا +
کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر
وہان کیا آپکا چرچا نہ ہوگا +
بناکر حضرت واعظ کو نافہم
بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

جو تیرے حسن پر شیدا نہوگا
اُٹھاتا ہی ندامت کسلیے تو
کوئی تمسا کبھی بے پروا نہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کنار قبر مین مُردا نہوگا +
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نہ سمجھو یہ کہ کچھ اچھا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی قسمت ما بی +
یہ درد ای چارہ گر اچھا نہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین +
کہ اُس رستے مین پھر رستا نہوگا
اگر خادم کوئی جنت مین پہونچا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا
نسیم اب اُن کی باتون پر نہ جاؤ

دوپہر رات گئے تک جلسہ بھی رہا سب نے شراب کے ساغر
پیے مگر مقبل وفادار نشے مین جھومتا ہوا زنانی ڈیوڑھی پر آیا اپنی زوجہ زہرہ مصری کو
بلایا زہرہ مصری اسکی زوجہ ہی طالب وصل ہوا زہرہ نے کہا او دیوانے تو جانتا ہی کہ قباد
نے انتقال کیا جملہ عیش وجلیش موقوف ہی ایسا نہ ہو کہ مہرنگار کو خبر ہو جائے تو پھر آفت
برپا کرین مقبل نے کہا کہ صاحب سوگ کہان تک کئی مہینے گذر گئے اب کہان تک رونا پیٹنا
رہیگا زہرہ خاموش ہو رہی مقبل اپنی زوجہ کو گوشے مین لیگیا زوجہ سے اپنی وصل حاصل کیا
صبح کو اُٹھ کر حمام مین گیا غسل کیا زہرہ مصری بھی نہا کر بال سُلجھاتی ہوئی سامنے مہرنگار کے

آئی مہرنگار نے کہا کہ کیون زہرہ ہم توسوگ مین ہون قباد کا غم کرین اور تم نہا کر ہمارے سامنے آئی ہو ہم کو بہت ناگوار ہوتا ہی زہرہ نے کہا حضور حکم شوہر کیونکر نہ بجالاتی وہ ضد کرتا تھا یہ سُن کر مہرنگار نے کہا کہ مقبل کو بُلاؤ مقبل جو دروازے پر آیا مہرنگار نے کہا کہ کیون او کاکا ہم تو مبتلائے رنج و الم ہین تم نے زہرہ کو کیون ستایا مقبل گھبرا گیا دل مین سوچا کہ نہین معلوم ملکۂ عالم کیا سزا دلوائین گی گھبرا کر کہا کہ حضور نشے مین شراب کے تھا مہرنگار نے مُنھ پیٹ لیا کہا ارے بدنصیب سب میخانے تو لشکر سے اُٹھ گئے شراب کہا لسے آئی مقبل نے کہا سب نے پی کیا مین ہی نے اکیلے پی صاحبقران تک نے پی گانا بھی ہوا وہان سے مین پی کر آیا مجھ سے خطا ہو گئی معاف فرمائیے ملکہ مہرنگار نے جو یہ سُنا کہ صاحبقران نے بھی شراب پی ہی بس حکم دیا کہ امیر کو بُلاؤ لوگون نے جا کر امیر سے اطلاع کی کہ ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہین حضور کو بُلایا ہی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے محل مین آئے دیکھا قیامت برپا ہی زہرہ مصری پر ملکہ مہرنگار خفا ہو رہی ہین فرماتی ہین واہ زہرہ مصری تم نے خوب ہمارا پاس کیا اگر میان سے اور تھوڑے دن نہ بات کرتین تو کیا نقصان ہوتا میرے قباد کی برسی تو ہو جانے دی ہوتی کہ امیر کو جو مہرنگار نے آتے دیکھا اُٹھ کر دوڑین دامن پکڑ لیا کہا یا صاحبقران اب ہمارا آپ کا ساتھ نہ رہیگا اب مین رخصت ہوتی ہون قبر قباد پر فقیرنی بن کر بیٹھونگی اپنی تو یہ صورت ہی **نظم**

کیا میری خطا مجھسے ہو بیزار سمجھ کر
غم مین رہا ہی مجھے بیمار سمجھ کر
لائی ہی ہوس دہر مین گلزار سمجھ کر
غافل کبھی بیمار محبت سے نہ ہونا
گلزار ارم مین ابھی اُڑ جاؤنگا صیاد
او جان کے گاہک ترے اُردو مین جو آئے
سائے مین بھی ٹھہرا نہین مین حد ارم کے
لپٹا جو مین بیتاب تو شرماکے وہ بولے
لی زخم مین ظالم نے اس انداز سے چُٹکی
ہی چاہ ذقن بھی چہ بابل سے زیادہ
بیمار محبت ہون مجھے دیکھنے آنا
داغون کا ذخیرہ جو مرے دل مین ہوا ہی
جبرئیل خدائی مین کہین وحی جو لائے
مُنھ اپنا چھپائے ہین وہ کس ناز و ادا سے
اتنی بھی خود آرائی و غفلت نہین زیبا
رکھنا نہ قدم کوچۂ گیسو مین یکایک
پروانۂ دل کو تھامے شمع سے کیا کام

گر ترک ملاقات ذرا یار سمجھ کر
تم رحم کرو صاحب آزار سمجھ کر
آتے تھے نہ ہم وادی پُرخار سمجھ کر
ستدوا کیجیو ای یار سمجھ کر
بے بس مجھے سمجھا ہی گرفتار سمجھ کر
سودائی ہوے حُسن کا بازار سمجھ کر
ہان دیکھ لیا ہی تری دیوار سمجھ کر
دیوانے نہ ہو جاؤ کرو پیار سمجھ کر
بوسے لیے دل نے لب سوفار سمجھ کر
تو اسمین جو گرنا تو دل زار سمجھ کر
پرہیز نہ کرنا کہین بیمار سمجھ کر
تم سیر کو آؤ اسے گلزار سمجھ کر
ہم سننے لگے آپ کی گفتار سمجھ کر
ہر بار مجھے طالب دیدار سمجھ کر
ای ظالم بے رحم و جفاکار سمجھ کر
دیکھ ای دل خود رفتہ خبردار سمجھ کر
لپٹا تھا ترا شعلۂ رخسار سمجھ کر

دلجوئی کسی دن نہ ہوئی پر اُسنے مری کی — دل مین سنے دیا تھا اُسے دلدار سمجھ کر

ملکہ مہر نگار نے جو رو رو کر یہ اشعار پڑھے اور کہا یا صاحبقران خوب فرزند کا سوگ رکھا مین تو جانتی تھی کہ آپ کو قلق قلبی نہین ہوا وہ آج ظاہر ہوا اور شاہزادیون سے جو فرزند ہین اُن کو دیکھ کر دل شاد کرتے ہو ہم اب عیش دنیا کے طالب نہین ہین چاہتے ہین کہ جاکر قبر قباد پر بیٹھین شاید میرا فرزند کبھی مجکو پکارے تو مین جواب دون کہ یہ دائی حاضر ہی بس اب مجکو رخصت فرمائیے آپ لشکر مین چین کیجیے ناچ گانا ہو دربار کو رونق ملے یہ کنیز قبر قباد پر فقیرنی بن کر بیٹھے جس دن خبر انتقال سُنیے گا تو ضرور آئیے گا جنازے کو کاندھا دیجیے گا پائینتی قباد کے دفن کر دیجیے گا شاید ملک عدم مین جاکر ملاقات ہو تو اپنے فرزند کے ساتھ رہون آٹھ پہر خدمت کیا کرون امیر نے فرمایا ای مہر نگار یہ کیا خیال خام ہی یہ تصور ناتمام ہی مجکو غم مین قباد کے زندگی دشوار ہی مین شراب وغیرہ کو کیا پیونگا اور ناچ گانا کیا سنونگا عمرو کا عجب حال تھا اُس کو واسطے صحت کے شراب پلائی اُسنے کہا کہ جب تک آپ نوش نہ فرمائیے گا مین ہرگز ہرگز نہ پیونگا اس لیے مین نے چند قطرے زہر مار کیے اب تک مجکو اُن چند قطرون کا قلق ہی بس اب ایسی حرکت نہ ہوگی ای مہر نگار آرام کرو مہر نگار نے بگڑ کر کہا مین اب ضرور جاؤنگی قبر قباد پر جاکر بیٹھونگی امیر ہرچند سمجھاتے ہین مگر مہر نگار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی یہی کہے جاتی ہین کہ مجھ کو اب جانے دیجیے مین یہان نہ رہونگی مجھسے یہ جبر نہ اُٹھیگا کہ آپ صحبتین کرین اور شراب پئین خواجہ عمرو تو مکار ہین اُنھون نے سب کچھ کہا آپ نے شراب کیون پی کچھ اسکا خیال نہ کیا کہ قباد نے انتقال کیا ابھی سال بھر بھی نہین ہوا قباد کی روح یہ کہیگی کہ مان باپ نے ہمارا سوگ بھی نہ رکھا تو ہم کیا جواب دینگے قبر پر ہمارے ہونے سے جماؤ رہیگا عورتین اس خیال سے آوینگی کہ مان فقیرنی بنی ہوئی قبر پر بیٹھی ہی چلو چل کر دیکھ آوین مستورات عرب آوینگی قباد کا پُرسا دینگی اب مجھے نہ روکیے صاحبقران نے بہت سمجھایا مگر مہر نگار نہین مانتین کنیزین سب اسباب نکال رہی ہین فتنہ کے ہاتھ مین قلم و دوات و کاغذ ہی فہرست اسباب لکھ رہی ہی آخر امیر روتے ہوے باہر نکلے سرداروں نے پوچھا خیر تو ہی امیر نے ایک آہ بھر کر فرمایا نظم

نہ راز دل بتائے وصف ہی یہ میرے نالے مین — کبھی مُنھ سے نہ چھوٹے بات یہ ہی مُنھ کے چھالے مین
سوائے اشک رنگین اور پھل ہرگز نہ آئیگا — بھرا ہی خون ای نخل تمنا تیرے تھالے مین
دکھائی صبح کسکو گریۂ شام جدائی نے — سفید آنسو ٹپکتا ہی تو ملجاتا ہی کالے مین
فقیر عشق نے بستر جو صحرا مین لگایا ہی — ہر الن بچھائے ہین بوے شیر پاکر مرگ چھالے مین
سُنے یہ کون یارب غیر کا صدمہ سہا اُسنے — دُکھے دل جس سے دشمن کا نہو وہ درد نالے مین
چمک کر بخت تیرہ نے دکھایا ہی نیا عالم — اُجالا ہی اندھیرے مین اندھیرا ہی اُجالے مین
رقیبون سے گلے مل کر جو عاشق کو جلایا ہی — پھپھولے ہوگئے تھے جتنے موتی اُنکے مالے مین
ترے سوز جدائی نے یہ کی ہی طرفہ تر گرمی — پڑی ہی رات سے کچھ پھوٹ لمین دستے چھالے مین
لب جان بخش کے بوسے کی حسرت ہی دم رحلت — رہی جاتی ہی اپنی جان امرت کے نوالے مین

اگر منھ ڈھانپ دے گے وصل کی شب سرد مہری سے
چھپا جیب لیکے خط پھر آشنا تھا نامہ بر کسکا +
سنی یا صنعت اگر سہارا نہ دیتا چھیڑتے رہتے
شب غم داغ ہی کوئی نصیب ایسا ہوا ہوتا
اشارہ کیجئے آنکھ ان مستونکو دور سے چشم ساقی کے
چلے اے باغبان ہم دیکھنے تو اپنے گلشن کو +
اگر ... دل تو پہلے دیکھ لو منھ کو +
خدا ... جلال ... دن ہی کو مبارک ہو

تمھاری گرمیان بھی چھپ رہینگی کیا دوشالے مین
مروت ہی نہین دیکھی ادھر کے جانے والے مین
ہتھیلی کے پھپھولے مین مرے تلوے کے چھالے مین
کہ پڑھ لیتے لکھا تقدیر کا اسکے اجالے مین
کسی مینوش کا ہی نام کندہ اس پیالے مین
گلو تکی بو گلون مین رنگ لالے کا ہی لالے مین
شکست رنگ کی آواز ہی عاشق کے نالے مین
بتو نسے ہم جگہ لیتے ہین تھوڑی سی شوالے مین

سب سردار رخصت ہوئے تھے صاحبقران نے مقبل کو بلایا فرمایا ای مقبل تم ملکہ مہرنگار کے ساتھ جاؤ ان کو تا بہ خانۂ کعبہ پہونچا آؤ اب وہ نہین مانتین ہم کو زندگی مین چھوڑتی ہین حقیقت مین قلق انکا جانے دیتا ہی مگر دشمنون کو توعید ہی مقبل نے اسی وقت بارہ ہزار غلامان زرین کمان و زرین ترکش تیار کئے صف باندھ کر دروازے پر کھڑا ہوا ملکہ مہرنگار شاہزادیون سے رخصت ہوئین اس وقت محل مین ایک قیامت برپا تھی بیبیون کا بلک بلک کے رونا اور مہرنگار کا ایک ایک سے رخصت ہونا جب صاحبقران اندر آئے تو ملکہ مہرنگار نے کہا کہ ای شہریار خدا حافظ و ناصر آپ کی جدائی مین یہ حال ہی نظم

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے
لو جی گئے جو آکے کہا تم نے مر کہین +
شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین +
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا +
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کو ساتھ بھی
کیا خاک مین ملائینگے ارمان و یاس وصل
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
افسوس دل لگاتے ہی لی قضا نے جان
اپنا ہی جانتا ہی تمھین گبر ہو کہ شیخ
کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال

مہندی تھے اُنکے پاؤن کی اب نقش پا ہوے
اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوے
تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوے
جو لے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوے
کم ہوگیا جو ایک کبھی دس سوا ہوے
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوے
تیری اداؤنکے بھی نہ حق سے ادا ہوے
بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوے +
انداز قافیہ ہو ردیف انمین کیا ہوے

محل مین عجب ہنگامہ ہی سب شاہزادیان ملکہ مہرنگار سے لپٹ لپٹ کر رو رہی ہین کر دیہ بانو سمجھا رہی ہین کہ بی بی مجھے بھی خبر معلوم ہی کہ عمرو نے امیر کو شراب پلوائی اب شوہر کی خطا معاف کرو مہرنگار نے کہا کہ صاحبو تم مجکو نہ سمجھاؤ مین اب ضرور جاؤنگی کسی طرح یہان نہ رہونگی آج کے چوتھے روز پہونچ جاؤنگی جاکر قبر قباد دیکھونگی اتنا تو معلوم ہی کہ فرزند کو ہمارے دفن ... خوشی ہوگی کہ مان آکر قبر پر بیٹھی ہی مین قبر پر یون نگس زاری کرونگی کہ جسطرح بچپن مین بہلاتی تھی ... کہ ... بیٹا قباد ایسے دائی سے بیزار ہوے کہ آواز بھی نہین دیتے خواب مین تو آؤ

س دائی کو جمال جہان آرا دکھاؤ کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو صاحبقران نے فرمایا مقبل کو بلاؤ مقبل جو سامنے آیا فرمایا ای مقبل آبرو اپنی تمھارے ساتھ کرتا ہون ملکہ سے کہتا ہون کہ چندے رہجاؤ مین بھی چلونگا تمھارے ساتھ فقیر بنکر بیٹھونگا غم مین قباد کے مجکو آرام نہین لطف زندگی نہ رہا لیکر وہ نہین مانتین یہ کہکر فرمایا کہ لو ملکہ سوار ہو ملکہ خوشی خوشی محافے مین سوار ہوئین آگے اور تانگے ہمراہ اُس مین کنیزین سوار ہین مقبل لیکر چلا ملکہ رو رو کر اہل لشکر سے کہتی ہین صاحبو ہم رخصت ہوتے ہین اگر لڑائی پڑے تو ہمارے شوہر کا ساتھ دینا اب ہم لشکر مین نہ آوینگے خانۂ خدا مین تڑپ تڑپ کر جان دینگے ایسا نہ ہو کہ ارادے مین فرق آئے سب افسران فوج چیخین مار مار کر رو رہے ہین اور کہتے ہین کہ ای ملکۂ عالم آپ کا جانا بڑا ستم ہی مہرنگار فرماتی ہین کہ صاحبو تمھاری خوشی کے واسطے ہم سے صبر نہین ہو سکتا اپنے آقا کو لو جلسے کرو شراب پیو سردار فریاد کرتے ہین کہ ای ملکۂ عالم آپ کا تشریف لیجانا ہمپر شاق ہی ملکہ رو کر فرماتی ہین ہمارا ارادہ ہی کہ اب جاکر قبر قباد سے ملین حال دل کہین فقیرنی بنکر بیٹھین داغ دل کے پھول چڑھائین اشکون سے چھڑکاؤ کرین شاید قباد کو خبر ہو اور وہ خواب مین آوین گلے سے لپٹ جاوین صاحبو مجکو تو رونا یہ ہی کہ جس دن سے اُنھون نے انتقال کیا خواب مین بھی آکر حال نہ کہا اب شاید رحم آئے کہ خواب مین آکر یہان سے ملین تو ہمارا غنچہ آرزو کھلے مگر ہم بدنصیب ہین دیکھین تقدیر کیا دکھلائے یہ فرماکر حکم دیا کہ مقبل اب ان سب صاحبون کو رخصت کرو کنارے تک لشکر کے سب سردار ساتھ آئے آخر کنارے پر لشکر کے سب سردار ٹھہر گئے مقبل محافے کو لیکر روانہ ہوا منزل در منزل آتا ہی جب شام ہو جاتی ہی تو بارگاہ استادہ کراتا ہی ملکہ مہرنگار کو اُترواتا ہی اپنا خیمہ استادہ کرا کر اُتر پڑتا ہی بارہ ہزار غلامان زرین کمان ساتھ ہین یہ گرد بارگاہ ملکہ مہرنگار کے اُترتے ہین ہر روز جاے نو آب نو مقام نو مقبل کو ملتا ہی بوقت شب اُتر پڑتا ہی چار منزلین بہ کیفیت طی کین چوتھے دن قریب ایک قلعہ کے آکر اُترے اُس قلعے کے حاکم گرگین و میلاد دو بھائی ہین ایک ساتھ سلطنت کرتے ہین یکایک اُنھون نے خبر سُنی کہ صاحبقران نے مہرنگار کو نکال دیا اب طرف خانۂ کعبہ کے جاتی ہین مقبل صرف ہمراہ ہی یہ خبر سُنکر گرگین و میلاد بیقرار ہوگئے بھائی نے بھائی سے کہا کہ ای برادر شہرۂ حسن مہرنگار تو سُنتے ہین اس وقت نام سُنکر دل بیتاب اور بیقرار ہو گیا بقول شاعر

نظم

ای دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ ۔ موقوف ہو نہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین ۔ رکھنا تھا دست دلکو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
اک بت کی بندگی مین چلی جائیگی یہان ۔ یون ہی ہمیشہ گبر و مسلمان سے چھیڑ چھاڑ
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو کے تیر ۔ کیون کی ہواے کوچۂ جانان سے چھیڑ چھاڑ
کہتے ہین اپنی سُنتے ہین کچھ اُسکی ای جنون ۔ رہتی ہی یون ہی قیس و بیابان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کُنج قفس مین تو ۔ صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ

آشفتہ اور ہوگئے ہم کیا ضرور تھی ٭ بادِ صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
رہنے نہ دیگی سینے مین دم بھر بھی چین سے ٭ دل کو کسی کے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
پچتائیے گا ییجیے دل مین نہ چٹکیان ٭ اچھی نہین ہی نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
دونون سے دونون پوچھتے ہین حال درد عشق ٭ آپس مین ہو رہی ہی دل و جان سے چھیڑ چھاڑ
رسوائیگی لہو نگہ شوق سے جلال ٭ ہردم کسی کے نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

گرگین نے کہا کہ ای برادر اس بیقراری سے کیا فائدہ لشکر کشی کرو چڑھ چلو ملکہ پر قبضہ کرلو کہ نالے پر جو پل بنا ہی اُدھر سے ہرکارے آئے اُنھون نے کہا کہ کوئی سردار ساتھ نہین ہی گرگین نے کہا اگر مقبل نے ہمارا کہنا مانا تو اُسکو بھی نوکر رکھین گے ورنہ کسی اور طرف نکال دین گے میلاد نے کہا کہ ای برادر ٹھنے تو عرصہ کیا لشکر لیکر چلو اول مقبل کو بہ آسانی سمجھانا اگر وہ مان گیا تو فبہا ورنہ اُس سے جنگ کرکے محافۂ ملکہ پر قبضہ کرو دیکھین مقبل کیا کرتا ہی مگر غلام صاحبقران ہی اُنھین سے تعلیم پائی ہی ضرور آمادۂ فساد ہوگا میلاد نے کہا کہ اگر فساد کریگا تو مارا جائیگا یہ کہکر اُسی وقت لشکر تیار کیا اور صلاحین کرکے سوار ہوے ساٹھ ستر ہزار فوج لیکر چلے یہان مقبل کرسی بچھائے ہوے در خیمۂ مہرنگار پر بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے مگر گھبرائے ہوے آتے ہی گھبرا کر سامنے گر پڑے بعد دعا کے عرض کی کہ گرگین و میلاد ساٹھ ستر ہزار فوج سے آتے ہین تمام سامان جنگی ساتھ ہی آیا ہی چاہتے ہین مقبل نے اُسی وقت عرضی بخدمت صاحبقران روانہ کی پھر در دولت مہرنگار پر آیا کہلا بھیجا حضور برابر پردے کے تشریف لائین تو مین کچھ عرض کرون مہرنگار پردے کے برابر آئین مقبل نے عرض کی کہ گرگین و میلاد دونون بیٹے اولاد بن مرزبان کے آپ کا نام سُن کر آتے ہین ہرکارون نے مفصل خبر بیان کی کہ آپ کا نام سُنکر عاشق ہوے ہین لیکن یہ غلام بھی آپ کا ایسی جانبازی کریگا کہ بے حیا سارا فساد کرنا بھول جائین مہرنگار نے گھبرا کر کہا کہ بھیّا اگر آبرو کا ڈر ہی تو پلٹ چلو کسی سردار کو ساتھ لیکر خانۂ کعبہ چلین گے مقبل نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب وہ بھلا جانے دین گے اگر جانیکا ارادہ کرونگا تو وہ آکر روکین گے اور آگاہ ہوجاوین گے کہ مقبل ہم سے ڈر گیا مین ضرور اُس سے لڑونگا فتنہ نے کہا کہ ای مقبل مین زوجۂ خواجہ عمرو ہون اگر تم تامل کرو تو مین ان بجیاؤن سے سمجھ لون اور قلعہ بھی رہنے کو لون مقبل نے کہا کہ ای وزیرزادی جو جس سے بن پڑے وہ کرے مالک کو بچانے جو مزاج مین آئے وہ کرو مگر مالک پر زوال نہ آنے پائے فتنہ نے کہا کہ اگر مالک پر زوال ہوا تو کیا کمال کیا گوشت خرو دندان سگ ہوجائے مقبل کنارے ہوا لیکن گرگین و میلاد ساٹھ ستر ہزار فوج سے سامنے آکر اُترے ایک سپہ سالار کو بھیجا کہ جاکر پیغام دو کہ ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے کرو اگر اسمین تامل کروگے تو زندہ نہ جانے دین گے ہمارا باپ سابق مین محبت مہرنگار مین مارا گیا اُسکے خون کا بدلہ لین گے تمھین جانے نہ دین گے اُس افسر نے آکر جو مقبل سے یہ پیغام دیا مقبل اُس افسر کو ساتھ لیے ہوے در دولت مہرنگار پر آیا فتنہ کو بلوایا سب حال بیان کیا فتنہ نے افسر کو کنارے بلایا کہا ای

افسر جاکر گرگین و میلاد سے کہنا کہ صاحبقران نے تو مہرنگار کو نکالدیا ہمارا کہین ٹھکانا نہین
ہی تم نے چونکہ پیغام دیا ہم بہت خوش ہوے کہ رہنے کا ٹھکانا تو ملا کہ ایسے شاہزادے ہماری
خواہش کرین دونون بھائیون کو میری جانب سے پیغام دو کہ یہ نامہ و پیام کیسا خود آوین
ملکہ اُن کو دیکھ بھی لین پسند بھی کرین یہ مقدمہ بہت نازک ہی دوسرے وہ غم مین فرزند کے ہین
فساد نہین ہوا خود چلی آئین گفتگو کر کے چلے جاوین یہ جو سمجھا گے فتنہ نے کہا افسر خوشی خوشی
پلٹا خدمت میلاد و گرگین مین پہونچا کہا ای شہریار مبارک ہو اب شادی کیجیے کپڑے عمدہ
پہن کر در دولت مہرنگار پر چلیے مقدمہ بر دکھاؤ کا ہی یہ سُنکر دونون بہت خوش ہوے افسر نے
کہا اب تو مقدمہ بہت آسان ہی حمزہ نے تو مہرنگار کو نکال دیا مقدمۂ عورت ہی بے دست و پا
ہو رہی ہی تم نے جو سہارا دیا نہال نہال ہو گئی یہ سُن کر میلاد و گرگین بہت خوش ہوے کپڑے
عمدہ نکال کر پہنے تاج ہاے زرین سر پر رکھے عطر کی ایک ایک بوتل لیکر انڈیل لی کہ معشوق کے
سامنے جاتے ہین اس وضع سے جاوین کہ ہم کو دیکھ کر خوش ہو جائے گھوڑون پر سوار ہوے
لشکر مقبل مین آئے مقبل نے آکر سلام کیا میلاد و گرگین نے مقبل سے کہا کہ ای مقبل
تم نہ گھبرانا تم کو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرین گے وہ مرتبہ دین کہ لشکر مین حمزہ کے نہ پایا ہو
مقبل ان دونون کو ساتھ لیے ہوے در دولت مہرنگار پر آیا فتنہ نے کرسیان بچھوادین
دونون آکر بیٹھے فتنہ نے کہا کہ ای گرگین و میلاد تم اپنے ملک کے شاہزادے ہو تم نے حال
بھی سُنا کہ ہم پر کیا گذری حمزہ نے ناچار کر کے ہم کو نکالدیا اور کہا کہ تمھارا بیٹا مر گیا تم بھی
جاؤ خرچ کو بھی کچھ نہین دیا خزانۂ کیخسروی چھین لیا طرف خانۂ کعبہ کے چلے تھے کہ تمھارا پیغام آیا
ملکہ سُن کر خوش ہو گئین فرماتی تھین کہ اب دھوم سے برات ہو گی دُلھن بنونگی لیکن ایک بات
پوچھتی ہون ملکہ میرے پاس بیٹھی ہین مین اُن کو سُنا سُنا کر کلام کر رہی ہون تم دونون صاحبون
مین کسکے ساتھ شادی ہو گی میلاد بڑا بھائی تھا بول اُٹھا کہ مین شادی کرونگا میرا تو یہ حال ہی نظم

خضر اُس راہ مین پہچلتے نہین تم مجکو +   گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجکو
شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجکو +   ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجکو
اب مین جاتا ہون جہان داغ جگر کہتا ہی   دل نہین ہون کہ جو کر دوگے کہین گم مجکو +
چھپتے ہین صبح شب وصل کے آثار کہین   پہلے دیتا ہی خبر تیرا تبسم مجکو +
وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی   جب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجکو
زخم ہون مین کوئی ای تیغ جفاے ہجران   خون روتا ہون جو آتا ہی تبسم مجکو +
جوشش گریہ مین اللہ رے بیتابی دل   لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجکو +
خاطر غیر کہان میری جگہ اُس مین کہان   ساتھ اُن کے لیے پھرتا ہی توہم مجکو
کیا ہجوم نگہ شوق ہی رکھا جسنے +   چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجکو
گریۂ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو   چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم مجکو
ہوش کو اُسمین فلاطون کی طرح گم کرتا   اس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجکو

لوگ جان بخش کہین جنبش لب کو تیرے ✣ قتل کرتی ہی یہی بن کے تبسم مجکو ✣
کُشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون جو قیامت بھی اُٹھائے تو کرے قم مجکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجکو ✣
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہین کسکو یہ جلال آدمی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجکو

گرگین گھبرا کر بول اُٹھا کہ ای بہرا در خاموش رہو مین چھوٹا ہون مجکو پسند کیا ہوگا میلاد نے کہا کچھ شامتین تو نہین آئی ہین گرگین نے کہا کہ بس اب خاموش رہیے ایسا نہ ہو کہ میرے مُنھ سے کچھ نکل جائے میلاد نے کہا کہ او نالائق مقدمۂ معشوق مین کلام کرتا ہی زبان تیغ سے جواب دونگا گرگین نے کہا کہ مین آپ سے کیا باہر ہون مگر معشوق کو مین لونگا آپس مین تکرار کرتے کرتے دونون اُٹھے بڑا کہتا ہی مین معشوق کو لونگا چھوٹا کہتا ہی معشوقہ میری ہی مجھی کو پسند کیا ہی فتنہ دونون کو تیز کر رہی ہی کبھی میلاد سے کہتی ہی کہ تمھین پسند کیا ہی کبھی گرگین سے اشارہ ہی کہ ملکہ تمھاری یاد مین بیقرار رہین فرماتی ہین ایسا نہ ہو میرے وارث پر کچھ زوال آجائے دیکھو تو یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین تمھارے واسطے بلک بلک کر دعا مانگ رہی ہین نظم

ہر گھڑی کرتی ہی غل محرومیِ تقدیر کا ✣ اشک تر کسنے چھڑایا دیدۂ زنجیر کا ✣
خون پلایا جب ہوا دایہ سے سایل شیر کا نوک پستان نے مزا بخشا سنان تیر کا
درد کی لذت نہین باقی دہانِ زخم مین لے لیا کسنے مزہ ظالم زبان تیر کا
حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا ✣
شوخیان وحشت دکھاتی ہی نئے انداز سے چشم آہو بن گیا حلقہ مری زنجیر کا
رات دن اب تو گذرتی ہی بڑے آرام سے ممبر احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا
بعد مردن کیا سُبک ساری مجھے حاصل ہوئی بوجھ بالائے لحد ہی چادر تنویر کا
جب وہ سُننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہی نیند کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا
مر گیا مین ذبح سے پہلے وہ راحت دوست تھا کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا ✣
لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا ✣
دہ نتیل یا وفا تھا مین کہ برسون ہو چکے قطرۂ خون بن گیا چھالا لب شمشیر کا ✣
جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ حوصلہ باقی ہی پھر اس قصر کی تعمیر کا
صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہی موے سفید رات اک رنگ خضابی ہی سپہر پیر کا
حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہی مایل پرواز ہی کاغذ مری تحریر کا
تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے آکے جم جاتا تھا میرے مُنھ مین قطرہ شیر کا
دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم حلقۂ گیسوے پیچان دام تھا تزویر کا

جب ایسے ایسے فقرے فتنہ نے کیے تو اس قدر آتش افروزی آپس مین ہوئی کہ میلاد نے گرگین کو مار ڈالا شہ نے حکم دیا کہ خیمہ داراس لاش کو جلا نا نہین بلکہ جنگل مین اسکی

لاش پڑی رہے جانوران درند کھائین یہ کہکر طرف فتنہ کے متوجہ ہوا کہا لو وزیرزادی مین نے اپنے بھائی کو مارڈالا اب خدمت مین حاضر ہون جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن میری تو یہ کیفیت ہی نظم

افزائشون پہ تھا قلق دل تمام رات ✽ کاٹی ہی ہم نے یار بمشکل تمام رات ✽
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے ✽ ہم کو رہا تصور قاتل تمام رات ✽
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن ✽ آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت ✽ بیتا بیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایک دم ✽ رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین ای نسیم ✽ لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

فتنہ نے کہا کہ ای شاہزادہ میلاد دیکھنے کا رمحبت کیا نام محبت روشن ہوگیا اب ایک کام اور باقی ہی کہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان عالی وقار زوجۂ صاحبقران نامدار ہین مگر اُن کی نگاہ کے تصدق پہلے ہی فرمایا تھا کہ میلاد عاشق صادق ہی جو کہا تھا وہی کیا کہ بھائی کو مارڈالا اب ملکہ کو بخوبی اعتقاد تمھاری محبت کا ہوا مگر شادی کرنے جنگل مین آؤگے اسی صحرا مین ملکہ پڑی رہین پروردۂ مہد ناز و نعم اُنپر یہ رنج و الم مناسب یہ ہی کہ تم باہر رہو قلعہ ہم کو خالی کرادو ہم قلعے مین جاکر اُترین تم باہر سے برات لے کر آؤ کہ بخوبی رونق ہو فرماتی ہین کہ دو گھڑی تو شاد ہو جاؤن اچھی طرح دُلھن بنون میلاد نے کہا مجکو بدل و جان قبول ہی فتنہ نے کہا کہ ایک کام اور کرنا کہ یہ خاندان کیان کی ہین ان کے یہان کی رسمین بھی نرالی اور عجب طرح کی ہین فقط چند کس سے آنا ہتھیار بند کو ساتھ نہ لانا لوہے کی کوئی شی کسی کے پاس نہ ہو جب بیاہ کے لیے چلنا اور قلعے کے باہر آنا تب تم کو اختیار ہی میلاد نے کہا کہ مین ابھی قلعہ خالی کراتا ہون آپ قلعے مین جائیے ایک شب کے واسطے سب رعایا بھی باہر رہیگی فتنہ نے کہا کہ بس یہی ضرورت ہی کہ ہمین لوگ قلعے مین رہین اور کوئی غیر نہ ہو میلاد نے باہر نکل کر حکم دیا کہ قلعہ خالی ہو جائے واسطے ایک شب کے رعایا صحرا مین آکر رہے بقول شخصیکہ حکم حاکم مرگ مفاجات اہل قلعہ گھر بار چھوڑ کر قلعے سے نکلے تھوڑے عرصے مین قلعہ خالی ہوگیا میلاد نے فوج کو حکم دیا کہ تم سب لوگ اندر قلعے کے جاؤ ہتھیار سب وہین رکھ آؤ اور پھر باہر آؤ فوج والون نے اعتراض بھی کیا کہ ای شاہ یہ آپ کیا کرتے ہین میلاد نے کہا کہ صاحبو تم آگاہ نہین ہو اس مقدمے مین دخل نہ دو یہ بھی قدرت لات و منات ہی کہ مہرنگار مجھپر عاشق ہوئی جب تو مین نے بھائی کو مارڈالا کہین ایسی معشوقہ ملتی ہی کہ جو ہفت اقلیم مین منتخب ہی قلعہ خالی کرنا کیا بات ہی اگر وہ حکم کرے تو مین سر حاضر کرون جان و مال نثار ہی دل اندر سے بیقرار ہی وہ وقت آئے کہ مین اور وہ ایک مقام پر ہون اصل تو یہ کیفیت ہی نظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز ✽ ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل ہی عزت بے پردگی ہمین ✽ کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز
اب تک وہی ہین جسے تری کج ادائیان ✽ ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتی نہین ہی کم مری ویرانہ دوستی ۔ جاتا نہین ہی سر سے خیالِ وطن ہنوز
قاتل دریغ کرتا لعابِ زبانِ تیغ ۔ کھولے ہوئے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجدیدِ رنج یادِ رُخ و زلف مین ہوئی ۔ مصروفِ تازگی ہین عذابِ کہن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہای دل ۔ ای رشکِ گُل وہی ہی ہوای چمن ہنوز
ای جان اضطراب نہ کر رات ہی ابھی ۔ باقی ہی دیکھ صحبتِ شمع و لگن ہنوز
اُٹھین گے کیا سوالِ نکیرین کے لیے ۔ باقی ہی قبر مین بھی وہی ضعفِ تن ہنوز
ہر لختِ دل مین ریزۂ الماس ہی نسیم ۔ بھولا نہین ہی یار کا وہ لورتن ہنوز

افسرون نے یہ سُن کر سر جھکا لیا کہا جو حضور مناسب سمجھیے وہ کیجیے میلاد نے اُسیدم قلعہ خالی کرایا لوگ صحرا مین آکر اُترے جابجا درختون کے نیچے پڑے ہوئے تھے لڑکے رو رہے ہین منہ پٹین رکھ رکھ کے لوگ کھانا پکا رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صاحبو ایسی شادی کسی نے دیکھی تھی کہ گھر سے بے گھر ہوئے جنگل مین پڑے ہین ساری فوج بے ہتھیار ہی جب قلعہ بالکل خالی ہوگیا رعایا آکر باہر اُتری فوج نے سب ہتھیار قلعے مین رکھدیے میلاد نے ایک سوار کو بھیجا کہ جاکر وزیرزادی سے ہماری دعا کہنا اور کہنا کہ قلعہ خالی ہوگیا قلعے مین تشریف لیجائیے مین انتظار مین بیقرار ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

دونون ہی آنکھین ڈھونڈھتی ہین جان جان تجھے ۔ کس سے دوچار کیجیے کس سے نہان تجھے
کہتے ہین دیکھتا ہون بہت ناتوان تجھے ۔ لا مجکو دے دے دل ہو اگر کچھ گران تجھے
او شوخ ہر ادا ہی تری جان ستانِ خلق ۔ پھر کیون یہ لوگ کہتے ہین جانِ جہان تجھے
انکار وصل پہلے رہا اب سکوت ہی ۔ تیری نہین نہین نے کیا بے دہان تجھے
جب تک پتہ لگا کے کسی کا پھرے گا تو ۔ قاصد یہان ملیگا نہ میرا نشان تجھے
سو جائیگے لیے وہ شب وصل کہتے ہین ۔ کچھ کہ جو یاد ہجر کی ہو داستان تجھے
کہتے ہین بوسے کا ہی تقاضا کمالِ شاق ۔ واسدزیست تلخ ہی دے کر زبان تجھے
آنا ترا پیام نہ خود رفتگی کا ہی ۔ مل لے گلے سے پھر مین ملونگا کہان تجھے
اک دن تو ہو وفا و جفا کا مقابلہ ۔ تو امتحان دے مجھے مین امتحان تجھے
نازک تری کمر سے بھی ہی وہ زیادہ تر ۔ کیا دو ہین اپنے گم شدہ دل کا نشان تجھے
کیا جانے کیا عدو نے سوجھائی کہ آج ہم ۔ پاتے ہین اپنے حال پہ کچھ مہربان تجھے
دینے لگا ہی وصل مین بھی مجکو رنج تو ۔ مجھسے جدا کریگا نہ اب آسمان تجھے
بیٹھا ہی کیا بغل مین مری سن تو بے خبر ۔ کب سے پکارتا ہی دلِ ناتوان تجھے
کہتا ہی قاتل آج ہوئی پوری آرزو ۔ کشتون مین اپنے چھوڑ چلا نیمجان تجھے
آنے کا وعدہ موت نے کیا کر لیا جلال ۔ پاتے ہین ہم بہت شبِ غم شادمان تجھے

میلاد نے سوار کو روانہ کیا سوار لشکر مقبل مین آیا دیکھا سب مسلح و مکمل پھر رہے ہین سوار نے مقبل سے کہا کہ ذرا ملکہ فتنہ وزیرزادی کو بلوا دیجیے مقبل نے آکے فتنہ کو پیام دیا

کہ میلاد نے سوار بھیجا ہے فتنہ دروازے پر آئی سوار نے سلام کرکے پیغام میلاد کا پہونچایا کہ بسم اللہ اب قلعے مین جائیے کئی لاکھ روپئے بھیجے ہین وہ بھی چھکڑے آتے ہین اور فرمایا ہے کہ ملکۂ عالم سے کہنا کہ کسی رسم کو آپ کم نہ کیجیے روپیہ حاضر ہے فتنہ نے اول وہ روپیہ قلعے مین بھجوایا ملکہ کو سوار کرکے قلعے مین لائی اور محل شاہی مین اُتروایا اظہار حال کے واسطے نوبت بالاے قلعہ رکھوادی شہنا نواز لال وردیان پہنے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گارہے ہین نظم

دل لگانا نہ اُسکی چتون سے
رگ گردن کی طرح گردن سے
چونکے وہ بے خبر کہ بخت اپنا
کم نہین ہے یہ بزم گلشن سے
ستم دوست دیکھنا یہ جلال

دوست بنکر کہونگا دشمن سے
ای دل اُس آنکھ کی خوشا التقدیر
کچھ تو حاصل ہوا اپنے شیون سے
تیچل ای شور حشر تو ہی ہین
ہم کو پوچھا کبھی تو دشمن سے

خنجر اُس کا کبھی نہ آ لپٹا
جسکے آنسو وہ پوچھین دامن سے
کون پھولون مین میرے آبیٹھا
اُس گلی تک اُٹھا کے مدفن سے

باہر سے میلاد نے جو یہ معاملہ دیکھا پھر سوار کو بھیجا کہ جا کر فتنہ وزیرزادی سے پوچھ آؤ کہ برات کس طرح لیکر آؤن فتنہ نے کہلا بھیجا کہ اپنے لشکر مین دھوم کرو تم فقط دولھا بن کر آؤ صرف دوسو جوان ساتھ لاؤ جب یہان ریت رسم ہو لیگی تو کل فوج کو بُلالین گے دُلھن کو رخصت کرکے لے جانا سوار نے یہ پیغام آکر میلاد کو دیا میلاد خوش ہوگیا اپنی بارگاہ مین آیا عمدہ کپڑے نکالے آپ ہی سہرا لگی باندھا خلعت وغیرہ پہن کر باہر نکلا حکم دیا دوسو جوان تیار ہو کر آوین مگر خبردار کسی کے پاس کوئی شی لوہے کی نہ ہو ہمارے رفقا و افسران فوج جتنے ہمراہ ہون کہ مین اُن کو ساتھ لیکر قلعے مین چلونگا افسرون نے بہت کچھ کہا کہ حضور قلعے کے اندر چلنا ہے وہان بارہ ہزار آدمی موجود ہین ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور کرین میلاد نے کہا کہ یارو تم لوگ کیا جانو دمبدم پیغام آرہے ہین کہ دُلھن کو رخصت کرکے لے جاؤ مین سامنے اپنی معشوقہ کے پہونچون تو ہاتھ باندھ کر عرض کرون نظم

لو مبارک ہو کہ تم پر دلِ ناشاد آیا
قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
اُس سے کیا اہلِ وفا شکوہ بیداد کرین
ایک آنسو نہ پکارا یہ شب فرقت مین
جستجو کو جو چلے ہم دلِ پُر حسرت کی
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی
کٹ گیا کوہ شب غم ہوے دردِ دل جب ایک
زلزلہ باغ مین ہے چال سے اک خوش قد کی
دل تو کیا کوچۂ گیسو ہے دد و لیجسپ مقام
چارہ گر کو مری وحشت نے کیا سودائی
کھینچنا تھا تری تصویر تو محفل مین کبھی

بے وفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا
منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا
ظلم کی اپنے جو خود مانگنے کو داد آیا
مین لگی تیری بجھانے دلِ ناشاد آیا
رو دیے دیکھ کے جو کوچے آیا د آیا
پھر کے اب تک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
خواب مین میری مدد کرنے کو فریاد آیا
سرو عمر پہ گرا سرو پہ شمشاد آیا
جسمین پھنسنے کو مری روح [illegible] آزاد آیا
پہلے فصد اپنی ہی لی اُسنے جو فصاد آیا
[illegible] تصویر کے بہزاد آیا

نالہ اپنا سوِ محشر جو کہین جا نکلا ؞؞
چال اپنی بھی شبِ وعدہ فراموش نہ کی
ایک دل تھاکہ پھرا لے کے اُدھر سے سورنج
آفتِ روزِ قیامت سے بچا یا اُسنے ؞؞
فاختہ باغ مین نہ بزم مین دل سینے مین
کسنے سرسنگ در یار سے پھوڑا ای جلال

غل ہوا صور سرا فین کا اُستاد آیا
آج بھی دل مین ہے غیر کی تو یاد آیا
ایک قاصد ہی کہ ناشاد گیا شاد آیا
میرے آڑے بخدا عشق خدا داد آیا
شاکیِ عشق تھا جو صاحبِ فریاد آیا؞
بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

افسران فوج نے بہت کچھ سمجھایا مگر میلاد عشق مین ملکہ مہر نگار کے اور باتون پر ملکہ فتنہ کی مبہوت ہو رہا ہی وہ ہی دوسی رفیق ساتھ لیے اور کسی کا کہنا نہ مانا جب در قلعہ پر پہونچا فتنہ نے آکر دیکھا کہ میلاد گھوڑے پر سوار ہی بھاری سہرہ باندھے ہوے دوسی جوان پشت پر افسران فوج مین کچھ اسکے رفیق ہین اُن سب کو تردد ہی مگر میلاد خوش ہو رہا ہی کہتا ہی یارو اب مین داماد نوشیروان کہلاؤنگا اب میرا مرتبہ بڑھیگا حمزہ سے ضرور فساد ہوگا مگر مین کیا حمزہ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آج شب کو میری بارگاہ مین روز عید ہی معشوق کی عنایت سے کیا بعید ہی دفتر حکایت وشکایت کھلین گے مین تو ہاتھ باندھکر بہ ادب عرض کرونگا
کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت
لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے
تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی
جو پاے کمر تھی نگہ شوق جو ای یار؞
پایا بھی اگر دیدہ و دل مین تو اُسی کو؞
رہبر نہ ملا ہاے ہمین کوے وفا کا
دل دے کے اُنھین جان دی اللہ ری ہمت
پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین؞

جب قصد کیا عرش برین زیر قدم تھا
یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا
دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا
منظور شب وصل تماشاے عدم تھا
دیکھا تو دہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
مٹنا جو بتاتا وہ ترا نقش قدم تھا؞
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

فتنہ نے میلاد کو گھوڑے سے اُتروایا ایک کمرے مین لاکر مسند پر بٹھایا اُسی کمرے کے پہلو مین دوسرا مکان ہی پانچ سی جوان باتیغہ ہاے برہنہ اُس مین بیٹھے ہین اُن کو حکم دے دیا ہی کہ جب مین ہان کہون اور کہون کہ رسمین پوری کرو تم سب نکل پڑنا اِس ملعون کے مع ہمراہیان ٹکڑے ٹکڑے اُڑانا اِن دوسی مین سے کوئی زندہ نہ بچنے پائے اسقدر خون جاری ہو کہ دریا بہ جاے یہ ملعون دم نہ لے سکے دولھا بننے کا مزہ اُٹھاے دولھا کا کام تمام ہو جاوے ساتھ والا بھی کوئی نہ بچے ایسی تیغ بران چلے کہ دشمنون کے سر لوٹتے نظر آوین دشمن سزا پاوین پانچ سی جوان مع مقبل فتنہ گوشے مین بٹھا کر آئی قریب دولھا کے پہونچی کہا ای میلاد حقیقت مین تمھارا ملکہ کو بڑا عشق ہی رات بھر تڑپی ہین فرماتی تھین کہ ای فتنہ مجھے اب جلد رخصت کر کہ مین ۴۰

اپنے شوہر کے پاس پہونچون وہ بھی میرے واسطے تڑپتا ہوگا میلاد نے خوش ہو کر جواب دیا اے وزیرزادی اصل تو یہ ہی کہ مین اپنے ہوش مین نہین ہون چاہتا ہون ایسی خدمت کرون کہ ملکہ بھی یاد کرین یہ فرمائین کہ حمزہ کی سرکار مین یہ آرام نہین پایا فتنہ نے چند رسمین کین اور کہا کہ اے میلاد ملکہ کے مزاج مین شرم ہی اس وجہ سے باہر تشریف نہین لائین یہ رسمین خاص اُنھین کے کرنے کی ہین فتنہ جو کچھ کہتی ہی میلاد خوشی خوشی کہہ رہا ہی رفقا جو ساتھ آئے ہین وہ ہنس رہے ہین فتنہ نے اُن سب سے کہا کہ تم لوگ کیا ہنستے ہو ملکہ نے فرمایا ہی جسقدر لوگ میلاد کے ساتھ آئے ہین اُن سب کو ایک ایک کنیز عطا کرونگی تم سب بخوشی جاؤگے سرکار سے انعام پاؤگے سب کے سب بہت خوش ہوے اور کہہ رہے ہین کہ صاحبو وہ دختر نوشیروان ہین اُنکے فیض وسخا کا کیا پوچھنا ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے ورنہ ہم سب دولھا بن کر آتے مگر خیر اپنے اپنے خیمے مین جاکر دولھا بن لین گے رسالہ دار کہتے ہین کہ میری معشوقہ سب سے بہتر ہوگی کمیدان کہتے ہین ہم لوگون کو شاہزادیان ملین گی فتنہ نے جواب دیا تمام ملکون کی شاہزادیان خدمت مین ملکہ کی بعہدۂ کنیزی ہین جسکو جو کنیز ملیگی وہ شاہزادی کا مالک ہوگا اُس ملک کا خراج بھی اُسی کے پاس آئیگا وہ کہتے ہین ہم شاہزادیون کی خدمت مین حاضر رہین گے ہر وقت خدمت کرین گے اور کنیزین چینی و رومی خرید کر اپنے اپنے معشوق کی خدمت مین حاضر کرینگے وہ شاہزادیان پلنگ پر بیٹھی رہین گی ہم آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہین گے فتنہ نے کہا یہ سب شاہزادیان خدمت مین ملکہ کی رہین گی تمھارے پاس وقت پر آوینگی شب کو تمھاری بارگاہون مین جلسہ ہوگا ہر طرف سے یہی خبر آئیگی کہ شاہزادیان آتی ہین نوشیروان نے یہ انتظام کیا تھا کہ کل ملک کی شاہزادیان اپنی بیٹی کی خدمت مین بطور کنیزون کے رکھی تھین وہ ہی سب شاہزادیان ملکہ کے ہمراہ رہین آج تک حاضر خدمت ہین جملہ کام کاج وہ ہی کرتی ہین اسی وجہ سے ملکہ نے فرمایا کہ مقام افسوس ہی کہ مین تو دو دو شوہر کرون اور یہ شاہزادیان محروم رہین رات کو یہ تجویز ہوا کہ ایک ایک شاہزادی رفیقان میلاد کو دی جائے کہ یہ سب بھی صاحبِ شوہر ہون یہ مضمون سُن سُن کر سب خوش ہوتے ہین اور تن رہے ہین ایک سے ایک کہتا ہی میری معشوقہ سب سے زیادہ خوبصورت ہوگی مین لشکر کا رسالہ دار ہون مجکو معشوقہ عمدہ ملیگی فتنہ نے لاکر گلابیان شراب کی رکھدین اور کہا تم سب ملکر شراب خوب پیو ایسا نشہ ہو کہ اپنے ہوش مین نہ رہو سب بے حیاؤن نے خوشی مین آکر شراب خوب پی اب نشے مین مست بیٹھے ہین دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسی کی پگڑی اُچھال دیتا ہی کوئی کہتا ہی بھائی بڑا غضب ہوا کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی وہ کہتا ہی واہ بھائی تم دیکھ رہے ہو کیا کوے نے اڈا مقرر کیا ہی برابر کمیدان بیٹھے تھے اُنھون نے کہا واہ بھائی تم دیکھ رہے ہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا مونچھ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ مونچھ ہاتھ مین آگئی آپس مین جوتی بیزار ہو رہی ہی یہ دیکھکر اُن سب کو میلاد منع کرتا ہی کہتا ہی یارو دُلھن کے مکان مین مسخرہ پن نہ کرو میری معشوقہ دختر

شاہ ہفت کشور بھی چلمن مین سے دیکھ رہی ہین فرماوینگی کہ میلاد کے ساتھ سب شہدے آئے ہین تو یار و مین بدنام ہو جاؤنگا اب تو مین صورت دیکھنے کا مشتاق ہون سامنا ہو تو اُس سے عرض کرون کہ ای ملکۂ عالم مین غلام و تابعدار ہون محبت مین چور رہون نظم

بیٹھے رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
تنگ آئے ہین بہت خاطرِ برہم سے ہم
بڑھ گئی آہ و فغان اور وہان سے آگے
جائے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
کچھ تسلی نہ ہوئی گلشنِ ایجاد سے آہ
مین تری چشمِ فسون خیز سے نسبت کیا دون
جابجا مسکن یاران فنا دوست ملا +
کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر
اُس جفا کے بھی تصدق جو تسلی بخشے +
کم پریشانی خاطر نہ ہوئی صد افسوس
ہوس سیرِ چمن کا ہی یہان کسکو دماغ +
جان ہی جاتی ہی ہر عاشقِ شیدائی کی
جائے دل سینے مین آئینے نے رکھا اُسکو
جابجا ہین سے گلرنگ کی چھینٹین زاہد
نقش دل مانی و بہزاد نے اُس کو سمجھا +
جز ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
سرگذشت اپنی سُنا روز اسی طرح نسیم +

نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ
نظر آیا نہ مگر عرشِ معلا دلچسپ +
ہان مگر سُنتے ہین ہم عالمِ بالا دلچسپ
ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگسِ شہلا دلچسپ
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ
ساقیا اُٹھ کہ ہی دورِ مے و مینا دلچسپ
اس طرح سے ہی کہان عقدِ ثریا دلچسپ
ظلم بھی ہو تو کرے ای ستم آرا دلچسپ
نہ اُٹھا داغ درون سے کوئی شعلا دلچسپ
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ
بسکہ تھا یار کا عکسِ رُخِ زیبا دلچسپ
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
ڈالنے آنکھ نہ پایا کوئی اتنا دلچسپ
کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

فتنہ نے کہا کہ دولھا میان تم کو دیوان کے دیوان یاد ہین میلاد نے کہا کہ ای وزیرزادی مین نے سُنا ہی کہ نسل کیان مین آرسی مصحف کا طریقہ ہوتا ہی لہذا جلد سامان کرو فتنہ نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ دولھا میان خاموش رہو دستور ہی جب دولھا بنتے ہین تو رومال مُنھ پر رکھ کے خاموش رہتے ہین تم تو بیٹر بیٹر بولے جاتے ہو ایک رسم عالی باقی ہی وہ ہولے تب جہنم مین جاؤگے یہ کہکر ہنسنے لگی میلاد نے پوچھا وہ رسم کیا ہی فتنہ نے جواب دیا اُس رسم کو آنکھون سے دیکھ لینا بیان نہ کرونگی میلاد نے کہا کہ وہ رسم بھی جلدی ہو جائے کہ ہم جمال بیمثال دیکھین فتنہ نے ہنس کر کہا کہ اب جمال دیکھنا نصیب نہ ہوگا میلاد نے کہا کہ ای فتنہ یہ کیا کہا فتنہ نے کہا کہ یہ تمھارے اشتیاق کا جواب ہی اُس رسم سے ایسے تم خوش ہو جاؤگے کہ ہم سے بات تک نکروگے خاموش پڑے رہوگے میلاد ان باتون پر خوش ہوتا ہی کہتا ہی ای فتنہ تو نے مار ڈالا ایسا اشتیاق دلاتی ہی کہ دل اندر سے بیقرار ہوتا ہی فتنہ نے کہا سب بیقراری ابھی

مسٹ جائیگی یہ کہکر تخت سے اُتری اُس دروازے کے پاس آئی جہان وہ سب لوگ بیٹھے ہین تلوارین کھینچے ہوے جھوم رہے ہین کہ فتنہ کا حکم ہو تو جا پڑین بعض کہہ رہے ہین صاحبو حقیقت مین فتنہ نے کیا کارنمایان کیا میلاد دوسی جوانون سے کہ جو بالکل نہتھے ہین چلا آیا اب ہمارے ہاتھ سے انشاءاللہ سب قتل ہونگے وقت آتا ہی کہ فتنہ نے پُکار کر آواز دی ہان صاحبو نکلو رسم اصلی ادا کرو جیسے ہی فتنہ نے یہ آواز دی سب کے سب آگئے مقبل وفادار پشت پر پانچ سی جوان باتیغہاے برہنہ جیسے ہی یہ سب نکلے میلاد نے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی تم لوگ کیون آئے ہو مقبل نے کہا کہ کیون گھبراتا ہی اب حال کھلا جاتا ہی مسخرہ دولھا بنکر آیا ہی دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہی یہ کہتا ہوا قریب میلاد کے پہونچا کہا ارے سر جھکا رسم تو ہم کر لین میلاد نے چاہا اُٹھ کر بھاگون مگر مقبل نے پناہ نہ دی جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ سر میلاد کا دھڑ سے گرا جیسے ہی میلاد مارا گیا ساتھ والون نے چاہا اُٹھ کر بھاگین سو جوان دروازے کو روکے کھڑے ہین اُنھون نے للکارا تلوارین کھینچ کر سب گرے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو قتل کیا لاشے سب کے تڑپ رہے ہین اور مقبل نے قلعے کا دروازہ بند کر لیا خندق پُر آب کی پل تختہ اُٹھا لیا سر میلاد کا لاکر بالاے قلعہ نصب کر دیا اہلِ فوج میلاد کہ خوشیان کر رہے تھے یکایک بالاے قلعہ دیکھا کہ ہمارے آقا کا سر لٹکا ہوا ہی سب گھبراے مقبل نے پُکار کر آواز دی کہ یارو تم مین جسکو دعوی جرأت ہو وہ آئے تُمھارے آقا کو دولھا بنا دیا اور ساتھ والون کے لاشے بھی موجود ہین ان کی لیکر ارتھیان بناؤ یہ کہکر گولہ اندازون کو حکم دیا ہزارون جوان تو پون مین اُڑ گئے آخر ناچار ہو کر بھاگے مقبل فوج کو لیکر نکلا تمام اسباب لوٹ لیا ملکہ مہرنگار کو خبر ہوئی کہ میلاد مارا گیا خوش ہو کر فرمایا کہ ای فتنہ تم نے کتنا بڑا کارنمایان کیا دشمن خدا کو مارا یہ اسی لائق تھا جب مقبل نے اسباب فوج کا لوٹا تو ملکہ سے کہا اب تو کوئی دشمن سامنے نہین ہی چل کر باہر اُتریے ملکہ باہر آکر داخل بارگاہ ہوئین لشکر مین خوشی ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن ملکہ نے مقبل سے کہا کہ یہان کچھ دن اور رہو تاکہ انتظام قلعہ ہو جاے مقام معقول بھی ہی یہ سب لوگ بہ آسائش تمام یہان فروکش ہین ان کا حال وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ژوبین کامرانی کہ نوشیروان سے جدا ہو کر ایک صحرا مین اُترا ہوا ہی اسکا لشکر کشی کرکے آنا و ذکر انتقال مہرنگار ـ ساقی نامہ ـ

بیا ای ساقیِ صیقل گر دل
گدا یت ہستم ای شاہنشہ من
براے میکشی پُر آرزویم
بہ شوق جام می لبریز خون است
بیا ای ناخداے کشتیِ من

برنگِ جان گذر کُن در بر دل
بجام بیخودی سرشار گردان
معطر کُن ز جام مشک بویم
ز ہدت ہاست مثلِ شب سیہ روز
فزون شد از فلک سرگشتیِ من

تو ئی ساقی تو ئی خضر رہِ من
ز تقوی عاجزم میخوار گردان
بیا بنگر بحال دل کہ چون ست
چراغِ آرزویم را برافروز
بیا بکشاے عقد مشکلم را

کن آزاد از الم مرغ دلم را
بہ عشق ساغر می پر فغانم
کرم کن ساغر مقصد مراده
شراب انتہا در ابتدا ده
غبار خاطرم باشد جہان سوز
بہ فریادم رس ای پیر مغانم
نویسم داستان عبرت اندوز

چہرۂ ماتمیان سیہ پوشاک و ماتم زدگان سینہ چاک اس داستان حیرت بیان کو کہ حال انتقال جہر نگار ہی بصد رنج و الم یون تحریر فرماتے ہین شعر صریر کلک یون نغمہ سرا ہی کہ اس مضمون کا فقرہ نیا ہی یقین ہی کہ جب ناظرین ملاحظہ فرمائین تو اشک حسرت بہائین اپنے اپنے مقام پر فرمائین کہ کس قیامت کا معرکہ گذرا کہ نہ دیکھا جاتا ہی اور نہ سننے کو دل چاہتا ہی قضائے کار ژوبین کامرانی جو نوشیروان سے جدا ہوا مارا مارا پھرتا ہی ایک صحرا مین فروکش ہی رفقا گرد بیٹھے ہین خزانہ دار عرض کرتا ہی کہ اب روپیہ خزانہ مین نہین باقی رہا اسکی کچھ تدبیر کیجیے ژوبین کہتا ہی یار وجب نوشیروان کے ساتھ رہتا تھا تو خرچ ملا کرتا تھا اب حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون اگر کوئی قلعہ قریب ہو تو اُسکو فتح کرکے خرچ فوج حاصل کرون ورنہ اسی صحرا مین مارے فاقون کے مرجاوینگے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یہان سے قریب ایک قلعۂ بلند ہی کہ چمنستان مردم در وہان کا حاکم ہی فوج بھی کم رکھتا ہی کوئی پہلوان بھی نہین ہی اُسکو چل کر فتح کیجیے اور یہ بھی خبر سُنی ہی کہ خزانہ اُس قلعہ مین بہت ہی اگر آپ نے قلعہ فتح کرلیا تو سالہا سال کا صرف ملیگا یہ سُن کر ژوبین سوار ہوا چمنستان کو خبر پہونچی کہ بادشاہ کابل آتا ہی مگر دو لاکھ کابلی بچے اُسکے ساتھ ہین بوجہ کم ہونے فوج کے قلعہ بند ہوا خندق کو پُر آب کیا تو پین لگا کر بیٹھا دوسرے دن دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے ژوبین کامرانی پشت پر سب کابلی بچے گھوڑون کو اُڑاتے ہوے سامنے قلعے کے آے قلعے کو گھیر کر اُترے ژوبین نے چمنستان سے کہلا بھیجا کہ ای برادر اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو باہر نکل آؤ اور خرچ ہم کو دو چمنستان گھبرایا اہل فوج نے کہا حضور آپ کیون گھبراتے ہین یہ قلعہ ایسا نہین ہی کہ اسے کوئی فتح کرسکے آپ ہی سر پٹک کر بھاگ جائیگا وہ تو پین مارین کہ توپ دم کردین یہ سن کر ایلچی کو جواب دیا کہ جاکر ژوبین سے کہنا کہ ہمارے تمھارے کوئی باعث فساد کا نہین ہی کیون تم نے یہان کا ارادہ کیا ایلچی نے جواب دیا کہ یہ تو تم نے سُنا ہوگا کہ ژوبین سے کابل چھوٹا حمزہ کے ہاتھ سے شکستین پائین صحرا مین اُترے تھے خزانہ سب صرف ہوگیا صاف تو یہ ہی کہ خرچ کی ضرورت ہی دس بیس لاکھ روپیہ دیدو تو ایک ہفتہ رُک جائین ورنہ وہ ایسا پہلوان ہی کہ جس دن قصد کریگا چشم زدن مین قلعہ لے لیگا کوئی اُسکا ہمسر تمھارے یہان نہین معلوم ہوتا فقط قلعے کی مضبوطی کا تم کو گمان ہی یہ گمان تمھارا بیجا ہی اٹھارہ برس ژوبین کامرانی عمرو سے لڑا اٹھارہ قلعے فتح کیے مگر عمرو کو نہ پایا اب اُنکے نزدیک اس قلعے کا فتح کرنا کیا بات ہی کابلی بچے گھبرائے ہوے ہین قلعے پر سب آپڑینگے اُن کو بھی خوف ہی کہ اگر قلعہ نہ فتح ہوگا تو فاقہ ہو جائیگا آکر قلعے کے ٹکڑے اُڑادینگے چمنستان نے رفقا سے صلاح کی سب نے کہا ظاہر مین اطاعت کیجیے جب وہ قلعے مین آئے تب پکڑ لیجیے فوج والے ناچار ہونگے سب بھاگ جاوینگے یون آپ کی فتح ہوگی یہ راے

چمنستان کو پسند آئی ایلچی سے کہا کہ جا کر ثروہین سے کہو کہ قلعے مین آئیے سب افسران فوج کو ساتھ لائیے ہم سب کی دعوت کرین خزانہ بہت جمع ہے سب آپ کو حوالے کر دین گے یہ خبر جو ثروہین کو پہونچی اُسی وقت سوار ہوا فوج کو باہر چھوڑا آپ افسرون کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا چمنستان نے سامان دعوت کیا مگر کھانا سب آغشتہ بہ داروے بیہوشی کر دیا جب ثروہین نے اور افسرون نے کھانا کھایا سب بیہوش ہو کر گرے چمنستان نے سب کو مسلسل و مطوق کیا مگر جب ثروہین بارگاہ مین آیا تھا تو یہی ہلڑ تھا کہ بادشاہ کابل آتا ہے بیٹی چمنستان کی یعنے سوسن سیہ رو بالاے قصر بیٹھی تھی ثروہین کو دیکھ کر عاشق ہوئی اب اسنے آنکھون سے دیکھا کہ ثروہین گرفتار ہوا چمنستان نے مع افسرون کے ثروہین کو قید خانے مین بھیجا سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا محل مین آئی بیٹھ کر رونے لگی کنیزون نے پوچھا داری خیریت تو ہے سوسن نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا نظم

ملی آہ دلکو تو وہ ملی کہ جو جذب سے خوش نہ اثر سے خوش
وہ خدا نے درد دیا ہمین کہ نہ دل سے خوش نہ جگر سے خوش

کبھی آنکھیں ہم سے دو چار کین تو ہزار جانین نثار کین
دیے ہین حسینونکو لاکھ دل جو کیا ہے ایک نظر سے خوش

وہی غم نصیب ہے ہمنشین جو اُس انجمن سے اُٹھے حزین
وہی خوش نصیب ہے بالیقین کہ پھرے جو یار کے گھر سے خوش

اِدھر اشک سُرخ ٹپکتے ہین اُدھر اُنکو جوش ہنسی کا ہے
وہ لہو رُلانے پہ خندہ زن مری آنکھ رنگ اثر سے خوش

مری شکل حال تباہ ہے مری طرح دمبدم آہ ہے
ہوے ہونگے دیکھکے آئنہ بہت اپنی ترچھی نظر سے خوش

تری ہمنفس تری خامشی تری ہمنشین تری نازکی
دہن اس سے خوش یہ دہن سے خوش کمر اس سے خوش یہ کمر سے خوش

کوئی شب وہ آے کہ یا خدا اثر آہ نیم شبی کرے
کوئی صبح ایسی نمود ہو کہ اُٹھون دعاے سحر سے خوش

تپش جگر سے ہے دل تپان نہ ملال کاہش جسم و جان
مجھے رنج پہونچے تو شادمان ہو عدو کہ میرے ضرر سے خوش

جو ٹھہر گیا تو غضب ہوا جو ملا قرار تعب ہوا
دل اضطراب طلب ہوا کہ ہمیشہ ہون مین سفر سے خوش

تری شوخیون مین ہے اک ادا تری گرمیون پہ ہے دل فدا
جو پسند ہین تو شرارتین ہم اگر ہین خوش تو شرر سے خوش

نگہ جلال مین پھرتے ہین کسی رشک ماہ کے چشم و رخ
اسے شکوہ گردش چرخ کا نہ وہ دور شمس و قمر سے خوش

کنیزون نے کہا داری آپ کے طرز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر عاشق ہوئی ہین سوسن سیہ رو نے کہا کہ صاحبو تم کیا جانو کہ مجھپر کیا گذری یہ بادشاہ کابل جو آیا ہے جب سے مین نے اُس کو دیکھا دل قابو مین نہین رہا اب وہ قید خانے مین قید ہے مین کیونکہ اُسکو رہا کرون لشکر اُسکا باہر اُترا ہے اگر اُن کو خبر ہو جاے تو وہ سب مل کر بلوہ کرین کیا عجب ہے کہ قلعے کو فتح کر لین دو لاکھ کا بلی ہے کنیزون نے کہا داری آپ کے مکان سے وہ مکان قریب ہے نقب لگا کر چلیے اسطرح رہا کیجیے سوسن اس بات پر راضی ہوئی پائچے چڑھا کر کنیزون کے ساتھ ہوئی ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب دینا شروع کی مدہ نقب کا جا کر قید خانے مین توڑا سب سردار تو سو رہے ہین مگر ثروہین بیٹھا زنجیرین ہلا رہا تھا کہ دیکھا زمین کا طبقہ ٹوٹا ایک عورت سیہ رو تیرہ درون کہ پردہ ظلمات سے مثال ہے سیاہی کا یہ حال ہے کہ اُلٹا توا کہون کیونکر خاموش رہون نہایت موٹی خنگی خاک مین بھری ہوئی نکلی قریب ثروہین کے آئی کہا کہ اے شاہ کابل مین تجھپر عاشق ہون اگر میرا وصل قبول کر تو ابھی رہا کرون

اگر کہو تو تیرے لشکر مین پہونچادون بلوہ کر کے قلعہ چھین لینا ژوبین نے کہا کہ اگر ہاتھ مین ہتھکڑی نہ
ہو تو پہاڑ کو گرا دون یہ سُن کر سوسن نے ہتھکڑی کاٹی اور ژوبین نے وصل کا اقرار کیا سوسن خوش
ہو گئی جیسے ہی ژوبین کی ہتھکڑی کٹی جوان طاقت دار ہی قید کو توڑ ڈالا بل کرتا ہوا اُٹھا ملکہ نے
کہا صاحب کیا ارادہ ہی ژوبین نے کہا اب باہر نکلتا ہون سوسن نے کہا بارہ ہزار جوان قلعے
مین ہین ژوبین نے کہا کہ مین اکیلا اُن سب کے لیے کافی ہون سب کو مار کر بھگا دونگا یہ سُنکر
سوسن منتین کر رہی ہی کہ صاحب باہر نہ نکلو مگر ژوبین نے سب سردارون کو رہا کیا جیسے ہی
باہر نکلا نگہبانون نے آواز دی کہ ارے کون آتا ہی ژوبین نے نعرہ کیا کہ منم ژوبین کامرانی
چالیس سردار پشت پر تھے تلوار چلنے لگی یہ خبر چمنستان کو پہونچی بارہ ہزار فوج تیار کر کے
آیا ژوبین کو گھیر لیا مگر ژوبین جا بجا لڑ رہا ہی ان بارہ ہزار کو کب مانتا ہی نعرے پر نعرے کر رہا
ہی اہل فوج نے اسکے جو اپنے مالک کی آواز سُنی سب تیار ہو کے طرف قلعے کے چلے یہان توپ
وغیرہ بند ہی سب دامن قلعہ مین لڑ رہے ہین ژوبین کو گھیرے ہوے ہین اہل فوج ژوبین
لڑتے بھڑتے قریب خندق کے پہونچے آکر پھاٹک توڑا چمنستان کو لوگون نے خبر دی کہ باہر
سے بھی اہل فوج ژوبین نے بلوہ کیا ہی یہ لڑتا بھڑتا قریب ژوبین آیا ایک طرف سے بلوہ ہوا
ہمراہیان ژوبین آکر پہونچے آکر جو گھیرے بارہ ہزار کو گھیر کر مار لیا چمنستان نے ژوبین
پر ہاتھ مارا ژوبین نے تلوار چھین لی چمنستان کو اُٹھا لیا چمنستان نے کہا کہ الامان مین
تابعدار ہون ژوبین نے کہا کہ اپنی بیٹی مجھے دے اور میری اطاعت کر چمنستان عاجز ہو رہا
تھا جانتا تھا کہ یہ قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا پکارا اُٹھا مجھے سب قبول ہی بیٹی بھی لیجیے خزانہ بھی
دونگا آپ کے کُل لشکر کی دعوت بھی کرونگا ژوبین نے ہاتھ سے رکھدیا چمنستان نے ژوبین
کی اطاعت کی ژوبین کو ساتھ لیکر دارالامارۂ شاہی مین آیا وزرا کو اشارہ کیا تیغ خوشبوئی
سینے پر ژوبین کے لگایا ژوبین بہت خوش ہوا کہا بھونری کا سامان کرو قلعے مین ایک
باغ تھا اُس مین کنوان پختہ تھا سوسن کو دُلھن بنا کر بٹھایا ژوبین بھی دولھا بن کر آیا گھونگھٹ بند
ہو کر بھونری پھری حجلۂ عروسی آراستہ ہوا دولھا دُلھن وہان جا کر بیٹھے ژوبین نے جو ہاتھ
بڑھایا سوسن نے مُنھ کھولدیا اب ژوبین نے بہ نگاہ غور دیکھا مُنھ سے بو بد آئی اسنے
ڈھکیل دیا کہا الگ جا کر لیٹ خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ ایک لات مارونگا کہ پلنگ کے
نیچے گریگی سوسن رنجیدہ ہو کر الگ پلنگ پر جا کر لیٹی مگر بڑا قلق ہی کہ دولھا نے ناپسند کیا
اب مین کیا کرون پڑی رویا کی سوچتی ہی کہ کیا تدبیر کرون آخر اپنے مقام سے اُٹھی باغ مین
اپنے آکر مُنھ لپیٹ کر پڑی کنیزون نے آکر پوچھا کہ کیون واری شوہر سے کیا گذری سوسن
رونے لگی کہا صاحبو دولھا مجھسے بیزار ہی ہرچند کہ وقت رہائی اقرار کر لیا تھا مگر وہ بے حیا
مجھکو پاس نہین آنے دیتا کیا کرون نظم

آنکھ نے چھپنے کا راز اُسکے نہ کھولا ہوتا ٭	دل تو کہتا ہی ذرا مجھکو ٹٹولا ہوتا ٭
غیر پر خون نہ ثابت ہو یہ ممکن ہی نہین ٭	میرا قاتل تو کوئی آپ سا بھولا ہوتا ٭

بند یون بیٹھنے دیتا نہ کبھی خلوت مین +
سرد مہری کا دم سرد کو ردنا ہی عبث
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلی رہتی ہین +
جانتا مین اُسے فرقت مین مسیحا اپنا
دل پُر درد کا گم ہوکے نہ ملنا بہتر
سبز رنگون کی محبت مین جو ہوتی تاثیر
صید کرنے تھے جو دل مرغ نگہ کو تیرے
کوچۂ یار مین میلا جو ہوا چرخ کو بھی
قہقہہ مارے عدو اسکی نہین تاب ای یار
حشر مین حق سے گذرنا تھا نہ تجکو ای بت
چرخ انگارون پہ لوٹا تھا شب وصل جلال

مین ہون وہ شوخ کہ کیا کیا تمھین کھولا ہوتا
اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا +
اُن نگاہون مین کسی نے ہین تولا ہوتا +
زہر جسنے مری تبرید مین گھولا ہوتا
ہاتھ آتا تو ہتھیلی کا پھپھولا ہوتا
کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا +
باز پھر اُسکو نہ بنا تھا ممولا ہوتا +
یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا
روک لیتے ہم اگر توپ کا گولا ہوتا +
آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا +
ہم تو خوش ہوتے اگر جل کے یہ کولا ہوتا

کنیزین سمجھا رہی ہین مگر سوسن کو کچھ بن نہین پڑتا دمبدم اُٹھتی ہی پھر لیٹ رہتی ہی ثروبین جو سوسن کو بھگا کر پلنگ پر لیٹا دیدۂ ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار ایک صحرا مین فروکش ہین اور فرماتی ہین کہ او ثروبین تو نے ہم کو فراموش کیا یہ خواب مین اُٹھکر دوڑا ٹھوکر کھا کر گرا چوٹ لگی رفیقون نے آکر اُٹھایا پوچھا حضور عروس کہان ہی اور آپ کیون بیقرار ہین کسواسطے روتے ہین ثروبین نے کہا کہ مین عاشق جمال بے مثال مہرنگار ہون یہ بے حیا تو بلا تھی کالی کوئلہ قد ہی اُس کا کہ ساکھو کا لٹھا کون بے وقوف اُسکے پاس جاے اِس وقت مین نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین دیکھا کیا کہون کہ کیا کیفیت گذری میری یہ حالت ہی نظم

آج تو وہ بھی نہایت مجکو مضطر دیکھ کر +
دل کو چین آیا خرام ناز دلبر دیکھکر
مسکرا کر جسسے دو باتین جو کین اُس شوخ نے
ہم دکھا دین یار کا جلوہ ادھر آئین کلیم
کچھ تو اس کافر کو سمجھے تھے سزا ملجائیگی
غیر سے تکرار بزم یار مین ہونے لگی
چشم بسمل سے مقرر لڑ گئی قاتل کی آنکھ
داغ دل داغ جگر مین تھین مرے جو چشمکین
شب کو دھوکا تھا رقیب روسیہ کا بار بار
دل کے آنے کی خبر مجکو نہ تھی تم کو تو تھی
دل نصیحت ہم کو کرتا ہی بتون کے عشق مین

کچھ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھ کر
نیند سی آنے لگی سامان محشر دیکھ کر
ہنس دیا اس رنگ کو اپنا مقدر دیکھ کر
طور پہ سے وہ پھرے کیا خاک پتھر دیکھ کر
دل دیا تھا آپ کو ہم نے ستمگر دیکھ کر
کیا ستم ہمنے کیا اُس کو مکرر دیکھ کر
چلتے چلتے رُک رہا ہی کچھ تو خنجر دیکھ کر
لطف اُٹھاے وہ تماشا تم نے کیونکر دیکھ کر
اپنے سائے کو کہین اپنے برابر دیکھکر
کہدیا ہوتا تمھین نے میرے تیور دیکھکر
چوٹتے ہی چھوڑ دینا بھاری پتھر دیکھ کر

کوئی فریادی کسی بت کا خدا سے پھر نہ تھا — فیصلہ اُن کا ہمارا روز محشر دیکھ کر
جان اس مُردے کی آنکھو نمین ہی سمجھے وہ جلال — وا ہماری چشم حسرت کو مقرر دیکھ کر +

سرداروں نے سمجھایا کہ اسقدر بیقرار نہ ہو جیسے ملکہ مہرنگار ایسے کے قبضے مین ہین کہ اُنکو کسی طرح آپ پا نہین سکتے جسنے خبر سنی وہ دوڑا ہوا آیا سب افسر سمجھا رہے ہین اور ژوبین بیقرار یان کر رہا ہی کہتا ہی مین نے ملکہ کو عجب حال زار مین دیکھا شاید کچھ حمزہ سے ملال ہوا ہی یہ تو ظاہر ہی کہ قباد کا انتقال ہوا عیش وجیش لشکر مین حمزہ کے موقوف ہی ہرمز اور فرامرز طرف بربر کے گئے یقین ہی کہ گاولنگی گاؤ سوار دامن پناہ دے کیا عجب ہی کہ معرکہ عظیم پڑے اور بختیارک نے تصویر ملکہ مہرگہر تاجدار کھنچوا کر کہ ہمشیرہ ہم بطنی مہرنگار ہین طرف بربر کے روانہ کی ہی یقین ہی کہ گاولنگی پسند کرے اگر مہرگہر تاجدار گاولنگی کے پاس پہونچ گئین تو فساد عظیم ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے لشکر کے آئے اُنھون نے آکر کہا کہ ای شہنشاہ کابل فلک تم پر مہربان ہوا امیر نے ملکہ مہرنگار کو نکال دیا قلعۂ گرگین ومیلاد پر پہونچین فتنہ نے عیاری کرکے دونون بھائیون کو قتل کرایا گرگین نے میلاد کو مارا اور میلاد کو فتنہ نے قلعے مین بلا کر قتل کیا اُسی قلعے کے میدان مین ملکہ فروکش ہین خانہ کعبہ کو جاتی ہین امیر کے باپ سے فریاد کرینگی اگر آپ نہ پہونچے تو اُن کے باپ ملاپ کرا دین گے صرف مقبل ساتھ ہی ژوبین اُسی وقت اُٹھا کہا لو صاحبو میرے خواب کا ظہور ہوا مقبل کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی وہ آفت برپا کرون کہ مقبل کو بھاگتے راستہ نہ ملے کابلی بچون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بارگاہین خیمے لدوا لو اُسی وقت سب سامان تیار ہوا ژوبین چلا مہرنگار خیمے مین ہین مقبل در پر اترے پہرہ ہی بھائی بندا سکے بیٹھے ہین بارہ ہزار تیرانداز اُترے ہوے ہین لشکر مین چہل پہل ہو رہی ہی مگر مہرنگار ملول وحزین بیٹھی ہین کہ رہی ہین کہ ای فتنہ اب کل یہان سے کوچ کرو یہان جنگل مین رہنا اچھا نہین ہی مجھے بڑا خیال ژوبین کا ہی کہ جب سے نوشیروان نے اپنے لشکر سے اُسکو الگ کیا خبر سُنی تھی کہ جنگلون مین مارا مارا پھرتا ہی اگر اُسنے خبر سُنی تو فورًا آئیگا اور کل شب کو مین نے اُسے خواب مین بھی دیکھا کہ دیوانہ وار ووحشی مثال کھڑا کہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام بے دام ہون مجھے سرفراز کیجیے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا نظم

آباد غم و درد سے ویرانہ ہی اُس کا + — ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اُسکا
جس دلمین کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اُسکا — جس آنکھ مین ہی کیف وہ میخانہ ہی اُسکا
جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سُنا ؤ + — معلوم ہوا شوق بھی دیوانہ ہی اُسکا
بیہوش اگر مین ہون تو یا ہوش کہان ہی — جو خلق ہی اِس دہر مین دیوانہ ہی اُسکا
دن رات ہی یہ مسکن انوار تصور + — سینہ جسے کہتے ہین پری خانہ ہی اُسکا
جوبن کی صفائی سے پھسلتی ہین نگاہین — پڑتی ہی جدھر آنکھ پری خانہ ہی اُس کا
ای دل ہوس وصل سے مشتاق ہین محروم — جان اور دل دیدار مین بیعانہ ہی اُسکا

جو سینۂ روشن ہو وہ ہی منزل الفت ۔ جو دل صفت شمع ہو پروانہ ہی اُس کا +
جب فصل گُل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت ۔ زنجیر کا غل نالۂ مستانہ ہی اُس کا +
دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اُسی سے ۔ کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہی اُس کا
گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہین آنسو ۔ دامن مین ہی معشوق کے جو دانہ ہی اُس کا
کچھ رتبۂ عاشق سے بھی ای جان ہو خبردار ۔ سامان گئی رونہ سے شاہانہ ہی اُس کا
مُنہ عاشقِ صادق کے نہ چڑھ واعظِ مکار ۔ ہر حال مین جو حال ہی رندانہ ہی اُس کا +
آگاہ نہین قصۂ منصور سے ای دل ۔ دشمن ہو زن و مرد وہ یارانہ ہی اُس کا
کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار ۔ دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اُسکا

دیر تک وہ بے حیا عالم خواب مین ایسے مہملات بکا کیا مین نے کچھ جواب نہین دیا جب اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ تھام لون تب مین نے کہا کہ او ژوبین خبردار مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتائیگا مجکو مُردہ پائیگا کیا زندہ لے جائیگا صاحبقران زمان کو دور نہ سمجھنا جب مین نے بگڑ کر کہا تب باہر نکل گیا مین جب سے سوکے اُٹھی ہون ہزار طرح کے وسواس ہین مقبل نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ خواب وخیال ہی مگر یہ غلام کیا ژوبین سے پایہ کمی کا رکھتا ہی مین ایک ادنے غلام صاحبقران ہون ایسا لڑون کہ دانت کھٹے کردون مہرنگار نے کہا کہ ای کاکا جو تو کہتا ہی سچ کہتا ہی مگر ژوبین بلاے روزگار ہی میرے فرزند عمرو بن حمزہ نے کئی مرتبہ اُس کو قلعۂ ادطاس پر قاش زین سے اُٹھا لیا جب وہ شیر آیا اُس نامرد کو شکست دی اٹھارہ برس برابر وہ شاہزادہ لڑا مجکو بچاتا رہا ژوبین پیچھا نہ چھوڑتا تھا جب صاحبقران پردۂ قاف سے آئے ہین تب زخمی ہو کر بھاگا لشکر نوشیروان عراق واصفہان مین پہونچا گلیم گوش کے بلوے اور مندویل کے زور شور ہین سے قباد شہریار کی پیدائش ہوئی صاحبقران سے بگاڑ ہو گیا تھا ملاپ نہ تھا مگر بھائی خواجہ عمرو نے بڑے لطف سے ملاپ کرایا کہ قباد کو گود مین لیکر سامنے صاحبقران کے گئے صاحبقران نے جو اُس ماہ تابان کو دیکھا گھبرا کر کہا کہ یہ کسکا فرزند ہی اور گود مین لیکر پیار کرنے لگے عمرو نے کہا کہ یہ بڑے رنا منصف کا فرزند ہی کہ اِس کی مان کو نکال دیا ہی روٹی کپڑا نہین دیتا یہ معصوم آپ کے پاس فریادی آیا ہی آپ چلیے اس کی مان کی زبانی سُن لیجیے امیر ہمراہ عمرو ہوے مجکو عمرو نے سمجھا گیا تھا کہ غرور سلطنت ہفت کشوری دماغ سے نکال ڈالو شوہر کی اطاعت عنداللہ وعندالرسول واجب ولازم ہی جب مین امیر کو لیکر آؤن تو بارہ دری سے نکل آنا سلام کرنا اور کہنا کہ میری خطا معاف کیجیے مین ملاپ کرا دونگا امیر جب محل مین آے تو مین وہی میلے کپڑے پہنے ہوے زچہ خانے سے نکل آئی اور آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ یہ جو فرزند آپ کی گود مین ہی آپ ہی کا نور نظر ہی صاحبقران نے جوش محبت مین مجکو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم چلو لشکر مین سناٹا پڑا ہی اور اب تو مین اشتیاق قبر قباد مین جاتی ہون اب ملاقات روز حشر مین ہوگی مقبل کہہ رہا ہی کہ نہ گھبرائیے کل کوچ ضرور کرین گے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ژوبین کامرانی با فوج قاہرہ

آکر پہونچا سامنے لاکر لشکر اُتارا ملکہ نے کہا کہ ای مقبل قلعے کے اندر چلو مقبل نے کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین کابلی بچے سے سمجھ لونگا اور صاحبقران کو تو پہلے ہی عرضی معرکۂ گرگین و میلاد مین لکھ چکا ہون اور اس وقت تک کوئی حال فتح یابی کا نہین تحریر کیا یقین ہی کہ یا تو وہ خود آپ تشریف لائین یا کسی کو روانہ کرین مین نے نامے مین بہت کچھ لکھا ہی اور مین اس کابلی بچے سے کم نہین ہون انشاء اللہ وہ بسنگ ہو کر ثروہین اپنی زندگی سے تنگ ہو یہ بارہ ہزار غلام بارہ لاکھ سے لڑسکتے ہین ان دو لاکھ کی کیا حقیقت ہی یہ بارہ ہزار قدم نہ ہٹاوینگے جم کر لڑینگے وہ تیر اندازی کرین کہ تمام کابلی حیران ہو جاوین آپ بہ اطمینان بیٹھین مین سمجھ لونگا اب تو آکے اُترا ہی دیکھون کیا کرتا ہی مگر ثروہین نے اُسی وقت ایک نامہ مقبل کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای مقبل وفادار تم جانتے ہو کہ مین شہر کابل کا تاجدار ہون جرأت مین کبھی حمزہ سے نہین رُکا ہمیشہ مقابلہ کیا اب دو لاکھ کابلی بچے میرے ساتھ ہین تم میری جرأت سے خوب آگاہ ہو سبکو قتل کرونگا بہتر یہ ہی کہ مہر نگار کو میرے حوالے کر دو اور تم میرے پاس چلے آؤ وہ مرتبہ تمھارا کرون کہ اپنا جانشین قرار دون ابھی قلعۂ چمنستان فتح کر کے آیا ہون اسی طرح چند ملک فتح کر لونگا اگر کابل چھوٹا تو کیا حرج ہی بس میرے تھوڑے ٹکنے کو بہت جاننا اس مقدمے مین انکار نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤ گے میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے یہ نامہ سوار کو دیا کہ جاکر ہاتھ مین مقبل کے دینا سوار نے آکر نامہ دیا مقبل یہ نامہ پڑھکر در دولت مہر نگار پر آیا وہ نامہ سُنایا مہر نگار نے کہا کہ ثروہین جھک مارتا ہی بھیا مقبل اتنا خیال رکھو کہ اگر تم کو خدانخواستہ شکست ہوگی تو اپنی جان دونگی زندہ نہین پائیگا مُردے کو لے جائیگا اختیار ہی جو چاہے وہ کرے فراق مین قباد کے آمادۂ مرگ ہون مقبل نے سوار کے سامنے آکر وہ نامہ پھاڑ ڈالا اور زبانی جواب دیا کہ میری طرف سے ثروہین سے کہنا کہ او ثروہین اپنے ہوش مین آمیرا نام مقبل وفادار ہی تجھسے قدم نہ ہٹاؤنگا میدان کارزار مین سمجھ لونگا آخر بھاگ جائیگا بہت یاد کریگا یہ غلامون کا کام نہین ہی کہ ناموس کو آقا کے کسی کے حوالے کرین دم خیرخواہی کا نہ بھرین ایسی تلوار چلی گی کہ میدان مین دریائے خون بہ جائیگا بہتر یہ ہی کہ چپکا چلا جا مہر نگار کو نہ پائیگا یہ جواب جو ثروہین کے پاس پہونچا بہت جھلایا کہنے لگا اس چھوٹے کا کا کی شامت آئی ہی کیونکہ صاحب مین نے کیا بیجا کیا کہ سمجھایا اگر وہ مہر نگار کو ہمارے حوالے کر دیتا تو مین اُسکو سرفراز کر دیتا اگر مین لڑ کر لونگا تو مقبل کی جان نہ بچیگی مین جانتا ہون کہ وہ جانباز ہی خدمت مین حمزہ کی رہا ہی مگر مثل میرے جری و بہادر نہین ہی سرمیدان للکار ونگا ڈانٹ کر مارونگا میری تلوار کی بنا نہین ہی بارہ ہزار غلام کیا چیز ہین جب تلوار کھینچونگا صفون کے پار گذر جاؤنگا مین کسی کے روکے نہ رکونگا اور سب بخوبی جانتے ہین کہ عشق مین ملکہ مہر نگار کے ملک و مال چھوٹا آوارۂ دشت ادبار ہوا اب بیٹھنے کا ٹھکانا نہین صحرا مین مارا مارا پھرتا ہون ایسے فراق دیدہ و ہجران کشیدہ کو جب معشوق ملنے کی امید ہو تو فقط اتنی آرزو ہی کہ سامنے اُس محبوب کے پہونچون اور ہاتھ باندھکر عرض کرون ای ملکۂ عالم و ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی

ہمارا یہ حال ہی کہ زندگی محال ہی نظم

دیکھو او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالان درد سے دل دل سے ہم

ہاے کیا بیخود کیا ہی غفلتِ امید نے
حال دل کہتے ہین اپنا پھر اُسی قاتل سے ہم

رشک اعدا نے کیے روشن بدن مین استخوان
شمع محفل ہوکے اُٹھے آپ کی محفل سے ہم

اِسکو کہتے ہین وفاداری کہ بعد از قتل بھی
داغ خون ہو کر نہ چھوٹے دامن قاتل سے ہم

جسم روشن سے نظر آتے ہین جلوے روح کے
حُسن لیلی دیکھتے ہین پردۂ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین ہی یہ کہ وقت اضطراب
خوش تو ہو جاتے ہین تیرے وعدۂ باطل سے ہم

آؤ آپس مین سمجھ لین غیر کا ہے کو سُنے
تم کہو دل سے ہمارے کچھ تمھارے دل سے ہم

سُنکے رو دیتے ہین اکثر صورتِ زخم جگر
آپ شرماتے ہین اپنے خندۂ باطل سے ہم

رشک ہی حسرت پہ اُسکی دل مین آتا ہی یہی
اپنے قالب کو بدل لین قالب بسمل سے ہم

سینہ و دلمین ہجوم داغ حسرت ہی نسیم
پھول چُن لیتے ہین اپنے گلشن حاصل سے ہم

رفقا کہہ رہے ہین مقام افسوس ہی کہ مقبل آپ کے جاہ و جلال سے آگاہ ہی مگر اپنی جان دینے کا خواہان ہوا اُسنے یہ انکار نہین کیا معلوم ہوا کہ اُسکی اجل آئی ہی آپ سے فساد کرنا خالی از مصیبت نہوگا ژوبین نے کہا کہ یارو تم سب کی کیا صلاح ہی کس طور سے لڑون حقیقت مین یہ بارہ ہزار غلام ایسے تیر انداز ہین کہ بارہ لاکھ سے لڑ سکتے ہین ایسی تدبیر سے جنگ ہو کہ تیر بحر کمان مین پیوست نہ کر سکین یارو اس طور سے بلوہ کرو کہ سب غلام گھبرا جائین سب نے کہا کہ حضور طبل جنگی بجوائین مقبل سے مقابلہ کرین کوئی زخمی ہونے پائے کہ ہم لوگ بلوہ کرکے سب کو مار لین آپ ایک طرف بلوہ کرکے خیمۂ مہرنگار پر جا پڑیے مہرنگار کو نکال لائیے ژوبین اسپر راضی ہوا مگر کتارۂ کابلی عیار نے کہا کہ حضور تامل کرین مین مقبل کو پکڑ لاؤن ژوبین خوش ہوا کتارۂ کابلی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ژوبین سے رخصت ہوکے بہ فکر مقبل چلا پھرتا پھراتا لشکر مین پہونچا کتارہ دن کو آیا ہی تمام لشکر کو دیکھتا پھرتا ہی بازار مین پھرا سارے مقامات دیکھے قریب بارگاہ مقبل پہونچا دیکھا مقبل اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہی تمام بھائی اِسکے جمع ہین ہتھیار نکلے ہوے رکھے ہین تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین تیرون کو زہر سے آبداری دیجاتی ہی ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ ایسا لڑین کہ ژوبین کو عاجز کر دین مگر کتارۂ کابلی نے یہ سب معرکہ دیکھا ایک گوشے مین آکر چھپا اسی فکر مین ہی کہ مقبل ذرا غافل ہو تو اِسکو پکڑ لے جاؤن مقبل نے شام کو جا کر ملکہ مہرنگار سے کہا کہ حضور شب کو بہت ہوشیار رہیے گا مین نے یہ سُنا ہی کہ وہان سے اُسکا عیار چلا ہی ایسا نہ ہو کہ حضور تک پہونچ جائے تو مین اپنی جان دونگا یہ چاہتا ہون کہ ژوبین کو شکست دون ایسا نہ ہو کہ کسی فریب مین مبتلا ہو جائیے مہرنگار نے کہا بھیا مین نے سُنا اُسکی فکر نہ کرو مین رات بھر جاگونگی عیار کی کیا مجال ہی کہ میرے جاگتے مین آئے تیر و کمان پاس رکھا ہی وہ تیر مارون کہ کلیجے کو توڑ کر پار گذر جائے مقبل نے سب خواصون سے کہدیا کہ صاحبو خبردار رہنا ایسا نہ ہو کہ کتارۂ کابلی آجائے

مقبل سمجھا کر اپنی بارگاہ مین آیا بہزاد جو اسکا بھائی ہو اُس سے کہا کہ ای برادر تم طلائے پہرہ رہو
مگر جو کسی رکھنا بہزاد نے کہا کہ مین بہت ہوشیاری سے طلایہ دونگا دمبدم تمھاری خبر لیتا رہونگا
یہ کہکر بہزاد طلایے پہرہ آیا مقبل کھانا کھاکر سویا کتارۂ کابلی گوشے سے نکلا قریب پلنگ مقبل آیا
مقبل کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا سراپچہ چاک کرکے لے بھاگا طلائے سے بہزاد نے دیکھا کہ
کوئی سیہ پوش بارگاہ سے بھاگا کی نکلا اور پشتارہ بدوش جاتا ہی آواز دی کہ کون جاتا ہی کتارہ
بھاگا بہزاد بھی پیچھے چلا کتارۂ کابلی بھاگا ہوا جاتا ہی بہزاد پکارتا ہوا آتا ہی کہ او بے حیا ٹھہر جا
ورنہ تیر مارونگا کہ پشت کو توڑکر نکل جائیگا سیسر کمان کا جو کڑکا کتارہ ٹھہر گیا بہزاد برابر پہونچا
کتارہ نے پشتارہ رکھدیا نیچہ کھینچ کر بہزاد پر جا پڑا آپس مین نیچہ چلنے لگا مگر کتارہ عیار ہی
بہزاد کو عاجز کردیا ہی یہ بہزاد کو ثابت ہوگیا ہی کہ یہ مقبل کو لیے جاتا ہی بڑا افسوس ہی کہ اگر ہمارا
افسر گرفتار ہوگیا تو کون سرپرستی کریگا جم جم کر لڑ رہا ہی لیکن کتارہ بڑا تیز عیار ہی وار روکتا
ہی اور پھر تلوار مارتا ہی بہزاد اپنے کو بچاتا ہی مگر عاجز ہو رہا ہی کتارہ کی کود پھاند کبھی ہٹجاتا ہی
کبھی خنجر لے کر متوجہ ہوتا ہی بہزاد نے عاجز ہوکر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے مین اپنے افسر کو رہا کرون ایسا نہ ہو کہ مجکو زخمی کرکے مقبل کو بیجائے
تو لشکر مین بدنامی ہوگی ای کریم و رحیم قطعہ شاہا ز کرم بر من درویش نگر ؎ بر حال من خستہ و دل ریش
نگر ؎ ہر چند نیم لایق بخشایش تو ؎ بر من منگر بہ کرم خویش نگر ؎ بہزاد نے بلاک کر جو دعا کی تیر
دعا ہدف مراد پر پہونچا اُس شب ماہ مین صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک زنگی مع چالیس زنگیون
کے صحرا سے پیدا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ تم لوگ کون ہو جو آپس مین لڑ رہے ہو بہزاد نے
کہا کہ مین ہون بہزاد برادر خرد مقبل غلام صاحبقران یہ مقبل کو یہ عیار ہی لیے جاتا ہی مین نے اسکو
روکا ہی وہ زنگی بغدہ کمر سے کھینچ کر طرف کتارہ کے چلا کتارہ نے دیکھا کہ اگر بغدہ پڑ گیا تو
کیونکر زندہ بچونگا یہ سوچ کر بھاگا زنگی نے ایک پتھر مارا کہ پانون کتارہ کا زخمی ہوا مگر بھاگکر
نکل گیا اُس زنگی نے مقبل کو ہوشیار کیا مقبل نے اپنے کو صحرا مین پایا بہزاد کو قریب دیکھا پوچھا
ای برادر مین یہان کیونکر آیا بہزاد نے بیان کیا کہ آپ کو کتارۂ کابلی لیے جاتا تھا اس زنگی
نے آکر بچایا ورنہ مین نہ بچتا مقبل نے اُس زنگی کو گلے سے لگایا پوچھا ای برادر تمھارا نام کیا ہی
تم نے جان بخشی کی کہ دشمن کے ہاتھ سے بچالیا ورنہ یہ عیار لے جاتا لوثرو مین ناموس امیر پر
دست انداز ہوتا اور یہ کیسی بدنامی کی بات تھی اب اپنے نام نامی سے آگاہ کرو کہ مین سامنے
صاحبقران کے ذکر کرونگا کہ فلان جوان نے مجھے بچایا ورنہ غضب ہو جاتا زنگی نے کہا میرا
نام جالنسوز بن قران ہی بطرف لشکر اسلام کے جاتا ہون اب جاکر باپ سے ملون گا
اُستاد خواجہ عمرو کی خدمتگزاری کرونگا کہ کچھ عیاری حاصل ہو یہ سُن کر مقبل بہزاد کے
ساتھ ہولیا وہ زنگی طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوا مگر مقبل نے پھر پکارا کہ ای
جالنسوز ایک پیغام ہمارا ابھی صاحبقران زمان سے کہدینا جالنسوز پھر پلٹ آیا کہا بیان
فرمایئے مقبل نے کہا کہ صاحبقران سے عرض کرنا کہ مقبل کو ثرو مین نے ٹھیرا ہی اسکا ارادہ ہی

کہ آپ کے ناموس پر دست انداز ہو اور ملکہ مہرنگار پر قبضہ کرے حضور تشریف لاکر میری مدد فرمائین ایسا نہ ہو کہ مین سیہ رو ہو جاؤن ناموس پر کوئی اُفتاد پڑے جالنسوز نے کہا کہ مین آج ہی لشکر مین پہونچونگا سب حال تمھارا بیان کرونگا یقین ہی صاحبقران ضرور مدد کرین یہ سُن کر جالنسوز روانہ ہو گیا مقبل و بہزاد اپنے لشکر مین آے سب منتشر ہو رہے تھے کسی نے خبر مہرنگار کو دی تھی کہ مقبل کو عیار چُرا لے گیا مہرنگار مکدر بیٹھی تھین فتنہ سے فرماتی تھین کہ کیون فتنہ اگر مقبل قید ہو گیا تو کیسی مشکل ہوگی فتنہ نے کہا اگر لشکر نے تن دہی نہ کی تو پھر مین عیاری کرونگی ثروبین کے ہاتھ سے آپ کو بچاؤنگی میری زندگی مین ثروبین کی مجال نہین ہی کہ آپ پر دست انداز ہو سکے ملکہ فرماتی ہین کہ اے فتنہ آج کل فلک درپے آزار ہی کد و کاوش بیکار ہی بیچارہ مقبل کیا کرے جانبازی کر رہا ہی کہ ایک خواص نے آکر عرض کی کہ حضور مبارک ہو مقبل آیا در دولت پر حاضر ہی ملکہ خود دوڑی آئین پردے کے پاس آکے پکارا بھیا مقبل یہ کیا معرکہ ہوا تھا کیونکر تم کو لے گیا مقبل نے عرض کی کہ کتارۂ کابلی عیار ثروبین کا کسی طور سے میری بارگاہ مین آیا پشتارہ باندھ کر لے گیا تھا مگر بہزاد نے جاکے اُسکو روکا آپس مین بیچ خوب چلا مگر قدرت خدا سے عین وقت پر جالنسوز بن قران آگیا اُسنے آکر بچایا جالنسوز کو دیکھ کر کتارۂ کابلی بھاگا مین نے اُسکی معرفت بھی صاحبقران کو پیغام بھیجا ہی مہرنگار نے کہا بھیا اب اگر زندگی مین جمال صاحبقران دیکھ لون تو بڑی بات ہی ورنہ اجل دکھائی دیتی ہی ابتو یہ کیفیت ہی زندگی کی بھلا کون صورت ہی

نظم

ٹھہری اُکھڑ کے سانس بُرا وقت ٹل گیا
منت کچھ اور مانگ کہ مین پھر سنبھل گیا

شانے کی راستی یہ کجی کیا مٹائیگی
ہم بندگی کرینگے جو زلفون سے بل گیا

دوڑو خدا کے واسطے دیکھو تو کیا ہوا
کہتا ہی کوئی ہاے کلیجہ نکل گیا

کیون لائے وہ بت اُسکو عیادت کے واسطے
دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا

موقوف کر لگائیگا پھاہے کہان کہان
اے چارہ گر تمام کلیجہ ہی پھل گیا

جھوٹی تسلیون کی توقع گذر گئی
جلد آ ترے مریض کا منکا بھی ڈھل گیا

افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین
اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا

توبہ تو ہی بلا سے جو ویسا نہین ہی دل
زاہد بشکل شیشۂ مے کیون اُبل گیا

افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے
لو آکے وہ بھی خود کف افسوس مل گیا

دیکھا جو اُسکو آنکھ جھکی کچھ نہ کہہ سکا
واعظ کا بھی قدم نہ جما لو پھسل گیا

سامان سفر کے ساتھ ہین ہر وقت اے نسیم
کیا خاک اس جہان مین مرا جی بہل گیا

مقبل نے عرض کی جب تک غلام زندہ ہی کیا مجال کہ کوئی دامن عصمت حضور کو ہاتھ لگا سکے مقبل ملکہ کو سمجھا کر اپنے مقام پر آیا بہزاد طلایہ پھرنے لگا مگر ثروبین کامرانی رات بھر انتظار مین کتارہ کے جاگا صبح کو کتارہ لنگڑاتا ہوا آیا ثروبین نے پوچھا خیر تو ہی کتارہ نے کہا کہ حضور کیا عرض کرون مین نے جانبازی کر کے مقبل کو چُرایا تھا مگر جالنسوز بن قران

اگر ایسا حملہ کیا کہ سوا بھاگنے کے کچھ چارہ نہ ہوا ثروپین نے کہا کہ بدون کدوکاوش کچھ نہ ہوگا ای کتارہ مین سمجھا تھا کہ تو مقبل کو لے آئیگا مین اُس کو قتل کرونگا غلام بے سردار رہ جاوینگے پھر ملکہ کو لے آؤنگا جان و مال میرا نام پر مہرنگار کے نثار ہی مگر سُنتا چلا آتا ہون کہ معشوق کو عاشق کا خیال ہوتا ہی لیکن مقام افسوس ہی کہ مین کئی برس سے جان دیتا ہون مگر ملکہ کو میرا کچھ خیال نہین اگر وہ مقبل سے کہتین کہ ثروپین عاشق میرا ہی میرے لیے بیقرار رہیگا مین اُسکے دیکھنے کو جاؤنگی تو مقبل کی کیا مجال تھی کہ وہ روک سکتا لوگون نے کہا کہ حضور معشوق سب سرکش ہوتے ہین ہم نے سنا ہی اور کتابون مین دیکھا ہی نظم

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خون چکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

سب نے کہا حضور عشق بلا و آفت ہی مجنون کہ اصلی نام اُسکا قیس تھا جب سے لیلی پر عاشق ہوا نام مجنون ہوا جنگل جنگل پھرتا تھا زندگی مین اپنی چین نہ پایا فرہاد سا عاشق صادق کہ جب آوارہ و سرگشتہ ہوا اور لوگون نے خسرو کو خبر کی کہ فرہاد نامے ایک شخص آپ کی زوجہ پر عاشق ہی زیر محل آٹھ پہر رویا کرتا ہی خسرو نے بخوف بدنامی فرہاد کو بُلا بھیجا اور کہا کہ یہ جو سامنے کوہ بے ستون ہی اسکو کاٹ کر نہر بناؤ تا بہ قصر شیرین لاؤ تو پھر مین شیرین کو طلاق دے کر تمھارے حوالے کرون فرہاد بہت خوب کہکر خوشی خوشی اُٹھا پہاڑ پر آکر تیشے مارنے لگا جب تیشہ مارتا تھا پہاڑ ہل جاتا تھا خسرو روز خبر منگاتا تھا کہ فرہاد نے کوہ بے ستون پر جا کر کیا کیا اتنا بڑا پہاڑ کیونکر کٹیگا یقین ہی کہ ہلاک ہو جاے بعد کچھ عرصہ کے خبر پہونچی کہ فرہاد نے پہاڑ کاٹ لیا اب نہر بنا رہا ہی دو چار دن مین نہر یہانتک آجائیگی اب پہاڑ سے شیر ٹپک رہا ہی اُسی سے نہر مملو ہوگی یہ سُن کر خسرو بہت گھبرایا کہتا تھا کہ کیون یارو کیا غضب ہوگا اگر فرہاد نہر لے آیا تو شیرین کو دے دون پھر میری زندگی کیونکر ہوگی مگر شیرین بھی یہ خبرین روز سنتی تھی کہ فرہاد کوشش کر رہا ہی میری یاد مین کوہکنی کر رہا ہی اب نہر بنائی ہی دو چار روز مین کوہ بے ستون سے نہر لائیگا اور بجاے پانی شیر سے نہر مملو ہوگی شیرین خوشی کرتی تھی مگر خسرو نے مکارون کو جمع کیا ایک ضعیفہ بھی آئی پیر فلک کی نانی مکر و حیلے مین لاثانی اُسنے کہا بلالون مین ابھی جا کر فرہاد کو مٹائے دیتی ہون خسرو نے اُسے بہت کچھ دیا وہ ضعیفہ چلی جس مقام پر فرہاد نہر تیار کر رہا تھا اور تیشہ مار رہا تھا بقول شاعر فرد فرہاد جنون پیشہ بہ سنگ بزد تیشہ * میگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد * جوش عشق شیرین مین کلمات نادرست زبان سے نکلتے تھے کہ ای کوہ کہانتک سختی دکھائیگا وہ آہین کرون کہ تجکو موم کر دون حقیقت مین تاثیر عشق فرہاد سے پتھر نرم ہو گئے تھے فرہاد بلطف کاٹ رہا ہی جوش عشق مین خروش ہو رہا ہی وہ ہی قول ہی کہ ای نہر تجکو سامنے محبوب کے لے چلون گھر مین بیٹھے بیٹھے اس نہر سے شیر پیے اب تو خسرو کو کوئی کلام نہ رہا ای فرہاد اس کوہکنی سے تا بروز قیامت نام رہیگا اس جوش مین نہر تیار کر رہا تھا کہ وہ ضعیفہ مکارہ آئی اُسنے پکار کر کہا کہ ای فرہاد ناشاد یہ کیا

بنا رہا ہی اور کسکے واسطے بیقرار ہی فرہاد نے کہا کہ ای مادر مہربان شیرین پر عاشق ہون خسرو
نے شرط کی ہی اُس شرط کو پورا کر رہا ہون پہاڑ کاٹ چکا ہون اب نہر تیار کر رہا ہون یہ نہر جاکر محل
شیرین مین پہونچے اور معشوقہ پریچہرہ اس نہر سے بجاے آب شیر نوش کرے تب میری جانبازی
ظاہر ہو ضعیفہ نے کہا کہ ای فرہاد شیرین کہان ہی شیرین نے انتقال کیا فرہاد نے جو نام انتقال
شیرین سُنا آئینہ وار حیران ہو گیا طرف فلک کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای فلک کجرفتار و ای
گردون غدار کاشکے مین بہرا پیدا ہوتا کہ لفظ انتقال معشوق نہ سُنتا یہ کہکر وہ ہی تیشہ سر پہ
مار لیا سر پھٹ گیا فرہاد جان بحق تسلیم ہوا مراد پوری نہ ہوئی فقرہ ضعیفہ کا چل گیا فرہاد کا
دم نکل گیا ضعیفہ ہنستی ہوئی سامنے خسرو کے آئی کہا ای خسرو فرہاد کا کام تمام کیا اُسنے اپنے
ہاتھ سے اپنے سر پر تیشہ مار لیا وہ عدم مین پہونچا اب معشوق سے چین کرو کانٹا تھا کہ نکل گیا خسرو
ہنستا ہوا سامنے شیرین کے آیا کہا لو صاحب تم نے سُنا فرہاد نے غضب کیا تھا کہ سارا پہاڑ تیشہ
سے کاٹ ڈالا اب نہر تیار کر رہا تھا مین نے ضعیفہ کو بھیجا اُسنے جاکر کہا کہ شیرین نے انتقال کیا
نام انتقال سُن کر اُسنے آہ کی پہاڑ تھرا گیا اور وہ ہی تیشہ اپنے سر پر مار لیا اُسکا خاتمہ ہوا ای
شیرین فرہاد نے انتقال کیا یہ سُن کر شیرین بہت بیقرار ہوئی کہا ای خسرو تم نے شرط کے خلاف
کیا ضعیفہ کو بھیج کر اُسکو راہی ملک عدم کیا مین کوٹھے سے اُسکا لاشہ دیکھونگی خسرو نے کہا کوٹھے
پر جاؤ دیکھ لو لاشہ اُسکا پڑا ہی خون بہ رہا ہی تمام نہر خون اور شیر سے مملو ہی شیرین بالاے بام
آئی لاشہ جو اپنے عاشق صادق کا دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای عاشق وفادار تو نے بڑی جانبازی
کی مین نہ جانتی تھی کہ یون اپنی جان دیگا مین تیرے پاس آتی ہون یہ کہکر شیرین نے اپنے تئین
بام سے گرا دیا عاشق و معشوق کا لاشہ ایک مقام پر ہو گیا یہ حال سُن کر ژوبین ہنسنے لگا اور
کہنے لگا کہ وہان شیرین کو یہ تو خیال تھا کہ فرہاد ہمارا عاشق صادق ہی اور شیرین نے بھی
اپنی جان دی یہان تو مہر نگار کو ذرا بھی میرا خیال نہین سب نے کہا جب حضور سامنے پہونچینگے
تب اُن کو خیال ہوگا کتارۂ کابلی نے کہا کہ ای شہنشاہ کابل آپ زیادہ مضطرب الحال نہون
مین پھر جاکر کد و کاوش کرتا ہون اب کی ملکہ کے لانے کی جستجو کرونگا جب مہر نگار آپ کے قبضے
مین آجائیگی تو مقبل کیا کر سکیگا ژوبین نے بیقرار ہو کر کہا کہ ای یار وفادار اگر مہر نگار کو تو لایا
تو مجھپر بڑا احسان ہوگا کتارۂ کابلی اُسی وقت روانہ ہوا اور دولت پر مہر نگار کے آیا کنیزین
جو براے کام نکلی ہین بڑھیا بن کر ایک کنیز کو بُلایا اُسکو الگ لاکر بیہوش کیا اُسکی شکل بن کر
جلو خانے مین آیا ٹہلا کیا جب دو پہر شب گذری تو اندر پہونچا خبر سُنی کہ ملکہ مہر نگار اندر آرام
فرما رہی ہین کتارۂ کابلی اُسی طرف پہونچا مگر مہر نگار کہ خوف عیار سے جاگ رہی ہین جیسے ہی
سیہ پوش کو انھون نے آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے یہ کون ہی مینے تو منع کیا تھا
کہ کوئی خواص اندر نہ آئے تو کون ہی کہ جو بلا تکلف آتا ہی کتارہ نے چاہا کہ چھپ جاؤن مگر
مہر نگار نے تیر و کمان اُٹھایا تاک کر مارا ہرچند کہ شب تیرہ و تار تھی مگر تیر جاکر ران پر کتارہ
کے بڑا کتارہ کترا کر بھاگا ملکہ نے غل مچایا کہ ای مقبل خبر لینا یہ کوئی عیار آیا تھا مین نے اُسے

زخمی کیا اب جانے نہ پائے مقبل نے جو آواز ملکہ مہرنگار کی سُنی بستر خواب سے اُٹھ کر دوڑا دیکھا کہ ایک سیہ پوش لنگ کرتا ہوا جاتا ہی مگر پشتارہ دوش پر نہین ہی تیر و کمان کاندھے سے اُتارا تاک کر مارا اُسی تیر کے مقام پر یہ تیر بھی پڑا کتارہ خوف جان سے بھاگا مقبل نے پیچھا اس کا نہ کیا کتارہ اُسی طرح زخم سے خون بہتا ہوا سامنے ژوبین کے آیا ژوبین نے پوچھا کہ ای کتارہ کیا ہوا اور یہ خون کیسا تمھاری ران سے جاری ہی کتارہ نے کہا کہ جب مین پہونچا تو ملکہ بیدار تھین اول اُنھون نے مجکو تیر مارا اور مین تیر کھا کر جب بھاگا تو ملکہ نے مقبل کو پکار آواز دی کہ ای مقبل لینا یہ کوئی عیار تھا جانے نہ پائے مقبل بھی اُسی شب تیرہ و تار مین دوڑا اور اُسنے بھی تیر مارا اُسکا بھی نشانۂ تیر میرے اُسی زخم مذکور پر لگا آخر جان بچا کر بھاگ آیا اگر ذرا بھی ٹھہر جاتا تو مارا جاتا ژوبین نے بلک کر کہا کہ مین بدنصیب ہون دیکھیے اب اس بات کا انجام کیا ہو اب تو اپنی یہ صورت ہی

نظم

پریون کا پس و پیش جو سامان نظر آیا ۔ تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا

سمجھا مین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا ۔ جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا

بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے ۔ دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

ہی گلشن ایجاد بہار نفس چند ۔ مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا

دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت دیوار ۔ گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا

افزائش وحشت سے رہا حال یہ برسون ۔ جب آنکھ کھلی مجکو بیابان نظر آیا

تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم ۔ ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا

پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے ۔ پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا

کیا سلسلۂ دہر بھی ہی طرۂ گیسو ۔ جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا

ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح ۔ ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا

انجام محبت کا جو سوچا ستم ایجاد ۔ کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

افسوس نسیم جگر افگار محبت ۔ پھر زلف کے مانند پریشان نظر آیا

کتارہ نے عرض کی کہ حضور اسقدر نہ گھبرائین جہان تک میرے تن مین جان ہی وہانتک کوشش سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا یا مہرنگار یا مقبل کو لاؤنگا آپ نے ایسے مقام پر آکر گھیرا ہی کہ وہ لوگ بھاگ نہین سکتے دس ہزار جوان مین نے پہلوے قلعہ مین اُتار دیے ہین کہ شاید وہ لوگ قصد کرین کہ ہم قلعے مین چلے جاوین تو وہ دس ہزار جوان نہ جانے دینگے ایک ایک کو روکینگے وہ تیر چلین کہ ہمراہیان مقبل پریشان ہو جاوین پھر بھاگ کر سامنے ہی رہین اپنے مقام سے نہ ہل سکین ژوبین نے کہا کہ ای کتارہ میرے تو ہوش و حواس درست نہین تو ہی فوج کا بھی انتظام رکھنا قلعے کا بھی خیال رکھنا ایسا نہو کہ یہ لوگ بھاگ کر قلعے مین چلے جاوین کتارہ نے کہا کہ مین نے فوج کا پہرا مقرر کیا ہی کہ وہ ہر وقت ہوشیار رہتے ہین جسوقت وہ لوگ قصد کرین یہ آگاہ ہو جاوین صدہا تیرانداز مقرر کیے ہین کہ قلعے مین نہ جانے دین یہ سُنکر

ژوبین نے کہا کہ ای کتارہ تیری ذات سے انتظام لشکر ہی اور مین تو اپنے ہوش وحواس مین نہین ہون آج مسلمانون کو مہلت دیتا ہون کہ شاید مقبل راہ پر آجاے مین شکار کھیل آؤن تو آکے طبل جنگی بجواؤن کتارہ کابلی نے سب سامان شکار کر دیا ژوبین چند کس کو ہمراہ لیکر واسطے شکار کے صحرا مین آیا شکار کھیلنے لگا ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اسکو اُسنے شکار کیا گینڈے سے اُترکر اُسکو ذبح کیا چاہتا ہی شکار بند سے باندھلون کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان سبزہ رنگ مرکب عربی پر سوار پشت پر سو پچاس کمند انداز اُسنے جو اپنے شکار کو دیکھا کہ کشتہ پڑا ہی اور تیر میرا دوسرا شخص رومال سے خون پونچھکر دیکھ رہا ہی وہین سے للکارا کہ او نامرد تو کون ہی کہ میرے شکار کو شکار کیا تجکو کچھ خوف ہمارا نہ آیا یہ صحرا ہمارے تعلق مین ہی کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے ژوبین نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی صحرا مین کسی کا اجارہ ہی دستور ہی کہ جو شکار جسکے سامنے آیا اُسنے شکار کیا اگر تجھے کچھ گھمنڈ جرأت ہی تو تلوار کھینچ کر آ اُس جوان نے نعرہ کیا کہ او بےحیا یہ قد و قامت دیکھنے کا ہی مشکین باندھ کر تیری لے جاؤنگا ورنہ بہتر اسی مین ہی کہ آہو کو کاندھے پر اُٹھالے اور میرے مقام پر پہونچادے ژوبین نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مین کیا مزدور ہون کہ آہو کو گردن پر لادون تو آہو لے جا مین دخل نہ دونگا اور اگر شامت آئی ہی تو آ یہ گو ہی یہ میدان ہی حال جرأت کھل جائیگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا فوراً مارا جائیگا اُس جوان نے نعرہ کیا کہ منم دیوث کمند انداز یہ کہکر تلوار کھینچ کر آیا ہاتھ ژوبین پر مارا ژوبین نے تلوار کو تلوار پر روکا وہ جوان جو اُسکی پشت پر تھے اُن سب نے آکر کمندین مارین ژوبین کامرانی کو گرفتار کرلیا اور مشکین باندھین مسلسل و مطوق کرکے ژوبین کو لے چلا ژوبین کا گھبرانا اور زنجیرین ہلانا کیا تحریر ہو قضاے کار اِس صحرا سے پانچ کوس پر اُس جوان کی بارگاہ تھی وہان پر آکر پہونچا آپ آکر کرسی پر بیٹھا کہا اُس جوان کو لاؤ ملازم کشان کشان ژوبین کو لیکر سامنے آے دیوث نے کہا کہ ای جوان تیرا نام کیا ہی ژوبین نے کہا کہ مین بادشاہ ملک کابل ہون لشکر میرا یہان سے پانچ کوس پر اُترا ہی سب آکر تجکو گھیر لین گے پناہ نہ دینگے تو نے مجکو مکر سے گرفتار کیا مین کیا اطاعت کرونگا دیوث کہ رہا ہی کہ اگر ما بدولت کی اطاعت نہ کریگا تو ابھی تجکو قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار نمایان ہوا پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مسلح و مکمل دیوث نے جو اُس پہلوان کو دیکھا واسطے استقبال کے اُٹھا اُس جوان کو گینڈے سے اُتارا دیوث نے کہا ای ملبوس کہان سے آتے ہو ملبوس نے جواب دیا آدمخوارون نے مجکو بہت پریشان کیا تھا جو مسافر نکلتا تھا اُسکو پکڑ لیجاتے تھے اکثر میرے ملازمون کو بھی پکڑ لے گئے آج اُس صحرا مین پہونچا کبیر آدمخوار و حمیر آدمخوار دونون سے لڑا اُن کو زخمی کیا ساتھ کے کئی سو جوان قتل کیے اُن سے عہد کرکے پلٹا ہون اب اپنے قلعے پر جاتا ہون یہ جوان جو بندھا ہوا ہی یہ کون ہی دیوث نے کہا مجھے یقین نہین آتا یہ کہتا ہی کہ مین شاہ کابل ہون صحرا مین مجھسے بجہالت اُلجھا تھا مین اِس کو

گرفتار کرلایا ہون ملبوس نے قریب آکر دیکھا ژوبین کو پہچان گیا کہا بیشک یہ بادشاہ کابل ہی حمزہ نے اسکا ملک چھین لیا مجکو خبر ملی تھی کہ اسنے قلعہ چمنستان کو فتح کیا مجکو بڑا خیال اس بات کا ہی کہ اس حوالی مین ژوبین کیون آیا ہی مین نے اپنے قلعے پر بھی سامان کیا تھا مگر یہ تمھاری اطاعت کیون نہین کرتا ژوبین نے کہا کہ مین اسکی اطاعت کرتا ہون کہ جو مجھے زیر کرے ملبوس نے کہا کہ تم کو زیر کرکے دیوث نہین لایا ژوبین نے کہا کہ دیوث ایک مرد مکار معلوم ہوتا ہی یہ تو میرے مقابلے مین آیا دوسی جہالون نے کمندین ماردین اس وجہ سے مین گرفتار ہوگیا مین بھلا اس نامرد کی اطاعت کرونگا جسکو گھمنڈ ہو وہ مجھسے لڑے ملبوس نے کہا کہ کیون بھائی دیوث تم نے جو اس کو مکر سے گرفتار کیا اسوجہ سے یہ بلبلا رہا ہی مین ابھی اسکو زیر کرکے تمھاری اطاعت کراؤنگا تمھارے ساتھ رہیگا دیوث نے کہا کہ ای برادر یہ جوان بہت زبردست ہی ملبوس نے کہا کہ جب مقابلہ پڑیگا ایسے دو گھستے مارونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہوجاے مین مثل تمھارے کمند اندازون کے بھروسے پر نہین ہون ابھی اسکو زیر کرکے غرور اسکے دماغ سے نکال دونگا حکم دیا اکھاڑا تیار ہو اکھاڑا تیار ہوا مگر دیوث پریشان ہی ملبوس نے ژوبین کو قید سے رہا کیا ژوبین بل کرکے اُٹھا اکھاڑے مین کودا اور للکارا کہ جسکے مزاج مین ہو وہ آے ملبوس اپنے مقام سے اُٹھا اکھاڑے مین آیا آپس مین کشتی ہونے لگی مگر ژوبین بلاے روزگار ہی ملبوس کو عاجز کردیا ہی کئی مرتبہ پکڑ لایا وہ وہ گھستے دیے کہ زرہ ملبوس کی پارہ پارہ ہوگئی پیشانی سے خون بہ رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی ژوبین ریل کرکے دوڑا دس پندرہ قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ ملبوس کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ دے کر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون ملبوس نے کہا کہ مین اطاعت کرتا ہون دیوث نے جو دیکھا کہ بھائی ہمارا زیر ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے ژوبین کے آیا کہا ای افسر اگر بھائی صاحب نے اطاعت کی تو مین بھی اطاعت کرتا ہون ژوبین نے دونون بھائیون کو اپنا مطیع کیا دونون بھائی ژوبین کو ساتھ لیکر قلعہ دیوث مین آے ژوبین کامرانی جو تنہا بیٹھا اور خیال معشوق بندھا تو یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون — دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھون
عیسلے سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا — اک بات کے کہنے مین تو مر جائینگے لاکھون
وہ کوچہ دلکش ہی ترا قاتل سفاک — گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا — صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھون
بیراک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین — تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھون

دیوث نے آکر پوچھا کہ ای پہلوان دوران کس تردد مین ہو ژوبین نے کہا کہ ای بھائی کیا پوچھتے ہو مین فراق دیدہ ہجران کشیدہ عشق مین مہر نگار کے بدحواس ہو رہا ہون راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہرچند کہ ملکہ کے ساتھ زیادہ فوج نہین ہی صرف مقبل ساتھ ہی

مگر وہ غلام کی ذات نہین مانتا دیوث نے کہا مین چلون مقبل کو گرفتار کر لاؤن اپنے قلعے مین اُسے قید کرون آپ ملکہ کو قبضے مین کیجیے ثروبین اسپر راضی ہوا دیوث ہمراہ ثروبین روانہ ہوا خبر سُنی کہ مقبل واسطے شکار کے گیا ہی دیوث بھی صحرا مین آیا دیکھا مقبل شکار کھیل رہا ہی اسنے وہ ہی کمند اندازون کو اپنی کمینگاہ مین لگا رکھا تھا اشارہ کر دیا کہ اِسکو گرفتار کر لو چہار طرف سے مقبل پر کمندین پڑنے لگین ہر چند کہ مقبل نے کئی کمند انداز مارے مگر کمندون مین پھنس کر گرا پھر ہمراہیان دیوث مقبل پر ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے گرفتار کر لیا دیوث مقبل کو گرفتار کر کے لے چلا اپنے قلعے مین لایا ثروبین بہت خوش ہوا کہا کہ اے دیوث تم نے بڑا کار نمایان کیا بڑے مفسد کو گرفتار کر لاے اب مین جا کر ملکہ پر قبضہ کرونگا دیوث نے کہا کہ آج کی شب آرام فرمائیے کل تشریف لے جائیے گا یہ کہکر بارگاہ مین آیا ہلڑ ہوا کہ غلام صاحبقران گرفتار ہو کر آیا ہی بیٹی دیوث کی قمر طلعت محل مین بیٹھی تھی اِسکو خبر پہونچی کہ غلام صاحبقران کو دیوث گرفتار کر کے لایا ہی اب اُسکو دربار مین بُلایا ہی قمر طلعت اپنے مقام سے اُٹھی بالاے بام آئی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ بابا جان نے جو غلام صاحبقران کو گرفتار کیا وہ کہان ہی کنیزون نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے مسلسل و مطوق بیٹھا ہی مگر کلام مردانہ کر رہا ہی قمر طلعت نے بہ نگاہ غور دیکھا مقبل جوان سبزہ رنگ ہی سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری قمر طلعت عاشق ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا ؛ نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا
کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا ؛ دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا
آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین ؛ ہر اشک شمع ہو کے لگن سے نکل گیا
کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون ؛ روکا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا
باقی رہی صراحی غنچہ نہ جام گل ؛ سامان انبساط چمن سے نکل گیا
دنیا کے رابطے سے مراد دلی ملی ؛ مردونکا کام صحبت زن سے نکل گیا
زلفین ہٹا کے بوسۂ رخسار لے لیے ؛ مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا
اے دل ہزار حیف جو مقتل سے پا ہٹے ؛ وہ سور پھر نہین ہی جو رن سے نکل گیا
دامن تک اشک آکے نہ جائینگے آنکھ مین ؛ پھرتا نہین گُہر جو عدن سے نکل گیا
رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نے ؛ گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک ؛ توسن کمال تیز تھا سن سے نکل گیا
افسون دلفریب سے ہم آشنا نہ تھے ؛ آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا
کس دھوم کی پڑھی ہی غزل آپنے نسیم ؛ تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری مزاج کیسا ہی قمر طلعت رونے لگی کہا جب سے اس ظالم کو دیکھا میرا دل قابو مین نہین ہی کیونکر اِسکو قید سے رہا کرون یہان ثروبین نے حکم دیا کہ آج اسکو لیجا کر قید کرو کل سمجھا کر لانا کہ یہ بدل اطاعت کرے اور مہر نگار کو میرے

حوالے کر دے شاید راہ پر آجاے ملازمان دیوث مقبل کو قید خانے مین لے گئے مگر مقبل
ثابت قدم کو سے محبت ہی یہی کہے جاتا ہی کہ اگر میرا بند بند جدا کرو گے مگر ناموس آقاے نامدار کو
نہ دونگا نگہبانون نے قید کیا آب و دانہ بند ہی لیکن مقبل قید خانے مین زنجیرین ہلا رہا ہی
قمر طلعت دو پہر رات گئے چند کنیزون کو ساتھ لیکر در قید خانہ پر آئی نگہبانون کو دیکھا پہرے
پر ہین اب قمر طلعت گھبرائی کنیزون سے کہا کہ کیون صاحبو نگہبان جاگ رہے ہین کیا
تدبیر کرون سب نے کہا کہ ہم لوگ زیادہ ہین نگہبان کم ہین ان کو مار لیجیے ملکہ نے جوش مین
تلوار کھینچی نگہبانون سے لڑائی ہونے لگی ملکہ نے بڑھ کر قفل کاٹا مقبل نے جو دیکھا کہ چند
عورتین لڑ رہی ہین زنجیرین ہلانے لگا ملکہ نے بڑھ کر نیمچہ مارا ہتھکڑی کاٹی مقبل کی جو
ہتھکڑی کٹی مقبل نے قید توڑ ڈالی اور قید خانے سے نکلا سب نگہبانون کو قتل کیا چند
نگہبان بھاگ گئے مگر ملکہ قریب مقبل کے آئین کہا اے مقبل اب مین پلٹ کے جانے کے لائق
نہین رہی اگر گھر جاؤن گی تو باپ قتل کریگا مقبل نے کہا نکل چلو ملکہ نے گھوڑی طلب کی ملکہ کو
سوار کر کے ساتھ لیا اور طرف صحرا کے بھاگا چاہتا ہی کہ اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن مگر جو نگہبان
کہ بھاگ گئے تھے اُنھون نے جا کر دیوث سے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی نے نگہبانون
کو قتل کیا ہم جان بچا کر نکل آے دیوث اُسی وقت سوار ہوا ملبوس نے پوچھا کہ اے برادر
کیا ہوا کہان جاتے ہو دیوث نے کہا کہ براے گرفتاری اُس گیسو بریدہ کے جاتا ہون
کہ مقبل کو لے کر بھاگ گئی ملبوس نے کہا کہ تم تامل کرو مین جا کر گرفتار کر لاؤنگا یہان مقبل
ملکہ کو ساتھ لیے ہوے قریب ایک پہاڑ کے پہونچا شبرنگ نامے قزاق بالاے کوہ بیٹھا تھا
اُسنے دیکھا چند عورتین اور ایک مرد بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ کوہ سے اُترا للکارا کہ اے
میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مقبل رُکا ملکہ کو پیچھے کر لیا شبرنگ نے آکر نیزہ مارا مقبل نے
نیزہ شبرنگ کا قلم کیا شبرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے روک کر ہاتھ تلوار کا مار دیا
کہ شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوے قزاق شبرنگ کے دوڑ پڑے مقبل اُن سب سے لڑنے لگا
لڑائی ہو رہی ہی اور ملکہ تیر مار رہی ہین کنیزین اُسکے ساتھ تیر اندازی کر رہی ہین عین گرمی
جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ملبوس کا نعرہ ہوا کہ منم ملبوس فتنہ پرداز یہ کہکر قریب
مقبل آیا ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے روک کر کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا کہ ملبوس کے دو ٹکڑے
ہوے قزاقون کو شکست دے کر ملکہ کو لیکر چلا اِسکے غلام اِسکی تلاش مین تھے کہ صحرا سے
گرد اُڑی بارہ ہزار غلام مقبل کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اپنے افسر کو جو آتے ہوے
دیکھا مقبل کو بیچ مین لیا لشکر مین لاے مہرنگار کو خبر ہوئی کہ مقبل غائب ہو گیا تھا
ایک معشوق کو لے کر آیا ہی زہرہ مصری سے بُلا کر کہا کہ تمھارے میان ایک اور
معشوقہ لاے ہین زہرہ مصری نے کہا کہ صاحبقران کے غلام ہین وہ جہان جاتے ہین اُس
مقام سے ایک معشوقہ لاتے ہین اگر یہ بھی لایا تو کیا نقصان ہی مین تو حضور ہی کی خدمت
مین رہتی ہون وہ معشوق کو لیکر چین کرین مجھے کیا دخل ہی مگر چند کس لاشہ ملبوس کا لیکر

سامنے ژوبین اور دیوث کے پہونچے دیوث نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا اسکو کسنے مارا اُن سب نے بیان کیا کہ مقبل نے جاکر شبرنگ قزاق کو مارا ملبوس سامنے پہونچے یہ بھی علف شمشیر آبدار ہوے اب وہ نکل گئے یہ سُن کر ژوبین بہت جھلایا کہا ای دیوث مین ہی جاکر سمجھونگا اب جہنگار کو چھین لونگا امان نہ دونگا یہ کہکر دیوث کو ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر کے چلا مگر ژوبین دیوث کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی ایک صحرا مین پہونچا سامنے کوہ ہی کوہ پر ایک قصر بنا ہوا تھا دیکھا ایک محبوبہ غرفے سے جھانک رہی ہی ژوبین نے جو اُس معشوق کو دیکھا دیوث سے کہا کہ جانتے ہو یہ قصر کسکا ہی دیوث نے کہا کہ لالان صف شکن پہلوان ہی اُسی کی دختر ہوگی ژوبین سامنے کوہ کے اُتر پڑا اُس معشوق نے جو دیکھا کہ مجکو دیکھکر یہ پہلوان اُتر پڑا ایک تیر مین ایک رقعہ لکھکر طرف ژوبین کے وہ تیر پھینکا ملازم اُٹھا کر سامنے لاے ژوبین نے وہ اشتیاق نامہ پڑھا اُس مین یہ مضمون تھا کہ ای عاشق صادق و ای یار موافق آگاہ ہو کہ مین لالان کی دختر ہون تم کو چاہیے ہی کہ یہان نہ اُترو اگر وہ خبر سُنیگا تو برائے مقابلہ آئیگا پھر تم کو یہان سے نکلنا مشکل ہوگا اور میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

فرق دوری سے تری دوست مین دشمن مین نہین
تیغ جلاد ہی شہ رگ مری گردن مین نہین +

نہ سہی جذب مرے نالہ شیون مین نہین +
دوست کو چین مگر پہلوے دشمن مین نہین +

لے گئی ہوش یہ موسےٰ کے تجلی تیری
سیکڑون کوس پتہ وادی ایمن مین نہین

دیکھتی تجکو زلیخا بھی تو یوسف کہتی +
سب نشان ہین فقط اک چاک ہی دامن مین نہین

چین مردے کو بھی بیتابی دل نے نہ دیا
ہاے ہم دفن ہوے تھے ابھی مدفن مین نہین

جب زمانے نے کجی کی یہ نکل جائینگے
میری تقدیر کے سے بل تری چتون مین نہین

آنکھ دو لوگون سے ملائی تھی کبھی اُس بت نے
آج تک یکجہتی شیخ و برہمن مین نہین +

آنکھ خورشید قیامت سے بھی جھپکے اُنکی
ایسے ذرے تری دیوار کے روزن مین نہین

دیکھ لو داغ کبود آکے مرے سینے پر
کہ یہ وہ تختہ سوسن ہی جو گلشن مین نہین

خون ناحق سے بچایا تجھے کیسا دم ذبح
چھینٹ تک میرے لہو کی ترے دامن مین نہین

اشک خونی نہ موثر ہوے الفت مین کبھی
رنگ تاثیر ازل سے مرے گلشن مین نہین

کیا اگر دل سے نکالا کبھی اشکون نے غبار
خاک اُڑنے کا تکلف کوئی ساون مین نہین

تیغ قاتل نے کیا فیصلہ کیا خوب چلال +
ایک جھگڑا ابھی پس قتل سر و تن مین نہین

بعد ان اشعار کے لکھا تھا کہ تم یہان سے کوچ کرو مین تمھارے پاس پہونچ جاؤنگی ژوبین یہ نامہ پڑھکر بہت جھلایا کہا وہ لالان صف شکن کون ہی جو مجھسے لڑیگا کیونکر معرکہ پڑیگا دم بھر مین مار لونگا مگر معشوق کو لونگا مین کیا چپ رہون کہ اُسکے خوف سے بھاگ جاؤن ملازم ژوبین کے جو پھرنے لگے لالان کو پرچۂ اخبار گذرا کہ ژوبین کامرانی قلعۂ دیوث کو فتح کرکے آیا ہی سامنے کوہ کے اُترا ہی لالان نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی ہرچند کہ گوشے مین پڑا ہون مگر کسی نے آج تک مجھپر لشکرکشی نہین کی یہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہی لشکر کو اپنے

تیار کر کے اُٹھا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے طرف ثروبین کے چلا یہان ثروبین کو ہرکارون
نے خبر دی کہ لالان آتا ہی ثروبین نے کہا کہ آنے دو مین کیا اُس سے ڈرتا ہون مگر لالان
کوہ سے اُترا مقابلۂ ثروبین مین اُتر پڑا قمر طلعت قصر سے دیکھ رہی ہی کہ دونون لشکرون مین
طبل جنگی بجے صبح کو جوشان و خروشان لالان میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ بادشاہ
کابل کہان ہین یہ سرحد کابل نہین ہی بہت ذلیل ہونگے میرے مقابلے مین آوین تو احوال
کھلے ثروبین یہ نعرہ سُن کر برائے مقابلۂ لالان نکلا آپس مین نیزہ بازی ہوئی تلوار چلی
کوئی زخمی نہین ہوا لالان نے ہاتھ تلوار کا مارا ثروبین نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑی دونون
لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون طرف کے لوگ دیکھ رہے ہین شام
تک آپس مین کشتی ہوئی ہرچند کہ ثروبین نے زیادتیان کین مگر لالان کو نہ زیر کر سکا بانیمہ لالان
کو یقین ہو گیا کہ ثروبین زور مین زیادہ ہی یقین ہی کہ مجکو زیر کر لیگا شام کو لالان نے ثروبین کو
چھوڑ دیا کہا اب مین نہین لڑتا ہرچند کہ ثروبین نے کہا کہ جب تک زیر و زبر نہ ہو لین گے
تب تک نہ پلٹین گے مگر لالان نے قبول نہ کیا گینڈے پر سوار ہو کر پلٹ گیا ثروبین مجبور
و ناچار ہو کر پلٹا مگر لالان جو پلٹ کر آیا بارگاہ مین اپنی سر جھکا کر بیٹھا عیار اسکا سہیل تیز رو
عین وقت پر آیا لالان کو جو پریشان دیکھا پوچھا کہ ای آقائے نامدار آپ کا مزاج کیسا ہی
لالان نے کہا کہ ای سہیل کیا پوچھتا ہی بڑے حریف سخت سے مقابلہ پڑا مین ہی ایسا تھا کہ
اُسکے ہاتھ سے بچا بڑا طاقت دار جوان ہی لات و منات نے مجھے بچایا ای سہیل اگر ہو سکے
تو ثروبین کو گرفتار کر لا سہیل نے کہا کہ اُسکا عیار کتارہ کابلی نہایت کارگزار ہی اکثر
عمرو سے لڑا ہی مگر کبھی زیر نہین ہوا ہی وہ مجکو ضرور روکیگا مگر آپ کا حکم بجا لاتا ہون برائے
گرفتاری ثروبین جاتا ہون یہ کہہ کر سہیل روانہ ہوا لشکر ثروبین مین پہونچا ضعیفہ بنا ہوا
پھر رہا ہی کسی سے پوچھ رہا تھا کہ میان ثروبین کس بارگاہ مین رہتے ہین کتارہ یہ خبر سُنکر
قریب آیا کہا کیون بڑی بی ثروبین سے کیا کام ہی مین تم کو ثروبین کے پاس پہونچا دون
سہیل سمجھا کہ اسکو مجھپر گمان ہوا اینچہ مارا کہ سر کتارہ کا زخمی ہوا اینچہ مار کر بھاگا کتارہ
نے پیچھا کیا جنگل مین ایک جھاڑی مین آ کر سہیل چھپا کتارہ کو جو آتے ہوئے دیکھا حلقہائے
کمند خس پوش کر دیے کتارہ آ کر کمندون مین پھنسا سہیل نے جھٹکا مار اکتارہ گرا سہیل
نے حباب مار کر گرفتار کر لیا پشتارہ لیکر چلا مگر چند شاگردان کتارہ دور سے یہ معرکہ
دیکھ رہے تھے یہ جو معلوم ہوا کہ اُستاد گرفتار ہو گئے پیچھے چلے سہیل کتارہ کو لیے ہوئے
سامنے لالان کے آیا لالان نے کہا کہ مین ابھی قتل کرونگا کہ کوئی معین ثروبین کا نہ
رہے ای سہیل مین اسے قتل کرتا ہون تو اسی کی شکل بنکر جانا یہ کہہ کر جلاد کو طلب کیا
جلاد خنجر کھینچ کر سر پر آیا مگر شاگردون نے اسکے جو یہ معرکہ دیکھا خبر لیکر بھاگے ثروبین کے
سامنے آئے عرض کی عیار آپ کا گرفتار ہوا لالان اُسکو قتل کیا چاہتا ہی یہ سُنکر ثروبین
اپنے مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہو کر چلا مگر یہ خبر قمر طلعت نے سُنی نقاب چہرے پر

ڈال کر نکل گئی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

دھیان اُس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو ٭ / خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو ٭
نہ سُنا تھا جو وہ کانون سے سُنایا مجکو ٭ / جو نہ دیکھا تھا سو آنکھون سے دکھایا مجکو
شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین / یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو
واشد دل کے لیے باغ مین آنکلا تھا / یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رُلایا مجکو
طور پر حضرت موسےٰ نے تجلی دیکھی / بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو ٭
اُس پری رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی / مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو
جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے / کار مشکل کوئی در پیش نہ آیا مجکو ٭
فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق / رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو
بعد مردن بھی دکھا دیگی شجاعت جوہر / شیر ماریگا جو روباہ نے کھایا مجکو
شام سے پہلوے خالی نے اک آفت ڈھائی / صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو ٭
حشر کے روز مین اتنا تو کہونگا آتش / ان پری رویون نے دیوانہ بنایا مجکو

نگر ژوبین کامرانی گینڈے کو ڈالے ہوے لشکر لالان مین آیا اہل فوج نے دیکھا کہ ژوبین کمال غصے مین دربارگاہ لالان پر پہونچا دروازے پر اُترا اندر چلا درگہ سالار نے روکا ژوبین نے درگہ سالار کو مارا پردہ اُٹھا کر اندر آیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم ژوبین کامرانی دیکھا کہ کتارہ زیر تیغ بیٹھا ہی جلاد چاہتا ہی کہ قتل کرے ژوبین نے بڑھکر جلاد کو مارا کتارہ کو اُٹھا لیا پکار کر کہا کہ ای لالان اسنے کیا خطا کی تھی کہ تو نے ارادۂ قتل کیا مین اپنے معشوق کے فراق مین بیقرار ہون آٹھ پہر تردد مین رہتا ہون اگر سو معشوقین ملین تو مہرنگار کو نہ بھولون لالان کچھ نہ بولا سوچا کہ یہ غصے مین ہی اگر اسکو روکونگا تو یہ مجھپر آپڑیگا تو بڑی مشکل پڑیگی ژوبین کتارہ کو ساتھ لیکر پلٹا گینڈے پر سوار ہوکر چلا کتارہ سے باتین کرتا ہوا جاتا ہی کبھی ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہی کبھی کہتا ہی کیون کتارہ دیکھیے ملکہ مہرنگار کی صورت بھی دکھائی دے یا نہ دکھائی دے اب تو یہ نوبت ہی نظم

کیا شب فرقت مین صدمے ہین دل بیتاب پر / مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر ٭
ہجر مین سو جاؤن کیا مین توشک کمخواب پر / بنگئے ہین بال پلکون کے براے خواب پر
مثل ہالہ رات صدقے ہوتی ہی مہتاب پر / یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
آگیا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع ٭ / آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر
گنبد مدفن مرے اشکون سے یون ہی بعد مرگ / بلبلے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
خیمۂ لیلی نظر آتا ہی او مجنون حباب / نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر
عین دریا مین بھی گردش سے نہین الکدم قرار / سعی کرنا ختم ہی ای سالکو گرداب پر ٭
رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب / ہاے کیا رکھتا ہی رغبت غم مرے خوناب پر
کان مین محبوب کے پرواز بھی آتی نہین ٭ / کیا شب فرقت مین مجکو رشک ہی سرخاب پر

بن گیا فوراً مرا تار نگہ تار شعاع	جا پڑی جب آنکھ اُس خورشید عالمتاب پر
عالم اسباب مین ہر چند ہون ناسخ مگر	ہی نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

کتارہ کابلی سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ آقاے نامدار نہ گھبرائیے ایسا معاملہ کبھی نہ ملیگا یہان سے چل کر طبل جنگی بجوائیے پہلے مقبل کو قتل کیجیے آپ کے دو لاکھ کابلی بچے ہین بارہ ہزار کو گھیر کر مار لینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے ژوپین کہتا ہی کہ اى کتارہ مقام افسوس ہی کس کسطرح مقبل کو سمجھایا مگر وہ ظالم نہین مانتا اپنی ہی کہے جاتا ہی اگر مقبل کو پاجاؤن تو فوراً اُسے قتل کرون اُسی کی سرکشی نے مجکو پریشان کیا ہی مگر اب چل کر بدلہ لونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا رات کوئی چار گھڑی باقی ہی ایک مقام پر پہونچا کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہا کہ ای کتارہ دیکھو تو یہ کون رورہا ہی کتارہ نے بڑھ کر دیکھا کہ ایک درخت کے سائے مین ایک نقابدار بادلہ پوش رورہا ہی یہ اشعار زبان پر ہین نظم

تمھارے چہرے کے آگے ہی آفتاب سفید	نہ کیون ہو رنگ شفق سُرخ ہو نقاب سفید
تمھارے چہرۂ تابان نے یہ نکالا رنگ	کہ آفتاب ہی زرد اور ماہتاب سفید
ہوا نہین مرے مژگان نم سے تر رومال	یہ ہی سحاب سیہ اور یہ ہی سحاب سفید

کتارہ نے ژوپین سے اطلاع کی کہ ایک نقابدار زیر نخل کھڑا رورہا ہی ژوپین گینڈا بڑھا کر آیا جیسے ہی قمرطلعت نے ژوپین کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اى عاشق صادق وای یار موافق لات ومنات نے تجکو مجھ تک پہونچایا جس وقت سے مین نے سُنا کہ اپنے عیار کو تم رہا کرلے گئے تو مین نقاب ڈال کر نکل آئی اسی خیال سے کہ شاید اس راہ سے گذرو تو مین ساتھ ہو جاؤن اب پلٹ کر نہ جاؤنگی ژوپین نے کتارہ سے کہا کہ تم جاکر دیوش کو مع لشکر لاؤ مین آگے بڑھتا ہون طرف لشکر کے چلون کتارہ اُس طرف گیا ژوپین معشوقہ سے باتین کرتا ہوا طرف لشکر کے چلا رات تو قلیل باقی تھی تھوڑے عرصے مین صبح ہوگئی لیکن قمرطلعت نے نقاب چہرے سے ہٹادی ہی ژوپین سے باتین کرتی ہوئی آتی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر اُس تاجدار کی نگاہ دور سے پڑی کہ ایک مہ جبین ایک جوان کے ساتھ باتین کرتی ہوئی آتی ہی دیکھتے ہی عاشق ہوا پکار کر آواز دی کہ او جوان اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو اس معشوق کا ساتھ چھوڑ میری نگاہ اسپر پڑی ژوپین نے جھلا کر جواب دیا کہ او بےحیا تو کون ہی منم شہنشاہ کابل یہ سمجھ لے کہ سب کو شکست دونگا میری معشوقہ کا نام لیتا ہی زبان کاٹ ڈالونگا سوہان تاجدار نے فوج کو اشارہ کیا فوج نے ژوپین کو گھیرا کہ ایک طرف سے دیوش بھی ژوپین کی طرف سے آپڑا مگر سوہان کے ہمراہی بارہ ہزار اور ژوپین کے ہمراہ چار پانچ سو آدمی مین تلوار چلنے لگی مگر سوہان نے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو گرفتار کرلو دس بیس جوانون نے مل کر قمرطلعت کو گرفتار کرلیا قمرطلعت کا اُس وقت تڑپنا اور بیتاب وبیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ رو رو کر پڑھنا نظم

پہلے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہوگیا
بعد ازان گوہر فروغ رخ سے اختر ہوگیا

تار مسطر جب ہمارا جسم لاغر ہوگیا
کیا مشابہ کاغذ مسطر سے بستر ہوگیا

اس پری نے جب اٹھایا سنگ مجھ دیوانہ پر
آتش رنگ حنا سے صاف اخگر ہوگیا

کردیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے +
چور اپنی ٹھوکرون سے کاسۂ سر ہوگیا

پڑگیا ہی عکس جو میرے تن پر داغ کا
سارے جسم یار مین پھولونکا زیور ہوگیا

دیکھ کر خورشید سا چہرہ جو ہم غش مین گرے
سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہوگیا

باغ مین یاد آگئی مجکو جو اُس گل کی بہار
بہر مرغ روح ہر گلبرگ شہپر ہوگیا

مجکو جرم میکشی مین جب کیا حاکم نے قتل
جسم بے سر خم سر بے جسم ساغر ہوگیا

فصل گل مین اسقدر خم سے ہوا جوش شراب
مثل باران دامن باد صبا تر ہوگیا

بازو و ران و میان و گردن محبوب کا
رشتۂ پیمایش ای ناسخ برابر ہوگیا

ہرچند قمر طلعت نے غل مچایا لیکن کون سُنتا ہی ہمراہیان سوہان نے محافے مین سوار کرلیا اور لے بھاگے ژوبین انتہا کا زخمی ہوا لیکن دیوث زخمی ہوکر گھوڑے سے گرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ کابل مجکو بچائیے مین گھوڑے سے گرا چاہتا ہون ژوبین گھوڑے کو بڑھا کر چلا آکر دیوث کو سنبھالا سوہان نے جو دیکھا کہ دونون خوب زخمی ہو چکے ساتھ والون سے کہا کہ یارو ان کے قتل کرنے سے کیا نفع ہوگا معشوقہ کو تو لوگ لے گئے لے کے قلعے مین پہونچے ہونگے یہ کہکر سوہان نے گھوڑا پھیرا اسپ نے دور سے ژوبین کو تیر مارے ژوبین ایک نخل کی آڑ مین آیا سوہان سب کو ساتھ لیکر نکل گیا اب ژوبین دیوانہ وار وحشی خیال اُسی جنگل مین چنپتا پھرتا ہی کہ کتارۂ کابلی عیار آکر پہونچا کتارہ نے دیکھا کہ زمین پر لاشے بہت سے پڑے ہوے ہین اور دیوث ژوبین کو سمجھا رہا ہی ژوبین کہتا ہی بڑا غضب ہوا کہ قمر طلعت کو وہ لوگ لے گئے کیسی پھڑکتی ہوئی گئی ہی اُسکے رونے کی آواز میرے کان مین آتی تھی مگر مجبور تھا کہ بارہ ہزار جوان مجکو گھیرے ہوے تھے اُسپر مین نے کئی سو جوان قتل کیے ای کتارہ جاکر دریافت توکرو کہ یہ سوہان کہانکا رہنے والا ہی اور ملکہ کو کہان لے گیا کتارہ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یا تو ملکہ کو لاتا ہون یا خبر لاکر سناتا ہون یہ کہکر کتارہ روانہ ہوا ژوبین کامرانی و دیوث لشکر مین گئے مقبل نے بھی خبر سُنی کہ ژوبین آگیا انتظام مین مصروف ہی لیکن کتارۂ کابلی پھرتا پھراتا نقش ہاے سم مرکب دیکھتا ہوا قلعے مین پہونچا ایک مقام پر آیا دروازہ باغ کا کھلا ہوا تھا کتارہ نے گانے کی آواز سُنی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سوہان بیٹھا ہی پہلو مین قمر طلعت بیٹھی میکشی کر رہی ہی کتارہ ایک گوشے مین چھپ رہا جب سوہان سوگیا تو کتارہ نے آکے قمر طلعت کو جگایا قمر طلعت بیدار ہوئی کہا ارے تو کون کتارہ نے کہا وہ ہی آپ کا غلام قدیم آپ کے واسطے آقاے نامدار بہت بیقرار ہین قمر طلعت نے کہا کہ ای کتارہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب تو یہان سے چلا جا ورنہ سوہان کو جگا دونگی کتارہ دلمین کہتا ہی کہ ای

کتارہ یہ وہ ہی نازنین ہی کہ جو ژوبین پر جان دیتی تھی اب نام سے اُسکے نفرت ہی اور کہتی ہی کہ اگر یہان ٹھہروگے تو مین سوہان کو جگا دونگی ای کتارہ وہ جو سنا کرتے تھے آج آنکھون سے دیکھ لیا کہ زن کسی کے ساتھ وفا نہین کرتی ایک شب مین اسکا یہ حال ہوگیا کہ نام سے ژوبین کے نفرت ہی اور مجکو کہتی ہی کہ مین تجکو پہچانتی نہین ای کتارہ اب چلو اس بیوفا کا پیچھا چھوڑو وفادار وہ شاہزادیان ہین جو محل مین حمزہ کے ہین کافرون نے کیسے کیسے بلوے کیے مگر کسی کے قدم کو لغزش نہین ہوئی یہ سوچ کر کتارہ پلٹا ژوبین کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی ژوبین نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون چل کر قلعہ فتح کرتا ہون کتارہ نے کہا کہ ای شہریار اگر آپ نے قلعہ فتح کیا تو کیا نفع وہ عورت آپ سے باغی ہوگئی اب آپ سے رضامند نہ ہوگی اور کیا عجب ہی کہ جب آپ قلعہ فتح کرین تو وہ نکل جاے آپ کا ساتھ نہ دے دیوبوش نے بھی سمجھایا کہ حضور جانے دیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے ابھی آپ کو جنگ عظیم کرنا ہی لہذا تامل فرمائیے اُسکے قلعے پر نہ جائیے فوج بھی اُسکے پاس بہت ہی قلعہ بھی مضبوط و مستحکم ہی اگر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی ہی اور سردارون نے بھی عرض کی کہ حضور کو ابھی سختی جھیلنا ہی اور جان پر کھیلنا ہی یہ ذکر تھا کہ ایک شترسوار آکر پہونچا اُس نے ژوبین کو نامہ دیا ژوبین نے وہ نامہ پڑھا اُس نامے مین درج تھا کہ ای بادشاہ کابل سمنان بن اسہن نے کہ پہلوان زبردست ہی مجکو آکر گھیرا ہی مین قلعہ بند ہون آٹھ دن کی مہلت لی ہی جلد آکر میری مدد کیجیے ورنہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی یہ مضمون جو ژوبین نے دیکھا کہا ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی جلد تیار ہو مین براے مدد چمنستان جاؤنگا اور اس پہلوان کے ہاتھ سے اُس کو بچاؤنگا مابدولت کا خرا جگزار ہی اور خُسرا بھی ہی گو کہ اُس کی بیٹی سے مین نے وصل نہین حاصل کیا صرف بدصورت ہی اور گندہ دہن تھی مگر پھو ہڑی تو مین نے پھیری اب وہ مجھسے مدد کا طالب ہی کیونکر مدد نہ کرون ہاتھ سے دشمنون کے اُس کو نہ بچاؤن یہ کہکر سوار ہوا طرف قلعۂ چمنستان کے روانہ ہوا یہان چمنستان خوف سے اُس پہلوان کے قلعہ بند ہی قلعہ گھرا ہوا ہی سمنان نے آب و آذوقہ روکا ہی کئی پیغام سمنان نے پاس چمنستان کے بھیجے چمنستان نے جواب دیا کہ ایک ہفتہ کی مہلت دیجیے یا لڑونگا یا قلعے کو خالی کردونگا آپ کو خراج دیا کرونگا سمنان نے ایک ہفتے کی مہلت دی جب ہفتہ گذرا شام کو چمنستان کے پاس پیغام بھیجا کہ مہلت گذر گئی اب یا سامان جنگ کرو یا خراج دو چمنستان نے جواب دیا کہ اطاعت تو نہ کرینگے جو تم سے ہوسکے قصور نہ کرو لات و منات ہم کو بچاوینگے سمنان بن اسہن نے طبل یورش بجوایا ہرکارون نے چمنستان کو خبر دی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین چمنستان نے توپین لگائین تیرانداز کمینگاہ مین بٹھاے تیل کے کڑھاو چڑھوا دیے بارود کی ہنڈیان آراستہ ہوئین اسطرح چمنستان نے قلعے کو درست کیا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا منھ کھولے بیٹھا ہی گولہ انداز ٹہل رہے ہین صبح کو سمنان فوج کو لیکر سامنے قلعے کے آیا آر استگی قلعہ دیکھکر گھبرایا فوج والون نے عرض کی کہ اگر

حکم ہو تو بلوہ کرین قلعے کر ٹاپون مین اُڑا دین سمنان نے اشارہ کیا ساٹھ ہزار جوان لینا لینا کہ کر چلے لوگون نے چمنستان سے کہا فوج نے بلوہ کیا چمنستان نے موشک پران یعنی ہوائی گو دا غا آواز شر کی بلند ہوئی یہی نشان شر و فساد تھا گولہ پڑنے لگا نہین معلوم گولاندازون نے توپون کے کان مین کیا کہہ دیا کہ کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین جیسے ہی وہ پرے جمائے ہوئے آتے تھے باڑھ جو پڑی پانچ ہزار جوان فوج کے اُڑ گئے پانچ ہزار کے مرتے ہی فوج نے گھونٹ کھایا یہ کہتے ہوے بھاگے یارو گوشت و مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حربہ نہین پہونچتا اُن کا حربہ کام کرتا ہی بس یہ کہتے ہوے بھاگے جاتے ہین زد سے ہٹ کر کھڑے ہوے چمنستان نے جو دیکھا کہ فوج سمنان پس پا ہوئی اور دور جا کر کھڑی ہوئی نوبت و نقارے بجنے لگے وہ مارا وہ بھگایا کی صدا بلند ہوئی سمنان نے جو یہ صدائین سُنین بہت بگڑا اراے پر سے گرز لیا طرف قلعے کے چلا گینڈے کو بڑھاتا ہوا گرز کو ہلاتا ہوا چلا جاتا ہی چمنستان نے جو اپنے قلعے پر سے دیکھا کہ ایک پہلوان گرز کو جنبش دیتا ہوا آتا ہی گولہ اندازون کو اشارہ کیا کہ ہان گولہ پڑنے لگا مگر وہ جوان دیو خصال و عفریت مثال گولون کو رد کرتا ہوا آتا ہی ہر مقام پہ ٹھہر جاتا ہی جب دیکھا کہ گولہ چلا اپنے تئین زمین پر گرا کر بچاتا ہی کبھی گینڈے کو کاوے اور اٹیرن پر ڈالتا ہی بہر نوع اپنے کو بچاتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا طرف قلعے کے آتا ہی چمنستان نے دیکھا گولہ اندازون سے کہا کہ یارو یہ وہ ظالم ہی کہ گولون سے نہ رُکیگا خندق ہی پر آکر ٹھہریگا گولہ اندازون نے سیدھ باندھی تاک تاک کر گولے مارے مگر اُس ظالم تک کوئی گولہ نہ پہونچا جست و خیز مین نہایت کامل و اکمل ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ اے چمنستان مین نے ایسے گھروندے بہت سے بگاڑ دیے ہین مین توپ گولے کو کب مانتا ہون بلکہ قلعے کو حباب لب دریا جانتا ہون اگر اپنی خیر و خوبی چاہتے ہو تو قلعے سے نکل آؤ خراج دینا قبول کرو ورنہ قلعے کے اندر آکر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چمنستان جواب دیتا ہی کہ لات و منات بچا دینگے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم تیرے مار ڈالنے مین کچھ کوتاہی نہ کرینگے اگر تیری موت نہین ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین مگر سمنان گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا اب قصد ہی کہ اُس پار جاؤن دروازہ قلعے کا گرز سے توڑون اندر قلعے کے جا کر جنگ کرون ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہی کہ گینڈے کو اُس پار اُڑاؤن مگر خندق چوڑی ہی اُس پار نہین جا سکتا اس وجہ سے حیران ہی ہاتھ اُٹھا کر فوج کو اشارہ کیا کہ تم سب آجاؤ تو مطلب نکلے مین تو گولون کو رد کر کے آیا ہون تم سب بھی تکلیف کرو اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ اہل فوج بھی چلے پلٹنین رسالے جمے ہوے آتے ہین نوبت و نقارے بجاتے ہوے کہ اہل قلعہ گھبرا جاوین اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ سمنان قریب خندق آگیا اہل فوج بھی آتے ہین اب کوئی زندہ نہ بچیگا چمنستان نے بیقرار ہو کر تاج سر سے اُتارا اپنے خداوندونکو پکارنے لگا کہ یا لات اعلیٰ و منات معلیٰ تیتا میتا وم خبیثا شری گاے کا بچھڑا خداوند لقپا سے زرین تن وغیرہ بولے دوسی خداوندون کو پکار رہا ہی کہ یا خداوندو

آگر مدد کرو ان دشمنون نے مجکو گھیرا ہی سمنان ان سب کے بلکنے پر ہنس رہا ہی کہتا ہی یارو کیون روتے ہو اب رونے کا وقت آتا ہی جب بھائی کے سامنے بھائی قتل ہوگا تب رونا ابھی تک خیر ہی رومال سے ہاتھ باندھ کر نکل آؤ چمنستان نے پلٹ کر فوج کو حکم دیا کہ اب وقت جنگ ہی بدعت سے ظالم کی ہر خرد و کلان تنگ ہی ہان یارو آج تو ایسی جنگ کرو کہ ان دشمنون کے جی چھٹ جاوے سب کہتے ہین کہ ای بادشاہ نہ گھبرائیے ایسا لڑین کہ یہ لوگ قلعے سے نکل بھاگین ہمارے ہاتھ سے جان بچاوین کیا سمجھ کر آتے ہین ہم لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہین دشمن سراسر بیکار ہین مگر سمنان نے جب دیکھا کہ فوج بھی قریب آ چکی مین جو پھاٹک توڑونگا تو یہ سب بھی آ جاوینگے دشمن کو شکست دینگے جنگ کا بندوبست کرینگے پکار کر آواز دی کہ ای چمنستان مین آتا ہون قلعے مین آ کے تم سب کو مٹاتا ہون چمنستان پھر بیقرار ہو کے پکارا کہ یا لات و منات اب آئیے ہاتھ سے ان دشمنون کے بچائیے کیا اپنے بندون کا قتل منظور ہی آپ کی عنایت سے بہت دور ہی ای آسمان کے خدائے نادیدہ اس وقت تو ہی میری مدد کر اس بلا کو رد کر گو کہ میرا اعتقاد نہین ہی مگر اضطراب مین عرض کرتا ہون کہ اگر تجھ مین کچھ قدرت ہی تو اس وقت جلد مدد کر ہم سب تیرے بندے ہین چمنستان نے جو یہ پکار کر کہا صحرا سے گرد اڑی چمنستان نے دیکھا کہ ژوبین کامرانی گینڈا اڑاے ہوے آ رہا ہی جہان سے توپ کی آواز کان مین پہونچی سمجھ گیا کہ قلعہ لڑنے لگا پشت پر فوج کا تانتا بندھا ہوا ہی سب کابلی بچے مسلح و مکمل ہین ژوبین نے جو دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال قریب خندق جھوم رہا ہی یہی قصد ہی کہ خندق قراؤن اور اہل قلعہ بلک بلک کر رو رہے ہین دمبدم مالک حقیقی کو پکارتے ہین کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز مشکل کو آسان کر دشمنون کے ہاتھ سے بچالے ژوبین نے وہین سے للکارا کہ او بے حیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ کل فوج کو تیری تباہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا سمنان نے جو ژوبین کی آواز سنی پلٹ کر پھر گینڈے پر سوار ہوا ژوبین سامنے پہونچا کہا کیون ای سمنان تم کو یہ خبر نہین کہ یہ قلعہ ہمارے قبضے مین ہی اور ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اس قلعے کو تسخیر کیا تمھاری کیا مجال ہی کہ اندر جا سکو وہان ہمارا ناموس ہی اب بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ سمنان نے کہا کہ ای ژوبین تمھارا زور و شور مٹا سلطنت کابل حمزہ نے چھین لی جنگل جنگل مارے پھرتے ہو اگر مین آگاہ بھی ہوتا کہ قلعہ کو تم سے توسل ہی تو کچھ خوف نہ کرتا اب آئے تو کیا کروگے تمکو مار کر قلعے مین جاؤنگا ژوبین نے کہا کہ ای سمنان صرف مین حمزہ سے دبا ورنہ آج تک جنگ مین کسی سے منھ نہین پھیرا اسکے فرزندون سے لڑا اور برابر رہا صرف حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تم ایسون کو مین کیا سمجھتا ہون جیسے شیر کے آگے روباہ یہ سن کر سمنان نے نیزہ مارا ژوبین نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے گرز مارا ژوبین نے گرز کو بھی قلم کیا گرز کو قلم کر کے کمر پر ہاتھ مار دیا سمنان کے دو ٹکڑے ہوے چمنستان نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ سمنان مارا گیا اور فوج نے ژوبین پر بلوہ کیا دروازے کو کھول کر نکل آیا فوج بھی پشت پر ہی آ کر لڑنے لگا

مگر ژوبین مثل فیل مست لڑ رہا ہی ہر مرتبہ علمدار کو ڈانٹتا ہی جیسے ہی علمدار قریب آیا اور ژوبین پر حملہ کیا ژوبین نے حربہ علمدار کا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ علم کو مع علمدار قلم کیا ہر طرف ہنگامہ برپا ہی مگر چمنستان فوج کو ساتھ لیے ژوبین کی مدد کر رہا ہی جب کافرون نے دیکھا کہ افسر بھی مارا گیا اور علم سیاہ گرا معلوم ہوا کہ علم ماتم ان سب پر گرا ناچار ہو کر بھاگے ژوبین نے سب کو شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا ہزارون کو قتل کیا چمنستان نے ژوبین کو ہمراہ لیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا قلعے مین لایا ژوبین کو تخت پر بٹھایا خاطر و مدارات کرنے لگا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے اور بہ خوش الحانی یہ اشعار گانے لگے نظم

مہر تابان جانتا ہی ہر بشر آئینے کو ✢ دیکھتا ہی تو اگر وقت سحر آئینے کو ✢
یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینے کو ✢ زشت رو جیسے ہو نادم دیکھکر آئینے کو
عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم ✢ شانے کر تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو
یون مرے آئینۂ دلکو نہ تو دیدے ٹپک ✢ دوست رکھتے ہین حسین ای فتنہ گر آئینے کو
عکس افگن اب کبھی چھولے سے بھی ہوتا نہین ✢ وہ صنم حیرت مین ہی پھر دیکھ کر آئینے کو
دلمین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف ✢ زنگ ہین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو ✢
پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین ✢ ہی ترے تیر نگہ کا خوف ہر آئینے کو ✢
گر صفاے دل تجھے منظور ہی کر حبس دم ✢ دم سے ہوتا ہی ارے غافل ضرر آئینے کو
پڑ گیا گر عکس اُس کے شعلۂ رخسار کا ✢ جاے جوہر ہاتھ آئینگے شرر آئینے کو
دیکھتا ہون مین فقط آئینۂ رخسار یار ✢ ڈھونڈھتا ہی اک جہان باہ صفر آئینے کو
وہ پری مجنون ہوا ہی اپنی صورت دیکھکر ✢ سنگ طفلان سے بنایا ہی مگر آئینے کو
پڑ گیا ہی اُس کو اب دیدار جانان کا مزہ ✢ خانۂ زندان نہ کیون ہو جاے گھر آئینے کو
توڑ کر زنجیر جوہر لی حلب سے راہ ہند ✢ جب کہ تیرے حسن کی پہونچی خبر آئینے کو
چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر ✢ ہو گیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو ✢
ہو گیا مجکو یقین اک بال اُسمین پڑ گیا ✢ اُسنے دکھلائی جہان اپنی کمر آئینے کو
زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین ہرگز نظر ✢ دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

ژوبین خوش بیٹھا ہی سوسن سیہ رو کو خبر پہونچی کہ شوہر میرا آیا ہی رات کو بن ٹھن کر ژوبین کے پاس آئی مگر شمع وغیرہ نزدیک کی گل کر دین اور اُسنے اپنا علاج گندہ دہنی کا حکیمون سے کر لیا ہی کہ بوے بد کسی قدر آنا موقوف ہو گئی ہی جس وقت الائچی وغیرہ کھاتی ہی تو بالکل معلوم نہین ہوتی اور ژوبین بھی اُسوقت نشے مین شراب کے تھا اُس سیہ رو سے متوجہ ہو گیا مدعاے دلی حاصل ہوا صبح کو سوسن ہنستی ہوئی اُٹھی ژوبین بھی باہر آیا مگر لاشہ سمنان جو اُس کے ساتھ والے لیکر چلے تو سامنے قلعہ کوہ کے پہونچے وہانکا حاکم زردار کوہ پیکر ہی لاشہ دیکھکر نکل آیا پوچھا یارو یہ کسکا لاشہ ہی سبھون نے کل کیفیت بیان کی زردار یہ سُن کر بہت جھنجھلایا کہا ژوبین بہت مغرور ہو گیا ہی یہ وہی ژوبین ہی جو حمزہ کے ہاتھ سے کیسا کیسا ذلیل ہوا کیا

سمجھ کے سمنان کو مارا تھا یدولت چل کر بدلہ لین گے یہان ثروبین نے محل مین کہلا بھیجا کہ ملکہ میری ملاقات کو نہ آوین مین برسر راہ ہون آج کل رنج و غم مین مبتلا ہون میرا یہ حال ہی نظم

وہی جنون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی ۔ تری آنکھونکی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی نشو و نماے سبزہ ہی گور غریبان پر ۔ ہواے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تعلق ہی وہی تاحال اُن زلفونکے سودے سے ۔ سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی سر کا پٹکنا ہی وہی رونا ہی ہر دم کا ۔ وہی راتونکی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
رواج عشق کے آئین وہی ہین کشور دلمین ۔ رہ و رسم وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی جی کا جلانا ہی پگھلنا ہی وہی دل کا ۔ وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
نیاز خادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے ۔ بتونکی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی سوداے کاکل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا ۔ یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
جنون کی گرم جوشی ہی وہی دیوانون سے اپنے ۔ وہی داغونکی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی بازار گرمی ہی محبت کی ہنوز آتش ۔ وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

چمنستان نے کہا کہ اے شہنشاہ کابل آپ کے تشریف رکھنے سے قلعے مین رونق ہی مگر زردار نے لاشہ سمنان کا لیکر ارتھی وغیرہ بنوائی اُس کو جلوا کر طرف قلعہ چمنستان کے چلا منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر آکر ایک آہو کو دیکھا کہ جھول زربفت کی پشت پر پڑی ہوئی گلے مین موتیون کے مالے چرنے مین مصروف ہی زردار آہو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایک قصر تھا اُس مین جاکر آہو غائب ہوا اُسی کے ساتھ زردار کوہ پیکر بھی غائب ہو گیا اہل فوج بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے صبح کو وہ نکلتا ہی چرا کر کے پھر قصر مین جاکر غائب ہو جاتا ہی اہل فوج ڈر کے مارے آہو پر توجہ نہین کرتے سامنے قصر کے رویا کرتے ہین لیکن ثروبین کامرانی بعد کئی دن کے چمنستان سے رخصت ہوا سوسن سیہ رو جو رخصت ہونے کو آئی ثروبین نے کہا کہ ملکہ اندر جاؤ مجکو صورت نہ دکھاؤ سوسن نے ایک طمانچہ مارا ثروبین نے تلوار کھینچی سوسن بھاگ کر محل مین چلی گئی کہتی ہوئی کہ عجب نامرد میرا شوہر ہی کہ مجکو دیکھا رنجیدہ ہوتا ہی خدا لنگوڑے کو غارت کرے ثروبین نے چاہا محل مین گھس جاؤن کہ چمنستان نے روک لیا کہا عورت پر غصہ نہ کیجیے عورتون کی ایسی ہی زبان ہوتی ہی آپ سے آرام نہین پایا تو آپ کو نامرد کہتی ہی آپ تو وہ مرد ہین کہ سمنان کو مارا ثروبین کوچ کر کے چلا اُسی صحرا مین پہونچا کہ جہان ملازمان زردار اُترے ہوے ہین پوچھا تم لوگ کون ہو ان سب نے حال بیان کیا کہ زردار کوہ پیکر براے مقابلۂ ثروبین چلا تھا اس قصر مین جاکے وہ غائب ہو گیا مگر وہ آہو صبح کو آتا ہی چر کے چلا جاتا ہی ثروبین نے کہا صبح کو اُس آہو کو مارونگا رات بھر تیر و کمان لیے بیٹھا رہا کہ صبح ہوئی آہو قصر سے نکلا ثروبین نے تیر مارا آہو نے چھپا کر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ایک شور برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آہوان جادو بود قصر گرا زردار کو دیکھا سامنے آتا ہی ثروبین کو دیکھ کر بہت بگڑا کہا ای ثروبین تو نے غضب کیا کہ میری

معشوقہ کو مارا مین تجکو قتل کرونگا اہل فوج نے کہا کہ ای افسر اس آہو کے مرنے سے آپ نے قید سے نجات پائی اور آپ ژوپین سے بگڑتے ہین زرد ار نے کہا کہ تم لوگون کے ظاہر مین مین قید تھا لیکن شب کو چین کرتا تھا ایک معشوقہ آتی تھی اُس سے ہم بستر ہوتا تھا ارات بھر عیش و جبیش کرتا تھا ہرچند اہل فوج نے سمجھایا مگر زرد ار نے نہ مانا ژوپین کے مقابلے مین آیا دونو سے آپسمین نیزہ چلنے لگا ژوپین نے نیزہ زرد ار کا نکالا زرد ار نے ہاتھ تلوار کا مارا فورا ژوپین نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ زرد ار کے دو ٹکڑے ہوے زرد ار کے مرتے ہی ایک غبار اُٹھا ایسا اندھیرا ہوا کہ ژوپین گھبرانے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ چند زنگی آئے ژوپین کو مسلسل و مطوق کیا کشان کشان لے گئے ایک اندھیرے مکان مین لیجا کر قید کیا ژوپین فراق مین ملکہ مہرنگار کے رویا کرتا ہی بیقرار ہی اور ہر وقت یہ اشعار اُسکی زبان پر جاری ہین نظم

کام شیشے سے ہی ہمکو او رساغر سے غرض
مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض

عشق صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف
جب صدف سے مدعا تھا اب ہی گوہر سے غرض

آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
زر کی خواہش ہی حسینونکو ہی زیور سے غرض

اپنے فعلون سے تعجب ہی نہ کیون ہوئے فساد
زن سے مطلب ہی زمین سے مدعا زر سے غرض

بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہی یار
زہر ملتا ہی اُسے جسکو ہی شکر سے غرض

آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہین
عاشق قامت نہین رکھتے صنوبر سے غرض

نازیبا بھی نہ ای دل ناگوار طبع ہو
اب تو اٹکی ہی تری اُس ماہ پیکر سے غرض

صاف ہوکے گلستان حُسن کی لوٹے بہار
یہ مراد آئینے کی تھی یہ سکندر سے غرض

عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
مرد مفلس کی نکلتی ہی تونگر سے غرض

شکوہ اُسکا بھی زبان زد ہونا ای دل چاہیے
گر اُٹھا دی ہی جہان سفلہ پرور سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین
آتش درویش کو ہی اپنے بستر سے غرض

تیسرے دن بھوک کے مارے ژوپین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ ایک زنگن ضعیفہ آئی ژوپین کو اُٹھایا موٹی موٹی روٹیان لائی تھی ژوپین کا سر زانو پر رکھ لیا نوالے کھلانے لگی جب ژوپین نے چند نوالے کھائے اور ہوش و حواس درست ہوے زنگن نے کہا کہ ای فرزند اگر تو اپنی رہائی چاہتا ہی تو مجھسے وصل حاصل کر ژوپین تین دن سے بدحواس ہو رہا تھا کتنے ہی مطلب دلی اُسکا پورا کیا زنگن نے کہا اُٹھ اب مین تجکو نکالدون ورنہ عمر بھر یہان سے رہائی نہ پاتا مین تیری مادر مہربان ہون تونے بڑا احسان کیا آہو ان جادو میری بیٹی تھی تیرے سبب سے قتل ہوئی تب مجکو خیال ہوا کہ افسوس میرا فرزند بھوکا پیاسا پڑا ہی ایسا نہو کہ تڑپ تڑپ کر دم نکل جاے تو مین بدنام ہونگی ساحرا اپنے مقام پر کہین گے کہ سیہ بخت جادو کو ژوپین کا پاس نہ ہوا بیٹی کا قتل ہونا گوارا ہوا لے اب مین تجکو رہا کیے دیتی ہون یہ کہکر ژوپین کو اُٹھایا قید خانے سے باہر لائی کہا اب جا چلا جا وہ سامنے تیرا لشکر ہی ژوپین لشکر مین آیا کابلی بچون نے جو ژوپین کو آتے ہوے دیکھا استقبال کر کے لاے ژوپین نے

سب کیفیت اپنی بیان کی کہ مین نے عجب مصیبت اُٹھائی وہ زنگن جسکا پاس بیٹھا ناشاق تھا اُس سے وصل حاصل کیا کہ اس وقت تک بیقرار ہون یہ معلوم ہوتا ہی کہ سارے جسم کا ست نکل گیا مگر جان بچی اُسنے سیہ بخت جادو نام بتایا ہی اور کہا ہی آیا کرونگی اب وہ روز شب کو میرے پاس آئیگی اب مین تم لوگون مین آیا اُسکا کہنا کب مانونگا گردن پکڑ کے نکال دونگا بھلا مین کب اُس کو پاس بیٹھاؤنگا سب نے کہا کہ اب سامنے قلعے کے چلیے ژوبین روانہ ہوا شب کو آکر ایک منزل پر اُترا شب کو پلنگ پر پڑا ہوا تڑپ رہا ہی آنکھون کے آگے تصویر مہر نگار پھر رہی ہی بیقرار ہو کے پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا تو عجیب حال ہی اب تو یہ کیفیت ہی نظم

آگ پر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا ٭ خاک پر وقت خرام اُسکا جو دامان لوٹا
دل کو از بس کہ جو لاگ ابرو خمدار سے تھی ٭ دم شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا ٭
حق بجانب ہی جو موسے کو نہ ہو تاب جمال ٭ تجکو نادیدہ دل گبر و مسلمان لوٹا ٭
عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دلمین سمجھ ٭ پانون پر آکے مرے حاجب زندان لوٹا
مرغ بسمل کی طرح سے ہین ہزارون دل زار ٭ ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خندان لوٹا ٭
مین نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر ٭ دونون ہاتھون سے جگر تھام کے دربان لوٹا

کہ یکایک برق چمکی سیہ بخت جادو قبہ بارگاہ توڑ کر ژوبین کے پاس آئی ژوبین نے جو اُس ضعیفہ کو دیکھا آنکھین بند کر لین ضعیفہ نے قریب آکر ژوبین کو جگایا ژوبین آنکھین ملتا ہوا اُٹھا صورت کو اُس کی دیکھ کر گھبراتا ہی دل مین کہتا ہی کہ ای ژوبین اسکو نانی کہون یا دادی کہون کسطرح اس سے جان بچیگی یہ بھی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو اُسی بلا مین مبتلا کر دے تو بھوک پیاس سے مر جاونگا بہر نوع اپنی جان بچا کر پھر ژوبین نے ضعیفہ سے وصل حاصل کیا سیہ بخت چلی گئی تین دن برابر آئی ژوبین کو ڈرایا کرتی ہی کہ اُسی قید خانے مین لیجا کر قید کر دونگی اگر ذرا بھی انکار کیا میری محبت کو تو یاد کر کہ تو بھوک سے بیہوش پڑا ہوا تھا مین نے ایسے وقت مین کھانا کھلایا بجاے پانی کے دودھ پلایا او بے حیا اب جو قید سے چھوٹا ہی تو غمزے کرتا ہی صبح کو ژوبین نے کتنارہ سے یہ سب ذکر کیا کتنارہ نے بیہوشی کی پڑیا دی کہا شراب مین اسکو پلانا جب بیہوش ہو تو اُسے قتل کر ڈالنا یون جان بچیگی ورنہ یہ روز آئیگی اور تمھین ستائیگی سواے اقبال کے انکار نہ پڑیگا ژوبین نے وہ ہی کیا کہ جب سیہ بخت آئی تو اُسنے شراب مین بیہوشی ملائی سیہ بخت سے کہا کہ ایک جام تو پیلو بڑا لطف حاصل ہوگا سیہ بخت تو یہ چاہتی تھی کہ یہ مجھے اپنے ہاتھ سے شراب پلاے بیخوف انجام وہ جام پی گئی پیتے ہی حرکات خلاف کرنے لگی ژوبین نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور ایک گھونسا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیہ بخت جادو بود اب صبح کو ژوبین جو اُٹھا لاشہ سیہ بخت کا پھنکوا دیا آپ اپنی فوج کو لیکر روبراہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا لوگون نے آکر استقبال کیا ژوبین کو لشکر مین لاے ژوبین بدحواس ہو رہا ہی کتنارہ سے بُلا کر کہا کہ کیون کتنارہ نہین ہو سکتا کہ مقبل کو گرفتار کر لا کتنارہ نے کہا کہ آج اپنی جان لگاؤنگا اور مقبل کو گرفتار کر لاؤنگا پھر آپ کو اختیار ہی جسطرح چاہیے

قتل کیجیے بعد قتل مقبل مہرنگار پر قبضہ کیجیے بلوہ کر دیجیے آپ کی فوج کا بلوہ غلامان مقبل نہ سنبھال سکیں گے مہرنگار کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے یہ کہکر کتارہ کابلی با نہائے عیاری جسم پر لگا کر چلا خوانچے والا بن کر لشکر اسلام میں آیا دیکھا کہ غلامان مقبل ہوشیار پھر رہے ہین جس کسی غیر شخص کو دیکھتے ہین پوچھتے ہین کہ تو کون ہی لشکر مین آنیکا کیا سبب ہوا ایک غلام نے جو دیکھا کہ آج یہ نیا خوانچے والا آیا ہی پکارا کچھ سودا لیا تب پوچھا کہ تو کہان رہتا ہی کتارہ کابلی حاضر جواب ہی فوراً بول اُٹھا کہ سلطنے گانون مین میرا مکان ہی آٹھوین دن خوانچہ لگاتا ہون جابجا جاتا ہون اسی کو بیچ کر اپنی اوقات بسر کرتا ہون غلام نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی کتارہ نے کہا کہ میرا نام سہیل شیرینی فروش ہی غلام نے چاہا گرفتار کرلون مگر کتارہ بھاگا خوانچہ یہین رہگیا غلام نے بہت پیچھا کیا مگر کتارہ بھاگ کر پشت بارگاہ مقبل پر پہونچا ایک گوشے مین چھپا جب دن گذر کر شام ہوگئی تو نقب کھودنے لگا مہر نقب کا بارگاہ مقبل مین توڑا نقب سے نکل کر مقبل کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا مگر دل مین خوف غالب ہی صحرا کی طرف چلا منظور یہ تھا کہ دو تین کوس بڑھ کر اپنے لشکر مین جاؤنگا ہر چند کہ مشقت ہی مگر انجام مین راحت ہی قید اسکی پاس مالک کے پہونچاؤنگا یہ سوچتا ہوا جاتا ہی جنگل کو طے کر رہا ہی قریب ایک جھیل کے پہونچا پشتارے کو رکھدیا پانی پیا ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑے کو گرد مین ڈالے ہوے آتا ہی تیہو پر باز کو چھوڑا ہی باز نے جا کر تیہو کو گھیر لیا تماچے مار رہا ہی آخر تیہو زخمی ہو کر گرا مگر گوشہ چادر چہرے سے مقبل کے ہٹ گیا ہی نقابدار اُسی مقام پر آکے کودا اول اپنے باز کو اُٹھایا پھر پلٹ کر جو دیکھا تو نگاہ پڑی کہ ایک جوان سبزہ رنگ بیہوش ایک پشتارے مین بندھا ہوا پڑا ہی پلٹ کر پوچھا کہ او عیار مکار یہ کون شخص ہی کیا تیری خطا کی ہی جو اسکو باندھا ہی کتارہ نے کہا کہ میرا گناہ نہین کیا ہی ثروبین کا خطاوار ہوا اور مین عیار ثروبین ہون جسنے قلعہ چمنستان فتح کیا وہانسے باج و خراج آتا ہی اب مقابلے مین مسلمانون کے اُترا ہی یہ شخص افسر لشکر مسلمانان ہی نقابدار نے کہا کہ تو نے بہت بُرا کیا کہ جو ایسے شخص کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہی مین نہ لیجانے دونگا کتارہ سختی کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ کیون شامتین آئی ہین یہ کہکر تیغ کمر سے کھینچا کتارہ کے سامنے جو تیغ چمکا اُتو کتارہ بخوف جان بھاگا نقابدار نے مقبل کو اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھ لیا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا کتارہ نے دور سے دیکھا کہ نقابدار اُس طرف گیا ہی تعاقب مین چلا اور آکر دیکھا کہ صحرا مین ایک باغ ہی اُس باغ مین نقابدار مقبل کو لے گیا کتارہ در باغ دیکھ کر بھاگا پاس ثروبین کے آیا کہا کہ ای شہنشاہ کابل مین مقبل کو لایا تھا مگر ایک نقابدار نے پشتارہ چھین لیا اسی صحرا مین ایک باغ ہی اُس مین مقبل کو لے گیا ثروبین نے دیوش سے کہا کہ ای دیوش سو دو سو جوانون کو ساتھ لیکر جاؤ نقابدار و مقبل کو گرفتار کر لاؤ میرے سر مین درد ہی ورنہ مین خود جاتا دیوش نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین مین جا کر نقابدار و مقبل کو لاتا ہون ہر چند کہ مین اکیلا کافی ہون مگر حکم آپ کا بجالاتا ہون کہ یہ دو چار سو

جوان ساتھ لیے یہ لوگ چہار طرف سے باغ کو گھیرین گے اور مین اکیلا اندر گھُس کر گرفتار کر لاونگا دیکھون وہ نقابدار کون ہی کنتارہ کہتا ہی کہ مین نے آپکا نام لیا نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا اِسکی بھی اُسکو سزا دونگا یہ کہکر چلا ژروبین نے کنتارہ کو ساتھ کر دیا یہان نقابدار جو مقبل کو لیکر باغ مین آیا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکہ گلرخسار آپ تو برا ے شکار تشریف لے گئی تھین یہ کسکو لائین گلرخسار نے کہا کہ عیار ژروبین اِسکو لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا اِس کی صورت بھولی بھولی اچھی معلوم دی اس وجہ سے لے آئی یہ کہکر مقبل کو ہوشیار کیا مقبل نے جو اُس معشوق پری چہرہ کو دیکھا کلیجہ تھام لیا خوش ہو کے باتین کرنے لگا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو کنیزون نے نام بتایا ملکہ گلرخسار اِن کا نام ہی دختر جیحون تاجدار یہان سے دو کوس پر قلعہ ہی جیحون وہان رہتا ہی یہ باغ ملکہ کے نام کا بنایا ہی اِس باغ کو باغ دلکشا کہتے ہین ملکہ برا ے فرحت یہان تشریف لاتی ہین تمکو عیار ژروبین لیے جاتا تھا ملکہ اُس سے چھین لائین مقبل پہلو مین گلرخسار کے بیٹھا گائنین حاضر ہوئین اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

جو ہر اپنے آئینہ رخسار جو دکھلائیگا ۔ سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چنوائیگا

بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین جس شوق سے ۔ فاقہ کش مومن نہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا

لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامون کے داغ ۔ روز محشر شاعرونکا پوست کھینچا جائیگا

کشتۂ مژگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو ۔ شیر کے پنجے کے زخمی کی طرح چلائیگا

ہی سزاوار اہل دولت سے فقیرونکا غرور ۔ ہاتھ کو جو کھینچ لیگا پانؤن کو پھیلائیگا

کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون ۔ انیٹ کی خاطر کوئی مسجد کو کیونکر ڈھائیگا

راہ مین وقفہ کریگا جو نہ مثل آفتاب ۔ پا شکستہ ذرہ بھی مشرق سے مغرب جائیگا

یہ صدا آتی ہی شور بحر ہستی سے مجھے ۔ گوہر مقصود اس دریا سے باہر پائیگا

طفل کے مانند اُس پر رال ٹپکے گی مری ۔ باغ عالم مین سے مجھے شفتالو لب بھائیگا

تابش خورشید محشر کیا جلا دیگی مجھے ۔ ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائیگا

پوست اُسکا صرف کفش ای یار ہوگا بعد مرگ ۔ آتش اپنا ہاتھ تیرے پانؤن تک پھیلائیگا

قضاے کار ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری آپ کے باغ کی خبر ژروبین کو پہونچ گئی اُسنے اپنے سردار کو کہ جسکا دیوث نام ہی پانچ سی سوارون سے بھیجا ہی اُن سوارون نے باغ کو گھیر لیا دیوث در باغ پر کھڑا ہی چاہتا ہی اندر گھُس آوے کنیزین روک رہی ہین محلدار کو اُسنے مار ڈالا یہ سُنکر مقبل اُٹھا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا صاحب مین تم کو نہ جانے دونگی کچھ تو ایسا زبردست ہی کہ جسکو ژروبین نے بھیجا ہی مقبل نے کہا کہ مین سمجھ لونگا ملکہ نے جو دیکھا کہ مقبل نہین مانتا کنیزون سے اشارہ کیا کہ صاحبو تیر و کمان لیکر بالاے قصر جاؤ اسقدر تیرون کی بوچھار کرو کہ وہ لوگ گھبرا جاوین اور بھاگین کنیزین جوان جوان بموجب حکم ملکہ تیر و کمان لیکر کوٹھے پر آئین یا تو سوار بڑھے ہوے آتے تھے تیر جو پڑنے لگے کئی سی سوار گرے ادھر مقبل

دروازے پر پہونچا دیوث کنیزون کو قتل کر رہا تھا مقبل نے للکارا کہ او نامرد عورتون پر ہاتھ اُٹھاتا ہی دیوث نے بڑھ کر نیزہ مارا مقبل نے ایک تیر مار دیا کہ گینڈا دیوث کا اُلٹ گیا دیوث گینڈے سے گرا مقبل نے قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دیوث کے دو ٹکڑے ہوے دیوث کو مار کر مقبل سوارون پر جا پڑا کئی سو سوار بھی کچھ تو تیر سے مارے گئے کچھ ہاتھ سے مقبل کے قتل ہوے باقی جو بچے وہ بھاگے مقبل پلٹ کر آیا ملکہ نے بلائین لین کہا صاحب تمنے کمال کیا کہ سب کو شکست دی حقیقت مین جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہو مقبل نے کہا کہ مین غلام صاحبقران ہون اُن کی تعلیم کا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب حقیقت مین دیوث دیو خصال تھا بذلت مارا گیا جہنم واصل ہوا مقبل نے کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین انشاءاللہ جب فرصت پاوینگے تو ہم پھر آوینگے ملکہ نے کہا کہ صاحب ایسا نہ ہو کہ ہم کو فراموش کرو مقبل نے کہا کہ تمھاری یاد فراموش نہ ہوگی مگر یہ دعا کرو کہ ژوبین کے ہاتھ سے پروردگار بچاے وہ بہت زبردست ہی مجکو بھی خوف ہی بہ اطمینان ملکہ سے رخصت ہو کر مقبل باہر نکلا طرف اپنے لشکر کے چلا یہان سب بھرا ہیان مقبل انتظار مین تھے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مقبل آتے ہین سب نے آکر مقبل کا استقبال کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے مقبل کو لشکر مین لائے ہرکارے جو لشکر ژوبین کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے ژوبین کے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ مقبل بخیر و خوبی لشکر مین آیا ژوبین حیران ہو گیا کہ ہمراہیان دیوث روتے پیٹتے ہوے حاضر ہوے کہا کہ ای بادشاہ کابل دیوث کو مقبل نے مارا سب کو شکست ہوئی ہم لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ آے کسکی مجال تھی کہ وہان ٹھہر سکتا کوٹھے سے تیرون کی بوچھار ہوئی آخر ٹھہر نہ سکے لاشہ بھی دیوث کا نہ اُٹھا سکے اپنی جان کو غنیمت جانا بخیر و عافیت بھاگ آے ژوبین نے یہ سُنکر کہا کیا دیوث حلوا تھا کہ مقبل اُسپر غالب آیا ہم کو نہایت تردد ہوتا ہی وہان تیر مارنے والا کون تھا مگر مقبل بڑی جرأت سے لڑا سب نے کہا کہ مقبل جب اندر سے نکلا دیوث کے گینڈے پر تیر مارا گینڈا اُسکا اُلٹ گیا دیوث گینڈے سے گرا پھر مقبل نے اُٹھنے نہ دیا ہم دیکھ رہے تھے کہ تلوار سے اُسکو قتل کیا نہین معلوم تیر کون خطا شعار پھینکتا تھا کہ سوار مارے گئے کئی سو گھوڑے کوتل پھر رہے تھے جو سامنے پہونچا گھوڑون نے دولتیان اُچھالین پشتکین مارین سب سوار پامال ہوے اور ہم چند کس جان بچا کر بھاگ آے ژوبین نے کہا کہ اب کیا کرون سب سردارون نے ژوبین کو سمجھایا کہ اب آپ تامل فرمائیے نہین تو وہانکے شاہ سے جنگ واقع ہوگی تو مشکل پڑیگی فساد پھیلیگا ژوبین نے کہا کہ مین نہ جاؤنگا خیر جو ہوا سو ہوا دیوث کی قضا تھی کہ وہ ہاتھ سے مقبل کے مارا گیا تعجب ہوتا ہی کہ دیوث کو مقبل قتل کرے مین خود لشکر کشی کرتا مگر اب تو میرا عجیب حال ہی نظم

ای صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہی	اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہی
تیغ بے آب ہی نہ بازوِ قاتل کمزور	کچھ گران جانی ہی کچھ موت نے فرصت دی ہی
اسقدر کسلیے یہ جنگ و جدل ای گردون	نہ نشان مجکو دیا ہی نہ تو نوبت دی ہی

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین ۔ کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہی
کوئی اکسیر غنی بھی نہین رکھتے ایسی ۔ خاکساری نہین دی ہی مجھے دولت دی ہی
آہ کا اپنی فتیلہ نہین کس رات جلا ۔ عمل حُب کی بہت ہنسنے بھی دعوت دی ہی
جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دیگا ۔ روح کو جسنے فلک سیر کی طاقت دی ہی
فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون ۔ زندگانی مجھے کیا دی ہی مصیبت دی ہی
یاد محبوب فراموش نہ ہووے اے دل ۔ حُسن نیت نے مجھے عشق کی نعمت دی ہی
گوش پیدا کیے سننے کو ترا ذکر جمال ۔ دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہی
لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ ۔ دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہی
کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش ۔ زلف خوبان سی رسا تم کو طبیعت دی ہی

تم سبھون کا کہنا قبول کرتا ہون کہ لشکرکشی نہ کرونگا اور جو کچھ اُس نے کیا وہ کیا لیکن مقبل جو اپنے لشکر مین آیا تو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ہم ملکہ سے وعدہ کر آے تھے یقین ہی کہ یاد کرتی ہون مقبل نے حکم دیا کہ گھوڑا تیار کر کے لاؤ سب نے پوچھا کہ کہان جائیے گا مقبل نے کہا ارادہ ہی کہ صحرا مین جا کر شکار کھیلون ہر چند ساتھ والون نے سمجھایا مگر مقبل نے نہ مانا خیال مین ہی کہ وہ ہجران دیدہ و آفت کشیدہ یاد کرتی ہو گی ای مقبل عجب معشوق خوب رو ہی چلتے وقت اُسکا رونا بلکنا مجکو یاد ہی حقیقت مین اُسکے حال پر مقام گریہ ہی کیسی گھبراتی ہو گی اور کنیزین طعن و تشنیع کرتی ہونگی دل سے یہ باتین کرتا ہوا مقبل در باغ پر پہونچا ملکہ گلرخسار دروازے پر انتظار مین کھڑی ہین مقبل گھوڑے سے کود ا بڑھکر ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ ای ملکہ عالم یہان کھڑے ہوے کتنی دیر ہوئی ملکہ نے کہا کہ صاحب جس وقت سے تم گئے سارا دن اسی مقام پر گذرا ساری شب یہین بسر کی یہ کہکر رونے لگین کہا ای وفادار تمھارا نام مقبل وفادار ہی مین نے جو خیال کیا وہ سچ پایا جب خواصین مجکو سمجھا کر باغ مین لیجاتی تھین تو مین وہان انتہا کا گھبراتی تھی آخر کو پھر اسی مقام پر آکر کھڑی ہوتی تھی تب آرام ملتا تھا ہر وقت یہی خیال تھا کہ شاید آتے ہون اور مجکو دروازے پر نہ پاوین تو فرماوینگے کہ تم نے انتظار نہین کیا اس خیال سے دروازے پر رہی مقبل نے کہا کہ ای ملکہ عالم ایسی تکلیف دینا مین نہین چاہتا ملکہ نے کہا کہ صاحب تمھارے انتظار نے پریشان کیا ہی عاشق و معشوق آپس مین باتین کرتے ہوے مقام صدر پر آے کنیزون نے جو دیکھا ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ صاحبو کیا اشتیاق ہی ناگوار فراق ہی دیکھو کس محبت سے لائی ہین ایک کنیز شعلہ رخسار نامے کہنے لگی صاحبو تم نے دیکھا کہ دوسرے کے عیار سے رہا کر کے لائین لا کر مسند پر بٹھایا کیا خلا ملا سے باتین ہوئی تھین معلوم ہوتا تھا کہ جیسے برسون کی ملاقات ہی میرا یہ ارادہ ہی کہ جا کر ان کے باپ سے اطلاع کرون ساتھ والیون نے کہا کہ ای شعلہ رخسار ہم کو کیا کام ہی اپنے فعل کی مختار ہین ہمین کیا غرض شعلہ رخسار نے کہا کہ بیبیو سوچو تو اگر اظہار اس امر کا ان کے باپ سے نہوا تو وہ فرمائینگے کہ تم لوگون کو اسلیے نوکر رکھا تھا کہ ملکہ کو سمجھاتی رہو کہ کوئی امر خلاف نہ ہونے پاے ناک چوٹی ہماری تمھاری

کاٹی جاویگی ہم کو مناسب یہ ہی کہ ہر بات کو سمجھاتے رہین اگر مان لین تو بہتر ہی ورنہ اُنکے باپ سے اطلاع کرین اُن کو اختیار ہی جو چاہین بیٹی کو سزا دین ہم لوگ تو بری ہوجائین ایسا نہ ہو کہ اُنکو اطلاع ہوجاے اور ہم لوگون کو گنہگار بنائین تو ہم کیا جواب دین گے بُوا مین تو جاتی ہون جا کر ان کے باپ سے اطلاع کرون یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئین سامنے آئین ملکہ نے اُن کو دیکھکر پوچھا کہ کیون بُوا سویرے سویرے کیون روتی ہو خیر تو ہی کنیزون نے عرض کی واری بمشکل قلعے مین آے ہین رات سے تہلکہ ہی ہم لوگ اپنے اپنے گھرون مین تھے بادشاہ نے فرمایا ارے تم مین کوئی ایسا ہو کہ جا کر گلِ خسار سے اطلاع کرے کہ وہ چھپ کر قلعے مین چلی آے قلعے پر توپین چڑھائی گئی ہین تیر انداز بٹھاے گئے ہین مشہور صحرا نورد پہلوان زبردست جو جنگل مین رہتا ہی اُسکی فوج مین خرچ نہین ہی چھلا کر آیا ہی لاکھون روپئے مانگتا ہی باپ نے تمھارے جواب دیا کہ روپیہ ہم سے نہین ہوسکتا بعد کئی مہینے کے آنا جو کچھ تمھارا مقرر ہی وہ مل جائیگا مشہور کو اپنی جرأت پر دعویٰ ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی اس وقت قلعے پر یورش کریگا سُنیے توپون کی آواز آتی ہی ملکہ رونے لگین کہا اے صاحب تم تو جاؤ مین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن مان کے پاس جا کر بیٹھون جو اُنپر گذریگی وہ ہم پر بھی گذریگی ایک کنیز نے کہا کہ واری جنگ کا یہ باعث ہی کہ مشہور صحرا نورد سوال کرتا ہی کہ اپنی بیٹی کو مجھے دیجیے اگر خالی روپئے کا مقدمہ ہوتا تو آپ کے باپ روپیہ دیکر اُس کو ٹال دیتے آپ کا نام سُن کر بہت جھلائے جواب دسوال سخت وسست ہوے باپ نے آپ کے کہا کہ ہم نے جو مقرر کردیا وہ ہم پر جبر نہ کرو بیٹی نہ دین گے تم کو بڑا دعویٰ جرأت ہی تو جو ہوسکے وہ کرو تب مشہور نے طبل جنگی بجوا دیا اس وقت قلعے پر یورش کریگا مگر آپکے باپ فرماتے تھے کہ اگر قلعے مین آگیا تو ایسی تلوار چلیگی کہ مشہور بھی یاد کرے ساری شہرۂ آفاق وصحرا نوردی بھول جاے اب وہ روزینہ مقررہ بھی نہ دونگا ایک مرتبہ لڑلے کہ اُسکا حوصلہ نکلجاے یہ سُن کر مقبل اپنے مقام سے اُٹھا ہتھیار سنبھالنے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب تم کو کیا باپ سمجھ لین گے مقبل نے کہا کہ مجکو تو یہ ملال ہی کہ وہ بے حیا تو تمھارا نام لیتا ہی مین جا کر اُسکو سمجھا دونگا ملکہ نے کہا کہ صاحب تم اکیلے ہو اُس کے ساتھ فوج ہی اور خود بھی زبردست ہی ایسا نہو کہ کُل فوج کو اشارہ کردے تو کیا کروگے مقبل نے کہا کہ سب سے لڑین گے ایسے معرکے پڑین گے کہ یاد کرے ملکہ رونے لگین کہا صاحب مجکو تو کسی طرح منظور نہین کہ تم یہان سے جاؤ اور اُس سے مقابلہ کرو اور اس خیال سے میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی	اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی
قینچی نہین چلوائی مرے نامے نے کسپر	پر دار کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست	شمشاد و صنوبر سے جو بالا ہی تو یہ ہی
ملتا ہی نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے	غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی
اے نور نظر معجزہ حسن سے تیرے	اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی
محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار	عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی

بینا ہون جو آنکھیں تو رُخ یار کو دیکھیں
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
گہ یاد صنم دل مین ہی گہ یاد الٰہی
معشوق وے و خانۂ خالی و شب ماہ
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر
دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سُنیے
ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش

نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی
لا حل جو مضمون مین معما ہی تو یہ ہی
کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی
عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی
سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی
مے ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہی تو یہ ہی
حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

مقبل نے اشتاک ملکہ کے پاس کیے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑی دیر مین آتا ہون ہر چند ملکہ نے سمجھایا اور بہت بیقرار ہوئین مگر مقبل سوار ہو کے چلے ملکہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے تا بدر باغ آئین مقبل نے سمجھایا کہ ای ملکۂ عالم بس اب آگے نہ بڑھو ورنہ میری ہتک ہی ملکہ ڈر کر ٹھہر گئین مقبل گھوڑا بڑھا کر چلے توپ کی آواز کان مین آئی وہان یہ معرکہ گذرا کہ مشہور صحرا نورد فوج لیکر سامنے قلعے کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای جیحون مین تو تمھارا معین و مددگار ہون مجھسے کیون بگڑتے ہو دم بھر مین قلعے پر آجاؤنگا پھر تمھارا کچھ زور نہ چلیگا اور گلرخسار کو چھین لونگا جو کہتا ہون وہ ہی کرونگا اب تمھین کیا انکار ہی تمھین لوگون کے خراج پر میری بسر اوقات ہی تمھاری بیٹی کے حُسن کا شہرہ سُنا ہی اس وجہ سے بیقرار ہون جو کہتا ہون وہ قبول کرو اب مین جا بجا سے خراج منگواؤنگا اور تمپر معاف کر دونگا صدہا طرح کی رعایت ہوگی جو کوئی تمپر دباؤ ڈالے مین اُس سے مقابلے کو موجود ہون کیا مجال کہ تمپر کوئی نگاہ ٹیڑھی ڈالے اُسکو مٹا دون کیا مجال ہی کہ بہرام فلک بھی تمپر نگاہ ڈال سکے مجھ ایسا تمھارا داماد ہو جو سُنیگا تم سے خوف کریگا کہ اگر جیحون تاجدار پر دباؤ ڈالین گے تو خویش اُن کا ضرور دخل دیگا کوئی اہل قلعہ تم پر چڑھائی کرنے کا قصد نہ کریگا جیحون نے جوابدیا کہ ای مشہور سوچو تو کہ مین بیٹی کو کیونکر حوالے کر دون میرے واسطے باعث بدنامی ہی اس ضلع مین جو تاجدار رہتے ہین اپنے مقام پر کہین گے کہ جیحون نے دب کر بیٹی دی میرے واسطے باعث بدنامی ہی اس وجہ سے انکار کرتا ہون ناچاری کا یہ جواب ہی کہ جو تم سے ہو سکے وہ قصور نکرو مین بھی آمادۂ حرب و پیکار ہون یہ نہ سمجھنا کہ بیکار ہون یہ سُنکر مشہور نے ساتھ والون کو حکم دیا کہ بلوہ کر کے چلو قلعے مین چل کر خوب لوٹو رعایا اس قلعے کی خوب مالدار ہی تم سب لوگ بے نیاز ہو جاؤ گے بارہ ہزار جوان لینا لینا کہ کر چلے جیسے ہی بلوہ کر کے فوج چلی جیحون نے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ توپین مارو جیسے ہی سوار و پیدل بڑھے ہوے آتے تھے گولے جو آکر پڑے کئی ہزار جوان اُڑ گئے گھوڑے پلٹا کر بھاگے آپس مین کہتے ہوے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حربہ نہین پہونچتا کیونکر آگے جاوین یہان جیحون سے گولہ اندازون نے عرض کی کہ اب ہاتھ روکین شاید کوئی گولہ قضا کا پڑا ہی کہ اب دشمن بدحواس ہوا ہی جیحون نے حکم دیا ہاتھ روکو توپین جو رکین

دھوان ہر طرف ہوا روشنی ہوئی اہل قلعہ نے دیکھا کہ دشمن بھاگ کر دور کھڑے ہوے مگر مشہور نے گرز ارابے سے اُٹھایا گینڈے پر سوار ہوا گولہ اندازون نے ہلڑ کیا نوبت و نقارے بجنے لگے مشہور کو بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی کہ ای جیحون اس فتح کو فتح نہ جانو مین آتا ہون دم بھر مین آکر پھاٹک توڑونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ان کے قتل سے منھ نہ موڑونگا انھون نے بڑا ملال دیا یہ جو میرے ساتھ والے مارے گئے میرے قلب پر صدمہ ہی جب قلعے مین جاکر ملکہ کو نکال لاؤن تب دل کو آرام ہو راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کاٹی ہین اب کوئی دم مین مین لڑ بھڑ کر قلعے مین پہونچونگا اور معشوقہ پر قبضہ کرونگا تب تم کو حال جراُت مابدولت کھلیگا اپنے مقام پر کھوگے کہ حقیقت مین مشہور جو کہتا ہی وہ ہی کرتا ہی یہ کہہ کر گینڈا بڑھایا طرف قلعے کے چلا جیحون نے جو دیکھا کہ مشہور اکیلا آتا ہی گھبرا گیا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ انداز گولے مارنے لگے مگر مشہور جراُت مین طاق شہرۂ آفاق ہی اپنے کو گینڈے سے گرا دیتا ہی اور اسطرح اپنے کو بچاتا ہی اسی طور سے میدان کو طی کرتا ہوا طرف قلعے کے آتا ہی تیر جو پڑتے ہین اُن سب کو قلم کر رہا ہی میدان کو طی کر کے قریب خندق پہونچا فوج والون نے جو دیکھا کہ مشہور صحرانورد آب قریب خندق آپہونچا ماتا متوالا تیل کے کڑھاؤ کڑک کے پولے باروت کی ہنڈیان مشہور پر پھینکنے لگے مگر مشہور کھڑا ہوا سپر پر روک رہا ہی پکار کر کہتا ہی کہ کیون جیحون مین نے گولون کو روکا میدان کو طی کر کے آیا اب ان اشیا کی کیا حقیقت ہی فراق مین ملکہ کے بہت پریشان ہون اُسکی تصویر میرے پاس ہی جب تصویر دیکھتا ہون تو بیقرار ہو جاتا ہون اب تو اپنی عجب کیفیت ہی نظم

ہی یہ بیجا جو اُسے سرو بشر کہتے ہین
کہ وہ ذی عقل ہی کیون اُسکو شجر کہتے ہین
جان جب تک ہی یہ لپکا ہی نظربازی کا
کہ رگ جان ہی جسے تار نظر کہتے ہین +
دشت وحشت نے کیا چاک گریبان میرا +
شب فرقت کی اسی کو تو سحر کہتے ہین +
داغ فرقت سے مین غربت مین جلا جاتا ہون
راست کہتے ہین سفر کو جو سقر کہتے ہین
مثل یعقوب ہمین عشق ہی اُس یوسف سے
اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہین
چپ اگر بیٹھے ہین ہم تو وہ بگڑ بیٹھے ہین
منھ بنا لیتے ہین کچھ منھ سے اگر کہتے ہین
جو نصیحت نہ سنے اور نہ آخر بین ہی
اُس کو ہم کور بھی کہتے ہین جو کر کہتے ہین
بندۂ زر کی مرے آگے ہو رفعت کیا خاک
زر وہ شی ہی کہ نظر بین جسے زر کہتے ہین
اُڑ چلا حسن ترا اُس کے نکلنے سے صنم
جسکو سب کہتے ہین خط ہم اُسے پر کہتے ہین
ہجر مین عیش جو ہی غم سے مبدل ناسخ +
ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہین +

جیحون نے کہا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی مین خداے آسمان سے رجوع کرتا ہون وہ حافظ حقیقی دمالک تحقیقی ہی لات و منات بیکار بقول مسلمانان پتھر کے پتلے ہین جو اپنے منھ سے کبھی تک اُڑا نہین سکتے اُن کو خداوند بنایا ہی خدا وہ ہی کہ جو سب باتون پر اختیار رکھے مشہور نے ارادہ کیا ہی کہ خندق فراؤن قریب پھاٹک جاؤن مگر جیحون تاجدار نے اعتقاد پروردگار کر کے تاج سر سے اُتارا اور پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے

ہاتھ سے نجات دے

نظم

پدید آری از لطف جوہر پدید
تو برروے جوہر کشی رنگ را
بھا نرا بدین خوبی آراستی
سرشتی بہ اندازہ یکدگر ٭

توئی کافریدی ز یک قطرہ آب
بجوہر فروشان تو دادی کلید
نبارد ہوا تا نگوئی ببار ٭
برون زانکہ یاری گرے خواستی
چنان برکشیدی و بستی نگار

گہرہاے روشن تر از آفتاب
جواہر تو بخشی دل سنگ را
زمین تا ورد تا نہ گوئی بیار
ز گرمی و سردی و از خشک و تر
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

مشہور نے جو سُنا کہ جیجون خداے نادیدہ سے مراد مانگ رہا ہی چلّا کر آواز دی کہ ای جیجون یہ تو نے اور غضب کیا مذہب بزرگون کا چھوڑا اب تو خداے نادیدہ کو پکارتا ہی مین تجکو ضرور قتل کرونگا جیجون نے کہا چاہے قتل ہون چاہے بچون مگر اس وقت دل نے میرے مجکو مسلمان کیا دل سے آواز آرہی ہی کہ مذہب خداے آسمانی درست ہی جو تجھسے ہوسکے اُسمین قصور نکر جیجون دمبدم ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھاتا ہی اور بیقرار ہوکر عرض کرتا ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے مشہور نے قصد کیا کہ خندق فراؤن اور جاکر پھاٹک توڑون کہ صحرا سے گرد اڑی مقبل وفادار گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی اور پکارتا ہوا کہ او مشہور خبردار آگے نہ بڑھنا منم سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران عالیوقار او بے حیا اہل اسلام پر طعن کرتا ہی اگر آگے بڑھیگا تو تیری فوج کو مٹا دونگا ای جیجون نگھرا مین آپہونچا یہ کہکر مقبل قریب پہونچا مشہور نے جو پلٹ کر مقبل کو دیکھا قہقہہ مار کر کہا کہ ای جیجون صاحبقران سے تمھین کیا مطلب ہی یہ غلام حمزہ کیون مدد کو آیا اس سے کیا واسطہ جیجون نے کہا کہ خدا کی قدرت مین نے کبھی صاحبقران کو دیکھا بھی نہین مین کیا جانون کہ وہ کون ہی یہ بقدرت پروردگار میری مدد کو آیا ہی مشہور نے جواب دیا کہ اسکا گریبان پنجۂ اجل مین پھنسا ہوا ہی جیجون نے کہا کہ یہ تیری جان کا ملک الموت ہی اور پھاٹک قلعے کا کھولدیا فوج لیکر نکلا مشہور نے بڑھ کر نیزہ مارا مقبل نے نیزہ مشہور کا توڑ ڈالا جیجون دیکھ رہا ہی کہ مقبل بشوکت تمام لڑ رہا ہی مشہور نے تلوار کا ہاتھ مارا مقبل نے روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا مشہور کے دو ٹکڑے ہوے فوج نے بلوہ کیا مقبل فوج پر جا پڑا جیجون بھی فوج لیکر شریک ہوا دونون لشکر مل گئے مگر چونکہ مشہور مارا گیا فوج والے بیدل ہو رہے تھے آخر شکست کھا کر بھاگے مقبل کی فتح ہوئی جیجون نے مقبل کو ساتھ لیا قلعے مین لیکر آیا کہ کنیزن نے آکر کان مین جیجون کے کہا کہ یہ جوان باغ مین ملکہ کے تھا وہین سے آیا ہی مگر غلام صاحبقران ہی خاندان مین اسکے فرق نہین صاحبقران اسکو بہت مانتے ہین مثل اپنے فرزندون کے جانتے ہین یہ سُن کر جیجون خوش ہوگیا وزیر کو بُلا کر کچھ اشارہ کیا وزیر جا کر ترنج خوشبوئی لایا سینے پر مقبل کے مارا اور پکار کر آواز دی کہ شاہ نے اس جوان کو ہمراہ ملکہ گلرخسار منسوب کیا ہی نذرین گذرنے لگین بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ ملکہ گلرخسار ہمراہ مقبل نامدار منسوب ہوئین مقبل طرف جیجون کے متوجہ ہوا کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اگر مجکو بدامادی قبول کیا ہی تو مذہب بھی ہمارا قبول کرو جیجون نے کہا کہ ای فرزند عجب معرکہ گذرا کہ جب مشہور

یلغر کرکے آیا اور قصد کیا کہ قلعہ لیلون تب میرے دل سے مجکو ہدایت ہوئی کہ مذہب خداے نادیدہ برحق ہی اُسی کا نام لیکر پکارتا تھا تو بس مین مسلمان ہوچکا کلمہ تعلیم کرو میرا اعتقاد قوی ہی جب مین نے بیقرار ہوکر خداے نادیدہ کو پکارا ویسے ہی تم آگئے پروردگار کا شکر کرتا ہون کہ تم اُسپر غالب آے وہ تمھارے ہاتھ سے مارا گیا ورنہ مشہور کو اپنی جرأت کا بڑا دعوی تھا کئی قلعے اس حوالی مین ہین سب سے روپیہ لیتا تھا فوج کو اپنی درست رکھتا تھا اگلی سال یہ جھگڑا لیکر آیا گلر خسارہ کا خواہان ہوا تب مین نے جواب سخت دیا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر غرض اُسکو موت لیکر آئی تھی کہ مارا گیا مین نے آج فراغت پائی سب اہالی قلعہ خوش ہونگے کہ روپیہ دینے سے بچے اب اُسکے ساتھ والے اُسکا لاشہ لیکر گئے ہین دیکھیے کہان لیجاوین یہان تو سامان شادی مہیا ہوا مقبل نے کہا کہ زیادہ ساز و سامان نہ فرمائیے عقد واجبی ہوجاے مین زیادہ نہ ٹھہرونگا کل ضرور جاؤنگا لیکن ملازمان مشہور لاشہ لیکر چلے قریب قلعۂ مراد پہونچے نیک نام بادشاہ وہانکا حاکم ہی اُسکو جو خبر پہونچی کہ مشہور صحرا نورد مارا گیا خوشی خوشی قلعے سے نکل آیا ساتھ والون سے لاشے کے پوچھا کہ اُسکو کسنے مارا ہم سب اسکے خراجگزار تھے ایسا کون زبردست تھا کہ جسنے اسکو قتل کیا لوگون نے کہا کہ مقبل وفادار غلام صاحبقران سے مقابلہ پڑا اُسی کے ہاتھ سے مارا گیا مراد نیک نام افسوس کرہا ہی کہتا ہی یارو مشہور ایسا نہ تھا نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ مشہور مارا گیا تمام عالم مین مشہور ہی کہ سپاہی بے نظیر تھا جب تو ہم لوگ خراج دیتے تھے جیحون کے قلعے سے روپیہ لاتا تھا اپنی فوج کو تنخواہ دیتا تھا جب بیحرج ہوا ہم لوگون سے متقاضی ہوا ہم لوگ بہ خیال اسکے کہ کون فساد کرے اور کیون جھگڑا بڑھے روپیہ حوالے کردیتے تھے اسی وجہ سے اسکا نام ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے آکر عرض کی کہ ای شہنشاہ مراد نیک نام مقبل وفادار کا عقد ساتھ ملکہ گلر خسارے کے ہوتا ہی مراد نیک نام نے جواب دیا کہ جیحون نے میرا کچھ پاس نہ کیا مین مدت سے اُس کے اوپر عاشق ہون مجھسے پیغام ہوچکا ہی مین ہر وقت اُس کے فراق مین رویا کرتا ہون نظم

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہی | نقاب اُلٹتا ہی دیدار عام ہوتا ہی
وہ صبح عید جو بالاے بام ہوتا ہی | مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہی
بلاے بزم جہان ہی وہ چشم کی گردش | نگاہ پھرتی ہی دورہ تمام ہوتا ہی
الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا | یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہی
کسی کو کیا کوئی گھر اپنے دلمین کرنے دے | نگین سے دیکھلے برعکس نام ہوتا ہی
فرشتے سُنتے ہین آواز دورباش کا شور | کبھی ہمارا جو دان اہتمام ہوتا ہی
زیارت اُنکی جو کرتے ہین مومنین آکے | زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہی
پھنسا جو زلف مین اُس گل کی مرغ دل بولا | نہ تھی خبر کہ یہ سنبل بھی دام ہوتا ہی
ہمارے حلقے مین کرتا ہی شیشہ دل خالی | ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہی
کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر | یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہی

وہ کون ہی جو نہین اُنکو دیکھنے آیا	نظارہ بازو نکا اک ازدحام ہوتا ہی
ملازمون مین ہین سلطان عشق کے ہم بھی	کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہی

ہرکارون نے کہا کہ حضور کی بیقراری تو ظاہر ہی مگر آج شب کو عقد ہوجائیگا جو کچھ جستجو کرنا ہو وہ کیجیے مراد قلعے مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین تم مین کوئی ایسا ہی کہ مقبل کو مار کر گلرخسار کو لاے کسی سردار نے جواب نہ دیا مگر عیار اسکا ترنگ تیزرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای بادشاہ عالیجاہ آپ مجھے جانتے ہین کہ مین آپ کا خیرخواہ ہون کہیے تو ملکہ کو چرا لاؤن یا مقبل کو لاؤن مراد نے کہا کہ میری مراد یہ ہی مقبل گرفتار ہوکر آے اُسکو سزا دون پھر گلرخسار کے ساتھ شادی ہوجائیگی پھر کوئی مشکل نہین ہی ترنگ تیزرو اُٹھا با ہناے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف قلعۂ جیحون کے چلا راہ کو طی کرکے قلعے مین پہونچا وہ وقت تھا کہ مقبل کے عقد کی تیاری تھی کہاریان کنیزین محل مین جاتی تھین اور آتی تھین ترنگ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بن کر اندر آیا ایک گوشے مین آکر چھپا جب بڑی رات گئی تو گوشے سے نکلا قریب چھپر کھٹ کے آیا ملکہ تو سوگئی تھین مگر مقبل جاگتا تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیہ پوش آیا مقبل نے کہا کہ کون ترنگ زیر پلنگ چھپ گیا مقبل نے چار جانب دیکھا کسی کو نہ پایا آخر لیٹا نشے مین تھا سو گیا ترنگ پلنگ کے نیچے سے نکلا مقبل کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا مگر ملکہ نے پلٹ کر جو ہاتھ ڈالا پہلو خالی پایا گھبرا کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی کنیزین دوڑین ملکہ نے کہا کہ دیکھو تو وہ کہان گئے ایک کنیز نے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش دیوار سے اُترا چاہتا ہی اُس کنیز نے غل مچایا ترنگ دیوار سے کود پڑا کنیز نے پلٹ کر ملکہ سے اطلاع کی کہ حضور ایک سیہ پوش ابھی پشتارہ لیے ہوے دیوار سے اُتر گیا جب مین نے غل مچایا تو بھاگا ملکہ اُٹھین فرمایا گھوڑی تیار کرو ماماییان تیار ہوئی ملکہ ابھی سوار ہوکر تعاقب مین چلین دور سے دیکھا کہ ترنگ پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ او جانے والے ٹھہر جا ورنہ تیر مارتا ہون کہ پشت کو توڑ کر پار گذر جائیگا ترنگ اور تیز بھاگا ملکہ نے پیچھا کیا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ پانون ترنگ کا زخمی ہوا جنگل سے ایک شیر بھی ڈکارتا ہوا نکلا ترنگ نے خیال کیا کہ اگر ٹھہرونگا تو شیر کھا لیگا امان نہ دیگا اور اگر بھاگونگا تو نشانۂ تیر ہونگا یہ سوچ کر پشتارہ پھینکا لنگڑاتا ہوا بھاگا ملکہ نے آکر مقبل کو ہوشیار کیا مقبل نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم مین جنگل مین کیونکر آیا ملکہ نے بیان کیا کہ تم کو ترنگ تیزرو نامے عیار مراد نیک نام کا لیے جاتا تھا مین نے تیر مار کر تم کو چھڑایا اب یقین ہی کہ مراد نیک نام خود آے مقبل و ملکہ ساتھ ساتھ باغ مین آے دونون نے آرام کیا مگر ترنگ تیزرو بھاگا ہوا زخمدار و بیقرار سامنے مراد نیک نام کے آیا کہا ای بادشاہ مین مقبل کو چرا لایا تھا ملکہ نے آکر چھین لیا مین زخمی ہوکر پلٹ آیا اب آپ جو فرمائیے وہ بجا لاؤن مراد نے کہا کہ کچھ عیاری کی ضرورت نہین لشکر تیار کرو مین خود جاؤنگا ملکہ کو چھین لاؤنگا صبح کو ساٹھ ہزار سوار تیار ہوے مراد نیک نام تخت پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جیحون کے چلا

یہان مقبل صبح کو سو کر اُٹھا دربار مین آکر بیٹھا ہی کہ ہیرکارون نے خبر دی کہ مراد نیک نام ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقبل نے حکم دیا آنے دو کیا خوف ہی جیجون سے حکم دیا کہ تمھارے ساتھ کسقدر فوج ہی جیجون نے عرض کی بارہ ہزار سے زیادہ نہین ہی مقبل نے کہا کہ سب کا تیار کرو لشکر کو تیار کرکے جیجون تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانان جنگی ہمراہ ہوے مقبل جب سوار ہونے لگا تو ملکہ بیقرار ہوکر نکل آئین کہا کیون صاحب مین ایسی بدنصیب ہون کہ جبسے ساتھ ہوئی لڑائیان درپیش ہین روز جنگ کا سامنا ہی ابتو میری یہ کیفیت ہی نظم

ایسی وحشت نہین دلکی کہ سنبھل جاؤنگا + صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا +
وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹلجاؤنگا آج جانا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی کچھ مین لڑکا تو نہین ہون جو دہل جاؤنگا
ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجکو + تیری حسرت ہی مین ای حُسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
شعلہ رویونکو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھون موم سے نرم مرا دل ہی پگھل جاؤنگا +
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا کیا سمجھتا تھا مین دو دن مین بدل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہی بہار آنیے دو دیکھ کر لڑکونکی صورت کو بہل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

مقبل نے ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے اور کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اُسکا غلام ہون کہ جو نوشیروان ایسے بادشاہ سے مدت تک لڑا ترکستان مین خان اعظم سلسال بن دال بن دیو بن شمامۂ جادو کیسا بادشاہ قاہر و جابر تھا آخر شکست کھا کر بھاگا اور ملک اُسکا لے لیا قزل ارسلان ترک کہ بادشاہ سابق تھا اُسکو سلطنت دی خان اعظم جنگلون مین رہتا ہی قزاقی کیا کرتا ہی نوشیروان نے زیر چہار طاق کسری اپنی جان دی پھر مجھے لڑائی مین کیا دریغ ہی انشاءاللہ مراد نیک نام کو بھی سمجھا کر آتا ہون اگر کسی سے جنگ پڑے تو میرے دل کی خوشی ہی تم ناحق گھبراتی ہو دیکھو کس سامان سے آیا ہی اول عیارہ کو بھیجا جب عیار سے کچھ نہ ہوا تو سامان لشکر کشی کیا تم جاکر باغ مین بیٹھو ہمارے واسطے دعا کرو کہ پروردگار ہم کو مظفر و منصور کرے ملکہ روتی ہوئی پلٹین مقبل مع لشکر جیجون بیرون قلعہ آیا بارگاہ وغیرہ استادہ ہوئی پہر دن پچھلا باقی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی مراد نیک نام تخت پر سوار لشپت پر ساٹھ ہزار جوانان جنگی نیزے تانے ہوے آکر پہونچا اور مقابلہ مقبل مین اُترا مقبل کو نامہ لکھا کہ ای مقبل وفادار تم غلام صاحبقران عالی مقام ہو مین جیجون پر لشکر کشی کرکے آیا ہون وہ میرا خطاوار ہی کہ اُسنے میری منگیتر کا تمھارے ساتھ عقد کر دیا بس وہ میرا گنہگار ہی لہذا تم دخل نہ دو مین جیجون سے سمجھ لونگا یہ نامہ جو آیا مقبل نے پڑھا اُسکا

جواب لکھا کہ ای مراد نیک نام نامہ تمھارا پہونچا مراد سے تمھاری آگاہ ہوا مین کیون کر دخل نہ دون
وہ میرا ناموس ہی جس طرح تمھارے مزاج مین آے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ جسکو خدا غالب
کرے وہ بے حال جرأت کھل جائیگا زیادہ کیا لکھون والسلام یہ نامہ پاس مراد کے پہونچا مراد
نے پڑھ کر اپنے رفقا سے کہا کہ یارو تم لوگ گواہ رہنا کہ مین نے مقبل کو اس واسطے سمجھایا تھا
کہ یہ دخل نہ دے مگر مقبل نے نہین مانا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جب وقت آئیگا صاحبقران
دعوی دار خون ہونگے تو تم لوگ سب گواہی دینا کہ ہمارا آقا منع کرتا تھا مقبل زبردستی بھڑ پڑا
آخر مارا گیا مراد نیک نام بے خطا ہی اس سے دعوی خون مقبل نہ کیجیے اور اگر نہ مانین گے تو
اُنسے بھی لڑونگا اپنے زمانے مین نوشیروان نے کئی مرتبہ مجکو بلایا مگر مین نہ گیا کہ مجھے کیا فائدہ
اگر جنگ کرین گے تو اُنسے بھی منھ نہ پھیرونگا لشکر مین حکم دو کہ طبل جنگی بجے بموجب حکم مراد فوراً
طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر مقبل کو خبر دی کہ مراد نے طبل جنگی بجوایا ہی مگر بڑا
مغرور ہی یہی کہتا ہی کہ مین صاحبقران سے بھی لڑونگا مقبل نے کہا کہ وہ بیہودہ ہی ناحق کو
لاف وگزاف کرتا ہی اُن کے غلام سے تو مقابلہ کرے اور آقاے نامدار وہ شخص ہین کہ جنھون نے
دیوزادون کو شکست دی نوشیروان کو بھگایا ترکستان پر وہ مقابلہ پڑا کہ دانتون پسینہ آتا تھا
خان اعظم خود زبردست تھا چارسی بیٹے اُسکے ایک ایک عفریت مثال و دیو خصال وہ سب امیر
کے ہاتھ سے مارے گئے یہ بیچارہ کیا ہی ناحق کو بلبلاتا ہی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جبکہ مراد زرین پوش
نیر اعظم بصد شوکت وحشم تخت چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھا فوج ضیا و شعاع ہمراہ ہی تمام عالم
منور و روشن ہوا اول مراد نیک نام میدان کارزار مین آیا اِدھر سے مقبل پشت مرکب
پر سوار ہوا جیحون تاجدار کو تخت پر بٹھایا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا
کہ کر ہٹے مراد نے اپنا گینڈا نکالا چاہا میدان مین جاؤن کہ سیماب جلد باز پرے سے نکلا کہا
کہ ای آقاے نامدار ہمکو اجازت دیجیے اور آپ غلام کے مقابلے مین نہ جائیے مین حریف سے
مقابلہ کرونگا مراد نیک نام نے سیماب کو اجازت دی سیماب میدان مین آیا مقبل کو پکارا
کہ او غلام حمزہ میرے مقابلے مین آ مقبل نے جیحون سے اجازت لی مقابلہ سیماب مین آیا بعد
تگاور آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین بعد چند طعنون کے مقبل نے نیزے کو
سیماب کے نکالا سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ سیماب کے مع
گینڈے چار ٹکڑے ہوے کمخواب نامے اسکا بھائی وہ بھی دیر تک لڑا آخر کو مقبل کے ہاتھ سے
واصل جہنم ہوا مراد نیک نام نے طرف افسرون کے دیکھا ایک افسر کلنگ نیزہ باز گینڈے
کو بڑھا کر سامنے آیا کہا ای بادشاہ اجازت میدان مراد نے کہا کہ ای کلنگ مین مقبل کو ایسا نہ
سمجھا تھا دو پہلوان زبردست ہاتھ سے مقبل کے مارے گئے اب تم مقابلے مین جاتے ہو ذرا سنبھلکر
مقابلہ کرنا مقبل بڑا سپاہی ہی کلنگ نے کہا کہ جاتے ہی سر کاٹ لونگا نیزہ نہ چلنے دونگا آپ
دیکھیے کیونکر لڑتا ہون وہ فنون سپہ گری دکھاؤن کہ مقبل کو عاجز کر دون یہ کہکر میدان مین آیا

مقبل نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان لحیم و شحیم اپنے زمانے کا دیو ہی کہ بار جسم سے گینڈا
لچک رہی ہی نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی کہتا ہی وہ نیزہ مارون کہ سینے کو توڑ کر مقبل کے پار ہو
یہ کہکر دور سے نیزہ دکھایا مقبل نے کمان کا ندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر
گینڈے کی آنکھ پر مارا تیر آنکھ مین غرق ہوا گینڈا اُسکا جست کرنے لگا سر ہلاتا ہی دوڑتا پھرتا
ہی کلنگ نے ہر چند روکا مگر نہ رُکا ایک غار مین جا کر کلنگ کو گرایا کلنگ کا کولہ اُتر گیا
بیقرار ہو کر چیخنے لگا سرداران مراد نیک نام نے آکر کلنگ کو نکالا ہوادار پر ڈال کے
لشکر مین لائے مقبل نے پھر مبارز طلبی کی اور پکار کر کہا کہ ای مراد نیک نام مین تمھارے
مقابلے کا مشتاق ہون تم سرداروں کو بھیجتے ہو خود میرے مقابلے مین آؤ مراد نے غیرت مین آکر
گینڈا بڑھایا افسرون سے رخصت ہوا مگر پریشان ہی کہ بلاے روزگار سے مقابلہ ہی دیکھون
کیا ہو یہ سوچتا ہوا سامنے مقبل کے آیا بعد تکاور ردو بدل ہونے لگی اول نیزہ چلا دو گھڑی
کامل نیزے سے لڑا مقبل نے نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے مراد کے نکل گیا
مراد نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مقبل نے گھوڑا اپنا پیچھے ہٹایا کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری مراد نے کہا کہ ای مقبل خبردار تیر نہ مارنا مین کشتی کا مشتاق ہون یہ سُنتے ہی مقبل اپنے
گھوڑے پر سے کود پڑا ہتھیار پھینک دیے خم مارا کہ زمین تھرا گئی آواز دی کہ ای مراد جلد
آؤ مین کشتی کے نام سے بہت خوش ہوا مراد گینڈے سے کودا پہر دن چڑھ چکا تھا جب آپس مین
کشتی شروع ہوئی مراد جان لڑا رہا ہی مگر مقبل نے یہ حال کیا ہی کہ جب پکڑ لاتا ہی دو چار گھسے
ایسے مارتا ہی کہ مراد عاجز ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی جان سے بیزار ہی یہی مراد ہی کہ کیونکر
مہلت پاؤن کہ سامنے سے اس ظالم کے ہٹ جاؤن کیا میری اسی کے ہاتھ سے موت ہی اسی طرح
شام ہوئی مراد نے ہاتھ اُٹھایا کہا اب مین نہ لڑونگا مقبل نے کہا کہ مین نہ مانونگا مراد نے
کہا کہ مین نہ لڑونگا ہر چند مقبل نے کہا مگر مراد الگ جا کر کھڑا ہوا کہا ای مقبل اب جاؤ رات کو
کون دیکھیگا مقبل نے کہا کہ بادشاہون کے نزدیک سب آسان ہی روشنی کو حکم دیجیے ابھی روشنی
ہو جاے مراد نے کہا کہ مین رات کو کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا مقبل نے چاہا روکون مگر مراد
گینڈے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا ناچار ہو کے مقبل بھی پلٹا بارگاہ مین آیا
جیحون نے پوچھا ای بہادر مراد کو کیسا پایا مقبل نے کہا ایسا تھا کہ مجھے میدان مین چھوڑ کے
چلا گیا مین نے ہر چند چاہا کہ مقابلہ کرون مگر اُسنے نہ قبول کیا گینڈے پر سوار ہو کر چلا گیا
مگر مراد جو پلٹ کر آیا عیار کو بُلایا کہا ای ترنگ تیز رو اگر ہو سکے تو مقبل کو چُرا لا یہ سُن کر
ترنگ تیز رو با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر پھر چلا ادر مقبل کو بھی اسکا خیال ہی کہ مراد
عاجز ہو گیا ہی یقین ہی کہ اپنے عیار کو روانہ کرے ہر چند کہ نگہبان مقرر کیے تھے مگر خود بھی
بیدار رہا ترنگ پھرتا پھراتا پشت بارگاہ مقبل پر آیا سراچہ چاک کیا اندر پہونچا اول شمعون
کو گل کیا پھر قریب پلنگ مقبل آیا بیہوشی نکالی چاہا کہ مقبل کو بیہوشی دون مقبل نے آنکھ کھولدی
کہا ارے تو کون ہی ترنگ عاجز ہو رہا تھا خنجر مارا مقبل نے ہر چند خالی دیا مگر خنجر شانے پر

بیٹھے ہین شراب پی رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ چند سوار اور ایک افسر کہ وہ دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی اسی طرف آتا ہی کوہسار نے ایک افسر کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو یہ کون لوگ ہین اُنسے جاکر کہو کہ گھوڑے چھوڑ دو اور ہتھیار رکھدو پاس نقد ایک پیسہ نہ رہے اور یہان سے چپکے چلے جاؤ اور اگر نہ مانین تو خاموش ہو رہنا جب قریب آوینگے تو مین سمجھ لونگا ہتھیار کھلوا لونگا جواہر چھین لونگا افسر چلا مقبل سب کے آگے تھا افسر نے آکر کہا کہ تم سب کے افسر ہو گھوڑون سے کود پڑو واسباب جو پاس ہی اُسے رکھدو نقد جان کو غنیمت جانو اور یہانسے چلے جاؤ ہمارا افسر نہایت رحم دل ہی جو اسطرحسے کہتا ہی مقبل نے کہا کہ کیا رحم دلی ہی کہ ہم سوار آئے اور پیدل جاوین ہم تو اسباب اپنا نہ دینگے افسر نے کہا کہ ای جوان مین اکیلا تم سب کو کافی ہون سب کو گرفتار کرسکتا ہون مقبل نے کہا کہ پھر کیون دیر کرتے ہو ہمارا جواہر چھین لو افسر نے نیزہ مارا مقبل نے نیزہ توڑ ڈالا افسر نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے روک کر ہاتھ مارا کہ افسر کے دو ٹکڑے ہوے افسر کو مار کر مقبل آگے بڑھا کوہسار نے کوہ سے دیکھا کہ میرا افسر مارا گیا سب سے کہا کہ تیار ہو چار ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر کوہ سے اُترا مقبل پر بلوہ کیا مقبل لڑنے لگا تلوار چل رہی ہی مقبل اُن قزاقون سے لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے بہت قزاق مقبل کے ہاتھ سے مارے گئے مگر کوہسار نے جو اپنے قزاقون کو کشتہ دیکھا جھلا کر مقبل پر جا پڑا اُسکی ہاتھ تلوار کے مارے مقبل نے خالی دیکر کلائی پکڑ لی کوہسار لپٹ پڑا مقبل اور کوہسار گھوڑون سے کود ے آپس مین کشتی ہونے لگی قزاق الگ کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا افسر وہ سپاہی ہی کہ اس جوان کو زیر کرلیگا مگر یہ جوان بھی بہادر ہی ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہی مگر یہان مقبل نے کوہسار کو خستہ کردیا ہی کوہسار اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی پھر پھر برابر کشتی ہوئی آخر مقبل کوہسار کو ریل کرلے دوڑا کوہسار ہرچند چاہتا ہی کہ اپنے تئین روکون مگر مقبل ریلے ہوے کوہسار کو لیے جاتا ہی پندرہ قدم پھر لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے کوہسار کے آشنا بہ زمین ہوے مقبل نے کمر مین ہاتھ دیکر کوہسار کو اُٹھا لیا سر پر چرخ دیا کوہسار نے کہا کہ الامان مقبل نے کہا کہ امان بشرط ایمان کوہسار نے کہا کہ مین بصدق دل اطاعت کرتا ہون مقبل نے ہاتھ سے رکھدیا کوہسار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا مقبل نے کہا کہ ای کوہسار قزاقی سے توبہ کرو بندگان خدا کو ستاتے ہو کوہسار نے کہا کہ مین بقیۂ عمر زیر قدم بسر کرونگا مقبل نے کہا کہ مین فی الحال تم کو ساتھ نہ لیجاؤنگا معرکہ درپیش ہی اسکا پس وپیش ہی مین یہ نہین چاہتا ہون کہ میرے ساتھ کسی کو آزار پہونچے اگر اُسکے جھگڑے سے مہلت پاؤنگا تو تم کو بلوا لونگا کوہسار ناچار ہوا کہا حضور کو اختیار ہی جس وقت آپ طلب فرماوینگے فوراً آؤنگا جب کوئی مقابلہ پڑے تو غلام کو طلب فرمایئے گا مقبل نے کوہسار کو مسلمان کرکے اُسی مقام پر چھوڑا آپ طرف لشکر کے روانہ ہوا یہان سب ملازمان مقبل انتظار مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ مقبل آپہونچے سب غلام واسطے استقبال کے آئے مقبل کو لاکر لشکر مین پہونچایا مقبل آکر بارگاہ مین

بیٹھا افسرون سے کہا کہ یارو ہوشیار رہو ژوبین آمادۂ حرب و پیکار ہی حافظ حقیقی ہمارا معین و مددگار ہی چاہیے قدم پیچھے نہ ہٹے ژوبین کامرانی کو بھی معلوم ہو کہ غلامان وفادار ایسے ہوتے ہین دیکھو کس طرح جانبازی سے لڑے اور سب کابلی بچے عاجز ہو جائین بھاگتے نظر آئین ہرکارے لشکر ژوبین کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے اُس وقت آئے کہ ژوبین بیٹھا ہوا یاد مین مہرنگار کی رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

غبار راہ ہو کر چشم مردم مین محل پایا + نہال خاکساری کو لگا کر ہمنے پھل پایا +
برنگ شمع ہم دلسوختون نے بزم عالم مین + زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا
کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہی + دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا +
نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین + سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا
گھڑی بھر رو کے کوے یار مین یون تنگ دل گھوما + کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ آکے کلپایا
غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین + تری امداد سے آرام ہمنے ای اجل پایا +
شکستہ دل ہوا انسان عوض ہر شی کا ملتا ہی + موا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا
نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبونکے + دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تمنے پھل پایا
رعونت کونسی شی پر ہی ان عزلت گزینون کو + حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا
غضب ہی منزل ہستی مین آسایش طلب ہونا + ہجوم خواب سے رہرو نے ہی آخر خلل پایا
حرارت ہوتی ہی سردار سے افزون سپاہی مین + زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا
ہمیشہ جوش گریہ سے رہا پانی مین ای آتش + کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

افسر ژوبین کو سمجھا رہے ہین کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان صبر فرمائیے اور اپنے تئین بیقرار نہ فرمائیے اگر معشوق آپ کی تقدیر مین نہ ہوتی تو ایسے مقام پر آکر نہ گھیرتے جسدن آپ طبل جنگی بجوائیے گا اُس دن مسلمانون کے ہوش پراگندہ ہو جاوینگے ژوبین کہتا ہی یارو تم سب نے سُنا کہ مقبل نے کیا کیا کارہاے نمایان کیے جاکر قلعے پر لڑا کیسے پہلوان کو مارا راہ مین کوہسار قزاق نے روکا اُس سے مقابلہ پڑا اُسکو زیر کرکے مسلمان کیا وہ ساتھ آتا تھا لیکن مقبل نہ لایا اسی معرکے کی وجہ سے منع کر دیا کہ جب ہم لکھینگے تب آنا یارو مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کہ دیکھیے مقبل سے کیا گذرے اور غلام اُسکے سب سپاہی ہین آمادۂ حرب و پیکار ہین خیال مین آتا ہی کہ جب سب کو قتل کرون تب تا بہ خیمۂ مہرنگار پہونچون مگر مقام افسوس ہی کہ معشوق کو ہمارا کچھ خیال نہین یہ بھی خیال نہ کیا کہ عاشق ہمارا مضطرب رہا ہی ایک پرچہ تو لکھین کہ خط نصف ملاقات ہی آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہی کہ ملکہ مجکو لکھین کہ حمزہ نے مجکو نکال دیا ای عاشق قدیم میری مدد کر تو مین آنکھون سے جاؤن یہ تو تم سب جانتے ہو ہر چند کہ مجھسے کابل چھوٹا اور قلعۂ چمنستان پر قبضہ کر لیا اور جابجا چند قلعے ہین جب چاہون اُن کو فتح کر لون جابجا سے باج و خراج مقرر کر لون صحرا مین رہ کر بسر کرون مگر معشوق پہلو مین ہو کہ دل کو صبر آئے تم لوگون کے کہنے سے طبل جنگی بجواتا ہون کل میدان مین نکلونگا مقبل کو وہ جرأت دکھاؤن کہ عاجز ہو جاے

سب غلامون کو قتل کرون لڑتا بھڑتا سامنے معشوق کے پہونچون ملکہ بھی آگاہ ہوئین کہ عاشق میرا
بہادر ہی اُسنے جرأت حمزہ دیکھی ہی اُسکی نگاہ مین کون جچتا ہی یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر مین ہمارے
طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر
بھاگے سامنے مقبل کے پہونچے اول دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ * گل سرخ
تا بد چو روشن چراغ * نگین سعادت بنام تو باد * ہمہ کار عالم بکام تو باد * حضور کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو ثروہین کامرانی نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ میدان مین
نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی سب طرح خیریت ہی یہ
سنکر مقبل نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی دونون
لشکرون مین تیاریان ہوئین ثروہین نے کتارہ کابلی کو طلائے پر مقرر کر دیا تھا کہ یہ بازار کا انتظام
کر رہا ہی مگر رات کو پشت بارگاہ پر آتا ہی ثروہین کو دیکھ جاتا ہی ایک ایک سے دریافت کرتا
ہی خبر معلوم ہوتی ہی کہ آقا آرام فرما رہے ہین پھر بازار مین جاتا ہی پھر رات رہے ایک تاجر
کی دوکان مین سیندھ ہوئی تھی اُسکو کتارہ دیکھنے لگا تاجر نے آکر فریاد کی کہ مہتر صاحب میرا
کئی ہزار روپئے کا مال چوری ہوا اس وجہ مین آپ کو کوشش کرنا چاہیے کتارہ نے کہا کہ مین
ضرور پتہ لگاؤنگا اور چورون کو پکڑونگا سوداگر نے بہ خوشامد کتارہ کو بٹھایا ہی اور سب حال
اپنا کہہ رہا ہی کہ غلام آج رخصت ہوکر اپنے اپنے گھر گئے ہین مجھپر یہ افتاد پڑی کہ کچھ نہین کہہ سکتا
آپ حاکم ہین شاید آپ کی کوشش سے مال مل جائے انھین باتون مین کتارہ کو صبح ہوگئی صبح
کو طرف بارگاہ ثروہین کے چلا جب قریب بارگاہ آیا تو خبر سُنی کہ ابھی برآمد نہین ہوے کتارہ نے
کہا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ آج آقا بیدار نہین ہوے سب نے کہا کہ آپ رازدان ہین جاکر اُنکو
بیدار فرمائیے کتارہ جو اندر آیا دیکھا کہ پلنگ خالی پڑا ہی اور مہرہ نقب کا لگا ہوا ہی کتارہ
نے ایک چیخ ماری سب افسر اندر آے دیکھا کہ کتارہ پچھاڑین کھا رہا ہی کہتا ہی کہ یارو کوئی عیار
آیا اور میرے آقا کو چرا کر لے گیا اب میدان کارزار مین کون جائیگا افسرون نے کہا کہ ہمکو بڑا
تردد ہوا آپ جاکر آقا کو تلاش کیجیے کتارہ نے کہا کہ آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہین مین تلاش
مین آقاے نامدار کی جاتا ہون پتہ لگا کر آتا ہون ظاہرا تو عقل سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آقا نے
قلعۂ چمنستان جو فتح کیا تو جو قلعے یہان قریب ہین اُن شاہون کو خوف پیدا ہوا اُنھین مین سے کسی
شخص نے یہ حرکت کی مین سب قلعون مین جاؤنگا ہر ایک جگہ دریافت کرونگا ایک افسر نے کہا کہ مہتر صاحب
از جانب مقبل یہ بات نہ ہوئی ہو کتارہ نے جواب دیا کہ مسلمانون کا یہ طریقہ نہین ہی کہ افسر لشکر
کو معرفت عیار کے گرفتار کرا دین یہ دستور آپ ہی لوگون کے یہان کا ہی اول تو کوئی عیار مقبل
کے یہان نہین ہی اگر ہوتا بھی تو مقبل ایسا نہ کرتا اُسکے آقا کا یہ قانون ہی نہین اس فعل کو مسلمان
لوگ سراسر ناجائز تصور کرتے ہین مین نے کئی مرتبہ مقبل کو گرفتار کیا مگر مقبل نے کوئی مکاری
نہین کی لیکن مین تلاش کرتا ہوا لشکر مسلمانان ہی سے جاؤنگا دریافت ہو جائیگا شاگرد میرے
لشکر مقبل مین موجود ہین معلوم ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آے کتارہ نے پوچھا کہ آج

بارگاہ مقبل مین کوئی قیدی تو نہین آیا اور کوئی عیار تو نہین پہونچا شاید کوئی بیٹا یا پوتا عمرو کا آیا ہو ہرکارون نے کہا کہ اُستاد ہم بارگاہ مقبل مین موجود تھے یہ دیکھا کہ مقبل میدان مین آنے کی تدبیر کر رہا ہی مگر نہایت پریشان ہی اُسکو بھی ژوبین کے مقابلے کا خوف ہی غلامون سے کہ رہا ہی کہ یارو ہوشیار رہنا اُس ظالم سے مقابلہ ہی کہ جو آقاے نامدار سے اکثر لڑا ہی کتارہ نے کہا کہ کیون صاحبو سُنا لشکر اسلام مین یہ حال ہی آپ لوگون کا ناحق یہ خیال ہی یہ طریقہ مقبل کا نہین ہی کہ کسی کو چُروا منگاے آپ لوگ لشکر مین ہوشیار رہیے مین آقا کی تلاش مین جاتا ہون پتہ لگا کر آؤنگا یا اُن کو ہمراہ لاؤنگا صاحب اقبال ہین جہان ہونگے آرام سے ہونگے یہ کہکر کتارہ براے تلاش ژوبین روانہ ہوا مگر اسکی خبر لشکر اسلام مین ہو گئی کہ ژوبین کو کوئی چُرا لے گیا تیاری جنگ سے مسلمان باز رہے غرضکہ حال ژوبین عرض کرتا ہون کہ یاتو پلنگ پر اپنے پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھُلی دیکھا کہ ایک بارگاہ استادہ ہی چند سپاہی وضع بیٹھے ہین ایک افسر قریب میرے مگس رانی کر رہا ہی ژوبین اُٹھ بیٹھا کہا یارو مین یہان کہان مجھے یہان کون لایا اُس افسر نے کہا کہ ای پہلوان دوران میرا نام اشہب قزاق ہی جو اس بیشے مین آتا ہی اُسکو لوٹ لیتا ہون مہینہ بھر کا زمانہ گذرا قاموس کرگدن سوار قلعۂ قاموسیہ کا حاکم اُسکی ارسال ادھر سے گذری مجکو خبر پہونچی خبر سُنتے ہی مین جا پڑا ارسال اُسکی لوٹ لی چند آدمی میرے ہاتھ سے مارے گئے وہ بادشاہ بڑا بہادر ہی اُسکو خبر جو پہونچی اُسنے ہرکارے مقرر کیے کہ جب یہ پہاڑ سے نیچے آے اور اُتر پڑے تو ہم کو خبر کرنا مین ایک قافلہ لوٹ کر زیر کوہ اُتر پڑا اُسنے آکر گھیر لیا راستہ کوہ پر جانیکا بند کر دیا آخر مین نے اُس سے آٹھ روز کی مہلت لی اسی تدبیر مین تھا کہ شب کو نکل جاؤن بالاے کوہ پہونچون مگر اُسنے ایسا گھیر ڈالا ہی کہ نکلنا مشکل ہی اسی فکر مین شب کو نکلا تھا کہ تمھارے لشکر مین پہونچا خبر سُنی کہ ژوبین کامرانی باشاہ کابل اس مقام پر فروکش ہی مین تم کو چُرا لایا اگر کہو تو تمھارے لشکر کو بھی لاؤن ورنہ بارہ ہزار قزاق تو میرے موجود ہین مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا ژوبین نے یہ حال سُن کر کہا کہ ای اشہب نہ گھبرا مین اُس سے مقابلہ کرلونگا جو گذری سو گذری اشہب نے ژوبین کی بڑی خاطرداری کی ساقی بچے سامنے بُلاے نازنینان مہ جبین سامنے آئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

موت ہی نزدیک مجھسے کوے قاتل دور ہی
پاس آپہونچا ہی رہزن اور منزل دور ہی

سیب جانان سے ملے کسطرح شفتالو مجھے
وہ ذقن بھی مجھسے مثلِ چاہِ بابل دور ہی +

صاف اگر ہو کر گلے ملتے تو پیارے لطف تھا
سینے سے سینہ ملا دل سے و لے دل دور ہی

سننے دیتی ہی کہان بے اعتنائی یار کی +
گوش گل سے ورنہ کب بانگ عنادل دور ہی

مرگیا مین گلشن جنت مین بھی داخل ہوا +
ہاے ایتک مجھسے وہ حور اشمائل دور ہی

اضطراب دوریِ محبوب مین معذور ہون
کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل دور ہی

ایک جا نزدیکی و دوری نہین ہوتی و لے
تجھسے وہ نزدیک ہی تو اُس سے غافل دور ہی

قیس نے لیلی کو کس حسرت سے بھیجا یہ پیام
ساتھ ہی بانگ جرس شور سلاسل دور ہی

چاندنی کی وضع سے کیونکر نہ لوٹون خاک پر	مجھسے وہ محبوب مثل ماہ کامل دور ہے
دشت وحشت مین نہ کیون مثل جرس چلائے قیس	چلنے کی طاقت نہین لیلی کی محمل دور ہے
جیب گرداب بلا مین ہاتھ اپنا ڈال دے	غم نہین ناسخ اگر دامان ساحل دور ہے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا لیکن قاموس کرگدن سوار کو یہ خبرین پہونچ رہی ہین کہ خیمۂ اشہب مین ہنگامۂ عیش و نشاط ہو رہا ہی یہ خبر سُن کر قاموس بہت حیران ہوا اپنے ہمراہیون سے کہتا ہی یہ قزاق بڑے بے خوف ہین صبح کو سامنا موت کا ہی اور انکے یہان ناچ گانا ہو رہا ہی ایک ہرکارے نے عرض کی کہ باعث خوشی کا یہ ہی کہ ژوبین کامرانی بادشاہ کابل براے مدد اشہب آیا ہی اُسی کی دعوت ہی قاموس نے جو نام ژوبین کا سُنا جھلا کر کہا کہ وہ بے حیا کیا ہی جو اُس کی مدد کریگا حمزہ کے ہاتھ سے بھاگا کابل چھن گیا اب تک یہ نہ ہو سکا کہ جا کر اپنا ملک لیتا اگر صبح کو میدان مین آئیگا تو بہت ذلیل ہوگا میان اشہب سے کہو کہ کیون شامت آئی ہی ہرچند کہ جو لوگ مارے گئے اُن کے خون کا دعوی دار ہون مگر جو تم مال پھیر دو تو خون سے اُن کے درگذر تا ہون ورنہ سب قزاقون کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر دو پہر رات گئے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے جاکر یہ خبر اشہب و ژوبین سے کہی ژوبین نے اشہب سے کہکر طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری جنگ رہی مگر قاموس نام ژوبین کا سُن کر بہت جھلا رہا ہی کہتا ہی یہ انقلاب فلکی ہی کہ ژوبین نے قزاق کا ساتھ دیا کچھ یہ خوف نہ کیا کہ قاموس بھی بہادر ہی میدان مین مین پوچھونگا کہ ملک کابل کو حمزہ سے نہ واپس لیا اگر قصد کرتے تو حمزہ کے ہاتھ سے مارے جاتے یا ایسا بھاگتے کہ جنگلون مین پناہ نہ ملتی جا بجا چھپتے پھرتے یقین ہی کہ بہت پچھتاتے اسی وجہ سے دعوی نہ کیا حمزہ نے قلعۂ کابل کو بہت مضبوط کر رکھا ہی یہ کب جا سکتے ہین اگر جائین تو ایسی ذلت اُٹھائین کہ بھاگتے پھرین مین پوچھونگا کہ کیا باعث ہی کہ تم نے اپنا ملک کابل نہ لیا ایک قزاق کا ساتھ دیکر لڑنے آیا ہی نہین معلوم مجھکو کیا سمجھا ہی اسطرح ذلیل کرون کہ عمر بھر یاد کرے پھر کبھی کسی بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت نہ ہو یہ کہہ کر صبح کو سوار ہوا مع لشکر میدان مین آیا اُدھر اشہب نے ژوبین کامرانی سے کہا کہ قاموس کرگدن سوار میدان مین آگیا ژوبین بھی سوار ہوا اشہب مع قزاقون کے ساتھ ہی ژوبین سب کے آگے ہتھیار لگاے ہوے گینڈے پر سوار فوج کو ترغیب دیتا ہوا میدان مین آیا دیکھا قاموس فوج کو آراستہ کر رہا ہی ژوبین کو دور سے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او بھگوڑے قزاق کی مدد کو آیا ہی تیرا بادشاہون سے نام نکل گیا قزاقون مین تیرا شمار ہی پھنکر ژوبین نے جواب دیا کہ بہادر ہمیشہ کمزور کی مدد کرتے ہین تم نے جیسا اس کو عاجز کیا ویسی ہی تم کو سزا ملیگی قاموس نے گینڈا ابڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ میان ژوبین صاحب آئیے حال جرأت دکھائیے اشہب نے دیکھا کہ ژوبین نے گینڈا ابڑھایا آکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ ای شہنشاہ کابل آپ تماشا دیکھین مین جاکر مقابلہ کرون ہم لوگ کسی سے کم نہین ہین مگر ڈکیتی کے عادی ہو گئے شب کو جنگ کرتے ہین دن کو ہمارا دستور نہین اول حریف کم

را دیتے ہین تب وار کرتے ہین ان بارہ ہزار سے ساٹھ ہزار سے مقابلہ کیا ہی اور مال
ا ہی دن کو ہم لوگ نہین ارادہ کرتے مگر اب تو پڑی ہی سب قزاق آمادہ ہین کیا قاموس
زندہ جانے دین گے ہین جاتے ہی مغلوبہ کرتا ہون ژوبین نے کہا کہ ای اشہب میرے
سطے شرم کی بات ہی کہ میرے سامنے تو میدان مین جاے اور مین تماشا دیکھون یہ کبھی قبول
ہونگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا سامنے قاموس کے آیا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نقابدار نمدی پوش
ر پہونچا مقابلۂ قاموس مین گیا ژوبین رُکا نقابدار نمدی پوش سے بعد کلام نیزہ بازی
دنے لگی چھٹی طعن مین نقابدار نمدی پوش نے نیزہ قاموس کا نکالا قاموس نے ہاتھ تلوار
مارا نمدی پوش نے روک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا آپس مین کشتی ہونے لگی نمدی پوش نے
اموس کو زیر کیا قاموس مسلمان ہوا نقابدار نمدی پوش نے کہا کہ ای قاموس اب قزاق
لی خطا معاف کرو میرے ساتھ چلو قاموس نقابدار نمدی پوش کے ہمراہ ہوا نقابدار قاموس
کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا واضح رہے کہ طلسم افراسیابی سے جو علمشاہ کو ساحرہ
اُٹھا کرلے گئی ایک باغ مین جاکر عیش کرنے لگی علمشاہ نے ایک دن اُس کو شراب بہت پلائی
وقت پر گلا دبا کر مارا وہان سے نکلے تو فراق قاسم مین نقابدار نمدی پوش بنے جابجا جنگ کرتے
پھرتے ہین اس وقت ادھر گذر ہوا دیکھا قزاق عاجز ہین قاموس کو زیر کیا اور اپنے ساتھ لیگئے
بعد جانے قاموس کے ژوبین کو اشہب ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سر کوہ پر قلعہ ہی اُسمین
لا کر داخل کیا بیٹی اشہب کی نوجوان قصر سے دیکھ رہی تھی ژوبین کو پسند کیا رات کو آکر خود
اسکا چرا لیگئی صبح کو جو ژوبین اُٹھا خود کا نشان نہ پایا اشہب سے کہا کہ کیون ای اشہب
یہ کون ایسا تھا کہ میرا خود چرا لیگیا اشہب بہت حیران ہوا مگر ژوبین کو خیال ہی کہ جو چور
کل آیا تھا کیا عجب ہی کہ آج بھی آے اشہب سے کہا خاموش ہو رہو آج شب کو چور کو گرفتار
کرینگے ژوبین شب کو جاگتا رہا دو پہر شب گذر چکی تھی جس کمرے مین ژوبین سوتا تھا اُسکا
دروازہ کھلا ژوبین دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک سیہ پوش آیا اور اُسنے قصد کیا کہ زرہ ژوبین
کی اُٹھالے ژوبین نے آواز دی کہ او مکار خبردار زرہ نہ اُٹھانا سیہ پوش زرہ چھوڑ کے
بھاگا ژوبین پیچھے چلا سیہ پوش کوٹھون کو پھاندتا ہوا جاتا ہی ژوبین بھی برابر پہونچتا ہی ایک
بڑے مکان کے قریب آکر سیہ پوش پہونچا چاہا اُس کوٹھے پر جاؤن ژوبین نے قریب آکر ہاتھ
تھام لیا سیہ پوش نے چہرہ کھول دیا ژوبین کی نگاہ پڑی کہ ایک معشوق پری پیکر بلکہ رشک قمر
ماہ منظر حسین وجمیل مگر سر جھکاے ہوے کھڑی ہی ژوبین نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام
دل مشتاقان تو کون ہی کیون آکے مجکو ستایا بقول شاعر نظم ای چہرۂ زیباے تو رشک بتان
آذری + ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیبا تری + آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری + من تن شدم تو جان شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری + اُس محبوب نے یہ اشعار سُنکر اور سر جھکا لیا کہا ای
ژوبین مین اشہب کی بیٹی ہون جب تم باواجان کے ساتھ بارگاہ مین آئے تو مین نے تم کے

جھروکے سے دیکھا کیا کہون کہ کیا کیفیت ہوئی آخر یہ سوچی کہ ہتھیار ان کے چرا لاؤن تو ضرور تلاش کرین گے اس حیلے سے ملاقات ہوگی سامنے جو باغ ہی اُسی باغ مین رہتی ہون ژوبین نے کہا کہ کل مین شکار کے حیلے سے آؤنگا لیکن نام نامی سے آگاہ ہو جاؤن تو بہت بہتر ہی اُسنے نام اپنا غنچۂ دلکش بتایا ژوبین نے وعدہ کیا کہ کل مین آؤنگا اور تم سے آکر ملاقات کرونگا مگر اشہب کو خبر نہ ہو مجکو بڑا احجاب ہوگا کہ وہ مجکو یہ اعزاز و اکرام لایا ہی نقابدار نمدی پوش ایسا احسان کر گیا کہ اگر وہ ٹھہرتا تو مین اُس کی دعوت کرتا غنچۂ دلکش نے کہا کہ ای ژوبین کچھ معلوم ہی کہ وہ نقابدار کون تھا ژوبین نے کہا کہ مین نہین جانتا وعدہ کر کے غنچۂ دلکش طرف اپنے باغ کے گئی ژوبین پلٹ کر آیا لیٹا مگر نیند نہین آتی تڑپ رہا ہی یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

گل کر دیا جو اُس گل تر نے چراغ گل
ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ پایا سراغ گل

زردار سب ہین نشۂ عشرت سے بےنصیب
لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل

ہمنے زبان موج ہوا سے سُنی یہ بات
مانند داغ لالہ زر گل ہی داغ گل

دشمن سے بھی نہین ہی حسینو نکو کچھ ضرر
رہتے ہین آب و باد مین روشن چراغ گل

ملتا نہین خزانہ کہین جس روش سے گل
ملتا نہین بہار مین بلبل دماغ گل

طاؤس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ
دلمین برنگ غنچۂ لالہ ہی داغ گل

اکثر وہان خزان ہی ہمیشہ یہان بہار
دل باغ باغ عشق ہی بلبل وہ باغ گل

ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو ہو
روشن ہین صحن باغ مین ہر سو چراغ گل

ژوبین رات بھر تڑپا صبح کو اشہب سے کہا کہ مین شکار کو جاؤنگا اسلیے کہ مین شکار کا عادی ہون اشہب نے کہا کہ ادھر کے صحرا بہت خراب ہین لائق شکار نہین ژوبین نے کہا کہ مین بہت جلد چلا آؤنگا ہر چند اشہب نے منع کیا مگر ژوبین نے نہ قبول کیا گھوڑے پر سوار ہو کے صحرا کیطرف روانہ ہوا مگر اکیلا برائے شکار چلا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیا پھرتا ہوا در باغ پر آیا ملکہ کو دروازے پر پایا پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم و ای شہنشاہ حسن و خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی رات تڑپ تڑپکر گذری تمھاری کیا تعریف کرون نظم

بانکپن تیرا کسی اور ستمگر مین نہین
تجھ مین جو نوک ہی قاتل ترے خنجر مین نہین

جب کہا صبر آگہی دل مضطر مین نہین
آئی آواز یہ عاشق کے مقدر مین نہین

حشر سے پہلے کے بہت جلد چلا او ظالم
کیا یہ سمجھا تھا کہ مین عرصۂ محشر مین نہین

سدا اٹھیہ کہ چٹکی کوئی پھر لیتا ہی
ہم تو یہ جانتے تھے تم دل مضطر مین نہین

کرتی ہی سیکڑون خون ایک حنا کی شوخی
ظاہرا اور تو کچھ دست ستمگر مین نہین

سکتے مین دیکھکے آئینے مین وہ عکس اپنا
پھر بھی شوخی ہی جو مجھ مین مرے ہمسر مین نہین

[illegible] سے تیری وہ ٹپکتی ہی شراب
جو سبو مین نہین خم مین نہین ساغر مین نہین

[illegible] پانون کے گلے یا رکٹین یا نہ کٹین
موڑ لے منھ کو یہ عادت ترے خنجر مین نہین

[illegible] کسی چال کا تھا فتنۂ حشر
لیجیے کہنے لگا ایک ہی ٹھوکر مین نہین

درد فرقت سے کبھی مہلت ہوئی جاتی ہی جلال | یا ہمین آج نہین یا یہی شب بھر مین نہین ٭

ملکہ نے ہاتھ تھام لیا ژروبین نے کہا کہ میرے ساتھ چلو غنچۂ دلکش نے کہا کہ مین خود آمادہ ہون تمھارے ساتھ چلونگی ژروبین نے قبول کیا اور کہا اب مین برائے ملاقات اشہب جاؤنگا غنچۂ دلکش ژروبین کو لیکر باغ مین آئی ژروبین بیٹھا باتین ہونے لگین آخر غنچۂ دلکش نے باتین کرکے ایک مادیان طلب کی کہا صاحب مین تمھارے ساتھ نکل چلونگی ژروبین نے کہا کہ مین اپنے لشکر مین تم کو لے چلونگا غنچۂ دلکش راضی ہوئی گھوڑی پر سوار ہوئی ژروبین آگے آگے غنچۂ دلکش پشت پر باغ سے نکلا کہتا ہوا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تم کو بہت آرام دونگا کئی سی کنیزین خرید دونگا وہ خدمت مین رہین گی صرف ایک مہر نگار سے مرتبہ تمھارا کم ہوگا اور جسقدر معشوقین ہین سب کا افسر کرونگا ملکہ وعدے کرتی ہوئی ساتھ جاتی ہی کہ صحرا مین آکر پہونچے دیکھا صحرائے ویران لق و دق میدان ہی نخل سوکھے ہوے کھڑے ہین اگر کوئی آہو نکل آیا تو بھوکا پیاسا لخلخار ہا ہی منھ سے زبان نکلی ہوئی ژروبین نے جو آہو دیکھا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہا ای ملکۂ عالم تم ٹھہرو مین اس آہو کو شکار کرکے لاتا ہون یہ کہکر ژروبین نے گینڈا بڑھایا آہو کے پیچھے اُڑا کر غائب ہوا غنچۂ دلکش کھڑی ہوئی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار نمدی پوش مع قاموس شکار کھیلتا ہوا آتا ہی دور سے اُسکی نگاہ پڑی کہ ایک مہجبین زیر نخل کھڑی ہی نقابدار نے گھوڑا بڑھایا قاموس وغیرہ کو ٹھہرایا قریب غنچۂ دلکش کے آیا کہا ای نازنین کسکی فکر مین کھڑی ہی غنچۂ دلکش نے جواب دیا کہ ہمراہ ژروبین کے آئی ہون وہ ایک آہو کو شکار کرنے گئے ہین اُنھین کا انتظار کر رہی ہون نقابدار نے گوشۂ نقاب اپنے چہرے سے ہٹایا غنچۂ دلکش کو یہ معلوم ہوا کہ ماہ تابان پر سے لکۂ ابر ہٹ گیا یا ایک برق چمک گئی غنچۂ دلکش بیتاب ہوگئی اور بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای شہسوار کیا بیان کرون اب تو میری یہ کیفیت ہی

نظم

جب خرام ناز کو تو ای پری پیکر اٹھا | ہر قدم پر جائے گرد اک فتنۂ محشر اٹھا ٭
آپ مین دیوانہ چھوڑے ڈالتا ہون اپنا سر | دست نازک سے نہ مجھپر ای ستم پیشہ اٹھا
طرفہ گل اس باغ مین ہین اور شبنم ہی عجیب | ہنسکے بیٹھا جو تری محفل مین وہ رو کر اٹھا
ہو صفاے دل کے آگے خاک آئینے کی قدر | میری محفل سے مکدر ہوکے اسکندر اٹھا
پائون اُٹھ سکتے نہین کیا جاؤن کوے یار کو | ہاتھ اپنی زیست سے اب ای دل مضطر اٹھا
دشمن سر ہی تری گردن کشی مانند شمع ٭ | افسر زر شوق سے رکھ پر نہ اتنا سر اٹھا
کردیا ہی یاد چشم و گردن جانان نے مست | سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اٹھا ٭
مجھسے ہلواتا ہی اب لیزم جنون زنجیر کی | اور کوہ عشق کے کہتا ہی تو مگدر اٹھا ٭
زندگی مین صرف کرتا ہون سبکدوشی حصول | مثل قارون خاک مین جا کر نہ بار زر اٹھا ٭
چاہیے تعمیر دل جو ساتھ اُٹھا لے جائیگا | یون خرابے کے لیے دیوار اُٹھا یا در اٹھا
ہون وہ بیخود گرد اڑی جب دشت وحشت مین کبھی | تو یہی سمجھا غبار توسن دلبر اٹھا ٭ ٭

بات جن نازک مزاجون سے نہ اُٹھتی تھی کبھی
بوجھ اُنسے سیکڑون من خاک کا کیونکر اُٹھا
مصحفِ رُخ کا جو بوسہ لینے مین منکر ہوا
مجھسے کہتا ہے کہ اب قرآن تو سر پہ اُٹھا
خاک مین ملتی ہے غیرت روندتے ہین ہم کو غیر
اس گلی سے بس ہماری خاک اے صرصر اُٹھا
کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین
زرا لنوِ فکرت سے اے ناسخ تو اپنا سر اُٹھا

نقابدار نے فرمایا اُس سیہ رو کے ساتھ کہان جاؤگی مین اپنے ہمراہ لیچلون غنچۂ دلکش نے کہا کہ مجکو خوف یہ ہے کہ ایسا نہ ہو ثروہین آگاہ ہو جاے تو تجھ ایسے معشوق کے دشمنون کو قتل کرے پھر مین کدھر کی ہونگی ورنہ کون ایسا کور ظاہر و کور باطن ہوگا کہ تجھ ایسے پری پیکر کو چھوڑے اور اُس دشمن خدا کا ساتھ دے مگر مین اس مقدمے مین مجبور تھی کہ باپ میرا شادی نہ کرتا تھا اشہب قزاق مشہور ہے صاحب غیرت و صاحب جرأت یکہ تاز میدان جلالت جو کوئی پیغام دیتا تھا وہ اُسکو جواب صاف دیتا تھا کہ یہ شرط ہے کہ میرے بیٹے سے ہو کر نکلے اور مین نہ لوٹ سکون تب یہ دامادی قبول کرون کسی نے ابتک اقبال نہ کیا ثروہین جو آیا مین اُس کی جوانی دیکھ کر مائل ہوئی اُسکے ساتھ نکل آئی نقابدار نے جواب دیا کہ وہ ہمارا ہمیشہ سے دشمن ہے مگر کیا کر سکتا ہے تم کچھ خوف نہ کرو بلاتکلف میرے ساتھ چلو غنچۂ دلکش نے کہا کہ مجھے تمھارے ساتھ چلنے مین کیا عذر ہے اصل مین یہ کیفیت ہے

نظم

آئنہ ہمدم تنہائی ہے
دل مین پھر یاد تری آئی ہے
عین عزت ہے یہان ذلت عشق
آج ناصح تری بن آئی ہے
آرزو بھی ترے دل سے میری
اور تقدیر تماشائی ہے
نہین پہچانتے ہمکو وہ جلال
آپ اپنا وہ تماشائی ہے
سُنکے خواہش کوئی میرے دل کی
نیکنامی بھی مجھے رسوائی ہے
پھر چھپینگے آئنہ دکھلاکے اُنھین
کیا نکلتے ہوئی شرمائی ہے
یون وہ روٹھے ہین کہ ملتے ہی نہین
جیسے برسون کی شناسائی ہے
خود فراموش مجھے کرنے کو
ہنسکے کہتے ہین کہ سودائی ہے
بے سبب ہمسے جو بگڑا ہے کوئی
اب بھی وہ دعوی یکتائی ہے
سر پٹکتا ہون مین تنہائی مین
بگڑی تقدیر کی بن آئی ہے

نقابدار نے کہا کہ تم کچھ خوف نہ کرو بلاتکلف میرے ساتھ ہو لو دیکھو سامنے ثروہین کے قاموس کو زیر کیا وہ میرے ساتھ ہے ملکہ نے نقابدار کا ساتھ دیا مگر ثروہین تھوڑی دور اُس آہو کے پیچھے گیا صحرا مین جاکر وہ آہو غائب ہوا غصے مین پلٹا جب اِس صحرا مین آیا تو دور سے دیکھا کہ وہی نقابدار نمدی پوش قاموس کر گدن سوار ساتھ اپنے ہمراہ غنچۂ دلکش کو بھی لیے جاتا ہے چاہا کہ پیچھا کرے مگر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو نقابدار کل فوج کو حکم دیدے تو اے ثروہین جان بری مشکل ہوگی لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ نقابدار وہی ہے جسنے قاموس کو زیر کیا تھا اُس نے مجھپر احسان کیا تھا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ معشوقہ کو لے گیا خیر لے جانے دو اپنی جان بچاؤ اب چلکر مقبل سے اُلجھو کہ معشوق پری پیکر دستیاب ہو یہ سوچ کر طرف اپنے لشکر کے چلا یہان جس دن طبل جنگی بجا تھا اُسی دن ثروہین غائب ہوا تھا مقبل جو میدان مین آیا تو سردار اُسکا ثمرات فیلسوار کابلیون کو لیکر میدان مین آیا صفین جمین مقبل میدان مین نکلا ثمرات نے اژدر کابلی کو برابر

مقابلہ بھیجا اژدر ہاتھ سے مقبل کے واصل جہنم ہوا دوسرا کابلی آیا وہ بھی ہاتھ سے مقبل کے
مارا گیا شام تک مقبل نے بارہ سردار مارے لشکر پلٹے ثمرات کہہ گیا کہ کل مین خود نکلونگا
مقبل کی جرأت دیکھ لونگا مقبل نے جاکر طبل جنگی بجوایا ثمرات نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا
رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقبل بجوش و خروش میدان
مین آیا ثمرات نے بلند خان کابلی کو بھیجا دیر تک وہ مقبل سے لڑا آخر نوبت کشتی کی
آئی مقبل نے شام ہوتے ہوتے بلند خان کابلی کو زیر کیا مشکین باندھ کرلے گیا تیسرے
دن پھر طبل جنگی بجے کابلی بچون نے کہا کہ کل حضور مغلوبہ کر دیجیے وہ بارہ ہزار ہین اور ہم
دو لاکھ ہین گھیر کر سب کو مار لین گے مہلت نہ دین گے ثمرات نے کہا کہ مین خود میدان مین
نکلونگا جہان تک ہوسکیگا فکر مغلوبہ کرونگا آئندہ لات و منات کو اختیار ہی لشکرون
مین تیاریان ہوئین مقبل نے اپنی بارگاہ مین پہونچکر بلند خان کو بلایا سوال اسلام کیا
بلند خان بصدق دل مسلمان ہوا مقبل نے اپنے پہلو مین جگہ دی دس ہزار جوانون کا
یہ افسر تھا رات کو نشے مین شراب کے اپنے لشکر مین گیا اپنے ساتھ والون سے کہا صاحبو
مین تو مسلمان ہوا تم بھی سب چلو پانچ ہزار جوان مسلح ہو کر بلند خان کے ساتھ ہوے
میر طلایہ نے دیکھا کہ یہ غول کے غول کہان بھاگتے ہین آکر سب کو روکا آپسمین تلوار چلنے لگی
مگر بلند خان ایسا لڑا کہ پانچ ہزار کو ساتھ لیکر نکل گیا کابلیون کے روکے نہ رکا سامنے
مقبل کے آیا دریاے خون مین نہایا ہوا مقبل نے پوچھا خیر تو ہی بلند خان نے بیان کیا
کہ اپنے ہمراہیون کو لینے گیا تھا اُن مین سے پانچ ہزار کو لایا میر طلایہ نے روکا تھا اُس سے
خوب تلوار چلی غلام آپ کا لڑ بھڑ کر نکل آیا مقبل نے گلے سے لگا لیا وہان یہ خبر ثمرات کو
پہونچی کہ بلند خان آکر اپنے ماتحتون مین سے پانچ ہزار کو لے گیا سب مسلمان ہوے
اب لشکر مسلمانان مین ہین ثمرات نے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے یہ خبر مقبل کو دی
مقبل نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین تیغے چرخ چڑھے
کہ عقل پیر چرخ کی چرخ بن گئی تیرون کو زہر سے آبداری ملی تلوارین اور زرہین صیقل ہوئین
چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ثمرات نکلا پکار کر
آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان سواے مقبل کے اور کسی کو نہین چاہتا کہ وہ افسر اعلی
ہی اور مین ثمرات ہون کے بعد اس لشکر کا افسر ہون ہمارے اُس کے مقابلہ ہو دو مین سے
ایک مارا جاے تو جنگ کا خاتمہ ہو مقبل نے کلیجے مین داغ ڈالدیے آج بدلہ لونگا
مہلت نہ دونگا یہ لاف و گزاف سنکر مقبل دردولت مہرنگار پر آیا اجازت رزم مانگی ملکہ نے
کہلا بھیجا کہ بھتیا اب سواے تمھارے کون معین و مددگار ہی اور کسی کو بھیجو تم میدان مین
نہ جاؤ مقبل نے کہا کہ میری جانب سے عرض کرو کہ قانون صاحبقران مین فرق آتا ہی
اور وہ میرا نام لیکر پکار رہا ہی مین اگر صاحبقران کے ہمراہ ہوتا تو وہ مجھے حکم دیتے
حضور اجازت دین کچھ تردد نہ کرین مہرنگار رونے لگین کہا دیکھو صاحبو کیا وقت پڑا ہی

ان نگوڑے کابلی بچون نے گھیرا ہی سراسر جبر کرتے ہین ای مقبل تمھین خدا کے سپرد کرتی ہون
نہین معلوم کیا ہونے والا ہی کہ دل خود بخود گھبراتا ہی ہر گوشۂ خیمہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ
قباد و شہریار مجکو لینے آے ہین مقبل اگر تم پر کوئی چشم زخم پہونچا تو مین سودۂ الماس کھالونگی
ہر طرح پر اپنی جان دیدونگی یہ قبول نہ کرونگی کہ کفار نابکار میرے خیمے مین آوین اور خدانخواستہ
مجکو دیکھین اور مین زندہ رہون ہان مردے کا اختیار ہی جس طرح چاہین دفن کرین مثل
مشہور ہی کہ مردہ بدست زندہ بعد مرنے کے سب کو اختیار ہی کہ جس طرح چاہین جنازہ
اٹھائین مگر آرزو یہی ہی کہ صاحبقران جنازے کے ساتھ ہون اور تم سب لوگ کاندھا دو
اب اپنا تو یہ قول ہی نظم

شہر مین گھر تھا کسی لیلی ادا کے گھر کے پاس
ایک مین جالسوختہ رہتا ہون عریان ای جنون
چاند تارے کا جو کرتا پہنا تو نے ای صنم
حُسن کی طینت مین ہی داخل کیا صانع نے عشق
کیون مشقت سے بناتا آئنہ فولاد کا +
تفرقہ جب تک نہین اضداد باہم ایک ہین
کسطرح افسوس آہِ آتشین سے پھونک دون
بیڑیان سی بیڑیان توڑی ہین مین نے ای جنون
دور بھاگے کیون نہ لشکر تجکو تنہا چھوڑ کر
روک ناسخ کو نہ ای رضوان درِ فردوس پہ

دشت مین بستر ہی اپنا قیس کے بستر کے پاس
پیرہن خاکستری ہی ورنہ ہر اخگر کے پاس
ایک ماہِ نو نظر آتا ہی ہر اختر کے پاس
داغِ سودا ہین ازل سے لالۂ احمر کے پاس
واقعی ہوتا دل روشن جو اسکندر کے پاس
شیشہ بھی مثل شرر پنہان ہی ہر پتھر کے پاس
ہی رقیب دیو سیرت اُس پری پیکر کے پاس
جاے آہن ابتو سیم و زر ہی آہنگر کے پاس
ٹھہری ہی کب فوج انجم خسروِ خاور کے پاس
بندۂ شبیرِ خدا ہی جائیگا قنبر کے پاس

مقبل نے عرض کی کہ ای شہنشاہ و ای وارث و حاکم مین نے سایہ مین صاحبقران کے پرورش
پائی ہی ہمیشہ سرکار سے آبرو ملی امیدوار آبرو ہون کہ اجازت ملے دشمن کو جا کر لڑکون اُس سے
مقابلہ کرون ثرو ہین تو کہین بھاگ گیا بجاے اُسکے ثمرات ہی اُسکی مشکین باندھ کر لاؤن خدمت
مین پہونچاؤن پھر آپ کو اختیار ہی آخر ملکہ مہر نگار نے رو رو کر مقبل کو رخصت کیا فرمایا ای
مقبل خدا تم کو بخیر و عافیت رکھے اور دشمن کے ہاتھ سے بچاے میدان سے پھیر کر لاے
آج دل پر بار رنج و الم ہی خود بخود ترقی غم و محن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ صاحبقران سے
رخصت ہو رہی ہون وہ فرماتے ہین کہ لو صاحب خدا کے سپرد کیا میری زبان سے نکلتا ہی نظم

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا +
سوزن نے کیا خار کفِ پا سے جو باہر +
باتین سنین اسد کی مشتاق تھے جسکے
گردن مری ای دستِ جنون تو نے جھکائی
کیونکر وہ شہِ حسن کرے چین جبین دور +

غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا +
سرمے کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا +
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا +
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

ان نگوڑے کابلی بچون نے گھیرا ہی سراسر جبر کرتے ہین اے مقبل تمھین خدا کے سپرد کرتی ہون نہین معلوم کیا ہونے والا ہی کہ دل خود بخود گھبراتا ہی ہر گوشۂ خیمہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قباد و شہریار مجکو لینے آے ہین مقبل اگر تم پر کوئی چشم زخم پہونچا تو مین سودۂ الماس کھالونگی ہرطرح پر اپنی جان دیدونگی یہ قبول نہ کرونگی کہ کفار نابکار میرے خیمے مین آوین اور خدانخواستہ مجکو دیکھین اور مین زندہ رہون ہان مردے کا اختیار ہی جس طرح چاہین دفن کرین مثل مشہور ہی کہ مردہ بدست زندہ بعد مرنے کے سب کو اختیار ہی کہ جس طرح چاہین جنازہ اُٹھائین مگر آرزو یہی ہی کہ صاحبقران جنازے کے ساتھ ہون اور تم سب لوگ کاندھا دو اب اپنا تو یہ قول ہی نظم

شہر مین گھر تھا کسی لیلی ادا کے گھر کے پاس ❊ دشت مین بستر ہی اپنا قیس کے بستر کے پاس
ایک مین جالسوختہ رہتا ہون عریان اے جنون ❊ پیرہن خاکستری ہی ورنہ ہرا خگر کے پاس
چاند تارے کا جو کرتا پہنا تو نے اے صنم ❊ ایک ماہ نو نظر آتا ہی ہرا اختر کے پاس
حُسن کی طینت مین ہی داخل کیا صانع نے عشق ❊ داغ سودا ہین ازل سے لالۂ احمر کے پاس
کیون مشقت سے بناتا آئنہ فولاد کا + ❊ واقعی ہوتا دل روشن جو اسکندر کے پاس
تفرقہ جب تک نہین اضداد باہم ایک ہین ❊ شیشہ بھی مثل شرر پنہان ہی ہر پتھر کے پاس
کسطرح افسوس آہِ آتشین سے پھونک دون ❊ ہی رقیب دیو سیرت اُس پری پیکر کے پاس
بیڑیان سی بیڑیان توڑی ہین مین نے اے جنون ❊ جائے آہن اب تو سیم و زر ہی آہنگر کے پاس
دور بھاگے کیون نہ لشکر تجکو تنہا چھوڑ کر ❊ ٹھہری ہی کب فوج انجم خسروِ خاور کے پاس
روک ناسخ کو نہ اے رضوان درِ فردوس پہ ❊ بندۂ شیرِ خدا ہی جائیگا قنبر کے پاس

مقبل نے عرض کی کہ اے شہنشاہ و اے وارث و حاکم مین نے سایہ مین صاحبقران کے پرورش پائی ہی ہمیشہ سرکار سے آبرو ملی امیدوار آبرو ہون کہ اجازت ملے دشمن کو جاکر لڑون اُس سے مقابلہ کرون زرو بین تو کہین بھاگ گیا بجاے اُسکے ثمرات ہی اُسکی مشکین باندھ کر لاؤن خدمت مین پہونچاؤن پھر آپ کو اختیار ہی آخر ملکہ مہرنگار نے رو رو کر مقبل کو رخصت کیا فرمایا اے مقبل خدا تم کو بخیر و عافیت رکھے اور دشمن کے ہاتھ سے بچاے میدان سے پھیر کر لاے آج دل پر بار رنج و الم ہی خود بخود ترقی غم و محن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ صاحبقران سے رخصت ہو رہی ہون وہ فرماتے ہین کہ لو صاحب خدا کے سپرد کیا میری زبان سے نکلتا ہی نظم

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا ❊ غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا +
ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا + ❊ سرمے کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا
سوزن نے کیا خار کفِ پا سے جو باہر + ❊ گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا +
باتین سنین اللہ کی مشتاق تھے جسکے ❊ مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا
گردن مری اے دستِ جنون تو نے جھکائی ❊ آزاد کیا بند گریبان سے نکالا +
کیونکر وہ شہ حُسن کرے جیبِ جبین دور + ❊ طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر ❊ صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا ❊
مسّی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر ❊ ظلمت نے ہی سرچشمۂ حیوان سے نکالا
دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین ❊ وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا
ای حسن محل دونون کو سمجھا جو ترا مین ❊ الفت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا
ہر چند کہ کاوش رہی مضمون مین اُسکے ❊ پانی نہ ترے چاہ زنخدان سے نکالا
لٹکایا ہی زلفونکو اُنھون نے بھی تری طرح ❊ پریون نے بھی ہی سلسلہ الشان سے نکالا
نالان رہے ہم کوچۂ محبوب مین آتش ❊ بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا ❊

ای مقبل آج عجیب حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہی چیخین مار مار کے روؤن اور قباد کو پکارون مگر افسوس ہی کہ جبسدن سے قباد کا انتقال ہوا اس دائی کے خواب مین بھی نہ آے کہ تسکین ہوتی مقبل نے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین ایک تو بڑی بات یہ ہی کہ زو بین اپنے لشکر مین نہین ہی لمتراث اُسکا سپہ سالار میدان مین نکلا ہی وہ ہی مبارزطلبی کر رہا ہی آپ کے اقبال سے جاتے ہی اُسکو قتل کرونگا مہر نگار بیقرار ہو کر رونین فرمایا ای مقبل مین نے بڑا غضب کیا کہ اپنے وارث کو آزردہ کرکے آئی کیونکر اُن تک پیغام پہونچے کہ خطا میری معاف کرین مین کیونکر اُن کو دیکھون اور ای مقبل تم دیکھو یہ سودۂ الماس مین نے پاس رکھا ہی اگر خدا نخواستہ وقت آبروریزی قریب آیا تو جان کو عزیز نہ کرونگی فورًا کھا لونگی مقبل نے عرض کی کہ حضور ایسی مشکل آپ پر نہ پڑے گی بارہ ہزار نمکخواران حضور آمادہ ہین کہ جان اپنی دین مگر کنیزان حضور کو بچا وین سب خواصون نے پکار کر کہا کہ ای مقبل ہماری موت و زیست ملکۂ عالم کے ساتھ ہی ہم کو جس آبرو سے رکھا اُسکا شکریہ ادا نہین کر سکتے متعلقین ہمارے گھرون مین دعائین دیتے ہین ایسا نہ ہوگا کہ خدا نخواستہ ملکۂ عالم جان دین اور ہم لوگ زندہ رہین زہرہ مصری روتی ہوئی سامنے مقبل کے آئی کہا لو صاحب میدان مین جاؤ ہمنے مہر اپنا بخشا جو ہمسے خطا ہوئی ہو نیک یا بد اُسکو معاف فرمائیے اب ہمارا دل کہتا ہی کہ ہم سے ملاقات نہو گی مگر امیدوار ہین کہ جنازہ ہمارا با آبرو اُٹھائیے گا یہ کہکر زہرہ مصری رونے لگی اور دامن مقبل کا تھام لیا کہا صاحب ہم جسدن سے تمھارے ساتھ ہوے بڑے بڑے ملال اُٹھائے لیکن آج تک کبھی کسی مضمون کی شکایت نہین کی ملکۂ عالم نے جو ہم پر پرورش فرمائی اُسکا شکر ادا نہین کر سکتے لہذا تم زبان سے کہو کہ ہم نے تمھاری خطائین معاف کین تب میری نجات ہو مقبل نے گھبرا کر کہا صاحب یہ کیا معرکہ ہی کہ آج تم بھی ایسی باتین کرتی ہو کہ میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی صاحب صاف صاف کہو کیا کچھ خواب پریشان دیکھا جسکی وجہ سے اسقدر بیقرار ہو زہرہ مصری نے کہا کہ نہ تو کوئی خواب دیکھا مگر بقول ملکہ مہر نگار کان مین آواز آتی ہی کہ اب ہمارے تمھارے ملاقات نہ ہو گی دل بہت بیقرار ہی یہی دل چاہتا ہی کہ تمسے رخصت ہو لین نہین معلوم فلک کیا دکھائے مقبل نے زہرہ مصری کو گلے سے لگا لیا کہا صاحب

اسقدر ملول نہو پروردگار کی عنایت پر نگاہ رکھو وہ ہر بلا سے بچانے والا ہی میری تو نگاہ مین لشکر دشمن نہین سماتا یہی خیال ہی کہ میرے تیر اندازان سب سے سمجھ لین گے خدا چاہے تو بہ فتح و ظفر پلٹون مگر ایک مجکو بڑا انتشار ہی کہ آج تین دن سے میدان داری کر رہا ہون جب میدان مین گیا دو چار کو قتل کر کے واپس آیا آج کیا ہوا کہ آپ لوگ اسقدر بیقرار ہین خدا انجام بخیر کرے مقبل تو زوجہ سے باتین کر رہا ہی مگر ثمرات نے دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا اور مین مبارزطلبی کر رہا ہون پکار کر آواز دی کہ ای مقبل میرے مقابلے مین آؤ گے کہ مین وہین آؤن آج تین دن سے میدانداری کر رہے تھے میرے مقابلے مین اگر آؤ تو حال معلوم ہو آج کیون نہین آتے مین بڑے بڑے مقامون پر لڑا ہون کبھی کسی حریف سے نہین دبا ہون ثروین کامرانی بادشاہ کابل نے سپہ سالار کیا ہی میرے ساتھ سب کابلی بچے مصروف جنگ ہوتے ہین اگر مین اشارہ نہ کرون تو ایک قدم نہ بڑھاے افسری اس طرح کرے کہ کل فوج قبضے مین ہو جب حکم دے لڑنے والے بڑھین جب حکم ندے ٹھہر جاوین جب شاہ کابل نے مجکو ایسا بہادر پایا تب اپنے لشکر کا افسر کیا مقبل نے زہرہ مصری سے کہا لو صاحب خدا حافظ حریف لاف و گزاف کر رہا ہی ہم ملازم صاحبقران ہین کسی کی لاف زنی سُن نہین سکتے ہمارے آقاے نامدار نے بڑے بڑے شاہون کو جواب دیا جسدن خان اعظم میدان ترکستان مین لڑا ہی بائیس لاکھ ترک مصروف حرب و ضرب تھے مگر ہمارے آقاے نامدار و قباد شہریار مرحوم و مغفور اس زور و شور سے جا کر گرے کہ فوج خان کو تہ و بالا کر دیا جس مقام پر لڑے لاشون کے انبار کر دیے زہرہ مصری نے دامن چھوڑا اور کہا صاحب تم کو خدا کے سپرد کرتی ہون کہ مہرنگار کے رونے کی آواز آئی مقبل نے کہا کہ ای زہرہ مصری دیکھو تو ملکۂ عالم کیون روتی ہین کس واسطے اسقدر بیتاب ہوتی ہین زہرہ مصری گئی اور پھر پلٹ کر آئی کہا ای مقبل سات سو جام سودۂ الماس کے تیار ہوے ہین سب شاہزادیان اور کنیزین بھی جان دینے کا سامان کر رہی ہین مگر مہرنگار اپنے شوہر کے واسطے بہت بیقرار ہین مقبل نے کہا کہ مجکو بھی بڑا انتشار ہی جس روز ثروین آیا ہی مین نے اُسی دن عرضی لکھی تھی اور ایک روز قران کا فرزند بھی ادھر سے جاتا تھا کہ اُس نے ہاتھ سے کتارہ کے مجکو بچایا تھا اُس سے بھی مین نے کہا تھا کہ تو صاحبقران سے یہ سب معرکہ بیان کر دینا مگر اب تک کچھ ظہور نہین ہوا اس حقیر کو صاحبقران مثل اپنے فرزندونکے چاہتے ہین کسی سردار کی یہ مجال نہین ہی کہ بہ نسبت میرے کوئی کلمۂ حقارت کہے اگر کسی نے کوئی کلمہ کہا اور صاحبقران نے سن لیا تو جواب دیتے ہین کہ یارو یہ میرا فرزند ہی مین اُس وقت بہت شرمندہ ہوتا ہون اکثر عرض کیا کہ مین خانہ زاد ہون فرمایا تو ہمارا جان و دل ہی جب صاحبقران یہ پرورشین فرمائین تو سب غلام کیونکر جانبازی نہ کرین ثمرات نے پھر پکارا کہ میرے مقابلے مین کوئی نہ آئیگا مقبل نے گھوڑا بڑھایا ساتھ والون سے رخصت ہوتا ہوا چلا ایک ایک سے کہتا ہوا کہ صاحبو خدا حافظ و ناصر مین مقابلۂ ثمرات مین جاتا ہون بھائیو اسکا

خیال رہے کہ آج ملکۂ عالم کے کلمات نے بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا بھائیو ذرا
ہوشیار رہنا پاس سے خیمے کے نہ ہٹنا سب نے کہا کہ ای افسر جانین ہماری نام پر ناموس
صاحبقران کے نثار ہین اور ہم لوگ پرانے نمکخوار ہین سب کو مقبل تسکین دیتا ہوا سامنے
ثمرات کے پہونچا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ مقبل ؎ منم مقبل ذبیحشم نوجوان ٭ غلام وفادار صاحبقران
او ثمرات کیون اسقدر بلبلاتا ہی مین تیرے مقابلے مین آپہونچا ثمرات نے کہا کہ ای مقبل آج
کابلی بچون نے قسم کھائی ہی ایسے جم کر لڑین گے کہ مہر نگار کو چھین لین گے کیون اپنی جان دیتا ہی
دو لاکھ کابلی بچہ ہمارے ساتھ ہی اگر شریک ہو جا مین وعدہ کرتا ہون کہ ثرو مین تجکو وہ عہدہ
دیگا کہ سب کابلی بچے تجکو اپنا افسر جانین گے مقبل نے جواب دیا کہ او ناہنجار یہ نالائقون
کا کام ہی کہ برے وقت مین اپنے افسر کو چھوڑ دین اور ناموس آقا کا پاس نہ کرین ہمارا جان و
مال سب اُن پر نثار ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ثمرات نے کہا کہ ای مقبل مجھے تجھپر رحم آتا
ہی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے مارا جاے مقبل نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مجھسے ہر فن کا جواب پائیگا خدمت صاحبقران مین پرورش پائی
وہ وہ معرکے دیکھے کہ اگر تم اُن مقامون پر ہوتے تو لوک دُم بھاگتے ہم اُن معرکون مین شریک
صاحبقران رہے کبھی قدم نہین ہٹے تو اپنی جرأت دکھا پھر ہمارا ابھی فن سپہ گری دیکھنا
جو چاہا زبان سے کہ دیا اسکا کیا اعتبار ہی ہر ایک غلام صاحبقران جی دار ہی تم لوگون سے
کیا منھ پھیرین گے ثمرات نے نیزہ مارا مقبل نے نیزہ ثمرات کا ہوائی کیا ثمرات نے
ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے سپر پر کاٹا دو چار وار رد و قدح ہوے تھے کہ مقبل نے جلدی کر کے
کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا ثمرات نے سپر اُٹھائی برق شمشیر مقبل جو تڑپ کر گری سپر کے دو
ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری تا دو ابرو پہونچی ساتھ والے دوڑ پڑے ثمرات کو سب
زخمدار پلٹا لے گئے اب تو مقبل نے مرکب مہمیز کیا اور پکار کر آواز دی کہ کوئی میرے مقابلے
مین نہین آتا کہ سزا ملے ثمرات بیہوش پڑا ہوا ہی مقبل ہر چند مبارزطلبی کرتا ہی مگر کوئی مقابلے
مین نہین آتا آپس مین کہ رہے ہین کہ یار و صاف یہ ہی کہ مقبل سے کوئی لڑ نہین سکتا جو مقابلے
مین گیا مارا گیا یا زیر ہوا تین دن سے برابر میدانداری کر رہا ہی بفتح و فیروزی جاتا ہی ثمرات
ایسا پہلوان کس طرح زخمی ہوا اب کون مقابلے مین جاے کون اس ظالم کو جواب دے دیکھو
کیسی مبارزطلبی کر رہا ہی کون ایسا افسر ہی کہ مقابلۂ مقبل مین جاے اور اُسکو جواب دے
اور مقابلہ کرے برق شمشیر بران ہی ہم لوگون کے لیے موت کا سامان ہی بارہ ہزار تیرانداز
کیسے آمادہ کھڑے ہین اور پانچ ہزار کابلی بچے جو کہ شریک مقبل ہو گئے ہین وہ بھی آمادہ حرب
و پیکار ہین جو اس طرف سے گیا اُسنے مقبل کا ساتھ دیا یا جان سے مارا گیا یا زخمی ہوا بلند خان
کی جرأت دیکھو کہ اس لشکر مین آیا اپنے ساتھ والون کو لڑ بھڑ کر لے گیا کوئی نہ روک سکا آج دیکھیے
کیا ہو سب کابلی بچے گھبرا رہے ہین اور مقبل مبارزطلبی کر رہا ہی آواز دیتا ہی کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے مجھسے آکر مقابلہ کرے کہ صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا کہ ثرو مین کامرانی گینڈا

اُڑاتے ہوئے آتا ہی اپنی فوج کا یہ حال دیکھا کہ سب پراگندہ ہو رہے ہین اور مقبل میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ثروبین مقبل کو دیکھکر جل گیا جھلایا ہوا آیا ہی کہ معشوقہ چھن گئی ناچار ہو کے پلٹا ہی سوچا کہ اب لشکر مین جانا مناسب نہین ہی مقابلۂ مقبل مین چلون اس ظالم نے بڑا غضب کیا میرے لشکر کو یون پراگندہ کیا نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ بہت سے افسر نہین ہین گینڈا بڑھاکر سامنے مقبل کے آیا مقبل نے کہا او بھگوڑا کہان تھا کئی دن کے بعد آیا کیا سانحے گذرے بہت ملول ہو رہے ہو ثروبین کامرانی نے کہا کہ اشہب قزاق مجکو چرا لے گیا تھا خوب خوب اُس مقام پر لڑا مگر نقابدار نمدی پوش نے آکر قاموس کرگدن سوار کو زیر کیا اپنے ساتھ قاموس کو لے گیا مگر نقابدار سے مجھے بڑا ملال ہی کہ مین دختر اشہب کو نکا لکر لایا تھا میان نقابدار صاحب آکر اُسکو لے گئے مین نے تعاقب نہین کیا عشق مین مہر نگار کے بیقرار تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ مقبل کو مین ہی رد کونگا یہ کہکر مقبل سے کہا کہ حربہ کر لو کہ کوئی حوصلہ دل مین نہ رہے مقبل نے کہا کہ ای ثروبین تو خوب جانتا ہی کہ مین غلام صاحبقران ہون اُن کا یہ دستور نہین ہی کہ حریف پر پیش دستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا یہ سُن کر ثروبین نے نیزہ مارا مقبل نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پہر بہر کامل نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر مقبل نے نیزہ ثروبین کا گانٹھ کر تھپیڑا جو مارا نیزہ ثروبین کا ٹوٹا ثروبین نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او مقبل یہ تیغہ بے دریغ ہی برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون ای مقبل اپنی خیر منا مین سوا ے حمزہ کے اور کسی سے نہین دبا پہر مقام پر سرداران حمزہ سے لڑا تو کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہی مقبل نے کہا او مغرور جو مجھسے ہو سکے قصور نہ کر ثروبین نے تیغہ کھینچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مقبل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ثروبین جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر سر مقبل پر گرا کہ خود کو کاٹ سکے تا دوابرو مقبل کے تیغہ پہونچا سر مقبل کا زخمی ہوا غلامان مقبل نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے ادھر سے بارہ ہزار غلام اُدھر سے دو لاکھ کابلی بچے چلے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین کے مل گئے مگر غلامان مقبل بجانبازی لڑ رہے ہین پسر خطاون پر تیراندازی مین لبس ہین کابلی بچے چلاتے پھرتے ہین گوشون مین چھپتے ہین یہی خیال ہی کہ غلامان صاحبقران خوب جم کر لڑ رہے ہین نقیبون نے جو دیکھا کہ لشکر مل گئے جوانان جنگ جو بعد جستجو لڑ رہے ہین کنارے سے نکلے بیچ لشکر مین آکر یہ آوازین لگانے لگے

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش	اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی
استین زن چراغ عقل یہ ہی	خاک جب ہوگئے قد رعنا	تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لگے جب داغ	تب ہوا لالۂ زیب محفل باغ	جب مٹے میکشان محفل درد
	... کا	تب نظر آیا گیسو سنبل

تب گلستان مین گل ہوا اظہار	نرگسی چشم ہین جو دفن یہین	چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن	کسی محبوب کا ہی سیب ذقن	عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان	خاک مین گلرخان جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم +	ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم	جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر	اسی اندوہ مین کرو جو قیاس	گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر	ای جوانان صف شکن وای

پہلوانان تیغزن تصور کرو کہ رستم و اسفندیار کہ جنکی تلوار کی دھاک ہی اُنھین کے نام سے بہادرون کا نام ہی شاہان جہان مثل دارا و کیقباد و سکندر ان لوگون نے کیا نام پیدا کیے مگر انجام کیا ہوا جب سکندر کا وقت انتقال آیا تو حکما کو طلب کیا وزرا نے عرض کی کہ آپ کی والدہ بیقرار ہین سکندر نے کہا والدہ سے ایک وصیت کرتا ہون کہ میری نذر کا کھانا اُس گھر مین پہونچا دین کہ جس گھر مین کوئی مرا نہ ہو مان نے اس وصیت کو قبول کیا وزرا سے کہا جب جنازہ میرا اُٹھانا دونون ہاتھ میرے کفن سے باہر نکال دینا کہ ہر ایک پر ثابت ہو جاے فرد ہاتھ خالی آے ہین اور ہاتھ خالی جائین گے + سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے + دیگر تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی + ابر رحمت اگر نہین ای برق + بیکسی گور پر برستی ہی + وزرا نے وہ ہی کیا کہ ہاتھ سکندر کے کفن سے باہر نکال دیے دیکھنے والون نے دیکھا کسی شاعر نے شعر کہا فرد ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر + تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین + یارو لڑو بھڑو تو نام اپنا پیدا کرو ہاتھ کفن سے باہر نکالنے سے سکندر کا یہ اشارہ تھا کہ ہر چند مین نے تا بہ چشمۂ حیوان سفر کیا لیکن ہاتھ خالی آیا تھا اور ہاتھ خالی جاتا ہون مال دنیا سے صرف حسرت و یاس میرے ساتھ ہی مان نے اُس وصیت کو پورا کیا کہ جو سکندر کہہ گیا تھا کہ ای مادر مہربان اُس گھر مین میری نذر کا کھانا بھیجنا کہ جس گھر مین کوئی مرا نہ ہو وہ ضعیفہ مضطر و بیقرار کھانا ساتھ لیکر ہر ایک دروازے پر جاتی تھی اور ہر مکان سے یہی آواز آتی تھی کہ ہمارے اقربا نے انتقال کیا جب کئی دن وہ ضعیفہ پھری تو حکما نے کہا کہ بڑی بی صاحب آپ کی تسکین کو سکندر نے یہ وصیت کی تھی کہ سب کے مرتے آے ہین بس یارو دنیا نا پائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جم کر شمشیر زنی کرو دشمن کو شکست دو جو فتح کرکے پلٹے وہ بھی بہادر ہی بلکہ دریلے جرأت کا بے بہا دُر ہی نقیبون کی آوازین سُن سُن کر پہلوانان پلٹین و جوانان صف شکن جم جم کر لڑ رہے ہین دن بھر تلوار چلی ہر چند کہ پردۂ شب حائل ہوا مگر زوبین اُسی طرح لڑے گیا غلامان مقبل جان دینے پر آمادہ ہین ایک ایک غلام نے دس دس جوان قتل کیے لاشون کے انبار لگا دیے کابلی بچے ہر چند کہ بہت ہین تمام میدان بھرا ہوا ہی مگر غلامان مقبل اس زور و شور سے لڑے کہ کابلی بچے گھبرا گئے زوبین [illegible] سب بھاگ جاو

یہی غل مچاتا ہی کہ ہان یارو لڑے جاؤ دشمنون کو بھگاؤ میدان سے قدم نہ ہٹاؤ آج معرکۂ عظیم ہی اہل اسلام کی طرف کے کڑکیت آوازین دیتے ہین کہ یارو کسی مقام پر تم کوتاہی نہ کرنا مقدمۂ ننگ و ناموس ہی اپنے آقا کو کیا مُنھ دکھاؤ گے کیون کر سامنے جاؤ گے کیسے شرماؤ گے یہ آوازین سُنکر غلامان مقبل آوازین دیتے ہین کہ ای کڑکیتو ہم کو ترغیب نہ دو ہم خود راضی ہین کہ جان جاے مگر ناموس مین آقا کے زوال نہ آے ایسا نہ ہو کہ دشمن ہم پر طعن کرین کیسی شرم کی بات ہی اپنا حال بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی فرد آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ٭ ہر چند کہ مجبور و ناچار ہین مگر اپنے آقا کے قدیم نمکخوار ہین عروس مرگ سے ملین تو غنچۂ آرزو کھلین ہم کبھی قدم نہ ہٹائین گے اپنی سرکار پر جان نثار کرینگے شب بھر جنگ رہی صبح کو ہمراہیان مقبل نے دیکھا کہ مقبل ایک نخل کے نیچے زخمی پڑا ہی ہچکیان لے رہا ہی غلامون نے اپنے افسر کو اُٹھا یا در دولت مہر نگار پر لاے عرض کی حضور یہ خیر خواہ آپ پر نثار ہوا اب لبون پر دم ہی عفو جرائم کا مشتاق ہی مہر نگار نے جو مقبل کا یہ حال دیکھا پیٹنے لگی پکار کر آواز دی بھیا مقبل ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو اور ہماری محبت سے مُنھ موڑتے ہو مقبل نے آنکھین کھول کر ہاتھ باندھے اور عرض کی کہ شکر پروردگار کرتا ہون کہ حضور کی اعانت مین جان گئی کیا عجب ہی کہ بچ جاؤن مگر یہی چاہتا ہون کہ کنیزان حضور پر نثار ہون زہرہ مصری نے جو شوہر کا اپنے یہ حال دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحب مجھے کیا بیوہ کرو گے مین کہان بیٹھ کر بسر کرون کہان رنڈاپا کاٹون لوگ مجکو بیوہ کہین گے مین سب بیبیون سے شرمندہ ہونگی مگر بہزاد بھائی مقبل کا زہرہ مصری وغیرہ کو سمجھا کر میدان مین آیا سب کو ترغیب دینے لگا پکار کر آواز دی کہ یارو بہت بجا ہی مقبل تم سب کی سرپرستی کرتا تھا میری کیا مجال ہی کہ مثل اُسکے تمھارا ساتھ دون ہر چند کہ زخمی تھا مگر آٹھ پہر لڑا انتہا کا معرکہ پڑا آخر گھوڑے سے گر پڑا افراط زخمداری سے تاب نہ لا سکا اُس کو سب نے اُٹھا کر در دولت مہر نگار پر پہونچایا ہی اب اُسکا علاج ہو رہا ہی اب مین تم سب کے ساتھ ہون آپ لوگون کو یہ خیال رہے کہ جب تک مجھ مین طاقت باقی ہی جنگ کرونگا کابلیون کو حیران کر دونگا جب قوت جنگ نہ رہے اور مثل مقبل گھوڑے سے گرون تو اُس وقت یہ جرأت کرنا کہ کابلی بچون مین نہ چھوڑنا مجکو اُٹھا کر لیجانا ہاتھ سے دشمنون کے بچانا سب نے جواب دیا کہ ای افسر کیون حسرت کے کلام کرتا ہی ہم لوگ اپنی جانین لگا دین گے ان کابلی بچون کے سامنے سے بھلا ہٹ جاوین گے ان کو راہ جہنم بتا دین گے ان کابلی بچون کو ایسا مارین کہ بدحواس ہو کر بھاگین مُنھ نہ دکھائین فرہاد و قیس بھی جو یہ معرکہ دیکھین تو پکار نے لگین نظم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوان عشق ٭	سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمان عشق
نعمت دنیا کو کر دیتا ہی تلخ اسکا مزہ ٭	شیرۂ جان سے ہی شیرین حلوۂ دکان عشق
زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی	ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق
حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف	مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق
نام یہ مشہور ہین شہر حسینان مین مرے	بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو ؞
دل جگر داغون سے دونون ہین دکان صراف کی
تولتی ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
سیر ہوجاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
ایک دن تیری کمر کا طوق ہونگے اُن کے ہاتھ
ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی
قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم
دو جہان مین آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین

دو جہان بھولے ہوے ہین حافظ قرآن عشق
کشور تن مین ہی جاری سکۂ سلطان عشق
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق
زہر دیتا ہی تمکو خوارون کو اپنے خوان عشق
ای صنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق
اپنی خاطر ہی مہیا آج کل سامان عشق ؞
چھٹ گیا وہ ہوگیا جو قیدی زندان عشق
وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہی اُس سے شان عشق

عجب طرح کا ہنگامۂ گیر و دار ہی ہمراہیان مقبل یہی چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر اپنی جانین دین اور قدم میدان سے نہ ہٹائین مگر کتارہ کابلی عیار ژوبین دور سے یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی دل مین سوچا کہ یہ لڑائی فتح نہ ہوگی اب اس وقت کچھ مکر کرون ایک بات سوچ کر طرف ژوبین کے چلا راہ مین بہزاد شمشیر زنی کر رہا تھا گرد مرکب لاشون کے انبار رہین دور سے اسکی نگاہ پڑی کہ کتارہ کابلی ہاتھیون کے پیٹ کے نیچے سے نکلتا ہوا طرف ژوبین کے جاتا ہی للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ایسا نہ سمجھنا کہ غلامان وفادار قدم ہٹائین گے تم لوگون کے نام کو مٹا دین گے ابھی تو آٹھ پہر تلوار چلی ہی جس وقت تک زندہ رہین گے یون ہین جم کر لڑین گے تمکو ہٹا کے مرین گے کتارہ نے دیکھا کہ بہزاد میری طرف آتا ہی اسنے ایک پتھر مارا بہزاد نے پتھر خالی دیا یہ خدمت مین خواجہ عمرو کی رہا ہی کب چوٹ کھاتا ہی اسی طرح کتارہ نے کئی پتھر مارے مگر بہزاد خالی دیتا ہوا قریب کتارہ پہونچا کتارہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس ظالم کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤن مگر بہزاد نے کتارہ کا پیچھا نہ چھوڑا ہاتھ تلوار کا مارا سر کتارہ کا زخمی ہوا اسنے گھبرا کر اپنی جان بچانے کی ہوس مین اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور لوٹنے لگا بہزاد پر کابلی بچے آپڑے مگر کتارہ زخمدار دبیقرار سر سے خون بہتا ہوا سامنے ژوبین کے آیا ژوبین نے جو کتارہ کو زخمی دیکھا پوچھا ای کتارہ یہ کیا معرکہ ہوا کسنے تجکو زخمی کیا کتارہ نے کہا کہ ای افسر اعلی و ای شہنشاہ کابل مین آپ کے پاس آتا تھا بہزاد نے مجکو روکا کئی پتھر مین نے مارے مگر اُسنے خالی دیکے مجکو ہاتھ مار دیا مین زخمی ہوکر گرا کابلیون نے آکر جان بچائی اب مین آپ سے یہ عرض کرتا ہون ہرچند کہ مقبل زخمی ہوا افسر غلامون کے سر پر نہین رہا مگر بہزاد ایسی جانبازی کر رہا ہی کہ سب کو ترغیب دیتا پھرتا ہی آپ دیکھیے بارہ ہزار تھے چھ ہزار قتل ہوے اب چھ ہزار باقی ہین مگر آٹھ پہر مین لاکھ کابلی بچے مارے گئے مین نے اپنے دل مین یہ سوچ لیا کہ جب تک یہ چھ ہزار مارے جاوین گے تب تک کابلی بچون کا خاتمہ ہوجائیگا مین آپ کو سمجھاتا ہون کہ اپنی جان پر تکلیف لیجیے تدبیر سے مسلمانون کو شکست دیجیے ژوبین نے کہا کہ ای کتارہ آج کی جنگ مین عجب حال ہی خیال کرکے دیکھتا ہون کہ میرا زندہ رہنا اس لڑائی مین دشوار ہی یاد ملکہ مہر نگار مین عجب کیفیت ہی نظم

کیفِ مے نے سُرخ وہ رُخ کر دیا عتاب سے | آتشِ گل کس مزے کے ساتھ بھڑکی آب سے
تیرے سودے مین کھلونا بنگیا ہی اے پری | کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دلِ بیتاب سے
باغِ عالم مین ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو | اک زنخدان سیب سا دو لب نہین عناب سے
سامنا ہوتا ہی بے تیرے جو ای آرامِ جان | مردمِ دیدہ چُھپا لیتے ہین آنکھین خواب سے
دیکھتے ہین زور اپنے ہاتھ کا وہ آج کل | خونِ عاشق مل کے پنجہ کرتے ہین قصاب سے
تم اندھیری رات مین اُلٹو جو چہرے سے نقاب | روے رشکِ مہر ذرون کو جگا دے خواب سے
چاہتا ہون یار کو پیشِ نظر آٹھون پہر | مانگتا ہون رات پروانے سے دن سرخاب سے
کیمیا گر دیکھ کر کہتے ہین خطِ سبزِ یار | کشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب سے
جسمِ خاکی ہو گیا داخل گڑھے مین گور کے | کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے
حُسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن | کیا کب مردہ کا کفن ہو چادرِ مہتاب سے
جان بچتی عشقبازی مین نظر آتی نہین | دوستی رکھتا ہی دل اک دشمنِ احباب سے
بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان کا وہ شوخ | تشنہ لب محروم پھرتا ہی چہِ بے آب سے
یار کے رخسارۂ روشن پہ ہی افشان عجب | کیونکہ انجم پیش آئین مہرِ عالمتاب سے
دل نے ای آتش کیا داغِ محبت کو پسند | ساتھ جاویگی یہ شی اس عالمِ اسباب سے

کتارہ نے کہا کہ ای شہنشاہ کابل یہ وقت جوش و خروش نہین ہی فکرِ جنگ مین مصروف ہو جیسے جو تدبیر عرض کرون اُس کو کیجیے تو لڑائی فتح ہو گی ورنہ مہر نگار پر قبضہ بہت دشوار ہی اگر غلام کی تدبیر حضور کر سکین تو مہر نگار پر قبضہ پاوینگے ورنہ طریق جنگ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غلام اسقدر لڑین گے کہ آپ کے سب کابلی بچے قتل ہو جاوین گے آپ دیکھتے ہین کہ کس طریقے سے غلام لڑ رہے ہین کسی کابلی کو اپنے قریب نہین آنے دیتے جو پلٹن رسالہ جاتا ہی وہ عاجز ہو کے قتل ہوتا ہی ایسے تیر انداز ہین کہ نشانہ اُنکا خالی نہین جاتا جب تاک کر تیر پھینکے دس پانچ گھوڑون سے گرے اور پیدل کو تو سامنے نہین آنے دیتے دیکھیے ملاحظہ فرمائیے دس ہزار پیدل گئے تھے کس زور و شور سے جا پڑے غلامون نے اول تیر سے مارا جب یہ نزدیک پہونچے تب اُنھون نے بھالے سنبھالے اور دشمنون پر جا پڑے ایسے نیزے مارے کہ صدہا کو مار ڈالا دیکھیے لاشے سب کے پڑے پھڑک رہے ہین ہزارہا لاشہ پڑا ہی مین اب آپ سے عرض کرتا ہون کہ دس ہزار سوار ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل جائیے پھر اُدھر سے پلٹ کر آئیے یہان فوج والے آپ کے غلامون کو روکین گے آپ پشت خیمہ پر جا کر بارگاہ مہر نگار مین گھس جائیے چند کنیزین لڑین گی وہ آپ کا کیا کر سکتی ہین ابھی مہر نگار پر قبضہ ہو جائیگا یہ مضمون سُنکر ژوبین خوش ہو گیا کہا ای شاطر خوب صلاح بتائی حقیقت مین ایسی بات کہی کہ جاتے ہی معشوق پر قبضہ ہو جائیگا اور کنیزون کی کیا مجال ہی کہ مجھ سے لڑ سکین کنیزین میری شکل دیکھکر بھاگین گی کتارہ بولا مین نے احتیاطًا کہا شاید کنیزین لڑین تو سب آپ کے ہاتھ سے قتل ہونگی بلکہ آپکو دیکھ کر بھاگین گی اگر شاید دربارگاہ پہ کچھ روک ٹوک ہو تو دس ہزار جوان آپ کے ساتھ جاتے ہین

وہ سب گو روک لینگے تھوڑی دیر مین فیصلہ ہو جائیگا ملکہ مین نے سُنا ہی کہ مہر نگار آپ کی جویا ہین شب کو فرماتی تھین کہ مقام تعجب ہی کہ عاشق ہمارا ہم کو ستا رہا ہی کیا وجہ کہ ہماری خبر نہین لیتا یہ خبر مین نے سُنی تھی مگر جس سے ملکہ نے کہا اُسنے جواب دیا کہ ملکۂ عالم اپنے عاشق کے پاس کہلا بھیجیے کہ وہ بر سر رحم ہو بدعت موقوف کرے اُسکا ملکہ نے یہ جواب دیا کہ ارے یہ ہو سکتا ہی کہ مین پیغام دون ثروہین کو غرور ہو جب سامنا ہو جائیگا جو کہنا ہی وہ کہدونگی ایسا کہون کہ عاشق رضامند رہے اور اگر سامنا نہ ہوا تو مین مجبور و ناچار ہون یہ مضمون سُنکر ثروہین بہت خوش ہوا کہا ای کتارہ شکر کرتا ہون لات و منات کا کہ میری طرف سے ملکۂ عالم کے دل مین جگہ تو ہی نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی
بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی +

بے یار دل کی دل مین یہان آرزو رہی
ساقی نہ تھا سبو مین شراب سبو رہی +

کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین
مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی +

مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا خلق کچھ +
اس مین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی

جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا
کتنی تری گلی کی ہوا تندخو رہی

مانگی تھی میکشون نے دعا مینھ برس گیا
تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی

پایا گیا جگر مین نہ دل مین پتا لگا +
پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی

آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا
امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

تمنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
جب تک ہرے نہ خشک محبت کی بو رہی

ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم
زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی +

داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہمین
بن کر چراغ گور تری آرزو رہی

اندھون کیطرح شب کو ترے انتظار مین
تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی +

کیا ایک آسمان ہی رہا ہم سے بر خلاف
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی +

کتارہ نے کہا کہ اب یہ اشعار عاشقانہ نہ پڑھیے جو عرض کرتا ہون وہ کیجیے ثروہین کامرانی نے کتارہ کو گلے سے لگا لیا کہا ای یار وفادار ایسی صلاح تو نے بتائی کہ دل باغ باغ ہو گیا غم سے فراغ ہوا ابھی جاتا ہون ملکہ مہرنگار کو سوار کرکے لاتا ہون ای کتارہ تم ساتھ رہنا جس وقت مین سامنے تمھارے جاؤن اور قدمون پر گرون گرد ملکہ کے پھرون تو تم اُس وقت محافہ لا کے پیش کرنا کتارہ نے کہا کہ ایسا نہ ہو میرا سامنے آنا شاق ہو ثروہین نے جواب دیا کہ خاطر جمع رکھو وہان عمرو کے سامنے ہوتی تھین تو میرا عیار ہی کیونکر نہ سامنے ہونگی ای کتارہ مین نے تیرے واسطے ایک بات تجویز کی ہی زوجۂ مقبل جو زہرۂ مصری ہی اُسکی شادی تیرے ساتھ مین کردونگا تیری اور اپنی شادی اس دھوم سے کرون کہ سب دیکھنے والے دنگ ہون روشن چوکی و باد بہاری وغیرہ ساتھ ہو وزرا و امرا انتظام برات کرتے ہوے ہمراہ ہون نازنینان مہ جبین یہ اشعار گائین نظم

بزم عالم مین ہی عجب رونق
پیر گردون پہ ہی شباب آیا +
بزم مین رات تھا وہ صدر نشین
رفعت شان جشن صل علی

جشن گھر گھر ہی عیش ہی ہر جا
بندھا ثروبین کے آج سر سہرا
جمع تھے کابلی وسب امرا +

مادر دہر شادشاد ہی آج
لات نے ہی یہ روز دکھلایا
کہا رعنا نے دیکھ کر محفل +

ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ کس دھوم سے برات نکلی ہی کہ ایسی برات کبھی نہ دیکھی تھی قلعۂ چمنستان پر جا کر شادی کرونگا اور سب شاہون کو بلواؤنگا منصب وجاگیرین دونگا کیا تعجب ہی کہ ملک کابل بھی دستیاب ہو جب شاہزادی دختر شاہ ہفت کشور میرے پہلو مین ہوگی تو سب شاہ مجھسے دبین گے اہل قلعہ خراج دین گے مگر مین کسی کی ہرگز خاطر شکنی نہ کرونگا سب کی دعوتین کرونگا شاہون کو تاج باٹونگا ملکہ بھی اپنے مقام پر کہین کہ میرا شوہر چند ملک کا مالک ہی راہ جرأت وہمت کا سالک ہی ہر چند کہ میرا خزانہ خالی پڑا ہی مگر جواہرات میرے پاس بہت ہی اُسی کو بیچ کر شادی کرونگا جا بجا خط لکھونگا بڑے بڑے جہاجن آوین گے قیمت جواہر کی لگائین گے ایک جانور میرے پاس ہی کہ آنکھین اُسکی یاقوت احمر کی ہین سر اُسکا الماس کا باقی تمام جسم زبرجد کا ہمارے دادا جان صاحب اُس طائر کو جاکے ہندوستان سے لاے تھے جس زمانے مین نادرشاہ گئے ہین تو ہمارے باپ سپہ سالار تھے ایک کوٹھی وال نے وہ طائر نذر دیا تھا اُسکی قیمت بیحساب ہی وہ ہی طائر خدمت مین ملکہ کی حاضر کرونگا ایسے ایسے جواہرات پیش کرون کہ ملکہ خوش ہو جائین اپنی سلطنت مین نہ دیکھے ہون کتارہ نے کہا کہ ای شہنشاہ کابل آپ تو ذکر سے ملکہ کے مبہوت ہو جاتے ہین کیا کیا لاف وگزاف فرماتے ہین جو مین نے عرض کیا اُسکا انتظام فرمائیے ثروبین گینڈے پر سوار ہوا کتارہ کو حکم دیا کہ دس ہزار سوار تیار کرو اور وہ میرے ساتھ رہین غرضکہ ثروبین نے دس ہزار سوار ہمراہ لیے اور صحرا کی طرف روانہ ہو گیا صحرا کو آگے دیکھا کہ نہایت سرسبز وشاداب ہی طائران نغمہ سرا درختون پر چہچہہ زن ہین نخل ہرے بھرے غنچے چٹکتے ہوے پھول آنکھین اپنی کھولے ہوے ہر طرف اُس صحرا مین سبزہ زار نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی ایک طائر کلان ایک درخت پر بیٹھا تھا اور بہ آواز بلند آوازین دیتا تھا ثروبین نے جو اُس طائر کو دیکھا کہا ای کتارہ کیا طائر معقول ہی مین تیر مار کر اسکو شکار کرون کتارہ نے کہا کہ ای شہنشاہ کابل اپنے تئین اور کام مین نہ اُلجھائیے یہ طائر کلیل کر رہا ہی اور آپ سے آنکھ ملاتا ہی مجکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی آفت نازل ہو جاے ثروبین نے کہا کہ ای کتارہ شکار کرنے مین طائر کے کیا نقصان ہی اگر میرا تیر پڑ گیا تو شکار کیا اور اگر تیر نہ پڑا تو خطا کی اسمین کیا نقصان ہی کتارہ نے کہا کہ ای شہریار یہ صحرا مجکو سحر کا معلوم ہوتا ہی ثروبین نے کہا یہ سراسر گمان ہی مین تیر لگاتا ہون جب ثروبین نے کمان کاندھے سے اُتاری تو وہ طائر شاخ سے اُڑا ثروبین نے کہا لو وہ طائر جاتا ہی کتارہ نے کہا تیر مار دیجیے شاید پڑ جاے ثروبین نے تیر بجر کمان مین پیوست کر کے مارا طائر کے پرون پر پڑا چند پر اُسکے زمین پر گرے جسقدر طائر درختون پر بیٹھے تھے شاخون سے اُڑے صدا سے ہیہات وافسوس دینے لگے کتارہ

پیچھے ہٹا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا بغور دیکھ رہا ہی وہ جو پر زمین پر گرے تھے ایک ساحرہ قوی تن اُن سے پیدا ہوئی ثروبین کو تو کچھ سوجھتا نہین حیران کھڑا ہی مگر کتارہ دیکھ رہا ہی کہ اُس ساحرہ نے اُٹھ کر کمر بین ثروبین کی پنجہ دیا لے اُڑی کتارہ پیچھے اُسکے چلا وہ جو دس ہزار جوان ہمراہ آے تھے اُن سے کہا کہ تم سب اسی مقام پر ٹھہرو مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون دیکھو یار وجو مین منع کرتا تھا اُسی کا ظہور ہوا اور وہ طائر غائب ہو گیا کتارہ چلا سب سوار اُسی مقام پر اُتر پڑے میدان جنگ مین جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی سب غلامان مقبل کا بلیون کو رد کے ہوے ہین اور سب کو یہی امید ہی کہ ثروبین مہر نگار کو لیکر آتا ہوگا یہان ثروبین جو اس بلا مین پھنسا کتارۂ کابلی دیکھتا ہوا جاتا ہی دیکھ رہا ہی کہ وہ ساحرہ کمر مین پنجہ ثروبین کی دیے ہوے جاتی ہی کتارہ بھی جھپٹا ہوا جاتا ہی دو کوس اُڑتی ہوئی ساحرہ گئی اُسی صحرا مین ایک باغ تھا اُس مین وہ ساحرہ اُتری کتارہ ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ بلا تکلف باغ مین گھس گیا دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین موج مار رہی ہین حباب مثل چشم معشوق شناوری کر رہے ہین موجین مثل خنجر برہنہ مگر کتارہ عیار سہی جھپٹا ہوا آتا ہی ایک نخل کی آڑ مین چھپا مگر کوئی انسان یا حیوان معلوم نہین ہوتا حیران ہی کہ ساحرہ ابھی اسی باغ مین اُتری تھی کیا ہو گئی کہ آسمان پر ابر آیا پانی برسنے لگا مگر کتارہ خیال کرتا ہی کہ پانی مجھ پر برستا ہی مگر بدن تر نہین ہوتا اس عجائب کو دیکھ کر حیران ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ شعبدۂ عجائب وغرائب ہی کہ پانی اوپر گرے اور جسم تر نہ ہو اور اعضا کو بالکل خبر نہین بڑا اسحر کامل ہی اس تردد مین بیٹھا ہی کہ ابر پھٹا ایک آواز آئی کہ او عیار مکار یہ سب سامان دیکھ رہا ہی بھاگتا نہین یہان سے نکل جا ورنہ بہت پریشان ہوگا یہ آواز آکر اُس ابر مین چمک ہوئی وہ ہی ساحرہ پیدا ہوئی ثروبین کو پنجے مین دبا ہوے ہی اور اُسکو پیار کرتی ہی آخر بیچ باغ مین کھڑے ہو کر اشارہ کیا چند کنیزین گوشۂ باغ سے نکلین فرش وغیرہ بچھانے لگین مسند معقول بچھائی اُسپر آکر بیٹھی ثروبین کو سامنے بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا اسکو میرے وصل پر راضی کر دو کتارہ دیکھ رہا ہی کہ چند کنیزون نے ثروبین کو سمجھایا ثروبین نام وصل سُنکر رونے لگا کہا صاحبو میرا حال نہ پوچھو میری یہ نوبت ہی عجب حالت ہی نظم

آنسوون مین ہی یہ نقشہ اپنے جسم زار کا ۔۔ بنگیا ہی صاف ڈورا موتیون کے ہار کا
ہی مناسب کیا ہی کج ہونا تری رفتار کا ۔۔ پانؤن مین اے جان جوتا بھی ہی ٹھہرے تار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو ۔۔ چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا
قیس گو کوئی مانتا ہی رعب آواز جرس ۔۔ سُننے والا ہی مری زنجیر کی جھنکار کا
مثل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین جنس فروش ۔۔ قید والون مین ہی عالم مصر کے بازار کا
جوہری بازار کا تو نام ہی کنج دہن ۔۔ کوچہ گیسو لقب ہی مشک کے بازار کا
تیری مسجد مین بھاگ کر آرہے ہین مے پرست ۔۔ زاہد ارستہ بتا دے خانۂ خمار کا
خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ ظلم اچھا نہین ۔۔ ہاتھ اُٹھا پانؤن سے تو پامال کرنا خار کا

برگ گل کو دیکھ کر کہتے ہین ہم ای عندلیب
یہ بپوٹا ہی ہمارے دیدۂ خونبار کا

سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
کعبۂ عاشق ہی مگر اُس ابرو خمدار کا

زخم دامندار کا خلعت کیا مجکو عطا
ہو گیا عاشق ہین تیرے طرۂ تلوار کا

یہ مثل سچ ہی جو جاگیگا وہ پاویگا دلا
بخت بیدار آشنا ہی دیدۂ بیدار کا

ثروبین نے رو رو کر جو یہ اشعار پڑھے کنیزون نے کہا واری یہ تو کسی پر عاشق ہی دیکھیے تو کیا باتین کرتا ہی ابرجادو نے کہا کہ کیون ای ثروبین تو کس پر عاشق ہی مجھسے بھی کوئی بہتر ہی تجکو کس طرح اُٹھا لائی کوئی روک سکا فقط تو نے تیر مارا تھا یہ لطف حاصل ہوا کہ میرے پہلو مین بیٹھا ہی اور دوسری معشوقہ کو یاد کرتا ہی اور مجھپر نگاہ نہین ڈالتا اگر یہ فعل نہ قبول کریگا تو تجھے اسیوقت قتل کرونگی اور معشوقہ کو میرے سامنے نہ یاد کر ثروبین پھر رونے لگا کہا مین دو دن سے لڑرہا ہون فتح نہین پاتا اب تدبیر مین آیا تھا مین چاہتا ہون کہ مجکو اتنی مہلت ملے کہ معشوقہ کو قبضے مین کرلون پھر جو تو کہیگی وہ قبول کرونگا کہ ایک کنیز ہنستی ہوئی آئی کہا واری یہ کیا کہتا ہی ابرجادو نے کہا کہ یہ اور کسی پر عاشق ہی بھلا مین اس کو مہلت دونگی کہ یہ یہانسے جاے اور اُس معشوق کو دیکھے آنکھین اسکی پھوڑ دونگی دیوانہ کردونگی بیچ جنگل مین خاک اُڑاتا پھرے اپنے ہوش مین نہ رہے کنیز نے کہا واری مجکو حکم ہو کہ مین اس کو سمجھا دون آپ کے پہلو مین بٹھا دون ابرجادو نے کہا اچھا ای گلچہرہ سمجھاؤ مجھے تو مطلب سے مطلب ہی کہ یہ راضی ہو اور یہ بھی کہدینا کہ بڑا مرتبہ تیرا کرونگی ایک زرہ بنا کر پہنا دونگی کہ کوئی اُسپر غالب نہ ہوسکے گلچہرہ نے کہا کہ مین سب کچھ اُسکو سمجھا دونگی سب کنیزین ہٹ گئین گلچہرہ یعنے کتارۂ کابلی قریب ثروبین آیا کہا ای آقا آپ ساحرہ کے بس مین ہین مگر مین آپہونچا ابھی اس کو قتل کرتا ہون ثروبین نے کہا کہ جو تو کہیگا وہی کرونگا کتارہ نے کہا کہ تم ساحرہ سے کہنا کہ مین تو تجھپر عاشق ہون وہ رضامند ہوگی مین شراب پلا کر بیہوش کرلونگا یہ کہکر ہنستا ہوا سامنے ابر کے آیا کہا ای ملکۂ عالم وہ کہتا ہی ایسی عورت میری نگاہ سے نہین گذری مین خود اُسپر عاشق ہون مگر وہ جبر کرتی ہی یہ جو کتارہ نے کہا ابرجادو خوش ہو گئی پکار کر کہا کہ کیون نگوڑے مین نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی کہ تو ایسی باتین کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ میرے پہلو مین آکر بیٹھ کہ مین تجکو وصل سے راضی کرون ثروبین نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین سب طرح پر راضی ہون ابرجادو نے ثروبین کو پہلو مین بٹھایا فوراً کتارہ نے گلابی کھینچی اور یہ اشعار گانے لگا نظم

بدلے پتلی کے ہی وہ نور نظر آنکھون مین
بن گیا تار نظر موے کمر آنکھون مین

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین
یان سفر دشت مین ہی اُسکو سفر آنکھون مین

علم اگر دل مین نہ ہو لے کہین بہتر پتھر
ڈھیلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین

ہی جدا جب سے کہ وہ لخت جگر آنکھون سے
بہر تسکین ہی یہان لخت جگر آنکھون مین

ہم کو پیری مین بھی ہی شوق نظربازی کا
مے شب کا ہی اثر تا بہ سحر آنکھون مین

اک نگہ کرتی ہی قتل ایک نگہ لیتی ہی جان
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین

رات دن دھوم مچائین جو مرے طفل سرشک ۔ سچ تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
پھنس گیا گیسوون کے جال مین جاکر ایسا ۔ پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین ++
کوٹ کر موتی بھرے ہین تری آنکھون مین اگر ۔ قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین
شرمگین ہی وہ پری خانۂ دلمین بھی رہے ۔ کہ مرے مردم دیدہ کا ہی گھر آنکھون مین
ہی جہان یار وہین اُڑکے یہ دیکھ آتی ہین ۔ میری پلکین ہوئین پرواز کو پر آنکھون مین
مستحیل آگ سے پانی یہ ہوا ای ناسخ ++ ۔ جاے اشک آنے لگے دل سے شرر آنکھون مین

یہ اشعار گا کر کتارہ نے جام بھر انداز و کرشمہ کرتا جاتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی ای ملکۂ عالم وصل معشوق مبارک ہو حقیقت مین عجب معشوق آپ کو ملا ہی نہایت صاحب زور ہی یہ کہکر جام ابرجادو کو پلایا ابرجادو جام پی گئی مگر ابر جو آسمان پر ہی وہ بہت تڑپا مگر ابرجادو نے کچھ خیال نہ کیا جب ابرجادو شراب پی چکی تو کتارہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ لو صاحبو تم بھی پیو سب شراب پی کر حرکات لغو کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ کھینچتی ہی کوئی پائجامہ اُتار کر پھینک دیتی ہی اور ننگی ناچتی پھرتی ہی ابرجادو نے جھلا کر کہا کہ کیون شفتلو میری بارگاہ کو بازار بنایا ہی دیکھو تو سہی سامری و جمشید آے ہین میری تعریف کر رہے ہین کتارہ نے کہا کہ ای ملکہ واہ واہ خوب قدرت کو دیکھا اُنکو بھی بلائیے وہ بھی صحبت مین آئین ایک دو جام پی جاوین کہ اُن کو بھی لطف ملے ابرجادو اپنی جگہہ سے اُٹھی آئیے خداوند کہتی ہوئی چلی لڑکھڑا کر گری سب کنیزین بھی حضور حضور کہتی ہوئین اپنے مقام سے اُٹھین لڑکھڑا لڑکھڑا کر گرین گرتے ہی بیہوش ہوئین ژوبین نے اشارہ کیا کتارہ خنجر کھینچ کر جا پڑا ابرجادو کو خنجر مارا سر ابرجادو کا جدا ہوا کنیزون کا خوف تھا اُنکو بھی قتل کیا سب کو قتل کر کے ژوبین سے کہا کہ چلیے اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین ژوبین باہر نکلا دیکھا کہ وہ صحرا ویران ہی تمام درخت جلے ہوے کھڑے ہین طائر درختون سے کباب ہو کر گرے ہین ہر طرف خاک اُڑ رہی ہی ساتھ والے جو اسکے جنگل مین ٹھہرے تھے اپنے مالک کو دیکھ کر خوش ہوے دیکھا کتارہ کے ساتھ چلے آتے ہین سب نے بڑھ کر پوچھا کہ ای آقاے نامدار آپ کو کون لے گیا تھا ژوبین نے کہا کتارہ نے آج بڑا کار نمایان کیا کس لطف سے ساحرہ کو مارا تب میری رہائی ہوئی ورنہ وہ ساحرہ زندہ نہ چھوڑتی میرے قتل سے مُنھ نہ موڑتی میرا اقبال تھا کہ ساحرہ قتل ہوئی سب سوار تیار ہوے ژوبین نے کہا کہ اب طرف خیمہ مہرنگار کے چلتا ہون جب وہ ساحرہ مجکو لے گئی تو مجھے یقین تھا کہ یہ مجکو زندہ نہ چھوڑیگی اپنی زندگی سے بیزار تھا مگر کتارہ کا بلی عین وقت پر پہونچا یہ کہکر گینڈا ابڑھایا دس ہزار سوار ساتھ ہین گینڈا اُڑاے ہوے جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پانچ چار ہزار جوان پشت پر شکار کھیلتا آتا ہی ژوبین کو دیکھ کر بگڑا اپکار کر آواز دی کہ منم میلان بیا باتی او شخص تو کون ہی کہ صحرا مین بے خوف پھر رہا ہی ژوبین نے کہا کہ منم شہنشاہ کابل واسطے سیر کے آیا ہون تیرا کیا اجارہ ہی میلان نے کہا کہ یہ جنگل ہمارے قبضے مین ہی سواے ہمارے یہان کوئی شکار نہین کھیلتا مین حیران ہون کہ یہ صحرا کیسا آباد تھا عروسان چمن کا اکڑنا طائرون کی زمزمہ سرائی صحرا کی رعنائی

زیبائی اب معلوم ہوا کہ غیر شخص کے آنے سے صحرا ویران ہوا بس مین تجکو قتل کرونگا ژوہین نے کہا ای میلان کیون قضا آگئی ہی مین اپنے حال مین ہون نہین معلوم کس ملال مین ہون کس خیال مین ہون جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون وہ معشوق یاد آتا ہی نظم

سُرخ مہندی سے نہین اُس بتِ خونخوار کے ہاتھ ۔ دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ
بندگی کی یہ تمنا ہی کوئی لے جو ہمین ۔ بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ
نیمجان دل ہی طلبگار سلوک شمشیر ۔ آبرو اپنی ہی اب ابروِ خمدار کے ہاتھ
حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہم نے ۔ جانفشانی کا اب انصاف ہی سرکار کے ہاتھ
پائون کو اُنکے جُھوا مین نے تو ہنس کر بولے ۔ کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ
نہین میوہ جو یہ ابرو سے اشارے اُن کے ۔ عشقبازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ
زر رسا محبوب ستمگار نہین اُس کے لیے ۔ بیچتے سر کو جوانمرد ہین سردار کے ہاتھ
روے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ ۔ قدر اُس شئ کی نہین جو گئی دوچار کے ہاتھ
توڑ لیے ای شجر حسن لبون کے عناب ۔ ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ
کام جسکا ہی اُسی سے ہی تعلق رکھتا ۔ پائون کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ
وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا ۔ قتل کرہا تھ پر اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ
نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہم کو آتش ۔ مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

میلان نے کہا کہ آپکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین اب نیزہ اُٹھائیے یا گردن جُھکائیے آپ کا سر کاٹ لون ژوہین نے کہا کہ مین ایسا ہی نامرد ہون کہ تم سر کاٹ لوگے اور مین خاموش کھڑا رہونگا یہ سُن کر میلان نے نیزہ مارا ژوہین نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا کتارہ کھڑا دیکھ رہا ہی کہ آقاے نامدار کس لطف سے لڑ رہے ہین آخر میلان کا نیزہ ژوہین نے نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ژوہین نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر میلان پر مارا میلان کے دو ٹکڑے ہوے اُس کے ساتھ والے آپڑے ژوہین دو گھڑی کا مل لڑا کہا ای کتارہ تو نے میرا اقبال دیکھا ساحرہ باغ مین قتل ہوئی میلان کو یہان مارا اب طرف معشوق کے چلتا ہون چل کر قدمون پر گردن معشوق کو راضی کرون بڑے شخص سے وہ چھوٹی ہی جسنے نوشیروان کو شکست دی دیوزادون سے جا کر لڑا جہان معرکہ پڑا اِس لطف سے لڑا کہ فوج کو شکست دی اب شاہزادون کو بھگاتا پھرتا ہی ای کتارہ معشوق کے سامنے یہ سب اقبالمندیان بیان کرنا کہ آقاے نامدار یہ آفتین جھیل کر جان پر کھیل کر یہان آے ہین اول ساحرہ کو مارا پھر میلان صحرائی کو قتل کیا فوج کو اُسکی شکست دی تب تمہارے پاس پہونچا اب تو میری خطا کو معاف کرو کتارہ نے کہا کہ وہ آپ کو دیکھتے ہی خوش ہو جاوینگی کیا وجہ کہ اولاد نے انتقال کیا اور حمزہ نے نکال دیا اب اُن کا کون سرپرست ہی ژوہین باتین کرتا ہوا گینڈے کو بڑھاے ہوے پشت بارگاہ مہرنگار پر پہونچا کنیزون نے ہلڑ کیا کہ واری غضب ہوا ژوہین پشت بارگاہ سے آگیا دس بارہ ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین مہرنگار نے آہ کی کہا ای فتنہ اب مین کیا کرون کیونکر

جان بچاؤن افسوس ہی آٹھ پہر تلوار چلی اور لڑائی فتح نہ ہوئی یہ فرماکر جام کھینچا سودۂ الماس
اُس مین ڈالا چار سی کنیزین جو گرد بیٹھی تھین اُن سب نے جام لبریز کیے سب نے سودۂ الماس
ملایا کنیزین جو باقی تھین وہ تیچے لیکر دروازے پر کھڑی ہوئین غلامون نے چاہا تمام پشت بارگاہ
پر جا وین جاکر ژوپین کو روکین مگر کابلی بچون مین گھرے ہوے ہین نکل نہین سکتے ژوپین در
بارگاہ پر آگیا گینڈے سے کود اچاہا اندر جاؤن کنیزین سد راہ ہوئین ژوپین اُن سب کو
قتل کرنے لگا بدبخت ایک ایک سے کہتا ہی کہ صاحبو ہٹ جاؤ مین سامنے معشوق کے پہونچون کنیزین
کہتی ہین او نگوڑے کل موے ہم کیونکر تجکو جانے دین ملکہ نے دیکھا کہ ژوپین کنیزونکو قتل کرکے
پردہ اُلٹ رہا ہی جیسے ہی ژوپین نے پردے پر ہاتھ ڈالا اور ملکہ نے وہ دست خونخوار دیکھا
جام سودۂ الماس اُٹھایا بسم اللہ کہکر پی گئین چار سی کنیزون نے ساتھ ملکہ کے جام پیا ہر ایک
کا یہی قول تھا کہ اگر جان نہ دین تو کیا کرین یہ کابلی بچے ہمکو حیران کرینگے آبرو لے لین گے آبرو بچے
جان جاے تو صدقہ پاپوش یہ تو مشہور ہوگا مصنف کتابون مین لکھین گے جابجا یہی چرچا ہوگا کہ
نمکخواران ملکہ عمدہ تھین اپنی مالک کے ساتھ جان دی کنیزون مین رونے کا ہلڑ ہوا ایک کنیز
نے بڑھ کر آواز دی او ژوپین کہان آتا ہی ملکہ نے اپنی جان دی جام سودۂ الماس پیا مردہ
ہم تجکو نہ دکھاوین گے مگر ژوپین کب مانتا ہی کنیزون نے دیکھا ژوپین چلا آتا ہی جو زندہ
رہ گئی تھین وہ ہلاک کردعائین مانگنے لگین ژوپین صحن مین حیران کھڑا ہی کہ یہ کنیزین کیون
رو رہی ہین شور گریہ وزاری کا کیا باعث ہی کنیزون نے بیقرار ہو کر پکارا کہ ای رب کارساز
وای خالق بے نیاز بدعت سے اس ظالم کی ہم کو بچالے ہاے مقام افسوس ہی کہ ملکہ نے اپنی
جان دی چار سی کنیزون نے ساتھ دیا ہم سخت جان تھے ہماری آبرو کیونکر بچیگی کنیزون نے جو
ہلاک کردعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صدا بلند ہوئی۔

نعرۂ صاحبقران زمان

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہرہا دار اسلام شد

منم سرکن لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
سمندون ز پیشم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

کنیزون نے ہلڑ کیا کہ صاحبقران
آگئے او بے حیا کھڑا رہ اب تجکو حال جرأت کھلیگا ژوپین پلٹا گینڈے پر سوار ہو کر پردے
سے باہر نکلا صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ ژوپین اندر سے نکلا آنکھون کے نیچے اندھیرا
آگیا فرمایا خواجہ تم نے دیکھا اس ملعون نے بڑا ستم کیا تمام خون کی چھینٹین جسم پر اسکے پڑی ہین
معلوم ہوتا ہی اندر جاکر کنیزون کو اسنے قتل کیا وہ ہی سب خون اسپر پڑا ہی آج ہین اسکو
زندہ نہ چھوڑونگا کابلی بچون نے جو نعرۂ صاحبقران کی آواز سُنی گھبرا کر بھاگنے لگے غلام خستہ
وشکستہ ہو رہے تھے مگر اپنے آقا کی آواز سُن کر بدن مین جان آگئی کابلی بچون کو قتل وقمع کرنا
شروع کیا دس دس کابلیون کو ایک ایک غلام نے مارا مگر ژوپین نکل کر طرف صحرا کے بھاگا امیر
نے نعرہ کیا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی گتارہ اسکے ساتھ ہی گینڈے کو بھگاے ہوے جاتا ہی

صاحبقران اِسکے تعاقب مین جاتے ہین عمرو بھی کہتا ہی کہ ای آقاے نامدار حقیقت مین آج ثروبین نے بڑی خطا کی کہ ناموس مین گھُس گیا مین نے بھی اسکو اندر سے نکلتے ہوے دیکھا اب اس کا پیچھا نہ چھوڑیے صاحبقران فرماتے ہین ای عمرو اگر یہ آسمان پر جائیگا تو مثل دعاے مظلومان وہان پہونچونگا اور اگر زیر زمین جائیگا تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا پرورد گار کی قسم کھاتا ہون کہ جب تم نے بختنک کو قتل کیا تو مجھے ناگوار ہوا مین مارا جانا کافر کا بھی نہین چاہتا مگر اس بیحیا نے وہ حرکت ناشایستہ کی کہ جسکا میرے دل پر قلق ہی اب اسکا تعاقب نہ چھوڑونگا ثروبین جب پلٹکر دیکھتا ہی کہ صاحبقران میرے پیچھے آتے ہین کتارہ کابلی سے کہتا ہی کہ ای کتارہ کہان جاؤن کیونکر جان بچاؤن مین نے اپنے کانون سے سُنا کہ حمزہ نے قسم کھائی ہی میرے قتل پر آمادہ ہی آج غصہ حمزہ کو زیادہ ہی کتارہ کہتا ہی بھاگ کر نکل چلیے مگر صاحبقران کو اس قدر غصہ تھا کہ اشقر دیوزاد وہ مرکب ہی کہ جسپر کبھی کوڑے کا پھندنا نہین چھوا یا آج کوڑے مار رہے ہین گھوڑا طرارے بھرتا ہوا مثل ہوا کے جاتا ہی بقول شاعر نظم

که شبدیز خامه کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
آنکه چون فکر منجم بدود فوق سما

ملا ہی عجب رنگ مشکین اِسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

دیگر

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اِسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بیمثال
وہ کوہ گران ہی یہ پا خنگ ہی
حبذا رخش قمر طلعت و خورشید لقا

طرارے بھرتا ہوا مرکب جاتا ہی ہر مرتبہ صاحبقران زبان آواز دیتے ہین کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی ٹھہر جا مقابلہ کر جرأت دکھا عورتون مین گھس گیا تجکو کچھ شرم نہ آئی ہرچند کہ او ثروبین مجھے تیرا بڑا پاس تھا کہ میرا فرزند عمرو بن حمزہ اُسکی زوجہ ملکہ حور رُخ تیری ہمشیرہ ہی تو مجھسے اور تجھسے بھی رشتہ ہوا یہی آرزو تھی کہ تجکو گرفتار کرکے مسلمان کرون مگر اجل تیری گریبان گیر ہی اب کیون بھاگتا ہی مین تجکو زندہ نہ جانے دونگا ضرور قتل کرونگا اگر شاید عمرو بن حمزۂ یونانی شکایت کرین گے کہ آپ نے میرے برادر نسبتی کو قتل کیا تو مین جواب دونگا کہ جس مان کا تم پاس کرتے تھے اور اپنی مان سے بہتر مرتبہ مین جانتے تھے اُسکی بارگاہ مین ثروبین گھُس گیا ای فرزند مین کیونکر گوارا کرتا کہ اُسنے یہ بدعت کی اب تیرا بھاگنا بیکار ہی یہ کہتے ہوے صاحبقران قریب پہونچے ثروبین کو معلوم ہوا کہ صاحبقران قریب آگئے کہا ای کتارۂ کابلی اب مین حمزہ کو مارتا ہون کیا مین حمزہ سے کسی بات مین کم ہون قیامت برپا کرونگا جھکائیان دے دیکر مار لونگا کتارہ نے کہا کہ ای آقا آپ حمزہ سے لڑیے مین عمرو عیار کو لیتا ہون ایسی شمشیر زنی کرون کہ عمرو کو عاجز کر دون ثروبین نے کہا اب سواے لڑنے کے کوئی چارہ نہین حوصلہ تو دل مین نہ رہجاے یہ کہکر تلوار کھینچے ہوے پلٹا للکار کے آواز دی کہ او حمزہ منم ثروبین کامرانی یہ کہکر برس پڑا ہاتھ تلوار کے مارنے لگا صاحبقران کو دم نہین لینے دیتا چاہتا ہی کوئی ایسا ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جاے یا گھوڑے کو قتل کرون کہ حمزہ گھوڑے سے گرے مین گینڈے سے پامال کرون حمزہ کا عجب حال کرون صاحبقران زمان

خالیان دے رہے ہین وار ثروہین کے روک رہے ہین روکتے روکتے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تیغۂ عقرب سلیمانی کو کھینچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مار دیا ثروہین کے دو ٹکڑے ہوے کتارہ سے خواجہ لڑ رہے ہین کتارہ بڑی جی داری کر رہا ہی جب ثروہین مارا گیا تو کتارہ مایوس ہوا یقین ہوا کہ اب عمرو کے ہاتھ سے نہ بچونگا پلٹ کر لاشۂ ثروہین دیکھنے لگا عمرو نے حلقہ ہاے کمند مار کر کتارہ کو گرفتار کیا گرفتار کرکے زنبیل مین رکھ لیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ اسکا بھی سر کاٹ لو عمرو نے کہا کہ اے آقاے نامدار مین نے دور سے دیکھا کہ یہ باہر کھڑا تھا یہ اندر نہین گیا اس کو زنبیل مین رکھتا ہون دربار چل کر سمجھونگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمکو اختیار رہی مگر بڑھ کر مہرنگار کی تو خبر لو کہ اُس نازک مزاج پر کیا گذری عمرو جھپٹا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا کنیزین پیٹ رہی ہین عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا فتنہ نے بڑھ کر کہا ارے غضب ہوا مہرنگار نے غیرت مین سودۂ الماس پی لیا جب ہچکی لیتی ہین کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہین جلد صاحبقران کو بُلا کر لاؤ بڑی مہرنگار کو حسرت تھی کہ شوہر کو دیکھون چند باتین کہنا ہین وہ بھی کہہ لون عمرو یہ سُن کر روتا ہوا بھاگا صاحبقران ثروہین کو مار کر کھڑے تھے اور لاشۂ ثروہین دیکھ کر فرماتے تھے حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی ابھی دعوی سرکشی کر رہا تھا اپنے گینڈے پر سوار تھا دعوی جرأت کر رہا تھا اب لاشہ زمین پر پڑا ہی بقول شاعر نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا ؛ نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفسِ بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی ؛ کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے ؛ گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ؛ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گلِ تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ؛ ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم ؛ کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ؛ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین ؛ اے مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا

مگر یا صاحبقران سب کو یہ راہ درپیش ہی ایک دن ہم بھی اس منزل کو طی کرین گے اتنا بڑا بادشاہ کابل اُس کی موت اس مقام پر تھی کہ جہان کوئی مونس و ہمدم نہین کسی کو اس کے مرنے کا غم نہین ایک دن ہم پر بھی یہی سانحہ گذریگا سفر ملک عدم مین کون ساتھ دیگا یہ وہ سفر ہی کہ کوئی کسی کا ساتھ نہین دے سکتا زندگی تک سب ہمراہ ہین ملک عدم وہ مقام ہی کہ ہزارہا قبرین برابر ہین مگر ایک سے ایک بات نہین کرتا کوئی کسی کا حال نہین پوچھتا ایک کو ایک کی خبر نہین آہ و زاری کو اثر نہین یا صاحبقران مرنا اس شخص کا کمال شاق ہوا مگر اسکی بے ادبی نے دل ہلا دیا صبر نہ ہو سکا صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین اس وقت موت کی یاد ہی دل کو شغل نالہ و فریاد ہی کبھی فرماتے ہین کہ اے ثروہین افسوس تو میرے فرزند کا نسبتی بھائی ہوکر کافر دنیا سے اُٹھا مجکو بڑا قلق ہوا اے ثروہین کچھ جواب دو کچھ حال عدم بیان کرو بقول شاعر رباعی راحت مین

بسر ہوئی کہ ایذا گذری ۰ کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری ۰ ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس ۰ کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری ۰ دیگر جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی ۰ یاران وطن پھر نہ وطن ملتا ہی ۰ اسباب جہان سے دیکھ لے ای غافل ۰ مٹی ملتی ہی یا کفن ملتا ہی ۰ صاحبقران کے دل پر وفور رنج والم ہی ژوبین کے مرنے کا غم ہی کہ یکایک رونے کی آواز آئی کہ ہاے ملکۂ عالم افسوس صد ہزار افسوس قیر قباد تک نہ پہونچین یہ کیا فلک نے دکھایا جی چاہتا ہی تڑپ کر جان دون آپ کا نام کس زبان سے لون امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ عمرو سر و پا برہنہ پیٹتا ہوا آتا ہی امیر نے پکار کر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہی براے خدا صاف صاف کہو تمہارے اس پیٹنے پر دل ٹکڑے ہوتا ہی مین خود بیقرار ہو رہا ہون دلمین غم اُٹھانے کی طاقت نہین دل خود بخود گھبراتا ہی تمکو دیکھ کر کلیجہ مُنہ کو آتا ہی براے خدا مفصل حال کہو کیا دیکھ کے آے کہ بیقرار ہوتے ہو یون پریشان ہو عمرو نے جوابدیا ای آقاے نامدار غضب ہو گیا مہر نگار نے مع چار سو خواصون کے سودۂ الماس پی لیا اب عجب عالم ہی لبون پر دم ہی مگر آپ کی مشتاق ہین جب آنکھ کھلتی ہی تو فرماتی ہین کہ میرے وارث کو بلاؤ تو مین اُن کے سامنے عرض کرون نظم

عشق مین رسوا جو اپنی آہ وزاری ہوگئی
کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھے بیزار جب سے اُسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُس دن سے اپنی جان بھاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھون سے تھی جو رسم وراہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے ایک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

مجھسے بھی یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہی اسے
دلکو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی

آسرے نے بس جلا رکھا ہی وصل یار کے
سچ تو یہ ہی زندگی امیدواری ہوگئی

آ نہین سکتا مین بیخود ہو کے پہرون آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

ناز دل کیا تھے اُٹھاے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی بھی کیا شوخی تمہاری ہوگئی

صاحبقران نے یہ سنتے ہی اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا اور پکار کر آواز دی ای خواجہ کیا خبر لاے کہ کلیجہ ٹکڑے ہو گیا مین اُسکی عصمت داری کی کیا تعریف کرون ژوبین جب بارگاہ مین گھس گیا اُس بیحیا کی شاید نگاہ پڑی ہوگی اسقدر ناگوار ہوا کہ اپنی جان ہی دیدی خواجہ براے خدا بتاؤ کیا حال ہی سودۂ الماس تو تیر دلدوز ہی کلیجے کے ٹکڑے کرتا ہی عمرو نے کہا کہ جب ہچکی آتی ہی تو کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہین مین جو رو یا آنکھ کھول کر فرمایا کہ خواجہ صاحبقران کو لاؤ کہ مین اپنے وارث کو دیکھ لون اب تھوڑی دیر مین زبان بند ہو جائیگی اُن سے خطا اپنی معاف کراؤن پاک وصاف ہو کے

ملک عدم مین جاؤن شوہر کا ناراض رہنا بہتر نہین صاحبقران سر برہنہ و پا پیادہ دوڑے
خواجہ سے کہتے ہوے کہ ای یار وفادار مجکو بڑا افسوس ہی اب کوئی میرا ہمدم نہ رہا ایسی بیبیان کہان
ہوتی ہین ہمیشہ میری خوشی کی خواہان رہین جو کہا وہ ہی کیا عمرو نے کہا فرماتی تھین کہ جان دیکر
بہت خوش ہونگی قباد شہریار سے ملونگی اور کہونگی کہ بیٹا ہم کو برباد کیا بعد مدت کے یاد کیا
ای نور نظر و ای پارہ جگر ہم کو اپنے پاس جلد نہ بلایا اپنا حال مفصل کہو ہماری بھی سفارش کرنا ای
فرزند تم نے ساتھ عدالت کے سلطنت کی سب سے خطا معاف کرائی یہ دائی یہ نہ جانتی تھی کہ آج
روز رخصت ہی بدنصیب ماہ مغربی جب بلک کر روتی ہی اور کہتی ہی ہاے میرا وارث اسوقت
میرے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین تمھاری بیوہ کی محبت مین آٹھ پہر مصروف رہتی ہون ہرچند کہ وہ
حاملہ ہی مگر ہم نے تمھارے فرزند کو نہ دیکھا کہ اُس کو گود مین کھلاتی اور کہتی کہ ای فرزند قباد تمھین
خدا بادشاہ کرے ہمارے دل کی آرزو پوری ہو صاحبقران فرماتے ہین کہ ای یار وفادار و ای
مونس و غمگسار ایسا غم قباد دل پر ملکہ مہرنگار کے ہوا کہ میری محبت بھی بھلا دی جب مین کبھی
چاہتا تھا کہ کچھ کلام کرون تو فرماتی تھین کہ مجھسے نہ بولو مین خیال مین قباد کے ہون تصویر خیالی
سے کلام کر رہی ہون روتے پیٹتے در بارگاہ پر پہونچے دیکھا فتنہ دمبدم پکار رہی ہی کہ صاحبو امیر
کو بلاؤ ہماری بی بی کا عجیب حال ہی کلیجہ کٹ کر گر چکا اب کلام کی بھی طاقت نہین آنکھوں سے اشارے
کر رہی ہین صاحبقران نے جو آواز فتنہ کی سنی بیقرار ہو کر فرمایا کہ ای فتنہ مین کمبخت و بدنصیب
داغ اولاد اُٹھا چکا تھا اب معشوق کا داغ ملا مجکو بلاتی ہین تو جا کر کہو کہ صاحبقران آے
فتنہ نے قریب جا کر شانہ ملکہ کا ہلایا کہا بی بی آپکے وارث آے ہین اگر آپ حکم دین تو آدین
فرماتے ہین مین مہرنگار سے شرمندہ ہون میری محبت مین کوئی آرام نہین پایا آخر فلک کجرفتار نے
یہ زمانہ دکھایا فتنہ نے جو یہ کہا ملکہ نے آنکھین کھول دین ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ارے بلاؤ
مین جمال جہان آرا دیکھ لون اپنا سب حال کہون زن و شوہر کی باتین شکایت کی حکایتین باہم
ہو جاوین فتنہ نے آواز دی کہ ای شہریار آئیے صاحبقران جو اندر آے تو عجب معرکہ دیکھا
کہ چار سی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین فرش پر پڑی لوٹ رہی ہین جسکی آنکھ کھلتی ہی
آہ آہ کر کے کہتی ہی کہ جمال بے مثال صاحبقران دیکھ لین ہم لونڈیان رخصت ہوتی ہین
اور مہرنگار ایک چھپر کھٹ پر پڑی ہوئی آہ آہ کر رہی ہین اور زیر پلنگ لختہاے جگر پڑے ہوے
ہین امیر کو جیسے ہی دیکھا دونون ہاتھ پھیلا دیے صاحبقران نے قریب آکر سر ملکہ مہرنگار کا
اُٹھا یا زانو پر رکھ لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے مگر عمرو پہلو مین کھڑا ہی صاحبقران نے
فرمایا کہ ای ملکہ یہ کیا ستم کیا مہرنگار نے آنکھ کھول کر اشارے سے کہا کہ ای شہریار تین
شبانہ روز تلوار چلی سب غلامون نے اپنی جان دی مگر ژوبین صحرا سے کترا کر پشت بارگاہ
پر آیا بلا تکلف بارگاہ مین گھس پڑا مین نے جو پردہ اُٹھتے دیکھا اور ہاتھ اُس دشمن خدا کا نظر آیا
بس یہ خیال مین گذرا کہ اب یہ بے حیا اندر آئیگا اور مجکو دیکھیگا ایک مرد کے بعد دوسرے
مرد کو صورت دکھاؤن بس یہ سوچ کر مین نے جام پی لیا اور ان چار سی کنیزون نے مجھ کمبخت کا

ساتھ دیا دیکھیے سب نوبت بجان وکار دبر استخوان ہین یا صاحبقران زمان ان لوگونکی وفاداری
کا کیا ذکر کرون دنیا مین سب ساتھ دیتے ہین مگر انھون نے ایسی وفاداری کی کہ سفر عدم مین
بھی ساتھ ہی ہین وفاداری انکی پروردگار عالم سے کہونگی کہ اے رب اکرم وای باعث رفع رنج
والم ان کو بخش دے اور جو مقام میرے واسطے تجویز ہوا اُسی مکان مین یہ سب میرے ساتھ
رہین کہ ان سے مجکو راحت ہی یا صاحبقران زمان مین کچھ وصیت کیا چاہتی ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ ای مہر نگار مین اپنا حال کیا بیان کرون اب ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو اگر عشر عشیر اُسکا
بیان کرون تو صفحات قرطاس سیہ ہوجائین بعد قباد کے تمھارا افراق جو کہنا ہو وہ کہو بسرو
چشم قبول ہی مہر نگار نے کہا کہ جب مین آپکے ہمراہ نکل آئی تو نوشیروان نے حکم دیا کہ جس
حرم کو ہماری حمل ہو اگر اُس کے یہان لڑکی ہو تو خبردار اُسے اُسی وقت گلا گھونٹ کے
مار ڈالنا اکثر لڑکیان پیدا ہوئین اُن کو گلا گھونٹ گھونٹ کے مار ڈالا جب برسون اسیطرح
گذرے اور میری والدہ ماجدہ حاملہ ہوئین ملکہ زر انگیز خاتون مان نے ہماری یہ اہتمام
کیا کہ ایک غریب کی لڑکی ٹھہرائی کہ جس وقت ہمارے یہان لڑکی ہو اُس کو بدل لیجانا تمھاری
لڑکی ماری جاے اور ہماری لڑکی بچے آخر یہی کیا بالکل میری صورت کی صاحبزادی ہوئی
ملکہ زر انگیز نے بھونرے مین اُس کو پرورش کیا آپ کو معلوم ہو گا کہ بھونرے سے نکل کر
وہ شاہزادی آتی تھین مان کے پاس بیٹھی رہتی تھین جو جمال دیکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ تصویر
مہر نگار ہین ایک دن نوشیروان خلاف وقت آیا وہ صاحبزادی باپ کو دیکھ کر بھاگین
جوتا رہ گیا نوشیروان وہ پاپوش اُٹھا لایا بختک سے کہا کہ آج ایک شاہزادی مجکو دیکھکر
بھاگ گئی ہر چند زوجہ سے پوچھتا ہون وہ یہی کہتی ہین مین نہین جانتی کوئی شاہزادی ہوگی
ملک جی مین کیا کرون بختک نے کہا خلاف وقت جائیے اُس شاہزادی کا ہاتھ پکڑ لیجیے پھر کون
انکار کر سکیگا کہیے کہ مین اس کے ساتھ شادی کرونگا وہ شاہزادی بھی راضی ہوگی اور زوجہ
کو بھی ڈرائیے گا کہ مین سب کو قتل کر ڈالونگا اس خوف مین آپ کا مطلب نکل آئیگا بادا جان نے
یہی قبول کیا خلاف وقت محل مین گئے محلدارون سے منع کر دیا کہ ہمارے آنے کا ذکر نہ کرو
جب نوشیروان اندر پہونچ گیا اور میری ہمشیرہ کا ہاتھ تھام لیا چاہا بوسہ لون زر انگیز نے پکار کے
کہا کہ او بے حیا یہ تیری بیٹی ہی اسے بدنگاہ سے نہ دیکھنا نوشیروان نے کہا کہ میری بیٹی کہان
جو بیٹی پیدا ہوئی اُسکو قتل کرایا مہر نگار نکل گئی اُس وقت میری مان نے سب واقعات گذشتہ
بیان کیے کہ مہر گہر تاجدار اسکا نام ہی مین نے تمھارے خوف سے چھپا کر پرورش کیا ہی
خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا جب مادر مہربان نے دیکھا کہ نوشیروان نہین چھوڑتا اور یہی کہتا ہی
کہ تو جھوٹی ہی سوتاپے کی چھل کر رہی ہی مین نہ مانونگا تب مادر مہربان نے خواصون کو حکم دیا
کہ نوشیروان کو گھیر لو آخر میری جان جائیگی مین بھی اسکی جان لونگی جب خواصین جمع ہو گئین
تو نوشیروان گھبرایا بیٹی کو چھوڑ کر روتا ہوا باہر آیا بختک نے پوچھا کیا ہوا نوشیروان نے سب
حال بیان کیا کہ اگر نہ چھوڑ دیتا تو میری جان جاتی بختک نے کہا کہ مین آپ کے علما سے اس مسئلہ کو

دستخط کرائے دیتا ہون کہ بیٹی جائز ہی یہ کہکر ایک کاغذ پر لکھا کہ جو شخص درخت بوئے اور وہ درخت پھل لائے اُسکو بونے والا کھائے یا نہ کھائے پہلے یہ مسئلہ خواجہ بزرجمہر کے سامنے پیش کیا اِس مسئلہ کو دیکھکر خواجہ بزرجمہر نے صاف صاف دستخط کیا کہ اُس پھل کو کاٹے اگر اُس پھل سے خون نکلے تو اُس کو نہ کھائے اور اگر پانی نکلے تو البتہ کھائے بختک نے وہ کاغذ پھاڑ ڈالا مسئلہ مذکور سامنے پنڈتون کے پیش کیا بھلا پنڈت اس مسئلہ کے راز کو کیا سمجھ سکتے تھے اُنھون نے دستخط کردیا کہ بونے والا پھل کھائے تب نوشیروان نے ارادہ کیا کہ ملکہ زر انگیز خاتون مانجھا بھیجے مین دو لھا بن کر بیٹھون ملکہ زر انگیز خاتون نے خوف جان سے مانجھا بھیجا مگر اپنے مقام پر کہا کہ جب نوشیروان لینے آئیگا تو بیٹی کو مار ڈالونگی نوشیروان سیہ رو لباس زرد پہن کر تخت پر بیٹھا مشہور ہوا کہ نوشیروان بیٹی کے ساتھ شادی کرتا ہی جسنے سمجھایا اُس کو گھرک دیا آپ اُس زمانے مین طرف خانۂ کعبہ کے گئے ہوے تھے بزرجمہر کو زر انگیز نے بلوایا بے پردہ ہو کر قدمون پر گر پڑین کہا اے وزیر اعظم میری بیٹی کو بچاؤ بزرجمہر نے صلاح دی کہ صاحبقران تو آج کل لشکر مین نہین ہین مگر آپ قباد کو لکھ بھیجیے کہ اے نور نظر اپنی خالہ کی آبرو بچاؤ وہ بادشاہ اسلام ہین کوئی تدبیر کرین گے غرض قباد کو نامہ زر انگیز کا پہونچا قباد نے نامہ پڑھ کر زانو کے نیچے رکھ لیا جملہ سردار جمع تھے پکار کر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ وہ جا کے نوشیروان کو بجرأت سمجھائے کہ نوشیروان اس شادی سے توبہ کرے علمشاہ نوجوان خدا اُسکو زندہ رکھے اور پھر وہ آپسے بخیر و خوبی ملے اور جناب باری زندہ اُس کو آپ کے تئین دکھائے وہ شیر بیشۂ حضور اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے مین جا کر نوشیروان سے توبہ کراتا ہون انشاء اللہ آپ کے اقبال سے کرو رسوار کے بادشاہ پر جاتا ہون بارگاہ مین گھس جاؤنگا کنگنا وغیرہ توڑ کر پھینکدونگا لباس پھاڑ ڈالونگا کان پکڑ کے اُٹھاؤن بٹھاونگا ہر چند قباد نے منع کیا مگر رستم نے نہ مانا اکیلے روانہ ہوے قباد نے ہرکارون کی ڈاک بٹھادی کہ اگر میرے بھائی صاحب کا ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو ہرکارون کو قتل کرونگا رستم یکہ و تنہا روانہ ہوے دربارگاہ نوشیروان پر پہونچے درگہ سالار نے سلام کیا اُس سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ علمشاہ دروازے پر حاضر ہی قباد شہریار کا کچھ پیغام لایا ہی نوشیروان نے بلا خوف اندر بلوا لیا دربار نوشیروان ہی مگر اُس شیر نے کچھ خوف نہ کیا قریب تخت نوشیروان پہونچکر کہا کہ مین سرکار کے کان مین کچھ عرض کرونگا نوشیروان نے سر جھکایا علمشاہ چھاتی پر چڑھ بیٹھے کنگنا توڑ ڈالا لباس پھاڑا دربار والے اُٹھنے لگے اُس شیر نے کہا کہ اے نوشیروان ان سب کو منع کرو ورنہ تم کو قتل کرونگا لڑائی پڑیگی اگر قتل ہوا تو خوشی کی بات ہی مجھ ایسے بہت سے وہان غلام ہین اگر ایک نہ ہوگا تو وہان کیا نقصان ہی تجکو مٹا دونگا نوشیروان نے سب کو منع کیا کہ یارو برائے لات و منات کوئی قریب رستم نہ آئے علمشاہ نے کان پکڑ کر نوشیروان کو اُٹھایا کہا اے بے حیا یہ کیا حماقت ہی کہ بیٹی کے ساتھ شادی کرتا ہی نوشیروان نے کہا میرے علما نے حکم دیا رستم نے کہا کہ وہ جاہل کہان ہین میرے سامنے آوین بیان تو کرین سب پنڈت

سامنے رستم کے آے کہا ای رستم ہم مجبور و ناچار تھے بختک نے ہم سے بہ مکر دستخط کرالیا درخت کا
نام لیا پھل کا ذکر کیا ہم اس رمز سے ناواقف تھے ناچار ہو کر دستخط کر دیا آپ کا فرمانا سراسر
بجا ہی اب رستم سب سرداروں کے سامنے نوشیروان کو لے چلے کہا سب کے سامنے توبہ کر اب
اگر ایسی حرکت کریگا تو تجکو قتل کرونگا نوشیروان ہر ایک کے سامنے جاتا تھا اور توبہ توبہ کرتا
تھا اب رستم نے کہا باہر چلو اہل فوج کے قدمون پر گرو تب خواجہ بزرجمہر اپنے مقام سے اُٹھے
فرمایا ای رستم بس معاف کرو نوشیروان کو سزا سے کامل ہو گئی اب ایسا ارادہ نہ کرین گے اور
نوشیروان سے کہا کہ آپ اقرار کیجیے کہ رستم پر کوئی ہاتھ نہ اُٹھاے کہ خیر و عافیت سے اپنے لشکر
مین پہونچین نوشیروان نے اقرار کیا بختک تو گوشون مین چھپتا پھرتا ہی ہر چند رستم نے کہا
کہ ذرا یارو بختک کو بلاؤ مگر بختک بوجہ خوف کے سامنے نہ آیا رستم نوشیروان کو چھوڑ کر
بیچ بارگاہ مین آے پکار کر آواز دی کہ ای افسران نوشیروان جسکو دعوی جرأت ہو وہ میرے
مقابلے مین آے اور مجکو روکے تمھارے شاہ کو ذلیل کر کے جاتا ہون کسی نے کچھ جواب ندیا
رستم گھوڑے پر سوار ہو کے چلے یہان قباد کے پاس نامۂ خرسنہ روم سے آیا مضمون یہ تھا
کر کپیتان فرنگی بیٹا مرزوق شاہ فرنگی کا لشکر لیکر آیا نانا اور ماموں کو رستم کے قتل کیا ملکہ
رابعہ کو ڈھونڈھتا ہی لیکن ابھی تک نہین پایا اُترا ہوا ہی سات لاکھ فوج ساتھ ہی کسی کو براے
مدد بھیجیے قباد نے وہ نامہ پڑھ کر زانو کے نیچے رکھ لیا ارادہ تھا کہ اس مقدمے مین صلاح ہوگی
کسی کو تجویز کر کے بھیجا جائیگا کہ رستم یہ کار نمایان کر کے آے قباد نے تعظیم کی کہا بھائی صاحب
سبحان اللہ بیشک اپنے زمانے کے رستم وقت ہو کیا کار نمایان کیا رستم نے کہا کہ بھائی صاحب
جب مین بارگاہ مین پہونچا تو مین نے دیکھا کہ نانا تمھارے مانجھا پہنے ہوے تخت پر بیٹھے ہین
مین نے تمھارے نانا صاحب کے کان پکڑے اور توبہ کرائی قباد خاموش ہو رہے ہر چند کہ
بہت ناگوار ہوا مگر جواب دینا مناسب نہ جانا رستم کی تعریفین کرنے لگے مگر رستم بڑے
جوش و خروش مین تھے پھر کہا بھائی صاحب نانا تمھارا وہ گبر آتش پرست تخت پر بیٹھا تھا
مین نے اُسکے کان پکڑے جب رستم نے کئی مرتبہ یہی کہا تو قباد کو بہت زیادہ ناگوار ہوا
ضبط نہ ہو سکا فرمایا ای رستم میرے نانا کے تم نے کان پکڑ کے اُٹھایا بٹھایا مگر یہان کو تمھاری
فرنگی لیے جاتے ہین رستم ایسا آتشخو شعلہ مزاج یہ کلمہ جو قباد نے کہا رستم کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا تخت پر ہاتھ ٹیک کر قباد کو ایک تمانچہ مارا فرمایا او سفلے میری مان کا تو
نام سر دربار لیتا ہی قباد تمانچہ کھا کر گرے مگر حملہ سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے چاہا رستم
کو قتل کرین مگر لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھا سردارون
سے کہا کہ یارو یہ کیا کرتے ہو اگر تم نے رستم کو قتل کیا تو صاحبقران آکر کیا فرمائین گے
یہی کہین گے کہ بھائی بھائی لڑے تھے تم نے کیون دخل دیا لندھور نے کئی زخم بھی کھاے
مگر رستم پر آنچ نہ آنے دی پوچھا ای رستم اب کیا چاہتے ہو سر پر رستم کے ہزار ہا تلواریں
کھنچی ہوئی تھین مگر لندھور سینہ سپر تھے اُنھون نے اس بات کا یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار مین

آبرو چاہتا ہون لشکر سے ہینے رستم رہا ہر نکالا گھوڑے پر سوار کرکے کہا کہ دو چار دن لشکر سے ٹل جاؤ مین خوف کرتا ہون کہ ایسا نہ ہو سردار تمھارے ساتھ بے ادبی کرین رستم نے کہا کہ ای عم نامدار مین اب کیا زندہ رہونگا روم مین جا کر یا تو کیستان کو مارونگا یا اپنی جان دونگا مگر جب رستم بارگاہ سے نکلے تو سلطان سعد بھی اُٹھے اور کہا کہ اگر چچا جان لشکر مین نہ رہین گے تو مین اس لشکر مین رہ کر کیا کرونگا سلطان سعد و سیارہ تلاش مین رستم کی چلے یہ سانحہ دیکھکر زرنگا وہ غوری بھی اُٹھا صحرا مین آکر ان تینون نے رستم سے ملاقات کی رستم نے کہا کہ مین تو اپنی جان دینے جاتا ہون ای شہریار اب اور ماجرا سُنیے کہ بختیارک نے اُسی شاہزادی کی تصویر اور کچھ جواہرات وغیرہ ہمراہ کرکے طرف بربر کے روانہ کیا ہی آپ سے وصیت کرتی ہون کہ بعد میرے اُس شاہزادی سے عقد کیجیے گا یہ میرے دل کی خوشی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای بہزنگار تم نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے ہین کیونکر کہون کہ بعد تمھارے زندہ رہونگا میری تو یہ کیفیت ہی نظم

کہتی رہی گو اشک فشانی مرے دل کی
کی آہون نے پیغام رسانی مرے دل کی
دل مین تھی مگر رہ گئی جانی مرے دل کی
سو قصون سے بہتر ہی کہانی مرے دل کی
لازم ہی تمھین سُنلو زبانی مرے دل کی

مارا ہی مجھے تیرے تغافل کے ستم نے
کاٹا ہی گلا ہجر کی شمشیر دودم نے
خون دل بیتاب کیا تیغ الم نے
مانند ترنج اسپہ چھری پھیری ہی غم نے
کچھ ہی خبر ای یوسف ثانی مرے دل کی

کیون خنجر مژگان جفا جو سے کیا قتل
کیون چشمک خونریز کے چاقو سے کیا قتل
تلوار سے ظالم مجھے کس رو سے کیا قتل
زلفون مین کیا قید نہ ابرو سے کیا قتل
تو نے تو کوئی بات نہ مانی مرے دل کی

گو حسن پرستی کے مزے لوٹ چکا خوب
پھر بھی ہی حسینون ہی کی صحبت مجھے مرغوب
ابتک ہون مین جویندۂ خوبان خوش اسلوب
پیری مین بھی بجلے جو کمسن کوئی محبوب
کرتی ہی ابھی عود جوانی مرے دل کی

آیا تھا دُر اشک لیے بزم بتان مین
ہمراہ تھا اور کے لیے بزم بتان مین
لخت جگری نذر کیے بزم بتان مین
سب پارۂ دل بانٹ دیے بزم بتان مین
کس کس کے نہین پاس نشانی مرے دل کی

دشوار ہی بگڑی ہوئی تقدیر کا بننا
آسان کسی کا نہین روٹھ کے منا
کرتا ہی ستم یار کا ہر بات پہ تننا
ہوتی ہی شہید ایک نہ اک روز تمنا
موقوف ہی کیون مرثیہ خوانی مرے دل کی

اُس بوجھ کے نیچے یہ دل آیا ہی کہ ناسخ
وہ بار جلال اِسنے اُٹھایا ہی کہ ناسخ
اُن سختیون نے اسکو بٹھایا ہی کہ ناسخ
یہ اسمین غم عشق سمایا ہی کہ ناسخ
اب کوہ سے افزون ہی گرانی مرے دل کی

امیر نے فرمایا کہ ای مہر نگار موت و زیست پر گو کہ کسی کا اختیار نہین البتہ اتنا کرین گے کہ دنیا کے امور سب ترک کردین گے فقیر بن کر تمھاری قبر پر بیٹھین گے تمام لشکر کو رخصت کردین گے عقبی مین تمکو پائین گے مہر نگار کو ہچکی آئی کہ ٹکڑا کلیجہ کا منھ سے نکلا عمرو نے کہا کہ ای شہریار اب انکو آپ لشکر مین لے چلیے فرزندان بزرجمہر شاید کچھ علاج کرین یا بطور ستارہ شناسی کچھ حکم لگائین شاید تسکین ہو اور یہ ہچکیان موقوف ہون امیر نے اُسی وقت حکم دیا کہ محافہ لاکر انکا کو محافہ آیا جو کنیزین کہ سودۂ الماس پیے ہوے ہین اُن سب کو ساتھ مہر نگار کے سوار کیا سر و پا برہنہ امیر ہمراہ پایہ پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے بیان کرتے ہوے کہ ای مہر نگار لشکر مین پہونچ جاوین تب ہمارا ساتھ چھوڑنا صدمۂ داغ جدائی ہم سے نہ اُٹھیگا کیون خواجہ تمھین یاد ہوگا کہ خواب دیکھ کر تم کو روانہ کیا اور تم نے آکر خبر دی کہ اولاد لیے ہوے جاتا ہی لندھور اور عادی کو تم لے گئے وہان جاکر نٹون کا تماشا کیا اور عادی نے اولادین مرزبان کو مارا ڈھول بجا کر مغلوبہ شروع ہوئی مین وقت پر پہونچا فوج کو اُسکی شکست دی چونکہ مین نے ہندوستان مین صدمۂ عظیم اُٹھایا تھا چہرہ سیاہ ہو رہا تھا سامنے مہر نگار کے پہونچا مہر نگار نے منھ پھیر کر کہا کہ یہ نامحرم کون میرے سامنے آیا ہی مجکو یہ لفظ بہت ناگوار ہوا اور مین بگڑ کر نکلا بہرام سے حکم دیا کہ جاکر مہر نگار سے کہو کہ خبردار جلد یہان سے سوار ہو جاؤ اگر مین نامحرم ہون تو نوشیروان سے لڑ بھڑ کر تم کو لونگا یا اپنی جان دونگا اُس وقت ملکہ مہر نگار کا بلکنا اور رو کر تم سے کہنا کہ برائے خدا جاکر صاحبقران کو سمجھاؤ کہ مین نے آپ کو نہین پہچانا مین تم کو نامحرم کہتی تم سے زیادہ میرا محرم کون ہی مجکو وہ غصہ تھا کہ مین اپنی ہی کہے گیا بہرام نے جاکر مہر نگار کو خبر دی کہ جلد سوار ہو جایے صاحبقران حکم دے چکے ہین ورنہ مجھسے بے ادبی سرزد ہوگی اس صاحب عصمت نے جو یہ خبر سنی رونے لگی کہا لو خواجہ خدا حافظ جاتے ہین مگر صاحبقران سے ہماری خطا معاف کرانا اور ہم سے لاکر ملانا ایسا نہ ہو کہ صاحبقران نہ ملین پھر تم نے آکر مجھسے کہا مین نے پھر وہی حکم دیا کہ بہرام جاؤ لوٹ شروع کردو مگر بہرام جانتا تھا کہ صاحبقران اِنپر عاشق ہین لوٹنے پر تو اُسکا حوصلہ نہ پڑا مگر یہ کہلا بھیجا کہ جلد سوار ہو جیے ورنہ غلام سے گستاخی ہوگی ملکہ مہر نگار روتی ہوئی طرف مدائن کے چلین جب مین مدائن مین پہونچا بزرگان دین نے میری مدد کی کہ میری صورت پھر ویسی ہو گئی نوشیروان سے ملاقات ہوئی لندھور کو مین نے پیش کیا لندھور کا قد و قامت دیکھ کر نوشیروان گھبرایا مین نے کہا آپ نہ گھبرائیے انکو میرے سپرد کیجیے لندھور میرے سپرد ہوے مگر بختک تو بر سر آزار تھا اُسنے جاکر مہر نگار کو گوشہ مین چھپایا اپنی نانی کا گلا گھونٹ کر جنازہ بنایا اور رونا پیٹنا شروع ہوا ہرکارون نے مجکو خبر دی کہ مہر نگار نے انتقال کیا خواجہ تمھین یاد ہوگا کہ مین جان دینے پر آمادہ تھا مگر خدا تمکو سلامت رکھے کہ تمنے اپنے کو محل مین پہونچایا اور ملکہ مہر نگار سے ملاقات کی مجکو لاکر رقعہ مہر نگار کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیا جس مین یہ مضمون تھا کہ ای شہریار اپنے کو حیران نہ کیجیے مین زندہ ہون بختک کی یہ شیطنت تھی خواجہ تم کو یاد ہوگا کہ ہرچند خط مہر نگار کا پہونچا تھا مگر یہ گمان ہوا کہ شاید خواجہ عمرو بنا کر

لاے ہون یقین نہ آتا تھا جب تمنے قسمین کھائین اور خواصون کے نام بتلے کہ فلان فلان خواص ملکہ مہرنگار کے ہمراہ ہی تب مجکو یقین آیا اُس روز بھی جان جانے مین کوئی بات باقی نہ تھی لیکن تمنے فوراً عیاری کی اور حال کھولا ورنہ مین اپنے کو جوہر کرتا اسکے بعد بختک کو بڑی سزا ہوئی نوشیروان نے اُسکو مار ادربار سے نکال دیا مین نے سفارش کر کے پھر اُس کو نوکر رکھایا نوشیروان نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ جلد شادی کرونگا مگر بختک کب چپ کتا تھا آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہون نوشیروان کو جاکر سمجھایا کہ امیر کو طرف ہفت ملک کے روانہ کیجیے وہان مارے جاوینگے اور قارن دیوبند کو ہمراہ کر دیجیے شاہان ہفت ملک کو یہ فرمان آپ کا پہونچائیگا جب نوشیروان نے بختک کو یہ حکم دیا کہ ملکہ جی جلد شادی کا سامان کرو بختک نے کہا کہ شاہ خزانے مین روپیہ نہین ہی کہانسے سامان کرون نوشیروان بولا ہندوستان سے بارہ برس کا خراج آیا تھا وہ کیا ہوا یہ سُنکر بختک نے کہا فوج کی تنخواہ چڑھی ہوئی تھی اُن کو بٹوا دیا اب خزانے مین ایک حبہ نہین ہی ایک ٹھکانا ہی کہ ہفت ملک سے سات برس سے خراج نہین آیا اگر وہانسے خراج آے تو موافق خواہش آپ کے شادی ہو صاحبقران نے کہا کہ ای خواجہ مین اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہنشاہ مین ہفت ملک سے خراج لاؤنگا مجھے یاد ہی کہ تم منع کرتے تھے کہ آپ دعوی نہ کیجیے مگر مین نے نہ مانا طرف ہفت ملک کے روانہ ہو گیا وہ جوش عشق مہرنگار تھا کہ جب قریب یونان پہونچا اور قارن دیوبند نے جاکر فرمان نوشیروان فریدون شاہ یونانی کو دیا بیٹا اُسکا زمناش بہادر کہ بہادر یونانی مشہور تھا بہت بگڑا اور کہا کہ صاحبقران یہ بدعتین کرتے ہین کہ شاہ کی دختر مانگتے ہین مین اُن کو زیر کرونگا لشکر کشی کر کے نکلا اور مقابلے مین آیا مین نے بعد کئی روز کے اُس کو زیر کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا جب سب حال مین نے زمناش سے بیان کیا تو زمناش کو بہت ناگوار ہوا کہا آپ شہر مین چلیے مین آپ کے عوض نوشیروان سے لڑونگا اور بیٹی اُن کی لونگا خواجہ تمکو یاد ہوگا کہ جب مین یونان مین داخل ہوا تو تمام شہر برای تماشا آیا تھا ہمشیرۂ زمناش واسطے تماشے کے آئی تھین مجکو دیکھ کر عاشق ہوئین باپ کو پیغام دیا باپ نے مجھسے کہا مین نے جواب دیا کہ مین نے بدل و جان قبول کر لیا مگر بعد شادی مہرنگار اُنسے بھی عقد کرونگا یہ میری منگیتر رہین فریدون شاہ تو خوش ہو گیا مگر جب گلشن آرا کو خبر پہونچی تو وہ چیخین مار کر رونے لگین کہا ای وزیرزادی اتنے عرصے تک میری زندگی کیونکر ہوگی اور مین کیونکر امیر کو پیغام دون کہ اب جلدی کیجیے میرا تو یہ حال ہی نظم

دل سے الفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے ۔۔ اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے
مجھسے وہ بت کبھی مُنھ پھیر کے بولا ہی تو یون ۔۔ گبر تھے آپ یہ کیسے کہ مسلمان نکلے +
جس طرح ڈھونڈھنے نکلی تھی اُسے میری نظر ۔۔ گھر سے دشمن بھی نہ یون ہو کے پریشان نکلے
جستجو اپنے زخود رفتہ کی تم آپ کرو + ۔۔ صاحب خانہ کو خود ڈھونڈھنے مہمان نکلے

ہاے جس ہاتھ مین تھا گیسوِ جانان شبِ وصل ۔ صبح کو دیکھا تو کچھ تار گریبان نکلے ٭
نہ ملا یار کو ہر چند وہان بھی دیکھا ٭ ۔ مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے
جنکے انداز تھے دم توڑنے کے قابل ٭ ۔ نیمجانون مین کسی کے وہی بیجان نکلے
تو ہی پونچھے گا تو کچھ اپنے چھپینگے آنسو ۔ ڈھونڈھنے اشک نہ اگوشۂ دامان نکلے
شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال ٭ ۔ اُس صنم کے تو سبھی بندۂ احسان نکلے

ایسی گلشن آرا نے سامنے وزیرزادی کے باتین حسرت آلود کین کہ اُسکو یقین ہوا کہ اِن کو صبر نہ آئیگا نہین معلوم عشق صاحبقران کیا رنگ دکھائیگا اُسنے نقاب چہرے پر ڈالی اور مادیان ترکی پر سوار ہوئی واسطے شکار کے صحرا مین آئی تم کو لگا کر لے گئی اور تم عاشق ہو کے دربلغ پر پہونچے ملکہ گلشن آرا نے خبر سُنی کہ خواجہ عمرو آے ہین ملکہ نے تمکو بلوا یا کئی صندوقچے جواہرات کے پیش کیے اور تسکین دی کہ خواجہ تمھارا نکاح ساتھ وزیرزادی کے کرونگی مگر صبر نہین ہوسکتا کیا کرون آج صاحبقران سے عقد کرا دو تو یہ دو صندوقچے جواہرات کے لو تم انتہا کے لالچی ہو صندوقچے دیکھ کر بیقرار ہوگئے گلشن آرا کو بشکل ملکہ مہر نگار بنایا اور فتانۂ عنبرین مو کو کہ وزیرزادی تھی بشکل فتنہ بنایا اسکے بعد نورمین و خوبان نگار اور خوبان طرار کہ جو رازدان ملکہ مہر نگار تھین کنیزان گلشن آرا کو بشکل خواصان مذکور بنایا اور سب راز و نیاز سمجھا دیے کہ ای ملکۂ عالم مین صاحبقران کو لاتا ہون امیر سے کہنا کہ تمھارے عشق مین ایسی بیقرار ہوئی کہ مدائن سے نکل کر یہ ٹھان مین آئی اسی جوش و خروش مین کہانتک ہمیشہ آپ کو پریشان رکھیگا یا آج عقد کیجیے یا مجھسے ہاتھ اُٹھائیے خواجہ تم جانتے ہو کہ مین عشق مین مہر نگار کے مبہوت ہو رہا تھا جب تمنے آکر مجھسے کہا کہ مہر نگار آگئین لشکر مین آتی تھین مین نے سمجھا کر باغ گلشن آرا مین اُتر وایا ہے آپ کو بلاتی ہین مین یہ مژدہ سُن کر بیقرار ہو گیا تمھارے ساتھ چلا راہ مین تم سے باتین ہوتی رہین تمھارا راہ مین سمجھا تا کہ آفتاب نامدار ملکہ مہر نگار کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اصل مین یہ حال ہے نظم

آپ بے خود جنھین بناتے ہین ٭ ۔ آپ ہی مین نہین وہ آتے ہین
آنکھین نیچی کیے وہ آتے ہین ۔ دل کو یون خاک مین ملاتے ہین
آج شاید ادھر وہ آتے ہین ۔ ہوش رخصت طلب مین جاتے ہین
دل مرا اُن کے پاس ہے قاصد ۔ پوچھ لین اُس سے کیونکر آتے ہین
میری حیرت کا کچھ دیا تھا پتا ٭ ۔ آئنے سے وہ منھ چھپاتے ہین
قدرت اُس کی کہ بزم جانان مین ۔ ہم کو بگڑے ہوے بناتے ہین
ہم سے ہوتے ہین بدگمان کیا کیا ۔ آپ مین جب نہین وہ پاتے ہین
کسنے تربت پہ رکھدیے دو پھول ۔ ہم جو پھولون نہین سماتے ہین
دل مین رکھتے ہین بدگمانی سے ۔ آنکھ سے بھی اُنھین چھپاتے ہین
یاد رکھتے نہین وہ دے کر داغ ۔ کرکے احسان بھول جاتے ہین ٭

مجھسے کہتا ہی اضطراب جلال
اب تمھین جلد وہ بلاتے ہین + +

خواجہ تمھین یاد ہوگا کہ تم ہردم یہی کہتے تھے کہ یا صاحبقران ایک خیال رہے کہ جو ملکہ مہر نگار کہین اُسسے قبول کیجیے گا سوائے اچھاکے کچھ جواب نہ دیجیے گا ورنہ وہ بیقرار ہو رہی ہی اپنی جان دیدیگی خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ مین ایسا بیقرار تھا کہ جو تم کہتے تھے سوائے اچھاکے اور کچھ زبان سے نہ نکلتا تھا جب دربلغ پر پہونچا تو گلشن آرا بشکل مہر نگار واسطے استقبال کے آئین مین نے دوڑکر ہاتھ پکڑلیا اور نگاہ ملاکر یہ مُنھ سے نکل گیا نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین +
سیکڑون انکھڑیون مین تھین یہی پیاری آنکھین

چمن وانجمن وتخلیہ وخلوت مین + +
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

مار اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
خود نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین

شرم کو اب نہین ملتی جو کسی گوشے مین جا
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

سنگریزے ہین شب ہجر مجھے اختر چرخ
کیون نہ پتھرائین دم نجم شماری آنکھین

وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہی
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین

جس جگہ چاہے رہو آکے گھر اپنا کرلو
دل ہی تمسے ہین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین

یہ جو پھرجاتی ہین پھر جاتی ہی جیسے اک خلق
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین

شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت
آجکل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

آبلے پڑگئے ہین کچھ دل سوزان مین جلال
اسلیے پھوٹ کے روتی ہین ہماری آنکھین

گلشن آرا نے حجاب سے سر جُھکالیا جو عمرو نے سمجھادیا تھا وہی جواب دیا کہ یا صاحبقران مین اسقدر بدحواس ہون کہ ان سب کنیزون کو ساتھ لیکر نکل آئی راہ مین جو مصیبتین سہین اُن کو کیا بیان کرون آپ کو سُنکر قلق ہوگا مین اُس کی قدرت کے نثار ہو جاؤن ہاتھ سے قزاقون کے بچایا لٹیرون نے بھی نہ پوچھا مین سخت جان یہان پہونچگئی مین تو سیدھی لشکر مین آتی تھی مگر خواجہ نے مجکو روک کر یہان اُتارا اب بہتر یہ ہی کہ یا تو عقد کیجیے یا جواب صاف دیجیے کہ مین اپنے کو کشتہ کرون مین دل سے عاشق تھا اس کلام نے ملکہ کے باغ باغ کردیا خانۂ دل کو خوشی وفرحت سے بھردیا تمھین نے عقد پڑھا تھا گلشن آرا کے ساتھ میرا عقد ہوا مین نے تمھارا عقد فتانہ کے ساتھ پڑھا شب کو گوہر مراد حاصل ہوا گلشن آرا اُسی شب حاملہ ہوئین مگر مین جو صبح کو اُٹھا مین نے دیکھا کہ مہر نگار کی صورت بدل گئی غصّے سے کانپنے لگا مین نے ہاتھ پکڑکے کہا کہ اری عورت تو کون ہی گلشن آرا ڈر گئین صاف صاف کہدیا کہ ای شہریار مین دختر فریدون شاہ ہون عمرو نے مجکو مہر نگار بناکر عقد کرایا خواجہ تمھین یاد ہوگا کہ مین نے تم کو گرفتار کیا یہ جوش عشق مہر نگار تھا کہ خیال آیا معشوق کے سامنے قسم کھائی تھی عمرو نے میری قسم کو توڑا اس مکر سے عقد ہوا اور کہا کہ عمرو کو قتل کرونگا اور حکم دیا کل کے

روز اسکو قتل کرونگا آج قید خانے مین رکھو شب کو جو سویا بزرگان دین عالم خواب مین آے فرمایا کہ یا امیر عمرو نے خطا نہین کی یہ مقدمہ بہ مشیت پروردگار ہوا اس شاہزادی کے بطن سے ایک شیر پیدا ہوگا کہ تم پردۂ دنیا مین نہ ہوگے اُس زمانے مین سفر پردۂ قاف پیش ہوگا وہ جوان ہر مقام پر تمھاری ناموس کی مدد کریگا عمرو کو قتل نہ کرو سب سرداروں نے یہی خواب دیکھا تب مین نے تم کو قید سے رہا کیا اور مجکو معلوم ہوا کہ گلشن آرا حاملہ ہین حقیقت مین بزرگان دین کا فرمانا زبانۂ سفر قاف پیش آیا اور عمرو بن حمزہ فرزند گلشن آرا طلسم نابیخ کو توڑ کر نقاب دار تمار نجی پوش بن کر برائے مدد قلعہ جات پر آتے تھے تمھاری زبانی سُنا کہ ہاتھ سے دشمنون کے بچانتے تھے جب آے تب نوشیروان کو شکست دی مگر جب صاحبقران قریب لشکر کے پہونچے اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صاحبقران محافۂ مہر نگار لیکر آتے ہین مگر مہر نگار نے بخوف جان و آبرو سودۂ الماس پی لیا سب سردار سر و پا برہنہ دوڑے راہ مین آکے دیکھا امیر سر و پا برہنہ خاک اُڑاتے ہوے پایۂ محافے کے ہاتھ رکھے ہوے عمرو بچھاڑین کھاتا ہوا دمبدم فتنہ خبر دیتی ہوئی کہ دو ہچکیان آئین اور دو ٹکڑے کلیجے کے نکلے اب فرط ضعف سے غش آگیا ہی صاحبقران نے اہل لشکر سے پکار کر فرمایا کہ یارو فرزندان بزرجمہر کو بلاؤ ملازم دوڑے خواجہ زادے آے اول مہر نگار کو بارگاہ مین اُتارا اپنے پانؤن سے چل نہین سکتین کنیزین گود مین لیکر بارگاہ مین لائین تمام خواصین پیٹ رہی تھین اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار عاشقانہ تھے نظم

چھوٹون ہی خوش کبھی کوئی امیدوار ہو
وعدہ تو کرلو کیسا ہی بے اعتبار ہو

کہتے ہین وہ مری کس ادا پر نثار ہو
مجھسے تو کہدو تم جو مرا اعتبار ہو

اکبار بھی نظر جو نظر سے دو چار ہو
پھر خود کسی کے سامنے تم لاکھ بار ہو

ای درد عشق ہوئی کسی کا نہین شریک
دیکھے جگر تماشے جو دل بیقرار ہو

عاشق کے دل کو رکھین کہان ہی اگر یہ فکر
دیدو مجھی کو پھر جو مرا اعتبار ہو

آخر نکالنی ہی بڑی آرزوے وصل
کام اُن سے نکلے ہمسا جب امیدوار ہو

اچھا ملادے خاک مین او آسمان مگر
دامن ہو اُسکا اور ہمارا غبار ہو

ظالم کا خون کرکے مرے دل مین آچھپین
کیا ڈر ہی پھر جو حشر مین اُن کی پکار ہو

کیا ہم خوشی سے مورد بیداد چرخ ہین
تیرے ہی جبر اُٹھائین جو کچھ اختیار ہو

ای رنج و محنت و قلق و درد ہجر یار
ہم ایک کسکے کسکے ہون تم تین چار ہو

جانے نہ پاے یار ترے بانکپن کی نوک
ہر بات صلح مین بھی چھری ہو کٹار ہو

پہچان کر لحد مری ٹھوکر لگاؤ تم
ایسا نہ ہو کہ اور کسی کا مزار ہو

پہونچا ہی دیگا دل ہمین کوچے مین یار کے
پھر ہی وہ خضر لاکھ غریب الدیار ہو

اتنا تو ہو کہ وصل مین وہ کہدین او تڑپ
گستاخیان معاف بہت بیقرار ہو

دشت جنون کی گرد تو ای قیس بیٹھ جاے
پیدا عجب نہین کوئی محمل سوار ہو

جس خوبرو سے آنکھ لڑی اپنی ای جلال	کیسا ہی اثملا ہو گھڑی بھر مین یار ہو

سب کنیزین پیٹ رہی ہین بعض پکارتی ہین بی بی آنکھین کھولو بعض کہتی ہین اس کنیز کو ساتھ اپنے نہ لیجیے گا سب سے زیادہ فتنہ بیقرار ہو کہتی ہو کہ ای ملکۂ عالم اس کنیز کو کچھ وصیت نہ کی نہ اپنے ساتھ لیا کنیز ضرور ساتھ چلیگی یہ کہکر ہر مرتبہ بٹوا نکالتی ہو چاہتی ہو نگینۂ الماس نکال کر کھالون اور کنیزین لپٹ جاتی ہین کہ ای وزیرزادی اس سے کیا فائدہ ہوگا وہ تدبیر کرو کہ ملکۂ عالم کو ہوش آے کچھ باعث صحت ہو اور مالک کو راحت ہو مگر سرداران صاحبقران کو خبر ملی کہ آقا ہمارے جان دینے پر آمادہ ہین کل سے مہر نگار کا جو حال دیکھا ہو تو اُنھین کے پاس بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ ملکہ ہم تمھارے ساتھ چلین گے خنجر ہاتھ سے نہین چھوڑتے سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ صاحبقران کو باہر بلاؤ لندھور کو سب نے بھیجا کہ صاحبقران کو بلا لاؤ لندھور نے دروازے پر آکر عرض کی کہ صاحبقران زمان سے عرض کرو کہ سردار آپ کے مشتاق ہین ذرا باہر تشریف لائیے صاحبقران باہر تشریف لاے اول لندھور نے باتین کرتے کرتے خنجر ہاتھ سے لے لیا صاحبقران کو بہلاتے ہوے بارگاہ مین لاے جملہ سردارون نے امیر کی تعظیم کی اور صاحبقران کو بٹھایا اس طرح کے صاحبقران غمگین ہین کہ کسی سردار سے بات نہین کرتے مگر لندھور بن سعدان نے کہ مزاجدان ہین دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار یہ کیا معرکہ ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ مہر نگار کی عصمت سے تم لوگ آگاہ ہو شاید آپ سب صاحبون کو یاد ہو کہ جب بہمن ارجاس کنوری ملکہ پر عاشق ہوا ہو اور مین خانۂ کعبہ گیا تھا اُس کو اپنا جانشین کر گیا تھا ای لندھور تم نہ تھے اُسنے باغ آراستہ کرایا ملکہ مہر نگار کی دعوت کی ملکہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لیکر باغ کنور مین گئین مگر بہمن ارجاس کنوری مزدورنی بنکر پہونچا اور گوشے سے اُسنے دیکھا نگاہ جو ملکہ کی پڑی ملکہ نے بیقرار ہو کر عمرو بن حمزہ سے کہا کہ ای نور نظر اس باغ مین تمھارا انتظام ہونا چاہیے معلوم یہ ہوتا ہو کہ کسی نامحرم کی مجھپر نگاہ پڑی میرے کلیجے مین درد شروع ہوا ہو یا شاید روز انتقال میرا قریب ہو ذرا باغ کی تلاشی لو عمرو بن حمزۂ یونانی فرزند سعادتمند سارے باغ کو چھاننے لگے بختک بہمن کے ساتھ گیا تھا داڑھی مونچھین منڈا ڈالی تھین بہمن سے بختک نے کہا کہ جلد بھاگو ایسا نہ ہو کہ عمرو بن حمزہ دیکھ لے تو قیامت برپا کریگا وہ دونون تو نکل کر بھاگے جب باہر آے تب تسکین ہوئی عمرو بن حمزہ نے سارا باغ چھان ڈالا ملکہ مہر نگار سے آکر کہا کہ ای مادر مہربان فقط آپ کو گمان ہو یہان کیا مجال ہو کہ سواے عورتون کے مرد آیا ہو ملکہ نے کہا بیٹا مجکو لے چلو مین اب یہان نہ ٹھہرونگی عمرو بن حمزہ نے اُسی وقت محافہ منگوایا اور سوار کیا مگر بہت پریشان ملکہ دمبدم فرماتی تھین کہ ای نور نظر جب سے مین باہر آئی درد کم ہوتا جاتا ہو بیشک کوئی نامحرم باغ مین تھا مجھپر نگاہ کسی نامحرم کی پڑ گئی جب تو مین نے بیقرار ہو کر کہا کہ درد نے مجکو پریشان کیا ہو میرے مزاج کو نامحرم کی برداشت نہین ہو ای فرزند آخر کو یہ حال ضرور کھلیگا عمرو بن حمزہ سعادتمند ہین اور انکے مقدمے مین صاحبقران تاکید فرما چکے ہین کہ ای

مہر نگار عمرو بن حمزہ تمہارا غلام ہی مان اس کی گلشن آرا تمہاری کنیز ہی براے خدا کبھی اس سے رشک نہ کرنا تو مہر نگار ہر مرتبہ مچلنے سے منھ نکال کر فرماتی ہین کہ ای نور نظر اگر تم ساتھ ساتھ ہوتے تو مین نہ جاتی عمرو بن حمزہ نے فرخ کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہوا کوئی نامحرم تھا مہر نگار کو لاکر محل مین اُتارا لیکن فرخ دربار نوشیروان مین پہونچا دیکھا بختک اور بہمن داڑھی موچھین مُڈاے بیٹھے ہین بہمن کہ رہا ہی کہ کیون ملک جی جو اس معشوق کو مین پا جاؤن تو کیسی عید ہو بختک کہتا ہی کہ ای بہمن ملکہ کا ملنا بہت دشوار ہی بہمن کہ رہا ہی کہ ملک جی تمہارے کہنے سے مین نے داڑھی موچھ منڈوائی میرا تو یہ حال ہی نظم

کھنچ رہے دل مین کچھ آزردہ اگر تو ہو کر + چین پیشانی اشارے کرے ابرو ہو کر
اسد امید شب وصل اِدھر آنے مین + پانؤن پھیلاتی ہی کیا یار کا گیسو ہو کر +
اُس سر انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ + دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر +
نہ ڈرو تم گل عارض ہوے بوسو لینے جو سُرخ + چھپتے دیکھا ہی اسی رنگ کو تو بو ہو کر
ٹیڑھی سیدھی ہین عجب حُسن بتان کی چالین + مانگ بن کر کہین نکلا کہین ابرو ہو کر +
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آنا + تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہو کر
ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے + ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہو کر
چشمکین دل کی جو خواہان ہین وہ لینگی ای جان + موہنی آنکھ دکھانے لگی جادو ہو کر +
آبلہ دل کا بھی اک روز اُلٹی پھوٹے + ہجر مین آرزوِ خون شدہ کی بو ہو کر +
کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان + نکلے کچھ درد جگر بن کے کچھ آنسو ہو کر +
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا + لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق + پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر +
پیار کی باتین تھین یار روٹھ گیا کوئی جلال + کچھ تو خفگی ہی کہ ہم آپ ہوے تو ہو کر

بختک کے منھ سے نکل گیا کہ کیون بہمن ہم نے کیا صلاح بتائی کہ مزدورنی بناکر تم کو لے گئے اور کس خوبصورتی سے تمکو نخل کے سایے مین چھپاکر مہر نگار کو دکھایا بہمن نے کہا کہ اب کیونکر صبر کرون میرا عجب حال ہی فرخ نے جو یہ خبر پائی دوڑا ہوا خدمت مین عمرو بن حمزہ کی آیا تمام کیفیت بیان کی کہ بختک و بہمن اندر باغ کے گئے تھے تب معلوم ہوا کہ ملکہ صاحب عصمت ہین کہ جسم کو نامحرم کی نگاہ گوارا نہین ای دارا ے ہند شد وہین حرامزادہ بارگاہ مین مہر نگار کی گھس گیا ملکہ مہر نگار نے غیرت مین آکر سودۂ الماس پی لیا چارسی کنیزون نے ساتھ دیا ای دارا ے ہند شب سے یہ وقت گذرا کیا کیا علاج کیے مگر ہچکی نہین رُکتی جب ہچکی لیتی ہین لختے خون کے نکلتے ہین حکمانے جواب دیا فرزندان خواجہ بزرجمہر فرماتے ہین سودۂ الماس گھول کر پیا رگ و ریشے مین سرایت کر گیا اب اُسکا نکلنا دشوار ہی اور الماس کا قاعدہ یہ ہی کہ رگ و ریشے کو کاٹ دیتا ہی اب اُنکا علاج خدا کریگا اگر ایک مقام پر سودۂ الماس ہوتا تو ہم کسی دوا سے اُس کو نکالتے اب کوئی تدبیر ہم سے نہین ہوسکتی کسی کتاب مین یہ مضمون نہین دیکھا

عجب معرکہ درپیش ہی ہم کیا کرین ہمارے کیے کوئی تدبیر نہین ہوسکتی اور جملہ معالج جمع ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب وقت تدبیر نہین سب صاحب جا نماز بچھاؤ پروردگار سے دعائین کرو جملہ سرداردن نے بموجب ارشاد صاحبقران سجادے بچھاے دعائین مانگنے لگے صاحبقران بھی سجادہ بچھاے ہوے پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس دعا کو میری قبول کر اور سب سردار آمین کہتے ہین نظم

الٰہی باغ رسالت کا نونہال دکھا + محمدؐ عربی کا مجھے جمال دکھا +
رکھیگا دور کہان تک رسولؐ سے اپنے / یہ اشتیاق ہی عاصی کو اب کمال دکھا
یہ جذب دل سے توقع ہی جوش وحشت مین / حجاز پھر مجھے توجل کے ابکی سال دکھا
یہی مین عرض خداوند تجھسے کرتا ہون / کہ مجکو آٹھ پہر جسکا ہی خیال دکھا +
بحق سرورِ کونین یہ دعا ہی خدا + / کہ روز حشر مین مجکو نہ انفعال دکھا
بحق آل محمدؐ و جملۂ اصحاب + / عذاب قبر کا مجکو نہ کچھ ملال دکھا
یہ التجا ہی شفا کی بخواب و بیداری / مدینہ پھر مجھے ای میرے ذوالجلال دکھا

جملہ سردار دعائین کر رہے ہین اور تخت قباد کو دیکھکر صاحبقران زیادہ بیقرار ہوتے ہین فرماتے ہین کیون قباد مان کا پاس کیا اور باپ کو فراموش کیا ہاے تخت ہمارے لشکر کا خالی ہی کسکو اس تخت پر بٹھاؤن کیا کہکر دل کو تسکین دون اس طرح پر صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین کہ چند ناظر و کہاریان روتی پیٹتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار ملکۂ عالم نے اس دار فانی کو چھوڑا اور عالم جاودانی کی راہ اختیار کی اس وقت محل مین قیامت برپا ہی تمام شاہزادیان رو رہی ہین ملکہ گردیہ بانو فرماتی ہین ہرچند ہماری سوت تھین مگر ایسی مہربانی فرماتی تھین کہ کسی حال مین ہون جہان ہم لوگ کھڑے ہو جاتے تھے اپنے برابر جگہ دیتی تھین ہم ہمیشہ اپنی غرضین پیش کرتے تھے اُسی وقت فرماتی تھین جو ملکہ نے حکم دیا ہی وہ جلدی سے بجا لاؤ کبھی ہمارے قول کو تردید نہین کیا ملکہ حور رُخ سب سے زیادہ بیقرار ہین فرماتی ہین کہ ای فلک تونے مجکو خوب داغ دیے وارث کو چھڑایا داغ قباد دکھایا تخت خالی ہوا لشکر مین تاجدار کا نام نہ رہا ہاے افسوس ملکہ مہرنگار کی ذات کا بڑا سہارا تھا وہ سہارا ہمارا ٹوٹ گیا صاحبقران آہ کر کے اُٹھے فرماتے تھے یارو مین کیا کرون کیونکر دل کو تسکین دون ایسی معشوقہ میری جدا ہو جاے کہ پھر ملنے کی امید نہین میرے دل کا عجب حال ہی نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم مین رہے / یہ بھی معلوم نہ ہو کونسے عالم مین رہے
غم نہین ای فلک اسکا جو نہ کچھ ہم مین رہے / جذب دلمین اثر آہون مین کشش دم مین رہے
کروٹین اب تو نہ بدلے کہ شبِ ہجر آئی + / آج سے دہر دورنگ ایک ہی عالم مین رہے
آنکھ سے بچکے وہ آتے ہین دلِ شیدا مین / پردہ منظور ہی نامحرم و محرم مین رہے
یہی آنکھون کی دعا ہی کہ تری حسرت دید / دل سے اُکتا کے جو نکلے بھی تو کچھ ہم مین رہے
آگ مین کود پڑا ساتھ مرے سوز فراق / یہ وہ ساتھی ہی جو ہمراہ جہنم مین رہے

رات بھر سینے سے آتی ہی صداے شیون ؞
شوق ہی اُسکو بھری بزم مین رہنے کا اگر
یار آے تو یہ سینے سے ہمارے نکلے ؞
نہ کُھلین غلغلۂ حشر سے آنکھین ای دل ؞
اپنے زخمی کی طرف دیکھ لیا کر او ترک
اُس پری رو کے ہین مشتاق غنیمت جانین ؞
گذرے یون اپنی شبِ وصل کے جھگڑے تا صبح
شب کی اُلجھن کا سُنو ہم نفسو مجھسے نہ حال
رہکے دل زلف مین کام آئیگا کیا اُنکے جلال

چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے
دل پرغم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے
کچھ وفا کا بھی چلن اُکھڑے ہوے دم مین رہے
ایک عالم تری غفلت کا دو عالم مین رہے
ترچھے زخمون کی ادا ابروونکے خم مین رہے
آدمیت ہی جو ان حضرتِ آدم مین رہے
دستِ کوتاہ مین اور حوصلے کم مین رہے
اُن سے پوچھو جو مری خاطر برہم مین رہے
خوب سینے کو اُبھارے جو وہ محرم مین رہے

سب سردار صاحبقران کو سمجھاتے ہین خنجر وغیرہ چھین لیا صاحبقران روتے ہوے محل مین آے شاہزادیون نے بڑھ کر کہا کہ ای شہریار ملکہ مرتے وقت وصیت کر گئی ہین کہ میرا جنازہ خانۂ کعبہ مین جاے پہلوے قباد مین مجکو دفن کرنا مین قباد سے جاکر ملون صاحبقران نے فرمایا صاحبو اسی خیال مین اُنھون نے جان دی کہ جاکر قباد سے ملون نہین معلوم عدم مین کیا ہوتا ہی اگر ملکہ مہرنگار نے قباد کو پایا تو بہ آرام رہینگی ورنہ خدا سے بار بار عرض کرینگی کہ ای پروردگار مین عدم مین آئی قباد کا اشتیاق یہانتک لایا کیا بات ہی کہ قباد میرے پاس نہ آے صاحبقران نے فرمایا خواجہ لشکر کو تیار کرو صندوق وغیرہ کی تدبیر ہو مین خود صندوق لیکر چلونگا اور قبر قباد پر جاکر کہونگا کہ لو بیٹا مان تمھارے پاس آئین اور مین فقیر بن کر تمھاری قبر پر بیٹھون گا مورچھل ہاتھ مین ہوگا کبھی قبر قباد کو دیکھونگا کبھی قبر مہرنگار پر نگاہ ڈالونگا دونون سے صحبت رہونگا مین نے ترک دنیا کیا اب مین سلطنت نہ کرونگا دشمن کو اختیار ہی جسطرح چاہی مجھے قتل کرے کلیم گوش نے ہماری راحت مٹادی مہرنگار کا فراق ایسا نہین ہی کہ ہم کو صبر آے خواجہ نے کہا کہ کل لشکر تیار ہوا امیر نے فرمایا جملہ سردار بھی تیار رہون دختر نوشیروان کا جنازہ جاویگا راستے والے دیکھین اور کہین کہ جنازہ مہرنگار کا جاتا ہی اور جملہ لشکر ساتھ ہی صاحبقران خود ہمراہ ہین عمرو نے کل لشکر کو تیار کرایا پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار سات سو تاجدار اور بارہ سو جوانان فرنگی باقی ترکی و رومی و چینی جملہ تیار ہوے صاحبقران زمان نے ایک صندوق صندل کا بنوایا مگر بوقت صندوق مین رکھنے کے فرماتے تھے کہ ای ملکۂ عالم افسوس ہمسے رخصت ہوتی ہو ہمارا تو یہ حال ہی نظم

دل کا رنگ اور مری آنکھ کا حال اور ہی کچھ
سیدھی باتونکا بھی عاشق کے یہ اُلٹا ہی جواب
سر کو ٹھکرا گئے تم دل کو نہ پامال کیا ؞
اُن کو ہی شوق ملاقات زیادہ تم سے ؞
غم یہان ہجر کا شاکی ستم وصل کا دل

اِسکو دھیان اور ہی کچھ اُسکو خیال اور ہی کچھ
آپ کچھ سمجھے ہین اپنا ہی سوال اور ہی کچھ
خاک مین تھی یہ ملادینے کی چال اور ہی کچھ
آج قاصد نے سُنایا ہمین حال اور ہی کچھ
مجکو رنج اور ہی کچھ اُسکو ملال اور ہی کچھ

اس لگاوٹ پہ اُن آنکھونکی نہ جانا ای دل
یاس کا قول ہی ممکن نہین ملنا اُس کا +
حور کو تیری بُرا ہم نہین کہتے زاہد
تم کہین اور ہو گو بیٹھے ہو پہلو مین مرے
سنکے شعر اپنے پکار اُٹھتے ہین ارباب مذاق

ابتدا اچھی ہی لیکن ہی مآل اور ہی کچھ +
کہ رہی ہی مگر امید وصال اور ہی کچھ
آدمی کا ہی مگر حُسن و جمال اور ہی کچھ
مجکو اس وقت سمجھاتا ہی خیال اور ہی کچھ
پہلے کچھ اور ہی تھا اب ہی جلال اور ہی کچھ

رونے پر صاحبقران کے تمام شاہزادیان بین کر رہی ہین مگر عمرو ایک ایک سے کہتا ہی یارو تم قول سے صاحبقران کے آگاہ ہو زبان سے فرما چکے ہین کہ مین فقیر بن کر قبر قباد و مہر نگار پر بیٹھونگا ای لندھور بن سعدان اسکی تدبیر کرو کہ صاحبقران اس ارادے سے باز رہین لندھور نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری تم سے زیادہ کون رازدان ہی تم مراد کلام صاحبقران کو سمجھتے ہو تمھین کوئی جملہ ایسا کہو کہ صاحبقران اس ارادے سے باز رہین طریقۂ گفتن سے معلوم ہوتا ہی کہ جملہ سردار ہمراہ صندوق مہر نگار ہین صاحبقران زبان سے کہتے ہوے آتے ہین کہ ای شہریار آپ نے بڑی مشکل سے مہر نگار کو پایا تھا لیکن اب مہر گہر تاجدار کی فکر کیجیے صاحبقران نے فرمایا یارو اب شادی تو میرے لشکر سے اُٹھ گئی اب ہمارے واسطے عقد وغیرہ کہان آٹھ پہر رونا پیٹنا یاد مہر نگار ایسی ہی کہ یہ دل سے نکلجاے مہر نگار نے وہ وفاداری کی کہ اُس وفا نے دل کے ٹکڑے کر دیے ہین جس وقت مین نے سردار ثروبین کو ہفت ملک سے آکر مارا ہی اور قلعے بین مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ ناموس نوشیروان کو لوٹ لو اول مین خواجہ عمرو مکان مین شاہ کے گھسے کئی کنیزین لیکر فروخت کین مگر پہلوان عادی مکان مین بختک کے پہونچا اُسکی دختر کو دیکھ کر عاشق ہوا ایسی اُسپر بدعت کی کہ وہ تڑپ کر مرگئی آخر مجکو خبر پہونچی کہ مدائن مین یہ بدعت ہو رہی ہی مین نے سب کو منع کیا کہ یارو ایسا ظلم نہ کرو آخر نوشیروان کو خبر ہوگی مین سب کو روک کر محل مین ملکہ مہر نگار کے آیا مہر نگار نے بھی یہی کہا کہ ای شہریار یہ زرتاج ترک فرستادہ ثروبین مجکو لینے آیا تھا جب مین ناچار ہوئی اُسدم طوق حران گرد و ابوالمعاجن گرد کو دربارگاہ پر بلوایا اُنسے گفتگو ہوئی وہ ایسے نیک تھے کہ فوراً مسلمان ہوے تب قلعہ بند کیا زرتاج نے حلہ کیا اور تا بہ خندق پہونچ گیا تھا دیکھیے خنجر میرے ہاتھ مین ہی اپنے کو جوہر کرتی مگر خدا نے آپکو پہونچا دیا کہ آپ نے آکر زرتاج کو مارا اب یقین ہی کہ ثروبین لشکرکشی کرے یارو تم کو یاد ہوگا کہ مین نے مہر نگار سے کہا کہ اگر شاہان ہفت اقلیم مل کر مجھپر لشکرکشی کرین تو مین خوف نہ کرون اور ثروبین سے لڑون اُس بے حیا نے میرے ناموس کا ارادہ کیا تھا خدا نے میرے ناموس کو بچایا اب مین قلعے مین پہونچا تم میرے قبضے مین آگئین تمھاری خوشی چاہتا ہون کہ تم کو ملال نہ پہونچے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ میری تو یہ راے ہی کہ اب مجکو خانۂ کعبہ لے چلیے اپنے قبضے مین رکھیے جب نوشیروان طلب کرے تو اُس کو جواب دیجیے کہ مہر نگار میرے قبضے مین ہین قاضی کو بلوا کر عقد کر دیجیے آپ کی نیت مائل بہ بدی ہی اب مجکو خوف پیدا ہوا ہی کہ ایسا نہ ہو آپ مہر نگار کو

کسی کے حوالے کر دیجیے اب مین بڑے صدمے اُٹھا چکا مین تو آپ کے حکم سے جو غنیت ملک
گیا سب شہرون کو فتح کیا آپ نے اُسکا یہ بدلہ کیا کہ ژوبین کو بلوایا اُس سے گفتگو کر لی
اور حکم دیا کہ جاکر مہرنگار کو لے لو بس مین آپ کی بات کا کیونکر اعتبار کرون مجکو خون ناموس
ہی بس ای دارائے ہند بعد چند روز خواجہ بزرجمہر نے اصلاح کرائی مین نے یہی جواب دیا
کہ مین اب بغاوت نہ کرونگا سرکار کو کوئی رنج نہ پہونچے نوشیروان کچھ جواب نہ دے سکا کہنے
سے مہرنگار کے مہرنگار کو خانۂ کعبہ لے گیا آخر ژوبین کو بختک نے ورغلایا اور ایک تلوار
سات مرتبہ زہر مین بجھا کر دی مراد یہ تھی کہ اگر اسکا زخم جسم پر صاحبقران کے پڑ جائیگا تو اسکا
علاج پردۂ دنیا مین نہین ہی ژوبین نے کہا یا صاحبقران آپ زمانے کے صاحبقران ہین
اور مین بادشاہ کابل اگر آپ مجھسے جنگ کرتے ہین تو سلاح جسم سے دور کیجیے اور مین ہتھیار
باندھ کر لڑون آپ کے ہاتھ مین صرف تلوار رہے ہرچند کہ عمرو پاس کھڑا تھا اُسنے زبان عربی مین
کہا کہ یا صاحبقران اس شرط کو نہ قبول فرمائیے مگر چونکہ میرا زمانۂ شباب تھا جوش جرأت
جنگ کی عادت تھی ژوبین کا کہنا قبول کر لیا بے سپر جو اُس سے لڑا سر پر تلوار پڑ گئی ژوبین
تو شکست کھا کے بھاگا مگر مین گھوڑے سے گرا سر سے خون سیاہ نکلتا تھا خواجہ اُٹھا کر خانۂ کعبہ
مین لائے والدین کی بیقراری دوستون کی اشکباری مگر عمرو بیقرار ہو کر پاس بزرجمہر کے پہونچا
اُنھون نے یہ علاج بتایا کہ خانۂ کعبہ مین جو بائین پر کوٹھری ہی اُس کی چھت اُتروا ڈالو اور میر
کو اُس مین لٹاؤ مہرنگار کو سرہانے بٹھا دو پروردگار علاج غیب سے کریگا ہمارے تمام سردارون
نے یہی کیا کہ مہرنگار کو سرہانے بٹھایا مین غش مین تھا مہرنگار کے ہاتھ مین مونچھا تھا زخم سے
کیڑے اُبل رہے تھے اور مہرنگار جھنجتی جاتی تھین پروردگار نے یہ سامان دکھایا کہ بادشاہ
پردۂ قاف شہپال بن شہرخ ایسا ناچار ہوا کہ اُسنے مرہم سلیمانی دے کر چار دیوزادون کو
بھیجا اُنھون نے آکر پٹیان چڑھائین مہرنگار نے دیکھا کہ سر سے سب کیڑے مر کر گر پڑے زخم
پر پٹی مرہم کی چڑھی ہوئی ہی بلا کر خواجہ سے کہا کہ دیکھو خواجہ یہ پٹی کہانسے آئی کسنے سر پر میر
کے چڑھائی عمرو نے کہا چونکہ خواجہ بزرجمہر کا حکم تھا کہ زخم سر صاحبقران کا علاج
غیب سے ہوگا وہ ہی ہوا میرا چونکہ درد کم ہوا مین نے آنکھ کھولی بلکہ مہرنگار سے پانی مانگا مہرنگار
نے مجھسے پوچھا کہ یا صاحبقران یہ پٹی مرہم کی کون چڑھا گیا مین نے جواب دیا کہ ایک پریزاد
اور چار دیوزاد کل کے روز آئے اور مجھسے اقرار لیا کہ طرف پردۂ قاف کے چلیے گا ہم آپ
علاج کو آئے ہین مین نے قبول کر لیا وہ جس وقت سے پٹی چڑھا کر چلی گئی آرام ہی اور نہ
آج بھی آنے کو کہہ گئی ہی یہ ذکر تھا کہ سلاسل پری نے آکر سرمۂ سلیمانی میری آنکھ مین کھینچا مین نے آنکھین
کھول کر دیکھا کہ وہ ہی چار دیوزاد اور ایک پریزاد پٹی مرہم کی لائے ہین مین تو اُن کو دیکھتا تھا
مگر مہرنگار نہ دیکھتی تھین مین اُن سے باتین کرنے لگا مہرنگار روتی ہوئی باہر گئین
خواجہ عمرو کو بلا کر کہا کہ صاحبقران کو فرشتے نظر آرہے ہین اُن سے باتین کر رہے ہین اور
فرماتے ہین تمھارے ساتھ چلونگا خواجہ عمرو یہ سُن کر دوڑے ہوئے آئے مجھسے آکر پوچھا کیون آقا

کس سے باتین کر رہے ہو مین نے بیان کیا کہ بادشاہ پردۂ قاف اپنے سپہ سالار دیو عفریت کی بدعت سے عاجز ہو رہا ہی مجکو بلایا ہی مین اقرار کر رہا ہون کہ تمھارے ساتھ چلونگا اور عفریت کو مارونگا عمرو نے مہرنگار کو سمجھایا کہ صاحبقران پردۂ قاف جاوینگے خیر خدا صحت تو عطا کرے پھر تشریف لیجائینگے آخر کار بعد کئی دن کے مین نے صحت پائی چار دن دیوزاد آے پھر سلاسل پری نے کہا کہ ای شہریار جو آپ نے وعدہ کیا ہی اُسکو وفا کیجیے مین نے غسل صحت کیا اور سب سردارون کو رخصت کیا بہرام طرف چین کے گئے اُنکے باپ پر کسی نے لشکر کشی کی تھی وہ اُسطرف گئے ہندوستان سے نامہ آیا کہ عبد العزیز بادشاہ زیرباد ہند پر چڑھ آیا ہی اور مین قلعہ بند ہون جلد آئیے لندھور اُس طرف گئے دو لونی سردار جو نامی تھے وہ نکل گئے مین مہرنگار سے رخصت ہوا اُس وقت مہرنگار کا عجب حال تھا رو رو کر فرماتی تھین کہ یا صاحبقران زمان مجھپر کیا گذریگی مین نے وعدہ کیا کہ اُٹھارویں دن آؤنگا مگر لفظ انشاء اللہ نہ کہا اُسکا یہ انجام ہوا کہ ایک دن کا ایک سال گذرا اگر مہرنگار کی جرأت یہ تھی کہ اٹھارہ برس قلعہ جات پر لڑین لیکن کبھی نوشیروان کے پاس نہ گئین بوقت رخصت مجھسے فرماتی تھین یا صاحبقران آپ ہمکو چھوڑے جاتے ہین ہم کسکے بھروسے پر جیینگے اب تو یہ حال ہی نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ اُنکو اگر اُٹھی بھی نقاب عارض ہوئی نگاہونکی اتنی کثرت کہ بن گئین خود حجاب عارض
کسے دکھاتے ہو انجمن مین جمال آئینہ تاب عارض یہان تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہوگئی جو حجاب عارض
کہان یہ بو سنبل چمن مین کہان یہ نکہت گل چمن مین اُنھین کا گیسو مثال گیسو انھین کا عارض جواب عارض
ہزار جا جا کے ڈھونڈھتے ہین مگر کہان وہ اُٹھینگے چمن مین وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزۂ محو خواب عارض
غرور جوبن پہ اُنکو ناحق ہمین جوانی پہ ناز بیجا نہ معتبر حسن عارضی ہی نہ اعتبار شباب عارض
یہان ہی پیش نگاہ ہردم یہی سفید و سیاہ عالم سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض
ہماری تربت پہ روے گلرو تو ہوگئی ساری قبر شبنم جب آے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو ٹپکے گلاب عارض
نظارہ بازو لنے ہو مقابل تو سات پردے بھی ہین جو حائل جھلک دکھاجاے اپنی ای دل وہ شوخ دیدہ ہی تاب عارض
ہمارا حال خراب دیکھو رقیب کے پیچ و تاب دیکھو سپہر کا انقلاب دیکھو کبھی تو اُلٹو نقاب عارض
نہ بھولتا ہون جمال اُنکا نہ بھولتا ہون جلال اُنکا نظر مین ہی ای جلال اُنکا وہ جلوہ پر عتاب عارض

مین نے گلے لگا کر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم اٹھارویں دن آجاؤنگا نہ گھبراؤ عمرو نے کہا اگر آپ نہ آئینگے تو کیا ہوگا سب کو زنبیل مین بند کرلونگا مہرنگار کو بھی زنبیل مین رکھونگا بھاگا بھاگا پھرونگا مجکو کون پائیگا ناظرین پر واضح رہے کہ عمرو نے بھی لفظ انشاء اللہ نہ کہا اور امیر نے بھی انشاء اللہ نہ کہا اُسکا یہ انجام ہوا کہ امیر کو اٹھارہ دن کے اٹھارہ برس گذرے اور عمرو کی زنبیل بند ہوگئی مگر یار و مہرنگار نے اٹھارہ برس صبر و جبر اختیار کیا کیسی کیسی مصیبتین اُٹھائین کہ نقابدار نارنجی پوش آکر قلعہ جات پر لڑا بعد اٹھارہ برس کے مین فقیر بن کر آیا اور سامنے قلعے کے فقیر بن کر بیٹھا اُس روز مہرنگار بیقراری و اضطراب مین بالاے قلعہ بیٹھین ایک کبوتر کا جوڑا آکر بیٹھا مہرنگار نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین فال دیکھتی ہون اگر مین نے دونون کو شکار کیا تو آج ہی صاحبقران زمان

ملاقات ہوگی اور اگر تیر خالی گیا تو ناامیدی ہی کہ اب پیرسے زندگی مین ملاقات نہ ہوگی یہ کہکر تیر مارا
جوڑے کا جوڑا زخمی ہوا تیر کھاکر کبوتر اُڑے جہان مین بیٹھا تھا وہان آکر گرے مین نے کبوترون کو
اُٹھالیا مہر نگار کے ہاتھ کا جو تیر پایا اُس کو چومتا تھا کہ عمرو نے آکر للکارا کہ خرد منڈے تو کون
ہی کہ اس تیر کو چومتا ہی مین نے نہ مانا عمرو اور زیادہ بگڑا آخر کو عمرو سے بیان کیا کہ میرا نام
درویش جہان گشت ہی مین پیغام پردۂ قاف سے لایا ہون مگر کان مین مہر نگار کے کہونگا
عمرو نہ مانتا تھا جب مین نے انکار کامل کیا کہ سوا نے مہر نگار کے کان مین اور کسی سے وہ
پیغام نہ کہونگا تب عمرو مجکو قلعے مین لایا سات پہرے بٹھائے ہر پہرے والے کو یہی حکم تھا کہ یارو
جب یہ فقیر اندر سے نکلے تب اسکو مار ڈالنا سب سردارون نے قبول کیا ای دارائے ہند جب
قریب پردۂ مہر نگار پہونچا اُس ملاقات کا کیا ذکر کرون کہ بعد اٹھارہ برس کے قریب معشوق پہونچا
اور عمرو کی خیر خواہی دیکھ کر دل کو بڑی خوشی ہوئی کان مین مہر نگار کے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ
فرمایا کرتی تھین کہ آپ جب آتے ہین تو دماغ مین بوے پیرہن آتی ہی ای مہر نگار ایسا ہمکو آپ نے
فراموش کیا کہ ہم آپ کے پاس بیٹھے ہین اور آپ نہین پہچانتین عمرو تیغچہ لیے ہوے سر پر کھڑا تھا
ای دارائے ہند مین نے جو مہر نگار سے یہ کہا مہر نگار نے بیقرار ہو کر پردہ اُلٹ دیا ای یارو
اُس وقت کی عاشق و معشوق کی بیقراری دونون کی گریہ و زاری کہ تمام کنیزین رو رہی تھین
سب کو معلوم ہوا کہ صاحبقران آے ہین مین نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میرے سردارون کا
بھی امتحان کرو جاکر کہو کہ اُس فقیر کو تو مین نے مار ڈالا مگر صاحبقران نے انتقال فرمایا ملکہ
مہر نگار کے ساتھ کون شادی کریگا جب عمرو نے باہر آکر یہ کہا سب سردار رونے لگے کہتے تھے
کہ وہ ہماری پیر مرشد ہین لڑ بھڑ کر جان دین گے جو وہ حکم دینگی ہم بجا لاوین گے مگر عادی نے
بڑھ کر کہا کہ خواجہ مین مستحق ہون مہر نگار کے ساتھ عقد کرونگا نوشیروان سے سمجھ لونگا
مین باہر نکل کر آیا عادی مجکو دیکھ کر شرما گیا مین نے چاہا عادی کو نکالدون مگر مہر نگار نے
سفارش کی کہ ای شہریار اٹھارہ برس یہ ہمارے ساتھ لڑا ہی کسی مقام پر تامل نہین کیا اگر
کچھ جرمانہ وغیرہ کر دیجیے یا معاف کیجیے تب مین نے عادی کو جلاد لشکر قرار دیا ہر مقام پر مہر نگار
کی وفاداری کا ای لندھور کیا ذکر کرون مین اُسکے غم کو دل مین رکھونگا اور ترک دنیا کرونگا
فقیر بنکر قبر پر بیٹھونگا قرآن خوانون سے صحبت رہیگی غرض صاحبقران بعد کئی روز کے خانۂ کعبہ
کی سرحد مین آکر پہونچے خواجہ عبد المطلب نے سُنا کہ صاحبقران مہر نگار کی لاش لے کر
آتے ہین سب روساء خانۂ کعبہ براے استقبال آے بڑی دھوم سے لاشۂ مہر نگار داخل
خانۂ کعبہ ہوا برابر قبر قباد کے قبر مہر نگار کھُدوائی بیچ مین اپنی جگہ رکھی جب مہر نگار کو قبر مین
اُتارا تو امیر فرماتے تھے کہ ای رفیق شفیق و ای عاشق صادق و ای یار موافق تم نے میرے واسطے
بڑے بڑے صدمے اُٹھائے مین خود تلقین پڑھونگا سوال و جواب دلیرانہ کرنا تم کامل مسلمان ہو
جب نکیرین سوال کرین کہ خدا تیرا کون ہی تو جواب دینا کہ وحدہٗ لا شریک فرد نہ کوئی ہوا ہی
نہ ہوگا شریک و تیری ذات ہی وحدہٗ لا شریک ٭ پھر پوچھا جائیگا کہ کتاب تمھاری کیا ہی جواب دینا

کہ قرآن مجید فرقان حمید امیر نے رو رو کر اسی طرح تلقین تمام کی پڑے لگائے جب مٹی پڑون پر پڑنے لگی تو کہتے تھے کہ اے ملکۂ عالم تم ایسی نازک مزاج معشوقون کے سر کی تاج یہ بار کیونکر اُٹھیگا خدا کے سپرد تم کو کرتا ہون امیر قبر پر سے نہ اُٹھتے تھے مگر لندھور وغیرہ نے منت و خوشامد کر کے امیر کو قبر سے اُٹھایا امیر آکر ماں باپ سے ملے جو پوچھتا ہے کہ کیا سانحہ گذرا امیر کسی کی بات کا جواب نہین دیتے جس دن تیجہ ہوا اور امیر کے سامنے پھول لائے امیر نے پھول اُٹھایا اور خوب چیخین مار کر روئے فرمایا اے مہر نگار ہم تمسے بالکل چھوٹے اب کیونکر ملاقات ہوگی خواب مین آکر اتنا تو کہدو کہ جس جوش مین تم نے جان دی قباد شہریار سے بھی ملین مصنف دفتر نے تحریر کیا ہے کہ اس غم کے بعد صاحبقران فقیر ہوتے ہین سب سرداروں کو فرداً فرداً رخصت کیا ملک تقسیم کیے عمرو نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ اے شہریار جو آپ فقیر بنین گے تو مین چیلا بن کر رہونگا مجکو اپنے سے جدا نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن آکر ستائے تو کون نگہبانی کریگا امیر نے فرمایا اے خواجہ فقیر پر جو بدعت گذرے وہ اُٹھائے ہرچند عمرو نے سمجھایا کہ آپ اکیلے رہینگے مین غلامی کرونگا امیر نے فرمایا خواجہ زیادہ تکرار نہ کرو جو کہو ملک و مال تم کو دون عمرو نے کہا مین کسی ملک کا خواہان نہین مین تجارت کرونگا ملک مصر مین جاکر بیٹھونگا لیکن مجکو رخصت نہ کیجیے جب امیر نے روکر فرمایا کہ خواجہ اگر نہ جاؤگے تو مجھے زندہ نہ پاؤگے عمرو ناچار ہوا قرآن خوانون سے کہا کہ صاحبو ذرا ہوشیار رہنا خواجہ عبد المطلب سے آکر کہا کہ مین ملک مصر کو جاتا ہون جسوقت کوئی افتاد پڑے تو میرے باپ کو وہان بھیجیے گا مین فوراً آؤنگا صاحبقران کو آفت سے بچاؤنگا اب یہ خبر وحشت اثر تمام دنیا مین مشہور ہوگی کہ امیر نے ترک دنیا کیا جابجا سے دشمن چل نکلین گے آکر سلطنت کرینگے بختیارک ایسا دشمن موجود ہے بھلا وہ چین لینے دیگا کسی نہ کسی کو اُبھاریگا یہ کہکر خواجہ عمرو بھی رخصت ہوئے اب امیر بیچ مین قبرونکے آکر بیٹھے ایک طرف قبر قباد اور ایک طرف قبر مہر نگار مورچھل ہاتھ مین لیے دونون قبرونکی مگس رانی کر رہے ہین قرآن خوانون سے صحبت ہے کبھی قبر قباد سے سوال کرتے ہین کہ اے نور نظر و اے پارۂ جگر و اے روشنی بصر کسی دن خواب مین نہ آئے کہ ہم کو تسکین دے جاتے کئی دن جو صاحبقران نے یہی تقاضا کیا ایک شب کو عالم خواب مین دیکھا کہ قباد تخت پر بیٹھے ہین اور ملکہ مہر نگار سے باتین کر رہے ہین امیر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مزاج کیسا ہے مہر نگار نے کہا کہ یا صاحبقران بہت اچھی طرح ہون جس روز سے آئی قباد سے ملاقات ہوئی انھین کے قصر مین رہا کرتی ہون اور میری کنیزین جو کہ میرے ہمراہ آئی تھین وہ مصروف خدمت رہتی ہین حور و غلمان جنت اور کنیزان نیک طینت علاوہ اُن کنیزون کے عطا ہوئی ہین کہ جو رات دن میری خدمتگزاری معقول طرح سے بجالاتی ہین بڑی عنایت رب اکبر یہ ہوئی کہ جام زہر کا پینا مجھپر معاف ہوا جو صبح کو ایک کاسہ آتا تھا کنیزین پلاتی تھین قلب کو صدمہ ہوتا تھا مگر یا صاحبقران زمان یہ کیا حال آپ نے بنایا ہے کیون فقیر بنکر آپ بیٹھے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم مین اپنا حال کیا کہون تمھاری جدائی مین بیقرار رہون مجکو اب دنیا سے نفرت ہوگئی کسی صحبت کو جی نہین چاہتا

بس یہی ہوس رہگئی ہی کہ ہر وقت تمھاری قبر کے پاس رہون اور قبر کو دیکھا کرون ملاحظۂ قبر سے آرام آتا ہی روح کو راحت قلب کو قوت ہوتی ہی شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ تم کو براحت دیکھا بڑا مجکو یہ خیال تھا کہ تم نے سودۂ الماس پیکر جان دی کتابون مین دیکھا ہی جابجا لکھا ہی کہ جو جس طرح جان دیگا تا روز قیامت وہ ہی عذاب اُسپر رہیگا مہرنگار نے کہا کہ یا صاحبقران کیا عنایت پروردگار کا ذکر کرون چند روز تو ویسا ہی کاسہ آیا اُسکا مزہ بہت خراب تھا بعد اُسکے پھر جو جام آیا اُس مین وہ بات نہ تھی اب کئی مہینے گذرے ایسا جام آتا ہی کہ قلب کو گوارا ہوتا ہی بلا تکلف پی جاتی ہون بس اب اتنی تکلیف ہوتی ہی کہ اُس جام مین قدرے کڑواہٹ ہوتی ہی صاحبقران نے فرمایا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ تم قباد سے ملین اور قباد ہی کے پاس رہتی ہو قباد نے پُکار کر پوچھا کہ ای مادر مہربان کس سے کلام کر رہی ہو مہرنگار نے کہا کہ ای نور نظر میرے عاشق صادق آئے ہین اُنھین سے باتین کر رہی ہون قباد نے جو نام صاحبقران سُنا بیچین ہوگئے دوڑے ہوے سامنے آئے جھک کر سلام کیا امیر نے دعا دی پوچھا ای نور نظر کہان تھے قباد نے کہا کہ مین خبر فرزند کو گیا تھا وہین سے آتا ہون صاحبقران نے پوچھا کون فرزند قباد نے عرض کی کہ ای قبلہ وکعبہ آپ نے مغرب سے خبر نہین منگائی ملکہ ماہ مغربی جو حاملہ تھین اُن کے بطن سے فرزند ہوا نام اُسکا سعد بن قباد رکھا ہی انشاء اللہ خروج کرکے آئیگا اب تو جابجا لڑ رہا ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ حضور جو فقیر بن کر بیٹھے ہین دشمنان خدا جو آپ کے دشمن ہین اور راہ نیک کے رہزن ہین وہ اس حال مین نہ رہنے دین گے آپ کو ستائین گے آپ بڑی تکلیف اُٹھائین گے جس وقت آپ کی قید کو عرصہ گذر یگا وہ شیر آکر سب کو ترغیب جنگ دیگا آپ کے فرزندان نامدار وسرداران عالی وقار ایسا لڑین گے کہ آپ کو قید سے رہا کرلین گے جب اُس کا حال آپ پر ظاہر ہوگا تو آپ توجہ نہ فرمائین گے مگر وہ شیر دلیر لڑ بھڑ کر سلطنت لیگا مدت مدید تک سلطنت کریگا مثل میرے باانصاف ہوگا سب خرد وکلان اُس سے راضی ہونگے نئے نئے بہادر آئین گے آپ خانۂ کعبہ مین ہونگے آپ کا مقام آپ کا فرزند لیگا کافرون کو شکست دیگا بڑے معرکے پڑین گے وہ ہی ایسے جوان ہونگے کہ اُن لڑائیون کو سنبھالین گے ابھی آپ کو جہاد کامل درپیش ہی آپ کا تشریف لانا باعث میری خوشنودی کا ہوا شکر کرتا ہون پروردگار کا مادر مہربان بخیر وعافیت میرے پاس آگئین ہرچند کہ آپ کو بڑا صدمہ ہوا مگر مجکو بڑی راحت ہوئی زیادہ پاس بیٹھنے کا حکم نہین ہی روز صبح کو تشریف لاتی ہین مین سلام کرکے مشرف ہوتا ہون چند ساعت بیٹھ کر چلی جاتی ہین مگر شکر خدا کرتا ہون کہ براحت وآرام ہین لیکن ہر روز آپ کے واسطے روتی ہین اور یہ فرماتی ہین کہ شوہر میرا فقیر بنا ہوا بیٹھا ہی میری جدائی کے بعد ترک دنیا کیا حقیقت مین عاشقان صادق ایسے ہی ہوتے ہین جب تشریف لاتی ہین یہی ذکر کرتی ہین ہرچند مین سمجھاتا ہون مگر وہ نہین مانتین فرماتی ہین ای قباد تم انصاف کرو کہ ایسی سلطنت کو ترک کیا کہ جسکو تم نے خود دیکھا اور فقیر بن کر بیٹھے راحت دنیا کو بالکل ترک کردیا دیر تک عالم خواب مین صاحبقران قباد سے

باتین کیا کیے مگر مہر نگار چلی گئین صاحبقران نے پوچھا کہ ای فرزند ملکہ اب کہان گئین قباد نے عرض کی اُن کے رہنے کا قصر اور ہی صاحبقران نے فرمایا مین اُن کا قصر دیکھ سکتا ہون قباد نے کہا چلیے مین دکھلاؤن صاحبقران اُسی عالم مین قباد کے ساتھ ہوے سامنے سے نوبرس و خوبان نگار و خوبان طراز دوڑی ہوئی آئین قباد کو سلام کیا صاحبقران پر توجہ نہ کی عرض کی کہ ای شہریار جلد چلیے ملکہ مہر نگار بیقرار ہو رہی ہین بلک بلک کر رو رہی ہین فرماتی ہین کہ کیا آج قباد شہ آوینگے جلد چلیے قباد نے صاحبقران کو اشارہ کیا کہ قدم بڑھاکے آئیے سامنے قصر تھا اُس مین سے رونے کی آواز آتی تھی کہ ہاے شوہر میرا فقیر بن کر بیٹھا ہی کہ صاحبقران اور قباد اُس قصر مین پہونچے قباد نے مہر نگار کو سلام کیا ملکہ مہر نگار نے فرمایا ای نور نظر آج ہم کو فراموش کیا تھا قباد نے عرض کی قبلہ و کعبہ بھی تشریف لاے ہین چار سی کنیزین گرد بیٹھی تھین وہ براے تعظیم قباد اُٹھین مگر صاحبقران سے کنیزون نے کہا بس آپ تشریف لیجائیے زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہماری مالک کو تکلیف ہوگی قباد نے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران روتے ہوے بیدار ہوے نماز سحر کا وقت تھا اُٹھ کر نماز ادا کی غرضکہ ناظرین پر واضح رہے کہ اس معرکہ کے بعد اگر ناظرین کو ملاحظہ منظور رہی تو نوشیروان نامہ ملاحظہ کرین اس داستان کے بعد صاحبقران کا قید ہونا اور مقدمات عقا مین ظاہر ہوتے ہن سب پہلوان و ناجدار پھر جمع ہو جاتے ہین وہی شور و شر پیدا ہوتا ہی خواجہ عمرو کا مصر سے آنا اور عیاری کرنا یہ سب حالات ناظرین پر ظاہر ہونگے ۔ زیادہ والسلام

تمام شد ہومان نامہ

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص بہ سہیل خلف الصدق منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف دفتر ہذا

بعد حمد خداے جہان آفرین و نعت حضرت سید المرسلین و منقبت جناب یعسوب الدین یہ حقیر بیر تقصیر عرض کرتا ہی کہ سبحان اللہ والد ماجد نے ہومان نامہ کو کیا رونق دی ہی کہ کل داستانین نگاہ سے گر گئین چند داستانون کا پتہ دیا ہی کیا تکلف بخشا ہی میرے قبلہ و کعبہ نے دریا بہایا ہی رنگ نثاری دکھایا ہی ناظرین والا مقام کتب مصنفۂ جناب قبلہ و کعبہ سے بخوبی ماہر ہون کہ پندرہ سولہ جلدین خاص تصنیف کردۂ والد ماجد ہین جنکو دفتر سے کچھ واسطہ نہین نام اُنکے بدین تفصیل ہین جلد پنجم ہوش ربا دو جلد مین و جلد ششم کہ منتخب جلد ہی بعد اُسکے جلد ہفتم و دو جلد موسوم بہ بقیۂ ہوش ربا جسمین حوالۂ داستان ہاے جلد اول و دوم و سوم و چہارم بخوبی موجود ہی اُسکے ملاحظہ سے ناظرین محظوظ ہوتے ہونگے اسکے بعد فتنۂ نور افشان تین جلد مین ایسا فرمایا کیا کیا داستانین لکھی ہین جسکے ملاحظہ سے ناظرین بہت حظ اُٹھاتے ہونگے ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہی کہ بعد ختم فتنۂ نور افشان طلسم ہفت پیکر تصنیف فرمایا کہ جسکے ملاحظہ سے

لطف دفاتر ملتا ہوگا پھر بھی جوش طبع قبلہ و کعبہ کم نہین ہوا بعد ہفت پیکر طلسم خیال سکندری تصنیف فرمایا کہ جسکا زور و شور تکلف داستان وصفائی زبان ملاحظہ پر موقوف ہی اس کے بعد طلسم نوخیز جمشیدی تین جلدون مین لکھا پھر لطف یہ کہ باوجود اسقدر وسیع البیانی کے ہر داستان کا رنگ الگ الگ ہی جس داستان کو ملاحظہ فرمائیے یہی معلوم ہوتا ہی کہ اب اس سے بڑھ کر کوئی داستان نہ ہوگی حقیقت مین یہ طرز بیان اور طلاقت زبان اور دلچسپی حالات والد ماجد کا حصۂ خدا داد ہی کوئی اسمین شریک و سہیم نہین ہوسکتا مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے ہمہ دان و باکمال اور ہر دل عزیز کا انتقال ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۸؁ ہجری مین ہوگیا احقر کے نزدیک تو داستان طرازی کا چراغ گل ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ ختم و طبع ہومان نامہ در صنعت توشیح مصنفۂ سخن سنج و ہنر پرور منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر اعلی اللہ مقامہ

قمر شکر خلاق رب انام ✦
غم دہر سے سخت نالان ہوں مین
ہو کس ہی حقیر گنہگار کو ✦

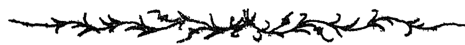
ہومان نامہ ہوا اب تمام
رعایت کا ناظر سے خواہان ہون مین
جدائی کا مضمون تاریخ ہو ✦

۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد ماہر سخن مرزا علی حسن صاحب متخلص بہ ثمر تلمیذ جناب منشی احمد حسین صاحب قمر

قمر ہین جو استاد والا حشم ✦
ثمر کو ہوئی فکر تاریخ کی ✦
سر بزم سے لکھ سن عیسوی

لکھا خوب یہ ترجمہ سر بسر ✦
صدا دی یہ ہاتف نے با کر و فر
ثمر نخل امید ہی بارور ✦
سنہ ۱۹۰۱ع



نام کتاب	قیمت
پیرنا بالغ - در دو حصہ -	عہ ر پ
سوانح عمری عمرو عیار -	عمہ ر پ
سیرت محمدیہ -	سے ر پ
تاج کامیابی -	۷ ر پ
سوانح عمری شیطان -	عمہ ر پ
الف لیلہ و نیاز ادبطرز ناول -	عہ ۱۲ ر پ
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	عہ ر پ
پھول والون کی سیر -	۱ ر پ
اخوان الصفا - اُردو چھاپہ ٹیپ -	عمہ ر پ
ترجمہ اُردو رابن سن کروسو - چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے -	۱۱ ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -	عہ ۱۲ ر پ
بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان - انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا اُنکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے - آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اِس قصہ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور یہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اِس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اِسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اِسکا رواج جاتا رہا اِس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا	

نام کتاب	قیمت
تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے آنکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جس کی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین -	
۱ - جلد مہدی نامہ -	للعہ پ
۲ - جلد روحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ -	للعہ پ
۳ - جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -	۱۲ ر پ
۴ - جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ -	معہ پ
۵ - جلد مطلع الانوار -	سے ر پ
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	صہ ر پ
۷ - جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ -	صہ ر پ
۸ - جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ -	صہ ر پ
۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ -	سے ۸ ر پ
الف لیلہ باتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اُردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد - کاغذ سفید و حنائی -	عہ ر پ
فسانہ عجائب جلی قلم - باتصویر بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ -	۹ ر پ
ایضاً - کاغذ حنائی گندہ -	۷ ر پ
الف لیلہ باتصویر کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۹۰۲ء	
۱ - کاغذ سفید چکنا -	۱۵ ر پ
۲ - کاغذ ریشمی سفید -	۱۴ ر پ

نام کتاب	قیمت
قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ۔	۲ر پ
کامروپ کا جادو۔ اُردو کاغذ سفید۔	۲ر پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۶ر
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۳ر
سروش سخن با تصویر بجواب فسانۂ عجائب از سید فخرالدین حسین مودودی۔	۵ر۳ ۹/۱۲
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۴ر۳ ۹/۱۲
طلسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔	۵ر
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر	۳ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳ر۶ ۹/۱۲
تفریح الطلبا۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہین ہے۔	۲ر پ
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۹ر
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش۔	۶ر۶ ۹/۱۲
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۵ر
مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود۔ از حافظ امیر الدین۔	۱ر۶ ۹/۱۲
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱ر۶ ۹/۱۲
بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان۔	عہ
سیراب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور۔	۳ر۶ ۹/۱۲
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفۂ منشی احمد علی خان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم و بزم دونون عمدہ۔	۸ر

نام کتاب	قیمت
فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین۔	۴ر
قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ تخلص قیس۔	۶ پائی
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر۔	۸ر۳ ۹/۱۲
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	۵ر
قصۂ زاہد شمسی۔ مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد۔	۱ر۶ ۹/۱۲
سنگاسن بتیسی۔ قصۂ مشہور۔	۳ر۶ ۹/۱۲
ناٹک نل و دمنتی۔ مولفۂ منشی بنایک پرشاد۔	۲ر۶ ۹/۱۲
قصۂ موتی و منبولہ۔ ذخیرۂ پند خردمندانہ۔	۹ پائی
بیتال پچیسی با تصویر۔ قصۂ مشہور۔	۳ر
گل بکاؤلی۔ از منشی نہال چند۔	۳ر
طوطا کہانی با تصویر۔ از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر۔	۲ر۶ ۹/۱۲
پریم کہانی۔ مصنفۂ منشی شیو دیال سنگھ صاحب وکیل مرحوم مطبوعہ غیر۔	۶ر پ
افسانۂ پُر فضا۔ مصنفۂ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب	۳ر
قصۂ گل و صنوبر۔ از منشی پیم چند۔	۱ر۶ ۹/۱۲
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا۔	۵ر
نورتن۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔	۵ر۹ ۹/۱۲
قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور۔	۲ر
سیر مقبول۔ فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر	۹ر۶ ۹/۱۲
قصۂ گوپی چند بھرتھری۔	۹ پائی
لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد۔	۲ر
قصۂ سور جیو۔ حصۂ اول۔ از منشی چرونجی لال۔	۶ پائی
قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہر گوپال۔	۴ر
ریاض تحقیق نادر۔ اُردو شرح سکندر نامہ بری مصنفۂ مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت۔	۱۲ر عہ